بعون ایزد متعال و صون خالق ذو الجلال

صحیفۂ نایاب و نسخۂ انتخاب جامع حالات سلاطین عظام و مشایخ افاخم

یعنی

ترجمہ تاریخ فرشتہ اردو

جلد دوم

بکمال تنقیح و صحت از نظر [illegible] زبان اردو میں ترجمہ ہو کر

مطبع گرامی منشی نولکشور لکھنؤ میں مزین بطبع ہوا

۱۹۳۳ء

فہرست مطالب تاریخ فرشتہ اُردو جلد دوم مع حالات حضرات مشائخ کرام

مطلب	صفحہ
طبقۂ عادل شاہیہ بیجاپور	۱
یوسف عادل شاہ	〃
تذکرہ اسمٰعیل شاہ بن یوسف شاہ	۲۵
ذکر ملو عادل شاہ بن اسمٰعیل شاہ کا	۴۸
ذکر ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل شاہ کی فرمانروائی	۴۹
ذکر ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ	۶۴
ذکر ابراہیم عادل شاہ ثانی	۸۸
کوچ کرنا عدالت پناہ کا	۹۹
توجہ عادل شاہ بقصد نظام شاہ	۱۰۱
برہان نظام شاہ کی بیوفائی اور مکافات	۱۰۶
فتنہ شاہزادۂ اسمٰعیل	۱۱۱
ذکر وزیر خوشخصال شاہ نواز خاں	۱۱۲
بیان قتل ابراہیم شاہ ثانی	۱۱۶
طبقۂ نظام شاہیہ	۱۲۸
برہان نظام شاہ بن احمد شاہ	۱۴۳
حسین نظام شاہ بن برہان نظام بحری	۱۶۰
مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام بحری	۱۸۵
میران حسین بن مرتضیٰ نظام شاہ کا	۲۱۵
اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کا بیان	۲۱۹
ذکر برہان شاہ بن حسین شاہ کا	۲۲۲
ابراہیم نظام شاہ بن برہان	۲۲۹
احمد شاہ بن شاہ طاہر کی حک	۲۳۱
بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شہ	۲۳۹
مرتضیٰ نظام شاہ بن شاہ علی	۲۴۲

مطلب	صفحہ
طبقۂ قطب شاہیہ	۲۴۶
قطب شاہ کی سلطنت	〃
جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی کی سلطنت کا	۲۴۸
سلطان ابراہیم قطب شاہ کی سلطنت کا ذکر	۲۵۰
محمد قلی قطب شاہ	۲۵۴
طبقۂ عمادیہ	۲۵۹
ذکر علاء الدین عماد الملک	〃
علاء الدین دریا عماد شاہ	۲۶۰
برہان عماد شاہ	〃
تفال خان کا غلبہ	〃
ذکر طبقہ بریدیہ	۲۶۲
ذکر قاسم کی حکومت کا	〃
امیر علی برید شاہ کی حکمرانی	۲۶۲
ذکر علی برید شاہ کی حکومت کا	۲۶۳
طبقۂ سلاطین گجرات	۲۶۵
سلطان مظفر گجراتی	۲۶۶
سلطان احمد شاہ گجراتی	۲۷۲
محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ	۲۸۴
سلطان قطب الدین بن محمد شاہ	۲۸۷
سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ	۲۹۱
سلطان محمود شاہ المشہور بسلطان محمود بیگڑہ	۲۹۲
سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمود	۳۱۳
شاہ سکندر	۳۲۸
سلطان محمود بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی شاہی	۳۰۳

مطلب	صفحہ
سلیمان کرانی افغان	۴۸۳
بایزید افغان	//
داؤد خان افغان	۴۸۳
ذکر بادشاہان شرقی	//
سلطان الشرق خواجہ جہان کی حکومت	//
سلطان مبارک شرقی	۴۸۶
شاہ ابراہیم شرقی	//
سلطان محمود شرقی	۴۸۹
سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی	۴۹۲
سلطان حسین شرقی	۴۹۴
مقالہ آٹھواں حکام سندھ	۴۹۷
ناصر الدین قباچہ زمیندار ممالک سندھ	۵۰۲
بیان احوال سمنگان	۵۰۸
جام مانی بن جام جونا کی حکومت	//
جام تماجی بن جام مانی	۵۰۹
جام صلاح الدین	//
جام نظام الدین بن صلاح الدین	//
جام علی شیر بن نظام الدین	//
جام کران بن جام تماجی	۵۱۰
جام تغلق بن اسکندر	//
جام مبارک	//
جام اسکندر بن جام فتح خان بن سکندر	//
جام سنجر	//
جام نظام الدین معروف بہ جام نندا	۵۱۱
جام فیروز بن جام نظام الدین	۵۱۲
شاہ بیگ ارغون کی سلطنت	۵۱۳

مطلب	صفحہ
شاہ حسین	۵۱۴
عیسیٰ ترخان کی حکومت	۵۱۶
میرزا باقی کی حکومت	//
میرزا جانی کی سلطنت	//
سلطان محمود بھکری	۵۱۸
مقالہ نواں سلاطین ملتان	۵۱۹
شیخ یوسف ملتانی	//
قطب الدین لنگاہ کی سلطنت	۵۲۱
شاہ حسین لنگاہ کی شاہی۔	//
فیروز شاہ لنگاہ بن حسین شاہ لنگاہ	۵۲۵
شاہ محمود لنگاہ	۵۲۶
شاہ حسین ثانی	۵۳۰
مقالہ دسواں سلاطین کشمیر	۵۳۴
فتویٰ علمائے ہندوستان	۵۴۰
سلطان شمس الدین کی سلطنت	۵۴۱
شاہ جمشید بن شاہ شمس الدین کی سلطنت	۵۴۳
سلطان علاء الدین	//
شاہ شہاب الدین	۵۴۴
سلطان قطب الدین	//
سلطان سکندر بت شکن	۵۴۵
سلطان علی شاہ	۵۴۸
سلطان زین العابدین	۵۴۹
حاجی خان المخاطب بہ شاہ حیدر کی شاہی	۵۵۸
شاہ حسن ولد شاہ حیدر	۵۵۹
محمد شاہ ولد حسن حجان	۵۶۱
فتح شاہ بن آدم خان کی حکومت مرتبہ اول	۵۶۴

مطلب	صفحہ
محمد شاہ کی دوبارہ حکومت	۵۶۵
فتح شاہ کی دوبارہ شاہی	〃
سلطان محمد شاہ کی تیسری حکومت	〃
ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی شاہی	۵۶۷
نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی سلطنت	۵۶۸
ذکر محمد شاہ کی چوتھی بار سلطنت کا	〃
سلطان شمس الدین بن محمد شاہ کی فرمانروائی	۵۷۰
حکومت نازک شاہ دوبارہ کشمیر پر	〃
میرزا حیدر ترک کا تسلط کشمیر پر	۵۷۱
نازک شاہ کی حکومت تیسری بار کشمیر پر	۵۷۵
ذکر ابراہیم شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت کا	۵۷۸
اسمٰعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ	۵۷۹
حبیب شاہ ابن اسمٰعیل شاہ	۵۸۰
غازی شاہ کا ذکر	۵۸۲
حسین شاہ کی سلطنت	۵۸۳
علی شاہ کی سلطنت	۵۸۷
یوسف شاہ کی سلطنت	۵۸۹
مقالہ گیارھواں بیان اسلام حکام ملیبار	۵۹۴
مقالہ بارھواں مشائخ ہندوستان کے حالات میں	۶۰۵
لمعۂ خاندان چشتیہ	۶۰۶
ذکر حضرت سلطان مشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری معروف بہ چشتی	〃
ذکر سلطان العارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۶۱۲
ذکر سلطان المشائخ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر	۶۲۱

مطلب	صفحہ
ذکر سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس سرہ	۶۳۶
ذکر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ	۶۵۱
شاہ منتخب الدین زرزری زربخش قدس سرہ	۶۵۳
شاہ برہان الدین قدس سرہ	۶۵۴
شیخ زین الدین قدس سرہ	۶۵۵
شیخ نظام الدین ابوالموید قدس سرہ	〃
ذکر امیر خسرو دہلوی رح	۶۵۶
شیخ سلیم رح	۶۶۰
خاندان سہروردیہ ملتان	۶۶۱
حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ	〃
شیخ صدر الدین قدس سرہ	۶۷۲
حضرت مولانا ابوالفتح رکن الدین قدس سرہ	۶۷۶
جناب سید جلال الدین بخاری قدس سرہ	۶۷۹
حضرت حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ	〃
حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ	۶۸۰
مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ	۶۸۱
مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ	۶۸۲
شیخ وحید الدین عثمان سیاح	〃
مخدوم جہان سید جلال الدین حسین بخاری رح	۶۸۴
حضرت سید صدر الدین راجو رح	۶۸۸
جناب شیخ کبیر الدین اسمٰعیل رح	۶۹۰
خاتمہ ذکر ہندوستان بطور جغرافیہ	۶۹۱
خاتمۃ الطبع منجانب کارپردازان مطبع	۶۹۶

صنّاعِ ملکین و مکان فضلِ خلّاق زمین و زمان

بعون

الحمد للہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین و مرقع جیعض مشائخ ہند یعنی خوشتر

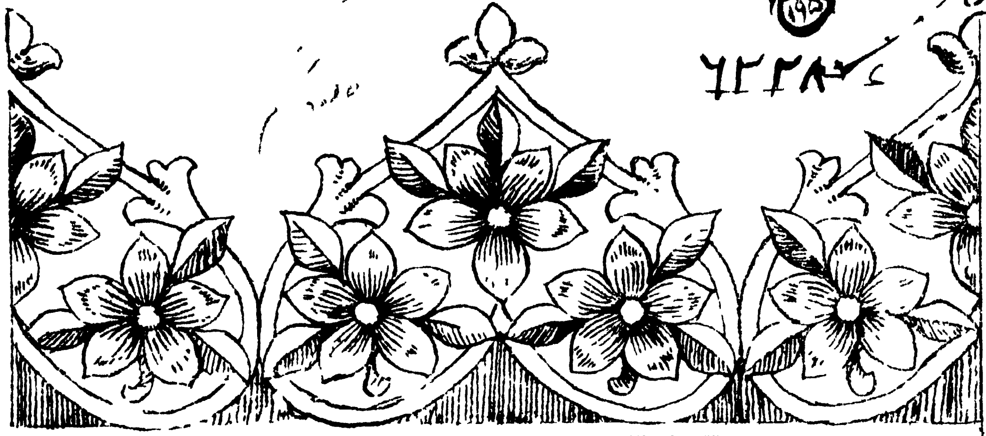
یعنی



جلد دوم

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بغرض اتحاف مشتاقان فن سیر و افادۂ عام اردو زبان سلیس میں حلیۂ ترجمہ سے مزین ہو کر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں ہائی طبع گرم شائع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

سرود سرایان محفل سخن و ترانہ کنندگان داستان کہن گلشن اخبار گیتی پروران اور چمن آثار کشورستانان سے خوشبو اس حکایت کی کہ احسن القصص ہے اس بے بضاعت کے مشام جان مین اسطرح پہونچا کر کے زمزمہ پیرا ہین شعر سرخیل سپاہ کامگاران ٭ شاہنشہ جملہ شہریاران ٭ یعنے ابو المظفر یوسف عادل شاہ ترکمان کہ فاتحہ کتاب اقبال اور غرہ سپہر جلال خاندان عادل شاہیہ ہے اولاد سلاطین عظیم الشان روم سے مشہور بآل عثمان سے ہے خسرو ذی شان عالی تبار والا دودمان قیاس زمان ہے جب باپ اسکا سلطان مراد سنہ ۸۵۵ھ آٹھسو پچپن ہجری مین اجل طبیعی کے سبب روم مین فوت ہوا اسکا بڑا بیٹا سلطان محمد بے مزاحمت تخت روم پر متمکن ہوکر بادشاہ کامگار یو توفیق آثار ہوا نہایت فضلا اور علما پرور تھا حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نے اسکی مدح مین قصائد موزون فرمائے ہین اسکے اجلاس کے بعد ارکان دولت و اعیان حضرت متفق اللفظ والمعنی ہوکر کہنے لگے کہ ابتدائے ایام سلطنت سلطان مراد مغفور مین ایک شخص نے ظہور کرکے دعوی کیا کہ مین مصطفے ابن ابا یزید ہون اور قریب تھا کہ اس سے فساد اور تزلزل ارکان دولت آل عثمان مین پڑے لہذا مناسب یہ ہے کہ ولیعہد کے سوا دوسرا شخص اولاد ملوک سے بقید حیات نرہے تاکہ اس فساد کے سبب اور فتنے اور مفسدے پیدا ہون سلطان محمد لاچار ہوکر انکا شریک ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی اعیانی مسمی یوسف کے قتل کا اشارہ فرمایا ارکان دولت حرم سرا کے دروازے پر آئے اور چاہا کہ شہزادہ یوسف کا گلا گھونٹ کر اسکا جنازہ خاص و عام کی اطلاع کے واسطے باہر لیجاوین سلطان محمد کی والدہ نے جو محبت زیادہ تر اپنے چھوٹے فرزند سے رکھتی تھی بازرو عجز انسے کہا کہ یہ لڑکا بیگناہ ہے مناسب ہے کہ اسکے قتل سے باز آؤ اور اگر اصلاح دولت اور مصلحت ملکی مین ہرج واقع ہوتا ہو تو آج کی رات مجھے مہلت دیکے کہ اتنی دیر نظر بھر کر دیکھ لون کل تمھارے سپرد کردون ارکان دولت نے مادر سلطان کی اسقدر مہلت پر مضائقہ نہ کرکے اس ضعیفہ کا

سوال قبول اور منظور کیا اور اُس ضعیفہ نے خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی تاجر ساکن سادہ کو کہ ہمیشہ ایران سے تحف ونفائس روم مین لاکر اسکی سرکار مین بیچتا تھا طلب کرکے اس سے یہ بات کہی کہ اگر چند غلام فروختنی تیری سرکار مین ہون میرے پاس لا تاجر نے عرض کی کہ میرے پاس پانچ غلام گرجی اور دو غلام جرکس موجود ہین پھر انھین حکم کے موافق حاضر کیا ایک اُن دو غلام جرکس سے کہ فی الجملہ شاہزادہ یوسف سے شباہت رکھتا تھا سوداگر سے مخفی خرید کرکے زر قیمت اُسکے حوالہ کیا اور خواجہ گرجستانی سے فرمایا کہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے اگر تو حقوق چندین سالہ منظور رکھکر میری اعانت کرے تو مال وجواہر عالم سے تجھے مستغنی کرون تعنے یوسف کو تیرے سلک غلامون مین منتظم کرتی ہون اسوقت اسے بلباس غلامان ملبس کرکے بلاد عجم کیطرف روانہ ہو خواجہ مال کی طمع یا حقوق آشنائی کی رعایت سے اس امر خطیر کا متعہد ہوا اور یوسف کو لیکر اسیوقت کہ ایک قافلہ کے ہمراہ جو بغداد کی طرف متوجہ تھا روانہ ہوا اور خداوند کارساز سے عہد کیا کہ اگر مین شاہزادہ کو سلامت لیکر عراق عجم کی سرحد پر پہونچون تو خمس مال زائران مرقد شیخ صفی قدس سرہ کو پہونچاؤن دوسرے دن جب اعیان وارکان دولت سلطان محمد کے حرم سرا کے دروازہ پر آکر طالب امر موعود ہوئے اس ضعیفہ مدبرہ نے اُس جماعت سے ایک شخص کو جو مزید اعتقاد واعتبار مین موصوف و معروف تھا اور اُس شب کو اسے بہو اعید بزرگانہ اور بذل نقود وجواہر بیش انداز ہ سے راضی کیا تھا اندر محل کے طلب کیا چنانچہ اُس شخص نے غلام مہود کو ہلاک کیا اور برسم سلاطین اُس دیار کے اُسے دفن وکفن کرکے فوراً باہر لیگیا چونکہ وہ اعیان وارکان سے تھا سب نے اس جنازہ کو شاہزادہ کا جنازہ یقین کرکے بلا تجسس دفن کیا اور خواجہ عماد الدین محمود جب سرحد عجم مین پہونچا اردبیل کی طرف جاکر وہ نذر کہ اپنی خوشی سے عہد کی تھی وفا کرکے شاہزادہ کو بھی اُسکے مریدون مین منسلک کیا اور وہان سے جب شہر سادہ مین پہونچا شاہزادہ کو اخفاے راز کے بارہ مین سفارش بلیغ فرمائی اور اپنے فرزندون کے ہمراہ مکتب مین بھیجا دوسرے برس شاہزادہ کی والدہ بیتاب ہوئی اور فرزند کے تحقیق حال کے واسطے ایک اپنے محرم کو سادہ کی طرف روانہ کیا اس شخص نے کیفیت فراغت اور آسودگی اور کسب کمالات شاہزادہ کا دریافت کرکے نو مہینے سادہ مین مقیم رہا اسکے بعد خط یوسف کے ہاتھ سے اُسکی والدہ کی دلجمعی کو لکھواکر روم کی طرف روانہ ہوا اور اسکندریہ مین پہونچکر بیمار ہوگیا اور علالت کے سبب ڈیڑھ برس اس مقام مین استقامت کی اور تیسرے برس خبر سلامتی فرزند اور مکتوب اسدکا اُسکی والدہ کے پاس پہونچایا وہ مخدومہ جہان لوازم شکر وسپاس بجالائی اور تصدقات اور نذرات ارباب استحقاق پر تقسیم کیے اور دایہ اور مرضعہ شاہزادہ یوسف کو مع اُسکے فرزند غضنفر آقا اور دلشاد آقا کے مع جہاز و اسباب فراوان جیسا کہ کسی کو خبر نہو دوسرے ہمراہ اسی اول شخص کے بلدہ سادہ کی طرف بھیجا ان دنون مین خواجہ عماد الدین محمود سفر ہندوستان کی طرف گیا تھا اہلخانہ اُس کے گفتار اور کردار غضنفر آقا اور اُس کی خواہر کے حقیقت حال پر آگاہ ہوئے یہ راز فاش ہوا اور رفتہ رفتہ یہ خبر حاکم سادہ کو کہ ترکمان آق قویونلو سے تھا پہونچی طمع مال کرکے اور ایک تقریب ٹھاکر چار سو تومان نسے لیے اور چونکہ شاہزادہ

کو ابتدائے حال مین سپہر بیمہر کی گردش سے سولہ برس کے سن مین ایک سونار کے لڑکے کی حمایت پر حاکم ساوہ کے متعلقین مین سے ایک شخص سے نزاع واقع ہوئی جس سے مضطر ہوا اور سفر اختیار کر کے بلدہ قم مین پہونچا اور اپنے دل مین عہد مصمم کیا کہ جبتک ساوہ کا حاکم معزول نہو وطن مالوف ساوہ مین مراجعت نکرونگا پھر کاشان اور اصفہان کی سیر کر کے شیراز گیا اور چندے باغات اور گلزار اس ملک فردوس آئین مین زمانہ عیش و نشاط مین گذرانا جب حاکم ساوہ کے عزل کی خبر سنکر چاہا کہ اپنے مرکز اصلی کی طرف معاودت کرے ناگاہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام نے عالم رویا مین اس سے کلام محبت التیام سے ہمزبان ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ تو حکم قضا و قدر کے موافق مسکن مانوس سے قطع تعلق کر اور ساغر اعزا اور احبا کی جدائی کا نوش کر کے صعوبت سفر راحت انجام کا متحمل ہو کر عنان عزیمت ہندوستان کی طرف معطوف کر اور راہ سعادت فرجام کے نشیب و فراز سے ہراسان نہو زمام اختیار قائد توفیق کے سپرد کر کہ عنقریب زلیخائے مملکت جہان نہایت زینت سے تیرے ہم آغوش ہو اور سعادت دینی و دنیوی قرین روزگار رہو اس واسطے وہ نیر اوج اقبال یہ مژدہ دلنواز سنکر عزیمت سفر کے مرکب پر سوار ہوا اور کمیت اندیشہ کو بادیہ تردد و تفرقہ سے باہر نکالا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مانند کنعان اور اخوان سے قطع نظر کر کے نقش وطن کا لوح خاطر سے بیکقلم محو کیا اور سنہ ۸۶۴ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین سفر ہند کا عازم جازم ہوا اور بندر جرون المشہور بہ ہرمز کے راستہ سے قدم صدق کشتی مراد مین رکھا حافظ حقیقی کی ضمانت اور حمایت سے تھوڑے عرصہ مین بے محنت طوفان آشوب نشان اور تلاطم دریائے بیکران کے کہ دریائے روان اس سے ڈرتے ہین ساحل بندر مصطفےٰ آباد دابل پر پہونچا اور ان دنون مین بندر مذکور اس شاہ یوسف صورت ملک سیرت کے میامن قدوم سے بہشت برین کی طراوت رکھتا تھا اور طائر نشاط و خرمی اس دیار فیض آثار کے فضاء روح آسا مین جلوہ گر تھی چنانچہ ایک روز کا مذکور ہے کہ وہ نیر سپہر بختیاری خورشید انور کی طرح کاخ فلک منظر سے برآمد ہو کر اس مکان جنت نشان کے اطراف و اکناف مین کہ اسوقت مین خضر آباد مشہور تھا نسیم صبحگاہی کی طرح سیر فرماتا تھا ناگاہ ایک شخص صفات خجستہ لقا نے کہ انوار مواہب سبحانی انکے چہرۂ دلکشا سے ساطع اور لامع تھے سایہ التفات اس خدایگان اعلی کے سر پر ڈالا اور ساتھ ایسے لطف کے کہ لطیف تر از نسیم سحر اور عطر پاش مشک اذفر سے تھا لوازم تفقد اور مراسم تفتیش حال بجا لایا اور آب زلال کا جام کہ اسکے عکس سے آغاز و انجام کا حال ظاہر اور ہویدا تھا عنایت فرمایا اور وہ متعطش بادیہ طلب لوازم دعا و ثنا مودی کر کے جب جام لبریز عنایت کے پینے مین متوجہ ہوا وہ حیات بخش ارباب صفا یعنے خضر خجستہ لقا اسکی نظر سے ناگہان بین سے غائب ہوا دیدۂ صوری اس کے مشاہدۂ جمال جہان آرا سے محروم اور بے بہرہ رہے اور کلام صدق انجام مولوی معنوی ملک قمی ظاہر ہوا بیت رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہان گشت از نظر یکلحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد اور وہ منظر ارادت قدسی اور مورد سروش سوادی مجددی خضر علیہ السلام کے عواطف سے اختصاص پا کر رفاقت مین خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی کے جو بندر مصطفےٰ آباد دابل مین طریقہ تجارت مین مشغول تھا روئے توجہ احمد آباد بیدر کی طرف لایا اور چونکہ گرجستان گیلان کے

اعمال سے ہے ہم تعلیمی اور سابقہ آشنائی کے سبب جو درمیان خواجہ محمود گرجستانی اور خواجہ جہان کاوان گیلانی کے
صداقت اور خصوصیت بہت تھی اور جناب یوسف ابھی ملتجی ہوا تھا عمر شریف سے اسکے سترہ مرحلہ طے ہوئے تھے
خواجہ عماد الدین محمود کی خدمت مین مکلف ہوا کہ اپنے دوست خواجہ جہان سے سفارش کرین کہ وہ یوسف کے مانند مجھے
اپنی عبودیت مین منسوب کرکے بادشاہ کے سلک غلامون مین کہ مہمات انکے رواج اور رونق تمام رکھتے ہین منتظم فرمائین
خواجہ نے اول اس معنی سے انکار کیا اور جب مبالغہ و تکرار اسکی حد سے زیادہ گذری ناچار انگشت قبول آنکھون پر رکھی اور
اس راز سے آصف جم اقتدار ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کو مطلع کیا اور خواجہ نے جب یوسف مصر
عزت کو اپنے روبرو طلب کیا اور اسکی حسن صورت اور سیرت مشاہدہ کی اور اسکی قابلیت اور خط وسواد اور موسیقی دانی
اور آداب سپاہگری دریافت کرلی تو احوال اسکا نظام شاہ بہمنی اور اسکی والدہ مخدومہ جہان سے عرض کیا اور انھین دنون مین
دہ غلام جرکس سرکار شاہی مین دراہم معدودہ کو فروخت کرکے زر ثمن خواجہ عماد کو تسلیم فرمایا اسی طرح یہ واقعہ میرزا محمد ساوی
نے اپنے باپ غیاث الدین محمد وزیر یوسف عادل شاہ سے نقل کیا ہے اور جو کچھ نواب شاہ جمال الدین حسین بن
شاہ حسن انجو سے روایت کی متقوی اور مصدق نقل مذکور ہے کہ جو اہرہ نام ایک پیرزن نے کہ نسبت اسکی مان کی طرف
سے شاہان بہمنیہ سے اور باپ کی جانب سے شاہ نعمت اللہ ولی سے درست ہوتی تھی میرے والد سے یون نقل کی کہ
مین آغاز شباب مین شہر احمد آباد بیدر مین مجلس مین بی بی ستی دختر یوسف عادل شاہ جو زوجہ احمد شاہ کی تھی حاضر
ہوئی چونکہ جشن جلوس بزرگ درمیان مین تھا اکثر عورات شاہان بہمنیہ اس انجمن مین فراہم ہوئین اور ایک مجلس
عظیم منعقد ہوئی چونکہ قاعدہ زوجات سلاطین بہمنیہ کا جو خطاب ملکہ جہان پاتی تھین یہ تھا کہ چند عقد جواہر بزرگ
ایک جا کرکے اور اسپر قبہ طلا مرصع بجواہر نفیسہ نصب کرکے بروز جشن اور بروز متبرک اپنے فرق سر پر استوار کرتی تھین
اس طرح سے کہ لڑیان موتیون کی پیشانی اور بناگوش اور عقب سر پر آویزان ہوتی تھین اس واسطے بی بی ستی
کہ خطاب ملکہ جہان یافتہ تھی اس مجلس مین موتیون کی سراسری زیب فرق کرکے جمیع عورات بلکہ شاہان بہمنیہ
کی شہزادیون سے مقدم بیٹھی تھی ایک عورت کہ خاندان بہمنیہ سے تھی جھنجھلا کے بولی سبحان اللہ یوسف عادل خان
کی بیٹی کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہزادیون پر ملکہ جہان بنکر تفوق ڈھونڈھے بی بی ستی نے جواب دیا کہ اگرچہ
تم شاہزادیان ہو ہم بھی شاہزادی اولاد عظیم الشان روم سے ہین اور جو حکایت کہ قبل اس سے مرقوم ہوئی
مفصل حضار مجلس کے روبرو بیان فرمائی کہ وہ اس سے آگاہ ہون جب یہ گفتگو ملکہ جہان بی بی ستی
کی مجلس مین واقع ہوئی یہ خبر امیر قاسم برید کو پہونچی چونکہ سرکشی اس کی عادت تھی کہا جو کچھ ملکہ جہان
بی بی ستی فرماتی ہین اس کو عرصہ قلیل گذرا ہے اور بہت قریب العہد ہے اور تحقیق کرنا اس کا آسان ہے الغرض
ایک شخص کو برسم تجارت و رسالت شاہان روم کے دربار مین بھیجا اور اس نے وہان پہونچکر عورات
کہن سال سرکار شاہی سے احوال تحقیق کیا ملکہ جہان بی بی ستی کا فرمانا ثابت اور متحقق ہوا اور
وہ کہ یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ رومیون کو بہت چاہتے تھے اور عزت رکھتے تھے یہ بھی ایک

دلیل توی اس روایت کی صحت مین ہی واللہ اعلم بالصواب اور یوسف عادل شاہ نے جو پرورش اور تربیت سادہ مین پائی تھی اس وجہ سے مردم آگاہ کے درمیان یوسف عادل شاہ ساوی شہرت رکھتا ہی اور ہندیان شکستہ زبان نے اُسے سوائی مشہور کیا ہی کس واسطے کہ سوائی زبان ہندی مین سوا چار کو کہتے ہین چونکہ یوسف عادل شاہ باعتبار ولایت و شمشیر کے حکام دکن پر چار حصہ پاؤ بالا زیادتی رکھتا تھا اس واسطے ساتھ اس لقب کے اُسنے شہرت پائی لیکن صحیح یہ ہی کہ سادہ کو ساتھ سوائی کے تحریف کیا ہی جیسا کہ نظام شاہیہ بحری لوگ بہ بحری تحریف کیا ہی بہر تقدیر بعد دو تین مہینے کے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجۂ جہان نے مخدوم جہان کی اجازت سے یوسف عادل شاہ کو عزیز خان میر آخور یعنے داروغہ اصطبل کے جو ایک غلامان ترک اور معتبر اُس خاندان سے تھا سپرد کر کے اُس کے حق مین پوری سفارش کی اور عزیز خان نے کہ مرد پیر سال خوردہ تھا جمیع مہمات میر آخوری کو اُس سے رجوع کر کے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ یوسف عادل خان امور ضروری اصطبل کے واسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جا کر عرض معروض کرتا تھا اور جب اُس عرصہ مین عزیز خان میر آخور فوت ہوا تو یوسف عادل خان ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجۂ جہان کی توجہ سے منصب سہ صدی پر فائز ہو کر اصطبل کی ریاست پر سر بلند ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب درمیان اُسکے اور بہمن متصدی میر آخوری کے موافقت نہ رہی اُس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک ترک کے دربار مین کہ ترکون کے درمیان اُس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دوا دوش کرنے لگا اور حسن سلوک سے یہ نوبت پہونچائی کہ نظام الملک نے اُس سے صیغۂ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اُسکے زندگانی نکر سکتا تھا غرضکہ جب وقت نظام الملک ترک کو برار کا طرفدار کیا منصب یوسف عادل شاہ کا پانصدی پہونچایا اور خطاب عادل خان ہوا کہ اپنے ہمراہ برار لیگیا لیکن اُسکے بعد کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھیرلہ کو سال بھر محاصرہ کر کے اس مقام کے راجہ کے تصرف سے بر آوردہ کیا اور بروز فتح ایک راجپوت کے ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادل شاہ نے کمر شجاعت اور مردانگی کی استوار کر کے کفار کو جو ہجوم کر کے چڑھ آئے تھے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کر کے خود غنایم اور فیلون کو درگاہ مین لایا اس خدمت مستحسن سے امراے ہزاری مین داخل ہوا اور روز بروز اُسکا ستارہ اقبالمندی پر تھا یہانتک کہ امراے عظیم الشان مین محسوب ہوا اور بیجاپور کی طرفداری پر مقرر ہو کر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد ارتحال سلطان محمود شاہ بہمنی اور ہرج مرج ظاہر آنے تخت گاہ مین تربیت سپاہ مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر مغلون اور ترکون پایۂ تخت احمد آباد بیدر کو بمواعید خسروانہ اپنے پاس بلوا کر بمناصب ارجمند فائز کیا اور دن بدن قوت اور مکنت اُسکی زیادہ تر ہوتی جاتی تھی اور ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے اور بروایتے ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین بمقتضاے اَلسَّیْفُ لِمَنْ ضَرَبَ وَالْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ خطبہ بیجاپور کا اپنے نام پڑھکر چتر شاہی کو مرتفع کیا اور قریب پانچ ہزار ترک اور مغل جب کہ اُسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بہت قلعجات جو امراے سلطان محمود کے تصرف مین تھے بزور بازوے شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائے اور آب بھورہ سے بیجاپور اور آب کشنہ سے ایلچپور

تک اپنے حوزہ تصرف مین درلایا اور انھین دنون مین لفظ خانی کو مبدل کرکے اپنا نام عادلشاہ رکھا جیسا کہ جو نورستہ
شاخ کہ مراد فرزند ارجمند سے ہے اُس دوحۂ جلال سے سر مارتی تھی اُسکو بھی عادل شاہ کہتے تھے اور جب وہ درخت
بخت جوان عدالت نشان انار اللہ برہانہ گلشن شاہی مین سرسبز اور بلند بالا ہوکر نہال قامت اُسکا جویبار فرمانروائی
سے سیراب اور شاداب ہوا جمیع امرای دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کے وقت اس سے برگشتہ تھے پھر اُسکی خدمت
مین مشرف ہوئے اور ایک جمعیت عظیم کے دستیاب ہونے سے نفع کلی اُسکی سرکار مین ظاہر آیا الغرض یوسف
عادل شاہ کے خطبہ پڑھنے اور چتر سر پر بلند کرنے سے آتش رشک وحسد قاسم برید کے مجمر سینہ مین جو ہمیشہ بیجا پور
کی شاہی کی فکر مین رہتا تھا شعلہ زن ہوئی اور تیمراج پدر امراج مشہور کو کہ وہ بھی شیوراے کی اولاد پر مسلط
اور غالب ہو کر بادشاہی کے نام کے سوا آن پر اطلاق نکرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے
قلعۂ رایچور اور مدگل کو مع جمیع مضافات اُسکے تمھین پیشکش کیا تھا چاہیئے کہ تم لشکر کھینچکر مسخر کرو اور اسی طرح سے
بہادر گیلانی کو جو بندر گوہ اور تمام دریا بار پر کہ اصطلاح دکن مین اسے کوکن کہتے ہین مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر
یوسف عادل شاہ کی ولایت کے تاخت وتاراج کی ترغیب کی چنانچہ تیمراج بعد پہونچنے نامہ راے زادہ
کے مع لشکر مور وملخ سے زیادہ تر قدم بر داشتہ روانہ ہوا اور آب سمندرہ سے عبور کرکے قلعہ رایچور اور مدگل پر
قبضہ کیا اور اُسکی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بہادر گیلانی بھی فرصت جانکر قلعہ جام کھنڈی کو
یوسف عادل شاہ کے تصرف سے برلایا اور اس عرصہ مین ایک جماعت نزدیکون سے کہ محرم اسرار تھے دشمنون کا
خیال باطل اور اندیشۂ ناصواب شاہ عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچا کر اضطراب کرنے لگے آنحضرت نے انکو
تسلی دیکر فرمایا کہ جو جمیع امور مین ارواح مقدسہ حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اور روح پر فتوح شیخ
صفی سے استعانت طلب کرتا ہون اور طلب کرونگا یقین کہ اعدا پر مظفر اور منصور ہونگا پھر عہد کیا کہ اگر اس عقدہ
مشکلہ سے نجات پاؤن خطبۂ ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر مذہب شیعہ کو رواج دون اسوقت
حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدگل کا خیال دل سے برطرف کرکے تیمراج اور راے زادہ سے صلح کی اور انھون نے
بھی دوسرے ممالک کے نہب وغارت سے ہاتھ کوتاہ کیا اور بیجا پور کی طرف روانہ ہوئے بہادر گیلانی کو بھی
اپنے ممالک محروسہ سے نکالدیا اور باقتضاے وقت قلعہ جام کھنڈی کے درپی استرداد نہوا بلکہ قاسم برید کی
گوشمالی اور تادیب کا عازم ہو کر آٹھ ہزار سوار سے کہ انمین اکثر مغل اور ترک تھے احمد آباد بیدر کی طرف نہضت
فرمائی قاسم برید ترک نے ملک احمد نظام الملک بحری سے بتضرع وزاری کمک طلب کی اور ملک احمد نظام الملک
بحری باتفاق خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوا قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی
کو لیکر شہر سے برآمد ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے متفق ہوکر میمنہ اور میسرہ اور قلب
آراستہ کرکے یوسف عادل شاہ کے لشکر گاہ کی طرف کہ دار الخلافت سے پانچ کوس پر تھا روانہ ہوا اور
یوسف عادل شاہ بھی صف آرائی مین مصروف ہوکر میمنہ پر دریا خان کو اور میسرہ پر فخر الملک ترک کو

مقرر کیا اور خود قلب مین پناہ لی اور غضنفر بیگ اپنے برادر رضاعی کو کہ ان دنون سادہ سے دکن مین آیا تھا
ایک ہزار تیرانداز اسکے حوالہ کرکے حکم کیا کہ جس طرف کمک کی ضرورت پڑے مدد کرے دریا خان اور یوسف
عادل شاہ نے میسرہ اور قلب غنیمون کا شکستہ کرکے ہزیمت دی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے
میسرہ یوسف عادل شاہ کی زیر و زبر کی اور نظام الملک زخمی ہو کر نکل گیا اور یوسف عادل شاہ قتال
کی فکر مین ہو کر چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے عقب روان ہووے اس درمیان مین غضنفر بیگ
نے سونچکر کہا کہ جنگ قاسم برید ترک سے تھی وہ معرکہ مین نہین آیا آپس مین جنگ کرنے مین خرابی کے سوا کچھ حاصل
نہین مناسب ہی کہ آپس مین صلح کر کے ابواب مصادقت مفتوح رکھئے پھر طرفین سے آدمیون نے درمیان مین آنکر
صلح کرائی اور دونون سردار گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک دوسرے کو وداع کر کے اپنے مقر دولت کی طرف
مراجعت لیکن علی ناظم عادلنامہ نے جو وقائع ایام سرداری اور شاہی اُس عدالت پناہ کا بطریق اجمال اپنی
کتاب مین درج کیا ہی وہ یہ ہی کہ یہ جنگ لنگدر کے حوالی مین واقع ہوئی اور ملک احمد نظام الملک بحری
اُس معرکہ مین نہ تھا اور خواجہ جہان دکنی اُس کی طرف سے سلطان محمود بہمنی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل روزگار
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادل شاہ نے بیجاپور مین جا کر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر گیلانی
سے مصالحہ کیا اس واسطے کہ تخت گاہ بیجانگر مین امرا کے نفاق کرنے سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادل شاہ
بعزم انتقام کفار بیجانگر رایچور کی طرف روانہ ہوا اور اثنائے طی مسافت مین عشرت حلال اور فراغت بے زوال
مین رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار مین صرف فرمائی بیت شکار افکن و سرخوش و شادکام +
ہمیکرد منزل بمنزل خرام + اور اسکے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تمتنان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چمک سے
رشک فلک اخضر ہوا اس مقام مین منزل گاہ کر کے سراپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون رفعت
اوج کیوان پر بلند کر کے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا نظم جہان پر سراپردہ و بارگاہ + گذشتہ سر خرگہ از اوج ماہ +
زابن خیمہ و خرگہ و سائبان + زمین کردہ از آسمان رد نہان + اور اس دجلہ کے کنارہ بساط نشاط و طرب بچھا کر
ساقیان گلعذاران سیم اندام اور مہوشان قدان سبز فام بیت نازک بدنان سرو قامت + در شوخی و دلبری قیامت
ہر یک زنی بجوش نگاری + سر و چمن و گل بہاری + کے ساتھ اقداح شراب بغش کے تجرع اور نغمات دلکش
کے استماع مین رغبت کر کے فرمایا کہ سرود سرایان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے باہنگ عود و
قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان مین ڈالا اشعار خوش آن شہ کہ این بزم عشرت نہاد + جہان را ز ساغر دل
بداد + گل و لالہ را تا بود بوے و رنگ + زمانے ز ساغر نیابد درنگ + ز کیش بادہ تابندہ چون آفتاب
ز تاج کے و تخت افراسیاب + مدام از مے لعل فرماندہی + ببینا و کس جام خسروتہی + اور اس عرصہ مین
استاد زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استاد حسین قزوینی کہ سازندگی مین مہارت
تمام رکھتا تھا انہون نے یہ نظم آغاز کی شعر بوے پیراہن یوسف ز جہان گم شدہ بود + عاقبت سر ز گریبان

تو بیرون آورد + یہ نغمہ دلکش جبکہ ساتھ نے و ساز کے گویون نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چھ ہزار ہون
کہ عبارت تین سو ساٹھ تومان عراق سے ہی خزانۂ عامرۂ شاہی سے انعام پائے اور کثرت شرب مدام اور
آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریرویان گل اندام سے اُسکے مزاج نے انحراف مالا کلام پیدا کیا عارضۂ تپ
ولرزہ اور سرفہ بہم پہونچا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فراش ہو کر برآمد ہوا اور غضنفر بیگ
دیوانخانہ مین بیٹھکر خلائق کے مہمات کے سرانجام مین مشغول رہتا تھا لوگون کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر
دہشت اثر اطراف واکناف مین شائع ہوئی اور ہیمراج لوازم شادمانی پیش پہونچا کیا اس طرف کے امرائے کبار کی
صلاح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون وقار ہمراہ رکاب کرکے سنہ ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوے
ہجری مین کوچ پر کوچ رایچور کی طرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوہم اور
خائف ہوئے اور صدق واخلاص سے اُسکی ذات بابرکات کی صحت کے واسطے واہب العطایا سے مسئلت کی
جب تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا اُسی عرصہ مین صحت عاجل اور شفائے کامل حاصل ہوئی یوسف
عادل شاہ شکر الٰہی کے سجدات بجالایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بیس ہزار ہون علما اور فضلا اور سادات مدینہ
اور کربلا اور نجف اشرف کہ جو اُسکے اردو مین تھے تقسیم کرکے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہون
خواجہ عبداللہ ہروی کو جو ولایت سے ایک کشتی مین اُس شہریار کے ہمراہ دکن مین آیا تھا سپرد فرمائے کہ ساوہ مین
جاکر وہان ایک مسجد بنا کرے اور ایک مینار نہایت رفیع اس مسجد کے قریب تیار کرکے نہر آب اُس شہر مین
درلاوے الغرض ابتک وہ مسجد بہ مسجد غریبان مشہور ہی اُسکے بعد مخبرون نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ تیمراج آب
سندرہ سے عبور کرکے کوچ متواترہ بسبیل استعجال آتا ہی اس واسطے شاہ صاحبقران نے دست ہمت
دامن کرم حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم مین محکم کرکے سپاہ ظفر دستگاہ کے جائزہ اور بہادران قضا توامان
کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم شہنشاہ دیندار صاحبقران + خدیو فلک قدر گیتی ستان + بفرمود تا برنشیند سپاہ +
درآید بآئین سوعرصہ گاہ + برآراستہ یکسر اسپ و سوار + ہمہ با سلاح انچہ آید بکار + پھر امرائے عظام بہرام
صولت اور احدیان کینہ کوش وافر شوکت کو اسپان تند خرام پر سوار کرکے صفوف حرب آراستہ کین اور سر سے
پانؤن تک سم بادپایان کی فولاد اور آہن مین غرق کرکے میدان مین جولان کرنے لگے آٹھ ہزار سوار دو اسپہ اور
سہ اسپہ اور دو سو ہاتھی خرد و کلان شاہ فلک قدر کے منظور نظر ہوئے پھر غضنفر بیگ آغا اور میرزا جہانگیر ا دریا ملک
اور داؤد خان سے کہ امرائے صف شکن اور شمشیر زن تھے متوجہ ہو کر فرمایا کہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ بخشندہ بے منت
کی توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تند خو کے لشکر روم پر حملہ لاکر چہرۂ مقصود دیکھوگے اور سد سکندری
کو اس موکب گردون مراتب کے صدمہ سم سے توڑکر سپاہ زمین کو زیر و زبر کروگے پس مناسب یہ ہی کہ ہم دشمن کا
استقبال کرین اور رایات نصرت آیات کو اس طرف حرکت دے کر اعدا کو ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالین
مستمعان و دولتخواہ نے سر اطاعت کا زمین پر رکھکر زبان جلادت اور سربازی کی تکلم مین کھولی اور آن مین سے

ایک بہادر جو شراب اخلاص سے بدمست تھا ساتھ اس ترانہ کے مترنم ہوا نظم برآنم کہ چون دشمن بدگہر + کنند عزم رزم شہ دادگر + بگرز گران سنگ و شمشیر تیز + سر و دست او را کنم ریز ریز + اور دوسرا غازی کہ جادۂ عبودیت پر مستقیم تھا بمضمون اس کلام کے متکلم ہوا نظم در آید اگر دشمن تیز جنگ + بدریای ہیجا لبسان نہنگ + ز اقبال شاہ شجاعت نژاد + خدیو جہانگیر پاک اعتقاد + باقبال مردی زبونش کنم + بضرب سنان غرق خونش کنم + اور بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بجناح استعجال حریفان کج اندیش کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے فاصلہ پر آکے مقابل آیا زمین کو امرا پر قسمت کی تو طریق احتیاط اور ہوشیاری سے خندق کھودنے مین مشغول ہوئے اور شرائط ہوشیاری مرعی رکھکر بارہ روز وہان بسر لیگئے لیکن دو شنبہ کی فجر ماہ رجب ۸۹۸ سنہ آٹھسو اٹھانوے ہجری مین طرفین سے فوج کشی ہوئی صفین آراستہ ہوئین مردان جنگ کی چار دانگ مین دھوم ہوئی اب مہم مقابلہ او مقاتلہ تک پہونچی قضا سلسلہ جنبان فتنۂ خوابیدہ ہوئی دم نقد جان کی خریداری موت کی گرم بازاری ہوئی اور اس واقعہ مین کہ مخالفون کی دولت کا چراغ گل ہونے پر تھا مکان کو روشن کرتا تھا اور ابتدائے حال مین غلبہ اور فیروزی نصیب اعدا ہوئی لشکر خدایگان جہان زلف بنفشہ مویون کی طرح باد صبح گاہ رزم سے درہم و برہم ہوا ایک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا اردوے شاہ مین لیکر آیا پانسو بہادر شربت شہادت چکھکر خلد کی طرف راہی ہوئے آثار قیامت ظاہر ہوئے شعر چراغی کان فرو خواہد نشستن + کند در وقت مردن خانہ روشن + اُس وقت یوسف عادل شاہ اور غضنفر آغا اسکے بھائی نے سوار ہو کر سپاہ کے کنارے جاکر توقف کیا اور فرمایا تو قرنا اور سرنا پھونک کر نقارہ بجاوین الغرض اول میرزا جہانگیر قمی پانسو سوار مغل ہمراہ رکاب ہلال آسا مین اُس کے ہمراہ لیکر مستعد ہوا اس وقت داؤد خان سات سو نفر جوانان افغان اور راجپوت سے آیا فی الجملہ ایک جمعیت وقوع مین آئی یوسف عادل شاہ اندیشہ مین تھا کہ کیا تدبیر کرون اتنے مین سوچک بہادر اوزبک جو سلحدارون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا آپہونچا اور عرض پیرا ہوا کہ مین اثنائے جنگ مین مخالفون کے ہاتھ گرفتار ہوا چنانچہ گھوڑا اور ساز یراق میرا لیگئے اور مین سراسیمہ ہر طرف دوڑتا تھا ناگاہ اس دوا دوش مین ایک جوان خانہ زین سے جدا ہوا اور مین سرعت کرکے جا پہونچا اور اُسنے چاہا کہ مین زمین سے اُٹھکر خانۂ زین پر متمکن ہون ادھر مین بجلی کی طرح جست کرکے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا اور بشتابی تمام معرکہ سے برآمد ہو کر حضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اب غنیم وضیع و شریف فتح اپنی نسبت قرار دیکر نہایت غفلت سے تاراج و غارت مین مشغول ہین اگر شاہ توکل بخدا کرکے اعدا پر حملہ آور ہو امید قوی ہے کہ شب یلدائے حرمان بنور خورشید فتح سے منور ہو یوسف عادل شاہ نے سوچک بہادر کی رائے زرین پر تحسین و آفرین بہت فرمائی اور اپنے خلعت سے اُسے قوی پشت کیا اور بلا توقف تین ہزار اور پانسو سوار مرد کارزار سے شعر ہمہ جنگجو و ہمہ نام دار + چو شیران آشفتہ در کارزار + طبل کوچ بجا کر لشکر خصم کی طرف متوجہ ہوا شعر روان شد سو لشکر کینہ خواہ + بہ نیروے اقبال و عون آلہ + تیمراج نے جب اپنی افواج کو تاراج مین دیکھا اور خصم شیر افگن مقابل پہونچا فرصت سپاہ کی

فراہمی اور گردآوری کی ممکن نہوئی ناچار مع سات آٹھ ہزار سوار اور بہت پیادہ تفنگچی جرار اور تین سو فیل جو راے زادہ کی رکاب مین تھے سلطان کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے چلا یوسف مصر شجاعت اور جلادت نے بھی اُسے فرصت نہ دی شیر ببر کی طرح اُسکے قلب پر تاخت لایا اور دلیران رزمخواہ نے چین جنگ جبین شجاعت پر ڈال کر بازو تیغ وسنان سے کھولے اور گھوڑون کی سم کے صدمہ سے غبار معرکہ کو مہر و ماہ کے چہرہ کا نقاب کیا اور بہرام خون آشام جو جلاد فلک مینا فام ہے انگشت بدندان ہوا اور شہسوار میدان افلاک جو تخت نشین ایوان این نیلی حصار کا ہے آب وعرق وہشت مین غرق ہوا نظم برچرخ برد باد فنا خاک معرکہ + برآب داده آب حیات آتش سنان + پیکان چو عشق در حرم دل گرفت جا + حربہ چو عقل تیغ سر ساختہ مکان + گہ تیر ہمچو غمزۂ دلدار دلربای گہ نیزہ ہمچو قامت جانان روان ستان + برکشتگان معرکہ بر رسم تعزیت + چشم زرہ چو دیدۂ عشاق جانفشان + ادھر سلطان عادل شاہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تھا لاشون کا ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار ہوتے تھے ادھر تیمراج شیر غران کی طرح کف در دہان مستانہ وار قتل عام مین مصروف تھا خلاصہ یہ کہ وہ دونون شیر تا دیر سرگرم گیر و دار رہے آخرکار نسیم عنایت مہب وما النصر الا من عند اللہ سلطان عدالت نشان کے پرچم رایت ظفر آیت پر چلی سعادت اقبال دو اسپہ موکب جاہ وجلال کے استقبال کو پہونچا اور خلعت فیروزی کا کارخانہ نصر من یشاء اُسکے قامت قابلیت پر راست اور درست آیا اور زمانہ اس ترنم سے مترنم ہوا نظم چہ پرتو ست کہ اقبال در جہان افگند + چہ غلغلست کہ دولت بر آسمان افگند + چہ منت ست کہ در گردن زمین وزمان + طلوع رایت شاہنشہ جہان افگند + دو سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور تین لاکھ ہون اور جواہر آلات کے سوا اور بھی اسباب اور متاع نفیسہ اُسکے تصرف مین آیا راے زادہ اور تیمراج با دل غمگین وحال ابتر بیجانگر کی طرف راہی ہوئے اور راے زادہ کہ تیر کا زخم جگر دوز سینہ مین رکھتا تھا اثناے راہ مین فی النار ہوا اور تیمراج اس ملک پر مسلط ہوا اور امراے دولتخواہ نے اُس سے روگردان ہوکر علم مخالفت بلند کیا یوسف عادل شاہ نے فرصت پاکر عرصۂ قلیل مین قلعۂ مدگل اور رایچور کا کفار کے قبضہ سے بر آوردہ کرکے اپنے معتمدون کے سپرد کیا اور مظفر ومنصور ہوکر بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی ملا محمد قاسم ہندو شاہ کہتا ہے کہ مین نے شاہ میر دستور خان گردسے کہ مرد کہن سال تھا اور اسمٰعیل عادل شاہ کی خدمت مین رہتا تھا سنا ہے یوسف عادل شاہ کو جب بیجانگر کے راستہ مین شکست ہوئی ایک بلندی پر کہ وہان سے قریب تھی جاکر پھر طبل جنگ پر چوب ماری اس صورت مین مردم پراگندہ اُسکے پاس فراہم ہوئے اور تین ہزار مرد عرب اور ترک سے اُسکے نشان کے نیچے ظاہر آئے اُسوقت از روے حیلہ تیمراج کو یہ پیغام دیا کہ راے بیجانگر شاہ بزرگ ہے اور مین اپنی جنگ سے پشیمان ہون اور اگر عذر تقصیر پذیرا کرے اور مجھے اپنے منسوبون سے شمار کرکے یہ ملک میرے سپرد فرماوے ہمیشہ جادۂ اطاعت اور متابعت مین مستقیم رہونگا تیمراج نے فریب کھاکر یہ امر قبول کیا اور صلح اور ایفاے عہد وپیمان کے واسطے راے زادہ کے اتفاق سے مع دو تین ہزار آدمی لشکر سے جدا ہوکر اور دریا کے کنارے

آنکر بیٹھا اور یوسف عادل شاہ مع چار سو آدمی انتخابی اُسکے پاس گیا اور مقصود سے کچھ گفتگو کی اور لوازم عہود ظاہری بجالایا اور بلے زادہ کے پاس سے برخاست کی اور نفر سرکج لینے کرنا ے کہ خاصہ اسکی تھی اور روز جنگ کے سوا اسے نہ بجاتے تھے آنحضرت کے حکم کے بموجب اسی وقت پھونکی جوان اور بہادر کہ اُسکے ہمراہ تھے اور ہر ایک آپ کو غل فوج کے شمار کرتا تھا کرنا کی آواز سنکر سمجھے کہ آتش جنگ افروختہ ہوئی سب نے ایکبارگی دست بشمشیر ہوکر تیمراج پر حملہ کیا جو کہ امراے بیجانگر یوسف عادل شاہ کے قریب سے غافل تھے ہر ایک چند ملازمین سے آنکر ایک جگہ جمع ہوئے تھے ناچار بنفس نفیس جنگ کے مرتکب ہوئے اور اپنے سینے سپر تیر بلاے صاحب ولی نعمت کیے اور رائے زادہ کو مع تیمراج بھاگنے کی ہدایت کی الغرض سترہ نفر بیجانگر کے امرا اور اعیان مملکت سے مقتول ہوئے اور شاہ عدالت پناہ نے اُس دن چھ نفر دشمنوں کو اپنے دست زبردست سے مجروح اور بے روح کیا اور اُسکے تمام ملازموں نے نہایت جوانمردی اور بہادری سے جمعیت اعدا کو متفرق اور پریشان کیا اور جب کفار کو مہلت گردآوری کی نہ ملی تو اُنکا سب خزانہ اور گھوڑے اور ہاتھی بندگان معدلت نشان کے ہاتھ آئے نظم ہمی تا بگردانی انگشتری * جہان را دگرگون شود داوری * یکے را برآری و شاہی دہی * دگر را بدریا بماہی دہی * یکے را بزیر ہمچو قارون کنی * دگر را بناخن جگر خون کنی * نہا آنت ہمہ فرنیست کین * کہ بہ دان توئی ای جہان آفرین * اُسکے بعد اسی مقام میں سوچکی بہادر کو امارت و دیگر خطاب بہادر خانی سے معزز اور سرفراز فرمایا اور پچاس ہاتھی اور ایک لاکھ ہون اُسے بخشے اور تسخیر اور تخلیص قلعہ مدگل و رائچور پر مامور کیا اور سوچکی بہادر نے اُن قلعوں کو حسن تدبیر اور قول داماں سے چالیس دن میں مسخر اور مفتوح کیا شاہ عدالت پناہ اس حدود سے کوچ کرکے مرکز دولت کی طرف سوار ہوا اور چلنے اس نسیم فتح نامدار اور ہاتھ آنے خزانہ اور فیل و اسپ بسیار راے بیجانگر سے سرنو آوازہ ابہت اور شوکت شاہ فلک اقتدار کا صغار و کبار کے دل میں جاگزین ہوا اور اُسکے نہال اقبال نے نشو و نما تمام قبول کی وضیع و شریف اُسکی شاہی سے راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بیجانگریوں کے غنائم سے دو دستہ جامۂ مسوج بزر کہ اطراف اُسکے قطعہاے مرصع سے آراستہ تھے اور چار گھوڑے کہ زین لجام مرصع رکھتے تھے اور اُنکے ہاتھ اور پاؤں میں نعل زرین بستہ تھیں شاہ محمود بہمنی کے واسطے برسم ہدیہ بھیجے اور اُسکے بعد بہادر گیلانی کے دفع کی فکر اور قلعۂ جام کھنڈی کے استخلاص میں ہوکر چاہتا تھا کہ رایات نصرت آیات کو نہضت فرماوے اس درمیان میں محمود گجراتی نے ایلچی تیز زبان خیرہ سر شاہ محمود بہمنی کے پاس بھیجا چونکہ بہادر گیلانی اور اُسکے آدمیوں نے جہاز گجرات کو جو مکہ معظمہ کی طرف جاتا تھا از راہ مزاحمت بیجا اُسے روکا تھا لہذا بذریعہ ایلچی شکایت کی اور سخت پیغام کیا کہ اگر تمسے وہ قطاع الطریق یعنے رہزن دفع نہیں ہوتے تو ہمیں اطلاع کرو تو ہم ایک سردار کو بھیجکر نیست و نابود کریں اور شاہ محمود بہمنی قاسم برید ترک کی ہدایت کے بموجب عبد الملک دستری کو کہ مشاہیر اُس دولتخانہ سے تھا یوسف عادل شاہ کے پاس بھیجکر بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے طالب کمک ہوا یوسف عادل شاہ یہ منصوبہ خدا سے چاہتا تھا شاہ پر احسان کرکے پانچہزار سوار انتخابی بسرداری کمال خان دکنی نہایت سامان اور تجمل کے ساتھ شاہ کی مدد کو بھیجے اور اس سبب سے کہ بہادر گیلانی نے داعیہ یوسف عادل شاہ کا اپنے دل میں تصور کرکے

جامکھنڈی

جام کھنڈی کے اطراف مین نزول کیا تھا شاہ آب کشنہ سے عبور کر کے اس طرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی تاب مقاومت نہ لاکر نلگوان کی طرف بھاگا اور شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے قلعہ کو بامان مسخر کیا اور چاہا کہ خواجہ جہان ہمدانی المخاطب بقطب الملک کو تفویض کر کے آگے بڑھے کہ قاسم برید ترک مانع آیا اور عرض کی کہ یہ قلعہ یوسف عادل شاہ سے تعلق رکھتا ہے اولی یہ ہے کہ اسکی خوشنودی مین کوشش کر کے اُسکے ملازمین کے سپرد کرین شاہ کو یہ بات طبیعت کے موافق پڑی قلعہ کمال خان دکنی کے سپرد کیا اور چونکہ بہادر گیلانی اس خوف سے کہ مبادا یوسف عادل شاہ دوسری طرف سے اُسکی ولایت مین درآوے قصبہ مکلر کی طرف آیا تھا شاہ اس طرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی کلہر اور پنالہ مین پناہ لیگیا اور استعداد جنگ مین کوشش کی اُسکے بعد شاہ اس حدود مین گیا اور جنگ کا اتفاق پڑا اکثر لوگ بہادر گیلانی کے لشکر سے شاہ کی ملازمت مین آئے اور بہادر گیلانی کہ بارہ برس سے نقارہ بہادری کا بجاتا تھا سہلترین وجہ سے قتل ہوا سلطان بعد سیر سواحل دریاے کوکن بیجاپور کی حوالی مین پہونچا یوسف عادل شاہ نے غضنفر بیگ آغا کو مع ایک جماعت اعیان سے اردوے شاہ مین بھیجکر التماس قدمبوسی کی اور شاہ بمشورہ قاسم برید ترک اردو احمدآباد بیدر کی طرف روانہ کر کے خود تھوڑے آدمیون سے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اور یوسف عادل شاہ استقبال کے واسطے چلا شاہ کو باعزاز و اکرام تمام شہر مین لایا دس روز تک قلعہ ارک بیجاپور مین کہ اسی عرصہ مین گچ و سنگ سے بنودی تعمیر ہوا تھا عمارت کلکن مین وارد کر کے ضیافت کہ لائق حال شاہان کبار ہو ظہور مین پہونچائی اور بیس فیل کوہ تمثیل اور پچاس گھوڑے اور چار عنبر چہ مرصع اور بھی تحائف نفیس ہم پیشکش نظر شاہ مین درلایا اور شاہ نے ایک فیل میانہ قبول لیا اور باقی واپس بھیجکر مخفی یہ پیغام کیا کہ یہ چیزین میرے پاس تب رہینگی قاسم برید ترک لیگا بہتر یہ ہے کہ بطریق امانت اپنے پاس نگاہ رکھیں اور جب مجھے اُسکے تسلط سے رہا کرین تب مجھے تسلیم فرماوین یوسف عادل شاہ اگرچہ قاسم برید ترک کے دفع پر قادر تھا لیکن صلاح دولت اپنی اس مین نہ دیکھی جواب دیا کہ یہ کام بے اتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک کے صورت پذیر نہین ہے آپ اپنے تختگاہ دولت کی طرف تشریف لیجا دین مین دونون کو متفق کر کے اس طرف آتا ہون اور آپکے حسب منشا اسکا علاج کرتا ہون شاہ اس نوید سے بمقتضاے مصرعۂ ہذا مصرع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است مسرور ہوا اور یوسف عادل شاہ نے روز وداع پچیس ہزار ہون نقد پوشیدہ شاہ کو پہونچائے اور قاسم برید ترک اور قطب الملک ہمدانی کو ہدایای لائق سے خرسند کر کے پھیرا اور سنہ ۹۰۱ نو سو ایک ہجری مین دستور دینار خواجہ سرا حبشی کہ احسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور اتکیر اور اندرا اور گنجولی اور جمیع پرگنات اور قلعہ ہاے آب بہیورہ اور تلنگ تصرف مین رکھتا تھا چاہا کہ خود بھی اورون کی طرح صاحب سکہ ہووے اسواسطے رابطۂ آشنائی ملک احمد نظام الملک بحری کے ساتھ استوار کیا اور یہ پیغام دیا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ کی کمک سے ممالک برار حیطۂ تصرف مین لاکر زمام شاہی اپنے قبضۂ اقتدار مین رکھتا ہے عجب نہین کہ یہ دوست صادق الاخلاص بھی تمھاری اعانت کے باعث منصب شاہی پر فائز ہو کر بلند آوازہ ہو چونکہ ملک حسن نظام الملک بحری نے دستور دینار کو اپنا فرزند کہا

تھا اور اُسکی لازم جانکر اُسکی اجازت دیدی اور دستور دینار نے خطبہ اس ولایت کا اپنے نام پڑھا اور بہت قصبات اور مواضع پر جو تحت دار الخلافت تھے متصرف ہوا اور قاسم برید ترک کے آدمیون کو اُس حدود سے باہر نکالا اور قاسم برید ترک نے مضطرب ہو کر شاہ کو اسپر آمادہ کیا کہ یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کرے یوسف عادل شاہ نے قبول کیا غضنفر بیگ آغا کو مع امرائے معتمد مدد کے واسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر مین بذات خود آتا ملک احمد نظام الملک بحری بھی دستور دینار کی کمک کو ضرور لشکرکش ہوتا اور قصہ طول پکڑتا آپ کسی طرح کا گمان نہ فرماوین اس درمیان مین خبر پہونچی کہ خواجہ جہان دکنی کہ شجاعت اور مردانگی مین مشہور تھا ملک احمد نظام بحری کے فرمانے سے خلاصہ لشکر احمد نگر ہو کر بسرعت تمام آتا ہے اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سفر کی تیاری مین آمادہ ہے عند الضرورت خود بھی دستور دینار کی کمک کے لیے نہضت کریگا یوسف عادل شاہ نے صلاح اس مین دیکھی کہ خود بھی توجہ کرے چنانچہ جلد تاخت کر کے اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور قاسم برید ترک کو تعجیل طلب کر کے باتفاق دستور دینار کے حرب مین مشغول ہوا اور دستور دینار آٹھ ہزار سوار خاصہ اپنے اور بارہ ہزار سوار ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان کے ہمراہ لیکر میدان حرب مین روانہ ہوا اور بہادرانہ آتش حرب کو مشتعل کیا لیکن بخت کی عدم مساعدت سے شکست کھا کر دستگیر ہوا اور قاسم ترک نے شاہ سے کہکر حکم اُسکے قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے قاسم برید ترک کی خواہش کے خلاف آدمی شاہ کی خدمت مین بھیجکر سفارش کی اور اُسے بحر فنا کے لطمہ سے بچا کر ساحل نجات پر لایا اور حسب عمل درآمد قدیم جاگیر احسن آباد گلبرگہ اسپر مقرر فرمائی پھر عازم مراجعت ہوا اور شاہ کی بغیر ملازمت بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا شاہ اور دستور دینار بھی اپنے مساکن کی طرف روانہ ہوئے اور ملک احمد نظام الملک بحری کہ دستور دینار کی حمایت کے واسطے پرگنہ بیر کے اطراف مین پہونچا تھا وہ بھی اُس مقام سے احمد نگر کی طرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین شاہ محمود بہمنی نے یوسف عادل شاہ کی دختر مسماۃ بی بی ستی کو جو طفل گہوارہ تھی اپنے فرزند شاہزادہ احمد کے واسطے خواستگاری کی اور ایقاع جشن دطوی کے واسطے بلدہ احسن آباد گلبرگہ کو اختیار کیا شاہ اور عادل شاہ اس طرف روانہ ہوئے اور دستور دینار حضرت کے احسن آباد گلبرگہ کی توجہ سے متفکر اور متوہم ہوا اس وقت عادل شاہ نے مخفی شاہ کو پیغام بھیجا کہ دستور دینار کے پرگنون کے سبب میرے اور شاہ کے درمیان مین فاصلہ واقع ہوا ہے اگر آنحضرت بادشاہی قاسم برید کے دفع کا ارادہ دل مین رکھتے ہین تو مناسب ہے کہ وہ پرگنے میری جاگیر مین مقرر فرماوین تو بسبب اُس بہانہ کے ایک جماعت مردم غمائدہ سے وہان نگاہ رکھکر بر وقت صحبت کے وقت تاخت کرون اور قبل اُسکے کہ ملک احمد نظام الملک بحری خبردار ہو قاسم برید ترک کو درمیان سے اُٹھا دون اور جیسے ہی بادشاہ نے اجازت دی یوسف عادل شاہ اُس محال پر قابض اور متصرف ہوا اور دستور دینار قاسم برید ترک کے پاس پناہ لیگیا اور قطب الملک ہمدانی جو اُس سفر مین ہمراہ تھا یوسف عادل شاہ سے متفق ہوا اور قاسم برید ترک خائف اور ہراسان ہو کر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی اور ایک جماعت امراے ہند سے شاہ کی ترک رفاقت کر کے کالندر کی طرف راہی ہوئے یوسف عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ہمراہ رکاب لیکر اُنکے تدارک

کو گیا اور حرب شدید اور معرکہ عظیم کے بعد غالب آیا اور امراء منہزم اور منکسر ہو کر اطراف مین مفرور ہوئے اور شاہ نے جنگ گاہ مین غالیچہ زربفت کا بچھا کر اور شاہ عدالت پناہ کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھنے کی تکلیف دی اور عدالت پناہ بوجہ مبالغہ اور تواضع اور انکسار شاہ کے ہمراہ ایک فرش پر متمکن ہوئے اور ہر قسم کے حرف و حکایت درمیان مین لائے آخر یہ قرار پایا کہ دوسرے برس باتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک لشکر کھینچ کر یکبارگی قاسم برید ترک کو مستاصل کرین اور چونکہ ملک الیاس اُس جنگ مین مقتول ہوا تھا یوسف نے جاگیر و منصب اسکا اُسکے بڑے بیٹے میان محمد کے نام مقرر رکھا اور عین الملک خطاب دیا پھر لشکر سلطان کو وداع کر کے دار الخلافت بیجاپور مین آیا اور دوسرے برس دستور دینار کے اخراج کی عزیمت کرکے لشکر کش ہوا اور چونکہ ملک احمد نظام الملک بحری برق و باد کی طرح جلد دستور دینار کی کمک کو پہونچا یوسف عادل شاہ نے بیدر کے اطراف مین جاکر قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک سے مدد چاہی ملک احمد نظام الملک اس اندیشہ سے کہ جھگڑا طول نہ ہووے فرش نزاع لپیٹ کر احمدنگر کی طرف گیا اور دوسرے برس یوسف عادل شاہ کی راے زرین اور عقل دوربین نے یہ اقتضا کیا کہ ملک احمد نظام الملک بحری سے دوستی کی بنیاد ڈالکر توسیع ملک مین کوشش کرے اسواسطے ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر یہ لکھ بھیجا کہ مملکت دکن یک سرا ے مختصر ہے ان تمام حکام کی گنجائش نہین رکھتی جبتک فرصت ہے تم پرینڈہ اور دولت آباد اور دہورا ور کالنہ اور پونہ اور چیا کیہ پر قابض ہو اور مین دستور دینار اور عین الملک کی جاگیر پر متصرف ہون اور عماد الملک جاگیر خداوند خان حبشی کو اپنے چنگل مین لاوے اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ کو حوزۂ تصرف مین رکھے اور تختگاہ بیدر مع قلیل مضافات اُسکی قاسم برید ترک کے متعلق ہووے اور کوئی شخص دوسرے کی اعانت اور حمایت نہ کرے اور آپسمین کمال اتحاد اور یگانگی رکھتے رہین اب ناظرین احوال حکام دکن پر مخفی و محتجب نہ رہے کہ جب دولت بہمنیہ مین تزلزل واقع ہوا تو صوبہ داروں نے اپنے استحکام اور تقویت مین کوشش کی اور جو شخص کہ جہان کا حاکم تھا اپنی گرد آوری مین مصروف ہوا اور آنا و لا غیرے کا ڈنکا بجا کر دوسرے کے حال پر متوجہ ہوتا تھا چنانچہ گیارہ نفر جدا گانہ ایک مملکت کو اپنے قبضہ تصرف مین در لائے یوسف عادل شاہ بیجاپور کو اور ملک احمد نظام الملک بحری جنیر کو اور فتح اللہ عماد الملک برار کو اور قطب الملک ہمدانی تلنگ کو اور انکے علاوہ جانب غربی بیجاپور سے کنارے دریاے شور تک کے پرگنے بزرگ مثل مرچ اور گلبرگہ اور کلہار اور قلعہ سنگین دمتین مانند پنالہ اور کودہ کو بہادر گیلانی اپنے تصرف مین در لایا تھا کہ بعد اسکے مقتول ہونے کے شاہ محمود بہمنی کے حکم کے بموجب ملک الیاس المخاطب بعین الملک مقرر ہوا اور اسکے بعد اسکے بڑے بیٹے میان محمد کے نام کہ اُسنے بھی خطاب عین الملکی پایا تھا قرار پکڑا اور بیجاپور کی طرف جنوبی یعنی نہر کھبوارہ اور پاے تخت بیدر کے درمیان کے عمدہ عمدہ پرگنے مثل کنچولی اور اللند و حسن آباد گلبرگہ اور باکاہی اور ریلی اور کھیرا اور جیجونی وغیرہ دستور دینار اپنے قبضہ قدرت مین در لایا اور ان دونون کو یوسف عادل شاہ نے درمیان سے دفع کرکے اس ولایت کو اپنی ولایت مین منتظم کیا چنانچہ آیندہ بیان آویگا اور ملک احمد نظام الملک بحری کے پہلو مین بھی

دو شخص نے علم استقلال بلند کیا تھا ایک خواجہ جہان دکنی کہ قلعہ پرندہ اور شولاپور اور ولایت نواحی ان دو قلعہ کی اس سے
اور اُسکے بھائی زین خان سے متعلق تھی دوسرا زین الدین علی تالش کہ پونہ اور چیاکیہ اور چمار کوندہ اور قلعہ چیدا اچھوری
پر متصرف تھا اور قلعہ اور ولایت دولت آباد کو بھی دو بھائی ملک وجیہ اور ملک اشرف اپنے قبضہ مین رکھتے تھے
اور حکام اُس ولایت کو جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا ملک احمد نظام الملک بحری نے دفع کیا اور صوبہ برار مین
بھی خداوند خان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا اور مہکر اور تو مار اور کلم اور قلعہ ماہور تصرف مین رکھتا تھا
اُسکو فتح اللہ عماد الملک نے متاصل کیا اور پایۂ تخت بیدر مین قاسم برید ترک نے نہایت تسلط اور استقلال بہم
پہونچایا تھا القصہ بعد رسل و رسائل اور قرار مدار بطریق مذکور یوسف عادل شاہ نے اولاً فرمان میان محمد المخاطب
بمعین الملک کی طلب کو بھیجا اور چونکہ یوسف عادل شاہ ساتھ اُسکے کتابت نہین رکھتا تھا اس فرمان کے ورود سے
نہایت شاد اور محظوظ ہوا اور کہنے لگا کہ اب میری خاطر جمع ہوئی اور مین نے جانا کہ آنحضرت نے مجھے اپنے دولتخواہون
مین تصور فرما کر ساتھ ایسی عنایت کے سرفراز فرمایا ہے پھر قلعہ کودہ مین ایک ہفتہ لوازم شادمانی اور جشن کر کے بلا توقف
دو ہمال چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف راہی ہوا اور اس مرتبہ یوسف عادل شاہ نے اُسکا سلام بطرز
سلاطین لیکر اُسکو ساتھ اسپان تازی نژاد اور خلعت خاص کے ممتاز کیا اور دستور دینار نے معاملہ دگرگون
دیکھکر امیر برید کو کہ اُنھین دنون اپنے باپ کے عہدہ پر قائم مقام ہوا تھا لکھا کہ سنت سنیہ پدر پر عمل کر کے
میری معاونت مین حتے المقدور کوشش فرمایئے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اُسکی کمک کے
واسطے بھیجے اور دستور دینار نے بعزم مدافعت اور ممانعت نہر سمنورہ کے کنارے خیمہ و خرگاہ برپا کیا اور خواجہ
جہان دکنی کہ وہ بھی دستور دینار کی طرح داعیہ سرداری کا رکھتا تھا چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے
مظاہرت سے سلک فرمان روایون مین منسلک ہووے اور ان حضرات کے مشورہ سے آگاہ تھا اور ملک احمد
نظام الملک بحری اور یوسف عادل شاہ سے رنجیدہ ہو کر باتفاق اپنے بھائی زین خان کے دستور دینار
کی معاونت کو فرض جانتا تھا اور جب اُسنے دیکھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری قلعہ دولت آباد کی تسخیر مین اور
سلطان محمود شاہ گجراتی کے خرخشہ مین مشغول ہے فوراً ایجاطرح جمع پانچہزار سوار لیکر دستور دینار کے پاس پہونچا اور وہ سپاہ
فراہم ہونے سے نہایت مغرور ہوا اور زبان لاف و گزاف مین کھولی اور ہتھیار لشکر پر تقسیم کیے اور جب یہ خبر
شاہ گردون اقتدار (یعنی یوسف عادل شاہ ۱۲) کے سمع مبارک مین پہونچی اسکو فتوحات غیر منتہا کا باعث جانکر ضیاے توجہ خاطر انور
کی دفع اعداے ظلمت سیر اپر ڈالی اور باوجود وفور استعداد دشمن کے تصد مقاتلہ اور مجادلہ
کا کیا اور خزانہ کہ راے بیجانگر سے دستیاب ہوا تھا بیدریغ سپاہ پر قسمت کیا اور بتاکید تمام مع لشکر
ظفر اثر دستور دینار کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ سے پانچ فرسخ پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کیا
اور دوسرے دن فرمان قضا جریان کے موافق عساکر نصرت مظاہر نے نہایت شوکت و شان سے
بادپایان کوہ وقار پر سوار ہو کر آواز نقارہ اور کورکہ اور بیرغو کے گنبد چرخ اخضر پر ڈالی اُس کے

بیج

بعد شہریار یوسف عادل اور مؤید بتائید کردگار بنفس نفیس توسن فتح و ظفر پر سوار ہوا اور یمین و یسار لشکر فیروزی اثر کو بغور ملاحظہ کرکے ان مین سے دو ہزار جوان تیر انداز اور دو ہزار سوار نیزہ باز تیغ گذار نظم گروہے ہمہ پردل و پہلوان + مخالف شکار و ممالک ستان + توانا تن و زور مند و دلیر + بہیکل بہ نیر و چہ پیل و چہ شیر + چھانٹ کے انمین سے ہر ایک کو قسم قسم کے تلطف اور مرحمت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی غضنفر بیگ کو اس تعداد لشکر کا سوار کرکے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کے ایک فرسخ پر نزول کرکے خیمہ اور سراپردہ اور طناب رطناب کھینچکر اول ہاتھ محاربہ مین دراز نہ کرکے بپائے عجلت اور قدم سرعت اُسکے مقابل نہ جائیو بلکہ ایک اپنے ملازم کو جو دُ نور دانش مین اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجکر اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب اور تحریص کرنا اگر وہ بخت بلند کی ہدایت سے محمد عین الملک کی طرح سر ہماری دولت روز افزون کے حلقہ مین لاوے تو اس دولتخانہ سپہر نشانہ کی مسند امارت حشمت پر متمکن ہوکر سر اوج عزت اور عظمت مین پہونچا دیگا اور اگر نادانی اور بتہ کاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کرکے سرمہ نکبت کا دیدۂ بصیرت مین کھینچے تو مثل خداوندخان حبشی کے دیدۂ جہان مین اُسکا تیرہ تر شب یلدائے ہجر اور سیاہ تر تیرہ روزگار نقر سے ہوگا غضنفر بیگ نے گوہر کلام اُس خورشید احترام کا صدف ضمیر مین جاگزین کیا اور امتثال امر مین مبادرت کرکے جب اس طرف پہونچا ایک دو فرسخ مخیم غنیم سے سراپردہ اجلال و تمکین کو بسیط زمین پر کھینچکر مراسم ارسال رسل و رسائل مین مشغول ہوا اور چونکہ آئینہ دولت دستور دینار کا زنگ زدہ نکبت تھا مشاہدہ چہرہ اقبال اور تمیز میان صواب و خطا سے محروم اور بے بہرہ رہا اور جواب بکار سے سلسلہ انبی حشمت کا توڑ کر نور آتش ناسازی اور ناہنجاری کی اشتعال مین مشغول ہوکر منفذ صلح اور آشتی کا مسدود کیا اور چھ ہزار سوار مسلح او مکمل شعر ہمہ تند و کینہ کش و تیز جنگ + بہ نیروے شیر و لجاج پلنگ + غضنفر بیگ کے مقابلہ اور مدافعہ کے واسطے روانہ کیے اور اس شیر بیشہ تہور و اقتدار نے ان اطوار کے مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آگ ہندیون کی بغیر استعمال شمشیر آبدار ساکن نہوگی اور سیلاب طغیان حبشیون کا بے حملہ مردان دلاور نہ تھمیگا اسواسطے جواب سپاہ اشرار کا رجوع تیغ آبدار اور سنان آتشبار سے کرکے نشان محاربہ اور مجادلہ کا بلند کیا نہنگ خدنگ نے کمین گاہ سے منھ کھولکر شیوۂ خونخواری ظاہر کیا اور اژدہائے سنان نے دندان زہر آلود سے طریق جفاکاری کا نمودار کیا۔ مثنوی۔

زخون گشت روے زمین پرنگار + زپیکان دل و جسم کیوان فگار + سنان را دل زندہ زندان شدہ + برامید ہا مرگ خندان شدہ + ز بس خون کہ ہر جاے پاشیدہ شد + زمین ہمچو روے خراشیدہ شد + بعد کشش

اور کوشش فراوان خندۂ تیغ ترکان غضنفر توان سے چہرہ فتح و فیروزی خندان ہوا اور گرد و بادکی رخ ارباب ظلمت سرشت پر بیٹھی کہ ہزیمت کو غنیمت جانکر دشت ادبار مین آوارہ ہوئے اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے اُنکے غضنفر بیگ کے ہاتھ آئے سپاہ ظفر پناہ غنائم بیشمار سے صاحب سامان اور تمول ہوئی اور مخبر اقبال نے بجناح استعجال اس فتح کی خبر کہ در حقیقت دیباچہ فتوحات تھی موقف عرض بارگاہ سلطان یوسف خسرو

نشان مین پہونچا کہ اس کلام کے موافق متکلم ہوا **قطعہ** این مراتب کہ دیدہ جز و لیست + کار کلی ہنوز در قدرست + بلغ صبح
دولتت بدمد + کین ہمہ از نتایج سحرست + دوسرے دن جب شہنشاہ مشرق نے کمین گاہ افق سے نشان نمود بلند کیا
اور تیغ رومی نے رو سیاہ ہندی کا سر جدا کیا رایات نصرت آیات کو صبح مراد یوسف شاہی نے
اس موقف سے بعزیمت محاربہ دستور دینار نہضت کی اور بعد وصول بمقصد میمنہ پر غضنفر بیگ اور میسرہ
پر حیدر بیگ تبریزی اور مقدمہ پر میرزا جہانگیر بیگ قمی مقرر ہوا سلطان فیروزی نشان نے ایک فوج دلاوران
صفدر اور صف شکنان دلاور کے ساتھ قلب مین قیام پکڑا اور اُس طرف دستور دینار نے بھی کثرت و
افزونی خیل وحشم پر مغرور ہوکر جبہ اور جوشن اور تمام آلات حرب سپاہ پر تقسیم کیے اور فیلان مست جابجا مقرر
کیے اور عرابے توپ و تفنگ اور بان اور ضرب زن افواج کے آگے نصب کرکے بدستور آئین ہند صفوف
آراستہ کین طالبان نام و ننگ نے جانبین سے آتش جدال و قتال افروختہ کی اور دھوئین کی تاثیر سے کرۂ زمہریر
کو جوش مین لائے اور شرارۂ سر جوش سے خرمن ماہ کو جلا کر جرم فلک کو پگھلایا **مثنوی** دو خیل از دو سو　لن خروش
در خروش آمدند + دو دریاے آتش بجوش آمدند + جو گشت از دو سو لشکر آراستہ + جہانے بہ پرخاش
برخاستہ + یلان رایت کین برافراختند + گوزنان لبوز اندر انداختند + میرزا جہانگیر نے جو سب سے
آگے تھا پیشتر سب سے برق کے مانند اور صاعقہ کی طرح اعدا پر حملہ کرکے بہتون کا خرمن حیات با دفنا
سے برباد کیا اُسوقت غضنفر بیگ اور حیدر بیگ جرار غدار دیر انغار سے گھوڑے تازی نژاد جولان کرکے دشمنون پر
حملہ آور ہوئے اور دونون طرف کی سپاہ ملکی تن و سر جدا ہونے لگے تیر و شمشیر گرز و تبر چلنے لگے بہادرون نے جنگ عظیم
کے ہنگامہ سے محشر بپا کیا میدان جانستان مین سیلاب خون روان تھا تیر و نیزہ سے دلاورون کا بدن فگار تھا ہر
طرف لاشون کا انبار تھا **مثنوی** چنان درہم آویختند آن سپاہ + کہ از گرد شد روی گیتی سیاہ + ز بس قتل روے
زمین خون گرفت + فلک ندران چہرہ دستی شگفت + عاقبت الامر تائیدات یزدانی اور نیروی دولت قاہرہ سلیمانی سے
دستور دینار معرکہ مین مقتول ہوا اُسکی سپاہ نے درہم برہم ہوکر راہ فرار پائی اور فیلان کوہ پیکر معرکہ مین چھوڑے گلزار مملکت
زاغ و زغن کے وجود سے پاک ہوا **مثنوی** خدا داد فرصت شہنشاہ را + ہزیمت در افتاد بدخواہ را + چو بر دشمنان شاہ شد کامگار
شد از خرمی کار او چون نگار + بشکر خدا روے برخاک سود + کہ پیروزی از داور پاک بود + غضنفر بیگ کہ زخم تیر کا
پیشانی حیات پر رکھتا تھا باتفاق امرا اور ارکان دولت دوزانو بیٹھکر مراسم تہنیت بجالایا اور نقود و زواہر جواہر بیشمار
اُسکے فرق ہمایون پر نثار کیا اور لوازم خدمتگاری بجا لایا اور دعا و ثنا پیش پہونچایا اعلے حضرت عدالت پناہ نے اپنے
بھائی کامگار کے سر و چشم پر بوسہ دیکر آغوش مین لیا اور اپنے دست مبارک سے اُسکے زخم پر مرہم رکھکر معالجہ
مین مشغول ہوا لیکن سود مند اور اثر پذیر نہوا موافق اس کلام معجز نظام کے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ
تین شبانہ روز کے بعد شربت شہادت چکھکر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا غضنفر بیگ بروایتے برادر حقیقی
یوسف عادل شاہ کا تھا اور بروایتے جیسا کہ مذکور ہوا یوسف عادل شاہ کا برادر رضاعی ہوتا تھا روم سے

ساوہ مین آیا تھا قصہ کوتاہ شہریار نے بعد لوازم ماتم وعزا صبر و شکیب کرکے سایہ توجہ کا اشغال دنیوی پر ڈالا تھا تہ احسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور اہنگیر اور تمام ممالک دستور دنیا رکھے اپنے حوزۂ تصرف مین در لایا اور مردمان معتبر کے سپرد کرکے خود بدولت و سعادت نے سمت بیجاپور حفظہا اللہ عن الآفات والفتور مراجعت فرمائی اور جب وہ بلدہ اس گل بوستان جہانبانی کے خاک قدوم سے رشک مشک اذفر اور غیرت عنبر ہوا بادشاہ نے عاطفت خسروانہ اعیان دولت ابد اتصال کے حال پر مبذول فرمائی چنانچہ میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ کو کہ اس معرکہ مین تردداتِ مردانہ ظہور مین پہونچائے تھے مزید عنایت اور مرحمت سے اختصاص بخشا اور اُنکے پایہ مدارج کو رفیع تر کیا اور بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ اعلیٰ کو پہونچا جو کچھ سالہاے دراز سے اُسکی خاطر عاطر مین مرکوز تھا وقوع مین آیا اور ۹۰۸ نو سو آٹھ ہجری مین مجلس عظیم ترتیب دیکر میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امراے شیعہ مذہب تھے اور سید احمد صدری اور دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور اُنسے یہ بات کہی کہ جسوقت حضرت علی نبینا وعلیہ السلام نے مجھے عالم رویا مین مژدۂ سلطنت پہونچایا تھا یہ ارشاد کیا تھا کہ جبدم سلطنت ایک مملکت کی تجھے نصیب ہووے لازم ہی کہ ہمیشہ سادات اور محبان اہل بیت رسول آخر الزمان کو معزز اور مکرم رکھے اور ہموارہ ہمت اپنی تقویت مذہب اثنا عشریہ علیہم الصلوۃ والسلام پر مصروف رکھے اُسوقت مین نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جب ملک ملک بخش تعالیٰ و تقدس یہ دولت مجھے کرامت فرماوے مذہب شیعہ رواج دیکر منبر کے سرون کو ساتھ القاب ہمایون ائمۂ اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام کے مزین کرونگا اور اسی طرح سے جبدم کہ تیمراج اور بہادر گیلانی نے دو طرف سے آشوب اور غوغا مملکت مین ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکلجاوے چنانچہ اس امر کو اثر وفا نکرنے عہد سے جانکر مین نے از سر نو واقف ضمائر سے عہد باندھا کہ بعد فراغت مہمات مذہب شیعہ کی ترویج مین کوشش کرونگا تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو بعضے بولے مبارک ہی بسم اللہ اور کچھ لوگ شرائط حزم واحتیاط کی رعایت کرکے عرض پیرا ہوئے کہ بناے سلطنت تازہ واقع ہوئی ہی اور محمود شاہ بہمنی جو وارث ملک ہی ابھی زندہ اور سلامت ہی اور ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک اور امیر برید سنت و جماعت اور پاک اعتقاد ہین اور اس سرکار کے اکثر افسران سپاہ حنفی مذہب ہین مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک اُسکے دامن تک نہ پہونچے یوسف عادل شاہ بھی سر حیرت تامل مین جھکا کر بولا کہ مین جس وقت عہد کو وفا کرونگا حافظ حقیقی میرا حامی اور مددگار ہوگا قضارا انھین دنون مین ایران سے خبر پہونچی کہ شاہ اسمعیل صفوی نے خطبہ بارہ امام علیہم الصلوۃ والسلام کا پڑھکر اُس مذہب کا رواج دیا ہی یہ خبر بہجت اثر سُنکر زیادہ تر ساعی ہوا جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین مسجد جامع قلعہ ارک بیجاپور مین خود حاضر ہوا اور نقیب خان جو سادات عظیم الشان مدینہ سے تھا منبر پر گیا اور اول شروع کلمہ مین اشہد ان علیاً ولی اللہ زیادہ کیا اُس کے بعد خطبہ بنام نامی دوازدہ امام علیہم الصلوۃ والسلام پڑھکر نام باقی صحابہ کے خطبہ سے برآوردہ کیے اور یہ وہ بادشاہ ہی کہ

له خدا تعالیٰ اُسے دردون و آفتون سے محفوظ رکھے ۱۲ مترجم

کہ جس نے ہندوستان مین خطبہ دوازدہ امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود اس حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے جہال شیعہ کو اُسکی مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام حضرت خیر الانام کی نسبت صراحتہً یا کنایتہً تلفظ حقارت زبان پر جاری کرین عیاذاً باللہ اور معاذ اللہ اس سبب سے تعصب اہل سنت وجماعت اور شیعون کا زائل ہوا اور علماے مذہب جعفری اور فضلاے حضرات حنفی اور شافعی نے مثل شیر و شکر آپس مین ہمرنگ اور مخلوط ہو کر فرش بحث و تنازع کا لپیٹا اور اس بیت کے مضمون پر عمل کیا

شعر گر آن بہتر ور این بہتر تراچہ + چو حلقہ ماندہ بر در تراچہ +

اور مساجد اور معابد مین ہر ایک اپنے طرز و آئین کے موافق اپنے معبود کی عبادت مین مصروف ہو کر زبان اپنے مذہب کی فضیلت مین نہ کھولتے تھے اور اکابر دین اور مشائخین اہل یقین اور عابدین سجادہ نشین اس بندوبست کے مشاہدہ سے انگشت تعجب مُنھ مین لیکر اس معنی کو گمان اعجاز خسرو عدالت پناہ پر فرماتے تھے اور مسودہ اس اوراق کو حالت تحریر مین ایک حکایت کہ اس مقام مین مناسب تھی یاد آئی درج کتاب کی منقول ہی کہ مولانا غیاث کمال کہ مرد دانا اور مورخ اور حکیم منش اور سر آمد معرکہ گیران فارس تھے مناقب خاندان طیبین مین قصائد غرا کہے چنانچہ اشعار اس کے اس مین مشہور ہین تعصب تشیع مین اپنے ابناے جنس کے موافق نہین ہی اعتدال کی ہر بارہ مین رعایت کرتا تھا اور شیراز مین اپنے وقت کے میدان سعادت مین بساط ڈالکر سخن گوئی اور مناسب جوابی مین مشغول ہوتا تھا اور ادویہ مرکبہ فروخت کرتا تھا اور کتاب جاماسپ نامہ سے احکام سخن کہتا تھا اور اہل فارس اس سے ارادت صادق رکھتے تھے اور تمام امور مین رعایت اُسکی خاطر کی کرتے تھے ایک دن ابراہیم سلطان نے مولانا کو طلب کر کے استفسار فرمایا کہ کون مذہب بہتر اور افضل ہی جواب دیا ہی سلطان بادشاہ اپنی مجلس عیش مین بیٹھا ہی اور وہ محل چند دروازہ رکھتا ہی جس دروازہ سے کہ داخل ہوگا سلطان کی زیارت سے مشرف ہوگا تو جسکو کہ لیاقت خدمت سلطان کی حاصل ہو اور اس بارہ مین سوال مکرر سلطان نے دوبارہ پوچھا کہ ہر مذہب کے متابعون اور ہر قوم سے کون افضل ہی کہا صالح ہر قوم اور ہر مذہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا کو انعام و اکرام لائق سے خوشدل فرمایا چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار نصیحت گہربار اس بارہ مین فرماتے ہین قدس سرہ

مثنوی الا اے در تعصب جانت رفتہ + گناہ خلق در دیوانت رفتہ + دلی از ابلہی بر زرق و بر مکر + گرفتار علی گشتی و بوبکر + گہے این یک بود نزد تو مقبول + گہے آن یک بود از کار معزول + دلا گر این بہتر در آن بہتر تراچہ + چو حلقہ ماندہ بر در تراچہ + ہمہ عمر اندرین محنت نشستی + ندانم تا خدا را کے پرستی + یقین دانم کہ فردا پیش حلقہ + یکے گردند ہفتاد و سہ فرقہ + چگویم جملہ از زشت ار نکو نید + چو نیکو بنگری جویاے او نید + الٰہی نفس کافر بلند بون کن + فضولی از دماغ ما بیرون کن + دل ما را بخود مشغول گردان + تعصب جوے را معزول گردان +

منقول ہی جب یوسف عادل شاہ نے خطبہ ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام الی یوم القیام پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا بہت امرا نے بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم مذہب شیعہ اختیار کیا اور بعضے کہ سنی پاک اور

بیباک تھے مانند میان محمد المخاطب بعین الملک اور دلاور خان حبشی اور محمد خان سیستانی کے اظہار نفرت اور کدورت کی قریب تھا کہ آتش فساد شعلہ زن ہو یوسف عادل شاہ نے برفق و ملایمت لکم دینکم ولی دین[له] انکے ذہن نشین کرکے در فتنہ کہ مفتوح ہونے پر تھا مسدود کیا اور چونکہ میان محمد المخاطب بعین الملک کی کثرت افواج سے متوہم تھا ابتدا سنہ ۹۰۹ نو سو نو ہجری میں اسکو سپہ سالاری سے معزول کیا اور جاگیر قدیم اسکی جو بہادر گیلانی کی بابت سے تھی تغیر کرکے اسکے بالعوض پرگنہ ملکبری اور ننگوان دیکر امیران حنفی کو خبردار کیا کہ اپنی جاگیروں میں بطریق اپنے بانگ نماز کہتے رہیں اور کوئی شخص اظہار شعار مذہب اہل سنت میں اس جماعت کا مزاحم نہووے لیکن باوجود اس نظم و نسق کے اعیان آن حضرت نے حزم و ہوشیاری سے ہر ایک امیر پر مخبر اور ایک سردار اور ایک منصبدار کو مقرر کیا تو انکے احوال سے واقف ہو کر تغیر و تبدیل امور عرض میں ہونچاتے ہیں اور اس عرصہ میں ملک احمد نظام الملک بحری اور امیر برید کہ مذہب اہل سنن میں نہایت تعصب رکھتے تھے یوسف عادل شاہ کے اس معاملہ سے رنجیدہ ہو کر دونوں نے اتفاق کرکے اسکی ولایت پر لشکر کھینچا اور پہلے امیر برید گنجولی اور بعضے قصبات اور پرگنات دستور دینار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے آدمی بیجاپور کی طرف بھیجکر مردمان قلعہ نلدرک کو کہ حصار گنہ اور منہدم رکھتا تھا اور اس سے پیشتر دستور دینار کے تصرف میں تھا طلب کیا یوسف عادل شاہ باوجود اسکے کہ بعضے افسران اپنی سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو بکلام درشت پیغام کرکے گنجولی کے اطراف میں جاکر اسطرف کو جیسا کہ چاہئے ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم کے واسطے آدمی اس طرف کے حکام کے پاس بھیجے اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوند خان حبشی اور فتح اللہ عماد الملک جو ایک دوسرے سے خوف و ہراس رکھتے تھے نہ آئے اور عذر خواہ ہوئے اور قطب الملک ہمدانی اگرچہ باطن میں مذہب شیعہ اور اس ملت کا رواج خدا سے چاہتا تھا اقتضائے وقت اور امرائے تلنگ کے مکلف ہونے سے بلا توقف و درنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ اور زین خان حاکم قلعہ شولاپور کے باتفاق دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ بسیار لیکر احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود شاہ بہمنی نے بھی مع لشکر تلنگ امیر برید کے ہمراہ دار الملک سے نہضت فرمائی اور لشکر احمد نگر کے دو کوس پر فروکش ہوا اس صورت میں جب جمعیت عظیم بہم پہونچی یوسف عادل شاہ نے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے فرزند شہزادہ اسمعیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور بھی امرائے معتمد کے ہمراہ کرکے مع فیل و خزانہ اور ساز و سلب بیجاپور کی طرف بھیجا اور دریا خان اور فخر الملک ترک کو حسن آباد گلبرگہ کے ضبط کے واسطے تعین فرماکر خود مع عین الملک کنعانی اور چھ ہزار سوار جرار پرگنہ بیسر کی جانب متوجہ ہوا اور باندھنا اور جلانا شروع کیا ملک احمد نظام الملک بحری اپنی ولایت معرض تلف میں دیکھکر شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکر کوچ بر کوچ یوسف عادل شاہ کے تعاقب میں مشغول ہوا یوسف عادل شاہ تنگ اور عاجز ہو کر اول ولایت دولت آباد کی طرف گیا اور تاخت و تاراج کرکے وہان سے

[له] ترجمہ تمہارا دین تمہارے واسطے اور میرا دین میرے واسطے ۱۲

ولایت برار کی طرف روانہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک نے حضرات کے تعاقب سے اندیشہ کرکے کہا شاہ اور ملک احمد حنفی مذہب ہین لیکن دین کا بہانہ کرکے مجھے برباد کیا چاہتے ہین اور اسوقت مجھے بھی طاقت مقاومت شاہ کی نہین ہی اس معاملہ مین صلاح یہ دیکھتا ہون کہ آپ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوکر مذہب روافض سے احتراز اور اجتناب کیجیے اور بحسب ظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر برہان پور کی طرف جائیے تو مین فرصت حاصل کرکے باتفاق قطب الملک ہمدانی کے اس معاملہ کی اصلاح کرون یوسف عادل شاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی راے صائب پسند آئی اور بیجاپور مین اس مضمون کا پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنا عشر موقوف رکھکر چار یار کا خطبہ پڑھین اور خود بعنوان بخشش فتح اللہ عماد الملک سے جدا ہوکر برہان پور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے ایک شخص کو اپنے اعزا مین سے ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ امیر برید داعیہ رکھتا ہی کہ یوسف عادل شاہ کو درمیان سے نکالکر ولایت بیجاپور پر خود متصرف ہووے اب کہ پانچ چھ فرسخ زمین کا مالک ہی اور سلطان کی پناہ مین خزانہ بہمینہ کی مدد سے وہ کام کرتا ہی کہ کوئی شخص اس سے عہدہ برآ نہین ہوسکتا اگر شل بیجاپور اسکو ایک ولایت نصیب ہو تو ہمین اور ہماری اولاد کو دکن مین رہنا ممکن نہوگا ہم مسلمانوں کو اورون کے مذہب اور ملت سے کیا کام ہی قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال مین گرفتار ہوگا باوجود اس بات کے یوسف عادل شاہ نے میرے پاس مذہب باطل رفضہ سے استغفار کیا اور آدمی بیجاپور کی طرف بھیجکر ان کے اشعار کی ممانعت کی ہی مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ لشکر کھینچنا اور ایک دوسرے کو مدد کرنے کی شاہ کو تعلیم نہ کرین اور ہر ایک اپنے مسکنون کی طرف راہی ہون ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی فتح اللہ عماد الملک صوابدید سے کہ ریش سفید اس جماعت مین تھا آدھی رات کو کوچ کرکے اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوئے جب صبح ہوئی شاہزادہ اور امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی سے بہت حیران رہے اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے واسطے طالب معاونت کی اور انھون نے چند روز لیت و لعل مین رکھکر پوشیدہ یوسف عادل شاہ کو پیغام دیا کہ وقت معاودت ہی یوسف عادل شاہ میدان صاف دیکھکر بسرعت تمام فتح اللہ عماد الملک کے پاس آپہونچا پھر دونون سردار فوج آراستہ کرکے جنگ شاہ اور امیر برید کے واسطے متوجہ اور آمادہ ہوئے اور یہ احمال اور اثقال چھوڑکر اور اقبال سے قطع نظر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف راہی ہوئے اور یوسف عادل شاہ نے اردوے شاہ کو غارت کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو رخصت کرکے بیجاپور مین آیا اور پھر بدستور سابق خطبہ اثنا عشریہ پڑھوا کر تقویت اور رواج مین اس مذہب کے کوشش کی اور عین الملک کنعانی اور کمال خان دکنی اور فخر الملک ترک کو با نواع الطاف سرفراز کرکے پایہ ان کے جاہ و حشم کا بلند کیا اور بتعجیل تمام سید احمد ہروی کو مع تحف و تبرکات اور عریضہ مشعر تہنیت اور مبارکباد اور مبنی بر اخلاص اور خطبہ خوانی اثنا عشری شاہ اسمعیل صفوی کی درگاہ مین روانہ کیا اور عدل و داد اور آبادی ملک مین مشغول ہوکر کسی طرف سوار نہوا مگر دو مرتبہ ایکبار شکار جتبل اور سینہ گاؤ کے اندا پور کے طرف مین گیا اور دو تین مہینے اوقات سیر و شکار مین صرف کرکے داد عیش و نشاط کی دی اور حافظ حقیقی کی ضمانت مین بلدہ بیجاپور کی طرف معاودت

فرمائی اور دوبارہ بندر گووہ کی طرف نہضت کرکے لوازم عزا بجا لایا اور بیان اس سخن کا یہ کہ آخر سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ
ہجری مین کفار نصاریٰ بندر گووہ کی طرف بے خبر و کیفیت ما اتفق پہونچے جب وہان کے حاکم کو غافل پایا قلعہ مین آئے
اور بہت مسلمانون کو قتل کیا اور یہ خبر جب یوسف عادل شاہ کو پہونچی مع دو تین ہزار مرد خاصہ خیل اور دکنی اور
غریب بیجاپور سے تاخت فرماکر پانچوین دن فجر کو قلعہ گووہ مین اچانک پہونچ کر بہت عیسائیون کو کہ محافظت
قلعہ کے دروازہ کی کرتے تھے سب کو تہ تیغ کرکے قلعہ مین داخل ہوا اور نصاریٰ کہ نہایت غافل تھے بیدار
ہوکر جس شخص نے فرصت پائی کشتی مین سوار ہوکر بھاگا اور جسکی اجل پہونچی تھی غازیون کی تیغ اسلام سے
ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانون کے تصرف مین در آیا شاہ عدالت پناہ نے قلعہ کو آدمیون معتمد
کے سپرد کرکے مرکز دولت کی طرف نہضت کی اُسکے بعد بائیس برس اور دو مہینے باستقلال تمام سلطنت
کرکے زمانہ حصول کام دل مین گذرانا آخر شہر بیجاپور مین مرض سوء القینہ مین گرفتار ہوکر سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری
مین اس زندان فانی سے ریاض جاودانی کی طرف انتقال کیا اور جنازہ اُسکا حسب وصیت سلطانیہ قصبہ
گرگی مین لیجاکر شیخ جلال المشہور بشیخ جنیدا کے مزار کے پہلو مین کہ اُنسے ارادت صادق رکھتا تھا مدفون کیا اور
عمر عادل شاہ کی پچھتر برس کی تھی والبقاء للملک المعبود اس مصرعہ سے تاریخ اُسکے وفات کی دریافت ہوئی ہے تاریخ
بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل ؛ اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی مین مرقوم ہے کہ ابتداے سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری مین دست قضا
نے اسکے سجل حیات کو لپیٹا ہے یہ روایت صحیح نہین ضعیف ہے اور بیان اول اقوی ہے والعلم عند اللہ اور نسبت شیخ
جلال الدین مشہور بشیخ جنیدا امام زین العابدین کی طرف اسطور پر ہے جلال بن حیان بن خضر بن محمد بن احمد بن یحییٰ
بن زید بن حسین بن سراج الدین بن شرف الدین بن زید ابوالحسن بن عبید اللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن جبرئین بن
زید ابوالحسن بن علی بن حسین اصغر بن زین العابدین علیہ السلام اور شیخ جنیدا شیعہ مذہب تھا اس واسطے عادل شاہ
ان سے محبت اور الفت رکھتا بلکہ پیری اور مریدی کے لوازم درمیان مین تھے اسوقت مین اولاد شیخ جنیدا
کی مملکت دکن مین بکثرت ہے لیکن بعضے انمین شیعہ مذہب اور بعضے حنفی مذہب ہین واللہ تعالیٰ وعلی الہدایۃ
والرشاد والیہ المبدأ والمعاد بلدہ احمدنگر مین کہ دارالخلافت نظام شاہیہ ہے ایک مجموعہ بخط شاہ طاہر علیہ الغفران
اس خاکسار بیمقدار کی نظر سے گذرا اسمین لکھا تھا کہ جس وقت مین التہاب نائرہ غضب شاہی کے توہم سے
جلاوطن ہوکر دریاے بے زنہار سے بندر گووہ مین پہونچا سید ہروی کے ساتھ کہ مرد کہن سال تھا اور عمر عزیز
مملکت دکن مین خدمت یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ مین صرف کی تھی مین نے ملاقات
کی ایک مرد وجیہ اور خوش محاورہ اور فنون علوم سے ماہر اور صاحب وقوف تھا اور ان دونون بادشاہ
عالی جاہ کے عہد مین منصب صدارت پر معزز اور مکرم تھا اور مین جبتک بندر گووہ مین مقیم رہا وہ بزرگوار نقل و
حکایات رنگین اور لطیفہاے نمکین کے سبب زنگ کلفت و اندوہ کا آئینہ ضمیر سے صاف کرتا تھا ایک روز مین نے
سنا کہ وہ فرماتا تھا یوسف عادل شاہ زمانہ کا بہت تجربہ کار تھا اور انواع حسنات مین کہ مراد سخاوت شجاعت

دعدالت وحلم وغیرہ سے بھی موصوف ومعروف تھا خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اور علم عروض وقافیہ مین قوت تمام رکھتا تھا اور علم موسیقی مین کمال حصول تھا بڑے بڑے قوال کلاونت اسکے روبرو منھ نہ کھولتے تھے دھرپد خیال ٹپہ خوب گاتا تھا طنبور عود وستار طبلہ ایسا بجاتا کہ پکھاوج کو شرماتا اہل فن سے باعزاز واکرام پیش آتا تھا اور اسکی محفل مین شعر قدما کا ہمیشہ چرچا رہتا تھا اور وہ کبھی خود بھی شعر کہتا تھا اور امور طرب کو مع معظمات امور شاہی اور ملک ستانی کے جمع رکھتا تھا اور ایک لحظہ احوال مملکت اور صلاح رعایا اور فلاح برایا سے غافل نرہتا تھا اور ہمیشہ ارکان دولت کی عدل وداد وامانت ودیانت پر تعریف کرتا تھا چنانچہ انھین اس صفات کے سبب خواہش خیرخواہی بیشتر ہوئی اور گلزار مملکت نے صفائی اور طراوت تمام قبول کی اور صولت وشوکت وجسامت مین ابناے روزگار سے ممتاز اور مستثنی تھا اور حسن وجمال مین ایسا مرتبہ حاصل تھا کہ پیری اور ریش سفیدی کے ایام مین لوگ اطراف وجوانب دکن سے بیجاپور مین آن کر اسکے آئینہ رخسار بیمثال کو مشاہدہ کرکے تبارک اللہ احسن الخالقین پڑھتے تھے اور جس وقت سوار ہوتا تھا خلقت شوق دید مین سر راہ ہجوم کرکے ایستادہ ہوتی تھی اور اسکے نظارہ جمال باکمال مین حیران اور ششدر رہکر زبان حال سے کہتی تھی رباعی ای رہزن کاروان زہد و پرہیز + بدعت نہ دوستی خصمی آمیز + در کوے تو از ہجوم نظارگیان + نے جاے ستادن است و نے راہ گریز + اور اپنے عہد معدلت مین استمالت نامہ بھیجکر ایران اور توران اور عربستان اور روم وشام سے موسوم ارباب فضل وکمال صاف باطن ستودہ خصال فاضل اور ہنرمند اور جوانان شجاع اور کاردان کو کہ تیغ زنی جنکی تیغ تیز سے فتح ونصرت اور نوک سنان جنکی جانستان اعدا اور پاسبان دین ودولت ہو اپنے پاس بلاتا تھا اور اسقدر رعایت مبذول فرماتا تھا کہ ہر ایک راضی اور شاکر ہوکر اسکے سایہ حمایت مین زندگانی بسر کرتا تھا الغرض قلعہ ارک بیجاپور کہ اول عمارت جو اسکی گلی تھی منہدم کرکے سنگ وآہک سے تیار کی اور یہ بھی مجموعہ مسطورہ مین بخط شاہ طاہر نظر سے گذرا کہ یوسف عادل شاہ کا جب ایام گیتی ستانی مین پرگنہ اندا پور کے اطراف مین گذر ہوا یہ خبر پہونچی کہ مکٹ راو مرہٹہ اور اسکا بھائی کہ امراے شاہ محمود شاہ بہمنی سے تھے مع گروہ رعایا لشکر کے صدمہ سے فلان کوہستان مین پناہ لیگئے مین اسواسطے دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ شاہ کے حکم کے موافق اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور جب انھون نے جادہ اطاعت مین قدم نرکھا سپاہ سلطانی نے ناچار ہوکر دست تسلط اور غلبہ کا دراز کیا اور اسباب اور اموال انکا تاراج کرکے انکے اہل وعیال کو کہ عبارت مردون اور عورتون اور بچون سے ہے اسیر کیا اور آتش قہر وغضب سے انکے مکانات سوختہ اور افروختہ کیے اور از انجملہ خواہر مکٹ راو مرہٹہ کہ نہایت زیرک اور عاقلہ اور جمیلہ تھی اسیرون کی سلک مین منتظم ہوئی اور یوسف عادل شاہ نے اس جمیلہ کو کہ سولہ برس کا سن رکھتی تھی اپنے شبستان مین لیجا کر دعوت اسلام کی اور پونجی خاتون نام رکھا اور شریعت غرا کے مطابق اسے اپنے عقد نکاح مین در لایا اور واہب العطایا نے اس یوسف خورشید لقا کو اس مخدرہ مستورہ سے جو زلیخاے سراپردہ سعادت اور مریم حرم عصمت تھی چار فرزند سعادتمند کرامت فرماے ایک بیٹا شہزادہ اسمعیل اور تین بیٹیان ایک مریم سلطان برہان نظام شاہ کی منکوحہ دوسری خدیجہ سلطان شیخ علاء الدین عماد الملک کی زوجہ تیسرے بی بی ستی جو شاہ محمود بہمنی کے فرزند کے حبالہ نکاح مین

تھی

انتظام رکھتی تھی اور یہ اشعار اسی کے نتائج افکار سے ہین غزل تا بار غم عشق کشید قافلۂ ما * گلہا شگفد ہر طرف از مرحلۂ ما *
یا آنکہ بجان یا تو نا بردیم بخیلے * پیش دگران بہر چہ کردی گلۂ ما * بجا لہ نا ب آمد و بر بارۂ عشقت * از جسم کشیدند دوش دگر ما *
ما مسئلۂ فقہ ندانیم چہ یوسف * آسان شدہ از عشق بتان مسئلۂ ما * ایضاً گر دار مسی بدرد دل ناتوان من * کو می برد بمرگ
بسان رشک جان من * درد دل خود ار نگنم کار مشکل است * ظاہر کہ میکند بتو درد نہان من * با آنکہ صد رہم بجفا آزردہ *
تیغے کشیدہ ز پئے امتحان من * ای گل رسیدہ است بگوش تو قصہ ام * بلبل بخواند وقت سحر داستان من * گویا کہ
بلبلان چمن نقل کردہ اند * حرفی زبیوفائی گل از زبان من * یوسف بزاری دل من گوش کس نکرد * کو بخت آنکہ
گوش کند نکتہ دان من * ایضاً مرا نبادہ جامے فراغ یعنی چہ * سبو سبو و خم و خم ایاغ یعنی چہ * رباعی دوشینہ سر آن
یار از سر درد * می مالیدم سر و دو دست و رخ زرد * بر حلقۂ در دست زدم گفت چرا * بیہودہ بود کوفتن آہن سرد *
ولہ ای آمدہ دیدن رخت وقت صبوح * آثار ہزار گونہ اسباب فتوح * انوار نکوئی از رخت می تابد * زان دست کہ
رویت شدہ آئینۂ روح * ایضاً آنکس کہ علم بہ نیکنامی افراشت * در مزرع دہر تخم نیکوئی کاشت * نیکو نامان زندہ
جاویدانند * مرد آنکہ بمرد و نام نیکو بگذاشت * یوسف عادل شاہ نے بائیس برس اور دو مہینے سلطنت کی

تذکرہ اسمعیل شاہ بن یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

جب مسند جاہ و جلال فر و شوکت یوسف عادل شاہ سے خالی ہوئی اور ایسی ساعت مین کہ مسعود فلک اسکی سعادت کے سبب توسل ڈھونڈھتا تھا اور ایسے طالع مین کہ وقت ثبات و قرار اس سے استعارہ کرتا تھا تاج شاہی نے فرق فرقد سائے نور بخش مہر و ماہ ابو الفتح اسمعیل عادل شاہ سے شرف منزلت پائی پایۂ تخت نے مین قدم عرش فرسا اسکے سے سر فخر کا افلاک کی بلندی پر بلند کیا اور شبستان سلطنت اور ایوان خلافت اس صاحب ذی شوکت و عدلت کے وجود فائض الجود کے انوار سے نورانی ہوا اور اسکے عہد مین بذل و احسان نے خوب رواج پایا اور اسنے بھی خاطر خواہ رعیت سے محصول اور گردن کشان دہر سے خراج پایا مثنوی بآئین و رسم فریدون و جم * بایوان شاہنشہی زد علم * برآمد سر سروران بہ سر * کہ بر آسمان آفتاب منیر * بسیم کیان تاج و تخت می * برآراست با کاخ شاہنشہی * چونکہ اسمعیل عادل شاہ صغر سنی مین کہ ابھی معارج بلوغ پر ترقی نفرمائی تھی مسند خلافت جلوہ گر ہوا خورد سالی کے سبب مہمات سلطنت مین نہ مشغول ہو سکا اختیار امور مملکت اور رعایت جمہور رعیت کمال خان دکنی سر نوبت کو مفوض ہوا اور کمال خان امرائے کبار سلطان محمود بہمنی سے تھا یوسف عادل شاہ اُسے بعہد و پیمان اور دلاسا دے کر اپنے پاس لایا اور منصب سر نوبت پر سرفراز کیا اور تیمراج کی جنگ مین جب اُسنے نہایت شجاعت اور مردانگی ظہور مین پہونچائی امیران بزرگ مین منتظم ہوا اور روز بروز اُسکا مرتبہ بڑھتا گیا اور خاقان غفران پناہ نے مرض الموت مین امر وکالت بھی اُسکے منصب سابق پر اضافہ فرمایا دریا خان اور فخر الملک اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ امرا کو اُسکی موافقت اور مصادقت کے بارہ مین بمبالغہ تمام وصیت فرمائی امرائے مذکور نے

اِس سبب سے آنحضرت کی وفات کے بعد اُسے بزرگ جانا اور مہمات ملکی اور مالی اُس سے رجوع کرکے مطلق العنان کیا کمال خان نے ابتداء حال مین افعال و اعمال نیک اختیار کرکے خوب نیکنامی سے حکومت کی اور خطبہ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام پڑھا اور مذہب شیعہ کے طریق اور آئین یک قلم موقوف اور برطرف کیے اور خاص و عام کے جذب قلوب اور امراے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور بریدشاہیہ سے طریق مدارا اختیار کرکے باتفاق امرا جیسا کہ شرط مردم عاقل و دانا ہے امور شاہی کے انتظام مین آپ کو معاف نرکھا اور فرنگیون سے ساتھ جو بعد مراجعت یوسف عادل شاہ قلعہ گووہ کو محاصرہ کرکے وہان کے تھانہ دار کو نقود فراوان و دیگر موافق کرکے قلعہ مذکور مفتوح کیا تھا اس شرط پر صلح کی کہ فقط قلعہ پر اکتفا کرکے اس حدود کے قریات اور قصبات سے مزاحم نہو وین اس تاریخ سے اس کتاب کی تحریر تک وہ قلعہ نصاری کے تصرف مین ہے اور نصاری اپنے عہد و شرط کی وفا پر ثابت قدم اور راسخ دم ہین سلطنت عادل شاہیہ کے اطراف مین مزاحمت اور تشویش نہین پہونچاتے ہین کمال خان حکام اطراف سے اور عیسائیون سے مطمئن ہوکر بفراغبال امور وکالت مین مشغول ہوا جب دوسرے برس دریاخان اور فخر الملک نے خانۂ تن کو روح سے خالی اور گنج قبر کو اپنے قالب بیجان سے بھرا انکی جاگیرین اور محال بے کرا اپنے فرزندون کو تفویض کرکے ہر ایک کے واسطے درگاہ پیدا کی اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ کے بھی چند پرگنہ پرورده کرکے اپنے اعوان و انصار کی جانب رجوع کیے اور جو شخص فوت ہوتا تھا یا کسی گناہ مین متہم ہوتا تھا اُسکی جاگیر اپنے عزیزون کو دیتا تھا چنانچہ تھوڑے عرصہ مین ایک مکنت اور قوت بہم پہونچائی کہ قلم پندار سے نقش فرمانروائی کا اپنے صفحۂ خاطر پر کھینچا مرغ حیات اُسکے نے آشیان دماغ مین بیضۂ سواری اور گردن فرازی کا رکھا اور زاغ سیاہ بخت اُسکی آرزو کا ہواے شاہی مین پرواز کرنے لگا تمام اثاثہ دولت کا اپنے بال و پر کے نیچے دبلایا اور اس عرصہ مین شاہان دکن کے امرا اس روش کو خوب جانتے تھے کس واسطے کہ ان سنوات مین یہ حرکت حکام عظام دکن پر مبارک نہ آئی نفرے اپنے ولی نعمتون پر مسلط ہوتے تھے اور آہستہ آہستہ فرمانروائی کی باگ اپنے قبضۂ اختیار مین لاتے تھے چنانچہ اول ان مین سے وہ شخص کہ جس نے یہ طریقہ اختیار کیا تیمراج تھا کہ شیو راے راجہ بیجانگر کے بیٹے پر غلبہ پیدا کرکے جب وہ حد بلوغ کو پہونچا اُسکو زہر سے ہلاک کیا اُسکے چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا دست نگر کیا اور بعد انہزام یوسف عادل شاہ اُسے بھی درمیان سے دفع کرکے اکثر امرا کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اور زمانہ حسب دلخواہ بسر لیگیا اور اسی طرح سے جیسا مذکور ہوا قاسم برید ترک اور دوسرے امرا نے سلطان محمود بہمنی کو ہلاک کرکے بتدریج تمام سکہ اور خطبہ کو تغیر دے کر اپنے نام جاری کیا پس جو کہ یہ امر کمال خان دکنی نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرکے تعلیم پائی تھی جس وقت کہ اسباب شوکت اور حشمت اُسکے پاس فراہم ہوا اور امیر قاسم برید ترک سے متوسل اور ہمداستان ہوکر یہ پیغام دیا کہ اس تمہارے مخلص بیر یا نے استعداد شاہی حاصل کی ہے اب کہ احمدنگر مین طفل خردسال تخت پر بیٹھا ہو و فتح اللہ عماد شاہ والی برار بمقتضاے جوانی عیش و طرب مین مشغول ہے لازم ہے کہ اس مخلص کی اعانت کرکے سلک حکام دکن مین منتظم کرین اور بندہ کو اپنا

فرمان بردار تصور فرما کر اپنی توسیع ولایت مین بھی کوشش کرین کہ فرصت اس سے بہتر ہاتھ نہ آئیگی امیر قاسم برید
ترک کہ مدت دراز سے اس فکر مین تھا اس امر مین شریک ہوا اور بعد لوازم عہد و پیمان یون مقرر ہوا کہ امیر قاسم برید
ترک ولایت دستور دینار کو لیوے اور باقی ولایت بیجاپور کمال خان دکنی سردار سر نوبت اپنے تبضہ تصرف مین لاوے
اسمعیل عادل شاہ کو مکحول بلکہ بے روح کرے اور قلعہ شولاپور جو زین خان برادر خواجہ جہان دکنی رکھتا ہے اسپر بھی کمال خان
دکنی قابض اور دخیل ہووے اس صورت مین مقصود کو آغاز کر کے امیر قاسم برید ترک نے شاہ محمود شاہ بہمنی کو ہمراہ
لیا اور لشکر آراستہ کر کے احسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور کمال خان دکنی نے بھی اسمعیل عادل شاہ کو مع اسکی والدہ مسماۃ
پونجی کے قلعہ ارک بیجاپور مین قید کر کے انکی محافظت اپنے فرزندون کے متعلق کی اور خود با عظمت و شوکت تمام شولاپور
کی طرف سوار ہوا اور بعد وصول و محاصرہ جب تین مہینے کی مدت گذری اور ملک احمد نظام الملک بحری اور
خواجہ جہان دکنی سے کمک نہ پہونچی زین خان نے جان اور مال سے امان چاہی قلعہ کو مع ساڑھے پانچ پتہ
اُسے سپرد کیا اور قصہ ساڑھے پانچ پتہ کا یون ہے کہ جب امرائے دکن نے شاہ احمد آباد بیدر پر خروج کیا اور ہر ایک
ایک ولایت پر متصرف ہوئے گیارہ پتہ کہ عبارت گیارہ پرگنہ سے ہے خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کے تصرف مین
آئے اور اُسکے بھائی زین خان نے جو قلعہ شولاپور کا حاکم تھا شہر احمد آباد بیدر مین جا کر اسقدر کوشش اور تردد کیا کہ
فرمان شاہ محمود شاہ بہمنی کا محتوی اسکے کہ قلعہ شولاپور اور نصف ولایت کہ خواجہ جہان دکنی کے تصرف مین ہے سب اُسکے
متعلق ہووے حاصل کیا لیکن خواجہ جہان دکنی نے احمد نظام بحری کی حمایت سے نصف ولایت نہ دی اور سب قلعہ
اُسکے تصرف مین رہا اور احمد نظام شاہ بحری کے مرنے کے بعد یوسف عادل شاہ نے زین خان کی کمک کی اور شاہ کے فرمان
کے بموجب ساڑھے پانچ پتہ یعنے پرگنے خواجہ جہان دکنی سے لیے لیکن اُن پرگنون کے واسطے کہ تین لاکھ ہون انکا
حاصل تھا نزاع و فساد پر آمادہ ہوا چنانچہ نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ کے درمیان اکثر خشونت اور منازعت واقع ہوئی
القصہ امیر قاسم برید ترک نے قلعہ نصرت آباد دساگر اور اتبکر اور جمیع قرایا اور قصبات نہر بھسوارہ کے اس پار کے حکام
عادل شاہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے قلعہ احسن آباد گلبرگہ محاصرہ مین رکھا اور خبر تسخیر شولاپور بطور تہنیت نامہ
کمال خان دکنی کو لکھا اور اُسکو بسبب اس کار نمایان کے استقلال اور غلبہ حد سے زیادہ تر ہوا اور نہایت کبر اور
غرور مین آ کر بیجاپور کی طرف معاودت کی اور ایک دفعہ اسمعیل عادل شاہ کو مکان سے برآوردہ کر کے خلائق کو اُسکے
سلام کو طلب کر کے از سر نو اپنے استحکام مین کوشش کی اور امرائے مغل کو دفعۃً معزول کیا اور تین ہزار خاصہ خیل
مغل سے تین سو بحال رکھے اور باقی کو نوکری سے برطرف کیا اور یہ حکم نافذ کیا کہ اگر تمام مغلونین سے ایک ہفتہ کے
بعد اس شہر مین نظر آویگا جان و مال اُسکا تلف ہوگا اسواسطے مغل مضطرب اور پریشان ہو کر اطراف و جوانب مین
متفرق ہوئے اور کمال خان دکنی کی جب سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور کسی طرف کوئی دشمن اور مزاحم نہ رہا
دولتخانہ نظام شاہیہ کی تقلید کی اور اپنی نام آوری کی زیادتی کے واسطے رتم ایک کو سہ جند کی یعنے جو شخص کہ ہزاری تھا
اُسکا نام سہ ہزاری رکھا اور حکم کیا کہ کورہ رادت نگاہ رکھین اور کورہ رادت دکن کی اصطلاح مین اس لشکر کو کہتے ہین کہ آپ سوار رہے

اگرچہ مرکب برای نام ہی گھوڑا ہوا اور اتبک یہ رسم دکن مین شائع ہی الغرض ہزار گھوڑے مین ایسا دو سو گھوڑا نہین نکلتا ہی
کہ معرکے کے دن کام آوے اور کمال خان دکنی نے غرۂ صفر ۹۲۹ سنہ نوسو انتیس ہجری مین بیس ہزار سوار دکنی اور حبشی کا جائزہ لیا اور
اپنے اعوان و انصار کو متفق کر کے تخت شاہی کے جلوس کے بارہ مین مشورہ کیا سب متفق اللفظ کہنے لگے کہ کوئی مانع نہین
ہی اس امر مین جسقدر کوشش کیجاوے بہتر ہی پھر کمال خان دکنی نے طالع شناسون کو طلب کر کے ساعت جلوس کا حال
اور مآل پوچھا اُنھون نے بغور و تامل بیان کیا کہ اوضاع اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپ پر پندرہ دن اس
مہینے کے نہایت کڑے ہین لازم کہ اتنے روز اپنی محافظت مین کمال کوشش فرمایئے اور سولھوین دن بمیمنت
وسعادت تخت دکن پر اجلاس کیجیے کمال خان دکنی یہ خبر سنکر سخت مخوف اور وحشتناک ہوا اور اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ
کوئی مکان محفوظ تر اور محکم تر قلعہ ارک سے نہین ہی بہتر یہ ہی کہ وہان جا کر ایسے مکان مین استقامت کرون کہ ایام نحوست آخر
ہون الغرض شہر بیجاپور کا انتظام اپنے آدمیون سے رجوع کر کے خود اس گمان سے کہ تقدیر سبحانی انسانی تدبیر سے رفع
ہووے قلعہ ارک مین ایک محوطہ محکم اپنی سکونت کے واسطے اختیار کیا اور تپ اور درد سر کا بہانہ کر کے حکم کیا کہ خاص و عام
شہری اور دیہی ان چند روز مین کوئی شخص میرے احوال کا مزاحم نہو میرے فرزند صفدر خان کے پاس جاوین اور یہ خبر
کہ کمال خان دکنی اس مہینے کی سولھوین تاریخ تخت پر اجلاس کر کے اسمعیل عادل شاہ کو درمیان سے اُٹھا دیگا
مشہور ہوئی خواتین محل عادل شاہی نہایت محزون اور غمگین ہوئین لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو اس سلسلہ علیا کو
قائم رکھنا تھا بوبجی خاتون مادر اسمعیل عادل شاہ کو یہ تدبیر سوجھی کہ یوسف ترک یعنی اپنے بیٹے اسمعیل کے کوکا کو بلا کر یہ بات کہی
کہ ای یوسف مین بجھے کوکا نہین جانتی اور تجھے خوب معلوم ہی کیا غلام کیا آقا زیست کی چاہ سب کو ہوتی ہی اور اس
دار فانی مین کوئی ہمیشہ نرہا اور نرہیگا تقدیر اور قضاے آسمانی سے کسیکو چارہ نہین اور چار ناچار حیات مستعار
تا بقض ارواح کو سونپنی ہی اور سرے تا پا مدار گذشتنی اور گذاشتنی ہی لہذا تجھسے یہ توقع رکھتی ہون کہ عنایت پروردگار کا
امیدوار ہو کر مردانہ ہمت کا پٹکا کمر جان پر باندھ اور جان جانے کا مطلق خیال نکر کے کمال خان دکنی سر نوبت
جو نہایت غدار ہی اُسکے خون سے خاک کو رنگین کر یوسف ترک نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر
عرض کی کہ کوئی سعادت اس سے بہتر نہین ہی کاش عوض مین ایک جان کے ہزار جان رکھتا وہ سب آپ کی
راہ مین صرف کرتا لیکن یہ امر سب پر روشن اور ہویدا ہی کہ چیونٹی سوار ما پہاڑ نہین توڑ تا ایک مرد بیس ہزار دکنی اور
حبشی کا کچھ نہین کر سکتا یہ ضعیف ایسے دشمن قوی سے کیونکر عہدہ بر آ ہوگا بوبجی خاتون نے فرمایا کہ اگر تو حافظ حقیقی
کی حفظ و حمایت پر توکل کرے اور اپنے صاحب کی جان نثاری پر آمادہ ہو کر جان مستعار کے خیال سے کہ آخر فنا ہی
درگذرے تو اُسکے فضل سے امید قوی ہی کہ اُسے احسن وجہ سے دفع کر سکیگا یوسف ترک نے کہا مین یقین جانتا ہون
کہ عیاذاً باللہ جس روز کہ کمال خان کو تخت پر اجلاس میسر ہوگا مجھے فوراً قتل کریگا کونسی سعادت اُسکے برابر ہوگی کہ جان نثار
اپنی جان صاحب پر فدا کرے اور نام اپنا وفاداروں کی سلک مین ثبت کر کے زندۂ جاوید ہو اب آپ اُس کے
دفع کا طریق بتائین تو بے تامل سربازی اور جان نثاری مین قیام کر کے مثل گوسفند کے اس اسمعیل کی قربانی

سمجھا جاوے

ہو جاؤن پونجی خاتون نے کہا کہ ایک پیرزال حرم سرا کہ کمال خان سے نہایت الفت رکھتی ہی بلکہ مہربان بلکہ محبت اور دوست
جانی ہی اور اُس کی طرف سے ہمیشہ حرم مین رہکر ہمارے اخبار جزوی اور کلی ہر روزہ اسے پہونچاتی ہی کمال خان کے پاس
عیادت اور احوال پرسی کے واسطے بھیجتی ہون اور تجھے اسکے ہمراہ کہکے اسے ایسا مطیع کرتی ہون کہ وہ تجھے خود دلاسا دیکر
اپنے ہاتھ سے بیڑا استمالت کا دیوے لیکن تجھے لازم ہی کہ بیڑا اٹھا کر جوہر حیات اپنا اپنے مالک پر نثار کرکے قدم جرأت
بڑھاوے اور خنجر سینہ شگاف سے اُسکا شکم زنبور کے چھتہ کی طرح مشبک اور سوراخ سوراخ کرے یوسف نے یہ امر
قبول کیا اور پونجی خاتون نے پیرزال معہودہ کو بلایا اور ازروے دلسوزی اور شفقت کمال خان کی نسبت کلمات
مہرانگیز زبان پر لا کر فرمایا کہ یوسف عادل شاہ کی وفات کے بعد مین متفکر اور اندیشہ ناک رہتی تھی کہ میرا بیٹا اسمٰعیل
خردسال ہی اور زمانہ کے تجربون سے عاری اور غافل ہی مبادا کہ یہ ملک بھی احمد شاہ بحری کو منتقل ہووے اور اس دیار
کے امراے نامدار سے کون ہی کہ باگ اس سلطنت کی اپنے کف اقتدار مین لا کر رعیت کی حراست اور حفظ ناموس دولت کی ہمت
کریگا مگر جس وقت سے کہ زمام اختیار نظم و نسق امور ممالک کمال خان دکنی کے قبضہ مین در آئی خاطر نے اس دغدغہ سے
نجات پائی ہی اور اوقات نہایت خوشی سے بسر ہوتی ہی اب ان دو تین روز کے عرصہ مین سنا جاتا ہی کہ اُس خان والاشان
کا مزاج شریف اور عنصر لطیف نے کہ مجھے اپنے فرزند صلبی اور بطنی سے نہایت درجہ بہتر اور عزیز تر ہی اعتدال
سے انحراف کیا ہی اس سبب سے طبیعت کو تشویش اور بیقراری بہم پہونچی ہی چاہیئے کہ مبلغ بارہ ہزار ہون لیجا
اور اُسکے فرق پر نثار کرکے محتاجون اور فقیرون کو پہونچا جب پیرزال راہی ہوئی اور چند قدم گئی اسے پھر طلب کرکے یہ
کہا کہ مدت سے یوسف ترک کو کا ارادہ حج کا رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ جبتک خان رفیع المکان اپنی خوشی اور رغبت
سے مجھے رخصت نہ دیگا میرا حج قبول نہوگا اسے بھی اپنے ہمراہ لیجا اور خان کو اس طرح فہمایش کرنا کہ وہ اپنے دست مبارک
سے اسے پان مکہ معظمہ کی رخصت کا عطا فرماوے اور پروانہ اپنی مہر سے لطف کرے کہ حاکم بندر و اہل مصطفےٰ آباد مانع
نہووین اور اسے منزل مقصود کی طرف روانہ کرے اس خدمت کے واسطے زر خطیر پیرزال کو عطا کرکے یوسف ترک کو اُسکے
ہمراہ روانہ کیا اور وہ خرم و شادان کمال خان کی خدمت مین چلی اور جب باتین مشفقانہ خاتون جہان کی مذکور کین اور مبلغ
مسطور تصدق کرکے ارادہ حج یوسف کو کا اُسکے سمع مین پہونچایا کمال خان دکنی خاتون کے لطف و توجہ سے نہایت
محظوظ اور مسرور ہوا بے شک و شبہہ اپنے تئین خداوند تاج و تخت اس مملکت کا سمجھا اور پونجی خاتون کی خوشدلی
کے واسطے یوسف ترک کو کا کو مجلس خلوت مین طلب کرکے کہا اے یوسف مین تجھے بہت دوست رکھتا ہون جو تو نے
نیت خیر کی ہی تجھے منع نہین کرسکتا جا اور حج سے فارغ ہو کر اپنے تئین خدمت مین پہونچا تاکہ تجھے جملہ امراے کبار
کردون یوسف ترک کو کا نے بھی ولی نعمت کی صلاح وقت کے واسطے اپنی لسانی اور خوش بیانی سے کمال خان کو ملتفت کرکے
مطلق غافل کیا کمال خان نے ازراہ رحمت اپنے پاس بلایا کہ بیڑہ پان کا اپنے ہاتھ سے دون یوسف ترک کو کا جیسا
کہ رسم دکن ہی پان بزرگون کا بطریق ادب اس چادر پر کہ دوش پر رکھتے ہین لیتے ہین ہاتھ نیچے اس چادر کے کیے ہوئے
رکھتا تھا لیگیا اور جسوقت کہ وہ پان دینے لگا ایک ہاتھ سے خنجر کھینچکر ازروے جرأت ایسا اُسکے سینے پر مارا کہ پیٹھ کے پار ہو گیا

اور صحن مکان کو اس غدار کے خون سے لالہ زار کرکے صاعقہ دشنۂ آبدار سے آگ اُسکے خرمن حیات مین ڈالی شعر گوزن کوہ گر گردن دراز است * کند بجاہ را بازو دراز است * ماور کمال خان نے جب اس حال سے اطلاع پائی بیربل کو اس گمان سے کہ مصرع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست * اُس ضعیفہ اور یوسف ترک کو باعث قصاص مین پہونچایا اور اپنے آدمیون کو قلق اضطراب سے مانع ہوئی اور کمال خان کو زندون کی طرح قصر کے غرفہ مین تخت پر بٹھا کر چیل حشم خاص کو زیر قصر ایستادہ کیا جیسا کہ رسم ہند ہے اور ایک کو محرمون سے اپنے فرزند صفدر خان کی طلب کو بھیجا اور جب وہ آیا اور اپنے باپ کی نعش دیکھی چاہا کہ فریاد کرے ہاتھ اُسکے مُنھ پر رکھکر منع کیا اور کہا وقت شور کرنے اور نوحہ کرنے کا نہین ہے چاہیے کہ مردانہ پکا جدوجہد استوار کرکے تیغ انتقام سے خون اسمعیل عادل شاہ اور اُسکی والدہ کا خاک ہلاک پر گرا کر اپنے باپ کے عوض تخت شاہی پر جلوہ گر ہو اور نام ونشان خاندان عادل شاہ کا روے زمین پر نچھوڑ صفدر خان باوجود اسکے کہ بحیثیت سن کا جوان تھا ہراسان ہو کر بولا اسی وقت ہمارے آدمی اس معاملہ سے واقف ہو کر متفرق ہونگے کیونکہ انتقام میسر ہوگا بہتر یہ ہے کہ اس خبر کے انتشار اور لشکر کے پریشان ہونے سے پیشتر ہم اس قلعہ سے بر آمد ہو کر کسی طرف روانہ ہووین اسکی مان نے اُسے زجر اور ملامت کرکے کہا جسقدر آدمی کہ مین قلعہ مین رکھتی ہون اعدا کے دفع کے واسطے کافی ہین انھین حکم کر کہ قلعہ کا دروازہ بند کرین اور تو قلعہ سے بر آمد ہو کر اپنے متعلقون اور ہوا خواہون کو پیغام بھیجا کہ خان والا شان نے اسمعیل عادل شاہ کا سر طلب فرمایا ہے مین تعمیل حکم کو جاتا ہون بہیئت مجموعی جا کر اور محاصرہ کرکے اپنے باپ کا انتقام لے چنانچہ اسکے بموجب حکم ہوا کہ کمال خان کے انصار قلعہ کا دروازہ بند کرین اور آدمی مستعد ہووین کہ خان والا شان نے اسمعیل عادل شاہ کے قتل وحبس کا حکم صادر فرمایا ہے اور پونجی خاتون کو یہ گمان ہوا کہ یوسف ترک کو کاسے وہ کام بن پڑا اور کمال خان دکنی حقیقت حال پر مطلع ہو کر در پے خلش ہمارے ہے پھر خاتون نے مردانہ اور خسروانہ ہمت اُسکے مدافعہ پر مصروف کرکے خواجہ صندل خواجہ سرا کو ایک جماعت کے پاس جو دولتخانہ مین چوکی اور پہرہ رکھتی تھی بھیجکر اُس محل کے دروازہ پر طلب کیا اور اتفاقات حسنہ سے اسدن انہین مغل کی جنکا حال مذکور ہوا چوکی اور پہرہ کی باری تھی اور دوسو یا تین سو دکنی اور حبشی بھی تھے لیکن جو جمیع اہل دربار ادنی اور اعلی کمال خان دکنی کے مطیع اور فرمان بردار تھے صفدر خان انھین اپنا مدد ومعاون سمجھکر انکی فکر اور دفع مین نہ پڑا تھا القصہ پونجی خاتون نے پس پردہ آنکر بآواز بلند فرمایا کہ کمال خان دکنی چاہتا ہے کہ عادل شاہ کو ہلاک کرکے خود امر شاہی کا منتظم اور متصدی ہو اس صورت مین جو شخص نمک حلالی کو منظور رکھے وہ محل مین آنکر حتی المقدور اعدا کے دفع مین مشغول ہووے اور دشمنون اور غدارون کی کثرت سے نہ اندیشہ کرے کہ عنقریب وہ جماعت کفران نعمت کے وبال سے متفرق اور پریشان ہوگی اور جس شخص کو اپنی جان عزیز ہو اور دولت عظمی سے فائز ہونے کی اُسے پروا نہو وہ مختار ہے جہان چاہے جاوے الغرض دوسو پچاس مغل اور سترہ نفر حبشی اور دکنی نے جانسپاری اختیار کی اور از روے صدق ارادت وحسن اخلاص عمارت شاہی مین داخل ہوئے اور باقی نے بیوفائی کی خاک اسپر ڈالکر صفدر خان کے شریک ہوئے اور پونجی خاتون اور دلشاد آغا پھوپھی اسمعیل عادل شاہ کی کہ یوسف عادل شاہ کے آخر عہد مین دکن مین آئی تھی لباس مردانہ پہنکر اور تیر وکمان ہاتھ مین لے کر شہزادہ کے ہمراہ لگن محل کی پشت بام پر کہ بہت بلند تھا

برآمد ہوئین اور مغلون کو بھی بام پر طلب کر کے نوید حسروانہ سے قوی دل کیا اس درمیان مین صفدر خان مع جمعیت عظیم آپہونچا اور آدمیون کو دروازہ توڑنے پر مامور کیا جب مغل تیراندازی اور خواتین سنگ اندازی مین مشغول ہوئین غوغا اور آشوب عظیم قلعہ کے درمیان برپا ہوا اور بعین گیرودار مین مصطفے آغا رومی کہ قدیم سے برج اور بارہ کی محافظت کرتا تھا اور کمال خان دکنی ان لوگون کو حزو ضعیف جانکر اُسکے قلع اور قمع کی کوشش نہ کرتا تھا مع یحلی س تفنگچی دکنی لگن محل کے عقب آیا اور خواتین نے انھیں دعاے خیر کرکے رسیان نیچے لٹکا مین تو اُسکے سہارے بام پر چڑھ آئے اور جنگ صعب کے باعث آثار بیتقصیر ظاہر ہوئے اور جب کہ حرب نے طول کھینچا اور بندوق کی آواز مادر صفدر خان کے گوش زد ہوئی اس خوف سے کہ مبادا میرے نور عین صفدر خان کو چشم زخم پہونچے کمال خان دکنی سر نوبت کی طرف سے پیغام بھیجا کہ بیے تقریب آدمیون کا خون نکرین اول توپین کلان طلب کر کے عمارت کو ڈھاوین اُسکے بعد بفراغ خاطر محل مین در آوین اور جو دو بزرگ ادنی اور اعلی کو تیغ کے گھاٹ اُتارین الغرض مادر صفدر خان کے اشارہ کے بموجب جنگ موقوف ہوئی اور بہادرون کو توپہاے کلان کے لانے گئے واسطے کہ اس قلعہ مین تھین مقرر کیا اور اپنی سپاہ کو جو شہر مین تھی حکم کیا کہ مسلح ہوکر قلعہ مین ایستادہ ہو تو دوسرا شخص اسمعیل عادل شاہ کی کمک کو نہ پہونچے خواتین دشمنون کا مشورہ دریافت کرکے آپس مین کہنے لگین کہ اگر توپون کے لانے سے پیشتر تدبیر سے کام بنجاوے خوب ہی پھر راے صواب اندیش سے یہ قرار پایا کہ مغلون کو بام کی پس پشت پوشیدہ کرین شاید کہ صفدر خان مغلون کے فرار کا گمان کرکے توپ پہونچنے سے قبل آگے بڑھے اور غیب کے حربہ سے اُن کا دشمنون کا کام تمام ہووے اور وہ تدبیر تقدیر کے موافق آئی اور صفدر خان سہل ترین وجہ سے مقتول ہوا اور شرح اس حال کی یون ہی کہ جب مغل خواتین کے مشورہ کے بموجب پوشیدہ ہوئے صفدر خان اور اُسکے ہواخواہ مغلون کے فرار کا گمان کرکے بیتابانہ لگن محل کی طرف بہیئت مجموعی روانہ ہوئے اور جب کوئی شخص اُنکا مانع نہوا تیغ و تیر و تبر سے لگن محل کا دروازہ توڑنا شروع کیا اور وہ خیمہ نشین عورتین صاحب حوصلہ خاموش رہین یہانتک کہ دشمنون نے دلجمعی سے دروازہ توڑا اور صفدر خان مع امراے معتبر خوشدلی اور خوشحالی سے محل کے اندر داخل ہوئے اور دوسرے پھاٹک کے توڑنے مین مصروف ہوئے اُسوقت مغل خواتین کے حکم کے موافق نعرۂ تکبیر اور اللہ اللہ بلند کرکے چارون طرف سے تیر و تفنگ و سنگ مارنے لگے چونکہ وہ مقام نہایت کوتاہ تھا دشمن کی طرف کے مرد عمدہ بہت مارے گئے اور اُسی دار و گیر اور کشمکش مین قضارا ایک تامد تیر سراسری پیام اجل لیکر صفدر خان کی آنکھ مین اوچٹتا لگا ہر چند زخم کاری نہ تھا لیکن اس مصرع کے مطابق ع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ؏ سراسیمہ اور بدحواس ہوکر اُس دیوار کے نیچے کہ اسمعیل عادل شاہ اسپر ایستادہ تھا پناہ لیگیا اور پونجی خاتون نیعنے والدہ اسمعیل عادل شاہ دوسری طرف ایستادہ تھی اور سپاہ مردون کو ترغیب جنگ کرتی تھی صفدر خان کو پہچانا اور اپنے فرزند ارجمند کو اشارہ کیا کہ پتھر گران اس سنگدل کے سر پر گرا دے اسمعیل عادل شاہ نے باوجود اس معرکہ کے کہ آتش حرب افروختہ تھی ہوش و حواس بجا رکھکر اپنی والدہ کی فہمائش کے بموجب وہ پتھر اپنے دست زبردست سے مارا اور خدا کی قدرت سے وہ پتھر صفدر خان کے

سر پر ایسا لگا کہ اسکے صدمہ سے اسکا مغز پاش پاش ہوا اور آن واحد مین تڑپ کر مر گیا اور باقی مخالفون نے جب اپنے
سردار کو مقتول دیکھا کمال خان کے مکان کی طرف روانہ ہوے اور جب اُسے بھی مذبوح خنجر پایا بلا توقف قلعہ کا دروازہ
کھول کر راہ فرار نا پائی اور مغلان و دیگر کیش نے برآمد ہوکر صفدر خان اور کمال خان دکنی سر نوبت کا سر تن سے جدا کیا اور
تاج سنان کرکے شہر مین پھرایا اور یہ منادی کی بیت کہ ہر کو بود دشمن شہریار + بدین گونہ بیند سر انجام کار +
اور امراے عمدہ مثل عین الملک و رحیجان کہ کمال خان دکنی کے ساتھ رابطہ خویشی اور پیوند کیا تھا اس حالت
کے مشاہدہ سے کہ ہرگز انکے دل مین نہ گذرتی تھی ہراسان ہوئے اور مال و اسباب سے قطع نظر کرکے بعجلت
تمام اس مملکت سے بھاگ گئے اور اسمٰعیل عادل شاہ نے اُسی دن یوسف ترک جوانمرد جانسپاری کی لاش
با دل پاش پاش اس روش اور آئین سے کہ بہتر اس سے نہ تھی غسل و کفن دے کر تابوت صندلی مین رکھی اور خود
بھی گریبان چاک سر و دستار آغشتہ بخاک کرکے پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا اور مبلغ دس ہزار ہون کہ پونجی خاتون نے
خیرات کے واسطے بھیجے تھے اور دس ہزار ہون جو خواتین نے ہمراہ کیے تھے اور خود بھی بیس ہزار ہون سے زیادہ براے
کار خیر فقرا اور مساکین کو پہونچائے پھر سے پیوند زمین کرکے اسکی قبر پر خیمہ شاہانہ ایستادہ کیا اُسکے بعد گنبد عالی اسکی قبر پر
تعمیر فرما کر مجاورون کے وظیفے مقرر کیے اور قریب شام بادل ملول قلعہ کی طرف بازگشت کی مدۃ الحیوۃ ہر مہینے اسکی
ترویح روح کے واسطے مبالغ کثیر مستحقون کو دیتا تھا اور ہر سال یعنی اُسکے روز قتل ایکبار اُسکی قبر پر جاتا تھا منقول ہے کہ
دوسرے دن اسمٰعیل عادل شاہ نے تخت دکن پر قدم رکھکر دربار عام کیا اور خلایق نے لوازم نثار و ایثار پیش پہونچایا منشیان
بلاغت نشان نے کہ جنکا سر دفتر خواجہ غیاث الدین شیرازی تھا کلک لطائف نگار سے نامجات متضمن استیصال کمال خان دکنی
سر نوبت اور اُسکے متعلقون کی خوشترین عبارت سے تحریر کیے اور سانڈنی سوار تیز رفتار کے ذریعہ سے شاہان اطراف
دکن کو پہونچائے اور غلغلہ دشمن گداری کا بسیط عالم مین ڈالا اور کمال خان مقتول کے متعلق جو اسیر ہوگئے تھے پونجی خاتون
نے اس تدبیر کے سبب کہ اُس سے وقوع مین آئی تھی اسکے قتل سے درگذر کرکے اس عورت پر نہایت عنایت فرمائی
اور حکم دیا کہ دوسرے ملک مین چلی جاوے اور ایک جماعت اسکے ہمراہ کی کہ کوئی شخص اثناے راہ مین مزاحمت نہ پہونچاوے
اور نجومیون کو کہ از روے مہارت ایسا حکم کمال خان کے بارہ مین دیا تھا خلعت و زر دیکر معزز و مکرم کیا اور جن لوگون
نے کہ اس واقعہ ہولناک مین ہمراہی کی تھی علی قدر مراتب ہر ایک کو نوازش فرمائی اور منصب و جاگیر لائق عطا کی اور
ازانجملہ جوش کلدی آقا اور سکندر آقاے رومی اور مصطفےٰ آقا اور مقرب خان گرد اور مظفر خان رودباری و خواجہ غیاث الدین
کاشی اور محمد حسین طہرانی کو سلحداری کے پایہ سے بمرتبۂ امارت ترقی کرکے انکے رایات شوکت بلند کیے اور میرزا جہانگیر
قمی اور حیدر بیگ اور سونجک بہادر اور امراے سلحدار کو جو کمال خان دکنی کی جور و جفا کی شدت سے گجرات اور خاندیس
اور احمد نگر اور برار اور تلنگ کی طرف بھاگ گئے تھے استمالت نامہ بھیجکر مراجعت اور معاودت کی تحریص و ترغیب کی اور خسرو
ترک جو اصل مین آزاد لاری تھا مصلحتہً اپنے تئین غلامان شاہی کے سلک مین لکھوایا تھا بخطاب اسد خان و منصب
امارت پر سر بلند کیا اور ملگاون مع مضافات اُسکی جاگیر مقرر فرمائی اور یوسف جو غلامان گرجی مین منسلک تھا

کوتوال دیوان ہوا اور چونکہ اس حادثہ عظمی مین عہد کیا تھا کہ بعد فتح مغل کے سوا کسی کو نوکر نہ رکھونگا لہذا عہد کو وفا کرکے عمال محال اور کارگذارون کو حکم ہوا کہ ہماری دولت مغل کی سعی کی بدولت ہے اور تعلق انسے رکھتی ہے دکنی اور حبشی اور مغل زادہ کو ملازم نرکھین بارہ برس یہ حکم جاری رہا تغیر اور تبدیلی نے اسمین راہ نپائی آخر خود مغلون نے اتفاق کرکے اپنے فرزندون کی ملازمی کی درخواست کی اور وہ منظور اور قبول ہوئی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغانون کو بھی نوکر رکھو لیکن حبشی اور دکنی کسی طور سے ملازم نہونے پاوین اور وہ قاعدہ پسندیدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری و مستمر رہا اور کسی کی یہ مجال اور قدرت نہ تھی کہ دکنی اور حبشی کو سپاہ کے درمیان ملازم کرتا عدالت پناہ نے ایسے لشکر کی قوت سے اکثر راؤن اور زمیندارون کو مقہور کیا بلکہ سلطان محمود بہمنی اور امیر برید کو کہ پچیس ہزار سوار لیکر بیجاپور آیا تھا شکست دیکر نشان فتح و فیروزی بلند کیا اور حقیقت اس امر کی یہ ہے کہ امیر برید کمال خان دکنی کی عین حیات مین جیسا کہ بیان ہوا بہت سے ممالک اس بادشاہ کے تصرف لایا تھا بعد قتل کمال خان میرزا جہانگیر احمد نگر سے پلٹ کر شہنشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور احسن آباد کی جاگیر سے سرفراز ہوا اور اسنے امیر برید کے سپاہیون کو قریب چار سو آدمیون کے ضرب تیر و شمشیر سے ہلاک کیا اور قلعہ نصرت آباد اور ساغر اور اتکیر کو مفتوح کرکے اس حدود کو جیسا کہ چاہیے مخالفان دولت ابد اتصال کے ہاتھ سے برآورد کر لیا اور امیر برید کے بھائیون کو بھی جو شجاعت مین مشاہیر دکن سے تھے تہ تیغ بیدریغ کرکے اپنی ولایت بسہولت تمام مستخلص کی اور امیر قاسم برید یہ خبر سنکر مثل مار زخم خوردہ پیچ و تاب مین پڑا اور فریب سے شاہ محمود بہمنی کی زبانی خود نامجات والیان دکن کو لکھکر اسقدر الحاح و مبالغہ کیا کہ برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے لشکر اسکی کمک کے واسطے مقرر کیا اور امیر قاسم برید ترک لشکر کمکی کو فراہم کرکے سنہ ۹۲۰ نو سو بیس ہجری مین بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اس ولایت کی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو شاہ محمود بہمنی بھی امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ تھا اسمعیل عادل شاہ نے صلاح مقابلہ مین نہ دیکھی دم بخود رہا یہانتک کہ وہ الہ پور مین جو یوسف عادل شاہ کا آباد کیا ہوا بیجاپور کے قریب واقع ہے پہونچا اور ارادہ اسکے محاصرہ کا کیا اسمعیل عادل شاہ بارہ ہزار سوار کہ اس مین اکثر مغل تھے ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور جانبین سے لشکر آمادہ شور و شر ہوا فردوسی بیابان چو دریائے خون شد درست + تو گفتی ز روے زمین لالہ رست + چنان شد ز بس کشتگان روے دشت + کہ پوئیدہ را راہ دشوار گشت + مختصر یہ کہ بعد جنگ صعب اور ضرب سخت امیر قاسم برید ترک اور جمیع لشکر کمکی کو ہزیمت ہوئی اور شاہ محمود شاہ بہمنی اور شاہزادہ احمد فرزند اسکا جو تلاطم افواج مین گھوڑے سے جدا ہوکر گرفتار ہوے تھے اسمعیل عادل شاہ نے از روے تواضع چند راس اسپ مع ساز مرصع اور پالکی خاص حاضر کرکے انھین سوار کرکے چاہا کہ بیجاپور مین لاکر امیر قاسم برید ترک سے نجات دیوے شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور شہر مین نہ آیا اور شہر کے باہر جاکر ایک مقام مین فرودکش ہوا اور اپنے اعضا کے معالجہ اور تداوی مین کہ پشت اسپ سے جدا ہونے کے وقت مجروح ہوے تھے مشغول ہوا اور بعد تندرست ہونے کے پیام کیا کہ بی بی ستی کو جو شاہزادہ احمد کے عقد ازدواج مین ہے لوازم جشن بجا لاکر سپرد کرنا چاہیے شہریار نے اس امر کو قبول کرکے اقرار کیا کہ احسن آباد گلبرگہ مین کہ

مزار سید محمد گیسو دراز پر جا کر شرائط عروسی بجا لاوین پھر شاہ اور وہ حضرت باتفاق یکدیگر احسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر بآئین شہریار جشن شادی عروسی ترتیب دیکر بی بی ستی کو شاہزادہ احمد شاہ کے سپرد فرمایا اُس وقت اسمعیل عادل شاہ نے پانچ ہزار مغل شاہ کے ہمراہ رکاب کیے اور وہ حضرت بشوکت وتجمل تمام احمد آباد بیدر کی طرف سوار ہوئے اور امیر قاسم برید ترک اس خوف سے کہ شاہ نے اسمعیل عادل شاہ سے موافقت کی ہی اور پانچہزار سوار میرے دفع کے واسطے ہمراہ لاتا ہی اسباب شاہی اور خزانہ اُٹھا کر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور شاہ بفراغ خاطر واطمینان وافر اُس بلدہ مین بے دغدغہ محافظان اور بیم موکلان چند روز شراب پینے و رنڈی نچانے اور نغمہ سننے مین مشغول ہوا اور داد لاقیدی کی دی اور اُسکے بعد لشکر اسمعیل عادل شاہ نے رخصت لے کر ظاہر احمد آباد بیدر سے کوچ کیا امیر قاسم برید ترک چار ہزار سوار سے تاخت کرکے فجر کو وہان پہونچا اور چونکہ اہل شہر اور دروازہ کے محافظ جانتے تھے کہ شاہ اور شاہزادہ شاہی کی لیاقت نہین رکھتے اور اُنسے انتظام مملکت نہوگا اس واسطے کہ بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہی خلق خدا کی حفاظت اسکا کام ہی غضب کی جا ہی کہ جب نگہبان کو اپنی نگہبانی کی حاجت ہووے توجبکا یہ محافظ ہی اُنکی کیا حالت ہوگی یہ سوچکر بلاتوقف شہر کا دروازہ کھول دیا اور امیر قاسم برید ترک کو شہر مین در لائے اور امیر مذکور نے بدستور سابق جابجا اپنے مردم معتبر مقرر کیے اُسکے بعد اپنے کام مین مشغول ہوا اور علی الصباح شاہ محمود شاہ بہمنی کا نشہ اُترا ہوشیار ہوا تو احوال دگرگون دیکھا لیکن اس سبب سے کہ امرا کے تسلط اور غلبہ کا خوگر تھا چندان آزردہ نہوا اور امیر قاسم برید کا دست نگر ہوکر اسباب عیش وعشرت پر قانع ہوا اور سنوات سابق مین جو ایلچی شاہ جمجاہ شاہ اسمعیل صفوی مملکت ایران کے سندی شاہ ہونے کے پاس آئے تھے تیمراج راے بیجانگر اور شاہ گجرات نے اُنکی تعظیم وتکریم کرکے ایلچیون کو باتحف وہدایاے فراوان بقصد اعزاز واکرام ولایت کی طرف روانہ کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی بھی ایلچی شاہ کو بعزت وحرمت شہر مین لایا اور رعایت شاہانہ کرکے چاہتا تھا کہ حسب دلخواہ رخصت کرے لیکن امیر قاسم برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب مانع آکر ایلچی کو قریب دو سال رخصت نہ کیا اسواسطے ایلچی نے عاجز اور تبنگ آکر اسمعیل عادل شاہ کو غائبانہ شکایت نامہ لکھا اور آنحضرت نے شاہ محمود شاہ بہمنی اور امیر قاسم برید ترک کو پیغام دیا کہ شاہ ایران کے ایلچی کو اس سے زیادہ ترنگا رکھنا حسن ادب سے بعید ہی چاہیے کہ اُسکی رعایت خاطر مین کوشش کرکے منزل مقصود کو روانہ کرین اور معرض توقف مین نڈالین امیر قاسم برید ترک نے اس پیام سے نہایت شدت سمجھکر ایلچی کو رخصت کیا اور وہ فوراً بیجاپور کی طرف گیا اور اسمعیل شاہ لوازم استقبال بجالایا اور الیہ پور مین اس سے ملاقات کی اور خلعت فاخرہ وزر وجواہر اُس کی لیاقت سے زیادہ مرحمت فرمایا اور اتحاد مذہب کے سبب بندر مصطفے آباد دابل سے بادشاہ عالی جاہ کی درگاہ مین رخصت کیا اور اس شہنشاہ دین پناہ نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر ابراہیم بیگ ترکمان کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع کمر بند وشمشیر مرصع اور تحف ایران اسمعیل عادل شاہ کے پاس بھیجا اور مکتوب جو اسکے مصحوب تھا اسمین یہ مندرج تھا مجد السلطنۃ والحشمۃ والشوکۃ والاقبال اسمعیل عادل شاہ ملفوظ وخطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان پر جاری ہوے تھے نہایت شاد ہوا

اور یہ فرمایا اب شاہی ہمارے خاندان مین آئی اور ایلچی کو اس اعزاز و تکریم سے کہ زبان خوش بیان اُس کی صفت سے عاجز ہی بیجاپور مین لایا اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور لباس اُس کی موافقت کے واسطے حکم فرمایا کہ جملہ سپاہ مغل نزادہ تاج سرخ دوازدہ ترک سر پر رکھین اور جو شخص تاج نہ پہنے وہ دربار مین میرے مجرے اور سلام کو نہ آنے پاوے اور بارہ بکریان اُس سے جرمانہ لیوین اگر وہ شخص اسپر بھی باز نہ آوے تو اس کی سزا یہ ہی کہ سر بازار اُسکی دستار سر سے اُتارین اور بازاری اُسکی نسبت کلام سخت زبان پر لاوین اس سبب سے کسی کو سپاہیان اسلام سے یارا نہ تھا کہ بدون تاج شہر مین پھرے اور یہ بھی حکم کیا کہ روز جمعہ اور عیدین اور تمام ایام متبرک مین منبرون پر شاہ اسمعیل صفوی کے واسطے فاتحہ سلامتی کا پڑھتے رہین اور یہ حکم ستر برس آخر عہد علی عادل شاہ تک جاری رہا اور ارباب دکن کا اتفاق ہی کہ اسمعیل عادل شاہ مدار امور کا عقل پر رکھتا تھا اس سبب سے کبھی فریب اور بازی نہ کھائی جمیع معارک مین مظفر اور منصور ہوا مگر جنگ کفار کتھر مین بوجہ مستی شراب کے کیونکہ عقاب شراب کے پنجہ مین طائر عقل زبون ہوجاتا ہی چنانچہ نشہ مین ایسا امر اس بادشاہ عاقل سے ظاہر ہوا جو عقل سے بہت بعید تھا و اقفان احوال شاہان ماضیہ انار اللہ برہانہم سے ایسا گوش زد ہوا کہ جب یوسف عادل شاہ نے تیغ قہر و سیاست سے شیاطین کفار کتھر مغلوب اور منکوب کر کے ولایت میان دو آب کو بت پرستون کے تصرف سے برآوردہ کر کے قلعہ رایچور اور مدگل کو مسخر اور مفتوح کیا مدت دراز تک ساکنان اس حدود کے بیجانگریون کی مزاحمت بیجا سے ایمن اور مصئون رہے لیکن بعد از فوت یوسف عادل شاہ کہ جو تمرد کمال خان دکنی سر نوبت اور لشکر کشی امیر قاسم برید ترک نے انتشار پایا تیمراج نے قلعۂ رایچور اور مدگل کو جیسا کہ گذرا محاصرہ کیا اور ساتھ عہد اور امان کے متصرف ہوا اور جو کہ لشکر اسمعیل عادل شاہ کا کمال خان دکنی سر نوبت سے پراگندہ ہوا اور نفران معتمد سے کوئی نرہا لہذا سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیس ہجری تک اُسکے استخلاص کے گرد نہ پھرا اور فکر مین اُسکی نہ پڑا اور اُسکے بعد کہ امرا اطراف و جوانب سے اُسکی درگاہ مین حاضر ہوے ممالک کو امیر قاسم برید ترک کے آدمیون سے برآوردہ کیا اور خسرو عدالت شعار نے عین موسم برسات مین قلعہ رایچور اور مدگل کی استرداد کے واسطے دار الخلافت بیجاپور کی طرف نہضت فرمائی اور تیمراج یہ خبر سنکر مع لشکر قلیل بطور تاخت اس طرف متوجہ ہوا اور آب کشنہ کے کنارے نزول کیا اور تھوڑے عرصہ مین اقصاے بلاد کتھر اور اس حدود کے راجہ کہ غائبانہ اُسکی اطاعت کرنے حاضر نہوتے تھے لیکن اسکے حکم مین تمام مطیع اور فرمان بردار ہوئے اور افواج کثیر اور جم غفیر اُسکے شریک ہوئی غرضکہ جمعیت اُسکی پچاس ہزار سوار اور تین لاکھ پیادہ سے بھی متجاوز ہوئی اور اسمعیل عادل شاہ تیمراج کی تاخت اور دریا کے گھاٹون پر قبضہ کرنے اور قرب و جوار کے راجاؤن کے اتفاق سے کہ ساتھ اس کافر کے یکدل اور یکزبان ہوئے تھے چاہتا تھا کہ اس سال فسخ عزیمت کر کے اور وقت پر منحصر رکھے لیکن جو سامان سفر مہیا کر کے سراپردہ باہر لیتا وہ کیے تھے اور بعضے مقربان کی تحریص و ترغیب کرنے سے لاعلاج ہو کر اس طرف روانہ ہوا اور مع سات ہزار سوار تاج پوش کہ اکثر غریب تھے لب آب دشمن کے اُردو کے مقابل سراپردہ خسروی اوج فلک پر بلند کیا اور چند روز خرگاہ شاہانہ مین بستر

استراحت پر تکیہ کر کے مقابلہ اور مجادلہ کو معرض تغافل اور تساہل مین ڈالا اور جس وقت کہ باران ترشح کرتا تھا چند ساغر مے گلگون سے لبریز کر کے پیتا تھا اس درمیان مین ایک ندیم کہ ذوق ہوا مین چند پیالہ شراب کے پیکر سرخوش تھا اُسنے پس پردہ سے یہ بیت باواز موزون و دلکش پڑھی بیت خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز * پیش ازان دم کہ شود کاسۂ سر خاک انداز * شاہ فوراً پردہ تردد سے خاطر کو برآوردہ کر کے بزم عیش و عشرت کی آراستگی مین عازم اور جازم ہوا اور حکم اقدس کے بموجب پری پیکران گل اندام فتنہ خرام غنچہ دہن عرق جواہر ہمہ تن دلبری مین چالاک شوخی و عشوہ گری مین بیباک کہ طرز دلربائی سے طیلسان ہوش و دست عقل سے لیجاوین علم لگانیوالیان شہرۂ آفاق گانے مین مشتاق خوش آواز نغمہ پرداز انسان تو کیا فرشتہ انکی دام محبت مین ہوش و حواس نذر کرے اور ندیمان بذلہ گو لطیفہ سنج حواشی بساط مین جمع ہوئے جب تجرع اقداح طرف حد سے گذرا اور پیمانہ کیفیت نشا کا سرشار ہوا آنحضرت نے فکر عبور دریا سے مزاج مین مستانہ وار قدم ڈال کر ارکان دولت سے استفسار فرمایا کہ سبدون کے بنانے مین اسقدر دیر نگ کا کیا سبب ہے انھون نے عرض کی کہ تین سو سبد چرم گرفتہ موجود ہین اور مابقی چند روز مین تیار ہو کر موجود ہونگے جہانبان عدالت نشان نے نشہ کی ترنگ اور شراب کی مستی مین دریا کے عبور پر ہمت مصروف فرمائی اور فیل بایک زاہر کہ مست تھا سوار ہوا اور بغیر اُسکے کسی کو اپنے مافی الضمیر سے مطلع کرے تفریح آب اور گل گشت کے بہانہ دریا کے کنارے گیا اور جو کہ اکثر بروز جنگ اس فیل پر سوار ہوتا تھا سپاہ اسلام مضطرب ہو کر سوار ہوئی اور یونہی سر اُٹھائے چلی گئی جب ایک فرسخ لشکر خصم کے مقابل سے دور ہوا ایکبارگی اظہار ارادہ کر کے حکم دیا کہ آدمی فیلون پر سوار ہو کر عبور کرین اور گھوڑون کو ان سبدون مین کہ چمڑے سے مڑھ کر تیار رکھے ہین اُتارین اور جو عقل باور نکرتی تھی کہ فیل سر آب تھا مین کیونکر گذر کریگا لوگ حیران ہوگئے اور کسی نے ہاتھی پانی مین نہ ڈالا اسمعیل عادل شاہ کہ عنان عقل کف اختیار سے دی تھی اعراضی ہو کر بولا کہ کاوہ بھی فریدون کو دجلہ بغداد سے بے زورق و کشتی لیگیا تھا مجھے بھی اُسکی پیروی درکار ہے جو فضل خدا یار ہے تو یہ بیڑا پار ہے یہ کہکر شاہ نے اپنے ہاتھی کو سب سے پیشتر پانی مین ڈالا اور اقبال بلند شاہانہ سے آب پایاب ہوگیا حافظ حقیقی نے صحیح و سالم اس بحر زخار سے پار اُتارا اور ہاتھی بھی کہ اُنکے عدد دو سو سے کم نہ تھے اس لجۂ گرداب تلاطم سے پار ہوگئے اور جسقدر آدمی اور گھوڑے سبدون مین بٹھائے دو دفعہ عبور کر کے پھر چلے تھے کہ اور آدمی بھی عبور کرین اس درمیان مین افواج غنیم کی نمودار ہوئی اور جوانان و بہادران مغل جو دریا سے عبور کر چکے تھے اسپان تازی نژاد پر سوار ہوئے اور صفوف جدال آراستہ کین لیکن اہل اسلام دہ ہزار اور جمعیت کفار تیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے سے کم نہ تھے باوجود اُسکے جو اسمعیل عادل شاہ نائرہ حرب کے اشتعال مین مصر اور مجد تھا مغل جنگ مین یکدل ہو کر محاربہ مین مشغول ہوئے تلوار چلنے لگی اور ہزار جوان دشمنون کی طرف کے نلے سرخ کر کے خاک مذلت پر ڈالے اور شکست دیکے سپہ سالار راے بیجانگر کو شربت فنا چکھایا غازیون نے بہادری اور پہلوانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا آخر کو صدمۂ ضرب توپ اور بندوق وغیرہ آلات آتشبازی سے عاجز ہوئے ایک ہزار پانسو غازی

ورجۂ شہادت کو پہونچے اور بقیۃ السیف سراسیمہ عنان تاب ہوئے جو کہ ناؤ بیڑا نہ رکھتے تھے امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا
جی چھوٹ گیا ناچار سوار و پیادہ نے فراہم ہو کر بامید نجات گھوڑے اُس بحر زخار مین ڈالے نہنگ اجل کے منھ مین
چلے اس طرف ترسون بہادر اور ابراہیم بیگ کہ ردیف اسمٰعیل عادل شاہ تھے خواہی نخواہی اُسکے فیل کو معرکہ سے
پھیر کر پانی کی طرف روانہ ہوئے جو کہ وہ پانی پایاب نہ تھا اسمٰعیل عادل شاہ اور ساٹھ جوان تا جیوش کے سوا باقی ہاتھی
اور راکب و مرکوب تمام بحر فنا مین غرق ہوئے اور ایسا حادثہ عظمے کتب تواریخ مین کمتر مطالعہ ہوا کہ کوئی بادشاہ اپنے لشکر سے
ملتفت نہوکر ایسے دشمن قوی سے مقابل ہو اور جمیع دولتخواہون کو بحر فنا مین غرق کر کے خود بھی بہ محنت و مشقت تمام ساحل
نجات کو پہونچے بیت بہین یک جرعہ در طاس شرابی + کہ طوفے ہست از بحر خرابی + شاہ نے طریق مشورت اسد خان
لاری سے کہ ساتھ کسی تقریب کے اس سے پیشتر حرف اُسکا مذکور ہوا تھا درمیان مین لاکر صلاح دولت استفسار کیا
اسد خان لاری زمین خدمت کو بوسہ دے کر عرض پیرا ہوا کہ جو ایسا واقعہ عظیم پیش آیا اور قدم عقل نے لغزش کھائی عنان عزیمت
دار الخلافت بیجاپور کی طرف معطوف کرین اس واسطے کہ رائے بیجانگر بشوکت و کثرت خیل و حشم تمام رایان ہندوستان سے ممتاز ہے اور
شاہان بہمنیہ باوجود وسعت مملکت اور بسیط ولایت از روے کمال حزم و ہوشیاری اس نواح کے لشکر کے ساتھ مقابلہ
کے واسطے اقدام نہین کرتے تھے اور مخلصان یکرنگ اور دولتخواہان یکجہت یہ صلاح دیکھتے ہین کہ شاہ برہان نظام الملک بحری سے
ابواب مصادقت مفتوح رکھکر نسبت خویشی اور پیوندگی درمیان مین لائیے اور بعد موافقت یکدیگر امیر قاسم برید ترک کو کہ محرک
سلسلہ فتنہ و فساد ہے اُسکی تادیب اور تنبیہ کر کے قلعۂ رایچور اور مدگل کی تسخیر مین کوشش کرین اور کفار غدار سے بہترین
وجوہ سے انتقام لین الغرض شاہ کو یہ تقریر دلپذیر پسند آئی اور قسم کھائی کہ جبتک ہند تسخیر کنگرۂ قلعہ رایچور اور مدگل پر نہ
ڈالون مجلس شراب و نشاط مجھپر حرام ہے اور ثقات راویون سے مین نے سنا ہے کہ آنحضرت نے اپنے عہد پر وفا کی اور جبتک
قلعۂ رایچور اور مدگل فتح نہوا شرب شراب اور اکل کباب کی طرف رغبت نفرمائی اور انقضاے ایام حیات مستعار تک
ایسا نہ کیا کہ اُس حریف بدخو کا مغلوب ہو کر آثار مستی کا اس سے ظاہر ہووے اور اسی چند روز کے عرصہ مین خسرو دکن نے
اسد خان لاری کی فہمایش کے بموجب ساحل آب کشنہ سے کوچ کیا اور اپنے مقر خلافت مین داخل ہوا اور اسد خان
لاری کو سپہ سالاری کا خلعت مرحمت فرمایا اور اضافہ منصب و جاہ سے بھی سرفراز کر کے پایۂ اُسکی امارت کا بہت بلند
کیا اور اُسکی صلاح کے موافق برہان نظام شاہ بحری سے بنیاد مصادقت ڈال کر سید احمد ہروی کو کہ قبل اس سے
برسم رسالت ایران کی طرف گیا تھا قواعد وداد و اتحاد کے استحکام کے واسطے بلدۂ احمد نگر مین بھیجا اور اس سبب سے
کہ شاہ طاہر علیہ الرحمۃ سیادت پناہ کے ساتھ سابق سے تعرفہ اور رابطۂ آشنائی رکھتا تھا اُسکے قدوم کو اعزاز و اکرام
سے مقرون رکھکر باتفاق ارکان دولت اُس دولتخانہ کے برہان نظام شاہ بحری کے حکم کے موافق استقبال کو گیا اور
رسوم عرفی بجا لاکر باحسن وجہ برہان نظام شاہ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور بعد چند روز کے کہ دونون شاہ کے درمیان
مین رسل و رسائل متواتر ہوئے بسعی شاہ طاہر اور اسد خان ہروی صدر کی سعی کے سبب قصبہ صدلاپور مین کہ اب
شولاپور مشہور ہے دونون سرپرآراے دکن آپسمین ملاقی ہوئے قواعد اتحاد اور دوستی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت

نہ کیا اور ماہ رجب کی چوتھی شب سنہ ۹۳۰ نوسو تیس ہجری میں حضرت قدسی اثر شاہ طاہر نے دائرہ شاہ عدالت پناہ میں
تشریف ارزانی فرمائی اور مجلس بہشت آئین کو رشک فردوس بریں کیا اور وہ خسرو فریدون فر اس روز باتفاق اپنے خلف الصدق
شاہزادہ ملو خان کی مجلس سے چند قدم قدم رنجہ فرما کر مراسم استقبال بجا لایا اور لوازم ضیافت بھی خوب ترین وجہ سے
پیش پہونچا کر زبان مبارک سے فرمایا کہ جسوقت ایک ایلچیوں یا خلفاء تمہارے سے مجھ ایسے درویش کے مکان پر
تشریف تشریف ارزانی فرماوے کیا سلوک کرنا چاہیے تا حقوق محبت اور مہربانی کا ظہور ہو شاہ مقام فروتنی
میں ہوا اور کلام محبت التیام بیان کر کے عدالت پناہ کی خاطر عاطر کا باعث تشفی ہوا اور اسی وقت اسی مجلس میں
حرف وصلت اور پیوند کا درمیان میں لایا اور جو وہ حرف عین مدعا اور مطلب تھا عدالت پناہ نے قبول کر کے
شاہ کو مسرور اور خوشوقت کیا پھر طرفین سے وہ جو آئین بادشاہی اور طریق فرمانروائی اعلیٰ طرح سے جشن شادی کو
ترتیب دیکر جلوت نشین سراپردہ عظمت مریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے موافق اختر تابندہ جہانداری برہان نظام بحری سے ہمقران کیا اور جانبین سے بانواع تحف و ہدایا مراسم مواحدت
اور مراودت عمل میں آئے اور دوستی اور یگانگی کے بارہ میں عہد و پیمان درمیان میں لائے اور فائز المرام اور دستکام
اپنے مقر کی طرف مراجعت کی لیکن جو قرار پایا تھا کہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ زین خان برادر خواجہ دکنی کے کہ کمال خان
دکنی نے لیے تھے مریم سلطانی کو جاگیر دیویں جب اسمعیل عادل شاہ نے نہ دی اور لیت و لعل کیا اُس قرابت نے
کچھ اثر پیدا نہ کیا بلکہ منجر بدشمنی ہوئی دوسرے برس برہان نظام شاہ باتفاق علاء الدین عماد شاہ والی برار مع فوج جرار
بعزم رزم نکلا اور شولاپور میں پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایلچی بھیجکر امیر قاسم برید ترک کو بھی اپنی کمک کی دلالت
کی اسمعیل عادل شاہ باوجود اسکے کہ جانتا تھا کہ دونوں بادشاہ چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ رکاب رکھتے ہیں
قادر ذوالجلال کے افضال پر توکل کر کے دس ہزار قدر انداز ترکش بند اسفندیار خو ہمراہ لیکر غنیموں کی مدافعہ
کو آپہونچا اور جب دونوں غنیموں سے کوئی حرب پر آمادہ نہوا اور دوسے غنیم کے دو کوس کے فاصلہ پر چالیس روز تک
فروکش رہا اور جب اکتالیسویں دن امیر قاسم برید ترک برہان نظام شاہ بحری کی کمک کو پہونچا اُسی دن نظام شاہ
بحری صف آرا ہو کر قلب میں مقیم ہوا اور میمنہ پر علاء الدین عماد شاہ کو اور میسرہ پر امیر قاسم برید کو مقرر کیا اور اسمعیل عادل شاہ
نے بھی میدان نبرد میں جولان ہو کر اسد خان لاری کو علاء الدین عماد شاہ کے مواجہہ کو اور ترسون بہادر کو امیر قاسم برید
کے مقابلہ کو مامور فرمایا اور خود دلاوران نامدار سے قلب میں قائم ہوا اور خوش کلدی آقا کو مع ہزار جوان تیر انداز
مغل داہنی طرف اور مصطفےٰ آقا کو ہزار سوار سے بائیں طرف مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ جس طرف فوج غنیم غلبہ کرے تم مدد کرو
جب صف کار زار طرفین سے تیار ہوئی طرفین کے بہادر حملہ آور ہوئے فوج ملکی تلوار چلنے لگی مثنوی برآمد خروشیدن
گیر و دار ۔ درآمد بنہار آن روزگار ۔ زخون یلان خاک آغشتہ شد ۔ تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد ۔ پہلے اسد خان
بنفس نفیس شیر ژیان اور ببر دمان کے مانند علاء الدین عماد شاہ پر بطور تاخت آیا اور وہ تاب جنگ نہ لایا بھاگ کر بالا میں
دم لیا اور ترسون بہادر نے بحملہ شیرانہ امیر قاسم برید ترک پر عرصہ جنگ تنگ کیا اسکا بھی پائے ثبات زمین

اُکین سے ملگیا پسپا ہو کر بیدر کی طرف راہی ہوا لیکن اب تک اسمٰعیل عادل شاہ اور نظام شاہ بحری گرم دغا تھے کہ ناگاہ مصطفےٰ آقا اور خوش کلدی آقا دونون پہلوان مع تیراندازان چابک دست برآمد ہوئے اور نظام بحری کو حلقہ مین خط پرکار کی طرح گھیرکر تیرباران کرنے لگے وہ بھی تاب جنگ نہ لایا باگ معرکہ سے موڑی اور اسدخان لاری تعاقب کرکے اُسکا علم دولت اپنے قبضہ مین لایا اور چالیس ہاتھی اور توپخانہ عادل شاہ کے اہالیون کے ہاتھ آیا بنگاہ لٹ گئے اور یہ اول جنگ تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور نظام شاہیہ کے درمیان واقع ہوئی اور قلعہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ جو اسمٰعیل عادل شاہ نے مریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو دینے کا اقرار کیا تھا یہی باعث نزاع تھا پھر اسمٰعیل عادل شاہ وہان سے با فتح و ظفر مع فوج و لشکر بلدۂ بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور دارالخلافت مین شاہ کے حکم کے موافق ایک مہینہ کامل جشن عظیم رہا صحبت دل پسند رہی صداے عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی پھر شہریار والا تبار قدردان محظوظ ہوا ارکان دولت وزیر و امیر و پہلوانان و سپہ سالار نامی کو خلعتہاے فاخرہ سے ممتاز کرکے زر و جواہر نثار کیا ہر ایک کا زیادہ اقتدار کیا اور اسدخان لاری کو مالخ نیل کوہ تمثیل اور چھ ہاتھی خرد خلعت کے علاوہ جو برہان نظام شاہ بحری کی لوٹ مین آئے تھے مرحمت فرماے اور کل سپاہ کی تنخواہ اور رسومات مضاعف کرکے خوشدل کیا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیور تھا سنہ ۹۲۳ نوسو تئیس ہجری مین عماد شاہ سے لڑا اور اسے شکست دیکر بہایت تمکنت اور غرور سے امیر قاسم برید ترک کو ہمراہ لیکر بقصد جبر شکست سابق بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا ادھر سے یہ خبر سنتے ہی اسمٰعیل عادل شاہ لشکر خونخوار لیکر اسکے مقابلہ کو چلا بیس کوس راہ طے ہوئی تھی کہ فوج غنیم سے جنگ عظیم ہوئی اس مرتبہ بھی حریف دغا شعار یعنی برہان نظام شاہ بحری پشت معرکہ مین دیکر فرار ہوا اور خواجہ جہان دکنی اور بعضے امراء اسکے دستگیر ہوئے اور اسدخان لاری نے حوالی پرندہ تک پیچھا کرکے بیس ہاتھی نامی کہ ایک اُنمین سے فیل تخت برہان نظام شاہ بحری کا تھا دستیاب کیے اور اسمٰعیل عادل شاہ نے ان تمام فیل کو سواے فیل تخت کے کہ آلہ بخش اسکا نام رکھا تھا اسدخان لاری کو امداد فرمائے اور اسے زبان مبارک سے فرزند کہا اور اُسی سال کہ سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری تھے اسمٰعیل عادل شاہ نے اسدخان لاری کی ہدایت سے علاءالدین عماد شاہ والی برار سے قصبہ اودجان مین ملاقات کی اور اپنی چھوٹی ہمشیرہ جو مسماۃ خدیجہ سلطان تھی اُسکے ساتھ منسوب کی اور عہد و میثاق دوستی اور یگانگی کے درمیان مین لاکر ہر ایک اپنے مقر دولت کی طرف روانہ ہوئے اور سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری مین بہادر شاہ گجراتی کہ احوال اُسکا اپنے مقام مین مذکور ہوگا برہان نظام شاہ بحری کی ولایت پر مستولی ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے حسب الالتماس برہان نظام شاہ بحری چھ ہزار سوار اور دس لاکھ ہون امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ برہان نظام شاہ بحری کی مدد کے واسطے ارسال فرمائے بعد ازان بہادر شاہ گجراتی کے مملکت دکن سے جب لشکر مذکور بیجاپور کی طرف آگیا اسمٰعیل عادل شاہ کی سمع مبارک مین پہونچایا گیا کہ امیر قاسم برید ترک نے امراکو جو آپ کی رفاقت مین گئے تھے اور آپ برہان نظام شاہ بحری کی مدد کے واسطے مامور ہین بہت تکلیف دیا تھا کہ میری اطاعت کرو تو ہم تم بیجاپور کی جاکر اسمٰعیل عادل شاہ کو مقید کرین اور ولایت کو برباد نہ

تقسیم کرین سنکر اسمعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک کی تادیب پر ہمت مصروف فرمائی اور سنہ ۹۳۶ نوسو چھتیس ہجری مین ایلچی تجربہ کار برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ امیر قاسم برید ترک کی بے ادبی اور مکر و فریب نے حد سے تجاوز کیا اور آپ بھی خوب جانتے مین کہ اُسنے مکرر سلطان قلی قطب شاہ اور بیجا نگر کے راجاؤن سے ہمساز ہوکر کیا کیا فساد برپا کیے اور یہ مخلص طرح دیکر اسکے گناہ معاف کرتا رہا لیکن اندنون مین بارے مودت پرلے اسکے دفع شر سرکہ واجبات عقلی اور مہمات شرعی سے ہے عازم وجازم ہوئی ہے کسواسطے کہ ایسے بیطریے کے ساتھ ملائمت اور سانپ کے ساتھ نرمی کرنا عقل سے بعید ہے قطعہ نکند از درندگی توبہ گرگ تا نشکنند دندانش + سگ کند مار ترک زخم زدن + تا نکوبند سر بسندانش + اگر رائے دوستان اخلاص گزین کی اس امر مین شریک ہو کر نصرت تادیب کرے تو بنیہ اسکی احسن وجہ سے کی جاوے جو برہان نظام شاہ بحری اُس عصہ مین اسمعیل عادل شاہ کے احسان اور امداد کے باعث شرمندہ تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے خرخشہ سے مطمئن نہ تھا اسواسطے دم موافقت سے مار کر کہا کہ جو مرضی عدالت پناہ کی خوشنودی اور خرسندی کی موجب ہووے بلیقین کہ غرض مدعائے محبان صادق الوداد وہی ہوگی ایلچی یہ جواب باصواب سُنکر مسرور اور مبتہج ہوے اور نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت انصراف پائی اور ملازمت مین پہونچکر شنیدہ و دیدہ کو مشرحاً مسامع فیض مجامع مین پہونچایا اور اسمعیل عادل شاہ فرصت غنیمت شمار کرکے بلا توقف دس ہزار سوار انتخاب ہمرہ رکاب لیکر احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور امیر قاسم برید ترک کہ بڑھاپے کے سبب آنکھون سے کم دیکھتا تھا بمشورہ خواجہ بہمن کہ اُسکا وزیر تھا قلعہ کی محافظت اپنے بڑے بیٹے علی برید اور دوسرے فرزندون کو سپرد کرکے خود کسی طرف روانہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے احمد آباد بیدر مین پہونچکر قلعہ کو چارون طرف سے گھیر لیا اور اُسکی تسخیر پر ہمہ تن مصروف ہوکر مورچے اور نقب چارون طرف سے پہونچائے اور امیر قاسم برید ترک کے اعوان کہ شجاعت و بہادری مین مشہور تھے شہر سے برآمد ہوکر اعلام مدافعہ اور مجادلہ کے بلند کرتے تھے اور جو کہ قلعہ کی پناہ مین تھے لڑ بھڑکر سلامت نکلجاتے تھے اور جب یہ خبر قریب پہونچنے لشکر سلطان قلی قطب شاہ کہ انکی کمک کو آتا تھا پہونچی امیر قاسم برید کے فرزند پھول کر جامہ سے باہر ہوئے اور از راہ خیرگی پانچ ہزار دکنی کو مسلح اور مکمل کیا اور قلعہ سے برآمد ہوکر صف قتال آراستہ کی منقول ہے خاتون یعنی امیر قاسم برید ترک کی زوجہ جو علی برید کی والدہ تھی اسکے تین بھائی تھے ہر ایک آپ کو لشکر کے برابر تصور کرتے تھے ایک میرزا جہانگیر قمی کی لڑائی مین مارا گیا اور دو بھائی زندہ تھے اُس روز افواج کے سامنے آکر اسمعیل عادل شاہ سے مبارزت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مردی و مردانگی وہ ہے کہ عمرو و زید کی بے اعانت دشمن سے لڑے اسمعیل عادل شاہ اس طعنہ سے طیش مین آیا بلکہ شعلۂ غضب سے افروختہ ہوکے لال ہوگیا اور بنفس نفیس خود عزم رزم کیا اور اسد خان لاری اور دیگر مقربون کے منع کرنے سے ممنوع نہوا لشکر کو جمع کرکے باخاطر پریشان میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور وہ دونون مرگ رسیدہ خود سر باری باری میدان جانفستان مین عدالت پناہ کے مقابل آئے اور کچھ دیر اپنا کرتب اور شجاعت جانبازون کو دکھاکر اپنی خاک

ہستی کو باد فنا سے برباد کیا دوست و دشمن بآواز بلند یون ثنا خوان تھے کہ اس تاجدار نے اُن دونون خود سرون
کو سر میدان کس طرح مار لیا الغرض اسمٰعیل عادل شاہ خرامان خرامان اپنے لشکر مین آیا اسد خان لاری اور بھی امرا نے
اُسکی رکاب کو بوسہ دیکر زر و جواہر نثار کیا اس درمیان مین ایک طرف سے افواج سلطان قلی قطب شاہ کی نمودار
ہوئی اسمٰعیل عادل شاہ نے اسدخان لاری کو اُسکے مقابلہ کو مامور کیا اور سید حسن عرب کو امیر قاسم بریدترک کی سپاہ
کے مواجہہ کا امر فرمایا اسدخان لاری ایک ہزار اور پانسو سوار مغل لیکر برق لامع کی طرح قطب شاہیون پر حملہ آور
ہوا اُنکے خرمن جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور پھر بلاتوقف سید حسن عرب کی مدد کو پہونچکر تیغ یمانی
سے چارسو مردون کی سرافشانی کی اور شکست دیکر قلعہ کے دروازہ تک لے آیا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے
بعد اس فتح کے اسدخان لاری کو آغوش عاطفت مین لے کر عنایات گوناگون سے ممتاز کیا اور زر و مال سے بے نیاز
کیا اور قلعہ کے محاصرہ کے بارہ مین زیادہ تر اہتمام کر کے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید یہ اخبار سنکر
مضطرب اور بیقرار ہوا اور علاء الدین عماد شاہ سے متوسل ہو کر اپنے بھانجے محمود خان کو اُسکے پاس بھیجکر
التماس قدوم کی تاکہ تشفیع تقصیرات ماضی و حال ہووے اور علاء الدین اس سبب سے کہ ماہری اور پاہور اُسکے
قبضہ سے برآوردہ ہوا تھا اپنے کام مین حیران تھا امیر قاسم بریدترک کی طلب کو اسمٰعیل عادل شاہ کی ملاقات
کا وسیلہ کر کے برسبیل تعجیل احمدآباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ کی استرضائے خاطر
کے واسطے اُسکے قلعہ اودگیر مین نہ گیا اور لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا
اسمٰعیل عادل شاہ ایک جماعت مخصوص سے اُسکے اُردو مین گیا اور لوازم تہنیت قدوم بجا لائے اور علاء الدین
عماد شاہ نے بھی فتح کی مبارکباد دے کر معروض کیا کہ غرض اور مطلب اصلی اس یورش سے حصول ملاقات
آنحضرت ہے لیکن شفاعت گناہ امیر قاسم بریدترک اندازہ سے باہر ہے عدالت پناہ نے فرمایا جو اس معرکہ مین
اکثر بہادران قدیمی کام آئے ہین جبتک انتقام اُنکے خون کا نہ لون آپ صلح کی تکلیف نکرین جب علاء الدین
عماد شاہ نے عدالت پناہ کو اس بارہ مین مصر اور مجد پایا پھر دوبارہ اس مقدمہ کا تذکرہ نہ کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے ایک
ہفتہ اپنے دائرہ مین اُسے مہمان کیا اور دعوت کا سامان کر کے جشن عالی ترتیب دیا پیشکش لائق گذرانے
امیر قاسم برید ترک نے جب سُنا کہ اسمٰعیل عادل شاہ نے علاء الدین عماد شاہ کے ملتمس مین دست رد مارا مضطرب
ہو کر اودگیر سے ایلغار کر کے گرد راہ سے علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر گیا اور کہا جو مین نے ہاتھ توسل کا تیرے دامن
مین مارا ہے وظیفہ حمایت کا یہ ہے کہ جس طور سے ممکن اور میسر ہووے حرف صلح کا درمیان مین لا کر میرے فرزندون
اور متعلقون کو محاصرہ سے نجات دے علاء الدین عماد شاہ نے جواب دیا کہ امر صلح بغیر اسکے کہ قلعہ احمدآباد بیدر اسمٰعیل
عادل شاہ کے سپرد کرے صورت پذیر نہین ہے امیر قاسم برید ترک کو یہ امر ناگوار ہوا اپنے لشکرگاہ مین جو ایک فرسخ
لشکر علاء الدین عماد شاہ سے تھا گیا اور دشمن قوی سے اندیشہ کر کے عیش و طرب مین مشغول ہوا اور آدمی اسکے صعوبت
سفر سے خستہ اور عاجز ہوئے تھے استراحت مین مصروف ہوئے چند لوگون کے سوا پاسبانی مین قیام نہ کرتے تھے اور

وہ بھی بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم فراغت وعشرت مین مشغول ہوئے قضا را جب اُسدن خبر وصول امیر قاسم
برید ترک کی اسمعیل عادل شاہ کی سمع مبارک مین پہونچی وہ رات ظلمت سرشت ایسی تھی کہ زنگی سیہ فام تیرگی اُس سے
استعارہ کرتا اور آواز گرج کی دہشت سے راہ سامعہ گم کرتی تھی اسدخان لاری کو ساتھ ایک جماعت سخت تر
کے شبخون کے واسطے تعینات کیا اسدخان لاری جب امیر قاسم برید ترک کی اردو کے اطراف مین پہونچا اور آواز
ایک متنفس کی اُسکے گوش زد نہوئی عطف عنان کرکے آدمیون کو دست اندازی سے منع کیا چند جاسوس خبر
لینے کے واسطے بھیجے اور انھون نے آنکر خبر پہونچائی کہ کوئی شخص لوازم حفظ وہوشیاری مین قیام نہین رکھتا
اور امیر قاسم برید ترک اور اُسکے پاسبان مست ومدہوش پڑے ہین اور چند دستار اور تلواریں امیر قاسم برید ترک
کے دربار سے اپنے صدق قول کے واسطے اٹھا لائے اسدخان لاری نے لشکر اپنا فوج غنیم کے کنارے ٹھہرا کر کے
فرمایا کہ جبتک لشکر خصم مین شور وہنگامہ برپا نہووے تم ہرگز حملہ آور نہونا دم بخود رہنا یہ کہکر خود بچیس جوان
یکدل ویکزبان لیکر پیادہ پا مع پچاس پیادہ جرار دربار قاسم برید ترک کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ بطین شراب
اور جام مدام ہر طرف افتادہ ہین اور پاسبان حریف ہر ایک ساتھ وضع غیر مکرر کے کثرت بنگ اور بوزہ اور شراب
سے خواب غفلت مین بدمست ہین اسدخان لاری نے اس قسم کے متوالون کا قتل کرنا مروت سے بعید جانکر
کچھ پیادہ اُن پر مقرر کیے اور یہ حکم دیا کہ جو شخص اُن مین سے ہوشیار ہوکر سرکشی کرے اُسکا سر تیغ بیدریغ
سے جدا کرکے خاک مذلت پر ڈالین اور خود مع جماعت دلاوران اس خیال سے پیشتر روانہ ہوا کہ امیر قاسم
برید ترک کے سراپردہ مین جاکر اگر ممکن ہو اُسے زندہ دستگیر کرون یا اُسے تہ تیغ کرکے سر اُسکا جدا کرون
یہ کہکر اسدخان امیر قاسم برید کے خیمہ مین در آیا وہان کے مردوزن کو باہر کی جماعت سے بھی سو درجہ بدتر پایا
یعنے کیا دیکھتا ہی کہ سرحلقۂ رندان جہان امیر قاسم برید ترک مکان کے گوشہ مین چارپائی پر کہ جسے باصطلاح
دکن پلنگ کہتے ہین مست ومدہوش سوتا ہی اور ارباب نشاط اور بعضے لوگون نے شراب کی کثرت سے
قی کی ہی اور کچھ لوگ بے سروپا ایک ایک وضع پر افتادہ ہین اسدخان لاری نے اپنے یارون سے کہا کہ قتل
کرنا ایسے آدمیون کا آسان ہی مگر بہتر یہ ہی کہ ہم اِسے اسی وضع سے مع پلنگ اُٹھا کر بادشاہ کے روبرو
لیجاوین اور کسی متنفس کو نہ ستاوین پھر چارپائی اُس پیر سن رسیدہ اور گرگ باران دیدہ اور عاقل کاردان کی اُٹھا کر
باہر لائے اس درمیان مین ایک چراغیون مین سے کہ جسے دکن مین پوئی والا کہتے ہین اور پاسبانی اور حراست
ساتھ اُنکے متعلق رہتی ہی اُسنے ہوشیار ہوکر چاہا کہ شور مچاؤن اسدخان لاری نے چابکدستی سے ایسا حربہ
اُسکے رسید کیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوا الغرض یہ جب اپنی فوج مین پہونچے ظاہر ہوا کہ ابھی شب دوپہر
باقی ہی اگر ہم قتل وتاراج مین مشغول ہونگے مسلمان وکافر مین تمیز نہوگی صبح تک ایک جماعت کثیر اہل اسلام
سے ضائع ہوگی اب کہ گوہر مقصود دستیاب ہوگیا مناسب یہ ہی کہ شبخون کی فسخ عزیمت کرکے اس صید کو
خداوند جہان کی خدمت مین لیجاوین سبھون نے یہ راے پسند کی اور امیر قاسم برید ترک کی چارپائی کے ساتھ

روانہ ہوئے ابھی نصف راہ طی ہوئی تھی کہ جناب خواب مستی سے ہوشیار ہوے اور آپکو عجیب حال مین دیکھا لشکر جن کا
خیال کرکے طرفہ فریاد بلند کی اسدخان لاری اُسکے روبرو آیا اور تسلی دینے کے بعد یہ کلمہ زبان پر لایا کہ سپاہ جن
نہین بندہ اسدخان لاری ہی اور تمام سرگذشت آغاز سے انجام تک بیان کی پھر زبان سرزنش اور ملامت
مین کھولی کہ دشمن کے جوار مین رہنا اور ایسے سن وسال مین اس کثرت اور رسوائی سے شراب پینا کیا معنے
رکھتا ہی امیر قاسم برید ترک خجالت اور شرمندگی کے سوا جواب نہ دے سکا خاموش ہوا پھر اُسے لیکر صبح کے
وقت اسمعیل عادل شاہ کی ملازمت سے شرف یاب ہوکر ساتھ تحسین اور آفرین کے معزز اور مفتخر ہوا اور اسمعیل
عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک سے استفسار فرمایا کہ اس مکروفساد کا کیا سبب تھا امیر قاسم برید ترک نے
ہرگز جواب نہ دیا اور سر جھکا لیا اور اسمعیل عادل شاہ نے اُسے اسدخان لاری کے سپرد کرکے فرمایا کہ اُسے بار عام کے
وقت حاضر کرنا اور جب دوسرے دن اسمعیل عادل شاہ نے مجلس عالی ترتیب دی اسدخان لاری اشارہ عالی کے
موافق امیر قاسم برید ترک کو طوق وزنجیر مین مسلسل اور مطوق کرکے حضرت کے روبرو لایا اور اسمعیل عادل شاہ نے
اُسے دو ساعت دھوپ مین ایستادہ کیا اور مصنفات متقدمین اور متاخرین مین ایسا واقعہ عجیب کہ صاحب سکہ و
خطبہ کو خوابگاہ کے اندر سے اس حال خراب سے اُٹھا لیجاوین اور خیل وحشم اُسکا کمال غفلت سے اُسکے کام
نہ آوے بہت کم نظر آیا بیت چنین عجائب حالی لبالہاے دراز ✤ نہ گوش دہر شنید و نہ چشم دوران دید ✤ اور جو کہ
اسمعیل عادل شاہ نہایت اُس سے آزردہ تھا اُسکے قتل کا اشارہ فرمایا اور جب جلاد تلوار کھینچکر مرگ ناگہان کی طرح
آیا اُسنے عجز وزاری سے یہ عذر بادشاہ سے کیا کہ یوسف عادل شاہ جم نشان کے عہد سے خسرو گیتی ستان کے زمانہ تک
مجھسے بے ادبی اور جسارت بہت واقع ہوئین اب مین اپنے گناہ کا معترف ہوکر اپنے وجوب قتل پر گواہی دیتا ہون اگر
حضرت سلیمان مکان جان کی امان دے تو قلعہ احمدآباد بیدر کہ کمند تسخیر کسی صاحب توقیر کی اُسکے شرفات پر نہ پڑی ہی
مع خزائن ودفائن سپرد کرتا ہون اسمعیل عادل شاہ نے بمقتضاے العفو زکوۃ الظفر اُسکی حاجت روا کی اور امیر قاسم برید ترک نے
آدمی اپنے فرزندون کے پاس بھیجکر انھین قلعہ سپرد کرنے کی تکلیف دی انھون نے یہ جواب دیا کہ تو پیر نود سالہ ہوا اور
تیرا آفتاب عمر موت وفنا کے قریب پہونچا ہی چند روز معدود کے واسطے ایسا قلعہ ہاتھ سے دینا عقل دوراندیش سے
بہت بعید ہی اور اس جملہ سے انکا مطلب یہ تھا کہ دفع الوقتی کیجیے گھڑی مین گھڑیال ہوتا ہی جو خدا چاہتا ہی وہ ہوتا ہی
اور متعاقب اس آدمی کے ایک معتمد مخفی بھیجا کہ اگر اوضاع اور اطوار سے مفہوم ہو کہ باپ کی نجات بغیر تسلیم قلعہ ممکن نہین ہی
لازم ہی کہ پدر بزرگوار کی تسلی کرکے متعہد تفویض قلعہ ہونا اور خبردار اُسے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچنے پاوے وہ مرد
اُنکا اضطرار سمجھکر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا اور جب وہان پہونچا امیر قاسم برید ترک کو پیغام کیا کہ
علی برید اور تیرے اور فرزندون نے مجھے بھیجا ہی اگر کام اس وآن سے برآمد نہو تو متعہد تفویض حصار کے ہونا
کہ ہم نہین چاہتے کہ کسی طور کا آسیب تجھے پہونچے امیر قاسم برید ترک باطن مین مطمئن ہوا اور بحسب ظاہر اپنے
بیٹون کی شکایت کی اور جس وقت کہ مجدداً پھر اُسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور ایک فیل مست کو لائے کہ تا اُسے اُسکے دست

دیا کے نیچے ڈال کر پامال کرین امیر قاسم برید ترک نے بعجز وزاری یہ التماس کی کہ مجھے اس حال سے فلان برج کے مقابل کرے میرے فرزندون کا نشیمن ہی لیجا کر ایستادہ کرو تو مین خود اصالتاً اُنسے گفتگو کر کے اس مقدمہ کو فیصلہ کرون اور جب ایسا کیا اُسکے بیٹون نے باپ کو برہنہ سر اور ہاتھ پس پشت بندھے دیکھے بولے ہم ایک شرط سے قلعہ سپرد کرتے ہین کہ اسدخان لاری آن کر فلان دروازہ کے باہر ایستادہ ہوئے اور ہمسے عہد کرے کہ کوئی شخص متعرض تمھارے زن و فرزند کے حال سے نہوگا اور خواجہ سرا اور عورت کی قسم سے بھی تمھاری تفتیش مین نہ بھیجینگے جو چاہین مال و زر سے باہر لیجاوین اور جو کچھ زر و زیور اور پوشش ہماری ہی معاف رکھین تو ہم بھی قلعہ خالی کر دیتے ہین اسمٰعیل عادل شاہ نے اُنکی عرض پذیرا کی اور اسدخان لاری کو حکم کیا کہ قلعہ کے دروازہ پر جاکر بیٹھ خبردار کوئی شخص ہماری فوج کا قاسم برید ترک کے اہل و عیال سے متعرض نہونے پاوے یہ حکم سنتے ہی علی برید نے جواہر نفیسہ اور مرصع آلات شاہان بہمنیہ اور نقود احمر یعنے طلائی عورتون کے سپرد کیا تو زیر برقع چھپا کر نکالا دین اور اسمٰعیل عادل شاہ اُسی دن قلعہ مین داخل ہوا اور شکر الٰہی بجالا کر شاہان بہمنیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوا اسوقت شاہزادہ ملوخان اور ابراہیم خان کو اسدخان لاری کے ہمراہ علاءالدین عماد شاہ کے پاس بھیجکر التماس قدوم کی اور جب وہ نہ آیا پھر ایک ساعت کے بعد شاہزادہ عبد اللہ اور علی کو علاءالدین عماد شاہ کی طلب مین روانہ کیا علاءالدین عماد شاہ نے اُسکی ملتمس قبول فرمائی اور شہزادون کے ہمراہ جب اس مقام سپہر احتشام کے قریب پہونچا صاحبقران کشورستان نے دروازہ تک استقبال فرمایا اور مجلس اُنسی کو اُسکے وجود فائض الجود سے زیب و زینت بخشی اور اس بادشاہ کے حضور تمام فوجیو اور قلعہ کا خزانہ جواہر اور مرایدہ اور ظروف طلائی اور نقرہ اور صحنہاے فغفوری اور رجنس اقمشہ اور امتعہ اور بارہ لاکھ ہون نقد از روے یکجہتی علاءالدین عماد شاہ کے ملاحظہ مین در لایا کہ جو شے خوش اور پسند آوے اُسے قبول فرمایئے اُسنے ہاتھ بڑھا کر ایک عنبر چہ مرصع اُٹھایا اُسکے بعد اسمٰعیل عادل شاہ نے اسدخان لاری کو حکم کیا کہ نقد و جنس و مال سے تین لاکھ ہون علاءالدین عماد شاہ کے ملازمون کو تسلیم کرا اور ایک لاکھ ہون ملوخان اور الوخان اور ابراہیم خان اور عبد اللہ خان شاہزادون کو دیوے اور خود بھی اُنکے موافق لیوے اور پچاس ہزار ہون سید علی عقیل کو سپرد کرے کہ نجف اشرف اور کربلاے معلے اور مشہد مقدس مین جاکر زائرون کو تقسیم کرے اور پچاس ہزار ہون سید احمد ہروی کو دے کہ اہل علم و فضل ردو اور شہر بیجاپور کو پہونچاوے اور علاوہ اُسکے بارہ ہزار ہون مساکین پر قسمت کیے اور باقی سپاہ پر تقسیم کر کے ایک حبہ اور ایک دینار خزانہ مین نگاہ نرکھا اور ہاتھ اور دامن جھاڑکر اس مجلس کو برخاست کیا منقول ہی کہ مولانا شہید شاعر قمی کو جو کمال علم و فضل مین تعریف و توصیف سے مستغنی تھا اور ان دنون گجرات سے آیا تھا اور شعر و شاعری کے سبب آنحضرت سے نہایت تقرب پیدا کیا تھا اس روز بادشاہ نے اسکو حکم کیا کہ خزانہ مین جا اور جسقدر کہ تجھسے اُٹھایا جاوے لیجا جو کہ مولانا رنج راہ اور صعوبت سے فی الجملہ کسلمند اور ناتوان تھا اُسنے عرض کی کہ مجھین اس روز کہ گجرات سے اس درگاہ کی طرف متوجہ ہوا تھا آجسے دو چند قوت تھی اگر شاہ سخن پرور نکتہ فہم

۹۲۷ھ

ازراہ ذرہ پروری بعد چند روز کے کہ نحیف مین وہی توانائی عود کیے اس خدمت روح پرور پر سرفراز فرماوے عواطف خسروانی سے بعید نہوگا شاہ نے لب تبسم شیرین سے کھولے اور فرمایا تونے یہ مصرع نہین سنا مصرع کہ آفتہاست در تاخیر و طالب رازیان دارد چاہیے کہ دو مرتبہ خزانہ مین جا اور جس قدر تیرے ہاتھ سے اٹھایا جاوے تقصیر اور کوتاہی نہ کر حسب یہ حکم کہ مولانا کا عین مدعا تھا نافذ ہوا سر عبودیت زمین پر رکھکر شگفتہ و خندان دربار سے اٹھا اور دو مرتبہ خزانہ مین جا کر پچیس ہزار ہون طلائی اٹھا لایا جب خازن نے یہ خبر بادشاہ کے سمع ہمایون مین پہونچائی فرمایا مولانا سچ کہتا تھا کہ مین قوت نہین رکھتا اس مقولہ سے آنحضرت کی نزاکت طبع اور قوت کلام اور فیاضی ارباب ادراک پر واضح اور لائح ہے کسواسطے کہ اس کلام سے عدالت پناہ کی خوش طبعی اور عالی ہمتی دونون ثابت ہوتے ہین اور اس مجلس مین کہ شاہ کا دریاے سخاوت موجزن تھا شاہ علاء الدین عماد شاہ کی سفارش سے امیر قاسم برید ترک کے قصور معاف فرماے اور اسے اپنے امرا کی سلک مین منتظم کیا اور ولایت کلیان اور راولگیر اور اسکے جمیع پرگنات قدیم تخت احمد آباد بیدر کے سوا اسکی جاگیر کے واسطے مسلم اور مرفوع القلم رکھے لیکن ساتھ اس شرط کے کہ مع تین ہزار سوار ملازم رکاب ہوکر رایچور اور مدکل کو کفار بیجانگر کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ کرے اور قلعۂ ماہور کو بھی بہ محاصرہ مفتوح کر کے علاء الدین عماد شاہ کے سپرد کرے پھر دونون شاہ احمد آباد بیدر کی طرف سوار ہوئے اور اسد خان لاری کی تجویز سے احمد آباد بیدر مصطفی خان شیرازی کے تفویض ہوا اور چونکہ ان دنون مین تیمراج قضاے الہی سے فوت ہوا تھا اور بیجانگر کے راؤن نے رام راج پسر تیمراج کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا تھا اور انکی سرکشی سے بیجانگر مین آتش فتنہ و فساد شعلہ زن ہوئی تھی حضرت نے فرصت غنیمت جانکر آب کشنہ سے عبور کیا اور قلعۂ رایچور اور مدگل کو جو ستر برس سے کفار کے تصرف مین تھے تین مہینے محاصرہ کر کے مفتوح کیے اور اسمعیل عادل شاہ نے مجلس عظیم ترتیب دیکر بزم آراستہ کی اور عہد پورا کر کے جام مے لعل فام کے تجرع کی رغبت کی اور اسد خان لاری کو بھی اس دن اپنے پاس رخصت جلوس فرمائی اور دو تین جام بے دغدغہ آلش کر کے اپنے ہاتھ سے اسے دیے اور علاء الدین عماد شاہ اور اسد خان لاری کی حسب التماس امیر قاسم برید ترک کو بھی مجلس بزم مین داخل کیا اور عادل شاہ نے اسے بھی اپنا ہمکاسہ اور ہم پیالہ کر کے فرمایا کہ مضمون رابعہم کلبہم کا ظاہر ہوا علاء الدین عماد شاہ چونکہ طالب علم تھا ہنسا اور امیر قاسم برید ترک اگرچہ مطلب اصلی کو نہ پہونچا تھا لیکن علاء الدین عماد شاہ کے ہنسنے سے متنبہ ہوا اور متغیر ہوکر اشک اپنی آنکھون مین بھر لایا اور اسمعیل عادل شاہ نے متاثر ہوکر از روے تلطف اس سے فرمایا انشاء اللہ تعالی بیجاپور پہونچنے کے بعد احمد آباد بیدر کو بھی تجھے ارزانی فرماؤنگا پھر ایک مہینہ کامل اس طرف مین استقامت کر کے جمیع مہمات کو بخوبی انجام دیکر علم مراجعت بلند کیا اور جب اخبار توجہ بہادر شاہ گجراتی حدود دکن کی طرف متواتر پہونچے مہمات قلعہ ماہور موقوف رکھکر علاء الدین عماد شاہ کو برار کی طرف روانہ کیا اور عدالت پناہ بیجاپور کی طرف رونق افزا ہوئے اور احمد آباد بیدر امیر قاسم برید ترک کو اس شرط پر مرحمت فرمایا کہ قلعہ کلیان اور قندھار ہالیسان

سرکار کے سپرد کرے منقول ہی کہ اس سفر مین اسمٰعیل عادل شاہ علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر تشریف لے گیا اور
اُسنے دراہ محبت سے جشن کا سرانجام کیا اور چند خوان پر از جواہر نذر گذرانے اُسکے بعد اسمٰعیل عادل شاہ نے بھی اُسے
ضیافت کی تکلیف دی اور جب چند روز کے بعد علاء الدین عماد شاہ اسمٰعیل عادل شاہ کا مہمان ہوا آنحضرت
بارہ ہزار سوار مغل دو اسپہ اور تمام یراق اُسکی نظر مین در لائے اور یہ فرمایا کہ جو کچھ مدت سلطنت مین مین نے حاصل کیا
ہی اور مجھے میراث پہونچا ہی یہ ہی اور یہ جماعت کہ ہر ایک اُنمین کا شجاعت و مردانگی سے رستم کو نظر مین نہین لاتا ہی اور زال
سے بدتر سمجھتا ہی جو منظور نظر ہو پیشکش کرون علاء الدین عماد شاہ نے محظوظ ہو کر تحسین و آفرین کی اور کہا اگر مجھے بھی
ایسے جواہر نفیسہ یعنے لشکر جرار دستیاب ہوتا قلعہ ماہور ہاتھ سے نہ کھوتا اور ۹۳۸ نو سو اڑتیس ہجری مین امیر برید
نے جب کنجیان قلعون اور مکانون کی نہ بھیجین عدالت پناہ قلعہ کلیان اور قندھار کی تسخیر پر شیر نر کی طرح آمادہ
ہوا اور سراپردہ اور خرگاہ بیجاپور سے روانہ کیے اور امیر قاسم برید ترک ایلچی برہان نظام شاہ بحری کے پاس
بھیجکر طالب مدد و حمایت ہوا برہان نظام شاہ نے ایلچی بیجاپور بھیجکر التماس کی کہ جو امیر برید اس سفر مین مخلص پر
بہت حقوق رکھتا ہی اُس طرف کی لشکر کشی کا خیال نفرما کر دوستون کو رہین احسان فرمائین عدالت پناہ
نے جواب دیا کہ جسوقت آپ قلعہ ماہور کے لینے کی فکر مین تھے ہمسے کبھی ایسے التماس وقوع مین نہ آئے تھے خیر
ہمنے آپکا کہنا پذیرا کیا اور حسب الاشارہ بیدر کی عزیمت فسخ کی لیکن جو ابتداے موسم زمستان ہی اور خانہ نشینی
مطلوب نہین ہی سیر حواشی مملکت خصوص تلدرک اور شولا پور کی دل مین مصمم ہوئی ہی مناسب یہ ہی کہ امراے حدان
برادر کی عنوان دیگر تصور نہ کر کے خوف و ہراس کو ساتھ اپنے راہ ندیوین اور اپنے حال پر بحال رہین برہان
نظام شاہ بحری نے کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی کے سبب سے نہایت مطمئن تھا اور اُس سے خطاب شاہی اور چتر
پایا تھا پیغام دیا کہ بہادر شاہ گجراتی نے مملکت برار اور احمد آباد بیدر وغیرہ مجھسے جو خ کی ہی سزاوار دولت یہ ہی کہ
ہمارے کہنے سے تخلف نکرین اور حال و مستقبل کو ماضی کی طرح خیال نہ کر کے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہترین امور
جانین اور یہ پیغام اُسوقت عدالت پناہ کو پہونچا کہ بیجاپور سے نہضت فرما کہ بہمن علی مین رونق افزا تھے حضرت بمجرد
اطلاع پیغام مذکور نماز مغرب اور عشا پڑھکر سوار ہوئے اور دوسرے دن قریب شام چار سو سوار مغل و بیس
پیادہ لیکر آب نلدرک کے ساحل پر کہ اُس قلعہ کے زیر دامن گذرتی ہی وارد ہوئے اور برہان نظام شاہ کے ایلچی کو
رخصت کر کے اعلام کیا کہ جو کچھ ہمارا حق تھا ہم بجا لائے اب اُسکے منتظر ہین کہ اپنی عنایت ظاہر کیجیے یعنے جیسا کہ
چند مرتبہ میدان جنگ مین جولانی کی تھی اس دفعہ بھی معرکہ مین چلکر دریاے پرجوش و خروش تیغ و سنان ہنر بردلت
کی سیر کیجیے برہان نظام شاہ بحری نے جو کچھ خزانہ مین رکھتا تھا صرف لشکر کر کے پچیس ہزار سوار فراہم کیے اور توپخانہ
خوب مہیا کر کے باتفاق امیر قاسم برید ترک بگمان جبر شکستہاے سابق کوچ بر کوچ اسمعیل عادلشاہ کی سرحد کی طرف
متوجہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ بھی زرہ جوشن و خفتان پہنکر مثل نہنگ بحر دغا دریاے آہن مین غوطہ لگا کر با سر آیا و جوشن بر
برگستوان ڈالکر سوار ہوا اور بارہ ہزار سوار اُسکے ہمراہ تیار ہوئے اور لشکر داری اسد خان لاری صفوف حرب آراستہ ہوئین

بھی

الغرض ادھر سے مبارزان عادل شاہیہ اور اُدھر سے دلاوران نظام شاہیہ نے جنگ مین سبقت کی اور ایسا معرکہ وقوع مین آیا کہ جنگہاے سابقؔ اُسکے مقابل بازیچہ اطفال تھین **ابیات** چنان گشتہ در حرب بے اختیار + کہ دست فتادہ نماندے زکار + فتادی چو دست از تن خشمناک + زغیرت گرفتی گریبان خاک + چو از تن فتادی ہر مرد کین + زاعراض کندی بدندان زمین + بد انگونہ شد آدمی خوار و زار + کہ خاک از جسد ہا گرفتی کنار + زمین بود از تیغ کین قطع و صل + نمی شد بہم تار خورشید وصل + خلاصہ یہ کہ جبتک آشیان ترکش دلیران مین طائر تیر پروانہ تیر کا نشان رہا زاغ کمان ہواے دست بہادرون سے جدا نہ ہوا اور جبتک زبان تیغ نہنگان دریاے ہیجا مین نہنگ آسا سراسر دندان تھی کتف شیران بیشۂ شجاعت مین دار و گیر کے سوا سخن سنج نہوئی۔ **ابیات** تیر جان یافتہ ز وصل کمان + تیغ بارید خون ز ہجر نیام + آن نشستہ چو نور در احداق + این روان ہمچو روح در اجسام + آخرالامر جیسا کہ رسم زمانہ ہے کہ ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوتا ہے نسیم فتح و ظفر اسمعیل عادل شاہ کے پرچم پر چلی خورشید خان نظام شاہی معرکہ مین قتل ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بحال پریشان احمد نگر کی طرف راہی ہوا اثاثہ شاہی یعنے توپخانہ اور ہاتھی اور بھی ساز و سامان اسمعیل عادل شاہ فیروز جنگ کے تصرف مین آیا اور پھر اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری کے درمیان کبھی جنگ واقع نہوئی بلکہ ایک جماعت اکابر سے متوسط ہوکر لوازم صلح درمیان مین لائی اور سرحد پر آپس مین ملاقات کرکے یہ مقرر کیا کہ ولایت پر سلطان قلی قطب شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور علاء الدین عماد شاہ متصرف ہوگئے ہیں یکدل رہین اور اسمعیل عادل شاہ امیر قاسم برید ترک سے موافقت کرکے سنہ ۹۴۰ نوسو چالیس ہجری مین اسکے ہمراہ تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور پہلے قلعہ ملکنڈہ کو جو قلاع تلنگ مشہورہ سے ہے اور سرحد پر واقع ہے محاصرہ کیا اور سلطان قلی قطب شاہ سوچ سمجھکر میدان مقابلہ اور مقاتلہ مین نہ آیا اور گالکنڈہ سے جو اُسکا دارالملک تھا حرکت نہ کی لیکن اپنے لشکر سے سوار اور پیادہ بہت اہالی حصار کی مدد کے واسطے مامور کیے اور اسد خان لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ اسد خان لاری تائید ایزدی سے مظفر اور منصور ہوا اور اہالی قلعہ مایوس ہوکر قریب تھا کہ حصار سپرد کرین ناگاہ قادر بیچون کے حکم کے موافق اس ملک کی آب و ہوا کی تاثیر سے اسمعیل عادل شاہ بیمار ہوا اور مواد فاسدہ نے اُسکے قلعہ بدن کا محاصرہ کیا اور اعتدال مین عنصر کے فرق آیا سر بالین ضعف و ناتوانی پر رکھا اور اسد خان لاری اور امیر قاسم برید کو جو ممالک تلنگ کی نہب و غارت مین قیام کرتے تھے طلب کرکے کہا کہ اس حدود کی آب و ہوا مجھے موافق نہین ہے مین چاہتا ہون تمہین تسخیر قلاع تلنگ کے واسطے مقرر کرکے شہر حسن آباد گلبرگہ کی طرف جاؤن اور بعد حصول صحت پھر عنان عزیمت اس طرف معطوف کرون انھون نے یہ امر قبول کرکے یہ تجویز کی کہ دوسرے دن صبح کے وقت شاہ پالکی مین سوار ہوکر اس طرف روانہ ہو دوسرے وقت صبح روز چہارشنبہ ماہ صفر کی سترھوین تاریخ سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری مین جوار ایزدی مین واصل ہوا اور اسد خان لاری نے اُسکی خبر فوت مخفی رکھکر لاش اُسکی بسواری پالکی رات کے وقت قصبہ کوکی مین روانہ کی اور اسکے

باپ کے پہلو مین دفن کیا اور جب دو روز اس طرح گذر گئے اسد خان لاری نے کہ مرد پیر سال اور جہاندیدہ تھا امیر قاسم برید ترک اور تمام معتمدوان کو طلب کر کے کیفیت ناگزیر سے آگاہی بخشی اور جو کہ شہزادہ ابراہیم اپنے بڑے بھائی ملو خان کی بادشاہی سے راضی نہ تھا اور بہت سے امرا اور پردہ اُسکے شریک تھے اسد خان لاری نے مملکت بیگانہ مین صلاح عدم تعین جانشینی دیکھکر پوشیدہ ہر ایک شاہزادہ کو پیغام دیا کہ چونکہ ساعت خوب نہین ہو احسن آباد گلبرگہ جاکر سید محمد گیسو دراز کی روح سے ہمت طلب کر کے تخت موروثی پر جلوس کرو اور اُنھون نے جب یہ امر قبول کیا قلعہ گو لکنڈہ سے کوچ کر کے دونون شاہزادون کو تدبیر و حکمت احسن آباد گلبرگہ مین پہونچایا اور باوصف اسکے کہ خود بھی ابراہیم کی شاہی پر راغب اور مائل تر تھا لیکن چونکہ ملو خان بڑا بیٹا تھا اور عدالت پناہ نے اُسے ولیعہد کیا تھا چار ناچار اُس شاہزادہ نا خردمند کو چار بالش سلطنت پر متمکن کیا اور ابراہیم کو قلعہ مرچ مین محبوس کیا اور امیر سید احمد ہروی سے منقول ہو کہ اسمعیل عادل شاہ حلیم اور کریم اور سخی تھا اُسکی عالی ہمتی سے دخل اور خرچ مملکت وفا نکرتا تھا اور طریقہ عفو اور اغماض کو دوست رکھتا تھا اور کھانے اور پہننے مین کوشش کرتا تھا اور کلام فحش کبھی اُسکی زبان سے جاری نہوتا تھا اور ہمیشہ علما اور فضلا اور شعرا سے صحبت رکھتا تھا اور اُن کی رعائتین اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانتا تھا اور علم موسیقی اور شعر مین مہارت رکھتا تھا اور شعر مین وفائی تخلص کرتا تھا اور کسی سلاطین دکن نے اس متانت اور لطافت سے کلام موزون نہین کیا اور یہ اشعار اُسی کے یادگار ہین غزل دل خوبان ز قید مہر آزاد است پنداری + مدار دلبری بر جور و بیداد است پنداری + مرا صد محنت از عشق تو بر دل مے رسد ہر دم + دل ویران عاشق محنت آباد است پنداری + ز عشق قامتت سرو سہی را ماند پا در گل + دلش صد پارہ و زبان دل آزاد است پنداری + ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش + نصیحتہاے سرد زاہدان باد است پنداری + دل ریشم وفائی آنچنان خو کردہ با تیرش + کہ پیکانش بجائے مرہم افتاد است پنداری + وله شب ہجر جز گریہ کارے ندارم + بجز دیدۂ اشکبارے ندارم + شبے نگذرد کز فراق تو چون شمع + بر از اشک حسرت کنارے ندارم + من و عشق و رندی و کوی ملامت + براہ سلامت گذارے ندارم + ازان با غمش خو گرفتم وفائی + کہ غیر از غمش غمگسارے ندارم + وله دل بنرنفش حکایتے دارد + از شب غم شکایتے دارد + تا کی آزار اہل دل طلبی + بیوفائی نہایتے دارد + خون دل میخورم ز غصہ کہ یار + با رقیبان عنایتے دارد + دل سختش ز آہ من نشود نرم + آہ عاشق سرایتے دارد + اے وفائی منال از ستمش + کہ ستم نیز غایتے دارد

ذکر ملو عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی شاہی کا

چونکہ اسمعیل عادل شاہ نے اعیان سلطنت سے وصیت کی تھی کہ ملو خان عادل شاہ کو میرا جانشین کرنا بالضرورت اسد خان لاری نے اُسے تخت دکن پر جلوہ گر کیا اور اُسکی دادی پونجی خاتون کو اُسکی خبرداری کے بارہ مین نصیحت کر کے خود بلگاؤن کی طرف کہ اُسکی جاگیر تھی چلا گیا ملو عادل شاہ میدان خالی دیکھکر شراب خمر اور راگ سننے مین مشغول ہوا بلکہ جو قریب بلوغ تھا وہ امر کہ لازمہ اُسکا سفاہت ہو اُس سے وقوع مین آتے تھے اور شب و روز لہو و لعب اور ہزل و بازی اور اُن کامون مین جو مناسب بادشاہون کو نہ تھے مصروف رہتا تھا یہانتک

کہ خلائق اُس مملکت کی اُس سے متنفر ہوئی اور علاوہ اسکے مصداق[5] زادفی الطنبور نغمۃ کے لڑکون صاحب
حسن وجمال کے مذاق مین مشغوف ہوا اور کام اس انتہا کو پہونچا کہ بزرگون اور ثقیقون کے لڑکون کو خواہی نخواہی
مکانون سے بلوا منگواتا تھا یہانتک کہ یوسف ترک کوتوال جو امرائے کلان تاجپوش سے تھا اُسکے فرزند کو جبراً
طلب کیا جب وہ مانع آیا ملو عادل شاہ نے طیش مین آنکر حکم کیا کہ کچھ لوگ بطور تاخت جاوین اور اُسکے
بیٹے کو بتہر تمام پکڑ لاوین اور یوسف شحنہ دیوان کی بلا توقف گردن مارین پہر یوسف شحنہ کہ امرائے تاجپوش سے
تھا ملوخان کے آدمیون کو زدوکوب کرکے اور اپنے اہل وعیال کو لیکر علانیہ شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ کھور مین کہ اسکی
جاگیر تھی پناہ لیکر بلوائی ہوا اور اکثر اہل ناموس نے اُسکی رفاقت کی اور جان دینے پر آمادہ ہوئے پونجی خاتون والدہ
اسمعیل عادل شاہ نے بھی اُسکے اوضاع اور اطوار ناشائستہ سے نہایت آزردہ اور دل گرفتہ ہوکر یہ تجویز کی کہ ملو
عادل شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ ابراہیم کو تخت پر منصوب کرین پہر یوسف شحنہ دیوان کو پوشیدہ یہ پیغام
بھیجی کہ ملو عادل جہانداری اور فرمانروائی کے قابل نہین ہے چاہیئے کہ اسے موقوف کرکے شاہزادہ ابراہیم کو
بجائے اُسکے بحال کرے یوسف شحنہ دیوان نے ایک شخص محرم کو تاگاوان مین اسدخان لاری کے پاس بھیجکر
حقیقت حال اعلام کی اسدخان لاری نے جواب دیا کہ مین اُسکے اطوار ناپسندیدہ سے بیجاپور کا رہنا ترک
کرکے یہان بیٹھ رہا ہون جو خلقت تمام ملو عادل شاہ کے افعال سے متنفر کرکے اُسکی سلطنت سے راضی نہین ہم دار
یہ رہے کہ دودمان عادل شاہی کی صلاح دولت منظور رکھکر جو کچھ مہد علیا پونجی خاتون فرمادے اُس کے فرمان
واجب الاذعان سے تجاوز نہ کرے یوسف شحنہ دیوان اسدخان لاری کی تجویز سے مطمئن ہوا اور پونجی خاتون کے
آدمیون کو مقضی المرام رخصت کیا اور ابن ملقب زمانی کے اشارہ کے موافق روز موعود کو دو سو سوار تاجپوش لیکر
بیجاپور مین داخل ہوا اور بیدرنگ قلعہ ارک مین جاکر قلعہ دار کہ جو بمقام ممانعت پیش آیا تھا اُسکے گلوے خشک کو
شمشیر آبدار سے سیراب کیا اور ملو عادل شاہ کو مقید کرکے پونجی خاتون کے فرمانے کے بموجب اسکو مع اسکے بھائی
انوخان کے مکحول کیا اور شہزادہ ابراہیم کو بجائے اُسکے منصوب کیا۔ **بیت** چو دہر افگند افسری از سرے ؎
نہد آسمان بر سر دیگرے ؎ اور ملو عادل شاہ کی مدت سلطنت چھ مہینے اور چند روز تھی

ذکر ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی فرمانروائی کا

محرران اخبار اور مدبران وقائع نگار ابونصر ابراہیم عادل شاہ کے قضایا یون بیان کرتے ہین کہ وہ بادشاہ
بہت شجاع اور مردانہ تھا اور نہایت تہور سے جوشن بیباکی کا زیب تن کرکے سیل تندکی طرح نشیب وفراز
سے اندیشہ نہین کرتا تھا آوازہ اُسکے قہر وجبروت کا حلم وخلق کے مانند تمام آفاق مین منتشر ہوا اور جسوقت سے
کہ کنجیان ابواب شاہی کی اُس کے ہاتھ آئین مدت الحیوۃ افراسیاب کے مانند لشکرکشی اور صف آرائی
مین مشغول ہوا اور اُسکے ضبط وسیاست اور کمال عقل سے بذل واحسان نے خوب رواج پایا اور اُسنے بھی
گردن کشان دہر اور رعایا سے بخوبی خراج پایا **بیت** ملک را گر قرار نواہی داد تیغ را بیقرار باید کرد ؎ اور

[5] تنبورہ کے ساتھ نغمہ بڑھا دیا ۱۲

افواہاً سنا جاتا ہی کہ یہ شاہ اپنی مدت سلطنت مین نظام شاہیہ وغیرہ سے دس مرتبہ لڑا اور جنگ صعب اور معرکہ
سخت کا اتفاق پڑا اور جمیع معرکون مین بہ نفس نفیس موجود ہوکر لوازم شجاعت اور جلادت مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نفرمایا لیکن چونکہ سہم نصرت اسکے درجہ طالع مین نہ تھا کسی حرب مین سواے جنگ قصبۂ اور خان کے ہم آغوش
فتح و فیروزی نہوا اور یہ خاندان عادل شاہیہ سے وہ بادشاہ ہی کہ جسنے اپنے باپ دادا کے مذہب سے
پرہیز کرکے اسامی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام خطبہ سے برآورد کرکے حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کو رواج
دیا اور طائفہ امامیہ کا شعار برطرف کرکے تاج سرخ بارہ گنگرہ کا کہ اس زمانہ مین سپاہ شیعہ کی وردی اور
علامت تھی اس تاجدار نے یک قلم موقوف کیا اور اسکے حکم کی تہدید سے کوئی سر پر نرکھتا تھا اور امراے
غریب سے اسد خان لاری اور خوش کلدی آقاے رومی اور شجاعت خان گرد کے سوا سب کو برطرف کرکے امارت
سے معزول کیا دکنی اور حبشی انکے عوض نصب کیے اور مثل خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ کے کو رہ رادت بہم
پہونچائے اسلیے ارکان دولت نے تمام تین ہزار غریب نوکر خاص سے جو ہمیشہ ملازم رکاب رہتے تھے چار سو کو بحال
رکھکر باقی کو رخصت کیا اور یہ پراگندہ ہوکر گجرات اور دکن اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور دفتر فارسی
برطرف کرکے ہندوی کیا اور برہمنون کو صاحب دخل کرکے ابراہیم عادل شاہیہ کے تمام ضوابط اور دستور العمل
درہم اور قلم انداز کیے اور رام راج والی بیجانگر نے مخفی آدمی بھیجکر اکثر مغلون کو باستمالت تمام اپنے پاس لالیا
اور انکی رضامندی اور دلجوئی کے واسطے بیجانگر مین مسجدین نئی تعمیر کروائین اور خود ہر روز دربار مین جلاس کرکے
مصحف عزیز اپنے پہلو مین کرسی اور رحل پر رکھکر انسے کہتا تھا کہ تم مصحف اقدس کی تلاوت مین مشغول رہو اور مجھے
سرو کار نرکھو اور ابراہیم عادل شاہ نے دوسرے برس بیجانگر کی طرف چڑھائی کی اور مظفر و منصور ہوکر معاودت
فرمائی شرح اسکی یون ہی کہ جب شیوراے والی بیجانگر کو سات سو برس سے فرمانروائی اسکے سلسلہ مین تھی
فوت ہوا اور اسکا فرزند قائم مقام ہوا اور عین جوانی مین وہ بھی ملک عدم کی طرف راہی ہوا اور قصر فرماندہی اسنے
چھوٹے بھائی کے واسطے چھوڑا اور اسنے بھی ابھی گلزار شاہی سے گل عشرت نہ چنا تھا کہ زمانے نے ہمت اسکی
فنا پر تعین کی اور اسکا فرزند جو طفل سہ ماہہ تھا ولیعہد ہوا تیمراج جو امراے عمدہ سے تھا زمام اختیار کف اقتدار
مین لایا ۹۰۸ آٹھ سو نوے ہجری سے ۹۳۵ ہجری تک باقتدار بسر کی اور جب صاحب تخت حد رشد اور تمیز کو
پہونچتا تھا اسے زہر سے ہلاک کرکے دوسرا لڑکا وارثان مملکت سے تخت پر متمکن کرتا تھا آخرش تیمراج کا بھی پیمانہ
حیات آب فنا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور اسکی مسند پر رام راج قائم ہوا اور شیوراے کی پوتی اپنے عقد مین
لایا اور اس نسبت اور وجاہت سے اسکا استقلال حد سے گذرا اور ارادہ کیا کہ خود متکفل مہمات شاہی ہو اور جب
سرداروں اور بزرگون نے انحراف کرکے اسپر لوہ رش کیا ناچار رام راج نے ایک طفل کو جو اس خاندان سے
تھا تخت پر بٹھایا اور خالو اس لڑکے کا موسوم بھوج ترمل راج جو شائبہ جنون سے خالی نہ تھا اور اسکے اسم سے
بھی یہی معنے مستفاد ہوتے ہین اسکو منصب امارت پر پہونچا کر اور عہد و پیمان لیکر اس لڑکے کی پرورش اس سے

وجہ

رجوع کی اور خود رام راج نے اپنی تدبیر سے امرائے سرکش کو دفع کرکے اُنکا نام ونشان نہ چھوڑا اور راے نے ایک غلام کو
قوی کرکے بلدہ بیجانگر اور راے زادہ اسکے سپرد کیا اور خود اُن راؤن کے استیصال کے واسطے جو اُسکی شاہی کے
مانع تھے مع سپاہ آراستہ ممالک کے اطراف مین متوجہ ہوا اور اُنمین سے چند راؤن کو مستاصل کرکے ایک قلعہ
اس نواح کا محاصرہ کیا اور جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا اور جو زر کہ ہمراہ رکھتا تھا صرف ہوا اسواسطے اپنے
غلام سے پچاس ہزار ہون طلب کیے جب غلام نے دروازہ خزانہ کا کھولا اور نظر اسکی گنج اور جواہر بیشمار پر پڑی خود رفتہ
ہوکر علم بغاوت کا بلند کیا اور راج راے کے پوتے کو مکان سے برآوردہ کرکے بھوج ترمل راج کو ساتھ اپنے
متفق کرکے خیل وحشم فراہم کرنے مین مشغول ہوا اور جو امرا کہ رام راج سے خالف تھے بسرعت تمام وارث
مالک سے پیوستہ ہوئے اور جمعیت عظیم بیجانگر مین بہم پہونچی لیکن بھوج ترمل راج اس غلام کو
اس بہانہ سے کہ رام راج کا یار ہوگیا ہے اور محل اعتماد نہین ہے قتل کرکے خود قوی ہوا اور رام راج نے مبحث
طولانی اور فساد عظیم دیکھکر اصلاح کے واسطے ایک جماعت راؤن کی متوسط کی اور اُنہون نے تجویز کرکے ایسا مقرر کیا
کہ پایۂ تخت بیجانگر راے زادہ کے زیرنگین رہے اور وہ ولایت کہ بالفعل رام راج اپنے تصرف مین رکھتا ہے
اُسکے قبضہ مین رہے الغرض رام راج دم بخود ہوا اور جمیع راے اپنے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے خاطر نامہربان
دیوانہ کے دل مین سرداری کے ارادہ نے خطور کیا رایت استبداد بلند کرکے اپنے بھانجے کو ہلاک کرکے مسند شاہی پر
قدم رکھا اور حسب مرغوب غرور ونخوت سے مبہوت ہوکر خرد وبزرگ کے ساتھ بد معاشی شروع کی انجام اُسکا یہ ہوا کہ امرائے
اُس سے متنفر ہوکر رام راج سے ابواب دوستی مفتوح کیے اور التماس قدوم کی بھوج ترمل راج اس امر سے مطلع ہوا
ایک ایلچی مع چھ لاکھ ہون نقد مع تحف دیگر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور التماس کمک کی اور عہد
کیا کہ ہر منزل پر لاکھ ہون پیشکش کرونگا اور ابراہیم عادل شاہ ۹۴۲ نوسو بیالیس ہجری مین بیجانگر کی طرف روانہ ہوا
اور رام راج نے سبب لشکر کشی ابراہیم عادل شاہ معلوم کرکے جنگ تدبیر کا دامن مکر وتزویر مین مستحکم کیا اور ایک نامہ
مشعر بر اطاعت وپشیمانی کردۂ خود سے بھوج ترمل راج کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سپاہ اسلام اس مرزبوم مین قدم
رکھیگی تو اُنکے مرکبون کے صدمہ سم سے ہماری مملکت اور معابد منہدم اور مسمار ہوجاوینگے اور شاہان بہمنیہ کے عہد کے موافق اطفال
اور وضیع وشریف اسیر اور دستگیر ہونگے مناسب یہ ہے کہ ایلچی معتبر اور معتمد ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجکر التماس
مراجعت کیجیے کہ یہ بندہ من بعد جادۂ انقیاد اور فرمانبرداری پر مستقیم ہوگا بھوج ترمل راج جو زیور عقل و دانش سے
عاری تھا دام فریب مین آیا اور عہد ومیثاق پر جو بطریق کفرہ فجرہ پیش پہونچا تھا اعتماد کرکے چوالیس لاکھ ہون نقد
ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس معاودت کی چونکہ ابراہیم عادل شاہ کو غرض بھوج ترمل راج کی
رفاہیت سے تھی زر نقد وصول کرکے مراجعت فرمائی مگر ہنوز آب کشنہ سے عبور نہ کیا تھا کہ رام راج اور تمامی
امرا نقض عہد کرکے بسرعت باد وبرق بیجانگر کی طرف روانہ ہوئے اور خیل وحشم درونی کو جو شہر کی محافظت
مین قیام کرتے تھے بعضون کو بطمع اور بعضون کو بتہدید بھوج ترمل راج سے منحرف کیا اور ایسا مقرر کیا کہ

گرفتار کرکے ہمارے سپرد کرین نو راسے زادہ کے قصاص مین اُسے ہلاک کرین اس صورت مین چونکہ عنان
کام و دست اختیار بھوج نرمل راج سے نکل گئی تھی راہ فرار مسدود دیکھکر فرمایا تو جمیع گھوڑون کو لیا اور ہاتھیون
کو اندھا کیا اور جواہرات از قسم یاقوت اور الماس اور زبرجد اور موتی وغیرہ جو قرنون کا اندوختہ تھا چکیون سے پیسکر خاک مین
ملایا اور جسوقت دربانون نے دروازہ کھولا اور رام راج کو شہر مین درلائے بھوج نرمل راج خنجر اپنے سینۂ پرکینہ پر مار کر
جہنم واصل ہوا اور مضمون کان لم یکن ہویدا ہوا یہان سچ ہی بیت نگہبانی ملک و دولت بلاست + گدا بادشاست
نامش گدا است + پھر رامراج بلا منازعت تخت بیجانگر پر متمکن ہوا اور علم استقلال کا بلند کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے
حقیقت حال دریافت کرکے اسدخان لاری کو مع تمامی لشکر قلعہ ادونی کی تسخیر کے واسطے رخصت کیا اس درمیان مین
تنگنا دری بھائی رامراج کا اسدخان لاری کے مدافعہ کے واسطے مع سوار و پیادہ بیشمار متوجہ ہوا اسدخان لاری نے
ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کرکے استقبال کیا اور حرب صعب کے بعد اسدخان لاری نے باگ معرکہ سے پھیری اور کفار نے
سات فرسخ تعاقب کیا اسکے بعد زمانہ نے ہندوی سیہ فام کی طرح جامہ خم نیلگون فدک مین ڈالکر رایات عباسی بلند کیا
اور تنگنا دری ایک گروہ لشکر منکسر اور منہزم مین فرد کش ہو کر بستر عجب و تکبر پر سویا شیر بیشہ ہیجا یعنے اسدخان لاری
چار ہزار جوان جبہ پوش سخت کوش ابیات ہمہ شیر مردان کار آزمائے + دلیر و عدو بند کشور کشائے + بگاہ وغا
ہر یکے صفدری + از ایشان یکے در عدو لشکرے + لیکر آ روے تنگنا دری پر شبخون مارا اور کفار بقدر طاقت
دست و پا مارکر مدافعہ مین مشغول ہوئے اور آخر ضرب تیر سندان گذار اسلامیون سے قرار کو فرار پر اختیار کرکے
راہ ہزیمت ناپی ابیات نباید غنودن چنان بیخبر + کہ ناگاہ سیلے در آید بسر + بجائے نخسپد عقاب دلیر + کہ آبے
توانست اوراز زیر + پھر تمام ہاتھی بیجانگریون کے اور زن و فرزند تنگنا دری کے اسدخان لاری کے ہاتھ آئے
اسدخان نے اسی مقام پر پڑاؤ ڈالدیا اور تنگنا دری اپنے پراگندہ سوار اور پیادے جمع کرکے چھ فرسخ پر
اسدخان لاری سے فرد کش ہوا اور عریضہ مشتمل کیفیت واقعہ اور کمک کی استدعا مین رامراج کے پاس ارسال کیا
اُسنے درجواب لکھا کہ مجھے ابھی اطراف کے راؤن سے اطمینان کلی حاصل نہین ہوا چاہیئے کہ جسطور سے میسر ہووے
اسدخان لاری سے صلح کرکے اپنے زن و فرزند کو رہا کر چنانچہ تنگنا دری نے اسدخان لاری کو صلح کا پیام دیا
اور اسدخان لاری نے ابراہیم عادل شاہ کو اعلام کرکے اشارہ کے موافق صلح قبول کی اور باشوکت و عظمت تمام
بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور ابراہیم عادل شاہ نے گھوڑے اور ہاتھی تنگنا دری کے جو اسدخان لاری نے
گذرانے تھے اُسے بخشے اور پایہ اُسکے مرتبہ اور جاہ کا افزون کیا اور یوسف شحنہ دیوان کہ منصب وکالت اور میر جملگی پر
مخصوص ہوا تھا اسنے رشک و حسد سے خلوت مین عرض کیا کہ اسدخان لاری مذہب کے اتحاد کے سبب برہان نظام شاہ
بحری سے اخلاص زیادہ رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ قلعہ بلگوان اُسے دیکر اُسکا حلقہ بندگی اپنے زیب گوش کرے
ابراہیم عادل شاہ نے بلا تحقیق صدق و کذب حاسد کی بات کو باور کرکے اسدخان لاری کے عزل کے بارے مین مشورہ کیا
یوسف ترک شحنہ دیوان نے جواب دیا کہ اُسے آپ بہ بہانہ جشن ختنہ شاہزادہ علی بلگوان سے طلب کیجیے جب وہ حاضر ہو

مقید کرکے دل اُسکے دغدغہ سے پاک کیجیے اور یہ شورہ فاش ہوا اسدخان لاری نے محافظت مین کوشش کی اور جس وقت کہ فرمان طلب صادر ہوا وہ بیماری کا بہانہ کرکے نہ آیا ابراہیم عادل شاہ نے یوسف ترک شحنہ دیوان کی تعلیم کے سبب اسدخان لاری کے مخصوصون کو مخفی زہر دینے پر راضی کیا لیکن مثل ہو کہ جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے یہ تدبیر بھی راست نہ آئی آخر کو یہ تجویز ہوئی کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کو نلگوان کے جوار مین جاگیر دین اور جنگلی سے معاف رکھکر جاگیر کی طرف رخصت فرمادین تو بوقت فرصت حکمت عملی سے اُسے اسیر اور دستگیر کرے اسدخان لاری کہ مرد جہاندیدہ تھا غفلت برطرف کرکے ہوشیار رہتا تھا یہانتک کہ ایک روز باغ کی سیر کو کہ نلگوان سے چھ فرسنج پر واقع تھا کچھ لوگ ہمراہ لیکر بسرعت تمام سوار ہوا اور ایک غلام حبشی کو مامور کیا کہ چار سو آدمی ہمراہ لیکر آوے اور مخبرون نے یوسف ترک شحنہ دیوان کو خبر تنہا سوار ہونے اسدخان لاری کی پہونچائی اور وہ دو ہزار سوار لے کر اسدخان لاری کی گرفتاری کو بسبیل استعجال گرم عنان ہوا اور باغ کے اطراف مین پہونچکر جنگ کا نشان بلند کیا اور اسدخان لاری نے بھی دشمن کے مدافعہ مین ہمت مصروف کی طرفین سے مقابلہ ہوا دونون طرف کی فوج مل گئی تن و سر مین جدائی ہونے لگی **ابیات** سیاست درآمد بگردن زنی + زچشم جہان دور شد روشنی + غبار زمین بر ہوا راہ بست + عنان سلامت برون شد ز دست + چنان گرم گشت آتش کارزار + کہ از نعل اسپان برآمد شرار + یوسف ترک شحنہ دیوان نے اسدخان لاری کے حملون کی برداشت کرکے لوازم ستیز و آویز مین تقصیر نہ کی اس صورت مین جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا بہت آدمیون نے قالب جوہر جان سے خالی کیا **بیت** ز بس کشتہ افتاد بر روی دشت + فلک گفت بس بس کہ از حد گذشت + آخرالامر اسدخان لاری بعد از جنگ صعب فائق آیا یوسف ترک شحنہ دیوان شکست فاحش کھاکر مفرور ہوا اور ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ صحبت نے اور رنگ پیدا کیا اظہار التفات کے واسطے یوسف ترک شحنہ دیوان کو مقید کرکے اسدخان لاری کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اسکی بےادبی سے ہماری طبیعت بہت آزردہ ہو مناسب ہو کہ وہ معتمد الدولہ اسے سزا کو پہونچاوے اسدخان لاری نے کہ اس معاملہ سے خبر رکھتا تھا یہ جواب لکھا کہ تقصیر بندہ ہی سے واقع ہوئی امیدوار عفو ہو اور یوسف ترک شحنہ دیوان کو اسپ و خلعت دیکر رخصت کیا اور جب یہ قصہ بوالعجب برہان نظام شاہ بحری کے گوش زد ہوا از روے تدبیر اپنی مجلس مین بکرر مذکور کیا کہ اسدخان لاری نے قولنامہ ہمسے طلب کرکے تعہد کیا ہو کہ ولایت عادل شاہیہ مسخر کرکے ہمارے سپرد کرے اگر مین اسوقت لشکرکشی کرون آسانی سے وہ ولایت تصرف مین آوے اور ان دنون مین کہ سنہ ۹۴۷ نوسو سینتالیس ہجری تھے امیر برید ترک سے موافقت کرکے احمدنگر سے روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف مین امیر قاسم برید ترک اور خواجہ جہان دکنی اُس سے ملحق ہوکر آگے بڑھے اور زین خان والی ساڑھے پانچ تپے جو شولاپور کے تحت تھے مرحوم عادل شاہیہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے خواجہ جہان دکنی کے سپرد کیے اور جب برہان نظام شاہ نلگوان کے حوالی مین پہونچا اسدخان لاری باوجود اسکے کہ اس معنی سے بالکل آشنا نہ تھا اراجیف کے انتشار سے خوف زدہ ہوکر لاچار چھ ہزار سوار لیکر برہان نظام شاہ کا شریک ہوا اور اُسنے قوی پشت ہوکر نہب و غارت کی آگ مملکت عادل شاہیہ

مین روشن کی ۔ ابراہیم عادل شاہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر احسن آباد گلبرگہ کی طرف راہی ہوا اور اسد خان لاری شعبدہ بازی
چرخ سے متحیر ہوا علی محمد بدخشی کو علاء الدین عماد شاہ کے پاس برار کی طرف بھیجا اور حقیقت حال قلمی کرکے پیام کیا کہ اگر وہ
جناب برسم اعانت ابراہیم عادل شاہ کے قدم رنجہ فرماوین بندہ بھی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کریگا کہ اس بیر غلام
کے گناہون کے شفیع ہووین اس درمیان مین نامہ ابراہیم عادل شاہ کا بھی پہونچا علاء الدین عماد شاہ روانہ ہوا اور برہان
نظام شاہ کہ قلعہ ارک بیجاپور کو محاصرہ رکھتا تھا اس شہر کے مکانون مین آگ لگا کر بقصد جنگ باتفاق امیر قاسم برید ترک
گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوا اسد خان لاری اثنائے راہ مین انکی ترک رفاقت کرکے اپنی فوج لیکر علاء الدین عماد شاہ
سے جا ملا اور یہ کلام کیا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان نے ازراہ خود غرضی عدالت پناہ سے عرض کیا کہ یہ بندہ یعنی اسد خان لاری
داغ عصیان جبہہ اخلاص پر رکھکر چاہتا ہے کہ برہان نظام شاہ کا ملازم ہووے اور مزاج آنحضرت کا مجھسے ایکبارگی
منحرف ہوا الغرض مین اسی فکر مین تھا کہ کسی طرح سے مظنہ اس قضیہ کا خاطر اشرف سے دور کرون کہ ناگاہ برہان نظام شاہ اور
امیر قاسم برید ترک بہ تجسس حوالی تلنگوان مین آئے اس سبب سے خاص و عام کو یقین ہوا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان
کا کہنا سچ ہے کہ یہ اسی کی تحریک سے آئے اس واسطے دریائے حیرت مین غوطہ کھا کر اپنی جاگیر کی حفاظت
کے واسطے زمانہ سازی کرکے چند روز انسے پیوستہ رہا اب خدمت عالی مین حاضر آن کر جو کہ صدق اور حق ہے گذارش کیا امیدوار ہون
کہ عدالت پناہ کی پابوسی کو مجھے لیجا کر قلم عفو میرے جریدہ اعمال پر کھچوائین اگر معرض قبول مین آوے زہے سعادت
ورنہ بندگان عدالت پناہ مالک و مختار ہین میری نسبت جو سیاست چاہین تجویز فرماوین تو میری جزا اور سزا دیکھنے
سے اورون کو عبرت ہوگی خلاصہ یہ کہ علاء الدین عماد شاہ اسی رمز سے سابقہ تمہید مقدمہ اسد خان لاری کو ہمراہ لیکر
ابراہیم عادل شاہ کے دائرہ دولت پر گیا اور اس طرح سے حقیقت حال واقعی بیان کی کہ اسد خان لاری کی بیجرمی
اور اعدا کا مکر و فریب بدلائل و براہین ثابت اور متحقق ہوا اسی وقت عدالت پناہ نے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت
مین کھینچکر اسکا منصب و جاہ افزون کیا اور اسکے اور علاء الدین عماد شاہ کی صوابدید کے موجب برہان نظام شاہ
اور امیر قاسم برید ترک کی حرب کا عازم ہوا اور وہ طاقت مقاومت نہ لاکر پرگنہ بیر کی طرف روانہ ہوے اور ابراہیم عادل شاہ
اور علاء الدین عماد شاہ نے بھی اس مقام مین صلاح توقف نہ دیکھی بالاگھاٹ دولت آباد کی سمت متوجہ ہوے
ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے کوئی دقیقہ قتل و غارت مین فروگذاشت نہ کیا اور انھین دنون مین
قاسم برید ترک تفضلے الٰہی سے فوت ہوا اور بالاگھاٹ دولت آباد مین مدفون ہوا اور جناب قدسی منزلت شاہ
طاہر متوسط ہوکر اس طور طالب صلح ہوئے کہ برہان نظام ساڑھے پانچ پرگنہ شولاپور ابراہیم عادل شاہ کو دے کر
پھر فتنہ و فساد کے گرد نہ پھرے اور صلح کے بعد ہر ایک نے اپنے مقام مین مراجعت کی اور دوسرے برس
کہ سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری تھے ابراہیم عادل شاہ علاء الدین عماد شاہ کی بیٹی مسماۃ رابعہ سلطان کو اپنے عقد
مین درلایا اور برہان نظام شاہ بحری نے کہ بادشاہ غیرتدار تھا ساڑھے پانچ پرگنہ کی استرداد کے سبب
سے اپنے اوپر استراحت اور آرام حرام کیا اور چونکہ ان سنوات مین درمیان ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین

عماد شاہ کے غبار کلفت بلند ہوا برہان نظام شاہ نے فرصت پاکر رام راج اور جمشید قلی قطب شاہ کو خوشامد
درآمد سے اپنی موافقت مین راغب کیا اور باتفاق علی برید اور خواجہ جہان دکنی ولایت ابراہیم عادل شاہ کی طرف
متوجہ ہوا اور اُن ساڑھے پانچ پرگنہ پر متصرف ہو کر قلعہ شولا پور کو بھی محاصرہ کرکے ولایت سرحد سے بہت
خراب اور ویران کیے اور چند مرتبہ ابراہیم عادل شاہ کے لشکر کو کہ اُسکے مدافعہ کے واسطے تیار کیا تھا شکست دیکر
متفرق کیا اور جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک کے سبب اُسطرف سے لشکر ولایت بیجاپور پر
کھینچا اور پرگنہ کاکنی مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کرکے ولایت گلبرگہ تک قابض و دخیل ہوا اُسکے بعد قلعہ اتبکر کو بھی محاصرہ
کیا اور اسی طرح سے رام راج نے برہان نظام شاہ کی ہدایت کے موافق اپنے بھائی تنگناوری کو مع سپاہ گران
قلعہ رائچور کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا ابراہیم عادل شاہ اپنی زورق مملکت کو چار موجہ بلا مین دیکھکر بحر حیرت مین
غوطہ زن ہوا اور اسد خان لاری کو ناگلوار سے طلب کرکے اُس سے صلاح کی اُسنے بعد تامل و غور یہ جواب دیا
کہ ہمارا حقیقی دشمن برہان نظام شاہ ہے اور دیگر اعدا اُسکے طفیل سے اس مملکت کے متعرض ہوئے ہین اول فتنہ
برہان نظام شاہ کی تدبیر و علاج چاہیے کرنا پھر اور دشمنون کے دفع مین مشغول ہونا چاہیے اور علاج برہان نظام شاہ
کا یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پرگنہ جو مایہ النزاع ہین اُسے واگذاشت کرین اُسکے بعد نامہ فروتنی اور تواضع سے رام راج
کو کہ پادشاہ عظیم الشان ہے اور دوسرے راؤن اس طرف کو لکھکر مع تحف و ہدایای نفیسہ مصحوب ایلچیان
شیرین زبان بھیجین اس لیے کہ کفار کرناٹک تھوڑی تواضع مین خوش ہو کر دم دوستی کا مارین گے خصوصاً
رام راج کہ جس نے ابتک اپنی مملکت مصفا نہین کی ہے اور دیگر راجہ اس سے منازعت اور مخاصمت رکھتے ہین
مصالحہ کریگا اور جس وقت انکا خرخشہ برطرف ہووے جمشید قلی قطب شاہ کا دفع کرنا میرے ذمہ ہے ابراہیم
عادل شاہ نے اسد خان لاری کی تدبیر پسند کرکے اُس پر عمل کیا اور جو تجویز کہ اسد خان لاری نے کی تھی اسطرح
مہمات بکفایت تمام انجام ہوئے اُسوقت عادل شاہ نے باطمینان تمام جمشید قلی قطب شاہ کے اندفاع فساد کو
اپنے ذمہ ہمت پر لازم و ملزوم جان کر اسد خان لاری کو مع لشکر فیروزی اثر اُسکی طرف رخصت کیا اسد خان لاری نے
پہلے قلعہ کاکنی کو جو جمشید قلی قطب شاہ کا ساختہ تھا محاصرہ کرکے عین سرما مین بجبر و قہر مفتوح کیا اور اُسے بیخ و بن سے
کھود کر اسکا نشان باقی نرکھا پھر اتبکر کی طرف متوجہ ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ نے مقابلہ مین فائدہ نہ دیکھا اوّلاً
تلنگ کی طرف کوچ کر گیا اور اسد خان لاری نے تعاقب کرکے دو مرتبہ افواج قطب شاہی کو کہ اُسکے مدافعہ کے
واسطے مقرر کی تھی پسپا کیا اور قلعہ گلکنڈہ مین جمشید قلی قطب شاہ مضطر ہو کر خود مرتکب جنگ ہوا اور حرب
نہایت سخت واقع ہوئی شکست لشکر تلنگ پر پڑی ابیات سعادت بہ بخشایش داور ست + نہ در چنگ و بازوے
زور آور ست + کلید ظفر چون نیفتد بدست + بیازو در فتح نتوان شکست + منقول ہے کہ اُس دن بحسب اتفاق
جمشید قلی قطب شاہ اور اسد خان لاری سے مقابلہ ہوا اور بلا اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے تلوارین کھینچکر چھلکے
بجلی سی دونون لشکر کی آنکھون مین چمک جاتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے سپر پر روکی عجب چستی اور

چالاکی سے لڑتے تھے قضارا ایک زخم کاری جمشید قلی قطب شاہ کے چہرہ پر لگا اسدخان لاری منظفر ہوا اور
جمشید قلی قطب شاہ مدۃ العمر اُس زخم سے اکل و شرب کے وقت ایذا اُٹھاتا تھا پھر اسدخان لاری فتحیاب ہوکر
سالماً غانماً بیجاپور مین آیا اور مہمات ممالک حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوسے ابراہیم عادل شاہ لشکرکشی
کے وغدغہ سے فارغ البال ہوا امرا کو جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور ۹۵۱؁ نو سو اکاون ہجری مین
برہان نظام شاہ رام راج کی تحریک سے احسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور بہ سبیل استعجال
پہونچکر اُسے محاصرہ کیا یہ خبر سنتے ہی ابراہیم عادل شاہ بھی فوج بے حساب جمع کرکے بشوکت وعظمت اُس طرف روانہ
ہوا اور دریاے بھیورہ کے ساحل پر پہونچا چونکہ سپاہ برہان نظام شاہ لب دریا پر حائل اور سنگ راہ
تھی تقریباً تین مہینے تک عبور میسر ہوا یہان تک کہ ابراہیم عادل شاہ تبنگ آن کر آخر برسات مین جبراً و قہراً
اس بحر زخار سے پار اُترا اور فریقین ترتیب سپاہ مین مشغول ہوئے جنگ صعب کا اتفاق پڑا لیکن بعد اشتعال
نائرۂ قتال بخلاف ہمہ سال ابراہیم عادل شاہ مظفر و منصور ہوا برہان نظام شاہ فیل جنگی کوہ پیکر اور گھوڑے
سبک جست رفتار باد صرصر چھوڑکر منہزم ہوا اور ابراہیم عادل شاہ بعد اس فتح غیبی کے اپنی تنگ ظرفی کے
باعث بادۂ نخوت سے اُبل چلا اور نوبت یہ پہونچی کہ ہنگام مے نوشی اور شراب کی کیفیت مین برہان نظام شاہ
کے ایلچیون سے کلام درشت کرتا تھا اور باتیں ناملائم برہان نظام شاہ کی نسبت زبان پر لاتا تھا اور
تھوڑی سی فروگذاشت پر ارباب دخل اور مقربون کو باندھتا تھا اور قتل کرتا تھا اور ۹۵۲؁ نو سو باون ہجری
مین جب کہ برہان نظام شاہ لشکر علی برید کی ولایت پر کھینچکر قلعہ اوسہ اور قندھار اور اُدگیر کی تسخیر مین مشغول ہوا علی برید
نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کو دے کر کمک طلب کی ابراہیم عادل شاہ مثل ہاروت و ماروت بادۂ نخوت
سے مبہوت ہوکر اُسکی مدد کو روانہ ہوا اور چھ مہینے کے عرصہ مین دو مرتبہ برہان نظام شاہ سے لڑا ہر مرتبہ شکست
فاحش پائی اثاثہ شاہی غنیم کے ہاتھ لگا اسپر بھی جور و ظلم و بدعت سے باز نہ آیا ان دونون شکستون کو مقربون اور
نزدیکون اور ارباب دخل کی دورنگی سے تصور کرکے تین مہینے کے عرصے مین چالیس برہمنون اور ستر مسلمانون کو
بلاجرم قتل کیا رعیت اسکے اوضاع سے متنفر اور خائف ہوئی سب نے اس پر اتفاق کیا کہ اُسکے بھائی شہزادہ عبداللہ کو تخت پر
بٹھادین اور یہ خبر پیشتر اس ارادہ سے کہ حیز قوت سے فعل مین آوے اُسکے گوش زد ہوئی بازار سیاست گرم کیا اور
خلق کثیر کو تہ تیغ دودم کرکے سرد کیا اور شہزادہ بعجلت تمام بھاگ کے تنبور کوہ کی طرف جاکر عیسائیون کے پاس
پناہ لے گیا اور اُنھون نے اُس کی عزت و حرمت مین کوشش کی اور ان دنون مین ابراہیم عادل شاہ
بیحد و بیقصور اسدخان لاری سے بدگمان ہوا اور یہ تسکین اُسکے نفاق سے جان کر رسم پروانہ التفات
اور میوہ بھیجنے کی بالکل موقوف فرمائی اور اسدخان لاری کہ تلنگوان مین تھا اُس نے اپنی ہمت اس پر مصروف کی کہ
نقد اخلاص کو اپنے خداوند نعمت کی محک نظر مین پورا ثابت کرے لہذا ایک جماعت کے ہمراہ نو زنجیر فیل مست جو
ہنر جنگ مین ہوشیار تھے اور اسی قدر گھوڑے تازی اور اُسکے سوا اور بھی تحف و نفائس بھیجکر یہ عریضہ اپنے خط زیبا سے

سے تحریر کیا کہ ای سلیمان سریر سعادت و اقبال وای سکندر مسند عز و جلال **بیت** چہ شد چہ شد کہ بدنیسان رسیدہ ازمن ✤ چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدہ ازمن ٭ سبب اس بے عنایتی کا کیا ہی اور باعث اس کم التفاتی کا کون ہی **بیت** گر گناہے کردہ ام اینک سر و تیغ و کفن ٭ ور نہ بموجب نشاید دوستان آزردنی ✤ جو کچھ ارباب غرض نے اس بندہ کی تقصیرات سے سمع اقدس مین پہونچائے ہین مین ایک کو سوا قرار کرتا ہون لیکن انس تہمت سے خبر نہین رکھتا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے مانند بے گناہ ہون نہ یہ کلمہ میری زبان پر گذرا اور نہ یہ امر بندہ کے عقیدے اور دل مین جاگزین ہوا ہی توقف کرنا اس حصن حصین مین اور نہ جانا معسکر بابرکت مین دفع مضرت اعدا ہی اور اس معنی کو کوتاہ نظر آدمی اور کچھ سمجھکر رقم حرامخواری کی اس پیر غلام کے چہرے پر کھینچتے ہین اگر مراحم اور عواطف بیدریغ شاہنشاہی شامل حال پر اختلال ہووے اور اجازت ہووے تو اعدا کی مخذولی اور شرمندگی کیواسطے بوسہ دینے پایہ سریر خلافت مسیر مین سعادت اندوز ہوون یہ دو بیت کہ طبعزاد اسکے ہین عریضہ کے اختتام پر ثبت کین **ابیات** بیک ماہ با تحفۂ پیشکش ✤ شتابم بدان بارگہ شاد و خوش ٭ بیایم بہ بندم بخدمت کمر ✤ نہم چون قلم بر خط شاہ سر ✤ ابراہیم عادل شاہ از سر نو مقام الملتفات مین ہوکر چاہتا تھا کہ اسکے متعلقین کو باحسن وجہ نلگوان مین روانہ کیے کہ ناگاہ شاہزادہ عبداللہ کے فساد نے سر گرمیان ملک سے نکالا اور یہ مقدمہ معرض تعویق مین رہا اور شہزادہ عبداللہ کے قصہ کا یون بیان ہی کہ سبب وہ برادر نامہربان کے جلاد غضب کے خوف سے بندر گووہ کی طرف مفرور ہوا فرنگیون نے اُسے مقام محفوظ مین بٹھایا اور اسکے اعزاز و تکریم مین نہایت کوشش کی بعد ایک مدت کے بعضے مردمان بیجاپور کے اغوار سے برہان نظام شاہ بحری اور جمشید قلی قطب شاہ کی نسبت دروازہ خصوصیت کا مفتوح کرکے التماس کمک کی یہ دونون کہ ابراہیم عادل شاہ کے اوضاع اور اسد خان لاری اور بھی امرا کی رنجش خاطر سے آگاہی رکھتے تھے ابراہیم عادل شاہ کے عزل اور شہزادہ عبداللہ کے نصب پر متفق ہوئے اور اپنے مقام سے حرکت کرکے ولایت بیجاپور کی طرف گئے اور فرنگیون کے پاس آدمی بھیجکر پیام کیا کہ شہزادہ عبداللہ کو اس طرف رخصت کرین تو ہم اُسے بیجاپور کے تخت پر بٹھادین فرنگی اس امر پر راضی ہوئے اور عبداللہ کے فرق پر چتر بلند کیا اور برہان نظام شاہ اور جمشید قلی قطب شاہ نے ایلچی اسد خان لاری کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ چونکہ ابراہیم عادل شاہ کی بے ہنجاری حد سے گذری اور وہ معتمد الیہ بھی اُس سے رنجیدہ ہی ہم کو چاہتے ہین کہ شاہزادہ عبداللہ کو بجاے اسکے نصب کرین اور وہ خان والاشان اُسکی اتالیقی مین ممتاز رہے مناسب ہی کہ نلگوان سے جلد آپ کو ہمارے پاس پہونچاوے اسد خان لاری نے برہان نظام شاہ کے ایلچی سے درشتی کرکے کہا اگر ایلچی کشی مذموم نہوتی تو مین زخم تیغ سیاست سے تیرا سر کاٹتا برہان نظام شاہ اسد خان لاری کی اعانت سے مایوس ہوا اور اسی عرصہ مین اسد خان لاری کی بیماری کی خبر پہونچی تیما نام ایک برہمن کو مخفی مع زر خطیر نلگوان کی طرف بھیجا تاکہ اہل حصار سے موافقت و مخفقت کرکے ایسا کرے کہ اسد خان لاری کے فوت کے بعد قلعہ برہان نظام شاہ کے سپرد کرین اور اسد خان لاری بحالت بیماری اہل قلعہ کے ارادہ پر واقف ہوا اُس برہمن کو

جو ایک رعایا کے مکان مین پوشیدہ تھا دستیاب کر کے مع ستر آدمی اُسکے اعوان سے کہ جنھون نے روپیہ لیکر قلعہ دینے کا اقبال کیا تھا تہ تیغ کیا اور یہ امر جب جمیع مردم اور افسران سپاہ پر ظاہر ہوا کہ اسد خان لاری ابراہیم عادل شاہ کا رد تنخواہ ہی شہزادہ کے پاس جانے کی فسخ عزیمت کی اور شاہزادہ کی جمعیت جو بندر کودہ کے اطراف مین تقسیم تھی یہ خبر سنتے ہی شاہزادہ سے جدا ہو کر متفرق اور پریشان ہوئی اور اسد خان لاری نے جب دیکھا کہ یہ مرض الموت ہی اور سلطان طبیعت کو قوت دشمن مرض کے مدافعہ کی نرہی اپنے ہاتھ سے عریضہ ابراہیم عادل شاہ کو لکھا اور التماس قدوم مین یہ بیت درج کی **بیت** چو باد صبح گذر کن سوے حدیقہ اُنس ✿ جو سرو ناز قدم رنجہ کن درین گلزار ✿ ابراہیم عادل شاہ صلاح دولت اُسکی ملتمس کی اجابت مین دیکھکر بتاریخ غرہ ماہ محرم سنہ ۹۵۶ نوسو چھپن ہجری مین بسبیل استعجال روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین خبر رحلت اسدخان لاری کی سُنکر اُسی شب اپنے تئین بلگوان مین پہونچایا اور رانا ندون کو امر بصیر کر کے تمام جہات اور متروکات پر متصرف ہوا اور نصارا نے جب دیکھا کہ شاہزادہ کی جمعیت پریشان ہوئی اُسکو پھیر کر بندر کودہ کی طرف لیگئے اور بادشاہ نے بھی اپنے مقر کی طرف معاودت فرمائی اسدخان لاری دعور فراست اور کاروانی مین اتصاف تمام رکھتا تھا اور ضبط و ربط و حل و عقد مہمات مین نشان ہمیشہ بلند کرتا تھا اور رایان بیجانگر اور شاہان دیگر اُس سے طریق مصادقت اور ملائمت کہ عبارت رسل و رسائل اور تحف و ہدایا سے ہی جاری رکھتے تھے اور اسباب جاہ و مکنت اور زر و جواہر اسقدر اُسکی سرکار مین جمع ہوا تھا کہ محاسبان سریع الحساب اُسکے حساب و شمار سے عاجز تھے چنانچہ سو من چاول اور پچاس بکری اور ایک سو مرغ اُسکا ایلان تھا [دسترخوان ایک وقت کا ۱۲] اور اُس کے مخترعات سے مثل قبراد خنجر ذرین دکن مین شہرت تمام رکھتا ہی اور وہ اول شخص ہی کہ زین پشت فیل پر رکھی اور لگام اُسکے سر پر کرنے کی تحریک انگشت پائے فیل کو مطیع کر کے راہ پر لایا لیکن جو وہ حیوان سرکش ہی اور دہانہ آہنی سے جیسا کہ چاہیے اطاعت نہین کرتا تھا اس اختراع نے شہرت نہ پائی منسوخ ہوئی اور یہ بھی منقول ہی کہ ابراہیم عادل شاہ اپنی بیٹی بانی بی بی کو علی برید کے نکاح مین درلایا اور علی برید کو اس خویشی سے ساتھ اپنے متفق کیا اور برہان نظام شاہ نے چند ایلچی لسان چرب زبان رام راج کے پاس بھیجے اور تحف و ہدایا کے ارسال سے بنائے مصادقت ڈالی اور اس طرف سے رام راج نے بھی ہدیہ بھیجکر طریق اتحاد کو جاری رکھا اور عدالت پناہ یہ اخبار سنکر برہان نظام شاہ کے ایلچیون سے کہ بیجاپور مین تھے گونہ شکایت درمیان مین لایا اور یہ ہراسان ہو کر بیجانگر کی طرف بھاگے اور وہان پہونچکر رام راج سے عرض پیرا ہوئے کہ چونکہ ابراہیم عادل شاہ بسبب دوستی برہان نظام شاہ بحری کے ساتھ اُن کفار کے قاصد ہمارے قتل کا تھا نہایت کوشش سے ہمنے اپنے تئین اس دیار مین پہونچایا رام راج کہ کافر مغرور اور عظیم الشان تھا اس اوضاع سے متاذی ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو پیغام بھیجا کہ علی برید نے باپ کے خلاف ابراہیم عادل شاہ کی دوستی تمہاری دوستی پر قبول کی ہی مناسب یہ ہی کہ تادیب اُسکی اپنی وجہ ہمت کر کے قلعہ کلیان اپنے حوزہ تصرف مین درلادین اس صورت مین برہان نظام شاہ بحری کہ اس وقت کا منتظر تھا اس کی صلاح کے بموجب قلعہ کلیان کی تسخیر کے واسطے لشکر آرا ہوا اور شوکت و حدت کے ساتھ کوچ متواتر کر کے قلعہ کو محاصرہ کیا ابراہیم

عادل شاہ نے بھی بقصد استخلاص اہالیان قلعہ بیجاپور نہضت فرمائی اور برہان نظام شاہ کے لشکرگاہ کے دو کوس پر خیمہ و خرگاہ بلند کر کے فرو کش ہوا جب برہان نظام شاہ نے ترک محاصرہ نکیا اور حرب مین بھی نہ مشغول ہوا تو ابراہیم عادل شاہ نے اپنے لشکرگاہ کے گرد اگرد ایک دیوار کھچوائی اور امراے ترک کو کہ تاخت و تاراج مین بے نظیر تھے برہان نظام شاہ بحری کے اردو پر مقرر کیا جس سے قحط عظیم ان لوگون مین واقع ہوا اور آدمی نہایت مضطرب اور بیقرار ہوے چنانچہ اکثر عقلا کی راے اسپر قرار پائی کہ گھوڑے ہماری سواری کے نہایت ضعیف اور لاغر ہوئے ہین اور مرکوب بھی مقابلہ کی قوت نہین رکھتے لازم ہے کہ احمدنگر کا راستہ لیوین مگر تقدیری امور بطور دیگر تھے چنانچہ تفصیل اسکی واقعات نظام شاہیہ مین سمت گزارش پا دیگی خلاصہ یہ کہ صبح عید رمضان کو کہ مردم عادل شاہیہ نہایت غفلت کی ضعف و زبونی مین لوازم عید مین مشغول تھے کہ ناگاہ سیف عین الملک وغیرہ امراے نظام شاہیہ عادل شاہ کے خیمہ و خرگاہ پر تاخت لاکر جدال و قتال مین مشغول ہوے یہ سراسیمہ اور بدحواس ہو کر بھاگے چونکہ ابراہیم شاہ اُسدم غسل عید مین مشغول تھا فرصت پوشاک پہننے کی نہ پائی سراپردہ سے نکل بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری نے اُسی روز افواج آراستہ کر کے قلعہ کلیان کی طرف عزیمت کی اور قسم کھائی کہ اگر اہل قلعہ اسی وقت قلعہ میرے سپرد نہ کرینگے تمام خرد و بزرگ کو قتل کرونگا اہل قلعہ نے کہ ابراہیم عادل شاہ کی شکست سے بیدل ہوے تھے امان لیکر قلعہ تسلیم کیا اور برہان نظام شاہ بحری کو تین عیدین ایک دن مین حاصل ہوئین اور ابراہیم عادل شاہ نے کہ فیل اور توپخانہ کے تاراج ہونے سے اعز اضعی تھا ممالک نظام شاہیہ مین داخل ہو کر چار لاکھ ہون تحصیل کیے اور جسقدر کہ ممکن ہوسکا اُسکی ویرانی اور خرابی مین تقصیر اور کوتاہی نہ کی اور اچانک بطور یلغار قلعہ پرندہ مین پہونچا اور دروازہ کشادہ دیکھکر یکایک قلعہ مین درآیا اور مردم خواجہ جہان دکنی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور اُس حصن حصین کو ایک دکنی معتبر کو جو بہادری مین مشہور تھا تفویض کر کے بیجاپور کی طرف گیا اور یہ خبر کلیان کے اطراف مین منتشر ہو کر برہان نظام شاہ بحری اور خواجہ دکنی کو پہونچی تو عازم استرداد ہوئے اور جب قلعہ پرندہ سے بیس کوس دوری پر پہونچے وہ بہادر دکنی قلعہ چھوڑ کر ایسا بھاگا کہ بیجاپور تک کسی مقام مین مڑکر نہ دیکھا اور شاہ جمال الدین انجو سے جو معاصر برہان نظام شاہ بحری تھا اس دکنی بہادر کا سبب فرار یون سنا گیا کہ جب خبر توجہ برہان نظام شاہ بحری کی اُسے پہونچی ہراس بیقیاس اُسپر مستولی ہوا اور فکر گریز اپنے دل مین کر کے کسی کو اپنے مافی الضمیر پر مطلع نہ کیا یہان تک کہ ایک شب کو اپنے محل مین سوتا تھا گجر کی آواز کو خیال صداے نفیر برہان نظام شاہ بحری سمجھ کر نہایت سراسیمہ وار دروازہ کھولکر راہ فرار نا پی مردم قلعہ بھی اُسے ایسا مضطرب دیکھکر اُسکے نشان قدم پر دوڑے اور قلعہ کو خالی چھوڑا ابراہیم عادل شاہ نے اس دکنی دافر تہور و جرأت کی گردن ماری اور قلعہ کلیان کے استخلاص کی فکر مین ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو جب یہ ارادہ معلوم ہوا تو ایک مقرب کو رام راج کے پاس بھیجکر ابراہیم عادل شاہ کے ارادہ پر اطلاع دی بعد گفت و شنود ایسا مقرر ہوا کہ رایچور کے اطراف مین ملاقات کرکے جو کچھ صلاح وقت ہو عمل مین لاوین پھر سنہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین رام راج مع سپاہ تیار رایچور کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بھی مع خیل و حشم ولایت ابراہیم عادل شاہ کے درمیان سے گزر کر راے بیجانگر سے ملاقی ہوا اور یہ تجویز

ہوئی کہ رام راج قلعہ رایچور اور مدگل لیکر برہان شاہ کو شولاپور پر قابض کرے پھر دونون بادشاہون نے اول قلعہ رایچور کو محاصرہ کرکے ایک مدت کے بعد بہ امان فتح کیا اور جب اہالیان حصار مدگل نے یہ خبر سنی اُسکی کنجی بھی رام راج کے پاس بھیجی اسنے قلعون کو مردم معتبر کے سپرد کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو مع لشکر گران برہان نظام شاہ بحری کے ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو بھی فتح کرکے اُسکے سپرد کرین اور رام راج اپنی دارالخلافت کی طرف راہی ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بیجانگر کی معاونت کے باعث قوی پشت ہوا اور کوچ بر کوچ آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور توپ قیامت آشوب کی ضرب سے برج و بارہ اُسکا شکستہ کرکے مسخر کیا اور پھر تعمیر کرکے اپنے ایک معتمد کے سپرد کیا اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوا پھر نظام شاہ بحری کی وفات کے بعد ارکان دولت اور اعیان مملکت کی سعی اور کوشش سے ابراہیم عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے درمیان ابواب مصادقت اور اخلاص کے کشادہ ہوے اور سرحد مین ملاقات کی اور لوازم عہد و پیمان کو موودے کرکے مستقر حکومت کی طرف معاودت فرمائی لیکن چند روز کے بعد آثار محبت خصومت سے مبدل ہوئے اور خواجہ جہان دکنی کی تحریک اور سلسلہ جنبانی کے باعث کہ اندنون حسین نظام شاہ کے خوف سے بھاگ کر بیجاپور آیا تھا ابراہیم عادل شاہ قلعہ شولاپور کے استخلاص کی فکر مین پڑا اور رام راج سے دوستی اور موافقت کی بنیاد ڈالی اور سیف عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری جو حسین نظام شاہ سے متوہم ہوکر برہان عماد شاہ کے پاس ولایت برار مین گیا تھا اُسکو حسن تدبیر سے وعدہ ہاے دلفریب دیکر بیش کیے اور اسد خان لاری کی جاگیر اُسے سپرد کرکے بخطاب والقاب سیف الدولۃ القاہر عضد السلطنۃ الباہر امیرالامرا سیف عین الملک دیکر ممتاز فرمایا اور ولایت بان اور راہین اور تنکری اور راے باغ جاگیر دیکر زر نقد بھی عنایت کیا اور اسی عرصہ مین اُسکی اور خواجہ جہان دکنی کی صلاح سے چتر شاہی شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ بحری کے سر پر کہ اُسکے پاس پناہ لیگیا تھا مرتفع کیا اور یہ ارادہ کیا کہ پہلے اُسے تخت احمد نگر پر متمکن کرے بعد اُسکے شولاپور کی تسخیر مین مشغول ہووے پھر سپاہ زرنخواہ بیجاپور سے رخصت کرکے شاہزادہ علی کو مع دوہزار سوار نظام شاہی کے جو اسی عرصہ مین حسین شاہ بحری کے سطوت اور غضب سے مفرور ہوکے بیجاپور آئے تھے سرحد کی طرف اپنی روانگی سے پیشتر روانہ کیا اور نامے مشتمل مواعید کابر و اشراف احمد نگر کے پاس بھیجکر انھین شاہزادہ علی کی شاہی قبول کرنے کے واسطے ترغیب کی جب کسی نے مردم نظام شاہی سے شاہزادہ علی کی طرف میل اور رغبت نہ کی حسین نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر مع لشکر کمکی برہان عماد شاہ کی سرحد کی سمت متوجہ ہوا ابراہیم عادل شاہ نے بخلاف عادت سر گنج کھول کر تخمیناً چھ لاکھ ہون سپاہ پر قسمت کیے اور سیف عین الملک کے استظہار کے سبب تنور حرب گرم کرنے مین عازم و جازم ہوکر بکوچ متواترہ سرحد کی جانب متوجہ ہوا اور میدان شولاپور مین جانبین سے صفوف مصاف آراستہ ہوئین میمنہ پر عین الملک کنعانی اور انکس خان کو مقرر کرکے میسرہ یوزخان و امام الملک کے سپرد کی اور خود مع لشکر خاصہ خیل قلب مین قیام کیا اور سیف عین الملک کو مقدمہ یعنے ہراول کیا اور حسین نظام شاہ بحری نے بھی جیسا کہ اُسکے وقایع مین مذکور ہوگا افواج کو ترتیب دیکر خان زمان اور بحری خان اور اخلاص خان کو مع لشکر برہان نظام شاہ ہراول کیا اور آتشبازی کے عرابے پیش لشکر جابجا قاعدہ سے نصب کیے اور سیف عین الملک اظہار شجاعت اور مجراے خدمت کے واسطے بسرعت تمام دشمن کی طرف روانہ ہوا

اور حملہ اول مین توپخانہ نظام شاہی پر متصرف ہوا اور ہراول کو جو عمدہ لشکر غنیم تھا اُسے درہم برہم کرکے فوج قلب مین
پہونچا اور حسین نظام شاہ بحری کہ مع لشکر خاصہ اور فیل نامے ابراہیم عادل شاہ کی حرب پر آمادہ ہوا تھا بجلی کی مانند
تلوار علم کرکے سیف عین الملک پر حملہ آور ہوا اور فوج جانبین اس چک سے لڑنے لگی کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی اور
مثل اُسکے جنگ صعب اس زمانہ مین واقع نہوئی تھی ظہور مین آئی فوج طرفین جان سے سیر ہوئی تہ شمشیر ہوئی
قریب تھا کہ افواج قلب نظام شاہی متزلزل ہوکر متفرق ہووے کہ ناگاہ بعضے امراے نظام شاہیہ سے مثل
رستم خان دکنی اور جہانگیر خان حبشی اور غضنفر خان شیرازی کے جو سیرکہ ابراہیم عادل شاہ کے ساتھ جنگ کرکے منہزم
ہوئے تھے نشان نظام شاہی بر پا دیکھکر گرد آوری اپنی کی اور اپنے صاحب کی مدد کے لیے عین ستیز اور آویز
مین پہونچے جب کہ سیف عین الملک نے دیکھا کہ اور افواج نظام شاہیہ کمک کو آئی اور ابراہیم عادل شاہ کی طرف
سے کمک نہین پہونچتی ہی بانظر درست حسب عادت اپنی کہ جس وقت دشمن کا غلبہ مشاہدہ کرتا تھا پیادہ پا معرکہ مین
ایستادہ ہوتا تھا پاے ثبات زمین کین مین گڑا دیا تو بہادران فدائی کو معلوم ہو کہ سردار ارادہ بھاگنے کا نہین رکھتا ہی
مالک پر فدا ہوکر حق نمک ادا کرین یا لڑائی فتح کرین اُسوقت بھی گھوڑے سے اُتر کر میدان نبرد مین ایستادہ ہوا تھا
کہ دفعۃً ایک کوتاہ نظر نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ خبر پہونچائی کہ مین نے عین معرکہ مین دیکھا کہ سیف عین الملک نے
گھوڑے سے اُتر کر حسین نظام شاہ کو کہ اُسکا قدیم صاحب ہی سلام کیا اُسکے بعد اپنی سرخروئی کے واسطے اُسکے
ہاتھ سے بیڑہ پان کا اس شرط پر لیا ہی کہ تجھے گرفتار کرکے اُسکے سپرد کرے ابراہیم عادل شاہ نے بدون اُسکے کہ تحمل
کرکے آدمی بھیجے اور اس امر کی تحقیق صدق و کذب مین کوشش کرے بیتابانہ گھوڑا پھیر کر راہ بیجاپور کی لی سیف
عین الملک نے جو تنہا اپنے سپاہیان خاصہ سے افواج نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا تھا اور یقین
تھا کہ فتحیاب ہو ابراہیم عادل شاہ کی خبر فرار سنکر اُسنے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اپنے خواہرزادہ صلابت خان کو کہ
زخم کاری اُٹھا کر گھوڑے سے جدا ہوا تھا پارچہ مین لپیٹ کر اس ارادہ سے ابراہیم عادل شاہ کے پیچھے دوڑا کہ اُسکو
بیجاپور کی روانگی سے مانع آن کر شکست کی درستی مین کوشش کرے جب ابراہیم عادل شاہ کی نظر سیف عین الملک
کے علمون پر پڑی اس گمان سے کہ یہ یقیناً میرے پکڑنے کو آتا ہی بدحواس ہوکر گھوڑا خاصہ کا سرپٹ پھینکا اور بیجاپور تک
اُسکی باگ نہ روکی اُسکے بعد سیف عین الملک بلدہ بیجاپور مین پہونچکر ایک اپنے معتمد کو عدالت پناہ کی خدمت مین
بھیجکر عرض پیرا ہوا کہ خیر سگال اسباب اور رسال چھوڑ کر مع اسپ و قمچی خانہ بدوش یک بینی و دو گوش آیا اور خیمہ و خرگاہ
نہین رکھتا کہ اُسکے سایہ مین بسر کرے اگر خزانہ عامرہ سے کچھ اعانت ہووے تاکہ اپنا سامان درست کرکے ملازمت
مین حاضر ہووے عدالت شاہی سے بعید ہوگا عدالت پناہ جو اس شکست کو اُسکی شومی اور سخن لشنوی اور پیش روی سے
جانتا تھا عطا کا دروازہ اُسکے منھ پر بند کرکے فرمایا ہمین ایسا نوکر بے اعتدال درکار نہین ہی جس طرف تجھے منظور ہو جا
سیف عین الملک نے جو جان نثاری کے سوا کچھ تقصیر نہ کی تھی متحیر ہوکر پیغام بھیجا کہ مین نے از روے صدق و اخلاص
تنگ خدمت گاری اور جان سپاری کا کمر جان پر باندھ کر چھ سو عزیز اور ہم قوم اپنے فرق مبارک پر نثار کرکے دیں ملل

کار استہ بھول کر اور طرف جا پڑے اس سبب سے اُسکی تمام فوج متفرق ہوگئی جدھر سینگ سمائے اُدھر راہی ہوئے دو سو آدمیون سے زیادہ اُسکے ہمراہ نرہے اور جب تین پہر رات گذری اور سیف عین الملک ظاہر نہوا خبر اُسکے قتل ہونے کی منتشر ہوئی اُسکے لشکر کے اعلےٰ ادنے بیدل ہوکر فرار ہوئے جب طباشیر صبح نے انتشار کیا عین الملک وہان پہونچا اور اپنے اُردو سے نشان نپایا انھین آدمیون کو ہمراہ لیکر دشت ادبار کی طرف آوارہ ہوا اور مان کے راستہ سے ولایت نظام شاہیہ کی طرف نکل گیا توفیق الٰہی سے انجام حال ومآل اُسکا قضایاے نظام شاہیہ کے ضمن مین مذکور ہوگا اور ابراہیم عادل شاہ انھین دنون مین امراض متضادہ یعنے ناسور مقعد و بواسیر و زلق الامعا اور تپ مطبقہ اور دوران سر مین گرفتار ہوا اہبت اطباے ہند کہ اُسکے معتمد علیہ تھے جب کسی کا معالجہ اثر پذیر نہوتا تو اُسکو مار ڈالتا اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اُسکے جملہ اطبا نے ولایت سے جلاوطنی اختیار کی اور عطارون نے اپنا پیشہ ترک کر کے دوکانین بند کین اور اُسکی بیماری نے دو برس کا عرصہ کھینچا اور شہور سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین برحمت حق واصل ہوا چنانچہ بعد تجہیز و تکفین جنازہ اُسکا قصبہ کوکی احاطۂ شیخ جنید جدری مین لیجا کر اُسکے باپ دادا کے پہلو مین مدفون کیا اور اُس سے دو فرزند اور دو بیٹیان باقی رہین ایک فرزند علی کہ ولیعہد ہوا اور دوسرا فرزند طہماسپ کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی لقب اُسکا ہی بیٹیان بانی بی بی زوجۂ علی برید اور ہدیہ سلطان منکوحہ نظام شاہ بحری مدت اُسکی سلطنت کی چوبیس سال اور چند ماہ تھے —

ذکر ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کی جہانداری کا

راویان اخبار و حاکیان آثار ارقام اقلام عنبرین فام سے مشام ارباب دانش و بینش کو یون معطر کرتے ہین کہ علی عادل شاہ عہد طفلی سے حدت ذہن اور جودت فہم اور شوخی طبع مین موصوف تھا اور جب ممیز ہوکر سن رشد کو پہونچا اُسکا باپ ابراہیم عادل شاہ شکر و سپاس بجالایا کہ معبود حقیقی نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اپنے جد و پدر کے مذہب سے بیزار ہوکر دین حق یعنے مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو عابد اور زاہد اور عارف اور خائف اور کثیر السکوت یعنے بہت کم سخن اور دائم الشکر تھے اختیار کیا اور شعار روافض برطرف کر کے اُس سے ایک اثر نچھوڑا علی عادل شاہ کہ اُس مجلس مین حاضر تھا شوخی طبع سے آپ کو ضبط نکر سکا عرض پیرا ہوا جو دین آبا کا ترک پسندیدہ ہی تو لازم ہی کہ تمام بنی آدم ایسا کرین ابراہیم عادل شاہ نے غیظ مین آنکر استفسار فرمایا کہ تیرا کیا مذہب ہی اُس نے جواب دیا کہ اب مذہب سلطان رکھتا ہون آیندہ عالم الغیب عالم و دانا ہے ابراہیم عادل شاہ اُس کی ہمزبانی اور اس جواب کی طلاقت لسانی سے سمجھا کہ علی عادل شاہ شیعہ ہی اور یہ اثر خواجہ عنایت اللہ شیرازی معلم کی تعلیم و تفہیم سے تصور کر کے علماے ہند سے فتوی لیکر اُس مسکین کو قتل کیا اور ملا فتح اللہ شیرازی المشہور بخاری کو علی عادل شاہ کی تعلیم و تادیب کے واسطے کہ حد شباب کو پہونچا تھا مقرر کیا تھا اور وہ بھی مذہب تشیع رکھتا تھا اور زمانہ کے ملاحظہ سے آپکو حنفی مذہب ظاہر کرتا تھا اس واسطے علی

عادل شاہ اسکو معزز اور گرامی تر جان سے رکھکر اُسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اتفاقاً اُن دنون مین ایک جماعت مقربان ابراہیم عادل شاہ نے برہان نظام شاہ بحری کے ساتھ مخفی ہمزبان ہو کر یہ تجویز کی کہ ابراہیم عادل شاہ کو چاشنی گیر کے ہاتھ سے مسموم کرکے اُسکے بھائی شاہزادہ عبداللہ کو جانشین کرین اور خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھین اور چاشنی گیر نے کہ سنی پاک اعتقاد تھا برہان نظام شاہ بحری کے ارادہ سے مطلع ہو کر ہاتھ موافقت سے کھینچا اور جب یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور آنحضرت کو معلوم ہوا کہ ابتدا مین خوان سالار بھی اس امر مین شریک تھا سب کو سزا دی اور ہر چند بے جرمی بھائی کی عدالت پناہ پر واضح تھی مگر وہم غالب ہوا اور جسوقت عدالت پناہ قلعہ پنالہ کی تفرج کے واسطے تشریف لائے وہ مع مال خطیر بھاگ کر بندر گووہ کی طرف گیا اور جو علی عادل شاہ کا آغاز شباب تھا ابراہیم عادل شاہ اُس سے بھی متوہم ہوئے اور اُسے مع معلم قلعہ مرچ کی طرف بھیجکر سکندر خان قلعہ دار کو اُسکی محافظت کی تاکید کی اور اس بارہ مین حکمنامہ تحریر فرمایا اور یہ بھی حکم دیا کہ روافض کے ساتھ اختلاط اور ارتباط نکرنے پاوے مگر حسن اتفاق سے وہ اور اُسکا داماد کامل خان دکنی کہ اسمعیل عادل شاہ کے نمک پروردہ اور شیعہ مذہب تھے بدل و جان کوشش کرکے ٹہکا خدمت اور عبودیت علی عادل شاہ کا کمر ہمت پر باندھ کر اُسکی استرضای خاطر مین کوشش کرتے تھے اور جب ابراہیم عادل شاہ صاحب فراش ہوا اور دور و نزدیک کے آدمیون کو معلوم ہوا کہ یہ مرض مرض موت ہے علی عادل شاہ خود ہر نماز کے وقت منبر پر جا کر اذان بطریق شیعہ کہتا تھا اور گاہے کامل خان دکنی کو مامور کرتا تھا کہ بدین صورت ساتھ موذنی کے قیام کرے اور ابراہیم عادل شاہ حالت بیماری اور شدت مرض مین وہ اخبار وحشت آثار سنکر چاہتا تھا کہ چھوٹے بیٹے شاہزادہ طہماسپ کو اپنا جانشین کرے جب اُسے دریافت ہوا کہ بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ وہ بھی اس سے سو درجہ زیادہ شیعہ گری کا دم بھرتا ہے نہایت غمگین ہوا اور فرمایا کہ مین عمداً عنان اختیار ایک خلق کی رافضی کے ہاتھ مین سونپون اُسے بھی قلعہ ملگاؤن مین بھیجکر محبوس کیا اور مہمات شاہی قادر بیچون کی تقدیر کے حوالہ کیے اور جب اصحاب عقل و تمیز ابراہیم عادل شاہ کی زندگی سے مایوس ہوئے محمد کشور خان کہ بعضے پرگنون کی تحصیل اس سے رجوع تھی مع زر خطیر علی عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور سکندر خان کو لکھا کہ ابراہیم عادل شاہ کا خورشید حیات لب بام ہے احتمال کلی رکھتا ہے کہ بعضے مردم دولتخانہ اور جاگیردار حوالی و حواشی حصار ملگاؤن سے شاہزادہ طہماسپ کے ساتھ گرویدہ ہونے سے فتنہ قوی حادث ہووے لازم ہے کہ علی عادل شاہ کے فرق پر چتر بلند کرکے قلعہ سے باہر کھینچ تو قصبہ مرچ مین مقام کرے اور خلقت اس سے رجوع کرے اور جس وقت ابراہیم عادل شاہ کا پیمانۂ حیات آب فنا سے لبریز ہو کر ٹوٹے اور یہ خبر تحقیق اسکے گوش زد ہووے مع لشکر سعادت و اقبال دار الملک کی طرف توجہ فرماوے سکندر خان کو یہ بات پسند آئی چتر اور آفتابگیر اور لوازم شاہی بہم پہونچا کر کامل خان دکنی نے اپنے داماد کو ملازم رکاب کرکے قلعہ سے برآمد کیا اور کشور خان تحصیلدار نے بلا توقف شرف ملازمت حاصل کرکے زر کثیر پیشکش کیا اور خلعت سپہ سالاری سے سرفراز ہوا اور راہ دست اناتی

آدمیون کی دعوت کی اور کامل خان دکنی منصب امارت پر مخصوص ہوا اس اخبار کے انتشار سے لشکر بیجا پور کے اطراف کا بسرعت تمام شہزادہ کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دار السلطنہ کے بھی لاکھون آدمی مجلسی یعنی درباری اور خاصہ خیل بہ تعجیل اس سے جا ملے اور جب اغنین دنون مین ابراہیم عادل شاہ اس سرای فانی سے کوچ کر کے دار البقا کی طرف راہی ہوا علی عادل شاہ بسبیل استعجال بیجا پور مین رونق افزا ہوا اور اشراف و اعیان ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور بعد ثنا و ایثار علی عادل شاہ تو محمد کشور خان کے باغ مین کہ بیجا پور سے ایک کوس پر ہی پہنچا کر تخت پر متمکن کیا اہالی اور موالی اور سادات و قضات لوازم تہنیت بجا لائے من بعد اُس ساعت سعید مین کہ نجومیون نے اختیار کی تھی بیجا پور مین قدم رنجہ فرمایا اور اپنے آبا اور اجداد کے تخت پر جلوہ گر ہوا اور سیر دن شہر جیس نظام مین کہ اول اجلاس فرمایا تھا ایک قصبہ احداث فرمایا اور اسکا نام شاہ پور رکھا اور اپنے اجداد عالی جاہ یوسف و اسمٰعیل عادل شاہ کے شیوہ پسندیدہ پر عمل کر کے روز جلوس کو خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم الی یوم المحشر پڑھا اور لفظ علی ولی اللہ مساجد اور معابد کے کلمات اذان مین داخل کی اور ایرانیون کے واسطے وظائف یعنی یومیہ مقرر کر کے فرمایا کہ مساجد اور کوچہ و بازار مین بار عام کے وقت نماز لیلۃ اپنے کام مین باآواز بلند مشغول رہین اور سادات اور علما اور فضلا کو گرامی رکھکر انکے واسطے بھی راتب معین کیا اور ہمگی ہمت مردمان خوب کی گرد آوری مین کہ مراد دانشمندان ذی عقول اور مردمیدان کارزار اور معقول سے ہی مصروف کی تا خلل انتظام مین نہو اور تھوڑے عرصہ مین ایران اور توران اور تمام اقالیم سبعہ سے مرد باکمال متدین اُسکے دربار مین تشریف لائے اور بیجا پور رشک ربع مسکون ہوا اور علی عادل شاہ نے وہ گنج کہ اسے بطریق ارث پہونچا تھا اور اسمین ڈیڑھ کرور ہون تھے عرصہ قلیل مین سادات و مومنین غربا اور مساکین شہری اور دیہی اعالی و ادانی پر خرچ کیا اور سب اسکے خوان مائدہ فیض کا پس خوردہ لیگئے از بسکہ سحاب کرم اُس بحر عطا کا شب و روز کہ دمہ کے کشت زار تمنا پر برسا سب کی آرزو کا کاسہ اُس سخاوت پیشہ کی عطا سے لبریز ہوا رسم سوال و آز و احتیاج جہان سے دور ہوئی کان سائل کی صدا کے مشتاق اور دیدہ صورت گدا دیکھنے کے ندیدہ ہوئے عدل کو یہ رواج دیا اور رعیت سے یون رعایت کی کہ حاصل مملکت نے ترقی اور افزونی قبول کی اور تمیز کو بدترین صفات جان کر شاہان دکن اور رعایا کے ساتھ مدارا اور مواسات کا طریق جاری رکھا اور حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدگل اور ورنگل اور کلیانی اور شولاپور اور ادونی اور دھاروار و جندرکوٹی مع اور پرگنات کثیر کہ کسی زمانہ مین بیجا پور سے آگے شاہان اسلام سے مسخر اور مفتوح نہوئے تھے حکمت عملی سے بے توجہ مشقت اُنپر متصرف ہو کر دائرۂ مملکت کو وسیع تر کیا اور اس جناب نے کافیہ اور متوسط اور چند کتاب دیگر علم کلام اور منطق اور حکمت مین استاد سے درس کی تحصیل اور اکثر علوم کے مسائل سے آشنائی رکھتا تھا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع خوب لکھتا تھا اور نوشتون کے ذیل مین اپنا نام اس نہج سے مرقوم کرتا تھا کتبہ علی صوفی قلندر اور یہ شاہ درویش صفت تھا اور صاحب مشرب اور صوفی منش اور خوش طبع اور صاف نظر اور عاشقی کے ذوق سے بھی باخبر تھا اور اہل حقیقت سے صحبت رکھتا تھا اور ہمیشہ ماہرویان زہرہ جبین اور سادہ عذاران مہر آئین سے اپنی مجلس منور اور مزین کرتا تھا اور

ساتھ اس بیت کے مترنم ہوتا تھا **بیت** مائیم وہمین زمزمۂ عشق فغانے + پیداست کہ دیگر چہ خرسند توان بود + اور ابتداے سنہ جلوس مین جب اُسے منظور ہوا کہ قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہ کے ہاتھ سے برآوردہ کرے محمد کشور خان اور شاہ بوتراب شیرازی کو برسم رسالت رام راج کے پاس بھیجکر بساط اتحاد اور یگانگی کی بچھائی اور محمد حسین صدیقی اصفہانی کو احمد نگر مین روانہ کرکے یگانگی اور موافقت کے بارہ مین کوشش کی اور رام راج بھی سرگرمیان دوستی سے برآوردہ کرکے ایلچیون کے اعزاز و تکریم مین مصروف ہوا اور اپنے ایک مقرب کو تہنیت اور مبارکباد جلوس کے واسطے انکے ہمراہ کرکے تفضی المرام رخصت کیا اور حسین نظام شاہ بحری ایلچی کے ساتھ حسن التفات اور عنایات سے پیش نہ آیا اور کسیکو تہنیت کے واسطے نہ بھیجا بلکہ جبر رابطہ رام راج سنکر اور مقصد سمجھکر اظہار رنجش اور کدورت کی علی عادل شاہ اس سبب سے کہ ہمیشہ ہمت تدارک اُن خللون کے جو اُسکے باپ کے عہد مین واقع ہوئی تھین مصروف رکھتا تھا زیادہ تر رام راج سے طریقۂ آشنائی جاری کیا یہان تک کہ جب اس عرصہ مین ایک بیٹا رام راج کا کہ نہایت تعلق اور محبت اس سے رکھتا تھا فوت ہوا خود بنفس نفیس محمد کشور خان کی صلاح و ہدایت سے جرأت اور دلیری کرکے اُسکی عزا پرسی کے واسطے سو سوار ہمراہ لیکر کہ اُن مین ایک محمد کشور خان تھا بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور یکایک رام راج کی مجلس مین حاضر ہوکر لوازم عزا اور پرسش بجا لایا اور ایک خلعت فاخرہ کہ لیگیا تھا اُسے پہناکر لباس ماتمی تبدیل کردایا اور رام راج کی زوجہ جو اجی راے کی نسل سے تھی اُسنے بھی علی عادل شاہ سے پردہ نہ کیا اسے اپنا فرزند کہا اور تین روز تک رام راج نے انواع ضیافت اور مہمانی پیش پہونچائے اور اُسکی اعانت اور امداد کے بارہ مین تعہد کیا اور جو رام راج نے روز وداع شرائط مشایعت مین قیام نہ کیا اپنے بھائیون اور اپنے قریبون کو اس امر پر مامور کیا تھا آنحضرت نہایت آزردہ اور دلگیر ہوئے اُسکا انتقام اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کیا لیکن باقتضاے وقت ظاہر نہ کرکے فرصت کا منتظر تھا یہانتک کہ سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین اپنا کام درست کرکے بیجاپور کی جانب معاودت کی اور حسین نظام شاہ کو یہ پیغام کیا کہ تمام عالم پر روشن اور ہویدا ہے کہ قلعہ شولاپور و کلیانی اس خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور جب بحسب تقدیر ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین اس سرکار مین اختلال کلی بہم پہونچا وہ دونون قلعہ نظام شاہیہ کے تصرف مین در آئے اگر آپ کو محبت اور دوستی مدام رکھنی مدنظر ہو تو قلعہ شولاپور اور کلیانی کی واپسی مین اور جو دونون کا دینا دشوار ہو کلیانی کے خیال سے گذر کر اس مخلص کو ممنون فرماوین اور شاہ حسین انجو نے کہ حسین نظام شاہ بحری کے مصاحبین سے تھا ہرچند سعی کی کہ قلعہ کلیانی عدالت پناہ کو دیکر آتش نزاع ساکن کرین سعی مند نہوئی بلکہ روز بروز نائرہ فتنہ و فساد افروختہ تر ہوتی تھی آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ علی عادل شاہ نے سید علی ایلچی کو مجدداً احمد نگر بھیجکر نامہ لکھا مضمون اُسکا یہ ہے کہ جدال و قتال اور تساہل و تغافل اس امور کی نسبت شیوہ شاہان عاقل نہین ہے اگر انجام امور پر خیال کرکے دونون قلعہ مخلص کے سپرد کرین بنیاد دوستی اور اتحاد قائم رہے اور نہین یقین سمجھین کہ ہماری افواج بحر مواج کی نہضت سے بہت خرابیان رعایا اور برایا کے شامل حال ہونگی اور فتنہ عظیم برپا ہوگا **ابیات** چنان کار خود را بحکمت رواج + بدہ تا نباشد بجنگ احتیاج + بہ حکمت توان کار ہا

آدمیون کی دعوت کی اور کامل خان دکنی منصب امارت پر مخصوص ہوا اس اخبار کے انتشار سے لشکر بیجاپور کے
اطراف کا بسرعت تمام شہزادہ کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دار السلطنت کے بھی لاکھون آدمی مجلسی یعنے
درباری اور خاصہ خیل بہ تعجیل اس سے جا ملے اور جب انھین دنون مین ابراہیم عادل شاہ اس سرا ے فانی سے کوچ
کر کے دار البقا کی طرف راہی ہوا علی عادل شاہ بسبیل استعجال بیجاپور مین رونق افزا ہوا اور اشراف و اعیان
ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور بعد ستائیس علی عادل شاہ نے محمد کشور خان کے باغ مین کہ بیجاپور سے
ایک کوس پر ہے پہنچا کر تخت پر تمکن کیا اہالی اور موالی اور سادات و قضات لوازم تہنیت بجا لائے من بعد اس
ساعت سعید مین کہ نجومیون نے اختیار کی تھی بیجاپور مین قدم رنجہ فرمایا اور اپنے آبا اور اجداد کے تخت پر جلوہ گر ہوا اور
بیرون شہر جس مقام مین کہ اول اجلاس فرمایا تھا ایک قصبہ احداث فرمایا اور اسکا نام شاہ پور رکھا اور اپنے اجداد
عالی جاہ یوسف و اسمٰعیل عادل شاہ کے شیوہ پسندیدہ پر عمل کر کے روز جلوس کو خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم الی
یوم المحشر پڑھا اور لفظ علی ولی اللہ مساجد اور معابد کے کلمات اذان مین داخل کی اور ایرانیون کے واسطے وظائف
یعنی یومیہ مقرر کر کے فرمایا کہ مساجد اور کوچہ و بازار مین بار عام کے وقت نالے اندیشہ اپنے کام مین باواز بلند مشغول رہین
اور سادات اور علما اور فضلا کو گرامی رکھکر انکے واسطے بھی راتب معین کیا اور ہمگی ہمت مردمان خوب کی گرد آوری
مین کہ مراد دانشمندان ذی عقول اور مرد میدان کارزار اور معقول سے ہے مصروف کی تا خلل انتظام مین نہو اور تھوڑے
عرصہ مین ایران اور توران اور تمام اقالیم سبعہ سے مرد باکمال متدین اسکے دربار مین تشریف لائے اور بیجاپور رشک
ربع مسکون ہوا اور علی عادل شاہ نے وہ گنج کہ اسے بطریق ارث پہونچا تھا اور اسمین ڈیڑھ کرور ہون تھے عرصہ
قلیل مین سادات و مومنین غربا اور مساکین شہری اور دیہی اعالی و ادانی پر خرچ کیا اور سب اسکے خوان مائدہ فیض کا
پس خوردہ لیگئے از بسکہ سحاب کرم اس بحر عطا کا شب و روز کہ دمہ کے کشت زار تمنا پر برسا سب کی آرزو کا کانسہ
اس سخاوت پیشہ کی عطا سے لبریز ہوا رسم سوال و آز و احتیاج جہان سے دور ہوئی کان سائل کی صدا کے مشتاق اور
دیدہ صورت گدا دیکھنے کے ندیدہ ہوئے عدل کو یہ رواج دیا اور رعیت سے یون رعایت کی کہ حاصل مملکت نے ترقی
اور افزونی قبول کی اور تمیز کو بدترین صفات جان کر شاہان دکن اور رعایا کے ساتھ مدارا اور مواسات کا طریق جاری
رکھا اور حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدگل اور ورنگل اور کلیانی اور شولاپور اور ادونی اور دھارور و چندر کوٹی مع اور پرگنات
کثیر کہ کسی زمانہ مین بیجاپور سے آگے شاہان اسلام سے مسخر اور مفتوح نہوئے تھے حکمت عملی سے بے توپ و مشقت
انپر متصرف ہو کر دائرۂ مملکت کو وسیع تر کیا اور اس جناب نے کافیہ اور متوسط اور چند کتاب دیگر علم کلام اور منطق
اور حکمت مین استاد سے درس کی تحصین اور اکثر علم کے مسائل سے آشنائی رکھتا تھا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع
خوب لکھتا تھا اور نوشتون کے ذیل مین اپنا نام اس نہج سے مرقوم کرتا تھا کتبہ علی صوفی قلندر اور یہ شاہ درویش صفت
تھا اور صاحب مشرب اور صوفی منش اور خوش طبع اور صاف نظر اور عاشقی کے ذوق سے بھی باخبر تھا اور اہل حقیقت
سے صحبت رکھتا تھا اور ہمیشہ ماہرویان زہرہ جبین اور سادہ عذاران مہرآئین سے اپنی مجلس منور اور مزین کرتا تھا اور

ساتھ اس بیت کے مترنم ہوتا تھا **بیت** مائیم و ہمین زمزمۂ عشق فغانے + پیداست کہ دیگر بچہ خرسند توان
بود + اور ابتدائے سنہ جلوس مین جب اسے منظور ہوا کہ قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہ کے ہاتھ سے
برآوردہ کرے محمد کشور خان اور شاہ ابوتراب شیرازی کو برسم رسالت رام راج کے پاس بھیجکر بساط اتحاد اور یگانگی کی
بچھائی اور محمد حسین صدیقی اصفہانی کو احمد نگر مین روانہ کر کے یگانگی اور موافقت کے بارہ مین کوشش کی اور رام راج
بھی سرگرمیان دوستی سے برآوردہ کر کے ایلچیون کے اعزاز و تکریم مین مصروف ہوا اور اپنے ایک مقرب کو تہنیت اور
مبارکباد جلوس کے واسطے انکے ہمراہ کر کے منقضی المرام رخصت کیا اور حسین نظام شاہ بحری ایلچی کے ساتھ حسن التفات اور
عنایات سے پیش نہ آیا اور کسیکو تہنیت کے واسطے نہ بھیجا بلکہ خبر رابطہ رام راج سنکر اور متقصد سمجھکر اظہار رنجش اور کدورت
کی علی عادل شاہ اس سبب سے کہ ہمیشہ ہمت تدارک بران خللون کے جو اسکے باپ کے عہد مین واقع ہوئی تھین مصروف
رکھتا تھا زیادہ تر رام راج سے طریقۂ آشنائی جاری کیا یہان تک کہ جب اس عرصہ مین ایک بیٹا رام راج کا کہ نہایت تعلق اور
محبت اس سے رکھتا تھا فوت ہوا خود بنفس نفیس محمد کشور خان کی صلاح و ہدایت سے جرأت اور دلیری کر کے اسکی عزا پرسی
کے واسطے سو سوار ہمراہ لیکر کہ ان مین ایک محمد کشور خان تھا بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور یکایک رام راج کی مجلس مین
حاضر ہو کر لوازم عزا اور پرسش بجا لایا اور ایک خلعت فاخرہ کہ لیگیا تھا اسے پہنا کر لباس ماتمی تبدیل کر دیا اور
رام راج کی زوجہ نے جو اجی رائے کی نسل سے تھی اسنے بھی علی عادل شاہ سے پردہ نہ کیا اسے اپنا فرزند کہا
اور تین روز تک رام راج نے انواع ضیافت اور مہمانی پیش پہونچائے اور اسکی اعانت اور امداد کے بارہ مین
تعہد کیا اور جو رام راج نے روز وداع شرائط مشایعت مین قیام نہ کیا اپنے بھائیون اور اپنے قریبون کو اسکے
مامور کیا تھا آنحضرت نہایت آزردہ اور دلگیر ہوئے اسکا انتقام اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کیا لیکن باقتضائے
وقت ظاہر نہ کر کے فرصت کا منتظر تھا یہان تک کہ سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین اپنا کام درست کر کے بیجاپور کی جانب
معاودت کی اور حسین نظام شاہ کو یہ پیغام کیا کہ تمام عالم پر روشن اور ہویدا ہے کہ قلعہ شولاپور و کلیانی اس خاندان سے
تعلق رکھتا تھا اور جب بحسب تقدیر ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین اس سرکار مین اختلال کلی بہم پہونچا وہ دونون قلعہ
نظام شاہیہ کے تصرف مین درآئے اگر آپ کو محبت اور دوستی مدام رکھنی مدنظر ہو تو قلعہ شولاپور اور کلیانی کو واپس دیوین
اور جو دونون کا دینا دشوار ہو کلیانی کے خیال سے گذر کر اس مخلص کو ممنون فرماوین اور شاہ حسین انجو نے کہ
حسین نظام شاہ بحری کے مصاحبین سے تھا ہرچند سعی کی کہ قلعہ کلیانی عدالت پناہ کو دیکر آتش نزاع ساکت کرین سعی مند نہوئی
بلکہ روز بروز نائرہ فتنہ و فساد افروختہ تر ہوتی تھی آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ علی عادل شاہ نے سید علی ایلچی کو
احمد نگر بھیجکر نامہ لکھا مضمون اسکا یہ ہے کہ جدال و قتال اور تساہل و تغافل اس امور رکیک کی نسبت شیوۂ شاہان
عاقل نہین ہے اگر انجام امور پر دھیان کر کے دونون قلعہ مخلص کے سپرد کرین بنیاد دوستی اور اتحاد قائم رہے
اور نہین یقین سمجھین کہ ہماری افواج بحر امواج کی نہضت سے بہت خرابیان رعایا اور برایا کے شامل حال ہونگی
اور فتنۂ عظیم برپا ہوگا **ابیات** چنان کار خود را بحکمت رواج + بدہ تا نباشد بجنگ احتیاج + بہ حکمت توان کار را

ساختن + کہ برکوہ نتوان فرس تاختن + بسے مصلحتہا ست در خسروی + کہ گردد ازان دین و دولت قوی +
حسین نظام شاہ بحری اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور کلام درشت کہ ذکر اسکا خوب نہین زبان پر لایا علی عادل شاہ
بھی ناراض ہوا اور اپنے علم کو کہ زرد تھا بروش نظام شاہیہ سبز کر کے یہ پیغام دیا کہ اگر تجھسے ممکن ہو سکے اپنا
نشان جو نصرت کی نشانی ہی مجھسے لے کس واسطے کہ دکن مین دستور ہی کہ ایک کے نشان کو دوسرا استعمال نہین کرتا
مگر وہی شخص جو اس حیلہ سے لڑنا چاہے اور حسین نظام شاہ بحری نشان سبز کے سبب کہ اختصاص نظام شاہیہ
سے رکھتا تھا پریشان خاطر ہو کر سرکشی پر آمادہ ہوا اور علی عادل شاہ نے بھی ۹۶۶ھ نوسو چھیاسٹھ ہجری مین
رام راج کو اپنی مدد کے واسطے بلایا اور باتفاق اُسکے احمد نگر کی طرف نہضت کی اور مضمون اذا دخلوا قریۃ
افسدوہا وقوع مین آیا پرندہ سے جنیر تک اور احمد نگر سے دولت آباد تک آبادی کا اثر باقی نرہا اور کفار بیجا نگر
نے جو سالہاے دراز سے اس معموبہ مین تھے دست ظلم دراز کر کے وہان کے باشندون کے کاسۂ عیش مین
خاک کدورت ڈالی اور مساجد اور مصاحف کو جلایا کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فرو گذاشت نہ کیا حسین نظام شاہ
بحری قوت مقابلہ اپنے سے مفقود دیکھکر قاسم بیگ حکیم اور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور شاہ حسین انجو اور بھی اعیان
دولت کی صلاح اور مشورہ سے پٹن کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ کلیانی علی عادل شاہ کے سپرد کر کے اُس
سال مناقشت کی شطرنج لپیٹی اسکے بعد علی عادل شاہ اور رام راج اپنے دار الملک کی طرف روانہ ہوئے
اور حسین نظام شاہ بحری نے انھین دنون مین جشن شادی کر کے بی بی جمال کو قطب الملک کے سپرد کیا
علی عادل شاہ نے ناچار پھر محمد کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کو بیجا نگر بھیجکر رام راج سے استعانت
کی اور جب وہ بلا تامل پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لے کر بیجا پور کی طرف راہی ہوا پھر دونون
باتفاق منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے **ابیات** ز لشکر جہان آنچنان گشت پر + کہ از تنگی بحر
بشکست در + ز بسیاری لشکر بے ہراس + ز عالم بر افتاد رسم قیاس + اور جب قلعہ کلیانی کے اطراف مین
پہونچے ابراہیم قطب شاہ نے شیوہ ستودہ مردم خوش طبع کا ہاتھ سے دیا کوئی دقیقہ مردی اور مروی سے فرو گذاشت
نہ کیا یعنی باوجود عہد و پیمان آدھی رات کو کوچ کر کے رام راج اور علی عادل شاہ سے جا ملا حسین نظام شاہ بحری
صبح کو خواب سے بیدار ہوا جب ابراہیم قطب شاہ کو اپنے پہلو مین نہ دیکھا صلاح توقف مین نہ دیکھی لسبب غیرت تمام احمد نگر
کی سمت روانہ ہوا اور عدالت پناہ تعاقب مین تاراج کنان اُس بلدہ کے اطراف مین پہونچے حسین نظام شاہ
ختنگاہ کے قلعہ کو ذخیرہ اور آذوقہ اور مردان کار آزمودہ سے استحکام دے کر جنیر کی طرف راہی ہوا اور شاہان مذکور احمد نگر
کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور بہت امیرون کو اطراف و جوانب مین بھیجکر آبادی کا اثر قریون اور شہرون
مین نہ چھوڑا اور کفار بیجا نگر نے بھی قلع اور قمع اور عمارات کے سوخت کرنے مین تقصیر نہ کی انواع فساد ظہور مین
لائے اور خانۂ خدا مین سجدہ اصنام بت پرستی مین مشغول ہوئے اور گھوڑے باندھے اسپر بھی باز نہ آئے
اور سقفہاے چوبی مساجد کو آگ دیکر خاک سیاہ کیا **ابیات** ہمہ شہر و بازار احمد نگر + شد از صدمۂ قہر زیر و زبر + ہمہ گشتہ

طعمۂ چار پایے ✦ نماند اندران مرز چیزے بجاے ✦ اور جب بارش شروع ہوئی کیچڑ کی کثرت سے قلت حصول غلہ
اور آذوقہ ہوئی اور تنگی معاش اردو ے ظفر قرین مین بہم پہونچی اور قطب شاہ مخفی نظام شاہ کی طرف عایت کرکے
غلہ اور جمیع مایحتاج قلعہ بندون کو پہونچاتا تھا اور استمالت دیکر نہین چاہتا تھا کہ محصورین شکستہ خاطر اور بدحواس ہوویں
علی عادل شاہ نے ان امورون کو بدلائل و براہین دریافت کرکے رام راج سے کہا کہ احمد نگر کے محاصرہ مین بہت طول ہے
البتہ شولاپور کا لینا آسان ہے اس بارہ مین بہت فہمائش کی اور جسطور کہ ممکن ہو سکا اس موضع سے باتفاق کوچ کیا اور جب
پانچ منزل راہ طے ہوئی کشور خان نے کفار بیجانگر کی تعدی بیجا اور غلبہ مشاہدہ کرکے عدالت دستگاہ سے کہا محاصرہ قلعہ
شولاپور اس وقت مناسب نہین ہے کس واسطے اگر مفتوح ہوگا یقین ہے کہ رام راج اسمین طمع کرکے ہمکو دخل نہ دیگا بلکہ طمع اور
ممالک مین بھی کرکے فتنہ عظیم برپا کریگا بہتر یہ ہے کہ فسخ عزیمت کرین اور صبح کو نلدرک مین جاکر قلعہ نہایت استحکام سے تیار
کرکے اسکے استظہار سے بتدریج و آہستگی تمام قلعۂ شولاپور کو مفتوح کرین علی عادل شاہ کو یہ بات پسند آئی اور جسطور سے بن پڑا
رام راج کو نلدرک کی طرف لیگیا اور اس مقام مین کہ زمانہ سابق مین نل بسر بادشاہ مندو نے قلعہ تیار کیا تھا جسکے کچھ آثار
و علامات اب بھی ظاہر تھے رائے ظالم کی رائے سے بنیاد قلعہ کی ڈالی اور موسم برسات مین دیواریں اسکی گچ اور پتھر سے
تیار کروائین اور اسکا نام شاہ درک رکھا پھر تینون بادشاہ آپس مین رخصت ہوئے قطب شاہ اور رام راج اپنے
ممالک کی طرف روانہ ہوئے عدالت پناہ بیجاپور کی طرف تشریف لائے لیکن رام راج بے ابتہاج نے اسی سال بمقتضاے
اللہ یستہزئ بہم و یمدہم فی طغیانہم یعمہون پردہ شقاوت اپنے دیدۂ بصیرت پر ڈالکر کافران ظالم کی طرح میدان طغیان مین مرکب عدوان کو
جولان دیا اور شجرۂ دولت کو اپنے بتیشۂ و ما ظلمناہم و لکن کانوا انفسہم یظلمون سے قطع کیا اور چند امر کہ شاہ عدالت پناہ کی
طبیعت کے خلاف بلکہ موجب نفرت تھے ظہور مین پہونچائے **بیت** دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر
کای نور چشم من بجز از کشتہ ندروی ✦ عنقریب مادر ایام نے سزا اسکے اعمال ناشائستہ کی اسکے آغوش مین رکھی اور جیسا کہ
چاہیے روے زمین کو ارباب شرک و ظلام کے خون سے دریاے جیحون کیا **ابیات** گر از کوہ پرسی بیابی جواب
کہ شاخ خطا میوہ ندہد صواب ✦ شر انگیز مردم سوے شر رود ✦ چو کژدم کہ در خانہ کمتر رود ✦ بد اندیش مردم بجز بد ندید
بیفتادہ عاجز ترا ز خود ندید ✦ قصہ کوتاہ تفصیل اس مجمل کی اس نہج سے مرقوم ہوتی ہے کہ جب پہلی مرتبہ علی
عادل شاہ حسین نظام شاہ کے جھگڑے سے بہ تنگ آیا ناچار رام راج کو طلب کرکے یہ شرط اس سے کی کہ
کفار بیجانگر عداوت دینی کے سبب اہالی اسلام کو مضرت جانی نہ پہونچائین اور انھین دستگیر اور گرفتار نکرین
اور مساجد اور معابد ویران اور مسمار نہونے پاوین اور مومنون کے ننگ و ناموس کے متعرض نہووین لیکن خلاف
اسکے ظہور مین آیا کفار نابکار نے بلدۂ احمد نگر مین جاکر مسلمانون کی تخریب تعذیب و ہتک حرمت مین کوئی دقیقہ
نامرعی نچھوڑا مسجدون مین بت پرستی کرتے تھے اسپر یہ راگ لائے کہ سرود بجا کر بھجن گانے لگے اور عدالت پناہ یہ
خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوتے تھے چونکہ قدرت ممانعت کی نرکھتے تھے طرح دیتے تھے اور علاوہ اسکے راے بیجانگر اس
سفر سے مراجعت کرکے شاہان اسلام کو حقیر و ضعیف سمجھکر انکے ایلچیون کو اپنے دربار مین آنے نہ دیتا تھا اور جو

ف ترجمہ اللہ انکو ٹھٹھا کرتا ہے اور ڈھیل دیتا ہے انکو کہ اپنی سرکشی مین بہکے ہوئے رہین ۱۲

ف ترجمہ ہم نے ان پر ظلم نہین کیا لیکن وہ خود اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین ۱۲

کبھی بر سر عنایت ہوتا تھا اُنسے ملاقات کرتا تھا اور بخلاف عادت اجازت بیٹھنے کی ندیتا تھا اور جب کبھی سوار ہوتا تھا گھوڑے کو تازیانہ تکبر اور تبختر مارکر انھین ہمراہ رکاب پیادہ پا اور دلی مین دوڑاتا تھا اور بعد انتظار بسیار حکم سواری دیتا تھا اور ماورائے اسکے جب دوسری مرتبہ احمد نگر سے کوچ کرکے نلدرک کی طرف متوجہ ہوئے تو اُسکے خاص و عام اردو کے مسلمانون سے بمزاح و تمسخر پیش آتے تھے اور استہزا کرکے بنظر حقارت دیکھتے تھے اور جب کہندرہ کے اطراف مین پہونچا از راہ نفسانیت ممالک عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ کے لینے کی نیت کرکے تنگناوڑی کو مع لشکر بیشمار کر محاسب وہم اور تخمینی گمان جسکے حصر و احصار سے عاجز تھے دونون بادشاہون کی ولایت تسخیر کرنے کے واسطے مامور کیا اور یہ دونون بادشاہ اس وقت نظام شاہ کو دشمن جانتے تھے اور طاقت تنگناوڑی کے مقاومت کی نرکھتے تھے ناچار ہوکر ہر ایک نے کچھ اپنی ولایت سے اُسے نذر کرکے نہایت فروتنی سے صلح کی چنانچہ علی عادل شاہ نے ولایت اتنکر اور باکری کو دیکر تسلیح کی اور ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ کویل کندہ اور بانکل اور دکتور تنگناوڑی کے سپرد کرکے اس حیلہ سے اپنی تمام ولایت محفوظ رکھی اور جب رام راج نے شاہان اسلام پر تفوق اور غلبہ جیسا کہ چاہیے بہم پہونچایا تھا دلیپائی نے قلعہ پورکل موسوم نونکتی مین اعلام حرامخواری اور بغاوت بلند کیے اور چونکہ مکان اُسکا قلعہ مین تھا مہمانی اور جشن کے بہانہ ایک جماعت کثیر اپنے اعوان و انصار کو اس مین لیجاکر اس جماعت کی حمایت سے اور بعضی فوج قلعہ کے موافقت سے تھانہ دار کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف ہوا اور عدالت پناہ نے بیجانگر کے قرب وجوار اور رام راج کے توہم کے سبب استرداد اور استخلاص اس حصار کا موقوف تو قف اور التوا مین ڈالکر سکوت اختیار کیا اور دوسرے سال جب قصبہ پورکل مین قلعہ شاہ درک المشہور بہ نلدرک کہ گچ و سنگ سے نہایت مستحکم اور برج و بارہ اسکا مثل عروج اقبال خسروان عالی مقدار سر با وج فلک کھینچے ہوئے تھا اور گہرائی اسکے خندق کی خردمندون کے اندیشۂ دقت پیشہ کے مانند گاؤ و ماہی ارض کے قریب پہونچی تھی پورا تیار ہوگیا تو شہریار عدالت آئین عازم انتقام ہوکر بمقتضائے آیۂ کریمہ الذین[1] ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم و انفسہم اعظم درجۃ عند اللہ تمام ہمت لا انہمت جہاد کفار بیجانگر پر مصروف فرمائی اور ارکان دولت اور اعیان مملکت کو بلاکر بطریق و شاورہم فی الامر[2] مجلس شوری کی منعقد کی ابیات نخست نوجہانگیر لشکر شکن ٭ پے مشورت ساخت یک انجمن ٭ زروی سخن بر ہنر پروران ٭ بدست و زبان شد جواہر فشان ٭ سخن را اندرانداختہ ٭ کار خویش ٭ زفیروزی خویش و پیکار خویش ٭ کہ تا چند بدخواہ نا اعتمید ٭ شتاید بتسنیم چون بمقصد امید ٭ ببنیم تدبیر این کار چیست ٭ کہ بر کار بیفکر باید گریست ٭ الغرض خردمندان صاحب رائے اور وزرائے عقدہ کشائے مثل محمد کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کے کہ مقربان دولت اور محرمان امر مشورت سے تھے عرض پیرا ہوئے کہ رائے جہان کشائے حقائق انجلائے مکمل نسخۂ قضا و قدر اور لغم البدل جام جہان نما ہے عرض بعضے مقدمات کی حاجت نہین ہے لیکن چونکہ حکم جہان مطاع سے تجاوز کرنا سوء الادب ہے اگر حکم اشرف شرف اصدار پاوے جو کچھ مناسب ہے مسامع قدسی جوامع مین پہونچادین کہ جو کچھ کفار بیجانگر کے دفع کے بارہ مین اور انکے نہال دولت کے قلع و قمع مین خاطر نصرت مظاہر مین پہونچا ہے عین صلاح و صواب ہے لیکن امر

[1] جن لوگون نے ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کیا اپنے مالون اور جانون سے وہ بڑے درجہ والے ہین خدا کے نزدیک

[2] ترجمہ اور مشورہ کر انسے کام مین

نظم

بدون اتفاق شاہان اسلام دکن متعذر ہی کس واسطے کہ رام راج مزید لشکر اور وفور حشم مین اتصاف اور اختصاص رکھتا ہی اور زر حاصل اسکی مملکت کا کہ ساٹھ بندر اور بہت قلعون اور بلاد پر ہی بارہ کرور ہون تخمیناً خزانہ عامرہ مین داخل ہوتا ہی اور صولت اور سطوت اسکی تمام دلون مین سمائی ہی ایسے شخص سے تنہا مجادلہ کرنا ضرر کے سوا نفع نبخشیگا لازم ہی کہ حسین نظام شاہ بحری کو اپنا موافق کرین اور بساط خصومت درمیان سے لپیٹین علی عادل شاہ نے زبان اہل رائے کی تحسین و آفرین مین گویا کی اور محمد کشور خان کو اس امر مین مختار کیا اور اُسنے پہلے ایک ایلچی علی عادل شاہ کی طرف سے ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر اظہار ما فی الضمیر کیا اور وہ بھی کفار بیجانگر کے ہاتھ سے نہایت رنجیدہ تھا متعہد ہوا کہ درمیان علی عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے متوسط ہو کر آپس مین دوستی و یکرنگی پیدا کرا دیگا اور قلعہ شولاپور کو کہ موجب نزاع ہی حسن تدبیر سے علی عادل شاہ کے متعلق کریگا پھر مصطفیٰ خان اردستانی کو کہ سید صحیح النسب اور اس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا بیجاپور کی طرف بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ اس بارہ مین جو پیغام کیا ہی پورا مستعد ہو تو وہان سے احمد نگر جاکر تمہید مقدمات دوستی مین مشغول ہووے چنانچہ مصطفیٰ خان اردستانی علی عادل شاہ کے دربار مین حاضر ہو کر ملازمت سے شرفیاب ہوا اور جب اُسے مصر اور مجد دیکھا احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور حسین نظام شاہ بحری سے ملتمس ہوا کہ شاہان بہمنیہ کے عہد مین تمام عرصۂ دکن جولانگاہ سمند ایک دولتمند تھا کبھی اہالی اسلام غالب ہوتے تھے اور کبھی کفار بیجانگر استیلا پاتے تھے اکثر سلاطین بہمنیہ لبساط منازعت بقائمی چین کر ساتھ اُس جماعت کے مواسا اور مدارا کرتے تھے اب کہ ولایت دکن چند آدمیون پر منقسم ہوئی ہی طریق عقل وہ ہی کہ سلاطین اسلام متحد ہو کر طریق موافقت اور اتحاد جاری رکھین تو ساحت سلطنت دشمن قوی کے آسیب سے محفوظ رہے اور دست تغلب اور غلبہ راے بیجانگر کا کہ جمیع راجہاے کرناٹک اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہین دامن ممالک اسلام سے کوتاہ ہووے اور رعیت کہ ودائع بدائع خالق ہی رام راج کی شر سے کہ نہایت قوی اور دلیر ہی اور اس ولایت مین مکرر آنکر نہایت خیرہ ہوا ہی محفوظ رہے اور مسلمانون کے مکانون کو اس سے زیادہ تر نشیمن گاہ کافران نکرنا چاہیے حسین نظام شاہ بحری سید معزی الیہ کی راست گوئی سے نہایت محظوظ ہوا اور اسکی راے پسندیدہ پر ثناخوان ہوا اور سید معزی الیہ نے باتفاق قاسم بیگ حکیم تبریزی اور ملا عنایت اللہ قاینی کہ اعیان احمد نگر سے تھے حرف وصلت اور خویشی مذکور کرکے یون مقرر کیا کہ حسین نظام شاہ بحری اپنی صبیہ چاند بی بی سلطانہ کو علی عادل شاہ کے عقد ازدواج مین در لاوے اور قلعہ شولاپور اُس کے سپرد کرے اور علی عادل شاہ اپنی بہن ہدیہ سلطانہ کو شہزادہ مرتضی بڑے بیٹے نظام شاہ بحری سے منعقد کرکے بساط یکجہتی بچھاوے اُس وقت تینون بادشاہ مسلمان رام راج کے استیصال کے سر پر فوج کش ہووین اور بتوفیق جبار شدید الانتقام اُسے سزاے عجب و تکبر سے آگاہ کرین اور ملا عنایت اللہ قاینی نے ہمراہ مصطفیٰ خان اردستانی برسم رسالت بیجاپور مین آکر عہد و پیمان کو بسوگند ہاے مغلظہ موکد اور مشید کیا اور ایک تاریخ مین دونون طرف سے جشن اور شادی کا فرش مفروش ہوا اور احمد نگر تک باآئین تکلفات آئینہ بند کیا اور اُس جشن و تماشا مین قامت آرزوے ہر کامجوی نے

بخلعت ہر گونہ اور مقاصد و مطالب کی آرایش پاکر دامان آرزومندون کے حجلۂ خاطر مین عروس مقاصد کنار مین آئے
ابیات فرو ریخت چون قطرہ ابر بہار + زر بگوہر در لولوے شاہوار + زبس گوہر و زر کہ افشاندہ شد + ز برچیدنش
دست ہا ماندہ شد + اور جب سامان مہمانی آن دو بلدہ مین انجام کو پہونچا چاند بی بی سلطانہ بیت الشرف
بیجاپور مین داخل ہوئین قران السعدین حاصل ہوا اور ہدیہ سلطانہ نے ساحت احمدنگر کو ساتھ نور سو فور السرور
اپنے کے منور کیا قران زہرہ اور مشتری ہوا بعدہ علی عادل شاہ استرداد پرگنہ اتبکر اور باکری اور استخلاص قلعہ
رایچور اور مدگل کی فکر مین ہوا اور ایلچی رام راج کے پاس بھیجکر محال مذکور طلب کیے رام راج نے ایلچی سے
درشتی کی اور اسے دربار سے نکال دیا اور علی عادل شاہ نے اُس کافر مغرور کے استیصال مین کوشش فرمائی اور
حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے اتفاق سے نشان عزیمت جہاد بلند کیا چنانچہ سنہ ۹۷۲
نوسو بہتر ہجری مین بحسب وعدہ بیجاپور کے حوالی مین چارون بادشاہون نے آپس مین ملاقات کی اور ماہ جمادی الاول
سنہ مذکور مین گیسوے رایت فتح آیت کو دست توفیق سے شانہ ظفر کرکے اور روے نصرت آئینہ شمشیر مین مشاہگی تخت
بلند مشاہدہ فرماکر باتفاق اس مقام سے کوچ کیا ابیات سران سپہ رایت افراشتند + روا رو بعالم در انداختند +
ز لشکر کہ عرضش بفرسنگ بود + بیابان بنخچیر بر تنگ بود + ہمہ روے صحرا شدہ نوبہار + ز رنگین علمہاے گوہر نگار +
اور بعد طی مراحل اور قطع منازل حسب بالکونتین جو لب دریاے کشنہ واقع ہے محل نزول لشکر اسلامیون کا ہوا
چونکہ وہ حدود علی عادل شاہ سے تعلق رکھتے تھے آنحضرت یعنی عادل شاہ مجدد آن دونون بادشاہون کا میزبان
ہوکر دلداری کی اور ضیافت اور ساز و سامان کی مددگاری کی اور جمیع ممالک محروسہ مین فرامین صادر فرمائے کہ ضروریات
سفر لشکرگاہ مین برابر لگاتار لاتے رہین کہ اہل لشکر کسی شی کی تکلیف نہ کھینچین اور جب راے بیجانگر اتفاق
سلاطین نامور اور توجہ لشکر نصرت اثر سے آگاہ ہوا کسی طور کا ہراس اور حرف فروتنی کا زبان پر نہ لایا بلکہ انکی جنگ کو کھیل
کھیل اور سہلترین امور سمجھکر اول اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار اور پانسو فیل اور ایک لاکھ پیادہ جرار سے
بجلدی تمام بھیجا کہ آب کشنہ کے کنارے جاکر راہ عبور یعنی گھاٹ مسدود کرے اور اُسکے بعد اپنے منجھلے بھائی تنگنادری
کو بہ حشمت و شوکت تمام رخصت کیا جب اُنھون نے لب آب پر قابض ہوکر ممانعت عبور اہل اسلام کرلی تب
رام راج خود بھی اطراف کے راجاؤن کو ہمراہ لیکر مع لشکر کثیر و جم غفیر مثل اژدہاے آتش فشان و سیلاب
دریاے جوشان ہیبت گرائید عفریت آشوبناک شتابندہ چون اژدہا بر ہلاک + روانہ ہوا اور نہر کشنہ کے کنارے فروکش ہوا
اور جب کفار بیجانگر نے جس مقام مین کہ راہ عبور لوہر در جنود اسلام متصور اور ممکن تھی اس طریق سے بند کردی کہ عقل
دور اندیش اندیشہ عبور سے عاجز تھی تو شاہان اسلام نے ایک جماعت کو تعین کیا کہ بالاے آب تیس چالیس کوس تک جاکر
گھاٹ تلاش کرین اور اس جماعت نے بعد تجسس بسیار عرض کی کہ اس دریا کے گھاٹ دو تین مقام مین واقع
ہین مگر جو گھاٹ کہ وہان کا پانی پایاب اور بہت کم ہے اور لشکر سہلترین وجہ سے عبور کرسکتا ہے وہی گھاٹ تھا
جسکے مقابل کفار نے قبضہ کرکے ایک سیلوار بطور دمدمہ کھینچی ہے اور قسم قسم کی توپ اور ضرب زن اُس پر نصب

کی ہین شاہان اسلام نے عبور کے بارہ مین انجمن ترتیب دی اور اپنے غواص عقل کو بھی بحر اندیشہ مین غوطہ زن کر کے
یہ گوہر خیالی دستیاب کیا یعنے یہ تجویز ہوئی کہ ایک گھاٹ کی دستیابی کا آوازہ مشہور کر کے اُس مقام سے
دو تین کوچ پے در پے کرین اور جب کفار قریب گھاٹ کے سدراہ ہونے کے واسطے کوچ کرین سلاطین اسلام اُس
گھاٹ کی عزیمت کہ جسکے واسطے نہضت فرمائی ہے فسخ کر کے بعجلت تمام مثل سحاب معاودت کر کے اس
گھاٹ سے جہان سے کوچ کیا تھا عبور کرین اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہو دین خلاصہ یہ کہ بطریق مذکور تین
کوچ متواتر کر کے ساحل آب طے کیا کفار اس توہم سے کہ مبادا دشمن دوسرے گھاٹ سے عبور کرے اُس مقام سے
برخاست کر کے بسرعت تمام دریا کے اُس طرف اسلامیون کے مقابل روانہ ہوئے اور چونکہ ارادہ ازلی اور مشیت لم یزلی
رامراج کی زوال دولت سے متعلق تھی شرائط حزم و احتیاط ہاتھ سے دیکر ایک جماعت کو اس گھاٹ کی ضبط کے واسطے
مقرر نہ کیا اور شاہان اسلام نے بھی تیر تدبیر کو ہدف مراد پر دیکھکر عنان مراجعت گھاٹ اصلی کی طرف منعطف کی اور بطور تاخت
تین سو زکی راہ ایک روز مین طے کی اور ابھی لشکر رامراج وہان نہ پہونچا تھا کہ اُنھون نے بامید براری باری ایک
جماعت قلیل ہمراہ لے کر نہر کشنہ سے عبور کیا اور اُسکے بعد تمام لشکر اسلام اُنکے پیچھے پہونچا اور دوسرے دن علی الصباح
رامراج کی طرف کہ پانچ کوس پر تھا روانہ ہو کر نزول کیا اور اس تدبیر سے اگرچہ خوف کفار کے دلون پر غالب ہوا تھا مگر
کچھ علاج نہ رکھتے تھے تمام رات اپنی افواج کو آراستہ اور مسلح کر کے اُردو کے آگے ایستادہ کیا اور شاہان اسلام دوسرے دن
بارہ امام کا علم برپا کر کے صفہائے باصفا کی آراستگی مین مشغول ہوئے میمنہ پر علی عادل شاہ اور میسرہ پر علی برید اور
ابراہیم قطب شاہ اور قلب مین حسین نظام شاہ بحری نے قیام کیا ارابے آتشبازی کی زنجیرون سے استوار ہوئے
اور فیلان مست جو جنگ مین ہوشیار تھے جابجا قاعدے اور دستور سے ایستادہ کیے اور متوکلاً علی اللہ الاکبر اور
متوسلاً بالنبی خیر البشر والائمہ الاثنا عشر اس ہیئت اور ہیبت سے کہ زہرۂ فلک اُسکے دیکھنے سے آب ہوتا تھا
اور بہرام خون آشام اضطراب مین پڑتا تھا سپاہ اعدا کی طرف روانہ ہوئے صدائے طبل جنگی اور آواز کرنائے اورنگی
اور غریو کوس و کوکے سے غلغلہ گنبد گردون مین ڈالا **ابیات** زغریدن کوس قالب تہی + در آمد بسر موے را
فربہی + زبس تیر اندازی تلاے زر + بگوش صدف سفتہ می شد گہر + زمین گفتی از یکدگر میدرید + سرافیل
صور قیامت دمید + اور دوسری طرف رائے بیجا پور بھی سران سپاہ کو بلا کر بانواع عنایت و شفقت
پیش آیا قورخانہ کا دروازہ کھلوا کر ہتھیار خیل و حشم پر تقسیم کیے اور لشکر کی آراستگی مین مصروف ہوا میمنہ تمراج
کے سپرد کر کے ابراہیم قطب شاہ کے مقابل ایستادہ کیا اور میسرہ تنگناوڑی کے تفویض کر کے علی عادل شاہ
کے مواجہہ مین مقرر فرمایا اور خود قلب مین قرار پکڑا اور نظام شاہ بحری کا مقابلہ اختیار کیا دو ہزار ہاتھی اور
ایک ہزار ارابۂ توپخانہ جابجا قاعدہ اور ترتیب کے ساتھ نگاہ رکھا اور جس وقت کہ شہسوار مضمار فلک نے قدم دائرہ نصف النہار
مین رکھا یعنے آفتاب وسط آسمان مین آیا راے بیجانگر سنگاسن مرصع مین بیٹھکر میدان جانستان کی طرف روانہ
ہوا ہر چند اس کے مقربون نے گھوڑے پر سوار ہونے کے واسطے عرض کی نہایت عجب و غرور سے قبول

نہ کیا اور فرمایا لڑکون کے کھیل مین گھوڑے کی سواری کی احتیاج نہین ہر ابھی یہ جماعت بھاگ کھڑی ہوگی القصہ دونون طرف کے بہادر ایک اہل خیر اور دوسرے اہل شر تیغ و تبر و نیزہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کرنے لگے کبھی غازی تیغ یمانی سے کفار کی سرافشانی کرتے تھے اور گاہے مشرک سنان اژدہا نشان سے شرائط جانستانی بجا لاتے تھے اور بنہایت جاہلیت سے جھنڈے جسارت کے بلند کرکے تیغ زہر آلود سے لوازم خونخواری وقوع مین پہونچاتے تھے **ابیات** بجنبش درآمد دو لشکر چو کوہ * کزین جنبش آمد زمین را ستوہ * برآمد ز قلب دو لشکر خروش * رسید آسمان را قیامت بگوش * بجنبش درآمد دو دریاے خون * شد از موج آتش زمین لالہ گون * زمین کو بساط بدآراستہ * غبارے شد از جاے برخاستہ * ز لبس تیر باران گہ آمد بجوش * فگند ابر بارانی خود ز دوش * ز مژگان چوبین فولاد دوم * شدہ راہ بر ماہ و خورشید گم * ز منقار پولاد پران خدنگ * گرہ بستہ خون در دل خارہ سنگ * کمان کج ابرو ز مژگان تیر * ز پیکان جوشن بر آورد شیر * چو ہندوے بازیگر گرم خیز * معلق زنان تیغ ہندی تیز * بیجانگر کے پیادے صفوف کے آگے ایستادہ ہوکر مجاہدین کے طائر روح کے شکار کے واسطے تخمیناً پچاس ہزار بان اور بندوق اور توپ اور ضرب زن ہر مرتبہ سر کرتے تھے اور سوار اُن کے جو اکثر گروہ راج بندر سے تھے تیغ ہندی غلاف بیباکی سے برآوردہ کرکے اور سپر بہادری کی سر پر کھینچکر حملہ ہاے مردانہ کرتے تھے آخر کو یہ نوبت پہونچائی کہ قریب تھا چشم زخم لشکر اسلام کو پہونچے کہ دفعتاً رام راج بادشاہ بیجانگر نظام شاہ کے مساعی جمیلہ اور ثبات قدم کی برکت سے ایک مرد نظام شاہیہ کے ہاتھ مین گرفتار ہوا شرح اسکی اسطرح پر ہے کہ ناگاہ رام راج نے جب جنگ مسلمانون کی اپنے تصور خیالی کے برخلاف مشاہدہ کی گھبراکر سنگاسن سے اُتر آیا اور کرسی مرصع پر بیٹھکر شامیانے مخمل سرخ و زردوزی کہ جسمین چارون طرف بند مروارید ناسفتہ اور آگینہ طلائی عنبر آگین نصب کیے تھے مرتفع کیے اور حکم کیا کہ دو جانب اُسکے زر سرخ و سفید اور اشیاے مرصع اور مروارید ڈھیر ہوا اور اثناے جنگ مین جو وقت تنگ تھا زر سپر اور پیمانہ اور ترازو مین ناپ کر امرا اور رؤسا پر قسمت کرکے یہ بشارت دی کہ جو شخص آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین پہونچاکر مظفر اور منصور میرے پاس آوے اُسکو طباق طلا اور ڈبے اقسام جواہر سے مملو عنایت کرکے سرفراز اور ممتاز فرماؤنگا اس بشارت کے سنتے ہی حشرات دکن نہایت محظوظ اور خوش وقت ہوئے تمراج اور تنگنادری اور تمام امراے کفار دوبارہ متفق ہوکر ایکبارگی افواج اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اس مرتبہ مقدمہ اور میمنہ اور میسرہ اسلامیون کے متفرق اور پریشان ہوئے ہنگامہ قیامت کا ظاہر ہوا اور سلاطین اسلام فتح سے مایوس اور مشوش ہوئے لیکن حق سبحانہ تعالی نے حسین نظام شاہ بحری کے دل مین صبر عطا کیا اور اُس نے پاے ثبات زمین کین مین گاڑ دیا باوجود اُسکے کہ اُسکے بھی یمین و یسار مین کوئی نہ رہا تھا اور کفار سے ایکبار ہزارہا بان اور تفنگ اور تیر چپ و راست سے سر کرکے بڑھ آئے تھے اصلا تزلزل کو اپنے دل مین راہ نہ دے کر اپنے مقام سے جنبش نہ کی اور جو بعضے امراے شکستہ اور محمد کشور خان کہ مقدمہ لشکر عادلشاہی تھے نشان اُسکا اپنے مقام پر برپا دیکھکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری نے حکم دیا کہ توپ

جسکا نام میدان ملک تھا پیسون سے بھر کر مار و اور متعاقب اُنکے خود بقصد شہادت گرم عنان ہوا اور متواتر رام راج کی فوج خاصہ پر حملہ کر کے اُسکے سلک جمعیت کو متفرق کیا چنانچہ رام راج کہ سن اسکا اَسّی برس کا تھا سراسیمہ اور بدحواس ہو کر پھر سنگاسن مین جا بیٹھا اور اس درمیان مین ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی سے جو غلام علی نام رکھتا تھا رام راج کی سنگاسن کے قریب پہونچا اور ایک جماعت کو پامال کیا اور کہار سنگاسن کو مع رام راج زمین پر پھینک کر بدحواس بھاگے اور چونکہ جنگ مغلوبہ تھی ہر شخص اپنے حال مین مبتلا تھا کسی نے اسکی طرف التفات نہ کی اور رام راج کا ایک برہمن جو سالہاے دراز سے اُسکا نمکخوار تھا سنگاسن کے پاس ہا اس وقت فیلبان کی نظر جو اُس مست ہاتھی پر سوار تھا رام راج کے سنگاسن پر جا پڑی اُسنے اُسکی طمع سے ہاتھی اس طرف بڑھایا اور وہ برہمن کہ رام راج کی خدمت مین تھا گمان لیگیا کہ یہ فیل مست سنگاسن اُٹھانیکا قصد رکھتا ہی اسواسطے از روے عجز و انکسار پیش آیا اور بزبان عجز فریاد کی کہ یہ رامراج ہی گھوڑا اُسکی سواری کے واسطے لاکر پہنچھے امراے عظیم الشان کرینگا فیلبان نے جب نام رام راج کا سنا سنگاسن مرصع سے قطع نظر کر کے ہاتھی کی سونڈ سے اُس گوہر مقصود کو دستیاب کیا اور بعجلت تمام رومی خان کے پاس جو توپخانہ نظام شاہیہ کا سرگردہ تھا پہنچایا اور رومی خان نے بلا توقف اُسے حسین نظام شاہ کی خدمت مین حاضر کیا اس تاجدار نے تیغ بیدریغ سے فوراً اُسکا سر تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھایا کفار بیجانگر کو جو قتل ہونا رام راج کا محقق ہوا بدیدہ گریان و دل بریان راہ ہزیمت نالی **ابیات** سر کشتہ را چون ز نزدیک شاہ + بہ بردند بر نیزہ تا رزمگاہ + ہژبران لشکر پس آن دلیر + ہمہ حملہ کردند چون نرہ شیر + ببندد غریو اندر افتاد پاک + فگندند یکسر تن اندر بخاک + کلاہ و کمرہا نینما ختند + خروشیدن و مویہ بر داختند + فگندند منجوق و کوس نبرد + گریزان برفتند پر خون و گرد + بہادران اسلام نے کفار کے لشکر ہزیمت خوردہ کا پیچھا کیا اور تیغ یمانی سے اسقدر مشرکون کی سرافشانی کی کہ ان تیرہ بختون کے خون سے زمین نے رنگ لعل رمانی قبول کیا اور بروایت مشہور عدد کشتون کے تین لاکھ پہونچے تھے اور بقول صحیح لاکھ کافر کے قریب اصل معرکہ اور تعاقب کے وقت تہ شمشیر ہو کر قتل ہوئے جیسا کہ مقام جنگ سے بابدہ اناگندی تک جو دس کوس بیجانگر سے ہی جا بجا لاشین پڑی تھین دامن صحرا کفار کے جسد سے ملوث تھا اور مال وافر اور خزانہ بیشمار از زر و جواہر اور تیغین یمانی اور کمانین دمشقی اور نیزہ خطی اور اسپ و شتر اور خیمہ و خرگاہ اور کنیز و غلام اسقدر غنیمت عساکر نصرت مآثر کے ہاتھ آئے کہ بحر و کان کے مانند مستغنے اور بے نیاز ہوئے دولت اسلام بڑھی اور شوکت کفار گھٹی **ابیات** سریر و سراپردہ و تاج و تخت + بخنداں کز ان بر توانند سخت + جواہر نہ چندان کز آن رلہ بیر + در آرد بانگشت یا در ضمیر + بلورین طبقہا و خوانہاے لعل + ظرائف کشا نزالبغر سود نعل + ہمہ تازی اسپان با زین زر + غلامان موزون زرین کمر + نورد ملوکانہ بیش از شمار + شتر بار زرینہ بیش از ہزار + دگر جنس کی کہ باشد غریب + و زر مخزن و خانہ یا بد نصیب + سلاح و سلب را قیاسے نبود + پذیرندہ را زو سپاسے نبود + غنی گشت لشکر زبس خواستہ + سراسر سپہ گشت آراستہ + اور سلاطین دین پناہ اسلام نے حضرت

باری کی شکر گذاری مین جبین مہر فرسا زمین نیاز پر گھسی اور فرمان واجب الاذعان صادر ہوئے کہ فیل کے سوا جو شے جسکے ہاتھ آئی ہو وہ اسکا مالک و مختار ہی کوئی اس سے مطالبہ نہ کرے اور منشیان بلاغت نشان نے کہ عندلیب خامہ جنکا ترانہ سنج گلزار فصاحت اور زبان کلک مشکبار شان منقار طوطی بلاغت تھی فتحنامے تحریر کرکے قاصدان تیز سیر کے ہاتھ اطراف واکناف مین روانہ کیے **ابیات** بہ پرداخت منشی صاحب ہنر + بسے نامہ درباب فتح وظفر + برانگیخت یکران کلک دبیر + ز میدان کافور گرد عبیر + رقم زد بسے داستان شریف + بخط لطیف و اداى ظریف + پھر بیجانگر کے حوالی مین جاکر عمارات عالیہ اور بناہاے رفیعہ اور تبخانے اور کاشانے مسمار کرکے انکا نشان باقی نرکھا اور بہت سے شہر اور قریہ ویران کیے اسکے بعد تنگنا دری برادر رام راج نے جو معرکہ سے جان سلامت لیکر کسی گوشہ محفوظ مین پوشیدہ ہوا تھا ایلچی بھیجکر اور باب فتنہ بند کرکے ابواب تضرع و زاری مفتوح کرکے تمام قلعہ اور ریاست عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ واپس دیکر جس طور سے ممکن ہو سکا نظام شاہ بحری کو راضی اور خوش کیا اس وقت شاہون نے ہاتھ اس سے کوتاہ کرکے ہمعنان فتح و نصرت ہوکر اپنی مسند دولت کی طرف معاودت فرمائی اور اس وقت تمراج پسر رام راج کہ شکست کے وقت علی عادل شاہ کے پاس پناہ لایا تھا عرض پیرا ہوا کہ تنگنا دری قوی ہوکر رام راج کا جانشین ہوا ہی اور چونکہ تمام امرا اس سے برگردیدہ ہوئے ہین لہذا عرض گزار ہون کہ خیر سگال کو بھی اپنے ملازمین کے سلک مین منتظم کرکے قلعہ اناگندی کو مع مضافات اسکے عنایت فرماوین عدالت پناہ نے اسکے حال پر نظر توجہات مبذول فرماکر اسے اپنا نورچشم اور فرزند کہا اور اسکی تسلی خاطر مین کوشش جمیلہ کرکے اسی عرصہ مین چتر اور اثاثہ سلطنت کہ لازمہ راجان بیجانگر ہی اسے مرحمت فرماکر اناگندی کی طرف روانہ کیا اور تنگنا دری کو لکھا کہ تمراج ہماری طرف سے اس طرف متوجہ ہوا ہی لازم کہ حکومت اناگندی ساتھ اسکے رجوع کرکے مزاحم اسکے حال سے نہووے اور تنگنا دری جو مجال تجاوز حکم والا کی نرکھتا تھا اناگندی اپنے برادر کے حوالہ کرکے خود جمیع بلاد کرناٹک کی حکومت مین مشغول ہوا چنانچہ اس تاریخ سے اب تک ریاست اناگندی تمراج کے خاندان مین اور حکومت بلاد دیگر تنگنا دری کے اولاد کے متعلق ہی اور چونکہ تھوڑی ولایت انکے تصرف مین ہی دونون کے ایام حیات صعوبت اور فلاکت مین گذرتے ہین اور باقی معظم ولایت کرناٹک طولاً و عرضاً سیت بندرامیشر تک کے قلعجات و پرگنات وصوبجات کو امراے دولت مین سے جس کے جو ہاتھ آیا اپنے پنجہ تغلب مین لے کر رایت استقلال بلند کیا ہی اور طوائف الملوکی ہوکر کوئی کسی کی فرمانبرداری نہین کرتا اسی سبب سے بعد از حرب مذکور پھر دوبارہ اسلامیون کو انکی مزاحمت کا خطرہ نہوا اور علی عادل شاہ نے توفیق پاکر قلعہ بنکاپور کو کہ عہد سلاطین بہمنیہ مین بھی مسلمانون کے ہاتھ سے مفتوح اور مسخر ہوا تھا مع حصار چندر کوٹی اواخر عہد مین فتح کیا اور قلعہ ادونی کو کہ سلاطین بہمنیہ اسکے فتح کی تمنا قبر مین لے گئے تدبیر اور حکمت کے ساتھ اپنے قبض و تصرف مین در لایا اور دیگر ممالک مین سے جو کچھ مفتوح ہوئے تفصیل اسکی کلک سخن گذار کی ہمدمی سے اس صحیفہ کے واقعات مین مندرج ہوگی اور بلدۂ بیجانگر اس زمانہ تک کہ سنہ ۲۳ اکہزار

اور تیئیس ہجری ہی اسی نہج سے خراب اور ویران ہی اور تنگماوڑی کی اولاد نے اسکی تعمیر اور آبادی مین صلاح ندیکھی تو
بلدہ تلکنڈہ کو دار الملک اپنا کیا اور قتل رام راج کا سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین واقع ہوا راقم کتاب کے والد غلام علی
استر آبادی نے اسکے قتل کی تاریخ بطریق تعمیہ یون موزون فرمائی مصرع ع بے نہایت خوب واقع گشت قتل
رام راج چنانچہ بوقت قتل رام راج سے حرف نہایت کہ جسم ہی ساقط ہووے تاریخ قتل رام راج کہ اعداد اسکے
نوسو بہتر ہین برآمد ہوا اور منقول ہی کہ اسی عرصہ مین جب نظام شاہ بحری فوت ہوا اُسکا بیٹا مرتضے نظام شاہ بحری
ولیعہد ہوا علی عادل شاہ فرصت وقت دیکھکر اناکندی کی طرف فوج کش ہوا اور نیت اُسکی یہ تھی کہ تمراج ولد
رام راج کی تقویت کرکے ناکندہ کی حکومت پر اختصاص دیوے اور اناکندی کو متاصل کرکے بیجانگر پر
متصرف ہووے اور تنگنادری نے اس ارادہ پر واقف ہوکر مرتضی نظام شاہ بحری اور اُسکی والدہ
خونزہ ہمایون کو لکھا کہ اس مملکت کو حسین نظام شاہ بحری نے مجھے بخشا تھا مگر اب علی عادل شاہ طمع اُسکے لینے کی
کرتا ہی امیدوار ہون کہ اپنے اس دست گرفتہ کے مقام حمایت مین ہوکر اس بلا سے نجات دیوین
خونزہ ہمایون ملا عنایت اللہ کی صلاح سے مرتضی نظام شاہ بحری کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف مع لشکر متوجہ ہوئی اور وہان
پہونچکر محاصرہ کیا علی عادل شاہ ناچار اناکندی سے پلٹ کر بیجاپور آیا اور اس بلدہ کے باہر باہم چند
مرتبہ جنگ واقع ہوئی مرتضی نظام شاہ بحری احمدنگر گیا اور دوسرے برس کہ سنہ ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری تھے
خونزہ ہمایون کی التماس کے بموجب علی عادل شاہ نے نظام شاہ کے ساتھ متعہد ہوکر لشکر ولایت برار پر کھینچا
اور اس حدود کو خراب کرکے موسم برسات مین بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور اُس شہر مین ایک قلعہ گچ اور
پتھر سے بنا کیا اور محمد کشور خان کے اہتمام سے تین برس کے عرصہ مین تیار ہوا اور چونکہ خونزہ ہمایون کی حکومت
اور اُسکے بھائیون کی بے اعتدالی سے رونق بارہ نظام شاہیہ برطرف ہوئی تھی علی عادل شاہ کو تسخیر بعضے ممالک
نظام شاہیہ کی ہوس دماغ مین جاگزین ہوئی محمد کشور خان کو عہدہ اسد خان لاری اور وہ علم کہ جسپر شیر شرزہ کی
صورت منقش تھی عنایت فرمایا اور سنہ ۹۷۵ نوسو پچہتر ہجری مین بیس ہزار سوار لیکر سرحد نظام شاہیہ کی طرف تعین
فرمایا اور محمد کشور خان نے اپنے کوکب بخت کو اوج مین دیکھکر بعضے پرگنات سرحد قصبہ لچ تک کہ قریب پرگنہ بلیسر کی
متصرف ہوا اور امراے نظام شاہی کو کہ اُسکے مدافعہ کے واسطے آئے تھے قلعہ مذکور مین شکست دیکر متفرق کیا اور
اس مقام مین پرگنات کے انتظام کے واسطے قلعہ نہایت سنگین بنا کیا اور وہ قلعہ تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچا
اور نام اسکا دار ور رکھا اور محمد کشور خان نے اس حصار کو توپ اور ضرب زن اور بان اور بندوق سے آراستہ کیا پھر دو
برس کا محصول اس مملکت سے تحصیل کرکے دیگر قلاع اور بقاع کے تسخیر کی عزیمت کی کہ ناگاہ مرتضی نظام شاہ بحری
ان کے غلبہ کی طرف سے خاطر جمع کرکے سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین اُسکی مضرت دفع کرنے مین متوجہ ہوا اور
محمد کشور خان نے اس بادشاہ کے مقاومت پر بہت معروف کرکے برج اور بارہ قلعہ کو آلات وادوات آتشبازی
سے مستحکم کیا اور باتفاق عین الملک اور انکس خان اور نور خان کہ علی عادل شاہ نے اسکی مدد کو بھیجا تھا اسباب جنگ

کے تہیہ مین مشغول ہوا لیکن وہ جماعت نہایت نامردی اور بیدلی سے یا نہایت نفاق سے کہ محمد کشور خان کی نسبت
رکھتی تھی بلا جنگ بھاگ کر متفرق ہوئی اور محمد کشور خان کو پیغام کیا چونکہ ہمین تاب حرب مرتضےٰ نظام شاہ بحری نہین
ہے ہم احمدنگر جاکر خلل پاے تخت نظام شاہیہ مین ڈالتے ہین تاکہ مرتضےٰ نظام شاہ بحری مضطرب ہوکر قلعہ داری سے
دست بردار ہووے اور ہمارے پیچھے دوڑے اور مرتضےٰ نظام شاہ اول محمد کشور خان کا دفع کرنا اور اسکے قلعہ
کی تسخیر اولی جانکر اُس طرف متوجہ ہوا اور محمد کشور خان نے فوج قلیل سے علم مدافعہ بلند کیا چونکہ مرتضی نظام شاہ بحری
نے قسم کھائی تھی کہ جبتک مین قلعہ مفتوح نکرونگا پانون رکاب سے نہ نکالونگا اس واسطے گرد راہ سے قلعہ پر تاخت کی اور
باوجود اسکے کہ ہر مرتبہ کئی ہزار بان اور بندوق اور ضرب زن یکبارگی قلعہ سے سر ہوتے تھے کچھ آسیب اور
کسی طرح کا صدمہ اُس شاہ مرتضوی خصال کو نہ پہونچا کام اہالی قلعہ پر تنگ ہوا اور اس وقت کہ بہادران مغل
نظام شاہی مردم حصار پر تیرباران کرتے تھے ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر دریچہ کی راہ سے محمد کشور خان
کے مقتل پر کہ تماشاے جنگ کرتا تھا پہونچا اسکے صدمہ سے جانبر نہوا دار البقا کا راستہ لیا اور جب
اسکے ہمراہیون نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا عقب قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ فرار لی اور قلعہ الیاسگین
اور باسامان بسہولت ترین وجہ علی عادل شاہ کے قبضہ سے برآوردہ ہوا اور ماورا اسکے اور بھی پرگنے اہالیان
عادل شاہیہ کے تصرف سے نکلگئے اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی کہ اُس دولتخانہ مین خطاب چنگیز خان پایا تھا
سرگروہ امراے نظام شاہی ہوکر عین الملک اور نور خان کے تعاقب اور دارگیر کے لیے احمدنگر کی طرف روانہ ہوا چنانچہ
اُس نواح مین فریقین سے مڈبھیڑ ہوئی اور جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی فتح و ظفر
سے مخصوص ہوا اور عین الملک اُس بھوک پیاس مین برچھے کے پھل کھا کر اور آب دم شمشیر پی کر زیست سے
سیر ہوکر خواب مرگ مین سویا اور نور خان زندہ دستگیر ہوا پھر نصف لشکر بحال ابتر بیجاپور مین آیا اور اس سال
چشم زخم عظیم لشکر عادل شاہیہ کو پہونچا اور یہ تمام کوشش اور سعی برباد اور ضایع ہوئی اور اسی طرح سے انھین
سنوات مین علی عادل شاہ نے بقصد استخلاص قلعہ کوہ و اخراج نصارے فوج کشی کرکے بہت فوج ضایع کی
اور محروم ناکام معاودت کی اور شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر علیہ الرحمۃ کی ہدایت سے قلعہ ادونی کی تسخیر
کے واسطے عازم ہوا اور وہ ایسا قلعہ تھا کہ شاہان بہمینہ کی کبھی کمند تسخیر اُس حصن حصین کے شرفات پر نہ پڑی تھی
الغرض انکس خان کو آٹھ ہزار سوار اور پیادہ اور توپخانہ کثیر سے اس طرف رخصت کیا والی اس قلعہ کا ایک امراے
کبار رام راج سے تھا اور اُسنے اسکے بعد سکہ اس مملکت کا اپنے نام سے جاری کیا تھا اور اطاعت وارث
مملکت کی نہ کرتا تھا اُسکے مدافعہ مین مشغول ہوا اور چند مرتبہ اُس نے انکس خان سے میدان داری کی جب مغلوب
ہوا غلہ اور اذوقہ قلعہ مین فراہم کرکے قلعہ بند ہوا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا امان طلب کرکے قلعہ
تفویض کیا اور وہ قلعہ ایک قلعہ کوہ رفیع اور وسیع پر واقع تھا جس مین چشمہ ہاے آب خوشگوار اور عمارات
سپہر اطوار بستہ ہین اور شیوراے کے آبا اور اجداد مین سے جس نے جب قدم تخت بیجانگر پر رکھا شاہان اسلام کی خوف

اور ملاحظہ سے دریچے اسکی مضبوطی اور استحکام کے ہوئے تھے ہر ایک نے ایک حصار اس حصار کے گرداگرد کھینچی تھا چنانچہ
گیارہ قلعہ ایک دوسرے کے دور مین بہم پہونچے تھے تسخیر اسکی دمدمہ کی ہنرنگ اور توپ سے نظر عقل مین بعید دکھلائی
دیتی تھی اور طول ایام مین اسکا محاصرہ منحصر تھا القصہ علی عادل شاہ اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے نہایت محظوظ ہوا
اسکے بعد اور قلعون کے تسخیر کی عزیمت کی کیونکہ ابوالحسن اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی سعی کے
باعث مرتضیٰ نظام شاہ بحری سے سرحد مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری ولایت برار پر
متصرف ہووے اور علی عادل شاہ ممالک بیجانگر سے اس مقدار کہ ولایت برار کے برابر ہو جو بعد تسخیر مین لاوے
تو باعتبار وسعت و کشادگی ولایت ایک دوسرے پر زیادہ نہ رہے اس کے بعد عدالت پناہ نے سنہ ۹۸۱
نوسو اکاسی ہجری مین قلعہ تورکل کی استرداد کے واسطے جو قرات رام راج شقاوت نتاج مین عدالت پناہ کے
کارندہ کے قبضہ سے برآوردہ ہو کر ایک سپاہی کے تصرف مین تھا پیش نہاد ہمت کرکے پانچ مہینے اس قلعہ کا محاصرہ
کرکے کام متحصنون پر تنگ کیا اس دار و گیر مین توپ کلان شاہی ٹوٹ گئی اہل قلعہ اس امر کو شگون نیک
سمجھکر مسرور ہوئے اور بقاے قلعہ کی امید بہم پہونچائی علی عادل شاہ نے توپ کی شکستگی ابوالحسن کی سازش
سے تصور کرکے اسے معزول کیا اور مصطفےٰ خان اردستانی کو جو رام راج کے قتل کے بعد عدالت پناہ کا ملازم
ہوا تھا امیر جملہ اور وکیل سلطنت کرکے مہمات مملکت کلی اور جزوی ساتھ اسکے رجوع فرمایا مصطفےٰ خان نے قلعہ
کے لینے مین مساعی جمیلہ مبذول رکھکر دو مہینے کے عرصہ مین متحصنون کو اسقدر عاجز اور پریشان کیا کہ وہ خود بخود امان کے
طالب ہوئے اور جب انھون نے عجز و انکسار بہت کیا اس شرط پر انکی درخواست قبول کی کہ ونکتی اور لسبائی اور
اسکے فرزندون اور بھائیون کو مقید کرکے حوالہ کرین مردم قلعہ نے اتفاق کرکے ونکتی اور اسکے متعلقون کو خان
مشار الیہ کے سپرد کیا اور خود اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو لیکر قلعہ سے نکلگئے عدالت پناہ نے ونکتی کو مع
متعلقین بانواع عقوبت ہلاک کیا اور قلعہ اپنے کارندہ معتمد کے سپرد کرکے مصطفےٰ خان کی صلاح سے قلعہ دارود کے
واسطے عازم ہوا اور وہ قلعہ بھی مشاہیر قلاع کرناٹک سے ہے اور اس عرصہ مین رام راج کے ایک امراے کفرہ کے قبضہ
مین تھا ہر سال کچھ ہاتھی تنکنا وری و لدتیمراج کو دیکر قوت اور شوکت بہم پہونچائی تھی اور جب عدالت پناہ نے وہان
نزول اقبال فرمایا چھ مہینے اوقات شریف اسکے محاصرہ مین صرف فرمائے مصطفےٰ خان کی حسن سعی سے وہ قلعہ بھی بقول و امان
مسخر او مفتوح کیا اور سات مہینے وہان استقامت فرمائی اور اطراف و اکناف کو خس و خاشاک باغیون سے پاک کیا
بت پرستون کا کھانا پانی حرام کرکے بہر کیف اپنا مطیع اور رام کیا اسکے بعد بتجویز مصطفےٰ خان رایات ظفر آیات
بعزم تسخیر حصار بنکاپور جنبش مین لاکر بعظمت و شوکت تمام اس طرف روانہ ہوا اور مسمی ملپ وزیر جو رام راج کا ممنون لدار
تھا اسکے مرنے پر قلعہ بنکاپور پر غلبہ پایا اور قلعہ راسے جرہ اور چندر کوٹی و گردر اور علاوہ اسکے اور بھی قلعہ اسکے
تحت حکومت مین تھے وہ بادشاہ کی خبر توجہ سنکر مجبوری اور لاچاری سے قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنے فرزند کو
مع ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا کہ ہنگام فرصت اردوے اہل اسلام کے

پس وپیش تاخت کرکے رسد غلہ اور آذوقہ مکیقلم بنہ کرے اور تنگناوری ولد تیمراج کو عریضہ اس مضمون کا لکھکر تلنگوان
کی طرف بھیجا کہ مین ولی نعمت کی مخالفت اور عداوت سے نادم او پشیمان ہون اور اپنے گناہ کا مقرا ور معترف
ہون اس وقت کہ شاہ اسلام عازم تسخیر بیکاپور ہوا اگر وہ خداوند نعمت میرے رقوم جرائم کو اپنے صفحۂ خاطر عاطر
سے محو فرماکے بنفس نفیس اس نحیف کی امداد کے لیے قدم رنجہ فرماوین یا کسی امراے کبار کو کمک کے واسطے مامور
کرین یقین ہے دست برد سپاہ اسلام سے محفوظ اور مصئون رہونگا اور عہد کرتا ہون کہ آئندہ جادۂ اطاعت اور
فرمانبرداری مین ثابت اور راسخ ہوکر گردن طوق فرمان سے نہ پھیرونگا اور ہرسال اس قدر مال بلا عذر خزانہ مین
داخل ہاور داخل کرونگا تمگناوری نے جواب دیا کہ تیرے تمرد اور سرکشی کی شامت سے کہ تو مقربان اور معتمدان
درگاہ امرا سے تھا اکثر امراس دولتخانہ کو مخالفت اور سرکشی کا دعوی ہوا جمیع ممالک پر تصرف ہوئے ہین اور شاہان سلام
نے کہ بلکنڈ نزنی اور چیندا کری کو مجھسے معاف اور مرفوع القلم کیا ہے مین خود اسکے انتظام اور بندوبست سے عاجز ہون
اور تو خوب جانتا ہے کہ زر سرخ وسفید اور جواہر زواہر کے صرف کرنے سے صلح ہوتی ہے لازم کہ بخل سے کنارہ کش ہوکر اس
بارہ مین تقصیر نہ کرے اور جو صلح کسی وجہ سے ممکن نہو لائق یہ ہے کہ جس تدبیر سے ہوسکے اطراف وجوانب کے راجاؤن
کو راضی اور مسرور کرکے ایسا کر کہ تیرے فرزند کے ساتھ متفق ہوکر وقت بیوقت مسلمانون کے لشکرگاہ کو آتش
تاخت اور غارت سے انکی زندگی تنگ کرین اور راتون کو مردمان جان نثار کو چورون کی طرح اُس کے معسکر
یعنے فرودگاہ مین بھیجین کہ جنناطق یا صامت کو پاوین زخم کٹار سے بے روح کرین اور مین نے اس مقدمہ مین
فرمان راجاؤن کے نام جو تیرے ہمسایہ ہین ترقیم کیے ہین اگر سمع قبول سے اصغا کرین اور تیری اعانت اور
مدد مین کوشش فرماوین فہو المراد گو یا یہ ایک کام اپنے واسطے عمل مین لاوینگے کیونکہ یقین ہے کہ بعد برآورده
ہونے قلعہ بیکاپور اور قلعے بھی بہترین وجہ سے مسخر ارباب اسلام ہونگے اس جواب سے بلبب وزیر کو یاس
اور ناامیدی تمام نے منھ دکھایا لیکن ضرورت کے باعث اپنے وارث مملکت کے فرمانے پر عمل کرکے
راے قلعہ جرہ اور چندر کوٹی اور بھی قلعہ دارون کو ساتھ اپنے متفق کیا تو ہمراہ اُسکے فرزند کے بہ نہج مذکور عمل مین
لانے اس سبب سے عدالت پناہ کی اُردو مین قحط غلہ ظاہر ہوا اور ہرشب کو فریاد برپا ہوتی تھی کہ چورون نے فلان فلان
کو قتل کیا اور زیادہ کرنا کملک کہ جان کو کچھ عزیز نہین سمجھتے تھے ایک متاع محقر جانتے تھے بطمع اشیاے قلیل برہنہ ہوجاتے تھے
اور اس غرض سے کہ گرفتاری کے وقت کسیکا ہاتھ اُنکے بدن پر قرار نہ پکڑے روغن لغزندہ ملتے تھے اور جس جگہ
موقع پاتے تھے ڈاکہ زنون کی طرح تاخت لاکر گھوڑا اور آدمی جو کچھ اُنکے سامنے آتا تھا تہِ تیغ کرتے تھے اُسکے بعد راہ
فرار لیتے تھے اور ہرچند اردو کے لوگ اُنکی گرفتاری مین سعی کرتے تھے کہ اُنکی شر کو دفع کرین میسر نہوتا تھا اور یہ بھی
مشہور ہے کہ اُس نواح کے آدمی ساحر ہین اور جسوقت خاک مسان پر یعنی جہان ہنود کا مرگھٹا ہوتا ہے اور مردے پھونکتے
ہین افسون پڑھکر اُس خاک مسان کو جس مکان یا خیمہ مین چھڑکتے ہین اُسکی تاثیر سے آدمی وہان کے مردون کی طرح
نہایت غافل سوتے ہین کہ اپنے تن بدن کا ہوش نہین رکھتے اور اگر اچانک بیدار ہو دین اور چورون کو دیکھین جبتک

بلکنڈ نزنی

کہ وہ موجود اور حاضر رہنے اُٹھنے کی طاقت اور تکلم کی قدرت نہین رکھتے القصہ صحبت عجیب ظہور مین آئی قریب تھا کہ لشکر اسلام کوچ کرکے مراجعت کرے مصطفی خان مانع آیا اور چورون اور قحط کے علاج مین مصروف ہوا امرائے برکی کو کہ کفار بیباک اور شجاع تھے ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ سے علی عادل شاہ کے عہد معدلت مہد تک صدر امارت پر تکیہ زن تھے اور عدد اُنکے سوارون کے چھ ہزار کو پہونچتے تھے مامور کیا کہ لشکر کفار کے مقابل ہو کر ایسا تدارک کرین کہ وہ اہل اسلام کے راستون مین سنگ راہ ہو کر مزاحمت نہ پہونچا دین اور آٹھ ہزار پیادہ جرار لشکر گاہ کے گرد بفاصلہ ایک گز بٹھا کر حکم کیا کہ بقدر طاقت بشری لشکر کی محافظت مین قیام کرین اور اگر احیاناً چور تمہین غافل کرکے اپنے تئین لشکرگاہ مین پہونچا دین جو ہین کہ شور و غوغا برپا ہووے تم متنبہ ہو کر اُنکے سد راہ ہونا اور جس شخص کو دیکھنا کہ وہ لشکرگاہ کے حلقہ سے قدم باہر رکھتا ہے اُسے بلا توقف قتل کرنا اس سبب سے کوئی شخص رات کے وقت قدم فرودگاہ سے باہر رکھتا تھا اور جو کبھی چور پیادہ ہائے لشکر کو غافل کرکے لشکرگاہ مین درآتے تھے اور شور و غوغا بلند ہوتا تھا چور بالقصد فرار اردو سے باہر جاتے تھے تو پیادہ پہرہ دار اُن پر حملہ آور ہو کر تیغ سیاست سے قتل کرتے تھے اور اس تدبیر سے چورون کا شر بالکلیہ دفع ہوا اور لشکر کفار کے بھی صدمہ سے نجات پائی اور رسد غلہ اور تمام ضروریات لشکر بافراط اطراف و جوانب سے جاری ہوئے اور ہر شے جو رسد بند ہونے سے گران تھی نہایت ارزان ہوئی اور ایک برس کامل اُمرائے برکی اور پسر بلب وزیر اور بھی راجاؤن سے معرکہ سخت واقع رہا اور آدمی طرفین سے بہت مارے گئے اور اہل اسلام باطمینان تمام قلعہ کو محاصرہ کرکے ہر روز بلا ناغہ مقابلہ اور مقاتلہ مین مصروف ہو کر ابواب دخول و خروج کے مسدود کرنے مین تقصیر نکرتے تھے اور اہل قلعہ بھی آلات آتشبازی کے استعمال مین کوئی دقیقہ نامرعی نچھوڑتے تھے اور کمال مردمی اور مردانگی سے مدافعہ مین مشغول ہوتے تھے قضارا اسی درمیان مین پسر بلب وزیر اجل طبیعی کے پہونچنے سے دوسرے عالم مین کوچ کر گیا یہ سانحہ اہل قلعہ کی دلشکنی کا موجب ہوا اور بلب وزیر جوان بیٹے کے مرنے سے نہایت محزون اور ملول ہوا اور چونکہ ایام محاصرہ نے ایک سال و تین مہینے کا عرصہ کھینچا ذخیرہ غلہ اور احتیاج بشری صرف ہو گیا تھا اس سبب سے رائے اُس نواح کے جو کمک کو آئے تھے عاجز آکے سراسیمہ اپنے مقر یعنی راج کی طرف روانہ ہوئے اہل حصار شاہ عدالت پناہ سے جان و مال اور اہل و عیال کی امان طلب کرکے استمالت نامہ کے طالب ہوئے اور آنحضرت نے اُنکی التماس قبول فرمائی اور عہدنامہ اُنکے حسب مدعا تحریر کرکے اُنکے پاس ارسال کیا اور جس وقت کہ اہل قلعہ قلعہ سے برآمد ہوا چاہتے تھے ازدحام عوام کے دفع کے واسطے مصطفی خان مع لشکر خاصہ قلعہ کے قریب ایستادہ ہوا تاکہ باطمینان تمام بلب وزیر اور جمیع مردم حصار مع اسباب و اموال و اہل و عیال برآمد ہو کر کرناٹک کی طرف روانہ ہون اور شاہ عادل لقب مع ایک جماعت امرا اور مخصوصون سے قلعہ مین داخل ہوا اور مؤذنون نے بانگ محمدی بطریق مذہب امامیہ باواز بلند شروع کی اور اسی دن بڑے بتخانہ کو توڑ کر عدالت پناہ اور مصطفی خان نے ثواب اخروی کے واسطے اپنے ہاتھ سے نقشہ مسجد کا درست کرکے پتھر زمین پر رکھے اور بعد اس فتح کے مصطفی خان بمراتب زیادہ اول سے سرفراز ہو کر بخلعت خاص کہ اسد خان اور کشور خان کے سوا اور کسی شخص نے نپایا تھا مشرف ہوا اور بہت پرگنے اور قصبے اس

حدود کے اُسکی جاگیر کے واسطے مقرر ہوئے اور مہمات سلطنت مین بھی استقلال بہم پہونچایا اور علی عادل شاہ کہ عیش دوست
اور آرام طلب تھا ہمیشہ اوقات مصاحبت اور صحبت گلرخون اور سادہ عذارون مین بسر کرکے دوام می خوشگوار کے تجرع
مین اقدام کرتا تھا واسطے ضبط امور ملکی اور مالی مہر انگشتری ہمایون کہ ہمیشہ زیب انگشت مبارک تھی مصطفے خان کے حوالہ
کرکے حکم کیا کہ مہمات سلطنت کلی اور جزوی کو اپنی راے صائب کے موافق سرانجام کرے اور کسی امر کو موقوف اور محول
میرے حکم پر نرکھے اور بعد چار مہینے کے مملکت بیجاپور جیسا کہ چاہیے اہالیان سرکار کے قبضہ تصرف مین آئی اور اعیان ولایت
اور رعایا نے زمین بوس اطاعت اور فرمان برداری کا دوش پر رکھا اور اسکی بادشاہی پر بدل راضی ہوئے اور خود بدولت
و اقبال قلعہ مین استقامت فرماکر عیش و نشاط مین مشغول ہوئے مصطفے خان کو مع بیس ہزار سوار اور خزانہ اور توپخانہ اور قورخانہ
اور اسباب جہانگیری دیگر قلعہ جرہ اور چندر کوٹی کی تسخیر کے واسطے نامزد فرمایا وہ خلاصہ اولاد مصطفوی قلعون مذکورہ کی طرف
متوجہ ہوا جب قلعہ جرہ کے حوالی مین پہونچا رسپ نایک والی وہان کا بتضرع و زاری پیش آیا اور باج و خراج
قبول کیا بلکہ وہ ایام سابق سے کہ ابھی قلعہ بیجاپور فتح نہوا تھا اپنے ایلچی مصطفے خان کے پاس بھیجکر بارسال تحف و
ہدایا ابواب اخلاص و آشنائی مفتوح رکھتا تھا التماس اسکی پذیرا کرکے بار جزیہ اور خراج کا اُس کی گردن پر رکھا اور اس قلعہ
کی تسخیر سے دستکش ہوکر چندر کوٹی کی طرف روانہ ہوا وہان کا راجہ استحکام قلعہ اور جنگل کی انبوہی پر مغرور ہوکر سرکشی
سے پیش آیا مصطفے خان اور جمیع اشراف اور اعیان لوازم محاصرہ مین مشغول ہوکر امراے برگی کو مثل سابق
لشکر کفار کے مقابلہ کے واسطے کہ اطراف سے چندر کوٹی کی حمایت اور اعانت کو آتے تھے مامور کیا اور بسعی موفورہ
چودہ مہینے مین مغلوب کرکے قلعہ کو کہ جو اس وقت تک کبھی اہل اسلام نے فتح نہ کیا تھا سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی
ہجری مین طوعاً و کرہاً لیا اور عریضہ مشتمل بر فتح عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر یہ بیت اُس مین درج کی **بیت**
ہر دم رسد از عطاے داور ۔ فتح دگر و فتوح دیگر ۔ عدالت پناہ کو رغبت اُس قلعہ کی تفرج کی ہوئی بیجاپور سے
اُس طرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور وہان بھی نزول اقبال اور حلول اجلال فرماکے چندے مدت عیش و عشرت
مین بسر کرکے جوانان سبزہ فام ملیح کرناٹک سے محظوظ ہوا اور بعد تین برس اور چند روز علم معاودت بلند کرکے مظفر اور منصور
بلدہ بیجاپور کی طرف تشریف ارزانی فرمائی اور اسی طریق سے مہر خاص اپنی مصطفے خان کے قبضہ مین چھوڑی
اور اُسے قلعہ چندر کوٹی مین سرحد کی محافظت کے واسطے معین کرکے حکم فرمایا کہ جس وقت فرمان واجب الاذعان
اہلکاران سرکاری کا مزین بدستخط ہوکے بیجاپور سے چندر کوٹی کی طرف بھیجین اگر مضمون اُس کا مصطفے خان کے
پسند آوے اور وہ جناب تجویز کرے مہر بادشاہ اور اپنی اُس پر ثبت کرکے دار الملک بھیجے ورنہ موقوف
اور معطل رکھے اور دوسرے سال عرض داشت مصطفے خان کی اس مضمون سے پایہ سریر خلافت مصیر مین
پہونچی کہ قدیم الایام مین قلعہ چندر کوٹی ایک پہاڑ پر واقع ہوا تھا اُسکے منہدم ہونے کے بعد راجایان بدراے
نے قلعہ مذکور کو دامن کوہ مین زمین مسطح پر تیار کیا اس بارہ مین دولتخواہ صلاح بہ دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف لاکر
بالاے کوہ کو ملاحظہ کرین اگر معقول و پسند طبع اشرف پڑے پہاڑ پر اس قلعہ کی تیاری کا حکم صادر فرماوین دگرنہ اُس کی

تیاری موقوف کرین علی عادل شاہ یہ سنتے ہی جریدہ مع ایک جماعت مخصوصان اور کچھ لوگ خاصہ خیل سے اسطرف روانہ ہوے اور جو کچھ کہ مصطفےٰ خان نے پیغام دیا تھا مزاج اشرف کے موافق آیا حکم کیا کہ قاعدہ روے زمین کو مسمار کرکے پہاڑ پر ایک حصار سنگین اور مستحکم تیار کیا جاوے اور بعدہٗ آ قلعہ بیکاپور کی سیر کی اور جمیع مہمات اس نواح کے بدستور قدیم مصطفےٰ خان سے رجوع کرکے قلعہ نلگوان کے راستہ سے عنان معاودت دارالسلطنت بیجاپور کی طرف منعطف کی مصطفےٰ خان طریق دولتخواہی جاری رکھکر ایک برس کے عرصہ مین قلعہ کی طیاری سے فارغ ہوا اور عدالت پناہ اُس کے حسب التماس دوبارہ بیجاپور سے اُس قلعہ کی سیر کے واسطے سوار ہوے اور مصطفےٰ خان کی خدمات شائستہ خاطر ہمایون کی پسند پڑین اور اُن دنون مین مصطفےٰ خان نے سنکر نایک راے قلعہ کردر کو کہ قرب وجوار چندر کوٹی آ دہی بھیجکر اطاعت اور فرمانبرداری کی دعوت کی اور اُس نے زوال مملکت اپنی سے ڈر کر وہ بات قبول کی اور عدالت پناہ کی پاے بوس سے مشرف ہوا اور آنحضرت سے اپنی ولایت کی تفرج کی التماس کی علی عادل شاہ اپنا لشکر چندر کوٹی مین مامور کرکے باتفاق مصطفےٰ خان مع پانچ چھ ہزار سوار کردر کی طرف روانہ ہوئے اور وہ قلعہ ایک کوہستان پر واقع تھا اور اُسکے اطراف مین جنگل نہایت گنجان محیط تھا اور راہ اُس کے دخول وخروج کی نہایت تنگ اور دشوار گذار تھی کہ اکثر مقام مین ایک سوار سے زیادہ نہین جاسکتا تھا اس واسطے اس موضع ہولناک مین اکثر لوگ دلگیر ہوکر مراجعت کے خواہان ہوئے اور عدالت پناہ نے خلائق کی خواہش کے موافق وہ قلعہ سنکر نایک کو عنایت فرماکر چندر کوٹی کی طرف معاودت کی لیکن مصطفےٰ خان نے مقام دولتخواہی مین ہوکر سنکر نایک سے تخلیہ مین یہ بات کہی کہ عدالت پناہ تیرا قلعہ اور ولایت اور دوسرے راجاؤن کے بھی ممالک جو تیرے قرب وجوار مین ہین لینے کی فکر مین عازم وجازم ہے اور بالفعل مین نے بہت سعی اور کوشش سے آنحضرت کو تیری ولایت سے پھیرا ہے اگر تجھے اپنی سلامتی اور بہبودی مدنظر ہے تجھے لازم ہے کہ تمام راجاؤن سے اتفاق کرکے باج وخراج قبول کر تو مین حضرت سے التماس کرکے اُن ممالک اور قلعون کی تسخیر کی فکر سے باز رکھون سنکر نایک نے یہ کلام سنکر دائرہ اطاعت مین قدم رکھا اور سب نایک حاکم قلعہ جرہ اور بہرہ دیلوی راے قلعہ کتاراب اور جلوی نے کہ وہ بھی ایک قلعہ ہاے سواحل دریاے عمان سے تھا راے بندر باسلور اور باکلور اور بادکلا سب کو فہمایش کرکے بادشاہ کی اطاعت کے واسطے ترغیب کی اُن سب نے سنکر نایک کے کہنے سے تجاوز نہ کیا اور بعجز وانکسار عدالت پناہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سات لاکھ اور پچاس ہزار ہون بعنوان پیشکش تذر گذرانے اور سرکار شاہی سے یہ مقرر ہوا کہ از سب نایک اور سنکر نایک اور بہرہ دیلوی اور راے سندر باسلور اور بھی راجہ آپس مین متفق ہوکر ہرسال تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون نقد خزانہ عامرہ مین داخل کرتے رہین پھر ہر ایک خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز اور مطمئن ہوکر اپنے اپنے جدجانی کی طرف روانہ ہوئے اور عدالت پناہ کی مدت العمر تلک تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون مصطفےٰ خان کی معرفت خزانہ مین داخل کرتے رہے اور علاوہ اسکے ہرسال پوشیدہ پچاس ہزار ہون نقد اور مرداریدلعل یاقوت اور زبرجد اور تمام جواہر اور وہ چیز کہ گنجائش رکھتی

تھی مصطفٰے خان کو دے کہ سلامتی اور نجات اپنی اُسکی عنایت اور توجہ مین جانتے تھے منقول ہے کہ اُس وقت کہ راجہ
اور راے اُس طرف کے علی عادل شاہ کی خدمت مین آئے اور وداع بخلعت و اسپ و قبا اور ٹیکا اور شمشیر مرصع
سے اختصاص پایا اور بیرہ دیوی اور جلوی کے واسطے وہ خلعت کہ عورتون کے واسطے مخصوص ہے لائے وہ عورتین بسیر
صولت اُس خلعت کے قبول سے انکار کرکے عرض پیرا ہوئین کہ ہم اگرچہ بصورت زن ہین لیکن مملکت کو بضرب شمشیر
کہ لازمہ مردونکا ہے تصرف مین رکھتے ہین آنحضرت اس کلام سے نہایت محظوظ ہوئے اور اُنکی تعریف کی اور اسی وقت
ٹیکا اور شمشیر مرصع اور گھوڑا تازی اور خلعت مردانہ عنایت فرمایا چنانچہ وہ دونون رانی سالہاے دراز اور قرنہاے بیشمار
سے بطنًا بعد بطن اُس دیار کی حکومت کرتی ہین اور رسم اُس ملک کی آج تک یون ہے کہ عورتین بادشاہ اور شوہر اُنکے
سلک امرا اور خدمتگارون مین منتظم ہوکر مہمات مالی اور ملکی مین دخل نہین کرتے ہین اور ہر روز عوام الناس کے موافق
ٹیکا خدمت کا کمر جان مین باندھتے ہین اور درمیان شوہرون اور تمام خدمتگارون کے کچھ فرق نہین ہوتا ہے الغرض
جب کہ اُس طرف کے راؤن نے بار خراج اپنی گردن پر رکھا علی عادل شاہ نے بندری پنڈت کو کہ اُس
دولتخانہ کے بہانہ جبر سے تھا اس طرف کا دیوان کیا اور مصطفٰے خان کو صاحب اختیار اُس صوبہ کا کرکے وہ تمام
ممالک اُس کی جاگیر مین تفویض فرمائے منصب وکالت اور امیر جملگی افضل خان شیرازی کو دیکر دوبارہ بیجاپور کی
طرف مراجعت کی اور مصطفٰے خان نے اس سبب سے کہ ہمیشہ رایات خیر خواہی بلند کرکے کشورکشائی کی فکر مین
رہتا تھا بعد ضبط اُس حدود کے اپنے ایک معتمد کو کہ اُسے علی خان کہتے تھے عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجا اور
بلکنڈہ کی تسخیر کے واسطے کہ دار الملک راے کرناٹک کا تھا ترغیب اور تحریض کی اور اس سبب سے کہ یہ التماس عین
مراد آنحضرت کی تھی احضار لشکر کے واسطے حکم دیکر بنہایت تجمل اور اجلال سے بیجانگر کی طرف نہضت فرمائی اور اودنی
کی سیر کرکے پھر وہان سے روانہ ہوا اور اسکے بعد مصطفٰے خان مع لشکر کرناٹک اور امراے برکی بیجاپور کے اطراف مین
ساتھ اسکے ملحق ہوکر بکوچ متواترہ بلکنڈہ کی طرف متوجہ ہوا اور تنکناوری تاب مقابلہ شاہ اسلام نہ لایا قلعہ بلکنڈہ کو مردم معتبر
کے سپرد کرکے خود بسرعت تمام مع خزانہ و فیل و اثاثہ سلطنت بلدہ چندرکری کے سمت روانہ ہوا اور علی عادل شاہ بلکنڈہ مین پہونچا
اور اطراف قلعہ و شہر امرا پر قسمت کیے اسکے بعد ہر ایک کو مورچون پر تعین فرمایا اور بعد تین مہینے کے مردمان حصاری غلہ اور آذوقہ
کے فقدان سے طالب عہد اور امان ہوکر قلعہ تسلیم کرنے پر آمادہ تھے کہ تنکناوری اس امر سے واقف ہوا اور از روے
اضطرار آٹھ لاکھ ہون اور پانچ ہاتھی ہندیا ہیم نایک کے واسطے کہ امراے کبار برکی سے تھا بھیجکر یہ التماس
کی کہ اپنے ولی نعمت سے علم مخالفت بلند کرے ہندیا ہیم نایک نے زر کی طمع سے قدم بادیہ حرامخوری مین رکھکر
مع چار ہزار سوار اپنے مورچہ سے کوچ کیا اور اُردوے شاہی کے اطراف و جوانب مین مزاحمت پہونچا کر باہر نکل گیا
دوسرے دن ہندیا ہیم نایک کے اشارہ کے موافق چار نفر اور بھی امراے کبار برکی نے نشان غدر اور بغاوت کا بلند
کیا اور پانچہزار سوار لیکر اپنے تئین ساتھ اُسکے ملحق کیا اور وہ جماعت کہ تاخت اور دزدی مین بے نظیر تھی تاخت و
تاراج شروع کرکے اطراف و جوانب مین ڈاکہ مارنے لگے غلہ اور علف اُردوے شاہی سے اٹھا لیجاتے تھے

اور راتون کو چوری مین تقصیر نکرتے تھے اسواسطے علی عادل شاہ اور مصطفٰے خان ترک نے محاصرہ کو مناسب اور صواب سمجھکر انکا دفع کرنا واجب جانا اور جب لشکر کوچ کرکے بنکاپور کے اطراف مین پہونچا اعلحضرت پناہ نے مصطفٰے خان کو اس حدود کے انتظام کے واسطے بنکاپور مین مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال نے ۹۸۶ء نوسو چھیاسی ہجری مین بلدہ بیجاپور کی طرف مراجعت فرمائی جب یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ امراے برکی از رو سے سرکشی اپنی جاگیرو جو بیجانگر کی سرحد مین تھی متصرف ہوئے ہین اور قدم بادیہ اطاعت مین نہین رکھتے ہین مرتضی خان انجو کو کہ جو بعد قتل ہونے سیف عین الملک اسکے عہد مین ملازمت کے واسطے حاضر ہوا تھا اور خلعت امارت سے سرفرازی پائی تھی اسکو برکیون کی ولایات سے جاگیر دیکر تین ہزار سوار تیرانداز اور چند امراے دکنی اور حبشی سے کفار برکی کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا چنانچہ مرتضی خان اور برکیون کے درمیان ایک سال مین کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب مغلوب سے تمیز نہوتا تھا اور طرفین سے بہت آدمی مقتول ہوئے اور یہ معرکہ ختم نہوتا تھا آخر الامر مصطفٰے خان نے کہ قلعہ بنکاپور مین اقامت رکھتا تھا علی خان کو عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر پیغام زبانی کیا کہ لشکر کو جو ان کے مقابل بھیجنا اور خراب کرنا ہوشیاری سے بعید ہے مناسب یہ ہے کہ انھین بلطائف الحیل بیجانگر مین طلب کرین اور اسوقت جو کچھ شائستہ اور سزاوار ہو انھین سزا پہونچاوین علی عادل شاہ نے یہ راے پسند کی اسو پنڈت برہمن اور بھی مردمان معتمد کو پے در پے اور متواتر جوردن کے پاس بھیجا کہ جس طور سے ممکن ہو انھین دلاسا دے کر بیجاپور کی طرف راغب کرین ہندیا ہیم نایک کو یہ امر عقل کے موافق نہ آیا ایک انجمن شورہ کے واسطے ترتیب دی اور جب راے اور ہوج میل نایک اور دیوتا نایک اور تمنا نایک اور دیگر سرداران معقول اپنے جو عمدہ امراے برکی تھے انکو حاضر کرکے کہا کہ ہم لوگون نے اس زمانہ مین کہ بلکنڈہ اور تمام ممالک کرناٹک کے مسخر ہوچکے تھے اور قریب تھا کہ سلطنت رام راج کی خاندان سے علی عادل شاہ کی طرف انتقال کرے مخالفت کی اور ہم نے آنحضرت کو ایسی دولت سے محروم کیا اب محال ہے کہ ایسا جرم عظیم بادشاہ کی خاطر دریا مقاطر سے محو ہو اور بے ذریعہ کسی خدمت کے ہملوگ منظور عنایت ہون اور جاگیر قدیم پاوین یقین ہے کہ مسلمان ہمین فریب دیکر چاہتے ہین کہ بیجاپور لیجاکر انتقام لین امراے مذکور نے یہ بات قبول نہ کی اور بیجاپور کے چلنے پر آمادہ ہوتے اور ہندیا ہیم نایک نے انکی رفاقت ترک کرکے بلدہ بلکنڈہ کی طرف جاکر تنکنا دری کی نوکری اختیار کی اور اول جوت راے نے بیجاپور جاکر خلعت امارت سے اختصاص پایا اور اس خبر کے انتشار ہونے سے اور بھی امرا قول و شرط درمیان مین لاکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور جب سب ایک جگہ فراہم ہوئے علی عادل شاہ نے اس بیت کے مضمون پر

بیت سنگ در دست و مار بر سر سنگ + فرو گذاشتن بود سکون و درنگ +

آتش غضب افروختہ کی ایک روز جوت راے کی آنکھین نکال کر ہوج مل نایک اور دیوتا نایک اور تمنا نایک کو انواع عقوبت سے ہلاک کیا اور لاشین انکی چھکڑون پر رکھکر تمام شہر مین مشتہر کین اور اس جماعت کے شر و فساد سے فارغ ہوکر ماہ شوال ۹۸۸ء نوسو اٹھاسی ہجری مین آنحضرت نے کہ لاولد تھے اپنے بھائی شاہزادہ ابراہیم بن شاہ طہماسپ کو ولیعہد کیا اور امرا اور ارکان دولت سے فرمایا کہ میرے بعد محمد رایہ بادشاہ ہے اور اسی مہینے مین جشن عالی ترتیب دیکر

سنت خلیل اللہ کے موافق شاہزادہ عالمیان کا ختنہ کیا منقول ہے کہ شب ختنہ مین جیساکہ رسم دکن ہے شہزادۂ عالمیان کو پوشاک سُرخ پہنا کر شہر کی گشت کے واسطے قلعہ کے باہر لائے اور آتشبازی کے ٹوکرون اور آرائش اور درختون اور تصویرون مین کہ دو طرفہ شاہبازار مین جابجا رکھے تھے آگ لگی مردم تماشائی سے سات سو آدمی کے قریب جلکر مرگئے اور عنایات حقیقی کے فضل و کرم سے شاہزادہ عالمیان کو کہ اُس کی سواری مابین بازار پہونچی تھی کسی طرح کا صدمہ اور گزند نہ پہونچا چنانچہ اُسی روز سے صاحبقرانی اس بادشاہ صاحب اقبال کی خاص و عام پر ظاہر اور باہر ہوئی اور بعد از فتح قلاع اور گوشمال امراے برکی اور حبشی اور ختنہ شاہزادہ عالمیان کے شاہ عدل پرور کبھی مسند طرب پر رونق افزا ہوکر فروغ لالہ عذاران آفتاب وش اور شعاع جام شراب بخش سے بزم عشرت کو منور کرتا تھا اور گاہے سریر عدالت پر جلوہ گر ہوکر تشنگان وادی جور و ظلم کو چشمہ سار عدل و انصاف سے سیراب کرتا تھا **ابیات** کشیدے بادشاہ ہفت اورنگ ہمے + دربزم عشرت جام گلرنگ + نشستی گاہ بر تخت عدالت + پے تادیب ارباب ضلالت + بنائے عدل را آباد کردی + دل غمدیدگان را شاد کردی + اور وہ باوجود انصاف جمیع صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ کثیر المباشرت تھا لڑکون صبیح الوجہ ملیح العذار کے ساتھ انس کمال اور میل تمام رکھتا تھا اس واسطے علی برید کے پاس آدمی بھیجکر پیغام کیا کہ مین سنتا ہون آپ کے پاس دو خواجہ سرا صاحب جمال ہین مناسب ہے کہ از راہ اخلاص ولی ان دونون کو بسبیل استعجال ہمارے پاس روانہ کیجیے ملک برید چند روز عذر و بہانہ مین بسر لے گیا یہان تک کہ مرتضے نظام شاہ نے ملکی طمع سے ایک فوج اُس پر تعین کی ملک برید نے تحصن ہوکر التجا عدالت پناہ سے کی اُس نے ہزار سوار اُسکی کمک کو بھیجکر مرتضی نظام شاہ کے شر سے نجات بخشی امیر برید نے عدالت پناہ کا یہ احسان عظیم لیے اوپر دیکھ لیا اور جب عدالت پناہ کو ان خواجہ سراؤن کی طرف حد سے زیادہ رغبت اور مائل دیکھا ناچار دونون خواجہ سرا کو احمد آباد بیدر سے بیجانگر کی طرف روانہ کیا اور جب منزل مقصود مین پہونچے اور سمجھے کہ ہمین اس کام کے واسطے بلایا ہے ایک اُن دو خواجہ سرا سے کہ بزرگ تر اور بہتر تھا اس نے یہ کام کیا کہ قرولی یعنی زیر جامہ کے درمیان ایک قرولی پوشیدہ کی اور شہریار کو بعد ملاقات امیدوار وصال کرکے بملائمت و چاپلوسی پیش از بیش یہ کام شب پر ڈالا اور بعد از انتظار بسیار جب روز اُسکا آخر ہوا اور جہان نے لباس اچھی پہنا عدالت پناہ باتفاق خواجہ سرا حجرہ خالی از اغیار مین داخل ہوا اور جب طالب وصال ہوا اُس نس کٹے نے قرولی مذکور سے اس شاہ فجستہ انجام کا کام تمام کیا اور روزگار فتنہ انگیز کے مانند دروازہ جور و ظلم کا کھولکر ایک عالم کو کہ اُسکے ظل دولت مین آسائش رکھتے تھے عیش و عشرت سے محروم کیا **ابیات** دریغا کہ آن شاہ عالی نژاد + کہ در عدل مثلش بہ گیتی نزاد + بہ تیغ ستم نقد جان برفشاند + از وغیر افسانہ چیزے نماند + بجز خاک خوبان درین دشت نیست + بجز خون شاہان درین طشت نیست جہان با ہمہ زینت و زیب او + نیرزد بدین رنج و آسیب او + چنین ست آئین گردندہ دہر + کہ بخشد برغبت ستاند بقہر + اور یہ حادثہ عظمی اور واقعہ کبرے بیسوین ماہ صفر شب پنجشنبہ ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین واقع ہوا تھا اور ملا محمد رضائی مشہدی المتخلص برضائی نے مرثیہ اور تاریخ شہادت اس شاہ کامگار کی اس نہج

سے سلک نظم مین منتظم کی ہی **قطعہ** آہ کہ دست اجل در چمن عدل و داد + نخل فتوت بلند شاخ مروت برید و فلک بر
خسروی گشت ازین ماجرا + مہر کرم مختفی ماہ سخا ناپدید + خسر و عادل لقب شاہ علی نام آنکہ + ظلم بدوران او کس نہ
شنید و ندید + وقت وداع جہان تا نزود تلخ کام + از کف ساقی دہر شہد شہادت چشید + سفتے دو ران غیب
از پے تاریخ آن + بر سر دفتر نوشت شاہ جہان شد شہید + تمام اعیان دولت اور ارکان حضرت اور کافہ
سپاہ و رعیت اور گروہ حشم و خدم اور ازواج محترم اس ماتم مین گریبان چاک اور بیتاب تھے اور دست حسرت سے
خاک سر پر اڑاتے تھے اور خوناب چشم کو خاک رہگذر مین ملاتے تھے ہر ایک اس نشتر غم کی خلش سے بیتاب تھا
سر اسر ماتم کا سامان تھا شاہ فتح اللہ شیرازی کہ افضل اور اعلم علماے عصر تھا اور شاہ ابو القاسم انجو اور
مرتضے خان انجو جو آنحضرت کے انیس و جلیس تھے اور میر شمس الدین محمد صدر جہان اصفہانی اور سادات و علما
جو اطراف و اکناف جہان سے اس دولتخانہ مین اسکے عہد مین جمع ہوئے تھے خسرو شہید کی میت کی تجہیز و
تکفین مین مشغول ہوئے آخر کار بآئین شاہان رفیع المقدار غسل و کفن دے کر تابوت مین رکھا اور صندوق
نعش اٹھا کر زر بفت کی چادر سبز اسپر ڈالی اور شامیانہ اسپر کھینچا دہنے بائین سپاہ بالباس سیاہ
تلوارین کھینچے بحال زبون نشان سب سر نگون اور فوج کے سردار خنجر گذار پوشاک نیلگون پہنکر افغان کشان
نعرہ زنان چاک گریبان جنازہ کے ساتھ ہوئے اور حظیرہ جو شہر بیجا نگر مین واقع ہی اور بروضہ غلی شہرت
رکھتا ہی اسمین پیوند زمین کیا اور موافق آیہ کریمہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا خلعت مغفرت و آمرزش
پہنکر اس کے طائر روح پر فتوح نے حظائر قدس مین آشیانہ کیا **رباعی** گویند بحشر گفتگو خواہد بود
وان یار عزیز تند خو خواہد بود + از خیر محض جز نکوئی ناید + خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود + اور دوسرے دن
شہریار جوان بخت ابراہیم عادل شاہ کو کہ تخت بیجاپور اس کے یمن قدم بہجت لزوم سے قرین سپہر اعظم ہوا
تھا تخت پر جلوہ گر کیا اور اس شاہ عدالت پناہ نے ان دونون خواجہ سراسے ایک کو بطور قصاص اور دوسرے کو
طرد اللباب بجزا و سزا پہونچا کر خاک ہستی انکی ساتھ صرصر فنا کے برباد کی **فردوسی** دو بد خواہ را زندہ بر دار کرد +
سر خواجہ کش را نگونسار کرد + چو خون خداوند ریزد کسے + در نگش نباشد بگیتی بسے + اور ابتک بلدۂ بیجاپور مین
مسجد جامع اور تالاب شاہپور اور آب کا سنج جو تمام مردم شہر پر وقف ہی اور عہد مین اس شاہ شہید کے کشور خان
کے اہتمام سے اتمام کو پہونچی تھی یادگار ہین سخاوت اس غفران پناہ کی ساتھ اس حد کے تھی کہ جب
ابراہیم عادل شاہ برحمت حق واصل ہوا ایک کرور ہون طلائی سے زیادہ خزانہ مین تھے اور دیگر امتعہ نفیسہ اور جواہر
کا کچھ اندازہ نہ تھا جب آنحضرت نے سریر جہانبانی کو اپنے وجود با جود سے زینت بخشی تو یہ تمام اندوختہ مع
تمام آمدنی جو اسکے عہد مین بہم پہونچی تھی بالتمام مردم ایران و توران و عربستان و روم اور اقالیم سبعہ کہ اسکے
دربار مین حاضر ہوتے تھے انپر اور اہل عالم پر ابر نیسان کے مانند درفشان کیا اور جس وقت وہ عالم فنا سے دار البقا
کی طرف متوجہ ہوا زر کرناٹک کے سوا جو آخر سلطنت مین مصطفے خان اردستانی کے مساعی جمیلہ سے خزانہ

مین داخل ہوا تھا اُسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اُس مین سے بھی مبلغہاے کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہوگئے تھے اور علی عادل شاہ کے عہد فرخندہ مہد مین دو مرتبہ ایلچی اکبر بادشاہ کا بیجاپور مین آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسری مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی چنانچہ استقبال کرکے دونون کو باعزاز و اکرام فراوان شہر مین لائے اور حکیم علی کو مع تحف و ہدایا اور پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک ابھی بیجاپور مین تھا کہ آنحضرت شہد شہادت نوش فرماکر روضۂ رضوان مین داخل ہوئے اُسنے بدون تحف و ہدایا اکبر شاہ کے دربار کی طرف معاودت کی

ذکر جلوس خسرو سکندر دستگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ کا تخت بیجاپور پر

بیت رقم سنج این نقش خاطر پسند + نمونہ چنین دارد از نقشبند + کہ جب دست قضا و قدر نے نقاب سیاہ شب بیسوین ماہ مذکور کو روے رخسار گیتی سے اُٹھایا یعنی نیر اعظم سپہر زنگاری مین جلوہ گر ہوا یعنی شب گزری سحر نمایان ہوئی رباعی چو صبح دبر گردون کشید کسوت نور + جہان گشاد ز رخ پردۂ شب دیجور + ز فیض چشمۂ خورشید کرد دست قضا + غبار ظلمت شب از سواد گیتی دور + ارکان دولت اور اعیان مملکت و زیر و امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان ثریا صفت مجتمع ہوئے انجمن فیض سرشت مثل چمن بہشت کے آراستہ کی سریر کامرانی اور تخت جہانبانی پر جواہر اور موتی آبدار اور لولوے شاہوار افشان ہوئے ایوان شاہی کو ہر قسم کے لطائف اور ظرائف سے سجا اُس وقت بیت بہ نیک طالع و فرخندہ روز و فرخ فال + بسعد اختر و میمون زمان و خرم حال + اعظم اعدل صاعد مصاعد دین و دولت عارج معارج شوکت و حشمت اردشیر صولت نوشیروان معدلت یوسف طلعت حاتم ہمت فریدون منزلت سکندر حشم دارا عزم بہرام رزم پرویز بزم زیب دہ اریکۂ جہانبانی رونق بوستان ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ بن طہماسپ شاہ بن شاہ ابراہیم عادل شاہ کہ سائبان زرین طناب اُسکے جاہ و جلال کا دامن آخر الزمان تک افراشتہ اور بلند رہے شبستان سلطنت اور سرابستان خلافت سے بارگاہ شوکت کی طرف خرامان ہوا اور بادشاہان علی مقدار کے مانند سریر سلطنت پر باجاہ و حشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور کاخ مملکت کو ضیاے چہرۂ دلفروز سے منور اور روشن کیا اور سب کو کہ مثل قلم ٹیکا اطاعت اور فرمان برداری کا کمر جان پر باندھکر مثل آب سر زمین عبودیت پر رکھکر بساط شاہی کے حاشیہ پر پاے ادب سے کھڑے تھے خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغر سن کہ مدارج اور مراحل عمر شریف اُسکے نو درجے طے ہوئے تھے یعنی کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرۂ کامل یعنی دس برس کے نہوئے تھے ہر ایک دولتخواہ کو بعبارت شافی اور تقریر سفید تر قوی پشت اور مزاج برادر کیا اور کمند نظر عنایت اور التفات سے خاص و عام کے دلون کو صید فرمایا فیض سحاب انعام اُسکے سے کشت زار جہانیان کے نہایت سبز اور شاداب ہوئے بیت آن خرد کہ اقبال ہمید او وفا شد + وان کام کہ ایام ہمیخواست برآمد + امرا اور

ارکان دولت نے عقد جواہر اور زر سُرخ و سفید فرق ہمایون پر نثار کرکے لوازم شکر و سپاس واہب المواہب
ادا کیا اور خطباے واجب التعظیم نے خطبہ کو نام و لقب بادشاہ جم بارگاہ سے بلند آوازہ کرکے غلغلہ تہنیت
اور مبارکباد کا ذروہ سپہر مقصود سے گذرا کتا اہالی دار السلطنت بیجاپور نے نہایت سرور سے دکاکین اور دیواروں کو
دیباے ہفت رنگ اور اقسام اقمشہ سے زیب و زینت بخشی **بیت** گذرہا را عبیر آلود کردند + گلاب افشان و
مشک اندود کردند + اور جیسا کہ ملک ہند کا دستور ہے گائیں اور بکریاں اور ٹوکرے ست نجے کے مملو فرق ہمایون پر تصدق
کرکے مراسم نثار و ایثار بجا لائے اور جبین نیاز آستان بارگاہ جہان پناہ پر گھسکر دعا و ثنا مین لب کھولے **ابیات**
کہ شاہا بقاے تو جاوید باد + لواے تو بر ترز خورشید باد + سر ذخنگا ہست قضاے سپہر + منور با نوار رخسار مہر
ہمان بہ کہ سیر مہ و خور مدام + موافق بحکمت بود صبح و شام + سر و گرز ملک یمن تا بہ چین + سلاطین ایران و توران زمین
بخدمت بہ بندند بیشت کمر + نہ پیچد کس از طوق فرمانت سر + اور اُس وقت کہ دم بدم غنچہ سلطنت و اقبال اُسکے
نسیم مکارم اخلاق کے چلنے سے مثل گل نوبہار شگفتہ اور خندان ہوتے تھے اور گلزار حرکات و سکنات سے
عالم عالم بوے امیدواری مشام جان مین پہونچتی تھی ہمیشہ خاطر فیض مقاطر اُسکی سواری اور نیزہ بازی بلکہ جمیع
آلات حرب و ضرب و سپاہگری کی طرف مائل رہتے تھے ایک ساعت لہو و لعب کی طرف کہ مقتضاے عالم
طفلی ہے نہ مشغول ہوکر ہمیشہ اوقات شریف کو تحصیل سعادات اور کسب حسنات مثل تلاوت قرآن اور مشق
خط مین صرف کرتا تھا اور بے آمیزش تکلف و ثنا گستری وہ شہنشاہ خورشید غدار کہ سبب تالیف اس کتاب کا
ذکر واقعات اُسکا ہے اگر شب تار پر سایہ ڈالے آفتاب و مہتاب کی نور بخشی سے صبح تنور تک مستغنی ہووے اور اگر
زلف مشکبو اُسکی سے ایک نصیبہ گلستان کو پہونچے عطر بیزی صبا سے بے نیاز ہووے چشم عدل اُسکی حافظ و
نگہبان کام جہانیان ہے اور وال دولت اُسکا فتح و فیروزی کی رہبری کا نشانہ ہے کسرے داد گستر اُسکا انصاف
بیغایت سے غاشیہ بردوش اور حاتم سخی پرور اُسکے جود بے نہایت سے حلقہ در گوش اور اُسکے رعب عدالت
سے فتنہ خوابیدہ چونک کر بھاگ جاے اور اُسکے حفظ کی برکات سے باد صرصر ایکبار چراغ مردہ روشن کرنے سے
عیسوی دم ہوجاوے اور اُسکے قدمون کی برکت سے بسیط خاک مس کائنات کے واسطے اکسیر شیم ہے
ابیات دران قسمت کہ بخششہا نمودند + دو ابراہیم را زینت فزودند + یکے دولت سراے دین بیاراست +
یکے تشدد کار ملک از عدل او راست + از و گشت آتش سوزندہ ریحان + وزین نار ستم شد نور احسان + از ان شد
خانۂ در کعبہ پر نور + وزین ملک سلیمان گشت معمور + شکست آن یک بت آزر بچستی + وزین یک دین احمد را
درستی + جس شخص نے وساوس شیطانی سے نہال خیال ... ہوا و ہوس کو اپنے برباد دیا اور جس نے
اطاعت سے سر و تن راستی مین ... کے نہ پایا مطیع درگاہ نے
مثل ماہ سر اوج سپہر بلند کیا اور مخالفت بارگاہ ماہ نخشب کی طرح ... جاہ فنا مین پڑا خیاط قضا و قدر نے
خلعت با بہجت واللہ یوتی الملک من یشاء اسکے قامت قابلیت پر آراستہ کیا اور علم دولت اُس کا

کتبہ انا فتحنا لک فتحا مبینا سے پیراستہ ہوا اور اُسی بخت بلند کی ہمدمی سے سیاردن کے بادشاہ کو مطیع کیا اور اقبال بلند کی دستیاری کے باعث سرمہ چشم دولت مین کھینچی درخت امید اُس کا ہر وقت ثمر غیر مکرر سے بار ور اور بوستان حشمت اُس کا ہر لحظہ گلہائے تازہ تر سے معطر ہی سلاطین اطراف رعب حسام خون آشام اُس کے سے قدم جرأت میدان نبرد سے کھینچکر عجز و انکسار سے پیش آئے اور گردن کشان اکناف اُس کی آستان آسمان شان پر پناہ لیکر عبودیت اور بندگی مین سرگرم ہوئے امیدواری بجناب کبریائے باری تعالے و تقدس یہی کہ جو تحفہ دولت کا کہ کارخانہ نصر من اللہ سے ہی چہرہ کشا ہوا در جو عطیہ سعادت کا کہ مسند وما النصر الا من عند اللہ پر جلوہ نما ہوا اس مین سے سب سے بڑا اور پورا حصہ بجناب جلالت مآب سلطان عالم کہ قبلہ امیدواروں اور کعبہ آرزومندوں کا ہی پہونچتا رہے اور انقراض ایام عالم تک کسی طور کا نقص اور فتور قصر بقصور و قواعد مضبوط خلافت حشمت مین نازل نہو **نظم**

جہان تا جہان آفرین آفرید ✦ چنین بادشاہے نیامد پدید ✦ ہمہ سودمندی ز کردار اوست ✦ خور و ماہ روشن ز دیدار اوست

ایضاً جہان زندہ باین صاحبقران ست ✦ درین شک نیست کو جان جہانست ✦ جز این یکسر ندارد تخت عالم
مبادا کز سرش موئے شود کم

آغاز واقعات خسرو عدالت آئین یعنی ابراہیم عادل شاہ ثانی

مستخبران احوال عالم کے طبایع آفتاب شعاع پر روشن اور ہویدا ہو کر جب فرق مبارک اعلیٰ حضرت بادشاہی لازال اقبالہ نے آوان طفلی مین بتاج وہاج انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اختصاص پایا اور ایالت اقالیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم پر متقرر ہوئے صغر سنی کے باعث سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نہ کرسکے ابتدائے جلوس مین چند امرائے معتمد بسبب نوبت ظلم و تعدی سے ایک دوسرے پر غالب آنکر باگ حل و عقد سلطنت کی اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ازانجا کہ ہر نکتہ لائق درج کتب و تواریخ ہر کیفیت خوشخرام قلم میدان بیان مین جولان ہو کر قدرے حالات اور واقعات اوائل ایام جلوس سے بہ سبیل اختصار یون مرقوم خامۂ سخن گذار کرتا ہی کہ کامل خان دکنی جو امرائے کبار اس دودمانہ سے تھا اور جیسا کہ سابق مین مذکور ہوا قلعہ مرج مین شاہ غفران پناہ علی عادل شاہ کی نسبت نہایت اخلاص ظاہر کرکے محرم امور سلطنت سے ہوا تھا وہی اسوقت بھی مہمات امور ملکی اور مالی پر غالب ہوا اور اپنے معتمدان و متعلقان کو بادشاہ کی خدمت اور محافظت کے واسطے مقرر کیا اور تھانہ داری قلعون پر بھی اپنی جانب سے نصب کیے اور سلوک تحسین ہمیشہ اختیار کیے اور بادشاہ کی پرورش و پرداخت چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کے متعلق کی اور تمام اشراف ممالک کو نوازشین تمام بھیجکر اُن کی تسلی خاطر مین کوشش کی اور ہر روز دوسرے چارشنبہ اور جمعہ کے چاشت کے وقت آنحضرت کو حرم سرا سے طلب کرکے سریر کامرانی پہ آئین بادشاہان عظام بوجہ شاہان دانا منعقد کرتا تھا ... دیتا

کہ خاص و عام قدمبوسی اور سلام کے شرف سے مشرف ہوتے تھے اور اُس جم جاہ کے حضور مین مہمات سلطنت
یفصل ہوتے تھے ہر ناکام کامیاب ہوکر اپنے مطلب کو پہونچتا تھا اور رعب عدل کے سبب کسی سے کسی کو
صدمہ نہین پہونچتا تھا اور جب دو مہینے اس صورت سے منقضی ہوئے کامل خان اس مصرع کے موافق
مصرع بوئے ز نسیم بادہ بس مستا نرا ✤ شراب استقلال دو روزہ کے استشمام سے بیخود اور مغرور ہوکر
چاند بی بی کی نسبت بے ادبی اور بدنامی دینے پر آمادہ ہوا اور وہ عفیفہ دوران اور معصومۂ زمان آتش غضب
وانتقام سے افروختہ ہوکر درپے اُسکی تضییع اور بربادی کی ہوئی اور حاجی کشور خان ولد کمال خان کو جو امرائے
معتبر اُس درگاہ سے تھا پوشیدہ پیغام کیا کہ کامل خان منصب جلیل القدر وکالت کے لائق نہین ہی صلاح
یہ دیکھتی ہون کہ تسلط اس کا دفع کرکے مین وہ منصب تجھے تفویض کرون لازم ہی کہ جس طور ممکن ہو اُسے
درمیان سے دفع کر اور تاخیر اور اہمال کہ اُسکی قوت کی زیادتی کا سبب ہی نہ جائز رکھ حاجی کشور خان اس
حکم اور بشارت کے سبب قوی پشت ہوا اور تھوڑے مردم اشراف کو ساتھ اپنے متفق کیا چارسو سوار جرار
مسلح اور تیار ہمراہ لیکر اس وقت کہ کامل خان سبز محل مین بیٹھکر کچہری کرتا تھا دفعۃً داخل ہوا اور دروازہ اندر
سے بند کرکے تھانہ دار کو قید کیا اُسکے بعد سبز محل کی طرف متوجہ ہوا اور کامل خان کہ بازی روزگار سے
غافل تھا اس ماجرے سے آگاہ ہوکر سراسیمہ اور بدحواس حرم سرا کی طرف اس امید سے روانہ ہوا کہ چاند
بی بی سلطان میری حمایت کریگی قضارا ایک جماعت خواجہ سراؤن سے جو وہان حاضر تھی اور ساتھ اُسکے دم موافقت
کا مارتی تھی اسکے پاس آئی اور اُسکے کان مین کہنے لگی کہ یہ امر چاند بی بی سلطان کی تحریک کے سبب واقع ہوا اسکے پاس جانا اور پناہ
طلب کرنا خلاف عقل ہی کامل خان بحر تفکر مین غوطہ زن ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ دروازہ دشمن کے قبضے مین ہی عمارات شاہی
کے پیچھے سے آپکو دیوار قلعہ پر پہونچایا اور آتش فتنہ جانسوز کے گمان سے مضطرب اور حیران ہوکر ایک خندق
مین کہ اُس مین پانی تھا کود پڑا اور پیر کر اُسکے کنارے پہونچا اور اس سبب سے کہ اُسکی زیست مین قدرے مہلت
تھی کسی شخص نے اُسے نہ دیکھا کامل خان باغ دوازدہ امام پر جو خندق قلعہ ارک کے کنارے واقع ہی آیا اور جنون
کی پناہ مین بسرعت باد سر تیغ آیا اپنے تئین حصار شہر مین کہ بلندی اُسکی بارہ گز شرعی کے قریب ہی پہونچایا
اور بے امداد دوسرے کے قلعہ کی دیوار سے اُترنے کی تدبیر کی دستار اور پٹکا اور شال دوش اندازانی کو ایک
دوسرے مین گرہ دیکر بطریق کمند کنگرے پر مضبوط باندھی اور اُسکے سہارے سے اُتر آیا اسوقت تک بھی کوئی اس تک
نہ پہونچا اور وہ پیادہ پا اور سراسیمہ اپنے مکان پر جو شہر کے باہر تھا گیا اور بھاگنے پر آمادہ ہوا اور حاجی کشور خان وغیرہ
جو ایسی دلیری کا اُس سے گمان نہ رکھتے تھے ایک ساعت تک اس عمارت قلعہ اور جاہائے تاریک مین شرائط تفحص بجا لایا
اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ کامل خان دکنی جان کے خوف سے آپکو حصار قلعہ سے شہر کے نیچے گرا کر سلامت اپنے
مکان کی طرف گیا ہی سب نے اتفاق کرکے ایک جماعت کثیر اُسکی جستجو اور گرفتاری کے واسطے نامزد کی کامل خان
اس ماجرے سے مطلع ہوا کچھ جواہر اور زر نقد لیکر باتفاق سات یا آٹھ آدمیون کے احمدنگر کی طرف مفرور ہوا ابھی

دو کوس راہ طے نہوئی تھی کہ کشور خان کے آدمیون کے ہاتھ اسیر اور دستگیر ہوا اور اُن لوگون نے اِس توہم سے کہ مبادا اُسکے سپاہی یا ہوا خواہ تاخت لاکر اسے ہمارے ہاتھ سے رہا کرین فوراً سر اُس کا تن سے جدا کرکے تمام مال و جواہر اُسکا تاراج کیا اور کچھ اثر اس سے باقی نرکھا سچ ہی **مصرع** قضائے آسمانست این و دیگر گون نخواہد شد۔ حاجی کشور خان نے بعد اس معاملہ کے روش فعال خان کی اختیار کی اور چاند بی بی سلطان کی معاونت اور التفات کے سبب باگ امور سلطنت کے بندوبست کی اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور رایات استقلال بلند کرکے نہایت غلبہ و تسلط کے ساتھ مہمات دولتخانہ مین مشغول ہوا اور اس عرصہ مین بہزاد الملک ترک سرنوبت مرتضےٰ نظام شاہ کا پندرہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر بقصد تسخیر بعضے پرگنات سرحد عادل شاہ کے احمد نگر سے کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور حاجی کشور خان نے کیفیت نظام شاہ کے ارادہ کی بادشاہ کے عرض مین پہونچائی اور حکم کے موافق عین الملک کنعانی اور چند میر و انکس خان اور امرائے حبشی کو مثل اخلاص خان و دلاور خان کے معہ جوانان جنگجو برائے مدافعہ سپاہ نظام شاہ روانہ کیا ان لوگون نے شاہ درک پہونچکر بعد چند روز آرام کے بساعت سعید یکایک نقارہ جنگ بجا کر غنیم نظام شاہی جو پانچ کوس تھا تاخت کی بہزاد الملک نظام شاہی نے بھی مقابلہ کیا لیکن بعد سخت جنگ کے مجروح ہوکر منہزم ہوا اور خزانہ و خیمہ و ہاتھی گھوڑے عادل شاہیون کے ہاتھ آئے یہ اول فتح تھی تب سے ابتک کہ عمر شریف چھتیس (۳۶) سال کی ہوئی ہی برابر ہر معرکہ مین ابراہیم عادل شاہ ثانی کو فتح نصیب ہوتی رہی جب امرا کا فتحنامہ پہونچا تو بیجاپور مین خوشی کا نقارہ تین رات دن بجتا رہا تمام شہر مین شیرینی تقسیم ہوئی پھر کشور خان نے چاند بی بی کے حکم سے امرا لشکر کو خلعت و شمشیر مرصع و گھوڑے مع زین و لگام مرصع ارسال کیے بعد چند روز کے کشور خان نے بدون اجازت چاند بی بی کے فرمان بھیجا کہ جو ہاتھی لشکر نظام شاہ سے قریب سو کے حاصل ہوئے ہین بھیج دو امرا نے ناخوش ہوکر باہم مشورہ کیا بعض نے صلاح دی کہ چاند سلطانہ کو عریضہ بھیجکر استدعا کرو کہ سید مصطفےٰ خان کو بنکاپور سے طلب کرکے سربراہ کار کرین اور بعض نے کہا کہ ابھی ٹھہرو چونکہ سید مرتضےٰ سپہ سالار نظام شاہی احمد نگر سے شکست کی تلافی کے لیے متوجہ ہی پہلے اس سے مصاف ہوجاوے تب خود بیجاپور چلکر دولتخانہ کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے لین یہ خبر مشہور ہوگئی اور کشور خان نے مکر سے مصطفےٰ خان کے قتل کا فرمان لکھکر اپنے پاس سے مہر بادشاہی ثبت کرکے ایک پردیسی امین خان کو دیا کہ سید نور الدین محمد مشہدی کے پاس لیجاوے حالانکہ اس مشہدی کو خود سید مصطفےٰ خان نے تربیت کرکے بنکاپور کے نواح مین جاگیر دلوائی تھی لیکن دنیا نے اس کو اندھا کردیا فرمان اس نے بسر و چشم قبول کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تو مصطفےٰ خان کو قتل کر ڈالے تو اس کا منصب و جاگیر تجھے عطا ہو چنانچہ نور الدین مشہدی نے بطائف الحیل سے محمد امین مذکور کو قلعہ بنکاپور مین بھیجا اور اسکے ساتھ ایک فرمان لکھدیا کہ بادشاہی حکم سے اگر تم لوگ اپنی جان کی بہتری چاہتے ہو

تو مصطفےٰ خان کو قتل کرکے بادشاہی مناصب و جاگیرات حاصل کرو ورنہ مصطفےٰ خان خود چاہتا ہے کہ تم سب کو
قتل کرکے قلعہ و صوبہ راجہ کرناٹک کو دیدے محمد امین شام کو قلعہ کے دروازہ پر پہونچا اور کہا کہ ضروری فرمان
بنام مصطفےٰ خان لایا ہون مصطفےٰ خان نے اس کو قلعہ مین بلایا اور عمدہ مکان مین مہمان کیا اسنے کہا ابھی
رات ہے صبح کو فرمان ہمایون دیوان خانہ مین دکھاؤنگا اور اسی رات مین امین مکار نے راجگان و رایان جلیل القدر
کو اپنے ساتھ متفق کرکے مصطفےٰ خان کے قتل پر آمادہ کیا صبح کو سید مصطفےٰ خان بعد نماز ورد و وظیفہ مین مشغول
تھا کہ ناگاہ ان لوگون نے زہ کمان سے اس سید بزرگوار کو شہید کیا کہتے ہین کہ بیجاپور مین ایک منجم نہایت بوڑھا
تھا اس نے راجہ بیجاپور سے کہا تھا کہ بیس برس بعد سید مصطفےٰ خان اس کو فتح کریگا چنانچہ جب فتح ہوا تو
مصطفےٰ خان نے سنکر تعجب کیا اور بلوا کر اپنا زایچہ پوچھا اس منجم نے سخت اصرار کے بعد کہا کہ فلان سال ارکان
بیجاپور مین سے ایک شخص کے فریب سے تو اس قلعہ مین مارا جائیگا اور وہ شخص جو دار السلطنت سے تانک کو
بھاگے گا اور وہان قتل ہوگا چنانچہ جب کشور خان کی فتنہ پردازی سے مصطفےٰ خان مارے گئے اور کشور خان مملکت ملک
مین موافق پیشین گوئی منجم مقتول ہوا لوگون کو اس منجم کے تبحر و دانش پر بہت حیرت ہوئی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ جب چاند سلطانہ کو یہ حال کھلا تو اس محترمہ نے قاتلون پر لعنت و نفرین کی کیونکہ بیگم ہمیشہ سادات کی تعظیم و تکریم
و محبت مین راسخ تھی عداوت کشور خان سے بے اختیار ہوکر سخت کلام زبان پر لائی کشور خان نہایت چالاک تھا جیسے
روباہی کرکے اس نے مشہور کردیا کہ چاند سلطانہ ہمیشہ میان کی خبرین اپنے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ بحری کو
لکھا کرتی ہے کہ وہ موقع پاکر لشکر کشی کرین اور مشورہ طے کرلیا کہ جب تک نظام شاہ کا معاملہ طے ہو چاند سلطانہ
کو قلعہ ستارہ مین نظر بند رکھین چونکہ بادشاہ بوجہ کمسنی کے گونہ مجبور تھا کشور خان نے اپنی طرف سے
لونڈیان و خواجہ سرا بھیجکر بجبر و تعدی چاند سلطانہ کو محل سرا سے نکال کر پالکی مین قلعہ ستارہ بھیج دیا
اور کمال استقلال سے مغرور ہوا اور اپنے معتمد علیہ میان بدو دکنی کو سپہ سالار لشکر کرکے بہت سے ہاتھی
گھوڑون سمیت قلعہ شاہ درک مین سرحد پر بھیجا۔ امراے دکنی و حبشی یہ خبر سنکر بہت عزت سے استقبال
کرکے اس کو لشکر گاہ مین لائے میان بدو نے جو مرد مدبر و کار آزمودہ تھا بہت سے وعدہ وعید کرکے عین الملک
کنعانی و آنکس خان کو جو زبردست امرا مین تھے کشور خان کا شریک بنا کر باقی امرا کے دفع کرنے کی فکر مین
ہوا کشور خان نے بادشاہی مہر سے ایک فرمان بنام بدو خان تیار کرکے روانہ کیا کہ بادشاہ عالی جاہ کو صحیح خبر ملی
ہے کہ امراے لشکر بدعہدی سے لشکر احمد نگر کے مقابلہ مین تساہل کرتے ہین بہر صورت ان کو مقید کرکے قلعہ شاہ درک
مین مقید کرے اور انکے ہاتھی گھوڑے روانہ درگاہ کرے اور خود قلعہ کی حفاظت مین پوری احتیاط رکھے
میان بدو نے چاہا کہ اول اخلاص خان و حمید خان کو ضیافت کے بہانہ سے مقید کرے لیکن وہ لوگ ہوشیار
ہو گئے اور فوراً معتمد امراے حبشی سے مشورت کرکے یہ راے قرار دی کہ فی الفور اخلاص خان سامان ضیافت
مہیا کرکے اخلاص و عقیدت سے میان بدو کو بلاوے اور مقید کرکے فوراً بیجاپور جاکر کشور خان کو بھی دور کرکے

مع سپہ سالار یہان آکر لشکر نظام شاہی کو دفع کرین اخلاص خان نے اپنے یہان تولد فرزند کی خوشی کا جلسہ کیا اور میان بدو کے پیشکش کے لیے عمدہ تحائف منتخب کیے اور عریضہ تقدم بھیجا اور آخر میان بدو مع خواص کے قلعہ مین مقید ہوا اور امراؤ نے اُسی روز بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور انکس خان و عین الملک بھی اپنی اپنی جاگیرون کو چلدیے اور کشور خان نے بظاہر نے پروائی کی اور بادشاہ کو اپنے یہان لیجاکر جشن عظیم کیا اور بہت سے اموال نفیس پیش کیے تاکہ اسکی ہیبت قائم ہو مگر کچھ نہوا حتے کہ جب وہ بازار سے گزرا تو بڑھیون و لونڈیون سب نے اس پر لعنت کی کہ یہ وہی یزید ہے جس نے اولاد رسول صلعم مین سے مصطفے خان کو ہلاک کیا اور علے عادل شاہ کی بیگم حضرت چاند سلطانہ کو اہانت کے ساتھ ستارہ بھیجا کشور خان سمجھ گیا کہ خاص و عام اس سے بیزار ہین جب اس نے سنا کہ امرائے حبشی ایک منزل پر آگئے ہین تو بادشاہ کو شکار کے لیے باہر لے گیا اور کلاغ باغ کے پاس دم بھر توقف کر کے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہوا بہت گرم ہے حضور واپس جاوین اور بندہ کو اجازت ہو کہ شاہپور ہو کر حضور مین حاضر ہو بادشاہ نے اسکو رخصت کر کے قلعہ ارک کی طرف نہضت فرمائی اور وہ بدبخت عمدہ خزائن شاہی لیے ہوئے مع چار سو مسلح سوارون کے گھر بار چھوڑ کر شکار کھیلتا ہوا مثل اُس جانور کے جو قفس سے آزاد کر دیا گیا ہو بلا پس و پیش جانب احمد نگر فرار ہوا اور سرحد نظام شاہ تک کسی موضع مین توقف نہ کر کے آتش فتنہ حبشیان سے نجات پائی اور احمد نگر پہونچا چونکہ ارکان دولت نظام شاہی اُسکے حرکات ناشایستہ سے سخت ناخوش تھے اسلیے وہان کا قیام بھی مناسب نہ سمجھا اور سیدھا گولکنڈہ کی طرف جو دار السلطنت قطب شاہیہ کا تھا روانہ ہوا لیکن وہان پہونچتے ہی ایک اردستانی نے بعوض خون مصطفے خان اُسکو خنجر سے ہلاک کیا اور منجم بیجاپوری کا زائچہ ٹھیک ہوا۔ لشکر کے تینون امرا نے اسکے بھاگنے سے مطلع ہو کر بشوکت تمام داخل بیجاپور ہو کر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور ہر ایک بقدر منزلت خود خلعتہاے فاخرہ و انواع مراحم خسروانہ سے سرفراز و مبتہج ہوا ان مین سے اخلاص خان حبشی منصب وکالت پر مقرر ہو کر مختار مال و ملک ہوا اور فی الفور چاند سلطانہ کو اعزاز سے بلا کر بدستور سابق بادشاہ کی پرورش انکے سپرد کی اور چاند سلطانہ کے کہنے سے پیشوائی کی خدمت موافق عہد عادل شاہ کے افضل خان شیرازی کے سپرد کی اور اسکے مخلص خیرخواہ بھمن پنڈت کو مستوفی الممالک بنایا چونکہ چاند سلطانہ کو پردیسیون کی طرف توجہ خاص تھی اخلاص خان نے محض اس توہم سے کہ مبادا منصب وکالت سے معزول ہو افضل خان اور پنڈت کو ناحق قتل کیا اور افضل المتاخرین شاہ فتح اللہ شیرازی و شاہ ابوالقاسم و مرتضے خان انجو کو مع دیگر اکابر و اشراف کے جو بیچارے پردیسی تھے بیجاپور سے نکال دیا اور حمید خان و دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت سرانجام دینے لگا اور عین الملک کو جاگیر سے طلب کیا وہ فوراً روانہ ہو کر قریب پہونچا تو ان امراے ثلثہ نے اس کی تعظیم کر کے استقبال کیا اس نے ان کو قلیل جماعت پا کر بطمع منصب وکالت گرفتار کر لیا اور پابزنجیر کر کے دوسرے دن بعد شہر مین داخل ہونے کا ارادہ کیا تاکہ تقبیل بساط سلطنت سے معزز ہو۔ اپنے لشکر کو آراستہ کر کے دلاور خان اخلاص خان حمید خان کو اسی طرح پابزنجیر ہاتھیون پر سوار کرا کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا جس وقت دروازہ آلہ پور سے چند قدم آگے بڑھا مخبرون نے

اُس کو خبر دی کہ بادشاہی غلامون نے دستور خان تھانہ دار قلعہ کو اس شک پر کہ عین الملک سے متفق ہے قید کر لیا اور قلعہ ارک کا دروازہ بند کر کے مستعد جنگ ہین عین الملک خوف کھا کر اُلٹا پھرا اور سراسیمہ ہو کر قیدی امرا سے بھی غافل ہوا جو ہاتھیون پر لدے ہوئے ساتھ تھے اور ہنوز قیدیون کا ہاتھی شہر کے باہر نہوا تھا کہ غلامان شاہی مین سے مقصود خان مع ایک جماعت کے پہونچا اور قیدیون کو چھین کر انکی بیڑیان کاٹ دین اور بادشاہ کی خدمت مین لے گیا اور عین الملک اپنی جاگیر کو چل دیا اور حبشیون نے بدستور تسلط کر لیا لیکن عین الملک نے اکثر امراء کو جو اُسی کے جانب سے متعین تھے حبشیون کی اطاعت سے منحرف کر کے اپنا ساتھی بنا لیا اسی وجہ سے دارالسلطنت بیجاپور مین ہرج مرج پیدا ہوا حکام دکن جو اسی موقع کے منتظر تھے عازم تسخیر مملکت کے ہوئے چنانچہ بہزاد الملک نظام شاہی جو بعد شکست کے چند منزل ہٹ گیا تھا اس موقع پر سید مرتضےٰ امیر الامرا نے برار کو ساتھ لیکر شاہ درک کی طرف لوٹا اور ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگ کے مرنے پر اُسکا بڑا بیٹا آقا محمد قلی قطب شاہ صغرسنی مین تخت نشین ہوا اور امرائے بزرگ کے صوابدید سے مرتضےٰ نظام شاہ سے دوستی مین یہ رائے قرار دی کہ بہزاد الملک و سید مرتضےٰ کی مدد کر کے پہلے قلعہ شاہ درک فتح کر کے انکے حوالہ کرے پھر قلعہ گلبرگہ فتح کر کے خود متصرف ہو بنابرین سب نے جاکر قلعہ شاہ درک کا محاصرہ کیا اس مضبوط قلعہ کا محافظ محمد آقا بڑا دلیر تھا اس نے دلیرانہ مدافعہ مین ہر روز نظام شاہی و قطب شاہی جماعت مین سے بہت لوگون کو معدوم کرنا شروع کیا اور جب اُنھون نے اُس کو وعدہ و لالچ سے پھسلایا تو اُسنے یہی عذر کیا کہ اگر آج مین نے دغا کی کردون تو کل آپ کو مجھ پر کیا اعتماد ہوگا جب چار ماہ طول محاصرہ مین بہت کار آمد فوج ماری گئی تو قطب شاہ نے میرزا اصفہانی کو جو باعث محاصرہ و جنگ تھا ملامت کی بہزاد الملک و سید مرتضےٰ بھی بہ تنگ تھے آخر سب نے اتفاق کیا کہ ایسی تکلیف دارالحکومہ بیجاپور فتح کرنے مین اُٹھانا مناسب ہے لہذا بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور چالیس ہزار سوار سے راہ مین غارت و قتل و ظلم کرتے ہوئے بیجاپور پہونچے وہان سوائے دو تین ہزار سوار خاصہ خیل کے فوج نہ تھی ناچار امرائے حبشی نے قلعہ بندی کی اور فرمان شاہی کے بموجب عین الملک و آنکس خان اگرچہ بیاسہ ہزار سوار سے آکر دروازہ الہ پور پر اُترے تاہم روزانہ جنگ مین دشمنون کا غلبہ تھا اور بارش کی کثرت سے بیس گز دیوار قلعہ بھی گر پڑی اور حبشیون کی عداوت سے عین الملک و آنکس خان بھی سید مرتضےٰ سے مل گئے اور اشراف بیجاپور بھی کمک کو نہ آتے تھے لہذا حبشی امرا نے چاند سلطانہ سے عرض کیا کہ حضور ہم کو اپنے آقا کی خیر خواہی مد نظر ہے چونکہ ہم لوگ حبشی غلام ہین لوگ عار کرتے ہین آپ کسی نجیب کو امیر الامرا و وکیل شاہی کرین تاکہ یہ فتنہ دفعہ ہو چاند سلطانہ نے شاہ ابو الحسن ولد شاہ طاہر کو میر جملہ مقرر کیا انھون نے اول قاصد چالاک امرائے برگی کے پاس بھیجے جو علی عادل شاہ کے زمانہ مین کرناٹک چلے گئے

تھا اور دو عاقل آدمی سید مرتضےٰ پاس بھیجے جو خاندان شاہ طاہر کے معتقد تھے خلاصہ پیام یہ کہ زمان شاہی پر بیشمار فوجین پہونچ جاوینگی اور سوا سے خونریزی کے نتیجہ سواے خسارہ کے نہ نکلیگا بالخصوص جب امرا‌ے برکی پہونچے تو آپ کا سلامت بچ جانا مشکل ہی سید مرتضےٰ دربردہ چاہتا تھا کہ بہزاد الملک و قطب شاہ کی مراد پوری ہو اُس نے اول تو عین الملک و آنکس خان کو اس موقع پر بے وفائی کرکے اپنے آپ کو بے اعتبار کرنے پر ملامت کی جس سے وہ واپس جاکر الہ پور دروازہ پر قائم اور شاہ ابو الحسن کے مطیع ہوئے اور دوم ہزار حیلہ سے اس روز حملہ ہو کا کہ راتون رات بیجا پوریون نے دیوار درست کرلی اور بعد ازان اطراف سے فوجین و امراے برکی بھی آگئے اور تاخت و تاراج سے دشمنون کا غلہ و رسد بند کیا آخر خصوم پشیمان ہو کر بغیر صلح کے متفرق ہوئے نظام شاہیہ تو تاراج و غارت کرتے ہوئے احمد نگر چلےگئے اور محمد قلی قطب شاہ نے راہ مین امیر سید زنیل استر آبادی کو مصطفےٰ خان خطاب دے کر بعض اطراف عادل شاہیہ پر مقرر کیا جس نے وہان جاکر حسب دلخواہ مرادپائی لیکن ابراہیم عادل شاہ ثانی نے ولاور خان و اخلاص خان حبشی کو مع فوج دلاور دفیلان کوہ پیکر اس پر مقرر کیا دونون سرداروں نے سخت جنگ کے بعد فوج قطب شاہی کو بھگا دیا اور غنیمت بے شمار حاصل کی از انجملہ ایک سو بندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کی عنایت ہی کہ دشمنون کی چالیس ہزار فوج نے بیجا پور کو ایسی حالت مین محاصرہ کیا کہ وہان فقط دو تین ہزار سوار تھے اور آخر ایک سال کے بعد بدون کچھ حاصل کیے ہوئے بھاگے بلکہ اپنے اپنا اثاثہ سلطنت دے گئے۔ دلاور خان نے فتح حاصل کرنے کے بعد منصب وکالت و میر جملگی کی ہوس کرکے حید رخان تھانہ دار قلعہ ارک کو ملایا اور ہر قسم کے نذرانہ کے ساتھ عمدہ وعدے کیے اور حسن آباد سے اس اُمید پر جلد روانہ ہوکر قصبہ الہ پور مین اُترا اور اخلاص خان کے پاس اپنے معتمد لوگ بھیجکر اس قدر اخلاص و خوشامد و چاپلوسی کی باتین کین کہ وہ غافل ہوکر اسکو جزو حقیر سمجھا اور کہلا بھیجا کہ موقع و محل دیکھکر حضور شاہی مین تمھاری عرضداشت پیش کرونگا کہ قدمبوسی حاصل کرسکو دلاور خان اسکو اپنی خوش نصیبی جانکر منتظر وقت ہوا اور جاسوس مقرر کیے چنانچہ ایک روز اخلاص خان دیوانداری کے بعد گھر جاکر خواب استراحت بلکہ غفلت مین سوگیا۔ دلاور خان اس خفتہ بخت کا حال سنتے ہی اپنے فرزندون و سات سو سوار و بندرہ جنگ آزمودہ ہاتھیون سے شہر مین داخل ہوکر نہایت تیزی سے قلعہ ارک کے دروازہ پر پہونچا اور حیدر خان نے موافق قرار داد کے دروازہ کھولکر قلعہ ارک مین داخل کرلیا۔ دلاور خان نے فی الفور شاہی قدمبوسی حاصل کرکے جابجا قلعہ مین بندوبست کرلیا اور توپین چڑھادین اخلاص نے بیدار ہوکر جب سنا تو فوراً چار ہزار سوار جنگی لیکر ارک پر چڑھ آیا اور اُسکی افواج نے حملہ کرنے مین نہایت جانبازی و دلیری دکھلائی لیکن توپ کے فائرین اخلاص خان کے بہت سے مخلص زخمی ہوکر پسپا ہوتے اور مارے جاتے الغرض شام تک پچاس ساٹھ دلیران نامی مارے گئے اور اندر والون مین سے فقط ایک مارا گیا رات کو اخلاص خان مایوس ہوا اور بلبل خان حبشی کو جو پہلے مصطفےٰ خان کا ملازم تھا قلعہ کے محاصرہ و اعلا... بہ شیبا

کی راہین بند کرنے پر مامور کیا اس نے ایک ماہ تک اس بارہ مین ایسا انتظام کیا کہ دوست و دشمن تعریف کرتے۔ آخر دلاور خان نے خلیل خان کو اور اُس کے ذریعہ سے بلبل خان بلکہ سب خاصہ خیل کو ملالیا اور دلاور خان کی لاوری بڑھ گئی۔ اخلاص خان نے دوسرے دن کو محاصرہ پر مقرر کیا اور اپنے مکان ہی پر دیوانی مقرر کی لیکن دلاور خان مع بلبل خان کے اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر اخلاصیون کو بھگاکر غلہ و روغن وغیرہ ضروریات سب اندر لے جاتے تھے اور اہل قلعہ آرام و رفاہیت سے بسر کرتے القصہ چار ماہ تک یہی شورش رہی اور اس عرصہ مین اکثر اوقات بیجاپور کے کوچہ و بازار مین طرفین کے توپ و تفنگ سے رعایا کی خانہ ویرانی ہوتی تھی آخر لوگون نے تنگ ہوکر بلبل خان کی کوشش سے اخلاص خان کو تنہا چھوڑ کر اپنی اپنی جاگیرون کی راہ لی تب بھی اخلاص خان جاہل اپنے گھر مین بہ آرام بیٹھا رہا اور دلاور خان نے کچھ لوگ بھیجکر اسکو گرفتار کر لیا اور چشم مروت بند کرکے بے توقف اسکی آنکھین نکلوائین اور جمشید خان حبشی کو چند روز دخیل رکھا آخر اس کو بھی محبوس کیا اور امراے کبار کو اپنے خویشی کے رشتہ سے ہوا خواہ بنالیا اور بیٹون کو تربیت کرکے ہر ایک کو ایک عمدہ خدمت شاہی پر مقرر کرکے بزرگ مرتبہ بنایا۔ بڑا بیٹا محمد خان حضور شاہی کو قرآن و گلستان بوستان پڑھانے پر مقرر ہوا اور کمال خان امراے بزرگ سے ہوکر بادشاہ کے ساتھ چوگان بازی و لعب مین شریک ہوتا اور تیسرا بیٹا خیریت خان بھی امیر بزرگ ہوکر بادشاہ کی حفاظت پر مقرر ہوا اور چوتھا عبدالقادر باوجود منصب امارت کے تھانہ دار قلعہ ارک بھی مقرر ہوا لیکن چونکہ کم عمر تھا دلاور خان نے اُس کی طرف سے اپنے معتمد علیہ رومی خان کو جو دکنی تھا مقرر کیا اور قریب ایک لاکھ پردیسی و ساٹھ ہزار دکنی جن سے خطرہ خصومت رکھتا تھا مطرود کیا یا ہلاک کیا اور شاہ ابوالحسن کو جو اخلاص خان کے حکم سے ایک قلعہ مین محبوس تھا مکحول بلکہ ہلاک کیا و حاجی نور سراپردہ دار کو بھی معزول و موقوف کیا اور چاند بی بی سلطانہ کا دست تصرف ملک ومال سے بالکلیہ موقوف کیا اور غالب خان تھانہ دار قلعہ ادونی کو حکمت و تدبیر سے مغلوب کرکے عبرت کے لیے اندھا کردیا اور مذہب امامیہ موقوف کرکے مذہب اہل السنۃ والجماعۃ رواج دیا اور سنہ ۹۹۰ نوسو نوے سے اٹھانوے تک کمال امن و اطمینان سے مہمات بادشاہی سرانجام دیتا رہا۔ اسکے وقت کے مختصر وقائع یہ ہین کہ اس نے بلبل خان کو افواج جرار کے ساتھ خراج ملیبار وصول کرنے کو روانہ کیا۔ ارشپ نایک حاکم جرہ حاضر ہوکر بلبل خان کے ساتھ ہوا اور سنکر نایک کو قلعہ کرور مین محاصرہ کیا اتفاق سے ایک رات قلعہ والون نے بلبل خان کو دو مورچال کے درمیان گرفتار کر لیا اور قلعہ مین لے جاکر پابزنجیر کیا اور لشکر والے اس حادثہ سے متفرق ہوگئے بلبل خان بہت متحیر ہوا اتفاق سے ایک گھڑیالا موافق ہوگیا جس نے پہرے والے موکلون کو بھی ملادیا اور ان دنون پانچ چھ روز متواتر بارش سے قلعہ مین کیچڑ ہوگئی۔ سنکر نایک حاکم قلعہ نے حکم دیا کہ گاے بھینسین باہر دھوپ مین

لے جاؤ۔ گھسیارون نے گھاس کے گٹھے بھی سر پر رکھے۔ ببل خان نے موافق گھسیارے سے کہا کہ مجھے
گھاس کے گٹھے مین باندھکر باہر نکال دے گھسیارے و مؤکلون نے اس قوی الجثہ کا نیچے منہ کر دن دہاڑے
قلعہ سے باہر نکالا اور صحرا مین پہونچکے گھسیارے و دو تین موکلون کے ہمراہ ہوا کی طرح بھاگ کر سرحد عادل شاہی
مین دم لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ بیجاپور پہونچکر دلاور خان کو سب حال کہکر لشکر مانگا دلاور خان
نے اس سال یہ کام متوقف رکھا اور پہلے خاندان نظام شاہیہ سے صلح و صفائی کا ارادہ کیا اور صلابت خان
ترک وکیل السلطنۃ نظام شاہی کی وساطت سے یہ کام پورا ہوا چنانچہ سنہ ۹۹۲ نو سو بانوے ہجری مین
مرتضےٰ نظام شاہ نے محبت آمیز خط ابراہیم عادل شاہ ثانی کو لکھا اور ان کی بہن خدیجہ سلطان کی
جن کو راجہ جیو کہا کرتے تھے خواستگاری اپنے فرزند میران شاہ حسین کے واسطے کی اور اسی سال
قاسم بیگ حکیم اور مرزا محمد تقی نظیری و دیگر اشراف و اعیان احمد نگر قریب چار سو کے کمال
تجمل سے بیجاپور مین اس غرض سے آئے کہ عقد کے بعد عروس کو لے جاوین چنانچہ چار مہینہ طرفین سے
جشن شاہانہ رہے اور بعد عقد کے خدیجہ سلطان کو ہمراہ چاند بی بی سلطان کے جو اپنے بھائی
مرتضےٰ نظام شاہ کے دیکھنے کی آرزومند تھین احمد نگر روانہ کیا اور جب عائد احمد نگر خلعتہائے مرصع گھوڑے
مع زین و لگام مرصع و نقود ذخیرہ سے مالا مال ہو گئے تو احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور وہان پہونچکر بعد جشن
دو عوتون کے شاہزادی موصوفہ کو شاہزادہ موصوف کے سپرد کیا اور وہان سے بیجاپوری بھی خلعتون
و انعام سے مالا مال واپس آئے۔ پھر بادشاہ عدالت پناہ ابراہیم عادل شاہ ثانی نے محمد قلی قطب شاہ
کی بہن سے عقد کا قصد کیا اور دلاور خان مدار المہام نے انتظام کرکے ملک التجار خواجہ علی شیرازی
و خاصہ خیل امراء کو مع سامان اعظم کے بھاگ نگر بھیجا وہان بھی خوشی سے استقبال ہو کر مراسم جشن کے
بعد عقد ہو گیا چونکہ اس امر مین نظام شاہ سے استصواب غیر ضروری سمجھکر نہین لیا گیا تھا صلابت خان
وکیل السلطنۃ نے قطب شاہ کو دوستانہ شکایت نامہ بھیج دیا۔ محمد قلی قطب شاہ مخدرۂ عظمی کے بھیجنے
مین متامل ہوا۔ جب یہ خبر ابراہیم عادل شاہ کو پہونچی تو غصہ ہو کر افواج طلب کین۔ چونکہ یہ اول سواری
تھی دلاور خان وکیل و امراء و عوام نے ہر قدم پر زر و جواہر نثار کیا اور عادل شاہ نے اول نظام کی طرف جاکر
قلعہ ادتیر کا محاصرہ کیا۔ ان دنون نظام شاہ خلوت نشین تھا۔ یہ خبر سنکر دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے جب
صلابت خان کا معاملہ ظاہر ہوا تو نظام شاہ نے اسکو بر سر مجمع خوار کیا اور وکالت سے موقوف کرکے
قاسم بیگ حکیم کو مدار المہام کر دیا اس نے عذر خواہی مین عرائض لکھے اور عادل شاہ نے بھی نظام شاہ
کی آدمیت دیکھکر عذر کیا اور کوچ کرکے بھاگ نگر کی طرف کوچ کیا محمد قلی قطب شاہ نے فی الفور
ملکہ جہان کا رخصتی سامان کرکے ڈولا روانہ کیا۔ عادل شاہ نے پہلے ارکان دولت کو استقبال کے لیے
روانہ کیا پھر خود آدھ کوس استقبال کیا اور حوالی کلیان سے شکار کرتا ہوا شاہ درگ گیا وہان

مصطفیٰ خان نے سامان جشن شاہانہ کیا اور موافق تاریخ عملہ نجوم وہان زفاف تمام ہوا اور بادشاہ نے قطب شاہیون کو انواع خلعت و انعام سے مالامال کر کے رخصت کیا اور مدار المہام دلاور خان وغیرہ نے بھی خلعت و انعام پایا اور مصطفیٰ خان نے بھی خلعت مرصع و اسپ مع سامان مرصع و بارہ ہزار اشرفی نقد وغیرہ انعام پایا اور بادشاہ نے بیجاپور مین آرام پایا اور ملکہ جہان سے اس وقت ایک لڑکا و دو لڑکیان زندہ موجود ہین۔

ذکر کوچ کرنا عدالت پناہ کا ولایت نظام شاہ کی طرف

جب مرتضےٰ نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم کو سپرد کی اور وہ مرد سلیم الطبع کم آزار تھا مفسدون نے جماعت کر کے غلبہ کر لیا اور مرتضےٰ نظام شاہ اپنی دیوانگی مین گوشہ نشین تھا۔ مفسدون نے اول اُسکو ابھار کر قاسم بیگ وغیرہ اعیان درگاہ کو طرح طرح کے الزامات سے متہم کیا اور خود بڑے بڑے عہدون پر پہونچے اور مرتضےٰ نظام شاہ کو بھڑکایا کہ اپنے بیٹے میران حسین کو قتل کرے اس نے اسمعیل خان دکنی کو اس کام پر مامور کیا۔ یہ خبر مرزا خان ولد سلطان حسین سبزواری کو پہونچی جو بیچارے قاسم بیگ کے اُن دنون مدار المہام تھا اور مفسدون سے تنگ آگیا تھا اس کو اس خبر سے سخت اضطراب ہوا اور سوچا کہ اس بادشاہ دیوانہ کو معزول کر کے میران حسین کو بادشاہ کرے لیکن بدون اتفاق عادل شاہیہ کے اس کا پورا ہونا دشوار تھا لہذا اپنا معتمد دلاور خان کے پاس بھیجا اس نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے خاندان نظام شاہی کی بربادی پر افسوس کر کے فوراً مع افواج کوچ کیا اور ۹۹۶ نو سو چھیانوے ہجری مین سرحد نظام شاہی مین داخل ہوئے۔ مرزا خان نے بھی امرا کو متفق کر کے (چنانچہ بیان ہوگا) احمد نگر سے قلعہ دولت آباد کی طرف توجہ کی جہان شاہزادہ میران حسین مقید تھا اور قلعہ سے شاہزادہ کو نکالکر بادشاہ کیا اور وہان سے احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور میران حسین نے احمد نگر پہونچکر گوشہ نشین باپ کو قلعہ مین مقید کیا اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا اور ابراہیم عادل شاہ نے مبارکباد کے واسطے آدمی بھیجے اور قصد تھا کہ ملاقات کر کے اپنی ہمشیرہ کو دیکھکر بیجاپور چلے جاوین کہ ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ میران حسین بے حمیت بدبخت نے کمال بے عقلی بلکہ بے دینی سے بزرگوار باپ گوشہ نشین کو ہلاک کر دیا کیونکہ دولت آباد سے چلتے وقت مرزا خان وغیرہ جماعت نے اس سے کہا تھا کہ جب تک تیرا باپ زندہ ہے تیری سلطنت قائم نہ رہے گی اور میران حسین نے بدون مشورہ عادل شاہ کے پدر بزرگوار کو ہلاک کر ڈالا۔ عادل شاہ اس خبر سے نہایت آزردہ ہوا اور ملاقات کا ارادہ ترک کر کے ایک بیباک شخص کو بطور ایلچی بھیجکر پیام دیا کہ اس طرف لشکر لانے سے صرف یہ غرض تھی کہ تیری زندگی محفوظ رہے بلکہ تو تخت نشین ہو جاوے اور مرتضےٰ نظام شاہ کو جو گوشہ نشین تھے آرام کے ساتھ کسی قلعہ مین محفوظ رکھا جاوے اب سُنا جاتا ہے کہ تم نے اپنی بد انجامی و غضب خداوندی

سے بے خوف ہوکر اپنے پدر بزرگوار کو قتل کیا یہ امر نہایت قبیح ہوا اگر تم کو اُن کی طرف سے اس قدر زیادہ وہم تھا تو بہتر تھا کہ انکو میرے حوالہ کرتے کہ مین اُن کی گوشہ نشینی وعبادت کا پورا اہتمام کرتا اور تم بے خوف رہتے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کو آنکھون سے معذور کرتے اب یقین جانو کہ باپ کو مار ڈالنا کسی کو سزاوار نہین ہو بالخصوص بادشاہون کو لہذا مین بدون ملاقات کے پلٹا جاتا ہون اور ملنا نہین چاہتا کیونکہ تم نے اپنے آپ کو بادشاہ جبار عزوجل کے انتقام کے لیے پیش کیا ہے الغرض وہان سے کوچ کرکے بیجاپور مین داخل ہوا۔ چونکہ رایان ملیبار نے مصطفےٰ خان اردستانی کی شہادت کے بعد خراج مقبولہ بالکل ادا نہین کیا تھا اسی سال بلبل خان حبشی کو دس ہزار سوار سے روانہ کیا کہ تین سال کا خراج اکتیس لاکھ پچاس ہزار ہون اُن سے وصول کرے اور قلعجات مفتوح کرکے قبضہ مین لاوے۔ بلبل خان اُدھر روانہ ہوا اور یہان ہنوز سال پورا نہوا تھا کہ میران حسین مارا گیا اور جمال خان مہدوی نے اس دولت پر مسلط ہوکر مذہب مہدویہ جاری کیا۔ عادل شاہ نے دلاور خان کی رائے سے سنہ ۹۹۷ نو سو ستانوے ہجری مین افواج موجودہ کو لے کر احمدنگر کی طرف کوچ کیا اور متعدد فرامین بنام بلبل خان روانہ کیے کہ وہان کے معاملات معطل چھوڑ کر جس طرح ممکن ہو مجھ سے پہلے قلعہ شاہ درک پر پہونچنے کی کوشش کرے۔ بادشاہ جب شاہ درک پر پہونچا تو ایک ماہ تک انتظار کیا اور بلبل خان نہ آیا اور زیادہ توقف مین جمال خان قوی ہوتا تھا لہذا موجودہ فوج سے آگے بڑھا۔ جمال خان نے بھی پندرہ ہزار سوار اور توپخانہ بیشمار لے کر اسمٰعیل نظام شاہ بحری کے ساتھ سرحد پر آکر دشوار گزار مقام مین مورچہ قائم کیا چونکہ برسات قریب تھی کبھی کبھی بارش ہوجاتی تھی طرفین سے جنگ مین تاخیر ہوئی آخر جمال خان نے بیس روز بعد لوگون کو بھیجکر صلح کی درخواست کی عادل شاہ نے بہ نظر مصلحت قبول کیا اس شرط سے کہ ہمشیرہ عزیزہ خدیجہ سلطان کی پالکی مع لعل بہای بھیج دے۔ جمال خان نے پالکی مع بختر ہزار ہون بھیج دی۔ جس روز وہان سے کوچ تھا بلبل خان مع لشکر جرار وخزانہ کثیر حاضر ہوا باوجودیکہ قلیل زمانہ مین اپنی شجاعت سے اتنا خزانہ لایا اور سرکشون کو مطیع کیا امیدوار تھا کہ اس کی خدمت قبول ہوگی لیکن دلاور خان کی ناراضی وعداوت سے کچھ نہوا حتیٰ کہ خراج نقد کے عوض جو اموال واشیا لائے تھے دس ہزار کی چیز ایک ہزار مین اندازہ کی گئی اور باقی کو ان راجاؤن سے جو بلبل خان کے ساتھ آئے تھے مطالبہ کیا گیا تاکہ بلبل خان کی اہانت ہو لیکن قرائن سے بلبل خان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کو میری طرف نظر التفات ہے تاآنکہ ایک روز دلاور خان بادشاہ کے حضور مین دلو اندازی کرتا تھا اتنے مین بلبل خان حاضر ہوا اور مورچھل لیکر بادشاہ پر ہلانے لگے دلاور خان نے بنظر حقارت اس کو دیکھکر کہا کہ جب بادشاہ کے حکم سے فلک سرتابی نہین کرسکتا تو نے کیونکر نافرمانی کی۔ بلبل خان نے کہا کہ خاکپاے بادشاہ کی قسم کہ مین نے سرتابی نہین

کی اور نہ اختیاری طریقہ سے اس ملک مین چند روزہ توقف کیا مجھے کیا مجال تھی کہ ایسا کرتا لیکن بموجب فرمان مین نے کرناٹک پہونچکر وہان کے راجاؤن کو مقہور کیا اور وہ خراج حاضر کرتے جاتے تھے اگر اس زمانہ مین کوچ کرتا تو ممالک بادشاہی کا انتظام و فوج کا نظام مختل ہوتا اور یہ خزانہ حاصل ہوتا اور خود اہل اسلام ان جنگلون مین مشقت اُٹھاتے تھے لیکن تم سے البتہ تعجب ہے کہ جب تم جانتے تھے کہ بغیر میرے ساتھی لشکر کے تم کچھ نہ کرسکوگے تو کیون بادشاہ کو تکلیف دیکر بیگانہ ملک مین جا پہونچے اگر پندرہ روز اور بھی شاہ درگ مین ٹھہرتے تو مین پہونچ جاتا تب اگر داخل ہوتے تو امید تھی کہ اکثر قلعے مفتوح ہوجاتے باایں ہمہ اپنے قصور کا اقرار کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ اس قدر جرم پر بادشاہ خطابخش اس بندہ کو مواخذہ نہ فرماوین گے ۔ دلاور خان نے یہان اس توہم سے کہ مبادا امرا سے موافق ہوکر فتنہ برپا کرے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور چونکہ یہ بندہ کان باخلاص سے ہے امید ہے کہ بادشاہ کرم فرماوین چنانچہ بادشاہ نے اس کو خلعت دیا اور بعد دربار کے دلاور خان نے بلبل خان کا ہاتھ پکڑکے محبت کا اظہار کیا کہ مین نے تجھکو بیٹا کہا ہے اور بظاہر اس سے تخت گیری کی کہ لوگ تنگ چشمی نکرین اور راس نایک کے لڑکے و راجاؤن سب کو خلعتین دیکر عزت سے رخصت کیا جس سے بلبل خان غافل رہا اور بیجاپور پہونچکر کینہ کشی کے لیے ناحق بلبل خان کو الزامات سے متہم کرکے قید کیا اور آخر آنکھون سے معذور کردیا بادشاہ کو نہایت ناگوار ہوا ۔ اور نتیجہ ظلم بھی جلد دلاور خان کو پہونچا ۔

ذکر توجہ عادل شاہ بقصد امداد برہان نظام شاہ و جنگ دلاور خان با جمال خان

جب میران حسین مارے گئے تو اسمٰعیل برہان شاہ جو حسین نظام شاہ کا بیٹا تھا تخت احمد نگر پر بیٹھا ہر طرح کا فتنہ و فساد ملک مین رونما ہوا اور امن و امان کے بجائے آفت و ہنگامہ بپا ہوا اور قافلہ بھلائی و سلامتی ملک مفقود ہوا اور آتش فتنہ و جان سوز ہر کس و ناکس کی دامن مین ہویدا ہوئی اور ہر جا ہرج و مرج ظاہر ہوکر رذیل و شریف یکسان ہوئے اس صورت مین جمال خان مہدوی نے امور سلطنت پر مسلط ہوکر اراذل و اوباش کو جو اس سے موافق تھے بڑے مدارج پر ترقی دی اور انتظام درہم برہم ہوکر فتنہ و غم کا ہجوم ہوا ۔ قصہ یہ کہ مرتضےٰ نظام شاہ کے عہد مین برہان شاہ والد اسمٰعیل شاہ سابق مین اس کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر رہنے لگا تھا ۔ جب اسکو اپنے بیٹے اسمٰعیل بن برہان کے جلوس کی خبر پہونچی تو چاہا کہ بادشاہ دہلی کا لشکر لاکر ملک موروثی خواہ مخواہ پسر سے چھین لے آخر کچھ سوچکر بادشاہ سے عرض کی کہ اگر مین شاہی لشکر لیکر جاؤنگا تو امراے نظام شاہی مجھ سے بھڑک کر پاس نہ آوینگے اگر حکم ہو تو تنہا ان حدود مین جاکر سب کو ملائمت سے مطیع کرون بادشاہ نے یہ بات معقول جانکر رخصت دی اس شرط سے کہ ممالک موروثی حاصل ہونے پر ملک برار جس کو تغافل خان نے

سنہ ۹۸۱ نوسو اکیاسی ہجری میں بندگان حضور کو پیشکش کیا تھا بدستور پیشکش کرے برہان شاہ نے جبر و اکراہ سے
اس کو منظور کیا اور روانہ دکن ہو کر پرگنہ ہندیا میں جو سرحد دکن ہے فروکش ہوا اور یہی پرگنہ بادشاہ کی طرف سے
اُس زمانہ میں اس کی جاگیر تھا اور راجہ علی خان والی اسیر و برہان پور کی رائے سے اول خواجہ نظام استر آبادی
کو لباس سج لاکر قلندرانہ صورت میں امرائے برار کے پاس بھیجکر ان کو فرمانبرداری کی دعوت دی و طرح طرح کے
مواعید و عہد و قسم سے مطمئن کیا خواجہ نظام جب اُنکے پاس گیا اور مطلب ظاہر کیا بعض نے اطاعت کی اور بعض
منحرف ہوئے اور اطاعت کرنے والوں میں جہانگیر خان حبشی تھا کہ سرحد برار پر خاندیس کے پاس جاگیر رکھتا تھا اور
مہدویہ مذہب سے جلکر جمال خان کی بربادی چاہتا تھا اور اس نے اول خواجہ کے ہاتھ عرض داشت بھیجی پھر
اپنے لواحق میں سے ایک معتمد کے ہاتھ ہندیا میں اُسکے پاس عمدہ تحفے بھیجے اور ہر ایک عرضداشت میں تشریف
لانے پر اصرار کیا برہان نظام شاہ بجا طرجمع چند آدمیوں سے برار پہونچا لیکن جہانگیر خان سے ملاقات کے روز
اتفاقاً یا بوجہ نفاق کے طرفین سے جنگ ہوگئی جہانگیر خان فتحیاب ہوا اور برہان نظام شاہ بحال تباہ جس
راہ سے کہ آیا تھا پھر ہندیا میں واپس آیا اور راجہ علی خان سے بذریعۂ تحریر حالات و دربارۂ واقعہ جمال خان و امرائے نظامی
اور قبضہ میں لانے سلطنت احمد نگر کے مشورہ طلب کیا اس نے لکھا کہ اگر بادشاہ دہلی سے مدد مانگو گے تو
سلاطین دکن سب منحرف ہو کر جمال خان کے ساتھی ہو کر جنگ کو طول دینگے اور معلوم نہیں کہ یہ معاملہ دس
و بیس سال میں انجام پذیر ہو اور میرے پاس اسقدر لشکر نہیں کہ تنہا جمال خان کو دفع کر سکوں اور تمکو تخت احمد نگر پر
متمکن کروں سب سے بہتر میری رائے میں یہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ سے مدد مانگو اور کام ٹھیک ہو جائے گا۔
برہان نظام شاہ نے یہی طریقہ اختیار کیا اور مکتوبات محبت اسلوب بطرز خوب عادل شاہ کو بھیجکر اپنی طرف
مہربان کر لیا اور راقم الحروف محمد قاسم فرشتہ کو لکھا کہ میں نے دشمنوں کے خطرہ سے احتیاط کر کے یہ مکاتیب
بڑی حفاظت سے بھیجے ہیں تاکہ تم وفا کیش خوش اسلوبی سے ان کو بنظر اقدس عادل شاہ پیش کر کے
جواب باصواب جلد روانہ کرے چونکہ مدار کار سلطنت دلاور خان پر تھا میں نے ایلچیوں کو دلاور خان کی
خدمت میں پیش کیا اور دلاور خان نے عمدہ طریقہ سے حضور شاہی میں پیش کیے بادشاہ نے امداد کا اقرار
فرمایا اور فی الفور افواج فراہم ہونے کا فرمان اطراف میں روانہ فرمایا اور ربیع الاول سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے
ہجری میں شاہ درگ کی طرف توجہ فرمائی اور وہاں پہونچکر اشراف و اعیان برار کو لکھا کہ ہمت ملوکانہ اسپر
مصروف ہے کہ عالی جناب برہان شاہ کو تخت احمد نگر پر متمکن کر کے اُن کے جاہل بیٹے اسمٰعیل کو موقوف
کردوں تم بھی میرے اشارہ سے انحراف نہ کر کے برہان شاہ سے متفق و مطیع ہو جاؤ۔ اس عرصہ میں برہان شاہ
اور راجہ علی خان کے قاصدوں نے حاضر ہو کر خطوط پیش کیے خلاصہ یہ کہ حضرت کی لشکر کشی سے دوست دل
سے متفق ہوئے اور دشمن تنگدل ہیں لیکن احمد نگر کے جاسوس یہ سم آئے کہ جمال خان اسمٰعیل نظام شاہ کو
لیکر برار کی طرف آتا ہے اس وجہ سے امرائے برار میں سے بعضے متردد و متحیر ہیں اگر آن حضرت دو تین منزل

بڑھ آوین تو امراے برار خوش دلی سے اس خیرخواہ سے مل جاوین۔ عادل شاہ نے منظور فرماکر ارسنگ کا قصد کیا اور برہان شاہ و راجہ علی خان کو لکھا کہ ہم نے دوستون کے کہنے کے موافق کیا اور امراے برار کو دربارہ اطاعت برہان شاہ بمقتضاے وقت تحریر روانہ کی مناسب یہ کہ آپ بھی سرحد برار پر آجاوین اور امراے احمدنگر کو ملاوین امید ہی کہ جمال خان کو چھوڑکر آپ سے مل جاوین گے۔ جمال خان کو ان معاملات کی خبر پہونچ گئی اس نے دلیرانہ طرفین کا مقابلہ ٹھان لیا اور سید امجد الملک مہدوی سرلشکر برار کو لکھا کہ سلاطین اطراف دو وجہ سے میرا استیصال چاہتے ہین ایک دنیوی لالچ اور دوم مذہب مہدویہ کا برباد کرنا اب جوانمردی کی شرط یہ ہی کہ امراے برار کو ہرطرح دلاسا دیکر مطمئن کرو اور سرحد برار پر جاکر برہان شاہ کو وہان آنے سے روکو اور اگر راجہ علی خان اس سے مل جاوے تو اسمعیل نظام شاہ کی خیرخواہی ملحوظ رکھکر میدان جدال مین کمی نہ کرنا کیونکہ جہان تک ممکن ہی مین دلاورخان عادل شاہی سے صلح کرکے جلد تمھاری مدد کو پہونچتا ہون پھر دلاورخان کو مصالحہ کے لیے ہرطرح کی چاپلوسی کے ساتھ مبالغہ سے لکھا اور جب کچھ فائدہ نہوا تو نظام شاہی خزانہ کھولکر دلیر لوگون پر تقسیم کرنا شروع کیا اور عمدہ جنگی لشکر فراہم کرکے اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ بقصد جنگ دلاورخان روانہ ہوا اور ارسنگ سے سات کوس پر اترکر دوبارہ بہت فروتنی و الحاح کے ساتھ دلاورخان کو صلح کے بارہ مین لکھا دلاورخان نے دوبارہ نامنظور کیا۔ اس عرصہ مین قضارا امراے حبشی سے ایک مسمی آہنگ خان جمال خان سے منحرف ہوکر عادل شاہ سے مل گیا اور اس سے رخصت ہوکر بیر کی راستہ سے جاکر برہان شاہ سے جاملا جب جمال خان کو معلوم ہوا کہ امرا اسے گریز کرکے روز بروز جدا ہو جاوینگے اور بھی زیادہ پریشان ہوا چنانچہ وہان سے کوچ کرکے نزدیک جنگل و آب کندہا کہ جاے مستحکم تھی ضبط لشکر کرکے فروکش ہوا چند خوشامدخوارون نے دلاورخان سے کہا کہ کہ جمال خان ہراسان ہوکر چاہتا ہی کہ مہدیون کی قلیل جماعت سے بھاگ کر ایک دو دن کے جنگل مین گھس رہے۔ دلاورخان نے بدبختی سے اس کو یقین کرلیا اور عزم مصمم کرلیا کہ امراے کبار کی جماعت لیکر جمال خان پر حملہ آور ہوکر اسکو گرفتار کرلے۔ اتنے مین آہنگ خان حبشی لشکر جمال خان سے جدا ہوکر عادل شاہ کے لشکر مین آیا اور عادل شاہ کی اجازت سے رخصت پائی کہ برہان نظام شاہ سے مل جاوے۔ جمال خان نے مضطرب ہوکر خیال کیا کہ شاید امرا روز بروز جدا ہوکر دشمن سے ملتے جاوین گے لہذا وہان سے کوچ کرکے پہاڑون وناوون کے درمیان قلب جگہ مین اتر آیا کہ لشکر کو ضبط مین رکھے دلاورخان یہ خبر بطور فرار سنکر فی الفور بدون اجازت عادل شاہ کے اور بدون تقسیم ہتھیارون کے افواج لے کر روانہ ہوا۔ جب قریب پہونچا تو دریافت کیا کہ یہ سب خیمہ وخرگاہ کیسے نظر آتے ہین بعض نے کہا کہ لشکر عادل شاہیہ ہی اور بعض نے کہا کہ نظام شاہیہ ہی اتنے مین دوسرے جاسوس آئے اور اصل حال بیان کیا تب بھی دلاورخان نے باوجود پشیمانی کے ہٹ باقی رکھی اور اسی موقع پر عادل شاہ کے آدمی نے آکر کہا کہ آج جنگ موقوف کرو۔ بعد انتظام کے شروع کرنا دلاورخان نے ہاتھیون وغیرہ پر مغرور ہوکر بادشاہی آدمی سے عذرخواہی کرکے

عرض کیا کہ حضور مطمئن رہین ابھی جمال خان کو باندھکر حضور مین لاتا ہون اور امراے بر کی کو حکم دیا کہ جاؤ اور نظام شاہی لشکر کی پشت پر رہو خزانہ باہر نہ جانے پاوے اور مہدویہ کو قتل کرنے مین دریغ نہ کرنا جمال خان نے یہ حال دیکھکر سواے شمشیر خونریز کے کہین پناہ نہ دیکھی قلیل جماعت اور امراے مہدویہ کو جو شجاع و بہادر تھے ہمراہ لے کر میدان مین آیا اور لڑائی بہت تیزی سے شروع ہوئی امراے کبار مثل عین الملک و آنکس خان و عالم خان وغیرہ جن کو معلوم تھا کہ حضرت بادشاہ کو دل مین دلاور خان سے رنجش ہے اول تو بلبل خان کو اندھا کرنے سے تھی اور اب بغیر اجازت جنگ کرنے سے زیادہ ہوگئی ہے اس لیے عین لڑائی مین شکست کی صورت بنا کر بھاگے اور دلاور خان کو دشمنون کے نرغہ مین چھوڑا اور بجانب دارا سنگ بملازمت بادشاہ روان ہوے اور دلاور خان نے افواج بزرگ دائین بائین والے کو اپنے مقام پر نہ دیکھکر گمان شکست کا کیا دلاور خان نے باوجود اسکے قلب لشکر سے جمال خان پر حملہ کرکے بھگا دیا اور عوام لشکری حسب داب ہندوستان لوٹ پر ٹوٹ پڑے اور جمال خان جو اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ کھڑا تھا موقع پاکر دلاور خان پر ٹوٹ پڑا اس وقت دلاور خان کے پاس فقط دس سوار تھے سمجھا کہ ٹھہرنا موت ہے ناچار مع سات ساتھیون کے جن مین یہ راقم الحروف بھی تھا بھاگا راہ مین سُنا کہ عین الملک و عالم خان شکست کا بہانہ کرکے فلان راہ سے ارسنگ جاتے ہین تاکہ بادشاہ کی خدمت مین پہونچکر مجھے برباد کرین۔ دلاور خان سنتے ہی مضطرب ہوکر کوچ بکوچ نہایت جلدی کے ساتھ دوسرے راستہ سے بادشاہ کی حضوری مین پہونچ گیا اور راہ مین قریب تین ہزار شکست یافتہ کے اس سے مل گئے تھے اور دارا سنگ مین دشمن کے خوف سے نہ ٹھہرا بادشاہ کی رکاب مین شاہ درک کی طرف روانہ ہوکر صبح کو وہان پہونچ گیا۔ جمال خان کو ناامیدی مین ایسی فتح غنیمت دہائی تھی میسر ہوئی اس نے دارا سنگ کی طرف کوچ کیا اور راقم الحروف بوجہ زخمون کے بادشاہ کے ہمراہ جانے سے معذور ہوکر قصبہ ارسنگ مین ٹھہر گیا تھا مہدویون کے قبضہ مین پڑا اور لطائف الحیل سے چھوٹا مصرع ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت۔ چونکہ جمال خان کو یہ خبر پہونچی کہ راجہ علی خان و امراے برار نے امجد الملک کو گرفتار کیا اور سب برہان نظام شاہ سے مل گئے ہین ناچار دارا سنگ سے جلد کوچ کرکے برار کی طرف روانہ ہوا تاکہ برہان نظام شاہ سے لڑے۔ راجہ علی خان و برہان نظام شاہ اسکی توجہ کا حال سنکر بہت پریشان ہوئے اور سید امجد الملک مع دیگر امراے مہدویہ کو جنکے مکر سے مطمئن نہ تھا مقید کرکے قلعہ اسیر مین بھیجا اور بہت جلدی کے ساتھ جمال خان کے تعاقب کے لیے عادل شاہ کی خدمت مین خطوط بھیجے۔ عادل شاہ نے وہان سے روانہ ہوکر قصبہ پاتھری تک جو تیس کوس ہے تعاقب کیا تب بھی جمال خان تک آٹھ روز کا فاصلہ تھا ناچار عادل شاہ نے امراے بر کی کو آٹھ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا تاکہ تاخت کرکے جمال خان کا رسد و غلہ بند کرین اور راتون کو چھاپہ مارین اور بادشاہ نے خود ایک جھیل کے کنارے جس کا پانی بہت صاف و ہوا دلکش و باغات پرفضا تھی توقف کیا اور چاہا کہ چند روز یہان توقف فرماوے

دلاور خان پر نحوست سوار تھی کوشش کی کہ دوسرے روز ضرور کوچ ہو اور کات روہنگیر کے مقام سے پہلے
کہیں توقف نہو۔ یہ ارادہ بالکل بادشاہ کے شوق سے اُلٹا تھا بادشاہ کو سخت غم ہوا اور بالکلیہ عزم کر لیا کہ دلاور خان
کے قبضہ سے نجات پاویں لیکن چونکہ امرائے خاصہ خیل بالکلیہ دلاور خان کے تابع تھے تشویش و تفکر ہوا آخر
دو خدمتگار ہندو جو مدت دراز سے ملازم و آگاہ تھے ان سے خفیہ پیام کا ذمہ لیا اور وہ دونوں امیر الامرا عین الملک
کنعانی کے پاس پہونچے اور یہ پیام دیا کہ بادشاہ دلاور خان کے تسلط سے سخت پریشان ہیں آخر یہ رائے ٹھہری
کہ جب دلاور خان خواب غفلت میں ہو سوار ہو کر عین الملک و آنکس خان کی مستعد فوج میں آجاویں۔ جو دلاور خان
سے جنگ کرنے اور اُسے نکال دینے پر مستعد ہوئے بادشاہ نے چودھوین رجب سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے ہجری کی
شب کو اپنے غلام کفش دار خان کو حکم دیا کہ خاصہ گھوڑا حاضر کرے اس نے جلودار سے طلب کیا جلودار
نے کہا کہ بغیر حکم دلاور خان کے کبھی نہ دونگا کفش دار خان نے فوراً طپانچہ اُسکے منہ پر مارا اور جب جلودار سے
ممکن نہوا کہ دلاور خان تک خبر پہونچاوے ناچار واپس ہو کر گھوڑے حاضر کیے بادشاہ مع غلاموں کے سوار
ہو کر باہر نکلا۔ الیاس خان بادشاہی دایہ کا بیٹا پہرہ پر تھا دوڑ کر رکاب چومی اور سواری کا سبب پوچھا
بادشاہ نے کہا کہ بات کرنے کا موقع نہیں ہے اپنے ساتھیوں کو لے کر ساتھ آ تو حقیقت حال معلوم
ہو جاویگی وہ قریب ایک سو سواروں کے ساتھ ہوا اور صحیح سالم لشکر سے نکلا کہ عین الملک و آنکس خان
کے قریب پہونچا وہ لوگ مع افواج کے پابوسی میں حاضر ہوئے جب یہ خبر پھیلی تو خاصہ خیل و مجلسی و پہرہ
والے سب سوار ہو کر خدمت میں پہونچ گئے اور یہ راقم بھی اُنھیں میں شامل تھا الغرض تین ہزار آدمی
جمع ہو گئے بادشاہی طالع کے قوت سے اس رات امر غریب یہ تھا کہ دلاور خان جسکی عمر اسّی برس سے زائد
تھی اس رات اپنی معشوقہ کے وصل سے متمتع تھا یہ ایک دکنی عورت تھی جس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر غائبانہ
عاشق ہوا تھا اور اتفاق سے اسی رات ہاتھ آئی تھی لہذا کسی کو مجال نہ تھی کہ اسکے وصل میں مخل ہو یہاں تک کہ
بادشاہ کے چلے جانے کے بعد مقربین نے بڑی مشکل سے اس کو آگاہ کیا اور وہ فوراً پانچ چھ ہزار سوار و فیلان
بے شمار کے اپنے بیٹوں کو ساتھ لیے قریب پہونچا اس کا خیال غلط نہ تھا کہ اسکے دبدبہ و شوکت سے سب
مخالف ہو کر مطیع ہو جاوینگے بادشاہ نے اپنے ایک مقرب کو پاس عین الملک بھیجکر حکم دیا کہ دلاور خان
کو دور کرے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ عین الملک وغیرہ نے اس سے کہلا بھیجا تھا کہ بادشاہ جب اتفاقیہ یہاں آ گئے
تو ناچار ہم سب حاضر ہوئے اب تم شوق سے لے جاؤ ہم متعرض نہونگے اگرچہ ظاہر میں بادشاہ سے
یہ کہا تھا کہ ہم لوگ اسکے دفع کرنے کے واسطے مستعد ہیں دلاور خان نے فوج وغیرہ کو کچھ فاصلہ سے چھوڑا اور
پانسو سوار اور چار نامی ہاتھی لیکر حضرت بادشاہ کے پاس آیا اور اسی طرح سوار یہ عرض کیا کہ بادشاہ کو
رات میں سواری مناسب نہ تھی بہتر یہ ہے کہ حضرت اپنے سراپردہ میں معاودت فرماویں۔ بادشاہ نے غصہ
میں کہا کہ کوئی ہے جو اس بے کو سزا دے کہ ناگاہ خاصہ خیل میں سے ادک خان نے بجلی کی طرح

گھوڑا جھکا کر دلاور خان کو تلوار ماری اگرچہ کچھ اثر نہوا لیکن دلاور خان نے پریشان ہو کر گھوڑا پیچھے ہٹایا اور کمال خان نے چاہا کہ دوسرا وار کرے لیکن تلوار کی چمک سے دلاور خان کا گھوڑا الف ہوا اور وہ گر پڑا اور ہاتھی بان نے اُسکی خیر خواہی کر کے ہاتھی فوج شاہی و دلاور خان کے بیچ مین ڈال دیا کہ فرصت پا کر دلاور خان سوار ہو کر اپنی فوج مین مل گیا اور چاہا کہ لڑائی شروع کرون لیکن فوج والے بوجہ غضب و رعب بادشاہی کے اُسکو چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ وہ متحیر و سرگشتہ ہو کر بھاگا اور کمال خان جو دارا رنگ کی جانب بھاگا تھا مردم بادشاہی سے گرفتار ہو کر مارا گیا اور دلاور خان نے بیٹون کے ساتھ بہ سرعت تمام بھاگ کر احمد آباد و بیدر مین دم لیا۔ اور دلاور خان نے دامن حشمت سلیمانی چھوڑ کر نقاب تاریکی مُنھ پر ڈالا بادشاہ نے عین الملک وغیرہ کو تمسالت کے طور پر امان دے کر عمدہ وعدہ سے مطمئن کیا باوجودیکہ انکا قصور تم نے پہلے سن لیا۔ الغرض بادشاہ اپنے سراپردہ مین آیا اور خاص خیر خواہون کو طرح طرح کے الطاف سے سرفراز کیا۔ **بیت** ـ

عز و دولت بر یمین و فتح و نصرت بر یسار ✤ جاہ و حشمت ہم عنان و بخت و دولت ہمرکاب ✤ اس عرصہ مین عجیب لطیفہ واقع ہوا کہ دلاور خان حنفی مذہب تھا اُس کے مذہب شیعہ کا شعار موقوف کر دیا تھا۔ بعض خدام درگاہ نے گمان کیا کہ بادشاہ حنفی مذہب ہوگا اور بعض نے خیال کیا کہ بادشاہ کے والد طہماسپ شاہ اور چچا علی عادل شاہ دونون شیعہ تھے ضرور بادشاہ بھی شیعہ ہوگا لہذا بہت سے سُنّی خدام نے ظہر کی اذان کے وقت تشیع کا اظہار کر کے اذان مین اشہد ان علیا ولی اللہ زیادہ کرنے مین اصرار کیا۔ بادشاہ ستودہ صفات کہ حنفی مذہب تھا یہ سُنکر غصہ ہوا اور جو لوگ اس کا باعث تھے اُن کو گرفتار کیا لیکن جب یہ واقعہ عرض کیا تو ہنسکر فرمایا کہ ہم اس کلمہ کو بصدق دل سنتے و کہتے ہین لیکن شیعہ کا شعار قرار دیکر نہین کہتے۔ آخر بادشاہ نے اُنکے قصور معاف کیے اور بہت دنون تک ہنسی سے ان لوگون کو مصلحتی شیعہ کے لقب سے یاد کرتے رہے ابتک بیجاپور مین حضرات خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا خطبہ جاری ہے اور ائمہ اطہار علیہم السلام کا نام بھی یوسف عادل شاہ کے زمانہ کی طرح مذکور ہوتا ہے۔ اتنے مین جمال خان کے مارے جانے اور برہان شاہ کے فتح کی خبر پہونچی تو بادشاہ عادل نے تہنیت نامہ برہان نظام شاہ کو روانہ کر کے بیجاپور کی طرف کوچ فرمایا اور وہان پہونچکر بساط عدل و داد مبسوط فرمائی اور زمانہ سابق کے خلل دور کیے کہ تازہ اُسکی ثناء و توصیف و عدل کا عالم آشکارا ہوا۔

برہان نظام شاہ کی بیوفائی اور اپنے اعمال کا بدل پانا

صاحبان عقل و فہم پر کہ مخلوق خالق ارض و سما ہین پوشیدہ نہ رہے کہ انوار عنایات الٰہی کا نزول بقولہ تعالیٰ کہ جسکا سینہ اللہ عز و جل نے قبول اسلام کے لیے کشادہ کیا (یعنی اُس نے دین اسلام قبول کیا) تو وہ شخص اپنے رب کے نور پر مخلوق ہے وہی یہ لوگ ہین کہ موافق حکم تقدیر کار پرداز ہین نظر اس تحریر خوش تقریر

کی یہ کہ جب دلاور خان حبشی احمد آباد بیدر سے بھی بھاگ کر احمد نگر مین برہان نظام شاہ کی خدمت مین پہونچکر
مسند امارت پر معزز ہوا اور چند ہی روز مین برہان شاہ کو واہیات دلائل سے طمع دلائی کہ قلعہ شاہ درک اور شولاپور
مسخر کر کے ممالک نظام شاہ کا ضمیمہ کر سکتا ہون اور یکایک دولت عظیم سے محروم ہو کر ایسا دیوانہ و مسلوب العقل ہوگیا
تھا کہ برہان شاہ کی مجلس مین بیہودہ باتین نسبت بدولت عادل شاہیہ اس سے سرزد ہوتی تھین اور مخبرون کے
ذریعہ سے عادل شاہ کو پہونچتی تھین بادشاہ عدالت پناہ ایسے امور اپنی نسبت برہان شاہ سے بہت بعید
سمجھتا اور بیجا نہ تھا کیونکہ حقوق اعانت و استمداد و بہت تھے لیکن برہان شاہ کی بیوفائی بعض امور سے ظاہر
بھی ہو گئی چنانچہ شروع سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار مین بادشاہ کے یہان لڑکا پیدا ہوا اور چونکہ یہ لڑکا اولاد اولین
آن حضرت کا تھا زائد از خیال و تصور لوازم شادمانی و جشن ہائے شاہانہ عمل مین آئے اور مولود کا نام شاہزادہ
علی قرار پایا اور اسکے ماموں محمد قلی قطب شاہ نے بھاگ نگر سے اپنے اعیان درگاہ کے ہمراہ سونے کا پالنا وغیرہ
مع مبارکباد روانہ کیا اور لوازم مبارکباد بجالایا لیکن برہان شاہ نے زبانی تہنیت بھی نہ بھیجی بلکہ غفلت مین گذارا
قضارا وہ لڑکا مثل گل شگفتہ مرجھا گیا اور بعد دو ماہ ہوائے اجل سے پرندہ روح اسکا چمن سلطنت سے پرواز کر کے
بہشت برین مین جاگزین ہوا۔ شاہ نے بدرجۂ غایت محزون و ملول ہو کر آثار کلفت ظاہر کیے اور اس وقت برہان شاہ
نے بھی کسی کو برسم تعزیت نہ روانہ کیا یہ کدورت علاوہ امور تکدر خاطر سابقہ ہوئی باوجود اس کے عادل شاہ
نے ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام دیا کہ دلاور خان اس درگاہ کے غلامون سے ہے آپ کی دوستی
محبت کا مقتضا یہ تھا کہ اسکو مع ان ہاتھیون کے جو جمال خان نے اس سے حاصل کیے تھے یہان روانہ
فرماتے کہ بنائے دوستی مستحکم ہوتی۔ برہان شاہ نے بجائے مروت کے پوری کدورت اس طرح ظاہر کی کہ عین
برسات مین دلاور خان کی تحریک سے فوجین لے کر جمادی الثانی سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار مین عملداری عادل شاہیہ
مین داخل ہو کر قتل و غارت کرنا شروع کیا۔ عادل شاہ نے یہ اخبار سنکر فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ بیوفا عہد شکن
بدون میری تلوار کے اپنے کیفر کردار کو پہونچے گا۔ مین پھر بھی چند روز تحمل کرتا ہون شاید نادم ہو کر
اپنی اصلاح کرے ورنہ آخر مین یہی نتیجہ ہے۔ برہان شاہ جب حوالی منگلسر تک پہونچا اور ادھر سے
کوئی متعرض نہوا تو وہ خائف ہوا شاید حیلہ یہ ہے کہ ملک کے درمیان لاکر مجھے گھیر لین لہذا واپسی کا جیسا کہ
بادشاہ کی زبان پر گذرا تھا قصد کیا لیکن دلاور خان کے بہکانے سے پھر ستیزہ روئی اختیار کی اور بیجاپور سے
تیس کوس دریائے بیورہ کے کنارے قصبہ منگلسر مین ایک قلعہ بنانے کے لیے ٹھہرا۔ اب بھی عادل شاہ نے
مقابلہ کا قصد نہ فرمایا اور امرا کسی قدر متحیر ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ برہان شاہ اس برسات مین قلعہ بنانے کی
کلفت مین مشغول ہے مجھے امید ہے کہ وہ طفلانہ گھروندا بنا کر آخر اپنے ہاتھ سے مٹا دیگا اور سوائے تکلیف و محنت
کے کچھ نہ پاوے گا اور خود عیش و عشرت مین مصروف رہا۔ القصہ شاہ ہمایون فر فریدون بخت جمشید تخت نے جملہ تعدیات
برہان شاہ کو ہیچ جانکر ذرا بھی ادھر التفات نہ فرمایا اسکو محنت و مشقت مین چھوڑ کر بہ کاملی خود نشان

فرحت وانبساط بلند کرتا رہا اور چونکہ زمانہ برسات عمدہ ترین زمانہ فصل ہندوستان ہی اور اعتدال ہوا سے افق پہاڑ وبیابان اور سبزہ دامن کوہ سعیری سے افتخار رکھتا ہی شاہ پرویز طبیعت جمشید عشرت کبھی تخت سلطنت پر تکیہ فرماتا تھا اور کبھی صحبت ساقیان شعاع عذار سیمیں رخسار گلستان ایام سے رکھ کر تر و تازگی بہار سے جام عشرت کام ملحوظ خاطر رکھتا تھا اور کبھی فرش کامرانی پر سکندر تمثیل ہمراہ ارسطو فکر آستاد زمانہ بزرجمہر صفت رونق افروز ہوکر بازی شطرنج مین اشتغال رکھتا تھا اور کسی وجہ سے لشکر کشی دشمن اصلا اثر نہ رکھتی تھی اور سوائے جاسوسان خبر رسان کے کسی کو جانب دشمن نہ روان کرتا تھا اسکی اس وضع وطریقہ سے غلغلت دور ونزدیک حیران رہتی تھی انھین جلسون مین اس امر پر آپس مین گفتگو کرتے تھے۔ امراء عادل شاہی بھی متحیر ومتفکر تھے۔ ادھر برہان شاہ نے مجلس مشورت مین پوچھا کہ آخر ابراہیم عادل شاہ کیون خاموش ہین بعض نے کہا کہ نوجوانی مین عیش پرستی سے غفلت ہی بعض نے کہا کہ امرائے کبار پر اطمینان نہین ہی۔ اسی عرصہ مین دلاور خان کے خاص فرستادہ حاضر ہوئے اور دلاور خان کی طرف سے عرض کیا کہ حضور کی خاموشی سے دشمن دلیر ہو گئے ہین جہان تک جلد ممکن ہو تدارک فرمایا جاوے تو بہتر ہی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس مدت تک مین نے خیر خواہون کی قدر نجانی اب معلوم ہوا کہ بدون اس معتمد کے سلطنت کو رونق نہو گی چاہیئے کہ ماجرائے گذشتہ کو جو اہل غرض کے فریب سے واقع ہوا تھا فراموش کر کے خیر خواہی مین ثابت قدم رہے اور یہان آکر اپنا شغل سابق اختیار کرے۔ دلاور خان اس پیام سے پھول کی طرح کھل گیا لیکن احتیاطاً کر کے ایک معتمد کو بھیجا کہ اگر حضرت عہد فرمادین کہ مجھے جان ومال کا آسیب نہ پہونچاوین تو بسر وچشم حاضر ہون بادشاہ نے اپنے ایک معتمد سے کچھ کہا پھر عہد ظاہر کیا اور عہدنامہ بھیج دیا۔ دلاور خان اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو ساتھ لے کر برہان شاہ سے بالحاح تمام رخصت حاصل کر کے اس امید پر دوڑا کہ پھر بادشاہ کو معطل کر کے سلطنت کی کنجی اپنے ہاتھ مین لاؤنگا۔ بادشاہ آخر روز باغ سے پورے جلوس کے ساتھ قلعہ ارک جاتا تھا کہ دلاور خان نے حاضر ہو کر رکاب چومی اور پیادہ روانہ ہوا۔ بادشاہ نے الیاس خان کو اشارہ فرمایا کہ دلاور خان کو سوار کر کے ساتھ لاؤ۔ جب قلعہ مین پہونچا اور محصور ہو گیا تو وہ شخص جس سے بادشاہ نے کچھ کہا تھا بہت تیزی سے بڑھا کہ الیاس خان سے لے کر دلاور خان کی آنکھ مین سلائی پھیرے دلاور خان نے بہت عاجزی والحاح کے ساتھ الیاس خان سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کرے کہ مین آپ کے عہد پر اطمینان کر کے حاضر ہوا ہون بادشاہ نے کہا کہ مین اپنے عہد کے خلاف نہین کرتا کہ تجھے بعد عہد کے جان ومال کا ضرر پہونچاؤن یہ شخص کمال البتہ ایسا کرتا ہی۔ آخر دلاور خان قلعہ ستارہ مین قید ہوا اور چھٹے سال وہان انتقال کیا۔ اب بادشاہ نے انواع طلب کین اور اول امرائے برگی کو چھ سات ہزار سوار سے روانہ کیا کہ ولایت محفوظ رکھین اور لشکر نظام شاہیہ کو رسد سے تنگ کرین پھر رومی خان کو دس ہزار سوار سے پھر الیاس خان کو تین ہزار خاصہ خیل سے روانہ کیا۔ برہان شاہ کے امرائے

برکی پرکئی بار فوج بھیجی اور ہر بار شکست کھائی۔ آخر خود تاخت کی چونکہ اُن کو مقابلہ کی طاقت نہ تھی پریشان ہوکر دریاے بیورہ پہونچے اور اس کو پایاب پاکر پار اُتر کے رومی خان دکنی والیاس خان سے مل گئے اتفاق سے اُسی وقت سیلاب عظیم آگیا اور برہان شاہ پار ہنو سکا لوٹ گیا اور اسی اثنا مین لشکر نظام شاہ مین قحط پھیلا اکثر سپاہی بے قوت ہو گئے اور اس پر وبا پھیلنے سے بہت لوگ مرے چنانچہ لشکر مین سے بہت آدمی وہاتھی گھوڑے ضائع ہو گئے تو لاچار ہوکر دو تین منزل اپنی سرحد کی طرف چلا گیا اور قلعہ جدید جو ابھی تیار نہ تھا اسدخان گجراتی ترک کو مع سامان استحکام سپرد کیا جب اسکے پاس سامان وغلہ کافی پہونچ لیا اور وبا مین بھی سکون ہوا تو برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کے محاصرہ کا عزم کیا عادل شاہ نے امراے مذکور کو لکھا کہ دریاے بیورہ عبور کر کے برہان شاہ کو مانع ہون۔ امراے عظام عادل شاہی بموجب حکم دریا اُتر گئے اور کام دشمن کو ہر طرح روکا دشمن نے بجز جنگ چارہ نہ دیکھا نورنگ خان دکنی امیر الامراے برار کو ہمراہ خلاصۂ لشکر اُسکے مقابلہ کو روانہ کیا اور ما بین فریقین دریاے پرآشوب طغیانی پر ہوا ارشکہ امن وامان گرفتار غرقاب مصیبت ہوا۔ نورنگ خان کہ زیور بہادری اور شجاعت سے آراستہ تھا اور آلات حرب مین اپنےکو فرد جانتا تھا بمقابلہ بہادران عادل شاہی حملہ ہاے مردانہ ظہور مین لایا۔ اعتماد خان شوستری سر نوبتیان عادل شاہی بوقت شام نورنگ خان سے مقابل ہوا ہر ایک نے نیزہ بازی شروع کی کچھ دیر آہنگ وستیز کے بعد نوک نیزہ اعتماد خان شہ رگ نورنگ خان مین پیوست ہوئی غرضکہ نورنگ خان سپہ سالار اعتماد خان شوستری کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسی حالت مین سہیل خان نے بھی حملہ کیا اور امراے نظام شاہیہ شکست کھاکر خستہ ومجروح بمشکل تمام برہان شاہ سے ملحق ہوئے اور امراے عادل شاہ نے سو بڑے ہاتھی وچار سو گھوڑے وچار سو فوجی گرفتار فی الفور بیجاپور روانہ کیے اور وہان سے خلعت وشمشیر وکمر مرصع وانواع عاطفت سے مسرور ہوئے نظام شاہیہ مدت کے سفر وتکالیف سے دل برداشتہ ہوکر بھاگنے لگے بلکہ امراے دکنی وحبشی نے چاہا کہ برہان شاہ کو اُتار کر اُن کے بیٹے اسمٰعیل کو قید سے رہا کر کے تخت پر بٹھا دین بلکہ یوسف خواجہ سراے و کامل خان دکنی نے برہان شاہ کے قتل کا قصد کیا لیکن بادشاہ نے آگاہ ہوکر اُن کو دفع کیا اور تختگاہ احمد نگر کی طرف مراجعت کے ارادہ سے اپنے سرحدی قضبہ کرور ما لیان کی طرف کوچ کیا۔ رومی خان والیاس خان نے مع امراے برکی کے تعاقب کیا اور ہر طرف سے مزاحمت پہونچا کر تنگ کیا۔ برہان شاہ اپنے آنے وقاعہ بنانے وہنگامہ اُٹھانے سے نادم ہوکر جان گیا کہ بدون صلح کے احمد نگر تک پہونچنا دشوار ہے باوجود اس کے انجام اچھا نہو گا لہذا قصبہ مذکور کے باہر قیام کر کے صلح کی خواستگاری کی عادل شاہ نے ابتدائی مین توقف کیا اور ایک مہینہ تک تغافل مین ڈال دیا برہان شاہ نے وسائل پیدا کیے حتی کہ محمد قلی قطب شاہ نے مصطفےٰ خان استرآبادی کو وراجہ علی خان نے خواجہ عبد السلام تونی کو التماس صلح کے لیے بھیجا اور بہت الحاح وابرام کیا تو عادل شاہ نے فرمایا کہ بے وجہ برہان شاہ نے ہماری سرحد مین

داخل ہو کر حد سے زیادہ رعایا پر ظلم و ستم کیا آخر ہم نے امراء مین سے ایک جماعت کو بھیجا کہ یہ مضرت دفع ہو گئی اور وجہ نزاع فقط دلاور خان حبشی اور ہاتھی تھے وہ بزور حکمت ہم کو پہونچ گئے خیر ہم بھی اس ماجرائے ناگوار کو نابود سمجھ کر صلح قبول کرتے ہین مگر اس شرط سے کہ جو قلعہ جدید بنایا ہی خود ہی اپنے ہاتھون مسمار کرین **مصرع** ہم تو پہلے بھی وفا پر رہے اور اب بھی ہین + مصطفےٰ خان نے عرض کیا کہ اعیان درگاہ مین سے کسی کو ارسال فرمایا جاوے کہ اس کے سامنے عہد و قسم درمیان مین آوے - بادشاہ نے عاقل فاضل شاہ نواز خان کو جن کا کچھ حال آوے گا روانہ فرمایا - برہان شاہ نے مجلس آراستہ کر کے شاہ نواز خان سے ملاقات کی چونکہ وکلائے راجہائے دکن وغیرہ موجود تھے چاہا کہ پہلے شاہ نواز خان صلح کا ذکر کرے تاکہ میری طرف سے قبول پایا جاوے - شاہ نواز خان سمجھ گیا اور ملاقات مین حرف صلح کا مطلق ذکر نہ کیا آخر مصطفےٰ خان و خواجہ عبد السلام جو بطریق رعایت درمیان مین پڑے تھے صاف بول اٹھے کہ اعلیٰ حضرت برہان نظام شاہ کی اصلی غرض یہ ہی کہ شاہان سابق کے طریقہ پر صلح و صفا درمیان مین جاری ہو شاہ نواز خان نے کہا کہ تمام عالم جانتا ہی کہ بادشاہ عدالت پناہ کی دوستی کا پھل بہت خوشگوار اور دشمنی بیابان محنت کا خارزار ہی مخالفون و منافقون کو دوست سمجھنا اور ایسے سیاہ رو اور سیہ بختون کے کہنے سے دوستون پر لشکر کشی کرنا مذہب مروت و دور اندیشی سے بعید ہی لیکن الحمد للہ کہ ہنوز عادل شاہ کا دل صاف ہی دوستی کا تار نہین ٹوٹا ہی اگرچہ امور نامرضیہ کے وقوع سے کچھ کراہت کا ظہور ہوا ہی تو تھوڑی سعی و کوشش سے اس کی اصلاح و صفائی ممکن ہی - حضار مجلس پر خان والاشان کی عجیب تقریر سے حیرت چھا گئی اور انھون نے عادل شاہ کے دولت و اقبال کا اندازہ کیا کہ اس کی درگاہ مین ایسے عقلائے روزگار جمع ہین اور سب نے احتیاط و اتفاق سے قرار دیا کہ برہان شاہ منگلسرہ جا کر قلعہ مذکور منہدم کر کے احمد نگر مراجعت فرماوین چنانچہ برہان شاہ نے وہان پہونچکر جیسا کہ زبان مبارک سلطان ولی شعار پر جاری ہوا تھا اپنے ہاتھ سے اس کی ایک اینٹ منہدم کی پھر تمام لشکر نے دم بھر مین قلعہ و زمین برابر کر دی اور برہان شاہ نے احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور قلعہ پرندہ سے شاہ نواز خان کو خلعت و کمر سے سرفراز کر کے رخصت دی اور وہ بیجاپور پہونچکر کمال تقرب سے سرفراز ہوا - اسی سال ہزار مین بادشاہ نے میر خان حبشی کو اخلاص خان خطاب امارت سے سرفراز کیا اور غایت امانت سے امیر مذکور آج تک کہ سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہی عزت سے قائم ہی - راقم الحروف نے پہلے لکھا تھا کہ سید مصطفےٰ خان نے قلعہ بیکاپور و چندر کوٹی مسخر کر کے سنکر نائک وار سب نائک و کنک نائک و تنگنا وڑی و بہرہ دیوی و کسی وزیر وغیرہ کو باج و خراج پر مطیع کیا تھا بعد شہادت علی عادل شاہ مصطفےٰ خان نے تمرد اختیار کیا پھر بلبل خان نے مطیع کر کے سالہائے باقیہ کا کچھ خراج وصول کیا تھا کہ نظام شاہیہ کے فساد سے ادھورا چھوڑا - سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو ہجری مین بادشاہ نے منجھن خان ولد بزرگ کمال خان بن کشور خان لاری کو لشکر کثیر کا سپہ سالار کر کے

ملیبار روانہ فرمایا۔ اس نے وہان پہونچکر اول اُن راجاؤن کے پاس ایلچی بھیجا کہ فرمانبرداری بہتر ہی ورنہ جان کا خطرہ ہی سب نے اطاعت قبول کی چونکہ سب سے پہلے سب سے بڑے راجہ کنک نائک نے حاضر ہو کر سرفرازی پائی تھی تو باقیون کو خوف ہوا کہ مبادا وہ اپنی کثیر فوج سے ہم کو گرفتار کرلے سب نے اتفاق کرکے بیس ہزار فوج لے کر دشوارگزار پہاڑون مین حصار اختیار کیا۔ منجھن خان نے عقلمندی سے پہاڑون مین جانا خلاف مصلحت دیکھکر ارسپ نائک کے قلعہ جرہ کی طرف کوچ کیا تب وہ لوگ مضطرب ہو کر پہاڑون کو چھوڑکر پہاڑی تنگ راستہ پر مزاحم ہوئے اور آخر بعد تین روز کی جنگ کے متفرق اپنے اپنے قلعہ مین متحصن ہوئے اور ارسپ نائک نے عاجز ہوکر دو بڑے ہاتھی اور بہت سے اموال و نفائس بطریق خراج ادا کیے اور دائمی اطاعت قبول کرکے ساتھ ہو گیا اور انھین دو تین ماہ مین تنگناڈری کا قلعہ میسوری مفتوح ہوا اور بیس ہاتھیون کے قریب ہاتھ آئے اور رفتہ رفتہ تمام ملک مفتوح ہو جاتا کہ ناگاہ فتنہ نلگوان کی خبر اڑی اور ملیباریون نے عجب ازدحام کیا اور بادشاہ کے فرمان سے منجھن خان نے وہان کا معاملہ معطل رکھا بیجاپور کی طرف کوچ کیا ؎

ذکر فتنہ شاہزادہ اسمٰعیل بن طہماسپ و اس کا فرو ہونا

علی عادل شاہ نے وفات کے وقت اپنے بھائی طہماسپ کے بیٹے ابراہیم بن طہماسپ عادل شاہ ثانی کو تخت نشین کرنے کی وصیت کی تھی جس پر عمل کیا گیا۔ چھوٹا بھائی اسمٰعیل بن طہماسپ بچپن مین بادشاہ کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا جب بڑا ہوا تو دستور کے موافق دلاور خان نے قلعہ نلگوان مین مقید و محبوس کیا۔ جب دلاور خان کا تسلط دور ہوا تو بادشاہ نیک نہاد نے نلگوان مین آدمی بھیجکر بھائی کی تسلی کی کہ ہرچند اشتیاق دیدار بہت ہی مگر مجبوری ہی نہین بلا سکتا بالفعل شہزادہ کے پیر سے زنجیر دور کی جاوے اور قلعہ وسیع مین جہان پھول بوٹے اور درختون کی بہت کثرت ہی اور مقام پرفضا اور عمارات عالیہ وہان خوشی کے ساتھ عیش کے جملہ سامان مہیا کردیے جاتے ہین بعیش و عشرت بسر کرین آیندہ حسب موقع انشاء اللہ تعالے ساتھ رہنا نصیب ہونا ممکن ہی اور وہان کے قلعہ دار وغیرہ کو بہ تاکید لکھا کہ برادر بیجان برابر کو ہر طرح کا آرام و آسائش و خوشی و خرمی ہو چنانچہ لہذا سواے قلعہ سے باہر جانے کے تمام اقسام عیش مہیا تھے اور بادشاہ ستودہ خصال متواتر طرح طرح کی سوغات و نفائس سے مسرور فرماتا تھا حتی کہ ایک مرتبہ اس ولایت سے بہو تیرہ انبہ جس سے بہتر انبہ نہین ہوتے اول پھل اترے اور بادشاہ کے لیے لائے تھے بادشاہ نے واپس کیے کہ پہلے جاکر میرے عزیز بھائی کو کھلاؤ پھر جو پھل آتے ہین وہ مجھے پہونچانا۔ بے شبہہ بادشاہ کی نیک نہادی کے واسطے یہ نمونہ بہت کافی ہی اور لحاظ حق قرابت و مروت اور کمال انسانی اس سے واضح مگر ان تمام احسانات و خوبیون کا عوض اس بھائی کی طرف سے یہ ہوا کہ اس نے وہان کے قلعہ دار وغیرہ کو ملایا اور بہت سے امراے

بیجاپور کو بھی وعدہاے مرغوب سے اپنی طرف کر کے ساتوین رمضان سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو ہجری مین (بعوض مروت ومحبت واحسان کے بیوفائی ودشمنی وبدخواہی کا جھنڈا اُٹھایا یہ سمجھ کہان کہ سلطنت علیہ حضرت ذوالجلال والاکرام ہی بیدون اس کے تمام سعی بے سود ہی یہ بھی نہ سمجھا کہ بادشاہ عدالت شعار کے ساتھ کفران نعمت کا نتیجہ خواری دنیا وآخرت ہی۔ جب یہ خبر تحقیق ہو گئی تب بھی بادشاہ نیک نہاد نے معتمدان بارگاہ مین سے حضرت شاہ نور عالم کو جو حضرت شیخ المشائخ قطب العالم شیخ جنید بغدادی قدس سرہٗ کی اولاد مین تھے مع نصیحت نامہ کے برادر نامہربان کے پاس بھیجا کہ شاید راہ راست پر آجاوے مگر شاہزادہ اسمٰعیل نے جواب سخت دیا اور شاہ نور عالم کو مقید کیا اور اپنے معتمد شاہ برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر مدد چاہی برہان شاہ تو عہد شکنی کو عین صواب سمجھتا اور ایسے سوانح خدا سے چاہتا تھا فوراً امداد کا اقرار کر کے لکھا کہ امراے بیجاپور کو بھی بہر صورت متفق کرنا چاہیے خصوص امیر الامرا عین الملک کنعانی کو جسکی جاگیر نلگوان کے قریب ہی۔ شہزادۂ اسمعیل نے خوش ہو کر اول ہیگری مین عین الملک سے رابطہ پیدا کر کے میر آتش خان تو عمر کو بھی متفق کر لیا اور قلعہ نلگوان مین اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا عین الملک منافق نے بظاہر بادشاہ کے عرائض مین خیر خواہی کا اظہار کیا اور باطن مین شاہزادۂ اسمٰعیل سے متفق تھا بادشاہ نے جب شاہ نور عالم کے مقید ہونے کی خبر سنی تو غضبناک ہو کر الیاس خان کو پانچ چھ ہزار سوار سے نلگوان فتح کرنے کے لیے روانہ فرمایا جس نے سخت محاصرہ کیا چونکہ عین الملک نے ظاہری نفاق سے دھوکا دیا تھا بادشاہ نے اس کی فوج بھی محاصرہ کے لیے طلب کی اور یہ لوگ اپنے مورچال کی طرف سے ہر قسم کا غلہ ورسد قلعہ مین بھیجتے تھے۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر عین الملک کو طلب فرمایا عین الملک نے دربار کے کفار کو اموال خطیر سے موافق کر لیا جو اکثر اوقات اس کی خیر خواہی کا ذکر کرتے تھے بادشاہ کو شک پڑ گیا اور چاہا کہ عین الملک کی تالیف قلبی کرے چنانچہ مجلس عام مین اسکو خطاب وانعام سے سرفراز کر کے رخصت دی اس کور نمک نے تمام حقوق وانعام نابود کر کے شہزادہ اسمعیل سے اتفاق کرنے مین زیادہ اصرار کیا آخر یہ خبر فاش ہو گئی اتفاق سے حیات خان کو توال بیجاپور یاروت وغیرہ الیاس خان کے پاس پہونچانے گیا تھا واپسی مین پرگنہ ہیگری سے گزرا اور عین الملک سے سخت گفتگو کے ساتھ پیش آیا اور اس کو حرام خور کہا تاکہ وہ خوف کھا کر زر نقد سے مواساۃ کرے عین الملک نے بدنامی کے اخفا سے مایوس ہو کر حیات خان کو قید کیا اور علانیہ باغی ہو گیا اور حکام قلاع وپرگنات کے نام خطوط لکھکر شہزادۂ اسمعیل کی خیر خواہی پر مائل کیا اور اکثر موافق بھی ہو گئے اور عین الملک نے برہان شاہ کے حضور مین بھی عریضہ بھیجکر یہان کے امرا کا اتفاق عرض کیا اور درخواست کی کہ اگر حضور کی امداد سے شہزادہ اسمعیل تخت نشین ہون تو قلعہ شولاپور وشاہ درک[۱] اور پرگنہ ہاے سرحد ملازمان حضور کے نذر کرینگے اور اس کا عہد نامہ مہری بھی بھیج دیا۔ برہان شاہ نے عہد وپیمان توڑ کر افواج طلب کین اور احمدنگر سے کوچ کیا۔ عین الملک خوشی مین پھولا اور اپنا لشکر بھی جمع کیا اور امراے اضلاع بھی راہ صواب ۴

سے منحرف ہوئے اور مملکت بیجاپور مین عجب شورش پیدا ہو گئی اور اس شورش مین کفار ملیبار نے
ملک قلعہ چندر کوٹی دوبارہ چھین لیا اور بیکاپور تک مزاحم ہوئے اور یکایک الیاس خان نے بھی محاصرہ
چھوڑ کر ہر اس کی حالت مین بیجاپور مین قدم رکھا جس سے عجب اضطراب دار السلطنت مین پھیلا قریب تھا کہ فتنہ
سخت پیدا ہو۔ بادشاہ نے اس وقت غضب شاہی کو تحریک دی اور رومی خان و الیاس خان کو
جن پر در پردہ بغاوت کا شبہ تھا قید سخت مین ڈالا اور فوراً افواج کی طلب مین فرمان بھیجے
چنانچہ سب سے پہلے عالم خان دکنی کہ اطاعت مین مستقیم تھا لشکر کو چھوڑ کر بہ ہمراہی پچاس نفر
بہ عجلت بیجاپور پہونچکر قدمبوس ہوا اور افواج نے برابر آنا شروع کیا ادھر عین الملک نے
میدان خالی پاکر انکس خان کے موافقت سے دس ہزار سوار و بیس ہزار پیادے جمع کیے
اور تلنگوان پہونچکر شاہزادہ کے سر پر سبز چتر بلند کیا اور برہان شاہ نظام کے آنے کا انتظار نہ کیا۔
بادشاہ عادل نے سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری ربیع الاول مین حمید خان حبشی کو سردار فوج
کرکے امراء مخلص کے ساتھ تلنگوان روانہ کیا اور بہت سے امور حکمت سمجھا دیے۔ جب حمید خان
قریب پہونچا تو عین الملک کے آدمیون نے آکر حمید خان کو شہزادہ اسمٰعیل سے موافقت کرنے
پر راغب کیا۔ حمید خان نے بادشاہ عادل کے سمجھانے کے مطابق ان لوگون کی بہت تعظیم و تکریم
کی اور اچھے سلوک کے ساتھ اسی وقت اُن کو رخصت کیا اور پیغام دیا کہ ہم درحقیقت حضور سے
لڑنے نہین آئے بلکہ تہِ دل سے حضور کی قدمبوسی مقصود ہے اور امیدوار ہین کہ حضور دیر نہ کرین اور جلد باہر تشریف
لاکر ہم لوگون کے سر پر اپنا سایہ مبارک ڈالین یقین ہے کہ اصلی مقصود بدون زحمت و مشقت کے
حاصل ہو جاوے۔ بادشاہ عادل کا اقبال دیکھو کہ عین الملک جیسے گرگ باران دیدہ نے احتیاط و دور اندیشی سے
غافل ہو کر برہان شاہ کے آنے کا انتظار نہ کیا اور فوراً شاہزادہ کو قلعہ سے باہر لایا اور کچھ دور چلکر ایک
مسطح میدان مین حمید خان و امراء کی ملاقات کے واسطے اہتمام کیا کہ میدان صاف کر کے فرش بچھا دین
اور سقے آب پاشی کرین اور خود پانون کے طبق و عطریات و خلعتون کی تیاری مین مصروف ہوا عین الملک
کا بیٹا عالی خان جو ہمیشہ باپ کو بادشاہ کی حرامخوری و بے وفائی سے منع کرتا تھا حمید خان کے جواب و طریقہ
سے فریب سمجھا اور ہر چند باپ کو معقول دلائل سے سمجھانا چاہا اُس نے نادانی و خود غرضی خیال کر کے
سماعت نہ کی۔ سولھوین ربیع الاول روز جمعہ کو سقے آب پاشی کر چکے اور قالین و نمدہ ہائے پر تکلف
بچھ گئے اور شاہزادہ نے محض بے پروائی اور اس جماعت کے احوال سے بے خبر جلوس فرما کر شراب اُڑانی
شروع کی اور عین الملک یون ہی نشہ غرور مین سرمست تھا کہ ناگاہ حمید خان نے نزدیک ہو کر توپخانہ کو حکم دیا اور
اسی دھوان دھار مین عین الملک نے شاہزادہ مست کو سوار کر کے چاہا کہ اپنی فوج سے دار و گیر کرے
کہ ناگاہ سہیل خان خواجہ سرا نے میمنہ سے حملہ کر کے اس کی جماعت توڑ دی اور عین الملک تلوار کھا کر گرا

توسہیل خان نے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا شاہزادہ اسمٰعیل نے گھوڑا بڑھا کر چاہا کہ علی خان و آنکس خان کی فوج مین پہونچکر برہان شاہ سے ملحق ہوجاوے مگر نشہ شراب سے زمین پر گرا اور حمید خان کے سوارون نے فی الفور گرفتار کرلیا اور خانجی بن شجاعت خان نے بیجاپور سے پہونچکر اس کو مستقر اصلی تک پہونچا دیا اور جب عین الملک کا سر بیجاپور آیا تو خرد و بزرگ خوش ہوگئے اور چند روز بطور عبرت لٹکایا گیا آخر بڑی توپ مین رکھکر اڑایا گیا اور حمید خان و سہیل خان و اعتماد خان شوستری حاضر حضور ہوکر انعامات و خطابات وغیرہ سے سرفراز ہوئے اور عالم خان بھی خطاب مصطفٰے خان سے مخاطب و دو ہزاری سپہ سالار ہوا اور برہان شاہ اس واقعہ سے متحیر و نہایت نادم و خجل ہوکر احمدنگر واپس گیا۔ یہ واقعہ اہل عبرت کے لیے قدرت حق عزوجل کے آیات صنعت پر کافی دلیل تھا کیونکہ شہزادہ اسمٰعیل کی بغاوت مین عمدہ امرا اکثر حکام اطراف متفق تھے اور بغاوت کفار علاوہ اور تمام رعایاے ممالک کا حیرت و اضطراب اور دار الملک کی رسد کا انسداد کچھ ایسے طور سے اسباب ظاہر جمع ہوئے تھے کہ اکثر اہل عقل کے نزدیک معاملہ بہت خطرناک نظر آتا تھا اور اس مین تو کسی کو بھی شک نہ تھا کہ فتنہ و آشوب دور ہونے کے لیے زمانہ درکار ہے حالانکہ شاہزادہ اسمٰعیل مین سواے مستی و شہوت پرستی کے عمدہ خصائل متوہم تھے حضرت مالک الملک تعالیٰ و تقدس نے ایک دم مین تمام اسباب فتنہ و فساد سوخت کردیے اور اس بادشاہ پاک اعتقاد کے واسطے مزید یقین ہوگیا۔ یہ واقعہ نمونہ اس حالت کا تھا جو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے اوقات مین عرب کے درمیان ظاہر تھا اور بفضلہ تعالےٰ بہت جلد صاف ہوگیا

ذکر وزیر خوشخصال شاہ نواز خان بہیال

جاننا چاہیے کہ خواجہ علاء الدین محمد شیرازی اپنے عہد کے معارف و مشاہیر سے تھے اُن کے تین بیٹون مین سے خواجہ سعد الدین عنایت اللہ حسن اخلاق و فنون حکمت و ریاضی وغیرہ مین فائق ہوئے ابتداے عمر مین جناب سید فتح اللہ شیرازی کی خدمت مین انواع علوم حاصل کیے اور حبیب علی عادل شاہ نے مال خطیر سید موصوف کے پاس بھیجکر بیجاپور مین آنے کی درخواست کی تو خواجہ سعد الدین نے بھی آنجناب کی رفاقت مین سیر کا قصد فرمایا اور بیجاپور و برہانپور و مندو و اوجین و آگرہ و دہلی و لاہور وغیرہ سیر کرکے وطن مالوف کی طرف مراجعت کی اور حج کے قصد سے بغداد و زیارات نجف اشرف و کربلاے معلے سے فارغ ہوکر عراق کی راہ سے مکہ معظمہ مین حج ادا کیا اور وہان سے مدینہ طیبہ پہونچکر بعد اداے زیارت وطن کی طرف رجوع کیا اور چندے آرام کے بعد ملا شکیبی شاعر و خواجہ عنایت اردستانی کی رفاقت مین پھر سیر دکن کا قصد فرمایا اور بندر چول سے اترکر چندے وہان کے متنزہات سے مسرور ہوکر دار السلطنت بیجاپور آئے اور سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ نے قدرشناسی فرماکر خطاب عنایت خان و جاگیر

لائق سے سرفراز فرمایا یہ دلاور خان کا زمانہ تھا پھر روز بروز ترقی پاکر ندیم مجلس شاہی ہوے اور سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار ہجری مین معتمد سلطنت ہوکر برہان نظام شاہ سے صلح کرنے اور اُن کے ہاتھون قلعہ ساختہ توڑ والے مین نامور ہوئے پھر محمد قلی قطب شاہ کے پاس بھاگ نگر مین جس کو حیدر آباد نام کیا گیا ہی جہت سرانجام مہام سلطنت و پیغام بعض امرار بادشاہی بطور رسالت گئے اور کام بخوبی انجام دیکر بیجاپور آئے۔ جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل شروع ہوئی اور بادشاہ عادل کے اکثر حواشی بھی منافقانہ طریقہ سے باغیون سے موافق ہوئے تو شاہ نواز خان ذاتی شرافت سے پروانہ صفت خورشید سلطنت کی حفاظت مین سرگرم رہے اپنے اوپر خواب و خور حرام کرلیا اور نہایت عقلمندی سے جس کو منحرف پایا دفع کیا اور جس کو خیرخواہ پایا تقرب دیا یہان تک کہ بفضل الٰہی سبحانہ وتعالےٰ وہ فتنہ دفع ہوا چونکہ یہ کمینہ راقم الحروف بھی بصدق دل حضرت بادشاہ کا مخلص خیرخواہ تھا امیر باتوقیر نے مجھے بھی ذرہ وار آفتاب سلطنت تک پہونچایا بہ خلعت و زیادتی منصب و گذارہ کی نوازش فرمائی حتے کہ حضرت شاہی نے خاص زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ تاریخ روضۃ الصفا کا نسخہ ہی سیاق تاریخ مین پسندیدہ ہی اسی طرح تو بھی شاہان ہندوستان کی تاریخ جو صدق وصفائی کے ساتھ دروغگوئی و مداحی سے خالی ہو اس زمانہ تک مجلد علیحدہ مین تحریر کر کیونکہ کسی نے ہندوستان کی ایسی تاریخ نہین لکھی سوائے نظام الدین بدخشی کے وہ بھی مختصر بہت ہی۔ بندہ نے بعد زمین بوسی اس خدمت مین سعی کی اور چند اجزا ابھی حضور مین پیش ہوکر پسند ہوگئے۔ الحق کہ بادشاہ جمجاہ مین وہ تمام خوبیان موجود ہین جو شاہان بزرگ کو سزاوار ہین اس مین کچھ بھی مبالغہ و مداحی نہین ہی افسوس کہ اس زمانہ والے معتقدون مین خود لیاقت نہین کہ رحمت الٰہی سے سرفراز ہون ورنہ یہی بادشاہ ہفت اقلیم ہونے کا سزاوار تھا۔ جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل مٹ گئی تو بادشاہ عادل نے مدت کا خیال پورا کرنے کی طرف توجہ کی یعنے شاہی دیوان مین عیب تمام ہی کہ برہمن صاحب دیوان ہون جن کو شیطانی انسان کا قدیمی لقب ہی لہذا بادشاہ نے شاہ نواز خان کو وزیر الممالک کا خلعت عنایت فرمایا اور چند روز مین اس کا ثمرہ تمام لوگون پر ایسا ظاہر ہوا کہ مدتون کے خسارات دبیرو لقی پر حسرت سے انگلیان کاٹتے تھے کہ شیاطین الانس کس قدر تغلب و تصرف سے سلطنت بیرونق کرتے رہے ہین۔ پھر سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری مین وزیر الملک کے یہان فرزند ارجمند میرزا علاءالدولہ کا قدم مبارک بساط وجود پر آیا اور مولانا نہیمی نے قصیدہ غرائے تہنیت سنایا اور سب قسم کے لوگون نے علےٰ قدر مراتب انعام پایا چونکہ بادشاہ عادل نے خان موصوف کی قدر افزائی کا قصد فرمایا تھا تو خان موصوف نے نہایت عمدہ تکلف سے ایک وسیع عمارت مین جو کچھ دلون پہلے حسب الحکم شاہی تیار کی تھی بشارت قدوم کا اہتمام کیا جسکے ملاحظہ و طریق آداب سے شاہ والاجاہ بہت محظوظ ہوئے اور خان موصوف کی جاگیر و انعام و احترام مین زیادہ فرمایا اس موقع پر مولانا ملک قمی و مولانا ظہوری و مولانا حیدر کاشی نے قصیدۂ و انواع اشعار سے رونق مجلس کو دوبالا کردیا

خان بلندمکان کے بڑے بھائی خواجہ معین الدین محمد بھی طلاقت و فصاحت مین ممتاز تھے بعد تقرب شاہ نوازخان کے شیراز سے حضور شاہی مین حاضر ہو کر خلعت و جاگیر سے سرفراز ہوئے لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین جہان فانی چھوڑ کر ملک جاودانی کی راہ لی اور بادشاہ عادل نے بجنسہ ان کی جاگیر ان کے چار سالہ فرزند محمد ظریف کے نام بحال رکھی جو عم بزرگوار کی تربیت مین کسب کمالات سے ممتاز ہوئے اور چھوٹے بھائی خواجہ ہدایت اللہ بھی بڑے بھائی کی وفات سنکر بطور تعزیت بیجاپور آئے اور بعد رسوم تعزیت کے واپسی کا قصد کیا تو خان والاشان نے شیراز کی مسجد اتابکی کی مرمت کے لیے چومند رس تھی سالانہ زر خطیر ان کے حوالہ فرمایا اب تک اسی کام مین مشغول ہین وللہ الحمد والمنۃ

بیان قتل ابراہیم شاہ ثانی اور غلبۂ سپاہ عدالت پناہ بفضل وکرم ربانی

الحمد للہ علے احسانہ کہ اس خاندان رفیع الشان مین نوبت خلافت اور جہانداری کی ایسے شہریار ذی شوکت عدالت قرین کو پہونچی کہ قوائم ارکان اسکے بصنعت کانہم بنیان مرصوص کے مخصوص ہے اور مسند سلطنت اور جہانداری ایسے سلطان عظمت آیت کو واصل ہوئی کہ بارگاہ عرش اشتباہ اسکی بمنقبت ومن دخلہ کان امنا کے منصوص ہے صورت ہر مامول کی قبل اسکے کہ نقشبند خیال اسکا صفحۂ خاطر پر کھینچے بقدر سرعت کمن جفا سے صحرائے ظہور مین خرامان ہووے اور تشریف موہبت کہ خلعت خانہ وللہ خزائن السموات والارض مین فراہم ہے قامت اقبال اس کا ہر روز اس کے حاصل کرنے مین مشرف ہووے اور بانچہ اعلام ظفر غلام اسکے نے کہ جسکی شان رفعت مین کانہا کوکب دری یوقد من شجرۂ مبارکہ زیبا ہے جس دیار پر پرتو ڈالا روزگار ظلمانی وہان کے باشندون کا منور ہوا اور صحیفہ حسام فیروزی انجام اسکا کہ مصداق یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار ہے جس مقام مین کہ بانتقام نیام سے باہر آیا سر مخالفون کے گوے میدان ہوئے ذوالفقار کی طرح چمکنے مین برق چلنے مین بادصبا ہے آوازہ اسکی سطوت کا اکناف مشرقین مین واصل ہوا او صیت کشور کشائی اور دشمن کشی کا اطراف خافقین مین متواصل ہوا جو شخص کہ تند باد قہر اسکی سے نیچے گرا پھر قدم اسکا مرکب مرام پر نہ پہونچا جس شخص نے اسکے حلقۂ اطاعت سے سر باہر کیا بادیہ ہلاکت مین ہدف تیر محنت ہوا دلیل اس معنی کی یہ تحقیق اور برہان اس دعوی کی تصدیق واقعہ ارکان دولت ابراہیم نظام شاہ بن برہان شاہ ہے کہ تفصیل اسکی مولف خامۂ مشاطہ شیرین کار سے چہرۂ عروس روزگار پر لکھتا ہے اور قدرے اقبال شاہجہان کا نظر جہانیان مین جلوہ گر کرکے مرقوم خامہ زرنگار کرتا ہے کہ جب بادشاہ جہان مطاع نے حصار نلگوان کو سرکشان بیفکر کے قبضۂ تغلب سے برآوردہ کرکے ہمت معاندان دولت قاہرہ کے دفع پر مصروف کی بعضے امرائے درگاہ کو کہ سر گریبان طغیان سے برلائے تھے منصب ایالت اور ریاست سے معزول اور محبوس کرکے خاطر دشمنانگی اور مار آستین سے مطمئن فرمائی چونکہ حرکات اور سکنات برہان نظام شاہ سے غبار کلفت

خدایگان اعلیٰ کے گوشۂ دل مین جاگزین تھا اسلیے ہمیشہ خیال اسکی تلافی اور انتقام کا کہ خصلت پسندیدہ سلاطین صاحب تمکین سے ہی اُس کے خیال کے گرد پھرتا تھا لیکن مماشات و اغماض بھی جو اوصاف سلاطین عالی مقدار سے ہی مافی الضمیر کو مانع ہوتا تھا اور نہین چاہتا تھا کہ مادۂ فتنہ و فساد ہیجان کرکے سفک و مار ظہور مین پہونچے کہ ناگاہ اس حال کے خلال مین برہان شاہ نے شاہزادہ اسمٰعیل کے فریب مین سنگ جفا کا عہد و پیمان کے شیشہ پر مار کر ایسا چور کیا کہ ہرگز وہ اصلاح اور درستی کے قابل نرہا پس واسطے کہ جب خبر شہزادہ کے خروج کی احمد نگر کی طرف پہونچی اس کی اعانت کے واسطے قصد لشکر جمع کرکے بتعجیل تلنگوان کی طرف روانہ ہوا لیکن حوالی قلعہ پرندہ مین خبر قتل ہونے عین الملک اور گرفتاری شاہزادہ ستمگر اپنے سوار ہونے سے پشیمان ہوا اور اپنا پس سر کھیچ کر احمد نگر گیا اور جو اُس وقت مین قلعہ چندر کوٹی کہ علی عادل شاہ نے مصطفیٰ خان اردستانی کی مساعی جمیلہ اور میامن اخلاص سے مسخر کیا تھا ابراہیم عادل شاہ کے قبضۂ قدرت سے برآوردہ ہو کر کفار کرناٹک کے تصرف مین دوبارہ آیا تھا اور راے بیجانگر نے کہ اُس وقت بلکنڈہ کو دار الراج بنایا تھا اسکو یقین تھا کہ عدالت پناہ پرخاش پر آمادہ ہو کر حدود مین بیشک فوج کش ہوگا اور قلعہ چندر کوٹی کے سبب کہ ایک راجہ نے لیا ہی اُس کی ولایت مین بھی گزند پہونچاویگا اس سبب سے محزون اور ملول ہوا اور عالی شاہ پسر عین الملک نے کہ بعد قتل ہونے اپنے باپ کے معرکہ سے بھاگ کر پناہ ساتھ اُسکے لیگیا تھا کہا علاج اس کا اس پر منحصر ہی کہ اتفاق کرکے تم اس طرف سے چند قلعہ ممالک عادل شاہ پر متصرف ہو اور اُدھر سے برہان نظام شاہ بھی کچھ علاقہ فتح کرلے تا کہ اُس کے تسلط اور غلبہ مین تخفیف ہووے اور اُس سمت سے دلجمعی ہو راے بلکنڈہ نے یہ راے پسند کرکے برہان شاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ غلبہ اور تسلط عدالت پناہ کا حد سے زیادہ تر ہی اور خوف اس بات کا ہی کہ خدا نخواستہ اس کی سپاہ کے سبب سلاطین اور حکام دکن کو مضرت پہونچے اس بارہ مین فکر واقعی کرکے وہ کام کرین کہ اس اندیشہ سے نجات حاصل ہو برہان نظام شاہ کہ مشتاق اس صحبت کا تھا اس امر مین شریک ہوا اور یہ تجویز کی کہ رامراج قلعہ بیکاپور اور مدکل پر متصرف ہووے اور خود قلعہ شولاپور اور شاہ درک کو حوزۂ تسخیر مین لاوے اور برہان شاہ نے مقدمات سابق مثل تیار کرنے اور توڑنے قلعہ منگلبیر اور حوالی پرندہ سے بے نیل مقصود نہایت خجالت اور ندامت سے احمد نگر کو مراجعت کرنا مطلق فراموش کرکے لشکر کشی پر آمادہ ہوا اور مرتضیٰ خان انجو کو سپہ سالار کرکے ماہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری مین بارہ ہزار سوار مسلح اور جرار مملکت عادلشاہ کی طرف نامزد فرمائے تا کہ ممالک سرحد کو تاخت و تاراج کرکے شاہ درک اور شولاپور کو مفتوح کرین اور راے بلکنڈہ بھی فرصت پاکر بعضے قلاع سرحد کرناٹک صاحبقران کے اہلکارون کے تصرف سے برآوردہ کرے مصرع ع زہے تصور باطل زہے خیال محال * مرتضیٰ خان اور تمام امراے نظام شاہ بعد طی مسافت جب قلعہ پرندہ مین پہونچے اور دریافت کیا کہ اب تک راے بیجانگر نے بادشاہ عدالت گستر کی آتش غضب کے خوف

سے اپنے مسکن سے قدم باہر نہین رکھا اندیشناک ہوکر اُس مقام مین توقف کیا لیکن انکے قراول اور تاراجیان
نے سرحد کے قریون اور قصبات پر تاخت کرکے مزاحمت بیجا ہونچائی اور یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک
مین پہونچی امراے سرحد کے نام فرمان واجب الاذعان مخالفون کی تنبیہ اور گوشمالی کے بارہ مین صادر فرمائے
اور انھین دنون مین ازبک بہادر جو سلک امراے عظام نظام شاہی مین منتظم تھا اس نے عدالت پناہ کی ولایت
مین آن کر نشان جسارت بلند کیا تھا لیکن امراے عادل شاہی کی دست برد سے شربت ہلاک چکھا اس لیے
رعب اور ہراس نظام شاہیون کے دل پر غالب ہوا اور اس حالت نے متوطنان بلدۂ احمد نگر تک سرایت کی
چنانچہ ماہ جمادی الثانی کے اواخر مین کمال غصہ اور غیظ سے برہان نظام شاہ کا مزاج وہاج طریق اعتدال سے
منحرف ہوا تپ محرق عارض ہوئی یہانتک کہ رجب المرجب کی نوین تاریخ کو وہ مرض ساتھ اسہال خونی کے
منجر ہوا اس خبر کے انتشار سے ایک شورش عظیم اُسکے لشکر مین جو قلعہ پرندہ کے قریب نازل ہوا تھا برپا ہوئی
اور اخلاص خان حبشی زادہ کہ غلامان دودمان نظام شاہیہ سے تھا اور اُس لشکر مین اُس سے کوئی شخص بزرگتر
اور صاحب شوکت نہ تھا اُسنے تمام امراے حبشی اور دکنی سے اتفاق کرکے سر گریبان کینہ سے نکالا اور چاہا
کہ بطور جمال خان کے عداوت جبلی کے باعث مرتضی خان اور تمام غریبون کے قتل و غارت مین مشغول ہوکر کچھ
اثر اُن کے آثار سے باقی نرکھون اس درمیان مین اُمراے غریب اُسکے کید و غدر سے واقف ہوکر باتفاق
اپنے ابناے جنس کے سوار ہوئے مرتضی خان اور احمد خان قزلباش اور بعضے اور اعزہ سے بہ تعجیل تمام
احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور خلیفہ عرب اور قزلباش خان نے مع ایک جماعت کثیر غریبان کے ولایت
عدالت دستگاہ مین پناہ لاکر حبشی اور دکنی کے دست ظلم سے پناہ پائی اور اس اخبار کدورت آثار کے سننے سے
برہان شاہ کے مرض نے ترقی پکڑی جیسا کہ مفصل اپنے مقام مین مذکور ہوگا اور آخر اس سراے پر خرخشہ سے
دار البقا کی طرف ارتحال کیا اور اُسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا قائم مقام ہوا اور میان منجو دکنی پیشوا اور
وکیل السلطنت ہوا لیکن امراے حبشی زادہ کہ جو فتنہ و فساد بدرجہ اعلے رکھتے تھے اس قدر خبیث تھے کہ
ابراہیم نظام شاہ کی والدہ حبشیہ تھی مقرب اور مصاحب اور ندیم اُسکے ہوئے اور میان منجو چونکہ بعلاج
تھا اس علت کو اپنی حالت پر چھوڑ کر خاموش ہوا اور اسوقت حبشیون اور دکنیون کوتہ اندیش نے ایسے مقدمات
کہ خرابی سلطنت اور ویرانی مملکت کے موجب ہون اختیار کیے اور پاؤن اپنی حد سے باہر رکھکر ایلچیان
عادل شاہی کی نسبت کہ اس دربار مین تھے شرائط تعظیم و تکریم کماحقہ بجانہ لاتے اور دم حریفی اور ہمسری کا
مار کر نشان تکبر اور نخوت کے بلند کیے اور اعمال ناشایستہ آناً فآناً اُنسے سرزد ہوتے تھے اور ابواب خشونت
اور وحشت کے ساعت بساعت مفتوح ہوتے تھے اور یہ بات سلطان عدالت گستر کے مزاج کے موافق نہ پڑی
اور بسبب ازدیاد کدورت سابقہ برہان نظام شاہ ہوئی اور اُنھین دنون مین شہنشاہ کی راے کہ کیفیت
عواقب امور بیشین کے علم الیقین کے ظہور سے جانتی ہے اور مقادیر اشیا کی کلیت قبل از وجود ساتھ عین الیقین

کے دیکھتے ہی یون مقتضی ہوئی کہ مفسدون کی تنبیہ اور تادیب کے واسطے پانون رکاب ظفر انتساب مین لادے
اور ارباب نخوت کو پائمال حشم و قہر کرے اس واسطے منجمان برجیس فطنت عطارد ذکا کو طلب کرکے استفسار فرمایا
انھون نے بعد از تعمق انظار و تدقیق افکار آثار و انظار ثوابت و سیارہ مین طالع سرطان کو کہ خانۂ ماہ تابان اور
اعدا کے دفع و رفع کے واسطے شایان ہی اختیار کیا اعیان دولت اور ارکان سلطنت نے بادشاہ کے
حکم کے موافق اس ساعت مین جو ارباب تنجیم نے قرار دی تھی خیمہ و خرگاہ و پیشخانہ اور بارگاہ بہمن علی کی طرف
بھیجا اور نقارہاے حربی سے آسمان و زمین مین غلغلہ ڈالا **بیت** برآمد زکوس و زرنا غریو * ز بیم آب شدے
زہرۂ نرہ دیو * اور اسکے پیچھے صاحبقران سلیمان مکان نے پاے فتح و ظفر سریر سلطنت سے رکاب نصرت انتما
مین رکھا رخانہ زین کو رشک نگارخانہ چین کیا گویا شبدیز سبک خیز اسکا ایک تندباد ہی جس پر سلیمان زمان
مطلق العنان ہی یا ایک آتشین عنصر ہی ابراہیم دوران اس پر ہی نہین نہین فلک الافلاک ہی کہ ایک دن مین
آفتاب عالمتاب کو مشرق سے مغرب کی طرف پہونچائے اور ایسا تیز تگ ہی کہ ایک دم مین ابلق دہر کو
عرصۂ شتاب مین شہ مات کرے **مثنوی** بنازم بآن رخش آگندہ ران * کہ فربہ شد از ضعف او داستان *
نہنگ بحار و پلنگ جبال * ہوا را عقاب و زمین را غزال * گہ پویہ باد و گہ قطرہ آب * گران چون درنگ
سبک چون شتاب * بالجملہ اول روز مین بیسوین ماہ شعبان سنہ مذکور کو موکب منصور نے بہمن علی مین نزول
اجلال فرمایا اور اطراف و اکناف اس مقام کے مضرب خیام عساکر بہرام انتقام ہوئے اور بلیچہ علم فرقدسای اس
ظل اللہ کا ذروۂ مہر و ماہ پر پہونچا امرا اور افسران سپاہ اس مقام مین شاہ جم جاہ کی ملازمت مین مشرف ہوئے
اور سب بخلعت کمربند و خنجر مرصع و اسپان تازی و عراقی سرفراز ہوئے رایات نصرت آیات کو اس
مقام سے شاہ درک کی طرف متحرک فرمایا **بیت** بہ خیل و حشم شاہ گردون فراز * روان شد زجا ہمچو عمر دراز *
عزم یہ تھا کہ اگر ساکنان احمدنگر اب بھی بخلاف ازمنۂ ماضی طریق عناد و فساد سے منحرف ہوکر صمیم قلب مستقیم سے
اخلاص و دوستی اختیار کرین اور ایک جماعت صاحب فہم و فراست کو درگاہ مین بھیجکر زبان معذرت
اور استغفار مین کھولین تو سپاہ بہرام انتقام کے تعرض سے مصئون اور محفوظ رہین اور اگر شامت اعمال
اور بخت نامساعد سے شاہراہ اطاعت اور متابعت سے منحرف ہوکر بادیۂ ضلالت اور گمراہی سے باہر آوین
ساتھ تیغ قہر و سیاست کے نوازش پاکر گرداب محنت و غرقاب مصیبت مین گرفتار ہووین اور جو قصد
و ارادہ شہنشاہ زمان کا یہی تھا ناچار عنان شبدیز جہان نورد گردون خرام کو روکے ہوئے ہر روز
ایک فرسخ کم و بیش راہ طی کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ جو کہین زمین خوش آئین نظر آتی تھی
پانچ چھ روز وہان مقام کرتا تھا کہ شاید ارکان دولت نظام شاہیہ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوکر بملائمت اور
موافقت رجوع ہووین اور مکارم اخلاق خسروانہ کہ بہانہ طلب تھے سر جرائم سے گذر کر شراب عفو و بخشش
سے ان کے جام راحت انجام کو لبریز کرین لیکن افواج شقاوت اور بدبختی نے انھین پیش و پس سے ایسا

محاصرہ کیا تھا کہ مقدمات سلامتی خاطر نخوت مآثر مین لاکر نظر غور کو کام فرماتے یا ارباب دانش کے ارشاد
کو گوش ہوش مین جگہ دیکر انکے کہنے پر عمل کرتے الغرض اسکے بعد رایات نصرت آیات خسرو دالاگہر بعد
طی مراحل و منازل قصبۂ درک مین پہونچے سرا پردۂ عظمت و شہریاری ذروۂ سماک اور قبۂ افلاک مین
بلند ہوا وہ خطہ ایسا تھا کہ ہوا اس سرزمین کی فرح افزا اور پربہار تھی اور مقام دلچسپ چشمہاے آب روان
اور پھولون کی کثرت سے صحرا نمونہ گلستان اور قسم قسم کے گل اور ریاحین شگفتہ اور خندان رہتے تھے اس پر
غبار موکب جہان پیما سے غالیہ بیز بن گیا یعنے اس مکان جنت نشان مین توقف کیا وزیر و امیر جوانان و پیر جو
ہمصحبت اور مشیر تھے اُن سے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا اب چندے بساط عیش و نشاط مبسوط ہووے
غرضکہ جشن کی تیاری ہوئی چندے شراب کباب ناچ گانا جلسہ بے تکلفانہ رہا مقدمات لشکرکشی اور دشمن
گدازی پردہ تاخیر مین رہے اس درمیان مین اخلاص خان مولد اور بعضے امراے دیگر نے کہ ابراہیم
نظام شاہ ثانی کے دور کو محاصرہ کیے تھے اپنی کثرت جمعیت پر مغرور ہو کر اسباب قتال و جدال کے تہیہ مین
اشتغال کیا اور صورت امید ہاے باطل اور آرزوہاے لاطائل لوح خیال پر نقش کر کے نقش تصورات
محال صفحۂ دماغ باطل اندیش پر کھینچے اور بے تامل و تفکر اپنے نفس سرکش کے حکم پر اپنی باگ ہوا و ہوس
کے ہاتھون مین سپرد کر کے خزانے بقیاس اور گھوڑے اور ہتھیار بیشمار سپاہ پر تقسیم کیے اور ابراہیم نظام شاہ
کی ملازمت مین جس کو ایسے امور مین چندان اختیار نہ تھا قدم راہ جسارت مین رکھا اور تیہ نادانی مین سراسیمہ
اور معمورۂ جہل مین حیرت زدہ ہو کر طی منازل اور قطع مراحل کرنے لگے غرضکہ تیس ہزار سوار جرار اور توپ و ضرب زن
بیشمار اور فیلان پائدار اژدہا کردار لیکر بسرعت تمام سرحد بادشاہ سپہر احتشام کیوان غلام مین پہونچے اور
خیال محال اور سوداے فاسد کے باعث آغاز شیطنت کر کے مکر و فریب کا پیشہ کیا اور بطریق برہان شاہ راجہ
بیجانگر کو جو ہمیشہ آنحضرت کے خراج گذار تھے واسطے تاخت و تاراج قصبات اور پرگنات سرحد اودنی
وغیرہ کے ترغیب و تحریص کی اور یہ امر زیادہ تر صاحبقران کے موجب خشم و غصہ ہوا آخر کو حضرت نے زبان فیض ترجمان
سے یہ ارشاد کیا کہ حسب و نسب بھی اعتبار تمام رکھتا ہے ہرچند ہم اس یورش مین ساتھ نرمی اور مدارا کے
پیش آتے ہین رگ حمیت غلامان حبشی اور دکنی کی انکو نہین چھوڑتی کہ خشونت و جلادت چھوڑ کر راہ مصالحہ
اور ادب سے پیش آوین اب ہمارے ذمہ ہمت پر واجب و لازم ہوا کہ انکی خودرائی اور ستیزہ کاری کی جزا
و سزا انکے آغوش مین رکھین اور بے ادبون کو گوشمال واجبی دیکر عزیمت خسروانہ دشمنون کے دفع پر تعین کرین پھر
بعد اس قرارداد کے فرمان واجب الاذعان یون صادر کیا کہ امرا اور افسران سپاہ افواج آراستہ کر کے بہ نہایت
تجمل و حشمت سے میدان عرض مین آوین اور خیل خاصہ سلاحدار اور حوالدار مسلح اور مکمل ہو کر کمال عظمت و شوکت
سے صف آرا ہووین چنانچہ ذیقعدہ کی اٹھارھوین تاریخ سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری مین صبح سعادت کے وقت
کہ فراشان کارخانہ ایجاد و تکوین نے شامیانہ زرین طناب آفتاب کو میدان سپہر لاجوردی مین بلند کیا اور اسکے

فروغ انوار سے جہان بوقلمون کو منور کیا تھا شہنشاہ جم جاہ جوان بخت اس قصر پر جو قصبہ شاہ درک کے باہر
واقع تھا برآمد ہوا اور ابواب احسان خلائق کے چہرہ پر مفتوح کرکے مجرائیون کا سلام لیا اور افواج عساکر منصورہ
کو ملاحظہ فرمایا اور کمی بیشی اور دیگر کیفیت لشکر ظفر اثر خاطر قدسی مآثر مین لاکر انکے اجراے مطالب اور انجاح مآرب
کا حکم فرمایا سپاہ تمام نیزہ ور اور شمشیر زن فرق سے نعل مرکب تک غرق دریاے آہن کہ میدان جانستان مین
جان و مال سے دریغ نہ کرین اور تیغ آبدار اور پیکان آتشبار سے خاک معرکہ اعدا کی آنکھون مین ڈالین اور بعد جائزہ
کے منادی غیب نے نداے فرح اقتران نستفتحوا فقد جاءکم الفتح گوش ہوش مین سنائی **نظم** سپاہی بحر موج و سیل رفتار
سپاہے ابر سیر و کوہ وقار ٭ سپاہے از شمار اختر افزون ٭ سپاہے از حساب عقد بیرون ٭ پھر حمید خان اور شجاعت خان
کو مع تیس ہزار سوار تیغ گزار نظام شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے نامزد فرمایا اور اتمام حجت اور
الزام کے واسطے حمید خان اور شجاعت خان سے متواتر یہ فہمایش کی کہ جبتک دشمن علم جسارت اور
سبقت میدان کین مین نہ بلند کرین تم بھی تمہید حرب مین ساعی نہ ہونا اور نظام شاہ کی ولایت مین مزاحمت
نہ پہونچانا اور جب وہ ہماری مملکت مین داخل ہو کر جنگ پر آمادہ ہووین اور صف جدال آراستہ کرین مناسب
ہے کہ تم بھی رایت اژدہا پیکر عادل شاہی کو بمقتضی ان جندنا لھم الغالبون کے آراستہ اور مرتفع کرو اور ہمارے
فرزین بند اقبال عالمگیر کے ساتھ محفوظ ہو کر فیل و رخ کی قدرت سے دشمن دغل کو پیادون سے کنار بساط
شہ مات دیکر شطرنج مین غرقاب کر دینا تو یہ مذکور تھا کہ ناگاہ امراے نظام شاہی نے مخاصمت ہاتھ سے
نہ دیکر محاربہ اور مقاتلہ مین کہ انجام اسکا پردہ غیب مین مستور ہے میل و رغبت کی اور فیصلہ اس یورش کا بعہدہ
شمشیر آبدار اور قطع اس مبحث کا حوالہ خنجر گذار کی طرف رجوع کرکے غرہ ماہ ذی الحجہ کو اس بادشاہ قضا قدرت
کی سرحد مملکت مین قدم رکھا اور جیساکہ دستور حرب نظام شاہی تھا حصار اپنی توپ اور ضرب زن سے
گرداگرد لشکر کے آراستہ کیا اور ارابے زنجیر اور ریسمان سے مضبوط اور مربوط کیے اور قلب و جناح درست کرکے
حرب پر آمادہ ہوئے جب یہ خبر حمید خان کے گوش زد ہوئی چشم شجاع مین آثار خشم نمود ہوئے اور جبین
پر چین شجاعت ظاہر کرکے ترتیب سپاہ اور صف جنگ گاہ کی آراستگی مین توجہ فرمائی میمنہ پر سہیل خان خواجہ
اور عنبر خان حبشی کو اور میسرہ پر شجاعت خان اور شرزہ خان کو مقرر کیا اور آپ پہلوانان آزمودہ کار کو بعد شوکت
و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر قلب مین قائم ہوا اور مقصود خان شحنہ فیل کو جو غلامان گرجی سے تھا مع
فیلان کوہ پیکر کے فوج کے آگے مامور کیا القصہ اس کلام کا یہ انجام ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور مہم
مقابلہ اور مقاتلہ تک پہونچی بعد حصول تقارب پیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت لایا قاصد جانستان بنیان
حصار ابدان کے انہدام اور نقب حصن حصین جان کے واسطے دمبدم روان ہوا اور پیک برق آسا رعد صدا یعنی
توپ اور ضرب زن کا گولہ اساس حیات کے انہدام کے لیے میدان کین مین متردد ہوا اور بعد فراغ استعمال
آلات آتشبازی مبارزان جرار نو نحوار مرکب مردانگی کو بہ مہمیز ستیز جولان کرکے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے

اور تیرہائے خطی سے کہ مثل غمزہ سبز عذاران ہند فتنہ انگیز اور مانند مژگان عاشقان مستمند خونریز تھے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر چشمے خون کے جسمون سے بہائے اور بساط منقش اور فرش ملون عرصۂ جنگ پر کھینچکر نشان شجاعت کے بلند کیے دشت نبرد گلزار ہو گیا جدھر رخ کیا لاشون کا انبار دیکھا

مثنوی

نبرد آزمایان آہن گسل + ببر از خشم سینہ پر از کینہ دل + چو آتش لشوریدگی گشتہ گرم + نہ مہر و وفا و نہ آزرم و شرم +

اور اسکے بعد کہ دود لہائے سوختہ استعمال آلات آتشبازی سے میدان سپہر زنگاری تاریک ہوا اور شعاع رماح اور عکس مشاغل سلاح سے فضائے معرکہ پر از برق ہوا قلب و میسرہ کی فوج عادل شاہی نے بہ محض حکمت الٰہی شکست پائی اور ایک جماعت کثیر دو اسپہ صحرائے ناگزیر فنا کی طرف روانہ ہوئی اور بعضون نے خستہ اور مجروح ہو کر وادی انہزام کا راستہ لیا اور اسی ہاتھی معرکہ مین چھوڑ گئے لیکن یہ معنی کہ فتح ہو کر اعلام ظفر انجام سپاہ عادل شاہیہ کا مرتفع ہوا بیان اس کلام کا یہ ہے کہ ہنگامہ کارزار کی عین گرما گرمی مین دود آتشبازی اور غبار سے میدان ستیز تاریک تر ہوا چونکہ ہوا مخالفون کی جانب سے چلنے لگی صفوف میسرہ خدایگان عالی دود و بارود کے سبب نہایت تیرہ و تار ہوئین جوانون اور بہادرون کا اس روز سیاہ کے پیش آنے سے جی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا مجال توقف نرہی جنگ کر کے متفرق ہوئے کسی نے مقابلہ نکیا صفوف میسرہ کا میدان مصاف صاف ہو گیا امرائے نظام شاہی اس معنے کو فتح پر محمول کر کے ایکبارگی حملہ آور ہوئے فوج قلب اور اکثر افواج میمنہ عادل شاہی صف میسرہ کے مانند متفرق اور پریشان ہوئی لشکر نظام شاہی مفروروں کے تعاقب مین مشغول ہوا اور ابراہیم نظام شاہ اس مقام سے کہ اپنے لشکرگاہ کے عقب آلات حرب و ضرب سے نبچنے کے واسطے اختیار کیا تھا مشاہدہ تفرقہ فوج عدالت پناہ سے بیقین فتح کر کے نہایت حضور اور سرور سے مرکب کو جولان کر کے چند لوگون سے آگے بڑہا اور سہیل خان اور عنبر خان اور تھوڑے امرائے میمنہ عادل شاہی کہ اب تک جدال و قتال مین نہ مشغول ہو کر کنارے ایستادہ تھے نظام شاہیہ کا چتر و علم دیکھ کر اس کی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور مقصود خان ترک بھی اسی فیل کوہ تمثیل جو بدمست اور جنگ مین ہوشیار تھے لیکر ساتھ انکے ملحق ہوا ایک جماعت جو ملازم رکاب برہان نظام شاہ تھی یک زبان ہو کر بولی کہ عدد ہماری جمعیت کا پانسو کو نہین پہونچتا ہی اور جمعیت غنیم کی ہزار مردے متجاوز معلوم ہوتی ہی صلاح یہ ہی کہ ہم معرکہ سے کنارہ کر کے اسقدر توقف کرین کہ ہمارے امرا فراہم ہووین ابراہیم نظام شاہ کہ جوش شباب سے سرخوش تھا اور نشہ شراب کی بدمستی اس پر علاوہ مزید تھا دلتنگ ہوا اور متفرقون کی عرض پذیر انکرکے ارشاد کیا کہ میرے چھوٹے بھائی اسمٰعیل نے جنگ دلاور خان مین منہ نہ پھیرا مین سہیل خان نسے کے خواجہ سرا سے کیونکہ پہلو تہی کرونگا یہ کہکر تلوار غلاف سے کھینچی اور دس بارہ ہاتھی مست اور کچھ آدمی ہمراہ لیکر فوج شاہی پر حملہ کیا اور بقدر امکان تردد کر کے داد مردی اور مردانگی دی ناگاہ زمانہ کے رسم و عادت کے موافق کمین قضا اور کمان قدر سے ایک حربہ

پہنچا

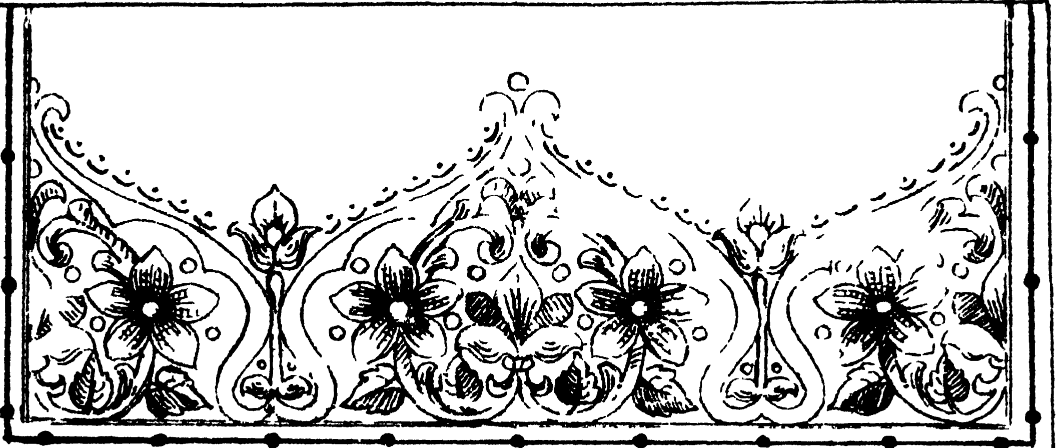
مقتل پر نظام شاہ بحری کے پہونچا اُسکے صدمہ سے جان برنہوا نقد حیات خازن بہشت کے سپرد کی **بیت** دسمے
چند بشمرد و ناچیز شد ٭ زمانہ بخندید کو نیز شد ٭ مقربان درگاہ نظامیہ بصد تلاش لاش اپنے بادشاہ کی جو غلامان حبشی
کی شامت تیغ سے خاک ہلاک پر افتادہ تھی اُٹھا کر بادل بریان و دیدۂ گریان احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور
اس خبر کے شائع ہونے سے کہ نہال حیات ابراہیم نظام شاہ بحری کا باد حوادث کے صدمہ سے چمن زندگانی مین
ٹوٹ گیا ہی تمامی امراے حبشی اور دکنی احمد نگر کے جو تاراج مین مشغول تھے مصداق لا یستطیعون حیلہ
لا یہتدون سبیلاً ہو کر سلسلہ اُنکی جمعیت کا ٹوٹا اور اسقدر خوف و ہراس چھایا کہ کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا لڑائی
موقوف ہوئی اور نہایت محنت اور مشقت سے نیم جان اپنی دوڑ دھوپ کر میدان قتال کے باہر لے گئے
اور توپخانہ اور فیلخانہ خاص نظام شاہیہ غارت کراکے دو تخانہ اپنے صاحب کا ضائع اور برباد کیا اور یہ فتح
ساتھ دیگر فتوحات عادل شاہی کی سلک مین منتظم ہوئی زمانہ تہنیت گذار ساتھ اس نظم کے مترنم ہوا **مثنوی**
زمان تا زمان از سپہر بلند ٭ بفتح و گرباش فیروز مند ٭ ہمہ شب کہ مہ طوف گردون کند ٭ چراغ ترا روغن
افزون کند ٭ ہمہ روز خورشید با تاج زر ٭ بپائین تخت تو بندد کمر ٭ اس وقت جو امر نادر وقوع مین آیا تھا
مولف بذریعہ قلم خجستہ رقم اس کتاب مین درج کرتا ہی وہ یہ ہی کہ جب امراے قلب و میسرہ نے قدم دائرہ ثبات
اور تہور سے باہر رکھا بہت سپاہی جس طرح کہ عادت مفروروں کی ہی بخیال تعاقب سپاہ غنیم سراسیمہ
اور بدحواس ہو کر ایسا بھاگے کہ قلعہ شاہ درک تک کسی نے مڑ کر نہ دیکھا اور متفق اللفظ والمعنی نواب
شاہ نواز خان سے یون نقل کی کہ کل عصر کے وقت سپاہ طرفین ملگئی بازار گیرودار نے رواج پایا اور بان
کے چلنے اور باروت کے دھوین کی کثرت سے چشم عقل خیرہ اور میدان نبرد تیرہ ہوا اور سپاہ عدالت پناہ
کو اسکے سبب سے ایسا صدمہ پہونچا کہ چند امرا نے اس ورطۂ ہولناک سے نجات پائی اور اکثر اُن مین کے
نقد حیات ہاتھ سے کھو بیٹھے اور ایک ہاتھی کے سوا کہ وہ بھی رضوان ترک غلام کی مردی و مردانگی سے معرکہ سے
برآوردہ ہوا ہی تمام ہاتھی معرض تلف و غارت مین آئے یہ تقریر یہین رہی تھی کہ چند مخبر گرد راہ سے
پہونچے انھون نے بھی مفروروں کے موافق خبر پہونچائی اور اس اخبار کے انتشار سے کہ صبح تاریخ تیسری ماہ
مذکور تک پھیلے رہے تمام آدمی متوحش اور پریشان ہوئے اور آشوب شدید اور ولولۂ عظیم عدالت پناہ کی اردو
مین واقع ہوا لیکن سلطان صافی ضمیر نے شبہہ و نظیر کہ آسمان قدر اس کا مثل معارج فلک الافلاک کے رفیع اور
سپہر سریر اسکا مثل سریر سپہر کے وسیع تھا روے نیاز خاک عاجزی پر رکھکر بزبان تضرع و زاری درگاہ ملک
متعال سے ظفر اور برتری مسالت کی اور اس امر مین خاص و عام کے ساتھ مخالفت کر کے منفرد ہوا اور کسی وجہ
سے اس قول کی صحت اختیار نفرمائی اور جس روز کہ تمام مقرب اور اہل دربار حاضر تھے حضار مجلس کی طرف متوجہ
ہو کر فرمایا کہ جو کچھ نقوش لوح محفوظ نے میرے آئینہ دل پر عکس ڈالا ہی اسکے برخلاف ہی جو مفروروں اور
مخبروں نے موقف عرض مین پہونچایا ہی عنقریب اقبال شاہی بشارت فتح و نصرت کہ درباریان اس دربار فلک

اساس سے بسمع اولیاے دولت روزافزون مین پہونچادیگا اور گل مراد چمن اخلاص مخلصان مین شگفتہ اور
شجر بے ثمر زندگانی اعدا سموم ہموم سے زار و نزار ہوگا ابھی یہ کلام صدق انجام درمیان مین تھا اور مقربان
مجلس اختصاص پھل تسلی اور تسکین کے حضرت کے نہال کلام سے چنتے تھے کہ نواب عرش آستان یعنے شاہ
نوازخان مخفل خاد مشاکل سلطان زمان مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر
یون ثناخوان ہوا **ابیات** گیتی ز فر دولت فرمان دہ جہان + مانند عرصۂ ارم و روضۂ جنان + در ہر طرف
کہ چشم کنی جلوۂ نظر + در ہر طرف کہ گوش نہی مژدۂ امان + تاثیر دولت روزافزون اور مساعدت بخت
رہنمون سے رایت فتح آیت سر آسمان پر کھینچتا ہے اور آفتاب خنجر سپاہ ستارۂ اقبال سے ہر روز ایک مملکت
مفتوح کرتا ہے یعنی اسی دم جاسوسان قمر سرشت فلک سیر لشکر ظفر اثر سے پہونچے اور زبان بشارت نصرت
و فیروزی مین کھولکر یون عرض پیرا ہوئے کہ ابراہیم نظام شاہ نے میدان جانستان مین شہد شہادت چکھا
فیلخانہ اور توپخانہ مع جمیع کارخانجات سپاہ بحر جوش رعد خروش کے تحت و تصرف مین آیا ہے حضار مجلس
صفائی باطن خورشید میامن بادشاہ سے تعجب مین رہے زبان ثنا اور دعا مین کھولی مضمون ان ابیات کا باواز
بلند سنانے لگے **ابیات** ای شہریار وقت و شہنشاہ روزگار + جاوید باش در کنف لطف کردگار +
اجرام رام و بخت بکام و فلک غلام + دولت مطیع و چرخ مساعد زمانہ یار + اور باوجود اس جدال و قتال
کے کہ اکثر عمائد انصار علی حضرت سلیمانی کام آ گئے تھے بہ مقتضاے رحمدلی اور مراحم ذاتی ابراہیم شاہ
کے قتل ہونے سے متاثر اور غمگین ہو کر حکم قضا شیم صادر فرمایا کہ کوئی امراے فیروز جنگ اور سپاہ
قیامت آہنگ مین سے نظام شاہ کی حدود مملکت کی تخریب مین پیشقدمی نہ کرے اور رعایاے سرحد کی بھی
مزاحم اور متعرض نہووے اور نیز توقف اور مقام اس اطراف مین موجب ازدیاد رعب و ہراس مملکت
نظام شاہیہ ہے لازم کہ بمجرد ورود فرمان رایات دولت و اقبال کو متحرک کرکے آستان خلافت آشیان کی
تقبیل کو متوجہ ہو دین پھر اواخر ماہ مذکور مین تمام امرا مظفر اور منصور ہو کر شاہ درک مین بپایۂ سریر احتشام
حاضر ہوئے علے قدر مراتب ہر ایک نے نوازش و مرحمت شاہی اختصاص حاصل کیا اور سہیل خان اور عنبر خان
کہ ہنگام دار و گیر اور زمان رزم و پیکار مین نہایت جوانمردی اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی منظور نظر عاطفت
ہو کر ازدیاد مناصب و تفویض ولایت مین از سر نو سرفراز اور ممتاز ہوئے پھر سلطان سپہر احتشام نے مقتضی المرام
ہو کر عنان میمنت طراز دارالخلافت بیجاپور کی طرف کہ آیۂ بلدۃ طیبۃ و رب غفور اسکے صفحہ پر مسطور ہے معطوف فرمائی
اثناے راہ مین جب سلخ ماہ ذی الحجہ کو آب نہر بیورہ سے عبور کیا سید الشہدا شہید کربلا نبی کے نورعین حضرت امام حسین
علیہ السلام کے شرائط عزاداری مین مشغول ہو کر مقام فرمایا مخبران بادشاہی نے حد کرناٹک سے بذریعہ حسان
عنایت نشان شاہ نوازخان یہ اخبار حضرت ظل الٰہی کے مسامع قدسی جوامع مین پہونچائے کہ چند نفر رایان
کفرہ فجرہ نے امراے نظام شاہی کی تحریک کے سبب قلعہ ادونی کے اطراف مین جاکر لوازم محاصرہ پیش

پہونچایا ہی اور اس سبب سے کہ وہ حدود و اطلال رجال سے خالی ہی اور کوئی ایسا نہین ہی کہ متعرض اس
جماعت کے احوال کا ہووے اس وجہ سے ابواب دخول و خروج مسدود ہوئے اور اہالی قلعہ تنگی آذوقہ
اور علف سے محنت کھینچتے ہین سلطان عدالت گستر نے یہ خبر سنتے ہی فوراً حکم صادر فرمایا کہ اسی وقت ایک
جماعت امراے عظام مع جنود ظفر ارتسام عنان شبدیز خوش خرام اعداے دولت قاہرہ کی سرکوبی اور
پامالی کے واسطے منعطف کرکے اس طرف روانہ ہووے اور شمشیر آبدار الماس فعل سے سر دشمنان بدبخت
کے تن سے جدا کرکے ایسی آتش جانسوز اس جماعت مقہور کے خرمن عمر بوم مین افروختہ کرے کہ قیامت تک
انکے خار ظلم کا صدمہ کسی کے کف پا مین نہ پہونچے اور بعد روانگی سپاہ ظفر انتساب اور فراغ ماتم سید الشہدا
علیہ السلام اور لوازم عاشورا محرم الحرام سلطان صاحبقران نیک اعتقاد ندی بیورہ کے ساحل
سے کوچ فرما کر دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور اعیان دولت اور اشراف شہر نے خاقان منصور کی
توجہ سے کہ ہمیشہ گل اقبال اسکا باغ دولت مین شگفتہ اور خندان رہے واقف ہو کر برج و بارہ
کو آراستہ و پیراستہ کیا اور تمامی دوکانین اور دیوارون کو دیباے چینی اور مخمل فرنگی اور دیگر اقسام الوان
وغیرہ سے پوشش کرکے عجیب و غریب اشیا نظر خلائق مین جلوہ گر کیے سلطان عاقبت محمود ماہ محرم الحرام
کی تیرھوین تاریخ سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار ہجری مین کہ اختر شناسان حکمت نے اصطرلاب فکرت سے
اختیار کی تھی نظام شاہی ہاتھی شاہرخ نام پر سوار ہو کر ساتھ اس شوکت اور حشمت کے کہ گردون گردان
باوجود اس کے کہ برسون خاک کے کرہ پر پھرا ویسا تجمل عینک مہر و ماہ سے نہ دیکھا مقر عز و جلال کی طرف
خرامان ہو کر بمصداق السلطان فی البلد کالروح فی الجسد ظہور مین لایا اور دار الخلافت کی ہوا اس کے
شبدیز کے سم غبار سے عنبر بیز ہوئی اس روز فیروز مین عنقاے قاف سلطنت و اقبال نے فیل فلک شکوہ
پر سوار دولت ہو کر دروازہ نورس سے تختگاہ کی جانب توجہ فرمائی امرا اور ارکان دولت اور مقربان حضرت
وزیر امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان پیادہ رکاب ظفر انتساب مین یمین و یسار جاتے تھے ازدحام
خلائق اور تماشائیون کا دروازہ مذکور سے اندر کے دروازہ تک اس کثرت سے تھا کہ کندھے سے کندھا
چھلتا تھا بلکہ باد سبک سیر کا عبور اس سے دشوار تھا **مثنوی** دران روز از کثرت خاص و عام
ز بسیاری ازدحام انام * دران راہ راہ نفس بستہ شد * ز حمل خلائق زمین خستہ شد * بادشاہ ظفر قرین
باآئین شہریاران صاحب تمکین قلعہ ارک کی اس عمارت مین کہ معمار ہمت اسکی نے اسکی بنا کی تھی مع گروہ
اصحاب ملاحت و طائفہ ارباب صباحت بزم عیش و عشرت مین ساغر مے نورانی کے تجرع اور نغمات چنگ و اغانی
کے سماع مین مشغول ہوا اور وہ عمارت قریب روضۂ ملا مغری واقع ہی کہ سیاح سیاہ پوش مردمک دیدہ نے کسی
سواد مین مثل اسکا نہ دیکھا اور جاسوس تیز گوش ہوش نے کسی اقلیم مین نظیر اسکا نہ سنا اسکے دست ارتفاع نے
جوزا کا کمر بند کھولا اور پاے احترام اسکا بارگاہ کیوان پر پہونچا فیض بخشی اور خوش ہوائی مین افسانہ روزگار ہوا

اور جان پروری اور دلکشائی مین ضرب المثل اقطار ہوا صفاے نفضا اُسکے روضہ ارم کی طرح فرح افزا ہی اور نسیم مشک بیز اُسکی طرہ محبوب کے مانند عنبر سا ہی **قطعہ** چنین بناے ہمایون فلک ندید بچشم + چنان عمارت عالی جہان ندارد یاد + تخت بارگہ اقبال باز کرد ازش + درے ز خلد بروے جہانیان بکشاد + اور بعد فراغ لوازم سور و سرور بساط عدالت بچھاکر دروازہ انصاف اور داد پروری کا روے خلائق پر کھولا اور رشتہ انتظام جہانداری مین مصروف ہوکر یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ کی ندا گوش عالم اور عالمیان مین پہونچائی اور اسوقت جاسوسان تجسس مقال نے یہ بشارت مسامع جاہ جلال مین گذرانی کہ کفرہ بیجانگر جو معاندان اطراف کی ترغیب اور مفسدان اکناف کی تحریک کے باعث طریق عصیان مین قدم رکھکر چاہتے تھے کہ کمند تسخیر قلعہ اودنی کے شرفات پر ڈالکر جبل جبل گردن مقصود مین لپیٹین اُس وقت امراے عظیم الشان کے قرب وصول سے جو آب نہر بیورہ کے ساحل سے نامزد ہوئے تھے آگاہی پاکر مضمون آیہ کریمہ یقول الانسان یومئذ این المفر اپنے حسب حال کیا اور گریز کو ستیز پر اور فرار کو قرار پر اختیار کرکے باگ عزیمت اپنے مساکن اور مواطن کی طرف معطوف کی اور کچھ لوگ اس جماعت سے جو اسیر سپاہ ظفر قرین ہوئے تھے سر اُنکے تن سے جدا کرکے درک اسفل کی طرف روانہ کیے غرۂ محرم الحرام سنہ ایکہزار پانچ ہجری مین کہ سپہ سالار شہور اور صاحب لواے دہور ہی ہاتف غیبی نے پس پردہ لاریبی سے غلغلہ تہنیت اور مبارکباد کا گوش اہل ہوش مین پہونچایا کہ محض لطف بے انتہاے یزدانی اور عنایت نامتناہی سبحانی سے سیادت مرتبت رفیع منزلت میر محمد صالح ہمدانی نے اس دیار مین تشریف شریف ارزانی فرمائی ہی کہ ساکنان صوامع ملکوت اور کروبیان جبروت اُسکے رشک قدم سے پیچ و تاب مین ہین اور نفوس کواکب سماوی نے اسکے انوار جمال کے روبرو کاسۂ کچکول ہلال کو گدائی کے واسطے تبرک دیا اور چند موے مشکبوے سید کائنات خلاصہ موجودات مفخر عالمیان وتتمہ دور زمان احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مصحوب اُسکے ہین اعلی حضرت سلیمانی یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور حمد و سپاس خداوند جہان بجا لاکر نہایت تعظیم اور تکریم اُن بزرگوار کی ملاقات بابرکات کی سعادت حاصل کرکے موے مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم کی شرف زیارت سے اختصاص پایا جس سے حسن اعتقاد اور صفائی نیت اس بادشاہ عیسی سیرت یوسف صورت کی خاص و عام پر ظاہر ہوئی کس واسطے کہ بعضے سلاطین کہ ہمعصر اس خاقان سکندر شان کے تھے ہر چند کوشش کی مگر زیارت اس جوہر لطیف سے سرفراز نہوئے کیونکہ موہاے مبارک ایک چاندی کے ڈبہ مین تھے جو سب طرف سے بالکل بند تھا اس مین کہین سوراخ نہ تھا جب بادشاہ صافی عقیدت نہایت تمنا سے سر کو قدم بناکر موے مبارک کی زیارت کے لیے حاضر ہوا اور سونے چاندی کی انگیٹھیون مین عود و عنبر سلگایا اور تمام ادب سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک پر تحفہ درود و سلام پہونچایا تو خود بخود موے مبارک سے نے برآمد ہوکر ہزاروں انوار سے مالامال فرمایا اور نہ

بادشاہ عالی جاہ کو فخر کامل حاصل ہوا اور خلائق نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا۔ بادشاہ نے میر محمد صالح کو انعامات بے اندازہ سے غریق بحر احسان فرمایا جب ماہ محرم الحرام مین بادشاہ نے عزاداری کی تو حضرت سید معزی الیہ کو پیام دیا کہ مین نے حضرت کے جد امجد کی عزاداری قائم کی ہے اگر حضرت قدم رنجہ فرماوین تو ہم لوگون کا شرف ہے حضرت سید نے قدم رنجہ فرمایا اور بادشاہ نے دور سے استقبال کرکے پاکیزہ مکان مین اُتارا اور شکر قدوم مین زر و جواہر عرض کیے اور امرا کو قطعی حکم دیا کہ ہر وقت حاضر رہین ہر فرمایش کی تعمیل کرین اور اکثر اوقات خود بھی مع نذر زر و جواہر حاضر ہوتا۔ بعد ختم ماہ محرم مکارم اخلاق خسروانہ مقتضی اس امر کے ہوے کہ بزرگ مہمان عزیز کی خدمت مین از راہ مروت و فتوت نذر پیشکش کرے بنا بر آن دس بارہ ہزار سکہ ہون (طلائی) نقد و چندے اسباب مفخر دیر تکلف کہ قلم اُس کے اظہار سے قاصر ہے شرف ملاحظہ مین گذرانا اور بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت جو کچھ مدعا ارشاد فرماوین لبسر و چشم تعمیل ہو حضرت سید معزی الیہ نے بعد دعا و ثنا کے فرمایا کہ عمر اسّی برس ہو چکی آرزو یہی ہے کہ اماکن متبرکہ کی زیارت ہو اور حج کے بعد اسی دیار نورانی مین زاد آخرت پورا ہو بادشاہ نے خزائن ضروری کے ساتھ شاہی جہاز والے کو بھی حکم فرمایا کہ طرح سامان سفر مکہ معظمہ درست کرکے بہ آرام پہونچاوین سلالہ آل خیر المرسلین میر محمد صالح نے بوقت رخصت خوشی سے دو موے مبارک بادشاہ کو دیے جو زرین ڈبہ مین ہین ہر شب جمعہ انکی زیارت فرماتا ہے اور ان کی برکات سے بادشاہ کے اقبال و دولت مین روز افزون ترقی ہے



نظام الملک بحری

روضہ تیسرا بیان مین سلاطین شہر احمد نگر کے جو نظام شاہیہ مشہور و معروف ہین

آرایندگان چمن اخبار و سرایندگان انجمن اسرار پر پوشیدہ اور مخفی نرہے کہ احمد شاہ بحری بیٹا ملک نائب نظام الملک بحری کا تھا اور ملک نائب برہمنان بیجانگر کی اولاد سے تھا اُسکا اسم اصلی تیما بہت اور اُسکے باپ کا نام بہرتو تھا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد فرخندہ مہد مین وہ ولایت بیجانگر مین مسلمانون کے ہاتھ اسیر ہوا تھا اور بعد شرف اسلام موسوم بملک حسن ہوکر غلامان بادشاہی کے سلک مین منتظم ہوا سلطان احمد شاہ نے جب اُسے صاحب ادراک اور قابل دیکھا اپنے خلف الصدق محمد شاہ کو مرحمت فرمایا اور اُسکے ہمراہ مکتب بھیجا اور اُسنے سواد خط فارسی بھی تھوڑے عرصہ مین بہم پہونچایا اور مشہور بہ ملک حسن بہرو ہوا لیکن سلطان محمد شاہ بچپن مین بہریلو اچھی طرح نہ بول سکتا تو ہمیشہ ملک حسن بحری اپنی زبان مبارک سے فرماتا اس وجہ سے خاص و عام مین بحری لقب ہوا اور محمد شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین اُسے تربیت کر کے معتمدین سے گردانا اور ماہی مراتب عطا کر کے بحری نام کی مناسبت سے داروغگی تمام جانوران شکاری کی کہ اصطلاح مغول مین قوش بیگی کہتے ہین اسے تفویض فرمائی اور اس تقریب کے باعث اسکی عزت و شوکت افزون ہوئی اور رفتہ رفتہ خطاب نظام الملک بحری ملا اور وزیر اعظم خواجہ جہان کاوان کے التفات سے صوبہ دار تلنگ ہوگیا اور راجمندری و رکندبیل کا علاقہ مع مضافات جاگیر پایا یہانتک اس حدود کے حل و عقد اور قبض و بسط کی اُسکے قبضۂ اقتدار و اختیار مین درآئی اور بعد مقتول ہونے خواجہ جہان کاوان کے اُس کا قائم مقام ہوکر خطاب ملک نائب اور منصب سرلشکری سے بھی سرفراز ہوا اور بعد ارتحال سلطان محمد شاہ حسب وصیت اُسکے وکیل سلطنت اسکے فرزند سلطان محمود کا ہوکر جاگیر بیر مع دیگر پرگنات کے پائی اور

پرگنات دولت آباد کے متعلق تھے تحت جنیر کیے اور پرگنات اضافہ اپنے فرزند ملک احمد کو دیے اور خواجہ جہان
کے التفات سے وہ بھی منصبدار ہوا تھا اس کو جنیر کی طرف بھیجا وہ جنیر مین حاکم مسند نشین ہوا اور رحل اقامت
ڈالکر علاقہ کے بندوبست مین مشغول ہوا اور ہر چند ملک نائب نظام الملک بحری فرامین حاصل کر کے بھیجتا تھا
کہ قلعہ سیر اور جوند اور بھی قلعہ ملک احمد کے تصرف مین چھوڑدیے جاوین ایک جماعت مرہٹون سے کہ خواجہ جہان
کاوان نے اُن پر اعتماد کر کے وہ قلعے انھین سپرد کیے تھے ان فرامین کے مضامین پر عمل نہ کرتے تھے اور یہ جواب
دیتے تھے کہ جس وقت ہمارا خداوند نعمت سلطان محمود بہمنی سن رشد اور تمیز کو پہونچکر صاحب اختیار ملک و مال
ہوگا ہم اُسکے حلقۂ اطاعت مین قدم رکھینگے اور قلعے بھی اس کے سپرد کرینگے لیکن ملک احمد کہ صاحب داعیہ
تھا ہمت اُن قلعون کی تسخیر پر مصروف کر کے پہلے عنان عزیمت قلعہ سیر کی تسخیر پر معطوف فرمائی اور اُسکا محاصرہ کیا
اور وہ قلعہ ایک تلۂ کوہ پر واقع تھا اور نہایت ارتفاع سے بام ایوان اُسکا فلک کیوان پر کہ چرخ ششم سے
مراد ہے پہونچا اور عقاب بلند پرواز نے اُسکے فراز پر پہونچنے سے پر حرص کاٹے قطعہ کسے ندیدہ فرازش مگر بچشم ضمیر +
کسے نرفتہ نشیبش مگر بپائے گمان + ملوک راز رسیدن بآن گسستہ امید + عقاب گاہ عروجش فگندہ بال توان +
اہالی حصار نے جب کام اپنے اوپر تنگ دیکھا اور کوئی شخص اُنکی مدد کو نہ پہونچا بعد چھ مہینے کے تیغ و کفن گلے مین
ڈالکر مع کلید قلعہ اُسکی ملازمت کے واسطے روانہ ہوئے اور ملک احمد کی سپاہ نجوم کے مانند
برج حصار مین داخل ہوئی اور جب معلوم کیا کہ بعد شہادت خواجہ جہان پانچ برس کا محصول مرہٹ اور کوکن کا
اس قلعہ مین جمع ہے تمام روپیہ ملک احمد کے ملاحظہ مین گذرانا اس سبب سے ملک احمد کی مہمات مین رواج اور
رونق ظاہر ہوئی اور امرا اور سپاہیون کے دل بذل نقود سے شاد اور محظوظ کیے اور اسی عرصہ مین قلعہ جوند اور لوہ گڑ
و تنگی و ترولی و کنڈانا و پورندر و تورنپ و جیوادن و گھوڑک درگ و جن و ماہولی و پالی کو جبراً اور قہراً مفتوح کر کے تمام
کوکن پر قابض و دخیل ہوا اور قلعہ وندراج پوری کی تسخیر کی فکر مین تھا کہ خبر قتل اپنے والد ملک نائب کی سنکر
بلدۂ جنیر کی طرف معاودت فرمائی اور خطاب اپنے باپ کا اپنے اوپر اطلاق کر کے موسوم و مشہور باحمد نظام الملک
بحری ہوا اور ہرچند اس جناب نے لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق نہ کی لیکن شہرت اُسکی دکن مین باحمد نظام شاہ
ہوئی اس واسطے فقیر حقیر محمد قاسم فرشتہ جو مصنف اصل کتاب ہے اسے باحمد نظام شاہ بحری یاد کر کے مرقوم خامۂ تحقیق
کرتا ہے کہ بعد پہونچنے بلدۂ جنیر اپنے باپ کی ماتم داری سے فارغ ہوکر پرتو التفات سپاہ و رعیت کے حال پر ڈالا
اور عرصۂ قلیل مین قصبہ سیر اور سیوگا اور پٹن وغیرہ مین ایسا ضبط لیا کہ خوف تزلزل سے متضایقین نے اسکی مملکت
مین جذب آہن کے تعرض سے اعراض کیا اور کہربائے ہاتھ درازی کا کشش تصرف سے کھینچا خلاصہ یہ ہے
جنیر سے ایذا و ظلم دور ہوا اور اس سبب سے کہ آغاز شباب مین سندھیل اور راجہ مندری کے راجہ دریا نام سے
اور بھی کفار اس حدود سے جنگہائے عظیم کے باعث اسکی شجاعت اور مردانگی عالمگیر ہوئی تھی ہرچند سلطان
محمود امرا اور منصبداران اور سلحداران کو اس کے دفع تسلط اور غلبہ کے واسطے نامزد فرماتا تھا ہرگز قبول

نہ کرتے تھے بعضے عدم قوت و قدرت سے طرح دیتے تھے اور بعضے دور اندیشی اور عاقبت بینی سے پنبہ درگوش اور خموش رہتے تھے چنانچہ سلطان محمود نے قاسم برید کی تحریک سے چند مرتبہ فرمان بنام مجلس رفیع یوسف عادل خان صادر فرمایا کہ باتفاق مخدوم خواجہ جہان دکنی اور زین الدین علی طالس حاکم چاکنہ جنیر کی طرف جاکر آب سیاست سے احمد نظام شاہ کی آتش فتنہ کو ساکن کرے اس جناب نے معذرت کرکے اُسکے قبول سے انکار کیا بلکہ احمد نظام شاہ کے پاس اپنا ایلچی ماتم پرسی کے بہانہ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اُس حدود کی ضبط وحفظ مین تقصیر نہ کرے اور اپنا لشکر قلعہ اندرپور سے جو زین الدین علی طالس کی مدد کے واسطے بھیجا تھا بلوالیا اور اس حصار کو بھی احمد نظام شاہ کے تفویض کیا اور اظہار دوستی اور مصادقت مین کوئی دقیقہ نچھوڑا سویک سے بھی قوی پشت کیا اور احمد نظام شاہ نے ظریف الملک خان کو امیر الامرا کیا اور نصیر الملک گجراتی کو امیر جملہ بنایا اور زین الدین علی طالس کے پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو حق ہمسایگی منظور نظر عاطفت و رافت ہی اور مین اس بزرگوار کو صفت سخاوت مین ابر مطیر اور شجاعت و مردانگی مین برہنہ شمشیر جانتا ہون مناسب یہ ہی کہ رقم بیگانگی اصفحہ خاطر سے محو کرکے حرف گذشتہ کو الماضی لایذکر سمجھین اور آپ کو اس دولت خداداد مین شریک کرین زین الدین علی نے یہ مقدمہ قبول کرکے اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر کی لیکن چونکہ شیخ مودی عرب نے جسکا خطاب بہادر الزمان تھا اور مردانگی اور فیروز جنگی مین تمام امرا سے امتیاز رکھتا تھا احمد نظام شاہ کے دفع اور اخراج کا بیڑا اُٹھایا اور بارہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر جنیر کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ پرندہ کے قریب پہونچا تو زین الدین علی طالس نے فسخ عزیمت کی اور رائے کو تغیر و تبدل دیکر ارادہ کیا کہ مع جمعیت اپنی اس سے جا ملے اس درمیان مین احمد نظام شاہ شیخ مودی کے قرب وصول سے آگاہ ہوا اور اپنے اہل وعیال کو قلعہ سیر مین بھیجکر حرب وضرب و ترکتاز کے واسطے جریدہ شیخ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب شیخ مودی کے اردو کی اطراف مین پہونچا اپنی قلت سپاہ اور کثرت لشکر خصم دیکھکر صف جنگ سے محترز اور مجتنب ہوا اور غنیم کی فرودگاہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور لوازم ہوشیاری مین بروجہ نہایت کوشش کی اور جب زین الدین علی کے اوضاع و اطوار سے یقین حاصل ہوا کہ کمین فرصت مین ہی اور چاہتا ہی کہ موقع وقت دیکھکر شیخ مودی عرب سے ملحق ہو اسواسطے لشکر نصیر الملک اور زین الملک کے حوالہ کرکے خود مع جماعت سلحداران خاصہ اور کچھ لوگ منصبداران سے کہ انھین امر دولتخانہ مین حوالہ کیتے تھے شکار کے بہانہ اُردو سے سوار ہوا اور قصبہ چاکنہ پرکہ مقام زین الدین کا تھا تاخت لیگیا اور رات کے وقت کہ کوئی شخص محافظت مین مشغول نہ تھا پہونچا اور زینہ ہاے چوبی کہ اس کام کے واسطے ہمراہ رکھتا تھا قلعہ کی دیوار پر نصب کرکے سب آدمیون سے پیشتر سترہ سپاہی ہمراہ لیکر قلعہ مین در آیا اسکے بعد لشکر بھی سوار ہو کر چار طرف قلعہ کے فروکش ہوا اور جو یہ جماعت مسلح اور مکمل اور اہل قلعہ یعنے محصور غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اُسکے ہمراہی کہ سات سو مرد تیرانداز بلکہ قدر انداز تھے مقتول ہوئے اور قلعہ چاکنہ مفتوح ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی نصیر الملک نے بھی اپنے دل مین ارادہ کیا کہ جب تک احمد نظام شاہ مراجعت کرے مین بھی شیخ مودی پر دست بردی

کر کے کار نمایان بجالاؤن پس ایک جماعت قلیل کہ عدد اُسکے تین ہزار سے بھی کم تھے ہمراہ لے کر شیخ کی اُردو کی طرف متوجہ ہوا جب ایک کوس پر پہونچا شیخ مودی واقف ہوا ایک جماعت کو مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے بھیجا اور بعد از جنگ صعب شیخ مودی کے لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے اور پھر اسی روز جب دوسری مرتبہ شیخ مودی نے لشکر بھیجا شکست پائی اُسکے بعد شیخ مودی ناچار ہو کر خود سوار ہوا نصیر الملک جو اُن دو فتح کے سبب نہایت مغرور تھا مع لشکر خستہ و مجروح اس کا بھی مقابلہ اختیار کیا لیکن شکست فاش پا کر بحال خراب ظریف الملک کے پاس گیا اور احمد نظام شاہ نے جاکنہ سے مراجعت کی جب احوال اس نہج سے دیکھا مکارم اخلاق سے نصیر الملک کے مکان پر گیا اور بغایت التفات سے مرہم اُسکے زخمون پر رکھا اُسے کلفت اور خستگی سے نجات بخشی اور بعد چند روز کے خیمہ و خرگاہ اُسی مقام مین چھوڑ کر لشکر جرار آزمودہ کار لیکر آدھی رات کو خصم کی طرف تاخت کر کے شبخون مارا اور سلسلہ اُنکی جمعیت کا توڑ کر متفرق اور پریشان کیا اور شیخ مودی عرب مع جماعت کثیر عرب اور دکنی اور حبشی کے مقتول ہوا اور خیمہ و خرگاہ اور ساز و سلب اسکا موجب زیادتی اسباب مکنت نظام شاہ ہوا پھر احمد نظام شاہ نے منصور و مظفر ہو کر خوش و دوستکام جنیر کی طرف معاودت فرمائی اور ایک لحظہ سپاہ و رعیت سے غافل نہوا اور سلطان محمود اس خبر سے نہایت پریشان اور آشفتہ ہوا اور عظمۃ الملک و بیر کو مع اٹھارہ امرائے نامدار اور لشکر جرار معرکہ گذار جنیر پر نامزد کیا احمد نظام شاہ مع سپاہ جنیر سے برآمد ہو کر قادر آباد کے کوہستان مین فروکش ہوا اور جس وقت کہ لشکر سلطان گھاٹ میری مین پہونچا احمد نظام شاہ نے تین ہزار مرد اہل نبرد انتخاب کر کے قادر آباد کی طرف سے احمد آباد بیدر کی طرف تاخت کی اور رات کو بحالت بیخبری اس نواح مین پہونچا جو کہ ایک دربان کو جو شہر کے پھاٹک پر مامور تھا موافق کیا تھا اُسنے رات کو دروازہ کھول دیا اور اُسے شہر مین داخل کیا اور احمد نظام شاہ نائب کے مکان کی طرف جو موکل تھا روانہ ہوا اور جاتے ہی اُس کے اہل و عیال اور اس کے باپ کے متعلقون کو پالکیون مین بٹھا کر ایک جماعت مردم معتبر سے جنیر کی سمت روانہ کیا اور خود تمام رات شہر کے کوچون اور محلون مین گشت کر کے امرائے نامزد کے زن و فرزند کو ہر ایک مقام سے دستیاب کر کے صبح کے قریب شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ بیر کے راستہ سے قلعہ پرندہ کی طرف متوجہ ہوا اور امرا کے زن و فرزند کی حفظ ناموس مین نہایت کوشش کی اور امرائے نامزد قریب گھاٹ میری کے خبر توجہ نظام شاہ بیدر کی طرف سنکر اُس کے پیچھے روانہ ہوئے اور قصبہ بیر کے اطراف کے قریب جا کر پیغام دیا کہ اس سبب سے کہ تونے ہماری حفظ ناموس مین کوشش کر کے اپنے فرزندون کے مانند نگاہ رکھا ہی ہم تیرے ممنون احسان بلکہ فرمانبردار ہین لیکن شرط مردمی مقتضی اسکی نہین ہی کہ بطریق چورون اور بدمعاشون کے تو ہمارے مقابلہ سے بھاگ کر احوال مستورات کا متعرض ہووے اور وہ امر کہ جو گبر و نصاریٰ کے کیش مین درست نہین ہی مرتکب اُسکا ہووے احمد نظام شاہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اسی وقت اُنکے اہل و عیال کو نہایت اعزاز و تکریم سے اُنکے پاس بھیجا اور خود کوچ کر کے قلعہ پرندہ کی طرف گیا اس درمیان مین فرمان سلطان محمود کا امرا کے نام نہایت ملامت سے بھرا ہوا صادر ہوا مضمون

اُسکا یہ تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری بحری شکاری کے مانند پرواز دراز کرتا ہی اور تم اُسکے خوف و نہیب سے آشیان خیمہ وخرگاہ مین بھاگ کر مرغ جان کو اُسکے چنگل کے آسیب سے بچاتے ہو اگر تلافی اور تدارک کر کے اس باغی کو گرفتار کر کے درگاہ مین لاؤ تو بہتر نہین تو یقین جانو کہ غضب و قہر شاہانہ مین گرفتار ہو کر اپنے باپ دادا کی آبرو چند مدت کی ضائع اور برباد کروگے اُنھون نے فرمان کے مضمون پر اطلاع پا کر مقام بیر مین قیام کیا اور فرمان کے جواب مین تحریر کیا کہ ہم لوگ آدمی سپاہی ہین اور ہمارا کام تلوار مارنا اور دشمن کا منکوب اور مستاصل کرنا ہی اگر دشمن کے احوال سے ہوشیاری مین غفلت واقع ہوئی وہ عظمۃ الملک دبیر کی جانب سے ہی اُسکا قائم مقام اگر دوسرا افسر مقرر ہو وے حضرت کے میامن اقبال عدو مآل سے دشمن کا دفع وجہ احسن سے ظہور مین پہونچیگا سلطان محمود نے عظمت الملک کو درگاہ مین طلب کیا اور جہانگیر خان کو تلنگ کے علاقہ سے مع تین ہزار سوار کو اس سے طلب کر کے بخلعت سرلشکری مشرف کیا اور بجاے عظمۃ الملک جنیر کی طرف روانہ کیا جہانگیر خان کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور اس سے کارہاے خوب نمایان سرزد ہوے تھے شجاعت اور حسن تدبیر مین وحید و فرید دکن تھا تمام امرا مستظہر ہو کر بکبارگی متواتر ہ پرندہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مخدوم خواجہ جہان قلعہ پرندہ مین درآیا اور اپنے فرزند اعظم خان کو احمد نظام شاہ کے ہمراہ کیا اور وہ حرب مین صلاح نہ دیکھکر پٹن کی طرف گیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر صورت واقعہ ظاہر کی اور جب اس سے توجہ نہ پائی اور جہانگیر خان پٹن کے اطراف مین پہونچا احمد نظام شاہ نے وہان سے کوچ کر کے عزیمت جنیر کی طرف کی اس کے بعد جیور کی گھاٹی پر چڑھکر اس قصبہ کے پہاڑون مین درآیا اُسی روز نصیر الملک گجراتی مع لشکر کہ قادر آباد مین رہا تھا مع خزانہ اور غلہ اور آذوقہ اور سامان ضروری بکثرت تمام لیکر ساتھ اُسکے ملحق ہوا اور سر گھاٹی جیور کو مسدود کر کے ان پہاڑون مین استقامت کی جہانگیر خان نے جب سُنا کہ گھاٹی جیور کی نظام شاہیہ کے قبضہُ اختیار مین ہی ٹیکانور گھاٹ سے ٹیکا پور مین پہونچکر احمد نظام شاہ کے سرراہ مع لشکر فروکش ہوا اور دونون لشکرون کے درمیان چھ فرسنگ کا فاصلہ تھا قریب ایک مہینے کے مقابل ایک دوسرے کے مقیم رہے اور جو موسم برسات تھا نہایت دشواری احمد نظام شاہ کے سراغ مین اُٹھائی آخر کو عیش و عشرت مین مشغول ہو کر فرش غفلت بچھایا اور مے روح پرور کی ساغر نوشی اور نغمات دلکش کے استماع مین مصروف ہوئے اور غنیم کے وجود کو ہرگز خیال مین نہ لائے معدوم سمجھے **مثنوی** چو شد دیدہ بخت آن قوم تار + ہوس بود کردند و پندار تار + کلیم سیہ بر خود دبافتند + رخ از دانش و حزم برتافتند + اور جب خبر بیخبری اُس گروہ کی احمد نظام شاہ کو پہونچی ماہ رجب کی تیسری رات ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے ہجری مین اعظم خان کے ہمراہ صبح کے وقت کوہستان قصبہُ جیور سے سوار ہوا اور گھوڑے کو ایسا گرم عنان کیا کہ علی الصباح ٹیکا پور مین پہونچا اور ایکبارگی حوادث زمانہ کے مانند تاخت لایا اور کسی کو مجال پیکار و قتال ندی بعضے خواب مستی مین دارالبقا کی طرف راہی ہوئے اور بعضون نے جب آنکھ کھولی دیدہ و دانستہ نقد حیات مستعار بیک اجل کے سپرد کر کے عدم آباد کی طرف سفری ہوئے جہانگیر خان اور سید اسحق اور سید لطف اللہ اور نظام خان اور فتح اللہ خان کہ اُمرا سے تھے قتیل ہوئے اور باقی انکے سوا دستگیر ہوئے اور احمد نظام شاہ نے اُنھین بھینسون پر سوار کر کے

کپڑے انکے زانو تک پارہ پارہ کرکے اپنے اُردو مین پھرایا اور جان کی امان دیکر دارالملک کی طرف روانہ کیا اور مین نے
شاہ جمال الدین حسین انجو سے جن کا تھوڑا احوال خیر مآل وقائع مرتضی نظام شاہ مین تحریر ہوگا سُنا ہی کہ اس جنگ نے
بجنگ بلاغ شہرت پائی اسلیے کہ قصبۂ ٹیکا پور کے قریب جس مقام مین کہ صورت فتح ظہور مین آئی تھی احمد نظام شاہ
نے ایک باغ بناکے موسوم بباغ نظام کیا اور اُسکے دُور مین چار دیوار بزرگ کھینچکر ایک عمارت زیبا تیار کی
اور تھوڑے عرصہ مین وہ عمارت رشک ارم ذات العماد ہوئی احمد نظام شاہ اور اُسکی جمیع اولاد نے اُس کو اپنے لیے
مبارک جانکر اُس مین قلعہ تیار کرکے اپنا مسکن اختیار کیا الغرض احمد نظام شاہ نے اُس فتح کے شکرانہ مین قصبہ
جیور کو اس وقت کے مشائخ اور علما پر وقف فرمایا اور ان کی تعظیم و تکریم مین مبالغہ کیا پھر مظفر اور منصور ہوکر جیر کی
طرف گیا اور بے دغدغہ کسی مانع اور بے وجود کسی مزاحم کے مسند جہانبانی پر متمکن ہوا اور اسی سال یوسف عادل خان کی
صلاح سے سلطان محمود کا نام خطبہ سے محو کیا اور چتر سفید کہ اس وقت مین نشان بادشاہ دہلی اور گجرات اور سندھ کا
تھا اپنے فرق پر قائم کیا لیکن جب خواجہ جہان اور بہت امراے دکن جو اس کے ساتھ طریق مصادقت رکھتے
تھے چتر اور خطبہ کے اظہار کے سبب سے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ بموجودگی سلطان محمود بہمنی کے چتر سر پر
لگانا اور خطبہ اپنے نام پڑھنا نہایت بے ادبی ہی تو نظام شاہ نے کہ زیور عقل و دانش سے آراستہ تھا
ملائمت کو مستحسن جانکر خطبہ کو موقوف رکھا اور اپنے افسران سپاہ کو طلب کرکے فرمایا کہ جو کچھ تم کہو عین صواب
اور محض صلاح ہی خطبہ مین نے موقوف کیا لیکن چتر کہ جو سبب ازالۂ آسیب حرارت آفتاب ہی اور علامت
سلطنت اس مین ملحوظ نہین ہی اُسکا تغیر مناسب نہین دکھائی دیتا ہی اُنھون نے جواب دیا اگر ایسا ہی مضائقہ نہین
آپ شوق سے چتر لگاوین بشرطیکہ اور لوگ بھی اسی غرض سے چتر لگا دین احمد نظام شاہ نے لاچار ہوکر رخصت
عام فرمائی اور چتر عام سے پہچان کے واسطے ایک پارچہ سرخ چتر نظام شاہی پر نصب کیا اور عوام الناس کی
چھتری بالکل سفید قرار دی اور رفتہ رفتہ دولتخانہ عادل شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ
مین اسی طور کا چتر شائع ہوا اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اٹھارہ سال کو پہونچی ہی سلطان اور گدا دکن کے
چتر سر پر لگاتے ہین کسی کو ممانعت نہین ہی بخلاف سائر بلاد ہند کہ بادشاہ کے سوا دوسرے کی مجال نہین کہ چتر
اپنے سر پر بلند کرے اور جب مخدوم جہان اور اعظم خان اور امرائے دیگر کو بھی یہ چتر کی دولت کہ بادشاہون کے
واسطے مخصوص تھی پہونچی شرمندہ اس کے احسان کے ہوئے اور بعد دو مہینے کے غائب اور حاضر نے اُس سے
اتفاق کرکے خطبہ کی التماس کی اور جب اُن لوگون نے مکرر مبالغہ اور اصرار کیا آنحضرت نے کہ راغب اس
امر کے تھے منت عظیم اُن پر رکھکر اپنا خطبہ جاری کیا اور بہت تسخیر دندا راجپوری مین جو کہ دکن کے قلاع متین سے
ہی اور بندر جیول کے حوالی مین واقع ہی مصروف رکھی اور بنفس نفیس اس طرف جاکر دو مہینے اور بقولے ایکسال
محاصرہ کیا اور آخر کو صلح سے لے لیا اُس کے بعد قلعہ دولت آباد کی تسخیر کی عزیمت اُسکے فضاے دل مین جلوہ گر
ہوئی وقت بے وقت اس اندیشہ مین رہتا تھا اور یہ یقین تھا کہ وہ قلعہ بزور نہ لے سکون گا اس قلعہ کے والیون کے

ساتھ کہ مسمیان ملک وجیہ اور ملک اشرف تھے طریق مدارا اور احسان سے ابواب لطف اور ملائمت مفتوح کیے
مثنوی شنیدم ز دانائے فرہنگ دوست ✤ کہ در کارہا رفق و نرمی نکوست ✤ بہ نرمی چو کارے توان برد پیش ✤ درشتی مجو کید ز اندازہ بیش ✤ کہتے ہین ملک وجیہ اور ملک اشرف دونون بھائی حقیقی تھے اور آپس مین کمال محبت اور اخلاص رکھتے تھے ابتدا مین خواجہ جہان کاوان کے ملازمون مین انتظام رکھتے تھے اور اس کی شہادت کے بعد سلطان محمود کے سلحداروں مین منتظم ہوکر زمانہ بسر کرتے تھے آخر مین ملک نائب نظام الملک انکی تربیت کا درپے ہوا اور جملہ امراسے کرکے ملک وجیہ کو قلعہ دولت آباد کا تھانہ دار اور ملک اشرف کو حاکم ولایت کیا اور انھون نے اس نواح کی ضبط مین مساعی جمیلہ کرکے متمردان اور رہزنان دولت آباد کو جو تمام جہان مین مشہور اور معروف تھے حرف غلط کی طرح معدوم کیا اور سرحد سلطان پور و نندربار اور باکلانہ گجرات تک ایسا صاف کیا کہ تاجر وغیرہ بفراغ خاطر آمد و شد کرنے لگے اس کارگذاری اور نیکنامی سے حکومت کی کہ رعیت ان سے راضی اور شاکر ہوئی اور ولایت خوب آباد اور معمور ہوئی ایک امرائے مرہٹہ نے سلطنت بہمنیہ مین خلل دیکھکر قلعہ کالنہ کو بہ تغلب لیا تھا وہ بھی ساتھ انکے سر گریبان موافقت سے برلایا اور رہزنی سے محترز اور مجتنب ہوا اور دونون بھائی ملک نائب کا حق تربیت منظور رکھکر احمد نظام شاہ کے ساتھ طریق دوستی جاری رکھتے تھے اُسنے بھی اُن کے ساتھ بعد فتح باغ نظام و مندراج پوری اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ جو اہل علم و صلاح سے تھا سلک ازدواج مین کھینچی اور بنائے مصادقت کو بمواصلت مضبوط کیا حق سبحانہ تعالی نے سال اول مین اس عفیفہ سے ایک فرزند نرینہ کرامت فرمایا وجیہ الدین اُسکا نام احمد شاہ رکھتا تھا بی بی زینب نے جواب دیا کہ عہد طفلی مین ماں باپ مجھے کمال محبت سے موتی کہتے تھے اگر تم بھی اس فرزند کو ساتھ اس اسم کے موسوم کرو خوب ہوگا ملک وجیہ نے اُسکا نام موتی رکھا اور اس دُرمکنون کی ولادت سے اُسکی شوکت اور آبرو فزون ہوئی لیکن ملک اشرف کی دیگ حسد جوش مین آئی اپنے بڑے بھائی کے قتل مین مصر ہوا اسواسطے کہ وہ اس فکر و اندیشہ مین تھا کہ مین ملک وجیہ کے بعد از فوت دولت آباد اور انتور اور دیگر پرگنات اور قلاع اس حد ودیر کہ جو اس سے تعلق رکھتے ہین قابض ہوکر صاحب خطبہ و چتر ہونگا اس وقت کہ ملک نائب وجیہ کو احمد نظام شاہ کے ساتھ یہ نسبت بہم پہونچی اور ایک فرزند زینب سے متولد ہوا اپنے ارادہ مین خلل مشاہدہ کرکے نسبت اخوت کو بعداوت مبدل کیا اور فرصت کے وقت لشکر قلعہ کی امداد و اعانت سے بھائی کو قتل کیا اور اُسکے طفل معصوم کو بھی مسموم مرگ کیا اور حکومت دولت آباد مین باستقلال مشغول ہوا اور حکام برہان پور اور برار کی نسبت ابواب محبت اور وداد مفتوح کیے اور سلطان محمود گجراتی سے بھی طریقۂ اخلاص جاری رکھکر کبھی کبھی ارسال عرائض و تحف سے آپ کو ساتھ اُسکے منسوب کرتا تھا لیکن جب زینب نے بعد از قتل شوہر اور فرزند جنیر کی طرف جا کر دست نظام اپنے بھائی کے دامن مین مضبوط کیا احمد نظام شاہ نے اُسے دلاسا دیکر سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین مع لشکر و جمعیت دولت آباد کی تسخیر کے ارادہ جنیر سے نہضت فرمائی اور جب ٹیکا پور کے اطراف مین پہونچا نظام الملک

کے باغ مین وارد ہوا چندروز بقصد استراحت عیش و عشرت مین مشغول ہوا ایلچی قاسم برید کے میاں تاج الدین دکنی اور دیورس پنڈت شاہ اسکے پاس حاضر ہوے اور یہ گزارش کی کہ یوسف عادل خان نے ہمارے اخراج کے واسطے ٹھیکا کوشش کا کمر ہمت پر باندھکر دارالسلطنت محمد آباد بیدر کو محاصرہ کیا ہی اگر وہ جناب اس وقت مین محاصرہ دولت آباد کی فکر خاطر عاطر سے محو کر کے اپنے محب اور مخلص کی معاونت کے واسطے اس طرف توجہ فرماوین نیازمند تا مدت العمر طریق یکجہتی اور اخلاص مین سرگرم ہو کر ممنون احسان اور رہین منت ہوگا بلکہ مخلص بھی یوسف عادل خان کی طرف سے مطمئن ہو کر دولت آباد کی تسخیر مین آپکا ممد و معاون ہو کر جانسپاری مین دریغ نکریگا احمد نظام شاہ نے اسکا سوال پذیرا کر کے دولت آباد کی عزیمت فسخ کی اور محمد آباد بیدر کی طرف گیا اور جیسا کہ واقعات سلطان محمود مین مذکور و مسطور ہوا معاملات کو مفروغ کیا اور اُسی دن دولت آباد کی طرف جا کر محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے اس قلعہ سپہر اساس کو بنظر تامل و غور ملاحظہ فرمایا جب جانا کہ تسخیر اسکی جبر و قہر سے نہایت مشکل اور دشوار ہی وہان سے کوچ کر کے جنیر کی طرف متوجہ ہوا اور اثنائے طریق مین جب قصبہ ٹیکا مین پہونچا اُسکی رائے مقتضی اس کی ہوئی کہ وہ مقام جو دولت آباد اور جنیر کے درمیان ہی اسمین ایک شہر بنا کر کے دار الملک بناوے اور ہر سال ہنگام در فصل خریف و ربیع دولت آباد مین لشکر بھیجکر تاخت و تاراج کرے شاید مردم درونی تنگ آکر سے عاجز ہو کر طالب امان ہووین اور قلعہ سپرد کرین بعد شہور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین ایسی ساعت مین کہ نجومیون نے اختیار کی تھی باغ نظام کے مقابل اور نہر سین کی ساحل پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور جو کہ سمع مبارک اُس فریدون منش مین پہونچا تھا کہ وجہ تسمیہ احمد آباد گجرات کی جو آباد کردہ احمد شاہ گجراتی ہی صورت اسکی یہ تھی کہ اسم بادشاہ اور نام وزیر کفایت دستگاہ اور قاضی شریعت پناہ کا احمد تھا اور اتفاقات حسنہ سے بعینہ وہ صورت اس شہر کے بنا کے وقت بھی عکس پذیر ہوئی اس سبب سے احمد نگر نام رکھا کس واسطے کہ نام شہریار کا احمد تھا اور نام اصلی مسند عالی نصیر الملک گجراتی اور نام قاضی عسکر بھی احمد تھا چونکہ اس جناب کو اس شہر کی تعمیر کی جلدی اور اہتمام تھا عرصہ قلیل مین تمام امرا و منصبداران اور سلحداران نے اسکی تیاری مین توجہ کی اور دو تین برس کی مدت مین ایسا آباد اور معمور ہوا کہ دعوی برابری اور ہمسری کا بغداد اور مصر سے کیا اور جیسا کہ مقرر ہوا تھا ہر سال دو مرتبہ فصلین مذکورین مین لشکر نظام شاہی دولت آباد پر تاخت کر کے زراعت کی خرابی اور پائمالی اور تاراج غلہ اور آتش افروزی مساکن و منازل رعایا مین بقصور نکرتے تھے اور مضمون عالیہا سافلہا ظہور مین پہونچاتے تھے اور وقائع نظام شاہیہ مین جسکو سید علی سمنانی نے برہان نظام شاہ ثانی کے عہد مین لکھنا شروع کیا تھا اور توفیق اتمام نہ پاکر فوت ہوا اس مین یون مرقوم ہی کہ جب غلغلہ دولت اور طنطنہ حشمت نظام شاہ بحری کا حکام دور و نزدیک کے گوشزد ہوا عادل خان بن مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے ابواب خصوصیت اور اتحاد مفتوح کیے اور قریب دو ہزار سوار کے اُسکی کمک کے واسطے مقرر کیے کہ ہمیشہ سفر دولت آباد مین ہمراہ ہو کر اسکی تسخیر مین کوشش کرین اور اسی طور سے فتح اللہ عماد الملک کے ساتھ بھی بنیاد دوستی قائم کر کے اپنے باپ دادا کے خلاف روش سلطان محمود گجراتی کے ساتھ علم مخالفت بلند کیا اور وہ مال کہ ہر سال سلطان گجرات کے خزانہ عامرہ مین بھیجتا تھا اُسے یکقلم موقوف کیا سلطان محمود نے

سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین سیر ولایت کے بہانہ نہضت فرمائی اور ملک شرف حاکم دولت آباد نے خبر پاکر ایلچی سلطان محمود کی خدمت مین بھیجے اور احمد نظام شاہ بحری کے تسلط اور قلعہ کے محاصرہ کرنے اور خرابی ولایت سے شکایت کرکے التماس قدوم میمنت لزوم کیا سلطان محمود دفعتہً قلعہ دولت آباد کی طمع کے سبب ایک لشکر عظیم فراہم لاکر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور یہ تجویز کی کہ پہلے عادل خان فاروقی کی تنبیہ اور گوشمالی کرے اُسکے بعد دولت آباد پر تاخت کرے جب حوالی سلطان پور اور ندربار تین پہونچا عادل خان فاروقی نے مضطرب اور سراسیمہ ہوکر احمد نظام شاہ بحری سے التماس کمک اور ترک محاصرہ دولت آباد کیا احمد نظام شاہ بحری پندرہ ہزار سوار مستعد رزم و پیکار لیکر برہانپور کی طرف گیا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جب شہر برہانپور خیمہ گاہ لشکر فیروزی اثر ہوا اور عماد الملک بھی فوج برار لیکر کمک کو پہونچا میان احمد نصیر الملک گجراتی نے سلطان گجرات سے جو قلعہ اسیر کے اطراف مین وارد ہوے تھے نظام شاہ کے حکم کے موافق ابواب رسل و رسائل مفتوح کیے اور بعد چند روز کے ایک اہل گجرات کو کہ سلطان محمود کی خدمت مین بمزید تقرب ممتاز تھا لکھا کہ ہرچند بندہ تقدیر کے موافق اس سلطان گردون اقتدار کی ملازمت مین ہی لیکن جو مولد اور منشا بندہ کا گجرات ہی دولتخواہی والی خطہ کی اپنے اوپر فرض جانتا ہی تعجب ہی کہ سلطان کشورستان مور حرزوی کے واسطے بہ نفس نفیس مرتکب ایسی مہمات شاقہ ہوتے ہین حاکم برہانپور کہ لشکر اور جمعیت مین برابری ایک امراے سلطان سے نہین کرسکتا ہی اسکے ساتھ مستعد پیکار و مقابلہ ہوے ہین خصوص اس وقت مین کہ ہم جملہ جوان بخت دکن مع سپاہ صف شکن اُسکی معاونت اور مظاہرت کو آیا ہی اگر وہ جناب از روے اخلاص و دردولتخواہی سلطان کی عرض مین پہونچا دین اور مضمون کم من فئۃ قلیلۃ حضرت کے ذہن نشین اور خاطر نشان کرکے فرش منازعت کو لپیٹین تو بہتر کہ صلاح دولت اس مین متصور ہی کس واسطے کہ فتح اور شکست کا مختار خدا ہی اور بہ تقدیر اگر نصرت نصیب سلطان ہووے خلقت کہیگی کہ سلطان محمود جنود نامعدود سے لشکر قلیل پر غالب ہوا اور اگر قضیہ منعکس ہووے یہ سبکی اور بیعزتی انقراض زمانہ یعنی روز قیامت تک اس سلسلہ عالیہ مین رہیگی وہ شخص نوشتہ نظام الملک کا بجنسہ سلطان کے ملاحظہ مین در لایا آنحضرت صلح اور جنگ مین متردد ہوئے احمد نظام شاہ نے ایک فیلبان کو جو سلطان گجرات کے فیل بحری سال کی محافظت مین قیام کرتا تھا زر کثیر دیکر اس امر پر راضی کیا کہ اس شب تار مین کہ سلطان اور سپاہ خیمہ و خرگاہ مین باستراحت مشغول ہووین اس فیل فلک نظر کی زنجیر کہ نہایت مست اور بے اعتدال ہی پاؤن سے نکالکر اُردو مین چھوڑ دینا اور اُس شب موعود مین نظام شاہ بحری نے پانچہزار پیادہ توپچی کماندار اور باندار اور پانچہزار سوار کہ تمام تیر انداز تھے گجراتیون کے اُردو کی طرف روانہ کیے کہ کمین گاہ مین بیٹھین جسوقت شور و غوغا لشکر گاہ مین ظاہر ہووے تو اطراف و جوانب سے برآمد ہوکر تیر و تفنگ دہان سے ہلاکی اُس قوم مین مصروف ہوویں اُنھون نے اُسکے فرمانے پر عمل کیا جب لشکر گجرات کے حوالی مین پہونچے اور اُردو کے اطراف و اکناف مین مخفی ہوے اُسکے بعد دو پہر رات آئی تھی فیلبان نمک حرام نے فیل بحری سال کو چھوڑ دیا اُس اژدہاے دمان کے حملہ آور ہونے سے شور و فریاد عسکر کا غلغلہ اوج فلک البروج پر پہونچا پیادے اور سوار کمین سے برآمد ہوئے اور اطراف و جوانب سے نقارہاے حربی پر چوب زنی ہوئی صدا نے اُسکی گنبد گردون کو مملو کیا اور بارش تیر و تفنگ مین

مشغول ہوئے اور جو سلطان محمود اور اُمرا اسکے لشکر دکن اور خاندیس سے ایسی جرأت محال جانتے تھے اور بہ نخوت اور تکبر سے سرخوش ہوکر خواب غفلت مین سوتے تھے اس ہنگامہ اور غوغا سے ہوشیار ہوکر سراسیمہ سواری کے تہیہ مین ہوئے اور سلطان محمود نے جو سنا تھا کہ نظام شاہ نے چار ہزار سوار بہادر دکنی کہ عمدہ لشکر سلاطین بہمنیہ سے تھے بلطف و احسان اُنھین اپنے خیل خاصہ مین جمع کیا ہی اور مجالس و محافل مین کہتا ہی کہ مین ان چار ہزار آدمی سے مسلح ہوکر میدان جنگ مین سلطان محمود کے علم و چتر پر حملہ آور ہونگا خدا جسے چاہے فتحیاب کرکے سرافرازی بخشے اور جسے چاہے شکست دیکر خاک مذلت پر ڈالے یہ بات بھی اُسکے دل مین ذہن نشین تھی اور اُس شب کو یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ احمد نظام شاہ بحری چار ہزار سوار جرار شبخون کے واسطے ہمراہ لایا ہی اور چاہتا ہی کہ سراپردہ خاص پر تاخت لاکر خرابی اور مضرت پہونچادے اس سبب سلطان محمود سوار ہوا اور دس بارہ نفر پیادے سراپردہ سے برآمد ہوئے اور دفعۃً وہ فیل بحری سال سراپردہ شاہی کے عقب آیا اور چند شقہ سراپردہ شاہی پارہ پارہ کیے صداے شیون و غوغا اہل حرم سے بلند ہوئی سلطان محمود کو یقین ہوا کہ احمد نظام شاہ خیمہ اور سراپردہ پر تاخت لایا ہی پھر بلا توقف کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر اردو سے نکل گیا اور جب تین سو یا چار سو آدمی اُسکے پاس جمع ہوئے اور شور ہنگامہ لحظہ بلحظہ ازدیاد ہوتا تھا راہ فرار ناپی اور بسرعت تمام تین کوس راہ طے کی جب امراے گجرات مع فوج ہاے آراستہ جنگ مین مشغول ہوے اور دکنی مراجعت کرکے اپنے اردو مین چلے گئے اعیان لشکر بہیئت مجموعی مبارکباد کے واسطے دربار شاہی مین گئے اور جب سلطان کو اپنے مقام پر نہ پایا اور سمجھے کہ کیا معاملہ واقع ہوا ہی سب اتفاق کرکے تعقب اور تغیر منزل کے بہانہ اُسی شب کو کوچ کرکے اُسکے پیچھے گئے سلطان محمود کیفیون کے مکر سے واقف ہوا جو اُس رات کو صلاح مراجعت مین نہ دیکھی اُسی مقام مین قیام کیا اور احمد نظام شاہ بحری نے تیر تدبیر ہدف مراد پر دیکھا کر صبح کو باتفاق عادل خان اور عماد الملک اپنے مقام سے کوچ کیا اور اس مقام مین جہان سلطان نے نزول کیا تھا وارد ہوا اور وہ امر کبھی کے مخیلہ مین نہ تھا وقوع مین آیا **بیت** کارہا راست کند عاقل کاین بخت کہ بصد لشکر جرار میسر نشود ؎ اسکے بعد طرفین سے ایلچیون نے آمکر تشییب فراز سمجھایا حرف صلح دونون بادشاہون کے درمیان آیا صلح پر راضی ہوکے پھر اپنے اپنے مقر اور مسکن کی طرف روانہ ہوگئے اور قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کچھ لحاظ کرکے اس واقعہ کی شرح و بسط مین نہین کوشش کی ہی واللہ اعلم بالصواب منقول ہی کہ احمد نظام شاہ نے برہان پور سے مراجعت کی اور بسرعت تمام دولت آباد مین پہونچا اور اب کی مرتبہ بقہر و غضب لشکر کو محاصرہ کے واسطے مامور کیا اور خود بالا گھاٹ پر چوتیلوہ کے قریب ہی عیش و عشرت مین مشغول ہوا اسوقت ایک جماعت باغبانون نے چند ڈالیان انبہ لاکر پیش کیا کہ قبل اسکے جبکہ سات برس کا عرصہ منقضی ہوا کہ حضرت بادشاہ اس قلعہ کی تسخیر کے واسطے اس حدود مین تشریف لائے تھے اور اس مقام مین فروکش ہوکر انبہ ہاے لذیذ نوش فرماے تھے اُسکی چند گٹھلیان یہان افتادہ تھین موسم برسات مین وہ سرسبز ہوئین اور غلامون نے اُسکی محافظت مین کوشش کی اور حضرت کے اقبال سے وہ درخت بر ثمر ہوئے یہ چند ڈالیان اُنھین پودھون کی ہین احمد نظام شاہ نے اپنے دل مین کہا کہ یہ علامت قوت طالع اور فتح حصار کی ہی ملک اشرف نے جب احمد نظام شاہ کی ہمت فتح قلعہ مین مصروف دیکھی

سلطان محمود گجراتی کو عریضہ بھیجکر پھر تسلط اور غلبہ احمد نظام شاہ اور محاصرہ کرنے قلعہ دولت آباد کے شکایت کی اور پیام
دیا کہ یہ قلعہ اُس شاہ جم جاہ سے علاقہ رکھتا ہے اگر ایکبار اور اسطرف قدم رنجہ فرماکر اس دولتخواہ کو اس بحری خصال تیز
جنگ غضب سے رہائی بخشیں خطبہ اس حدود کا آپکے نام جاری ہووے اور سال بسال باج وخراج خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے
سلطان محمود بھی چاہتا تھا کہ انفعال گذشتہ سے برآمد ہو کر اُس مخالفت کا تدارک کرے اور اہل دکن کہ بعد شکست مذکور اُسے
سلطان محمود بکرہ کہتے تھے اُنکو تادیب اور گوشمال دیوے اسواسطے التماس اسکی پذیرا فرمائی اور بحشمت و شوکت تمام
دولت آباد کی طرف سوار ہوا اور جب آب گنگ کے ساحل پر پہونچا احمد نظام شاہ بحری نے ترک محاصرہ کر کے احمد نگر کی طرف روانہ
ہوا اور ملک اشرف نے ضیق محاصرہ سے نجات پائی سلطان قطب الدین کی مسجد مین جاکر خطبہ سلطان محمود کے نام پڑھا اور اردوے
شاہ مین جاکر تحف و ہدایا اور نقود بطور نذر پیشکش گذرانا اور خراج ہر سال کا قبول کیا سلطان کو اپنے سے راضی
کیا اور سلطان محمود نے اس سال فرصت پاکر خراج کئی برس کا عادل خان سے لیا اور اپنے مقر کی طرف متوجہ
ہوا اور احمد نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر بھی باز نہ آیا اور آخر سال مذکور مین پھر بہ تیز رفتاری بحری و شتاب بادی عقاب
دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جو اہل قلعہ ملک اشرف سے بوجہ خطبہ پڑھنے بنام سلطان گجرات اور اُسکی ملاقات
کرنے سے متنفر تھے احمد نظام شاہ کے پاس عرائض باین مضمون بھیجین کہ ہم تیرے بندگان فرمانبردار سے ہین
اور ہم تجھے اپنا ولی نعمت جانتے ہین اور تیرے معتقد اور دولتخواہ ہین جلد اس طرف تشریف لا اور ہماری جانفشانی
اور جانسپاری مشاہدہ فرما احمد نظام شاہ آب گنگ کے کنارے اہل قلعہ کے مضامین عرائض پر مطلع ہوا اور اسی شب کو
دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دولت آباد مین داخل ہوا اور قلعہ کو محاصرہ کیا قضارا ملک اشرف لشکر قلعہ کے ارادہ پر
کہ از قوم مرہٹہ تھے واقف ہو کر غم و غصہ سے بیمار ہوا اور پانچ چھ روز کے عرصہ مین ہادم اللذات کہ عادم الآمال ہے
اُس کے سر پر دو اسپہ تاخت لایا اور کوکب عمر کو اُسکے اُفق مغرب مین پہونچایا بعد اس سانحہ کے تمام اہل قلعہ
جو قلعہ بند تھے مع کلید قلعہ احمد نظام شاہ بحری کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور کنجی قلعہ کی نذر کر کے
مبارکباد دی احمد نظام شاہ نے اُس گروہ پر نہایت نوازش فرمائی اور قلعہ کی سیر کی اور جا بجا کہ قلعہ مرمت طلب تھا
اُسے مرمت کیا اور اپنے مردان معتمد کے سپرد کر کے مظفر و منصور احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی اور ساعت سعید
اور طالع فرخندہ مین باغ نظام کہ اُسے مبارک جانکر اپنا مسکن کیا تھا ایک قلعہ سنگین تیار کیا اور اسکے اندر ایک
عمارت عالیہ احداث فرمائی اور تصاویر دلکش مثل آئینہ حلب سرخ و زرد سے اسے آراستہ کیا اور اُن سنوات
مین اپنی عالی ہمت سے احمد نظام شاہ نے قلعہ شورا اور اُسکے سوا اور بھی قلعہ جات اس اطراف کے مسخر اور مفتوح
کیے اور راجہ قلعہ کالنہ اور بگلانہ سے پیشکش لیکر اور اپنا مالگذار کر کے مسند حکومت احمد نگر پر متمکن ہوا اور سنہ ۹۱۳
نو سو تیرہ ہجری مین داؤد خان فاروقی کے مرنے کے بعد برہانپور مین بادشاہ تعین کرنے کے بارہ مین درمیان
امرا اور اشراف مملکت کے اختلاف ہوا اور ملک حسام الدین مغل نے جو اُس دولت خانہ کے عمائد سے تھا ایلچی
احمد نظام شاہ کے پاس بھیجکر خان زادہ عالم خان کو جو حکام اسیر کے نواسون مین سے تھا اور احمد نگر مین نماز بسر

کرتا تھا طلب کیا اور اپنی وعماد الملک حاکم کاویل ن رائے سے اسکو بادشاہ بنایا اور سلطان محمود بیگرہ گجراتی نے
عادل خان بن حسن خان فاروقی کو کہ نواسہ اسکا تھا چاہا کہ اُسے برہانپور کی مسند حکومت پر متمکن کرے اسکے بعد
لشکر فراہم کرکے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین مغل نے نظام شاہ اور عماد الملک سے اعانت
طلب کی یہ لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر برہانپور کی طرف روانہ ہوئے اور چونکہ لادن نے کہ وہ بھی اعیان ولایت
خاندیس سے تھا ملک حسام الدین کے ساتھ اعلام مخالفت بلند کیے اس وجہ سے خلل فاحش مہمات مین اُس
حدود کے ظاہر ہوئے اور سلطان محمود بھی حوالی تالیز مین پہونچا اور ہزار سوار ملک حسام الدین کی مدد کے واسطے
مقرر کیے اور دونون باتفاق برہانپور سے کوچ کرکے کاویل کی سمت گئے اور بعد چند روز کے جب اُنکے لشکر کو برہانپور مین
توقف میسر ہوا ملک حسام الدین کے بے رخصت کاویل کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے احوال ایسا دیکھکر عماد الملک کو
کو وداع کیا اور خود دولت آباد مین گیا اور شاہزادہ عالم خان خاندیس سے بھاگ کر پھر نظام شاہ کی ملازمت مین
حاضر ہوا اور نظام شاہ بعد از مراجعت سلطان محمود بسمت گجرات عالم خان کو ہمراہ لیکر اپنی سرحد مین بیٹھا اور ایک
مکتوب ایلچی کے مصحوب سلطان محمود کے پاس باین مضمون بھیجا کہ جو شاہزادہ عالم خان اس طرف التجا لاکر متوقع اس امر
کا ہے کہ تدرے ولایت آسیر اور برہانپور ساتھ اُسکے عنایت فرماوین سلطان محمود کہ اسکی بے ادبی ہائے سابق سے
آزردہ تھا اور عادل خان نے بھی اسکی شکایت متواتر لکھی تھی ایلچی سے درشتی کرکے فرمایا غلام زادہ سلاطین بہمنیہ کی
کیا مجال کہ سلاطین کو کتابت کرے اور پانون اپنے گلی سے آگے بڑھادے اگر اپنے اوضاع ناپسندیدہ سے نادم
اور تائب نہوگا عنقریب گوشمال پاویگا احمد نظام شاہ اس سے زیادہ جرأت کو موجب خسارت سمجھکر شاہزادہ عالم خان کو
ہمراہ لیکر بسبیل تعجیل احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور احمد نظام شاہ کے جب مدارج اور مطالب حسب دلخواہ ساختہ اور
پرداختہ ہوئے فلک نظر تو پرداز اپنے کام مین مشغول ہوا اس ... نصیر الملک کہ رکن دولت اُسکا تھا فوت ہوا
اور بجائے اُسکے جمل خان حبشی مامور ہوا اور بعد دو تین مہینے کے بادشاہ کو بھی سخت بیماری عارض ہوئی زندگی سے
مایوس ہوکر امرا اور وزرا کو اپنے پاس بلایا اور شاہزادہ جوان بخت کامگار شیخ برہان کو جو سات برس کا تھا ولیعہد
کیا اعیان اور ارکان سلطنت سے اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین عہد اور بیعت لی اور ۹۱۴ نو سو چودہ
ہجری مین بمقتضائے یا ایتہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة داعی اجل کو لبیک اجابت فرمایا یعنی اس دار
ناپائدار سے رحلت کی **نظم** شد آن لحظہ ہول قیامت عیان ۞ بگردون برآمد نفیر فغان ۞ شد اندر دم تیغ ہا سیل بار
چو باران کہ بارد بوقت بہار ۞ فلک را زبس نالہ کر گشت گوش ۞ ز نوحہ زمین وزمان در خروش ۞ اگرچہ
خصال حمیدہ اور فضائل پسندیدہ اس شہریار کے اُس سے افزون ترمین کہ قلم شکستہ رقم اسکے بیان مین زبان آوری
کرے لیکن مورخین کی عادت کے موافق اُسکی شمہ تحریر مین مبادرت کرتا ہی کہ جملہ خصال اس شہریار سے کہ عبادت
عفت وصلاح وپرہیزگاری وفلاح سے ہر یہ ہین کہ سواری کے وقت شہر و بازار مین کبھی دائین اور بائین التفات
نہین فرماتا تھا ایک ندیم گستاخ نے سوال کیا کہ عدم التفات خدا وندی اطراف وجہات کی طرف کیون ہے آنحضرت

نے فرمایا کہ بادشاہ کی عین سواری کے وقت اکثر مرد و عورت بادشاہ کی زیارت اور تماشاے جلوس کے واسطے آتے ہین اس سبب سے ڈرتا ہون کہ میری نظر عورت نامحرم پر پڑے کہ وبال اسکا عاید روزگار ہوگا **بیت**

ہزار آفرین از جہان آفرین ٭ بران شاہ با دانش و داد و دین ٭ دوسرے یہ کہ اوائل سلطنت و جہانبانی مین کہ ایام شباب و جوانی آنحضرت کا تھا قلعہ کا ریل کی تسخیر کے واسطے کمر جہاد باندھکر مستقر دولت سے حرکت فرمائی اور بعد طی مسافت محاصرہ مین مشغول ہوا اور تائیدات یزدانی سے اُسے مفتوح کیا جملہ اسیران اُس قلعہ سے ایک جاریہ تھی کہ حسن و دلبری مین ماہ و مشتری سے ہمسری و برابری کا دعوی کرتی تھی اور لطافت اور نورگستری مین حور و پری سے برتری ڈھونڈھتی اپنی فیصلے رخ سے طلیعہ صبح کو دامن دامن گل صباحت بخشتی تھی اور اُسکے بالون کی سیاہی ساقہ لشکر شام کو چمن چمن سنبل اور مایہ سبزہ دیتی تھی اور زلف پرخم اُسکی نیزہ قامت کو پرچم تھی اور ابروے مقوس اُسکے نشور جمال کے لیے بعینہ طغرا معلوم ہوتے تھے ملا جامی نے گویا یہ شعر بلکہ تمام غزل اُسی کے سراپا مین تصنیف فرمائی تھی **شعر** یارب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح یا ہلال عید یا ابروے ماہ ماست این ٭ **مثنوی** پری وخت و پری رخسارہ ٭ بزیر مقنعہ صاحب کلاہے ٭ شب افروز سے چو مہتاب جوانی ٭ سیہ چشمے چو آب زندگانی ٭ دو شکر چون عقیق آب دادہ ٭ دو گیسو چون کمند تاب دادہ ٭ خمار آلودہ چشم نیم بازش ٭ جہانے نیم کشتہ از نیم نازش ٭ ملک نصیر الملک وزیر کی جو ہین نظر اُس پری کے آئینہ رخسار پر پڑی صبر و قرار فرار ہوا تھمبتحمل سینہ سے دور ہوا نشہ محبت مین چور ہوا صورت تصویر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا **مثنوی** نہ دل میدادش از دلبر گرفتن ٭ نہ تنوانستش دل ز دلبر گرفتن ٭ چو دیدہ اندران محراب دیدہ ٭ حجاب دیدہ شد آب دیدہ کچھ دیر کے بعد دل بیقرار کو سنبھال کر یہ کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آیا ہے کہ جس سے دل مضطر سیماب وش بیقرار و تہ و بالا ہے اس آفت ناگہانی سے بچنا اولی تر ہے دام الفت کا گرفتار زندگی بھر نہین چھوٹتا یہ سوچ کر اُس دلبر بینظیر کو سلطان جم جاہ کی خدمت مین لے گیا اور اُسکی نظر کیمیا اثر مین درلایا اور بوقت فرصت یہ عرض کی کہ قلعہ کاریل کے جملہ اسیرون مین یہ عورت جمیلہ ہے مین نے اس درنا سفتہ کو محض ظل سبحانی کے واسطے درجگ حجاب مین نقطہ موہوم کی طرح نامحرمون سے مستور رکھا ہے اگر حکم ہووے شبستان خاص مین داخل کرون شہریار کا اس خبر کی اہتزاز نسیم سے غنچہ دل شگفتہ ہوا نصیر الملک سے نہایت راضی ہوا اور تحسین اور آفرین فرمائی جب شہنشاہ تخت گاہ چارم اس ایوان نیلگون طارم سے خلوت خانہ مغرب کی طرف روانہ ہوا اور سپہر دوار نے چادر سرمئی زرنگار شب سر پر ڈالی نصیر الملک نے اُس دلبر شیرین ادا پری اطوار دل آرام کو عیش منزل مین جلوہ گر کیا اور شہریار کامگار تخت جہانبانی سے شبستان کامرانی کی طرف متوجہ ہوا قبل اس سے کہ لب روح بخش اس مایہ ناز و دلستانی سے قوت جان و کامرانی حاصل کرے اپنی شرف ہمزبانی سے سرافراز کر کے استفسار فرمایا کہ تو کس قوم سے ہے اور کس شخص سے پیوند نسبت رکھتی ہے یہ گل ناشگفتہ کی طرح بیخار ہوکر یہ سنکر وہ عرض پیرا ہوئی کہ اے میری جان بادشاہ پر فدا ہو جیو مین فلان قبیلہ سے ہون اور ماں اور باپ اور شوہر میرا بالفعل مجلس شاہی مین محبوس ہے آنحضرت نے کمال عفت و پرہیزگاری سے لفظ شوہر استماع کرکے بے تجرع اقداح مدام آتش نفس امارہ کہ مراد شہوت سے ہے ساکن کر کے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیرے

پدر و مادر و شوہر کو زندان مصیبت سے رہائی دیکر تجھے اُنکے سپرد کرونگا وہ زہرہ جبین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر شاہ کی دعا و ثنا بجالائی اور فجر کو جب کہ نصیر الملک خدمت مین حاضر ہوا اور تہنیت اور مبارکباد دی وہ یوسف زمان اسکا کنایہ سمجھے اور مسکرا کر فرمایا کہ وہ عورت ہمارے شرف فرش لازم المعاش سے محروم رہا کام ہی مین نے اُس سے اُسکے وارثون کی تفویض کا وعدہ کیا ہی نصیر الملک نے حکم کے موافق اُسکے ماں باپ شوہر کو حاضر کیا حضرت نے اُنھین انعام و اکرام سے سرافراز فرمایا اُسکے بعد اس حوروش کو اُنکے سپرد کیا اور زنا کے وبال سے نجات پائی تیسرے اس بادشاہ کے خصائل سے یہ ہی کہ اگر احیاناً کوئی سپاہی معرکہ رزم مین لوازم شجاعت اور شرائط جلادت کو فرو گذاشت کر کے پسپا ہوتا آنحضرت واقف ہو کر عمداً اُس سپاہی کو بعد از فتح منظم نوازش اول اُسکو بمرحمت خلعت سرفراز فرماتا تھا بعدہ اور وسکے حال پر جنھون نے لوازم تہور مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا مشغول ہوتا تھا ایک وقت ایک ہمنشین کسی سپاہی کی نسبت ایسا حال مشاہدہ کر کے گستاخانہ عرض گذار ہوا کہ سبب ایسے التفات کا ایسے جوان کے حال پر جس نے معرکہ مین گریز ستیز پر اختیار کی تھی کیون ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ سبب اسکا اور وقت معلوم ہوگا شرح کی احتیاج نہین قضاراً انھین دنون مین اُس شہریار نے سلطان محمود بہمنی کی کمک کے واسطے لشکرکشی کی اور دونون نے باتفاق یوسف عادل شاہ کا تعاقب کیا اور حوالی پٹن مین ایک فوج عادل شاہ کی سلطان کے طلیعہ سے مقابل ہو کر شکستہ ہوئی اور جو طلیعہ کے پیچھے افواج نظام شاہ تھی انھون نے مقابلہ اور مواجہہ عادل شاہ کا اختیار کیا اول جو شخص کہ اُس جماعت پر حملہ آور ہوا وہی جوان تھا نظام شاہ نے پھر اُسپر نوازش فرمائی اور ندیم سے فرمایا بادشاہ سیر شکار مین اور جوانون کو صید خصم کے واسطے اسطور سے پہچانتے و بناتے ہین اسی طرح جنگ ڈوئل کا طریقہ اس ملک دکن مین یادگار ہی کیونکہ بادشاہ علم شمشیر بازی خوب جانتا تھا اور اس فن سے نہایت رغبت رکھتا تھا اور رسم قدیم ہے کہ ہر زمانہ والے اپنے بادشاہ کے پسندیدہ ہنر کے طالب ہوتے ہین اس زمانہ کے خرد و بزرگ اکثر اپنی اوقات اسمین صرف کرتے تھے اور بجاے مکتب خانہ کے قاعدہ بلاد اسلام ہی احمد نگر کے تمام محلات مین ورزش خانہ اور اکھاڑے شمشیر بازی کی کثرت کے واسطے تیار کیے گئے تھے اور بہتر اس سے کسی امر کو نہین جانتے تھے اور ہر ایک مجلس اور انجمن مین اُسکے سوا اور چرچا مذکور نہوتا تھا یہانتک کہ بازار شمشیر بازی نے رونق اور رواج تمام بہم پہونچایا جیسا کہ اقتضا آب و ہواے فتنہ خیز دکن ہی ہر شخص زبان لاف و گذاف کھولکر دعوے انا و لا غیری کا کرتا اور دوسرے کو اس فن مین مسلم نرکھتا اور اس امر پر جوانون مین خشونت اور نزاع پہونچی مرافعہ احمد نظام شاہ کے پاس لے گئے اور اُس جناب نے حکم صادر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ ہمارے سامنے شمشیر بازی کرین جو شخص پہلے وار حریف پر کرے وہ بہتر ہی الغرض ہر روز جوان اس بارہ مین مدعی ہو کر جماعت جماعت دیوان عام مین حاضر ہو کر بادشاہ کے حضور شمشیر بازی کرتے تھے اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ دو تین جوان ہر روز در دولت پر قتل ہوتے تھے اور اُنکے وارث لاش اُنکی اُٹھا لیجاتے تھے اُسکے بعد وہ بزرگوار اس امر سے متنفر ہوا اور یہ مقرر کیا کہ ہمارے سامنے یہ امر واقع نہووے

بلکہ شہر کے دروازہ کے آگے جو کا ز چبوترہ ہی وہان یہ امتحان ہوا کرے اور ہوادار درمیان ان دونون شخص کے کہ آپس مین
مدعی ہین دخل نکرین وہ حسب دلخواہ آپس مین تلوارین کھینچکر شمشیر بازی کرین آخر ان مین سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اور جو شخص
ہوس جنگ کرکے مقتول ہووے اسکے قصاص کی پرسش نہووے اور یہ بدعت دکن کے مسلمانون کو پسند ہوئی اور احمدنگر
سے بوسیلہ سلاطین جمیع بلاد دکن مین سرایت کرکے شائع اور رائج ہوئی اور برائی اس عمل بد کی ذہنون سے محو ہوئی کہ اب تک
طالب العلم اور مشائخ اور ملوک اور امرا اور خوانین مملکت دکن کے اس یک یکی یعنی ڈوئل پر عمل کرتے ہین اور اسکو حیثیت اور
قابلیت عظیم جانتے ہین اور انکے فرزندون مین اگر یہ امتحان نہ ہو فرزند نکرین شجاعون کے جرگہ مین شمار نہو وین اور سرزنش
کرین اور راقم حروف محمد قاسم فرشتہ نے بلدہ بیجاپور مین سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری مین اپنی آنکھون سے بالمشافہہ
دیکھا ہی کہ سید مرتضے اور سید حسن دونون بھائی سید صحیح النسب اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ کے دربار لون
مین معزز تھے اور تمام آدمی انھین جملہ مردم معقول دکن سے شمار کرتے تھے چنانچہ ان دونون سے ساتھ مین آدمیون
ریش سفید دکن کے کہ وہ بھی مردم روشناس سے تھے ایک امر سہل کے واسطے بازار مین تکرار ہوئی پہلے سید مرتضے کا بیٹا
جو بیس برس کا جوان تھا اپنے باپ کی حمایت پر ایک دکنی کے مقابل جا کر قتل ہوا جب سید مرتضے نے اپنے دلبند کو مقتول دیکھا
جہان اسکی نظر مین تیرہ ہو گیا خود دوسرے دکنی کی جنگ مین مشغول ہوا اور وہ بھی مثل اپنے بیٹے کے ملک عدم کی طرف راہی
ہوا جبکہ سید حسن نے اپنے بھائی اور بھتیجے کو اس حال سے مشاہدہ کیا اسنے تیسرے دکنی سے سامنا کیا اور گرد فنا کی نیچے
چہرہ پر ملی ابھی لاش ان تینون سید مردہ کی بیجاپور کے بازار سے نہ اٹھی تھی کہ وہ تینون دکنی کہ متقولون کے ہاتھ سے
نہایت زخمی اور چور ہو گئے تھے انھون نے بھی جان قابض ارواح کے سپرد کی اور ایک لحظہ مین بلا عداوت سابق
چھ خانوادہ ماتم مین بیٹھے اور ہلاکی انکے خاندان سے ظہور مین آئی فی الواقع مسلمان دکن کے شمشیر اندازی اور یکیکی مین
بے نظیر اور بے مثل ہین اور جب تک کوئی شخص اس فن مین کمال حاصل نکرے ان لوگون سے شمشیر مقابل نہین
ہو سکتا ہی خلاصہ اس تقریر کا یہ ہی کہ اکثر آدمی دکن کے روے زمین پر ورزش شمشیر کرتے ہین گھوڑے کی
سواری اور تیر اندازی اور نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری اور عاطل ہین اسواسطے جنگ مخالفت مین عاجز
مطلق ہو کر زبون تر ہوتے ہین اور خانہ جنگی اور کوچہ و بازار مین شیر درندہ اور مردانہ ہین اور جمیع سلاطین دکن جنھون
نے بعد انقراض دولت شاہان بہمینہ کے اس مملکت مین حکومت کی ہر کسی شخص نے اس فعل شنیع کے دفع مین کوشش
نہ کی مگر عہد معدلت مہد حضرت صاحبقران ابراہیم عادل شاہ ثانی مین خانہ جنگی مین جو باصطلاح دکن یکیک کہتے ہین تخفیف
تمام ہوئی اور امید قوی ہی کہ یہ عمل زشت جو کسی مملکت اور عہد مین مروج نہ تھا بادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی
برکات کے سبب بالکل زائل ہوا اور وہ مملکت بھی مثل بہشت ایسے لوث کی جنایت سے پاک ہوا اور اسطرح سے
عہد نوزمان ابراہیم عادل شاہ ثانی نے ولایت بیجاپور مین کہ مراد کرہ زمین سے ہی تاکید تمام کرکے یک یا یعنی خانہ جنگی
کو تخفیف تمام دی اور محمد قلی قطب شاہ نے بھی تلنگانہ مین اس امر کی ممانعت فرمائی امید ہی کہ یک یا معدوم ہو
اور احمد نظام شاہ کی مدت حکومت انیس سال تھی

ذکر بادشاہی برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری کا

برہان نظام شاہ بحری مروج مذہب اثنا عشری سات سال تخت احمد نگر پر متمکن رہا فیض جاوید اسکی تاریخ جلوس ہوئی اور مکمل خان دکنی کہ مرد عاقل اور مدبر اور شجاع تھا احمد نظام شاہ کے عہد کے موافق منصب پیشوائی اور امیر جملگی پر مخصوص ہوا اور اسکا فرزند میان جمال الدین بخطاب عزیز ملکی و منصب سرنوبتی پر معزز اور محترم ہوا اور اس دونون کو باپ بیٹے نے اپنے تصرف میں لاکر امور مالی اور ملکی مین نہایت استقلال پہونچایا تین برس تک زمانہ انکے موافق رہا جبکہ عزیز الملک سرنوبت بادہ نخوت سے مدہوش ہوا اور غرور اور بے اعتدالی اسکی اندازہ سے باہر ہوئی وزرائے صاحب شوکت مثل رومی خان اور شیر خان از روئے حسد اسکی پیشوائی اور سرنوبتی سے آزردہ اور دلگیر ہوئے ہر چند تدبیرین اور سعی اور کوشش اسکے اخراج کے بارے مین کین پیش نہ گئین جب سب طرف سے عاجز اور مایوس ہوئے اس وقت ایک عورات حرم سے بی بی عائشہ نام کو جو برہان نظام شاہ کی مرضعہ یعنی دودھ پلائی تھی اور کمال اعتبار رکھتی تھی اس سے تمہید خصوصیت اور آشنائی کی کرکے یون مقرر کیا کہ بوقت فرصت راجا جیو بھائی کمترین برہان شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے انکو تسلیم کرے تاکہ اسے تخت سلطنت پر منصوب کرکے برہان شاہ کو معزول کرین اور مکمل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پاوین بی بی عائشہ نے ایک روز انھین دنون مین دوپہر کے وقت راجا جیو کو کہ طفل چودہ سالہ تھا لڑکیون کی پوشاک پہنا کر پالکی پر سوار کیا اور شہر کا رستہ لیا اور والدہ نظام شاہ نے اسیوقت بحسب اتفاق اس فرزند دلبند کو یاد کیا اور جب محل مین دستیاب نہوا غلغلہ عظیم مردم درونی اور بیرونی مین ظاہر آیا اور بعضے بولے شاید ان حوضہائے پرآب مین گر پڑا ہو پس ایک جماعت حوضہائے پرآب مین کود کر تلاش مین مشغول ہوئی اور بعضے بی بی عائشہ کے پیچھے شہر کی طرف روانہ ہوئے ابھی رومی خان کے مکان پر نہ پہونچی تھی کہ وہ جماعت وسط شہر مین اسکے پاس پہونچی اور اسے مع راجہ جیو قلعہ مین در لائی اور جو بی بی عائشہ انکو بجائے جدہ ناجدہ برہان شاہ سمجھتی تھی اور راجہ جیو کو کبھی کبھی اپنے مکان مین لیجاتی تھی اور ایک دو دن اپنے مکان مین رکھتی تھی بہانہ کیا کہ مین اسوقت راجہ جیو کو اپنے مکان پر لیے جاتی تھی لیکن بعد چند روز کے جب یہ راز فاش ہوا اور سب آدمیون نے جانا کہ یہ کام امرا کی تحریک سے ہوا ہے اسواسطے مکمل خان برہان شاہ اور راجہ جیو کی محافظت مین نہایت کوشش کرتا تھا اور ایک لحظہ خبرداری سے بیخبر نہین رہتا تھا اور برہان شاہ کی تربیت اور پرورش مین اسقدر اہتمام بجا لایا کہ دس برس کی عمر مین کافیہ اور متوسط کو باستحقاق پڑھا اور خط نسخ خوب لکھا اور مرتضی نظام شاہ کے عہد مین کتب خانہ مین رسالہ علم اخلاق اور سلوک بادشاہان مین بخط نسخ پاکیزہ مولف کی نظر سے گذرا کہ اسکے خاتمہ مین یہ عبارت مرقوم تھی کاتبہ شیخ برہان بن ملک احمد نظام الملک الملقب من الحضرۃ البحری اور جسوقت کہ مکمل خان اور امرائے ثلثہ کے درمیان عداوت اور خصومت حد سے گذری انھون نے لاچار ہوکر پانچ چھ وزیرون سے اتفاق کیا اور رات کو احمد نگر سے برآمد ہوکر آٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برار کی طرف روانہ ہوئے اور علاء الدین عماد الملک کے دربار مین پہونچے تمہیدات زبانی سے احمد نگر کی تسخیر کی سہل ترین تدبیر اظہار کی عماد الملک نے ارباب غرض کے کہنے سے فریب کھایا اور فوج جمع کرکے کادیل سے

ایلچپور کی طرف متوجہ ہوا اور نظام شاہ کی سرحد پر پہونچکر قصبات اور پرگنات پر قابض ہوا مکمل خان نے یہ خبر سنکر اس فساد کے دفع کے واسطے سپاہ ظفر دستگاہ فراہم کی اور برہان نظام شاہ کی ملازمت مین اور خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کو ہمراہ لیکر مع فوج گران بصد شوکت وشان عماد الملک کے مقابلہ کو چلا اور قصبہ رانوری کے حوالی مین شہور سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین فریقین کا سامنا ہوا دونون سپاہ رزم خواہ نے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور ساقہ اور کمین گاہ آراستہ کی اور مکمل خان نے اسوقت برہان شاہ کو صغر سنی کے سبب آذر خان غلام ترک کو جو اتابک اسکا تھا ردیف کرکے قلب مین قائم کیا اور خود بانڈے شہامت کھولکر جنگ مین مشغول ہوا کوس حربی اور نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نالہ نفیر و کرنا گنبد فلک پر پہونچا جوش و خروش نے گوش چرخ آبنوس کے کر کیے اور زمانہ جفا کار اس دار و گیر کے مشاہدہ سے ایسا ہراسان ہوا چاہا کہ آپ کو جنبہ فلک سے باہر ڈالے اور بہرام خون آشام نے بہادران کیوان مقام کے خوف صمصام سے حصار سپہر پنجم سے قدم آگے رکھے اور روزگار مردم آزار نے گویا یکبارگی غبار نیستی کا چہرہ ہستی پر چھڑکا اور دست قضا نے رشتہ حیات کائنات کا توڑا دونون طرف کی سپاہ ملکیتی تلوار چلنے لگی سر و تن جدا ہونے لگے جنگ عظیم ہوئی ہنگامہ محشر برپا ہوا صحرا مین سیل خون روان ہوئی مثنوی زبار یدن تیغ آتش فشان + ہمی شد برون از تن کشتہ جان + درآمد چنان در فغان کوس کین که چون نبض مے جست از جا زمین + زغریدن کوس غیرت سروش + تہور ہمی ریخت در دل زگوش + فتادند برہم زبس کشتگان + بدان پوش شد ابرۂ آسمان + اور جو کارخانہ قضا و قدر مین طبل ظفر برہان دین و دولت کے نام بجا تھا اور رقم شکست عماد الملک کے چہرہ حال پر کھچی تھی بعد کشش اور کوشش فراوان راکب کام سے اور مرکوب ترود سے باز رہے عماد الملک اور تمام امرائے باگ معرکہ سے موڑی ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ سوائے ایلچپور کے کسی مقام مین توقف نہ کیا اور مال و منال اور گھوڑے اور ہاتھی انکے نظام شاہ کے حوزۂ تصرف مین آئے اور اکثر ممالک برار بہت خراب اور ویران کیے گئے مکمل خان نے نظام شاہ کو لیکر تعاقب کیا اور ولایت برار کے درمیان مین آیا عماد الملک سلامتی فرار مین منحصر جانکر برہانپور کی طرف گیا وہان کے حاکم نے ایک جماعت علماء اور مشائخ کے ذریعہ سے درمیان انکے صلح کرائی اور ہر ایک اپنے مقر کی طرف روانہ ہوئے منقول ہے کہ ایک اجداد نظام شاہیہ سے کلکرنی پاتری تھا کسی سبب سے جلا وطن ہوکر ولایت بیجانگر کی طرف گیا اور اُس حدود مین بود و باش اختیار کی تھی جب سلطنت اُسکے خانوادہ مین پہونچی برہمہ کہ خویشی و قرابتی رکھتے تھے سب بیجانگر سے احمد نگر کی طرف رجوع ہوئے اور اشتیاق وطن غالب آیا اور مکمل خان نے برہان شاہ کی طرف سے عماد الملک کو لکھا کہ جو پرگنہ پاتری تم سے تعلق رکھتا ہے وہ ہماری سرحد مین واقع ہے مقتضائے دوستی یہ ہے کہ وہ پرگنہ واگذاشت کرکے ہمارے متعلق کرین اور اُسکے عوض اور پرگنہ کہ جسکا حاصل اُس سے زیادہ تر ہو ہم سے لیکر اپنے قبض و تصرف مین لا دین عماد الملک نے یہ امر قبول نکیا چونکہ جانتا تھا کہ آخر کو اس امر پر نزاع ہوگی اسواسطے اس پرگنہ مین احتیاطاً ایک قلعہ جدید بنا کیا مکمل خان نے پیغام دیا کہ اس قلعہ کا ایسے مقام پر تیار ہونا موجب نزاع ہے کہ اکثر اوقات تمھارے آدمیون سے ہماری سرحد مین مزاحمت اور تشویش پہونچیگی مناسب یہ ہے کہ اسے موقوف رکھین عماد الملک نے کچھ اسکی

پروانہ کی اور قلعہ تیار کرکے باطمینان تمام اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور زمانہ کی بازی سے غافل ہوا ناگاہ مکمل خان بالاگھاٹ اور دولت آباد اور منازل بیاورہ کی سیر کے بہانہ لشکر جمع لا کر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین برہان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب چند منزل دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور ایکبارگی باگ موڑ کر پاتری پر بطور تاخت فوج کش ہوا اور قلعہ کو گھیر کر آتش جنگ افروختہ کی اور بہادران قلعہ کشا نے خندق سے عبور کرکے بعضون نے کمندون کے سہارے مثل دعای مستجاب قلعہ کی دیوار و کنگرہ پر عروج کیا اور بعضے زینہ لگا کر موذنون کی طرح منارہ پر چڑھے اور تحصنون کو زبردستی اور پیشدستی سے زیر کرکے قلعہ کو مفتوح کیا اور ولایت پاتری پر متصرف ہوا میان محمد غوری نے کہ اس قلعہ کے فتح مین اور مجاہدون سے زیادہ تر کوشش اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی بخطاب کامل خان سرفرازی پائی اور ضبط اُس قلعہ اور اس حدود کا اس سے متعلق ہوا اور نظام شاہ نے اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہو کر احمد نگر کی طرف معاودت فرمائی جو ابھی سرو نوخیز بوستان سلطنت اور گل گلزار دولت تھا بمقتضائے جوانی ایک لولی آمنہ نام سے عاشق ہوا اور قمری اور فاختہ کے مانند اُسکے قد بالا کی شوق زیارت مین حلقۂ اطاعت گلے مین ڈالکر کوکو کرنے لگا اور جذبہ عشق سے اُسے حبالہ نکاح مین لا کر داخل حرم کیا اور اُسکے طفیل سے شرب خمر کی طرف رغبت کی مکمل خان کہ مرد دل اور عاقل تھا تخت کے سامنے مودب کھڑا ہوا اور زمین کو لب ادب سے بوسہ دیکر انگشتری وکالت اور وزارت کی اُسے سپرد کر کے عرض پیرا ہوا کہ اس عرصہ مین حضرت ظل سبحانی صغیر سن تھے یہ ناچیز غلام حسب مقدور خدمات مرجوعہ بہر نوع بہ اقبال پادشاہی سے پیش پہونچاتا تھا اب بفضل الٰہی سے خود بدولت و اقبال مہمات سلطنت کو انجام بخوبی تمام پہونچا سکتے ہین اپنے اس غلام کو اس امر سے معذور فرمائین بیت رسمیست کہ مالکان تحریر * آزاد کنند بندۂ پیر * برہان شاہ نے بعد مبالغہ افزون اُسے معذور رکھا اور مکمل خان کے ایک فرزند کو امرائے کبار کرکے منصب پیشوائی شیخ جعفر دکنی ساکن قصبہ بنکار کو ارزانی فرمایا مکمل خان اپنے مکان مین گوشہ نشین ہوا اور کبھی کبھی اپنے عزیزون اور فرزندون کی تکلیف دہی کے باعث روز ہائے عید اور ایام متبرک دربار مین آتا تھا اور بادشاہ کو مجرا اور سلام کرکے بعد ایک ساعت کے اپنے مکان کو بازگشت کرتا تھا اور کسی وجہ سے مقدمات دنیوی مین دخل نکرکے اپنے حال مین مشغول رہتا تھا یہانتک کہ بجوار رحمت الٰہی واصل ہوا اور سنہ ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری مین شاہ طاہر بمقتضائے وقت احمد نگر مین تشریف لائے اور حضور کے سلک مجلسیان مین منتظم ہوئے اور مذہب مہدویہ نے کہ اس وقت مین رواج تمام پیدا کیا تھا برہان شاہ نے اپنی بیٹی ایک مشائخ کو جو مذہب مہدویہ رکھتا تھا دی تھی شاہ طاہر کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے وہ مذہب مستاصل ہوا اور وہ جماعت دربار کی آمد و شد سے ممنوع ہوئی اور آنحضرت اس وصلت سے پشیمان ہوئے اور علمائے پایۂ تخت کو سرزنش بہت فرمائی کہ جیسا شاہ طاہر نے بطلان اس مذہب کا بدلائل و براہین قاطعہ میرے ذہن نشین کیا تمنے کس واسطے ایسا نہ کیا اور سنہ ۹۳۰ نوسو تیس ہجری مین برہان نظام شاہ اور اسمعیل عادل شاہ نے شاہ طاہر کی سعی کے سبب قلعہ شولاپور مین ملاقات کی اور ارکان دولت طرفین بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کو برہان شاہ کے عقد ازدواج مین لائے اور جشن شادی کا آراستہ ہوا اس واسطے کہ اسد خان تنگوانی وغیرہ متعہد ہوئے تھے کہ ہم قلعہ شولاپور بی بی مریم کے جہیز

مین دیو نیگے اس واسطے برہان شاہ نے اُس قلعہ کا مطالبہ کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے جواب دیا کہ مجھے اس امر سے خبر نہین ہر اگر بعضے نفر یعنی ملازمین نادانستگی سے کوئی حرف زبان پر لادین اسکا اعتبار نہ کرنا چاہیے برہان شاہ نے شاہ طاہر کے مشورہ کے سبب دوبارہ اس مقولہ کا تذکرہ نہ کیا اور احمد نگر مین آیا اور بی بی آمنہ والدہ حسین نظام شاہ جب بی بی مریم کے ساتھ ناہمواری اور بے اعتدالی سے پیش آئی اور ایک مدت اسیطور پر گذری اور یہ خبر اسمٰعیل عادل شاہ کو پہونچی نظام شاہ کے سفیرون سے جو بیجاپور مین تھے یہ فرمایا کہ طوائف یعنی تیریا کو سلاطین کے فرزندون پر یون مسلط کرنا حرام اور اصالت سے بعید ہر اور یہ بات جب برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی قضیہ نے طول کھینچا اور اُسی عرصہ مین شاہ طاہر کو امیر برید کے پاس اور ملا حیدر استر آبادی کو عماد الملک کے پاس طرفداری کے واسطے بھیجا اور انھین ساتھ اپنے متفق کرکے سنہ ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین باتفاق اس جماعت کے مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار قلعہ شولاپور کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے نوہزار سوار تیرانداز معرکہ گذار ہمراہ رکاب لیکر اسکے مقابلہ کو عزیمت کی اور سرحد مین فریقین سے مقابلہ ہوا اور ایسی جنگ کہ طبیعت اُسکے تصور سے خوف کھاوے وقوع مین آئی پہلے علاء الدین عماد الملک نے اسد خان بلگوانی کے حملہ سے شکست پائی اور بلاتوقف کاویل کی طرف بھاگا اور برہان شاہ پر اثنائے جنگ مین کثرت تردد اور گرمی ازدحام فوج سے تشنگی غالب آئی بیہوش ہوا اور خورشید نام غلام ترک جو اُسکا آبدار تھا اُسنے گلاب چھڑکا جب ہوش مین آیا غلامان ترک حبشی نے شاہ طاہر کی صلاح سے ہتھیار اُسکے بدن سے جُدا کئے اور پالکی مین اُسے ڈالکر احمد نگر کی طرف روانہ ہوے اور سنہ ۹۳۳ نوسو تنتیس ہجری مین عماد شاہ نے اسمٰعیل عادل شاہ کی تحریک سے ہمراہی سلطان قلی قطب شاہ کے قلعہ پاتری کو نظام شاہیہ کے تصرف سے برآورد کیا اور برہان شاہ نے مخدوم خواجہ دکنی اور امیر برید کی رفاقت سے مع لشکر آراستہ و پیراستہ پاتری کی سمت نہضت فرمائی اور دو مہینے کے عرصہ مین توپ اور ضرب زن صاعقہ آثار کی ضربت سے قلعہ کی بنیاد مین خلل ڈالکر مفتوح کیا اور قلعہ کو بیخ و بنیاد سے کھود کر پرگنہ پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہر کہ مین نے براہمہ معتبر دولتخانہ نظام شاہ سے سنا ہر کہ سلطنت نظام شاہ بحری سے چند سال ادھر اجداد نظام شاہیہ براہمہ پرگنہ پاتری سے تھے اور کسی تقریب کے سبب تغیر مکان یعنی جلاوطن ہوکر ولایت بیجانگر کی طرف گئے تھے اور اس حدود مین جیسا کہ مذکور ہوا بسر لیجاتے تھے جب ملک حسن نظام الملک کے اقبال نے یاری کی اور اہل دول ہوا ملک احمد نے چتر سلطنت اپنے سر پر بلند کیا خویشاوند بہ ہمانہ بیجانگر سے احمد نگر مین آئے اور یہ باتین ہمیشہ سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتے تھے کہ فلان قریہ قلعہ پاتری سے قدیم الایام مین ہمارے باپ دادا سے تعلق رکھتا تھا بعد چندے ملک احمد نے عماد الملک کے پاس یہ پیغام کیا کہ جو ہمین پرگنہ پاتری کے ساتھ ایسی نسبت ہر مقتضائے یاری اور اخلاص یہ ہر کہ وہ پرگنہ ہماری طرف رجوع کرکے دوسرا پرگنہ کہ محصول اسکا اس سے کہین زیادہ ہو بالعوض اُسکے ہمارے ممالک محروسہ سے لیوین عماد الملک نے یہ امر قبول نہ کیا اور یہ مبحث درمیان مین تھی کہ بتقریبات چند برہان شاہ اُس پرگنہ کو اپنے قبضہ مین ورلایا اور وہ موضع موروث اپنے برہمنوں اور اپنے قرابتیون کو جو رئیس کفرہ فجرہ تھے بطریق انعام عنایت فرمایا اور بعہد غلبہ لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ

تک بطناً بعد بطن وہ قریہ اُنکے تعلق مین رہا پھر وہان سے ماہور کی طرف راہی ہوا وہ قلعہ بھی جو ابن خداوندخان حبشی کے
تصرف مین تھا مسخر کرکے ایلچپور کی تسخیر کا عازم ہوا عماد الملک تاب برابری کی نہ لایا بدستور سابق برہانپور کی طرف رواَنہ
ہوا اور سلطان محمد شاہ فاروقی مقام اعانت اور کمک مین ہوکر باتفاق متوجہ جنگ نظام شاہ اور امیر برید ہوئے اور فریقین
مین بعد قرب وصول جنگ شدید واقع ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ بحال ابتر و پریشان برہانپور کی طرف بھاگے نظام شاہ
تین سو ہاتھی اور خیمہ اور خرگاہ بلکہ تمام کارخانجات سلطنت پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے قبضۂ قدرت مین لایا
عماد الملک اور محمد شاہ نے احوال اس طرح معاینہ کرکے آدمی معتبر مع تحف فراوان سلطان بہادر بادشاہ گجرات کے پاس
بھیجکر اعانت طلب کی سلطان بہادر اُنکی امداد کو فتوحات غیبی تصور کرکے مع خزانہ اور لشکر بیحد ۹۳۵ نہ سو پینتیس
ہجری مین ندربار اور سلطان پور کے راستہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ نے مضطرب
ہوکر اول رسل و رسائل شاہ طاہر کے لکھے ہوئے مشتمل تہنیت جلوس اور اظہار اخلاص اور اعتقاد دہلی مین
بابر شاہ کے پاس ارسال کیے اور اس مین یہ فقرہ درج کیا کہ لطائف عواطف الٓہی سے امید واثق ہے کہ عنقریب مخبران
اقبال مژدہ توجہ جنود لشکر ظفر قرین سعادت قران واسطے اخراج اعادی اس حدود کے ملکیتون کے مسامع مین پہونچاوینگے
اور مبشران مسرت رسان بشارت قل جاء الحق وزہق الباطل اس دیار کے اطراف و اکناف مین منتشر کرین تا کہ
منتظران امیدوار اور معتقدان خدمتگار باقبالی تمام استقبال کرکے فائز المرام ہووین اور اسی طور سے چند مکتوب
متضمن طلب اعانت اسمعیل عادل شاہ اور سلطان قلی قطب شاہ کے پاس روانہ کیے سلطان قلی جو جنگ کفار کہ مین
مشغول تھا یہ بہانہ کرکے متعذر ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار غریب اور غریب زادہ اپنے لشکر سے انتخاب
کرکے امیر برید کے ہمراہ جو آپ کو منجملہ امراے عادل شاہی سے جانتا تھا برہان شاہ کی مدد کے واسطے مع خزانہ موفور
اور ساز و یراق سفر روانہ فرمایا اور سلطان بہادر استخلاص قلعہ ماہور اور رامگیری کے واسطے ولایت برار کے درمیان آنکر ملک
کے لینے کی طمع کرکے چند روز سے مقیم تھا عماد الملک اپنی زوال مملکت کے اندیشہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ ولایت بندگان
صمیمی سے تعلق رکھتی ہے اگر قدم آگے بڑھا کر برہان شاہ کو مستاصل کرکے قدرے اس ولایت سے بندہ کو عنایت
فرماوین تو اپنے زن و فرزند قلعہ کاویل سے وہان بھیجکر یہ تمام ولایت حضور کے سپرد کرکے ہمیشہ ملازم رکاب رہونگا
سلطان بہادر نے اُسکی عرض قبول کی اور نظام شاہ کے اُردو کی طرف جو کوہستان بیر مین اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور
امیر برید چھ ہزار سوار عادل شاہیہ و تین ہزار سوار اپنے خیل خاصہ سے لیکر مقابلہ کے واسطے عازم ہوا اور راہ مین قصبہ پٹن
اور بیر اثناے کوچ مین افواج گجراتیون پر تاخت کی اور تخمیناً دو تین ہزار سوار تہ تیغ بیدریغ کرکے مال و اسباب و ساز و سلب
بسیار مع شتر اونٹ محمول خزانہ گجرات قبضہ مین لایا سلطان بہادر اس حوال کے مشاہدہ سے نہایت برہم ہوا اور جس مقام
مین کہ یہ خبر اُسے پہونچی تھی وہین مقام کیا اور خداوند خان وزیر کو مع بیس ہزار سوار جرار تدارک انتقام کے واسطے نامزد کیا
اور امیر برید نے محاربہ اس لشکر عظیم کا ساتھ اپنے قرار دیا اور اُن کے مقابل آیا اور قبل اسکے کہ بہادران طرفین
کارزار مین مصروف ہون دونون لشکر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر ایک مین ملگئے گلاب دکن نے گلاب گجرات کو

شکست دی تصدیق یون ہوا کہ امیر برید اور امرائے عادل شاہ نے دل ظفر پر باندھا اور مقصد کے امیدوار ہوئے اور بعد آراستگی
صفوف حرب امیر برید نے پشت معرکہ پر ونیز کمین گاہ مین گیا جب لشکر گجرات نے تاخت و تاراج شروع کی امیر برید
ایکبارگی کمین گاہ سے برآمد ہوا اور بہ ضربہائے شمشیر خونخوار ایک دم مین انکے لشکر کو زیر و زبر کیا من بعد سلطان بہادر
نے بیس ہزار سوار بہ سرکردگی عماد الملک اور خداوندخان کے ہمراہ رکاب بھیجے برہان شاہ اور امیر برید اور خواجہ جہان نے
اُس لشکر کے مقابلہ کی تاب اپنے مین نہ دیکھی بجناح استعجال پرندہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان بھی گجراتیون کے
تعاقب سے اقامت میسر نہوئی جنیر کی سمت مفرور ہوے اور اس وقت برہان شاہ کی والدہ جو بیٹی ایک اکابر استرآباد
سے تھی قضائے الٰہی سے فوت ہوئی اس بلدہ مین اُسے پیوند زمین کیا اور سلطان بہادر نے احمد نگر مین داخل ہوکر
باغ نظام شاہ مین نزول فرمایا اور امرا اور منصب داران احمد نگر کے مکانون مین وارد ہوئے سلطان بہادر نے حکم کیا کہ
پتھر اور چونہ جو باغ نظام شاہ مین بعض عمارات کی تعمیر کے واسطے موجود اور مہیا ہے اُسے باغ کے باہر بیجا کر ایک چبوترہ
وسیع اور رفیع جنگ فیل کے تماشے کے واسطے تیار کرین اور سلطان چالیس روز از صبح تا شام اجلاس کرکے سلام خلائق
کا لیتا تھا اور ہاتھی اور ہرن اور اونٹ اور بھی دیگر حیوانات کی لڑائی کا تماشا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ چند روز یہان
اقامت کرون لیکن امرائے نظام شاہ جریدہ ہوکر نہین چاہتے تھے کہ کسی طرف سے غلہ اور مایحتاج بفراغت گجراتیون کے
اُردو مین پہونچے چنانچہ اس درمیان مین دکنیون کی مزاحمت کے سبب نہ پہونچنے آذوقہ سے ایک قحط ظاہر ہوا اور بہت
آدمی اور ہاتھی اور گھوڑے ہلاک ہوے خداوندخان اور امرائے کبار گجرات نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر شاہنشاہ کو داعیہ تسخیر
اس ولایت کا مرکوز خاطر ہے تو صلاح دولت یہ ہے کہ اول قلعہ دولت آباد کو کہ برسر راہ گجرات ہے مفتوح اور مسخر کرین اسکے بعد
احمد نگر کی طرف مراجعت کرکے دیگر قلعجات اور بقاع کی تسخیر مین کوشش فرماوین سلطان بہادر نے اُنکی عرض قبول کی
لیکن کوچ کرنے مین تاخیر رکھتا تھا اسی درمیان مین ایک خواب مہیب دیکھا کہ باغ نظام شاہ مین ایک جماعت دیوون کی نہایت
مہیب و بدشکل بعضے اپنے ہاتھون مین انگیٹھیان آگ کی اور بعضے پہاڑ اور سنگ کلان اُٹھا کر اسکے پلنگ کی طرف متوجہ ہوکر
چاہتے ہین کہ اسپر ڈالدین وہ گھبرا کر خواب سے بیدار ہوا اور ایک جماعت عقلا سے جو اُسکے مقرب تھی یہ واقعہ بیان کیا
اُنھون نے یہ جواب دیا کہ اس مقام مین نظام شاہ کے عہد مین ایک جنگ عظیم واقع ہوئی ہے اور کفار اور ایک جماعت کثیر مسلمانون
کی بیچ مستی مین مقتول ہوئی ہے اور اُن کی ارواح کو جو عروج عالم علوی میسر نہین ہے اس جہان سفلی مین خاص اس مقام
مین متوطن رہتے ہین اور بصورت شیاطین متشکل ہوتے ہین احتمال رکھتا ہے کہ یہ خواب اسی کے آثار سے ہو سلطان
نے اُسی شب کو اس مکان سے نقل کرکے کالا چبوترہ کے قریب خیمہ اور خرگاہ مین استراحت فرمائی اور بعد دو تین روز کے
دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا بعد از وصول عماد الملک برادر نے امرائے گجرات کو قلعہ کے محاصرہ کے واسطے مامور
کیا اور خود بدولت و اقبال محمد شاہ فاروقی کے ساتھ بالا گھاٹ دولت آباد مین نزول کیا برہان شاہ نے ایلچی
اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ وہ برادرانہ امداد کے بارہ مین جو کچھ شرط مروت اور یاری تھی بجا لائے
ہین لیکن جب تک یہ بنفس نفیس اس طرف متوجہ نہونگے اس ورطہ سے رہائی میسر نہوگی عادل شاہ نے جواب

دیا کہ کفار بیجانگر رائچور کے اطراف میں بیٹھکر کمین گاہ میں جویاے فرصت ہین جس وقت میں بیجاپور سے حرکت کرونگا وہ لئیم آب کشنہ سے عبور کرکے اس مملکت کو تاخت و تاراج کرین گے اب مین نے پانسو بہادر مسلح دو اسپہ حیدر ملک قزوینی کے ہمراہ کمک سابق کے علاوہ روانہ کیے ہین امید ہی کہ آپ فتح و فیروزی سے مسرور اور محظوظ ہونگے برہان شاہ عادل شاہ کے آنے سے مایوس ہوکر اپنے کام مین حیران ہوا اور دوسرا سبب حیرانی کا یہ تھا کہ رعیت اور سپاہ شیخ جعفر کی پیشوائی سے آزردہ اور دلگیر تھی لہذا اُسے منصب سے معزول کیا اور مسمی کانوزسی کہ جو شیخ بہمن نامرد تھا اور جو عقل و فراست اور امانت اور دیانت مین اتصاف تمام رکھتا تھا خلعت پیشوائی سے مفتخر اور مباہی کیا اور اُسکے بمشورہ خنجر سے احمد نگر کی طرف آیا اور اپنے بقدر قدرت و امکان لشکر فراہم کرکے بسبیل استعجال باتفاق لشکر دکن نہایت حزم و ہوشیاری سے دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر کے لشکر کے اطراف مین پہونچکر چار کوس لشکر گجرات کے فاصلہ پر کوہستان کے درمیان نرد کش ہوا اور رات دن لوازم ہوشیاری مین تقصیر نکی اور قریب تین ماہ لشکر سلطان بہادر کے مقابل مین مقیم رہا اور کبھی گجراتیون کے حوالی مین تاخت کرتے تھے آخر دانت جگر مین گرہ کر فوج کے دنی اور اعلی کارزار پر مستعد ہوے اور اعلام جسارت بلند کئے سلطان بہادر نے اس معاملہ سے اطلاع پائی اور امیر برید کہ شجاعت اور جوانمردی مین مشہور و معروف تھا اپنی باری کے دن مسلح اور مکمل ہوکر بطریق ایام سابق بہ بہانہ مانع آنے رسد غلہ وغیرہ سلطان کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور لشکر عادل شاہی کی مدد سے قوی پشت ہوکر بے اجازت نظام شاہ کے افواج آراستہ کرکے مرتکب جنگ صف اعدا ہوا اور جب یہ خبر دکنیون کے اردو مین منتشر ہوئی برہان شاہ کہ شجاعت اور بیباکی امیر برید کی بخوبی تمام جانتا تھا فوراً مستعد قتال ہوکر امیر برید کے بعد روانہ ہوا جسوقت آتش جنگ شعلہ زن تھی اور امیر برید اور بہادران عادل شاہی حرب مین مشغول تھے کہ نظام شاہ نے پہونچکر حملہ کرکے گجراتیون کو منہزم کیا سلطان بہادر نے جب نظام شاہ کے پہونچنے سے خبر پائی خداوند خان اور عضد الملک اور صفدر خان اور اکثر امرائے کلان کو اُنکے مدافعہ کے واسطے بھیجا اور وہ جماعت حسب اپنی افواج کے ہمراہ متوجہ قتال ہوئی اور عالم خان میوانی جو عمدہ سرداران احمد نگر سے تھا حملہ اول مین مارا گیا برہان شاہ اور امیر برید نے صلاح توقف مین نہ دیکھی باگ معرکہ سے پھیری اور بھاگ کر کوہستان مین پناہ لی اور جب سمجھے کہ لشکریان گجرات مردمیدان ہین ہم انکے مقابل نہین ٹھہر سکتے تو کانوزسی کے کہنے سے آدمی میران محمد شاہ اور عماد الملک کے پاس بھیجکر طالب صلح ہوئے اور وعدہ واپس دینے فیلان اور قلاع کے اپنے ساتھ ملا لیا میران محمد شاہ اور عماد الملک دونون ملکر خداوند خان گجراتی کے پاس گئے جو وزیر سلیم النفس اور نیک اندیش خلائق تھا اور کہنے لگے کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ سلطان کی مدد مین پہونچکر پاتری اور ماہور نظام شاہ کے قبضہ تصرف سے برآورده کرین اور خطبہ برار اور احمد نگر کا سلطان کے نام پڑھکر ہرسال تحف و ہدایا اسکے واسطے ارسال کرین حالانکہ سلطان طمع اس ملک کی کرکے چاہتا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے انتزاع کرے خداوند خان نے کہا یہ وہ کام ہے کہ تمنے آپ کیا ہے جسوقت تمام حکام دکن بیکجہت اور یکزبان ہوکر اپنے درمیان سے منازعت دور کرینگے منفردین بصواب ہوگا میران محمد شاہ اور عماد الملک نے مطلب سمجھکر مجلس ندامت کی پہلے عماد الملک نے

اپنے مورچہ سے غلہ اور آذوقہ بسبب قلعہ دولت آباد مین منجھن خان کے پاس بھیجی جب خسرو انجم یعنی آفتاب برج سرطان کی طرف روانہ ہوا موسم یہ ہوا کہ خیمہ اور سائبان سنجابی سحاب کے بلند ہوون اور بارش کے سبب سے راہ آمد و شد دشوار ہووے عماد الملک خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام پر چھوڑ کر آدھی رات کو ایلچپور کی طرف چلا گیا سلطان بہادر نے محمد شاہ فاروقی اور ارکان دولت کو بلا کر مراجعت اور توقف کے بارہ مین مشورہ فرمایا سبھون نے التماس کی کہ اُسکے بعد برسات کی طغیانی کے سبب ندی نبتی اور دیگر دریاؤن کے پرآب ہونے سے غلہ اور آذوقہ ممالک گجرات اور خاندیس سے نہ پہونچیگا اور احتمال کلی رکھتا ہی کہ سلاطین دکن بھی بالضرورت باتفاق متوجہ ہووین اور جھگڑا طول ہووے صلاح دولت آمین ہی کہ یہ ملک نظام شاہ اور عماد شاہ پر مقرر رکھکر اُنکو ساتھ اطاعت اور فرمان برداری کے اختصاص بخشین پھر برہان شاہ اور عماد شاہ نے بتجویز میران محمد شاہ خطبہ بنام سلطان بہادر پڑھکر حاجیون کو مع تحف و تحائف بھیجا اور آتش منازعت ساکن ہوئی اور سلطان بہادر گجرات کی طرف کوچ کر گیا اور برہان شاہ احمد نگر مین آیا اور میران محمد شاہ نے پیغام کیا کہ وعدہ کو وفا کر دو اور قلعہ پاتری اور ماہور مع فیلان عماد الملک کو واپس دو برہان شاہ نے تیس ہاتھی جو جنگ رانوری مین میران محمد شاہ سے لیے تھے مع تحف و ہدایائے نفیسہ اُسکے واسطے بھیجے اور عماد الملک کو نیست و ہمت کا کچھ جواب نہ دیا میران محمد شاہ نے جب اپنا مقصد حاصل دیکھا دوبارہ عماد الملک کی طرف سے اُسنے تحریک نہ کی اور برہان شاہ کے ساتھ ابواب خصوصیت واتحاد اول سے زیادہ تر مفتوح کیے برہان شاہ نے دوسرے برس شاہ طاہر کو مع اشیاء نفیسہ اور چند فیل نامی اور گھوڑے تازی برسم رسالت سلطان بہادر کے پاس گجرات بھیجے لیکن اُسنے شاہ طاہر سے ملاقات نہ کی اور معرض توقف مین ڈالا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ مین نے یون سنا ہی کہ برہان الملک نے ایک مرتبہ سے زیادہ میرا نام خطبہ مین مذکور نہین کیا ہی میران محمد شاہ مقام اصلاح مین ہوا اور درجواب لکھا کہ برہان الملک مخلص اور یک جہت تمہارا ہی اگر اُس سے کوئی امر خلاف عہد واقع ہوا ہو معاف رکھین اور اُس کے ایلچی کو حسب الالتماس بندہ شرف ملازمت سے مشرف فرماوین سلطان بہادر نے سرسری ملاقات شاہ طاہر سے کی اور اُسکی تعظیم و تکریم مین توجہ نفرمائی پھر خداوندخان نے اُس جناب کی دانشمندی اور سجادہ نشینی سے آگاہ ہوکر تدارک مافات کے واسطے ایک مجلس عظیم آراستہ کی اور اپنے ایک مقرب کو شاہ طاہر کی طلب کو بھیجا جسوقت کہ حاضر ہوا تمام علما اور اکابر سے بالاتر جگہ دیکر کہا کہ اگر ہم سے آپ کے ملازمون کی نسبت کسی طرح کی تقصیر واقع ہوئی ہو مواخذہ نفرماوین کسواسطے کہ مجلس اول مین آپ کے مرتبہ کے لائق ہم نے سلوک نہ کیا لیکن اس مجلس مین آپ کی فراخور شان کے موافق لوازم اعزاز و اکرام بجالائینگے منقول ہی کہ جمیع علمائے گجرات اور خاندیس کہ اُس مجمع مین حاضر تھے ہر ایک اپنے کو اعلم علمائے شیعہ سے جانتا تھا تقدم یعنی بالانشینی شاہ طاہر سے رشک لیگئے اور دیگ حسد کو جوش مین لائے اور کلمات ناشایستہ زبان پر جاری کرکے پیچ و تاب کھانے لگے سلطان بہادر نے خداوندخان کو حکم فرمایا کہ اہل فضل کو اپنی محفل مین جمع کرکے شاہ طاہر سے صحبت علم رکھے جب مجلس منعقد ہوئی اور تمام علما شاہ صاحب کے حالات سے واقف ہوئے اُنکی موہبت اور فضیلت کے بے اختیار مقر اور معترف ہوئے اور اپنی بے اعتدالی سے نادم اور پشیمان ہوئے اور یہ خبر جب سلطان بہادر کے سمع مبارک مین

پہنچی

پہونچا تو اس جناب کے احترام و اعزاز مین حد سے زیادہ تر کوشش کی اور بعد تین مہینے کے رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور سنہ ۹۳۹ نو سو انتالیس ہجری مین جب سلطان بہادر سلاطین خلجیہ پر مسلط ہوا اور ولایت منڈو اپنے تصرف مین درلایا برہان شاہ زیادہ تر سلطان بہادر کی شوکت سے متوہم ہوا اور شاہ طاہر کو بھیر ہمراہ نرسیو برہمن کے فتح کی مبارکباد کے واسطے روانہ کیا قضارا جس وقت کہ برہان پور مین پہونچا سلطان بہادر بھی اس بلدہ مین آیا میران محمد شاہ نے شاہ طاہر کی ملاقات سے سلطان کو بخوبی تمام محظوظ کر کے اخلاص نظام شاہ کا بدلائل و براہین خاطر نشان کیا اور کہا صلاح دولت اس مین دیکھتا ہون کہ شاہ کی تقویت کر کے اپنا مخلص کرین سلطان بہادر جو بادشاہ صاحب داعیہ تھا اور فکر ہاے دور از کار کو اپنے دل مین راہ دیتا تھا یعنی چاہتا تھا کہ بادشاہ دہلی کے ساتھ ہمسری کرے باتین محمد شاہ کی اپنے فضائے دل مین جلوہ گزین کر کے وہ امر قبول کیا محمد شاہ نے شاہ طاہر کو الطاف و عنایات سے قوی پشت اور راضی کر کے تعجیل تمام احمد نگر کی طرف بھیجا کہ برہان شاہ کو جلدی برہان پور مین لا کر سلطان سے ملاقات کرائے شاہ طاہر بسرعت تمام احمد نگر مین پہونچے اور برہان شاہ کو تکلیف برہان پور کی روانگی کی دی برہان شاہ نے اول جانے سے انکار کیا آخر کو کانورسی کے کہنے سے یہ امر قبول کیا اور اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ حسین کو ولیعہد کیا اور جمیع امور ممالک محروسہ کا نورسی سے رجوع کیے اور ایک جماعت قلیل کہ عدد اسکے سوار و پیادہ سات ہزار بھی نہ تھے ہمراہ لے کر شاہ طاہر کے باتفاق برہان پور کی طرف متوجہ ہوا خواجہ ابراہیم دبیر تونی اور رسایاجی شب نویس کو بطریق ایلچی گری بواسطہ قرار کیفیت ملاقات اور تعین پیشکش اور امور دیگر اپنی روانگی سے بیشتر برہان پور کی طرف محمد شاہ کے پاس روانہ کیا اور جب کنارہ آب تپتی موضع جانکدیوسے مین جو برہان پور کے قریب ہے پہونچا محمد شاہ نے استقبال کر کے آنحضرت سے ملاقات حاصل کی اور بتقریبات چند در چند یون مقرر ہوا کہ سلطان تخت پر اجلاس کرے اور برہان شاہ تسلیم بجا لا کر خدمت مین استادہ رہے برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت مین بلا کر فرمایا یہ ہرگز نہوگا کہ فلان تخت پر بیٹھے اور مین سلام کر کے استادہ رہون بہتر یہ ہے کہ ہم فسخ ارادہ کر کے اپنا کام کارساز حقیقی کے سپرد کرین شاہ طاہر نے کہا شرط دنیا داری کی یہ ہے کہ ایک روز اپنی صلاح دولت کے واسطے نہایت فروتنی گوارا فرماوین اور سالہا سال مسند کامرانی پر بفراغت و شوکت متمکن ہو کر زندگانی بسر کرین برہان شاہ نے کہ بادشاہ عاقل و دانا تھا ستیزہ سے پہلوتہی کر کے شاہ طاہر کی التماس قبول کی لیکن اسیوقت شاہ طاہر نے یہ تدبیر دلپذیر سوچ کر عرض کی کہ بندہ کے پاس ایک مصحف بخط امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے اور سلطان بہادر یہ خبر سنکر اسکا خواہان اور شائق ہے میرے دل مین یہ آتا ہے کہ یہ مقدمہ خداوند خان کے درمیان رکھکر روز ملاقات قرآن حمید کو ہمراہ لیے جاؤن تو سلطان بے اختیار ہو کر تخت سے اترآوے اور استقبال کے واسطے روانہ ہووے برہان شاہ یہ تقریر سنکر نہایت خوش دل ہوا دوسرے دن جب شہنشاہ شرقی یعنے آفتاب جہانتاب نے تخت نہ پایہ فلک پر قدم رکھا باتفاق میران محمد شاہ اور شاہ طاہر اس مقام کی طرف کہ ملاقات کے واسطے ترتیب دیا تھا متوجہ ہوا اور جب یہ سب لشکر بادشاہی کے قریب پہونچے شاہ طاہر نے مصحف اقدس سر پر رکھا اور باتفاق برہان شاہ سراپردہ مین داخل ہوا چونکہ

سلطان کی دور سے نظر اُن پر پڑی خداوندخان سے استفسار فرمایا کہ شاہ کے سر پر کیا ہی خداوندخان نے کہا قرآن شریف
بخط امیر المومنین علی علیہ السلام ہی سلطان بہادر بے اختیار تخت سے اُترا اور استقبال کو روانہ ہوا اول مصحف مجید
کو لیکر تین مرتبہ بوسہ دیکر آنکھون سے ملا اور اسی طرح ایستادہ ہوکر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان مین فرمایا
جونی وجہ حال داری اُس نے فارسی مین متکلم ہوکر جواب دیا کہ از نیازمندان جنابم و از در دولت بادشاہ خرسند
و خوش حالم پھر سلطان تخت پر متمکن ہوا برہان شاہ اور شاہ طاہر اور محمد شاہ مقابل مین ایستادہ ہوئے اور سلطان بہادر کو
شاہ طاہر کے ایستادہ ہونے سے نہایت اضطراب بہم پہونچا تکلیف جلوس فرمائی شاہ طاہر نے عذر کیا جب تین مرتبہ
بیٹھنے کی تکلیف دی شاہ طاہر عرض پیرا ہوئے کہ حکم جہان مطاع سر آنکھون پر ہی لیکن بندہ نظام الملک کے ساتھ
نسبت نوکری اور صاحبی کی درمیان مین رکھتا ہی شرط ادب نہین ہی کہ وہ ایستادہ رہے اور بندہ بیٹھے سلطان نے
لاچار ہوکر فرمایا وہ بھی بیٹھے شاہ طاہر نے برہان شاہ کا ہاتھ پکڑکر بٹھایا اور خود زیر دست اُسکے از روے ادب
بفاصلہ نیچے بیٹھا سلطان نے کلام شروع کرکے ہمزبانی بہت فرمائی اور فارسی مین متکلم ہوکر یون برہان شاہ سے کہا
درین مدت تلخی انقلاب ایام چون گذرانیدی و ناسازی روزگار چون بانتہا رسانیدی برہان شاہ نے مراسم تعظیم بجا
پہونچاکر یہ جملہ عرض کیا ادبارے کہ اختتام آن باقبال باز گردد و فراقے کہ آخر بوصال انجامد حلاوت اختتامش
مرارت ابتدا فراموش گرداند بحمد اللہ تعالی و تقدس کہ آنچہ بسالہاے دراز گذشتہ بود این حلاوت یک لحظہ
تلافی آن ہمہ کرد جب سلطان بہادر نے یہ جواب برہان شاہ کا سنا زبان تحسین و آفرین مین کھولی اور میران محمد شاہ
سے کہا تو نے سنا کہ برہان الملک نے کیا جواب باصواب دیا اُس نے عرض کی جو کہ بندہ دور تھا خوب نہین سنا
چنانچہ سلطان بہادر نے سوال و جواب ایک بار بآواز بلند اس طور سے کہ تمام حضار دربار سنین بیان کیے شاہ طاہر
نے ایستادہ ہوکر عرض کی کہ یہ امر اثر التفات سلطان سے حاصل ہوا اور امید قوی ہی کہ روز بروز آثار عنایت و
شفقت زیادہ تر مشاہدہ اور معاینہ ہو دین سلطان بہادر نے ٹیکا اور خنجر اور شمشیر مرصع جو زیب کمر تھا کھول کر
اپنے دست مبارک سے برہان الملک کی کمر مین باندھا اور جو کہ اُسنے اُس زمانہ تک لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق
نہ کی تھی فرمایا خطاب نظام شاہی مبارک ہووے اور اُسکے بعد اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرکے کہا مین نے سنا ہی
کہ شاہ گھوڑے کی سواری خوب جانتا ہی اُس گھوڑے عربی خاصہ تند رفتار تیز گام پر سوار ہوکر سراپردہ کے
گرد پھیرے برہان شاہ سوار ہوا اور اُس گھوڑے کو بروش دکن گرم خیز باد تند سے تیز کیا اور کاوہ اور پویہ اور
پوتدمہ پر لگایا سلطان بہادر نے اس شہسواری کی تعریف مین زبان کھولی اور یہ فرمایا کہ یہ سواری بے چتر خوشنما
نہین ہی اشارہ کیا کہ آفتاب گیر یعنی چتر اور سورج مکھی سفید کہ بادشاہ مندو سے لی تھی اُسکے فرق پر مرتفع کی اور
محمد شاہ اور خداوندخان کو حکم کیا کہ برہان شاہ کے سر پر چتر اور سورج مکھی عین سواری مین لگاکر سراپردہ سے باہر لیجاوین
اور اُسکے دائرہ مین جاکر سراپردہ سلطان محمود خلجی اُسکے واسطے ایستادہ کرکے مبارکباد کہین اور دوسرے دن سلطان بہادر
نے چار کرسی طلائی تخت کے سمت بچھا کر لوازمہ جشن عالی ترتیب فرمایا اور نظام شاہ اور شاہ طاہر اور میران

محمد شاہ اور شیخ عارف ولد شیخ اولیا کو طلب کرکے اُن کرسیون پر بٹھایا اور تکلفات رسمی اور تواضعات عرفی مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کیا پانچ راس گھوڑے اور دو زنجیر فیل مست اور بارہ ہرن جنگلی نظام شاہ کو دیے اور دو گھوڑے اور ایک زنجیر
فیل کلان شاہ طاہر کو عنایت فرمایا اور عالم خان میواتی کے بیٹے کو کہ وہ بھی عالم خان خطاب پاکر منصب و جاگیر سے سرفراز
اور ممتاز ہوا تھا اُسے بھی بخلعت کمربند و خنجر و شمشیر مخلع فرمایا اور جو سنا تھا کہ برہان شاہ چوگان خوب کھیلتا ہی دو تین گھڑی
نظام شاہ کے ساتھ سراپردہ کے اندر کہ وسیع تر دائرہ بسیط سے تھا چوگان بازی کی پھر اسیطرح سے دونون بادشاہ سوار
سراپردہ سے برآمد ہوئے اور خواجہ ابراہیم اور سایاجی کہ پیشکش اور نذرین لیے ہوئے ایستادہ تھے ملاحظہ مین درلائے
سلطان بہادر نے اگرچہ سب کو بہترین اجابت فرمایا لیکن ان سب پیشکشون مین سے ایک ہیکل مصحف اور ایک شمشیر کہ اس پر نام
ایک خلفائے عباسی منقوش تھا اور چار ہاتھی مست اور دو گھوڑے عربی لیکر فرمایا کہ مین نے باقی تمام چیزین مع ممالک
دکن نظام شاہ کو مرحمت فرمائین اور اسی وقت رخصت عطا کرکے احمدنگر کو واپس جانے کی اجازت دی **بیت**
ازانجا شادمان مرکب روان کرد * غبارش بادرا عنبر فشان کرد * برہان شاہ نے مراجعت کرکے جب بالاگھاٹ دولت آباد
مین نزول کیا شیخ برہان الدین اور شیخ زین الدین کی زیارت کی اور حظیرہ کے مجاورون کو نذر و صدقات فراوان سے
مسرور القلب اور خوش وقت کیا جو کہ ہنگام شگفتگی گل چنپہ تھا حوض تنکو کے کنارے استقامت فرمائی اور چند روز
اس حدود و منزہات دلکش کی سیر کی اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور بموجب تحریر فرمان شاہزادہ حسین اور
کانوزسی اور بھی امرا اور اعیان احمدنگر مع ایلچیان عادل شاہ اور قطب شاہ اس کی ملازمت مین حاضر ہوئے اور
سب نے مبارکباد دی اور اس سبب سے کہ درمیان برہان شاہ اور شاہ گجرات کے غبار منازعت بالکل زائل
ہوکر ایسا کام معظم وقوع مین آیا درپے تنبیہ رایان اطراف ہوا اور کانوزسی کے حسن تدبیر سے پانچ مہینے کی مدت مین
راجہائے مرہٹہ جو عہد نظام شاہ سے اُس وقت تک زیر نہوئے تھے مطیع اور فرمان بردار ہوئے اور تیس قلعہ
بے جنگ لیے اور شاہ طاہر کو محرم اسرار بادشاہی کرکے جاگیرین لائق اور زر ریز عطا فرمائین اور خواجہ ابراہیم
کو بخطاب لطیف خان اور سایاجی کو پرتاب راے خطاب دیکر مقربان درگاہ سے کیا اور باغ نظام کی عمارت جو
گجراتیون نے خراب کی تھی اور اسوقت تک مرمت نہوئی تھی بخاطر جمع اصلاح و مرمت فرمائی اور جب اسمعیل عادل شاہ نے
سنہ ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری مین بقصد تسخیر قلعہ کلیان اور قندھار بیجاپور سے نہضت فرمائی امیر برید نظام شاہ سے کمک اور
اعانت کا ملتجی ہوا اور نظام شاہ نے ازروے غرور عادل شاہ کو مکتوب لکھکر اُس قلعہ کی تسخیر کی ممانعت کی اور عادل شاہ
نے اُسکے درجواب کلام درشت و ناملائم تحریر کرکے یہ شکایت کی کہ تم سے اس قسم کے سلوک کبھی مشاہدہ نہوئے تھے
سبب کیا ہی کہ آپ دیرانی احمدنگر اور واقعات سابق کو فراموش کرکے ایسے فقرات نامناسب مرقوم کرتے ہین اگر آپ
بسبب چتر اور سراپردہ ہاے کہنہ شاہان مندو کے مغرور ہوئے ہین گنجایش نہین رکھتا ہی اور جو خطاب شاہی پر نازان
ہوکر فخر کرتے ہین اس معنی نے اس طرف بوجہ اکمل و اتم صورت ظہور پائی ہی کسواسطے کہ ہمنے شہنشاہ ایران سے جو
پیغمبر آخرالزمان کا فرزند ہی خطاب شاہی پایا ہی تم گجراتیون کے سرخیل کے سبب سے اس مرتبہ کو پہونچے ہو خیر اب اگر مثل

ان امور کے خیال کرنے سے نادم اور پشیمان ہوجاؤ زہے سعادت اور جونہین تو اب ہم اور ہمارے اعیان تلوارین برہنہ کر کے
میدان مین کھڑے ہین بلغ نظام شاہ سے برآمد ہوجیے اور زور بازوے تہمتنان عادل شاہی دیکھیے نظام شاہ اس
نفرین سے نہایت شرمندہ ہوا اور فوراً اسرا پردہ باہر بھیجے اور دوسرے دن کوچ فرما کر موضع آمنہ پور مین جو آباد کیا ہوا
شہزادہ حسین کی والدہ کا تھا چند روز اجتماع سپاہ کے واسطے مقام کیا اور اسکے بعد جب کہ حالت منتظرہ نرہی مع توپخانہ
اور سامان جنگ بسبیل استعجال عادل شاہ کی سرحد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد از مقابلہ فریقین نائرہ قتال شعلہ زن ہوئی
اور جانبین سے مردان مرد اور دلیران معرکہ نبرد میدان مین حملہ آور ہوئے اور شمشیر بران اور سنان جانستان کی ضرب
سے خاک معرکہ کو ایک دوسرے کے خون سے گل کیا اور آخر کو شکست لشکر احمد نگر پر پڑی اور اس روز ہولناک مین
غریب زادہاے خرد سال بیجاپور نے دادمردی اور مردانگی دی اور احمد نگری فوج کو متفرق اور پریشان کیا اور شیخ جعفر
معزول برہان شاہ کو مع سپاہ اس معرکہ سے سلامت باہر لایا قریب دو تین ہزار احمد نگری مارے گئے اور توپخانہ اور بہ
گھوڑے اور ہاتھی بہت لشکر عادل شاہی کے ہاتھ آگئے اور برہان شاہ کی عجب و نخوت مین بہت تخفیف ہوئی اور بعد چندے
ایک جماعت طرفین نے درمیان مین آکر دونون بادشاہ سے ۹۴۳ھ نوسو اتنالیس ہجری مین سرحد پر باہم ملاقات کرائی
اور بعد گفت و شنود اور رد و بدل کے یون مقرر ہوا کہ نظام شاہ مملکت برار کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو مسخر کر کے
دکن کو آپس مین برابر تقسیم کرین قضارا انھین سنوات مین اسمعیل عادل شاہ فوت ہوا اور تمام مقدمات ملتوی ہوئے اور
۹۴۴ھ نوسو چوالیس ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کی دلالت اور ارشاد سے محبت اہلبیت کی اختیار کی اور نام
خلفائے ثلثہ خطبہ سے موقوف کیا عیاذاً باللہ و معاذ اللہ لیکن ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہے **بیت** ہر کہ در سایہ
آن سرو سہی قد باشد * جاش زیر علم سبز محمد باشد * اور جو کہ نشان دوازدہ امام علیہم السلام کا سبز تھا اور قیامت کے روز بھی علم
حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سبز ہوگا برہان شاہ نے شاہ طاہر کی رہنمونی سے چتر اور نشان اپنے سبز کیے
اور تبرائیون کو وظیفہ دیکر حکم کیا کہ کوچہ و بازار اور مساجد اور معابد مین خلفاے راشدین اور انکے پیروان کے لعن و طعن مین
مشغول رہین اور اس وزر سے کہ یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ نے امرائے کبار حنفی مذہب کے خوف سے
کہ رافضی کش تھے انھین معدوم کیا نظام شاہ کامران ہوا اور بیان اس مقال کا مقتضی اسکا ہے کہ کچھ احوال شاہ طاہر
کا بھی بشرح و بسط مرقوم کرون ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ شاہ طاہر اولاد سلاطین اسمعیلیہ مصر اور افریقیہ سے
ہے جنکو علویہ بھی کہتے ہین اور تاریخ حبیب السیر مین مسطور ہے کہ اسمعیلیہ نے بلدہ مغرب اور مصر مین بعزت تمام سلطنت
کی اور مدت حکومت انکی مؤلف کے عقیدہ مین دو سو چھیاسٹھ برس ہے اور اول جس شخص نے اس طائفہ سے ظہور پکڑا
اور مالک زمام جہانبانی ہوا اسے ابو القاسم محمد بن عبد اللہ المہدی کہتے تھے اور یہ مہدی بقول اکثر و اشہر اسمعیل بن
جعفر الصادق علیہ السلام کی نسل سے ہے حمد اللہ مستوفی نے عیون التواریخ مین اسکے باپ کی اسامی اس طرح سے
نقل کی ہے المہدی بن محمد بن الرضا بن عبد اللہ بن التقی بن قاسم بن احمد الرضی بن اسمعیل بن جعفر الصادق اہل سنت اور
جماعت مغربیان نے مہدی کو عبد اللہ بن سالم بصری کی ذریت سے شمار کیا ہے اور زمرہ عراقیان نے اولاد عبد اللہ بن

دیمون قداح سے اعتقاد کیا ہی اور فرقہ اسمعیلیہ کہتے ہین کہ مہدی آخر الزمان عبارت محمد بن عبد اللہ سے ہی اور حضرت
خاتم الانبیا سے روایت کرتے ہین حدیث علی راس ثلث مایۃ تطلع الشمس من مغربہا کہتے ہین لفظ شمس اس
حدیث مین کنایہ محمد بن عبد اللہ سے ہی اور ایک اہل شیعہ کا یہ قول ہی کہ ولادت مہدی مغربی کی شہور سنہ ۲۶۰ دو سو
ساٹھ ہجری مین ہوئی اور ولادت حضرت امام مہدی صاحب الزمان کی بقول اثنا عشریہ سرمن راے مین
تیسری رمضان سنہ ۲۵۸ دوسو اٹھاون ہجری مین ہوئی اور بر تقدیر صحت حدیث لفظ شمس عبارت محمد بن حسن عسکری
سے ہی سیادت علویہ مصری کی باتفاق نسابہ اور مورخین مشکوک ہی لیکن جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
جیسا کہ مرقوم خامہ تحقیق ہوگا عالم رویا مین برہان شاہ سے کہا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھ کہے اس پر عمل کر ایسا
خواب بمقتضاے حدیث صحیح من رانی فقد رانی باتفاق علما یہ خواب شیطانی حمل نہین ہوسکتا یقین ہی کہ سادات اسمعیلیہ
صحیح النسب ہونگے اور نسبت یعنی نسب شاہ طاہر کا ساتھ عبد اللہ کے اس طرح مشہور ہی شاہ طاہر بن شاہ رضی الدین
بن المولی مومن شاہ بن مومن شاہ بن محمد زرد زر الملقب بہ شمس تبریزی شاہ خور شاہ بن العالم بن مولی محمد بن مولی جلال الدین
بن حسین جلال الدین بن کیا محمد بن مولانا حسن العالم بن المولی علی ابن احمد مستنصر بن مولی نزار بن مولے
مستنصر احمد بن معلی محمد بن علی طاہر بن الحاکم بن نزار بن المعز بن اسمعیل بن محمد القاسم بن عبد اللہ المہدی اور نسبت
عبد اللہ المہدی کی ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بروایت مشہور یون ہی عبد اللہ بن الرضا بن التقی
قاسم بن الوفی احمد بن الرضا المحمد بن اسمعیل بن جعفر الصادق واللہ اعلم بحقیقت الحال خواجہ عطا الملک جوینی
تاریخ جہان کشا مین لکھتا ہی کہ بعد از خلفاے راشدین درمیان اسلام کے ایک جماعت پیدا ہوئی جو باطن مین
فلاسفہ کی معتقد تھی اور باطن مین ہمیشگی عالم اور عدم معاد جسمانی کا اعتقاد رکھتی تھی ظاہر شریعت کو ساتھ باطن
کے بدل کر گریز اپنے واسطے پیدا کرتی تھی اور طوایف اہل سنت سے انکار کرتی تھی کہ انھون نے آل رسول
کی امداد و نصرت نہ کی خاص اس وقت کہ یزید اور اس کے اتباع نے ایسا ظلم صریح کیا اور یہ کلام جملہ معترضہ تھا
امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ تک کہ پہلے اپنے بڑے بیٹے اسمعیل کو ولیعہد کیا اور جب اسمعیل نے مینوشی
اختیار کی آپ نے اسے معزول کرکے امام موسی کاظم کو ولایت عہد دی اور روایت صحیح یہ ہی کہ اسمعیل اپنے باپ کے عہد مین
فوت ہوا لیکن ایک جماعت کہ جو موسوم بہ کیسانی ہی وہ کہتے ہین کہ اسمعیل اپنے باپ کے بعد از وفات زندہ تھا اور جو
اصل نص اول ہی لہذا اسمعیل امام ہی نہ موسی کاظم اور بعد از اسمعیل بیٹا اسکا محمد امام ہی اور علویہ مغرب تمام اسکی نسل سے
ہین اور محمد اسمعیل بھی امام جعفر صادق رض کے عہد مین رہے گیا اور محمد تابادری ساتھ اسکے منسوب ہی اور جب اسکی اولاد
کثرت سے ہوئی خراسان اور قندھار اور سندھ کی طرف جا کر متوطن ہوئی اور اسمعیل والدہ کی طرف سے بھی حسینی تھا اور
اسمعیلیون کے دو پیشوا تھے ایک میمون قداح اور دوسرا عبد اللہ بن میمون اور عبد اللہ کوفہ از عراق عرب مین گیا اور
ایک لڑکا اسکے ہمراہ تھا کہا مین داعی امام ہون اور امام کا ظہور قریب ہی اور ایک شخص ابو القاسم نام کو یمن
کی طرف دعوت کے واسطے بھیجا اور وہان پہونچکر دعوت مین مشغول ہوا اور اہل یمن نے دعوت اسکی قبول کی اور ایک

شخص کو کہ عبداللہ صوفی کہتے تھے بھیجا اور وہ شخص کہ میمون قداح کے فرزندون سے تھا اُس بیٹے کے ہمراہ مغرب کی طرف
گیا ابوعبداللہ صوفی نے استقبال کیا اور اُس نے خلقت مغرب سے کہا مین امام ہون اور مصلحۃً کہتا تھا وقت ظہور امام
کا نزدیک ہے اور آپ کو فرزندان امام اسمٰعیل سے شمار کرکے مہدی نام کیا اور لوگون نے القادر باللہ عباسی کے عہد مین
ایک محضر اُسکے بطلان نسبت کا ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے تحریر کیا اور بعضے کہتے تھے کہ مہدی بے شک و شبہ اسمٰعیل
کی نسل سے ہے اور روایت کے سبب مہدی اور اولاد اسکی علوی ہونگی اور ملاحدہ بلاد عجم یعنے حسن صباح اور اتباع
اس کے کہ جملہ اعیان اسمٰعیلیہ سے تھے اور بلاد قہستان و الموت مین حکومت کی تھی وہ بھی ساتھ زندقہ و الحاد کے منسوب ہین اور بعد
ترقیم اس روایت کے کہ بعضے حکایات آیندہ مین دخل رکھتی ہے اور مقوی کلام ارباب حسد و تہمت ہے ارباب کمال کی خدمت
مین عرض گذار ہوتا ہے کہتے ہین کہ اوائل دولت اسمٰعیلیہ مین ایک شخص انمین سے کہ بمزید فضل و ورع اتصاف رکھتا تھا اور علم فقہ
اور تقوے اور حدیث مین علم مہارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کرکے لباس درویشان مین در آیا اور خلایق کو ساتھ مذہب
اثنا عشری کے دعوت کرکے اپنے جد اسمٰعیل کو امام نہ جانتا تھا اور اہل مصر و مغرب نے اعتقاد صادق اور ارادت کامل ساتھ
اس سید کے پیدا کی اور تھوڑے عرصہ مین اُسکا عتبۂ علیہ مرجع طوایف انام ہوا اور اُسکے فرزندون سے ایک بعد دوسرے
کے سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ کی تقویت کرتے تھے اور اُسکے بعد دولت اسمٰعیلیہ نے ۵۶۷ھ ہجری مین عزل اور
انقراض قبول کیا خطبہ بنام خلفاے عباسی مزین ہوا اور توطن سادات علویہ کہ وارث ملک تھے اُس طرف متعسر ہوا
اور ہر ایک ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوے اور آخر مین ایک سادات سجادہ نشین نے موضع خوند مین جو مضافات قزوین
سے ہے اور گیلان کی سرحد مین واقع ہے توطن اختیار کیا اور اولاد اسکی سادات خوندیہ مشہور ہوئی اور قریب تین سو سال
مسند ارشاد کو اپنے وجود با جود سے گرم رکھا اور سلاطین اور حکام عصر کے نزدیک معزز و مکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی
شاہ طاہر حسینی کو پہونچی اور رتبہ اُس کا علوم ظاہری اور باطنی اور فصاحت بیان اور طلاقت لسان اور نباہت شان
اور سیرت و صورت مین باپ دادا سے افزون تر ہوا شیعیان مصر اور بخارا اور سمرقند اور قزوین وغیرہ دست ارادت اُسکے
دامن مین محکم کرکے باعث شہرت عظیم ہوے اور شہنشاہ ایران شاہ اسمٰعیل صفوی نے جو خود پیری اور مریدی کی برکت
سے صاحب دستگاہ ہوکر منصب جلیل تقرب بادشاہی مین پہونچا تھا اسلیے در پے اُسکے ہوا کہ سلسلۂ جمیع مشائخ ممالک
محروسہ کو مٹا دے خصوصاً سلسلۂ مشائخ خوندیہ کو مستاصل کرے اور میرزا شاہ حسین اصفہانی نے جو ناظر محکمۂ شاہ اسمٰعیل
تھا اور شاہ طاہر کے ساتھ دست اتفاق رکھتا تھا آدمی اُسکے پاس بھیجکر حقیقت حال سے اُسے مطلع کیا شاہ طاہر
سلامتی ترک دنیوی ظاہری مین سمجھا اور بساط سجادہ نشینی کو پیچیدہ کیا اور ابتداے سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین حوالی
سلطانیہ مین بذریعہ میرزا شاہ حسین اور بتوسط بعضے ارکان دولت دربار دلکشاے بادشاہی مین رسائی پیدا کی اور سلک علماے
مصوفین مین منسلک ہوا اور اس سبب سے کہ گاہ گاہ شاہ بنظر عبرت اُسے دیکھتا تھا شاہ طاہر بوسیلہ میرزا شاہ حسین
منصب تدریس کاشان حاصل کرکے اُس طرف گیا اور طالب اور مریدون کے ہجوم لانے سے مسند تعلیم اور تعلم نے
فروغ پایا اور مریدون نے بھی اطراف وجوانب سے کاشان کی طرف توجہ کی اور اُس بلدہ کے رئیسون نے از روے

حسد ایک عریضہ متضمن بہ سلار سرنہمت شاہ کو لکھا کہ حال اسمعیلیہ اور انکے داعیان کا اظہر من الشمس ہے احتیاج گذارش کی نہین ہے شاہ طاہر اس عرصہ مین مقتدا اس جماعت کا ہے اس مذہب کے رواج دینے مین کوشش کرتا ہے اور ملحدان اور چراغ کشان اور محمودیان اور زندیقان اُس پر مجتمع ہوئے ہین شریعت پیغمبر کو رواج اور رونق نہی اور سلاطین اکناف کے ساتھ بھی ابواب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھتا ہے شاہ اسمعیل نے کہ بہانہ طلب تھا بفور اطلاع مضمون عرایض کے حرف مذہب بہانہ کر کے حکم کیا کہ پروانہ اُسکے قتل کا لکھا جاوے میرزا حسین اس قضیہ پر مطلع ہوا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے ایک پیک صبا رفتار کو کہ اُس کا محل اعتماد تھا کاشان کی طرف بتعجیل تمام روانہ کیا اور زبانی یہ پیغام کیا کہ اب پروانہ ایسا پہونچتا ہے صلاح یہ ہے کہ وہ بزرگوار بمجرد آگاہی اس خبر کے نقل مکان کر کے اس بادشاہ قہار کے قلمرو سے نکلجاوین شاہ طاہر یہ خبر سنکر سراسیمہ اور مضطر ہوا اور احمال اور اثقال سے قطع نظر کی اور اہل وعیال کو ساتھ لیکر بہ سرعت تمام اواخر سنہ مذکور عین موسم سفر مین ہندوستان کی عزیمت کی اور بندر جرون کی سمت متوجہ ہوا اور اتفاق حسنہ سے جس دن کہ کشتی ہندوستان کی طرف روانہ ہوتی تھی ہو پہنچا بعد ادا ے نماز جمعہ نسیم عنایت سبحانی سفینہ مراد شاہ طاہر پر چلی نماز دوسرے جمعہ کی بندر گووہ مین جو بنادر ہند سے ہے بجالایا منقول ہے کہ جب تورچیان کہ فرمان قتل انکے پاس تھا کاشان مین پہونچے اور شاہ طاہر کی خبر فرار سنی بسرعت تمام تعاقب مین روان دوان ہوئے جو مشیت ایزدی ساتھ اُس کے متعلق تھی کہ شاہ طاہر عاقبت محمود بلاد دکن کو قدم فیض مقدم سے رشک گلشن ارم کرے اور باشندگان اس سے نور معرفت حاصل کر کے سالک راہ سداد و صلاح ہو دین لہذا شاہ ایران کے نامہ بر ساحل دریاے عمان پر اُس وقت پہونچے کہ وہ سید قدسی نہاد دو ساعت پیشتر کشتی سلامت مین بیٹھکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا تھا کہتے ہین شاہ طاہر بندر گووہ سے شہر بیجاپور مین پہونچا اسمعیل عادل شاہ ارباب شمشیر کے سوا کسی طائفہ پر نظر عنایت مبذول نرکھتا تھا اُسکے احوال پر مشغول نہوا آخر الامر حج ادا کرنے کا قاصد ہو کر بندر چیول کی جانب روانہ ہوا تا کہ سفینہ توفیق مین سوار ہو کر زیارت مکہ معظمہ اور مدینہ رسول اللہ صلعم و زیارت مشاہد مقدسہ امیر المومنین اور امام حسین و دیگر ائمہ سے مشرف ہوا اور حب و غدغہ سے اطمینان ہو تو وطن اصلی کی طرف مراجعت کرے اس قصد سے چلا تھا اتفاقًا اثناے راہ مین قلعہ پرندہ مین وارد ہوا مخدوم خواجہ جہان دکنی نے جو امراے سلاطین بہمنیہ سے تھا اور ان کے بعد نظام شاہ سے ملتجی ہو کر اس قلعہ مین رہتا تھا شاہ طاہر کے قدوم سعادت لزوم سے خبر پاکر قسم قسم کی تعظیم و تکریم سے اُن کو بلایا اور بمبالغہ و الحاح اتمام التماس توقف کی اور اُسکے فرزند کتب علمی کے پڑھنے مین مشغول ہوے اور اتفاقات سے اسی عرصہ مین برہان شاہ نے بخلاف عادت اپنے استاد مولانا پیر محمد شیروانی کو برسم رسالت خواجہ جہان دکنی کے پاس پرندہ مین بھیجا اور وہ وہان شاہ طاہر کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا ایک ملک بصورت بشر اور ایک جہان بلباس وحدت دیکھا بیت علیئی گاہ دانش آموزی ہا یوسفی وقت مجلس فروزی + اس

جناب کو دولت شگرف اور نعمت غیر مترقب جانکر برس روز تک کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مشغول رہا اور تمام دکن
مین یہ غلغلہ ہوا کہ پرندہ ایسے بزرگوار کے وجود سے مزین اور منور ہر کہ پیر محمد سا اوستاد اُسکے شاگردون مین افتخار
رکھتا ہی ملا پیر محمد برس روز تک تقریبات اُٹھا کر وہان مقیم رہا اور جب احمد نگر کی طرف معاودت کر کے برہان شاہ
کی ملازمت سے مشرف ہوا آن حضرت نے درنگ اور توقف کا سبب پوچھا جواب دیا کہ اُس سفر مین ایک
دانشمند کی صحبت مین کہ صاحب جامع علوم ظاہری اور باطنی تھا اور مثل اُس کے مین نے عمر بھر ایران اور توران اور
ہندوستان مین کوئی فاضل اور عالم نہین دیکھا تھا معزز ہوا اور نعمت عظمی جانکر کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مصروف ہوا
اور اُس جامع فیوضات نامتناہی کی برکت اس بے بضاعت کے شامل حال ہوئی بہت ایسے مجہولات اور اسرار علوم
اور منکشف ہوئے کہ طائر بلند پرواز فہم انسانی اُس کے مدارج عالیہ کے کنہ کمال مین راہ نہین پاتا اور عقل
نکتہ دان عقلائے زمان کو اُسکے اطوار سے آگاہی نہین ہر اور اُسے فور عظیم جانکر درس مین مشغول ہوا **رباعی** در
وصف کمالش عقلا حیرانند + بقراط حکیم و بوعلی نادانند + با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال + درکتب علم اولیت
نے خوانند + برہان نظام شاہ جو ہمیشہ علما اور فضلا کی صحبت مین رغبت فرماتا تھا اُس قدوہ انام کی صحبت اور مجالست
کا خواہان ہوا اسی وقت ایک مکتوب باشوق آمیز اور محبت انگیز ترقیم کر کے پیر محمد استاد کے ہاتھ پرندہ مین بھیجا خلاصہ
مضمون اُس کا یہ ہی **فرد** چو با صبح گذر کن سوی حدیقۂ اُنس + چو مہر ناز قدم رنجہ کن باین گلزار + خواجہ جہان نے
مجبور ہو کر شاہ طاہر کے واسطے سامان سفر درست کیا اور ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری مین بلدہ احمد نگر کی طرف
توجہ فرمائی اعیان و اشراف چار کوس سے استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور شاہ طاہر کو باعزاز و اکرام تمام شہر
مین لائے برہان شاہ نے بعد از ملاقات مشمول عنایات خسروانہ فرمایا اور سر جملہ مجلسیان حضور سے کر کے پایہ اُسکی
قدر و منزلت کا تمام مقربان درگاہ سے بلند کیا **مثنوی** تو چون گوہر قیمتی غم مدار + کہ ضایع نگرداندت روزگار +
اگر ریزہ زر ز دندان کاز + بیفتد بہ شمعش بجویند باز + اور بعد از فراغ مہمات سلطانی کے اول سے زیادہ تر تعظیم و
تکریم مین کوشش کی اور شاہ طاہر سے مستدعی ہوا کہ قلعہ احمد نگر کے اندر مسجد جامع ہی مین مجلس درس منعقد
کیجیے شاہ طاہر اُس کے کہنے کے موافق ہفتہ مین دو روز وہان جاکر علماے پایہ تخت کے ساتھ بحث علمی مین مشغول
ہوتا تھا اور جمیع علماے پایہ تخت کے حاضر ہونے سے مجلس عظیم ترتیب پاتی تھی اور برہان شاہ کہ ذوق کلام نسبت
رکھتا تھا اکثر اوقات اُس مقام مین حاضر ہو کر مودب بیٹھتا تھا اور جب تک درس و بحث سے علما مفروغ نہوتے تھے
برخاست نکرتا تھا ایک دن وقت مباحثہ نے طول کھینچا بعد تفرقہ مجلس برہان شاہ پیشاب کی شدت سے جلد محل سرا مین گیا اور
دایہ سے کہا کہ مجھے علما کے کلام سننے کا اس قدر شوق غالب ہی کہ اگرچہ شدت بول سے بدن اور شکم مین تکدر پیدا ہوتا ہی
مگر جب تک سخن تمام نہین ہوتا مین برخاست نہین کرتا الغرض جب ایک مدت اس طور سے گذری طائفہ مہدویہ جونپوری
کو کہ شاہ نے فریب کھا کر اپنی بیٹی اُنھین دی تھی بلدۂ احمد نگر سے نکال دیا اور اُسی عرصہ مین شہزادہ عبد القادر
برادر شہزادہ حسین کہ اور سب فرزندون مین چھوٹا تھا سوء مزاج بہم پہونچا کر تپ محرق مین گرفتار ہوا اور برہان شاہ

کہ اُس سے نہایت محبت رکھتا تھا مضطرب ہوا قاسم بیگ حکیم اور بھی حکمائے ہند اور مسلمانون کو جمع کرکے فرمایا کہ اس فرزند دلبند پر کہ میری حیات اس کے ساتھ وابستہ ہی مساعی جمیلہ مبذول رکھو اور اگر جانو کہ میرا پارہ جگر اس لخت جگر کی تداوی کے واسطے بکار ہووے اُس کے دینے مین مضائقہ نکرونگا تم پہلو چیر کر میرا جگر برآوردہ کرکے اُسکے علاج مین صرف کرو کہ اُسکی زیست اپنی حیات پر بہتر قبول کرتا ہون خلاصہ یہ کہ ہر چند حکمائے درگاہ نے اُس کی اصلاح مین کوشش کی اثر پذیر نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا اور طاقت نے جواب دیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ برہان شاہ نے عالم اضطرار مین براہمہ کے کہنے سے بتخانہ مین صدقات بھیجے اور کافر و مسلمان کوئی باقی نرہا کہ اُس سے التماس دعائے خیر نہ کی ہو شاہ طاہر نے جو ہمیشہ مذہب اثنا عشریہ کی فکر ترویج مین رہتا تھا اُس وقت فرصت پا کو برہان شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شفا کے بارہ مین ایک تدبیر بندہ نے کی ہی لیکن اُسکے اظہار کرنے مین لاکھون خطرے متصور ہین برہان شاہ نے کہ شفائے فرزند کے حصول مین نہایت کوشش کرتا تھا یہ بات سُنکر شاہ طاہر سے فرمایا جو تدبیر تم نے کی ہی اُسے بیان کرو تو مین بھی اس مین حسب الامکان کوشش کرون اور جو کہ شرط انصاف ہی بجالاؤن اور تجھے کسی طرح کا گزند کسی سے نہ پہونچیگا شاہ طاہر نے کہا کہ مین بیگانہ کا اندیشہ نہین رکھتا خوف اس امر کا ہی کہ شاید وہ امر شہریار کے مزاج کے موافق نہ آوے اور مجھے معاتب بلکہ معاقب فرماوے اور نظر کیمیا اثر سے گر کر اعدا کی شماتت مین مبتلا ہون برہان شاہ زیادہ تر مشتاق طریق شفائے فرزند کے استماع کا ہوا اور مبالغہ حد سے لیگیا شاہ طاہر نے جرأت کرکے اول مرتبہ اسی قدر کہا کہ اگر شاہزادہ آج کی شب شفا پاوے تو بادشاہ عہد کرے اور نذر مانے کہ زر خطیر حضرات ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی اولاد کو کہ عبارت سادات سے ہی پہونچاؤنگا برہان شاہ نے کہا دوازدہ امام کون ہین شاہ طاہر نے بیان کیا اول علی مرتضیٰ ہی جو داماد اور ابن عم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شوہر حضرت فاطمہ زہرا دوسرے امام حسن اور امام حسین فرزندان فاطمہ زہرا علیہم السلام ہین اور اسی طرح سے باقی امامون کے نام اور صفت ذہن نشین کیے برہان شاہ نے کہا مین نے نام دوازدہ امام کے عہد طفلی مین اپنی والدہ کی زبانی سنے تھے اُس وقت سے آج تک یہ بات میرے گوش زد نہوئی تھی مگر اب کہ تو کہتا ہی جب کہ مین نے بتخانون مین روپیہ بھیجکر نذر مانی تو کیا مرتضیٰ علی اور بی بی فاطمہ کے فرزندون کے نام لوازم نذر بجا نہ لاؤنگا شاہ طاہر نے جب اُسے ملائم دیکھا کہا میرا مقصود محض نذر ان بزرگوارون کے نام سے نہین ہی میرا مطلب کچھ اور ہی ہی اگر بادشاہ میرے ساتھ عہد کرے کہ جو کچھ مین عرض کرون اگر موافق طبع ہمایون نہووے آزار جانی نہ پہونچا مجھے اور میرے فرزندون کو رخصت مکہ عطا فرمائے اس شرط پر اپنے دل کا راز عرض کرونگا برہان شاہ نے یہ امر قبول کیا اور لوازم عہد و پیمان بجا لاکر مصحف اقدس اور صیغہ واللہ باللہ کی قسم کھائی کہ مین تجھے آزار جانی نہ پہونچاؤنگا اور روادار دوسرے کی ایذا رسانی کا بھی نہونگا

مثنوی

مدارندہ آسمان و زمین * کزو مایہ دارد همان و همین * خدای کزو ہر کہ آگاہ نیست * خرد را بدان بحر در راہ نیست * کہ از ما نہ بینی بجز لطف و مہر * اگر از روش باز ماند سپہر *

جب شاہ طاہر کی خاطر شہریار کے قسم و عہود سے دغدغہ سے فارغ ہوئی زبان اسکی دوام دولت مین کھولکر فرمایا کہ آج شب

جمعہ ہی بادشاہ نذر کرے کہ اگر حضرت پیغمبر آخر الزمان اور دوازدہ امام علیہم السلام کے قرب منزلت کی برکت سے آج شب کو شہزادہ عبد القادر کو شفا عطا ہو خطبہ ائمہ اثنا عشر پڑھوا کر ان کے مذہب کے رواج میں کوشش کرون گا برہان شاہ کہ ہرگز شفائے فرزند کی امید نہ رکھتا تھا اور اسکی زندگی سے مایوس ہوا تھا یہ کلام سنکر نہایت محظوظ ہوا اسی وقت جیسا کہ مذکور ہوا دست مبارک اپنا شاہ طاہر کے ہاتھ میں دے کر عہد و پیمان بجا لایا اور شاہ طاہر اپنے مکان پر نہ گیا تمام رات شہزادہ عبد القادر کے پلنگ کے قریب بیٹھا رہا ہر چند کوشش کرتا تھا کہ لحاف شہزادہ کے ڈالے کہ نصرف ہوا نہو دے اور وہ حرارت کی حدت اور بیچینی سے ہاتھ پاؤن مار کر لحاف پھینکدیتا تھا برہان شاہ نے اپنے فرزند کی یہ حالت روی دیکھکر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبد القادر آج کی رات کا مہمان ہے یہ نہایت کرب میں ہے لحاف اسپر ڈالو تو ہوا دنیا کی کھا کر ایک ساعت خوش حال ہو اور برہان شاہ صبح تک اسی طرح سے ملول اور محزون بیٹھا رہا اور سر عبد القادر کے پلنگ پر رکھکر سو گیا اس حالت میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار نورانی شکل اسکے سامنے سے آتا ہے اور ان بزرگوار کے یمین و یسار بارہ شخص ہیں برہان شاہ استقبال کر کے ان بزرگوار کو سلام کر کے مودب کھڑا ہوا ایک صاحب نے ان میں سے فرمایا کہ تو ان بزرگ کو جانتا ہے کہ کون ہیں یہ حضرت محمد مصطفے ہیں اور یہ بزرگوار جو آپ کے یمین و یسار ہیں دوازدہ امام علیہم السلام ہیں اس درمیان میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ای برہان حق سبحانہ تعالے نے علی اور انکے فرزندون کی برکت سے عبد القادر کو شفا بخشی تجھے مناسب ہے کہ میرے فرزند طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرے برہان شاہ بہ نہایت بشاشت و خوشحالی خواب سے بیدار ہوا دیکھا کہ عبد القادر پر لحاف پڑا ہے اسکی والدہ اور اسکی دایہ کہ بیدار تھیں پوچھا کہ یہ لحاف میں نے دور کیا تھا کسنے ان پر ڈالا دونون بولی کہ ہم نے اس پر نہیں ڈالا اسی لحظہ خود بخود حرکت کر کے عبد القادر پر جا پڑا اور اس حال کے مشاہدہ سے ہم پر ایسا خوف غالب ہوا کہ ہم میں کلام کرنے کی قوت نہ رہی برہان شاہ نے ہاتھ زیر لحاف کر کے دیکھا کہ اثر تپ مطلق نہ رہا اور شہزادہ شبہائے گذشتہ کے خلاف خواب شیرین میں جا کر با استراحت تمام سوتا ہے برہان شاہ شکر الہی بجا لایا اور اسی وقت ایک خدمتگار شاہ طاہر کے بلانے کو بھیجا اس شخص نے جا کر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور دستک دی اور شاہ طاہر کی کیفیت یہ تھی کہ دستار مبارک اپنے سر سے جدا کر کے نہایت عجز و انکسار سے پیشانی زمین پر رکھکر درگاہ بے نیاز سے عبد القادر کے شفا کی درخواست کرتا تھا خدمتگار کے آنے سے نہایت مضطرب ہوا اور سمجھا کہ بادشاہ میرے کہنے سے آزردہ ہوا اور قاصد جان ہے مجھے زندہ نچھوڑیگا اور یا عبد القادر اجل مقدر سے مر گیا ہے وہ نذر اپنے اوپر مبارک جانی یہ تخیلات اسکے دل میں گذرتے تھے کہ ایک شخص اور اس کی طلب کو آیا خوف دہراس زیادہ تر ہوا اور چاہا کہ مکان کے عقب دیوار سے کود کر بھاگون کہ ناگاہ چھ سات آدمی اور متعاقب اسکے طلب کو آئے شاہ طاہر تن برضا بقضا دیکر لوازم وصیت بجا لایا اور اپنے اہلبیت کو رخصت کر کے شہریار کی خدمت میں روانہ ہوا اور جب خبر آمد آمد کی برہان شاہ نے سنی خلاف عادت دروازہ تک استقبال کیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر عبد القادر کی بالین پر لیگیا اور فرمایا کہ عقاید مذہب اثنا عشری مجھے تلقین کر تو ساتھ اس کے قیام کرون شاہ طاہر نے اس بارہ میں تامل کیا اور کہا پہلے شاہ حقیقت حال بیان فرماوے اس وقت یہ خاکسار جو

کچھ مناسب دیکھیگا وہی کریگا برہان شاہ نے کہا اسقدر مجھے صبر نہین ہی پہلے یہ مذہب اختیار کرلون اُسکے بعد جو کچھ
مین نے مشاہدہ کیا ہی مشروحاً بیان کرون شاہ طاہر نے کہا بسبب اس اخلاص کے کہ مجھے بادشاہ کی خدمت مین حاصل
ہی جب تک مجھے حقیقت حال پر آگاہ نہ فرمائیگا خیرسگالی اس مذہب کے عقائد ہرگز تلقین نکریگا برہان شاہ نے
قصہ خواب اور حکایت لحاف مفصل ظاہر کی شاہ طاہر نے باطمینان تمام اسامی دوازدہ امام علیہم السلام اور مناقب اور
فضائل ایک ایک کے مذکور کرکے یہ بات کہی کہ ارکان اور قواعد اس مذہب کے اہلبیت کے تولا اور اُن کے
دشمنون سے تبرا ہین برہان شاہ نے اس سحر فیض اثر سے جام سرشار محبت اہلبیت نوش کیا اور ساتھ (دوستی ہا) اس بیت کے
مترنم ہوا بیت (بیزاری ۱۲) چہ مبارک سحرے بود وچہ فرخندہ شبے + آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند ملا اور شہزادہ حسین اور
عبدالقادر اور اُنکی والدہ بی بی آمنہ اور بھی مرد وعورت اور سائر اہل حرم اُس شراب اعتقاد سے بہرہ ور ہوے اور
سب نے نشان اہلبیت کی محبت کا بلند کیا اور جب خورشید خاور مع تیغ و تبر مشرق ہدایت سے بلایا برہان شاہ نے
چاہا کہ خطبہ سے نام خلفاے ثلثہ ساقط کرکے خطبہ اثناعشر پڑھاوے شاہ طاہر اُس وقت عجلت و شتاب سے مانع آیا اور
یہ فرمایا اصلاح دولت یہ ہی کہ حضرت فی الفور اس راز کو فاش نفرمائین بہتر یہ ہی کہ علماے مذہب کو فراہم کرکے کہئیے کہ مین
طالب مذہب حق ہون اتفاق کرکے ایک ان چار مذہب سے اختیار کرو تو مین بھی وہ مذہب بخوشدلی اختیار
کرکے اور مذہب سے احتراز کرون برہان شاہ نے شاہ طاہر کے کہنے پر عمل کیا اور ملا پیر محمد استاد اور افضل خان
ماہیہ اور ملا داؤد دہلوی اور علماے چار مذہب جو احمدنگر مین جمع ہوئے تھے اور قلعہ کے اندر اُس عمارت مین
کہ جاے درس شاہ طاہر تھی حاضر ہوکر آپس مین بحث کرتے تھے اور ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت پر
براہین اُٹھا کر اوروں کے دلائل رد فرماتے تھے اور اکثر اوقات برہان شاہ بھی اس جلسہ مین موجود ہوتا تھا چونکہ اکثر
علوم سے آشنا نہ تھا اُسکی ماہیت کو نہ سمجھتا تھا غرضکہ چھ مہینے ارباب علم کا اسی طرح سے گذرے اور آپس مین مناظرہ
رہا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے یہ فرمایا کہ عجیب ایک صحبت مشاہدہ ہوتی ہی کہ تمہارا ان چارون مذہب کی
کسی کی ترجیح دوسرے پر مشخص نہین ہوتی ہی ہر شخص دعوی اپنے مذہب کی صحت کا کرتا ہی مین ان چارون مذہب سے کیونکر
ایک مذہب اختیار کرون اگر ان چارون مذہب کے سوا اور کوئی مذہب ہو آپ بیان فرمائین تو حق و باطل اُسکا بھی
دریافت کرون شاہ طاہر نے جواب دیا ایک مذہب اور ہی کہ اُسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہووے اُنکے بھی کتب کا
مطالعہ کرون برہان شاہ نے ساتھ اُسکے اشارہ کیا اور اس گروہ کے ایک علما کو جسکا نام شیخ احمد نجفی تھا تلاش
کرکے اُسے لائے اُسنے علماے چار مذہب سے مناظرہ کیا اور شاہ طاہر اُسکی تقویت اور جانبداری کرتا تھا علماے
اہل سنن سمجھے کہ شاہ طاہر شیعہ مذہب ہی سب اتفاق کرکے خصمانہ پیش آئے اور اکثر اوقات ملزم ہوکر مجلس سے برخاست
کرنا چاہتے تھے رفتہ رفتہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ شاہ طاہر نے کتب اہل سنت کے درمیان سے برآوردہ کرکے بحث
خلافت ان افضل البشر اعنی ابوبکر صدیق اکبر کے بعد از حضرت خیرالبشر اور حکایت طلب کرنا دوات و قلم اور کاغذ اور قصہ باغ
فدک اور مثل اُسکے مذکور کیا برہان شاہ نے جب دیکھا کہ جمیع علما شاہ طاہر سے ملزم یعنی قائل ہوئے حکایت عبدالقادر کی

بیماری کی اور خواب مین دیکھنا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قصہ نجات کا مفصل ظاہر کیا یہ سنکر اکثر علمائے مجلس اور مقربان حضرت اور غلام ہندی اور ترک اور حبشی اور امرا اور منصب دار اور سلحدار اور شاگرد پیشہ یہانتک کہ جاروب کش اور فراش اور فیلبان تخمیناً تین ہزار آدمی نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا اور نام اصحاب ثلثہ خطبہ سے ساقط کر کے حضرات ائمہ معصومین کے اسامی سامی پر اکتفا کیا اور چتر سفید سلطان بہادر گجراتی کا اس مذہب کے رسوخ کے واسطے سبز رنگ سے متبدل کیا لیکن مُلّا پیر محمد استاد اور بعضے علما اس اطوار کے مشاہدہ سے پریشان اور ناراض ہو کر مجلس سے برآمد ہوئے اور بلدہ احمدنگر مین غوغائے عظیم برپا ہوا اور رات کے وقت امرائے کبار اور منصب دار متعصب ملا پیر محمد کے مکان پر جا کر کہنے لگے

مصرع
اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

اس سید کو کہ بلائے دل و دین ہے تو کہان سے لایا چونکہ علوم غریبہ سے خبردار ہے ہمارے صاحب کو گمراہ کیا اور ہمارے علما پر افسون پڑھ کر زبان بندی کی اب تدبیر کیا ہے بعضے بولے کہ ہجوم کر کے شاہ طاہر کو قتل کیا چاہیئے ملا پیر محمد نے کہا کہ جب تک برہان شاہ زندہ ہے یہ امر صورت پذیر نہوگا بہتر یہ ہے کہ ہم پہلے برہان شاہ کو سلطنت سے معزول کر کے عبد القادر کو تخت شاہی پر بٹھاوین اُس وقت شاہ طاہر کو عبرت خلائق کے واسطے بسیاست تمام ہلاک کرین غرضکہ بعینہ قضیہ یوسف عادل شاہ اور ہجوم خلائق دین کے واسطے وقوع مین آیا بارہ ہزار سوار اور پیادہ نے ملا پیر محمد کے ہمراہ دروازہ قلعہ کے مقابل درکالا چبوترہ کے قریب حاضر ہو کے بہ نیت محاصرہ صفین آراستہ کین اور شاہ طاہر اور اُسکے فرزندون کے مکان پر پہرے بٹھائے اور فتنہ عظیم برپا کیا برہان شاہ نے اس حال سے واقف ہو کر فرمایا دروازہ قلعہ کا بند کرین اور لوگ برج قلعہ اور بارہ پر چڑھ کر توپ سے اعدا کو دفع کرین اور بلوہ حد سے افزون ہوا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے بدحواس ہو کر فرمایا انجام اسکا کیا ہوگا شاہ طاہر نے کہ علم رمل مین شاگرد ملا شمس الدین جعفری کا تھا قرعہ پھینک کر حکم کیا کہ آپ قلعہ کھولکر سوار ہون اسی وقت آپ تائید ایزدی سے مظفر اور منصور ہو کر اعدا کو دشت ادبار مین متفرق اور پریشان فرماوینگے برہان شاہ فوراً مسلح ہو کر چار سو سوار اور ایک ہزار پیادہ اور پانچ ہاتھی مع چتر سبز و علم ہمراہ رکاب لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور شاہ طاہر نے آیہ سیہزم الجمع مشت خاک پر پڑھکر اعدا کی طرف پھینکی اور ایک جماعت ناجیون کی بھیجکر یہ حکم دیا کہ تم افواج مخالفون کے قریب جا کر بآواز بلند کہو کہ جو دولتخواہ سرکار ہووے وہ بلا توقف چتر اور رایت فلک سا کے سایہ مین حاضر ہووے اور جو کہ حرامخور ہے ملا پیر محمد کا شریک ہو کر قہر سیاست شاہی کا منتظر رہے جب ناجیون نے شاہ طاہر کے فرمانے پر عمل کیا اُسی وقت لعر اور افسران سپاہ امان خواہ ہو کر رکاب ظفر انتساب مین جا ملے اور ملا پیر محمد سپاہ قلیل لیکر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مقربان درگاہ سے تھا اور خواجہ محمود جو میرزا جہان شاہ کے نواسون سے تھا خروج کرنے سے ملا پیر محمد کے تدارک کو نامزد کیا وہ جا کر اُسے گرفتار کر لایا اور برہان شاہ نے حکم اُسکے قتل کا فرمایا شاہ طاہر نے اُسکے حقوق قدیمی منظور رکھکر شفاعت کی اور برہان شاہ نے اگرچہ اُسے تیغ سیاست سے امان دی لیکن ایک قلعہ مین محبوس کیا اور بعد چار برس کے بسعی شاہ طاہر اس قید سے نجات پائی اور بدستور سابق مسند قرب و عزت پر متمکن ہوا اور اس مقام مین کہ برہان شاہ نے وہ خواب دیکھا تھا ایک عمارت عالی تعمیر کر کے بغداد نام رکھا اور اس موضع مین کہ مدرسہ شاہ تھا حسین نظام شاہ نے اپنے عہد مین ایک مسجد پختہ گچ و سنگ سے بنا فرمائی اور وہ مسجد ابتدائے سلطنت مرتضے

نظام شاہ مین قاضی بیگ طہرانی کے اہتمام سے تیار ہوئی اب جامع اس حکایت کا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ برہان شاہ کا خواب مین دیکھنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غازان خان کے خواب سے مشابہ ہے چنانچہ مورخین توران و ایران کا اتفاق ہے کہ غازان شاہ نے مسلمان ہونے کے بعد دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب مین دیکھا اور ہر مرتبہ حضرت امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اُس مسند نشین بارگاہ نبوت کے ہمراہ تھے حضرت خاتم الانبیا نے بعد تعریف عترت طاہرہ کے فرمایا کہ تجھے لازم ہے تو میرے اہلبیت کی نسبت طریق اخلاص جاری رکھے اور انکی پیروی کرکے سادات کو گرامی رکھے اس سبب سے غازان شاہ نے اہلبیت پیغمبر آخر الزمان کی محبت اپنے صفحۂ دل پر نقش کی اور سادات کربلا و نجف کو گرامی رکھا شیعہ مذہبون کو مقرب درگاہ کرکے ہر ایک کو منصب مناسب پر منصوب فرمایا اور بعض تواریخ مین یون نظر سے گذرا کہ غازان خان اکثر اوقات زبان پر لاتا تھا کہ مین اصحاب کبار کا منکر نہین ہون اور انکی بزرگی اور فضیلت اور بہتری کا زیادہ تر اقرار کرتا ہون لیکن جو حضرت رسالت پناہ نے قواعد محبت اور اخلاص مین نسبت جناب ولایت انتساب اور اُن کے گیارہ فرزندون کی سفارش کی ہے جو کچھ لوازم اخلاص اور خدمتگاری ہے انکی نسبت بجا لاتا ہون اور غازان خان نے وفور محبت سے کہ ساتھ اہلبیت اطہار کے رکھتا تھا نزع کے وقت اپنے بھائی الجایتو سلطان کو کہ جو سلطان محمد خدابندہ مشہور تھا اہلبیت کی محبت کے واسطے وصیت فرمائی اور اس بادشاہ نے اپنے بھائی سے قدم آگے رکھا یعنی مذہب شیعہ اختیار فرمایا اور دوازدہ امام علیہم السلام کا نام خطبہ اور سکہ مین ثبت کرکے باقی صحابہ کے نام خطبہ سے ساقط و برآوردہ کیے اور مولف اس نسخہ گرامی کا بحر حیرت مین غوطہ کھا کر کہتا ہے کہ اگر مذہب امامیہ حق ہے احوال اور مذہبون کا کیا ہوگا اور اگر دوسرا مذہب حق ہے سفارش آنحضرت کی اس مذہب کے رواج مین کیا معنی رکھتی ہے اللہم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین امید کہ عزیزان معاملہ فہم کار آگاہ جب اس مقام مین پہونچین مانند بادصرصری کے نہ گذر کرین اور اس مقام مین نہایت غوطہ فرماکر تمام التفات و توجہ درست اقتدار سے پہچانین کہ یہ مقام جائے تامل و تفکر ہے اور اس در دلیش دلریش کو صحیح تحقیق طور سے روایت ثابت ہوگئی کہ قصہ خواب برہان شاہ اور غازان خان کے سراسر دروغ اور لغو تھے مردم رفضیانیہ مذہب کی ترویج اور ترغیب کے واسطے بالعکس تحریر کرتے ہین واللہ اعلم عند اللہ المقصہ برہان شاہ جو اس مذہب کے رواج دینے مین مصروف تھا تمام وظائف اہلسنت موقوف کرکے شیعہ مذہبون کو دیے اور چار دیواری پتھر اور چونہ سے قلعہ احمدنگر کے مقابل بطور مدرسہ تیار کی اور اُسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور قصبۂ جونیور اور سنور اور اُسیاپور اور چند قریہ دیگر اسکے واسطے وقف کیے اور ہر روز چاشت کے وقت آش پکا کر مومنون کو دیتا تھا اور شاہ طاہر ہمت نظام شاہ کے دولتخانہ کی رفعت پر مصروف کرکے درپے اسکے ہوا کہ محبان خاندان رسالت کو اطراف و اکناف سے اس دولتخانہ مین فراہم لاوے پھر زر خطیر خزانہ بادشاہی سے عراق اور خراسان اور فارس اور گجرات کی طرف بھیجکر اہل تشیع کے آنیکا طالب ہوا اور تھوڑے عرصہ مین خلاصہ اقالیم سبعہ مثل اسمعیل صفوی نے برفاقت خواجہ معین صاعدی کہ مدت مدید شیراز مین حکومت کی تھی گجرات مین آکر اُس حدود مین استقامت کی بارہ ہزار ہون برہان شاہ سے لیکر شاہ حسن کی زادہ

کے واسطے احمد آباد گجرات بھیجکر شاہ حسن انجو کو بلدۂ احمد نگر مین لایا اور برہان شاہ کی ملازمت مین مشرف کرکے مجلسیان حضور
سے کیا اور ملا سینطور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور ملا شاہ محمد نیشاپوری اور ملا علی گل استرابادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی زندرانی
اور ایوب ابوالبرکنا اور ملا عزیز اللہ گیلانی اور ملا محمد امامی استرابادی اور بھی افاضل اور اکابر دکن کی طرف متوجہ ہوئے
اور احمد نگر کو گلستان ارم کیا اور سید حسن مدنی جو نقیباے مدینہ سے تھے اُس بادشاہ نیک اعتقاد کے شرف دامادی
سے مشرف ہوئے اور جاگیر لائق پائی اور علاوہ اُسکے مبلغ خطیر کربلاے معلے اور نجف اشرف مین بھیجکر زوار
روضات اور اُس حدود کے مستحقون کو تقسیم کیا اور اس سبب سے کہ احمد نگر مین اُس مذہب کے جاہلون اور
تبرائیون نے زبان خلفاے راشدین کے طعن و لعن مین دراز کی تھی سلطان محمود گجراتی اور میران مبارک شاہ فاروقی
اور ابراہیم عادل شاہ اور عماد الملک نے آپس مین اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ لشکر کشی کرکے مملکت احمد نگر کو آپس
مین تقسیم کرین اور برہان شاہ نے اُس جماعت کی لشکر کشی سے اطلاع پائی تو راستی خان نام ایک غریب کو برسم رسالت
ہمایون بادشاہ کے پاس بھیجا اور ایک عرض داشت مشتملبر اظہار اخلاص و التماس اعانت و لشکر کشی گجرات کی طرف ارسال کی
چونکہ بحث شیر شاہ کے درمیان مین آئی کچھ اثر اسپر مترتب نہوا راستی خان پلٹ آیا اور برہان شاہ نے سلطان گجرات
اور برہانپور کو تحف و ہدایا بھیجکر راضی کیا اور جسقدر سپاہیان غریب تیر انداز کہ ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کردیے
تھے ملازم رکھے اور جاگیرات خوب دے کر قوی پشت ہوا اور اُنکی حمایت کے بھروسے پر بیجاپور کی طرف
چڑھائی کی اور حرب و ضرب شمشیر و سنان کے بعد برہان شاہ غالب آیا اور سو ہاتھی اور کئی توپخانہ عادل شاہی پر
متصرف ہوکر سالماً و غانماً احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور چار برس کے
عہد مین چند لڑائیان کہ اُسکی تفصیل مولف کی نظر سے نہین گذری دونون بادشاہون کے درمیان واقع ہوئین
ہر مرتبہ برہان شاہ کا غلبہ رہا اور ۹۳۹ نوسو انتالیس ہجری مین جب درمیان ابراہیم عادل شاہ اور اسدخان بلکوانی
کے جو امراے کلان اس دولتخانہ سے تھا رنجش اور کدورت درمیان مین آئی برہان شاہ باتفاق امیر برید بیجاپور
کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ اسدخان نے مذہب کی یگانگی کے جہت سے قلعہ بلکوان سپرد کرنے کو مجھے طلب کیا
ہے اور جو یہ بات قریب الفہم تھی ابراہیم عادل شاہ متوہم قلعہ بیجاپور سے برآمد نہوا اور برہان شاہ جب شولاپور
کے اطراف مین پہونچا، درزین خان کے پانچ پرگنہ پر قابض ہوا اور وہ پرگنے خواجہ جہان کو دیکر قدم آگے بڑھایا
یعنی بلکوان کی طرف توجہ فرمائی تو ولایت فرح اور کلہار درمان اور باس کو تاخت و تاراج کیا اور آتش افروزی
سے آبادی کا نشان نچھوڑا اور اسدخان کہ برہان شاہ کی موافقت تہمت سے قلعہ بلکوان مین تھا عادل شاہ کے دربار
نجا سکتا تھا چھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برہان شاہ سے جاملا برہان شاہ تیر تدبیر ہدف مراد پر دیکھکر بیجاپور کی طرف سوار
ہوا عادل شاہ چونکہ تاب مقاومت نرکھتا تھا آب بہورہ سے عبور کرکے حسن آباد گلبرکہ کی طرف گیا برہان شاہ بیجاپور
پہونچا اور چند روز اسکا محاصرہ کیا جب دیکھا کہ کوئی فائدہ نہوگا تو بقصد تعاقب حسن آباد کی طرف روانہ ہوا اور بستہ خلق
جیسا کہ پہلے اپنے مقام مین تحریر ہوا بذریعہ عماد الملک کے جو بیجاپور پر یونکی مدد کے واسطے آیا تھا موقعہ ملا ابراہیم عادل شاہ

کی خدمت مین حاضر ہوا عادل شاہ نے مع عماد الملک اسد خان کے نظام شاہ کا مقابلہ کیا برہان شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صلاح نہ دیکھی امیر برید کے ہمراہ اپنے ولایات کی طرف راہی ہوا اور انھون نے احمد نگر تک تعاقب کر کے اکثر ممالک کو خراب کیا برہان شاہ اور امیر برید نے مجال توقف وہان نہ پائی دولت آباد کی سمت راہی ہوئے قضارا امیر برید اس مقام مین اجل مقدر سے مر گیا نظام شاہ نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر اور قاسم بیگ اور مخدوم خواجہ جہان کے کہنے سے صلح کی اور پانچ پرگنہ پر کہ اس یورش مین متصرف ہوا تھا عادل شاہ کو واپس کیے اور سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری مین جب سلطان جمشید قلی قطب شاہ متصدی ولایت تلنگ ہوا برہان شاہ نے تقویت اور تہنیت جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو اس حدود کی طرف بھیجا اور جمشید قلی قطب شاہ مچھلی کے شکار کے بہانہ ایک تالاب پر جو راستہ مین احمد نگر کے ہے اور گلکنڈہ اس مقام سے سولہ کوس کے فاصلہ پر ہے روانہ ہوا اور اس مقام مین شاہ طاہر کی ملاقات پر مستعد ہوا اور طریقہ پیری اور مریدی کا منظور رکھکر اس جناب کو گلکنڈہ کی طرف لیگیا اور اس عرصہ مین برہان شاہ نے انتقام کیلیے نقض عہد کر کے رام راج اور قطب شاہ کو عادل شاہیہ کے اطراف ممالک کے لیے تحریض کی اور بعد اسکے کہ شاہ طاہر نے گلکنڈہ سے مراجعت کی خود بھی شولاپور کی طرف روانہ ہوا اور عادل شاہ نے سیلاب لشکر کا اطراف مملکت مین چار موجبہ دیکھکر پانچ پرگنہ نظام شاہ کو دیے اور رام راج کو بھی جسطرح سے کہ ممکن ہوا راضی کر کے اپنی سرحد سے واپس کیا اور ان سنوات مین فرمانروا ایران یعنی شاہ اسمعیل صفوی نے جب سنا کہ برہان شاہ نے بھی محبت اہلبیت رسالت اختیار کی ہے تو آقا سلمانی طہرانی المشہور بہتر جمال کو کہ چراغچی باشی مقرب تھا مذہب کی مبارکباد کے واسطے احمد نگر کی طرف بھیجا اور ایک غلام ترک مسمی شاہ قلی اور ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایون شاہ کے لیے اور ایک قطعہ زمرد کہ اسپر نام معتصم خلیفہ عباسی منقوش تھا اور بھی تحف وہدایاے نفائس ایران کہ تعداد اسکی موجب تطویل ہے برہان شاہ کے واسطے ارسال کیا اور ایک انگوٹھی عقیق کی کہ جو خود انگشت مبارک مین رکھتا تھا اور کلمہ التوفیق من اللہ اسپر نقش تھا شاہ طاہر کے واسطے بھیجی مہتر جمال احمد نگر مین پہونچکر التفات نامہ شہنشاہ ایران مع اشیاے مذکورہ برہان شاہ کے روبرو لایا آنحضرت پہلے اسکی نسبت باعزاز و تکریم پیش آئے اور آخر جب اُسنے امرا کی مجلسون مین جاکر ہمزبانی کی اور ارباب جاہ کے دل کو برہم کرنے لگا اور شاہ طاہر سے بے ادبانہ پیش آیا اور کلمات وحشت آمیز زبان پر لایا تو برہان شاہ نے دربار مین اسکا آنا موقوف کیا اور ایسے تحف وہدایا کے مقابل شاہ ایران کو کچھ نہ بھیجا شاہ طاہر مضطرب ہوا اور اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو فضل و کمال کی صفت مین موصوف تھا مع تبرکات اور تنسوقات ہند اپنی طرف سے دارالعجم کے پاس بھیجا اور انھین دنون مین برہان نظام شاہ رام راج کی اعانت کے سبب قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کی عزیمت مین روانہ ہوا اور قصبہ آذرجان کے قریب جو مضافات گلبرگہ سے ہے عادل شاہ کی افواج سے مقابل ہوا اور ایسی کارزار واقع ہوئی کہ سپہر دوار نے باوصف عینک مہر و ماہ کے ایسی لڑائی نہ دیکھی تھی

مثنوی

دو ابر از دو سو در خروش آمدند ✤ دو دریاے آتش بجوش آمدند ✤
سم بادپایان فولاد نعل ✤ بخون دلیران زمین کرد لعل ✤
درخشیدن تیغ آئینہ تاب ✤ زدہ خندہ بر چشمۂ آفتاب ✤

پہلے افواج میمنہ اور میسرہ عادل شاہی دشت فرار کی طرف شکست فاحش کھاکر آوارہ ہوئی آخر مین عادل شاہ چار ہزار مرد اہل نبرد لیکر کمین سے بر آمد ہوا نظام شاہ پر کہ لشکر اسکا غارت مین مشغول تھا سیل فنا کی طرح

حملہ آور ہوا اس سبب سے نظام شاہیہ منہزم ہوئے چتر اور علم اور فیل و توپخانہ چھوڑ کر احمد نگر کا راستہ لیا برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید
کے پاس بھیجکر اپنی موافقت کے واسطے ہدایت کی اور علی برید نے بخلاف طریقۂ ابا و اجداد کے عادل شاہ کی جانبداری
اور رفاقت سے ہاتھ نہ کھینچا اور نظام شاہ کے جادۂ اطاعت مین قدم نہ رکھا اور خانجہان علی برید کا چچا کہ موزون طبع اور
شوخ و خوشدل اور حنفی مذہب تھا ایک مجلس مین شاہ طاہر سے پوچھا کہ سرگین بخارا طاہر ہی یا نجس اُس جناب نے فرمایا
تفصیل اس مسئلہ کی مجھے یاد نہین ہی انشاء اللہ تعالے جب احمد نگر جاؤنگا کتاب دیکھکر تحقیق بخوبی تمام مفہوم اور معلوم
کرونگا خانجہان اور حضار مجلس اگرچہ شاہ طاہر کا یہ کنایہ سمجھے کہ یہ سراسر تہدید ہی تغافل کر کے اور باتون مین مشغول ہوئے
اور قضیہ سرگین بخارا کا یہ ہی کہ اُس شہر مین برسات کے موسم مین کیچڑ اور دلدل بہت ہوتی ہی اس واسطے زمانہ سابق کے علما
نے اتفاق کر کے یہ بات تجویز کی کہ اگر ہم اس مٹی کو کہ گوبر اور پیشاب حیوانات کا اسمین داخل ہی نجس جانین حرج لازم آویگا پس
اولی یہ ہی کہ کثرت بلوے سے حکم طہارت کل بخارا کرین پس کہنے لگے طین بخارا طاہر ہی اس سبب سے بالضرورت لازم آیا کہ
سرگین حیوانات بخارا طاہر جانین خانجہان نے یہ روایت سنکر حرف بے ادبانہ زبان زد کیے لیکن اس مولف کے دل
مین ایسا گذرتا ہی کہ جو بخارا دار السلام اور علوم دینی کا معدن ہی اور اُسمین رافضی اور خارجی کو دخل نہین ہی اور مقام اکثر بزرگان
اور مشایخان اہل یقین ہی اس سبب سے روافض نے از راہ عداوت و خصومت یون مشہور کیا ہی القصہ اسکے بعد اُس جناب
یعنی شاہ طاہر نے احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی اور برہان شاہ نے مردم بیدر کی بے ادبیان اکثر سماعت فرمائین تادیب
اور انتقام کے ارادے سے سامان سفر اور یراق لشکر مہیا کیا اور علی برید کے قلعون کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا پہلے قلعہ اوسہ کو
محاصرہ کر کے کام متحصنون پر تنگ کیا علی برید نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کر کے طلب استمداد کی جب
عادل شاہ نے بعزم اعانت بیجاپور سے کوچ کیا علی برید اس سے جاملا اور دونون باتفاق اُسکی طرف متوجہ ہوے
اور نظام شاہ نے انکے مقابلہ مین جاکر اوسہ سے ایک کوس پر نائرۂ حرب کو گرم کیا اور دونون کو معرکہ سے پسپا کر کے پھر قلعہ
کی تسخیر مین مشغول ہوا اور عرصہ قلیل مین بقول و امان اُسکو مفتوح کیا پھر اُسکے بعد قلعہ اودگیر کی طرف روانہ ہوا اور اُسکو
بھی سر کر کے قلعہ قندھار کی فتح پر ہمت والانہمت مصروف فرمائی اور اُسکے محاصرہ کے وقت ابراہیم عادل شاہ اور
علی برید نے ایکبار اور جرأت کر کے نظام شاہ کے مقابلہ اور محاربہ مین قیام کیا اور رہی صورت سابق پیش آئی اور بہت
گھوڑے اور ہاتھی اُنکے احمد نگریون کے تصرف مین آئے اور اُسی سال کہ سنہ ۹۵۵ نو سو پچپن ہجری تھے جب برہان شاہ نے
قلعہ قندھار کو بھی فتح کیا احمد نگر کی سمت معاودت فرمائی ابراہیم عادل شاہ کے مقربون نے اُسے یہ پیغام دیا کہ لوگ اس
بادشاہ کی بدمزاجی اور قہاری سے نہایت درجہ تنگ آکر چاہتے ہین کہ عبد اللہ بن اسمعیل عادل شاہ کو جو بندر گوہ
مین رہتا ہی تخت پر بٹھا دین اور یہ امر آنحضرت کے بدون توجہ و التفات میسر نہوگا برہان شاہ باتفاق جمشید قطب شاہ
ولایت عادل شاہ کی طرف متوجہ ہوا اور حسب اتفاق اندنون مین اسد خان قلعہ بلگوان مین بیمار ہوا اور برہان شاہ
اصل مقصود کو ملتوی کر کے اس فکر مین ہوا کہ اس قلعہ پر کسی ڈھب سے متصرف ہون قضارا اُسی عرصہ مین اسد خان نے اس
جہان فانی سے انتقال کیا ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا اور برہان شاہ اپنے دار الملک احمد نگر مین آیا اور بعد چند

روز کے مزاج وہاج شاہ طاہر کا منحرف ہوا اور سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری مین اُسکی طائر روح نے آشیانہ جنت کی طرف پرواز
کی اکابر اصاغر اُس بلدہ کے محزون اور ملول ہوئے قالب مطہر انکا زمین کو سپرد کیا اور بعد چند عرصے کے استخوان اُسکے
قبر سے برآوردہ کر کے کربلاے معلے مین بھیجے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے گنبد مین بفاصلہ ڈیڑھ گز ضریح
مقدس کے مدفون کیا اور اُنسے تین بیٹیان اور چار بیٹے رہے اُن بیٹون کے نام جو یاد تھے تحریر ہوئے شاہ حیدر شاہ
رفیع الدین حسین شاہ ابو الحسن شاہ ابو طالب اُن سب مین شاہ حیدر مولد عراق ہو اور باقی دکن مین پیدا ہوئے اور
شاہ حیدر اپنے باپ کی وفات کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ کی خدمت مین تھا اور بعد مراجعت حسب الوصیت
صاحب سجادہ ہو کر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا اب خامہ اعجاز اسلوب تحریر مین اس حکایات کے مصروف ہوتا ہو کہ شاہ طاہر
قدس سرہ عفت اور ورع اور تقوی اور دینداری اور مروت اور سخاوت اور حلم و تواضع مین اتصاف رکھتا تھا اور وجیہ اور
خوش محاورہ تھا کس واسطے کہ ایران اور ہندوستان مین ہمیشہ امور اہل اسلام کے سرانجام مین قیام کر کے نقش خیر خواہی
صغیر و کبیر کے صفحۂ دل پر لکھتا تھا زبان گوہر فشان اُسکی مفسر حقائق مصحف آسمانی تھی اور بیان ہدایت نشان اُسکا
مبین دقائق کتب سبحانی تھا باطن خجستہ بنیاد اُسکا مظہر ولایت و ارشاد اور خاطر فرخندہ مآثر اُس کے مصدر
ہدایت و ارشاد تھی اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اُٹھائے ہوئے تھا اور علم تفسیر اور
حدیث و فقہ اور ریاضی اور جمیع احکام رمل و جعفر مین بے شبہ و نظیر تھا اور نظم و نثر مین بھی مہارت تام رکھتا تھا
دیوان قصائد اور کتاب انشا اُسکی جمیع بلاد خصوص ہندوستان مین سائر اور دائر ہو اور تھوڑے اشعار اُسکے اس جناب کے
میمنت اور تیمن کتاب کے واسطے مندرج کیے امید کہ ارباب تاریخ معیوب نفرماوین اور تصنیفات سے اُسکی شرح باب
حادی عشر ہو علم کلام مین اور شرح جعفریہ فقہا امامیہ مین اور حاشیہ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ شرح اشارات اور محاکمات
اور محبطی اور شفا و مطول اور گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی اور رسالہ پالکی کہ ایک سفر ہاے ہند مین باثناے
راہ پالکی مین بیٹھکر تصنیف کیا تھا مصنفہ اُسکے ہین کہتے ہین کہ جس وقت شاہ طاہر بطریق ایلچی گری احمد آباد
بیدر مین گیا تمام طالب علم اُسکی زیارت کو جا کر سعادت ملاقات سے مشرف ہوگئے مگر ایک عالم دکن کہ اپنے تئین
نہایت اعلم علماے عصر سے جانتا تھا کمال غرور سے اُسکے مکان پر نہ گیا بعد چند روز کے سامان ضیافت
کر کے چاہا کہ شاہ طاہر کو اپنے مکان پر بلاؤن پھر ایک شخص کو اُس کی طلب مین بھیجکر یہ سطر لکھی قال النبی
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ شاہ طاہر نے اُس کے تحت مین لکھا کہ زیارۃ القادم
فاذا تعارضا تساقطا پھر وہ فاضل ہندی اس جواب سے اس افاضل عصر کی دانشمندی قیاس کر کے اُسکی زیارت
کو گیا اور آپ کو مثل قطرہ دیکھکر دریاے زخار کے مقابل پشیمان ہوا اور اُسکے دست حق پرست کا بوسہ لیا اور معذرت
کی اور منقول ہو کہ برہان شاہ نے شاہ طاہر کے بعد از وفات قاسم بیگ حکیم اور دیوپال راؤ کو صاحب دخل کر کے
محل اعتماد کیا اور راے نے عماد شاہ کو بسبب بعضے مقدمات کے امداد عادل شاہ سے منحرف کیا اور باتفاق خواجہ
جہان قلعہ کلیان کی تسخیر کے واسطے لشکر آرا ہوئے اور بعد از طی مسافت اُس قلعہ کو گھیرا اور قلعہ بندون پر کام تنگ

کیا ابراہیم عادل شاہ نے امرائے برکی کو پیشتر بھیجا اور خود بھی بقصد استخلاص پیچھے سے روانہ ہوا اور امرائے برکی کے سد راہ ہونے سے غلہ اور آذوقہ کی رسد بند ہوئی اور امرائے برکی وقت بوقت بطریق دزدی اور بطور شبخون برہان شاہ کے دائرہ لشکر پر تاخت لاکر آدمیون کو سونے نہ دیتے تھے برہان شاہ نے حکم کیا کہ لشکر کے گرد اگرد ایک حصار یعنے دیوار گز بلند اور بعضے مقامون مین چار گز کھینچین تاکہ قلعہ کلیان کے گرد دوسرا مٹی کا قلعہ تیار ہو جاوے اور ابراہیم عادل شاہ بھی قلعہ کلیان کے قریب پہونچکر نظام شاہ سے پہلو مین اترا اور اُس نے بھی اپنے لشکر کے گرد دیوار تیار کی اور رجب و رمضان پہونچا غلہ اور تمام مایحتاج کم ہوا ایک قحط لشکر احمد نگر مین ظاہر ہوا آدمیون کو دو دو تین تین روز تک کھانا میسر نہ تھا فاقہ مین ماہ صیام کے روزے طے کرتے تھے برہان شاہ دلگیر ہوا اور ارکان دولت سے اس بارہ مین مشورہ کیا بعضون نے صلاح مراجعت مین دیکھی اور بعضے کہنے لگے بہتر یہ ہے کہ دیوار کے اندر جاکر دشمن سے جنگ کرین اگر فتح ہووے پھر محاصرہ مین مشغول ہوکر تھوڑے عرصہ مین مسخر کرین اور اگر شکست ہووے اپنے ملک کا راستہ لین برہان شاہ نے کہا گھوڑے فاقہ کشی سے نہایت کمزور ہین دوادوش کی تاب نہین رکھتے بہتر یہ ہے کہ لڑائی سے پہلو تہی کرکے احمد نگر کی طرف معاودت کرین اسکے بعد باطمینان تمام پھر منزل مقصود کی طرف آوین شاہ جعفر برادر طاہر شاہ اور قاسم بیگ حکیم کو یہ رائے پسند نہ آئی اور کہنے لگے اتنی مرتبہ ہم جنگ کرکے حریف پر غالب ہوئے ہین خدا نخواستہ اگر اس دفعہ قضیہ منعکس ہووے مضائقہ نہین رکھتا ہے برہان شاہ خاموش ہوا اور بعد برخاست مجلس تنہا سوار ہوا اور پولا رائے برہمن کے مکان پر گیا اور احوال انجمن کے مشورہ کا بیان کیا پولا رائے نے عرض کی کہ مین اسکا جواب تجویز کرکے کل کہ روز عید ہے معروض کرونگا لیکن حضرت خزانچی کو حکم کرین کہ دو تنخواہ جو کچھ اُس سے طلب کرے بلا عذر سپرد کرے اور حیلہ و عذر درمیان مین نہ لاوے برہان شاہ نے جو اعتقاد تمام اُسکی دور تنخواہی اور کارروائی پر رکھتا تھا اُسکی عرض قبول فرمائی پولا رائے اُسی شب ایک کرور ہون خزانہ سے لیکر عین الملک کے مکان پر جو امرائے کبار سے تھا گیا اور یہ کہا احوال ایسا ہے جو آپ مشاہدہ کرتے ہین جنگ ترک محاصرہ کرنا اور اپنے ملک کی طرف جانا موجب لاکھون فساد اور خرابی کا ہے اور ہمراہ ایسے لشکر پریشان اور بدحال کے بادشاہ کو ہمراہ لیجانا اور جنگ صف کرنا نہایت دشوار دکھائی دیتا ہے آپ اس بارہ مین کیا مناسب دیکھکر فرماتے ہین عین الملک نے کہا ہم ارباب شمشیر ہین جو تمھاری رائے مین آویگا ہم اُسپر عمل کرینگے پولا رائے نے کہا مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ صبح عید کو تم لشکر آراستہ کرو اور دیکھا کہ بیخبری مین کہ تمام افواج لوازم عید مین مشغول ہونگی دائرۂ غنیم پر حملہ آور ہوکر گل نصرت باغ اقبال شاہی سے دستیاب کرو عین الملک نے یہ مشورہ قبول کیا پولا رائے نے مبلغ مذکور اسکے حوالہ کرکے یہ بات کہی کہ تم یہ روپیہ روز عید کے خرچ کے بہانہ فوج پر تقسیم کرو الغرض جب ہلال شوال چرخ پر نمودار ہوا عین الملک نے وہ زر نقد امرا اور لشکر پر قسمت کیا اور یہ فرمایا کہ تم سب علے الصباح مسلح اور مستعد رہنا کہ بادشاہ کے سلام کو جاکر مبارکباد کہین چنانچہ صبح روز عید کو جب خبر ملی کہ مردم عادل شاہی تمام مراسم عید مین مصروف ہین تو اعدا ہوشیاری مین قیام نہین رکھتے لہذا اپنے دور لشکر کی دیوار زمین رخنہ کرکے برآمد ہوئے اور فوج غنیم کے قریب جاکر بزور فیلان کوہ پیکر قریب چالیس گز دیوار اُس کے گرد لشکر کی ڈھائی اور بفراغت تمام داخل ہو کر قتل مین مشغول ہوئے مردم عادل شاہی

کمال غفلت مین تھے ادنے اعلے نے قدم رکاب فرار مین رکھا اور عادل شاہ کہ اُس ساعت مین روز عید کے غسل مین
مشغول تھا فرصت پوشاک پہننے کی نپائی بہ تعجیل تمام آپ کو اس معرکہ سے کنارہ کیا اور چتر و علم اور گھوڑا اور
ہاتھی بہت مع توپخانہ فوج نظام شاہیہ کے ہاتھ آیا اور شکست اور جان کا عوض ہوا اس درمیان مین ایک جماعت
سیف الملک کی طرف سے آنکر بہ آواز بلند مبارکباد فتح کہنے لگی برہان شاہ کہ اس معاملہ سے خبر نہین رکھتا تھا کیفیت
احوال اُسسے مسموع کر کے اُسی وقت سوار ہوا اور قلعہ کے مقابل ایستادہ ہو کر قسم یاد کی کہ اہالی قلعہ اگر آج قلعہ سپرد نکرینگے
بجبر و قہر آتش عظیم افروختہ کر کے اُنکے زن و فرزند صغیر و کبیر کو آگ مین جلا کر خاکستر کرونگا جب یہ خبر متحصنون کو پہونچی ہراسان
ہوئے اور اُسی وقت قلعہ اُسکے سپرد کیا اور اسطرف سے عادل شاہ نظام شاہ کی ولایت مین در آیا پرگنہ بیڑ وغیرہ کو خراب و ویران
کر کے بطور ایلغار عالم بیخبری مین قلعہ پرندہ کی سمت پہونچا جب دروازہ قلعہ کا کشادہ دیکھا شمشیر میان سے برآوردہ کر کے قلعہ مین
حملہ آور ہوا اور بہت آدمی خواجہ جہان کے قتل کر کے قلعہ پر متصرف ہوا پھر عادل شاہ قلعہ ایک دکنی کے سپرد کر کے بیجاپور
گیا نظام شاہ نے یہ خبر سنکر قلعہ کلیان اپنے ایک معتمد کے حوالہ کیا اور بجناح استعجال کوچ متواترہ سے پرندہ کی طرف روانہ
ہوا جب دو منزل راہ باقی رہی وہان کا تھانہ دار رات کے وقت گجرون کی آواز کو صدائے نفیر نظام شاہ تصور کر کے سراسیمہ
پلنگ پر سے اُٹھا اور قلعہ کا دروازہ کھولکر راہ فرار ناپی باقی آدمی بھی بیدل ہو کر اُسی رات کو نکل گئے نظام شاہ بعد دو دن کے
وہان داخل ہوا جب قلعہ خالی دیکھا خواجہ جہان کو بدستور سابق سپرد کر کے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور انہین سنوات مین رام راج حاکم
بیجانگر سے لوازم دوستی درمیان مین لاکر مع خیل و حشم درمیان ولایت عادل شاہ سے رائچور کی طرف گیا اور اس سے ملاقات
کر کے یہ مقرر کیا کہ قلعہ رائچور اور مدگل کو رام راج مفتوح کرے اور قلعہ شولاپور اور گلبرگہ پر خود متصرف ہو رام راج نے
رائچور اور مدگل کو گھیرا اور برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کو مرکز کے مانند درمیان مین لیکر حوزہ تصرف مین لایا پھر
باتفاق قلعہ رائچور کو محاصرہ کیا بروایت صحیح بعد چند روز کے برہان شاہ نے تنکنا ڈری سے کہا کہ عنقریب موسم برسات پہونچیگا
ہمین اور رام راج کو اس قلعہ مین قیام کرنا تضیع اوقات ہے اگر راے عالی تجویز کرے مین شولاپور مین جا کر اُسے گھیرون تو
دونون قلعہ ایکبارگی مفتوح ہون تنکنا ڈری نے یہ مقدمہ رام راج کے ذہن نشین کر کے رخصت دی برہان شاہ مع لشکر کثیر
رام راج کے اُس طرف روانہ ہوا قلعہ شولاپور کہ گچ اور پتھر سے روے زمین پر نصب تھا مرکز کے مانند گھیرا اور چلپی
رومی خان سے کہا کہ جلد یہ قلعہ مسخر کرے یہ رومی خان کسی زمانہ مین سلطان بہادر گجراتی کے ملازمون مین سے تھا اور
مقصود یہ کہ اسکے بعد قلعہ گلبرگہ کی طرف جا کر اُسے بھی مفتوح کرے اس درمیان مین رومی خان نے بضرب توپ کلان بیس
تین گز دیوار مین رخنہ کر کے اُسکو مسخر کیا اسکے بعد خبر پہونچی کہ رام راج نے قلعہ رائچور اور مدگل کو لیکر بیجانگر کی طرف
معاودت کی بادشاہ نے اس سال صلاح گلبرگہ کی روانگی کی نہ دیکھی مقر دولت کی طرف سوار ہوا کہتے ہین چلپی رومی خان جو
شاہ طاہر کا دست گرفتہ تھا اُسنے توپین صاعقہ آسا حصار شولاپور کے مقابل نصب کین اور اُسکے برج دوبارہ کو ضرب توپ
سے مضمون عالیہا سافلہا کا ظہور مین پہونچایا تھا اور مضمون آیہ کریمہ امطرنا علیہم مطرا یعنی من حجارۃ وقوع مین لا کر سہ روزہ
رخنہ اس حصن حصین مین ڈالتا تھا لیکن ویسا رخنہ بہم نہ پہونچا کہ غازیان نظام قلعہ مین داخل ہوتے اور برہان شاہ اس توہم سے

کہ مبادا رام راج پیشتر اس سے قلعہ رایچور کو مسخر کرکے بیجانگر کی طرف معاودت کرے تعجیل فرماتا اور ایسے وقت میں ایک جماعت کفار نے جو ہمیشہ رومی خان تھے عرض میں پہونچایا کہ بتقصیر رومی خان کی طرف سے ہوا اگر دہ چاہے تھوڑے عرصہ میں قلعہ کی دیوار کو مسمار اور منہدم کرکے خاک کرے برہان شاہ نے شعلہ غضب مشتعل کرکے چاہا کہ رومی خان کو اپنے دست مبارک سے تیغ تیغ کرکے خاک مذلت پر ڈالے ارکان دولت اور اعیان حضرت نے سر زمین پر رکھکر اس کی سفارش کی اور رومی خان خوف سے متعہد ہوا کہ میں دس روز کے عرصہ میں دیوار قلعہ کی خاک کے برابر کر دونگا پھر وہ اپنے کام میں مشغول ہوا اور قلعہ تسخیر کرنے میں اعجاز ید بیضا کام میں لایا اور ایام موعود سے پیشتر دیوار قلعہ کو صفحہ خاک سے جدا کیا اور دلیران سپاہ ظفر پناہ ایک حملہ رستمانہ کرکے قلعہ میں در آئے اور اسے مفتوح کیا برہان شاہ نے اس قلعہ کو مجدداً تعمیر کیا اور رومی خان کو نوازش بادشاہانہ بلندی بخشی اور از دیاد عزت کے واسطے اپنے اسپ خاصہ پر سے سوار کیا اور شہزادہ حسین کو فرمایا کہ بارہ قدم پیادہ اسکے رکاب میں جائے اور اس التفات کے سبب بعد چند سال کے فتح رام راج بھی جیسا کہ چاہئے اسکی سعی اور اہتمام کوشش سے وقوع میں آئی اور سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ ہجری میں پھر عادل شاہ کی تمام ولایت کی تسخیر کے درپے ہوا اور رام راج کا اسبات پر موافق کیا کہ قلعہ شاعر اور اتکر کو محاصرہ کرکے اس حدود کے دوسرے پرگنات پر آب بہورہ کے ساحل تک قابض ہوئے اور بیجاپور اور گلبرگہ پر بھی متصرف ہوئے پھر سنہ ۹۶۱ نو سو اکسٹھ ہجری میں برہان شاہ رام راج کو موافق کرکے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا عادل شاہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر پناہ کی طرف مفرور ہوا اور برہان شاہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ میں مشغول ہوا قریب تھا کہ مفتوح کرے ناگاہ وجود مرض الموت میں محصور اور مبتلا ہوا اور قاسم بیگ حکیم کی تکلیف دہی سے احمدنگر جاکر اسی مرض میں جان جان آفرین کو سپرد کی اور باغ روضہ میں بہ پہلوے احمد نظام شاہ پیوند زمین کرکے خاک کے سپرد کیا اور بعد چند مدت کے استخوان دونوں بادشاہ کے برادر دہ کہکے کربلاے معلی میں لے گئے اور خامس آل عبا کے تحت گنبد میں ایک گز کے فاصلہ پر مدفون کیا اور اسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی بھی برحمت حق واصل ہوئے میر معصوم مولانا غسل...؟ وہتعلی ہندوشاہ نے انکی تاریخ سلک نظم میں کھینچی یہ مشہور کی قطعہ سہ خسرو راز زوال آمد بیکبار + کہ ہند از عدل شان دارالامان بود یکے محمود شاہنشاہ گجرات + کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود + دویم اسلیم شہ سلطان دہلی + کہ در ہندوستان صاحبقران بود + سوم آمد نظام آن شاہ بحری + کہ در ملک دکن خسرو نشان بود + زمن تاریخ فوت این ہر سہ خسرو + چو میپرسی زوال خسروان بود + اسامی اولاد ذکور برہان شاہ کے جو اسکے بعد بقید حیات تھے حسین اور عبدالقادر کہ والدہ انکی بی بی آمنہ تھی و شاہ علی کہ والدہ اسکی بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ تھی شاہ حیدر کہ داماد مخدوم خواجہ جہان دکنی تھا میران محمد باقر جو بیجاپور میں فوت ہوا اور شہزادہ سلطان محمد خدابندہ جس نے بنگالہ میں وفات پائی ۔

ذکر حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری کی سلطنت کا

جس وقت کہ برہان نظام شاہ مغیلستان پرخار جہان سے روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا بڑا بیٹا اسکا حسین نظام شاہ کہ تیس برس کا تھا قائم مقام ہوا شاہزادہ عبدالقادر کہ باپ کے نزدیک بہت عزیز تھا اس امر میں مخالفت کرکے روز

جلوس کو باتفاق جمیع برادران قلعہ سے نکل گیا اور لوگ دولتخانہ کے دو فرقہ ہوئے تمام حبشی اور غریب حسین نظام شاہ کے شریک ہوئے اور دکنی ہندو اور مسلمان قصبہ نیکاپور کے قریب میران عبدالقادر کے پاس فراہم ہوئے اور چتر اُسکے سر پر بلند کیا اور باقی شہزادے یعنے محمد خدابندہ اور شاہ علی اور شاہ حیدر وغیرہ اور میران محمد باقر بھی ساتھ اُسکے موافق ہوکر دم موافقت کا مارنے لگے قریب تھا کہ بھائیون کے درمیان آتش قتال شعلہ زن ہووے اور جماعت کثیر طرفین سے ضائع ہو کہ ناگاہ چار پانسو نفر سلحدار اور جولدار قاسم بیگ حکیم کی تدبیر سے اُس سے جدا ہوئے اور حسین نظام شاہ کی ملازمت مین روانہ ہوئے اور مردم قلعہ نے اس امر سے قوی پشت ہو کر چتر اور سورج مکھی اُسکے سر پر لگائی اور عبدالقادر دفع فساد اور تالیف قلوب کے واسطے زر خطیر لٹانے لگا امرائے دکن مثل خورشید خان اور عالم خان میوتی وغیرہ حسین نظام شاہ کو قوی تر دیکھکر بوسیلہ قاسم بیگ امان نامہ کہ اصطلاح دکن مین قولنامہ کہتے ہین حاصل کرکے اور عبدالقادر کی رفاقت ترک کرکے ہر ایک اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور عبدالقادر نے زمانہ کی بازی سے حیران ہو کر اپنے بھائیون اور عزیزون سے مشورہ کیا سبھون نے صلاح فرار مین دیکھی عبدالقادر مع ایک جماعت مخصوصان سے برار کی طرف عمادالملک کے پاس گیا اور اُس حدود مین وفات پائی اور شاہ علی اور میران محمد باقر اور محمد خدابندہ بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور شاہ حیدر پرندہ کی طرف بھاگا مملکت موروثی خس وخاشاک این وآن سے پاک ہوئی اور خطبہ بنام ائمہ معصومین علیہم السلام پڑھا اور حسین نظام شاہ باستقلال تمام بادشاہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے ایک جماعت امرا کو جنھون نے عبدالقادر سے اتفاق کیا تھا سزا دی سیف عین الملک جو بعد از سلطان بہادر گجراتی آنکر سپہ سالار برہان شاہ ہوا تھا ہراسان ہو کر برار گیا اور خواجہ جہان حاکم پرندہ نے کہ بیٹی اُسکی شاہ حیدر بن برہان شاہ کے حبالہ نکاح مین تھی اس امر کا قاصد ہوا کہ عادل شاہ کی اعانت اور حمایت سے اپنے داماد کو احمدنگر کا بادشاہ بناوے اس سبب سے رسوم تعزیت اور تہنیت مین قیام نہ کیا اور حسین نظام شاہ یہ اخبار سنکر اور یہ اطوار دیکھکر برہم ہوا اور رفع تہمت کے واسطے ایک مکتوب خواجہ جہان دکنی کو بھیجا خواجہ جہان نوشتہ کے مضمون پر اطلاع پاکر بحر اندیشہ مین غرق ہوا نہ اظہار مخالفت اپنے حوصلہ طاقت مین دیکھتا تھا اور نہ عزیمت ملازمت سے نسیم سلامت مشام جان مین پہونچتی تھی دونون طرح مشکل تھی ناچار ایک جواب دور از صواب مرقوم کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ چہرہ اخلاص خار تقصیر ظاہری سے خراشیدہ ہوا ہے صورت ملاقات کو خوف وہراس مانع قوی ہے اس وقت تقبیل آستانہ سلطنت سے معاف رکھیں پھر کسی وقت احرام طواف کعبۂ آمال مانند محکر دربار ہمایون مین حاضر ہون گا اس جواب سے نظام شاہ کو یقین ہوا کہ خواجۂ جہان ملاقات کے واسطے نہین آوے گا اس واسطے قلعۂ پرندہ کی طرف روانہ ہوا اور آگ نہب وغارت کی روشن کی اور خواجہ جہان نے ہراس بیقیاس کو اپنے دل مین راہ دیکر اپنے ایک عزیز کو اُس قلعہ مین چھوڑکر لوازم قلعہ داری کے بارہ مین وصیت کرکے خود باتفاق شاہ حیدر عنان عزیمت راہ ہزیمت کی طرف پھیری اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس فریادی گیا بیت ؎ چو وحشی خبر یافت کان سیل تیز + برآورد زان صیدگہ رستخیز + امرائے نظام شاہی نے قلعہ کو محاصرہ

کر کے بازوے جلادت کا کھولا اور اہل قلعہ عادل شاہ کے بامید اعانت مغرور ہو کر ہاتھ آستین جوانمردی سے نکالکر
شام تک مدافعہ مین مشغول رہے آخرالامر توپچیان نظام شاہی نے توپ قیامت آشوب کی ضرب سے وہ
بنیاد کہ خردمندون کے عہد کے مانند پائدار اور مضبوط تھی رندون کی توبہ کی طرح توڑی اور شیران بیشۂ ہیجا اور
نہنگان لجۂ دغا حصار مین داخل ہوئے اور ضرب تیغ آبدار سے خون متحصنون کا خاک مذلت پر گرایا حسین نظام شاہ نے قلعہ
کو مرمت سے مسدود کر کے سالماً غانماً بعنان نصرت ہو کر قلعہ اپنے ایک معتمدان درگاہ کے سپرد کیا اور خود بدولت اقبال احمد نگر
کی طرف مراجعت فرمائی اور جو اکثر شاہزادے اور مخدوم خواجہ جہان دکنی نظام شاہ کے خوف قہر سے ابراہیم عادل شاہ
کے پاس پناہ لے گئے تھے اور سیف عین الملک نے بھی برار سے بیجاپور کی طرف جا کر عادل شاہ کی ملازمت اختیار
کی تھی اسواسطے عادل شاہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی میران شاہ علی کو چتر اور سورج مکھی دیکر ارادہ کیا کہ امراے احمدنگر کو
کہ تمام حسین نظام شاہ کے قہر وسطوت سے ہراسان ہین بمواعید خسروانہ شاہ علی کے پاس فراہم کر کے تخت احمدنگر پر متمکن کرین
اور یہ خبر جب نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی دسواس راو برہمن کو عماد الملک کے پاس بھیجا تو فرش یگانگی محبت
بچھا کر باتفاق عادل شاہ کے فساد کو دفع کرین عماد الملک نے سات ہزار سوار مسلح نظام شاہ کی کمک کو بھیجے اور دہشت کے
سبب قوی پشت ہو کر شولاپور کی طرف کہ محاصرہ عادل شاہ مین تھا متوجہ ہوا بعد حصول سپاہ رزم خواہ احمدنگر اور
لشکر عماد الملک کے شولاپور کی طرف کہ لشکر عادل شاہیہ محاصرہ مین رکھتا تھا توجہ کی اور بکوچ متواترہ اس حصار کے اطراف
مین پہونچکر نزول اجلال فرمایا اور جو عادل شاہ اس سفر مین عازم و جازم تھا کہ انتقام نظام شاہ سے لیکر شکست ہاے سابق
کا عوض لیوے سپاہ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور سررشتہ محبت اور صلح کا ہاتھ سے دیکر طرفین کے دلیرون نے مثل شترغرین
کف غضب لب پر لاکر میدان کین مین قدم جلادت رکھا **مثنوی** کشیدند گردان پلارک براوج ✢ دو دریاے طوفان برآورد
موج ✢ غبارے برآمد بخورشید و ماہ ✢ کہ شد روز بر چشم گردون سیاہ ✢ فگندند پیلان بر چرخ برین ✢ ز چوگان خرطوم گوے
زمین ✢ بسا سر کہ از ضرب گرز درشت ✢ بہ سینہ فرو رفت چون خارپشت ✢ سنان کردہ انگشت ہر سو دراز ✢ نمودہ اجل را
رہ ترکتاز ✢ سیف عین الملک جو عادل شاہ کا مقدمہ تھا اسنے لشکر عماد الملک اور بعضے امراے نظام شاہی کو کہ
ہراول تھے بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کر کے فوج خاصہ نظام شاہی پر حملہ کیا اور اس کے میسرہ کو بھی
متزلزل کر کے اس کے چتر و علم دولت کی طرف متوجہ ہوا بہادران نظام شاہی ہجوم کر کے اسکے مدافعہ مین
مشغول ہوئے اور ایک حالت عجیب گردون پیر کو مشاہدہ ہوئی عین الملک نے قریب چار سو مرد اہل نبرد کو جو
نامی تھے اور تمام معرکون مین اُنسے کار نمایان ظہور مین آئے تھے تہ تیغ بیدریغ کیا اور صلابت خان عین الملک کا بھانجا
بھی زخم کاری اٹھا کر خانہ زین سے جدا ہوا مشغول ہو کہ قاعدہ عین الملک کا یہ تھا کہ جس وقت کام اسپر تنگ ہوتا تھا معرکہ مین
پیادہ ایستادہ ہوتا تھا اور اپنے سپاہیون کو جنگ کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اسواسطے اس قتال مین بھی گھوڑے
سے اترکر آدمیون کو مقاتلہ مین مصروف کیا اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ احمدنگر کے باشندے مجروح اور خستہ ہو کر
مفرور ہوے اور نظام شاہیہ کے زیر علم ایک ہزار سوار اور سو ہاتھی سے زیادہ باقی نہ تھے باوجود اس حال کے بامید

عنایت غیبی و تائید لاریبی پلے ثبات قائم کر کے جنگ مین اصرار کرتا تھا اور جیسا کہ فرمایا کہ فتح بتقدیر آسمانی ہی سعی انسان
کو اس مین ہرگز دخل نہین ہی مردم کوتاہ بین عادل شاہ کے گوش زد کیا کہ سیف عین الملک جو از راہ مکر و حیلہ بیجاپور
کی طرف آیا تھا ہم نے بچشم خود دیکھا کہ اُس نے گھوڑے سے اُتر کر نظام شاہ کو سلام کیا عادل شاہ اس بات کو یقین
کر کے امرا اور سپاہ کو جنگ مین چھوڑ کر خود بہ تعجیل تمام بیجاپور کی طرف روانہ ہوا عین الملک قریب تھا کہ نظام شاہ کو معرکہ
سے پسپا کر کے ہزیمت دے کہ ناگاہ یہ خبر سُنکر سوار ہوا اور صلابت خان کو چادر مین ڈال کر بدحال اور پریشان مع محرم
بقیۃ السیف بیجاپور کا راستہ لیا اور جو نظام شاہ کے پاس تھوڑی جماعت باقی رہی تھی تعاقب مین صلاح نہ دیکھکر
شکر الٰہی بجالایا اور بعد دو روز احمدنگر کی طرف راہی ہوا جیسا کہ وقائع عادل شاہیہ مین مذکور ہوا سیف عین الملک
عادل شاہ کی قلمرو سے کنارہ کش ہوا اور اُس حدود مین اُسے ٹھہرنے کی مجال نہ رہی بہزار خرابی اپنی جمعیت کو ساتھ
لیکر وہان سے نظام شاہ کی سرحد پر آیا اور نظام شاہ اگرچہ اُسکے فساد سے امین نہ تھا بلکہ نہایت رنجیدہ اور دلکشیدہ تھا
لیکن بحسب ظاہر خوشحالی کر کے اپنے مصاحبین سے یہ بات کہی کہ ہمارے طالع بلند اور قوی کا نشان یہ ہے کہ
عین الملک پھر اس طرف متوجہ ہوا اور ہمارے حقوق سابق مرعی رکھکر چاہتا ہی کہ پھر امرا کے سلک مین منتظم ہووے اور
بے تامل حکیم قاسم بیگ کو کہ محرم اسرار تھا اور اُس سے بزرگتر کوئی درباری اس دولتخانہ مین نہ تھا جلدی بطریق
استقبال بھیجکر تحریر کیا کہ ہماری خواہش اور توجہ نے تجھے اس سرحد کی طرف لائی ہی اگر بحسب تقدیر چند روز ہماری ملازمت
ہمایون سے تجھے محرومی حاصل ہوئی ہرگز اسکا اثر ہماری نظر مین نہین ہی عنایت و اشفاق اور اشتیاق خسروانہ ہمارا اپنی نسبت
زیادہ اس سے کہ اوہام مین سماوے تصور کر کے باطمینان تمام حضور مین روانہ ہووے کہ ساتھ جاگیرات اور منصب قدیم کے سرفراز ہو کر
اپنے ہمچشمون مین محسود ہوگا ہم نے مزید اطمینان کے واسطے امان نامہ اور رہگیر رومال خاصہ مین باندھکر بھیجا ہی لازم ہی کہ ہمراہ محرم حرم
اختصاص و مصاحب مجلس خاص قاسم بیگ حکیم کے درگاہ کی طرف متوجہ ہووے اور زیادہ اُس سے ہمارے دربار بہشت
آثار کو اپنے وجود شریف اور عنصر لطیف سے خالی نہ رکھے قاسم بیگ نے سرحد مین عین الملک سے ملاقات کی اور
پیام شاہ کا جو کچھ تھا پہونچایا عین الملک نے دو شرط پر قبول کیا اول یہ کہ حسین نظام شاہ اُسکے استقبال کو قلعہ احمدنگر
سے برآمد ہووے دوسرے یہ کہ روز ملاقات قاسم بیگ اُسکی اردو مین بطریق رہن رہے قاسم بیگ دونون امرون کا
ضامن ہوا عین الملک دو ہزار سوار ہمراہ لیکر احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور احمدنگر سے دو کوس پر فرودکش ہوا قاسم بیگ نے
اُس سے یہ بات کہی کہ مجھے رخصت کر کہ احمدنگر مین جا کر طریق ملاقات قرار دیکر تیرے پاس انھین قدمون مراجعت
کرون تو اُردو مین تیرے بطریق ضامن رہکر تجھے نظام شاہ کی ملاقات کو بھیجون عین الملک نے یہ تجویز پسند کی اور قاسم بیگ
بادشاہ کے دربار مین آیا لیکن قرینہ اور قیاس سے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے مکان پر واپس گیا اور روغن بلادہ سر اور سینہ
پر ملکر آماس کے بہانہ بالین بیماری پر تکیہ کیا حسین نظام شاہ نے ایک جماعت اعیان کو مع اطعمہ و اشربہ و اوانی
عین الملک کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ فلان ساعت مین نے ملاقات کے واسطے تجویز کی ہی جو قاسم بیگ علیل ہی معطل
نہو کر جلد روانہ ہو کہ ہم تمھارے استقبال کو سوار ہوتے ہین عین الملک نے آدمی معتمد قاسم بیگ کے پاس بھیجے حسب

اُسے اُس حال مین مبتلا دیکھا پلٹ آئے اور عین الملک کو اطلاع دی اور یہ بھی عرض کی کہ بادشاہ تمہارے استقبال
کے واسطے سوار ہوا ہی عین الملک مجبور ہوکر صلابت خان کے ہمراہ مع جماعت قلیل روانہ ہوا اور قبول خان جو اُسکا غلام تھا
ہر چند روانگی سے مانع ہوا اور یہ بات کہی کہ قاسم بیگ کی بیماری جعلی ہی اور ملاقات اس بادشاہ عہد شکن کی مین مصلحت نہین
دیکھتا ہون ہرگز اُسکا کہنا موثر اور پذیرا نہوا قبول خان غمگین ہوکر اس سے جدا ہوا اور اپنے فرودگاہ مین جا کر یہ کہا
کہ عین الملک نے فرمایا ہی کہ تمام آدمی یہان سے کوچ کرکے شہر مین آوین اور فلان منزل پر کہ بادشاہ نے
ملاقات مقرر کی ہی وارد ہووین یہ کہکر زین بندی کا حکم دیا اور حرم کی عورتون کو لباس مردانہ پہنے سرپا مور کیا اور
خود مع خیل وحشم مستعد سواری ہوا عین الملک جب قصبۂ نیکا پور کے حوالی مین پہونچا دیکھا کہ نظام شاہ گھوڑے پر سوار
صحرائے مسطح مین ایستادہ ہی اور آگے اُسکے دو طرف ہاتھیون کو ایستادہ کرکے کوچہ بنایا ہی پھر ایک جماعت درباریان حضور نے آگے
بڑھکر اُسے اور صلابت خان کو بسواری اسپ اندر لائی لیکن پیچھے سے ایک جماعت اور پہونچی اور کہا کہ تم دونون یہان
سے پیادہ پا ہو عین الملک نے اپنے دل مین تجویز کیا تھا کہ بسواری اسپ بادشاہ سے ملاقات حاصل ہوگی اُن کی
تکلیف دہی نہایت دل پر شاق گذری لیکن چونکہ دونون مجبور تھے پیادہ پا ہوکر آگے بڑھے اور بعد سلام دونون
نے رکاب بوسی کے واسطے قدم آگے بڑھائے ابھی وہ ساتھ اس ارادہ کے مشرف نہوئے تھے کہ حکم کے موافق لوگون نے
اُسے اور صلابت خان کو گرفتار کرکے ہاتھیون پر سوار کیا نظام شاہ نے شکار کو دام مین لاکر مراجعت کی جب قصبۂ نیکاپور
مین پہونچا فیلبانون نے اشارہ کے بموجب پوشیدہ دونون کا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور دونون کی لاشین ہاتھی پر سے پھینکدین
حسین نظام شاہ یہ احوال دیکھکر بولا کہ یہ بیچارے ہمارے خوف دہشت سے دہلکر مر گئے پھر انکی تجہیز وتکفین کے واسطے اشارہ کرکے
ایک جماعت کو نامزد کیا کہ انکی عورات کو مع ساز وسلب حضور مین لاوین اور باقی کو تاراج کرین قبول خان نے یہ نتیجہ آئینہ حدس
ادراک مین مشاہدہ کرلیا تھا اور گوش بر آواز تھا جب لشکر بادشاہی کی توجہ سے آگاہ ہوا عین الملک اور صلابت خان کی مستورات
کو سوار کیا اور قریب پانسو سوار جو عین الملک کے ملازم تھے مع اسپ تجی بولایت ابراہیم قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوا اور چند
مقام مین تعاقب کرنیوالے مردم نظام شاہی کے ساتھ ایسی عمدہ جنگ گریز کی کہ زمین وآسمان سے تحسین وآفرین کی ندا
سنی اور جب حوالی اندر مین پہونچا امرائے نظام شاہی کہ اس حدود مین تھے حقیقت حال پر مطلع ہوکر سر راہ ہوکر متعرض ومستعد
بجنگ ہوئے قبول خان نے مثل شیر خشمناک پلٹ کر اور پانسو سوار کو لیکر پانچہزار سوار نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار
کیا اور ایسی کارزار کی کہ ارواح بہادران اولین اور آخرین اُسکے تماشہ کے واسطے حاضر ہوئین آخر کو نسیم فتح قبول خان کے پرچم
مراد پر چلی ظریف الملک اور چندا خان اور دلاور خان اور پاکباز خان جو امرائے معتبر نظام شاہیہ سے تھے مارے گئے اور غنیمت فراوان
قبول خان کے ہاتھ آئی اور بخیر وسعادت گلکنڈہ کی طرف گیا اور ابراہیم قطب شاہ نے حقیقت وفاداری اُسکی کہ بازماندگان اپنے
صاحب اور ولی نعمت کی نسبت بجا لایا تھا منظور رکھکر بجاگیر لائق سرفراز کیا قبول خان جبتک زندہ رہا ہر سال ایک جماعت
احمد نگر بھیجتا تھا کہ عین الملک اور صلابت خان کی قبر پر کہ قصبۂ نیکا پور مین واقع ہی انکی ترویح روح کے واسطے آش اور
روٹی فقرا اور مساکین کو تقسیم کرتے تھے اور قبور کے خادمون کو نقود فراوان محظوظ کرتے تھے اور شجاعت اور مردانگی انکی

اسقدر دکن مین مشہور ہی کہ جوانان و بہادران از زیادتی تہور کے واسطے خاک انکے مزار کی چاٹتے ہین اور انکی ارواح سے استمداد ڈھونڈھتے ہین اور عین الملک کا باپ سیف الملک عراقی تھا اور وہ خود گجرات مین پیدا ہوا تھا اور سلاطین گجرات نے آثار شجاعت و مردانگی اسکے چہرۂ حال سے مشاہدہ کر کے اسے منصب دارون کی سلک مین محسوب کیا اور جب بسبب خدمتہاے نمایان و فتوح مین آئین سلک امرا مین منتظم کیا اور اسنے بھی ہمت فراہم لانے جوانان خوب اور شجاع معرکہ آرا اور مشہور مین مصروف رکھی مغل و عرب و افغان و گجراتی و حبشی و دکنی وغیرہ وس بارہ برس کی مدت مین قریب بہزار آدمی خوب بہم پہونچا کر انسے بسلوک برادرانہ پیش آتا تھا اور خادمی و مخدومی منظور نرکھتا تھا اور گھوڑے اور خیمہ خاصہ کچھ ہرگز اسکی سرکار مین نہ تھے جسوقت سواری کی ضرورت ہوتی تھی گھوڑا انھین جوانون سے طلب کر کے سوار ہوتا تھا اور جسوقت کوئی سفر پیش آتا تھا اپنے ہمراہیون کے خیمہ مین فروکش ہوتا تھا اور جب جاگیر سرکار بادشاہی سے پاتا تھا اپنے افسرون کو بلا کر کہتا تھا کہ حق سبحانہ تعالی نے فلان جاگیر عزیزون کے نامزد فرمائی ہی آپس مین تقسیم کر و چنانچہ وہ آپس مین باتفاق برادرانہ کر کے محتاج دفتر اور اہل حساب کے نہوتے تھے اور کچھ زر اس جاگیر کے حاصل سے اسکے مصارف ضروری و خرچ خاصہ کے واسطے تقرر کرتے تھے غرضکہ قریب چالیس برس عمر امارت مین بسر کی اور کسی معرکہ مین شکست نپائی جسوقت کہ سلطان بہادر فوت ہوا برہان نظام شاہ کی خدمت مین مشرف ہو کر امیر الامرا ہوا اور ان سنوات مین شاہ حیدر بن شاہ طاہر نے جو ایران کی طرف گیا تھا مراجعت کی چنانچہ حسین نظام شاہ نے نستی علی قلی کو مع پالکی اسکے استقبال کو بھیجا وہ باعزاز و اکرام فراوان احمد نگر کی طرف لایا اور قصبۂ ویدراج پوری اور بھی جاگیرات جو شاہ طاہر کی تعین سے بھی عنایت فرما کر دربار یان حضور سے کیا اور جب ابراہیم عادل شاہ نے جوار رحمت ذوالجلال کی طرف انتقال کیا حسین نظام شاہ نے اسکے ملک کی طمع کی اور قلعہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا ملا عنایت اللہ اور قاسم بیگ کو گلکنڈہ کی طرف بھیجکر ابراہیم قطب شاہ کو پیغام دیا کہ جو محل فرصت ہی مناسب ہی کہ ہم اور تم قلعہ گلبرگہ پر متصرف ہون ابراہیم قطب شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا فی الفور خیمہ اور خرگاہ روانہ کیا جب نظام شاہ نے یہ خبر سنی کوچ بر کوچ احمد نگر سے گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ بھی بسبیل استعجال اس اطراف مین آیا دونون بادشاہ نے گلبرگہ مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ اول باتفاق گلبرگہ کو مفتوح کرین اسکے بعد اتبگر کو تسخیر کرین چنانچہ ہر دو باتفاق محاصرہ گلبرگہ مین مشغول ہوئے اور نظام شاہ کے گولہ اندازان رومی خان چلپی وغیرہ نے برج بارہ کو توپ اور ضرب زن کی ضرب سے متزلزل کیا اور جب قلعہ فتح ہونے کے قریب آگیا تو مصطفے خان اردستانی نے کہ جملۃ الملک قطب شاہ تھا اس سے معروض کیا کہ حسین نظام شاہ قہار اور بے اعتدال اور عہد شکن ہی اگر قلعہ گلبرگہ کو تصرف مین لاویگا آپکو قلعہ اتبگر سے دفع کریگا اور آپ اس سے عہدہ برا نہو نگے بہتر یہ ہی کہ آپ اسکی اعانت و تقویت مین کوشش نفرماوین کہ اسے عادل شاہ پر زیادتی اور غلبہ حاصل ہو ابراہیم قطب شاہ نے مصطفے خان کا کلام صادق جانکر خیمہ اور خرگاہ اور اثقال سے قطع نظر کر کے وقت شب کے اپنے دار الملک کی طرف توجہ فرمائی اور اہل قلعہ سے دشمن کے دفع کے واسطے سفارش اور تاکید بسبت کر گیا امراے عادل شاہی قوی پشت ہوئے اور قطب شاہ کے کوچ کرنے کی خبر سنتے ہی لشکر نظام شاہ کے گرد تاخت و تاراج کر کے مزاحمت شروع کی اور حسین نظام شاہ تنگ آکر ہر دن اسکے کہ ہاتھ گردن شاہد

۱

مقصود مین ڈالے اپنا پچھلا سر کھجی کر احمد نگر کی طرف پلٹ گیا اور ملا عنایت اللہ جو درمیان نظام شاہ اور قطب شاہ کے اتحاد اور اتفاق کے بارہ مین متوسط تھا حسین نظام شاہ کی جباری اور قہاری سے خائف اور ہراسان ہو کر اثنائے راہ سے بھاگ کر گلکنڈہ کی طرف گیا حسین نظام شاہ نے آتش قہر افروختہ کر کے قاسم بیگ حکیم سے ملا عنایت اللہ کے گناہ کا مواخذہ کیا اور قلعہ پرندہ مین دو تین ماہ اُسنے قید رکھا پھر مقام عنایت مین آ نکر اُسے حبس سے نجات دی اور بدستور سابق معزز اور محترم کیا اور علی عادل شاہ نے درپے انتقام ہو کر بانواع تدبیر و حکمت رام راج اور قطب شاہ کو ساتھ اپنے متفق کیا اور یہ خبر جب احمد نگر مین پہونچی نظام شاہ نے چاہا کہ دریا عماد الملک کو ساتھ اپنے یکجہت و یکزبان کرے پھر ملا ماں ندرانی کو کہ اُسکے مصاحبین سے تھا ایلچپور کی طرف بھیجا تو لوازم مصادقت اور مودت درمیان مین لاکر وصلت اور پیوند نسبت سے قوی کرے چنانچہ ملا علی وہان پہونچکر عماد الملک کی ملاقات سے مشرف ہوا اور سخن مدعا ساتھ اس تقریب کے کہ موثر ہوئے مذکور کیے عماد الملک اور نظام شاہ کو آب گنگ کے ساحل پر قریب قصبہ سون پت کہ بعد تقریب عروسی کے عشرت آباد مشہور رہا سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ ہجری مین باہم ملاقات کرائی دونون بادشاہ دریائے مذکور کے دو طرف فروکش ہووے خیمہ اور خرگاہ اور سراپردہ اور بارگاہ اوج سپہر اور ذروۂ مہر و ماہ پر بلند کیے اور جشن اور سامان شادی مین مشغول ہو کر بساط نشاط مبسوط کی

مثنوی

ز بس از دو سو بارگاہ و طناب + نہان شد زمین زیر موج و حباب + ندیدم جز آن سیل آب شگرف +
میان دو دریا کہ رود ژرف + زمین از دو لشکر کواکب نشان + درو جدول آب چون کہکشان + ز سیم و زر آن
ہر دو صاحب کلاہ + کشیدند بر آسمان بارگاہ + زہر جانبے کوس عشرت زدند + رہ شادمانی بنوبت زدند + زمین
آسمان وار آراستہ + خروش نے و نائے برخاستہ + جب مقدمات جشن و میزبانی اور مہمات شادی اور مہمانی سے

سامان قبول کیا منجمان و قیقہ شناس نے اجتماع نیرین کے واسطے ایک ساعت خجستہ اختیار کی اور قضات و علما سے پایہ سریر خلافت مصیر بی بی دولت شاہ دختر عماد الملک کو حسین نظام شاہ کے عقد ازدواج مین لائے اور جب دولت شاہ دختر عماد الملک حسین نظام شاہ کے عقد مین آئی ہر شخص خوش و خرم اپنے دار الملک کی طرف روانہ ہوا اور اُسی سال مولانا شاہ محمد نیشاپوری اور چلپی رومی خان کو قلعہ ریاٹ ندہ پر کہ وہان کے کفار اپنے اندازہ سے قدم آگے رکھکر مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے نامزد فرمایا کفار اپنے کیے ہوے سے پشیمان ہوے اور مسلمانون کی عدم مزاحمت مین عہد و پیمان درمیان مین لائے پھر اس جماعت نے معاودت کی اور آخر سنہ ۹۶۷ نوسو سڑسٹھ ہجری مین حسین نظام شاہ نے قلعہ کالنہ پر جو تصرف مین ایک راے کے تھا بخلاف باپ دادا کے کہ اسوقت تک نظام شاہ کے تصرف مین نہ آیا تھا فوج کشی کی اور تین چار مہینے کے عرصہ مین چند قلعہ اور بھی مسخر کیے اور اپنے مردمان معتبر کے سپرد کر کے مظفر و منصور احمد نگر کی طرف مراجعت کی اُن روزون مین یہ مشہور ہوا تھا کہ علی عادل شاہ قلعہ شولاپور اور کلیان کے انتزاع مین مصر اور بجد ہے اور رام راج کو مع قطب شاہ ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف عازم ہوا ہے حسین نظام شاہ نے بمشورہ قاسم بیگ شاہ حسن انجو کو جو رخصت مکہ معظمہ لیکر بندر چیول گیا تھا احمد نگر مین طلب کر کے اُس سے مشورہ کیا شاہ حسن اور قاسم بیگ نے جواب دیا ہمین تاب مفاوضت کی ان تینون بادشاہون سے نہین ہے صلاح دولت

یہ ہے کہ قلعہ کلیان عادل شاہ کو دیکر لوازم صلح درمیان مین لائے حسین نظام شاہ نے کہا وہ قلعہ میرے والد بزرگوار نے بضرب شمشیر و مردانگی لیا تھا بڑی شرم وننگ کی بات ہے اسکو دب کر دشمن کے سپرد کرنا پھر شاہ حسن جرأت کرکے عرض پرداز ہوا عالم پناہ یہ وقت کا موقع اور محل ہے یعنی وہ ہنگام مقتضی لینے کا تھا اور یہ مقتضی دینے کا ہے پادشاہوں اور دنیا داروں کو ایسے امور زبردستی و زیردستی کے اکثر پیش آجاتے ہین حسین نظام شاہ کسی طرح ساتھ اس مقدمہ کے راضی نہوا اور اسقدر پرخاش کی کہ تینون بادشاہ قریب ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادے کے ہمراہ رکاب لیکر احمد نگر مین آپہونچے نظام شاہ نے قلعہ احمد نگر کو کہ گلی تھا اور خندق نہ رکھتا تھا آذوقہ اور آلات آتشبازی سے مملو کرکے مردم تبگلی کے سپرد کیا اور خود مع خزانہ اور اہل و عیال پٹن کی طرف گیا تو دریا عماد الملک اور میران مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو ساتھ اپنے متفق کرکے دشمنون سے مصاف کرے اتفاقات سے خانجہان بھائی امیر برید عماد الملک کے پاس جاکر مدار علیہ ہوا تھا عماد الملک کو امداد نظام شاہ سے مانع آیا اور خود پانچہزار سوار اور پیادہ لیکر نظام شاہ کے ولایت کی تخریب مین مشغول ہوا حسین نظام شاہ نے ملا محمد نیشاپوری کو اسکے مقابلہ کے واسطے مع دو تین ہزار سوار بھیجا اور حملہ اول مین خان جہان شکست فاحش کھا کر ملا محمد کے مقابلہ سے بھاگا چونکہ عماد الملک کے پاس شرم سے نہ جاسکتا تھا اسواسطے عادل شاہ کی ملازمت کے واسطے روانہ ہوا اور جہانگیر خان حبلۃ الملک مع لشکر برار نظام شاہ کی مدد کو آیا اسنے مین علی عادل شاہ اور رام راج اور قطب شاہ نے احمد نگر مین پہونچکر مکانات اور مساجد کی ویرانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور قلعہ کو گھیرا جب کام مردمان درونی پر تنگ ہوا قطب شاہ نے جو عاقبت اندیشی کرکے نچاہتا تھا کہ عادل شاہ بھی نظام شاہ پر فائق ہو اپنے مورچے سے راہ آمد شد مردم درونی پر مفتوح کی اور جمیع مایحتاج پہونچاتا تھا اور قاصد اور معاون بفراغت نظام شاہ کی طرف سے قلعہ مین دوا دوش کرتے تھے اور کسی طور سے محنت اور تعب کھینچتے تھے اور ملا عنایت اللہ کہ اسوقت مین قطب شاہ کا ملازم تھا اور ایسے امور مین دخل عظیم رکھتا تھا ہمیشہ اہل قلعہ کے ساتھ باب دوستی مفتوح رکھتا عرائض مشتمل اخلاص اور دولتخواہی حسین نظام شاہ کے پاس بھیجتا تھا اور جب اس قسم کے امور پوشیدہ نرہے عادل شاہ اور رام راج مطلع ہوکر قطب شاہ سے مقام پرخاش مین ہوئے اور جیسا کہ سابق مین وہ خوش طبع اثنائے قلعہ گلبرگہ سے بھاگ گیا تھا اسیطرح قلعہ احمد نگر کے مورچہ سے بھی رات کے وقت خیمہ اور خرگاہ اور اسباب سنگین اس مقام مین چھوڑکر بسبیل استعجال گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کوچ کے وقت قطب شاہ سے جدا ہوکر آپکو قلعہ احمد نگر مین پہونچایا اور وہان سے پٹن مین جاکر حسین نظام شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چونکہ بعد شکست خانجہان کے عماد الملک نے جہانگیر خان دکنی کو پیشوا کرکے مع جمعیت خوب نظام شاہ کی کمک کو بھیجا وہ عادل شاہ کی سرحد پر پہونچکر مانع وصول غلہ و آذوقہ ہوا غرضکہ ایک قحط عظیم غلہ کا اردوے عادل شاہ و رام راج مین بہم پہونچا تمام خلائق فاقہ کشی سے غمگین اور اندوہگین ہوئی اور دونون بادشاہ کوچ کرکے قصبہ آشتی مین پہونچے اور اس مقام مین استقامت کی اور درپے اسکے ہوئے کہ امرائے کبار کو مع لشکر بسیار قلعہ پرندہ کی طرف بھیجکر اول اسے مفتوح کرین اسکے بعد مراجعت کرکے احمد نگر پر متصرف ہوویں نظام شاہ مضطرب ہوا اور بمشورہ قاسم بیگ حکیم اور شاہ حسین انجو اور ملا عنایت اللہ کے رام راج سے طریقہ آشنائی مسلوک رکھکر طالب صلح ہوا رام راج نے

کہا مین تین شرط سے صلح کرتا ہون اول یہ کہ قلعہ کلیان شاہ کو دیوین دوسرے یہ کہ جہانگیرخان سے مضرت بہت ہمارے لشکر کو
پہونچی ہی اور وہ ہمارا دشمن ہی اُسے قتل کرین تیسرے یہ کہ نظام شاہ ہمارے پاس آکر پان استمالت لیوے حسین نظام شاہ
نے یہ بات سُنکر اپنے حفظ دولت کے واسطے تینون امر قبول کرکے دروازے ظلم و جور کے اپنے احباب کے منہ پر کھولے اور
اچانک ایک جماعت اُسکے کبار کو جہانگیرخان کے دائرہ پر کہ مہمان اور دولت خواہ تھا بھیجکر اُسے قتل کیا عماد الملک نے ترس و خوف
سے زبان ہان و نہ مین نہ کھولی تغافل کو بہترین امور سے سمجھا حسین نظام شاہ نے بعد اس بیمروتی کے کہ کافر قوی کے
کہنے سے ملک کی مصلحت کے واسطے ایک دوست جانی کو مقتول کیا عماد الملک کو رخصت کرکے اردوے رام راج کی طرف
روانہ ہوا اور رام راج نے نہایت عجب و تکبر سے تواضع نکر کے نظام شاہ کی بیٹھکر دست بوسی کی حسین نظام شاہ رامے
کی نخوت و غرور سے نہایت رنجیدہ ہوا اور جہالت اور نادانی سے رام راج کے ستانے کے واسطے اسی مجلس مین طشت اور
آفتابہ طلب کرکے ہاتھ دھویا رامراج یہ حال مشاہدہ کرکے مثل مار دم بریدہ پیچتاب کرکے بزبان کنہری بولا اگر یہ میرا مہمان نہوتا
تو اسکا پارچہ بزرگ اُسکے سر انگشتان پر ہوتا یہ کہکر طشت و آفتابہ اپنے بھی طلب کرکے ہاتھ دھویا من بعد تنگنا دڑی اور ہمراج
برادران رامراج اور قاسم بیگ حکیم اور ملا عنایت اللہ ایسے کلام کہ آتش فساد ساکن ہو درمیان مین لائے حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان
رامراج کو دیکر کہا اسکو تیرے پیشکش کیا رام راج نے اُسکے سامنے کنجی قلعہ کی عادل شاہ کے پاس بھیجی اور پھر اُسنے حضرت
کو بان دیکر رخصت کیا حسین نظام شاہ جو رام راج کی نخوت عادل شاہ کی طرف سے جانتا تھا ملاقات اُس سے نہ کی
اور اپنے دائرہ گاہ کی طرف سوار ہوا جب یہ سب ملوک اور راجہ اپنے اپنے دار الملک اور دار الراج کی طرف روانہ ہوگے
حسین نظام شاہ نے احمد نگر جاکر قلعہ کو کہ خشت و گل سے تھا اساس کیا اور اُسکا دائرہ وسیع کرکے گچ اور پتھر سے
بنا ڈالی اور اُسکی تیاری کے بارہ مین اہتمام بہت فرماکر تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچایا اور اُسکے گرداگرد ایک خندق وسیع
اور عمیق کھودی اور آدمیون نے بھی منازل کی تعمیر مین کوشش کی اور ابتداے سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری مین اپنی بڑی
بیٹی بی بی خدیجہ کو جو بطن خواہر دہ ہمایون سے تھی شاہ جمال الدین حسن بن شاہ حسین کے عقد نکاح مین درلایا اور اُن
دنون مین جو دریا عماد الملک فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک کہ صغیر سن تھا اُسکا قائم مقام ہوا حسین نظام شاہ
بسبب اُس مروت کے کہ قطب شاہ سے احمد نگر کے محاصرہ کے وقت مشاہدہ کی تھی اُس سے درپے دوستی اور صداقت سکے
ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کہ اُس عرصہ مین مصاحب اور ہم پیالہ نظام شاہ کا ہوا تھا پھر قدم درمیان مین رکھکر ایسا
کیا کہ حسین نظام شاہ نے ایلچی قطب شاہ کے پاس بھیجکر باہم یک دلی سے اتفاق کیا اور قرار دیا کہ حوالی کلیان مین
ملاقات آپس مین کرکے لوازم عروسی بجا لاوین اُسکے بعد قلعہ کلیان کو مسخر فرماوین اگر عادل شاہ اور رام راج
بھی انکی طرف متوجہ ہووین نظام شاہ متعہد رام راج کے قتال کا ہو اور قطب شاہ مقابلہ عادل شاہ کا اختیار کرے
اور چونکہ حسین نظام شاہ قہار اور بیباک تھا کسی شخص کو اس ارادہ محال کے فسخ مین مجال عرض نہ تھی اسقدر سکوت اختیار کیا
کہ اوائل سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین نظام شاہ اور قطب شاہ نے کلیان کے اطراف مین ملاقات کرکے اپنے آئینہ ہاے
دل کی کدورت صاف کی اور شرائط جشن عروسی درمیان مین لاکر بی بی جمال بنت حسین نظام شاہ کو ابراہیم قطب شاہ کے

جبالہ نکاح مین منتظم کیا اور دونون بادشاہ نے متفق ہوکر قلعہ کلیان کو محاصرہ کیا اور جب قریب ہوا کہ مردم درونی امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کرین کہ ناگاہ بدستور اول عادل شاہ اور رام راج مع لشکر گران اُس حدود کی طرف متوجہ ہوے اور برہان الملک نے کہ اپنے باپ کی مملکت پر قائم ہوا تھا جہانگیر خان کے قتل ہونے سے نظام شاہ سے رنجش خاطر بہم پہونچائی اور باتفاق علی برید عادل شاہ سے پیوستہ ہوا حسین نظام شاہ نے ترک محاصرہ کرکے احمال و اثقال اور اہل و عیال کو مع شاہزادہ مرتضےٰ اور اپنے داماد شاہ جمال الدین حسین کے قلعہ اوسہ کی طرف روانہ کیا اور خود مع ستر ارابہ توپ اور ضرب زن اور پانسو فیل نامی برفاقت قطب شاہ اُنکے مقابلہ کو جاکر چھ کوس کے فاصلہ پر فرود کش ہوا اور دوسرے دن حسین شاہ نے بہ نیت جہاد کفار بیجانگر ہتھیار سپاہیون پر تقسیم کئے اور مستعد قتال ہوکر رام راج کے اُردو کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ بھی بقدر طاقت و توان لشکر آراستہ کرکے بہ قصد مقابلہ اور مقاتلہ عادل شاہ اور علی برید اور برہان عماد الملک کے نظام شاہ کے ساتھ روانہ ہوا اور ان دنون مین موسم برسات نہ تھا ناگاہ ایک گھٹا آسمان پر چھاگئی اور اس شدت سے پانی برسا کہ صحرا اور دشت آب سے بھر گیا اور تالاب اور نالہ دریا ہوئے آدمی اور ہاتھی اور گھوڑے نہایت عاجز ہوئے اور سپاہیون نے ہتھیار پھینکدیے اور توپون کے پہیے دلدل مین دھس گئے صحبت عجیب و غریب واقع ہوئی حسین نظام شاہ نے اُسیدن اپنے لشکرگاہ کی طرف مع چالیس ضرب توپ کلان معاودت کی اور مرتضیٰ خان یعنی شاہ ابوالقاسم آنجو کا بھائی کہ نوکران عادل شاہ سے تھا امراے برکی کی ہمراہی مین نامزد فرمایا کہ پیشتر جاکر اپنی سپاہی اُس لشکر کو دکھادے تو ہم کو فرصت ہووے کہ مسلح ہوکر میدان کی طرف روانہ ہووین اتفاقاً مرتضیٰ خان نے اثناے راہ مین ارابے توپ اور ضرب زن کیچڑ اور دلدل کے درمیان افتادہ دیکھے جب حقیقت اور ماہیت قصہ پر واقف ہوا بہ تعجیل تمام آدمی علی عادل شاہ کے پاس بھیجکر بشارت دی علی عادلشاہ اور رام راج نے آدمی روانہ کرکے ارابون پر قبضہ کیا اور بلا توقف دائرہ قطب شاہ پر جاکر حملہ کیا قطب شاہ مع ایک جماعت مخصوصان سے بھاگ کر نظام شاہ کے عقب لشکرگاہ ایستادہ ہوا اور مصطفےٰ خان اردستانی نے کہ اُسکا میر جملہ تھا مع جمعیت اپنی کے رگ سیادت اور غیرت کو حرکت مین لاکر اپنی فوج آراستہ کی اور نقارہاے چرمی پر چوب زن ہوا اور اسقدر پانون زمین کین مین گاڑے کہ نظام شاہ مدد کے واسطے آپہونچا اور اُردو قطب شاہ کا سلامت اور قائم رہا نظام شاہ نے اپنے ارکان دولت کو بلاکر یہ فرمایا مین توپخانہ کے ذریعہ سے چاہتا تھا کہ رام راج کا مواجہہ کرون اور قطب شاہ کو عادل شاہ کے مقابل مامور کرون مگر اب قطب شاہ مرتضےٰ خان سے کہ ایک امراے عادل شاہ سے ہی بلا جنگ بھاگا اور توپخانہ غنیم کے ہاتھ آیا صورت قتال کیونکر ظہور مین آویگی انھون نے جواب دیا اسوقت لڑائی مین نقصان کے سوا کچھ فائدہ متصور نہین ہوتا ہی آپ اپنے دارالملک کی طرف مراجعت فرمائین اور جنگ اور وقت پر محول رکھین جب رام راج اور عماد الملک اور علی برید کے امرا اور افسران سپاہ بطریق روزگذشتہ اُردو کے حوالی مین پہونچے نظام شاہ اور قطب شاہ جنگ کے بہانہ سوار ہوکر احمد نگر کی طرف روانہ ہوے اور دشمنون نے اُردو کو تاراج کرکے انکا تعاقب کیا یہانتک کہ لشکر نظام شاہ کا نبات النعش کی طرح متفرق ہوا زیادہ

ہزار سوار سے نظام شاہ کے پاس نہا لیکن نظام شاہ بیدلی سے اسطور چتر اور علم مرتفع کرکے نہایت تجمل اور وقار سے جاتا تھا
اور پانچ چھ ہزار سوار اُسکے چارون طرف تعاقب مین جاتے تھے لیکن یہ قدرت نہ تھی کہ حملہ آور ہووین اور اس شہر عیشیہ
بادشاہی کی طرف نگاہ پھیر کر دیکھین منقول ہی کہ وہ حضرت نماز کے بہت مقید تھے چاہا کہ نماز وقت پر پڑھون قضا را
اس روز جب نماز ظہر کا وقت آیا ارادہ کیا کہ گھوڑے سے اُترکر نماز ادا کرون ارکان دولت نے عرض کی کہ اس وقت
مین گھوڑے سے اترنا اور نماز مین مشغول ہونا شرع مین ضروری نہین ہی آپ ایما اور اشارہ سے خانہ زین پر نماز
ادا فرمائین اس شہر یار دادگر نے یہ امر قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا نکرے مین اس وضع سے نماز ادا کرون
یہ کہکر گھوڑے سے اُتر پڑا اور بہ نہایت اطمینان و وقار نماز مین مشغول ہوا اور افواج دشمنون کی اُس شہر یار کی فوج
سے دوچند بلکہ اس سے بھی مضاعف تھی اور گرد اگرد ایستادہ تھی کسی کو یہ حوصلہ نہوا کہ قدم آگے بڑھاتا حسین نظام شاہ
جو پٹکا چست زیب کمر کیے تھا فرمایا مذہب شیعہ مین ایسے لباس سے نماز درست نہین تھی اعادہ لازم آیا یہ
یہ کہکر پٹکا کھولکر پھر اعادۂ نماز مین مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا پٹکا باندھ کر سوار ہوا اہل تعاقب یہ جرأت
دیکھکر آپس مین کہتے تھے کہ جب ہم نے ایسے وقت مین کچھ کام نہ کیا اب ہم سے کیا ہوسکیگا پھر سب نے
باگ موڑی اور ایلچی شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ شجاعت اور مردانگی آپ پر ختم ہی ہم لوگ تعاقب سے
دستکش ہوے کہ کسی طرح کا صدمہ ذات اشرف کو نہ پہونچے حسین نظام شاہ جب اوسہ مین پہونچا شہزادہ مرتضیٰ کو ہمراہ
لیکر قطب شاہ کو رخصت کیا اور خود احمدنگر کی طرف کوچ کیا اتنے مین یہ خبر سُنی کہ عادل شاہ اور رام راج اور
برہان عماد الملک اور علی برید کوچ بر کوچ اس طرف متوجہ ہین ذخیرہ اور مردم جنگی اور آلات آتشبازی سے مضبوط کرکے
جنیر کی طرف روانہ ہوا اور تمام دشمن احمدنگر مین آپہونچے اور کفار بیجانگر نے مع اوباش لشکر مکانات اور مسجدین برباد
کین اور ایک مسجد کہ چھت اُسکی چوبی تھی تیشۂ بیداد سے اُسے بھی ویران کیا اور مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے اور اُنکی
عورات اور فرزندون کی بے حرمتی مین جو کچھ اُن سے بن پڑا تقصیر نکی عادل شاہ یہ اخبار سننے سے غمگین ہوا جو قدرت
ممانعت نرکھتا تھا رامراج سے کہا محاصرہ اس قلعہ کا جواب محکم نیا دواول سے ہوگیا خلاف مصلحت ہی بہتر یہ ہی کہ کوچ کرکے
نظام شاہ کے پیچھے روانہ ہووین رام راج راضی ہوا علی برید اور برہان عماد الملک کو رخصت معاودت فرمائی اور باتفاق
عادل شاہ کوچ کرکے جنیر کی طرف عزیمت کی اور حسین نظام شاہ انکی توجہ سے واقف ہوا بارہ امیر مثل رستم خان حبشی
اور ساباجی وغیرہ کے نامزد فرمائے کہ لشکر مخالف کے پیش و پس تاخت کرکے ہمہ تن تاخت و تاراج مین مشغول ہووین
کہ غلہ اور رسد اور سامان معیشت انھین بہم نہ پہونچے اور خود مع احمال و اثقال پل ندی کی طرف کہ کوہستان مین واقع ہی
روانہ ہوا رستم خان نواحی قصبہ کانون مین مخالفون کے قریب پہونچا اور بادشاہ کے حکم کے موافق وصول غلہ اور آذوقہ کا مانع
ہوا اس درمیان مین ایک دن علی عادل شاہ شکار مین مشغول تھا اور خانو سکا ہمراہ فوج بیجاپوری مسافت
طے کرتا تھا رستم خان حبشی جرأت کرکے برخلاف قرار داد کے افواج عادل شاہی پر کہ نہایت کثرت سے تھی حملہ آور ہوا
اور علی عادل شاہ کے خانو کو قتل کیا اور خود بھی مع دو ہزار مرد کار آزمودہ مارا گیا اور بقیۃ السیف سپاہ نظام شاہ

کے خیمہ

پریشان اور بدحال ہوکر دشت ہزیمت مین آوارہ ہوئی لیکن رستم خان کی جرأت سے بیجاپوری اور بیجانگری
خوفناک ہوئے اور موسم برسات بھی قریب آیا رامراج اور عادل شاہ پھر احمد نگر کی طرف عازم ہوئے قضا را
رام راج نہرسین اور اسکے اطراف مین فروکش ہوا اور علی عادل شاہ نے دور تر نزول کیا اور دونون اپنے ممالک
کی طرف روانگی اور قلعہ احمد نگر کے محاصرہ مین متردد ہوئے اس درمیان مین احمد نگر کے شمال مین اسقدر شدت سے پانی
برسا کہ رات کے وقت سیل عظیم آیا قریب تیس نفر امرا اور تین سو ہاتھی کہ زنجیر انکے ہاتھ پاؤن مین پڑی تھی اور
بارہ ہزار آدمی کہ جنکے نام رام راج کے دفتر مین مندرج تھے بحر فنا مین غرق ہوئے اب اسی پر مردم پیادہ اور بنگاہ اور
گھوڑے وگائے بیل وغیرہ کی بربادی قیاس کرنا چاہیے کہ کسقدر غرق ہوئے ہونگے رام راج اس کو شگون بد سمجھکر
اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرک کو از سر نو تعمیر کیا اور رامراج سے کہا اگر تمھاری
خوشی ہو اسی گچ اور سنگ سے تیار کرون اور اُسے تمھارے نام کہ رام درگ ہے موسوم کرون رامراج نے منظور کیا اور
مزدور اور کاریگر اُسکی تیاری مین مشغول ہوئے اور عادل شاہ باتفاق رامراج کوچ کرکے قصبہ لرکی طرف کہ قطب شاہ کی سرحد مین واقع
تھا پہونچے رامراج نے طمع عادل شاہ اور قطب شاہ کے ملک کی کرکے برسات کی طغیانی کے بہانہ سے مقیم ہوا اور
چند پرگنے دونون سے لیکر بیجانگر کی طرف گیا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرک مرتضیٰ خان کے حوالہ کیا اُسنے بھی اپنے مقر
کی طرف معاودت فرمائی اور مرتضیٰ خان قرب جوار کے سبب وقت بیوقت ولایت شولاپور کی تاخت وتاراج مین قیام کرتا تھا
حسین نظام شاہ یہ امر عادل شاہ کی تحریک سے تصور کرکے درپے استحکام قلعہ شولاپور ہوا اور ذخیرہ کے واسطے بارہ ہزار گون مین
غلہ کی شاہ محمد انجو اور فرہاد خان اور ابراہیم خان حبشی کے ہمراہ روانہ کین مرتضیٰ خان نے یہ خبر سُنکر باتفاق امراے بری
تاخت کرکے شولاپور اور پرندہ کے مابین انکے فروکش ہونے کے وقت آتش قتال روشن کی اور بحسب اتفاق شاہ تقی
نام ایک سید کہ نظام شاہ کے ملازمین سے تھا شمشیر خان سے سمکھ ہوکر آپس مین شمشیر بازی کرنے لگے شاہ تقی مغلوب ہوکر اسیر ہوا
اور اسیرون کی طرح اسے ہاتھی پر سوار کیا اور اُسوقت فریقین کے درمیان قتال وجدال عظیم واقع ہوئی اور امراے نظام
شاہی پسپا ہوکر بھاگ گئے اور قریب ایکسو بیس زنجیر فیل برباد اور ضائع کیے امراے بری جیسا کہ انکا قاعدہ اور دستور ہے
قرار فتح اپنی طرف دیکر تاراج مین معروف ہوے اور انبار غلہ کا جہانتک اُٹھ سکا لوٹا اور باقی مین آگ لگادی مرتضیٰ خان
اور شاہ قلی ہمایون نے ہاتھیون کو بیجاپور روانہ کیا اُس درمیان مین ایک غلام بچہ حبشی نے کہ جملہ اسیرن سے تھا
اور ایک شخص نے اسے ہاتھی پر سوار کیا تھا گریہ وزاری شروع کی مرتضیٰ خان نے سبب گریہ وزاری پوچھا اور یہ بات
کہی کہ اگر تجھے میرے پاس رہنے کی تمنا ہو تو مین تیرے حال پر ایسی توجہ مبذول فرماؤنگا کہ تو بفراغت تمام بسر کریگا اور جو
تجھے خواہش اپنے صاحب کی ہو تو تجھے ابھی آزاد کرتا ہون غلام بچہ نے کہا مین اپنے صاحب کو چاہتا ہون مرتضیٰ خان نے
اُسے فوراً آزاد کیا اور وہ بہ تعجیل تمام شاہ محمد اور امراے مفرور کے پاس پہونچا اور یہ خبر دی کہ جمیع افواج نظام شاہی
تاراج مین مشغول ہے اور مرتضیٰ خان مع جماعت قلیل کہ دو دستہ سے زیادہ نہین فلان مقام مین ایستادہ ہے اسے
دستیاب کرکے اپنے فیلون کا عوض لو شاہ محمد باقر نے دو تین ہزار سوار لیکر یکایک مرتضیٰ خان کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور

زنجیر مین مسلسل کرکے احمدنگر کی طرف روانہ ہوا حسین نظام شاہ نے از سر نو بارہ ہزار گون غلہ مہیا کرکے اس تبہ خود ہمراہ ہوکر بہ عجت
برق و باد غلہ لشکر شولاپور کو پہونچا کر پلٹ آیا اور اسکی مدور فت مین بارہ دن سے زیادہ عرصہ نہ لگا اسوقت ایک جماعت طرفین
سے اصلاح کے درپے ہوئی اور یہ تقرر کیا کہ طرفین کے اسیرن کو سرحد مین لاکر دفعۃً واحدۃً چھوڑین پھر مرتضی خان اور شاہ تقی
کو سرحد پر لے گئے جب دور سے ایک نے دوسرے کو دیکھا اُسطرف سے شاہ تقی اور اسطرف سے مرتضی خان کو چھوڑ دیا
ایک بیجاپور کی طرف دوسرا احمدنگر کی سمت آیا اور بعد اس واقعات کے حسین نظام شاہ نے نرشن لڑائی اور خود رائی کا پیشہ چھوڑا
اور مہمات ملکی اور مالی ملازمان صاحب رائے سے رجوع فرمائے اور وقائع عادل شاہیہ مین مرقوم ہے کہ دو لتخواہون کے
مساعی جمیلہ سے درمیان سلاطین ثلاثہ کے عداوت بصداقت مبدل ہوئی چاندبی بی بنت حسین نظام شاہ کو علی عادل شاہ کے عقد
مین منعقد کیا اور قلعہ شولاپور کہ جو مابہ النزاع اور فساد تھا اُسکے جہیز مین دیا اور ہدیہ سلطان بنت ابراہیم عادل شاہ کو
مرتضی نظام شاہ ولد حسین نظام کے حبالۂ نکاح مین لائے اُن دونون بادشاہ شیعہ مذہب نے نقارہ یکجہتی اور دوستی کا
بجایا اور سنہ ۹۷۲ نسو بہتر ہجری مین ساتھ اُس کیفیت کے کہ داستان علی عادل شاہ مین بیان ہوئی سلاطین دکن سوائے
برہان عماد الملک کے سب رام راج کے قتال اور استیصال مین کہ جو عرصہ دکن مین نغمہ انا ولاغیری کا گاتا تھا یکدل اور یکجہت
ہوئے اُسکے بعد نظام شاہ اور عادل شاہ اور قطب شاہ اور علی برید نے سامان جنگ درست کرکے آب کشنہ سے عبور کیا اور
ندی ہیکری کے کنارے کہ کشنہ سے چھ کوس پر ہے مقام فرمایا رام راج مع ستر ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ جنگی کے کہ مین
اکثر گولہ انداز اور تیرانداز تھے بیجانگر سے انکی طرف متوجہ ہوا سلمان اُسکے حشمت اور شوکت سے متوہم ہوکر آپس مین اس
بات پر راضی ہوتے تھے کہ صلح کرلین اگر رام راج وہ سب واپس دے جو اُسنے ولایات عادل شاہ اور قطب شاہ سے لیا ہے اور
عہد کرے کہ بعد مزاحمت اور تعرض نہ پہونچاوُنگا لیکن وہ کافر ان بادشاہون کو حیز ضعیف جانکر جملہ موجودات سے
ہیچ شمار کرتا تھا اور بدین نظر حرب مین بھی جلدی کی تنگنا دری کو مع بچیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو ہاتھی عادل شاہ
کے مقابل مقرر کیا اور ایلتمراج کو بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو فیل سے قطب شاہ اور علی برید کے مواجہہ
مین معین کیا اور خود مع پینتیس ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سوار کمکی راجہاے اطراف کے کہ بروز جنگ ساتھ اُسکے ملحق
ہوئے تھے اور پانچ لاکھ پیادہ جنگی اور ایک ہزار فیل جنگی اور بر دایت دیگر دو ہزار فیل کے حسین نظام شاہ کا مقابلہ
اور مقاتلہ اختیار کیا اور نہایت تکبر اور تجبر سے خدا کو حاضر اور ناظر نجانکر زمانہ کی بازی سے غافل ہوکر اپنے بھائیون کو حکم
کیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ دستگیر کرنا کہ انکو لوہے کی بیڑیان پہنا کر عمر بھر قید رکھون اور اپنے دائین بائین ہر اول
کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا فوراً سر تن سے جدا کرکے میرے پاس لانا اور میمنہ ایلتمراج اور میسرہ تنگنا دری کے سپرد کیا اور
مقدمہ امراے کبار کے تفویض کرکے خود قلب مین قائم ہوا سلاطین اسلام نے بھی بقصد غزا و جہاد ہنگام قتال کا کمر ہمت
پر استوار کرکے اور جوشن شجاعت زیب تن کرکے کثرت اعدا سے نہ اندیشہ کیا اور بمقتضاے کانہم بنیان مرصوص حرب آراستہ
کین علی عادل شاہ میمنہ مین اور قطب شاہ اور علی برید میسرہ مین اور حسین نظام شاہ نے قلب مین مقام کیا اور ہر ایک نے اعلام
دوازدہ امام علیہم السلام بلند کرکے نقارہ جنگ پر چوب ماری حسین نظام شاہ نے چھ سو ارابہ توپ کلان اور توپ میانہ اور

زنبورک اپنے افواج کے آگے علی الترتیب نصب کین اور اسیطور پر دو سوارابہ توپ ہاے کلان کی فوج کے آگے داہنے اور بائین قائم کین اور پیچھے اُسکے دو سوارابہ ضرب زن کہ عبارت توپ ہاے میانہ سے ہی پہیے پر چڑھائین اسکے بعد دو سوارابہ زنبورک جسے شتر نال بھی کہتے ہین بقاعدۂ و اسلوب نصب کین اور چلپی رومی خان کہ فنون آتشبازی اور گولہ اندازی مین بے نظیر تھا انکی سرکاری مین مشغول ہوا اور سب کو گولہ اور بارود بھر کر تیار کیا اس درمیان مین ہزار غریب تیرانداز نظام شاہی کہ قراول ہوئے تھے افواج رام راج کو آہستہ آہستہ بقاعدۂ سپاہگری توپخانہ کے روبرو لائے اور رومی خان نے توپ ہائے کلان جن کا نام کفر توڑ نانک متا اور لچھما اور دھرتی دھمک اور کوہ لرزان تھا سر کرنا شروع کیا اور جب وہ خالی ہوئین تو دوسری آلات آتشبازی کہ جن کا مذکور سابق مین ہوا استعمال مین لایا اور ایک جماعت کثیر سوار و پیادہ رام راج سے مقتول ہوئی وہ کافر اول مسلمانون کے قتال کو حساب مین نہ لاکر اُس وقت تک سنگاسن پر سوار تھا اب مسلمانون کے درپے قتل ہو کر سنگاسن سے اُترا اور شامیانہ زربفتی اور اطلس سرخ کے ایستادہ کر کے چوکی مرصع پر چار زانو بیٹھا اور دو طرفہ ہون اور پرتاب کے دو پہاڑ طلا کے ڈھیر لگائے اور زر دامن دامن اور سپر سپر لشکر پر قسمت کیا اور ارباب اسلام کی جنگ مین ترغیبات کر کے وعدہ کرتا تھا کہ جو شخص مظفر میرے پاس آ دے ہم سکو مدک مرصع اور اضافہ جاگیر سے سرافراز کرونگا پھر اُسکے میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ نے بہیئت مجموعی افواج اسلام پر حملہ کر کے بیج لسیار نظام شاہی کو کہ مراد عادل شاہ اور قطب شاہ کے صفوف سے ہے لسپا کیا اور خلایق کو گمان ہوا کہ غلبہ کافرون کی طرف سے ہوا اس درمیان مین حسین نظام شاہ نے ایک جماعت کو سلاطین اسلام کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ بتوفیق سبحانی اور امداد ائمہ معصومین علیہم السلام اسی وقت مظفر اور منصور ہونگے کوشش اور سعی مین تقصیر نہ کرو اور کاردان کار آگاہ چلپی رومی خان نے جلدی اور مردانگی کر کے دوبارہ توپ ہاے کلان اور متوسط مین بجائے گولہ کے گراپ اور تھیلی پیسون کی بھر کر رام راج کے لشکر پر سر کین کہ دفعۃً پانچ چھ ہزار آدمی اور چند ہاتھی اور گھوڑے کاغذ بادی کی طرح اُڑ کر بیجان ہوئے اُس وقت نظام شاہ مع افواج ہمراہی ارابون کے پیچھے سے برآمد ہوا اور باتفاق کشور خان لاری کے کہ سات آٹھ ہزار سوار عادل شاہی کے ساتھ بسرعت برق و باد اُسکے پاس پہونچا تھا اعدا پر حملہ آور ہوا

مثنوی فرو ریخت خون از دم تیغہا ✦ چو اقطار امطار از میغہا ✦ سنان یلدن شعلہ افروز شد ✦ چو برق بہاری جہان سوز شد ✦ اُس وقت کہ طرفین اپنے کام مین مشغول تھے ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی سے جس کا نام غلام علی تھا اور رومی خان کے حوالہ تھا رام راج کے ایک ہاتھی پر حملہ کر کے اسے بھگایا اور اُس کا تعاقب کر کے رام راج کے شامیانون کی طرف متلاشی ہوا اور وہ فیلون کے صدمہ کے خوف سے کرسی سے اُٹھا اور جو کہ ضعیف ہو اتھا اور قوت سواری نہ رکھتا تھا یا یہ کہ قلم تقدیر نے فنا اور زوال اُسکے چہرۂ حال پر کھینچا تھا نہایت تمکنت اور غرور سے گھوڑے پر سوار نہوا سنگاسن مین جا بیٹھا اور کہارون نے اس کو اُٹھایا تھا کہ حسب اتفاق ہاتھی وہان آپہونچے کہار سنگاسن زمین پر ڈالکر بھاگے اور فیلبانان نظام شاہی نے سنگاسن کے طمع سے ہاتھی کو

بڑھایا اور سنگاسن کی طرف ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سنگاسن خرطوم سے اُٹھا کر اپنے پشت پر لادے ایک خواص رام راج کا جو وہان حاضر تھا اُس نے یہ تصور کیا کہ فیلبان نے شاید رام راج کو پہچانا اس واسطے اس کے قتل کا اشارہ کیا ہی وہ از روے دولت خواہی آگے بڑھ کر رونے لگا فیلبان کو یقین ہوا کہ اُس مین رام راج ہی اسے دولت غیر مترقب جانکر خرطوم فیل سے پشت فیل پر کھینچا اور سنگاسن کی طرف ملتفت نہوا اور بمشقت تمام رومی خان کے پاس لے گیا اور رومی خان نے بہ تعجیل اسکو نظام شاہ کے پاس پہونچایا اور نظام شاہ نے اُسے پہچانکر فوراً اسکا سر تن سے جدا کیا اور تاج سنان کرکے اُسے ہاتھی پر مرتفع کیا اور یہ حکم دیا کہ افواج دشمن کے سامنے نچادین جب کفار بیجانگر کو اپنے سردار کا قتل متحقق ہوا پاے ثبات اُنکا جگہ سے ہلگیا فرار ترار پر اختیار کی اور رام راج کے بھائیون نے بھی عادل شاہ اور قطب شاہ کے مقابلہ سے کنارہ کرکے اپنے بھائی کی مدد کے واسطے دوڑے اس درمیان مین خبر اُسکے قتل ہونے کی سُنی تو انھون نے بھی مثل اوردن کے راہ فرار ناپی اور سلاطین اسلام نے انی کنڈی تک کہ دس کوس بیجانگر سے ہی پیچھا کیا اور بروایت صحیح اس معرکہ مین اول سے آخر تک لاکھ آدمی کفار کی طرف کے قتل ہوے اور نقد و جنس سکا اس قدر خاص و عام کو نصیب ہوا کہ قلم و زبان اس کی شرح و بیان سے عاجز اور قاصر ہی اور سلاطین نے فیل کے سوا کسی چیز کی طمع نہ کی جو چیز جس کے ہاتھ آئی اُسے ارزانی فرمائی اور حسین نظام شاہ نے پوست سر رام راج کاہ سے پر کرکے یہ بیت پڑھی **بیت** چو بیشہ تہی گردد از نرہ شیر ٭ شغالان درآیند آنجا دلیر ٭ اور یہ بیت ایک پرچہ کاغذ پر لکھکر مع سر اکفر بصحابت ایلچی تفال خان براری کے پاس بھیجا کس واسطے کہ خان مذکور اُس عرصہ مین رام راج کی تحریک کے سبب فرصت دیکھکر احمدنگر کے اطراف تک مزاحمت پہونچاتا تھا القصہ سلاطین اسلام نے انی کنڈی سے بیجانگر مین جاکر اس شہر کو ایسا خراب کیا کہ اس وقت تک کہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری ایک ہزار بیس ہی آبادی کی علامت اس مقام مین محسوس اور مشاہدہ نہین ہوتی ہی اور تنگنا ڈری جو چارہ نہین رکھتا تھا لاچار ہو کر جو قلعے اور پرگنے کہ رام راج نے زبردستی لیے تھے سلمانون کو واپس دیے اور جس صورت سے کہ ممکن ہوا صلح کی اور سلاطین باتفاق عازم مراجعت ہو کر ہر ایک اپنے مقر دولت کی طرف روانہ ہوئے لیکن احمد نظام شاہ جب احمدنگر مین پہونچا بعد گیارہ روز کے افراط شراب اور مباشرت کی کثرت سے اس جہان فانی سے وداع ہو کر سرائے باقی کی طرف خرامان ہوا **مثنوی** درین دیر فانی کہ آرام دید ٭ کہ بود آنکہ جاوید از و کام دید ٭ کسے رخت ازین خانہ بیرون نبرد ٭ کہ تیرے بلائے زگردون نخورد ٭ چگویم زگردون ناپاکباز ٭ کہ با پاکبازان کند ترکتاز ٭ فغان از سپہر شرارت اثر ٭ کزو عالمے گشت زیر و زبر ٭ مدت سلطنت اُسکی حساب تاریخ وفات اُسکے باپ اُسکی تاریخ وفات تک گیارہ سال ہوتی ہی اور یہ مصرعہ اسکی تاریخ فوت کا مادہ ہی **مصرعہ** آفتاب دکن بشد پنہان ٭ اور حسین نظام شاہ جب جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوا اُس سے چار بیٹے اور چار بیٹیان کہ چار بی بیون سے پیدا ہوئے تھے باقی رہے بی بی خونزہ ہمایون سے دو بیٹے مرتضے اور برہان اور دو بیٹیان ایک چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ اور دوسری بی بی خدیجہ جمال الدین انجو کی منکوحہ تھی اور سریت سے دو بیٹے شاہ قاسم اور

شاہ منصور اور دو بیٹی آقا بی بی زوجۂ عبدالوہاب بن سید عبدالعظیم اور بی بی جمالی زوجۂ ابراہیم قطب شاہ

ذکر ابو المظفر مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ بحری المشہور بہ دیوانہ کی سلطنت و جہانداری کا

جب حضرت قادر ذو الجلال نے تخت احمد نگر کو ابو المظفر مرتضے نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کے وجود باجود سے مزین کیا اور دائرہ مملکت اس سلسلہ کا وسیع تر ہوا اور رواج مذہب اثنا عشریہ کمال کو پہونچا اور سادات اور محبان اہلبیت زیادہ تر معزز اور مکرم ہوئے اور بہت موضع اور قصبہ علما اور سادات اور مستحقین کو وقف ہوئے تب بعد فتح برار کے بسبب خبط دماغ یا عالی ہمتی کے قریب سولہ برس گوشہ نشین رہا اور مہمات بادشاہی ارکان دولت سے رجوع کر کے ایک یا دو خدمتگار کے سوا اپنے پاس کسی کو آنے نہ دیتا تھا اور جب کبھی کوئی ایسا کام عمدہ پیش آتا تھا اعیان حضرت عرضیہ بذریعہ خادم بھیجتے تھے اور آنحضرت ایک جواب بکمال معقولیت تحریر کر کے باہر ارسال فرماتے تھے اور کسی کتاب مین یہ نظر نہ آیا کہ بادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور خلل اور تزلزل اسکی سلطنت مین راہ نہ پاوے حقیر فقیر محمد قاسم فرشتہ عہد سعادت مہد مین اس شاہ جم جاہ کے سن رشد اور تمیز سے تمیز ہو کر سلک ملازمان مین منتظم ہوا تھا اور جو وہ شہریار آغاز جوانی مین تاج جہانداری زیب فرق کر کے امور مالی اور ملکی مین مشغول ہوا تھا اُسکی والدہ خونزہ ہمایون نے تخمیناً چھ برس مہمات بادشاہی کو انجام دیا اور اپنے بھائی عین الملوک اور تاج خان اور اعتبار خان خواجہ سرا کو اپنے امرائے کبار سے کیا اور اپنی تقویت مین اس طرح کوشش کی کہ ما فوق اس سے متصور تھی اور ملا عنایت اللہ کو پیشوا کر کے ہر روز پس پردہ بیٹھتی تھی اور قاسم بیگ حکیم کی صلاح سے امور ملکی اور مالی کو انجام دیتی تھی مرتضیٰ نظام شاہ مع ایک جماعت غریب اور حبشی لہو و لعب مین مشغول ہو کر مہمات سلطنت مین ہرگز دخل نہین کرتا تھا اور خونزہ ہمایون بیٹی میا جکو بن خواجگی یوتی جہان شاہ ترا تو بیلو بادشاہ آذربائجان تھی اور اس عرصہ مین عادل شاہ نے میدان صاف اور زمانہ اپنے موافق دیکھکر بلدہ انی کندی اور بیجانگر کی تسخیر کے واسطے فوج کشی کی اور یہ داعیہ کیا کہ تمراج ولد رام راج کو روکش کر کے تلکندہ کی بادشاہی کہ دار الملک کرناٹک ہے اس کے نامزد کرے اور انی کندی اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے تحت فرمان لاوے اس سبب سے تنکنا دری حاکم تلکنڈہ نے مضطرب ہو کر مرتضی نظام شاہ اور خونزہ ہمایون کو عرض داشت بدرخواست کمک گذرانی خونزہ ہمایون مع مرتضے نظام شاہ ملا عنایت اللہ کی صلاح سے بیجانگر کی طرف متوجہ ہوئی علی عادل شاہ نے لاچار ہو کر ہاتھ دامن ممالک کرناٹک سے کوتاہ کیا اسکے بعد جب لشکر نظام شاہی بیجاپور کے اطراف مین پہونچا اور چند روز کا عرصہ گذرا علی عادل شاہ یہ خبر سنکر بطور تاخت انی کندی سے بیجاپور آیا اور عازم قتال ہوا لیکن مردمان خیر اندیش نے جانبین سے صلح کے بارہ مین کوشش کی اور آپس مین کہنے لگے کہ دو بادشاہ ہم مذہب کو آپس مین منازعت کرنی مروت سے بعید ہے شرط انصاف یہ ہے کہ مصالحہ کر کے بساط نزاع اور کدورت کو لپیٹین غرضکہ جب منازعت درمیان سے دفع ہوئی خونزہ ہمایون نے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور دوسرے برس

مرتضےٰ نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کرکے بقصد انتظام تفال خان کہ یورش بیجانگر مین اس نے رفاقت نہ کی تھی ولایت برار کی طرف نہضت فرمائی اور ایلچپور تک اس سرزمین کو کشت و زراعت کی صلاحیت سے معدوم کرکے آتش قتل و غارت اُس طرف کے باشندون کے مکانون مین روشن کی اور شرط انتقام جیسا کہ چاہئے ظہور مین لائے اور جب موسم برسات پہونچا تفال خان نے علی عادل شاہ کو ازراہ عجز و انکسار اور بذل نقود اور ارسال تحف و نفائس دینے سے راضی کیا اور آنحضرت نے موسم برسات کے پہونچنے کا بہانہ کرکے باتفاق نظام شاہ اپنے دار الملک کی طرف معاودت فرمائی اور سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین علی عادل شاہ عازم تسخیر بعضے ولایات نظام شاہ ہوا اول قلعہ کندالہ کو کہ بیس کوس قصبہ جاکنہ سے ہر وہان کے لشکر کو موافق کرکے اس پر متصرف ہوا اُس وقت کشور خان کو مع لشکر عظیم سرحد کی طرف نامزد فرمایا خونزہ ہمایون اس امر سے مطلع ہوئی اور بعضے افسران دکنی کو اُسکے مدافعہ کے واسطے مقرر کیا اور اُنھون نے قصبہ کہ مین پہونچکر کشور خان سے شکست کھائی اور بحال پریشان احمدنگر کی طرف روانہ ہوئے اور کشور خان رعایا کو دلاسا اور تستفی کرکے ممالک سرحد کے محصول خریف و ربیع پر کہ قریب بیس لاکھ ہون کے ہوتا تھا متصرف ہوا اور جائے فتح مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کرکے نہایت غلبہ بہم پہونچایا اور جو کہ خونزہ ہمایون نے نصف ولایت نظام شاہ اپنے بھائیون اور عزیزون کو جاگیر دی تھی اور یہ لوگ سپاہ کے احوال پر نظر التفات مبذول نکرتے تھے اس سبب سے کشور خان کا تسلط دفع نہوتا تھا لہذا شاہ جمال الدین حسین انجو اور قاسم بیگ حکیم اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان بھتیجا شاہ جمال الدین حسین انجو کہ مصاحبان مرتضےٰ نظام شاہ سے تھے دولتخانہ کے احوال درا وضاع مشاہدہ کرکے رنجیدہ ہوئے اور مرتضےٰ نظام شاہ سے خلوت مین خونزہ ہمایون کی شکایت کی جواب دیا کہ دولتخانہ کی تمام خلائق والدہ کی طرف ہین اُسکا تسلط کیونکر دفع کرسکتا ہون یہ عرض پیرا ہوئے اگر حکم ہووے فرہاد خان لودا اخلاص خان ور حبشی خان کو کہ امرائے کبار حبشی ہین ساتھ اپنے موافق اور متحد کرکے اُسکے تسلط کا علاج کرین نظام شاہ نے یہ امر قبول فرمایا اور اُن لوگون نے امرائے مذکور کو اپنا شریک کیا اور سلام کے بہانہ قلعہ مین لاکر عرض مین پہونچایا کہ فلان فلان شخص حاضر ہوئے ہین اگر ارشاد ہووے ہم ایک جماعت عورات اور خواجہ سراؤن کو حرم کے اندر بھیجکر خونزہ ہمایون کو مقید کرین نظام شاہ اس امر پر راضی ہوا جو شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان نے مجلس سے سرانجام کار کے واسطے برخاست کی بحسب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ کو حرم سرا مین طلب کیا نظام شاہ کو گمان ہوا کہ میری والدہ اس راز سے مطلع ہوکر چاہتی ہے کہ مجھے سلطنت سے معزول کرے اس سبب سے جب والدہ ماجدہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہوا اپنی نجات کے واسطے بولا کہ امان جان فلان فلان اتفاق کرکے آپکے دشمنون کو قید کیا چاہتے ہین خونزہ ہمایون جب اس امر پر مطلع ہوئی اور غنچہ سربستہ حریفون کا شگفتہ ہوا دیوانخانہ مین آنکر شام کے وقت پس پردہ بیٹھی شاہ جمال الدین حسین کو گرفتار کرکے مقید کیا اور فرہاد خان اور اخلاص خان اور حبشی خان اُسکی گرفتاری سے آگاہی پاکر مع جمعیت اپنی اُسی وقت قلعہ سے باہر نکل گئے

اور شاہ احمد اور مرتضےٰ خان پیادون کے درمیان ہوکر قلعہ سے اپنے مکان پر آئے اور سید مرتضیٰ سبزواری
اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور بعضے غریب جو نظام شاہ کے سلک خاصہ خیل مین انتظام رکھتے تھے اور اُنھین اس
امر مین شریک جانتے تھے سوار ہوکر باتفاق قلعہ سے نکل گئے خونزدہ ہمایون نے ایک جماعت کو مرتضیٰ خان
کی گرفتاری کے واسطے مامور کیا اور وہ باتفاق سید مرتضےٰ سبزواری اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور غریبون کے
ہمراہ بیجاپور کی طرف بھاگا اور فرہاد خان مع اور اُمرا تمام شب میدان کالا چبوترہ مین مع افواج ہمراہی مقیم رہا اور آدمی اپنے
اہل عیال کی طرف بھیجکر حکم دیا کہ مع مال اپنے گجرات کی طرف روانہ ہووین خونزدہ ہمایون نے ایک معتمد اپنا اُسکے
پاس بھیجکر حکم دیا کہ تم تو اس امر مین شریک نہ تھے تمھاری وحشت اور دہشت کا سبب کیا ہے تم باطمینان تمام اپنے
مکان مین جاکر اپنے حال مین مصروف رہو یہ لوگ جانتے تھے کہ بی بی وقت کو نقض عہد دیکھکر دیدہ و دانستہ چشم پوشی
کرتی ہے ان باتون سے فریب نہ کھایا پھر دوسری مرتبہ بی بی نے مضطرب ہوکر قاسم بیگ حکیم کو کہ فرہاد خان کا
صاحب تھا اُسکے پاس بھیجا اور وہ جاکر حق رسالت بجا لایا وہ بولے کہ تمام آدمی جانتے ہین کہ ہم تم اس مشورہ
مین داخل تھے اور بی بی اس امر کو بخوبی جانتی ہے غرض اُس کی یہ ہے کہ ہمین غافل کرکے انتقام لیوے بہتر یہ ہے
کہ تو اپنی سلامتی ہماری رفاقت مین دیکھکر اس ملک سے جلا وطن ہو کہ یہان کا رہنا مصلحت و مناسب نہین قاسم بیگ
حکیم نے اُنکا کہنا باور کیا اور اپنے فرزند کمال الدین حسین کو ہمراہ لیکر اور صندوق جواہر کہ اُس کی عمر بھر کا حاصل ہمین
تھا چھپا کر شاہ رفیع الدین ولد شاہ محمد طاہر کو امانتاً سپرد کیا پھر فرہاد خان باتفاق اُن لوگون کے رات کو
گجرات کی طرف روانہ ہوا خونزدہ ہمایون نے چند امرا کو اُن کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اخلاص خان اور حبشی خان
نے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور قاسم بیگ اور فرہاد خان کہ زیادہ تر خوف و وہم اُن کے دلون پر غالب ہوا
تھا بہ تعجیل تمام گجرات کی سرحد پر پہونچے اور وہان پر تعاقب کرنے والے اُن پر ہجوم لائے کمال الدین حسین
ولد قاسم بیگ کو جو سترہ برس کا تھا اسیر و دستگیر کیا اور جو قدم ملک بیگانہ مین نہ رکھ سکتے تھے احمد نگر کی طرف پلٹ
آئے اور بی بی نے سب آدمیون کی طرف سے دلجمعی کرکے کمال الدین حسین کو قلعہ دورپ مین بھیجا اور پھر بعد
تھوڑے عرصہ کے مقام لطف و عنایت مین ہوکر اسے قید سے نجات دی اور بدستور سابق جاگیر اور عزت و قرب
مین اختصاص بخشا اور اپنے اعوان و انصار کی تقویت مین زیادہ تر کوشش کرکے شاہ احمد اور مرتضیٰ خان
کو امان نامہ جسے دکنی قولنامہ کہتے ہین بھیجکر بیجاپور سے طلب کیا اور قولنامہ قاسم بیگ اور فرہاد خان کے واسطے
بھی ارسال فرمایا فرہاد خان نے مراجعت کی اور قاسم بیگ نے احمد آباد گجرات مین توقف کیا اور آدمی شاہ
رفیع الدین حسین کے پاس احمد نگر مین بھیجکر صندوق جواہر کا طلب کیا شاہ رفیع الدین نے اسی طرح سے صندوق
سربمہر اس شخص کے سپرد کیا اور اُسنے جب قاسم بیگ کے پاس پہونچایا سب شے بحال خود مشاہدہ کی مگر کیسہ
کہ جو اقسام جواہر نفیسہ سے مملو تھا نظر نہ آیا قاسم بیگ سراسیمہ ہوکر نعرہ زن ہوا اور کہا افسوس کیسہ کہ نہین ہے
پھر اسی وقت بیمار ہوا اور چند روز کے بعد انتقال کیا خونزدہ ہمایون کشور خان کا ظلم و تسلط حد و اندازہ سے متجاوز

دیکھکر اُسکی موافقت اور اتحاد باطنی ملا عنایت اللہ سے سمجھی ملا عنایت اللہ کو قلعہ جوند مین محبوس کیا اور
پھر چند عرصہ کے بعد لشکر جمع کرکے اور سامان جنگ درست کرکے سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین کشور خان کے
بقصد دفع فساد ہمراہ اپنے فرزند مرتضے نظام شاہ احمد نگر سے نہضت فرمائی جب دامن کانون مین پہونچی ملا حسین
تبریزی اور شاہ احمد اور مرتضے خان نے کہ مصاحبان مرتضی نظام شاہ سے تھے دلیری کرکے پھر نظام شاہ کو اُسکی
والدہ کی گرفتاری اور اُس کے دفع تسلط مین تحریص اور ترغیب کی نظام شاہ کہ اپنی مان کے غلبہ سے نہایت
آزردہ تھا اس مرتبہ اُس کے علاج اور فکر مین ہمہ تن مصروف ہوا اور رات کو اپنی والدہ سے کہا اگر اجازت
ہو صبح کو شکار کے واسطے جاؤن اُس نے رخصت دی نظام شاہ نے اُس شب کو فرہاد خان اور اخلاص خان
اور حبشی خان کو خبر دی کہ مین کل اپنی والدہ کی رضا کے موافق شکار کو جاؤنگا لازم کہ تم اور اکثر امیر ہمراہ رکاب
رہو دوسرے دن کہ صبح دولت چمکی وہ شہریار سراپردہ سے برآمد ہوکر صحرا کی طرف روانہ ہوا سواے تاج خان اور
عین الملک اور اعتبار خان کے تمام اُمرا اُس کی رکاب ظفر انتساب مین روانہ ہوئے خونزہ ہمایون کہ عورت
عاقلہ تھی از روئے ہراس اُس ہجوم کو مناسب اور خوب نہ دیکھا وہ بھی سیر کے بہانہ اپنے اعوان و انصار سے سوار
ہوئی لیکن جو کہ اوبار آیا تھا وقت موعود سے پیشتر مراجعت کی اور آدمی اپنے اپنے خیمون مین گئے کوئی اُسکے دربار
مین حاضر نہ رہا نظام شاہ اس امر سے خبردار ہوا اول حبشی خان کو کہ مرد درشت اور بڈھا تھا اپنی والدہ کی گرفتاری
کے واسطے مامور کیا اور اُسکے پیچھے فرہاد خان اور اخلاص خان کو روانہ کیا اور بعد اسکے خود مع مردم خاصہ خیل
اور مصاحبین اور بعضے امراے دیگر متوجہ ہوا حبشی خان جب سراپردہ کے قریب پہونچا خونزہ ہمایون نے واقف
ہوکر برقع پہنا اور ترکش اور شمشیر اور خنجر قریب کمر کرکے گھوڑے پر سوار ہوئی اور حبشی خان گھوڑے پر سوار
ہوکر اُسکے مقابل گیا اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہی کہ بطریق عورات پردہ نشین محلسراے مین تشریف رکھئے اور مہمات
مالی اور ملکی مین دخل نہ دیجئے خونزہ ہمایون غضبناک ہوکر بولی ای غلام تیری یہ مجال ہی کہ ہماری نسبت ایسی بات
کہے حبشی خان نے چاہا کہ اُسکا بازو پکڑکر گھوڑے سے اُتارے خونزہ ہمایون نے جرأت کو کام فرمایا اور خنجر
میان سے برآوردہ کرکے حملہ آور ہوئی اور چاہا کہ خنجر بران سے اُسکی رگ زندگانی کاٹے حبشی خان نے
بچابک دستی اُسکا ہاتھ پکڑکر ایسا اُمیٹھا کہ خنجر اُسکے ہاتھ سے گر پڑا اور عین الملک و تاج خان اپنی بہن کی ہائی
مین نہ مشغول ہوئے راہ فرار لی حبشی خان نے بدلجمعی تمام خونزہ ہمایون کو پالکی مین بٹھاکر مرتضے نظام شاہ کے
پاس پہونچایا نظام شاہ نے اُسے حوالات مین لیا اور پھر بارگاہ سلطنت مین پہونچا ہر ایک امرا سے بلطف و رحمت
پیش آیا ملا حسین تبریزی کو کہ اُس روز فدویانہ پیش آیا تھا خطاب خانخانان دیکر منصب پیشوائی سے اختصاص بخشا
اور کمال الدین حسین ولد قاسم بیگ مرحوم کو جو گجرات کے راستہ سے پلٹ آیا تھا باسم پدر موسوم کیا اور اُسکے اعزاز
واکرام مین کوشش کی اور مرتضی خان کو جملہ امرا سے کیا کہ اُس زمانہ مین شاہ الحمد کہتے تھے بخطاب مذکور
سرفراز کرکے اعتبار خان خواجہ سرا کی جاگیر اور گھوڑا اور ہاتھی اور مال و اسباب اسے سپرد فرمایا اور ایک جماعت

عین الملک اور تاج خان کے تعاقب مین روانہ فرمائی اور وہ عین الملک کو گجرات کی سرحد سے لائے اور تاج خان
طے مسافت مین مستعجل کر کے ابراہیم قطب شاہ کی ولایت کی سرحد مین پہونچا اور جو لوگ کہ اُسکے تعاقب مین
گئے تھے واپس آئے منقول ہی کہ مرتضے نظام شاہ وام کانو سے احمد نگر کی طرف آیا اور ایک جماعت غریبون
سے کہ خبر قضیہ خونزہ ہمایون سُنکر بہ تعجیل اُس کی ملازمت کے واسطے آئی تھی بہ منصب لائق سرور ہوئی اور اُسی عرصہ
مین رایات نصرت آیات کو قلعہ دارور کی طرف کشور خان کے استیصال کے لیے متحرک کیا اور ایلچی ابراہیم
قطب شاہ کے پاس بھیجکر کمک طلب کی اور قطب شاہ کے پہونچنے سے پیشتر کشور خان مارا گیا قلعہ دارور مفتوح
ہوا اور جو فتح اس قلعہ کی عجائب اور غرائب سے خالی نہ تھی لہذا اب اُسکی شرح مین مشغول ہوتا ہون وہ یہ ہی
کہ جب مرتضے نظام شاہ قلعہ دارور کی ایک منزل پر پہونچا اور ایک دریا کے کنارہ پر نزول فرمایا خود بدولت و اقبال
مع شاہ احمد اور مرتضے خان اور بھی مقربون کے اپنے ہاتھ کھانا پکانے مین مشغول ہوا اس درمیان مین ایک مخبر
کشور خان کے پاس سے آیا اور ایک کاغذ سر بمہر لا کر نظام شاہ کے ملاحظہ مین گذرانا جب اُسکا لفافہ کھولکر پڑھا
شاہ اُسکی عبارت بے ادبانہ پڑھ کر آشفتہ ہوا اور اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر یون کہا کہ مین جبتک قلعہ کو فتح
نہ کرونگا اس گھوڑے سے نہ اُتر دنگا اور جب قلعہ کے قریب پہونچا دروازہ کی طرف متوجہ ہوا یہ حال دیکھکر مرتضے خان
اور تمام مقربون نے عرض کی کہ طریق قلعہ کشائی کا یہ نہین کہ گرد راہ اور صعوبت سفر بغیر دفع کئے ہوئے ایسے قلعہ محکم
کو بسواری اسپ مفتوح کرین نظام شاہ کہ فتح قلعہ مین مجد اور مصر ہوا تھا اُن کی التماس پذیرا نہ کی اور یہ فرمایا کہ آئین
قادر ذوالجلال کی توفیق اور تائید سے قریب دروازہ جا کر ابھی تیغ و تبر سے شکستہ کر کے داخل ہوتا ہون اگر میری اجل
نہین کسی طور کا مجھے آسیب اور صدمہ نہ پہونچیگا اور جو پیمانہ عمر آب فنا سے لبریز ہو چکا ہی اس بلا سے کنارہ کرنا
فائدہ نہ بخشیگا دولتخواہ سمجھے کہ اس نے عزیمت ملوکانہ کو کام فرمایا ہی یہ کسی طرح سے فسخ عزیمت نہ کریگا پھر التماس
سلاح پوشی کی نظام شاہ نے اس امر سے بھی انکار کیا اور آخر کو جب کہا کہ سلاح پہنا سنت سرور کائنات و مفخر موجودات
ہی لہذا جوشن زیب تن کر کے تیر و کمان ہاتھ مین لیکر روانہ ہوا اور ادھر سے یعنی برج قلعہ سے آگ برسنے لگی ہر دفعہ
دو تین ہزار توپ اور تفنگ اور بان سر کرتے تھے گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی کثرت سے ضائع ہوئے گویا ہول
قیامت وقوع مین آئی اور باوصف اس خلل اور آفت کے نظام شاہ نے باگ نہ موڑی گھوڑا سرپٹ پھینکتا ہوا
اس مقام مین پہونچا کہ اُس سے دیوار قلعہ تک پچاس گز کا فاصلہ رہا اُس وقت بہادران نظام شاہی تیراندازی
مین مشغول ہوئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آدمی بہت کام آئے باوصف اسکے دو تین گولیان بندوق کی
نظام شاہ کے اسلحہ پر پہونچین کسی طرح کا گزند نہ پہونچا خیر گذری اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اُسے مراجعت کے بارہ
مین فہمائش کرتا ناگاہ جوش و خروش متحصنون کا بر طرف ہوا اور توپ و تفنگ موقوف ہوئی لوگ اس طرف کے متحیر
ہوے ایک جماعت کھڑکی توڑ کر قلعہ مین داخل ہوئی دیکھا کہ ایک تیر کشور خان کے لگا وہ اُس کے صدمہ سے جانبر
نہوا لاش اُسکی خاک پر افتادہ ہی اور قلعہ مین کوئی نہین میدان صاف ہی جاتے ہی اُس کا سر تن سے جدا

کرکے برج قلعہ پر آویزان کیا نظام شاہ یہ احوال مشاہدہ کرکے شکر الٰہی بجا لایا **مثنوی** سلاطین کہ کشور کشائی کنند +
بتوفیق حق بادشاہی کنند + چو تائید یابند از لطف حق + شود حال ایشان بدیگر نسق + نباشد چو دیگر کسان کارشان +
بود بوالعجب جملہ کردارشان + چو سازند اعلام ہمت بلند + بہ بندند خلقے بخم کمند + اگر فکر تسخیر کشور کنند + بیک حملہ
خلقے مسخر کنند + منقول ہے کہ بعد از واقعہ کشور خان عین الملک اور نور خان کہ امرائے بزرگ عادل شاہی سے تھے
مع دس بارہ ہزار سوار نظام شاہ کی ولایت تاراج کرنے کو احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے امرائے نظام شاہی
مثل فرہاد خان اور اخلاص خان پانچ چھ ہزار سوار سے کرکے سپہ سالاری خواجہ میرک دبیر اُن کی طرف متوجہ ہوئے
جب قریب پہونچے خواجہ میرک امرا کو آگے بھیجکر خود کمین گاہ مین بیٹھا جس وقت فریقین کا سامنا ہوا صفوف جنگ
آراستہ کین عین گرمی معرکہ مین چالیس ہاتھی بادشاہی مع علم ہائے سبز اور چار سو سوار خاصہ خیل کہ ہمراہ
رکھتا تھا معرکہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ نظام شاہ آپہونچا عین الملک اور نور خان پہونچنا مرتضےٰ
نظام شاہ کا یقین کرکے وادی ہزیمت کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ میرک نے تعاقب کرکے عین الملک
اور نور خان کو زندہ دستگیر کرکے مظفر و منصور دارد کی حوالی مین نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچا اور قطب شاہ نے
اُن روزون نظام شاہ سے ملحق ہو کر اُٹھا یکجہتی کی تھی دونون بادشاہ متفق ہو کر بعزم تسخیر بیجا پور ولایت عادل شاہ
مین داخل ہوئے شاہ ابو الحسن نے کہ عادل شاہ کا پیر جملہ تھا سید مرتضےٰ سبزواری کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر
پیغام دیا کہ اخلاص اور اعتقاد اس دولتخواہ کا موروثی ہے شہادت و گواہ کا محتاج نہین اگر حکم ہووے یہ مخلص
بنور خیر اندیشی شرف بساط بوسی سے مشرف ہوکر جو صلاح دولت ہو معروض کرے ذرہ پروری سے
عجیب وغریب نہوگا نظام شاہ نے جواب دیا کہ شاہ ابو الحسن ہمارا پیر زادہ ہے اگر یہان تشریف لاوے ہم اُسکی
صلاح سے تجاوز نہ کرین گے ابو الحسن امیدوار رحمت ہو کر موضع واکدری مین خانخانان کے ذریعہ نظام شاہ
کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور تحف و ہدایائے نفیسہ گذرانکر عرض پیرا ہوا کہ حسین نظام شاہ جانتا تھا کہ
دوستی اور آشنائی عادل شاہی موجب راحت و آرام ہے اور فوائد کلی اُس مین شامل ہین لہذا نسبتین درمیان
مین لاکر رام راج سے بادشاہ کو بادشاہی سے خارج کیا اگر بسبب مردمان کوتہ اندیش غبار نزاع چند روز سے
مرتفع ہوا تھا الحمد للہ کہ حضرت کی آب شمشیر سے زائل ہوا اب ابراہیم قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر اعتماد
کرنا اور عادل شاہ کی نسبت مقام خشونت مین ہونا حزم اور دوراندیشی سے بعید معلوم ہوتا ہے اگرچہ بحسب
ظاہر تم سے موافق ہے لیکن پوشیدہ زبان دوسرون سے رکھتا ہے پھر وہ کتابت نفاق آمیز کہ اُن دنون مین
قطب شاہ نے عادل شاہ کو لکھی تھی اور شاہ ابو الحسن اُسے ہمراہ رکھتا تھا نظام شاہ کے ملاحظہ مین لاکر
اپنے دعوے پر شاہد عادل گذرانا اور خانخانان نے اُس کی تصدیق کلام کی اور سخنان وحشت آمیز سے اس بادشاہ
کی آتش قہر کو اس طرح روشن کیا کہ اسی دربار مین نظام شاہ نے امرا اور افسران سپاہ کو قطب شاہ کے
گوشمال اور تادیب کے لیے نامزد فرمایا قطب شاہ اپنی سلامتی اسی مین معلوم کرکے فوراً سوار ہوا اور

خیمہ و خرگاہ اپنے مقام مین چھوڑکر عنان عزیمت گلکنڈہ کی طرف معطوف کی مردم نظام شاہ نے اسکے اردو
کو تاراج کر کے اُس کا تعاقب کیا اور اس قدر ظلم اور تاراج و غارت مین اصرار کرتے تھے کہ قطب شاہ کا بڑا
بیٹا شاہ عبدالقادر کہ شہزادہ شجاع اور قابل تھا اور خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اپنے باپ کی خدمت مین
عرض گذار ہوا کہ مردم نظام شاہ نہایت شوخی اور خیرہ سری کرتے ہین اور ہمارے تعاقب سے دست کش
نہین ہوتے اگر حکم عالی اس فرزند کمینہ کے نام صادر ہو تو فوج قلیل سے کمین گاہ مین ایستادہ ہون اور دشمن کے
تعاقب کے وقت اُنکے عقب آن کر دست برد گردن یہ امر مقرون صواب ہوگا بشرط اسکے کہ آنحضرت متعرض احوال
نہون قطب شاہ کہ اس وقت جلو ریز جاتا تھا کچھ جواب دہ نہوا جب گلکنڈہ پہونچا اُسکے چہرہ سے آثار تہور و
شجاعت دیکھکر متوہم ہوا اُسے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور بعد چند روز کے اس شاہ بے مروت نے اس جرم پر کہ
حقیقت مین عین دولتخواہی تھی شربت موت اُسے پلاکر پیوند زمین کیا اور شاہ ابوالحسن رسالت اور دولتخواہی
جیسی کہ چاہیے بجالایا اور وکالت کر کے علی عادل شاہ اور مرتضے نظام شاہ کے ساتھ یکجہتی اور یکانگی کے بارہ مین
عہد و شرط توریع مین پہونچایا اس وقت نظام شاہ نے سالماً و غانماً احمدنگر کی طرف مراجعت فرمائی اور خانخانان
کہ ملا عنایت اللہ سے نہایت ڈرتا تھا اور اُسے اس امر کا خیال تھا کہ ایسا نہو نظام شاہ اُسے چہر زندان سے
برآوردہ کر کے منصب پیشوائی سے سرفراز کرے اس واسطے اُس نے ہنگام فرصت مقدمات وحشت آمیز نظام شاہ کے
ذہن نشین کیے اور پروانہ اسکے قتل کا حاصل کر کے اس بیچارہ کو قلعہ سے برآوردہ کر کے بدرجہ شہادت پہونچایا لیکن
یہ مبحث علاوہ قباحت تاراج اردوے قطب شاہی ہوکر اعلی ادنی اس سے متنفر [illegible] کے
قطب شاہ نے جب یہ باتین سنین مرتضے نظام شاہ کو لکھا کہ ہمین اس برادر کا مکارہ سے یہ توقع نہ تھی کہ مفسدان
کے کہنے سے دوستون کے فیل کی طمع کرین لیکن وہ کیا مال ہے مین نے آپ کے پیشکش کیا اس واسطے کہ یہ دہ متاع
ہے کہ ہمارے بیشہ اور جنگل مین بکثرت ہے اور باوصف اسکے آپ نے مردم بزرگ اور اصیل اور کار آگاہ کے جو آپکے
دولتخانہ مین بہت ہین استاد نوری جراح کے بیٹے کو وکیل سلطنت کرنا بہت بعید معلوم ہوتا ہے نظام شاہ نے
اس ملاحظہ سے کہ مبادا قطب شاہ عادل شاہ کو موافق کر کے دعوی فیلون کا کرے اس واسطے خانخانان کو
معزول کر کے شاہ جمال الدین حسین کو خلعت و منصب وکالت سے سرفراز کیا اور جو اُس عرصہ مین فرنگی قلعہ ریگندہ
کے استحکام اور متانت کے سبب مغرور ہوکر قدم اپنے اندازہ سے بڑھا کر رعایاے اسلام کو نظر حقارت سے
دیکھتے تھے اور ایذا رسانی کے درپے ہوکر اہانت بہت کرتے تھے مرتضے نظام شاہ نے شاہ جمال الدین حسین
اور شاہ احمد و مرتضے خان اور دوسرے سادات انجو کے مشورہ سے کہ مدار مہمات سلطنت کا اُن پر تھا سنہ مذکور
مین قلعہ ریگندہ کی طرف جو بندر چیول کے جوار مین واقع ہے نہضت فرمائی اور طے مسافت کر کے محاصرہ مین مشغول
ہوا اور عیسائیون نے بھی نشان مدافعہ اور محاربہ بلند کیا اور قریب دو سال وقت بے وقت اہالی کفر و اسلام
مین جنگ قایم رہی اکثر اوقات مسلمان بہت ضرب توپ و تفنگ اور گولہاے بم اور پیل سے شہد شہادت

چلکر روضہ رضوان مین داخل ہوتے تھے اور ہر ایک طرف لشکر مین آواز نوحہ وزاری بلند تھی تکفین وتجہیز سے
فرصت نہوتی تھی کس واسطے کہ امرا سوء تدبیر اور کمال جہل سے شرائط قلعہ کشائی مین نہ مشغول ہوتے تھے
اور خاکریز اور نقب اور دمدمہ کی طرف متوجہ نہوتے تھے اور سب ہمت اس امر پر مصروف کرتے تھے کہ زینہ
لگاکر قلعہ کی دیوار پر چڑھین اور مردم درونی کو زیر کرکے قلعہ مسخر کرین اور اس سبب سے کہ نصاری استعمال
آتشباری مین مہارت تمام رکھتے تھے یہ امر صورت پذیر نہوتا تھا اور قلعہ پر سے اس قدر گولہ سیل وبم کے
برساتے تھے کہ ہر مرتبہ کتنے مسلمانون کو جل بھنکر جنت نصیب ہوتی تھی اور شور نوحہ مسلمانون سے برپا ہوتا تھا
آخرش یہ مقرر ہوا کہ دروازے دخول وخروج متحصنون پر بند کرکے اسباب معیشت سے انھین محروم کرین اس امر
کے باعث تمام عیسائی بحر اضطراب مین پڑکر چاہتے تھے کہ قلعہ خالی کرکے اور بنادر کی طرف مفرور ہووین لیکن
بعضے مردم فرنگ مانع آئے اور یہ فہمائش کی کہ جو کچھ مال سلطان کہ سوداگران درون قلعہ کے پاس ہی ہم محافظت
قلعہ مین صرف کرین جب یہ امر فائدہ نہ بخشیگا اُس وقت راہ فرار مسدود نہوگی دوسرے بندر مین اپنے آپ کو
پہونچادینگے چنانچہ امراے نظام شاہی خصوص اخلاص خان اور فرہاد خان حبشی نے مبالغ خطیر نقد وجنس
رشوت لے کر اور شراب پرتگالی سے مست ہوہو کر سائر مایحتاج رات کے وقت بھیجکر ابواب خصوصیت مفتوح
کرکے ایسا کیا کہ ہر شب ہر ایک امیر آذوقہ اور تمام اجناس فرنگیون کو پہونچانے لگے اور ہر روز دفع الزام اور
مظنہ کے واسطے زینہ چوبی دیوار قلعہ پر لگا کر لشکر کی آراستگی اور جنگ کا حکم کرتے تھے اور نصاری آتشباری کے
استعمال مین مشغول ہوکر بہت مجاہدون کو ضائع کرکے مسلمانون سے فریاد نوحہ بلند کرواتے تھے اور فرنگی باطمینان تمام
لشکر اسلام کے مدافعہ مین قدم استوار کرکے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے اور قلعہ کسی صورت سے فتح نہوتا تھا اور شاہ
جمال الدین حسین بمقتضاے جوانی مہمات ملکی ومالی مین نہ مصروف ہوتا تھا عیش وعشرت مین مشغول رہتا تھا اور خواجہ
میرک دبیر کو اپنا وکیل کرکے ایک لحظہ کی عشرت کو سلطنت دکن سے بہتر اور افضل جانتا تھا مرتضی نظام شاہ
طول ایام محاصرہ اور محنت سفر سے بہ تنگ آکر کبھی کبھی شاہ جمال الدین حسین کی بے پروائی سے رنجیدہ ہوکر
خواجہ میرک سے شکایت کرتا تھا اس درمیان مین کشتی مسلمانون کی بندر جردن سے بندر چیول کی طرف آتی تھی
فرنگی سدراہ ہوکر غالب آئے اور مسلمانون کو قید کرکے اُن کے مال واسباب پر متصرف ہوئے اور اُن مسلمانون مین دو
جوان غریب حبشی تھے ایک رستم خان اور دوسرا شمشیر خان جو اُنکے چہرہ اور اوضاع سے اطوار سپاہگری واضح اور لائح تھے
فرنگی انھین برج وبارہ پر بھیجکر مسلمانون سے لڑانے کا حکم دیتے تھے آخر وہ ناچار ہوکر گاہ گاہ تیر وتفنگ لشکر اسلام
کی طرف پھینکتے تھے اور آخر کو وہ اپنے اس اطوار ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوے جو امراے نظام شاہی ساتھ فرنگیون
کے متفق تھے یہانتک کہ ایک دن فرنگیون کا افسر اپنی مجلس مین مذکور کرتا تھا کہ جمیع امراے نظام شاہی ہم سے
متفق مین لیکن خواجہ میرک دبیر کسی طور ہم سے موافق نہوا اور ہمیشہ در پے مجادلہ اور پرخاش ہے رستم خان وشمشیر خان نے
یہ بات سنکر آپس مین یہ تجویز کی کہ کسی طرح قلعہ سے کودکر مسلمانون سے جاملین اور اپنا ارادہ ایک پرچہ پر تحریر کرکے تیر مین

باندہ کر خواجہ میرک کے لشکر کی طرف پھینکا اور رات کو بند وسلاسل توڑ کر بلندی قلعہ سے رسی اور کمند کے سہارے خواجہ
میرک کے مورچہ کی طرف اترے اور اسکے مورچہ مین پہونچے اس نہج سے فرنگیون کی قید سے نجات پائی اور جب یہ خبر
نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی انھین خلوت مین بلا کر حقیقت احوال مردم درونی کی قوت وضعف سے استفسار
فرمایا ان دونون نے بے ملاحظہ جو کچھ نفس الامر تھا اسکو تفصیل سے عرض کیا کہ تمام فرنگی قلعہ مین بفراغت تمام مین
اور ان کے شوق و ذوق اور خوشدلی سے ہرگز معلوم نہین ہوتا کہ یہ زندان محاصرہ مین گرفتار ہین کسواسطے کہ اسباب
معیشت کی انھین کچھ پروا نہین ہر شب اطراف قلعہ سے امرائے حبشی اور دکنی صندوق ہائے پر زر کے غلہ اور روغن
مرغ اور گوسفند اور جس شی کی انھین خواہش ہوتی ہے پہونچاتے ہین اور روز جنگ زرگری کر کے مردم سلطانی کو قتل
کرواتے ہین سوائے خواجہ میرک دبیر کے سب امرا ان سے ہمزبان ہین نظام شاہ نے حال مخالف اور
موافق کا دریافت کر کے خواجہ میرک دبیر کو زیادہ تر معزز اور مکرم کیا اور شاہ جمال الدین حسین سے رنجیدہ ہو کر نہایت
بے لطف ہوا شاہ جمال الدین حسین اس امر سے واقف ہو کر وکالت سے دست کش ہوا اور مرتضی نظام شاہ کی
بلا اجازت احمدنگر کی طرف گیا اور آنحضرت نے ترک محاصرہ کے بارہ مین خواجہ میرک سے صلاح کی اسنے معروض
کیا کہ جو کچھ حضرت دام ظلہ فرماتے ہین نہایت بہتر ہے لیکن وقت مقتضی اسکا ہے کہ ترک محاصرہ کر کے خود بدولت واقبال
احمدنگر کی طرف تشریف فرما ہووین اور وہان نزول اجلال فرما کر جو کچھ ارادہ مرکوز خاطر ہو ظہور مین پہونچاوین مرتضی نظام شاہ
نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور قلعہ ریکندہ کا ترک محاصرہ کر کے کوچ کیا اور جب احمدنگر مین پہونچا فرہاد خان اور اخلاص خان
حبشی کو کہ ایسے بزرگتر کوئی امیر نہ تھا مقید اور محبوس کیا اور شاہ جمال الدین حسین کو مع اسکی زوجہ برہان پور کی طرف نکال دیا
اور منصب وکالت پر خواجہ میرک کو منصوب کر کے چنگیز خان خطاب دیا اور سربلندی بخشی اور خداوند خان کہ مان اسکی حبشی اور
باپ اسکا مشہدی تھا اور نہایت بلند بالا اور قوی ہیکل اور شجاع تھا چنگیز خان کی تجویز سے اسے سلک امرائے کبار مین منتظم
کیا اور اسی طرح جمشید خان شیرازی وغیرہ کی دستگیری کر کے منصب امارت پر پہونچایا اور چنگیز خان کہ نہایت عقیل اور فہیم تھا
عمدہ منصب وکالت سے جیسا کہ چاہیئے نیکنام ہوا اور شہر احمدنگر کو عدل و احسان کی آبپاشی سے رشک بوستان ارم
کیا فرد محتاج بود ملک بہ پیرایہ چنین + آخر مراد ملک روا کرد روزگار + اور علی عادل شاہ نے چنگیز خان کا مرتبہ
ملاحظہ کر کے یہ ارادہ کیا کہ ابراہیم قطب شاہ سے ملاقات کر کے اسے ساتھ اپنے موافق کرے چنگیز خان
اس کے مشورہ پر مطلع ہوا اور قبل اس سے کہ وہ ملاقات قطب شاہ سے کرے نظام شاہ کے ہمراہ رکاب عادل شاہ
کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور حسن تدبیر سے ملاقات قطب شاہ کا مانع ہوا اور مقدمات ان کے برہم کئے اور
عادل شاہ اور نظام شاہ کو آپس مین سرحد پر ملاقات کرائی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ ممالک کرناٹک پر
مقدار اسکے کہ محصول مین مملکت برار اور بیدر کے برابر ہو متصرف ہووے اور مرتضی نظام شاہ ولایت برار اور بیدر
کو قبضہ اقتدار تفال خان اور علی برید سے برآوردہ کر کے اس پر قابض ہو اور قطب شاہ بحال اپنے ہو کر کسی سے
سروکار نہ رکھے پھر دونون بادشاہون نے ایک دوسرے کو رخصت کر کے اپنے دار المقر کی طرف معاودت

کی اور خیل وحشم کی ترتیب و آراستگی مین کوشش فرمائی اور وہ نقصان کہ قلعہ ریکندہ کی جنگ مین واقع ہوا تھا اصلاح مین آیا تین ہزار غریب ترکش بند نوکر رکھکر نظام شاہ ولایت برار کی تسخیر کے واسطے ۹۰۸ھ نو سو آٹھ ہجری مین روانہ ہوا ملا حیدر کاشی کو کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور علم و فضیلت مین آراستگی رکھتا تھا از راہ حمیت تفال خان کے پاس برار بھیجکر لکھا کہ دریا عماد الملک ہمارا برادر طریقت تھا بعد اس کے فوت کے برہان عماد الملک کہ اسکا بڑا بیٹا ہی وہ وارث ملک ہی جب وہ طفل اور صغیر تھا تجھے واجب تھا کہ متکفل و متصدی سرانجام ملک ہوکر اُسکی پرورش کرے اب وہ بفضل خدا سے سن رشد اور تمیز تک پہونچا اُسکو مکان مین قید رکھنا اور خود صاحب اختیار رہونا معنی نہین رکھتا ہی چاہیئے کہ بمجرد ورود حکم نامہ ہذا اُس کے حکم سے تجاوز نکرے اور مہمات مالی اور ملکی برہان عماد الملک سے رجوع کرکے آپ کو محض بیدخل کرے اور جو نہین تو منتظر رہ کہ جو کچھ تجھے پہونچنا چاہیئے سو پہونچیگا اور یہ ابیات بھی اُس مین مندرج فرمائین **ابیات** گردن بنہ اطاعت شہ را و سر مکش ؎ کار بزرگ را نتوان داشتت مختصر ؎ سیمرغ وار چون نتوان کرد قصد قاف ؎ چون صعوہ خرد باش و فرو ریز بال و پر ؎ بیرون کن از دماغ خیال محال را ؎ تا در سر سرت نرود صد ہزار سر ؎ تفال خان یہ نامہ پڑھکر بحر اضطراب مین پڑا اور اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک سے کہ وہ رستم کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا مشورہ کیا اور اُسنے یہ جواب دیا کہ یہ حرف وصوت ہی نظام شاہ حوصلہ اور داعیہ اس ممالک کی تسخیر کا رکھتا ہی ان باتون سے اس کا مآل یہ ہی کہ رعیت اور لشکر کو ہم سے منحرف اور رو بتاب کرے اور ہم بھی لشکر اور خزانہ اور استعداد مین اُس سے کم نہین ہین لازم ہی کہ پانوُن رکاب شجاعت مین ڈالکر جواب نامہ ایلچی بعہدہ شمشیر آبدار رجوع فرماوین تفال خان کہ سیاہ نکبت و ادبار نے اُسے چارون طرف سے گھیر لیا تھا اپنے بیٹے کے کہنے سے راہ صواب سے دور ہوکر حرف صلح اور سخن ملایم زبان پر نہ لایا ملا حیدر کو رخصت انصراف دی اور نظام شاہ نے پاتری کے اطراف مین یہ بات سماعت کرکے ایلچپور کی طرف کوچ فرمایا اور اُدھر سے شمشیر الملک مقدمۃ لشکر ہوکر مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نظام شاہ کے طلیعہ کو غافل کرکے منہزم کیا چنگیز خان نے اور سرداران کو اُسکے تدارک کے واسطے نامزد فرمایا شمشیر الملک نے باپ سے کمک طلب کی اور تفال خان مع جمیع سپاہ شمشیر الملک کی امداد کو آپہونچا اور اُدھر چنگیز خان اُس کے آنے سے واقف ہوا خداوند خان اور جمشید خان اور بحری خان اور رستم خان اور چندا خان کو امرائے حبش کی مدد کے واسطے بھیجا اور پھر ساتھ اُنکے اکتفا نکرکے از راہ احتیاط اور دور اندیشی خود بھی بادشاہ سے رخصت حاصل کرکے مع فوج خاصہ اور تین ہزار غریب ترکش بند بادشاہی اُس لشکر کی کمک کے واسطے بسرعت برق و باد روانہ ہوا جس وقت مقابلہ صفوف کا طرفین سے ہوا چنگیز خان نے وہان پہونچکر شیر گرسنہ کی طرح مخالف پر حملہ کیا اور حرب شدید اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آتش کارزار اس طرح سے افروختہ ہوئی کہ اُس کے خوف کے سبب سے ہلال فلک الافلاک پر بھاگا اور آفتاب سپر زرین چہرہ پہ کھینچکر اس حال کے مشاہدہ کے گریان ہوا —

مثنوی دو لشکر نگویم دو دریائے خون ؎ پدیداری اندیشہ چیرہ تن فزون ؎ ز بس سو دلیران و زور آوران ؎

کہنچ

کشیدند شمشیر کین از میان ✦ چنگیز خان معرکہ مین خود مباشر جنگ ہوا اور پانسو جوان یکدل اور یکجہت تمام لشکر سے انتخاب کیے تھے اور اس مدت مین ساتھ اُن کے مصاحبانہ سلوک کرتا تھا اور اس جماعت کے حال سے ہردم باخبر رہتا تھا اور اپنے حسن سلوک سے اپنا نام فدوی جان نثار کیا تھا مع ان دلیرون کے تفال خان کے قلب فوج پر تاخت لایا اور اپنے دست زبردست سے تفال خان کے علمدار سے ہاتھ جنیو کا مار کر خاک ذلت پر ڈالا اور جوانون نے بھی کوشش مردانہ کر کے سپاہ دشمن کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور تفال خان اور شمشیر الملک پھر تاب مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر مصرع شکستہ سلاح و گسستہ کمر ✦ پیش و پس نہ دیکھا نکلہ ایلچپور کی طرف بھاگے اور دو سو ستر ہاتھی کلان کہ عمدہ فیلان برار سے تھے چنگیز خان کے ہاتھ آئے اور مظفر و منصور نظام شاہ کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور پایہ اُس کی قدر و منزلت کا برتر ہوا اور پھر اُس نے پہلے رعایا کو بعنایات بادشاہ امیدوار کر کے استمالت نامجات رعایا کے واسطے مملکت برار کے اطراف و جوانب مین بھیجے اور جب سب نے اظہار اطاعت کیا اور جمیع زمیندار و مقدم اور قانونگو اس ولایت کے دربار مین حاضر ہوئے سب کو خلعت ہاے شاہی سے سرفراز کیا پھر نظام شاہ بخاطر جمع مقام فتح سے روانہ ہوا اور تفال خان اور شمشیر الملک نے پھر دوبارہ حوصلہ صف جنگ کا نہ کیا جنگل مین بھاگ کر پناہ لی اور مرتضی نظام شاہ نے اُن کا تعاقب کر کے جابجا متفرق و پریشان کیا اور قدم اُن کا ایک مقام پر جمنے نہ دیا یہان تک کہ بعد چھ مہینے کے تفال خان اور اس کا بیٹا دونون ایسے جنگل مین کہ راہ گذر ممکن نہ تھی در آئے مرتضے نظام شاہ بھی اُس حدود مین پہونچا قریب تھا کہ دشمن کو مع جمیع ساز و سامان و اثاثہ دولت دستیاب کرے کہ ناگاہ میر مو سے مازندرانی کہ سید مجذوب تھا نظام شاہ کے سر راہ آیا اور یہ کہا کہ تجھے دوازدہ امام علیہم السلام کی قسم ہی یہان سے قدم آگے نہ بڑھا جب تک دوازدہ امام کی محبت مین مجھے بارہ ہزار ہون ندرے نظام شاہ نے جس دم نام دوازدہ امام سنا فیل مست کو کہ جس پر سوار تھا گجک مار کر ایستادہ کیا اور سید کا اصل و نسب پوچھا دیکھا کہ محب اہلبیت ہی آدمی بھیجکر چنگیز خان اور امین الملک نیشاپوری کو کہ مقدمہ لشکر تھے طلب کیا اور کہا کہ بارہ ہزار ہون اس سید کے تفویض کرو چنگیز خان نے عرض کی کہ خزانہ پیچھے ہی مکان پر پہونچکر دونگا صلاح یہ ہی کہ زیادہ اس سے توقف نہ فرماوین کہ اسی وقت تفال خان اور شمشیر الملک مع خزانہ و اسباب گرفتار ہونگے نظام شاہ نے فرمایا اگر تفال خان مملکت برار سے سو حصہ زیادہ میرے سپرد کرے مجھے دوازدہ امام کی دھائی اور قسم ہی تجاوز نکرونگا چنگیز خان نے پھر سید سے یہ بات کہی بعد شفقت بسیار یہ نوبت پہونچی کہ غنیم گھر گیا ہی اور معاملہ ختم ہوا چاہتا ہی خدا کے واسطے تو بادشاہ سے یہ بات کہہ کہ یہ مبلغ مجھے وصول ہو گئے انشاء اللہ تعالے مکان پر پہونچکر یہ روپیہ بلا قصور ادا کرونگا سید نے جواب دیا کہ کتنے برسون کے بعد دامن مقصود ہاتھ آیا ہی باوجود دیوانگی کے خوب جانتا ہون کہ نقد کو نسیہ پر نہ بیچنا چاہیے چنگیز خان نے یہ تعجیل تمام گھوڑے بادشاہی اور ارکان دولت کے کہ قیمتی تھے فراہم کر کے سید سے کہا کہ یہ گھوڑے بطور رہن اپنے پاس رکھیے

منزل پر جاکر زر رہن دیکر فک کرون گا سید نے کہا یہ امر بھی مجھے منظور نہین ہی قیمت ان کی فیصل کرکے میرے حوالہ کر
کہ پھر تو مجھے دوبارہ نہ دیکھیگا اور نہ مین تجھے دیکھونگا چنگیز خان نے ناچار ہو کر مبصرون کو بلاکر قیمت کرکے معاملہ فیصل
کیا لیکن اس وقت تفال خان فرصت پاکر جنگل سے برآمد ہوا اور چونکہ اُسے کہین پناہ نہ ملتی تھی آسیر اور برہانپور کی طرف
بھاگا **مثنوی** بود روشن این نکتہ چون آفتاب ۞ کہ از روئے خور چون برافتد نقاب ۞ سہا را نباشد مجال ظہور ۞
گریزان شود ہمچو ظلمت ز نور ۞ پھر نظام شاہ نے سرحد مین خاندیس کے مقام کیا اور میران محمد شاہ حاکم اُس
ولایت کو تحریر کیا کہ تفال خان ہمارے عساکر نصرت مآثر کے روبرو سے بھاگ کر اس طرف آیا ہی اُسے اپنی
ولایت مین پناہ نہ دیوین اور اپنی مملکت سے نکال دیوین واہ کیا دانائی اور دور اندیشی اُس جناب کی تھی ورنہ
یقین تھا کہ جس وقت لشکر فیروزی اثر بقصد تعاقب دشمن اُس دیار مین گذر کرتا مضمون عالیہا سافلہا ظہور مین
پہونچتا میران محمد شاہ نے وہ نوشتہ بجنسہ تفال خان کے پاس بھیجا اور وہ مضمون اُسکا سمجھکر دوسرے راستہ
سے ولایت برار مین در آیا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھا کہ دولتخواہ ایک لشکریون آنحضرت
سے ہی اب نون حکام دکن مذہب کی موافقت سے اتفاق کرکے چاہتے ہین کہ یہ مملکت بندہ کے تصرف سے
برآوردہ کرین لہذا بندہ نے برضا و رغبت ولایت برار کو بندگان درگاہ کے پیشکش کی امرائے سرحد کو مامور
فرمائیے کہ اس حدود مین آنکر قابض ہووین تو مخلص سر سے قدم کرکے درگاہ عرش اشتباہ مین حاضر ہو اور
اس جماعت کے شر بیجا سے مصئون و محفوظ ہووے ابھی جواب عریضہ کا نہ پہونچا تھا کہ تفال خان اور شمشیر الملک
نے عاجز اور تنگ آ کر چاہا کہ تحصن اختیار کرین تفال خان قلعہ برنالہ مین جو کوہ رفیع پر واقع تھا قلعہ بند ہوا
اور شمشیر الملک نے قلعہ کاویل مین پناہ لی اور مرتضے نظام شاہ تسخیر مملکت کے واسطے زیادہ تر آمادہ اور مستعد ہوا
اور قلعہ برنالہ مین خیمہ اور سراپردہ برپا کئے اور امرا و لشکری نے اُس کو احاطہ کرکے النگ اور مورچے آگے
بڑھاکر قدم ہمت کوہ فلک نظیر کے دامن مین رکھا اور عریضہ تفال خان کا جبکہ گجرات مین اکبر بادشاہ کے پاس پہونچا
ایک مردم درگاہ کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ تفال خان بندگان درگاہ سے ہی اور ولایت برار تعلق ہمارے
غلامان سے ہوا ہی [illegible] آپ ولایت اور محاصرہ برنالہ سے دست کش ہو کر تفال کا متعرض احوال
نہوویں مرتضے نظام شاہ چنگیز خان کی ہدایت کے سبب ایلچی کے ساتھ بآداب پیش آیا اور اُسے بخصت انصراف فرمائی ایلچی
لشکر مین پہونچکر شاہ کی بارگاہ سے مشرف ہوا اور نظام شاہ کی سرکشی معروض کی چونکہ اسوقت معاملہ بنگالہ کا درمیان
مین تھا بادشاہ دہلی نے اس طرف التفات نفرمائی نظام شاہ باطمینان تمام قلعہ کے لینے مین زیادہ تر ساعی ہوا اور تفال خان
کے مدافعہ مین تقصیر نہ کرتا تھا اور سلطان جو بادشاہ گجرات کے غلامان چرکس سے تھا اور سکندر رومی خان بیٹا حبشی رومی خان
کا یہ دونون گولہ اندازی اور فن آتشبازی مین وقوف تمام رکھتے تھے باتفاق ہر چند کوشش کی کہ دیوار قلعہ کی توڑین
یہ امر اثر پذیر نہوتا تھا اس درمیان مین احمدنگر سے تولد شاہزادہ حسین کی بشارت پہونچی اور چنگیز خان نے فیض
کامل اُس کی تاریخ کہی اور شاہ کے حکم کے موافق لوازم جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوا اور اشتیاق فرزند

کے دیکھنے کا نظام شاہ پر غالب ہوا اور طول سفر سے دلگیر ہو کر ارادۂ مراجعت کیا اتفاقاً اُن دنون مین نظام شاہ نے ایک طفل امرد پر کہ جس کا نام صاحب خان تھا حالت فریفتگی پیدا کی تھی وہ بھی راغب اور مائل احمد نگر تھا ترک محاصرہ اور احمد نگر کی روانگی کے بارہ مین بجد اور مصر ہوا قریب تھا کہ تین برس کی مشقت کو ضائع کر کے نظام شاہ کو لیجا دے اس درمیان مین ایک تاجر افغان نام نے کہ ہندوستان کی طرف سے چند گھوڑے اور اشیائے نفیسہ لاہور لایا تھا چنگیز خان سے یہ بات کہی کہ مین یہ اسباب اور گھوڑے تفال خان کے واسطے لایا ہون اگر آپ رخصت فرماوین قلعہ کے اندر لیجا کر فروخت کردن یہ امر مروت سے بعید نہوگا چنگیز خان نے کہا کہ مین تجھے ایک شرط پر اجازت دیتا ہون کہ بعد مراجعت درون قلعہ سے نوکری نظام شاہ کی قبول کر کے ترک تجارت کرے کسواسطے کہ آثار عقل و کیاست و علامت شجاعت و شہامت تیرے چہرہ سے ہویدا ہین اور ایسا شخص شائستہ سزاوار اس کے ہی کہ ملازم شاہ ہو وے وہ طمع خام مین پڑکر بولا اگر یہ امر میسر آوے زہے سعادت چنگیز خان نے موقع وقت پاکر کہا رقم سرداری تیری ناصیہ حال پر ثبت کی گئی لازم کہ نظام شاہ کی دولتخواہی مین تقصیر نکرے تاجر نے قبول کیا اور جس دن کہ وہ اندر قلعہ کے جانے لگا ایک اپنے معتمد کو بلباس تجارت پنہا کر زر خطیر اسکے ہمراہ کیا اور یہ نمایش کی کہ یہ روپیہ اپنے متاع مین رکھکر اسے بھی ہمراہ اپنے لیجانا اور عمدہ محافظان قلعہ کو نظام شاہ سے موافق کر کے یہ روپیہ اُنھین دینا اور سمجھانا کہ تم ترک محافظت کر کے نظام شاہ کے پاس جاؤ کہ وہ تمھین مال دنیا سے مستغنی اور بے نیاز فرما دیگا چنانچہ اُس شخص نے اُس کی فہمائش پر عمل کر کے اکثر آدمیون کو موافق کیا اور وہ رات کے وقت جس حیلہ سے کہ بن پڑا قلعہ سے برآمد ہو کر چنگیز خان کے پاس پہونچے اور قلعہ کی پاسبانی کے واسطے کوئی قلعہ کے اندر نرہا اسد خان اور رومی خان بخاطر جمع توپ ہائے کلان قلعہ کے قریب لے گئے اور گولون کی ضرب سے ایک دیوار مع برج اُڑائی اور جو اُس قلعہ مین آدمی نرہے تھے کہ اس رخنہ کو بند کرتے آخر کو ایک جماعت لشکریان خاصہ چنگیز خان شہور سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین داخل قلعہ ہوئی اور دار وگیر کی آواز بلند کی تفال خان مع جماعت مخصوصان قلعہ کا دروازہ کھولکر مفرور ہوا اور چنگیز خان نے سید حسن استر آبادی کو کہ اُسکے سلک ملازمون مین منسلک تھا مع جماعت غریبان اُس کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اور خود بادشاہ کے ہمراہ رکاب قلعہ مین گیا اور نقود اور جواہر اور امتعہ نفیسہ اپنے قبضہ اقتدار مین لاکر فاتح ملک برار تاریخ فتح کہی بعد اسکے نظام شاہ نے برہان عماد الملک کو کہ قلعہ پر نالہ مین تفال خان نے گرفتار کیا تھا مع تفال خان اور اُسکے فرزندان اور جمیع وارثان مملکت برار کو مقید کر کے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور تھوڑے عرصہ مین وہ سب اجل طبیعی یا اور طرز سے عالم فانی سے جہان باقی کی طرف راہی ہوے اور اُن کا نام و نشان مثل حرف غلط صفحہ دنیا پر باقی نرہا مرتضےٰ نظام شاہ بحری نے مملکت برار کو اپنے سرداروں پر تقسیم کر کے احمد نگر کی طرف منعطف فرمائی خواجہ میرک دبیر المخاطب بہ چنگیز خان نے کہا کہ علی عادل شاہ سے یون مقرر ہوا تھا کہ مملکت برار اور احمد آباد بیدر دونون حضرت کے متعلق رہین جو علی عادل شاہ قلعہ نیکاپور کی تسخیر مین مشغول ہے فرصت پاکر احمد آباد بیدر کو بھی مفتوح کیا چاہیئے

مرتضیٰ نظام شاہ قبول کر کے بیدر کی طرف روانہ ہوا اور محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر دایہ زادہ برہان الملک کو بفرزندی دریا عماد الملک منسوب کیا اور مع چھ ہزار سوار برار کی طرف اُسے روانہ کیا جب وہ سرحد برار کے اطراف مین پہونچا سات آٹھ ہزار آدمی نوکر قدیمی جو گوشہ اور کنارہ مین مخفی تھے اُس کے پاس فراہم ہوے اور اکثر تھانہ ہاے نظام شاہی اُٹھا دیے خداوند خان اور خورشید خان اس فساد کے علاج سے عاجز آ گئے اور یہ بیت عریضہ مین درج کی

بیت سر فتنہ دارد دگر روزگار * ہمین ست اورا شب در ونکار * اور دوسرے دن عریضہ اُن کا اس مضمون سے پہونچا کہ اگر حضرت بنفس نفیس اس طرف توجہ فرمادین اور محمد شاہ کو گوشمال دیوین صلاح ملک کے واسطے بہت انسب ہوگا اور اُمراے برار نے بھی عریضہ تحریر کر کے یہ بیت درج کی **بیت** بجز صرصر باد پایان شاہ کس این گرد را بر نیارد ز راہ * نظام شاہ نے مضمون عریضہ پر اطلاع پائی اور اُسی وقت سید مرتضیٰ سبزواری کو کہ انھین دنون مین حسب فرمان بیجاپور سے آیا تھا سپہ سالار کر کے مع آٹھ ہزار سوار اپنے سے پیشتر مخالفون کے لشکرگاہ کی طرف روانہ فرمایا اور خود پیچھے سے مع جماعت مقربان اور مخصوصان برار کی سمت نہضت فرمائی اور چنگیز خان کو حکم دیا کہ جلد کوچ کر کے آوے وہ حسب الحکم باتفاق جمیع امرا و افواج آراستہ بجناح استعجال مسافت طی کر کے بادشاہ سے ادھر دس کوس کے فاصلہ پر پہونچا ہرچند کوشش کی کہ اُس دن نظام شاہ وہان مقام کرے صورت پذیر نہوئی وہ دس کوس پر اور آگے رونق افزا ہوا اور آن حضرت کے قبل نزول سید مرتضیٰ مع جمعیت اپنے آپہونچا اور برہان الملک کی فوج جعلی کو بزور شمشیر متفرق اور پریشان کیا بلکہ اکثر اُس قوم کا نچھوڑا اور نظام شاہ نے جب گھاٹ روہنگیر سے عبور کیا محمد شاہ فاروقی نے جو اپنی سرحد مین بیٹھا تھا بھاگ کر قلعہ آسیر مین پناہ لی اور نظام شاہ نے برہانپور تک باگ سمند فلک تمثال نہ روکی اور اس حدود مین بہت خرابی وقوع مین لایا اور چنگیز خان نے جو قلعہ آسیر کی بہت تعریف سنی تھی نظام شاہ سے نقد رخصت حاصل کر کے اس قلعہ کی سیر کے واسطے دو ہزار سوار خاصہ کہ اکثر اُن مین غریب تھے لیکر روانہ ہوا محمد شاہ نے واقف ہو کر اپنے امرا کو کہ سات آٹھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے حکم کیا کہ اچانک جا کر چنگیز خان کو گھیر کر ہلاک کرو اس واسطے لشکر خاندیس نے مسلح اور مکمل ہو کر حملہ کیا چنگیز خان دشمن کی کثرت خیال مین نہ لایا نشان مدافعہ بلند کیا بعد جنگ شدید مخالفون کو شکست دی اور مردمی سے ایک جماعت اعیان اُس ولایت کو دستگیر کیا اور نظام شاہ اُس کے بعد برہانپور سے وہان گیا اور صحرا کو زیر خیمہ و خرگاہ کھینچکر النگ اور مورچے امرا پر تقسیم کیے تاراجیون نے مملکت خاندیس مین اثر آبادی کا نچھوڑا محمد شاہ نے بعد گفتگوے دراز و قیل و قال بسیار چھ لاکھ مظفری بنام شاہ اور چار لاکھ چنگیز خان کو برسم نعل بہا دیکر ایسا کیا کہ وہان سے برار کی طرف متوجہ ہوے اور شاہ میرزا اصفہانی قطب شاہ کا حاجب کہ مبارکباد فتح کے واسطے آیا تھا یہ سمجھا کہ رایات نظام شاہی بیدر کی طرف حرکت کرینگے چنگیز خان کو بزر خطیر طامع کر کے بولا کہ قطب شاہ مجھسے متوقع ہے کہ اگر تو ولایت بیدر کی تسخیر سے دست کش ہووے تو اسی وقت دو لاکھ ہون تسلیم کرتا ہون کہ اپنے سپاہیون کے صرف مین لا چنگیز خان نے کہا کہ خزانہ نظام شاہ کا میرے

متعلق ہی اُسکی بدولت مجھے کسی شی کی کمی نہین ہی میرا مقصود یہ ہی کہ وہ خار سرراہ برطرف ہوکر تمھارے اور نظام شاہ کی مملکت مین فاصلہ نرہے اور بادشاہ دکن کہ محب اہلبیت ہین آپس مین برادرانہ سلوک کرکے دغدغہ اور آسیب لشکر بادشاہ دہلی سے مصئون اور محفوظ رہین شاہ میرزا چنگیز خان کے جواب باصواب سے مایوس ہوا پھر صاحب خان کو جو نظام شاہ کا معشوق تھا بوسیلہ نقود وجواہر محظوظ کرکے ایک دن محفل شراب مین صاحب خان سے یہ بات کہی کہ چنگیز خان چاہتا ہی کہ مہار سلطنت اپنے قبضہ مین لاکر خطبہ اپنے نام پڑھے اور اس وقت نصف لشکر نظام شاہ کا اُسکا پرورش یافتہ ہی اپنا ارادہ احسن وجہ سے ظہور مین پہونچا سکتا ہی اور اسی واسطے تمھین صحرا بصحرا پھراتا ہی کہ موقع پاکر اپنا مقصد حاصل کرے صاحب خان کلام شاہ میرزا کا صدق وحق سمجھکر چنگیز خان کے درپی تضیع ہوا قضارا اس عرصہ مین بسبب اتفاق صاحب خان جو شراب پیکر بندگان ہمایون کی نسبت مصدر بے ادبی ہوا تھا چنگیز خان نے نظام شاہ کے اشارہ کے موافق اُسکی تنبیہ اور تادیب کرکے غبار بے عزتی کا اُس کے سر پر چھاڑا چنانچہ وہ بے سعادت اُس کی عداوت مین ساعی ہوا جس وقت فرصت پاتا تھا باتین وحشت آمیز اُس کی نسبت بادشاہ کے دربار مین مذکور کرتا تھا اور نظام شاہ کے بھی سمع مبارک مین پہونچاتا تھا اور نظام شاہ اُس کی باتون کو معلل بغرض جانکر کہتا تھا کہ ہم نے جو ضبط اور تادیب تیری ساتھ اُسکے رجوع کی تھی اسلیے ازروے عداوت کے یہ بیہودہ گوئی کرتا ہی یہان تک کہ ایک دن صاحب خان بادشاہ کے ساتھ شراب پیتا تھا اور بازار ناز دنیاز گرم تھا پھر چنگیز خان کی غیبت مین غیبت شروع کی اور دہی جواب سنا صاحب خان نے گریان ہوکر کہا اگر بندہ عداوت اور دشمنی سے کہتا ہی شاہ میرزا سے جو اُس کا ہم شہر ہی اُسے بلا کر حقیقت حال دریافت فرمایئے نظام شاہ نے شاہ میرزا کو رات کے وقت کہ کوئی شخص واقف نہووے اپنی مجلس مین طلب کرکے تفتیش کیا اُس نے صاحب خان کی تقریر کے موافق جو معروض کی تھی نہایت آب و تاب سے اپنے دروغ بافروغ کو مذکور کرکے مزاج صاحب تخت وتاج کا چنگیز خان سے منحرف کیا لیکن باوجود اس کے آن حضرت نے ان باتون کو بھی غرض تصور کرکے چند روز بنظر تحقیقات تامل اور تفکر مین بسر فرمایا یہان تک کہ ایک دن بطریق امتحان بادشاہ نے چنگیز خان سے کہا کہ اس سفر سے ہم نہایت دلگیر ہوئے ہین چاہتے ہین کہ احمدنگر کی طرف مع الخیر والسعادت معاودت فرماوین چنگیز خان نے کہ مقدمات اعدا سے واقف نہ تھا عرض کی کہ حضرت یہ مملکت تازہ چند روز سے اپنے قبضہ اقتدار مین لائے ہین لائق یہ ہی کہ پانچ چھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائین تو رعیت دل اپنا سلطنت پر اس خاندان کے رکھے اور بعد اُس کے اس بندہ دولتخواہ کو مامور فرماوین کہ اس ملک مین چندے رہکر نظم ونسق کرے بعدہ ملازمت مین مشرف ہو نظام شاہ یہ جواب سنکر حریفون کا کہنا یقین کرکے چنگیز خان سے نہایت ناراض ہوا چنگیز خان آثار غضب شاہ کے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے چند روز بیماری کے بہانہ دیوان عام مین نہ گیا نظام شاہ زیادہ تر متوہم ہوا حکیم محمد مصری کو مع شربت مسموم معالجہ کے بہانہ اُس کے پاس بھیجا چنگیز خان نے پہلے

اس شربت زہرآلود کے پینے سے انکار کیا اور آخرمین وفاداری اور نمک حلالی منظور رکھکر نوش کیا اور حالت نزع مین بادشاہ کو یہ عریضہ لکھا کہ مخلص دولتخواہ میرک دبیر کہ آفتاب عمر اُس کا ساٹھ برج طے کرکے برج ستر مین تھا سر آستانہ پر رکھکر عرض رکھتا ہو کہ جو شربت آبحیات مین آمیز کرکے اس دولتخواہ کے واسطے رحمت فرمایا تھا فدوی نے بذوق و شوق تمام نوش کیا اور نقد وفا اور اخلاص بادشاہ کا کہ پروردہ نعمت آن حضرت ہو صندوق سینہ مین رکھکر اب نہانخانہ قبر مین کہ جو اول منزل ہو اور اعمال کے سوا اور کوئی مونس وہمدم نہین لیے جاتا ہون جب تک میری خاک رہے بادشاہ کو بقا ہو جیو اور امیدوار ہو کہ بندہ کو بندگان دولتخواہ سے شمار کرکے جو دستور العمل کہ بندہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا ہو اُس پر عمل کرین اور اس خیرخواہ کا کالبد خاکی کربلائے معلی بھیجین اور سید مرتضے اور شاہ قلی اور صلابت خان اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری اور قاضی بیگ طہرانی کو جملہ کار آمدنی شمار کرکے ان کے احوال سے غافل ہو دین اور جسقدر غریب کہ فدوی کی سرکار مین ہین انھین اپنے سلحدارون مین داخل فرمائین یہ عرضداشت اور دستور العمل سیچین کی صحابت سے مرتضے نظام شاہ کے پاس بھیجکر پلنگ پر تکیہ کیا اور زہر ہلاہل کے اثر سے حال اُسکا تغیر ہوا دوسرے دن صبح صادق کے وقت شہور سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین اس سرائے عاریتی سے دار الباقی کی طرف انتقال کیا اور چونکہ سرزمین دکن دولتخواہ کارآمدنی کے ساتھ موافق نہین ہو اس سبب سے مثل عماد الدین محمود اور خواجہ جہان کاوان اور خواجہ میرک جنگیز خان اور مصطفے خان اردستانی کی کہ اکثر امور مین بےنظیر تھے سپہر نگون کی اعانت سے ناحق اُس مملکت مین خراب اور ضائع ہوئے القصہ جنگیز خان نے اس سرائے عاریتی سے انتقال کیا اسکی متروکہ سے تین چار خط بخط شاہ میرزا برآمد ہوئے کہ اُسکی تحریر سے جنگیز خان کی پاکی اور دولتخواہی ثابت اور متحقق ہوئی جب نظام شاہ نے اُسے دریافت کیا چنگیز خان کے تلف ہونے سے نہایت درجہ غمگین اور محزون ہوا جو فائدہ نرکھتا تھا ازروے غضب شاہ میرزا کو اپنے اردو سے نکلوا دیا اور خود بھی اُسی عرصہ مین احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب منزل مقصود مین پہونچا حکیم محمد مصری کو پیشوا کیا اور بعد چھ ماہ اُسے معزول کرکے قاضی بیگ یزدی کو ابتداے سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی ہجری مین پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور میرزا محمد نظیری اور عین الملک نیشاپوری کو وزیر کیا اور سید مرتضے سبزواری کو سپہ سالار لشکر برار کرکے خداوند خان مولد اور جمشید خان اور بحری خان قزلباش اور رستم خان دکنی اور چغتائی خان ترکمان اور تیرانداز خان استرآبادی اور شیر خان ترشیزی اور حسین خان توفی اور جندہ خان دکنی اور دستور خان خواجہ سرا وغیرہ کو جو سرداران معتبر سے تھے ہمراہ اُس کے برار کی طرف روانہ فرمایا اور قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی اور شاہ احمد خان اور مرتضے خان اور اسد خان اور امین الملک نیشاپوری اور قاسم بیگ حکیم مصری اور جمیع اشراف احمدنگر سے کہا آگاہ ہو کہ مجھے قابلیت بادشاہی کی نہین ہو اپنے مین اس قدر حالت نہین دیکھتا ہون کہ عدل ظلم سے اور ظلم عدل سے تمیز کرون اکثر اوقات ظلم کو بصورت عدل وقوع مین لاتا ہون کہ بعد کو اصل حال پر مجھکو کیفیت ہوتی ہو اس واسطے بادشاہی اور حکومت سے بیزار ہو کر تجھیو گدا و کرتا ہون اور

قیامت کے دن کہ روز جزا ہی تم سے طلب شہادت کرون گا کہ قاضی بیگ کو کہ فرزند رسول آخر الزمان ہی اُس سے
مین نے اپنا وکیل مطلق کیا کہ موافق شریعت غرا اور عدالت عالیہ خلائق کے ساتھ سلوک کرے اور ہرگز معاملات
اور مہمات قوی کو ضعیف پر ترجیح نہ دیوے حق کو منظور رکھے اگر کسی بڑھیا کی ایک سوئی یا کوئی چیز جبر تعدی
سے لیویگا اور قیامت کے دن مجھسے پوچھین گے کہ تیرے عہد مین ایسا ظلم واقع ہوا اور تو غافل اور بیخبر تھا اسمین
یہ جواب دون گا کہ ان امور مین مجھے کسی طور کا دخل نہ تھا مین نے قاضی بیگ کو اپنی طرف سے وکیل مطلق کیا
تھا اُس سے پوچھو الغرض اگر وہ تنہا اس کار مشکل سے عہدہ برا نہو سکے امین الملک اور میرزا محمد تقی اور قاسم بیگ
کو ساتھ اپنے متفق اور شریک اس امر مین کرکے مہمات کو جاری کرے کہ مین قہر و عذاب الٰہی سے خائف اور
ہراسان ہون اور نیز اس امر سے کہ چنگیز خان کی نسبت وقوع مین آیا پشیمان اور نادم ہو کر چاہتا ہون کہ
مدت العمر گوشہ عزلت اختیار کرکے معبود برحق کی عبادت مین مشغول رہون یہ کہا اور مائل عزلت ہو کر قلعہ
احمدنگر کے اندر کہ وہ عمارت موسوم بغداد ہی اُس مین گوشہ نشین ہوا اور صاحب خان کے سوا کسی کو
اختیار نہ تھا کہ حضرت کے پاس آمد و شد کرتا اور بعد دو تین مہینے کے ایسا تنہائی کا خوگر ہوا کہ ہدیہ سلطانی لی
میران حسین اور تمام عورتون کو قلعہ سے برآوردہ کرکے دوسرے مکان مین بھیج دیا اور دروازہ قلعہ کا شاہ قلی
کوکہ شاہ طہماسپ نے نظام شاہ کے پاس بھیجا تھا اور اس دولت خانہ مین وہ بخطاب صلابت خان سرفراز
تھا سپرد فرما کے امرائے کبار سے کیا اور حکم دیا کہ صاحب خان کے سوا کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا الغرض
قاضی بیگ کے عہد وکالت مین اکبر بادشاہ ۹۸۴ نوسو چوراسی ہجری مین شکار کنان سرحد مالوہ مین پہونچا اور
جب مخبرون نے یہ خبر احمدنگر مین پہونچائی قاضی بیگ نے عریضہ مشتمل خبر توجہ اکبر بادشاہ جانب دکن بذریعہ
صاحب خان نظام شاہ کے پاس اندر قلعہ کے بھیجا اور جو وقت رات کا تھا پلٹ کر اپنے مکان پر گیا صاحب خان
نے نظام شاہ کو دیکھا کہ خواب استراحت مین ہی اس قدر صبر کیا کہ بیدار ہوا اسوقت عریضہ گذرانا جب مضمون اسکا
واضح ہوا نظام شاہ بے توقف پالکی مین سوار ہوا اور تھوڑی جماعت مردم پہرہ وار سے کہ زیادہ سو آدمی سے
نہ تھے اور صلابت خان اور صاحب خان بھی ازانجملہ تھے ہمراہ لیکر دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جماعت
قلیل مردم اعیان نے نہر گنگ کے قریب اسکے پاس پہونچکر معروض کیا کہ بادشاہون کے دشمن بہت ہوتے ہین
تنہا سوار ہونا اور اس طرح دشمن قوی کی طرف متوجہ ہونا حزم و ہوشیاری سے بعید ہی آپ اس مقام مین
اس قدر توقف فرماوین کہ لشکر احمدنگر اور برار آپہونچے نظام شاہ نے چند روز مقام کیا جب پانچ چھ ہزار
سوار خاصہ خیل اُس کی ملازمت مین پہونچے فرمان احضار سپاہ برار کے واسطے بھیجا اور خود بقصد مقابلہ اکبر بادشاہ
وہان سے پھر کوچ کا ارادہ کیا قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور مردم معتبر نے چادرین گردن مین ڈالکر سر
زمین پر رکھا اور تضرع وزاری کرکے کہنے لگے کہ بادشاہ عظیم الشان دہلی کے ساتھ اس قدر فوج سے
مقابلہ کرنا خوب نہین ہی صلاح دولت یہ ہی کہ ہاتھ دامن صبر پر مار کر اس قدر اور توقف فرماوین کہ توپخانہ

اور لشکر بھی آپہونچے نظام شاہ نے فرمایا ایسے امور مین صبر و تحمل اچھا نہین ہے مع بہادران خاصہ خیل فوج خاصہ اکبر بادشاہ پر حملہ کرتا ہون فتح و ظفر بتقدیر آسمانی ہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد زجاے * نبرد رگے تا نخواہد خداے مقربان درگاہ یہ کلام سنکر بحر حیرت مین غوطہ زن ہوکر متحیر ہوے قضارا اسی حال کے درمیان مخبرون نے پہونچکر یہ خبر پہونچائی کہ اکبر بادشاہ نے سرحد مالوہ مین شکار کرکے بدولت وسعادت اپنے دار الملک کی طرف مراجعت فرمائی نظام شاہ یہ بشارت سنکر مبتہج اور مسرور ہوا اور دولت آباد کی طرف معاودت کی اور حوض قتلو کے کنارے مقام کرکے سید مرتضی اور امراے برار کو جو حاضر آئے تھے انھین مخلع کرکے رخصت معاودت فرمائی اور خود احمد نگر جاکر بدستور سابق مہمات مملکت ارکان دولت کے تفویض کرکے پھر گوشہ نشین ہوا اور اس وقت صاحب خان کے جمع عزیز و اقارب نے منصب امارت پر پہونچکر جاگیرین خوب پائین اور اس بدبخت کا استقلال اندازہ سے گذرا کیونکہ مزاج اقدس بادشاہ مین تصرف تمام کیا تھا الغرض نظام شاہ نے ہ نطین موسم برسات مین دولت آباد کی منزہات کی سیر کے واسطے کہ آیۂ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد اس کی مصداق ہے عازم ہوا اور وہان پہونچکر قریب چار ماہ بالاگھاٹ پر مقام فرمایا بعد انقضاے موسم برسات اس سرزمین کے مشائخ کی قبور کی زیارت کرکے اُن کی ارواح طیبہ کی ترویح کے واسطے نقود وافر فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اسوقت صاحب خان سے پوشیدہ جامہ درویشان زیب تن کرکے صبح کے وقت بقصد زیارت امام رضا علیہ السلام پیادہ پا سراپردہ کے عقب سے روانہ ہوا اور لشکر کے دو تین کوس کے فاصلہ پر کسی پیادہ نے آپ کو دیکھکر خبر ارکان دولت کو پہونچائی وہ پہلے سراپردہ بادشاہی کی طرف دوڑے اور جو اثر بادشاہ کا پایا اس کی تلاش مین روانہ ہوے پھر اُس کی ملازمت سے مشرف ہوکر مبالغہ و الحاح تمام واپس لائے ہرچند کوشش کی لیکن ایک مہینے کامل لباس فقرا بدن سے جدا نہ کیا اور تاج و تخت کی طرف رغبت نفرمائی قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نے سر زمین پر رکھکر سبب نفرت اور کراہیت کا بادشاہ سے استفسار کیا فرمایا سبب نفرت اس دنیاے فانی کا ظاہر ہے اس کی الفت اور محبت کا سبب البتہ پوچھنا چاہیے اس سے زیادہ کلام نہ کیا سکوت اختیار کیا اور جب جانا کہ ارکان دولت میرے ارادہ کے مانع ہوتے ہین بادشاہ لاعلاج ہوکر احمد نگر مین تشریف لایا اور باغ ہشت بہشت مین جو اس شہر کے شمال مین واقع تھا گوشہ نشین ہوا اور خیل و حشم سرکاری قاضی بیگ اور صلابت خان نے گرداگرد باغ خیمہ اور خرگاہ برپا کرکے اُسکی حفاظت مین مشغول رہے اور ان دنون مین صاحب خان نے نئی اعتدائی شروع کرکے اکثر اوقات مست اور مدہوش مع دو تین ہزار اوباش اور اجلاف دکن اور فیلان بسیار کوچہ و بازار احمد نگر مین پھرتا تھا اور رعایا برایا کے لڑکون اور لڑکیون کو بجبر و زور مکانون سے برآمد کرکے بافعال قبیحہ قیام کرتا تھا اور ہرچند اس کے بھائی مسمیان جلال خان اور حبیب خان اسے فہمائش کرکے اُن اعمال شنیع سے منع کرتے تھے فائدہ نہ بخشتا تھا یہان تک کہ ایک دن ایک جماعت کو بھیجکر ارادہ کیا کہ بیٹی میر مہدی کو کہ ایک سادات صحیح النسب

ایران سے تھا اور سلحداران کے سلک مین انتظام رکھتا تھا بزور و جبر پکڑ لاوے میر مہدی دروازہ
مکان کا بند کرکے پشت بام پر برآمد ہوا اور تیر و تفنگ کی ضرب سے صاحب خان کے آدمیون کو متفرق
اور پریشان کیا اور قاضی بیگ اور دیگر بزرگان صاحب دخل کے پاس آدمی بھیجکر کمک طلب کی اور جو صاحب خان
کے سوا کوئی بادشاہ تک رسائی نرکھتا تھا اور استقلال اور اقتدار اس کا اندازہ سے باہر تھا قاضی بیگ وغیرہ
نے طرح دیکر اُسکے علاج مین نہ کوشش کی صاحب خان نے اسی عرصہ مین اپنے چھوٹے بھائی حبیب [illegible] ن کو
مع دو تین ہزار سوار اور پیادہ اور چند فیل میر مہدی کے سر پر نامزد کیا اور اس سید بیکس نے جب کسی طرف
سے کمک اور مدد پائی تنہا قتال مین مشغول ہوا اور تین چار دکنی معتبر کو بضرب تیر و تفنگ قتل کیا اور آخر
کو جب ازدحام اور ہجوم آدمیون کا حد سے گذرا میر مہدی کے پسران ناخلف کہ نوکر صاحب خان کے تھے ہدایت
کرکے فیلان مست کو عقب خانہ سے دیوارین توڑ کر اندر لائے اور اس سید مظلوم کو درجہ شہادت مین پہونچایا
اور اُسکی دختر کو صاحب خان کے واسطے لے گئے اور آخر ۹۸۵ھ نوسو پچاسی ہجری مین سید مرتضے سبزواری مع امرا
برار حکم بادشاہی کے موافق لشکر کے جائزہ کے واسطے درگاہ کی طرف متوجہ ہوکر باغ ہشت بہشت مین فرودکش ہوا
اور جو نام اصلی صاحب کا حسینی تھا اور وقت بے وقت نظام شاہ اور بھی آدمی اُس کو حسین خان کہکر پکارتے تھے
اس واسطے صاحب خان نے حسین خان سخت کمان ترشیزی کو جو امرائے برار سے تھا [illegible] کہ نام [illegible] بدل ڈال
والا منتظر گوشمال رہ حسین خان نے یہ امر قبول نہ کیا آخر یہ معنی منجر بہ نزاع و خشونت ہوے اور صاحب خان فیل مست پر سوار
ہوکر مع پانچ چھ ہزار فوج سے اُسکے مقابلہ کے واسطے یعنے حسین خان کے دائرہ کی طرف گیا اور حسین خان
بھی چند سواران سے اُسکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا صاحب خان نے حملہ اول مین اُسکی جمعیت کو متفرق اور
پریشان کیا حسین خان کو شجاعت و دلیری بھاگنے سے مانع ہوئی تنہا فوج صاحب خان پر حملہ آور ہوا اور ایک
تیر چلہ مین جوڑ کر ایسا پیشانی فیل صاحب خان پر مارا کہ سوفار تک پیوست ہوا فیل چنگھاڑ مار کر [illegible]
کے درمیان ہر طرف دوڑتا تھا یہان تک کہ صاحب خان نے باغ مین جاکر فوج سے یہ بات کہی کہ بادشاہ نے
تمام غریبون کے قتل کا حکم نافذ فرمایا ہی لازم کہ حسب الحکم کاربند ہوکر اُن کے مال و اسباب [illegible] زن و فرزند پر
متصرف ہو دکنیان اور حبشیان واقعہ طلب ایسا معاملہ خدا سے چاہتے تھے ادنے اعلے غریبون کے قتل پر
آمادہ ہوکر فوج فوج احمد نگر سے باغ ہشت بہشت کی طرف روانہ ہوے امرا اور سلحداران غریب وغیرہ سواے
قاضی بیگ اور سید مرتضے اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری کے کہ رضا بقضا دیکر دیوان عام مین
بیٹھے تھے قریب دو ہزار اور پانسو آدمی نے مسلح ہوکر دفع مضرت کے واسطے صفوف حرب آراستہ کین صاحب خان
نے جنگ کرکے انھین منہزم کیا اس وقت مرتضے نظام شاہ حمام کے اندر کہ کنارہ باغ ہشت بہشت کے واقع
تھا چلہ مین بیٹھکر عبادت مین مشغول تھا شور و غوغا سنکر باغ کے دروازہ سے برآمد ہوا اتفاقاً اس وقت
صاحب خان آشفتہ بادشاہ کی ملازمت مین گرد آلودہ پہونچا اور عرض کی کہ جمیع غریب آپس مین اتفاق اور ہجوم

کر کے چاہتے ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کر کے میران حسین کو تخت پر بٹھاوین نظام شاہ تحقیق صدق وکذب کے واسطے
پیادہ پا باغ سے برآمد ہوا جب افواج غریب کو مسلح اور مکمل دیکھا اور نظر بانیکہ قضیہ سے بخوبی خبر رکھتا تھا صاحب خان
کا کلام سچ جانکر بے تامل ہاتھی پر سوار ہوا چتر سر پر لگایا امرا اور خاصہ خیل حبشی اور دکنی کو جو صاحب خان کے کہنے
سے حاضر تھے غریبون کے مقاتلہ کا امر فرمایا سید قاسم اور مرتضے خان اور قاضی بیگ نے آدمی غریبون کے پاس
بھیجکر پیغام دیا کہ صحبت نے رنگ اور پیدا کیا وہ یہ ہی کہ بادشاہ خود بنفس نفیس سوار ہوا تم ہرگز تلوار
مردمان دکن پر نہ کھینچنا کہ باعث بدنامی اور حرام خوری کا ہی امراے غریب مثل چغتائی خان اور بابی خان
اوزبک اور حسین خان ترشیزی اور تیر انداز خان استر آبادی نے گھوڑے سے اُتر کر بادشاہ کو دور سے سلام کیا
اور ولایت عادل شاہ اور قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوے صاحب خان مع برادران اور اعوان وانصار شہر
کی طرف حملہ آور ہوا بعض غریبان سے کہ اپنے مکانون کے گوشہ مین مخفی ہوے تھے اُن کو تہ تیغ کیا اور ان کے
اموال اور زن وفرزند کی گرفتاری مین مشغول ہوا اور مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ
ظہور مین پہونچا **مثنوی** سر فتنہ از خواب بیدار گشت ٭ بساط فراغت قضا در نوشت ٭ ز سیل بلا شد عیان
رستخیز ٭ نہ روے اقامت نہ پاے گریز ٭ نہ در خانہ بودی کسے را قرار ٭ نہ در کوچہ دیدی طریق فرار
کس از خانہ گر پا نہادی بدر ٭ نہ دستار بر جاے ماندی نہ سر ٭ قاضی بیگ اور سید مرتضے صلابت خان سے جو
محافظت مین بادشاہ کی کوشش کرتا تھا جاکر کہنے لگے کہ کام ہاتھ سے گیا اور قریب ہی کہ عرض وناموس
غریبون کی خاک مین ملجاوے لازم ہی کہ تم عرضداشت ہماری جس تدبیر سے کہ ممکن ہووے بادشاہ کے
ملاحظہ مین گذرانو صلابت خان نے جب موقع پایا عرض داشت اُنکی بغل مین دباکر دربار کی طرف متوجہ ہوا اور
جو کہ صاحب خان اس وقت حاضر نہ تھا خاصہ پہونچانے کے بہانہ باغ کے اندر گیا اور آپ کو مخزن نظام شاہ
مین پہونچایا اور باواز بلند نظام شاہ کی دعا وثنا مین مصروف ہوا اور نظام شاہ نے آواز صلابت خان کی
پہچانی جو اس کا آنا خلاف عادت دیکھا سمجھا کہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہی ناچار حمام کے دروازہ پر ایستادہ ہوکر
سبب آنے کا پوچھا صلابت خان نے عرض داشت ارکان دولت پیش کی اور زبانی بھی حقیقت حال
مشروحاً اور مفصلاً معروض کی نظام شاہ نے متحیر ہو کر صلابت خان کو حکم فرمایا کہ صاحب خان کو خواہی نخواہی
شہر سے پھیر لاؤ کہ غریبون کی ایذا اور آزار مین نہ کوشش کرے صلابت خان نے شہر مین جاکر صاحب خان کو
بزجر واہانت تمام پھیرا اور اس کے بعد صاحب خان صلابت خان کے قتل مین ساعی ہوا جو زمانہ اُسکے
موافق تھا اس واسطے صلابت خان جنگل مانک دون کی طرف بھاگا نظام شاہ اس حال سے مطلع ہوا
اور صلابت خان کو طلب کیا اور بامارت کلان اور منصب سر نوبتی سے قوی کیا اور خاصہ خیل کو اس کا محکوم
فرمایا اور انہین دنون مین ایک جماعت اعیان سے قاضی بیگ کی خیانت پر مدعی ہوئی تھی نظام شاہ
نے اُسے معزول کر کے ایک قلعہ مین قید فرمایا اور بعد دو تین مہینے کے دشمنون نے عرض کی کہ

قاضی بیگ دو لاکھ ہون نقد اور جواہرات خزانہ سے لے کر متصرف ہوا ہی اور جو کچھ مملکت مین دست اندازی
کی اُس کے علاوہ ہی اگر حکم ہووے یہ مبلغ اس سے ہم واپس کرین نظام شاہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عبارت
اس کے درجواب ترقیم فرمائی کہ جب ایسے سید عزیز نے مذلت خیانت اپنی نسبت قرار دے کر اس
محقر جیفہ دنیا کو ہمارے خزانہ سے طمع کی اس سے واپس لینا نہایت بیمروتی ہی یہ روپیہ ہم نے
اسے یک قلم معاف کیا چاہیے کہ اسے قید سے رہا کر کے مع جمیع جہات وعیال و اطفال کشتی پر سوار کر کے
وطن مالوف کی طرف روانہ کرو چنانچہ عہدہ داران نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اس کے بعد منصب پیشوائی
اگرچہ اسد خان ترک کے ساتھ رجوع ہوا لیکن صلابت خان نے اس منصب سے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا استقلال
اس کا اندازہ سے گذرا اور صاحب خان ذلیل مطلق ہوا اور باوجود اس حال کے تعلق خاطر بادشاہ اپنی نسبت
جانتا تھا کہ کس درجہ ہی لیکن صلابت خان کی سخت گیری سے عاجز آیا اور از روے تکبر و نخوت باتفاق
اعوان و انصار مع دو تین ہزار سوار اور فیلان بسیار احمد نگر سے نکل گیا نظام شاہ اس خوف سے کہ
اگر لشکر اُسکے پکڑنے اور پھیرنے کے واسطے نامزد فرمایا جاوے مبادا از روے بے اعتدالی جنگ
کرے اور مارا جاوے اس واسطے خود بعشق اور دل کے میلان سے پالکی مرصع مین سوار ہو کر پیچھے اُس کے
روانہ ہوا قضارا صاحب خان جب حوالی احمد آباد مین پہونچا بے ملاحظہ پاے حصار تک گیا اور مردم درونی
نے وصول لشکر بیگانہ سے واقف ہو کر دروازہ مسدود کیا اور چند توپ کلان اور متوسط اسکی فوج پر سر کین اور
ایک جماعت مردم معتبر سے ضائع ہوئی اس درمیان مین نظام شاہ پیچھے سے پہونچا صاحب خان جو چارہ
نرکھتا تھا ایلچی اُس کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ دو شرط سے میرا وصال میسر ہوسکتا ہی ایک یہ کہ صلابت خان
کو درگاہ سے دفع کرے دوسرے یہ کہ شہر بیدر علی برید سے لیکر مجھے جاگیر مین عطا فرمایا جاوے نظام شاہ
کہ اسکا عاشق زار تھا دونون امرون کا متعہد ہوا صلابت خان کو قصبہ بیر کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی رخصت
فرمایا اور شہر بیدر کو محاصرہ کر کے اُسکی تسخیر مین مشغول ہوا علی برید نے عادل شاہ سے کمک طلب کی اس نے
ہزار سوار اُس کی مدد کو مقرر کیا درمیان اس حال کے خبر پہونچی کہ اس کا بھائی شہزادہ برہان جو کہ قلعہ مین
قید تھا خروج کر کے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہی نظام شاہ نے میرزا یادگار کندی اور سر لشکر ابراہیم
قطب شاہ کو مع سات آٹھ ہزار کے بیدر کے محاصرہ کو نگاہ رکھکر خود ہمراہی صاحب خان احمد نگر کی طرف
روانہ ہوا اور اسی چند روز کے عرصہ مین لشکر عادل شاہی احمد آباد بیدر کے اطراف مین پہونچا مردم قطب شاہ
کہ بہانہ طلب تھے گالکنڈہ کی طرف روانہ ہوے اور میرزا یادگار ترک محاصرہ کے واسطے مشغول ہوا اور شہزادہ
برہان احمد نگر کے اطراف مین آیا اور بارہ ہزار آدمی کہ صاحب خان کی وضع اور اطوار سے رنجیدہ تھے اس سے
ملحق ہوئے اس سبب سے نظام شاہ پریشان ہوا صلابت خان اور خاصہ خیل اور دیگر امرا کہ صاحب خان کی
بے اعتدالی سے آزردہ تھے فرامین استمالت بھیجکر انھین طلب کیا جب وہ نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچے

صاحب خان نے صلابت خان کے آنے سے پھر رنجش بہم پہونچائی ابھی احمد نگر کی طرف نہ پہونچا تھا کہ وہ اپنے بھائیون اور اعوان کو لیکر پٹن کی طرف گیا اور نظام شاہ نے اُس کی طرف اصلا توجہ نفرمائی احمد نگر مین داخل ہوا اور ہاتھی پر سوار ہوکر کوچہ و بازار مین پھرا دوسرے دن جب شاہزادہ برہان باغ ہشت بہشت مین آیا پھر ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور کالا چبوترہ کے نزدیک ہاتھی کو ایستادہ کیا اسدخان اور دوسرے سردارون کو مع توپخانہ شہزادہ برہان کے مقابلہ کو نامزد فرمایا اُنھون نے جنگ کرکے شہزادہ کو برہان پور کی طرف مفرور کیا اور نظام شاہ مظفر اور منصور قلعہ مین داخل ہوکر بدستور اول گوشہ نشین ہوا اور سید مرتضے سرلشکر برار کو فرمان بھیجا کہ صاحب خان کو تسلی کرکے بمحافظت واعزاز تمام حضور مین روانہ کرے اگر وہ انکار کرے اُس کی گردن مار کر گھوڑے اور ہاتھی اُس کے درگاہ مین بھیجے اتفاقاً صاحب خان جب قصبہ عنبر کی حوالی مین پہونچا جو کہ اُس کی طبیعت مین ناراستی جبلی تھی اور نفس امارہ نے اُسے مغلوب اور منکوب کیا تھا اس سبب سے بحری خان قزلباش کو جو امراے برار سے تھا اور قلعہ رنجی مین اقامت رکھتا تھا پیغام کیا کہ اپنی بہن میرے حبالۂ نکاح مین لاکر منتظر فلاح رہ بحری خان نے اس بیجا کو جواب دیا کہ مرغ فروش کی بیٹی کو کیا مناسبت کہ امراے کبار سے طالب پیوند و وصلت ہووے صاحب خان یہ جواب سنکر آشفتہ ہوا اور قصبۂ رنجی پر تاخت لے گیا بحری خان کہ جماعت قلیل رکھتا تھا تاب مقاومت نہ لایا اپنے اہل وعیال کو لیکر جالنہ کی طرف بھاگا اور باتفاق جمشید خان شیرازی کے سید مرتضے کو حقیقت حال لکھکر طریق اخلاص ونجات استفسار کیا جو سید مرتضے کو فرمان صاحب خان کی روانگی کے بارہ مین پہونچا تھا لہذا خداوندخان اور دوسرے امرا کو نامزد کرکے یہ فہمائش کی کہ صاحب خان کے پاس جاکر اسے احمد نگر روانہ کرو اور پوشیدہ خداوندخان سے کہا کہ اس بدبخت کے دست تظلم سے ایک عالم ایذا مین ہے مناسب ہے کہ کوئی تقریب اُٹھاکر اسے قتل کرین خداوندخان اور امراے دیگر جو بطریق استعجال جالنہ کی طرف پہونچے جمشید خان اور بحری خان بھی ان کے رفیق ہوکر صاحب خان کے اردو کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ اجل رسیدہ اپنی جگہ سے نہ ہلا یہان تک کہ یہ لوگ وہان پہونچے اور سراپردہ کے باہر ایستادہ ہوکر از روے تمسخر اور استہزا پیغام کیا کہ ہم بادشاہ کے فرمان کے موافق آئے ہین اگر حکم ہو سلام کے واسطے مشرف ہون باعث سرفرازی ہوگا صاحب خان اس وقت مے نوشی مین مصروف تھا بلا توقف انھین سراپردہ مین طلب کیا جب اُسکی نگاہ ان پر پڑی مسلح دیکھکر مضطرب ہوا اور تعظیماً ایستادہ ہوا اور ایک ایک امرا کو نظر غور وتامل سے دیکھا جب خداوندخان کی باری آئی اُس سے بغلگیر ہوا اور خداوندخان نے فریاد اُٹھائی کہ صاحب خان مجھے بغل مین دباکر پسلیان توڑے ڈالتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرا گلا گھونٹے حالانکہ خداوندخان نے عمداً اُسے آغوش مین پکڑ لیا دبایا کہ اُسکے پہلو کی ہڈیان شکستہ ہوئین اور وہ بیہوش ہوگیا پھر بھی اکتفا نکرکے ضرب خنجر سے کام اُس ناپاک کا تمام کیا اور بھائیون اور انصارون نے جب ایسا دیکھا ہر ایک نے اپنی راہ لی اور جب خداوندخان شر اس خبیث کا دفع کرکے مع امرا سید مرتضے کے پاس گیا اور حقیقت حال بیان کی سید مرتضے نے عریضہ نظام شاہ کو

لکھا کہ جان نثار نے فرمان واجب الاذعان کے موافق ایک جماعت کو صاحب خان کے پاس بھیجکر تاکید کی کہ اسے دلاسا دیکر درگاہ عرش اشتباہ مین روانہ کرو صاحب خان عنان عقل دست استقلال سے چھوڑکر جنگ و امن جنگ مین مارکر مارا گیا اور اس سبب سے کہ مردم حضور اس معنی سے راضی تھے مضمون عریضہ کا اس ڈھب سے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ وہ مقام پر خاش مین نہوا اور پھر دوبارہ اس مقولہ سے ایک حرف زبان پر جاری نہ کیا اُس کے بعد صلابت خان معاند کے بلا خرخشہ متکفل مہمات سلطنت ہوا چند سال باستقلال تمام حکمرانی کی اور اس عرصہ مین محمد اکبر بادشاہ کا ایلچی بدر احمد نگر مین آیا اسے خوشوقت اور مقضی المرام رخصت کیا اور صلابت خان کے عہد پیشوائی مین اس مرتبہ عدل اور ضبط نے رواج پایا تھا کہ تجار وغیرہ بفراغ تمام آمد و شد کرتے تھے اور بعد سلطان محمد بن علاء الدین حسن بہمنی کی ولایت مرہٹ مین کسی شخص نے مثل صلابت خان کے امنیت و ضبط بمرتبہ کمال نہ پہونچایا تھا خواجہ نعمت اللہ طہرانی اور خواجہ عنایت اللہ اور مثل ان کے اور لوگون کو لشکر و حشم دیکر حکم کیا کہ جمیع ممالک محروسہ مین ہمیشہ روند گشت پھرتے رہین اور جس شخص پر چوری کا اطلاق خفیف بھی ثابت اگرچہ ایک حبہ ہو بلا توقف قتل کرین اور خود بھی آبادی ملک اور بلاغ و بستان اور قصبات کے احداث مین کوشش کرکے عمارات عالیہ تیار کی از انجملہ عمارت باغ فرح بخش آثار اُسکے سے ہی اس واسطے کہ چنگیز خان نے دراصل اس کی بنیاد ڈالی تھی اور نعمت خان سمنانی نے اہتمام کرکے سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین اتمام کو پہونچایا اور جب نظام شاہ نے اس باغ کی سیر کے واسطے تشریف ارزانی فرمائی وہ عمارت اُس کی طبع مشکل پسند کے پسند نہ پڑی نعمت خان کو اس عمارت کی داروغگی سے معزول کیا اور صلابت خان کو بجاے اس کے منصوب کرکے فرمایا کہ اس عمارت مین اگرچہ زر خطیر صرف ہوا ہے لیکن مسمار کرکے اور نقشہ دیگر طرح سے بنا کرے جب وہ باغ تیار ہوا شاہ احمد مرتضی خان انجو نے یہ تاریخ اُس کی صفت مین کہی تاریخ ارباب نشاط را خبر کن شاہا + بر باغ فرح بخش گذر کن شاہا + نعمت خان را از بہر تاریخ بنا + از باغ فرح بخش بدر کن شاہا + اور یہ امر بھی خلائق کے درمیان مین مشہور ہے کہ صلابت خان کے عہد داروغگی مین پانچ لاکھ درخت انبہ اور املی کے اُس کے لگائے ہوئے مدت دراز تک رہے اور باعث ذکر خیر ہوئے اور جملہ توفیقات صلابت خان سے تربیت ملا ملک قمی ہے اور ملا ظہوری ہے اُن کے قدوم کو گرامی رکھکر وظائف اور انعامات لائق سے مخصوص کیا اور جب عمارت فرح بخش دوبارہ سنہ ۹۹۱ نوسو اکیانوے ہجری مین تیار ہوئی صلابت خان نے اس باغ مین شادی اور جشن قرار دیکر اعیان و اشراف اور شعرا کو طلب کیا اور ہر ایک سے بہ لطف و عنایت پیش آکر مسرور اور مبتہج فرمایا اور ملا ملک قمی نے ایک قصیدہ غرا اُس کی صفت مین کہا قصیدہ

ای تو بہشت برین این چہ شکوہست و شان	پیشگہت شہ نشین بارگہت شہ نشان	بزم ترا ہشت خلد شستہ از پیش گاہ
بام ترا نہ فلک پایہ از نہ دبان	کوس بحکم بزن بین کہ درخشان ہمہ	صف زدہ از چار سوی ہفت چہ کران
ہم پی فیض ازل با گہرت ہم نشین	ہم گل روے صفا با اثرت توامان	سقف تو پیرایہ داد رفعت خرگاہ چرخ

کاخ تو بر خاک ریخت آب رخ کہکشان
چرخ زگرد رہت دوختہ بر تن حریر
ساختہ ترک قدر زابروے طاقت کمان
لطف تو گر در خیال بگذرد اندیشہ را
خامۂ بہزاد را تاب دہد در بتان
بسکہ زمین نقش بست وصف ترا در ضمیر
خاک دہد مردہ را زندگی جاودان
سدہ تو کعبہ وار رامن فتح و ظفر

سنبل بستان تو صید طرب را کمند
مشتری از فتنہ ات ماند بطیلسان
از گہر فیض تو ابر بدست صبا
چہرہ مافی الضمیر دیدہ بہ بیند عیان
غنچہ تصویرت ار بشگفد از ابر کلک
میدمد از جیب خاک سبزۂ سنبل زبان
فیض ہوایت اگر مایہ دہد باد را
طاق تو محراب دار قبلہ پیر و جوان
بر نظر خاکیان آب شود استخوان

خار گلستان تو چشم حسد را سنان
یافتہ دست قضا از گل شگفتہ سریر
تحفہ فرستد بہ بحر ہدیہ فرستد بکان
گر کند ابرو بلند شاہد تصویر تو
عقد کند خندہ ات در گلوئے زعفران
گر بعناصر دہد لطف تو سرمایۂ
نقل جبلی بردار تن کوہ گران
خاک سکروحت ار سرمہ دہد باد را

اور ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین علی عادل شاہ شہید ہوا اُسکا بھتیجا ابراہیم عادل شاہ نو برس کے سن مین نائب
مناب ہوا صلابت خان نے یہ امر نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچایا اور تسخیر اُس کے ممالک کی سہل ترین
وجہ نظام شاہ پر ظاہر کی اس واسطے نظام شاہ نے صلابت خان کو ارسال لشکر کے لیئے مامور کیا اور بہزاد الملک
کو کہ غلامان چرکس سے تھا سپہ سالار کیا اور امیر الامرا سید مرتضے کو مع لشکر برار ہمراہ کرکے بہ عظمت و شوکت تمام
عادل شاہ کی سرحد مین روانہ کیا جب یہ جماعت قلعہ شاہ درک کے اطراف مین پہونچی امراے عادل شاہی
اُس کے مواجہہ کو روانہ ہوے اور پانچ چھہ کوس کے فاصلہ پر ایک مہینے کامل ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و
خرگاہ ایستادہ کرکے فروکش رہے آخر کو امراے عادل شاہی کو جب دریافت ہوا کہ سید مرتضے بہزاد الملک کی
سپہ سالاری سے آزردہ ہی اور کمک نکریگا افواج آراستہ کی اور ابھی کچھہ رات باقی تھی کہ روانہ ہوے اور صبح
کے وقت کہ ترشح باران تھا اور مردم فوج نظام شاہی نہایت غفلت مین اپنے اپنے خیما و ریال مین پڑے تھے منزل مقصود
مین پہونچکر نقارہ جنگی بجانے لگے اور بہزاد الملک نے کہ ہوا کو بزم کے موافق دیکھکر مجلس شراب آراستہ کی تھی سراسیمہ
برخاست کرکے اُردو سے باہر گیا اور امرا اور سپاہ اُسکے پاس فراہم نہوئے تھے کہ دشمن کی فوج اسپ تاخت لاکر جنگ مین
مصروف ہوئی اور قریب ڈیڑھ سو ہاتھی نامی کے لیکر بہزاد الملک کو بحال ابتر منہزم کیا اور سید مرتضی نے کہ اس سے بہت فاصلہ پر
فروکش ہوا تھا خبر نہ پہونچنے کا بہانہ کرکے صلابت خان کو لکھا کہ بہزاد الملک نے جو تعجیل جنگ مین کی اور رفقا کے پہونچنے
کا انتظار نہ کیا اس سبب سے اُسے چشم زخم پہونچا انشاء اللہ تعالی اب احسن وجوہ سے تدارک ہوگا صلابت خان نے
فرمان سپہ سالاری اُسکے نام بھیجا سید مرتضی اس امر سے خوش ہوا اور خیل و حشم کی فراہمی مین کوشش کی اس درمیان مین
ابراہیم قطب شاہ جوار رحمت ایزدی مین داخل ہوا اور اسکا فرزند محمد قلی قطب شاہ جانشین ہوا اور ایک لشکر قطب شاہ کہ افواج
نظام شاہ کی کمک کے واسطے اس سفر مین ہمراہ تھا بیدل ہوکر متفرق ہوا اور سید مرتضی نے شاہ میرزا اصفہانی کو کہ قطب شاہ کا
وکیل سلطنت تھا موافق کرکے ایسا کیا کہ محمد قلی قطب شاہ کو مدد دیے اسکے ملک کیا اور باتفاق قلعہ شاہ درک کو محاصرہ کیا

اور چار پانچ مہینے تک ہر چہار طرف سے بنیاد جنگ ڈالی اور خداوند خان اور بہری خان [illegible] نے [illegible] میں تنہا
جان نثاری اور مردانگی کرکے نشان شجاعت کے فلک الافلاک پر پہونچائے اور تھانہ دار قلعہ محمد آقا ترکمان نے علامہ مدافعہ
بلند کرکے قلعہ کی محافظت مین تقصیر نہ کی اور ہر چند نظام شاہ اور قطب شاہ اس سے منصب [illegible] کا وعدہ کرکے
چاہتے تھے کہ فریب دیوین مفید نہ پڑا اور اُسنے مجادلہ اور محاربہ اور حفظ حصار مین تقصیر نہ کی ہمہ تن مصروف ہوا اس سبب سے
ہر روز ایک جماعت لشکر نظام شاہ اور قطب شاہ سے مقتول ہوتی تھی اور فتح میسر نہوئی اور سید مرتضیٰ اور قطب شاہ طول
محاصرہ اور سپاہ کی ہلاکت سے دلگیر ہوکر کہنے لگے کہ ہم یہ محنت عبث تسخیر قلعہ مین کھینچتے ہین مناسب یہ ہی کہ بیجاپور
کی فتح مین مشغول ہوان ور جسوقت دارالملک مفتوح ہو اور قلعون اور شہرون کی تسخیر بسہل ترین وجہ میسر ہوگی پھر باتفاق
وہان سے کوچ کرکے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوے اور جو کہ اس مقام مین بھی ملازمان بزرگ کے درمیان مناسب کے
سبب آپس مین نزاع تھی کوئی شخص لشکر بیگانہ کے دفع شر مین متوجہ نہوتا تھا سید مرتضیٰ اور قطب شاہ نے بخوبی تمام
اُسے محاصرہ کیا اور جیسا کہ مذکور ہوا بعد مدت مدید بیجاپور کی فتح سے بھی [illegible] ہوکر قطب شاہ [illegible]
سید مرتضیٰ اور بہزاد الملک نے نظام شاہ کی مملکت کی طرف [illegible]
کے حکم کے موافق قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری کو مع جماعت مردم معتبر بیجاپور کی طرف بھیجا [illegible]
کو شہزادہ میران حسین کے واسطے خواستگاری کرے اُس وقت مین فرمان جمشید خان شیرازی کے نام صادر ہوا کہ مع
لشکر و جمعیت اپنی قاسم بیگ کے ہمراہ بیجاپور کی طرف جاوے جمشید خان نے جواب دیا مین تابع سید مرتضیٰ کا ہون
مضمون فرمان اُسے مین سنتا ہون جو کچھ وہ فرماویگا اُسپر عمل کرونگا اور سید مرتضیٰ نے کہا کہ نظام شاہ نے مجھسے
فرمایا جب تک فرمان میرے خط خاص سے مزین نہو عمل نہ کرنا جو یہ پروانہ اُسکا دستخطی نہین ہی مین اُسپر عمل نہین کرتا اور
تجھے رخصت نہین دیتا ہون جمشید خان نے یہ مضمون صلابت خان کو لکھکر فساد بیجا کا سامان کیا اور کام اس نہایت
کو پہونچا کہ اسی سال سید مرتضیٰ مع لشکر برار نہایت شوکت و شان سے صلابت خان کے دفع کے ارادہ پر
احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا لیکن اس مرتبہ ایک جماعت مردم معتبر سے درمیان مین آئی اور صلابت خان اور سید مرتضیٰ
کے درمیان صلح و مصالحہ کرا دیا سید مرتضیٰ برار کی طرف روانہ ہوا اور بعد چھ ماہ کے پھر در وازے خدمت کے
مفتوح ہوے سید مرتضیٰ پھر دوبارہ سنہ مذکور مین صلابت خان کے دفع کے واسطے عازم و جازم ہوا اور بدان
اسلئے کہ احمد نگر سے لشکر اسپر نامزد ہووے بدستور سابق لشکر برار فراہم لاکر با شوکت و ہیبت تمام احمد نگر کی
سمت متوجہ ہوا صلابت خان نے یہ سُنکر ہمت اُسکے علاج پر مقرر کی مرتضیٰ نظام شاہ کو باغ ہشت بہشت
سے باغ فرح بخش مین لیگیا وہان تقریبات اُٹھاکر عمارت بغداد کو کہ قلعہ کے اندر واقع ہوا اُسکی عبادت
کے واسطے مقرر کیا کہ آنحضرت دوبارہ قلعہ احمد نگر کی طرف تشریف نہ لیجاوین اور فتح شاہ نام ارباب نشاط کو [illegible]
آراستہ و شطرنج بھی خوب کھیلتی تھی خدمت کے بہانہ قلعہ مین داخل کیا اور نظام شاہ [illegible]
ہمبستری سے مشرف کیا اس درمیان مین سید مرتضیٰ مع لشکر عظیم احمد نگر کے اطراف [illegible] آیا اور [illegible]

اور صلابت خان نے اسکا آنا اس طرح سے نظام شاہ کے ذہن نشین کیا کہ اس سے رخصت حاصل کی اور شاہزادہ میران حسین کے ہمراہ رکاب سید مرتضیٰ کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور بعد جنگ غالب آیا سید مرتضیٰ اور خداوند خان مغلوب اور منکسر ہوکر برار کی طرف بھاگے اور ساز وسلب اور ہاتھی اُسکے صلابت خان کے ہاتھ آئے اور صلابت خان کے تعاقب کشایسے انھین توقف میسر نہوا برہان پور کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گئے اور اسی سال شہزادہ برہان کو بعضے مردم فتنہ انگیز بلباس درویشان احمد نگر مین لائے اور یہ تجویز کی کہ صلابت خان کو حالت غفلت مین پہلے قتل کرین اسکے بعد نظام شاہ کو معزول کرکے برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھائین قضارا جس رات کی صبح کو یہ ارادہ وقوع مین لایا چاہتے تھے صلابت خان نے آگاہی پائی برہان شاہ اسی لباس مین کوکن کی طرف بھاگا اور اس مقام مین بھی توقف موجب ہلاکت سمجھکر گجرات کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گیا قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی عادلشاہ کی بہن کو میران حسین کے عقد نکاح مین لائے اور اکبر بادشاہ نے اسی سال تسخیر دکن کی عزیمت کی خان اعظم عزیز کوکا کو کہ اس عرصہ مین مالوہ کا حاکم تھا سپہ سالار کرکے مع برہان شاہ اور سید مرتضیٰ اور تمام سرداران دکن کے اُسکے ہمراہ کرکے ولایت نظام شاہ کی طرف روانہ کیا اور ان دنون مین چاند بی بی زوجہ عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کو دیکھنے آئی تھی صلابت خان نے دلاور خان وکیل سلطنت عادل شاہ کو پیغام کیا کہ حسین نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو چاند بی بی کے جہیز مین دیا تھا اب عادل شاہ فوت ہوا اور چاند بی بی بیوہ ہوکر اس طرف آئی مناسب ہے کہ وہ قلعہ نظام شاہ کے گماشتون کے سپرد کرین دلاور خان نے یہ امر قبول نہ کیا صلابت خان نے اظہار رنجش کی اور علی عادل شاہ کی بہن کو مع شہزادہ میران حسین دولت آباد کی طرف بھیجا کہ جس وقت عادل شاہ قلعہ شولاپور دیوے جشن وشادی کرکے دولہن کو داماد کے سپرد کرین ورنہ موقوف اور معطل رہے اور اس عرصہ مین خبر وصول لشکر اکبر بادشاہ مالوہ مین پہونچی صلابت خان نے اس بیت پر عمل فرمایا بیت کار نہ این گنبد گردان کند٭ ہر چہ کند ہمت مردان کند٭ اُسکے دفع پر ہمت مصروف کرکے میرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار اُنکے مقابلہ کو بھیجے میرزا محمد تقی برہانپور مین گیا اور راجہ علی خان سے ملاقات کرکے اُسکو ساتھ اپنے متفق کیا اور عزیز کوکا نے یہ سنکر شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجا تو اُسے لشکر دکن کی موافقت سے پشیمان کرکے ساتھ اکبر بادشاہ کے متفق کرے یہ امر صورت پذیر نہوا شاہ فتح اللہ نے بے نیل مقصود عزیز کوکا کے پاس مراجعت کی اور جوان دنون مین عزیز کوکا اور شہاب الدین احمد خان حاکم اُجین کے درمیان منازعت تھی میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع لشکر دکن اعلام جسارت بلند کرکے اکبر بادشاہ کی ولایت مین در آئے اور ہنڈیہ کی طرف کہ مالوہ اور دکن کی سرحد ہے مقابل عزیز کوکا کے فروکش ہوے چند روز کسی نے جنگ مین پیشقدمی اور سبقت نہ کی آخر الامر عزیز کوکا نے صلاح صف جنگ مین نہ دیکھکر رات کے وقت تاخت کی اور بیراہ سے ولایت برار مین آکر بلدہ ایلچپور اور بالاپور کو غارت کیا اور جو میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان ہنڈیہ سے کوچ کرکے تعاقب کے واسطے دوڑے عزیز کوکا کو توقف میسر نہوا اور اندربار سے ولایت مالوہ کی طرف مراجعت کی اُسوقت راجہ علی خان برہانپور کی طرف گیا اور میرزا محمد تقی احمد نگر کی سمت راہی ہوا اکبر بادشاہ جو متوجہ اور مہمات مین تھا اور سلاطین دکن بھی جنہا

شوکت اور قوت مین تھے طرح دیگر اس مہم مین ساعی ہوا اور ان سنوات مین فتحی شاہ ارباب نشاط جو شگرفتہ صلابت خان تھی اُسنے نظام شاہ کے مزاج مبارک مین تصرف تمام بہم پہونچایا اور چند قصبہ جاگیر پائے اور قسم جواہر اور زیور مرصع سے جو کچھ چاہتی تھی بادشاہ کی سرکار سے لیتی تھی اور روز بروز قرب و منزلت اُسکی افزون ہوتی تھی یہان تک کہ دو مالے قیمتی کہ رام راج کی غنائم سے تھے اور مروارید اور یاقوت و لعل اور زمرد وغیرہ قرینہ سے آمیختہ اور منتظم تھے طلب کیے مرتضے نظام شاہ نے بسبب وفور عشق اور استغنائی سے کہ بحر و کان اُسکے نزدیک وجود نہین رکھتا تھا صلابت خان کو حکم کیا کہ وہ دونون مالے فتحی شاہ لولی کے حوالہ کرے لیکن صلابت خان نے معذرت کرکے اُسکے دینے سے انکار کیا جب مبالغہ بادشاہ کا حد سے گذرا ارکان دولت سے مشورہ کیا سبھون نے اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ دو مالے اور ان مالون کی شبیہ مین فتحی شاہ کو دینا چاہیئے صلابت خان نے انکے کہنے پر عمل کیا اور بعد چند روز کے فتحی شاہ اس معاملہ سے واقف ہوکر بادشاہ سے عرض پیرا ہوئی کہ یہ مالے رامراج کے نہین ہین نظام شاہ غضبناک ہوا اور صلابت خان سے فرمایا کہ جسقدر جواہر میری سرکار مین ہے صندوقچون سے برآوردہ کرکے جواہر خانہ مین فراہم کر کہ نظر ثانی اور تماشا کرون صلابت خان نے مقصد سمجھکر ان دو تسبیح اور جواہر نفیسہ کو پوشیدہ کیا اور باقی ایوان معہود مین قرینہ اور ترتیب سے چنا نظام شاہ لوگون کو علیحدہ کرکے مع فتحی شاہ وہان گیا اور جب وہ تسبیح اور جواہرات قیمتی ندیکھا نہایت ناراض ہوا اور اپنے ہاتھ سے اس جواہرات کو ایک جا فراہم کرکے فروش نفیسہ مین کہ وہان موجود تھا لپیٹ کر آگ مین ڈالا اور وہان سے برآمد ہوا اور جب ارکان دولت اُس شیا کی محافظت کے واسطے دوڑے فرش و فروش سوختہ کے سوا کچھ نظر نہ پڑا بہ تعجیل تمام آگ کو بجھا کر جواہر اور زیور مرصع برآوردہ کیا موتیون کے سوا کسی چیز کو آسیب نہ پہونچا تھا اور لوگون نے اس بات کو بادشاہ کے جنون اور دیوانگی پر گمان کیا اس تاریخ سے خلقت اُسے دیوانہ کہنے لگی اور لولیون نے نظام شاہ سے عرض کیا کہ ارکان دولت آپکی پردہ نشینی سے دلگیر ہوکر چاہتے ہین کہ آپ کے فرزند ارجمند میران حسین کو تخت پر بٹھا دین یہ سنکر لخت جگر کے قتل پر عازم ہوا ہرچند کوشش کی کہ اُسے کسی طور دستیاب کرکے ہلاک کرے صلابت خان اُسے ندیتا تھا حیلہ و حوالہ مین دفع الوقت کرتا تھا اس درمیان مین ابراہیم عادل شاہ دلاور خان حبشی کے صلاح و مشورہ کے باعث مع فوج جنگی نظام شاہ کی سرحد مین آیا اور یہ پیام دیا کہ شہزادہ میران حسین کی زوجہ کو رخصت کرین یا اُسکی پالکی جو بہنے بھیجی ہے واپس بھیجین صلابت خان نے جواب دیا کہ جبتک قلعہ شولاپور نہ دوگے یہ مقصد حاصل نہوگا عادل شاہ صلابت خان کی سخت گوئی سے مقام خدمت مین ہوا اور اوسہ کو محاصرہ کیا نظام شاہ یہ امر صلابت خان کی بے اعتدالی سے سمجھکر رنجیدہ ہوا اور اُس سے پوچھا کہ تو حرامخوار ہے یا حلال خوار صلابت خان نے جواب دیا کہ مین بندہ با اخلاص ہون نظام شاہ نے کہا مین تیری نافرمانی سے آزردہ ہون اور قدرت تیری قید و حبس پر نہین رکھتا صلابت خان نے سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ کوئی قلعہ میرے حبس کے واسطے مقرر فرمادین تو مین خود مطوق اور مسلسل ہوکر اس مین جاکر غبار خاطر اقدس محو کردون نظام شاہ نے کہا قلعہ دندا راجپور کی طرف رجوع ہو وہ ترک سادہ فی الفور اپنے مکان پر آیا اور زنجیر اپنے پاؤن مین ڈالکر پالکی مین سوار ہوا اور اپنے متعلقون کو حکم کیا کہ مجھے قلعہ دندا راجپور مین قید کرو اور نظام شاہ نے

عہد دکن [illegible] حکیم کو اور منصب وزارت پر میر محمد تقی نظیری کو منصوب فرمایا اور حکم کیا کہ عادل شاہ
کے ساتھ صلح [illegible] چنانچہ انھون نے اسکے فرمانے پر عمل کیا یعنے عادل شاہ صلح کرکے سرحد سے پلٹ گیا
اور خود بھی عادل شاہ کو کہ اب تک داماد کے سپرد نہ کیا تھا جشن شادی بزرگ ترتیب دیکے میران حسین
شہزادے کے سپرد کیا اور نظام شاہ پھر دوبارہ قتل فرزند پر آمادہ ہوا اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی سے یہ
بات کہی کہ اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا غالب ہوا اسے میرے دربار مین حاضر کردیں یہ خوش ہوکر شکر الٰہی
بجا لائے اور اسی وقت شہزادہ کو قلعہ کے اندر باپ کے پاس بھیجا ابتدا مین نہایت شفقت سے پیش آیا
اور عمارت بغداد کے قریب اسے ایک حجرہ مین جگہ دی دوسرے دن اسے نہالی اور بالاپوش مین لپیٹ کر
حجرہ مین آگ لگا دی اور دروازہ باہر سے بند کیا میران حسین جس طرح کہ ممکن ہوا نہالی اور بالاپوش سے
[illegible] اور جو حجرے مین دھوئین کے سبب اندھا دھند تھا آپ کو شگاف دروازہ مین پہونچا کر
زور سے آخر سب فریاد کی یہان تک کہ فتحی شاہ لولی خبردار ہوئی اور اس نے رحم دلی اور ترحم سے دروازہ
کھولا اور میران حسین کو برآوردہ کرکے قاسم بیگ اور محمد تقی کے پاس پہونچایا انھون نے اسے پالکی مرصع مین
بٹھا کر پوشیدہ دولت آباد کی طرف بھیج دیا نظام شاہ بعد دو تین روز کے اس حجرے مین گیا جب ہڈیان اپنے
فرزند کی اس خاکستر مین نہ دیکھین فتحی شاہ لولی سے استفسار کیا اس نے عرض کی شاید استخوان اسکے خاکستر ہوگئین
[illegible] نظام شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور اسیر شدہ اور تہدید نہایت کی فتحی شاہ نے کہا مین نے اسے قاسم بیگ اور
میرزا تقی کے سپرد کیا ہے نظام شاہ نے قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی کو قلعہ کے دروازہ کے قریب طلب کرکے حقیقت
حال استفسار کی وہ مصلحت ملک کے واسطے انکار کرکے بولے ہم اس واقعہ سے خبر نہین رکھتے نظام شاہ طیش
مین آیا فوراً دونون امیرون کو مقید اور محبوس کرکے مہمات سلطنت میرزا محمد صادق رود باری سے رجوع فرمایا
جب اس نے بھی شہزادہ کے قتل مین اطاعت نہ کی بعد نو روز کے اسے بھی مقید اور محبوس کیا پھر سلطان حسین
سبزواری کو [illegible] احمد نگر تھا منصب وکالت دیگر بخطاب میرزا خان عمدۂ پیشوائی پر مخصوص فرمایا اور وہ جو ارادہ
بادشاہ کا جانتا تھا فتحی شاہ اور اس کے عزیز و اقارب کو زر خطیر دیکر راضی کیا اور پوشیدہ دلاور خان کے
پاس ایلچی بھیجکر پیغام کیا کہ یہ بادشاہ بمحض دیوانہ ہوکر چاہتا ہی کہ اپنے فرزند کو قتل کرے اگر تم میری امداد
اپنے ذمہ [illegible] اور فرض جانکر اس سرحد کی طرف متوجہ ہو ممکن ہی کہ ہم باپ کو معزول کرکے بیٹے کو
تخت پر متمکن کرین دلاور خان نے یہ امر قبول کیا اور مع عادل شاہ سرحد کی طرف متوجہ ہوا میرزا خان نے بذریعہ
فتحی شاہ نظام شاہ کے گوش زد کیا کہ عادل شاہ مع سپاہ فراوان ولایت احمد نگر کی تسخیر کے واسطے نشان عزیمت
بلند کرکے بعجیل تمام آتا ہی اس بارہ مین کیا حکم ہوتا ہی نظام شاہ جو مقدمہ سے خبر نہ رکھتا تھا تدارک اور علاج اسکا
میرزا خان سے [illegible] میرزا خان نے امرائے کبار کو اس بہانہ سے کہ عادل شاہ کی لشکرکشی انکی تحریک
کے سبب سے [illegible] اور خود اپنے عزیز و اقارب کو بجائے انکے مقرر کرکے مع جمعیت خوب احمد نگر سے برآمد

ہوکر قصبہ وانورہ کے قریب فروکش ہوا نظام شاہ میرزا خان کے مقام کرنے سے متوہم ہوا اور مسود اس اوراق یعنی محمد قاسم
فرشتہ کو اس معاملہ کی تحقیق کے واسطے امرا کے پاس بھیجا جو میرزا خان اخلاص میرا بہ نسبت بھی جانتا تھا یقین کیا کہ
یہ حقیقت حال دریافت کرکے راست براست بےکم وکاست بادشاہ سے معروض کریگا اس سبب سے لشکرگاہ کے
جانے سے اضطراب میں پڑا اور فتحی شاہ سے کہا اگر تو کام حاصل کرے کہ میں لشکر میں جا کر امرا کو جنگ دشمن کی ترغیب و
تحریص کرون نہایت شفقت ومرحمت ہوگی اور اسکے شکرانہ میں بارہ ہزار ہون نقد تمھارے صرفہ بزم کے واسطے دیکر
روانہ ہونگا فتحی شاہ نے جو ہیں نام بارہ ہزار ہون کا سنا فورًا نظام شاہ سے عرض کرکے ایک نامہ بخط خاص حاصل کیا کہ
میرزا خان خود لشکر میں جا کر دشمن کے مدافعہ میں قیام کرے وہ اس امر سے نہایت مسرور اور محظوظ ہوا اور بلا توقف
بارہ ہزار ہون فتحی شاہ کے تفویض کیے اسوقت تک یہ مولف لشکر میں تھا کہ میرزا خان بطور تاخت وہان آیا جو راز اسکا
فاش ہوگیا تھا اور خاص و عام اسکے ارادہ پہ مطلع تھے اس امر کا عازم ہوا کہ مولف کو محبوس ومقید کرے تو اخبار اردوے
بادشاہ کے موقف عرض میں نہ پہونچے اس درمیان میں ایک دوست نے مجھے اس سانحہ سے آگاہ کیا میں گھوڑے پر
سوار ہوکر قریب شام اردو سے بھاگا میرزا خان واقف ہوا اور ایک جماعت کثیر میرے تعاقب کے واسطے
نامزد کی جو میں نے مشعل اور لالٹین وغیرہ خاموش کردی تھیں اور انھون نے برعکس اسکے روشن کی تھیں اس سبب
اُنکے تعاقب سے کچھ اثر مترتب نہوا یہ فقیر قریب صبح نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچا سراپردہ کے پیچھے سے میں نے
میرزا خان کا قصد اور ارادہ بتفصیل تمام معروض کیا فتحی شاہ جو کہ میرزا خان سے سازش رکھتی تھی معترض ہوکر بولی کہ تو جھوٹ کہتا
ہے کہ میرزا خان سے حرامخوری کبھی نہوگی میں نے جواب دیا کہ مجھے اور میرزا خان سے کسی طرح کی عداوت نہیں ہے کہ میں نے
اسکے حق میں تہمت کی ہے جو میں نے سنا تھا وہ اپنے صاحب سے عرض کیا امید ہے کہ جلد صدق وکذب میرا سب پر ظاہر
ہووے یہ حرف وحکایات اور رد وبدل ہورہی تھی کہ اسی وقت مخدوم نے یہ خبر پہونچائی کہ میرزا خان مع جمیع امرا
دولت آباد کی طرف گیا ہے کہ میران حسین شہزادہ کو قلعہ سے برآورد کرکے اور بادشاہ بنا کر احمدنگر کی طرف متوجہ ہووے
نظام شاہ دریاے حیرت میں پڑا بندہ سے تدبیر پوچھی میں نے گذارش کی کہ علاج اس علت کا دو طرح پر متصور ہے اول یہ کہ
آپ بیس پردہ سے برآمد ہوکر سوار ہووین اور مع ان دو تین ہزار سلحداران خاصہ خیل جو ہمراہ رکاب ہمایون ہین بیر
کی طرف تاخت کرکے میرزا خان کے سد راہ ہون کہ بمجرد سننے اس خبر کے جمیع امرا اور سپاہ میرزا خان کی ترک رفاقت کرکے
چتر عرش سا کے سایہ میں فراہم ہونگے نظام شاہ نے کہا قبل اسکے چند روز ہوئے کہ فلان خواجہ سرا کھانا میرے واسطے لایا
اسکے کھاتے ہی میری طبیعت برہم ہوئی اور شکم میں درد پیدا ہوا آخرش اسہال دموی شروع ہوے اب تک میرے
احشا میں درد ہے اور قدرت سواری کی نہیں رکھتا گمان میرا یہ ہے کہ میرزا خان نے خواجہ سرا کو موافق کرکے وہ کھانا
زہر آلود کیا تھا میں نے عرض کی کہ دوسرا علاج یہ ہے کہ فرمان مشعر استخلاص صلابتخان قلعہ دنداراج پوری میں بھیجکر تعجیل
اسکو اور بھی دوسرے آدمیون کو کہ قلعہ میں محبوس ہیں طلب کریں اور خود بھی بدولت وسعادت پالکی میں سوار ہوکر
بہ بہانہ شکار جنیر کی طرف کہ صلابتخان کے سر راہ ہے تشریف لیجاوین کہ صلابتخان کو پابوسی کا شرف ہوتے ہی تمام

خیل وحشم شہزادہ اور میرزا خان سے جدا ہوکر عالم پناہ کی ملازمت مین حاضر ہونگے بادشاہ نے فوراً فرمان صلابت خان اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی اور حکیم مصری کے طلب مین ترقیم فرمایا اور بصحبت قاصدان تیز رفتار کے روانہ کیا اور خود بھی ساعت نیک اختیار کرکے سوار ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ فتحی شاہ لونی نمکحرام نے سر اسکے پاؤن پر رکھکر ہاے ہاے کرکے رونا شروع کیا اور کہا کہ بمجرد روانگی قلعہ احمدنگر سے یہ آدمی خاصہ خیل کہ حاضر ہین اپنے حق خدمت ادا کرنے کے واسطے آپکو شہزادہ کے پاس لیجا وینگے نظام شاہ نے یقین کرکے فسخ عزیمت کی راقم حروف کو کہ دربار کی محافظت مین اشتغال رکھتا تھا اُسدن حضور اقدس مین طلب کرکے بمکالمہ تشریف سرفراز فرمایا اور وہ بادشاہ قوی ہیکل گندم گون اور فراخ چشم بلند اندام اور باشوکت وصلابت تھا اور زبان فارسی مین خوب مہارت رکھتا تھا فقیر سے فرمایا فتحی شاہ ایسا ایسا کہتی ہین بہتر یہ ہی کہ اس قلعہ مین رہکر صلابت خان کا انتظار کرون فقیر جو چارہ نرکھتا تھا آنحضرت کے مزاج اور مرضی کے موافق گفتگو کرکے راضی بقضاے الٰہی ہوا لیکن جب یہ حکایت فاش ہوئی جمیع مردم سوار وپیادہ کہ اُسکے پاس باقی رہے تھے مایوس ہوکر فوج فوج دولت آباد کی سمت روانہ ہوے اور میرزا خان صلابت خان کے پہونچنے کے خوف سے دومنزلہ راہ طی کرکے بتعجیل تمام تر شاہزادہ کو احمدنگر سے لایا اور داعی دولت یعنی محمد قاسم فرشتہ نے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرکے صلابت خان کے پہونچنے تک محافظت کرے لیکن جب صغیر وکبیر اعلی ادنی قلعہ سے برآمد ہوکر شاہزادہ سے ملحق ہوئے اور سواے فتحی شاہ اور اُسکے پرستار سبزہ نام اور تین چار پردہ دار کے کوئی قلعہ مین نرہا سوا اس اوراق نے ہاتھ مدافعہ سے کوتاہ کرکے سکوت اختیار کیا اس درمیان مین شاہزادہ اور میرزا خان تیس چالیس آدمی اوباش سے قلعہ مین داخل ہوے اور تلوارین میان سے کھینچکر عمارت بغداد مین کہ مسکن نظام شاہ تھا در آے اور جو سامنے آتا تھا اُسے زندہ نچھوڑتے تھے شاہزادہ نے بندہ کو پہچانا اور پاس ہمہ مکتبی کا کرکے میرے قتل کا مانع ہوا اور مجھے اپنے ہمراہ عمارت بغداد مین لیجاکر قولاً اور فعلاً ہر ایک بدزبانی کہ عالم مین متصور ہے اپنے باپ کی نسبت بجالایا نظام شاہ سکوت اختیار کرکے اُسکی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور جب شمشیر برہنہ کرکے اُسکے شکم پر رکھی بولا کیا کہتا ہی اس تلوار کا پیلا ایسا تیرے پیٹ پر مارون کہ پشت کی ہڈیان توڑکر نکلجاوے نظام شاہ آہ سرد کھینچکر بہ طیش تمام بولا اے مردود حق اور عاق پدر تیرا باپ دو تین روز کا مہمان ہی اگر باپ کے حال پر ترحم کرے مروت ہوگی والا تجھے اختیار ہی شہزادہ نے جب تقریر دلپذیر سنی حرکات ناخوش ترک کرکے عمارت بغداد مین نازل ہوا اور باوجود اسکے کہ باپ اس کا مرض الموت مین گرفتار تھا میرزا خان کی ہدایت سے صبر نکرکے حکم کیا کہ اُسے حمام مین لیجاکر دروازہ اور روزن اُسکے مسدود کرین اور اسکے آتش خانہ مین آگ شدت سے جلاکر جمیع منفذ بند کرین اور اُسے پانی ندیوین تاکہ وہ حالت تشنگی مین تڑپ تڑپ کر جان جان آفرین کو تسلیم کرے جب یہ سانحہ عمل مین آیا آنحضرت رجب کی اٹھاروین تاریخ سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے ہجری مین جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوے اور علما اور فضلا مذہب امامیہ یعنے شیعون کے طریق پر اُسکی تجہیز وتکفین مین مشغول ہوے اور برسم امانت صندوق مین رکھکر روضہ باغ مین مدفون کیا اور برہان نظام شاہ ثانی نے اُسکے استخوان برآوردہ کرکے کربلاے معلی بھیجے اور

اُسکے باپ دادا کے پہلو مین دفن کیا اور مرتضےٰ نظام شاہ کی مدت سلطنت چوبیس برس اور پانچ مہینے تھی مرثیہ دردا کہ اِس
چرخ را نیست قرار + از دائرہ زمانہ دور است مدار + زنہار امان ز دہر امید مدار + گر تیغ ستم کشد بیا بد زنہار +

تذکرہ میران حسین بن مرتضیٰ نظام شاہ کی سلطنت اور اُسکے واقعات پر شور و شین کا

جب میران حسین نے میرزا خان کی ہدایت سے اپنے والد ماجد کو حمام مین قید کر کے ہلاک کیا اور احمدنگر کے تخت پر متمکن ہوا اور میرزا خان کو صاحب اختیار کیا میرزا خان نے چاہا کہ دلاور خان کی تقلید کر کے میران حسین کو کہ طفل ۱۶ برس کا ہے گھر مین بٹھا کر خود متصدی جمیع مہمات ہووے لیکن چونکہ میران حسین شوخ طبیعت اور اجلاف پیشہ اور بے اعتدال اور نا دور اندیش تھا یہ صورت فروغ مین نہ آئی ہر روز سوار ہوتا تھا اور ایک جماعت دایہ زادگان اور اپنے ہم سنون کو منصب امارت دیکر مقرب کیا اور زمانہ لہو و لعب مین بسر کرتا تھا اور راتون کو جماعت اراذل و اوباش ہمراہ لیکر احمدنگر کے کوچہ و بازار مین پھرتا تھا اور حالت بدمستی مین جو شخص اُسکے سامنے آتا تھا تیر و تفنگ سے اُسے ناحق قتل کرتا تھا اس درمیان مین بعضے مقربان نے میران حسین کے گوش زد کیا کہ میرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضیٰ نظام شاہ کو قلعہ سنیر سے طلب کر کے اپنے مکان مین پوشیدہ کیا ہے تا بوقت فرصت تجھے معزول کر کے اُسے منصوب کرے میران حسین یہ سنکر خائف ہوا اور میرزا خان کو موکلون کے سپرد کیا دوسرے دن معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط ہے پھر میرزا خان کو مقرب اور معزز کر کے پایہ اُسکے مرتبہ کا بلند کیا میرزا خان نے مظنہ دفع کرنے کے واسطے میران حسین کی خدمت مین عرض کی کہ وجود دو ازمان مملکت موجب فتنہ و فساد ہے صلاح دولت اس مین ہے کہ شاہ قاسم مع آل و اولاد قتل کیے جاوین میران حسین نے یہ امر قبول کیا اور فرمان اُن لوگون کے قتل کا جاری فرمایا یہانتک کہ اپنے اعمام اور اُنکی اولاد ذکور کو کہ پندرہ مرد تھے ایک روز مین سب کو تیغ بیدریغ سے نیست و نابود کیا اور جب میرزا خان کا استقلال اور غلبہ حد سے گذرا انکس خان اور طاہر خان کہ برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی میران حسین کے ہوتے تھے حالت مستی اور ہوشیاری مین شکایت میرزا خان کی کرتے تھے اور میران حسین اس سے برخذر ہو کر کبھی کہتا تھا کہ اُسے قتیلک کے فلان تلوار سے اُسکی گردن مارونگا اور کبھی کہتا تھا کہ فلان فیل مست کے زیر پا اُسے ڈالونگا اور یہ خبر میرزا خان کو پہونچی اُس نے جو بطمع دنیوی دل حشمت و جاہ سے نہ اُٹھا سکتا تھا اور اپنے تئین بادشاہ بے تاج و تخت تصور کیے ہوئے تھا علاج اُسکا میران حسین کے قلع اور قمع مین تصور کیا میران حسین اس امر کو دریافت کر کے جمادی الاول کی بارھوین تاریخ ۹۹۷ نوسو ستانوے ہجری مین بحیلہ ضیافت انکس خان کے مکان پر گیا تو اُسکا کام تمام کرے میرزا خان بیماری کا بہانہ کر کے عذر خواہ ہوا اور آقا میر شیروانی کو کہ اُسکے اعوان سے تھا اور میران حسین اُسکو اپنے مخلصان سے معلوم کرتا تھا اُسے انکس خان کے مکان پر بھیجی آقا میر اُسوقت وہان پہونچا کہ میران حسین طعام تناول فرما چکا تھا انکس خان نے اُسکے واسطے کھانا علیحدہ حاضر کیا اس مین قدرے تناول کیا اور جسطرح سے میرزا خان نے اُسے فہمائش کی تھی قے کرتا ہوا مجلس سے باہر نکلا اور اپنے مکان پر گیا میرزا خان نے میران حسین کو پیغام کیا کہ آقا میر آپکے امراے کلان سے ہے

چاہیے کہ اُسے قلعہ احمد نگر کے باہر بھیجکر مکان خوب مین جگہ دلوین اور حکما کو اُسکے معالجہ کے واسطے مقرر فرماوین تو آپکی توجہ کی برکت سے شفا پاوے میران حسین انکس خان کے مکان سے پلٹ کر باغ بیرون قلعہ مین رونق افزا ہوا اور میرزا خان نے اسکی ملازمت مین پہونچکر یہ عرض کی کہ مین نے ظاہر اسنا ہے آقا نہایت بدحال ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ اس مرض سے نجات پاوے اگر بادشاہ اُس کے حقوق خدمت کو منظور رکھکر اُسکی عیادت کو تشریف ارزانی فرماوے کمال بندہ پروری ہوگی میران حسین نے اُسکے قصہ مین انجام نہ سوچا دو تین آدمی مقربون سے ہمراہ لیکر سوار ہوا اور میرزا خان کے ساتھ قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور وہان جو میرزا خان کے اعوان و انصار کے سوا دوسرا نہ تھا دروازہ بند کر کے اُسے قید کیا اور میر طاہر خبیشا پوری کو قلعہ کہا کہ مین برہان شاہ بن حسین نظام شاہ کے بیٹون کے بلانے کو کہ صغیر سن تھے بھیجے تو ان مین سے جسکو مناسب جانے تخت پر بٹھاوے میر طاہر دوسرے دن برہان شاہ کے دو فرزند کہ ایک کا نام ابراہیم دوسرے کا اسمعیل تھا احمد نگر مین لایا میرزا خان نے بزجر و تعدی قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور میرزا صادق اور میر عزیز الدین استر آبادی اور تمام اعیان و افاضل غریبان کو جو اپنے اپنے مکان پر تھے اور اس معاملہ کی خبر نہ رکھتے تھے سوطھوین تاریخ ماہ مذکور کو شہر سے قلعہ مین طلب کر کے مجلس آراستہ کی اور ظہر کے وقت چھوٹے بھائی اسمعیل کو جو بارہ برس کا تھا تخت پر بٹھا کر مبارکباد مین مشغول تھے کہ یکبارگی قلعہ کے باہر غوغا بلند ہوا لوگ تلاشی ہوے اور ایک جماعت کو حقیقت حال دریافت کرنے کے واسطے بھیجا اُنھون نے بات کر یہ خبر پہونچائے کہ جمال خان مولد مہدوی کہ منصبداران صدہ سے ہے مع ایک جماعت منصبداران دکنی و حبشی سے اتفاق کر کے کہتا ہے اور تمام ہم کہ چند روز گذرے ہین ہم اپنے بادشاہ میران حسین کی زیارت سے محروم ہین اور اُسکے حال سے خبر نہین رکھتے کہ کیونکر ہے بہتر ہے ہمارے پاس بھیجو یا ہمین اُسکی ملازمت کے واسطے جانے دو میرزا خان نے نہایت غرور اور نخوت سے جواب دیا کہ میران حسین لیاقت و قابلیت بادشاہی کی نہین رکھتا ہے اب ہمارا اور تمھارا بادشاہ اسمعیل نظام شاہ ہے اسوقت سربلند ہو کر تمھارا اسلام لیا ہے جمال خان نے یہ خبر سنکر دو ہر مقام پر مجالس مین ہو کر فرمایا کہ شہر احمد نگر مین منادی کرو کہ اہل دکن سمجھیں اور آگاہ ہووین کہ میرزا خان اور جمیع غریبان نے قلعہ مین جمع ہو کر میران حسین شاہ کو قید کیا ہے اور دوسرے کو بادشاہ کیا چاہتے ہین لازم کہ جمیع خاص و عام اپنے بادشاہ کی رہائی پر ہمت مقرر کر کے غریب اور غریب زادون کا تسلط اپنے سر سے دفع کرین اور نہین یقین جانین کہ بعد اس صحبت کے زن و فرزند کیلئے اُن کی کنیزی اور غلامی مین گرفتار ہونگے اہل دکن کہ بغیر تجربہ شراب کے مست تھے جب یہ بات سنی سمیع اور بلبل ہو کر فوج فوج قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو تین ساعت مین پانچ چھ ہزار سوار و پیادہ اور بہت بازاری وغیرہ جمال خان کے پاس مجتمع ہوئے اور تمام حبشی قلعہ کے قریب ہجوم لاکر اُنکے شریک ہوئے اور جو دولت میرزا خان کی زوال اور انحطاط مین تھی اور جو کچھ کہ مشیت ایزدی میں ساتھ اُسکے تعلق پکڑا تھا چاہتے تھے کہ وقوع مین آوے ابتداے حال مین جمال خان مع بیس پچیس سوار کے جب قلعہ کے قریب آیا تھا میرزا خان نے کوتہ نظری اور بے عقلی سے ایک جماعت کو اُسکے دفع شر کے واسطے نہ بھیجا اور جس وقت ہجوم عام ہوا یعنی سوار و پیادے بیشمار اسکے پاس مجتمع ہوئے ہر ایک سر دم وقتی کو ایک ایک بھیجا ان کے سر پر نشینے خان کو بھیجا اور کشور خان کو مع ایک سو پچاس

غریب زادہ اور سات غریب اور بیس دکنی اور ایک فیل مست کے کہ غلام علی نام رکھتا تھا جمال خان کے مدافعہ اور مقابلہ
کے واسطے نامزد کیا اور کشور خان ہر چند جانتا تھا کہ اس جماعت معدودہ سے اس لشکر گران کے ساتھ کچھ کام
نکر سکونگا ناچار قلعہ سے برآمد ہو کر حملہ ہاے مردانہ کیئے اکثر غریب زادے کام آے اور دس پندرہ آدمیون نے
کہ نہایت زخمی اور نیمجان ہوے تھے بھاگ کر قلعہ مین پناہ لی اور میرزا خان کے پاس پہونچے میرزا خان نے جب
غریب زادون کو کہ اُنکی حمایت اور پشتی سے مرتکب ایسے امر خطیر کا ہوا تھا مقتول دیکھا مضطرب اور حیران ہو کر بولا
کہ بلوہ دکینون کا میران حسین شاہ کے واسطے ہی لازم ہی کہ ہم اُسے قتل کرین تو آگ فساد کی ساکن ہووے پھر ایک غریب زادہ
نے کہ جس کا نام اسمعیل خان بن ذوالفقار خان تھا حکم کیا کہ حسین شاہ کا سر تن سے جدا کر کے تاج سنان کرو اور برج یا قلعہ کے
دروازہ پر نصب کرو جب یہ واقعہ ہائلہ عمل مین آیا یعنے سر اس تاجدار کا نوک نیزہ پر چڑھا کر یہ شور و خروش بلند کیا کہ اگر ہجوم
اور جنگ تمھاری حسین شاہ کے واسطے ہی یہ سر اس کا تاج سنان ہی دیکھ لو لازم ہی کہ اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ کی
سلطنت پر راضی ہو کر اپنے مکان پر جاؤ کہ اسکی عنایت خسروانہ سے سرفراز ہوگے بعضے دکنی اور حبشی کہ عمدہ تھے
عازم مراجعت ہوئے اور جمال خان ان کے ارادہ پر واقف ہو کر مانع آیا اور کہا اگر حسین شاہ مارا گیا چاہیئے کہ غریب زادون
سے انتقام لیکر باگ مہمات سلطنت کی اسمعیل شاہ کے قبضہ اقتدار مین لاوین اور باتفاق امور بادشاہی کا سامان
کرین کیا ضرورت ہی کہ غریب متصدی اس امر خطیر کے رہین پس پھر سب جمال خان کو اپنا سردار کر کے دولتخانہ کو آپس مین تقسیم
کیا اور عہد و شرط درمیان اپنے کر کے قلعہ کے محاصرہ مین ساعی ہوے اور عوام الناس کی دلجمعی کے واسطے کہ محزون دلگیر ہو دین
ایک جماعت کو نزدیک دروازہ برج دبارہ کے بھیجکر پیغام کیا کہ لوگ کہتے ہین یہ سر میران حسین کا نہین ہی اگر سر کو نیچے ڈالین
تو دکنی اور حبشی بیچارہ ناامید اور مایوس ہووین اور ہاتھ جنگ سے کوتاہ کرین یہ بہتر ہوگا چنانچہ میرزا خان نے باور کر کے سر میران حسین کا
قلعے کے نیچے ڈالا اور جمال خان اور یاقوت خان حبشی اگرچہ جانتے تھے کہ یہ سر میران حسین کا ہی لیکن اغماض کر کے بولے یہ سر
اسکا نہین ہی پھر اسے چادر مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین پوشیدہ کیا اس درمیان مین ایک سو گاڑی علف اور ناچک و ستی
اور بھوسے سے لدے ہوئے قلعہ کے آگے سے فروخت کے واسطے لیے جاتے تھے جمال خان نے فرمایا انھین قلعہ کے
متصل لیجا کر گنڈے اور علف کو قلعہ کے دروازہ پر انبار کر کے آگ لگا دو جب ایسا کیا آگ دروازہ کے تختون مین لگی
دروازہ تمام جلگیا اور جو آگ کے انگارے سر راہ پڑے تھے مردم درونی اور بیرونی کی راہ آمد و شد مسدود ہوئی اور
جب آدھی رات گئی اور آگ کے شعلے ساکن ہوے اندر باہر کے آدمیون نے جا بجا قرار و آرام پکڑا میرزا خان
مع جماعت اخوان انصار مثل بانی خان اور امین الملک نیشاپوری اور خانجی تاتار اور سید محمد سمنانی اور بہادر خان گیلانی اور
میر طاہر علوی اور آقا میر شیروانی اور شہباز خان دکنی اور اسمعیل خان کے شمشیرین غلاف سے برآورده کر کے بہیئت
مجموعی گھوڑون کو مہمیز کر کے دروازہ سے برآمد ہوے بعضے خاص شہر مین اور بعضے حوالی شہر مین مارے گئے
میرزا خان جنیر کی طرف بھاگا اور چند روز تک کسی اس کا سراغ پیدا نہوا اور دکنی اور حبشی اس شب کو قلعہ مین
داخل ہوے جس قدر کہ غریب وہان تھے سواے چار آدمیون کے یعنے قاسم بیگ اور سید شریف گیلانی

اور اعتماد خان شستری اور خواجہ عبد السلام تونے کے کہ جا بجا محفوظ مین پوشیدہ ہوئے تھے باقی کو کہ قریب تین سو مرد کے تھے تہ تیغ کیا اور جملہ قتیلان سے میرزا تقی نیطری اور میرزا صادق ردباری اور میر عزیز الدین استر آبادی اور ملا نجم الدین شستری ہین اور یہ ہر ایک اس زمانہ مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے میرزا صادق با وصف فضل و دانش منشی خوب تھا اور شعر پاکیزہ کہتا تھا یہ چند رباعی اس سے کہ مولف کو یاد تھین تحریر ہوئین **رباعی** ای رہزن کاروان زہد پرہیز + بر عشوہ دوستی خصمی آمیز + در کوی تو از ہجوم نظارگیان + نے جای ستادنست و نے پای گریز + **ایضاً** زانم کہ بہ بزم سادگی کردم صبر + اکنون خطش از غبار دارد بسر ابر + گر سوز من از خطش فزون شد چہ عجب + سوزندہ تر است آفتاب تہ ابر + **ایضاً** من مصحف اقدس مقدس کیشم + من ہیکل علوی قضا اندیشم + خواہی ز زمانہ چشم زحمت نرسد + تعویذ تو ام جدا مکن از خویشم **ایضاً** ای روشنی چشم ز ہجران بیدار + ای وصل تو مرہم درون انگار + از ہجران تو بیقرار ست دلم + یک لحظہ کناد خاطرم گیر قرار + القصہ جب صبح صادق ہوئی غریبون کے کشتون کے پشتے نظر آئے جمال خان مع اعوان و انصار قلعہ مین داخل ہوا اور حکم کیا کہ لاشین غریبون کی اٹھا کر صحرا مین ڈال دو اور ان کے متعلقون کو کفن و دفن سے ممانعت کرو اور میران حسین شاہ مقتول کو باغ روضہ مین دفن کر کے اسمعیل نظام شاہ کو تخت پر بیٹھایا اور پھر مجدد اً غریبون کے قتل اور ان کے مال کے تاراج و عمارت جلانے اور کھودنے کے بارہ مین حکم فرمایا لشکریان اور غارتگران نے ہاتھ ظلم کا آستین تعدی سے برآورده کیا وضیع و شریف اور امیر و فقیر نوکر اور سوداگر اور مجاور اور مسافر کو بزجر و رسوائی تمام قتل کرتے تھے اور آگ انکے عمارت عالیہ مین لگا کر جنکا سر فرقدان پر تھا زمین سا اور پائمال ظلم و جفا کیا اور ان کی دوشیزہ لڑکیون کو جو مہر و ماہ سے منہ چھپاتی تھین بال کھینچکر مستون کی بزم مین لائے اور چوتھے دن میرزا خان کو جیر کے حوالی مین گرفتار کر کے جمال خان کے حکم کے موافق گدھے پر سوار کر کے شہر کے کوچہ و بازار مین تشہیر کیا اسکے بعد تیغ ستم سے پرزے پرزے کر کے سر بازار آویزان کیا اور جمشید خان شیرازی کو مع اسکے بھائی حسین اور سید محمد کے اور اسکے فرزند سید مرتضی کے بسبب اس جرم کے کہ وہ میرزا خان کے موافق تھے قتل کر کے انکی لاشین توپ کے منہ مین رکھکر آگ دی یہانتک کہ ہر ذرہ انکے اعضا کا ہر مقام مین متفرق ہو کر گرا اور سات دن غریبون کا قتل عام رہا اور ایک ہزار غریب شہر و قصبات مین مقتول ہوئے مال و اسباب و ساز و سلب انکا تاراج ہوا اسی درمیان مین فرہاد خان حبشی کہ امرائے کبار سے تھا اپنی جاگیر سے آیا اور اجلاف اور اوباش پر سیاست اور تہدید کر کے فی الجملہ آتش فساد ساکن کی اور ایک جماعت قلیل غریبون کی کہ حبشیون اور دکنیون کی حمایت مین بسبب آشنائی کے کسی گوشہ اور کنارہ مین پوشیدہ تھی اس نے اس بلا سے نجات پائی **مثنوی** کہ داند کہ این خمہ دیو دود + چہ تاریخہا دارد از نیک و بد + چہ نیرنگ با بیخبران باختست + چہ گردن کشان را سر انداختست + فلک نیست یکسان در آغوش تو + طرازش دو رنگ ست بر دوش تو + مدت سلطنت میران حسین شاہ مقتول دو مہینے تین روز تھی والبقاء للملک المعبود اور کتب تواریخ مین مسطور ہے کہ شیرویہ نے اپنے باپ پرویز کو قتل کیا سال اسپر خیریت سے نہ گذرا اور اسی طرح منتصر باللہ خلیفہ عباسی اپنے باپ متوکل عباسی کے قتل مین ترکون کا شریک ہوا ایک سال زندہ رہا اور اسی طور سے میرزا عبد اللطیف بن میرزا

الغ بیگ بن میرزا شاہ رخ بن امیر تیمور صاحبقران نے قصد پدر کرکے میرزا الغ بیگ فاضل عصر کو قتل کیا چھ ماہ سے زیادہ بادشاہی نصیب نہوئی اور دکن مین میران حسین شاہ نے باپ کو ایسے عذاب الیم مین مبتلا کرکے ہلاک کیا اس پر بھی سال نہ پلٹا بعقوبت تمام قتل ہوا **فرد** پدر کش بادشاہی را نشاید ٭ وگر شاید بجز شش مہ نپاید ٭

ذکر اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

قبل اس سے وقایع مرتضی نظام شاہ کے ضمن مین مذکور ہوا کہ برہان شاہ بیٹا حسین نظام شاہ کا جو قلعہ لوہاگر مین قید تھا اس تقریب سے کہ اسکا بھائی نظام شاہ زندہ نہین ہے یا دیوانہ ہوا ہے اور مہمات سلطنت مین مشغول نہین ہوسکتا خروج کیا اور جنگ کرکے شکست پائی اور ہزیمت کھاکر اکبر شاہ کے پاس گیا اور اُس کے اسوقت ممالک دکن مین دو بیٹے تھے ایک ابراہیم اور دوسرا اسمٰعیل لیکن ابراہیم جسکی ماں حبشیہ تھی سیہ فام تھا اور صورت ظاہری سے بھی چندان بہرہ نرکھتا تھا یعنی خوبصورت نہ تھا اور اسمٰعیل کہ اس کی والدہ بیٹی ایک رئیس کوکن کی تھی صورت و سیرت نیک اتصاف تمام رکھتا تھا اور صلابت خان نے دونون کو قلعہ لوہاگر مین قید کیا تھا جب میرزا خان میران حسین کے درپے عزل ہوا کوئی وارث ان دو بھائیون کے سوا مملکت نظام شاہ مین موجود نہ تھا اس واسطے انھین قلعہ لوہاگر سے طلب کیا اور باوجود اسکے کہ ابراہیم بڑا بھائی تھا میرزا خان نے اسمٰعیل کو تخت حکمرانی پر متمکن کیا اور جیساکہ تحریر ہوا جمال خان مہدوی نے بھی اسمٰعیل کی بادشاہی قبول کی اور زمام اختیار اپنے قبضہ قدرت مین لایا اور ہمت پرورش مہدویہ پر مصروف رکھی اور اسمٰعیل کو کہ کمسن تھا اپنے طریق پر لایا خطبہ اثنا عشریہ برطرف کیا واضح ہو کہ مہدوی کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان مین آخر سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین دعوی کیا کہ مین مہدی موعود بہ لسان شرع ہون اور جو بعضے آثار و علامات کہ مہدی آخرالزمان علیہ السلام مین قرار پائے ہین اس مین تھے اسکے قول کی تصدیق کی اب راقم اس اوراق کا محمد قاسم فرشتہ اس سے ساکت ہوکر سر رشتہ مطلب کا دستیاب کرکے یہ کہتا ہے کہ تھوڑے عرصہ مین اطراف و جوانب ہندوستان سے ایک گروہ مہدویہ فراہم ہوکر اسمٰعیل نظام شاہ کے فدوی ہوئے اور جمال خان کو اپنا خلیفہ جانکر اکثر شجاعت اور جان نثاری اپنی نمایان کی از انجملہ ابتدائے حال مین صلابت خان نے کہ قلعہ کھرلہ سرحد برار مین محبوس تھا میران حسین شاہ کی خبر قتل سنکر خروج کیا اور امرائے برار کہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے اسکی طرف گرویدہ ہوے اور جمال خان کے استیصال کے واسطے احمد نگر کی سمت متوجہ ہوا اور دلاور خان نے بھی ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت سے ولایت نظام شاہ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور بیجاپور سے روانہ ہوا اور جمال خان نے جماعت مہدویہ کی حمایت کے سبب ہمت ان ہر دو امور صعب مین مصروف رکھی اول اسمٰعیل نظام شاہ کے ہمراہ رکاب صلابت خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور پیٹن کے اطراف مین جنگ کرکے اسے برہان پور کی طرف بھگایا اور وہان سے عادل شاہ کے استیصال کے واسطے روانہ ہوا اور قصبہ اشتی مین فریقین کا سامنا ہوا پندرہ روز تک ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن رہے

کوئی حرب مین جرأت اور سبقت نہ کرتا تھا پھر آخر کو رسل و رسائل درمیان مین آئے اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ جمال خان بالکی
زوجہ میران حسین شاہ مقتول مع ستر ہزار ہون نعل بہار دانہ کرے جمال خان بعد از اعطاے مبالغ مذکور احمد نگر گیا اور بروز
عید رمضان اسی سال مین باقی غریب کہ دلاور خان کی شفاعت سے قید حیات مین تھے اور قریب تین سو مرد سے زیادہ
نہ تھے انکو پیادہ اور بدحال بیجاپور کی طرف اخراج کیا دلاور خان نے احوال انکا ابراہیم عادل شاہ سے عرض کیا
اور ان لوگون کو اس دولت خانہ کے سلک مین منتظم کیا اور راقم حروف بھی صفر کی انیسوین تاریخ ۹۹۸ھ نوسو اٹھانوے
ہجری مین احمد نگر سے بیجاپور آیا اور بذریعہ دلاور خان شرف آستانہ بوسی شاہ عدالت گستر سے مشرف ہوا اور اس کے
ملازمان کے سلک مین انتظام پاکر تا یوم تحریر خاکروبان اس عتبہ علیہ سے ہے اور انھین دنون مین صلابت خان کہ
قریب ستر سال اس کی عمر سے گذرے تھے آثار رحلت اپنے مین مشاہدہ کرکے اسمعیل نظام شاہ سے بوسیلہ
جمال خان قولنامہ حاصل کرکے آسیر اور برہان پور سے احمد نگر مین آیا اور خدمت قبول نکر کے قصبہ نیکا پور مین کہ
آباد کیا ہوا اسکا تھا ساکن ہوا اور اجل طبیعی کا منتظر ہوکر اسی سال ۹۹۸ھ نوسو اٹھانوے ہجری مین اسکے
مرغ روح نے عالم قدس کی طرف پرواز کی اور ایک گنبد کہ کوہ شرقی احمد نگر پر اپنے عہد ولایت مین تعمیر کیا تھا
مدفون ہوا اور اسکا ایک فرزند مو سوم مرتضے اقلی یادگار رہا اور ملازمت مرتضی شاہ بن شاہ علی مین بسر لیجاتا تھا
اور جب خبر جلوس اسمعیل نظام شاہ تخت احمد نگر پر اکبر بادشاہ کے سمع مبارک مین پہونچی برہان شاہ کو ولایت بنگش سے
کہ مابین سیند دکابل کے ہے اور وہان جاگیر رکھتا تھا طلب فرمایا اور یہ بات کہی کہ سلطنت احمد نگر ارثاً اور استحقاقاً
تجھے پہونچتی ہے ہم نے تجھے مرحمت فرمائی جس قدر لشکر اس ملک کی تسخیر کے واسطے درکار ہو ہمراہ لیکر اپنے
فرزند کی عزل اور اخذ مملکت موروث کے واسطے توجہ کر برہان شاہ نے عرض کیا کہ اگر سپاہ بادشاہ ہمراہ
ہوگی دکن کے آدمی متوحش ہوکر درپے تمرد و عناد ہونگے اگر حکم ہووے تنہا سرحد دکن مین جاکر وہان کے باشندون کو
اپنا مطیع اور فرمان بردار کرکے بملائمت و نرمی اس ملک موروث پر متصرف ہون بادشاہ نے یہ راے پسند کرکے
اسے دکن کی طرف رخصت فرمایا اور پرگنہ ہنڈیہ اسے جاگیر دیکر راجہ علیخان حاکم آسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک
کی اعانت اور امداد مین تقصیر نکرے برہان شاہ نے جب سرحد دکن ہنڈیہ مین مقام کیا اور زمینداران ولایت نظام شاہ
اور اس ملک کے سردارون کو قولنامے یعنی امان نامے کہ رسم دکن ہے اصدار فرمائے اور اپنی اطاعت اور
فرمانبرداری کی ہدایت اور دلالت کی سب اظہار اخلاص و یکجہتی کرکے طالب قدوم ہوے برہان شاہ کندوانہ کے
راستہ سے مع چند سوار و قدرے پیادہ ولایت برار مین داخل ہوا اور جہانگیر خان حبشی جو امراے سرحد سے تھا عہد و
میثاق سے پشیمان ہوا اور اتفاق اور وفاق کو نفاق سے مبدل کرکے جنگ پر قیام کیا اور برہان شاہ منہزم
ہوا چغتائی خان ننگ کہ اس کے امراسے تھا مارا گیا برہان شاہ نے خستہ و بدحال ہنڈیہ کی طرف مراجعت کی اور
رات و دن جمال خان کے دفع کے اندیشہ اور ملک موروث کے لینے کی فکر مین رہتا تھا جب ابراہیم عادل شاہ اور
راجہ علیخان مقام اعانت مین اس جناب کے ہوے ہنڈیہ سے برہان پور آنکر لشکر جمع کرنے کے درپے ہوا اور جمال خان

کے

اس ارادہ سے مطلع ہوا طائفہ مہدویہ کو کہ قریب دس ہزار تھے طلب کرکے مشورہ کیا بعد قیل وقال وگفتگوے بسیار یہ ٹھہرا
کہ سید امجد الملک مہدوی سپہ سالار لشکر برار کو مع امراے اس حدود کے راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے واسطے
مقرر کرین اور جمال خان مع سپاہ احمد نگر عادل شاہ کے مدافعہ کے واسطے قیام کرے پھر جمال خان اسمٰعیل شاہ کے ہمراہ
عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور قصبہ دارسنگ کے اطراف مین دلاور خان حبشی سے جنگ کی اور مہدویان فدوی
کی سعی اور شجاعت کے سبب غالب آیا تین سو ہاتھی بادشاہی پر متصرف ہوا اور ابھی قصبہ دارسنگ مین تھا کہ چوتھے
دن خبر پہونچی کہ امراے برار عادل شاہ اور راجہ علی خان کی سعی اور کوشش سے برہان شاہ کے مطیع اور فرمانبردار
ہوے اور سرحد مین برہان پور کی اُس سے ملاقات کی جمال خان یہ خبر سنکر نہایت شوکت اور حشمت سے برار کی طرف
روانہ ہوا لیکن عادل شاہ نے حسب الایماے برہان شاہ اور راجہ علی خان کے جمال خان کا تعاقب کرکے اُمراے برار
کو مامور کیا کہ تمام مقام مین گرد آوردوے نظام شاہ تاخت کرکے ایسا انتظام کرین کہ ایک دانہ اور آذوقہ کا اس کے
اُردو مین نہ پہونچے اس سبب سے بہت آدمی جمال خان کی ترک رفاقت کرکے برہان شاہ کے پاس گئے اور
جمال خان اعتقاد مہدویہ کے اخلاص قدیم پر کرکے سوار ہوا یہانتک کہ گھاٹ روہنکیر پر پہونچا اور چونکہ برہان شاہ
کے آدمیون نے اس گھاٹ کو روکا تھا دوسرے راستہ سے کہ نہایت سخت اور دشوار گذار تھا لشکر برہان کی طرف
متوجہ ہوا **بیت** کسے را کہ دولت برافتد ز راہ + براہے نشتابد کہ افتد بچاہ + اس راستہ مین آب کمیاب تھا اور
گرمی کی گرما گرمی سے لو چلتی تھی جمال خان اور اُسکے ہمراہیون نے نہایت محنت کھینچی اور وادی منزل مین حیران
ہوے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ تین کوس کے فاصلہ پر ایک ایسا مقام ہے کہ اس مین پانی بافراط تمام ہے لاچار اس طرف
متوجہ ہوا لیکن برہان شاہ اور راجہ علی خان جمال خان سے پیشتر پانی کے کنارہ پہونچکر وارد ہوئے اور جمال خان اور
اسکا لشکر کل اس پانی کی امید پر روان دوان ہوا تھا تشنگی سے بدحال ہوکر اُس حدود مین پہونچا جب یہ خبر سنی لاچار ہوکر اُس
صحرا مین جو نشان محشر سے دیتا تھا اور خشکی اُسکی داغ تشنگی کا آفتاب کے جگر پر رکھتی تھی نزول کش ہوا **بیت** زمینے ز گرمی
بے آب تر + ہواے ز دوزخ جگرتاب تر + لشکر جمال خان کا سراسیمہ ہوکر لشکرگاہ کے اطراف وجوانب مین
متلاشی دوڑا ایک کوس کے فاصلہ پر ایک نخلستان دیکھا لوگ اُس طرف روانہ ہوے اور اسقدر پانی ہاتھ آیا
کہ حیوان ناطق اور صامت کے سد رمق ہوا اور ہلاکت سے نجات پائی اور جمال خان نے اُس وقت یہ صلاح دیکھی
کہ آج ہی کے دن بلکہ اسی ساعت کہ گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی سیراب ہین صفوف جنگ آراستہ کرکے آتش حرب
روشن کرین اور اسکے اعوان وانصار بھی اس امر مین شریک ہوے بلا توقف افواج آراستہ کرکے رجب کی تیرھوین تاریخ
۹۹۹ھ نوسو ننانوے ہجری مین برہان شاہ اور راجہ علیخان کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور باوصف اُس کے
کہ درمیان دونون سپاہ کے اتنا فاصلہ تھا کہ پیک عقل کو اُس سے عبور دشوار دکھائی دیتا تھا بہ زحمت فراوان اُس سے
عبور کیا اور مہدویان فدوی کی اعانت کے باعث جنگ کو بازیچہ تصور کرکے اُنکے مقابل گیا اور برہان شاہ اور
راجہ علی خان ناچار ہوکر صفوف حرب آراستہ کرکے میدان جانستان کی طرف روانہ ہوئے اور فریقین کے درمیان

لوازم حرب و قوع مین آئے فوج ملکی تلوار چلنے لگی مہدویون نے افواج غنیم بہت قتل اور متفرق کی قریب تھا کہ غالب ہو دین قضارا ایک گولی بندوق کی برہان شاہ کے لشکر سے آکر جمال خان کی پیشانی پر لگی وہ خانۂ زین سے زمین پر آیا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے تڑپ کر پرواز کر گیا اور یاقوت خان اور خداوند خان حبشی اور سہیل خان خواجہ سرا اور بھی امرا نے توقف مین صلاح نہ دیکھی اسمعیل نظام شاہ کے ہمراہ راہ فرار نابی اور امراے برہان شاہ نے انکا پیچھا کیا اور یاقوت خان اور خداوند خان کے سر پر پہونچکر ان پر غالب آئے اور سر انکے تن سے جدا کیے سہیل خان یہ حال مشاہدہ کرکے اسمعیل نظام شاہ کو ایک قصبہ مین چھوڑ کر بیجاپور کی طرف فرار ہو گیا اور امراے برہان شاہ نے اسمعیل نظام شاہ کو دستیاب کرکے سہیل خان سے قطع نظر کی اور اسے باپ کی ملازمت مین پہونچایا برہان شاہ نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بعد اسکے راجہ علیخان کو کہ اس یورش مین باماد و اعانت تقصیر نکی تھی چند گھوڑے اور ہاتھی پیشکش کرکے رخصت کیا اور خود احمدنگر کی طرف مراجعت کی محمد شریف کربلائی نے بطریق تعمیہ تاریخ اس فتح کی یون کہی **مصرع** بگو مروج مذہب سر جمال گرفت ✤ جس وقت کہ مروج مذہب ۹۹۹ سر جمال کو کہ جیم ہے لیوے تاریخ فتح برآمد ہووے اور مدت سلطنت سنہ ۹۹۹ھ اسمعیل نظام شاہ کی دو سال تھی —

ذکر برہان شاہ بن حسین شاہ کی سلطنت کا

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضے نظام شاہ کے عہد مین قلعہ لہاگر مین قید تھا اور بیجا گیر لائق اوقات شریف بفراغت تمام بسر کرتا تھا اندنون مین صاحبخان نے سر بے اعتدالی سے اٹھایا اور امرا اور سپاہ مرتضی نظام شاہ کے اوضاع سے متنفر ہوئے اور جس وقت کہ نظام شاہ صاحب خان کے دنبال بیدر کی طرف گیا تھا اس جماعت نے فرصت پاکر برہان شاہ کو عرائض اس مضمون سے تحریر کیے تھے کہ آپکا بھائی دیوانگی کے سبب بادشاہی کے قابل نہین ہے اگر آپ قلعہ سے خروج فرمائین ہم سر حلقہ فرمان مین لاکر مخلصان یکجہت سے ہونگے برہان شاہ نے حاکم قلعہ کو موافق کرکے خروج کیا اور پانچ چھ ہزار سوار چند مین اسکے شریک ہوئے اور چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا جب یہ خبر حوالی بیدر مین نظام شاہ کے گوش زد ہوئی بتعجیل تمام احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور ایک روز پیشتر برہان شاہ سے مع تین سو آدمی اس قلعہ مین پہونچا اور اسیدن عصر کے وقت عوام الناس کے دفع مظنہ کے واسطے جو کہتے تھے کہ نظام شاہ زندہ نہین ہے پس پردہ سے برآمد ہو کر ہاتھی پر سوار رہا اور شہر مین داخل ہوا جب نعمت خان چاشنی گیر سمنانی کی بازار مین پہونچا خواجہ زین سمنانی کے قریب دوکان کہ وہ مرد ہمزبان اور وجیہ تھا اور ادویہ فروشی اسکا کام تھا ہاتھی کو استادہ کرکے اس سے پوچھا کیا بیچتا ہے اس نے جواب دیا کہ قسم معاجین اور ادویہ اور اشربہ یعنی پینے کی چیزون سے جو شے درکار ہو حاضر ہے نظام شاہ نے کہا وہ دوا کہ دیوانگی کو فائدہ بخشے تیرے پاس موجود ہے بولا ہان سب قسم کے اجزا ے جلاب موجود ہین نظام شاہ نے فرمایا مین اپنے تئین دیوانہ نہین جانتا کس واسطے کہ بطریق مشائخ گوشہ نشین ہوکر چاہتا ہون بادشاہی کرون میرا بھائی نے تقریب آپ کو خرخشہ مین گرفتار کرکے لشکر کشی مجھ پر کرتا ہے خواجہ

زین نے عرض کی خود بدولت دسعادت تخت سلطنت پر متمکن رہین مہمات سلطنت خوب ترین وجہ سے جاری ہوتے رہینگے برہان شاہ خود دیوانہ ہر کہ باوجود کمال فراغت ایسے بھائی مشفق ومہربان پر خروج کرتا ہر اور اس نعمت کی قدر نہین جانتا ہی نظام شاہ اس بات سے خوش ہوا اور تھیلی ایک ہزار روپیون کی اسے عنایت فرمائی اور باہم معاودت کی اور باوصف اسکے کہ بعد آٹھ برس کے آدمیون کے درمیان آیا تھا اکثر اپنے ملازمین اور شاگردون کو پہچان کر اُن سے ہمکلام ہوا اور اکثر شہر کے بازارون کی سیر کرکے قلعہ مین گیا اور دوسرے دن کی صبح کو برہان شاہ باغ ہشت بہشت مین پہونچکر مقیم ہوا اور جو نظام شاہ کے سوار ہونے کی خبر نے انتشار پایا تھا اکثر لوگ جو کہ برہان شاہ کے شریک ہوے تھے ترک رفاقت کرکے احمدنگر کی طرف راہی ہوئے اور ظہر کے وقت نظام شاہ بطریق روزہاے سابق ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور تخمیناً دس ہزار سوار اُسکے چتر کے سایہ مین فراہم ہوئے اور کالا چبوترہ کے قریب ایستادہ ہوا اور صلابت خان کو سپہ سالار کرکے مع توپخانہ اور فیلان نامی اسکے سر پر نامزد کیا اور ہشت بہشت کی حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی برہان شاہ شکست کھاکر بیجاپور کی طرف فرار ہوا اور بعد دو برس کے برہان شاہ بطلب بعضے امرا بلباس درویشان احمدنگر مین آیا اور اعوان وانصار کو مقرر کیا کہ جس روز صلابت خان دیوان خانہ مین بیٹھکر اپنی مہمات مین مشغول ہووے مع پانسو بہادران یکدل ویک زبان تاخت کرکے اُسے قتل کرین اور برادر گوشہ نشین دیوانہ کو ایک قلعہ مین قید کرکے خود امور سلطنت کا متکفل اور متصدی ہووے اتفاقاً جو وقت موعودہ نہ پہونچا تھا صلابت خان واقف ہوا اور ایک جماعت کو کہ برہان شاہ کے اتفاق اور یکجہتی مین مشہور تھی بشدائد تمام ہلاک کیا اور برہان شاہ کی تلاش مین ہوا برہان شاہ جو فقیری لباس مین تھا دن کو کسی جگہ اور شب کو کسی مقام مین رہتا تھا دستیاب نہوا مفرور ہوکر قطب الدین خان محمد غزنوی کے پاس کہ گجرات مین رہتا تھا گیا اور بعد چند روز کے اکبر بادشاہ کی خدمت مین پہونچا اور آغاز مین بہ منصب سہ صدی سرفراز ہوا اور جس وقت کہ خان اعظم کو کا دکن کی طرف نامزد ہوا منصب ہزاری پر اختصاص پایا اور جو خان اعظم نے بالاپور تک غارت کرکے بے حصول مقصد مراجعت کی برہان شاہ نے ہمراہ صادق محمد خان افغانان مابین آب نیلاب اور کابل کے تعین ہوکر ولایت بنگش سے جاگیر پائی اور جب اُسکا بیٹا احمدنگر مین بادشاہ ہوا اکبر شاہ نے اسے بنگش سے طلب کرکے دکن بھیجا جیسا کہ احوال اُسکا سابق مین مذکور ہوا بمقتضاے من طلب شیئا وجد وجد آخر مین صاحب تخت وتاج ہوا اور مذہب مہدویہ کو کہ اُن دنون اُس کے بیٹے کے عہد مین رواج پایا تھا دفع کیا اور حکم کیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اُسے زندہ نچھوڑین اور مال واسباب اُنکا غارت کرین اسواسطے تھوڑے زمانہ مین اُنکا اثر باقی نرہا اور بدستور سابق منبرون اور بازارون مین خطبہ اثنا عشریہ نے زیب وزینت پائی اور مذہب اثنا عشریہ نے رواج تمام پیدا کیا اُس دولتی نہ کے غریب جو میرزا خان کی شامت کفران سے جلا وطن ہوئے تھے احمدنگر کی طرف آئے پھر وہ بلدہ جلوہ گاہ ارباب کمال ہوا اور دلاور خان حبشی جو ابراہیم عادل شاہ کے خوف قہر سے شہر محمدآباد بیدر کی طرف بھاگ گیا تھا اُسکی درگاہ مین روانہ ہوا اور ساتھ جاگیر لائق اور الطاف شائق

کے مخصوص ہوا لیکن یہ امر عادل شاہ کے مزاج کے موافق نہ آیا برہان شاہ کو پیغام دیا کہ شرط دوستی اور طریق یکجہتی مقتضی اسکی ہی کہ ہم دوست کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن رہین اور نیکی و بدی مین شریک ہوکر بیگانگی کو راہ ندیوین آنحضرت سے تعجب ہی کہ اس دولتخانہ کے غلام نمکحرام کو اپنی سرکار اشرف مین راہ دیکر اپنا مقرب درگاہ کیا ہی چاہیے کہ حق برادری اور شیوۂ حق گذاری کو منظور رکھکر دشمنون کے پاس خاطر مین کوشش کرین اور اس امر کو موجب دولت دوام جانکر ایسا کام اختیار کرین کہ ہماری خوشنودی کا مستلزم ہووے برہان شاہ اس پیغام سے پریشان اور آزردہ ہوا اور حالت اضطرار مین صبر نہ کیا اور ابھی بنیاد دوستی کو استحکام ندیا تھا اور دوست کو دشمن سے جدا نہ کیا تھا کہ اس پیغام کے درجواب باتین وحشت آمیز اور فتنہ انگیز زبان پر جاری کین اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ عادل شاہ در پی عداوت ہوکر اظہار خصومت مین بہانہ جو ہوا اور ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمدنگر بھیجکر پیغام کیا کہ تین سو زنجیر فیل جو دلاورخان کی خامی اور نادانی سے سرکار نظام شاہیہ مین منتقل ہوے ہین دوستی کی رعایت کرکے اس طرف روانہ کرین اور تغافل و تامل مین نقصان عظیم تصور کرکے عاقبت کی وخامت سے اندیشہ کرین برہان شاہ اس پیام سے نہایت آزردہ ہوا اور احضار لشکر کا حکم دیا باوجود اس کے کہ امرا مقام رنجش و نفاق مین تھے اور اسکی سلطنت سے ناراض تھے بہ سبیل استعجال اور کوچ متواترہ عادل شاہ کی ولایت مین در آیا لیکن عادل شاہ نے اُسے کچھ خیال مین نہ لاکر بیجاپور سے نہضت نفرمائی برہان شاہ منگلسرہ کی طرف آب بھورہ کے کنارہ پر پہونچا وہان سے قدم آگے بڑھانے مین صلاح دولت ندیکھی اور بمشورہ دلاورخان اور بعضے مقربان کے اس مقام مین دائرہ کرکے یہ تجویز کی کہ نہر مذکور کے اُس پار قلعہ احداث کرکے ولایت عادل شاہ پر وہانتک متصرف ہووین اور وہ قلعہ درمیان اُنکے سرحد ہووے اسکے بعد بتدریج شولاپور اور شاہ درک کو بھی مسخر اور مفتوح کرین پھر ساعت نیک اختیار کرکے ایک جماعت اعیان کو عین شدت تابستان مین مع ہنرمندان چابکدست آب بھورہ سے کہ پایاب تھا اس پار اُتارا اور اس مقام مین کہ جہان نشان قلعہ قدیم الایام کا تھا اور مدت مدید گذرنے سے منہدم اور مسمار ہوگیا تھا پلا اُسکے پایہ پر رکھکر قلعہ بتعجیل تمام انجام کو پہونچایا اور جیسا کہ مذکور ہوا مصلحت کے سبب سے بیجاپور سے لشکر اُس کے مدافعہ کے واسطے نامزد ہوا یہ بخاطر جمع اپنے کام مین مشغول رہے اور جب موسم برسات قریب آیا اور دغدغہ اس امر کا ہوا کہ ایسا ہووے پانی نہر بھورہ کا چڑھکر درمیان قلعہ اور لشکر برہان شاہ کے حائل ہووے اور مردم عادل شاہی بجبر و قہر متصرف ہووین اس واسطے قلعہ ناتمام پر دروازے نصب کرکے توپ اور گردے وغیرہ جابجا برج و بارہ پر چڑھا دیے الغرض عین موسم برسات مین بصرف نقود فراوان اُس کے اتمام مین ساعی ہوئے اس عرصہ مین دلاورخان بسبب اس خیال کے کہ عادل شاہ عہدہ برا نہوسکیگا اور محتاج مثل میرے دانشمند کا ہی چاہا کہ امان نامہ جسے دکنی قولنامہ کہتے ہین عادل شاہ سے لیکر بیجاپور کی طرف جاوے اور پھر بدستور سابق زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لاوے عادل شاہ بھی خود یہی چاہتا تھا قولنامہ بھیجا ہرچند برہان شاہ نے اُسے جانے سے منع کیا فائدہ نہ بخشا بیجاپور کی سمت متوجہ ہوا لیکن بمجرد پہونچنے

کے اپنی سنکر کو پہونچکر مقید اور محبوس ہوا اُس وقت عادل شاہ نے بخاطر جمع رومی خان اور الیاس خان کو مع بسیاری امرا لشکر برہان شاہ کے دفع مزاحمت کے واسطے نامزد فرمایا رومی خان اور الیاس خان مزاحم قلعہ ہووے امراے برگی کو کہ پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے جریدہ آب بیورہ سے عبور کرایا اور لشکر نظام شاہ کے حوالی تک تاخت کرکے آسائش اور آرام اُنکے درمیان سے اُٹھا دیا جب یہ لوگ آب بیورہ سے اُتر کر مزاحمت تمام اردوے برہان شاہ مین پہونچانے لگے برہان شاہ اس جماعت کی جرأت اور بیباکی سے پریشان ہوا اور جو اپنے امرا کے اخلاص پر اعتماد نرکھتا تھا خود رات کے وقت اُنکے فرودگاہ پر کہ ندی بیورہ کے ساحل پر تھا تاخت کرکے قریب صبح اُنکے حوالی مین پہونچا اور اُنھون نے دور سے سیاہہ فوج دیکھا جو کہ نہر مذکور پایاب تھی اُن لوگون نے فوراً پانی سے عبور کیا اور باتفاق رومی خان اور الیاس خان و دیگر امرا افواج مسلح اور مکمل کرکے اُسطرف بقصد مقابلہ و مقاتلہ صفوف آراستہ کرکے کھڑے ہوے قضارا اسیوقت سیل عظیم کی عبور برہان شاہ پر دشوار ہوا پھر اس پار سے چند کار توس توپ کلان کے افواج عادل شاہ پر سر کیے جب سمجھا کہ عبث ہے اپنے اردو مین معاودت فرمائی اور اُسیدن پھر امراے برگی نے آب سے عبور کیا اور تاخت و تاراج لشکر نظام شاہ مین شروع کی اور راستے بند ایکمدت اسی نہج پر گذری اور آثار قحط ظاہر ہوے برہان شاہ ناچار ہوا قلعہ مستحدث کو اسد خان ترک کے سپرد کرکے ابطال رجال سے پر کیا اور وہان سے کوچ کرکے چند منزل اپنی ولایت کی طرف جاکر مقیم ہوا تاکہ غلہ اور آذوقہ نظام شاہی ولایت سے بفراغت پہونچے اور محنت غلہ سے نجات حاصل ہووے اسوقت رومی خان اور الیاس خان نے فرصت پاکر مع تمامی لشکر ندی بیورہ سے عبور کیا اور نظام شاہ کا پیچھا کرکے مزاحمت پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا برہان شاہ مضطر اور پریشان ہوا انور خان امیر الامراے برار کو کہ شجاعت مین مشہور و معروف تھا مع اکثر امرا جنگ عادل شاہیہ کے واسطے مقرر فرمایا اور تمام اردو کے دو تین کوس کے فاصلہ پر فریقین کے درمیان حرب شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا اور خان معین نبیرہ اعتماد خان شوستری سے کہ سر نوبتیان عادل شاہ سے تھا مارا گیا شکست فاش برہان شاہ کو نصیب ہوئی اور پانسو پچاس ہاتھی عادل شاہیہ کے تصرف مین آئے اور برہان شاہ مخذول اور منکوب ہوا اور امرا نے بنظر حقارت و اہانت اُسے دیکھا اور کامل خان دکنی اور بھائی اسکے کہ امراے معتبر سے تھے چاہا کہ اُسے بادشاہی سے معزول کرکے اسمعیل کو تخت سلطنت پر قائم کرین برہان شاہ اس ارادہ سے واقف ہوا کامل خان اور اُسکے بھائیون کو بسیاست و عقوبت تمام قتل کیا دکنی اس سانحہ سے زیادہ تر متوحش اور متنفر ہوے برہان شاہ کے قتل کی فکر کرنے لگے اور یوسف خواجہ سرا کو کہ حسن و جمال مین اپنا نظیر نرکھتا تھا اور برہان شاہ کا نہایت مقرب تھا اُسے اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ رات کے وقت اثناے خواب مین اُسے قتل کرکے اسمعیل کو بادشاہ کرین یہ خبر برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی لیکن باور نکی یہانتک کہ رات کے وقت امتحاناً دبستر خواب پر لیٹا اور عمداً آنکھین بند کرکے خراٹے لینے لگا یوسف خیمہ مین آیا اور ہاتھ خنجر پر رکھا برہان شاہ نے جست کرکے اسکا ہاتھ پکڑا اور جو نہایت درجہ اُسے چاہتا تھا آپ کو نادیدہ کرکے اسکے قتل سے درگذرا جو محمد قلی قطب شاہ اور راجہ تلنگانہ نے صحبت غلیظ دیکھی ایک جماعت مردم معتبر جا حسب اعتبار نقل مصطفےٰ خان استرآبادی در خواجہ

عبدالسلام تونی کو بیجاپور کی طرف بھیجکر برہان شاہ کے لیے طالب صلح ہوئے اور تین مہینے عادل شاہ نے صلح سے انکار کیا جب مبالغہ اور الحاح اُن دونون بادشاہ کا حد سے گذرا باین شرط صلح پر راضی ہوا کہ برہان شاہ نے جسطور سے اس قلعہ کو احداث کیا ہے اپنے ہاتھ سے مسمار کرکے احمدنگر کی طرف مراجعت کرے خواجہ عبدالسلام اُسکا ذمہ دار ہوا اور معروض کیا کہ ایقاع صلح اور قلعہ مسمار کرنے کو ایک معتمد ان درگاہ سے بھیجین تو اُسکے مواجہہ مین مہمات فیصل ہووین عادل شاہ نے اسکی التماس پذیرا کی شاہ نوازخان استرآبادی کو کہ کچھ احوال اُسکا ذیل وقائع عادل شاہیہ مین تحریر ہوا برہان شاہ کے پاس بھیجا اور جب شاہنوازخان اردوے برہان شاہ کے قریب آیا ارکان دولت اُسکے لوازم استقبال اور اعزاز بجالاکر مبتہج اور مسرور ہوے اور برہان شاہ نے اُسکے روبرو قلعہ منہدم کیا اور اثر اُس سے باقی نرکھا پھر احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف سے شاہنوازخان کو بعزت تمام رخصت معاودت فرمائی اور خود جلدی کرکے احمدنگر مین داخل ہوا اور سلامتی کو نعمت شکر سمجھا اور سنہ ایک ہزار ایک ہجری مین عیسائیان ریکدندہ کے دفع پر عازم جازم ہوا ایک جماعت امراکو بندر چیول کی طرف نامزد فرمایا اور حکم کیا کہ اس پہاڑ پر جو ساحل سمندر پر واقع ہی اور کشتیان اُنکی وہان سے ریکدندہ کی طرف آتی جاتی ہین ایک قلعہ سنگین تیار کرو اور اُسکے برجون پر توپ اور ضرب زن وغیرہ نصب کرکے فرنگیون کی آمد و شد کے مانع ہو اُنھون نے جب ایسا کیا وہ قلعہ باسم گہوالہ مشہور ہوا عیسائیون نے مدار تردد شب پر منحصر رکھکر جمیع بنادر ہندوستان سے کہ تعلق عیسائیون سے رکھتے تھے طالب مدد ہوئے چنانچہ سب جگہ سے انھین مدد پہونچی اور اغلب صبح مین دو بار شبخون لشکر اسلام پر لائے اور ہر دفعہ دو تین ہزار دکنی قتل کرکے غالب ہوئے برہان شاہ اگرچہ تہ دل سے دکنیون کے قتل ہونے سے راضی تھا لیکن بحسب ظاہر اظہار کدورت کرکے فرہاد خان اور شجاعت خان حبشی کو مع امرائے کبار دکن کہ اُن سے مطمئن اور ایمن نہ تھا اور وہ سب دس ہزار سوار تھے اُس طرف روانہ کیا بموجب مضمون اس مصرع کے مصرع ز ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است ؎ اور بدین سبب کہ بندر رولیساے اور دمن سے جو درمیان گجرات اور دکن واقع ہی انواع کمک مردم ریکدندہ کو پہونچتی تھی بہادر خان گیلانی کو سپہ سالار کرکے باتفاق امرائے غریب علیحدہ اُن بنادر پر نامزد کیا بہادر خان جب وہان پہونچا بروز چہارشنبہ شوال کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک ہزار فرنگیان خونخوار اور بسیارے زنگیان پوسار نے علم مخالفت بلند کیا اور حبشیون اور دکنیون نے جو قلعہ گہوالہ مین نامزد ہوے تھے کشش اور کوشش مین تقصیر نہ کرکے نشان زنگیان کا نگونسار کیا اور قریب ایکسو فرنگی اور دو سو نصرانی کے تیغ غزا سے قتل کرکے مظفر اور منصور ہوئے جب یہ خبر فتح برہان شاہ کو پہونچی نہایت محظوظ ہوا محفل جشن و شادی کی ترتیب کا ارشاد فرمایا اور عمارت آئینہ خانہ یعنی شیش محل مین جو برہان شاہ نے بغداد کے پہلو مین تیار کی تھی مجلس بزم آراستہ کی اور مصاحبان ارسطو فطرت اور شعرائے نکتہ سنج عطارد فطنت اور مطربان ناہید عشرت حاضر ہوئے اور جو وہ مجلس شباہت بہشت جاوداں کے ساتھ رکھتی تھی اس شہریار نے قلم تکلیف وضیع و شریف سے اٹھاکر حکم فرمایا کہ جو شخص جس شی کی تمنا کرے مردم بادشاہی حاضر کرین اور ساقیان خورشید عذار شراب سرخ مجلس مین لائے اور پیش خدمتین مشتری صورت ماہ سیمائے معاجین روح پرور

اور گزک غیر مکرر جلوہ گر کی اور بعضے اشخاص نے کہ ہمیشہ مے نوشی کے عادی اور شراب کی آرزو دل مین رکھتے تھے
بے تکلف مے نوشی کی طرف رغبت فرمائی **بیت** خلد عیش است درد بادہ حلال ست حلال ✦ بزم شاہست ورد توبہ حرام ست
حرام ✦ اور بعضون نے کہ اُن مین صوفی صافی اور پرہیزگار تھے اشیائے حلال کی طرف میل کرکے اشربہ لذیذ اور اطعمہ
لطیف تناول کیے اور مطربان باربد نوا کہ سرمایہ نشاط اور پیرایہ مجلس انبساط تھے انھون نے چنگ و عود و سرود چھیڑ کر ناہید
کو بام فلک سے اس تماشاگاہ مین بلایا اور بہ نغمہ بربط و رباب چرخ کبود روان کو رقص مین لائے اور اہل مجلس نے اس بزم
دلکشا کی تعریف مین سخنان دلپذیر اور عبارات و استعارات مین سحر بیانی کی اور جملہ اہل نظم سے واقف رموز ملک آسمانی
مولانا قمی یہ رباعی عراقی بدیہہ کس محفل جنت نظر کی تعریف مین بحر خاطر سے ساحل بیان مین لایا **رباعی** آنے کہ چنان
کرشمہ نرگس تست ✦ گنجور دو کون سدہ مفلس تست ✦ آئینہ اسکندر و جام جمشید ✦ باطبع ملک دریچہ مجلس تست ✦ اور اسی سال
ماہ ذیقعدہ مین برہان شاہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے نواب خانخانان اور بیرم خان کو مع سپاہ گران ولایت مالوہ کی طرف
بھیجا ہے اور شاہرخ میرزا بادشاہ بدخشان اور شہباز خان کو سلطانپور اور ندربار کی طرف روانہ فرمایا ہے اور جو بہ امر مشعر اس مظنہ پر تھا
کہ ایسا نہو خانخانان مملکت برار کی طرف لشکرکشی کرے اس واسطے برہان شاہ نے عماد خان کو راجہ علیخان کے پاس بھیجکر اس سلب
کے سد کے بارہ مین مشورہ کیا اس درمیان مین حادثہ عظیم ولایت چول مین واقع ہوا وہ یہ ہے کہ جب قلعہ کھوالہ تیار ہوا اور اسکے
برج و بارہ پر توپین صاعقہ آثار اور گرد سے شہاب کردار نصب ہوئے فرہاد خان حبشی اور اسد خان اور تاج خان اور نصیر الملک اور
دولت خان اور رانی راے اور دوست علی مولد اُس قلعہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور کسی طرف سے مدد قلعہ ریکدندہ مین
نہ پہونچنے دیتے تھے اور قریب تھا کہ نصاری بہ تنگ عاجز آکر جلاوطن ہو دین کہ ناگاہ برہان شاہ اُنھون گرفتار نفس امارہ ہوکر
مردون اور عورتون کی مباشرت اور مخالطت کا حریص ہوا اور حکم کیا کہ جس مکان مین عورت مستورہ بادشاہ کی خدمت کے لائق
ہووے شوہردار خواہ بے شوہر ہو اُسے شہریار کے شبستان مین حاضر کرین یہ امر خاص و عام کو ناگوار ہوا برہان شاہ سے متنفر ہوئے
اور جب سُنا کہ شجاعت خان حبشی کہ امراے معتبر سے تھا عورت جمیلہ رکھتا ہے اُسے بھی طلب کیا شجاعت خان نے اُسکے بھیجنے
سے انکار کیا برہان شاہ اُسپر غضبناک ہوا اُسے موکلون کے سپرد کیا اور اُسکی عورت کو بجبر و قہر اپنے حرم سرا مین طلب کیا اور جیسی کہ اسکی تعریف
سنی تھی اُسکے پسند طبع نہ آئی ہاتھ اسکی طرف دراز نہ کیا اُسکے گھر بھیجدیا لیکن شجاعت خان نے شجاعت کو کام فرمایا یعنی خبر سنتے ہی
خنجر اپنے شکم پر مار کر مرگیا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی فرہاد خان اور جمیع امراے کھوالہ برہان شاہ کے اوضاع و اطوار ناپسندیدہ سے دلگیر ہوئے اور
محافظت قلعہ اور جنگ نصاری مین مثل اول کے اہتمام نکیا اور درپے اسکے ہوئے کہ فرصت پاکر احمدنگر کی طرف روانہ ہوکر نشان بغاوت کا
بلند کرکے برہان شاہ کے دفع مین کوشش کرین اہل فرنگ اس امر کو سمجھ کر ساٹھ غراب پر از افواج جنگی و اسباب قتال و جدال جمیع بنادر
سے طلب کرکے اپنے پاس ریکدندہ مین لائے اور شب تارین بالاے حصار کھوالہ سے عبور کرکے ریکدندہ کی طرف پہونچے جمعہ کے دن
علی الصباح ذی الحجہ کی سولھوین تاریخ کو چار ہزار فرنگی بہیئت اجتماعی اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور تاج خان اور رانی راے جو لشکر
قابیل کے ساتھ قلعہ کے باہر فروکش ہوے تھے سراسیمہ خواب سے بیدار ہوکر قلعہ کی طرف بھاگے اور فرہاد خان جو نہایت رنجیدگی سے
محافظت مین مثل اول کے اہتمام نرکھتا تھا اور دربانون نے تاریکی مین دروازہ آدمیون کی آمد و شد کے واسطے کھولا تھا سپاہ فرنگ نے کما

تعاقب منتشر ہونا کیا تھا ہجوم لا کر فرصت دروازہ بند کرنے کی نہ دی اور تاج خان اور انی رائے کو زدہ زدہ قلعہ مین لائے انکی عقب
مین خود بھی داخل ہو گئے اور قتل شروع کیا فرہاد خان اور اسد خان اور تمامی آدمی قلعہ کا شور و غوغا سنکر سراسیمہ خواب صبح سے بیدار ہوئے
اور باوجود اسکے کہ فرنگیون کے دو چند بلکہ چہار چند تھے شامت غفلت سے مدافعت مین انکے نہ مشغول ہوئے اور تمام حیران اور
مبہوت ایستادہ رہے اور فرنگیون نے انھین نخچیر کی طرح مثل گوسفندان قربانی تہ تیغ اور مذبوح کیا اور ایک ساعت مین
دس بارہ ہزار آدمیون کو شہید کیا اور قلعہ کھوالہ کو بھی مسمار اور منہدم کر کے تمام ساز و سامان جو قلعہ مین تھا متصرف ہوئے اور
فرہاد خان کو کہ زخمی تھا زندہ اسیر کیا اور باقی جمیع امرا کو اہل فرنگ نے شربت ممات چکھایا اور جب برہان شاہ نے یہ اخبار سنے اس
جماعت کا قتل ہونا عین فتح سمجھا اور بنظر التفات غریبون پر مبذول رکھ مرتضی خان انجو اور شیخ عبدالسلام عرب اور احمد بیگ قزلباش خان
اور خلیفہ عرب اور اوزبک بہادر اور خواجہ اندق ماوراء النہری وغیرہ کو منصب امارت پر مشرف کیا اور چاہا کہ انھین بندر چیول کی
طرف روانہ کر کے کفار فرنگ کو مستاصل کرے کہ ناگاہ عادل شاہ کا بھائی کہ جسنے قلعہ بلگام سے خروج کیا تھا ایلچی
نظام شاہ کے پاس بھیجکر طالب امداد ہوا اور ذمہ دار اس امر کا ہوا کہ جب تختگاہ پر قابض ہون تو لاکھ ہون اور دو سو ہاتھی اور قلعہ
شولاپور برہان نظام شاہ کے سپرد کرونگا نظام شاہ نے بطمع ان اشیا کی کر کے اپنے دل مین کہا کہ پہلے اس مہم کو انجام
دون بعد اسکے ریوڈنڈہ کے فرنگیون کو مستاصل کرونگا یہ کہکر ماہ ربیع الاول سنہ ایک ہزار ایک ہجری مین احمدنگر سے
تلنگوان کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ پرینڈہ کے حوالی مین خبر قتل برادر عادل شاہ سنکر نہایت خجالت اور ندامت سے پلٹ آیا
اور یہ رنج و قلق اور کلفتون کے علاوہ ہوا یعنی نادانی پر تنبیہ دریافت اور عادل شاہ اسکی فوجی مدد دہی شہزادہ اسمعیل سے کہ عادل شاہ
کا بھائی تھا نہایت آزردہ ہوا اور امرائے سرحد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ مین تاخت کر کے نہب و غارت مین تقصیر نکرین
برہان شاہ نے تلنگانہ کے راجہ کرناٹک سے اتفاق کر کے اسے یہ فہمایش کی کہ تم اس طرف سے چڑھائی کر کے قلعہ بنکاپور
پر متصرف ہو اور ہم اس طرف سے لشکر قلعہ شولاپور بھیجکر مفتوح اور زیر نگین کرتے ہین راجہ کرناٹک نے جب یہ امر قبول کیا برہان شاہ
جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ مذکور کو مرتضی خان انجو کو سپہ سالار کر کے مع اخلاص خان مولد اور شیخ عبدالسلام اور تمام امرائے
غریب قریب بارہ ہزار سوار کے امرائے برکی کے مدافعہ اور عادل شاہ کی ولایت کی پامالی اور خرابی کے لیے روانہ کیے اور کہا
مین بھی اس مرض سے شفا پاکر پیچھے سے مع لشکر بڑا اس طرف روانہ ہونگا مرتضی خان جب حوالی قلعہ مین پہنچا اوزبک بہادر کو
مع بعضے امرا طلیعہ لشکر کر کے پیشتر امرائے برکی کے مقابلہ کو بھیجا تھا اس مقام مین بھی لشکر برہان شاہ نے شکست فاحش
کھائی اوزبک بہادر مارا گیا برہان شاہ یہ خبر سنکر زیادہ تر غمگین اور محزون ہوا اور مزاج اسکا اس طرح اعتدال سے منحرف ہوا
کہ حکماے حاذق اور اطبائے ماہر اسکی اصلاح سے عاجز ہوئے اور رفتہ رفتہ مرض مہلک یعنی اسہال دموی اور تپ
محرق بہم پہونچا کر یکبارگی صاحب فرش ہوا اور اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد کیا اور اسمعیل کو اسواسطے کہ مہدوی مذہب
اور غریبون کا دشمن تھا سلطنت سے باز رکھا اخلاص خان کہ اسمعیل کی سلطنت پر راغب تھا یہ خبر سنکر دلگیر ہوا اور یہ امر غریبون کی طرف
سے تصور کر کے مرتضی خان کے لشکر مین مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت ہوا اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے عہد کے موافق تمام
غریبون کو قتل کر کے انکا مال و اسباب تاراج کرین مرتضی خان اس امر پر آگاہی پاکر مسلح ہو کر مع بعضے امرائے غربا احمدنگر

کی طرف راہی ہوا اذبتعجیل تمام آپ کو برہان شاہ کے پاس پہونچایا اور بہادر خان گیلانی کو برہان شاہ کے فوت ہونے کا یقین ہوا اور مع بعضے امراے غریب بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور شیخ عبد السلام عرب اعتماد حبشیون کی دوستی پر رکھکر احمدنگر میں رہا تھا دکنی اور حبشی نے اتفاق کرکے اُسے اور اُسکے متعلقین کو شربت شہادت چکھایا اور اخلاص خان نے غریبون کی جمعیت کو متفرق اور آتش فتنہ کو مشتعل کرکے مہمات کو یکسو کیا اور برہان شاہ کے مدافعہ کے واسطے جمیع سرداران دکنی اور حبشی کو ہمراہ لیکر احمدنگر کی طرف گیا برہان شاہ ایک جماعت اُسکے پاس بھیجکر لوازم نصائح بجا لایا اور جب اُسے تمرد و عصیان میں راغب اور راسخ پایا باوجود ضعف و ناتوانی پالکی میں بیٹھکر قلعہ سے برآمد ہوا اور چتر اور سورج مکھی اور سامان سلطنت ابراہیم کو ارزانی رکھا اُس روز ہمایون پور میں کہ بنا کیا ہوا اُسکی والدہ خونزہ ہمایون کا تھا نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو اخلاص خان نے ایک صف مثل اپنے قالب کے متزلزل اور ناراست آراستہ کرکے اپنے ولی نعمت کے مقابل نشان کفران اور طغیان کا بلند کیا اور بموجب بیت با ولی نعمت ار بدرون آئی ہر گر سپہری کہ سرنگون آئی + بعد از حرب و ضرب شکستہ اور بدحال ہوکر پرندہ کی طرف بھاگا اور برہان شاہ مظفر و منصور احمدنگر کے قلعہ میں تشریف لے گیا جو اس معرکہ میں نہایت قلق اور صدمہ اٹھائے تھے دوسرے دن اٹھارہویں ماہ شعبان سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار تین ہجری کی تھی اُسکے طائر روح پر فتوح نے آشیان جنان کی طرف پرواز کیا مصرع بقا بقائے خدا ایست و ملک ملک خدائے + اور مدت سلطنت اُسکی چار برس اور سولہ دن تھی اور مولانا ظہوری نے ساقی نامہ مخترع کہ قریب چار ہزار بیت ہے برہان شاہ کے نام مزین کیا اُس میں داد شاعری دی ہے اکثر شعرا و عقلا اور صاحب طبع اُسکو پسند کرتے ہیں

ذکر ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی کی جہانبانی کا

ابراہیم نظام شاہ اپنے باپ کے بعد ارتحال مالک تاج و نگین ہوا اور میان منجو دکنی کہ اتابک برہان شاہ تھا اُس نے وصیت کے موافق امر وکالت میں قیام کرکے اپنے بیٹون اور بھائیون اور اعوان کو سلک امرا میں منتظم کیا اور اخلاص خان مولد باوجود ایسی حرامخوری کے کہ ولی نعمت سے صف آرا ہو کر لڑا تھا اپنے ایلچی بھیجکر ابراہیم نظام شاہ سے عفو تقصیر و امان نامہ کا طالب ہوا ابراہیم نظام شاہ اور میان منجو نے اُسکے فساد اور سرکشی سے اندیشہ کرکے امان نامہ ارسال کیا اور وہ احمدنگر میں آیا ایک جماعت حبشیان اور مولدان سے فراہم کی یعنی دو فرقہ ہوئے ایک میان منجو کے شریک اور دوسرا اخلاص خان سے گرویدہ ہوا اور ہر ایک صاحب داعیہ ہو کر دوسرے کی بزرگی اور ترک کو دیکھکر سر نہ جھکاتا تھا اس واسطے مہمات سلطنت نے خوب رواج نہ پایا یہ لوگ آپ کو رستم دستان اور افراسیاب زمان سمجھکر مجلسون میں زبان لاف و گزاف میں کھولتے تھے کبھی ذمہ دار مقابلہ لشکر اکبر بادشاہ ہوتے تھے اور کبھی متکفل مدافعہ امراے عادل شاہ ہوتے تھے اور ساتھ ایلچی عادل شاہ کے کہ جسکا میر صفوی نام اور سادات صحیح النسب سے تھا سلوک ناہموار کرکے باتین موحش مذکور کرتے تھے جب یہ اخبار عادل شاہ کے سمع مبارک میں پہونچے نظام شاہ کے دولتخانہ کی اصلاح اور درستی اور بے ادبون کی گوشمال اور تنبیہ کے لیے بیجاپور سے شاہ درگ کی طرف

متوجہ ہوا اور اخلاص خان اور اُسکے تابعون کی رائے یون تقتضی ہوئی کہ لشکر فراہم لاکر سرحد کی طرف روانہ ہوکر عادل شاہ
کے ساتھ محاربہ کرین اور میان منجو نے یہ رائے ناپسند کرکے جوابدیا کہ ہمارا خیل و لشکر بے سامان اور بے سرانجام ہی اور
اُمرا جیسا کہ چاہیے مطیع اور منقاد بادشاہ کے نہین ہین مناسب یہ ہی کہ تحفت و ہدایا بھیجکر اس سے صلح کرین اور ہم باطمینان تمام
ملک و مال اور لشکر مین مشغول ہوکر مہیائے کارزار اکبر شاہ ہون اخلاص خان نے کہ مرد نادان اور احمق تھا یہ امر قبول نہ کیا اور
شاہ درک کی لشکر کشی مین اصرار کیا اور نظام شاہ کو بھی یہ امر مدنظر تھا اسواسطے میان منجو نے سکوت اختیار کیا اور بادشاہ
وغیرہ اس طرف متوجہ ہوے اور جب سرحد پر پہونچے میان منجو نے اتمام حجت کے واسطے ایکبار اور بزرگون کو جمع کرکے
کہا کہ عادل شاہ اپنی مملکت مین مقیم ہی اُس سے اور اُس کی سپاہ سے کسی طرح کی مزاحمت ہمارے ملک کو نہین
پہونچی صلاح دولت نہین ہی کہ تم نزاع مین ابتدا کرکے اسکی مملکت مین داخل ہوا ابھی دروازہ صلح کشادہ ہی ساتھ اُسکے
طریق ملائمت اور دوستی مین قدم رکھکر بساط قتال اور جدال نہ بچھاوین ابراہیم نظام شاہ کہ شرب شراب مین افراط
کرکے ایک لحظہ ہوشیار نہ رہتا تھا جب سُنے اخلاص خان اور اُسکے اعوان کی خواہش طبع جنگ مین دیکھی میان منجو
کی فہمائش گوش ارادت سے نہ سنی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور حمید خان حبشی کہ سپہ سالار عادل شاہ تھا اور
اپنی سرحد مین تیار رکھتا تھا نواح آراستہ کرکے نشان مدافعت اور ممانعت بلند کیا میان منجو نے کہ مرد جہاندیدہ اور کہن
سال تھا جنگ مناسب نہ دیکھی ایک جماعت حمید خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ ہمارا بادشاہ جوان اور بے تجربہ ہی
اور ہمیشہ ایک جماعت شریر کہ دائرہ انسانیت سے خارج ہی اُن کے ہاتھ مین گرفتار ہی اور شرب مدام سے زمام
عقل ہاتھ مین نہین رکھتا لہذا عرض کرتے ہین کہ یہ دن روزہاے ماہ ذی الحجہ سے ہی اور جدال و قتال اس مہینے
مین حرام ہی جنگ موقوف رکھکر طرح دیوین شاید ہم فرصت پاکر اُسے بسبب نصائح سودمند اور مواعظ ارجمند کے
اس ارادہ سے باز رکھین اور جو کہ اس بارہ مین عادل شاہ کو سوگند دی گئی تھی حمید خان نے یہ امر قبول کیا سر راہ
نظام شاہ سے کنارہ کرکے اُسکے دست راست کی طرف کہ ایک کوس کا فاصلہ تھا فرودکش ہوا نظام شاہ جب وہان
پہونچا اور حمید خان کو اپنے مقابل ندیکھا شراب کے نشہ مین سمجھا کہ وہ ہم سے دب کر ہٹ گیا ہی جس طور سے
ممکن ہوا اس دن وہان نزول کیا اور اس رات کو میان منجو اور اُسکے تابع نے ہر چند سمجھایا مگر فسخ عزیمت جنگ
کرے چونکہ اجل اُسکی پہونچی تھی اُن کا ارشاد اُس کے کام نہ آیا دوسرے دن صفوف آراستہ کین اور حمید خان حبشی کو یہ خبر
پہونچی وہ بھی سامان جنگ درست کرکے مع لشکر گران بسرعت برق و صولت رعد میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور
پچاس ہزار سوار سے طرفین نے مقابل ایک دوسرے کے صف جنگ کھینچی پہلے بہادران اور یکہ سواران نے گھوڑے
جولان کیے اور شمشیر و خنجر سے زمین جنگ گاہ ایک دوسرے کے خون سے رنگین کرنے لگے اور داد مردی اور مردانگی
دیتے تھے اس وقت جمیع افواج جوش و خروش مین آنکر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور حرب و ضرب مین مشغول
ہوکر آثار بیرحمی ظاہر کیے **مثنوی** سپاہی جو فیلان آشفتہ مست ٭ ہمہ نیزہ و تیغ و خنجر بدست ٭ بنوک سنان و
بہ تیر خدنگ ٭ رلبودند از روے خورشید رنگ ٭ اس روز ایک امر عجیب و غریب وقوع مین آیا میمنہ

نظام شاہ نے میسرہ عادل شاہ کو متفرق اور پریشان کر کے تین کوس پسپا کیا جو اعتقاد طرفین کا یہ تھا کہ فتح ہماری طرف سے ہی ایک دوسرے کے ساز و سامان مال و اسباب کے تاراج مین مشغول ہوے ابراہیم نظام شاہ مع ایک جماعت مخصوصان سے کہ سو آدمی سے زیادہ نہ تھے اور مع چند فیل معرکہ مین رہا بحسب اتفاق سہیل خان خواجہ سرا اور مقصود خان ترک شحنۂ فیل ایک ہزار سوار اور ستر فیل جنگی لیکر وہان پہونچے اور ایک جماعت مقربان ابراہیم نظام شاہ نے عرض کیا کہ ہم نہایت قلیل ہین اور فوج دشمن کی نہایت کثیر صلاح یہ ہی کہ معرکہ سے کسی گوشہ مین جا کر ٹھہرین جب امرا ملازمت کے واسطے حاضر ہون اس وقت اس فوج کو دفع کرین ابراہیم نظام شاہ اس امر پر راضی نہوا اور شراب کی کیفیت اور نشہ کے سرور مین تلوار غلاف سے کھینچکر اور فیلان مست کو آگے بڑھا کر سہیل خان کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوا اور حملہ اول مین ابراہیم نظام شاہ ایک سپاہی عادل شاہی کے ضرب نیزہ سے خانۂ زین سے جدا ہو کر زمین پر آیا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے پرواز کر گیا جنگ کی شامت نے اپنا کام کیا سہیل خان نے اسے پالکی مین ڈالکر حکم کیا کہ اسکو احمد نگر پہونچا دین اور اسکے فیلون پر متصرف ہوا اور جب رات ہوئی اسی طرح گھوڑے پر سوار رہکر وہ رات بسر کی اور امراے نظام شاہی میسرۂ عادل شاہی کا پیچھا کر کے غنیمت بہت ہاتھ لاے تھے جب خبر ابراہیم نظام شاہ کے قتل کی سنی ہر ایک اپنی طرف بھاگا اور سہیل خان دوسرے دن توپخانہ نظام شاہی پر قابض ہوا اور عادل شاہ کے پاس پہونچایا اور میان منجو نے آپ کو سب سے پیشتر احمد نگر مین پہونچایا تھا اور احمد نام بارہ برس کے لڑکے کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ خاندان نظام شاہ سے ہی دولت آباد سے طلب کر کے چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا اور شاہزادہ بہادر پسر ابراہیم نظام شاہ کو کہ طفل شیر خوار تھا قلعہ جوند کی طرف بھیجکر محبوس کیا اور ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چار ماہ اور دو دن تھی

ذکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کی حکومت کا

جب اخلاص خان اور دوسرے سردارون نے جنگ و عناد برپا کر کے تازہ نہال سلطنت ابراہیم نظام شاہ کو پژمردہ کیا میان منجو بسبیل استعجال احمد نگر مین آیا اور قلعہ اور خزانہ اپنے تصرف مین لایا اور اخلاص خان اور عیان درگاہ کو قلعہ مین بلا کر انجمن آراستہ کی اور بادشاہ کے تعین کے بارہ مین شورہ کیا امراے حبشی نے بلقیس زمان چاند سلطان کے التفات خاطر کو بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ کی طرف مشاہدہ کر کے سب اسکی سلطنت پر راغب و مائل ہوے اور میان منجو اور بعضے امراے دکنی نے بہادر شاہ کی صغر سنی سے کہ اس عرصہ مین ایک برس اور سات مہینے کا تھا اندیشہ کر کے یہ امر قبول نہ کیا اور کہنے لگے

مثنوی

جہانبانی و پایگاہ قوی ❊ کلاہ کیانی و تخت کئی ❊ کسے را سزد کو بہنگام جنگ ❊ شتابد شتابان و ندانند درنگ ❊

امراے حبشی یہ کلام سنکر چاند سلطان کی جانبداری سے کشیدہ ہو کر میان منجو کے شریک ہوے اور لوازم عہد و شرائط بجا لاے اور باہم اتفاق کر کے خواجہ استرآبادی کو جس نے درگاہ برہان نظام شاہ سے خطاب میر سامان پایا تھا مع جماعت مردم معتبر و معتمد قلعہ جوند جنیر کے سمت بھیجکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کو شہر احمد نگر مین بلایا اور عید الضحیٰ کے دن کہ سنہ ایک

ہزار اور تین ہجری تھی تخت احمد نگر پر متمکن کرکے خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھایا اور منصب اور جاگیر آپس میں تقسیم کیں اور
بہادر شاہ کو جو چاند سلطان کی آغوش عطوفت میں پرورش پاتا تھا بجبر و تعدی قلعہ جوند میں بھیجکر قید کیا اور بعد
چند روز کے جب ظاہر ہوا کہ احمد شاہ خاندان نظام شاہ سے نہیں ہے اخلاص خان اور امرائے حبشی اپنے
کیے ہوئے سے نادم اور پشیمان ہو کر اس کے عزل کے درپے ہوئے اور اس داستان کی توضیح یون ہے کہ جب
برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری نے اس جہان فانی سے رحلت کی حسین نظام شاہ ولیعہد ہوا اور اُسکے
بھائی سلطان محمد خدابندہ اور شاہ علی اور محمد باقر اور عبد القادر اور شاہ حیدر مملکت موروثی میں توقف کو سبب
ہلاک جانکر ہر ایک ایک سمت اطراف ہندوستان سے بھاگ گئے اور بعد مدت مدید مرتضی نظام شاہ کے عہد میں ایک
شخص موسوم بہ شاہ طاہر حیدر آباد کے اطراف میں پہونچکر مشتہر ہوا کہ سلطان محمد خدابندہ ولایت بنگالہ میں فلان تاریخ کو
رحمت ایزدی میں واصل ہوا اور میں اُسکا فرزند صلبی ہون اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروث میں
پناہ لایا ہون ارکان دولت اور اعیان حضرت مرتضی نظام شاہ مقصود تھا ان حضرت نشان صلابت خان اُسکے
احوال کے تجسس در تفحص میں ہوکر شرائط تحقیقات بجا لائے لیکن حصول جواز لتغیر اوضاع کے باعث حق و باطل
کی تمیز سے عاجز ہوئے لب تصدیق اور انکار میں نہ کھولتے تھے اور از راہ حزم و احتیاط کہ مبادا اوکی جماعت اوباش
اس کے پاس فراہم ہوکر فساد برپا کرے اسواسطے اُسے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور مردم معتبر اور دانا کو جو سلطان
محمد خدابندہ اور اُسکے متعلقون کو خوب پہچانتے تھے آگرہ کی طرف برہان شاہ ثانی کے پاس کہ اندنون میں جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کا ملازم تھا بھیجکر پیغام دیا کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا آنکر کہتا ہے کہ میں سلطان محمد خدابندہ کا
فرزند ہون اور میرا نام شاہ طاہر ہے جو تمام عمر سلطان محمد خدابندہ کی اس حدود میں بسر ہوئی ہے یقین ہے کہ آنحضرت
کو اس کا حال کما ہی دریافت ہوگا امیدوار ہیں کہ جو کچھ واضح اور روشن ہووے غلام تحقیق تو بندگان درگاہ تردد و
تفرقہ سے نجات پاوین برہان شاہ نے جواب دیا کہ سلطان محمد خدابندہ کی حیات مستعار ہمارے مکان میں اختتام کو پہونچی
ہے اور اُس کے بیٹے اور بیٹیان کہ فلان فلان ہین میری صحبت میں زمانہ بسر کرتی رہیں اگر کوئی شخص غرضاً آپ کو
سلطان محمد خدابندہ کے فرزند کا ہمنام ہوا اور دعوی فرزندی کیا ہو تحقیق غلط اور عین افترا ہے صلابت خان اور تمام
اعیان حقیقت حال دریافت کرکے اپنے دل میں کہنے لگے کہ بالفعل اس شخص نے سلطان محمد خدابندہ کی فرزندی
کی شہرت پائی ہے اب خلاف اسکے عوام الناس کے ذہن نشین کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ مدت العمر یہ قلعہ میں رہے
غرضکہ مجلسون نے ایسا ہی کیا آخر کو وہ اجل طبیعی سے مر گیا اور اس سے ایک بیٹا موسوم بہ احمد باقی رہا کہ میان منجو نے
فریب کھا کر اسے تخت سلطنت پر بٹھایا اخلاص خان اور تمامی امرائے حبشی اور مولد اس مقدمہ کے سبب
میان منجو سے منحرف ہوئے اور آخر ماہ مذکور میں کالا چبوترہ کے درمیان صف جنگ آراستہ کی میان منجو نے
احمد بادشاہ کو برج پر بٹھا کر چتر اُسکے سر پر مرتفع کیا اور میان حسن کو سات سو سوار دیکر دشمنون کے مدافعہ
کے واسطے بیرون قلعہ بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا طرفین کے بہت لوگ کام آئے

اوراس درمیان مین کہ حبشی اضطراب توپ قلعہ کی جانب فیر کرتے تھے ایک گولہ احمد بادشاہ کے چتر پر لگا و ولولہ اور غوغا اور
آشوب لوگون کے درمیان وقوع مین آیا اور میان منجو نے کثرت اور غلبہ اعدا تنہا دیکھ کے پسپا ہوکر قلعہ مین در آیا
پھر اخلاص خانیان کی شوکت اور غلبہ زیادہ تر ہوا اور قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوے اور اطراف وجوانب سے
مورچے اور سرنگ تیار کیے اور ابواب دخول وخروج مسدود کرکے آدمی حاکم دولت آباد کے پاس بھیجا کہ آہنگ خان
حبشی اور حبشی خان مولد کو جو برہان شاہ کے عہد سے اس زمانے تک محبوس ہین روانہ کرے تھانہ دار دولت آباد
نے اعانت کرکے انھین روانہ کیا اور چونکہ تھانہ دار جوند نے بہادر شاہ کو بے حکم میان منجو ندیا وہ بھی اتفاق کرکے
ایک لڑکا مجہول النسب بازار احمد نگر سے لائے اور اسے خاندان نظام شاہ سے منسوب کرکے سکہ اور خطبہ اسکے
نام کیا اوراس تقریب کے سبب بارہ ہزار سوار جمع ہوئے میان منجو اور محصورین دریاے حیرت مین غوطہ زن
ہوئے اور جب نجات اور اخلاص سے مایوسی ہوئی ایک عریضہ سلطان مراد ولد اکبر شاہ کو لکھکر گجرات کی طرف
بھیجا اور التماس قدوم کی اور شاہزادہ جو کہ باپ کی طرف سے تسخیر دکن کے واسطے مامور تھا اور جویاے فرصت
تھا بسبیل استعجال لشکر فراہم کرکے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا لیکن ابھی عریضہ گجرات مین نہ پہونچا تھا کہ امراے حبشی کے
درمیان مناصب اور جاگیرات کے سبب غبار کدورت بلند ہوا اور شمشیر نفاق میان سے باہر لائے اور ایک
دوسرے کے قتل مین ساعی ہوے اور بعضے امراے دکن نے کہ ہمراہ ان کے تھے اس اوضاع کے مشاہدہ سے
متنفر ہوکر ترک رفاقت کی اور مع خیل وحشم قلعہ کی طرف جاکر میان منجو کے شریک ہوئے اور اس نے اس
لطیفہ غیبی اور فضل لاریبی کے باعث حیات تازہ اور قوت بے اندازہ بہم پہونچائی اور قلعہ سے برآمد ہوا اور ہفتہ کے
دن محرم کی چھبیسوین تاریخ سنہ ایکہزار چار ہجری مین عیدگاہ کے اطراف مین امراے حبشی سے خوب جنگ کی
اور انھین شکست دیکر انکے بادشاہ کو مع چند نفر اسیر کیا اور سلطان مراد کے بلانے سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا
اسی اندیشہ مین تھا کہ ناگاہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بہ خانخانان اور راجہ علی خان حاکم خاندیس شاہزادہ مراد سے ملحق ہوکر
مع بیس ہزار مغل اور راجپوت اور افغان سیلاب از پا تا بہ فرق آہن مین غرق احمد نگر کے اطراف مین پہونچے میان منجو
کہ انکے بلانے سے نادم تھا قلعہ احمد نگر غلہ اور آذوقہ اور خیل وحشم سے مملو اور مضبوط کرکے انصار خان کو کہ وہ اسکے
جملہ انصار سے تھا سپرد کیا اور چاند بی بی سلطان جو خواہش اسکی رفاقت کی نرکھتی تھی اسے بھی مع جواہر ونقد قلعہ
کے اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کے فراہم لانے اور طلب ملک عادل شاہ اور قطب شاہ کے احمد شاہ کے ہمراہ قلعہ
اوسہ کی طرف گیا اور زہرہ فلک طہارت وپرہیزگاری چاند بی بی سلطان نے ہمت لشکر مغل کے مدافعہ مین صرف کی
اور اس خوف سے کہ مبادا انصار خان جو انصار میان منجو سے تھا دشمن کے شریک ہوکر قلعہ انھین سپرد کرے محمد خان
بن میان محب اللہ دایہ زادہ مرتضے نظام شاہ کو مامور کیا کہ اسے دفع کرے اور محمد خان نے اس کے قتل مین
نہایت شجاعت اور مردانگی بہم پہونچائی اور اسی دن شہر اور قلعہ مین پوشیدہ خطبہ بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے
نام پڑھایا اور شمشیر خان حبشی کو کہ فرزند اسکے مثل اولاد کو در زاور گیو کے زیادہ ستر نفر سے تھے افضل خان ترشی اور

دوسرے مردم کار آمدنی کے ہمراہ قلعہ کے اندر بلا لیا ارجب ماہ ربیع الثانی کی بیسوین تاریخ سنہ مذکور مین سلطان مراد باتفاق امرائے کبار مغل سیلاب کی طرح کہ پہاڑون کی چوٹی سے فضائے صحرا کی طرف رجوع ہووے احمد نگر کے شمال کی طرف نمودار ہوا اور رشید گاہ کے اطراف مین ایستادہ ہو کر ایک جماعت بہادران جنگ جو معرکہ طلب کو بعزم حرب وضرب کالا چبوترہ کے میدان مین قائم کیا اہل حصار چاند بی بی سلطان کے فرمانے کے بموجب مستعد رزم و آمادہ پیکار ہوئے اور چند توپ قیامت آشوب دشمن کی طرف فیر کرکے سنگ تفرقہ اُن کی جمعیت مین ڈالا اور جب دن آخر ہوا شاہزادہ مراد اور سپاہ مغل نے باغ ہشت بہشت مین جو برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ کا ساختہ تھا نزول کرکے تمام رات لوازم ہوشیاری اور مراسم بیداری مین قیام کیا **مثنوی** دگر روز کین شہسوار سپہر برافراخت رایت برافروخت چہر ✦ برآمد برین جناب زیبا خرام ✦ برآورد رخشندہ تیغ از نیام ✦ شاہزادہ نے ایک جماعت کو محافظت شہر اور برہان آباد کے واسطے جو برہان نظام شاہ ثانی کے متحدثات سے تھا بھیج کر وہان کے باشندون کی استمالت مین نہایت التفات ظہور مین ہو نچائی اور ہر محلہ اور کوچہ مین ندائے امان ادنی و اعلی کے گوش زد کرکے ایسا کیا کہ رعایا اور تجار وغیرہ نے پائے توقف دامن تسکین مین کھینچکر مغلون کے قول پر اعتماد کیا اور دوسرے دن شہزادہ اور امرائے کبار مغل میرزا شاہرخ والی بدخشان اور نواب سپہ سالار خانخانان اور شہباز خان کنبو اور محمد صادق خان اور سید مرتضے سبزواری اور راجہ علیخان حاکم برہان پور اور راجہ جگن ناتھ اور بھی امرا کہ تعداد اُنکے نام کی موجب تطویل ہے قلعہ کے گرد فرد کش ہوئے مورچل اور النگ آپس مین تقسیم کیے اور اُس ماہ کی ستائیسوین تاریخ کو ابو الفضل لکھتا ہے شہباز خان کنبو کہ ستمگری اور بے دینی مین مشہور و معروف تھا سپاہ اکبری مین شہزادہ کے بے فرمان مع لشکر کثیر سیر و گشت کے بہانہ سوار ہوا اور اُس غارتگر خبیث نے اپنی سپاہ کو دقیقہ دقیقہ کے تاراج کا حکم کیا اور طرفۃ العین مین تمام مکانات اور عمارات احمد نگر اور برہان آباد کی بو بکر ربانی کے مکان کی طرح غارت کیے نشان آبادی کا نہ چھوڑا اور چونکہ مذہب سنت و جماعت مین نہایت تعصب رکھتا تھا چاہا کہ مجذوب طبیعت کا مکان جو بہ لنگر دوازدہ امام مشہور ہے غارت کرکے وہان کے باشندون کو قتل کرے شاہزادہ اور خانخانان اس ارادہ بیجا سے واقف ہوئے اسے نہایت زجر و ملامت کی اور بہت لٹیرون کو عبرت کے واسطے قسم قسم کی عقوبت اور سیاست پہونچائی لیکن احمد نگر کی خلقت کے پاس جو متاع دنیوی سے کچھ بچ رہا تھا رات کے وقت جلا وطن ہو کر ہر ایک ایک سمت راہی ہوئے اور امرائے نظام شاہ اس عرصہ مین تین فرقہ ہوئے اور کوئی کسی کی اطاعت نہین کرتا تھا اول میان منجو کہ احمد شاہ کو بادشاہ سمجھکر عادل شاہ کی سرحد کی طرف مقیم تھا دوسرا اخلاص خان حبشی جو نواحی دولت آباد مین موتی شاہ نام ایک طفل مجہول کو باسم سلطان مخصوص اپنے لشکر کو اُسکے حلقہ اطاعت مین در لایا تھا تیسرا آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی عادل شاہ کی سرحد مین تھا شاہ علی بن برہان شاہ اول کو کہ عمر اُس کی تخمیناً ستر برس کو پہونچی تھی اور بیجا نگر مین توقف رکھتا تھا اپنے پاس بلا کر چتر اُسکے سر پر لگا کر بادشاہ بنایا جب اخلاص خان جرأت کرکے مع دس ہزار سوار متعینہ دولت آباد کو ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا خانخانان نے دولت خان لودھی سپہ سالار کو کہ شجاعت اور جوانمردی مین اصناف

رکھتا تھا مع پانچ چھ ہزار سوار جرار شائستہ کارزار کہ لشکر اکبری سے انتخاب کیے تھے اور اُن کی شجاعت پر وثوق تمام اور اعتماد کمال رکھتا تھا اُسکے دفع کے واسطے نامزد کیا اور دریاے گنگ کے ساحل پر اخلاص خان سے مقابل ہوا اور بعد جنگ اہل دکن نے شکست کھائی دولت خان اور سپاہ مغل نے پیچھا کرکے قتل وغارت شروع کیا اور وہان سے قصبہ پٹن کی طرف کہ نہایت آباد تھا روانہ ہوے وہان کے مرد اور عورتون کو ایسا لوٹا کہ عورتین ستر کی محتاج ہوئین اُس کے بعد احمدنگر روانہ ہوئے چونکہ چاند سلطان بہادر شاہ کی اسیری اور احمد شاہ کے اجلاس کے سبب میان منجو سے ناراض تھی آہنگ خان کو پروانہ لکھا کہ ایک جماعت تہمتنان وبہادران قلعہ کی محافظت اور دشمنون کے مدافعہ کے واسطے کہ محل اعتماد رکھتے ہون ہمراہ لیکر آپکو قلعہ احمدنگر کی طرف پہونچاوے آہنگ خان مع سات ہزار سوار وپیادہ احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب احمدنگر کے چھ کوس پر پہونچا ایک مخبر کو طریق دخول حصار کے دریافت کے واسطے بھیجا تاکہ اطراف وجوانب اسکا بنظر احتیاط وغور دریافت کرکے مراجعت کرے جاسوس نے لوازم تجسس وتحقیقات بہم پہونچاکر خبر دی کہ قلعہ احمدنگر کی شرقی جانب سپاہ مغل کے نزول سے خالی ہے اور کوئی امراے مغل اس طرف کی محافظت مین قیام نہین رکھتا ہے اس وجہ سے آہنگ خان رات کے وقت جاسوس کی ہدایت سے شاہ علی اور اُسکے فرزند مرتضےٰ کی ملازمت مین حصار کی طرف متوجہ ہوکر قطع مسافت مین مشغول ہوا اور اسی روز صبح کو عجیب اتفاق ہوا کہ سلطان مراد قلعہ کے ملاحظہ اور مورچال ولنگر کی تاکید کو سوار ہوکر مثل باد سیر کنان ہوا ناگاہ جانب شرقی ملازمان سے خالی دیکھی اس طرف کی نگاہبانی خانخانان سے رجوع فرمائی اور اس نے اسی دن باغ ہشت بہشت کے حوالی سے کوچ کرکے جاے مجوزہ مذکورہ مین نزول کیا اور آہنگ خان اس کیفیت سے خبردار نہ تھا تین ہزار سوار انتخابی اور پیادہ توپچی لیکر شب تاریک مین وہان پہونچا اور غفلت اس جماعت کی غنیمت جانکر دست بہ شمشیر ہوا

مثنوی

ز شمشیر خونریز آشفتگان * شب خون درآمد بشب خفتگان *
شد از تابش تیغہا تیرہ شب * چو زنگی کہ بگشاید از خندہ لب *
ز بس کابر شمشیر بارید خون * شب تیرہ را چہرہ شد لالہ گون *

خانخانان مع دو سو سوار تیرانداز کہ اُسکی اردلی مین رہکر پہرہ دیتے تھے عبادت خانہ کے کوٹھے پر چڑھکر تیراندازی مین مشغول ہوا اور دولتخان لودھی کہ میر شمشیر اسکا تھا ہوشیار ہوکر چار سو جوان افغان نامدار لیکر اُسکی کمک کو پہونچا تنور جنگ گرم ہوا اور طرفین سے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے کہ دولت خان کا بیٹا پیر خان بھی مع جمعیت بہادران رستم آثار میدان مین پہونچکر دست بہ شمشیر ونیزہ ہوکر حرب مین مصروف ہوا اور آہنگ خان زیادہ اس سے توقف اور ثبات قدم کو مستلزم ہلاک جانکر باتفاق پسر شاہ علی اور مع ایک جماعت پہلوانان دکنی کہ عدد اُنکے چار سو تھے اُردوے خانخانان کے خیمہ وخرگاہ سے برآمد ہوکر قلعہ احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ علی کہ ایک مرد ضعیف اور نحیف تھا اس نے قلعہ کے اندر جانے سے انکار کیا اور چند روزہ حیات کو غنیمت جانکر مع باقی لشکر دکنی جس راہ سے کہ آیا تھا معاودت کی اور دولت خان نے اُسکا پیچھا کرکے تخمیناً نوسو آدمی کو ہلاک کیا اور جب اخبار ویرانی احمدنگر اور غلبہ طائفہ مغلیہ سرحاشش جو کا دارالسلطنت بیجاپور مین پہونچا اور نوشتہ ہاے چاند سلطان مشتمل بر التماس

اعانت بمبالغہ عادل شاہ کے پاس پہونچے اس واسطے آنحضرت نے اُسکی کمک کے درپے ہوکر سہیل خان خواجہ سرا کو کہ صفت شجاعت مین موصوف تھا مع بیس ہزار سوار شاہ درک کی طرف روانہ کیا اور میان منجو باتفاق احمد شاہ اور امرا اور اخلاص خان مع اعوان و انصار یہ بھی لشکر سہیل خان کے شریک ہوئے اور مہدی قلی سلطان ترکمان بھی سپہ سالار لشکر تلنگ ہوکر مع پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے ساتھ اُسکے ملحق ہوا اور جب خبر لشکر دکن کے شاہ درک مین فراہم ہونے کی شاہزادہ مراد کے سمع مبارک مین پہونچی چونکہ اسکے اور خانخانان کے درمیان مین غبار نفاق تھا اس واسطے صادق محمد خان اتالیق وامراے کبار کو فراہم کرکے مشورہ کیا سبھون نے مراسم استخارہ اور لوازم استشارہ بجالاکر متفق اللفظ والمعنی ہوکر عرض کی کہ جب تک لشکر دکن اس حدود مین پہونچے سرنگ کھودنے اور دیوار قلعہ کے گرانے مین سعی اور کوشش کرکے قلعہ کو مفتوح کرنا چاہیے شاہزادہ نے یہ رائے پسند کی اور اس کام کے واسطے اشارہ فرمایا امراے عظام نے اس غرض سے کہ محصوروان کو موضع نقب سے کسی طرح خبر نہو ہر طرف سے ابواب دخول وخروج بند کرنے مین ایسی کوشش کی کہ خیال کو بھی مجال تردد نرہی اور نقب زنان آہنی چنگ فرہاد طاقت نے عرصہ قلیل مین شاہزادہ وغیرہ کے مورچون سے پانچ سرنگین جڑ یعنی نیو مین پہونچائین اور جڑ دیوار اور بروج قلعہ کو مجوف اور مشبک کیا اور شب جمعہ عشرۂ رجب کو نقبون کو باروت اور توپ اور تفنگ سے مملو کرکے سوراخ انکے گچ اور چونہ سے بند کیے اور چاہتے تھے کہ دوسرے دن بعد از نماز جمعہ آگ اُن مین ڈالکر قلعہ کو اڑا دین لیکن خواجہ محمد خان شیرازی کہ شاہزادہ کے لشکر مین رہتا تھا وہ رحم دلی سے شب تار مین مردم حصار کے پاس پہونچا اور انہین موضع نقب اور سیاہ مغل کے ارادہ سے خبردار کیا اہل قلعہ اسکے ممنون احسان ہوئے اور اعلیٰ اور ادنیٰ چاند سلطان کے حسب الحکم اسی شب کو کھودنے اور توڑنے ارکان حصار مین جس جگہ کہ محمد خان نے نشان دیا تھا مشغول ہوئے اور روز جمعہ کے ظہر تک دو نقب سراغ لگاکر باروت اُسکی نکالی اور دیگر سرنگون کے تجسس و تلاش مین تھے اور شاہزادہ اور صادق محمد خان نہین چاہتے تھے کہ فتح خانخانان کے نام ہووے بے اطلاع اُسکے سنح سویرے حصار کے دروازہ پر افواج آراستہ کین اور چاہا کہ نقبون مین آگ دیوین تاکہ جب قلعہ مین رخنہ ظاہر ہو اسوقت ہجوم لاکر غنیم کو فرصت نہ دیوین اور قلعہ مین داخل ہووین

مثنوی دلیران بمیدان کین تاختند ✢ سر و تن زخود و زرہ ساختند ✢ زجوشن شد آراستہ بال و دوش ✢ شد آرایش رزمگہ جبہ پوش ✢ زہر سوئے دجلہ سوج ریز ✢ روان شد بسوئے محیط ستیز ✢

اور جب امراے اکبری خانخانان کے سوا شاہزادہ کے حکم کے موافق مع خیل و حشم اور طبل و علم اس حصن حصین کے قریب پہونچے نقبون مین آگ دینے کا اشارہ کیا اور ایسے وقت مین کہ اہل قلعہ کر تیسری نقب جوان نقبون سے بڑی تھی کھود کر باروت برآورد کرنے کے فکر مین تھے کہ ناگاہ دود و فنا اس نقب ہا دیہ آسا سے برآمد ہوا شعلہ بلا کا دیوار قلعہ مین پڑا قلعہ کی بنیاد متزلزل ہوئی زمین و آسمان اسکی ہیبت سے جنبش مین آتے اور ایک صدا اس بنیاد کی کہ مصدوقہ سبع شداد تھی پیدا ہوئی گویا کہ صور قیامت پھکا اور پچاس گز دیوار باروت نقب کے زور سے اس شدت سے اڑی کہ ہر سنگ اس بنا سے پھڑ اکا

جو

قطرمین شہرزن کے گرا **مثنوی** چو شد آتش تیر ریزان شرار + فرو ریخت از یکدگر آن حصار + عمل یافت آن کوہ زان زلزلہ + گسستہ شد آن آہنین سلسلہ + شد آن صور غارتگر زندگی + سرافیل رز داد شرمندگی + شد آن لحظہ ہول قیامت عیان + بگردون برآمد نفیر فغان + زمین گفتی از یکدگر بر درید + سرافیل صور قیامت دمید + بخندق فرو ریخت آن شہر بند + بہ دریا درافتاد کوہے بلند + ایک جماعت کہ نزدیک اس دیوار کے نقب کاٹنے مین مشغول تھی سنگ وخاک کے نیچے ہلاک ہوئی اور کچھ لوگ مثل مرتضےٰ خان ولد شاہ علی اور آہنگ خان اور شمشیر خان اور محمد خان دایہ زادہ اور افضل خان اور ادنی اعلیٰ کہ اس سے علیحدہ اور دور تھے قلعہ کی دیوار منہدم دیکھکر فرار قرار پر اختیار کرکے سراسیمہ و بدحواس گوشہ اور کنارہ مین بھاگ گئے اور رخنہ ہاے نقب کو اسی طرح چھوڑ کر دل قلعہ کی محافظت سے خالی کیا لیکن بحسن سعی اس عفیفہ مریم خصال کے کہ **قطعہ** فروغ نعل سمندش ہلال غرۂ دولت + مثال سایۂ چترش سواد دیدۂ کشور + ہزار بار بروز سے شکستہ از رہ تمکین + شکوہ مقنعہ او کلاہ گوشۂ سنجر + ز عصمتش نکشیدہ شمال گوشۂ برقع + ز عفتش نگرفتہ خیال دامن معجر + اور ایزد منان کی عنایت سے چاند سلطان نے اس واقعہ ہولناک پر اطلاع پاکر فوراً برقع اوڑھ کر سلاح جنگ زیب تن کئے اور با برہنہ شمشیر ہاتھ مین لی اور مع ایک جماعت آدمیون کے کہ ہمیشہ اسکی خدمت مین حاضر تھے سراپردہ سے برآمد ہوئی اور سمند عزیمت پر سوار ہوکر اس رخنہ کی طرف روانہ ہوئی اہالیان قلعہ یعنی مرتضےٰ خان اور آہنگ خان اور شمشیر خان وغیرہ ناچار ہوکر گوشہ اور کنارہ سے کہ پوشیدہ ہوئے تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اور چونکہ شاہزادہ اور صادق محمد خان اور تمام امرا اور سپاہ مغل انتظار اور سرنگون کے اڑنے اور دیوارین گرنے کا کھینچتے تھے قلعہ بندون نے فرصت پاکر ضراب توپ قیامت آشوب اور بان اور بندوق اور ضرب زن اور آلات آتشبازی اس رخنہ پر نصب کیا کہ مانند دہلیز دوزخ ہوئی اور آخر کو جب نقبون کی شعلہ زنی سے مایوس ہوئے امرا اور سپاہ مغل شاہزادے کے حسب الحکم رخنہ کی طرف تاخت لائے چنانچہ مردم درونی اور بیرونی کے درمیان ایک جنگ عظیم اور معرکہ شدید کہ اس سے صعب تر تصور نہ کرنا چاہیے واقع ہوئی اور جو بسبب تقویت اور جرأت اس شیر زن کے کہ ہر دفعہ دختہ اور برجون کے اوپر سے دو تین ہزار بان اور ضرب زن اور تفنگ اور تیر فیر کرتے تھے اس قدر بہادران اکبری کام آئے کہ انکی لاشون سے خندق پٹ گئی **مثنوی** چو باران نیسان بہنگام جنگ + ببارید از ان بارسنگ و خدنگ + تو گفتی شد آن بارہ ابر مطیر + تگرگش ہمہ سنگ و بارانش تیر + ز پیکان چنان آتشے بر فروخت + کہ بر ملک بر فلک زان بسوخت + ہر چند لشکریان مغل آخر ثلث روز سے غروب آفتاب عالم افروز تک گرم وغا رہے اور کوشش و جانبازی کی کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ قلعہ فتح نہوا اس سبب سے شہزادہ اور صادق محمد خان دلگیر ہوکر اپنے مساکن اور مواطن کی طرف روانہ ہوئے اور آردوے مغل کے خرد و بزرگ نے از راہ انصاف زبان اس شیر زن مبارک پیدایش کی تعریف مین کھولی کہتے تھے کہ انتہا تہور و شجاعت کی یہ ہے جو اس عفیفہ مریم خصال نے ظہور مین پہونچائی اور اس تاریخ سے نام اس بلقیس زمان کا جو چاند بی بی تھا بعد اسکے چاند سلطان ہوا العرض جو پردہ شب ظلمانی درمیان دو سپاہ کے حائل تھا چاند سلطان خانہ زین پر

اسقدر رونق افروز ہی کہ معماران چابک دست فرہاد آہنگ نے اس رخنہ دیوار منہدمہ کو گل و سنگ سے دو تین گز
بلند کیا اور انھین دنون مین نامہ جات سرداران دکن کو کہ باتفاق سہیل خان ولایت بیر کے اطراف مین پہونچے تھے
تحریر کرکے اس مین کچھ کچھ احوال غلبہ اعدا اور زبونی اہل حصار اور قلت آذوقہ درج فرما کر روانہ کیا اتفاقاً وہ جاسوس
کہ حامل اُن نوشتون کا تھا مردم مغل کے ہاتھ گرفتار ہوا اسے خانخانان اور صادق محمد خان کے روبرو لائے
اُنھون نے ایک مکتوب سہیل خان کو لکھا کہ ایک مدت سے ہم انتظار تمھاری توجہ کا رکھتے ہین تاکہ یہ مناقشہ اور
منازعہ جلدی رفع ہووے اور جسقدر جلد ادھر تشریف لائیے گا بہتر ہوگا اور وہ مکتوب مع نوشتہاے چاند سلطان
اسی قاصد کے ہاتھ ارسال کیے منقول ہی کہ جب کتابت سہیل خان کو پہونچی اور اُسکے مضمون پر مطلع ہوا اسیوقت بسرعت
تمام کوہستان مانک دون کے راستہ سے قلعہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جو لشکر مغل مین قحط بدرجہ نہایت پہونچا تھا
گھوڑے فاقہ کے سبب نہایت کمزور اور لاغر ہوگئے تھے اور اس خبر کے سننے سے شہزادہ اور تمام امراے اکبری متفکر
ہوے اور انجمن مشورہ کے واسطے ترتیب دی سب کی راے نے یہ اتفاق کیا کہ اسوقت جنگ سپاہ دکن سے موقوف
رکھکر چاند سلطان سے پیام صلح اس طور پر درمیان مین لاوین کہ آن علیا حضرت ولایت برار بادشاہ کو پیشکش
کرے اور باقی ولایت حسین شاہ کے عہد کے موافق اپنے تعلق رکھے پھر سید مرتضےٰ جو قدیم سے تربیت یافتہ اور
برگزیدہ خاندان نظام شاہیہ سے تھا شاہزادہ کی طرف سے تقدمات صلح کی تمہید کو مامور ہوا اور چاند سلطان نے
اضطرار سپاہ مغل دریافت کرکے پہلے استغنا کیا اور آخر کو اُس نے بھی مانند لشکر مغل صلاح جنگ نہ دیکھی جو کہ محاصرہ
کے ضیق سے تنگ آئی تھی تعجیل کرکے جس طرح سے کہ مرقوم ہوا مصالحہ کیا اور شاہزادہ مراد اور خانخانان کوتل چبوترہ
اور دولت آباد کی راہ سے ابتداے ماہ شعبان مین برار کی طرف روانہ ہوتے اور سہیل خان سپہ سالار عادل شاہ
اور محمد قلی سلطان سرلشکر سپاہ قطب شاہ اور میان منجھو احمد شاہ کے ہمراہ رکاب اسی دو تین دن کے عرصہ مین احمد نگر
پہونچے میان منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ بدستور سابق احمد نگر کا بادشاہ رہے لیکن آہنگ خان نے احمد شاہ کو
قلعہ سے برآوردہ کرکے میان منجھو کے آنے کا دروازہ مسدود کیا اور ایک جماعت کو تھانہ دار جوند کے
پاس بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا اور قلعہ مین خطبہ اُسکے نام پڑھا آہنگ خان اور تمام
امراے نظام شاہی نے اطاعت کی اور میان منجھو مقام تمرد اور عصیان مین ہوکر چاہتا تھا کہ آتش فساد کو
شعلہ زن کرے ابراہیم عادل شاہ نے مرتضےٰ خان دکنی کو کہ عمدہ امراے درگاہ تھا مع چار ہزار سوار بتعجیل احمد نگر کی طرف
بھیجکر میان منجھو کو پیام دیا کہ اس وقت مین ایسی خواہش کرنا زیادتی نقصان کا سبب ہی لازم یہ کہ جمیع مقدمات
ترک کرکے سہیل خان کے ہمراہ بیجاپور کی طرف آوین تو احوال دریافت کرکے جو کچھ صلاح ملک و دولت ہو پیش
پہونچائی جاوے میان منجھو نے کہ عاقل اور فہمیدہ تھا عادل شاہ کے فرمان سے تجاوز نہ کیا مصطفےٰ خان کے ہمراہ
بیجاپور گیا اور جب عادل شاہ کو یقین ہوا کہ احمد شاہ نظام شاہ کی اولاد سے نہین ہی اس کو اپنا ملازم کرکے اور
جاگیر لائق دیکر سرفرازی بخشی اور میان منجھو اور اُسکے بیٹے میان حسن کو سلک امراے انتظام دیکر جاگیر خوب عطا کرکے

مسرور اور مبتہج کیا مدت سلطنت احمد شاہ قریب آٹھ ماہ تھی

تذکرہ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

ناظرین والا تمکین کے ضمائر انجم نظائر پر مخفی نہ رہے کہ جب چاند سلطان نے بہادر شاہ کو کوشش جمیلہ سے صاحب افسر کیا محمد خان میان منتخب دایہ زادہ کو پیشوا کیا اس نے بھی تھوڑے عرصہ مین جیسا کہ رسم و عادت ہے اپنے استحکام مین کوشش کر کے اپنے اعوان و انصار کو ساتھ مناصب ارجمند کے قوی پشت اور قوی پایہ کیا اور نشان اپنی مضبوطی اور استقلال کا بلند کر کے آہنگ خان اور شمشیر خان کو کہ مزید اعتبار مین شہرت رکھتے تھے حسن تدبیر سے گرفتار کر کے محبوس کیا امرا یہ اطوار دیکھکر رنجیدہ اور دل تنگ ہوئے ہر ایک یک سمت روانہ ہوا چاند سلطان مضطرب ہو کر عادل شاہ سے ملتجی ہوئی اور یہ پیام دیا کہ ایسے وقت مین کہ دشمن قوی کمین مین بیٹھکر ہنگام فرصت کا جویا ہے اس دولت خانہ کے نفرے پیشہ سرکشی اور عصیان کا اختیار کر کے ہر ساعت فساد اٹھاتے ہین اور ہر لحظہ ایک آشوب ظاہر کرتے ہین اگر آنحضرت اس جماعت کی گوشمالی مین کوشش نفرمائین گے عنقریب یہ باقی مملکت بھی اکبر بادشاہ کے تصرف مین جاویگی عادل شاہ نے بھر اعانت پر توجہ کی اور سہیل خان سپہ سالار کو فرمایا کہ احمد نگر جا کر جس امر مین خوشنودی چاند سلطان کی ہو عمل مین لاوے سہیل خان شہور سنہ ایک ہزار پانچ ہجری مین احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور محمد خان قلعہ مین قلعہ بند ہوا جب چاند سلطان کی اطاعت مین نہ آیا سہیل خان بتجویز چاند سلطان محاصرہ مین مشغول ہوا اور قریب چار مہینے اس مین اوقات صرف کر کے محمد خان کے دفع مین راسخ اور ثابت رہا اور محمد خان عریضہ خانخانان کو لکھکر طالب کمک ہوا اور مردم قلعہ اس امر سے واقف ہو کر سب اُس سے پھر گئے اور اسے قید کر کے چاند سلطان کے سپرد کیا چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو کہ غلامان درگاہ سے تھا اُس پر اعتماد کر کے پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور سہیل خان کو خلعت سے مخلع کر کے باعزاز و احترام رخصت معاودت عطا فرمائی اور وہ جب بیجاپور کو مراجعت راجہ پور کے اطراف مین کہ دریاے گنگ[ط] کے ساحل پر واقع ہے پہونچا امراے اکبری قصبہ پاتری وغیرہ پر جو مملکت برار سے خارج ہے نقض عہد کر کے متصرف ہوئے اس واسطے اُس موضع مین توقف کر کے عریضہ مشتمل بر حقیقت حال عادل شاہ کو لکھا اور اسی عرصہ مین چاند سلطان اور آہنگ خان نے بھی مغل کی حرکت اور اُن کے نقض عہد پر واقف ہو کر بہ تعجیل تمام آدمی بیجاپور کی طرف بھیجا اور بمبالغہ و الحاح سے کمک طلب کی تا کہ سپاہ مغل کو ملک سے خارج کرے عادل شاہ نے بدستور سابق سہیل خان کو سپہ سالار کر کے مغل کے محاربہ کا حکم دیا اور قطب شاہ نے بھی پیروی عادل شاہ کی کر کے مہدی قلی سلطان کو مع لشکر تلنگ سہیل خان کے پاس بھیجا اور احمد نگر سے بھی قریب ساٹھ ہزار سوار برار کی طرف روانہ ہوے اور جب قصبہ سون پت مین پہونچے قیام کر کے سامان جنگ مین کوشش کی اور خانخانان سپہ سالار مغل کہ قصبہ جالنہ مین اقامت رکھتا تھا ہجوم اور قصد دکنیون کا دریافت کر کے احضار لشکر کا حکم دیا اور خود بلدہ شاہ پور مین شاہزادہ کے پاس

[illegible] ۱۲

گیا اور حقیقت حال عرض رکھی اور جو چاہتا تھا کہ فتح میرے نام ہووے شاہزادہ اور اُسکے اتالیق محمد صادق خان کو شاہ پور مین نگاہ رکھا اور خود باتفاق جمیع امراے اکبری اور راجہ علیخان برہان پوری مع بیس ہزار سوار کارگذار دکنیون کے رزم پر متوجہ ہوا اور دریاے گنگ کے کنارے دکنیون کے مقابل خیمے اور خرگاہ بلند کیے اور لشکر کے گرد اگرد خندق کھود کر پندرہ دن تک حرکت نہ کی اور جب سپاہ دکن کی تعداد دریافت کی اور چند مرتبہ جنگ طلایہ اور قراولان سے طرح اور طور در آمد برآمد کے معلوم کیے ماہ جمادی الثانی کی اٹھارھوین تاریخ سنہ ۱۰۰۵ ایک ہزار پانچ ہجری مین چاشت کے وقت عازم جنگ ہوکر صفین آراستہ کین لیکن عصر کے وقت تلاقی طرفین کی واقع ہوئی اور سہیل خان نے آلات آتشبازی کے استعمال سے راجہ علیخان اور راجہ جگن ناتھ راجپوت کو کہ مواجہہ اختیار کیا تھا مع چار ہزار بہادر ہلاک کیا اور چونکہ امراے نظام شاہی اور قطب شاہی بھی افواج اکبری کے تاب مقاومت نہ لاسکے دشت ہزیمت کی طرف منہزم ہوئے تھے سہیل خان نے مقابلہ اور مقاتلہ افواج دشمن کا اپنے اوپر فرض کر کے قریب وقت شام میمنہ اور میسرہ سپاہ مغل پر حملہ کیا اور اس طرح ان کی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا کہ معرکہ سے بھاگ کر شاہ پور مین شاہزادہ کے پاس پناہ لی اور صادق محمد خان امرا کے درپے ہوا کہ شاہزادہ کو لیکر ملک دکن سے نکل جاوے لیکن خانخانان نے باوجود تفرقہ لشکر اُسی طرح معرکہ مین قدم استوار کر کے مع فوج قلیل اُس رات کو توقف کیا اور سپاہ دکن قرار فتح کا ساتھ اپنے دیکر غارت مین مشغول ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کی اور سواے سہیل خان اور ایک جماعت خاصہ خیل عادل شاہی کے تمام فوج غنائم کو جا بجا لے محفوظ اور مستحکم مین پہونچانے کے لیے متفرق ہوئی اور بحسب اتفاق خانخانان اور سہیل خان بجماعت قلیل ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر معرکہ مین رہے اور پہر رات تک احوال ایک دوسرے سے کچھ خبر نہ پائی آخرالامر جب واقف ہوئے دونون اپنی محافظت مین کوشش کر کے لشکر جمع لانے کے درپے ہوئے اور جب خورشید ترک غدار یعنی آفتاب نے دریچہ شرق سے سپاہ ہندوے شب کو منہزم کیا وہ دونون سردار مع جماعت ہمراہی مقابل ایک دوسرے کے ایستادہ ہوئے اور خانخانان کا یہ مقصد تھا کہ سہیل خان حرف صلح درمیان مین لاکر بقائی ایک دوسرے کے جدا ہووین لیکن سہیل خان بعضے آدمیون کے وسوسہ کے سبب جنگ مین راسخ ہوکر مع فوج خانخانان کی طرف روانہ ہوا تب اُس نے بھی لاچار ہوکر نشان قتال بلند کیا اور طرفین سے ایسی حرب سخت واقع ہوئی کہ جنگ پہلے دن کی اُس کے مقابل ایک بازیچہ معلوم ہوتی تھی آخرکو تائید ربانی سے نسیم فتح و ظفر خانخانان کے پرچم مراد پر چلی سہیل خان شاہ درک کی طرف فرار ہوا اور امراے نظام شاہی و قطب شاہی جو پہلے دن بھاگے تھے بحال ابتر احمدنگر اور حیدرآباد کی طرف راہی ہوئے حیات مستعار کو غنیمت جانکر شکر الٰہی بجا لائے اور خانخانان نے بعد اس فتح عظیم کے ایک جماعت کو قلعہ برنالہ اور گاویل کے محاصرہ کو کہ مملکت برار کے قلاع سنگین سے تھے تعین کیا اور خود قصبہ جالنہ پور مین اقامت پذیر ہوا اور شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان پنجہزاری کی تحریک سے خانخانان کو پیغام دیا کہ جو وقت فرصت ہے مناسب یہ ہے کہ احمدنگر کی طرف متوجہ ہووین اور اُسے بھی مفتوح کر کے مملکت نظام الملکی

کو اپنے قبض و تصرف مین لاوین خانخانان نے جواب دیا کہ صلاح وقت یہ ہے کہ امسال برار مین جاکر وہان کے
قلعون کو فتح کرین جب وہ مملکت تمام وکمال زیر نگین ہوکر قید ضبط مین آوے اُسکے بعد اور مقامون کی طرف متوجہ
ہوکر نشان تسخیر بلند کرین اور جو یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ آیا اُس تفصیل سے کہ واقعات اکبر بادشاہ
مین تحریر کلک صحت ہوا ہے اظہار رنجش اور کدورت فرمایا اور شہزادہ اور صادق محمد خان نے چند عرائض شکایت آمیز
اکبر بادشاہ کو لکھین اکبر بادشاہ نے خانخانان کو اپنے حضور طلب کیا اور شیخ ابو الفضل کو سپہ سالار دکن کیا اور میرزا
یوسف خان کو بھی اُسکا شریک فرمایا اور خانخانان شہور سنہ ۱۰۰۶ ایک ہزار چھ ہجری مین متوجہ درگاہ ہوا اور آہنگ خان
نے فرصت پاکر عداوت مین چاند سلطان کی شدت کی اور چاہا کہ بہادر شاہ کو دستیاب کرکے اُس مہد علیا
کو ایک قلعہ مین قید کرے اور خود نقارہ انا ولا غیری پر چوب مارے اور وہ اُس ارادہ سے واقف ہوئی
بہادر شاہ کی محافظت مین نہایت درجہ کوشش کرکے دروازہ ارک آہنگ خان کے منہ پر بند کیا اور یہ
مقرر کیا کہ وہ قلعہ کے باہر باتفاق ارکان دولت کچہری کرتا رہے آہنگ خان نے چند روز اطاعت اظہار
کرکے آخر کو مخالفت پر کمر باندھی اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور اکثر اوقات فریقین کے درمیان جنگ ہوتی تھی اور عادل شاہ
ایلچی کو بھیجکر ہر چند سعی فرماتا تھا کہ انکے درمیان سے نفاق رفع ہوکر اتفاق ظاہر ہووے کسی نہج سے یہ معنے
صورت پذیر نہوئے اور استقلال اور استیلا آہنگ خان کا حد سے گذرا اور میدان معرکہ خانخانان کے وجود سے خالی دیکھکر
عین موسم برسات مین کہ نہر گنگ بھی پر آب تھی اور شاہزادہ کی طرف سے کمک پہونچنا اشکال تھا ایک جماعت سرداران
کو قصبہ بیر کی جانب بھیجا کہ اُسکو امراے اکبر شاہی کے تصرف سے بر آوردہ کرے اور وہان کا حاکم شیر خواجہ چھ کوس
تاخت کرکے اُس جماعت کے مقابل ہوا اور بعد جنگ شدید شکست پائی اور مجروح ہوا اور بہ صعوبت تمام
آپ کو قصبہ بیر مین پہونچاکر متحصن ہوا اور عرضی اکبر بادشاہ کی خدمت مین ارسال کی اور دکنیون کے تسلط اور
شیخ ابو الفضل فہامی اور سید یوسف خان کی کمک نہ بھیجنے کے بارے مین فقرات شکایت آمیز درج کیے
اکبر بادشاہ سمجھا کہ خانخانان کے سوا دوسرا شخص جیسا کہ چاہیے دکن کی سپہ سالاری سے عہدہ بر آنہو سکیگا
اسواسطے اُسکا گناہ معاف کرکے عازم ہوا کہ پھر اُسے سرفراز فرماکر صاحب اختیار اور سپہ سالار دکن کرے
اتفاقاً اُن دنون مین شہزادہ مراد نے شرب مدام اور عورتون کی صحبت دوام سے امراض غیر مکرر بہم پہونچائے
اور بلدہ شاہ پور مین جو اسکا تعمیر اور آباد کیا ہوا تھا برحمت حق واصل ہوا اور اکبر بادشاہ نے ممالک دکن شہزادہ
دانیال کو کہ اُسکا چھوٹا بیٹا تھا عطا کرکے خانخانان کے ہمراہ اُسے دکن مین روانہ کیا اور ابھی سرحد دکن مین
نہ پہونچا تھا کہ خود بھی حسب الالتماس شیخ ابو الفضل اور سید یوسف خان شہور سنہ ۱۰۰۸ ایک ہزار آٹھ ہجری
مین دار الملک آگرہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور جو اکبر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ چاند سلطان اور
آہنگ خان کے درمیان نزاع اور نفاق بہت ہے خود قلعہ آسیر کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور شہزادہ دانیال اور
خانخانان کو احمد نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور آہنگ خان حبشی کہ پندرہ ہزار سوار رکھتا تھا اس ارادہ سے کہ

دہنہ گھاٹ چیتو لیکر سپاہ مغل کے ساتھ مقابلہ کرے قلعہ احمد نگر کے اطراف سے برخاست کرکے اُس طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ اور تمام امرا اُس امر پر واقف ہوکر قریہ معموری کی طرف کہ صحراے وسیع ہے بقصد احمد نگر روانہ ہوئے آہنگ خان سراسیمہ ہوکر خیمہ و خرگاہ اور احمال و اثقال مین آگ دیکر بغیر اسکے کہ متصدی جنگ ہووے یا یہ کہ احمد نگر جاکر بہادر شاہ اور چاند سلطان کی خبر لیوے مقنعہ عاجزی کا سر پر ڈالکر جنیر کی جانب بھاگا شاہزادہ اور امراے مغل نے بمزاحمی اور معارضی قلعہ احمد نگر کے قریب پہونچکر بدستور سابق محاصرہ کیا اور مورچے آدمیون پر قسمت کیے شاہزادہ دانیال کی طرف سے خانخانان اور میرزا یوسف خان نے نقب کھودنا شروع کیا اور دمدمہ تیار ہوے قریب تھا کہ قلعہ مسخر اور مفتوح ہووے چاند سلطان نے چیتہ خان خواجہ سرا سے جو قلعہ کے اندر تھا یہ فرمایا کہ آہنگ خان اور دوسرے سردارون نے نقض عہد کرکے اسقدر سرکشی اور بے اعتدالی کی کہ اُسکی شامت سے اکبر باشاہ خود دکن کی طرف متوجہ ہوا اور یہ قلعہ بھی چند روز مین مفتوح کرینگے چیتہ خان نے کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب جو راے صواب نماے آنقضا فرماوے ارشاد کیجیے تو ہم اُسکے موافق عمل کرین اور حتی الوسع بجا لادین چاند سلطان نے کہا صلاح اس مین ہے کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے جان اور مال اور ناموس کی امان طلب کرکے بہادر شاہ کے ہمراہ جنیر کی طرف روانہ ہووین اور وہان استقامت کرکے افضال غیبی کے منتظر رہین چیتہ خان نے اہل حصار کو طلب کرکے بہ آواز بلند یہ تقریر کی کہ چاند سلطان ساتھ امراے کبار اکبر بادشاہ کے یکزبان ہوکر چاہتی ہے کہ قلعہ سپرد کردے دکنی یہ صدا سنتے ہی حرم سرا مین درآئے اور اس علیا حضرت کو بشدت و عقوبت تمام شربت شہادت چکھایا اور اعیان دولت اکبری نے اسی عرصہ مین نقبین دوڑا کر دیوار حصار اُڑائی اور قلعہ مین داخل ہوئے اور عورتون اور لڑکون اور جوانون کو اسیر کیا اور چیتہ خان اور جمیع باشندگان ادنے و اعلے مرد اور عورت اور غنی اور فقیر کو بہادر شاہ کے علاوہ جو قلعہ مین تھے تہ تیغ کیا اور شہزادہ دانیال نے سرکار نظام شاہی کے نقد اور جواہر اور نفائس پر متصرف ہوکر قلعہ معتمدون کے سپرد کیا اور بہادر شاہ کو اسیر کرکے اکبر بادشاہ کے پاس برہان پور لے گیا اور ان دنون مین قلعہ آسیر کو بھی اکبر بادشاہ نے مسخر اور مفتوح کیا تھا پھر دکن اور خاندیس شہزادہ دانیال کو عنایت فرمایا جیسا کہ وقائع خدیو جہان پناہ ابراہیم عادل شاہ مین تحریر ہوا من بعد دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا اور امراے نظام شاہی نے مرتضے ولد شاہ علی کو بادشاہی پر منسوب کرکے چند روز قلعہ پرندہ کو دار الملک بنایا اور مدت بادشاہی بہادر نظام شاہ کی کہ تا غایت تحریر قلعہ گوالیار مین محبوس ہے تین برس اور چند مہینے تھی

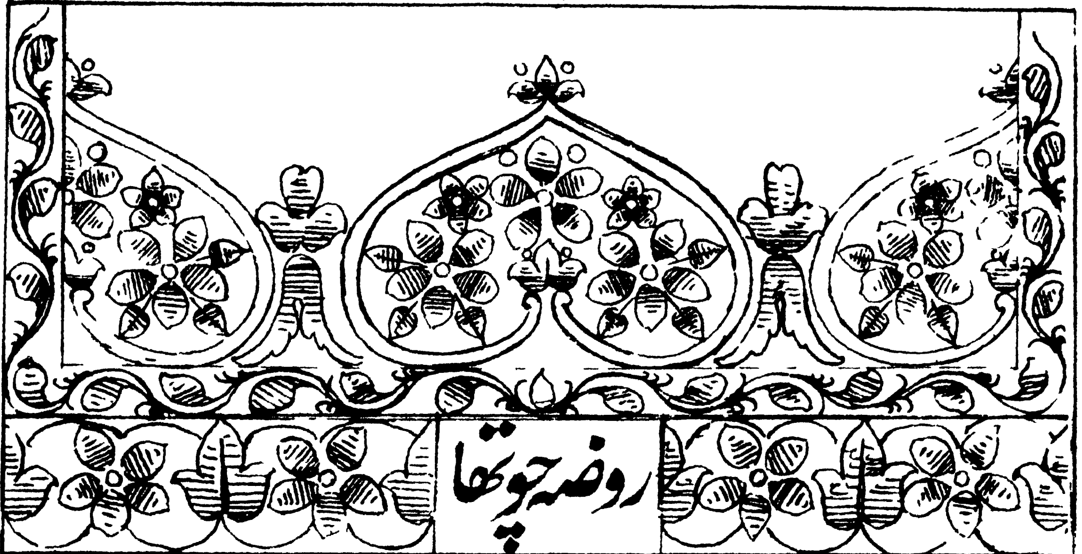
ذکر مرتضے نظام شاہ بن شاہ علی بن برہان شاہ اول کی سلطنت کا

جب اکبر شاہ برہان پور سے آگرہ کی طرف تشریف لے گیا نظام شاہ کے ملازمون نے بلوجود اسکے کہ خیل و حشم نہ رکھتے تھے اپنی بلند ہمتی و اولو العزمی سے امراے کبار اور صاحب اختیار ہوکر نشان استقلال بلند کیا اور یوم تحریر اصل کتاب تک تتمہ سلطنت نظام شاہیہ کو سپاہ مغل کے صدمہ سے محفوظ رکھا چنانچہ ایک عنبر نامے

حبشی سرحد تلنگ سے ایک فرسخ قصبہ بیر تک اور چار کوس جنوبی احمد نگر اور بیس کوس دولت آباد و بند رجیول تک متصرف
ہوا اور دوسرا راجو دکنی دولت آباد سے شمالاً سرحد گجرات اور جنوباً چھ کوس احمد نگر تک اپنے تصرف مین ورلایا
اور دونون نے بحسب ضرورت مرتضےٰ نظام شاہ کی اطاعت قبول کر کے قلعہ اوسہ کو مع چند قریہ اخراجات
ضروری اور مصارف لابدی کے واسطے سپرد کیا اور یہ دونون سردار اس فکر اور تلاش مین تھے کہ ایک
دوسرے کو مغلوب کر کے اُسکے ممالک پر بھی متصرف ہووین لامحالہ درمیان مین دونون کے ہمیشہ عداوت
رہی آپس مین صفائی نہوئی اور خانخانان نے یہ امر سمجھکر اپنے ہمراہیون کو مامور کیا کہ قدرے ولایت عنبر کہ تلنگ کی
طرف واقع تھی متصرف ہووین اور عنبر حبشی جمعیت کر کے سنہ ایک ہزار دس ہجری مین مع سات آٹھ ہزار سوار اس
طرف روانہ ہوا اور مغلون کے تھانے اُٹھا کر اپنے ممالک اُنکے تصرف سے بر لایا اور خانخانان نے اپنے بڑے
بیٹے میرزا ایرج کو جو زیور شجاعت اور مردانگی سے آراستہ تھا مع پانچہزار سوار انتخابی مقابلہ اور مقاتلہ کو نامزد فرمایا قصبہ
ماندیر کے اطراف مین فریقین کا سامنا ہوا ایک نے ناموری اور بلند نامی کے واسطے اور دوسرے نے اپنے حفظ
ملک کے لیے از روے قہر و غضب افواج آراستہ کر کے توجہ کی اور نہایت شدت اور خصومت سے ایک دوسرے پر
حملہ آور ہوکر شرط مردی اور مردانگی بجا لائے اور گرز و نیزہ و شمشیر و تبر سے آپس مین سرور زخمی کر کے صفحہ رزم کتابی
پر جداول خون جاری کیے **مثنوی** دران رزمگہ فتنہ شد بلند + کہ رحمت نیامد بغیر از گزند + نہان گشت از سختی آن مصاف
مروت چو سیمرغ در کوہ قاف + سم باد پایان شدہ فرق سای + سر سرکشان ماند در زیر پای + بعد اسکے کہ طرفین سے
ایک جماعت کثیر نے قالب ارواح سے خالی کیے اکبر بادشاہ کے اقبال نے اپنا کام کیا عنبر حبشی زخمہاے کاری
اُٹھا کر خانہ زین سے جدا ہو کر میدان جانستان مین گرا ایک جماعت حبشیون اور دکنیون سے کہ اسکے مخلص تھے
ہجوم لا کر اُسے سوار کر کے میدان سے باہر لیگئے عنبر پھر درپے لشکر فراہم لانے کے ہوا اور اپنے ممالک کی محافظت
کے واسطے دوڑ دھوپ سے باز نہ آیا اور خانخانان جو اُسکی شجاعت اور مردانگی کو مشاہدہ کر کے یقین جانتا تھا کہ وہ پھر
سرکشی کی فکر مین ہے اس وجہ سے صلح پر آمادہ ہوا اور عنبر نے بھی عدم اتفاق راجو دکنی سے بلکہ بناے معرکہ مذکور کو
اسکی تحریک سے جانتا تھا مصالحہ کو وجہ نیک جانکر خانخانان سے ملاقات کی اور حدود طرفین قرار دے کر لوازم
عہد و پیمان درمیان مین لایا پھر رخصت ہو کر اپنے ممالک کی طرف مراجعت کی اُس وقت سے اس وقت یعنی تحریر
کتاب ہذا تک نقض عہد و پیمان واقع نہوا اور عنبر خانخانان سے بکمال اخلاص و اعتقاد پیش آتا ہے اور انھین دنون
مین تپنگ راے کول اور فرہاد خان مولد اور ملک صندل خواجہ سرا اور دیگر سرداران دکن نے عنبر حبشی کی ترک
رفاقت کر کے مرتضےٰ نظام شاہ کی ملازمت اختیار کی اور شاہ موصوف کو عنبر کے دفع پر عازم جازم کر کے قلعہ اوسہ
کے اطراف مین لشکرگاہ کیا اور عنبر بھی اپنے اعوان کو ہمراہ لیکر اس طرف گیا نظام شاہ سے مقابلہ کر کے غالب آیا
اور تپنگ راے کو زندہ اسیر و دستگیر کر کے مقید کیا نظام شاہ نے باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل کہ عمدہ امرا کے
تھے مضطرب ہوکر عنبر سے صلح کی اور عنبر چاہتا تھا کہ قلعہ پرندہ کو اپنے تصرف مین لاوے اسواسطے نظام شاہ کے

ساتھ مین آخر ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۲ ایکہزار بارہ ہجری مین قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور تھانہ دار قلعہ منجھن خان حبشی نے کہ قریب بیس برس سے وہان کا حاکم تھا نظام شاہ کو پیام دیا کہ مین حضرت کو اپنا صاحب اور ولی نعمت جانکر قلعہ کے اندر جگہ دیتا ہون لیکن عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کر کے اکبر بادشاہ کا نوکر ہوا ہے مین اُسپر اعتماد نہین کرتا اور اسے قلعہ مین داخل نہ کرونگا عنبر نے جواب دیا کہ مین تپنگ راے اور فرہاد خان اور ملک صندل کے غدر سے بیخوف نہ تھا صلاح وقت دیکھکر خانخانان سے بحسب ظاہر ملاقات کر کے اُنکا طرفدار ہوا لیکن دل سے اپنے تئین نظام شاہ کے غلامان سے شمار کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ لوازم و لنخواہی بجالاکر اس خاندان کی حفظ سلطنت مین مساعی جمیلہ پیش ہو نچاؤن منجھن خان نے اس عذر کو قبول نہ کیا اور ابواب حرف و حکایات مسدود کر کے خاموش ہوا اور عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر قلعہ مین درآوے اور منجھن خان اُسکے سبب قوی پشت ہووے اُسے گرفتار کر کے نظر بند کیا اور فرہاد خان اور ملک صندل نے نظام شاہ کی گرفتاری سے دلگیر ہوکر آپ کو پاے قلعہ مین پہونچایا اور منجھن خان نے قریب ایک ماہ نشان مدافعہ بلند کیا اور جو کہ منجھن خان کا بیٹا موسوم لبسونا خان بے اعتدالی کر کے اہل حصار کے زن و فرزند پر دست درازی کرتا تھا اُنھون نے ہجوم کر کے اسے قتل کیا بدین سبب منجھن خان نے اپنے توقف مین صلاح نہ دیکھی جریدہ قلعہ سے بھاگا اور باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل اور دوسرے آدمیون کے التجا عادل شاہ کی طرف لیجا کر سبب اُسکے ملازم ہوئے اور متحصنون نے روش منجھن خان کی اختیار کی اور چند روز قلعہ مین متحصن رہے اور آخرش عنبر بحسن تدبیر اس پر متصرف ہوا اور نظام شاہ کو حوالات سے نجات دے کر چتر اُس کے سر پر لگایا اور ایک جماعت مخصوصان کے ساتھ اُس قلعہ مین مقیم کر کے خود مع خیل و لشکر باہر روانہ ہوا اور محرم سنہ ۱۰۱۳ ایکہزار تیرہ ہجری مین شہزادہ دانیال برہان پور سے دختر عادل شاہ کے لینے کو راہ ناسک اور دولتآباد سے احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر تکلیف کی کہ وہ بھی بطریق عنبر فرمانبردار ہو کر ہماری ملازمت کے واسطے حاضر ہووے اور وہ مملکت جاگیر پاکر بازگشت کرے راجو نے اعتماد اسکے عہد و قول پر نہ کیا شہزادہ طیش مین آیا اور اُس کے استیصال پر آمادہ ہوا راجو نے بھی نشان جرأت کا بلند کر کے مع آٹھ ہزار سوار اس کے مقابلہ کے لیے عزیمت کی اور اگرچہ مرتکب جنگ صف نہوتا تھا لیکن لشکر مغل کے حوالی اور حواشی کو تاخت و تاراج کرنے سے اسقدر مزاحمت پہونچائی کہ شہزادہ نے ایلچی خانخانان کے پاس جالنہ پور مین بھیجکر کمک طلب کی خانخانان بسبیل استعجال پانچ چھ ہزار سوار سے آپہونچا اور باعث آرام و آسائش ہوا اور بعد وصول خانخانان کے راجو نے ترک تاخت و تاراج کر کے اپنے ممالک کی راہ لی اور شہزادہ نے مع خانخانان احمدنگر کی طرف جاکر پالکی عروس کے ہمراہ معاودت کی اور قلعہ پٹن کے باہر نہر گنگ کے کنارہ لوازم جشن شادی بجالایا اور خانخانان نے جالنہ مین مقام کیا اور شاہزادہ برہان پور کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ نے ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر عنبر کی سخت گیری کی شکایت

کی راجو قلعہ پرندہ مین جاکر نظام شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور عنبر کے دفع کرنے کا ذمہ دار ہوا غرض کہ چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ آثار غلبہ کے راجو کی طرف سے ظہور مین پہونچے عنبر مضطرب اور سراسیمہ ہوکر آدمی خانخانان کے پاس بھیجکر طالب کمک ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار بسرداری میرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر سے اُسکی مدد کے واسطے بہ تعجیل روانہ کیے عنبر اُس کمک کے آنے سے قوی پشت اور قوی دل ہوا اور راجو کو دولت آباد کی طرف منہزم کیا اور جو سلطنت دکن کے شاہزادہ دانیال کو بھی مبارک نہوئی برہان پور مین فوت ہوا اور اس عرصہ مین خانخانان برہان پور مین تھا عنبر نے فرصت پاکر خوب لشکر فراہم کیا اور بقصد انتقام دولت آباد کی سمت راجو پر فوج کش ہوا راجو اس مرتبہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لایا آدمی برہان پور بھیجکر خانخانان سے التجا کمک کی درخواست کی خانخانان بھی بعضے امور کے سبب اپنا رہنا اُس بلدہ مین مناسب نہ جانتا تھا بہانہ ہی چاہتا تھا فوراً دولت آباد کی طرف روانہ ہوکر چھ ماہ درمیان لشکر عنبر اور راجو کے حائل ہوا اور نہ چاہا کہ ایک دوسرے پر تاخت کرکے غالب ہووے عنبر نے جو خانخانان کو راجو کی حمایت مین نہایت مصروف دیکھا اُسکے کہنے سے راجو کے ساتھ صلح کرکے پرندہ کے سمت راہی ہوا اور خانخانان جی جالنہ پور گیا اور ملک عنبر چونکہ راجو کی پہلی لشکر کشی بھی مرتضےٰ نظام شاہ کی فتنہ انگیزی سے جانتا تھا درپے اسکے ہوا کہ اُسے معزول کرکے دوسرے شخص کو خاندان نظام شاہیہ سے شاہ کرے لیکن اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ اس امر پر راضی نہ تھا ارادہ اُسکا قوۃ سے فعل مین نہ آیا اور ابتدائے سنہ ۱۰۱۶ ایک ہزار سولہ ہجری مین عادل شاہ کے فرمانے کے بموجب نظام شاہ کے ساتھ ابواب ملائمت مفتوح کیے رفتہ رفتہ صفائی کلی اُنکے درمیان بہم پہونچی اعتماد ایک کا دوسرے پر ہوا پھر دونون متفق ہوکر مع دس ہزار سوار جنیر کی طرف متوجہ ہوئے اور نظام شاہ بمقتضائے کل شئی یرجع الی اصلہ اپنے باپ دادا کے مسکن مین استقامت پذیر ہوا اور چند سردار مسلمان اور ہنود دولت آباد کی طرف راجو کی گوشمالی کے واسطے کہ اُسکے خوف سے عنبر جنیر کی طرف جا نہ سکتا تھا نامزد کیے اور راجو بعد تردد وافر گرفتار ہوا اور مملکت اُسکی بھی نظام شاہ کے حوزۂ تصرف مین در آئی اور عنبر اُس مملکت مین صاحب اختیار رہا اور استقلال اُسکا حد سے گذرا اور ان وقائع کی حالت تحریر مین سلطنت دودمان نظام شاہیہ کی مرتضیٰ شاہ ولد شاہ علی کو پہونچی اور زمام حل و عقد عنبر حبشی کے قبضۂ اقتدار مین ہے اور بحسب ظاہر دولت نظام شاہیہ انحطاط مین ہے اور بادشاہان دہلی اُنکی تتمہ مملکت کی طمع کرکے جویائے فرصت ہین دیکھیے مشیت ایزدی اور ارادۂ لم یزلی سے کیا ظہور مین آتا ہے فقط



روضہ چوتھا

بیان حالات حکام تلنگ مین کہ موسوم بہ قطب شاہیہ ہین

واقفان اسرار عالم کون وفساد پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ شاہ خورشاہ نام ایک شخص مردم عراقی نے عہد براہیم قطب شاہ مین بہ فن تاریخ ایک کتاب مبسوط لکھی اور تقریر و تسطیر وقائع قطب شاہیہ بھی اس کتاب مین لکھ دیے لیکن وقت تحریر آمین صحائف کے جو وہ کتاب مؤلف کے پیش نظر نہ تھی لہذا بہ تفصیل اُن کے حوادث ایام نہ لکھ سکا بلکہ اس سلسلہ عظیمہ کے بادشاہون کے نام اور مجمل واقعات عظیمہ کے لکھے

تذکرہ قطب شاہ کی سلطنت اور جہانبانی کا

سلطان قلی ترکان بہارلو اور قوم میر علی شکر سے ہے اور بعضے اس دودمان کے منسوبان سے دعوی کرتے ہین کہ سلطان قلی بادشاہ عراق میرزا جہان شاہ مقتول کے نواسون سے ہے لیکن روایت اول صحت سے قریب تر ہے اور بہر تقدیر اسکی جائے پیدائش ہمدان ہے اور عہد آخر سلطان محمد شاہ بہمنی مین آغاز جوانی مین ولایت سے دکن کی طرف آیا اور چونکہ محمد شاہ غلامان ترک کو معزز اور مکرم رکھتا تھا اسنے اپنے تئین غلامان ترک کے سلک مین منتظم کیا اور چو علم حساب سے ماہر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا بنا برین محلات حرم کا مشرف مقرر ہوا اور خواتین اسکے حسن سلوک اور امانت اور دیانت سے راضی اور شاکر ہوئین اور اُن دنون مین جاگیرین اہل حرم کی تمام مملکت تلنگ سے متعلق تھین اور وہان کے اقطاع سے عرضیان شکایت آمیز پہونچین کہ چورون اور راہزنون کی پرگنون مین کثرت ہے اور رعایا دن بدن تمرد اور سرکشی کرتی ہے اور سر حلقۂ اطاعت سے برآوردہ کرکے اداے مال وجہات مقرری مین تامل اور تعلل کرتی ہے اگر فوج کثیر درگاہ سے باغیون کے دفع کے واسطے مامور ہووے ولایت اصلاح مین آوے اور محصول مالواجبی وصول ہو اور اگر سرکار ارسال تدارک کریگی تو دسوان حصہ بھی مال مقرری خزانہ مین داخل ہوگا سلطان محمد شاہ نے چاہا کہ ایک امراے کبار کو

مع دو تین ہزار سوار اس طرف روانہ کیے سلطان قلی ایک خواتین حرم کو متوسط کر کے عرض پرداز ہوا کہ اگر یہ خدمت دولتخواہ سے رجوع ہووے بدون لشکر اس طرف جا کر اقبال بادشاہ کی برکت سے تمام باغی اور طاغی کو دفع کردون سلطان محمد شاہ نے اُسے منظور نظر عنایت کر کے اس خدمت پر سرفراز کیا اور وہ مع اپنے متعلقان کے ان پرگنات مین گیا اور بحسن تدبیر بہت سے یومیہ دارون کو موافق کر کے اُنکے باتفاق چند عرصہ مین چور اور رہزن کو نیست و نابود کر کے انکا نشان باقی نہ رکھا اور امراے بزرگ کی جاگیرین جو اُن پرگنات کے حوالی اور حواشی مین تھین اہل بغی کے فساد سے مصفا کر کے شجاعت اور مردانگی مین موصوف و معروف ہوا اور سلطان محمود بہمنی کے عہد مین جیسا کہ تحریر ہوا مرتبہ امارت پر پہونچا اور خطاب قطب الملکی پا کر ممالک تلنگ مین سے بلدۂ گلکنندہ مع مضافات جاگیر پائی بعد اُسکے چند مدت اُس حدود کا سپہ سالار رہا اور فرمانون مین اُسے صاحب السیف والقلم لکھتے تھے اور جب یوسف عادل شاہ اور احمد نظام شاہ اور عماد الملک نے دعوی سلطنت کر کے چتر سر پر لگایا اور یوسف عادل شاہ نے اس وجہ سے کہ وہ بھی مرید خانوادۂ مشائخ صفویہ تھا خطبہ مین اسامی بارہ امام علیہم السلام داخل کیے اسواسطے سلطان قلی نے بھی ایام امارت اور سپہ سالاری مین نام ائمہ اثنا عشری کو خطبہ مین مذکور کیا اور جو بادشاہی سلطان محمود بہمنی نے حد سے زیادہ ضعف پیدا کیا تھا وہ بھی ۹۱۸؁ نوسو اٹھارہ ہجری مین متصدی امر سلطنت ہوا اور اپنا نام قطب شاہ مشہور کیا اور جمیع امور مین قاعدہ اور روش پادشاہان ولایت پیش نہاد ہمت کر کے باوجود مملکت مختصر رواج و رونق بادشاہی مین کوشش کی اور بخلاف عادل شاہ اور عماد شاہ اور برید شاہ کے بطریق بادشاہان ولایت نوبت پنج وقتی بجائی اور اپنے عزیز و اقارب کو مناصب ارجمند پر منصوب اور مخصوص کیا اور ہر ایک کے ساتھ فراخور حالت ایک خدمت اور مہم لائق رجوع فرمائی اور حقوق تربیت سلطان محمود رعایت کر کے ہمیشہ تحف و ہدایاے لائق اور نقود و افر ماہ بماہ اُس کے واسطے شہر احمد آباد بیدر مین مرسول رکھتا تھا اُس کے بعد خبر جلوس شاہ اسمعیل صفوی تخت ممالک ایران پر منتشر ہوئی برین نظر کہ اسے مرشد زادہ اپنا جانتا تھا خطبہ مین آنحضرت کا اسم اپنے نام سے مقدم کیا اور نام اصحاب ثلثہ کے بتدریج خطبہ سے ساقط کیے اور جو برہان شاہ نے شاہ طاہر کی ہدایت کے بموجب خطبہ بطریق شیعہ پڑھا تھا سلطان قلی نے اسکی حمایت اور استظہار کے باعث نہایت اطمینان سے اُس مذہب کے شعار برملا رواج دیے اور بہت سے شیعہ مخذولان نے زبان طعن و بے ادبی کی حضرات صحابہ ثلثہ کی نسبت کھولی اور اس زمانہ تک کہ تخت سلطنت پر محمد قلی قطب شاہ اجلاس فرما ہے اُن ممالک مین اسی طریق سے خطبہ اثنا عشر منبرون پر پڑھ کر اول فاتحہ سلامتی بادشاہ ایران شاہ صفوی کا قرأت کرتے ہین اعتقاد اور اخلاص مین اُنکے قصور نے راہ نہین پائی اور خواہش صادق اور ارادت واثق ساتھ مشائخ صفویہ کے رکھتے ہین اور سلطان قلی قطب شاہ اپنے ایام سلطنت مین سلاطین دکن کی نسبت سلوک برادرانہ کرتا تھا مگر اس ایام مین کہ سلطان بہادر گجراتی نے عماد الملک براری کے حسب الالتماس مملکت دکن مین داخل ہو کر بہت خرابی اور ویرانی ولایت نظام شاہ مین پہونچائی اس وقت خلاف مروت عمل کر کے ایلچی اُس کے پاس بھیجا اور اظہار

یکجہتی کرکے چاہتا تھا کہ ساتھ اُسکے دم دوستی کا مارے لہذا جب معاملہ سلطان بہادر کا مفروغ ہوا اسمعٰیل عادل شاہ نے برہان شاہ کی تجویز قصد کر لیا کہ کچھ اُس کے ممالک سے مسخر کرے اور قطب شاہ نے ہرچند کوشش کی کہ برہان شاہ سے موافقت کرکے آتش اس فساد کی بآب تدبیر بجھادے میسر نہوئی یہانتک کہ اسمعٰیل عادل شاہ نے سنہ ۹۴۰ نوسو چالیس ہجری مین اس قلعہ کو جو سرحد پر واقع ہے لشکر لیجا کر محاصرہ کیا قطب شاہ نے جو طاقت اسکے مقاومت کی نہ رکھتا تھا اپنے مرکز سے حرکت نہ کی البتہ کچھ سوار اور پیادہ اُس عدو کی طرف بھیجے کہ وقت ہیوقت وردم آردوے عادل شاہ کو مزاحمت پہونچا کر اُنھین تنگ اور عاجز کرین تقضارا ان دنون مین اسمعٰیل عادل شاہ کا نامہ عمر اختتام کو پہونچا اس دار پرملال سے رحمت ذوالجلال مین واصل ہوا اور قطب شاہ نے بدون ایلچی گری عمر دو زید کے اس محنتہ سے نجات پائی اور ایک جماعت اعیان درگاہ سے برہان شاہ کے پاس بھیجی اور شاہ طاہر کے مساعی جمیلہ سے ان دونون بادشاہ ہم مذہب مین کدورت ساتھ صفائی کے مبدل ہوئی لوازم اتحاد اور دوستی کے جاری ہوئے اور چونکہ سلطان قلی قطب شاہ بسبب اجل طبیعی کے اس دار ناپائدار سے جلد ترجوار رحمت ایزدی مین انتقال نہ کرتا تھا اسواسطے اسکا بڑے بیٹے نے جمشید کہ جسنے تمناے شاہی مین ریش سفید کی تھی باپ کی طول عمری سے تنگ آنکر ایک غلام ترک کو اس پر راضی اور موافق کیا کہ فرصت پاکر کام اس سلطان کا تمام کرے اتفاقاً سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری میں ایک روز سلطان قلی قطب شاہ دریا کے کنارے بیٹھکر جواہر صندوقون سے برآورد کرکے تماشا کرتا تھا ناگاہ اس غلام ترک نے کہ بوعدہ امارت فریب کھایا تھا بلاے ناگہانی کی طرح پیچھے سے آیا اور ضرب شمشیر آبدار سے اس بادشاہ کو شہید کیا اور اپنی جان کے خوف سے جمشید کی طرف کہ حضار اس مجلس سے تھا بھاگا جمشید نے اس خیال سے کہ یہ راز فاش نہو قاتل کو فرصت کلام کرنے کی ندی اور قتل کر دیا اور بموجب اولاد اکبر تھا اپنے باپ کی جگہ تخت مملکت تلنگ پر قائم ہوا اور انگوٹھی حکومت کی حامل کی سلطان قلی قطب شاہ کی اولاد نرینہ تین تھے جمشید اور حیدر اور ابراہیم اور مدت سلطنت اسکی تینتیس ۳۳ برس تھی۔

ذکر جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی کی سلطنت کا

جب جمشید قطب شاہ افسر شاہی زیب سر کرکے زمام حکومت اپنے کف اقتدار مین لایا اُسنے بھی اپنے باپ کے شیوہ ستودہ پر عمل کیا اور مذہب اثناعشرہ کے رواج مین بدرجہٴ کمال کوشش کی اور برہان نظام شاہ نے عزا پرسی اور مبارکباد جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو احمدنگر سے دار الملک گلکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور جب اس دیار سے چھ کوس کا فاصلہ رہا قطب شاہ نے بنفس نفیس استقبال اس قدسی منزلت کا باعزاز و اکرام تمام کیا او ر ہنگاسن خاصہ مین سوار کرکے نہایت احترام سے شہر مین لایا اور اس دیار کے باشندے اسکے انوار جمال کے پرتو سے فیضیاب ہوئے اور اُسکی خاک قدام کو کحل الجواہر دیدہ ہاے بینائی کیا اور شاہ طاہر نے بعد تقدیم لوازم دعا اور رسوم عرفی کے ایسے کلمات کہ دنیا دارون کے کام آوین درمیان مین لاکر قطب شاہ سے برہان نظام شاہ کے ساتھ موافقت اور یکجہتی کے بارہ مین عہد و پیمان لیا اور رقادر ذو الجلال کے حفظ و امان مین پھر احمد نگر کی طرف تشریف لیگیا اور چند دنون مین

درمیان ابراہیم شاہ اور برہان نظام شاہ کے بسبب بعضے مقدمات کے غبار نزاع اور خشونت مرتفع ہوا جمشید قطب شاہ
نے نظام شاہ کے بھروسے پر بلکہ اسکی تحریص و ترغیب کے سبب دروازہ خزانون کا کھولا اور بقدر امکان سوار اور
پیادہ فراہم لاکر ولایت عادل شاہ مین داخل ہوا اور پرگنہ کاکنی مین تین چار ماہ کے عرصہ مین ایک قلعہ نہایت سنگین بنا
کرکے اتمام کو پہونچایا اور ابراہیم عادل شاہ اس سبب سے کہ خرخشہ نظام شاہ اور رام راج سے مفروغ نہ تھا اسکے
مدافعہ مین نہ مشغول ہوسکتا تھا جمشید قطب شاہ نے قلعہ مستحدث کو مردم معتبر کے سپرد کرکے عزیمت تسخیر بعضے قلعون کی
کی پہلے باستقلال تمام قلعہ آہنگر کی طرف جو قریب قلعہ ساغر ہے روانہ ہوا اور اسے محاصرہ کرکے اسکے مورچے آگے
بڑھائے اس درمیان مین عادل شاہ نے رام راج اور نظام شاہ سے پھر صلح کی اور انکی طرف سے مطمئن ہوکر اسد خان لاری کو
مع خیل خاصہ لشکر تلنگ کے مقابلے کے واسطے نامزد فرمایا اور قطب شاہ نے مضطرب ہوکر ایلچی برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام
دیا کہ مین آپ کے قول پر اعتماد کرکے اس سفر کا مرتکب ہوا ہون آپکے مکارم اخلاق حمیدہ سے بہت تعجب ہے کہ اس مخلص کے بغیر
مشورہ اور مشورہ احمد نگر کی طرف تشریف فرما ہوتے ہین برہان شاہ نے جواب دیا کہ مین نے مصلحت وقت دیکھکر
عادل شاہ کے ساتھ صلح کرکے بساط منازعت پیچیدہ کی ہے لازم ہے کہ آپ محافظت قلعہ کاکنی مین کوشش کرین بعد موسم
برسات پھر میان آوین اور گلبرگہ اور اتبکر اور ساغر کے اس طرف سے آب بہورہ کے کنارہ تک تعلق تمھارے رہیگا اور
شولاپور اور نلدرک کے اس طرف سے کنارہ بہورہ تک ہم متصرف رہین گے اور قطب شاہ باوجود اس کے کہ جانتا
تھا کہ برہان نظام شاہ بادشاہ محیط اور منہ پھیر کے قریب مین ہے انکا قلعہ آہنگر کی حفاظت مین راسخ اور عازم
ہوا اور اسد خان بلگوانی نے پہلے قلعہ کاکنی کو محاصرہ کرکے تین ماہ کے عرصہ مین جبر و قہر مفتوح کیا اور مردم درونی
کو قتل عام کیا اور وہان سے بشوکت و صولت تمام و استعجال کمال اتبکر کی طرف متوجہ ہوا اور طے مسافت مین تعجیل کیا
اور قطب شاہ نے صلاح اسکے مقابل مین نہ دیکھی قلعہ اتبکر کے گرد سے برخاست کرکے اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوا اسد خان
نے اسکا پیچھا کیا اور چند جنگ واقع ہوئین اور ہر مرتبہ اسد خان مظفر اور منصور ہوا قطب شاہ معرکہ سے بے نیل مرام واپس گیا
اور جنگ آخرین بحسب اتفاق قطب شاہ اور اسد خان ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور گیارہ ضرب تلوار کی انکے
درمیان آپس مین چلین چنانچہ ایک زخم قطب شاہ کے چہرہ پر لگا سر اور ناک اور ایک طرف کا کلہ گوشہ لب تک
کٹ گیا تمام عمر اکل و شرب مین محنت اور مشقت بہت کھینچی اور کسی کے سامنے کچھ تناول نہ کرتا تھا منقول ہے کہ
جس وقت قطب شاہ اس سفر پر آمادہ ہوا ملا محمود گیلانی رمال کو کہ اس کے ملازمان سے تھا بلاکر آل سفر سے سوال
کیا ملا محمود نے قرعہ ڈالکر کہا یہ سفر سلطان کے حق مین خوب نہین معلوم ہوتا صلاح دولت یہ ہے کہ موقوف رکھین
قطب شاہ نے برائی کی تفصیل استفسار فرمائی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا ملا محمود عرض پیرا ہوا کہ اسکے تصریح مین
خطرے ہین لیکن جو حضرت مبالغہ فرماتے ہین ناچار معروض کرتا ہون کہ اس سفر مین اگرچہ ابتدا مین اکثر کام
بندگان عالی کے حسب دلخواہ ہونگے لیکن آخر کو غلبہ دشمن کا ہوگا اور آپ کا ساز و سلب مال و اسباب بہت تاراج
ہوگا اور حضرت کی ناک کو بھی صدمہ پہونچیگا قطب شاہ یہ تقریر سنکر طیش مین آیا اور ناک بھون چڑھاکر ملا محمود کی ا

القصہ یہ کہ صفحۂ چہرہ سے حک کر کے اپنے قلمرو سے نکال دیا پس ازان جب اُس کے کہنے کے موافق بعینہ وہ صورت ظہور مین آئی سلطان نہایت غمناک اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہوا اور اپنا ایک معتمد بلادہ جنیر مین اُس کے پاس بھیجکر گلکنڈہ مین بلا بھیجا مولوی نے جواب دیا کہ دو تنخواہ نے حتے الامکان جستجو کی لیکن اب تک دسترس تاک ہم نہین پہونچی انشاء اللہ تعالے جس وقت ہم پہونچیگی سر کو قدم کر کے ملازمت اقدس مین مشرف ہون گا اور بہنی آپ کے افسر مبارک پر تصدق کرون گا قصہ کوتاہ قطب شاہ نے بعد ان واقعات کے عادل شاہ سے صلح کی اور بہت ولایت کنجیتی کو مفتوح کیا بعد اس کے بیمار ہو کر قریب دو سال روز بروز شدت مرض سے ضعیف ونحیف ہوا اور نہایت کج خلقی اور بدمزاجی سے آدمیون کو تھوڑے تصور پر قتل کرتا تھا اور قیدخانہ بھیجتا تھا اس سبب سے ایک جماعت اُس سے متنفر ہو کر اُسکے بھائیون سے متفق ہوئی اور چاہا کہ حیدر خان کو والی کرین لیکن جمشید قطب شاہ قبل اس ارادہ کے کہ ظہور مین آوے واقف ہوا دونون بھائی بزور بازو سے مردانگی اسپان تیز رفتار پر سوار ہو کر گلکنڈہ سے بھاگے اور شہر بیدر مین جاکر پناہ لی حیدر خان اسی عرصہ مین فوت ہوا ابراہیم بیجانگر کی طرف گیا اور قطب شاہ رنج والم کے وفور سے تپ دق مین مبتلا ہوا اور شہور سنہ ۹۵۷ نوسو ستاون ہجری مین جان جان آفرین کے سپرد کی مدت اسکی سلطنت کی سات سال سے کچھ زیادہ تھی

ذکر سلطان ابراہیم قطب شاہ کی حکمرانی کا

یہ بادشاہ شیعہ مذہب دانا ضابط مدبر ہوشیار جواد تھا لیکن قہر وغضب اُسکے مزاج پر غالب تھا تھوڑے جرم پر بندگان خدا کو عجیب طرح کے عذاب کرتا چنانچہ فرماتا تھا کہ مظلومون کے پاؤن کے ناخن بضرب تازیانہ سر انگشت سے جدا کر کے ایک ظرف مین رکھکر میرے روبرو لادین تو مجھے تسلی ہووے اور اُسکے باورچیخانہ مین کھانا نہایت تکلف کا پکتا تھا اور اکثر ملازم خاص خاصہ اُسکے حکم کے بموجب خوان مائدہ فیض مین تناول کرتے تھے اور علم تاریخ اور نقل حکایات بادشاہان پیشین مین رغبت زیادہ رکھتا اور ولایت تلنگ کو کہ اُس زمانہ مین مثل ایک جنگل کے چورون اور رہزنون سے پُر تھی اس طور سے حراست اور نگہبانی کرتا تھا کہ سوداگر اور مالدار وغیرہ بیقافلہ اور رفیق رات دن آمدوشد کر کے رہزنون کے دغدغہ سے امین تھے اور اُس کے عہد مین بہت سے نوکر درجۂ اعلے کے بہم پہونچے جن سے یہ خاندان سب بلند نام ہوا اور جب یہ اپنے بھائی کے خوف سیاست سے بیجانگر بھاگا رام راج نے [illegible] مین کوشش کی اور جاگیر ایک امرائے حبشی کی کہ عنبر خان نام رکھتا تھا چھینکر اُسکے حوالہ کی اور رسم [illegible] بالضرور نزاع وقوع ہوتی ہے اس سبب سے عنبر جنگ پر مستعد ہوا ایک روز ابراہیم قطب شاہ رام راج کے دیوانخانہ مین جاتا تھا حبشی نے سد راہ ہو کر کہا کہ ہم تم لڑین جو غالب آوے جاگیر وہ لیوے ابراہیم قطب شاہ نے کہا بادشاہون کو اپنے ملک کا اختیار ہے جس شخص سے چاہین چھین لین اور جسے چاہین دین اس امر مین نزاع کرنی عقل سے بعید ہے عنبر خان نے کہ عقل سے خالی اور حمق سے بھرا تھا اُسکی تقریر دلپذیر

گوش ارادت سے نہ سنی اور باتین رکیک اور بیہودہ بکنے لگا قطب شاہ کو تاب نہ آئی گھوڑے سے اترکر جیسطرح سے کہ دکن مین شائع ہی اسے جواب سخت دے کر ایک ضرب شمشیر عنبر کے شکم پر ماری کہ مقابل سے نکل گئی اور طائر روح اُسکا پرواز کر گیا عنبر خان کے بھائی نے چاہا کہ اپنے بھائی کے خون کا انتقام لون اور پھر قطب شاہ سے یکیکی کرون لیکن ایک کردی پردیسی نے کہ ملازم قدیم قطب شاہ کا تھا اور علم شمشیربازی مین قوت تمام رکھتا تھا اُسکا مقابلہ اختیار کیا وہ بھی اُس حبشی پر غالب آیا اور اسے قتل کیا اور قطب شاہ عنبر خان کی بیرق پر کہ اصطلاح دکن مین بیرق نشان کو کہتے ہین متصرف ہوکر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا اور اس دیار مین اپنے بھائی کی قید حیات تک بود و باش اختیار کی جب وہ قضائے الٰہی سے مرگیا مصطفےٰ خان اُردستانی اور صلابت خان غلام ترک اور بھی ارکان دولت نے اتفاق کرکے پسر جمشید قطب شاہ کو کہ طفل دو سالہ تھا تخت سلطنت پر بٹھایا اور دکھنیون نے ہجوم کرکے دولتخواہ کے رواج اور رونق مٹائی مصطفےٰ خان و صلابت خان نے متفق ہوکر یہ تجویز کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو بیجانگر سے طلب کرکے بادشاہ بناوین اور دکھنیون نے واقف ہوکر اپنے استحکام اور ہوشیاری مین کوشش کی مصطفےٰ خان و صلابت خان نے کہ اپنے ارادہ پر راسخ اور مضبوط تھے رام راج کو عریضہ لکھکر استدعا کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو گلکنڈہ کی طرف روانہ کرین رام راج نے اُنکی درخواست قبول کرکے ابراہیم قطب شاہ کو مرخص کیا اور جب وہ سرحد تلنگ پر پہونچا مصطفےٰ خان سب آدمیون سے بیشتر اُسکی ملازمت مین حاضر ہوکر خلعت میر جملگی سے سرفراز ہوا اور ہنود و مہاجنون سے دو لاکھ ہون قرض لیکر امور سلطنت کے سامان مین مشغول ہوا اور جب خبر مصطفےٰ خان کی میر جملگی کی گلکنڈہ مین پہونچی تمام آدمی خوشحال ہوکر بادشاہی ابراہیم قطب شاہ پر راغب ہوئے اور صلابت خان مع دو تین ہزار سوار کہ اُن مین اکثر غریب تھے اسی دن بزور ضرب شمشیر گلکنڈہ سے برآمد ہوکر سرحد کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے بعد اور لوگ بھی جمشید قطب شاہ کے بیٹے کی ترک رفاقت کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہونے لگے یہانتک کہ سات ہزار سوار ابراہیم قطب شاہ کے پاس جمع ہوئے انھین ہمراہ رکاب لیکر گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا جب دارالملک کے حوالی مین پہونچا باقی آدمی بھی جان و مال کی امان چاہکر اُسکے شریک ہوئے اور ابراہیم قطب شاہ بساعت سعد شہر مین داخل ہوا اور اپنے باپ کی مسند حکومت پر قدم رکھا ارکین دولتخواہ لوازم نثار بجالائے اور قطب شاہ نے بھی بارہ ہزار ہون طلا فقیرون اور مستحقون کو تقسیم کرکے سرداران صاحب اور خوشحال کیا اور نشان کبود عنبر خان کو نشانی فتح اور مبارک فالی جانکر خاصہ بادشاہی کیا اور اپنی ہمشیرہ مصطفےٰ خان کے حبالہ نکاح مین لاکر اُسے سلطنت کا صاحب اختیار کیا اور حسین نظام شاہ سے یکدل اور یکجہت ہوکر مقرر کیا کہ ہم اور آپ باتفاق قلعہ گلبرگہ اور اتکر کو لیکر گلبرگہ پر آپ اور اتکر پر ہم متصرف ہوون اس واسطے دونون بادشاہون نے ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ ہجری مین علی عادل شاہ کی سرحد مین داخل ہوکر گلبرگہ کو محاصرہ کیا اور جبکہ فتح ہونے کے قریب ہوا قطب شاہ حسین نظام شاہ کے کبر و نخوت سے ہراسان ہوا اس وجہ سے اُسے منظور نہوا کہ قوت اور شوکت اُس کی زیادہ ہووے لہذا خیمہ و خرگاہ اور اسباب سنگین اپنے مقام مین چھوڑکر

آدھی رات کو کوچ کرکے گلکنڈہ کی طرف آیا اور حسین نظام شاہ جو تنہا مہمات ملک گیری کو انجام نہ دے سکتا تھا
وہ بھی ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب عادل شاہ اور رام راج اور
امیر برید نے نظام شاہ کی گوشمال کے واسطے اتفاق کیا اور قطب شاہ کو بھی اپنی اعانت کے واسطے طلب
کیا وہ ناچار ہوا اور جانب قوی کو ہاتھ سے نہ دیکر ہمراہ اُن کے احمد نگر کی طرف گیا اور مثل اوروں کے
وہ بھی قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہ بھی مشرف بفتح ہوا اپنی سنت سینہ یعنی پہلی چال پر عمل کرکے
خیمہ و خرگاہ چھوڑا اور آدھی رات کو پاے قلعہ سے برخاست کرکے بسرعت برق و باد گلکنڈہ کی طرف روانہ
ہوا اور عادل شاہ اور رام راج کے منصوبے مین خلل ڈالا جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا جب رام راج اور عادل شاہ
نے احمد نگر سے بازگشت کی قطب شاہ دوسری مرتبہ پھر حسین نظام شاہ کی نسبت دروازے خصوصیت
کے مفتوح کرکے اُس کی دختر مسماۃ بی بی جمال کا خواستگار ہوا حسین نظام شاہ نے اس شرط پر قبول کیا
کہ میرے ہمراہ جاکر قلعہ کلیان کو عادل شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرے قطب شاہ نے منظور کیا اور سنہ
نو سو اکھتر ہجری مین حسین نظام شاہ احمد نگر سے اور قطب شاہ گلکنڈہ سے روانہ ہوئے اور اطراف قلعہ کلیان مین پہونچکر
ایک نے دوسرے کی ملاقات کی اور پہلے سامان جشن شادی بجا لاکر مہمات عروسی سے فارغ ہوئے اُسکے بعد دونون
بادشاہ محاصرہ مین مشغول ہوے اور جو رام راج اور عادل شاہ اور تفالخان اور امیر برید باتفاق مزاحمت دفع
کرنے مین متوجہ ہوئے جیسا کہ نظام شاہ کی ضمن حکایت مین ثبت ہوا قطب شاہ گلکنڈہ کی طرف اور نظام شاہ احمد نگر
روانہ ہوئے اور رام راج اور عادل شاہ نے احمد نگر تک اُسکا پیچھا کیا اور نظام شاہ کی ولایت دوبارہ تاخت و
تاراج کرکے پلٹ آئے اور چھ مہینے قطب شاہ کی سرحد پر قصبہ اوکی مین استقامت کی اور مملکت تلنگ مین
بھی سخت خرابی کی آخرش قطب شاہ کی حسن تدبیر سے پھر ایک صلح کرکے اپنے مقر کی طرف راہی ہوا اور سنہ
نو سو بہتر ہجری مین عادل شاہ اور نظام شاہ موافقت کرکے رام راج سے جنگ کرکے مظفر اور منصور
ہوکر اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کی اور معاودت کے وقت رایچور کے اطراف مین مصطفے خان اردستانی
کہ ہمیشہ قطب شاہ کی آتش غضب سے ڈرتا تھا طواف خانہ خدا اور مدینہ رسول اللہ صلعم کی زیارت کے بہانہ
اُس سے جدا ہوکر علی عادل شاہ کا نوکر ہوا اور مرتضے نظام شاہ کے عہد مین جو اُس کی والدہ خونزہ ہمایون کی
حکومت کے سبب مملکت احمد نگر مین ہرج مرج ظاہر آیا تھا کشور خان لاری یعنی سپہ سالار عادل شاہ
نظام شاہ کی سرحد مین قلعہ مسمے بدار دہرین پہونچکر بہت پرگنات پر اُسکے متصرف ہوا لہذا مرتضے نظام شاہ
نے اپنی والدہ کو ایک قلعہ مین قید کیا اور ملا حسن تبریزی کو خطاب خانخانان دے کر پیشوا کیا اور قلعہ دارور کی
طرف نہضت فرمائی اور قطب شاہ کے پاس ایلچی اور کتابت بھیجکر کمک طلب کی قطب شاہ مع لشکر تلنگ کے
بتعجیل تمام روانہ ہوا لیکن قبل اسکے پہونچنے کے مرتضے نظام شاہ قلعہ کو مفتوح اور کشور خان کو مقتول کرکے
عادل شاہ کی ولایت مین آیا تھا اس واسطے قطب شاہ نے بھی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور نظام شاہ

کی اُردو کے پہلو مین آدہ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور علی عادل شاہ مسمی ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر قطب شاہ کا نامہ جو کہ اتحاد اور یکجہتی کے بارہ مین عادل شاہ کو لکھا تھا باتفاق خانخانان ملاحسین کے نظام شاہ کے ملاحظہ مین درلایا اور نظام شاہ خانخانان کے اغوا کے باعث قطب شاہ سے رنجیدہ ہوا اور اپنے امرا کو اُس کے اُردو کی تاراجی کا حکم دیا قطب شاہ اس امر سے واقف ہوا اور گلکنڈہ کی طرف بہ سبیل استعجال جریدہ روانہ ہوا اور نظام شاہ کی فوج نے قطب شاہ کی اُردو کو تاراج کر کے سرحد تلنگ تک تعاقب کیا قریب ایکسو اور پچاس فیل کوہ تمثیل کو گرفتار کر کے قطب شاہ کے بہت آدمی مقتول کیے اور افواج نظام شاہیہ سرحد تلنگ مین پہونچکر تعاقب سے باز نہ آئی ابراہیم قطب شاہ کا بڑا بیٹا موسوم بہ عبدالقادر کہ زیور شجاعت اور علم اور حُسن خط سے آراستہ تھا اُس نے باپ کی خدمت مین عرض کی کہ فوج نظام شاہیہ نشان جرأت بلند کر کے ہمین اور ہمارے آدمیون کو بہت مزاحمت اور خرابی پہونچاتی ہے اگر حکم ہو یہ کمینہ فرزند کچھ امرا سے کمینگاہ مین جاکر اُنکے عقب سے آنکر انھین شمشیر قہر سے معدوم کر کے ایسا کرے کہ سبب عبرت و تنبیہ دوسرون کا ہووے عین سرفرازی اس فرزند کی ہوگی قطب شاہ اپنے فرزند کو صاحب داعیہ سمجھا اور یہ ارادہ امرا سے کبار کی تحریک سے جانکر متوہم ہوا اور اثنائے راہ مین کچھ جواب نہ دیا جب گلکنڈہ مین پہونچا اپنے لخت جگر کو بیعہد و قصور ایک قلعہ مین قید کیا لیکن اسپر بھی اکتفا نہ کی اُسے زہر دے کر ہلاک کیا اور اس سبب سے کہ یہ حادثہ ملاحسین خانخانان کی جانب سے جانتا تھا اور اس سے نہایت آزردہ تھا حکم کیا کہ اُس کے قلمرو مین جو شخص نوشتہ رکھتا ہو اُسکی پشت پر یہ فقرے لکھین اُستاد نوری جراح دندان کن شہر تبریز کے محلہ مکالہ مین رہتا ہے اور لوگون کے دروازون پر چکر لگاتا ہے اور دانت جس شخص کے جنبش کرتے ہین اُسے اکھاڑتا ہے اور دو پیسہ لیتا ہے اور زنان یہودی کے موے پشت مونڈتا ہے اب فرزند اُس کا کہ حسین جراح ہے اس کی تعریف مین ہمارے بھائی حضرت مرتضےٰ نظام شاہ اسکندر رائے ارسطو تدبیر وکیل السلطنت لکھتے ہین حالانکہ اُسکے بچپن کے زمانہ مین اس کے ساتھ محمد خربزہ فروش نے اور شوخی قلندر نے اور طاہر و نقی نے اغلام و بدفعلی کی تھی الغرض اس زمانہ مین چنگیز خان اصفہانی کہ مرد مدبر اور دانا تھا نظام شاہ کا پیشوا ہوا اُسنے تسخیر برار کا ارادہ کیا قطب شاہ نے چاہا کہ عادل شاہ کے ساتھ ملاقات کر کے باتفاق اسکے تفال خان کی حمایت کرے چنگیز خان اُنکے ارادہ سے آگاہ ہوا اور اس وقت کہ دونون بادشاہ بہ قصد ملاقات اپنے مواضع سے سفر مین تھے نظام شاہ کو اُبھارکر ولایت عادل شاہ کے درمیان مین لایا اور پیغام دیا کہ قطب شاہ اور تفال خان کو نظام شاہ کی دوستی پر اختیار کرنا ترجیح بلا مرجح ہے علی عادل شاہ نے متنبہ ہوکر شاہ ابوالحسن کے مشورہ سے قطب شاہ کی فسخ ملاقات کر کے نظام شاہ کے ساتھ ملاقات کی اور اس مجلس مین ایسا مقرر ہوا کہ نظام شاہ ولایت برار اور احمدآباد بیدر کو مسخر کرے اور عادل شاہ اس قدر ولایت کرناٹک پر جسکا محصول برار اور بیدر کے محصول کے برابر ہو متصرف ہووے اور قطب شاہ کچھ طرفین سے واسطہ اور سروکار نہ رکھے لیکن قطب شاہ نے اسوقت

کہ نظام شاہ تسخیر برار مین تھا لشکر تفال خان کی کمک کو بھیجا اور اس کے بعد وہ مملکت نظام شاہ نے مفتوح کی پھر شہر بیدر کے لینے کے درپے ہوا اور قطب شاہ نے اپنی زوال مملکت سے اندیشہ کر کے شاہ میرزا اصفہانی کو کہ میر جملہ اُس کا تھا نظام شاہ کے پاس بطور رسالت بھیجکر نہایت کوشش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چنگیز خان وکیل السلطنت نظام شاہ کہ باعث لشکرکشی تھا تلف ہوا اور ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری مین علی عادل شاہ بھی بدرجۂ شہادت فائز ہوا مرتضے نظام شاہ نے قصد تسخیر لینے بلاد اُس کی سرحد کا کیا جب قطب شاہ سے مددچاہی اُس نے ناچار کچھ امرا امراے نظام شاہی کی معاونت کے واسطے رخصت کیے ابھی اس معاملہ سے نجات حاصل نہوئی تھی کہ ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین ابراہیم قطب شاہ نے بھی قضاے الٰہی وفات پائی مدت اُس کی بادشاہت کی تیتیس ۳۳ برس اور چند ماہ تھی -

بیان سلطنت حلیم الرؤف محمد قلی قطب شاہ کی سلطنت کا

ابراہیم قطب شاہ کے بعد از وفات تین بیٹے اُسکے زندہ تھے محمد قلی قطب شاہ اور خدا بندہ اور سبحان قلی ازانجملہ محمد قلی قطب شاہ کہ بڑا بیٹا اُسکا تھا ساعت نیک اور طالع سعد مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اور بارہ برس کی عمر سے مسند فرماندہی تلنگ کو اپنے وجود باجود سے آراستہ کیا اور شاہ میرزا اصفہانی کی بیٹی کو سادات صحیح النسب طباطبائی سے تھا اور مدت دراز سے میر جملگی ابراہیم قطب شاہ کی ساتھ اُسکے تعلق رکھتی تھی عقد نکاح مین لایا اور اُسی کے کہنے سننے ورغبت دلانے سے خاندان نظام شاہیہ کے ساتھ خالص دوستی ظاہر کرنے کے لیے بذات خود سید مرتضے سبزواری میر لشکر احمد نگر کی مدد کے واسطے عادل شاہ کی ولایت کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ پہلے قلعۂ شاہ درگ کو فتح کر کے نظام شاہ کے متعلقون کے سپرد کرے اور اُس کے بعد لشکر نظام شاہ کی اعانت اور کمک سے قلعہ گلبرگہ اور ابتکہ کو مفتوح کر کے خود متصرف ہووے جب قطع مسافت کر کے سید مرتضے کے پاس پہونچا اور تختگاہ بیجاپور مین کہ امرا کی بے اتفاقی کی شامت سے خلل تھا باطمینان تمام باتفاق امراے نظام شاہی قلعۂ شاہ درگ کو گھیرا اور جب وہان کے تھانہ دار محمد آقا ترکمان نے نشان مدافعہ اور علم دولتخواہی کا بلند کیا اور رایات شجاعت کو مرتفع کر کے دادمردی اور مردانگی اور محافظت کی دی اور جماعت کثیر نظام شاہ اور قطب شاہ کی توپ اور بندوق سے ضائع ہوئی اور سب اس سفر سے ملول اور محزون ہوئے مجلس مصلحت آراستہ کر کے یہ تجویز کی کہ اس بہ مشقت جو تسخیر قلعہ شاہ درگ مین کھینچتے ہین عبث ہے مناسب یہ ہے کہ بیجاپور کی طرف کہ دارالملک ہے جا کر اُسکے لینے مین کوشش کرین یہ کہکر اُس طرف روانہ ہوے جب مدت مدید اُس کے محاصرہ مین گذری اور متحمل مشقت ہوئے اور کچھ فائدہ نہوا قطب شاہ ایام سفر کی درازی سے رنجیدہ ہوا اور اراکین سلطنت نے فرصت پاکر معروض کیا کہ سلاطین دکن کا یہ قاعدہ اور دستور ہے کہ جس وقت ایک اُن مین سے بنفس خود کسی طرف سوار

ہووے اوراس سے کمک کی احتیاج ہوا اور دوسرے بادشاہ کو مدد کے واسطے بلا دے طریق مروت مین اس پر
واجب ہر کہ خود سوار ہو کر اسکے پاس جا دے چنانچہ یہ دستور ہمیشہ درمیان نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ
اور قطب شاہیہ کے مرعی اور مروج رہا ہر اس صورت مین ہرگز مناسب دولت نہ تھا کہ حضرت
شاہ میرزا کے کہنے سے بہ نفس نفیس امرائے نظام شاہی کی مدد کے واسطے تشریف لائے اس بات نے
نہایت تاثیر کی قطب شاہ بہ معاودت گلکنڈہ عازم وجازم ہوا سید مرتضے یہ امر سمجھکر قبل اس کے کہ بادشاہ
اظہار کرے پیش دستی کر کے عرض پیرا ہوا اصلاح وقت یہ ہر کہ ہم اپنی ولایت کی طرف جا کر بہت پرگنے
عادل شاہ کی سرحد سے نظام شاہ کے قبضہ مین لا دین اور حضرت اپنی مملکت کی طرف جا کر حسن آباد گلبرگہ کو
مسخر کرین قطب شاہ نے اس کلام کو عین مدعا دیکھکر قبول کیا اور باتفاق قلعہ بیجاپور سے کوچ کر کے
ہر ایک اپنے ملک کی طرف روانہ ہوئے لیکن قطب شاہ جب حسن آباد کے اطراف مین پہونچا امیر شبل استرآبادی
المخاطب بہ مصطفے خان کو سپہ سالار کر کے مع سات ہزار سوار اور فیلان بسیار اس مملکت کی تسخیر کے لیے
اس مقام مین چھوڑا اور خود اپنے مقربان اور مخصوصان کو ہمراہ رکاب لیکر بجناح استعجال گلکنڈہ کی طرف
تشریف لے گیا اور شاہ میرزا کو مقید کیا اور بعد چند عرصے کے اس کا گناہ معاف کر کے حکم دیا کہ اسے
کشتی مین سوار کر کے مع مال و اسباب ضروری اصفہان کی طرف کہ وطن مالوف اس کا ہر روانہ کرین چنانچہ
شاہ میرزا کشتی مین بیمار ہو کر قبل اسکے کہ منزل مقصود کو پہونچے فوت ہوا اور مصطفے خان نے حسن آباد
کے نواح مین قیام کیا اور اکثر مضافات پر اس کے متصرف ہوا اور جب یہ خبر بیجاپور مین پہونچی دلاور خان
حبشی سپہ سالار ہو کر مع سپاہ عظیم اس کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے تاخت لایا اور دونون کے درمیان
جنگ شدید واقع ہوئی مصطفے خان شکست کھا کر منہزم ہوا اور اپنے تئین بمشقت کمال تلنگ کی سرحد پر
پہونچایا اور قریب ایک سوبیس فیل نامی قطب شاہ کے اور بھی اشیائے نفیسہ کہ بالیت کثیر رکھتے تھے عادل شاہ
کے تصرف مین آئے اور اس تاریخ سے اب تک کہ عرصہ اٹھائیس سال کا گذرتا ہر عادل شاہ اور قطب شاہ
کے درمیان دروازے کلفت کے مسدود ہوے راہ مصادقت اور موافقت کی جاری ہر اور آخر سنہ ۹۵۰
نوسو پچاس ہجری مین خواجہ علی شیرازی المخاطب بہ ملک التجار مع ایک جماعت مردم اعیان بیجاپور سے گلکنڈہ کی
طرف آیا اور محمد قلی قطب شاہ کی بہن کو سلطان عصر ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ کے واسطے خواستگاری
کی اور لوازم جشن شادی بجا لا کر پالکی اس بلقیس زمان کی ساعت مسعود مین بیجاپور کی طرف لے گیا اور
اس قطب سپہر اجلال نے ابتدائی بادشاہی مین ایک فاحشہ بھاگ متی پر عاشق ہو کر ہزار سوار اس کے ملازم
کیے تھے تا بطریق امرائے کبار دربار مین آمد شد کرتی رہے اور ان دنون مین جو آب و ہوا کی زبونی اور فساد
سے خلائق وہان کی رہنے سے متنفر اور رنجیدہ تھی اس واسطے قطب شاہ نے بلدۂ مذکور سے چار کوس پر
ایک شہر کہ ہندوستان مین شرقاً و غرباً اور جنوباً و شمالاً ساتھ اس لطافت و صفائی کے مشاہدہ مین نہین آتا

بنا کرکے اپنا دارالملک بنایا اور اسی کنچنی کی رعایت سے نام اسکا بھاگ نگر رکھا پھر اسکے بعد پشیمان و نادم ہوکر موسوم بہ حیدر آباد کیا لیکن وہ خلائق مین بھاگ نگر مشہور ہی حیدر آباد کوئی نہین کہتا اور دور اُس کا قریب پانچ کوس کے ہی اور ہر ایک بازار اُس کی بخلاف سائر بلاد ہندوستان بطرز خوب واقع ہین اور وہ شہر باوصف وسعت اور صفائی کے آب و ہوا لطیف اور معتدل رکھتا ہی اور مسافر کے ساتھ موافقت اور سازگاری کا دم مارتا ہے اور اُسکی اکثر بازارون مین دو طرفہ جداول نہر آب روان ہی اور جداول کے کنارہ درخت سایہ دار موزون بٹھائے ہین اور دُکانین نہایت دل پسند گچ اور پتھر سے تیار کی ہین اور منازل شاہی کہ اُنمین کسی طرح کا قصور واقع نہین اس طرز سے ساختہ اور پرداختہ ہوئی ہین کہ مسافران ہفت اقلیم اُسکی صناعی دیکھکر وجد مین آتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے مثل اُسکا کسی ملک مین نہ دیکھا اور واقفان عالم پر مخفی نہوگا کہ کتب اہل ہند مین مسطور ہی کہ تین مملکت ایک دوسرے کی محاذی واقع ہوئی ہین اور ہوا بھی ان ولایتون کی تاثیر وخواص مین ایک دوسرے کے قریب ہی وہ یہ ہین تلنگ دونگ و بنگ ولایت تلنگ ہندوستان کے جنوب مین واقع ہی اور سلاطین قطب شاہیہ کے تصرف مین ہی اور بنگ ولایت بنگالہ ہی اور مملکت دنگ ان دو ولایت کے مابین واقع ہی اور کسی بادشاہان اسلام کو تسخیر اُس کی میسر نہوئی اب یہ بادشاہ اُس کی فتح کے درپے ہوا اور بہت مملکت دنگ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا اور حاکم وہان کا موسوم بہ بابا بلندرانی ولایت کے آخر مین بھاگ کر نہایت عاجز اور خستہ و خوار ہوا اور شہور سنہ ایکہزار ستره ہجری مین واقعۂ غریب کہ کبھی اس خاندان مین مثل اسکے واقع نہین ہوا تھا ظہور مین آیا یعنی شہر کے باہر بلندی پر کہ جس کو نبات گھاٹ کہتے ہین ایک عمارت بادشاہی احداث ہی اور محمد قلی قطب شاہ کبھی کبھی وہان تشریف لیجاتا تھا تب دروازہ اُسکا کھولتے تھے اور نہین تو مسدود اور مقفل رہتا تھا اتفاقاً ایک جماعت سوداگران غریب سے ایک شب کو شبہائے مہتاب مین شراب کے سرور مین مسرور اور مبہوت ہوکر مع ارباب نشاط زنانہ و مردانہ کہ ان مین خوانندہ اور سازندہ بھی تھے عمارت کے دروازہ پر وارد ہوئی اور قفل کو توڑا اور دروازہ کھولکہ عمارت مین داخل ہوئی اور بزم شراب آراستہ کرکے عیش و عشرت مین مشغول ہوئی مردم بادشاہی جو اُس کی حفاظت کے واسطے مقرر تھے اس حال سے واقف ہوئے پہلے وہ اس جماعت سے بملائمت پیش آئے اور سمجھایا کہ یہ عمارت بادشاہی ہی اس مین ہر ایک کے جانے کی قدغن ممانعت ہی مناسب یہ ہی کہ تم اس مین سے نکل آؤ اور دروازہ بند کرو کسی نے اُنکا کہنا نہ مانا آخر کو درشتی کی نوبت آئی اور محافظ اس کے فجر کو شہر کی طرف روانہ ہوئے اور اس طرح سے اُن لوگون کی شکایت کی کہ بادشاہ یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور آتش قہر و غضب کو مشتعل کرکے فرمایا اُن غریبون کو کہ خلاف ورزی کرکے فرمان شاہی سے سرتاب ہوئے ہین تیغ سیاست سے قتل کرو دکنی موافق اس مصرع کے **مصرع** عشاق ترا بہانہ بس باشد • حکم قتل عام غریبان دے کر تلوارین غلاف سے برآوردہ کرکے جوش و خروش مین آئے اور غریبون کے قتل مین عموماً اور خصوصاً مشغول ہوئے

اور ہجوم عام ہوا اور مال و اسباب اُن کا معرض تاراج مین آیا قطب شاہ نے اس معاملہ سے مطلع ہو کر کوتوال کو حکم دے کر اپنے اور مخصوصان کو بہ تعجیل تمام بھیجا کہ اہل دکن پر سیاست کر کے اس فساد کو ساکن کرین چنانچہ نصف ساعت مین سو غریب مارے گئے اور مکان اُن کے تاراج ہوئے اور عجیب شور و غوغا بلدہ بھاگ نگر مین ظاہر آیا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ بادشاہ کا سبب قہر اور موجب غریب کشی کیا ہے اور اس قطب فلک اقبال کو کئی چیزین نصیب ہوئین کہ وہ اور بادشاہون کو بہت کم میسر ہوئی ہین اول یہ کہ بھائیون کو مسند عزت پر متمکن کر کے اپنا انیس و جلیس کیا اور اُن کے ساتھ بے دغدغہ خاطر سلوک مصاحبانہ کرتا تھا اور بھائی اُسے امر عظیم جانکر نہایت اخلاص اور یکجہتی سے پیش آتے تھے اور کبھی تیس برس کے عرصہ مین اُنکی طرف سے کسی طرح کے غبار نے اس بادشاہ کے آئینۂ خاطر اشرف مین راہ نہ پائی اور یہ ایک ایسا عطیۂ ایزدی ہے کہ ہر شخص اُسکے ساتھ سرفراز نہین ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ میر محمد مومن استرآبادی کہ اُسکے باپ دادا سلاطین ایران کے نزدیک معزز اور مکرم تھے اور وہ خود بھی شاہ طہماسپ حسینی معروف بشاہزادہ حیدر میرزا کے عہد مین پچیس برس آن حضرت کا وکیل السلطنت تھا اور سید معزی الیہ جمیع علوم متداولہ مین معقول و منقول سے متبحر اور اعلم علماے عصر ہے اور تقوے اور زہد اور نیک نفسی اور تواضع مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا اور شعر خوب کہتا ہے اور کمال اہلیت مع مراتب دنیوی جمیع رکھتا ہے اور یہ اشعار اُسکے نتائج افکار سے ہین

غزل

شادمانی ست بندۂ غم ما
اے خوشا روزگار درہم ما
شاہ اقلیم درد و غم مائیم
سور شد داغ دار ماتم ما
ید بیضاے وصل کو کہ فراق
روز وصل از زبان ابکم ما

عالم دیگر است عالم ما
شکر ورد تو چون کنیم کہ ہست
ملک ہجران سواد اعظم ما
نمک آن دو دیدہ خوش نمکیست
گشتہ ثعبان آتشین دم ما
غمگساری مجو از و مومن

حبذا العشق در تحیر یلا
داغ بالاے داغ مرہم ما
سایۂ عشق کم مباد کہ زد
کم ز کوثر مگیر زمزم ما
حرف اے ہمنشین مگو با ما
غم ما از کجا و مرہم ما

ولہ

خدارا واربان از شور بختی دلفگارے را
ولا پیوستہ با ناسازگاران راسازگارے کن
خماری بر خمارم می دہد گردون زیک مستی
مرا بس اینکہ دارم حکم بر اقلیم ناکامے
رشہد ناگوار چرخ کام عافیت سوزد
بہ تلخی جان بدہ کمتر حدیث کام کو مومن

کہ من بربا دشوقت دادہ ام خوش روزگارے را
کہ باشد سازگار خود کنی ناسازگارے را
چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم ہر خمارے را
مسلم باد ملک کامگاری بختیارے را
بحمد اللہ نصیبم کرد زہر خوشگوارے را
چہ غم از تلخی ناکامے ناکامگارے را

ولہ

بجد دارد دلم بر شکوہ لان صبر و طاقت را … نیارم با کمال عجز این اظہار قدرت را
زبیم آنکہ ہر سو سر کشد صد شعلہ از شکوہ … بصد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را
ز خونین داغہاے من فلک را ذوقہا بادا … کہ خوش آبی و رنگی داد گلزار محبت را
نسیم لطف جانان کم شد ای باد سحرگاہے … مدد کن تا بجوش آریم دریاہاے رحمت را
کرم کن ای مروت راہ اگر یابی بہ بزم او … نیاز نامرادے عرضہ کن آن بیمروت را
چہ عہدے بود عہد وصل جانان بہر جانبازی … دریغا ماند انستیم ای دل قدر فرصت را
فداے رسم عادت سوز خود کردم کہ در عہدش … عجب ویرانہ دیدم کشور رسم و عادت را
مکن نسبت بغیرم در وفا آزار دیگر کن … سراپا غیرتم مپسند بر من این مذلت را
بشرمت گر ز من بیتابی سر زد ازو بگذر … پریشان داشت طرح وضع صحبت مغز طاقت را
اگر زیست مومن صحبت ہجران کہ من دیدم … بہ بزمش خون خورد بیرون میا مگذار جرأت را

ن باد

تلخی

ولہ

خوشم کہ بردل من عشق مدعا نگذاشت … مرا بہ بو الہوسیہاے خویش وانگذاشت

اور سب سے بہتر اور خوشتر یہ کہ محمد قلی قطب شاہ جیساکہ واجب تھا اُس سید بزرگوار کی قدر و منزلت پہچانکر اُس سے سلوک کرتا ہی اور لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتا اور اس قدر اعتماد اُس ہوشمند روشنضمیر کی اصابت راے مین رکھتا ہے کہ جمیع مہمات سلطنت خصوصاً کارہاے بزرگ ساتھ اُس کے رجوع کر کے خود مع ندیمان و برادران لہو ولعب اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا ہی اور ہمیشہ بزم خرمی اور بیغمی آراستہ کرکے زمانہ ناپایدار سے داد کامرانی کی لیتا ہی اور زبان حال اس ترانہ سے مترنم کرتا ہی **فرد** ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار + کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست دوسرے جملہ توفیقات آسمانی اور افضال یزدانی سے کہ اُس شہریار محب اہلبیت اطہار کے شامل روزگار ہوئی وہ یہ ہی کہ جس وقت سے آفتاب رایت اسلام افق ہندوستان سے طالع ہوا کسی سلاطین سابق اور حال اس دیار کو شاہان عظیم الشان ایران کے ساتھ نسبت وصلت اور پیوند کی میسر نہوئی اس عہد مبارک مہد مین شہنشاہ قباد بخت جمشید تخت عباس بادشاہ والی ایران نے اپنے ایک معتمدان درگاہ عرش اشتباہ کو دکن کی طرف بھیجکر دختر بلند اختر حاکم تلنگ کو اپنے ایک فرزند ارجمند کے واسطے خواستگاری فرمائی اور آن حضرت نے شرف دنیا و آخرت اُسکے قبول مین جانکر تہیہ سامان شادی کیا ہے کہ اُس کریمہ سعادتمند کو بروش سلاطین کامگار ایران کی طرف روانہ کرے

صحیح

روضہ پانچوان عماد الملک کی سلطنت کے بیان مین کہ برار مین حکومت کی تھی

سلاطین دکن کے تتبع احوال سے ایسا واضح ہوا کہ فتح اللہ عماد الملک کفار بیجانگر کی اولاد سے تھا اور لڑکپن مین مسلمانون نے اُسے اسیر کیا اور خانجہان جو سپہ سالار ولایت برار تھا اُس کے غلامون مین انتظام رکھتا تھا اور عہد شباب مین آثار رشد اور قابلیت کے اُس سے ظاہر ہوئے جس سے وہ مقرب و معتمد درگاہ ہوا اور اسکی وفات کے بعد اس عقلمند نے اپنے آپ کو غلامان سلاطین بہمنیہ کے سلک مین منسلک کیا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے دور مین خواجہ جہان گاوان کی توجہ سے خطاب عماد الملک پایا اور سپہ سالار ولایت برار ہوا اور ۸۸۲ھ آٹھ سو بیاسی ہجری مین قلادہ سلطنت گردن مین ڈال کر سکہ اور خطبہ برار مین اپنے نام جاری کیا اور جب اس جہان گذران سے انتقال کیا اُس کا بڑا بیٹا علاء الدین عماد الملک قایم مقام اس کا ہوا اور اس ملک کی حکومت کا نشان بلند کیا۔

ذکر علاء الدین عماد الملک کی سرداری کا

اول شخص اس سلسلہ کا وہ تھا جس نے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے مانند لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق کر کے قلعہ گاویل کو دار الحکومت کیا اور سلطان محمود بہمنی امیر برید کے موکل سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لایا اور وہ مع لشکر برار سلطان محمود کے ہمراہ محمد آباد بیدر کی طرف گیا کہ امیر برید کو مستاصل کر کے وارث ملک کو صاحب مسند شہر بیدر کرے نظام شاہ نے صلاح دولت اپنی اس مین نہ دیکھی اور امیر برید کی کمک کی جیسا کہ مذکور ہوا سلطان محمود اثنائے جنگ مین امیر برید کے ساتھ موافق ہوا عماد الملک ناکام ہو کر گاویل کی طرف پلٹ گیا اور ۹۲۳ھ نو سو تئیس ہجری مین امیر برید نے قلعہ ماہور پر چڑھائی کی اور خداوند خان حبشی کو قتل کر کے اس قلعہ پر متصرف ہوا عماد الملک نے خداوند خان کے بیٹون کی حمایت پر کمر باندھی اور فوج جمع کرنے لگا اور امیر برید نے باقتضائے وقت دونون قلعہ خداوند خان مقتول کے فرزندون کو دے کر انھیں عماد الملک کا تابع کیا اور عماد الملک نے آہستہ آہستہ دونون قلعہ اولاد خداوند خان کے تصرف سے برآوردہ کر کے اپنے آدمیون کے سپرد کیے اور وہ برہان شاہ کے پاس جاکر نالشی ہوئے اور اس تقریب کے سبب درمیان اُس کے اور برہان نظام شاہ کے دوستی ساتھ دشمنی کے مبدل ہوئی اور محاربات واقع ہوئے اور عماد الملک ہر مرتبہ شکست کھا کر گاویل کی طرف بھاگا اور اُسی عرصہ مین اسمٰعیل عادل شاہ کی بہن کی خواستگاری کر کے اپنے عقد نکاح مین لایا اور جو کہ عادل شاہ کو گرفتار رائے بیجانگر دیکھا حصار ماہور اور رامگر پر قبضہ کیا اور ۹۳۰ھ نو سو تیس ہجری مین باتفاق میران محمد شاہ حاکم برہان پور بقصد تدارک جنگ

نظام شاہ مین متوجہ ہوا اور بعد جنگ شدید پھر نظام شاہ غالب آیا اور اُن کے فیل اور توپخانہ پر متصرف ہوا اور دونون بادشاہ بھاگے جو عادل شاہ کفار بیجانگر کے خرخشہ مین مقید تھا سلطان بہادر گجراتی سے ملتجی ہوا اور سلطان بہادر جو ہمیشہ دکن کی تسخیر کی خواہش مین رہتا تھا فرصت پاکر مع لشکر عظیم برہان پور کے راستہ سے مملکت برار مین آیا اور عماد شاہ نے جو سلطان بہادر کو قاصد تسخیر دکن دیکھا اُسکے بلانے سے پشیمان ہوا لیکن جو کہ مجبور تھا اس واسطے فرمانبرداری کرکے خطبہ برار کا اُس کے نام پڑھا اور والی برہان پور کی اعانت کی سبب ایسا کیا کہ جیسا اپنے مقام مین مذکور ہے الغرض عماد شاہ دولت آباد سے برار کی طرف گیا اور سلطان بہادر نے اپنی دارالحکومت کی سمت معاودت کی جب علاء الدین نے بطریق پدر راہ ناگزیر ممات طی کی اُس کا بڑا بیٹا دریا عماد الملک مسند بادشاہی پر جلوہ گر ہوا۔

ذکر علاء الدین دریا عماد شاہ کی سرداری کا

اُس کے بعد جب کہ علاء الدین دریا عماد شاہ نے تاج سرداری زیب فرق کیا اپنی دختر مسماۃ دولت شاہ کو حسین نظام شاہ کی سلک ازدواج مین کھینچا اور حکام دکن کے ساتھ طریقہ یاری اور مروت کا جاری رکھکر ایام سلطنت بلا کلفت و خشونت بسر کیے اُس کے بعد اُس کا بیٹا عماد شاہ صغر سن مین صاحب چتر و علم ہوا اور نام سلطنت کا اُسپر جاری ہوا

تذکرہ برہان عماد شاہ ولد دریا عماد شاہ کی حکومت کا

تفال خان دکنی اُس دولتخانہ کے غلامون سے تھا اُس پر مسلط ہوا اور ابراہیم قطب شاہ اوررفار دقیقہ کے حسن اتفاق کے باعث نشان شوکت بلند کیا اور آخر کو برہان عماد شاہ کے پاؤن مین بیڑی ڈال کر قلعۂ پرنالہ مین قید کیا اور خطبہ برار کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی سر پر لگایا اور وہ حاکم شجاع اور جواد تھا

بیان تفال خان کے غلبہ کا عماد الملک پر اور ذکر انتقال اس دولت کا نظام شاہیہ کی طرف

بعد ازانکہ برہان عماد الملک کو درمیان سے اُٹھا کر استقلال تمام بہم پہونچایا اور آخر کو پرخاش اس نہایت کو پہونچائی کہ مرتضی نظام شاہ اُسکے استیصال کے واسطے مملکت برار کی طرف آیا اور جب تفال خان اُسکی سخت گیری سے بہ تنگ ہوا علی عادل شاہ سے ملتجی اور مستدعی ہوا اور بوسیلۂ تحف و ہدایائے نفیسہ اور عطایائے نقود وافر آنحضرت کو بر سر التفات لایا اور نظام شاہ اس معنی کو سمجھکر اپنی والدہ ماجدہ خونزہ ہمایون کی فہمائش کے سبب باتفاق عماد شاہ برار سے پلٹ گیا لیکن آخر سنہ ۹۸۰ نوسواسی ہجری مین نظام شاہ پھر

تسخیر برار کی فکر مین پڑا اور برہان عماد الملک کی رہائی کے بہانہ اس طرف متوجہ ہوا تفال خان نے مضطرب ہو کر ابراہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی اور لشکر تلنگ کی اعانت سے چنگیز خان پیشواے نظام شاہ سے جنگ کر کے مغلوب اور مقہور ہوا اور مدت دراز تک سپاہ نظام شاہ کے خوف سے جابجا جنگل جنگل بھاگتا پھرا آخر کو خود قلعہ پرنالہ مین اور اُس کا بیٹا شمشیر الملک قلعہ کاویل مین دونون متحصن ہوئے اور نظام شاہ نے حصار پرنالہ کو کہ پہاڑ پر واقع تھا اور تسخیر اُسکی توپ اور منجنیق اور خاکریز وغیرہ سے دشوار تھی محاصرہ کیا جب کہ مدت محاصرہ نے طول کھینچا چاہا کہ کوچ کر کے احمد نگر کی طرف تشریف لیجاوے سرحلیہ اُسکا چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ سے مانع ہوا اور حسن تدبیر سے خزانہ دینار و درم اکثر مردم درونی کو کہ قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دیکر راضی کیا اور وہ بھی محاصرہ کی تنگی سے بہ تنگ آئے تھے راتون کو برج و بارہ سے کمند نیچے ڈالکر اُترے اور چنگیز خان کے شریک ہوئے اور انعام و افراد مناصب اعلے اور جاگیر خوب پاکر سرفراز ہوئے اور آدمی درونی بھی یہ خبر سنکر بذوق تمام اور شوق کمال جسطور سے کہ ممکن ہوا قلعہ سے برآمد ہو کر بوسیلہ چنگیز خان نظام شاہ کی سرکار سے مطالب و مقاصد علیا کو پہونچے لہذا قلعہ مین گولہ اندازون اور آتشبازون کی قسم سے زیادہ بارہ نفر سے کوئی نہ رہا مردم نظام شاہی نے قابو پاکر مورچے آگے بڑھائے اور توپہاے کلان کی ضرب سے دیوار قلعہ مین روزن ظاہر کیے اور چونکہ مردان جنگی سے قلعہ مین کوئی نہ رہا تھا لشکریان خاصہ سے چنگیز خان اٹھائیس آدمی اور ایک نفرچی لیکر قلعہ کے قریب گیا اور زینہ لگاکر قلعہ پر چڑھا اور قرنا جو کہ خاصہ چنگیز خان سے تھی پھونکی تفال خان آواز اُسکی سُنکر سمجھا کہ چنگیز خان خود قلعہ مین آیا ہے سراسیمہ اور بدحواس ہوا اور مع جماعت مخصوصان سوار ہوا اور دروازہ عقب قلعہ کھولکر شہور سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین پہاڑ اور جنگل کی طرف بھاگا اور مرتضے نظام شاہ نے قلعہ مین داخل ہو کر زر نقد اور مال و اسباب نفیسہ اُٹھا کر حکم دیا کہ باقی کو سوار اور پیادہ تاراج کرین اور سید حسن استرآبادی جس نے تفال خان کے تعاقب مین تاخت کی تھی اُس کو دستگیر کر کے تیسرے دن فتح پور مین نظام شاہ کے پاس لایا اور بعد اُس کے اُسی عرصہ مین قلعہ کاویل بھی بہ امان مفتوح گیا اور اُس کا بیٹا شمشیر الملک گرفتار ہوا نظام شاہ نے تفالخان اور شمشیر الملک اور برہان الملک کو مع اولاد کہ اُس قلعہ مین قید تھے اپنی مملکت کے ایک قلعہ مین بھیجا اور اُنھون نے ایک شب کو جان شیرین قابض ارواح کے سپرد کر کے زمانہ کی کشمکش سے نجات پائی بعضے کہتے ہین کہ اس قلعہ کے محافظان نے نظام شاہ کے حکم کے موافق اُنھین قلعہ مین دفعۃً واحدۃً گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور بعضون کا یہ قول ہے کہ پاسبانون نے اُنھین بایذیت حجرۂ تنگ و تاریک مین بند کر کے منفذ اُس کے بند کیے تھے کہ وہ بہ تنگ آن کر ہمین رشوت دیکر راضی کرین اور چونکہ یہ قوت یومیہ کے محتاج تھے اس جماعت کے حسب مدعا سلوک نہ کر سکے شدت اور سخت گرمی اُن پر زیادہ تر کی چونکہ ہوا بکمال تیزی اور حرارت مین تھی ایک شب کو وہ تمام

آدمی صغیر و کبیر مرد و زن کہ قریب چالیس کس تھے ایکبارگی دم گھوٹ کر مر گئے اور پاسبانون نے جب صبح کو دروازہ کھولا سب کو مردہ پایا الغرض سال مذکور مین سلطنت عماد شاہیہ اور تفال خانیہ نے انقراض قبول کیا کوئی شخص اُن دونون سلسلہ سے قید حیات مین نہ رہا

روضہ ششم مین ذکر حکومت بریدیہ ہی جو شہر بیدر مین تھی

اِس زمانہ تک کہ قلم معجز بیان بیاض دہر مین بہ مشک افشانی ہی سات شخص نے اس خاندان سے بعد ضعف دولت سلاطین بہمنیہ کے احمد آباد بیدر مین خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پڑھا اول اُن مین جو کہ مدعی بلدۂ بیدر ہوا قاسم برید تھا

ذکر قاسم برید کی حکومت کا

قاسم برید سلک غلامان ترک گرجی مین انتظام رکھتا تھا اور خواجہ شہاب الدین یزدی اُسے دکن مین لایا اور سلطان محمد شاہ فاروقی کے ہاتھ فروخت کیا جو کہ قاسم برید مرد شجاع اور بہادر تھا اور راگ کے خوشنویس اور سازون کو بھی خوب بجاتا تھا اس بادشاہ کے عہد مین منصب امارت پر فائز ہوا اور کفار مرہٹہ باغی جو مابین ولایت پائین اور جالنہ تھے اُن کے دفع کے واسطے نامزد ہوا اور اُس حدود مین فتح بزرگ کہ موجب افتخار و بلند نامی ہو وقوع مین آئی اور صاحب دستگاہ ہوا اور سایاجی مرہٹہ کو جو عمدہ سرداران کفرہ اُس اطراف سے تھا قتل کیا اور اُس کی بیٹی اپنے بیٹے امیر برید کے حبالۂ نکاح مین لایا اور جب قاسم برید نے بادشاہ کی طرف سے سایاجی کی مملکت جاگیر پائی عزیز و اقارب اس لڑکی کے کہ قریب چار سو نفر اور سب مردانہ اور شجاع تھے اُس کے نوکر ہوئے اور اُن مین سے اکثر رفتہ رفتہ بشرف اسلام مشرف ہوئے اور اُس جماعت کی اعانت اور حمایت کے سبب کہ تمام مخلص اور جان نثار تھے سلطان محمود کے عہد سلطنت مین تسلط اور استقلال تمام پیدا کیا اور دوسرون کی طرح بادشاہی کے اندیشہ مین پڑا عادل شاہ اور نظام شاہ اور عماد شاہ کی تجویز قلعہ اوسہ اور قندھار اور اودگیر مین خطبہ اپنے نام پڑھا اصل دار السلطنت احمد آباد بیدر سلطان محمود کو ارزانی رکھی اور بارہ برس بادشاہی کی اور ابھی سلطان محمود بقید حیات اور زندہ تھا کہ نامۂ عمر اُسکا لپیٹ دیا گیا اور سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور بڑا بیٹا اس کا قائم مقام ہوا

تذکرہ امیر علی برید کی حکمرانی کا

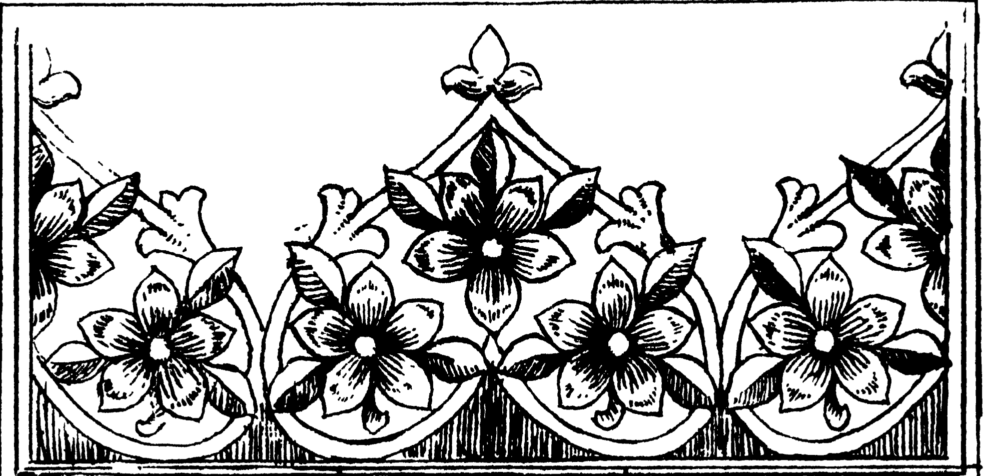
امیر برید ولیعہد اور قائم مقام پدر ہوا اور اُس کے عہد مین سلطان محمود نے وفات پائی اور سلطان کلیم اللہ

کہ جو آخیر بادشاہان بہمنیہ سے تھا احمد نگر کی طرف بھاگا اور اُس کے عہد مین شہر بیدر اسمعیل عادل شاہ کے تصرف مین آیا اور پھر ساتھ اُسکے رجوع ہوا اور اُس عرصہ مین سلطان بہادر عماد الملک اور محمد شاہ والی برہان پور کے حسب التماس مملکت دکن مین آیا اور امیر برید اسمعیل عادل شاہ کے حکم کے موافق اپنی جمعیت کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار غریب تاج پوش اُسکے ہمراہ کر کے اُسے سپہ سالار اپنا کیا اور نظام شاہ کی مدد کے واسطے بھیجا جیسا کہ اپنے مقام مین خامۂ تیز زبان نے اُس کی شرح و بسط مین کوشش کی ہے اور اُس نے بمقابلہ لشکر گجرات جنگہاے رستمانہ کے بعد اُسکے چند سال مسند کامرانی پر متمکن رہا اور اواخر عمر مین برہان نظام شاہ کی کمک کے واسطے اول گیا اور دولت آباد کے اطراف مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کے بھائی خان جہان نے جنازہ اُسکا احمد آباد بیدر مین لیجاکر قاسم کے حظیرہ مین مدفون کیا اور مدت اُس کی سلطنت کی چالیس سال تھی اور دکن مین یہ لطیفہ اُس سے شہرت عظیم رکھتا ہے کہ علی برید ایک شب جاڑے کے موسم مین باغ کمٹانہ کی عمارت مین بیٹھکر شراب پیتا تھا کہ گیدڑون نے خلاف عادت مرغزار مین آن کر شور و غوغا بلند کیا امیر برید نے پوچھا کہ کس واسطے شور کرتے ہین ایک ہمنشین گستاخ نے عرض کیا کہ سردی کی شدت سے حیران ہو کر سلطان سے فریاد کرتے ہین علی الصباح حکم دیا کہ تین چار ہزار لحاف تیار کر کے باغ و صحرا مین ڈالین تو شغال شب کو لحافون مین رہین اور سرما کی شر اور سختی سے محفوظ ہو دین +

ذکر علی برید شاہ کی حکومت کا

اول وہ شخص اس خاندان سے ہے جس نے برہان نظام شاہ کی حمایت سے لفظ شاہ جزو اسم اپنا کیا اور جب شاہ طاہر اُسکی مبارکباد جلوس کے واسطے احمد آباد گیا نہایت آزردگی مین معاودت کی تب برہان شاہ نے اُس سے رنجیدہ ہو کر چڑھائی کی اور برید شاہ نہایت عاجزی سے مضطرب اور بدحواس ہوا اور قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کر کے التماس قدوم کی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور نظام شاہ نے اُس یورش مین قلعہ اوسہ اور اودگیر اور قندھار اُس سے چھین لیا اور اس قدر ولایت کہ جسکا حاصل چار لاکھ ہون طلا تھا اُسکے قبضہ مین رہے اور مرتضےٰ نظام شاہ اپنے عہد مین صاحب خان کے حسب التماس سنہ ۹۸۷ نوسو ستاسی ہجری مین وہان پہونچا اور بلدۂ احمد آباد کو محاصرہ کیا متحصنان کی سخت گیری مین کوشش کی برید شاہ نے ایلچی عادل شاہ کی خدمت مین روانہ کر کے طلب اعانت کی علی عادل شاہ نے یہ جواب دیا کہ تو دو نفر خواجہ سراے فلان فلان کو جو تیری سرکار مین ہین اگر مجھے دے تو مین تیری مدد کرون برید شاہ نے جو اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتا تھا اس معنی کو قبول اور علی عادل شاہ نے ہزار سوار اُسکی کمک کے واسطے مقرر کیے مرتضےٰ نظام شاہ اس خبر سے اور برہان شاہ کے رہا ہو کر فتنہ برپا کرنے کی خبر سے حوالی احمد نگر مین مضطرب ہوا اور میرزا یادگار کو مع

لشکر تلنگ محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بیدر کا محاصرہ ترک فرمایا علی برید نے محاصرہ کی محنت و تعب سے رہائی پائی اور اُس نے سنہ ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین وہ وعدہ وفا کیا یعنی ان دونون خواجہ سراؤن کو اسکے پاس بھیجا اور خواجہ سرا باوجود اُسکے کہ نس کٹے تھے لیکن رگ حمیت اُنکی جنبش مین آئی اپنی آبروریزی کی شرم سے عادل شاہ کو بضرب خنجر شربت شہادت چکھایا غرض کہ اُسکا ذکر سابق مین وقائع عادل شاہیہ مین مفصلاً اور تشریحاً مرقوم ہوا ہی اور علی برید بھی انھین سنوات مین بنیتالیس سال سلطنت کرکے تختہ تابوت کو تخت شاہی پر اختیار کرکے اس سراے عاریت سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور بڑا بیٹا اُسکا ابراہیم برید شاہ نائب مناب ہوا سات برس سلطنت کرکے اجل طبیعی سے مرگیا بعدہ قاسم برید شاہ تین برس محمد آباد کی حکومت مین سرگرم رہا آخر کو اس نے بھی شربت ناگوار ممات نوش کیا اور اُسکا چھوٹا بیٹا مسمے علی برید جو چار برس کا تھا براے نام شغل حکومت مین مشغول ہوا اور ایک شخص کہ جس کا نام میرزا علی اور اُسی خاندان کی اولاد سے تھا سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری مین خروج کرکے اُس کو بھاگ نگر کی طرف کہ تختگاہ محمد قلی قطب شاہ ہی ہزیمت دے کر خود بادشاہ ہوا اور اب تک کہ تاریخ ہجری سنہ ۱۰۱۸ ایک ہزار اٹھارہ ہی اس بلدہ مین حکمرانی کرکے چراغ بریدشاہیہ کو روشن رکھتا ہی اور ناظرین جنکو احوال ملوک ماضیہ انار اللہ مرقدہم سے آگاہ ہونے کا شوق ہی ان کی طبایع آفتاب شعاع پر مخفی و محتجب نہ رہے کہ حکایات عماد شاہیہ اور بریدشاہیہ کسی کتاب متداولہ مین مسطور نہین جو کچھ محمد قاسم فرشتہ نے اس کتاب مین لکھا ہی مردم کہن سال سے کہ معاصران بادشاہون کے ہوئے ہین یا اُن دونون سلسلہ کے قریب العہد ہوئے ہین اُنکی زبان صدق ترجمان سے سنکر ان اوراق مین ثبت کیا ہی ناظرین والا تمکین سے عرض گذار ہی کہ سال جلوس اور وفات انکا اگر معلوم ہوجاوے یا وقائع مذکورہ مین سے کوئی واقعہ بہ نہج دیگر محقق ہووے عبارات قضایاے ان دو خانوادہ کو بقلم اصلاح مشرف فرماوین اور حیات اور ممات مین اس مؤلف کو مرہون احسان کرین کہ ارباب کرم کا یہی داب اور قاعدہ ہے فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ چوتھا سلاطین گجرات انار اللہ برھانہم و نور مرقدہم کے بیان مین

تاریخ مبارک شاہی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہی کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو کہ اُسے نظام شاہ مفرح بھی کہتے تھے سپہ سالار گجرات کرکے اس مملکت کا صاحب اختیار کیا اور بعد وفات سلطان فیروز شاہ اُسکے بیٹے سلطان محمد شاہ نے بھی تخت گجرات کی حکومت ساتھ اُسکے بدستور مقرر رکھی لیکن فرحت الملک جو داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا اور اس حدود کے زمینداروں اور مشرکون کی نسبت طریق اخلاص جاری کیا تھا اور اُنکی خوشامد اور رضامندی کے واسطے شعار کفر اور رسوم بت پرستی کو رواج دیا تھا اس سبب سے گجرات کے علما اور فضلا نے سنہ ۷۹۳ھ سات سو ترانوے ہجری مین عریضہ پایۂ سریر آسمان نظیر سلطان محمد شاہ مین ارسال کیا مضمون اُسکا یہ کہ فرحت الملک نے اغوائے شیطانی اور ہوا و ہوس جسمانی سے مرتکب اعمال ناشائستہ ہوکر اسقدر رواج اصنام اور رونق اوثان مین کوشش کی کہ بلدہ سومنات قبلۂ اہل ضلال ہوا اور شعار اور آثار مسلمانی روز بروز منخفض ہوتا ہی منبر کو عزت و حرمت سے کچھ حصہ اور مسجد کو صوم و صلوۃ سے کچھ نصیبہ باقی نہین رہا اگر اسوقت مین ایسا تدارک کہ موجب تقویت دین و رواج اسلام ہووے ظہور مین پہونچے فہو المراد ورنہ یہ کام ہاتھ سے گیا سلطان دین پناہ یہ مضمون سنکر محزون اور غمگین ہوا اور بعد از تامل فراوان اور غور بے پایان واسطے انتظام شرع خواجۂ کائنات علیہ افضل الصلوۃ کے اور حکومت گجرات کے اعظم ہمایون ظفر خان بن وجیہ الملک کو کہ امرائے کبار سے تھا مقرر کیا اور ربیع الثانی کی تیسری تاریخ سنہ مذکور مین خلعت خاص عنایت فرمایا اور اُسکی توقیر و حشمت کے لیے چتر سفید اور بارگاہ سرخ کہ مخصوص بادشاہون کے واسطے تھی اُسے عطا کی اور وہ اسی دن نقد رخصت حاصل کرکے شہر سے برآمد ہوا اور حوض خاص پر فرو کش ہوکر اپنے سامان مین مشغول ہوا اور سلطان محمد شاہ دوسرے دن کہ چوتھی تاریخ ماہ مذکور سنہ صدر تھی

صنم جمع صنم یعنی بت
وثن جمع وثن یعنی بت ۱۲

بطریق مشایعت ظفرخان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور اوس کے کان حتے الامکان دُرِ نصایح اور آویزۂ مواعظہ سے گرانبار کیے اور پھر خلعت خاص مرحمت فرماکر رخصت گجرات دی

تذکرہ سلطان مظفر گجراتی کی سلطنت اور بیان ظفرخان المخاطب بہ مظفرشاہ کی ولادت کا

شہر دہلی مین اتوار کے دن محرم کی چھبیسوین تاریخ ۷۴۳ھ سات سو تینتالیس ہجری کو اوسکے باپ نے رتبہ شرابداری فیروزشاہ سے درجۂ امارت پر ترقی کی اولاد سلطان مزبور کی درگاہ مین صاحب اعتبار رہا اور ظفرخان سلطان محمدشاہ کے عہد مین بسبب حسن سلوک اور پرہیزگاری اور شرع محمدی کی پابندی اور امانت اور دیانت کے نہایت مشہور اور معروف ہوا اور اسواسطے کہ جسوقت عرضداشت علماء گجرات دہلی مین پہونچی سلطان نے اسکا ہاتھ پکڑکر جیسا کہ مذکور ہوا گجرات کا صاحب صوبہ کیا منقول ہی کہ وزیرون نے فرمان لکھا اور سلطان کے حکم کے موافق القاب کی جگہ خالی چھوڑی سلطان نے اپنے دست حق پرست سے القاب یون ترقیم فرمایا کہ برادرم مجلس عالی خان معظم عادل باذل مجاہد سعد الملۃ والدین ظہیرالاسلام والمسلمین عضد السلطنۃ عین المملکت قاطع الکفرۃ والمشرکین قاطع الفجرۃ والمتمردین قطب سماء المعالی نجم فلک الاعالی صفدر روز وغا تہمتن قلعہ کشا کشورگیر آصف تدبیر ضابطہ امور ناظم مصالح جمہور ذی الیامن والسعادات صاحب الرای والکفایات ناشر العدل والاحسان دستور صاحب قران ربع فلک اعظم ہمایون ظفرخان اور جب بکوچ متواتر دہلی سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین یہ بشارت فیض بشارت پہونچی کہ تاتارخان بن ظفرخان جو وزیر سلطان ہوا تھا اوسکے گھر بیٹا مسمے احمدخان پیدا ہوا ظفرخان نے اوسکو شگون خوب اور فال نیک سمجھکر جشن عالی ترتیب دیا اور اکثر امراے لشکر کو خلعت دیے جب ناگور مین پہونچا کنبایت کے باشندے نظام مفرح سے ناراض ہوکر مستغاثی ہوئے ظفرخان نے اوس جماعت کو دلاسا دیکر ایک خط ملک نظام مفرح کو لکھا کہ سلطان محمدشاہ کی ملازمت مین یون مذکور ہوا کہ تونے مال واجب سلطانی کئی برس کا اپنے خوارج مین صرف کرکے ایک دینار خزانہ عامرہ مین داخل نہین کیا اور علاوہ اوسکے دست تظلم و جور دراز کرکے اوس محال کے تمام باشندگان کو رنجیدہ کیا ہی اکثر لوگ متواتر دہلی مین فریادی آئے اور جو زمام حل وعقد مہام اوس نواح کی میرے سپرد کی ہی بہتر یہ ہی کہ زر محصول خالصہ جسقدر موجود ہو بتعجیل عجیل اپنے پاس سے دہلی مین ارسال کرکے اور مظلومون کی تسلی کرکے خود بھی دارالملک کی طرف متوجہ ہو چنانچہ نظام مفرح نے درجواب لکھا کہ جو آپ مسافت بعید اور دراز طی کرکے آئے ہین اوسی مقام مین تعمیم سے اور زیادہ تکلیف نہ کھینچیے مین خود وہان آنکر حساب و اصلات گذرانون گا بشرط اوسکے کہ مجھے موکلون کے سپرد نکرین اس جواب سے بغاوت اوسکی ظفرخان پر ثابت اور یقین ہوئی آساول کی طرف کہ بالفعل احمدآباد بجاے اوسکے واقع ہوا ہی گیا اور جو نظام مفرح نے گجراتیون اور کافرون سے رشتہ داری کرلی تھی اور اون کو موافق کرکے دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار بہم پہونچا کر ارادہ جنگ کا رکھتا تھا ظفرخان

پہلے اتمام حجت کے واسطے ایک ایلچی اُسکے پاس نہروالہ کی طرف کہ ساتھ پٹن کے شہرت رکھتا ہے روانہ کیا اور بطریق نصیحت اور ملائمت پیغام دیا کہ بد انجام سے اندیشہ کرکے اپنے ولی نعمت سے جدا نہو اور بکافرون اور گجراتیون کے بھروسے اور حمایت پر کہ تاب جنگ بہادران اور تہمتنان کی نہین رکھتے فریب کھاکر اپنے تئین دہلی مین رکاب ہمایون سلطان محمد شاہ مین پہونچایا میرے پاس آنکر مسند امارت پر متمکن ہو اور اُسکے سوا کسی طرح اندیشہ کو اپنے دل مین آنے نہ دے ورنہ موجب خرابی اور باعث بربادی ہوگا **بیت** نباید نہادن دل اندر فریب + کہ ہست از پسے ہر فرازی نشیب + چونکہ نظام مفرح کی مدت اقبال آخر ہونے پر تھی اور داعیہ سلطنت اپنے دل مین رکھتا تھا ایلچی پر سختی کرکے جواب سخت اور نا لائق دیا ظفر خان نے ناچار ہو کر اپنی سپاہ فراہم کی اور سنہ ۷۹۴ھ سات سو چورانوے ہجری مین چار ہزار سوار تیغ زن نیزہ گذار ہمراہ لیکر مانند رعد اور برق جوشان و خروشان نہروالہ کی طرف روانہ ہوا اور نظام مفرح نے بھی یہ خبر سنکر دس بارہ ہزار آدمیون کو مواجب یعنی تنخواہ دیکر نہروالہ سے خروج کیا اور موضع کانتھو مین جو بارہ کوس اُس شہر سے ہے پہونچکر ظفر خان کے مقابل ہوا او صفوف حرب آراستہ کرکے تنور جنگ گرم کیا اور بعد استعمال آلات حرب ضرب آفتاب نصرت وفیروزی افق بخت ارجمند ظفر خان سے طلوع ہوا نظام مفرح بقصد تحصن نہروالہ کی طرف بھاگا اور ظفر خان مع سپاہیان ظفر اثر منصور ہو کر بشوکت تمام نہروالہ کی طرف گیا اور عدل و داد کی برکت سے اُس شہر کو مثل فردوس برین سبز اور شاداب کیا اور سنہ ۷۹۵ھ سات سو پچانوے ہجری مین کنبایت کی طرف کہ جاے نزول مسافران اور تاجران ہے جاکر رعایا کی پرداخت مین مشغول ہوا اور حکام اور کارندہ مقرر کرکے عنان معاودت اساول کی طرف معطوف فرمائی اور سنہ ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ راے بدکیش ادر بدرگ جو ہمیشہ زین پوش اطاعت حکام گجرات کا دوش انقیاد پر رکھکر مقام فرمانبرداری مین تھا ان دنون مین منحرف ہو کر گردن بند فرمانبرداری کا سر سے کھینچا اور باوجود شرک و بت پرستی زبردستون سے بزبردستی پیش آتا ہے ظفر خان اُس مردود کے قلع اور قمع کے واسطے لشکر بحساب ہمراہ رکاب لیکر اُس طرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر قلعہ اندر کو محاصرہ کیا طرفین سے چند مرتبہ جنگ صعب وقوع مین آئی اور ہر مرتبہ مردم بیرونی نے قرین ظفر ہو کر قلعہ بندون کی سخت گیری مین کوشش کی اور اطراف ولایت اندر کو سر کرکے ہاتھ نہب و غارت پر دراز کیا اور جو بتخانہ بتون سے آباد پایا اُسے منہدم اور ویران کیا اور اعیان ولایت کے اطفال کو کنیزی اور غلامی کے واسطے لیگئے اور مدت قلیل مین اہل قلعہ پر رسد غلہ کی عدم رسی سے ایسا قحط پڑا کہ شدت گرسنگی مین حرام و حلال کا تمیز مطلق نہ رہا کتا بلی سے بلی کتے سے نہ بچتے اور آدمی سے دونون نہ بچتے تھے اس سبب سے راے خود راے اپنی سرکشی سے نادم و پشیمان ہوا اور اطاعت اور ملائمت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بڑے بیٹے کو چند مقربون کے ہمراہ مع پیشکش ہاے وافر اور تحائف متکاثر بھیجا تاکہ وہ دربار مین حاضر ہو کر زمین درگاہ کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض پیرا ہوئے کہ اگرچہ چند روز خلاف رضا ایک امر ظہور مین آیا اور کلید حصار کے بھیجنے مین اس وجہ سے توقف ہوا کہ حفظ ناموس و دولت کرکے بخششون مین معذور ہون اب خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا ہون اگر جریمۂ سابق کی پرسش اور مکافات منظور ہو فی الحال یہ جماعت حاضر ہے حکم ہو کہ تیغ یمانی سے

سرافشانی کرین اور اگر جانستانی ملحوظ ہو بمقتضائے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللّٰہ یحب المحسنین قسلم
عفو ان کی جرائد تقصیرات پر کھینچے آیندہ کسی مقدمہ مین ہم مصدر تقصیر نہون گے ظفرخان نے صلاح وقت
صلح اور عفو مین دیکھی پیشکش فراوان اور نقود وجواہر لے کر ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کیا اور چاہا کہ بقصد غزا
سومنات کی طرف کہ قریب بندر دمن واقع ہی روانہ ہووے اس درمیان یہ خبر پہونچی کہ ملک راجہ
المخاطب بعادل خان جو سلطان فاروقیہ برہان پور کا جد ہی وہ نشان استقلال کا بلند کرکے اپنی جاگیر کے سوا
تھالینر نام قلعہ کو لیکر تمام ولایت خاندیس کو اپنے قبض وتصرف مین لایا ہی اور آسیر بھی اکتفا نہ کرکے بعضے
پرگنات گجرات سے مثل سلطان پور اور نندربار کو مزاحمت پہونچاتا ہی ظفرخان علاج اس علت کا واجب جانکر
اس طرف متوجہ ہوا ملک راجہ کہ مرد عاقل اور دانا تھا اپنے تئین مرد میدان اسکا نہجانا کر قلعہ مین متحصن ہوا اور صلاح اتحاد
اور موافقت مین دیکھی اور ایک جماعت علما اور فضلا اسکے پاس بھیجی تو سخنان مخالصت آمیز اور کلمات صداقت انگیز سے
رخنہ نزاع مسدود کرکے ابواب دوستی او یکجہتی کو مفتوح کرین ظفرخان کہ اہل علم وفضل سے رغبت کمال تمام رکھتا تھا
اور سلطنت گجرات کی آرزو اسکے دل مین پوشیدہ تھی علما کو گرامی رکھکر وہ عہد وپیمان جو اس زمانہ مین مروج اور متعارف
تھے درمیان مین در لایا اور اسکے بعد تحف ونفائس طرفین سے پیش ہوئے پھر ظفرخان نے اساول کی طرف مراجعت
کی اور ان دو فرقہ کے درمیان طریقۂ محبت اور یاری جاری ہوا اور اس وجہ سے کہ ملک راجہ دعوی کرتا تھا
کہ مین اولاد خلیفۂ دوم حضرت فاروق سے ہون ظفرخان کتابت ومراسلات مین مریدانہ پیش آکر اسکے القاب
کے اعزاز مین کوشش کرتا تھا اور سنہ ۷۹۷ سات سو ستانوے ہجری مین حدود جہرند کی طرف کہ غزنی پٹن مین واقع ہی
فوج کش ہو کر ایک مدت تک اس حدود کے کفار کے قتل وغارت مین کہ نہایت ستمگار اور سرکش تھے مشغول رہا
اور محبوبان خورشید جمال اور مہ جبین پسران پری تمثال مسلمانون کی بندی مین آئے اور کشتیان ان کی اموال
غارت سے مالامال ہوئین بعد اسکے رائے جہرند نے عاجز ہو کر اظہار یکجہتی اور فرمانبرداری کیا اور تحف اور
ہدایا بہت گذرانا پھر وہان سے کوچ کرکے سومنات کی طرف گیا اور بتون اور بت پرستون کے اعلام کی نگونساری
مین کوشش کرکے وہان مسجد جامع احداث فرمائی اور ارباب مناصب شرعیہ کہ مراد موذن اور پیش امام
اور خدام خانۂ خدا سے ہی تعین کیے اور تھانہ بٹھا کر پٹن کی سمت متوجہ ہوا اور سنہ ۷۹۸ سات سو اٹھانوے
ہجری مین مخبرون اور اخبار نویسون نے یہ خبر پہونچائی کہ منڈل گردہ کے راجپوتون نے ایسا تسلط برپا کیا ہی کہ اُس
نواح کے مسلمانون نے انکے دست تعدی سے مفارقت اوطان اختیار کی ہی اور راجپوت سرگریبان عجب ونخوت
سے برآوردہ کرکے جادۂ اطاعت اور مالگزاری سے انحراف رکھتے ہین ظفرخان اسپ تیز رفتار پر سوار ہو کر کوچ بکوچ
اُس طرف روانہ ہوا ابیات نوائش گر بنصرت سرفراز است + بنام ایزد دری از فتح باز است + گذشتہ منجنیق اثر
تا بفلک ماہ + طراز رایتش نصر من اللہ + اور جب اُس حصار کے نواح مین اہل اسلام کے خیمے ایستادہ ہوئے راے
اُس ولایت کا موسوم بہ پدر متحصن ہوا اہالی اسلام اسکے محاصرہ مین مشغول ہوے اور منجنیقین نصب کرکے ہر روز ایک

جماعت راجپوتان کو سنگسار کرتے تھے چونکہ قلعہ نہایت سنگین تھا منجنیق کارگر نہوتی تھی حکم کیا کہ چارون طرف دمدمے تیار کرد جب وہ تیار ہوئے اور اُن سے بھی کچھ فائدہ نہوا ظفر خان طول محاصرہ سے محزون اور غمگین تھا ناگاہ لطائف غیبی سے انھین دنون مین قلعہ کے اندر وبا اور طاعون پیدا ہوا اور اہل قلعہ مرگ مفاجات مین مبتلا ہوکر بکثرت تمام مرنے لگے راے پدر نے محصورون کا حال تنگ دیکھکر ایک جماعت اپنے اعیان کو تیغ و کفن گردن مین ڈالکر ظفر خان کی ملازمت مین بھیجی اور عورتون اور بچون نے سر برہنہ کرکے قلعہ پر چڑھکر گریہ وزاری سے امان چاہی ظفر خان نے یہ امر تائید آسمانی سے سمجھکر اُنکی درخواست پذیرا کی اور پیشکش لیکر روضۂ خلاصۃ العارفین انیس الواصلین خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ اسرارہ کی زیارت کے واسطے عنان عزیمت اجمیر کی طرف معطوف کی اور جب اُس مقام کعبۂ احترام مین پہونچا لوازم زیارت اور مراسم نذر و نیاز بجا لاکر اُنکی روح پر فتوح سے استمداد فتح و ظفر چاہی کہ کفار اشرار اور اعدا سے نابکار پر مظفر و منصور رہے چونکہ تمام ہمت اُسکی غزا اور جہاد مین مصروف تھی جلد وہان سے جلوارہ اور دیلوارہ کی سمت کہ بُت پرستی اس حدود مین رواج و رونق تمام رکھتی تھی لواے غزا بلند کرکے اس مرز بوم کے باشندون کو طعمۂ شمشیر بیدریغ کیا اور معابد اور کنائس اُنکے منہدم اور مسمار کرکے نشان باقی نہ رکھا اور کئی قلعہ اور ولایت کے مفتوح کرکے اپنے معتمدون کے تفویض فرمائے اور بعد تین سال سالماً اور غانماً پٹن کی طرف مراجعت کی اور الفی کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر سے مراجعت کے بعد ظفر خان نے خطبہ اپنے نام کرکے اپنے تئین مظفر شاہ مشہور کیا اور ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری مین ساتھ اس تفصیل کے کہ سلاطین دہلی کے وقائع مین مرقوم ہوا تاتار خان ولد مظفر خان جو وزیر سلطان محمد شاہ تھا سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے عہد مین سارنگ خان سے لڑا اور اُسے ملتان کی طرف مفرور کیا اور اُسکے اضلاع اور اطوار سے داعیۂ سلطنت دہلی معلوم ہوتا تھا تو ملو اقبال خان کہ محمود شاہ کا وکیل مطلق العنان تھا اُسکے دفع کے واسطے پانی پت کی طرف متوجہ ہوا تاتار خان نے صلاح اُسکے مقابلہ مین نہ دیکھی دوسرے راستہ سے آکر دہلی مین پہونچا یا اور چاہا کہ اُسے محاصرہ کرکے تصرف مین لاوے اقبال خان پانی پت کو سر کرکے بشوکت و صولت تمام جوش و خروش سے دہلی کی طرف روانہ ہوا تاتار خان نے اسوقت بھی اُسکا مقابلہ نکیا اور ۸۰۰ھ آٹھ سو ہجری مین گجرات کی طرف بھاگا اور اپنے باپ مظفر شاہ کی ملازمت مین پہونچا اور اُسے دہلی کی بادشاہی کی ترغیب و تحریض کی مظفر شاہ یہ امر قبول کرکے لشکر کی فراہمی اور سامان جنگ مین مصروف ہوا لیکن جب یہ خبر پہونچی کہ امیرزادہ پیر محمد نبیرۂ صاحبقران امیر تیمور گورکان نے ممالک ہندوستان مین قدم رکھا اور ملتان کو سر کیا تو مظفر شاہ نے فراست سے دریافت کیا کہ امیرزادہ پیر محمد ہراول صاحبقران کا ہے اسواسطے دہلی کا خیال ترک کرکے دوسرے شہرون کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق اپنے بیٹے تاتار خان کے بقصد تسخیر قلعہ ایدر نہضت فرمائی اور نہب و غارت مین مصروف ہوکر قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور متحصنان کی تنگی مین کوشش کی راجہ نول راے ایدر نام نے نہایت عجز و انکسار سے ایلچی بھیجکر پیشکش دینا قبول کیا اور جو ممالک دہلی پر فتنہ اور آشوب تھے مظفر شاہ نے پیشکش پر اکتفا کرکے شہر رمضان سنہ مذکورہ مین مراجعت کی اور اس عرصہ مین ایک خلقت کثیر دہلی کی طرف سے بوجہ حادثۂ صاحب قران بھاگ کر پٹن مین آئی اور مظفر شاہ نے تفقد اُس جماعت کے احوال پر واجب و لازم جانکر ہر ایک کے

حق مین حسب لیاقت شفقت اور عنایت مبذول فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ بھی صاحبقران سے بھاگ کر ولایت گجرات مین آیا جو کہ مظفر شاہ نے صلاح دولت سلطان کے آنے مین نہ دیکھی اسقدر بدسلوکیان اور معاش نالائق اُسکے ساتھ عمل مین لایا کہ یہ تنگ اور دلگیر ہوکر مالوہ کی طرف گیا اور سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری مین مظفر شاہ دوبارہ قلعہ ایدر کی طرف متوجہ اور احاطہ کرکے اُسکی تسخیر مین ساعی ہوا اور راجہ رنمل راے ایدر نے اس وقت سواے فرار کے چارہ نہ دیکھا شباشب قلعہ کو خالی کرکے بیجانگر کی طرف بھاگا اور صبح کے وقت مظفر شاہ تکبیر کہتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرکے اور ایک سردار صاحب شوکت اُس قلعہ مین مقرر کرکے خود پٹن کی طرف معاودت فرمائی اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین مخبرون نے یہ خبر مظفر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائی کہ کفار سومنات نے ہجوم کرکے تھانہ اسلام کو اُٹھا دیا ہے اور بدستور سابق پھر مراسم کفر کے زندہ کرنے مین کوشش کرتے ہین مظفر شاہ ایک فوج عظیم اُس طرف روانہ کرکے خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا اور جس روز کہ راے سومنات اور کفار اُس حدود کے دریا کے راستہ سے لشکر اسلام پر بکثرت ہجوم کرکے حملہ آور ہوے تھے اسی وقت معرکہ مین سلطان مظفر پہونچ گیا اور دلیرانہ سخت حملہ کرکے کفار کے جسمون سے جداول خون جاری کین چنانچہ انمین طاقت اور قوت نہ رہی زخمی اور دل شکستہ ہوکر باتفاق راے قلعہ دیپ مین پناہ لی **بیت** خدا داد ہمت شہنشاہ را + ہزیمت درافتاد بدخواہ را + مظفر شاہ نے جاکر اُس قلعہ کو محاصرہ کیا اور تکبیر وصلوٰۃ کی آواز اور شور دمامۂ رعد آواز اور کرناے فتنہ پرداز کے غلغلہ سے اُنکے ارکان دولت مین زلزلہ اور فتور ڈالکر ایک روز مین بزور شمشیر وہ قلعہ فتح کیا اور جمیع مردان بالغ کو اُس نے علف تیغ بیدریغ اور طعمۂ زاغ و زغن کرکے راجہ اور تمام رؤساے اُس جماعت کو فیل کوہ پیکر کے ہاتھ پانوٗن کے نیچے پامال کیا اور اہل و عیال و زن و فرزندون کو اُسکے مسلمان لیگئے اور اُنکے احمال اور اثقال اور ساز و سلب پر متصرف ہوئے اور سلطان مظفر شاہ بزم جشن ترتیب دیکر شکر عنایت الٰہی بجا لایا اور ایک بڑا بتخانہ مسمار کرکے بجاے اُسکے مسجد عالی بنا کی پھر ضبط اُس نواح کا ایک امراے کبار سے رجوع کیا اور مع غنائم موفور پٹن کی طرف مراجعت فرمائی الغرض اس فتح و فتح ایدر کی وجہ سے اُسکی استقلال اور عظمت ایک سے ہزار درجہ ہوئی پھر اس فکر مین ہوا کہ دہلی کی طرف لشکر کشی کرکے اُسے بھی مفتوح کرے اور اپنے فرزند تاتارخان کو بخطاب القاب غیاث الدولہ والدین سلطان محمد شاہ مخصوص فرمایا اور اساول سے کوچ کرکے جب قصبہ سنور مین پہونچا مزاج اُسکے بیٹے محمد شاہ کا طریق اعتدال سے منحرف ہوا اس سبب سے کہ آفتاب عمر اُسکا افق غروب مین پہونچا تھا اطباے حاذق کا معالجہ اور دوا دوش کارگر نہوئی ملک باقی کی طرف سفری ہوا اور مظفر شاہ بھی فسخ عزیمت کرکے اساول کی طرف گیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ تاتارخان نے سنہ مذکور مین اساول مین جاکر اپنے باپ پر خروج کیا اور جو کہ وہ ضعیفی کے سبب نہایت ناتوان اور کمزور ہو گیا تھا اُسے گرفتار کرکے ایک قلعہ مین قید کیا اور اپنے چچا شمس خان کو وکیل السلطنت کرکے بہ لقب ناصر الدین محمد شاہ صاحب سکہ و خطبۂ گجرات ہوا اور بارادہ تسخیر دہلی سامان سفر اور لشکر کی فراہمی مین کوشش کرکے کوچ کیا اور سلطان مظفر شاہ نے اپنا ایک معتمد شمس خان کے پاس بھیجکر مبالغہ تمام اپنی رہائی و بیٹے کو ہلاک کرنے کے بارہ مین

اصرار کیا شمس خان نے جواب دیا کہ محمد شاہ آپ کا فرزند رشید اور قابل ہی اور اُس کی طرف تعلق خاطر بہت رہتی ہی اب جو مین اُسکی ہلاکت مین قیام کرون اُسکے بعد یقین ہی کہ مین آپ کی پشیمانی کے وقت ہدف تیر ملامت ہونگا مناسب یہ ہی کہ اس بارہ مین نہایت فکر اور اندیشہ کر کے جواب و یجیے سلطان مظفر شاہ نے پھر یہ پیغام بھیجا کہ آن برادر بجان برابر میری طرف سے کسی طرح کی مکافات کا اندیشہ نہ کر کے اس امر کا لحاظ کرے کہ جس وقت ایسا فرزند اپنے باپ کی نسبت باین حرکت پیش آوے عاق ہی اور قطع رابطۂ عطوفت اور مہربانی ہو کر نسبت پدری اور فرزندی مسلوب اور زائل ہو گئی پس لازم ہی کہ وہ بھائی میری ضعیفی اور پیری پر رحم کر کے اس عاق کو بسزاے اعمال قبیحہ پہونچا دے کہ میرا کام ہر وقت رنج و تعب اُٹھانے سے اس نہایت کو پہونچا ہی کہ اگر کل زندہ بچا تو پرسون نہین آفتاب عمر میرا مغرب فنا کے قریب پہونچا **ابیات** کس را چہ خبر زآہ جانسوز دلم وز واقعۂ قیامت افروز دلم + امروز چنانم کہ بفردا نرسم + فردا ے قیامت ست امروز دلم + شمس خان نے ناچار ہو کر اپنے بھائی کی ضعیفی اور سختی پر رحم فرمایا اور قصبۂ سور مین جو دہلی کے سر راہ ہی محمد شاہ کو زہر دیکر ہلاک کیا اور بھائی کو قیدخانہ سے برآوردہ کر کے مسند حکومت پر متمکن کیا خیل و حشم جو پروردہ اسکی نعمت کے تھے اور محمد شاہ کی دست تعدی سے ایذا اُٹھائی تھی سب اُسکے شریک ہوئے اور حیات دوبارہ پائی اور محمد شاہ کے ملازمان قدیم جنھون نے اس کام کی اُسے ترغیب دی تھی ہراسان اور متوہم ہو کر مفرور ہوئے پھر بھی سلطان مظفر شاہ نے ترحم ذاتی اور مراحم قلبی سے اُنکی خطا معاف کی اور سب کو سلک ملازمان احمد شاہ مین جو محمد شاہ مسموم کا بیٹا تھا منتظم کیا اور چونکہ دلاور خان والی مالوہ فوت ہوا تھا ہوشنگ شاہ اُسکا قائم مقام ہوا اور اُن دنون مین یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہوشنگ شاہ نے ملک کی طمع کے سبب اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا اسوجہ سے مظفر شاہ ۸۱۰ھ آٹھ سو ہجری مین مع ساز یراق حسن آباد اور دھار کی طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ شاہ جو جوان اور شوخ طبع اور صاحب ارادہ تھا بلا عاقبت اندیشی کہ لشکر گجرات کہین اُسکی فوج سے زیادہ بلکہ مضاعف تھا مقابلہ اختیار کیا بعد ایسی جنگ کے کہ بہادران جہان نے زبان اُس کی مدح و تحسین مین کھولی سپاہ مالوہ منہزم اور منکسر ہوئی اور ہوشنگ شاہ کو مظفر شاہ نے گرفتار کر کے خطبہ اور سکہ اُس ولایت کا اپنے نام جاری کیا اور صوبہ مالوہ اپنے بھائی کو تفویض فرما کر اساول کی طرف مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کے سپرد کر کے حکم فرمایا کہ اُسے ایک قلعہ مین محبوس کر احمد شاہ نے حکم کے موافق عمل کیا اور بعد چند ماہ کے عریضہ ہوشنگ شاہ کا اپنے ہاتھ سے مشتمل بر عجز و زاری اپنے جد کے ملاحظہ مین گذرا اُسکا التماس رہائی کی اور جو مالوہ مین بلوہ ہو گیا اور لوگون نے نصرت خان کو دھار سے نکال دیا التماس سلطان احمد شاہ کی معرض قبول مین آئی پہلے ہوشنگ شاہ کو قید سے رہا کیا اور بعد چند روز کے چتر سفید اور سراپردہ سُرخ اور تمام لوازم شاہی عنایت کر کے تمام ولایت مالوہ اور مند و اُسے دے کر احمد شاہ کے ہمراہ اُس طرف بھیجا تا کہ اُسے اس ولایت کی مسند حکومت پر جلوہ گر کرے احمد شاہ نے حسب الحکم ہوشنگ شاہ کو تخت مالوہ پر متمکن کر کے مسرور اور محظوظ ہو کر گجرات کی طرف معاودت فرمائی اور سلطان مظفر شاہ اواخر ماہ صفر ۸۱۴ھ آٹھ سو چودہ ہجری

مین بیمار ہوا جب معلوم ہوا کہ مرض الموت ہے مراسم وصیت بجا لایا اور اس وجہ سے کہ احمد شاہ کی قابلیت اور لیاقت اپنے بیٹون سے زیادہ تر دیکھی اُسے ولیعہد کرکے اپنی اولاد کو اسکی اطاعت کے بارہ مین وصیت فرمائی اور ربیع الثانی کی آٹھوین تاریخ سنہ مذکور مین کہ عمر اُسکی اکہتر برس اور چند ماہ تھی ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کرکے سفر آخرت اختیار فرمایا اور مدت اُسکی حکومت کی بعد از وفات خدایگان کبیر بیس برس اور قدرے زیادہ تھی

بیان سلطان احمد شاہ گجراتی انار اللہ برہانہ کی فرمان روائی کا

سلطان احمد شاہ جم جاہ اپنے جد کی وصیت کے موافق متکفل حکومت خطۂ گجرات ہوکر رایات عدل و داد بلند کرکے رعیت پروری اور مظلوم نوازی مین ہمہ تن مشغول اور مصروف ہوا اور ولادت اُسکی سنہ ۷۹۳ سات سو ترانوے ہجری مین ہوئی نجومیون نے اُسکے طالع کے زائچہ سے دریافت کرکے حکم صادر کیا تھا کہ اس سے ایک ایسا امر ظہور مین آویگا کہ جسکے سبب اُسکا نام نیک جہان فانی مین باقی رہیگا ظاہر ہوا وہ امر بناے شہر احمد آباد گجرات ہے اور سنہ ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ ہجری مین فیروز خان نے کہ بیٹا سلطان مظفر شاہ کا تھا خبر جلوس اُسکی سنکر نشان بغاوت اور عداوت کا بلند کیا اور حسام الملک اور ملک شیر اور ملک کریم خسرو اور جیوند اور بیا گداس کھتری کہ شاہی امراے مظفری تھے اور شرارت ذاتی اور فتنہ انگیزی مین موصوف اور معروف تھے ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور فوج کے فراہم لانے مین مشغول ہوئے اور امیر محمود ترک حاکم کنبایت کو ساتھ اپنے متفق کرکے فیروز خان کو کنبایت کی طرف لے گئے اور ہیبت خان بن سلطان مظفر مع لشکر سورت کے حدود مین اُسکے پاس آیا اور سعادت خان اور شیر خان بن سلطان مظفر نے اپنی جاگیر مین خبر ہیبت خان کے ملحق ہونے کی سنی تو وہ بھی کنبایت کی طرف گئے اور دریاے نربدہ کے کنارے لشکرگاہ کیا اور آپس مین مشورہ کرکے مع سات آٹھ ہزار سوار بنہایت تجمل و حشمت سے بروچ کی طرف گئے اور فیروز خان نے چتر سرخ سر پر ترفع فرمایا اور سراپردہ اور بارگاہ بھی سرخ بہم پہونچا کر نشان کروفر کا بلند کیا اور ایک خط استعانت اور استمداد کے بارہ مین سلطان ہوشنگ کو ترقیم فرمایا اور سلطان ہوشنگ نے اس شرط پر قبول کیا کہ بعد از حصول مقصد ہر ایک منزل کا مصارف کرور تنکہ دیوے اور بیا گداس اور جیوند کی ہدایت سے زمیندارون کو اپنی اطاعت کے واسطے گھوڑا اور خلعت اور فرمان بھیجا اور سلطان احمد شاہ نے باوجود نوجوانی کے جلد بازی نہ کی بلکہ ایک خط نصیحت آمیز لکھکر ایک جماعت کے ہاتھ فیروز خان کے پاس روانہ کیا اور جب جیوند وغیرہم کے فساد و شرارت کی وجہ سے پند و نصیحت سے کچھ فائدہ نہوا تو آدم بھنگر کو تھوڑی فوج کے ساتھ اُسکے دفعیہ کے لیے مامور کیا مگر یہ لوگ بعد جنگ شدید شکست کھا کر میدان نبرد سے مفرور ہوئے اور یہ فتح بیا گداس کے نام ہوئی اور اس سے نخوت اور غرور نے اُسکے دماغ مین راہ پائی خود رفتہ ہوکر بہکنے لگا امرا تاب اُسکے تسلط کی نہ لائے سب نے متفق ہوکر اُسکے قتل مین مبادرت کی اور اکثر لوگ فیروز خان کی ملازمت سے جدا ہوکر سلطان احمد شاہ کے دربار مین روانہ ہوئے بادشاہ بکوچ متواتر بروچ کی طرف متوجہ ہوا جب فریقین قریب ہوئے تو فیروز خان مع ۸۱۵ھ

برادران قلعہ بروج مین متحصن ہوا اور سلطان احمد شاہ نے پھر ایلچی فیروز خان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ میرے جد امجد سلطان مظفر شاہ نے بحکم قادر بیچون و بے نظیر اس ملک کے حل و عقد کی مہار اس ہیچمقدار کے قبضہ اقتدار مین سپرد کی ہی شکر خدا کہ بنیاد قصر رفیع و استوار سلطنت امراے سپہر احتشام کی حسن اطاعت اور انام کی موافقت سے جیسا کہ چاہیے استحکام رکھتی ہی مناسب ہی کہ آپ عمرو و زید کے جمع ہو جانے سے مغرور اور فریفتہ نہو وین اور افعال و اعمال قبیحہ سے نادم ہو کر دست تمسک دامن معذرت مین مضبوط کرین کہ بدی کا انجام بد ہی اور وہ جاگیر کہ جد امجد نے تحسین عنایت فرمائی ہی اوسپر قانع ہو کر امیدوار دیگر الطاف کے بھی رہو بھائیون نے بعد پہونچنے ایلچی اور سننے پیغام خیر انجام کے سب نے اندیشہ کیا اور ہیبت خان کو جو عم حقیقی سلطان احمد شاہ کا تھا بادشاہ کے پاس بھیجکر اظہار ندامت کیا سلطان نے اوس کو باقسام عواطف نوازش فرمائی اور رقم عفو ان کے جرائد جرائم پر کھینچا اور ہیبت خان مشمول عنایت سلطانی ہو کر قلعہ بروج کی طرف گیا اور باتفاق فیروز خان اور سعادت خان اور شیر خان سلطان کی ملازمت مین روانہ ہوئے اور اوس نے ہر ایک کو اون مین سے بعنایت تازہ سرفراز فرما کر جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور ٹین کی طرف سوار ہونے کی عزیمت کی کہ اس درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ جسکو فیروز خان نے کمک کے واسطے طلب کیا تھا دار الملک سے گجرات کی طرف آتا ہی سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کو مع لشکر کثیر مستعد کارزار اسکے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے مع جماعت ظاہری و باطنی روانہ ہوا اور عماد الملک جو بسرعت تمام طی منازل کر کے سلطان ہوشنگ کے قریب گیا وہ نہایت شرمندہ و خائف ہو کر کوچ بر کوچ بے توقف و درنگ اپنے ملک کی طرف راہی ہوا اور عماد الملک نے چند منزل پیچھا کیا اور اون زمینداروں کو جو ہوشنگ شاہ کے شریک ہوئے تھے گرفتار کر کے مطیع اور فرمان بردار کیا سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کے آجانے کے بعد اساول کی طرف کوچ کیا اور وہان کی آب و ہوا پسند کر کے آخر سال یعنی ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری بعد از استخارہ و باشارہ حقائق پناہ شیخ کنبھو قدس سرہ کے دریاے سنبھرے کے کنارے ایک شہر جدید بنا کر کے موسوم بہ احمد آباد کیا اور تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچکر دار الملک سلاطین گجرات ہوا اور قصبۂ اساول کو ایک محلات اوس شہر سے قرار دیا اور عمارات بادشاہون اور بزرگون کی پختہ ہی اور اکثر مکان سفالین ہین اور اس شہر کے سرے پر دربار بادشاہی کے متصل تین محراب خشت پختہ سے تیار کی ہین اور گچ اور ساروج سے اوسپر استرکاری کی ہی اوسکو ترپولیہ کہتے ہین اور ایک بازار نہایت وسیع اور کشادہ ہی جیسا کہ دس ارابہ ایک دوسرے کے پہلو مین برابر جا سکتے ہین اور دوکانین خشت پختہ لاکھوری سے تیار کر کے اوسپر گچ سے استرکاری کی ہی اور قلعہ اور مسجد جامع تیار کر کے شہر کے باہر تین سو ساٹھ پورہ آباد کر کے ہر ایک پورہ مین بازار اور مسجد اور چار دیواری گرداگرد تیار کی ہی اور اگر احمد آباد کی آبادی اور خصوصیات کی نسبت یہ کہا جاوے کہ تمام ہندوستان بلکہ کل جہان مین ساتھ اس عظمت اور آراستگی اور نفاست کے دوسرا شہر موجود نہین تو مبالغہ نہووے اور ابھی اوس سنہ مذکورہ سے کچھ باقی تھا کہ چارون بھائی ملک علائی بدھ کے اغوا سے کہ سرداران کلان سے تھا اور قرابت قریبہ بھی سلطان مظفر شاہ سے رکھتا تھا جادۂ اعتدال سے منحرف ہو کر اپنے کام

کی فکر مین ہوئے اور اسپ مخالفت پر زین کس کے پانوٗن رکاب بغاوت مین رکھا اور راے ایدر کو کہ پانچ چھ ہزار
سوار اور پیادہ رکھتا تھا بوعدہ عطاے قلعہ ایدر ساتھ اپنے متفق کیا اور سید ابراہیم المخاطب برکن الدین خان جاگیردار
مہراسہ بھی ساتھ اُن کے شریک ہوا اور جمعیت خوب فیروز خان کو بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ لشکر جمع کرکے مع شان و
شوکت بادشاہی مہراسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین فتح خان رکن الدین خان کے کہنے سے احمد شاہ سے
منحرف ہوکر فیروز خان کا شریک ہوا اور فیروز خان نے ملک بدر اور رکن خان کو قلعہ مہراسہ مین نگاہ رکھکر خود باتفاق
راے نمل موضع انکھور مین جو مہراسہ سے پانچ کوس ہے مقام کیا اور سلطان احمد شاہ نے اپنے شیوہ قدیم پر عمل
کیا یعنی جب باغیون کے حدود مین پہونچی اول ایک جماعت علما کو ملک بدر اور رکن الدین خان کے پاس
بھیجا کہ پردہ غفلت کا اُنکی نظر سے اُٹھا کر راہ راست کی طرف ہدایت اور دلالت کرین لیکن ایلچیون نے جب
جواب حسب مدعا نہ سنا رنجیدہ اور دلگیر ہوکر پلٹ آئے سلطان احمد شاہ صفوف حرب آراستہ کرکے قلعہ کی طرف
روانہ ہوا اور فیروز خان نے خلاصہ لشکر اپنا ملک بدر کے واسطے بھیجکر اُسے جنگ کی ترغیب کی اس واسطے
ملک بدر و رکن الدین خان و رانکس خان اور دوسرے سردار ظاہر حصار مین افواج کو مستعد بجنگ کرکے
سلطان کے مقابل آئے لیکن ابھی نوبت استعمال سیف و سنان نہ پہونچی تھی کہ صولت بادشاہی نے اُن کے
دل مین اثر کیا سراسیمہ و بدحواس ہوکر قلعہ کی طرف بھاگے اور بہ تعجیل تمام قلعہ مین داخل ہوکر متحصن ہوئے
احمد شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور کئی مرتبہ ایلچی بھیجکر اُنھین صلح کے بارہ مین ترغیب کی ملک بدر اور رانکس خان
نے ازراہ مکر و غدر کہلا بھیجا کہ اگر فلان فلان امرا قلعہ کے پاس آنکر عہد و پیمان کرین تو ہماری خاطر جمع ہو اور
ہم قلعہ سے برآمد ہوکر ملازمت مین حاضر ہووین سلطان احمد شاہ نے اُنکے حیلہ اور مکر سے غافل ہوکر خان اعظم آذر خان اور
ملک الشرق عزیز الملک قور بیگ میمنہ کو اور نظام الملک اور سعد الملک قور بیگ میسرہ کو جو عمدہ درگاہ اسکے تھے اُنکے
حسب التماس دروازہ قلعہ کے قریب بھیجا اور سمجھا دیا کہ مکر اور غدر ملک بدر سے پرحذر رہنا اور قلعہ کے اندر نہ جانا ملک بدر
اور رانکس خان نے بوکالت فیروز خان دیوار قلعہ پر سے باتین ملائم کہین اور جب معلوم کیا کہ یہ جماعت یون گرفتار نہوگی
کھڑکی قلعہ کی کھولکر القاے صلح کے بہانہ باہر آئے اور امراے مذکور اُن سے قریب تر ہوئے اور گھوڑے پر سوار
ہوکر اُنکی باتون مین مشغول ہوئے ناگاہ ایک جماعت کہ خندق مین بطور کمین کے تھی اُنکی طرف متوجہ ہوئی آذر خان اور
عزیز الملک مہمیز کرکے گھوڑے کو سرپٹ پھینک کر احمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نظام الملک اور سعد الملک
گرفتار ہوئے جس وقت کہ انھین قلعہ کی طرف لیچلے اُنھون نے بہ آواز بلند کہا کہ ہم تو گرفتار ہوئے سلطان ملاحظہ ہمارے
حال کا نہ کرے قلعہ پر تاخت لاوے کہ یہ قلعہ ایک حملہ مین ہاتھ آئیگا سلطان احمد شاہ نے جنگ سلطانی کا حکم دیا
اور بقولے اُسی دن اور بقولے بعد تین روز کے مفتوح کیا اور ملک بدر اور رانکس خان تیغ قہر و غضب سے مارے گئے
اور نظام الملک اور سعد الملک دونون سلامت احمد شاہ کی ملازمت مین مشرف ہوئے فیروز خان اور نمل راے ایدر پہاڑ
اور جنگل مین در آئے اور بعضے کتب تواریخ مین یہ حکایات بنوع دیگر مسطور ہین اختصار کے واسطے اُسکے ذکر مین نہین مشغول ہوا

اودہمل نے فیروز خان سے مخالفت کرکے تمام ہاتھی اور گھوڑے اور سامان شوکت اُسکا چھین لیا اور حد تابنہ یا ظاہر کرنے کو احمد شاہ کے پاس بھیجا اور فیروز خان ناچار ہوکر ناگور کی طرف جاکر وہان کے حاکم کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری مین سلطان احمد شاہ نے راجہ جلوارہ پر لشکرکشی کی اور راجہ نے سلطان ہوشنگ سے مدد کی درخواست کی اور احمد سرگنجی اور شہ ملک بیٹا شیخ ملک آدم بھنگار نے کہ امراے عظام سلطنت شاہی سے تھے بر بنائے حسد ایک جماعت سے کہ احمد شاہ کی درگاہ مین مقرب ہوکر مہمات جمیع خلائق سا تھ اُنکے رجوع کیے گئے تھے چونکہ اُس عرصہ مین سلطان احمد جلوارہ مین تھا میدان خالی پاکر علم طغیان اور عصیان بلند کیا اور مردود تہ طالب ورفتنہ جو اطراف واکناف سے اُنکے پاس فراہم آئے بہت ولایت گجرات کو تاراج کیا اور ہوشنگ شاہ جب راجہ جالوار کی تحریر کے موافق پہونچا اور اتفاق امراہی اُسکے ساتھ سُنا حقوق سابق احمد شاہ کو بالکل خاطر سے فراموش اور محو کرکے نزدیک غنیمت جانی اور نہایت سامان سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اُسکی تاراجی اور خرابی مین تقصیر نہ کی سلطان احمد شاہ نے بمقدمات جالوار کو اور وقت پر محول کرکے باشوکت و دولت تمام چنپانیر کے اطراف مین آنکر نزول اجلال فرمایا اور ملک عماد الملک سمرقندی کو مع لشکر جنگجو ہوشنگ شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ کیا اور اپنے چھوٹے بھائی لطیف خان کو جو بڑا لیاقت دار تھا بہ اتابکی نظام الملک شہ ملک اور احمد سرگنجی اور امراے دیگر کے مدافعہ کے واسطے معین فرمایا اور ہوشنگ شاہ جو لشکر گجرات کی جنگ سے مظفر شاہ کے عہد مین خوف زدہ تھا اسپ ہزیمت کی باگ گجرات کی طرف سے ایسی موڑی کہ دھار تک کسی مقام مین دم نہ لیا اور شہ ملک اور احمد سرگنجی وغیرہ جو وساوس نفسانی اور خطرات شیطانی سے باغی ہوئے تھے وہ بھی بدحواس اور سراسیمہ ہوکر مفرور ہوئے اور شہزادہ لطیف خان اور نظام الملک اُن کا پیچھا کرکے پہلی منزل مین اُن کے ساز و سامان اور احمال واثقال پر متصرف ہوئے اور آخر شہ ملک اور احمد سرگنجی ناچار ہوکر پلٹ پڑے اور جنگ کرکے شکست پائی اور دوسری روایت سے یون واضح ہوتا ہی کہ شہ ملک نے اُنکے تعاقب سے تنگ آنکر شبخون مارا اور اپنے مقصد کو نہ پہونچا بلکہ ایک جماعت کو ضائع اور برباد کرکے راجہ کرنال کے پاس بھاگا اور احمد شاہ نے بعد فتوح ارجمند اور دفع گزند مستقر اجلال اور مقر اقبال کی طرف معاودت فرمائی اور جو تعریف کوہ کرنال اور اُسکے استحکام کی اُسنے بہت سنی تھی اور اس طرف کے راجہ نے اُس زمانہ تک کسی حکام اہل اسلام کی اطاعت نہ کی تھی ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ ہجری مین راے کرنال کی گوشمال کے واسطے سیر کے بہانہ اُس طرف نہضت فرمائی اور بعد اُسکے وہان کے پہاڑون پر آیا راے کرنال مع اقبال ولشکر بیشمار چند مقام مین اُسکا سد راہ ہوا اور ہر مرتبہ افواج شاہی کی سیلاب تند کے مقابل آنے سے توقف میسر نہوا ایسا ہوکر قلعہ اول مین جو اس وقت ساتھ جونہ گڈھ کے اشتہار رکھتا ہی قلعہ بند ہوا اور سپاہ اسلام نے چارون طرف سے یورش کرکے اسے گھیرا اور کام مردم درونی پر تنگ کرکے عاجز کیا راجہ بعجز تمام پیش آیا اور ارسال تحف و ہدایا اور قبول باج اور خراج ہر سالہ اپنے ذمہ ہمت کرکے بادشاہ کو راضی کیا اور بادشاہ نے سید ابو الخیر اور سید ابو القاسم دونون بھائیون کو جو امراے کبار سے تھے مال مقرری کی تحصیل کے واسطے اس سرحد پر مقرر فرمایا اور

جھالاوار

عنان مراجعت احمد آباد کی طرف معطوف فرمائی اور اثنائے راہ مین سید پور کے بتخانہ کو جو ساتھ اقسام زیور اور نقوش کے
آراستہ تھا بیخ و بن سے منہدم کرکے خاک برابر کیا اور اموال بتقیاس پر متصرف ہو کر بہت مستحقین گجرات کو غنائم سے بہرہ مند
کیا اور اُسی سال فرخندہ مآل مین ملک تحفہ کو جو جاگیرات بہنارسے سرفراز تھا خطاب تاج الملکی دے کر مع سپاہ
خیر خواہ بقصد غزائے کفار جو گجرات کے اطراف واکناف مین سرکش تھے مقرر کیا اور اُسنے بیدینون پر جہاد کرنے
مین اور متمردون کے قتل اور باغیون کی گوشمالی مین جہد موفورہ بیش پہونچائی اور بار جزیہ اور خراج اُنکی گردن پر رکھا
اور بہت مشرکون کو حلقۂ اسلام مین لایا اور ممالک گجرات کو ایسا مضبوط کیا کہ کوئی شخص نام کراس اور میواس کا
نہ سنتا اور ۸۱۹ سنہ آٹھ سو انیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بہ قصد غزا اور جہاد طرف ناگور کے سوار ہوا اور اثنائے راہ مین تجسس احوال
معابد کفرہ اور تلاشی اخبار ساکن اصنام فجرہ رہتا جس جگہ سُراغ بتخانہ کا پاتا تھا بعد بت شکنی کے اُسے بیخ و بن سے
اُکھاڑتا تھا اور غنائم داخل لیتا تھا اور جب ناگور مین پہونچا اُسکی تسخیر اور محاصرہ کی کوشش کی اور جب خضر خان والی
دہلی اُس طرف عازم ہوا اور موضع تنگ مین پہونچا احمد شاہ نے وہان سے برخاست کرکے مالوہ کے اطراف سے
گذر کر احمد آباد کی طرف معاودت فرمائی چونکہ کبھی کبھی والی آسیر ملک نصیر اور سلطان ہوشنگ حاکم مالوہ دشمنی کے قدم
سے خطۂ سلطان پور اور ندربار کو برہم اور پامال کرتے تھے اور قسم قسم کی مزاحمت پہونچاتے تھے سلطان احمد نے
۸۲۱ سنہ آٹھ سو اکیس ہجری مین اسطرف کوچ کیا اور ابھی منزل مقصود کو نہ پہونچا تھا کہ ایک فوج عظیم اور جم غفیر
قلعہ تنبول کی سرحد پر جو گجرات دکن اور خاندیس کی سرحد مین واقع ہے نامزد کی اور اس کے بعد خود بدولت و اقبال
ندربار کے حوالی مین پہونچا ملک نصیر نے بھاگ کر آسیر مین دم لیا اور وہ جماعت جو قلعہ تنبول کی طرف روانہ ہوئی
تھی وہان کے راجہ کو دلاسا اور تشفی کرکے مع تحف و ہدایا سلطان کی پابوس کے واسطے لائے اور موسم برسات
بھی آپہونچا تھا سلطان احمد شاہ احمد آباد کی سمت عنان عزیمت معطوف کرنے پر تھا کہ مخبران سریع السیر نے یہ خبر
سمع مبارک مین پہونچائی کہ راجہ ایدر اور چنپانیر و مندل اور ناودت نے عرائض بہیم بھیجکر سلطان ہوشنگ کو گجرات
کی سمت طلب کیا ہے اور اُسی وقت ایک شتر سوار تیز رفتار خطۂ ناگور سے نو روز کے عرصہ مین ندربار مین پہونچا اور
عریضہ فیروز خان بن شمس خان دندانی لایا مضمون اُسکا یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے آپ کو دور دیکھکر تسخیر گجرات کا
ارادہ کیا ہے اور اس گمان سے کہ بندہ کو آنحضرت کے ساتھ صفائی عقیدت نہین ہے فقیر کو لکھا ہے کہ زمینداران
گجرات نے عرائض اخلاص ہدیہ بھیجکر مجھے طلب کیا ہے لہذا مین عازم گجرات ہون اب بھی جلد مستعد ہو کر تشریف
لائین کہ بعد از فتح گجرات ولایت نہروالہ آپکے پیشکش کرونگا جو حضرت میرے قبلہ و کعبہ ہین لہذا واجب و لازم جانکر
اطلاع کی سلطان احمد شاہ نے باوصف موسم بارش بکوچ متواتر و آب نربدہ سے عبور کرکے مہندری مین
نزول کیا اور کچھ لشکر انتخابی ہمراہ لے کر بطور یلغار ایک ہفتہ کے عرصہ مین مہراسہ کے اطراف مین پہونچا اور
سلطان ہوشنگ نے اُس کی توجہ سے بدحواس اور سراسیمہ ہو کر اپنا سر کھجایا اور بجناح استعجال اپنے
دارالملک کی طرف روانہ ہوا سلطان احمد شاہ نے اجتماع سپاہ کے واسطے چند روز مہراسہ مین مقام کیا اور

راجہ سورت نے یہ خبر سنکر سر حلقۂ اطاعت سے نکالا اور ادائے مال مقرری اور خراج معمولی سے انکار کر کے قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھا اور ملک نصیر نے بھی فرصت پاکر استخلاص قلعۂ تھالیز کے بارہ مین کہ جو اُس کے بھائی ملک افتخار کے تصرف مین تھا کوشش کی اور سلطان ہوشنگ نے اپنے فرزند غزنین خان کو مع ایک جماعت امرا اُس کی کمک کو بھیجکر سلطان پور کی طرف مزاحمت بہت پہونچائی اور ملک احمد صاحب صوبۂ سلطان پور مین قلعہ بند ہو کر عرضیان شکایت آمیز درگاہ مین ارسال کین اور سلطان احمد شاہ نے مہراسہ سے ملک محمود ترک کو مع لشکر بزرگ راے سورت کے دفع تمرد کے واسطے نامزد فرمایا یہان تک کہ اُس نے وہان جاکر بعد قتل وغارت مال مقرری وصول کیا اور اسی طور سے محمد ترک اور مخلص الملک کو جو سرداران کلان سے تھے ملک نصیر اور غزنین خان کی گوشمالی کے واسطے ارسال کیا اُنھون نے بھی اثنائے راہ مین تاخت و تاراج کر کے وہان کے راجہ سے بزور شمشیر پیشکش لی اور جب سلطان پور کے اطراف مین پہونچے ملک نصیر تھالیز کی طرف پناہ لیگیا اور غزنین خان کو محیط اپنا دیکھکر بذریعۂ محمد ترک ایک جماعت سلطان کی ملازمت مین بھیجی اور بعد آمد و شد بسیار سلطان نے رقم عفو اُس کے جریدۂ جرائم پر کھینچی اور خلعت فاخرہ سے مخلع کر کے خطاب نصیر خانی دے کر امتیاز بخشا اور احمد آباد کی طرف سوار ہوا اور دوسرے سال کے سفر مین یعنے ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری مین گجرات نظام الملک کے سپرد کیا اور راجہ مندل سے انتقام لینا اسکے حوالہ کیا اور خود بدولت مہراسہ سے سلطان ہوشنگ کی تنبیہ اور تادیب کے لیے مالوہ کی طرف مع لشکر آراستہ باوجود حرارت ہوا اور تنگی راہ کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے بھی مقابلہ کے واسطے تاخت کی اور کالیادہ مین پشت بر دیوار کر کے زمین تالاب مین فروکش ہوا اور اپنے سامنے کے بڑے درخت قطع کر کے خار بندی کی اور سلطان احمد شاہ نے صحراے کشادہ مین ایستادہ ہو کر یہ تجویز کی کہ سردار میمنہ کا احمد ترک اور میسرہ کا ملک فرید اور عماد الملک سمرقندی اور محافظ بنگاہ کا عضد الدولہ ہو اتفاقاً اس ہنگام مین کہ متوجہ جنگگاہ ہوا عبور اُس کا ملک فرید کے دائرہ پہ پڑا اور اس جگہ ایک خدمتگار کو اُسکی طلب کے واسطے بھیجا اور اُسے خطاب اُسکے باپ کا عماد الملک ارزانی فرما کر چاہا کہ اپنے ہمراہ لیوے ایلچی نے پلٹ کر عرض کی کہ ملک فرید تیل بدن پر ملکر بعد ایک ساعت کے آوے گا سلطان نے کہا آج روز جنگ ہے اور فرید اس تاخیر مین ہی آخر افسوس اور ندامت کھینچیگا اسی عرصہ مین ملک فرید بلا توقف جنگ گاہ کی طرف متوجہ ہوا جب دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے اور لشکر فریقین جوش وخروش مین آئے ایک ہاتھی فوج سلطان احمد شاہ سے سلطان ہوشنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نے سوارون کو ہر طرف دوڑایا غزنین خان بن ہوشنگ شاہ نے تیر خدنگ کمان مین جوڑ کر ہاتھی کے مارا وہ زخم کھا کر پلٹ آیا پھر ہر طرف سے بہادران جنگجو برآمد ہو کر گجراتیون کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور اضطراب تمام مردم گجرات کے دل مین پیدا ہوا اور چونکہ ہوشنگ شاہ فیروز جنگ نہ تھا صورت فتح اُسے جلد دکھائی نہ دیتی تھی اس عرصہ مین ملک فرید بھی میدان کی طرف

متوجہ ہوا ہر چند کوشش کی عمیق راہ اور خاربندی کے سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نے کہا کہ مین ایک
راہ جانتا ہون اور ممکن ہے کہ مین تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤن ملک فرید خوشحال ہوا بلا توقف قدم راہ مین رکھا
اور جسوقت دونون ل گئے تھے اور غالب اور مغلوب کی تمیز نہوئی تھی ناگاہ ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے
سے ظاہر ہو کر شیر گرسنہ کی طرح اُسپر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نے اُس وقت بھی حرب سخت کی جب نصیب نے
یاری نہ کی اور کام ہاتھ سے گیا باگ معرکہ سے پھیر کر مندو کی طرف راہی ہوا سلطان احمد شاہ مظفر اور منصور ہو کر
تھوڑا التعاقب کرکے فروکش ہوا اور گجرات کے سپاہیون نے ایک کوس مندو تک پیچھا کیا چونکہ سلطان ہوشنگ
بدحواس ہو کر بھاگا تھا غنیمت بہت فوج کے ہاتھ آئی صغیر و کبیر متمول اور مالا مال ہوئے اور درخت مثمر اور
غیر مثمر جس قدر کہ مندو کے اطراف مین تھے قطع کرکے خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور چونکہ موسم
برسات پہونچا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور نادوت کو کہ سر راہ تھی دونون کو پامال اور
تاراج کیا اور احمد آباد مین نزول اجلال کرکے جشن متواتر اور پیہم کرکے مستحقین اور علما اور سادات کو مبلغہا ے
خطیر سے سرفراز کیا اور جس شخص سے اُس معرکہ مین تھوڑا تردد بھی واقع ہوا تھا اسے الطاف خسروی سے
امتیاز بخش کر خطاب ارزانی فرمایا اور اواخر سنہ مذکور مین سلطان احمد شاہ نے قلعہ سونگرہ کی مرمت
کرکے ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراون کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت و تاراجی کا حکم فرمایا چونکہ ایلچی
سلطان ہوشنگ کے حاضر ہو کر طالب صلح ہوئے سلطان احمد شاہ نے قبول کیا اور مراجعت کے وقت ولایت
چنپانیر کو بھی غارت کیا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تیئیس ہجری مین پاے عزیمت رکاب سعادت مین لاکر بقصد تسخیر چنپانیر
سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہان کا راجہ بعجز و انکسار پیش آیا سلطان احمد شاہ
نے پیشکش لیکر زر سالانہ اُسپر مقرر کیا اور اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور چونکہ سلطان ہوشنگ
نے پھر سخنان موحش سے نزہت سراے خاطر کو غبار ملال سے مکدر کیا تھا سلطان احمد شاہ نے سنہ ۸۲۵ آٹھ سو
پچیس ہجری مین مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر ولایت مالوہ پر چڑھائی کی اور قلعہ مندو پر
پہونچکر سارنگ پور کے دروازہ کی طرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان محاصرہ مین کوشش کرکے امرا
پر مورچل قسمت کیے اور چو سلطان ہوشنگ اُس قلعہ کے استحکام کے سبب سے مطمئن اور نازان تھا اور
چاہتا تھا کہ ایسا کام کرون کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہو کر اُس سے ایک یادگار روست روزگار مین رہے
پھر تختگاہ کو اپنے ایک ارکان دولت کے جو نور عقل اور زیادتی تہور اور شجاعت سے موصوف تھا
سپرد کرکے خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سے برآمد ہو کر جاجنگر کی طرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی مست
اور خوب دستیاب کرکے مراجعت کرے اور جب اپنی قوت مردی سے جاجنگر کی طرف گیا اور ساتھ اُس تفصیل کے
کہ اپنے مقام مین ذکر اُسکا ثبت ہوا ہے فیلان قوی ہیکل لیکر بعد چھ ماہ کے پلٹ آیا اور دار الملک مین داخل ہوا تو
لوگون نے نشان کنگرہ پر بلند کرکے نقارے شادی کے بجائے سلطان احمد شاہ نے کہ سلطان ہوشنگ کے سفر سے

واقف نہ تھا سبب نشان کنگرہ پر بلند کرنے اور نقارے شادی کے بجانے کا استفسار فرمایا خدمتگارون نے حقیقت حال جو کہ دریافت کی تھی معروض کی سلطان احمد شاہ نے اس امر سے متعجب ہو کر فرمایا کہ ایسے قلعہ سنگین کی کیا تعریف کرون کہ باوجود ایسی سپاہ کے کہ قلعہ کو ہر اطراف سے محاصرہ کرکے مقیم ہے وہ قلعہ سے برآمد ہو کر مملکت بیگانہ دور دست مین جاکر چھ مہینے کے بعد واپس آیا اور ہمین اطلاع خبر نہوئی پھر اس قلعہ کی تسخیر سے قطع نظر کرکے ولایت مالوہ مین آیا اور اس ناحیہ مین خرابی بہت پہونچائی اور اس سے اور سلطان ہوشنگ سے چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی اور تائیدات آسمانی سے ہر دفعہ غالب آنکر گجرات کی طرف معاودت فرمائی اور میرے استاد ملا احمد نے تاریخ الفی مین یہ حکایت مسطور سے مرقوم خامہ صحت فرمائی ہے کہ سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ سوداگرون کا لباس پہنکر جاج نگر کی طرف گیا اور سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی کہ عرصہ سے سلطان ہوشنگ ولایت مالوہ سے کسی طرف جاکر پوشیدہ ہوا ہے اور امرا و افسران سپاہ اسکی ولایت تقسیم کرکے متصرف ہوئے ہین بدین سبب ولایت گجرات سے بکوچہاے متواتر مالوہ کے سمت متوجہ ہوا اور قلعہ مہیسر کو کہ ممالک مالوہ سے ہے بصلح لیکر قلعہ مندو کے قریب آیا اور جب امرا باقدام ممانعت و مدافعت پیش آئے محاصرہ مین مشغول ہوا اور لشکر تاخت کے واسطے اطراف مالوہ مین بھیجا اور آبادی سے نشان باقی نرکھا جب موسم برسات آیا اور سمجھا کہ یہ قلعہ آسانی سے بلکہ مطلقاً فتح نہوگا کوچ کرکے اجین کی طرف روانہ ہوا اور مملکت سپاہیون کو تقسیم کرکے اسکے محصول پر متصرف ہوا اور اسباب قلعہ کشائی کا مثل منجنیق اور ارابہ وغیرہ گجرات سے طلب کیا اور نایب ملک مقرب کوتوال جو کچھ طلب کیا تھا وہ احمد آباد سے لایا تو سلطان احمد شاہ پھر دوبارہ قلعہ مندو کی طرف گیا اور ملک مقرب کو تاراپور کی راہ کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خود لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اس وقت خبر سلطان ہوشنگ کے معاودت کی شائع ہوئی سلطان احمد شاہ نے اپنے امرا کو جو پرگنات کے لینے مین مصروف تھے سبکو ایکجا فراہم کرکے ارشاد کیا کہ بدستور سابق ولایت کے درمیان مقام کرکے جہات اربعہ پر متصرف ہو یہ کہکر مندو سے سارنگ پور کی جانب روانہ ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اسکے ارادہ سے اطلاع پائی خود دوسرے راستہ سے سارنگ پور پہونچ گیا اور از راہ مکر و دغا ایلچی سلطان گجرات کے پاس بھیجکر اس قدر تملق اور خوشامد کی کہ سلطان احمد شاہ نے سارنگ پور کے قریب پہونچکر خندق کنی اور غار بندی اور شب بیداری مین سستی کی اور اسی شب کو کہ شب دوازدہم محرم سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری تھے سلطان ہوشنگ نے یکبارگی اسکے اردو پر شبخون لیجا کر بہت گجراتیون کو کہ غافل تھے قتل کیا اور بقیۃ السیف متفرق اور پریشان ہوئے سلطان احمد شاہ جب بیدار ہوا تو دولتخانہ کے دروازہ پر ملک جونا کا بدار کے سوا کسی متنفس کو وہان نپایا اور گھوڑے چوکی کے جو حاضر تھے ایک گھوڑے پر خود سوار ہوا اور دوسرے پر ملک جونا کو سوار کرکے صحرا کی طرف متوجہ ہوا اور وہان پہونچکر ایک گوشہ محفوظ مین ایستادہ ہو کر بعد ایک ساعت کے ملک جونا کو اردو کی طرف خبری کو بھیجا ملک جونا جب اردو مین آیا دیکھا کہ ملک مقرب اور ملک فرید مع اپنے مردمان ہمراہی کے دولتخانہ کی روانگی کا ارادہ رکھتے ہین سب نے اسسے دیکھکر سلطان احمد شاہ کی خبر پوچھی ملک جونا حقیقت حال بیان کرکے دونون کو ہمراہ لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا جو

سلطان مسلح نہ تھا ملک مقرب نے اپنے ہتھیار سلطان کے زیب تن کیے اور جنگ کی رخصت طلب کی سلطان نے فرمایا ایک ساعت تامل اور تحمل کرو کہ سپیدہ صبح ظاہر ہووے اور ملک جونا کو پھر اردو کی طرف بھیجا تو تفحص احوال کرے کہ سلطان ہوشنگ کہان ایستادہ ہی اور کس کام مین مشغول ہی وہ خبر لایا کہ فوج غنیم غارت مین مصروف ہی اور سلطان ہوشنگ مع اسپان و فیلان خاصہ اور سپاہ قلیل سے فلان مقام مین اردو کے کنارہ ایستادہ ہوکر تاراجی کی سیر کرتا ہی سلطان احمد شاہ طلوع صبح کے وقت کہ فی الحقیقت صبح اقبال تھی مع ایک ہزار سوار سلطان ہوشنگ کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان قرینہ اور لباس سے اسے پہچانکر آگے بڑھا اور دونون بادشاہون مین جنگ عظیم ہوئی اس قدر دونون نے جانبازی مین بہ نفس نفیس کوشش فرمائی کہ دونون زخمی ہوے اسی عرصہ مین فیلبانان گجراتی ان ہاتھیون کو جن پر سوار گرفتار ہوئے تھے اپنے صاحب کو پہچانکر باتفاق یک دیگر ہاتھیون کو ہوشنگ شاہ کی سپاہ پر ریلکر حملہ آور ہوئے سلطان ہوشنگ تاب مقاومت نہ لاکر بدحواس ہوکر قلعہ سارنگ پور کی طرف بھاگا اور جو کچھ گجراتیون کے اردو لوٹ سے لیگئے تھے پھر انکے ہاتھ آیا اور علاوہ اسکے سات ہاتھی نامی جاجنگر والے شوکت احمد شاہ مین اضافہ ہوے اور جب وہ سارنگ پور کے محاصرہ سے بتنگ آیا بقصد معاودت وہان سے برخاست کی اور سلطان ہوشنگ فرصت پاکر سارنگ پور کے قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان احمد شاہ کا پیچھا کرکے قتل و غارت مین تقصیر نہ کی اور سلطان احمد شاہ اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوا جنگ نہایت سخت کی اور چار ہزار اور نوسو نفر مالوی مارے گئے سلطان ہوشنگ دوبارہ قلعہ سارنگ پور مین ورآیا اور پھر کئی ہاتھی فیلان جاجنگر سے کہ سلطان ہوشنگ اُنسے نہایت تعلق خاطر رکھتا تھا فیلان گجراتی مین شریک ہوئے اور اسکے بعد سلطان احمد سالماً غانماً احمد آباد کی طرف خرامان ہوا اور شیخ احمد کہتو کا کہ اُسنے فتوحات کی بشارت دی تھی اعزاز و احترام بہت فرمایا گجراتیون کا اُس جناب کے دل مین اعتقاد اور اخلاص اندازہ سے زیادہ بہم پہونچا اور اس وجہ سے کہ اہل لشکر نے اس سفر مین نہایت محنت اور مشقت کھینچی تھی چند سال استراحت مین مشغول ہوئے اور سنہ ۸۲۹ آٹھ سو انتیس ہجری مین اپنے شہنشاہ صاحب قبال کے ہمراہ رکاب ایدر کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان احمد شاہ نے نہر صابرمتی کے کنارہ ایک شہر جدید احداث کرکے اسکا نام احمد نگر رکھا اور ایک قلعہ بھی اُسکے پہلو مین بنا فرمایا اور افواج اس ولایت کے حدود مین بھیجکر آتش غضب ہر تر و خشک مین لگائی اور جو شخص ہاتھ آیا اُسے زندہ نہ چھوڑا اور آخر کو سلطان احمد شاہ احمد نگر سے کوچ کرکے مع خیل و حشم ولایت ایدر مین آیا اور سوائے اُس قلعہ کے کہ سلطان مظفر شاہ نے لیا تھا ایک روز مین تین قلعہ اس مملکت کے مفتوح فرمائے اور پونجا راے وہان سے بھاگ کر بیجانگر کے پہاڑ پر پناہ لایا اور سلطان نے احمد نگر کی طرف معاودت کی اور دوسرے سال کہ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری تھی قلعہ اور شہر مذکور اتمام کو پہونچا پھر عنان عزیمت ولایت ایدر کی تسخیر کے واسطے منعطف کی اور پونجا راے نے اپنے باپ دادا کا اندوختہ صرف کرکے سوار اور پیادہ بہت بہم پہونچائے اور بقدر امکان دست و پا مارے آخر کو ناچار ہوکر اپنی مملکات موروثی سے نکلگیا اور پرکار کے مانند اپنی ولایت کے گرد پھر کر حرکت

مذبوحی کرتا تھا یہان تک کہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین ایک جماعت لشکریان سلطان سے بجمایت ایک جماعت لشکر کے علف لانے کے واسطے دامن کوہ ایدر مین روانہ ہوئی پونجا راے نے فرصت پاکر ان پر حملہ کیا اور بعد جنگ شکست کھا کر مراجعت کی لیکن ایک ہاتھی نامی فیلان بزرگ گجراتیون سے دستیاب کر کے ہمراہ لیے جاتا تھا گجراتیون نے فیل کے لیجانے کی خبر پا کر اسکا تعاقب کیا اور پہاڑ کے درے مین کہ راستہ تنگ تھا یکایک اسکے سر پر جا پہونچے چونکہ راستہ ایک تھا پونجا راے نے جنگ پر آمادہ ہو کر گجراتیون کو حرب سے باز رکھا لیکن فیلبان نے کہ نہایت مردانہ تھا جب دیکھا کہ پیچھے کمک پہونچی اور فرصت ہے حق نمک کا پاس کر کے حلال نمکی پر کمر باندھی اور ہاتھی پونجا راے کی طرف ہولکر دوڑایا اور گھوڑا اسکا رم کر کے پہاڑ سے گرا راکب و مرکوب دونون ہلاک اور قصہ پاک ہوا فیلبان بغیر اسکے کہ کوئی اس امر سے واقف ہووے ہاتھی کو لشکر گجرات مین لایا اور مردم ایدر شکست کھا کر اپنے مالک کی لاش خاک و خون مین آغشتہ چھوڑ کر اپنے مقام پر گئے کسی نے اس کی خبر نہ لی دوسرے دن اتفاقات سے ایک شخص سلطانی پونجا راے کی لاش پر گذرا اور اسنے پہچانا اور سر اسکا تن سے جدا کر کے سلطان احمد شاہ کے روبرو لایا سلطان اس حال کی تحقیق کے واسطے کہ یہ سر کس کا ہے آدمی اسکے شناخت کو طلب کیے کسی نے اسے نہ پہچانا آخر الامر ایک شخص کہ چند روز پونجا راے کا نوکر رہا تھا من بعد مدت مدید سے گجراتیون کی اردو مین نوکری کرتا تھا حاضر آیا جب نظر اسکی پونجا راے کے سر پر پڑی پہچانا اور اس سبب سے کہ اسکا نمک کھایا تھا پہلے اس سر کا سجدہ کیا اسکے بعد احمد شاہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ سر پونجا راے کا ہے سلطان کو اسکی وفاداری پسند آئی اسپر نظر التفات مبذول فرما کر بزرگ کیا **بیت** مباش غافل از اخلاص کارسازی او ❊ کہ بہرہ مند کند عاقبت ترا اخلاص ❊ پھر سلطان دوسرے دن ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور افواج بھیجکر اس ولایت ایدر اور بیجانگر کے مواضع کی خرابی کا حکم صادر فرمایا اور ہیرا و فرزند پونجا راے جو نائب مناب پدر ہو کر اپنے قبیلہ کا حاکم ہوا تھا ذمہ دار باج و خراج ہو کر یہ اقرار کیا کہ مین ہر سال تین لاکھ تنکہ نقرہ بلا عذر خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا اور احمد شاہ نے صفدر الملک کو احمد نگر مین چھوڑ کر ولایت کنوارہ کو پامال و تاراج کر کے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین سلطان احمد شاہ نے پھر ایدر پر چڑھائی کی اور صفر کی چھٹی تاریخ سنہ مذکور مین ایک قلعہ سنگین ایدر کا فتح کیا اور قلعہ مین داخل ہو کر شکر الٰہی بجا لایا پھر اسمین مسجد جامع بنا کر احمد نگر تشریف لے گیا اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین راجہ کانٹھا اور جالوارہ کے راجہ کو یقین ہوا کہ سلطان ایدر کی مہم سے فارغ ہوا اب دوسرے زمینداروں پر چڑھائی کر کے ہاتھ صاف کریگا صلاح جلاوطنی مین دیکھی اور اسباب و اموال لے کر راہ فرار پائی اور یہ خبر احمد آباد مین پہونچی ایک فوج ان کے تعاقب مین روانہ ہوئی راجہ کانٹھا نے افتان و خیزان اپنے تئین ولایت آسیر اور برہان پور مین پہونچایا اور دو فیل رکاب مغلوک نصیر خان کے پیشکش کیے اور اس نے بسبب حمایت قرابت بادشاہان دکن سلطان گجرات کے حقوق تربیت کو عقوق سے مبدل کر کے اسکو اپنی ولایت مین جگہ دی اور بعد چند روز کے کانٹھا

نصیرخان کی صلاح سے سفارش نامہ اپنا سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس بھیجکر التماس اعانت کی وہان سے کچھ لشکر
اسکی مدد کے واسطے تعین ہوا تو کچھ مواضع ندربار اور سلطان پور کے تاخت اور تاراج کیے سلطان احمد شاہ نے
اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو اُس مہم کے تدارک کے واسطے مع مقرب الملک سپہ سالار اور افسران کلان مثل سید
ابوالخیر اور سید ابو القاسم اور سید عالم اور افتخار الملک کو ندربار مین بھیجا اور جنگ کر کے لشکر دکن پر ظفر پائی چنانچہ ایک
جماعت کثیر دکنیون سے قتیل اور اسیر ہوئی اور بقیۃ السیف دولت آباد کی طرف بھاگے اور جب یہ خبر سلطان احمد شاہ
بہمنی کو پہونچی اپنے فرزند بزرگ شہزادہ علاء الدین اور منجھلے بیٹے مشہور بخانخانان کو شہزادہ کی جنگ کے
واسطے بھیجا اور قدرخان دکنی کو جو امراے معتبر دکن سے تھا سپہ سالار کر کے مہام سپاہ کا سرانجام اُسکے سپرد
کیا اور شہزادہ علاء الدین نے قدرخان کے صوابدید کے سبب بکوچ متواتر قلعہ دولت آباد کے باہر نزول فرمایا
اور اس منزل مین شہزادہ کا خسر نصیرخان باتفاق راجہ کانھا اور راجہ جالوارہ اُردو سے دکنیون مین ملحق ہوئے
اور اُنھین قوت تمام حاصل ہوئی پھر اُنھون نے چند منزل بسقت کر کے پیش قدمی کی اور مانک پنج کی گھاٹی پر
محمد خان شہزادہ ان کے مقابل ہوا اور آتش قتال شعلہ زن ہوئی اثناے کارزار مین ملک مقرب اور
قدرخان دونون سپہ سالار بحسب اتفاق آپس مین سرگرم وغا ہوئے اور قدرخان پشت مرکب سے خاک مذلت
پر گرا اس درمیان مین ملک افتخار الملک نے حملہ کر کے شہزادہ کی فوج خاصہ کو درہم وبرہم کر کے متفرق کیا اور
فیلان کوہ پیکر کو غنیمت مین لیا اور شہزادہ دکن کا پاے ثبات اس سے زیادہ زمین کین مین نہ جم سکا دولت آباد
کی طرف بھاگا اور نصیرخان اور کانھا کالندمین جو کہ ولایت خاندیس مین واقع ہے پناہ لے گئے اور محمد خان نے
شکر قادر ذوالجلال ادا کر کے اپنی ولایت کی طرف مراجعت کی اور اُسی سال قطب نام ایک شخص کہ گجراتیون کی طرف
سے جزیرہ مہایم کا حاکم تھا فوت ہوا اور احمد شاہ دکنی کہ ہمیشہ شکست سابق کی تلافی کی فکر مین رہتا تھا اُسنے
فرصت پاکر حسن عزت کو جسکا خطاب ملک التجار تھا بھیجا اور اُسکی حسن تدبیر اور کوشش سے وہ ولایت دکنیون
کے قبضہ مین آئی اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکے استخلاص اور انتزاع کی فکر مین ہوا اور اپنے چھوٹے بیٹے
ظفرخان کو بہ سرداری افتخار الملک اُس خدمت پر مامور کیا اور مخلص الملک کوتوال بندر دیو کو لکھا کہ بنادر کے
جہازون کو مہیا کر کے ظفرخان کی ملازمت مین حاضر ہون اور مخلص الملک نے حسب الحکم بتعجیل عمل سترہ جہاز
خرد و کلان بندر دیپ اور بندر گھوگہ اور خطہ کنبایت سے بہم پہونچا کر ولایت مہائم کے قریب ظفرخان کی
خدمت مین مشرف ہوا ظفرخان نے باتفاق یہ صلاح دیکھی کہ جہاز دریا کے راستہ سے روانہ کر کے خود خشکی
سے متوجہ ہووے اور جب اس طریق سے خطہ تھانہ مین کہ وہان بھی دکنیون کا تھانہ تھا پہونچے شہزادہ
نے افتخار الملک سپہ سالار کو ملک سہراب سلطانی کے ہمراہ اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور کوتوال اُس بلدہ مین
قلعہ بند ہوا امراے مذکور نے محاصرہ کیا محاذی اس کے جہاز بھی دریا سے آپہونچے راستہ مسدود کیا ورود
تین دن جنگ قائم رہی اُسکے بعد شاہزادہ ظفرخان بھی تشریف لایا حاکم تھانہ نے قلعہ سے برآمد ہو کر داد

مردی اور مردانگی دی جب کوئی اسکی کمک کو نہ پہونچا ناچار ہوا اور سپر پھینک کر راہ فرار نا پی اور شہزادہ امرائی
صوابدید سے ایک فوج تھانہ مین چھوڑکر مہایم کی طرف عازم ہوا ملک افتخار نے بڑے درخت چھتنار کا تکہ مہایم
کے ساحل کو خاربست کیا اور جب افواج گجرات پہونچی خاربندی سے برآمد ہو کر صفوف جنگ آراستہ کی اور
آتش قتال کرۂ ناری تک مشتعل ہوئی اور ابتداے طلوع طلیعہ صبح سے ہنگام غروب آفتاب جہانتاب
تک طرفین کے دلاورون نے حرب وضرب مین سعی کی اور طرفین سے بہادران جانباز اور تہمتنان نامی مقتول
ہوئے اور ایک دوسرے کے خون سے بساط رنگین روے زمین پر کھینچا اس درمیان مین ہماے ظفر نے
ظفرخان کے چتر پر مسکن کیا ملک التجار شکست کھا کر ایک جزیرہ مین اسی خطہ کے درآیا اور استحکام مین کوشش کی
اور جب جہاز دریا کے راستہ سے پہونچے سپاہ گجرات نے بحر و بر کو گھیرا ملک التجار نے ایک عریضہ سلطان احمد شاہ
بہمنی کو بھیجکر کمک طلب کی سلطان احمد شاہ بہمنی نے دس ہزار سوار اور ساٹھ زنجیر فیل اپنے چھوٹے بیٹے محمد خان کے
ہمراہ کرکے خواجہ جہان وزیر کو صاحب اختیار اس لشکر کا کرکے روانہ کیا اور جب لشکر دکن مہایم کے قریب پہونچا
ملک التجار محاصرہ کی صعوبت اور تنگی سے نجات پاکر شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعد گفتگوے دراز اور
رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ پہلے کوشش خطہ تھانہ کے استخلاص مین کرنا چاہیے چنانچہ اس قرار کے موافق تھانہ
کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہزادہ ظفرخان بھی مستعد جنگ ہو کر وہان کے مردم متعینہ کی کمک کے لیے روانہ ہوا
اور تھانہ مین فریقین کا سامنا ہوا پہلے دن غروب آفتاب تک دونون لشکر جنگ مین مصروف رہے آخر کو لشکر دکن نے
شکست کھائی ملک التجار قصبۂ جاکنہ کی سمت اور شہزادہ مع فوج ہمراہی دولت آباد کی طرف راہی ہوئے اور
ظفرخان فتحیاب ہو کر جزیرہ مہایم مین داخل ہوا بعضے عمال ملک التجار کہ دریا کے راستہ سے بھاگے تھے جہاز
دوڑا کر انھین گرفتار کیا اور قسم قسم کا لباس اور زر سرخ وسفید اور بھی غنائم چند کشتی پر بار کرکے اپنے باپ
کی خدمت مین ارسال کیے اور تمام ولایت مہایم اور تھانہ کو تصرف مین لاکر امرا اور افسران سپاہ پر قسمت
کیا پھر اس سال خبر پہونچی کہ فتح خان بن مظفر شاہ گجراتی جو سلطان مبارک شاہ دہلوی کا ملازم تھا امیر شیخ علی والی
کابل کی جنگ مین مقتول ہوا چنانچہ سلطان گجرات نے لوازم ماتم پرسی اور زیارت کے پوشیدہ و پیش پہونچا کر
اسکی روح پر فتوح کی ترویج کے واسطے زر سرخ وسفید فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور سلطان نے
۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس ہجری مین شہزادہ محمد خان کو جو گجرات کی سرحد مین مقیم تھا اُسے گجرات کی محافظت کے واسطے
مقرر فرمایا اور خود بشوکت و صولت تمام چنپانیر کی طرف سوار ہوا اور سلطان احمد شاہ دکنی کینہ جوئی سے سامان
جنگ درست کرکے بگلانہ کی سمت کہ سورت کے قریب ہے آیا اور وہان کا راجہ جو شاہ گجرات کا مالگذار تھا متحصن
ہوا اور ولایت تمام تاراج ہوئی شہزادہ محمد خان نے اپنے والد کو عرضی لکھی کہ بندہ ملازمت سے محروم ہے اور
طول ایام سفر کے سبب ملازمین اور خوانین اپنے مکانون مین گئے اب زیادہ جمعیت اس حدود مین نہین ہے اور
سُنا جاتا ہے کہ سلطان احمد بہمنی ولایت بگلانہ مین آیا ہے اور اس طرف کا بھی ارادہ رکھتا ہے جب یہ عریضہ

سلطان احمد شاہ کے ملاحظہ مین آیا چنپانیر کا محاصرہ اور وقت پر محول کرکے نادوت کی سمت متوجہ ہوا اور اس ملک کو بھی نہب و تاراج کرکے بکوچ متواتر قصبہ نذربار مین نزول کیا اور شاہزادہ محمد خان اور امراے سرحد شرف خدمت سے مشرف ہوکر محظوظ اور مسرور ہوئے اور اس مقام مین مخبر خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی جو قلعہ بیول کے قریب مقیم تھا سلطان کی آمد کی خبر سنکر ایک جماعت کو اپنی سرحد مین چھوڑ کر دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان گجرات نے کہ دکنیون کا نہایت ملاحظہ رکھتا تھا مسرور اور مبتہج ہوکر احمد آباد کی طرف معاودت کی اور جب بکوچ متواتر دریاے تپتی سے عبور کیا پھر خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ بہمنی نے پلٹ کر قلعہ بیول کو محاصرہ کیا اور ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جانسپاری اور جانفشانی مین دریغ نہین کرتا ہے سلطان نے ایک ایلچی مشہور اسمعیل اچی کو سلطان دکن کے پاس برسالت بھیجکر پیغام دیا کہ آپ اگر اس قلعہ سے دست بردار ہوکر وہان کے باشندون سے متعرض اور مزاحم ہونے بناے دوستی اور قواعد محبت مین خلل اور زلل راہ نہ پاویگا اور اساس مودت استحکام قبول کریگی سلطان احمد شاہ دکنی نے اس بارہ مین اپنے وزرا اور امرا سے مشورہ کیا وہ اس وجہ سے کہ سرکشی مردم دکن کا آئین ہے سب یک دل اور یکزبان ہوکر بولے کہ آب و غلہ قلعہ مین کم ہے اور اقبال عدو مال کی برکت سے کمک کے پہونچنے تک قلعہ مسخر اور مفتوح ہوجاویگا ایلچی نے مشورہ اور عندیہ دکنیون کا دریافت کرکے اپنے صاحب بذریعہ عرضی اطلاع بخشی اور وہ یہ خبر سنتے ہی آب تپتی سے عبور کرکے بہ تعجیل تمام روانہ ہوا اور سلطان دکن اس کیفیت سے واقف ہوا اور پیکون اور پیادون کو خلعت و انعام وافر سے سرگرم کرکے فرمایا کہ کمک عنقریب پہونچتی ہے تم اگر آج کی رات ایسی تدبیر کرو کہ قلعہ کا دروازہ کھل جاوے تو تمھین اس قدر انعام دونگا کہ تم مال دنیوی سے مالامال اور بے پروا ہوگے جب قدرے رات گذری پیکون نے اپنے تئین دامن قلعہ مین پہونچایا اور آہستہ آہستہ پتھرون کے سہارے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر قلعہ مین درآئے اور چاہتے تھے کہ دروازہ کھولکر مردم دکنی کو قلعہ مین داخل کرین کہ ملک سعادت سلطانی نے آتے ہی اکثر اس جماعت کو قتل کیا اور بقیۃ السیف قلعہ کی دیوار سے کود کر ہلاک ہوئے اور اسپر بھی اکتفا نہ کرکے دروازہ کھولکر اس مورچے پر جو دروازہ کے محاذی تھا شبخون لایا اور جو اکثر ان مین کے خواب غفلت مین سوتے تھے ان کو مجروح اور پریشان کیا اور جس وقت کہ سلطان گجرات بہت نزدیک پہونچا سلطان دکن نے پاے قلعہ سے برخاست کی اور باستقلال تمام اپنے امرا اور افسران لشکر کو طلب کرکے یہ فرمایا کہ چند مرتبہ لشکر گجرات لشکر دکن پر غالب ہوکر مہام مین تصرف ہوا ہے اگر اس مرتبہ ہم سستی اور تاخیر کرینگے ملک دکن ہاتھ سے جاویگا یہ کہکر صفوف جنگ آراستہ کرکے معرکۂ قتال کو درست کیا اور سلطان گجرات بھی افواج آراستہ کرکے مقابل آیا جنگ عظیم و حرب شدید واقع ہوئی اژدر خان نے کہ امراے معتبر دکن سے تھا باطمینان تمام گھوڑا میدان مین جولان کرکے آواز ہل من مبارز بلند کی عضد الملک اس کے مقابلہ کو گیا غرضکہ دونون سردار حرب و ضرب مین مشغول ہوئے اژدر خان مغلوب ہوکر گرفتار ۱۸۷

ہوا اُس وقت دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی داد مردی دی جب دن آخر ہوا اور نقارۂ بازگشت بر چوب پڑی
ہر ایک اپنے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جو سپاہ دکن سے بہت آدمی تلف ہوکر کام آئے تھے سلطان احمد
بہمنی بدحواس اور سراسیمہ ہوکر اپنے دارالملک کی طرف راہی ہوا اور سلطان نے قلعہ ہیول مین جاکر ملک
سعادت کو سرفراز فرمایا اور ایک گروہ کو وہان چھوڑ کر چنپانیر کی طرف راہی ہوا اور قلعہ تعمیر کرکے نادوت کو تاخت
وتاراج کیا اور عین الملک کو اُس طرف مقرر کیا اور خود سلطان پورا ورندربار کے راستہ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
اور بعد چند روز کے راے مہایم کی دختر کو شہزادہ فتح خان کی سلک ازدواج مین کھینچا اور سراج التواریخ
دکن مین قصہ محاصرہ کا اور طرح سے بیان کیا ہے اور تذکرہ طبقۂ دکن مین مرقوم قلم معجز رقم نہین ہوا اور بلقوت
کے خیال مین یہ حکایت منتشر تھی مورخ دکن نے یہ قصہ واشگاف لکھا باقی قلم انداز کر گیا اور جو کچھ مورخین
گجرات نے لکھا ہے ساتھ صحت کے قریب تر ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الاحوال اور سلطان احمد شاہ ۸۲۶ھ آٹھ سو
چھبیس ہجری مین ناگور اور میوات کی طرف گیا اور پہلے جب ڈونگرپور مین پہونچا وہان کے زمینداروں سے
پیشکش بہت لی اور ولایت کیلوارہ اور دیلوارہ جو رانا موکل کے متعلق تھے اور راجہ مذکور قلعہ چتیور مین
رہتا تھا حتی المقدور اُسے خراب اور ویران کیا اور جب ولایت میوات اور لقمہ مین آیا پھر ایلا داور
ولانی کی طرف گیا اور اُس طرف کے راجاؤن سے باج اور خراج لیا اور فیروزخان بن شمس خان وندانی
کہ سلطان مظفر کا بھتیجا اور ناگور کا حاکم تھا ملازمت مین آنکر کئی لاکھ روپیہ پیشکش لایا اور سلطان نے اُسے
معاف کرکے نوازشہاے خسروانہ اُس کے حال پر مبذول فرمائین اور گجرات کی طرف مراجعت کی اور
فقرا اور مساکین کو زر خطیر عطا فرمایا اور ۸۳۹ھ آٹھ سو انتالیس ہجری مین سلطان محمود خلجی جو ملازمان ہوشنگ شاہ
سے تھا بر ولایت مالوہ غالب ہوا اور مسعود خان بیٹا محمود شاہ کا بھاگ کر گجرات مین آیا اور ۸۴۲ھ آٹھ سو بیالیس
ہجری مین سلطان احمد شاہ نے اسکی تقویت اور اعانت کرکے بقصد اجلاس اُسکے تخت مندو بر مالوہ کی
طرف روانہ ہوا اور حوض جلکنک پور تک پہونچا تھا وہان سے ایک فوج مردم معتمد کاردیدہ سے خانجہان
کی طرف کہ چندیری سے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا تھا تعینات کی اور خانجہان آگاہ ہوکر بطور تاخت
اپنے فرزند سلطان محمود کے پاس پہونچا اور سلطان احمد شاہ نے محاصرہ مین قیام کیا اور ہر روز ایک جماعت
درونی باہر آنکر بازار جنگ کو رونق دیتی تھی اور پھر قلعہ مین جاکر پناہ لیتی تھی سلطان محمود نے بعد ایک مدت
عزیمت شبخون کی اور مردم قلعہ نے سلطان احمد شاہ کو خبر کی اور سلطان محمود کو اس کی خبر مطلق نہ تھی
شب تاریک مین قلعہ سے برآمد ہوا اور گجراتی جو جنگ پر مستعد اور آمادہ تھے فریقین کے درمیان
جنگ عظیم واقع ہوئی آدمی بہت مارے گئے اور سلطان محمود نے صبح کے وقت قلعہ مین مراجعت کی
اور سلطان احمد شاہ نے شہزادۂ محمد خان کو مع پانچ ہزار سوار سارنگ پور کی طرف بھیجا وہ اُس
ولایت پر متصرف ہوا اس درمیان مین عمر خان ولد سلطان ہوشنگ نے بھی چندیری مین خروج

کرکے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور باوجود اس حال کے سلطان محمود دفور تہور اور کاردانی سے مضطرب ہوکر
اس طور سے قلعہ کی محافظت کرتا تھا کہ کوئی شخص مصارف لابدی اور اسباب معیشت کی تکلیف
نہ کھینچتا تھا اور لشکر گجرات مین ایک قحط ظاہر آیا حیوان ناطق اور صامت تکلیف اور ایذا مین مبتلا
ہوئے اور جب اُس نے دیکھا کہ قلعہ بند ہونے مین مطلب نہین نکلتا ہے اپنے باپ خانجہان کو قلعہ مین چھوڑا
اور خود تارا پور کے دروازہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حاجی علی گجراتی کہ
محافظت کیتل کے راستہ کی کرتا تھا اس وقت سلطان محمود کے آدمیون سے لڑا اور ہزیمت پاکر
سلطان احمد کی خدمت مین حاضر ہوا اور خبر دی کہ سلطان محمود فلان راستہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور
جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے اپنے فرزند ارجمند کو سارنگ پور سے طلب کیا جب وہ باپ کی ملازمت مین
شرف اندوز ہوا ساتھ اس تفصیل کے کہ داستان خلجیون مین ذکر اُس کا آوے گا سلطان محمود قوی
ہوا اور عمر خان کو تہ تیغ کیا اور دبا کہ ہندوستان مین بہت کم ہوتی ہے گجراتیون کی اُردو مین اس
شدت کے ساتھ پہونچی کہ آدمیون کو تجہیز وتکفین کی فرصت نہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ
اس سانحہ ہائلہ کا حدوث سلطان محمود کی قوت اقبال سے سمجھا اور بیماری کی حالت مین احمد آباد کی طرف عنان
عزیمت منعطف فرمائی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین پیمانۂ حیات اسکا
آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور بعد وفات خدایگان مغفور لقب پایا اور تینتیس ۳۳ سال اور چھ مہینے
اور بیس روز عمر مستعار سلطنت اور جہانگیری مین بسر کی اور یہ بادشاہ اقسام مکارم اخلاق سے متحلی تھا
اور کمند فتوت اسکے حلق شکار جان دشمنان اور دست ہمت اُس کا چارہ ساز دل مظلومان تھا عدل وہمت
وافر اور فتوت کامل رکھتا تھا اور باخلاق تمام زندگانی بسر کی

ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی کا

بعد ارتحال احمد شاہ اُسکا بڑا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا آدمیون کو انعام واحسان فراوان سے اپنا مطیع کیا اور
سال جلوس مین ایدر کی طرف فوج کش ہوا اور راحت الملک نے مقام اطاعت مین ہوکر اپنی بیٹی اُسکے سپرد
کی محمد شاہ نے اُس دختر کی التماس کے موافق وہ مملکت تمام وکمال اُسکے باپ کو مسلم سپرد کی اور وہان سے
ڈونگر پور کی طرف گیا وہان کے مقدمون نے اطاعت اور پیشکش کے ذریعہ سے اپنے مراتب کی محافظت کی
بعد اسکے محمد شاہ نے احمد آباد کی حکومت کی طرف معاودت کی اور ۸۵۳ھ آٹھسو ترپن ہجری تک کسی طرف سوار
نہوا اور ۸۵۴ھ آٹھسو چون ہجری مین قلعہ چنپانیر کی سمت عنان عزیمت معطوف فرمائی اُس قلعہ کا راجہ مسمی
گنگداس بعد جنگ اور ہزیمت قلعہ بند ہوا اور جب مدت ایام محاصرہ نے طول کھینچا ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس
بھیجکر ہر منزل پر ایک لاکھ تنگہ نقرہ کے حساب سے قبول کرکے کمک طلب کی اور اُس نے بطمع مال وانتقام کہ جو

کچھ گجراتیون نے مالوہ مین کیا تھا التماس اُسکی قبول کی آخر سال مذکور مین اُس طرف متوجہ ہوا سلطان محمد شاہ اِس سبب سے کہ اکثر چارپائے بارکش اُسکی اُردو کے محنت سفر مین تلف ہوئے تھے اور بیدلی بھی اُسکے علاوہ دامنگیر ہمت تھی سلطان محمود کے قرب وصول سے خبر پاکر خیمہ و اسباب زیادتی کو آگ دے کر جنگ سے دست بردار ہوا اعیان حضرت ہرچند اُسے جنگ خصم کی تحریض اور ترغیب کرتے تھے اصلا قبول نہ کیا اور بسبیل استعجال احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور جب دوبارہ سلطان مالوہ نے مع ایک لاکھ سوار بلکہ زیادہ مندو سے بقصد تسخیر مملکت گجرات نہضت فرمائی امرائے گجرات نے آپس مین اتفاق کرکے اُس سے یہ التماس کی کہ سلطان محمود شاہ روز بروز ساحت مملکت مین زیادہ مزاحمت پہونچاتا ہی مناسب ہی کہ سپاہ اور سامان جنگ درست کرکے اُس سے مقابلہ کرین اور اُسکے شر کو دفع کرین سلطان محمد شاہ نے کسی وجہ سے یہ امر قبول نہ کیا اور دیپ کی طرف مفرور ہونے پر تھا امرا و وزرا متفق ہوکر سلطان محمد شاہ کی زوجہ کے در دولت پر کہ اس عصر مین ذی اقتدار اور صاحب اختیار تھی حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپ اپنے شوہر کو چاہتی ہین یا چاہتی ہین کہ بادشاہی اس خاندان مین نہ رہے اُس مخدومہ نے فرمایا کہ اس بات سے تمھارا مدعا کیا ہی سب نے یک زبان ہوکر التماس کی کہ آپ کا شوہر سلطان محمود خلجی کی جنگ قبول نہین کرتا ہی اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہی آپ کو مناسب بلکہ لازم ہی کہ اُسکے عزل اور مفارقت پر راضی ہون تو ہم جس طور سے کہ ممکن ہو اُسے تخت سلطنت سے اُٹھاوین اور آپ کے بڑے بیٹے قطب خان کو کہ جوان بیس برس کا ہی تخت شاہی پر جلوہ گر کرین ضعیفہ نے ضرورتاً یہ امر قبول کیا اور اس جماعت نے زہر اُسکے کھانے مین ڈال کر سات تاریخ محرم ۸۵۵ہجری مین رقم ہستی اُسکا ورق زمانہ سے مٹایا اور مورخین مدت ایام فرمانروائی اُسکے آٹھ برس اور نو مہینے چودہ روز نشان دیتے ہین اور احمد شاہ نے بعد وفات خدائگان کریم لقب پایا ۔

تذکرہ سلطان قطب الدین بن محمد شاہ گجراتی کی فرمان دہی کا

شب دوشنبہ ماہ جمادی الآخر ۸۳۸ آٹھ سو اٹھتیس ہجری مین اُسکی ولادت شہر نذربار مین واقع ہوئی اور بعد اپنے باپ کے بے فاصلہ تخت احمد آباد پر جلوس کیا اور سلطان محمود خلجی نے اُس عرصہ مین قلعہ سلطان پور کو بہ امان ملک علائی سہراب ترک سے لیکر اُسے اپنے لشکر کا مقدمہ کیا تھا اور کوچ بر کوچ کرکے دار الملک احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا تھا سلطان قطب الدین بھی بادشاہ مالوہ کی شوکت و حشمت سے متوہم ہوا اور ایک بقال سے جو اُسکی خدمت مین نہایت نیاز اور تقرب رکھتا تھا مشورہ کیا اُس نے کہا صلاح یہ ہی کہ سلطان بالفعل مصلحتہً ولایت سورت کی طرف روانہ ہووین اور جب سلطان محمود تھانہ اور لشکر بلاد گجرات مین چھوڑ کر مندو کی طرف بازگشت کرے سلطان بطور تاخت مع افواج بحر مواج جاکر باسانی تمام اُنھین اپنی مملکت سے دفع کرین سلطان اُسکے کلام کی تصدیق کرکے اُسکے کہنے کے موافق عمل کیا چاہتا تھا کہ اُمرا اور وزرا اس سے واقف ہوئے

اور اُسے سرزنش اور ملامت کرکے اُس کی رگ غیرت کو جنبش مین لائے اور مقاتلہ اور مقابلہ کے بارہ مین اصرار کیا اور ایک لشکر آراستہ سلطان محمود کے مقابلہ کو روانہ کیا ملک علائی سہراب فرصت پاکر مع اپنے لشکر کے مالویون کے دائرہ سے بھاگا اور اپنے بادشاہ کی پابوسی سے مشرف ہوا اور ایک مجلس مین سات مرتبہ خلعت پاکر بخطاب علاء الملک بلندمرتبہ ہوا صغیر وکبیر گجرات اُس کے آنے سے محظوظ ہوئے اور جشن برپا کیے اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور جب بین الفریقین تین کوس کی مسافت رہی سلطان محمود نے یہ بیت ترقیم کرکے سلطان قطب الدین کے پاس بھیجی **فرد** شنیدم گوے مے بازی درون خانہ بے چوگان ہا اگر داری سر دعوے بیار این گوے در میدان + سلطان قطب الدین نے صدر جہان سے اُسکے جواب کی فرمائش کی اُس نے یہ لکھا **فرد** اگر چوگان بدست آرم سرت چون گوے بردارم + ولے ننگست ازین کارم اسیر خود برنجانم + اور اس بیت مین یہ اشارہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کو سلطان محمود کبیر نے اسیر کیا تھا اور پھر اسپر نظر الطاف مبذول فرماکر ولایت مالوہ عطا کی تھی الغرض صفر کی سلخ کو سلطان محمود خلجی بقصد شبخون سوار ہوا اور راستہ بھول کر اُس صحرا مین کہ اس کے دور مین زقوم کے درخت بکثرت تھے جا پڑا اور صبح تک منزل مقصود کو نہ پہونچا گھوڑا ایستادہ رکھا اور سلطان قطب الدین صورت حال دریافت کرکے اُس کے فجر کو صفوف لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور گجراتیون کے میسرہ نے شکست پائی بدحواس ہوکر احمد آباد کی طرف بھاگے اور میمنہ اُن کے مالویون پر غالب اور فائق ہوئے منہزمون نے مالوہ کا راستہ لیا اور دونون طرف سے دونون بادشاہ نے پاے ثبات زمین کین مین محکم کیے مالویون کے میمنہ نے بگمان فتح مطمئن ہو کر گجراتیون کی اُردو کے تاخت اور تاراجی پر کمر باندھی اور سلطان قطب الدین کے مردم قول جو قطب کے مانند پاے ثبات قلبگاہ مین گاڑ دئے ہوے تھے فرصت پاکر سلطان محمود کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اُس جماعت کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور سلطان محمود کہ نہایت شجاع اور بہادر تھا اس قدر لڑا کہ کوئی اسکے پاس نہ رہا اور ترکش تیر سے خالی ہوگیا آخر لاچار ہوکر معرکہ سے بیترہ مرد اہل نبرد ہمراہ لیکر سلطان قطب الدین کے اُردو کی طرف گیا اور سراپردہ خاص پر پروانہ کی طرح گرا اور تاج اور پٹکہ مرصع اور بہت جواہر بیش قیمت دستیاب کرکے اپنے اُردو کی طرف کہ اُسکے عقب مین تھا پہونچا اور جب فوج مفرور اُسکے پاس جمع ہوئی اس مقام مین فروکش ہوا اور مشہور کیا کہ آج شب کو لشکر گجرات پر شبخون لیجاونگا اور گجراتی یہ خبر سنکر ہوشیار ہوئے اور لشکر کی محافظت کے واسطے گھوڑون کی پشت پر قیام کیا اور سلطان محمود نے بہ رات لئے بخاطر جمع سوار ہوکر مالوہ کی طرف معاودت کی اور صبح تک مسافت بعید قطع کرکے گجراتیون کے تعاقب سے محفوظ اور ایمن ہوگیا سلطان قطب الدین یہ فتح عطایاے جزیل الٰہی سے تصور کرکے مع اکاسی فیل اور غنائم نفیسہ اپنے باپ دادا کے عیش آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بزم عشرت آراستہ کرکے لشکر بیشمار سلطانپور کی طرف بھیجا اور قلعہ مندیون کی دست تصرف سے برآوردہ

کیا اُسکے بعد دولتخواہون کی حسن تدبیر سے ان دونون بادشاہ کے مابین اس شرط پر صلح واقع ہوئی کہ دو جانب
سے جسقدر بلاد کفار سے مفتوح ہو اسکا فتح کرنے والا مالک اور مختار ہووے اور اُن دونون بادشاہ مین سے
کوئی رایان اطراف وجوانب کی حمایت اور اعانت مین لشکر نہ کھینچے اور راجہ رانا کہ نہایت سرکش اور مثل
فرعون صاحب استعداد مشرک ہی اُسکا دفع کرنا اپنے اوپر فرض شمار کرین اور سنہ ۸۶۰ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین یہ خبر
پہونچی کہ فیروزخان دندانی حاکم ناگور فوت ہوا اور فیروزخان کا بھائی مجاہد خان بجہد مردانگی تمام اُس ولایت پر
متصرف ہوا اور فیروزخان کے بیٹے شمس خان نے اپنے چچا کے خوف سے بھاگ کر رانا کونبھا مقدم چیتور کی
پناہ لی اور جو قدیم الایام سے رانا اور زمینداران ناگور کے درمیان دشمنی تھی رانا نے فرصت پاکر اسکی امداد
قبول کی اور یہ شرط کی کہ بعد حصول حکومت یعنی فتح ناگور تین کنگرہ اُس قلعہ کے ویران کرے کس واسطے کہ اُسکے
باپ دادا کو یہ امر میسر نہوا تھا اور مدت دراز سے اُن ہنود کے دل مین ہوس ناگور کی تسخیر اور ناگوریون پر تسلط
کی تھی اور رانا کا باپ کہ موکل نام رکھتا تھا فیروزخان دندانی سے جنگ کرکے منہزم ہوا تھا اور تین ہزار آدمی
معتبر اُس کے معرکہ گریز مین قتل ہوئے تھے القصہ شمس خان نے یہ شرط قبول کی اور باتفاق رانا ناگور کی طرف
متوجہ ہوا اور مجاہد خان تاب مقاومت نہ لاکر گجرات کی سمت بھاگا اور شمس خان نے قلعہ مین داخل ہو کر چاہا کہ اُس
شرط کو وفا کرے اُن مین سے ایک مرد بولا کہ کاش ایسے فرزند کے عوض آفریدگار عالم فیروزخان کو بیٹی عطا
فرماتا کہ حفظ ناموس کرکے دشمنون کو اس قلعہ کی ویرانی کا حکم نہ دیتی اُس بات نے شمس خان کے دل مین تاثیر کی
اُسی وقت قلعہ کی تعمیر اور ترمیم مین مصروف ہوا اور رانا کے پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام کیا کہ جو کچھ لازمہ امداد کا تھا تو
بجالایا لیکن قلعہ کی ویرانی کسی وجہ سے ممکن نہین ہی کس واسطے کہ اگر مین تجھے قلعہ کی ویرانی کا حکم دیتا ہون تو خلقت
اس ولایت کی مجھے زندہ نہ چھوڑیگی بہتر یہ ہی کہ تم اپنی ولایت کی طرف مراجعت کرو والا جنگ اور خونریزی کے
سوا کوئی امر متصور نہین ہی رانا متاسف ہو کر پلٹ گیا اور لشکر کثیر اور جم غفیر فراہم کرکے پھر ناگور کی طرف آیا اور
شمس خان قلعہ کی شکست وریخت درست کرکے تمام لشکر کے مردان معتبر کو اُس قلعہ مین تعینات کرکے
بجناح استعجال استمداد کے واسطے احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اور سلطان قطب الدین اُسے مشمول عواطف خسروانہ
کرکے اُسکی بیٹی اپنے حبالۂ نکاح مین لایا اور بعد اتمام شادی عروسی شمس خان کو حضور مین نگاہ رکھا اور رائے رامچند
اور ملک گدا اور بعضے امرائے دیگر کو ناگور کی کمک کو بھیجا اور اُنھون نے رانا سے جنگ کی تو بہت گجراتی اُنکی تیغ
خونریز سے مقتول ہو کر جنت کی طرف راہی ہوئے بقیۃ السیف نے راہ فرار پائی قطب الدین یہ خبر سُنکر
طیش مین آیا اور خود مع افواج بحر امواج ولایت ناگور کی طرف متوجہ ہوا اور جب قلعہ ابورا کے اطراف مین پہونچا
کچھ فوج بسپہ سالاری عماد الملک اُس ولایت کی تسخیر کے واسطے نامزد کی اُس نے قلعہ پر جنگ بصیرفہ کرکے آدمی
بہت ضائع کیے اور کچھ کام نہ کیا اور ہزیمت کھاکر مراجعت کی لہذا سلطان خود رانا کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا
اور اُس قلعہ کی طرف التفات نہ فرماکر سرودی کی سمت آیا اور وہان راجپوتون اور رانا کے عزیز و اقارب کے ساتھ جنگ

عظیم ہوئی اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ نے غالب اور دلیر ہو کر مخالفون کو متفرق اور پریشان کر کے دشت ادبار
کی طرف آوارہ کیا اور وہان سے بسبیل استعجال کوہستان کونبلمیر ولایت رانا کو پھیا مین در آیا اور اکثر ولایت کو ویران
اور بہت سی عورات اور اطفال ہنود اسیر کر کے قلعہ کونبلمیر کا آنکر محاصرہ کیا اور لشکر رانا کو چند مرتبہ شکست دی
اور ایک جماعت کو علف تیغ اسلام کیا آخر کو رانا نکلکر خود جنگ مین مشغول ہوا اور شکست کھا کر قلعہ کی طرف بھاگا
اور طالب صلح ہوا سلطان قطب الدین نے بلحاظ محکمی قلعہ یہ امر قبول کر کے پیشکش وافر لے کر گجرات کی طرف معاودت
کی اور تاج خان کہ سلطان محمود خلجی کا وزیر کل تھا اس وقت برسم رسالت گجرات مین آیا اور سلطان محمود کی طرف
سے یہ پیغام دیا کہ گذشتہ کو لا یذکر سمجھکر فی الحال صلح اور عہد تازہ کر کے باتفاق رانا کو حرف غلط سمجھکر درمیان
سے دفع کرین اس طریقہ سے کہ جس قدر ولایت رانا گجرات کے متصل ہو عساکر قطبی نہب و تاراج کرین اور بلاد
اور قریاے میوات اور اہیر کوٹ سکر مندو تاخت کر کے اُس کی خرابی مین تقصیر نہ کرے اور عند الحاجت
ایک دوسرے کی امداد اور اعانت مین سرگرم رہین حسب علما اور فضلا جانبین سے چنپانیر مین آنکر حسن طریق
سے کہ نکو رہوا عہد و پیمان بجالائے اور ساتھ ایمان کے موکد کر کے عہد نامے علماے عصر کی مہر و گواہی سے
درست ہو کر تقسیم ہوئے سنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین سلطان قطب الدین مع لشکر بسیار رانا کی ولایت
کی طرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین قلعہ دیور کو لیکر اپنے ایک امرا کے سپرد کر کے آگے بڑھا اور الحق عادت
مین سلطان محمود خلجی بھی دوسری طرف سے اس ولایت مین آیا رانا اُس کی حرب مین متوجہ ہوا چاہتا تھا
لیکن سلطان قطب الدین سروہی سے بتعجیل تمام ولایت کیتانیر مین پہونچا اس ضرورت سے جنگ مالویون
کی توقف مین ڈالکر گجراتیون کی حرب مین قیام کیا اور شکست فاحش کھا کر ایک مقام قلب مین کہ چیتور کی
سر راہ تھا توقف کیا اور سلطان قطب الدین نے وہان جاکر نائرۂ قتال کو دوبارہ مشتعل کیا اور جب رات
ہوئی طرفین نے اپنے اپنے لشکرگاہ مین مقام اور آرام کیا دوسرے دن علی الصباح پھر معرکہ جنگ طرفین
سے آراستہ کیا اور سلطان قطب الدین بذات خود رستم اور افراسیاب کے مانند حرب مین ترددات مردانہ کر کے
غالب آیا رانا پہاڑ مین مخفی ہوا اور اپنا آدمی جہت شفاعت بھیجی اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی نامی اور بھی نفائس
سلطان قطب الدین کو دے کر عہد کیا کہ دوبارہ ولایت ناگور پر مضرت نہ پہونچاؤنگا اور اس سبب سے کہ سلطان محمود
پیشتر مع لشکر گجرات رانا کی ولایت مین در آیا تھا سلطان قطب الدین نے اظہار رنجش کر کے احمد آباد کی طرف معاودت
کی اور غیبت مین بادشاہ گجرات کی جو کچھ سلطان محمود پر وقوع مین آیا تھا انشاء اللہ تعالیٰ اُس کے اسم
کے ذیل مین تحریر ہوگا اور سنہ ۸۷۲ آٹھ سو بہتر ہجری مین رانا نے نقض عہد کر کے پچاس ہزار سوار سے قلعہ ناگور
کی طرف توجہ کی اور وہان کے حاکم نے مشتمل بر کیفیت حال ایک عرضی ارسال کی قاصد عرضی اس رات کو کہ سلطان
صحبت شراب مین مشغول تھا عماد الملک وزیر کے پاس لایا اور وہ اُسی شب کو سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور
جب اُسے شراب کے نشہ مین مست اور بد ہوش پایا انتظار ہوشیار ہونے کا نہ کھینچی اور اُسے محفہ مین سوار کر کے

شہر سے برآمد ہوا اور دوسرے دن ایک منزل جاکر ایک مہینے تک اجتماع فوج کے واسطے متوقف ہوا مجبرون نے جب خبر سلطان کی نہضت کی رانا کو پہونچائی متنبہ ہو کر ناگور سے اپنی ولایت کی طرف روانہ ہوا اور یہ خبر سلطان قطب الدین سُنکر شہر مین آنکر عیش وعشرت مین مصروف اور مشغول ہوا اور پھر اسی سال سلطان قطب الدین سروہی کی طرف فوج کش ہوا اور وہان کا راجہ جو قرابت قریب رانا سے رکھتا تھا بھاگ کر کوہستان کنبل مین درآیا اور لشکر احمد آباد کا تاخت وغارت مین مصروف ہوا اور جو اُن دنون مین سلطان محمود کی افواج بھی قلعہ چیتور پر تاخت لائی تھی سلطان قطب الدین تعاقب کر کے رانا کو کہین ٹھہرنے نہ دیتا تھا یہانتک کہ وہ قلعہ کنبل مین درآیا اور بادشاہ اسلام نے چند روز محاصرہ کیا اور جب سمجھا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ نہو گا وہان سے برخاست کی اور ولایت چیتور اور دوسری ولایت کو بھی خراب اور ویران کر کے مع غنیمت بقیاس دار السلطنت کی سمت معاودت فرمائی اور بعد چند روز کے سید قطب عالم کی قدمبوسی کو قصبہ تپوہ مین گیا اور دل مین یہ بات کہی کہ کیا خوب ہو جو حضرت قطب عالم اس بزرگوار کی برکت سے مجھے فرزند شایستہ سلطنت کرامت فرمادے سید قدس سرہ نے باطن کی صفائی سے دریافت کر کے سلطان سے فرمایا تمھارا چھوٹا بھائی حکم فرزندی رکھتا ہے اور خاندان مظفر شاہی کو وہ زندہ اور روشن کریگا پھر سلطان نے مایوس ہو کر مجلس برخاست کی اور اسی عرصہ مین مرض الموت مین مبتلا ہوا اور ماہ رجب کی تئیسوین تاریخ ۸۶۳ آٹھ سو تریسٹھ ہجری مین اُس کی عنقاے روح نے قاف عزلت جسم سے سراپردہ بقا کی طرف پرواز کی اور سلطان محمد شاہ کی حظیرہ مین مدفون ہوا اور منشیان عصر اور فرامین مین اس کو سلطان غازی لکھتے تھے اور شمس خان بن فیروز خان جس نے لڑکی اپنی دے کر قرابت بہم پہونچائی تھی سلطان کو زہر دینے مین متہم ہوا اس واسطے مردمان دولتخانہ نے ہجوم کر کے اُسے قتل کیا اور سلطان قطب الدین کی والدہ نے حرم سرا مین شمس خان کی بیٹی کو اُسی علت اور تہمت مین ماخوذ کر کے بہت سیاست کی آخر اُن لونڈیون کو جو اُس کی دشمن جان تھین سپرد کیا اور اُنھون نے اُسے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہلاک کیا منقول ہے کہ سلطان قطب الدین ایک ایسا بادشاہ تھا کہ وجود اس کا زہر قہر اور غضب سے سرشتہ تھا خصوص شراب کے نشہ کے وقت مجرمون کو سواے شمشیر آبدار کے نہ پوچھتا تھا اور گنہگارون کو خنجر جان گداز کے سوا نہ نوازتا تھا اور مرغ عفو اور چشم پوشی اُسکے گرد بہت کم پرواز کرتا تھا اور عروس شفاعت اس کے عہد مین کبھی کبھی جلوہ گر ہوتی تھی اور مدت اُسکی سلطنت اور فرمانروائی کی سات برس اور سات مہینے تھی تمام عمر مستی اور مے نوشی مین گذری اور ساغر شراب اُسکے لب سے دور نہوا

ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ گجراتی کی حکومت کا

بعد وفات سلطان قطب الدین کے اُسکا چچا داؤد خان بحسن اتفاق عماد الملک وزیر اور تمام امرا اور ارکان دولت کے سریر اقبال پر قدم رکھکر گجرات کا بادشاہ ہوا لیکن پیشہ بدمعاشی اور سفلہ پروری کا اختیار کر کے ایک

نراش کو جو اس کا ہمسایہ تھا خطاب عماد الملک دیکر امراے کبار سے کیا اور اسی طریق سے اور بھی کام جو ملک داری اور جہانبانی کے شایان ور موافق نہ تھے اختیار کیے طبیعت اسکی سواے کینہ پروری اور انحطاط کے میل نفرمانی تھی اس واسطے اہل حل وعقد نے ساتھ عماد الملک وزیر کے سر گریبان اتحاد سے برزدہ کرکے داؤد خان کو کہ سات روز سلطنت کی تھی معزول کیا اور عماد الملک کے صوابدید سے سلطان قطب الدین کے چھوٹے بھائی کو کہ محمود خان نام رکھتا تھا چودہ سال کی عمر مین تخت سلطنت پر تمکن کیا اور خلائق عالی قدر مراتب اُسکے بحر انعام سے بہرہ مند ہوئی اور اسپان تازی اور عراقی اور ترکی اور خلعت ہاے قیمتی و کمر بند و شمشیر مرصع اور خنجر ہاے زرافشان کے سواے ایک کرور تنکہ نقد سادات اور علما و صلحا کو تقسیم کیا

ذکر سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور بسلطان محمود بیگرہ کی سلطنت کا

واقفان اسرار ملوک پیشین نے یون مرقوم خامہ عنبرین شمامہ کیا ہے کہ بعد جلوس سلطان محمود شاہ تمام امور سلطنت کو حل وعقد اور قبض و بسط اور داد و ستد سے مراد ہے عماد الملک وزیر با توقیر کے مفوض ہوئے بازار سلطنت اور مہمات مملکت نے خوب رواج اور رونق پیدا کی اور جمیع خلائق وضیع و شریف اُس کی سلطنت سے راضی اور شاکر ہوئی کسی طرح کا خلل و فساد درمیان مین نہ تھا لیکن بعضے کوتہ اندیشان مانند عضد الملک اور صفی الملک اور حسام الملک کے جو قراتی اور صاحب اقتدار تھے اور خلاصہ ممالک گجرات اُنکی جاگیر یا اُنکے لواحقین کی جاگیر ہونے سے نہایت فراغت رکھتے تھے دیگ حسد اور رشک کو جوش مین لائے اور بعد چند ماہ کے کہ جلوس سے گذرے تھے اتفاق کرکے بولے کہ ہم عماد الملک کے غلبہ اور سخت گیریون سے بہ تنگ آئے ہین اگر سلطان اسکو معزول کرے نہو المراد ورنہ ہم سلطان کو بادشاہی سے معزول کرکے اُسکے بھائی حسن خان کو تخت بادشاہی پر اٹھادینگے **بیت** بساشمعی کہ بورش خانہ افروخت * چو غافل گشتی آخر خانہ راسوخت * اور بروایت میرزخ نظام الدین حسن کے ان حاسدون نے یہ معروض کیا کہ عماد الملک چاہتا ہے کہ اپنے فرزند شہاب الدین احمد کو تخت سلطنت پر بٹھادے اور بطور ملک مغیث خلجی کے شاہی اپنے خاندان کی طرف منتقل کرے اب سزاوار دولت یہ ہے کہ قبل اس سے کہ آتش مکر و غدر اس کی شعلہ زن ہو چاہیے کہ زنجیر تدبیر اُسکے پانؤن مین ڈالکر دست فکر اسکا دامن مقصود سے کوتاہ کرین بر تقدیر سلطان محمود نے باوجود صغر سن فراست سے دریافت کیا کہ یہ تمام بہتان اور افترا ہے لیکن اگر اس مجلس مین حسب مدعا اُنکے حکم عماد الملک کے حبس و قید کا نافذ نکرونگا یہ لوگ مجھے سلطنت حیات سے معزول کرینگے لہذا مصلحت وقت سمجھکر اُن سے بکشادہ پیشانی پیش آیا اور کہا مین بھی اندنون عماد الملک کے چہرۂ حال سے صورت مکر و فریب مشاہدہ کرتا ہون اور اُسکے حرکات اور سکنات سے شمیم فتنہ انگیزی میرے دماغ مین پہونچی لیکن اس خیال سے کہ مبادا اہم جنس لوگ میری بیمروتی اور بیوفائی خیال مین لاوین مین اسکے علاج مین کوشش نہین کرتا ہون الحمد للہ علی احسانہ کہ حقیقت حال تم ایسے دولتخواہان اور خیر اندیشان پر منکشف ہوئی اب اگر

اُسکو مقید کرون گا خاص و عام کے نزدیک نا شکری اور حق ناشناسی مین بدنام نہون گا اب وہ امر کہ جسمین صلاح ملک اور فلاح و دولت ہو عمل مین لاؤ پس عماد الملک کو زنجیر مین مسلسل کر کے پانسو نفر معتمد کے سپرد کر کے قلعہ احمد آباد کے دروازہ کے بام پر قید کیا اور سلطان محمود نے اُسدن اس سپر تدبیر سے اپنے تیئین شمشیر نکر اعدا سے محفوظ رکھا اور عماد الملک کی رہائی کی فکر اور امراے اربعہ کے دفع کی تدبیر مین ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ تمام سردار اور خاصہ خیل اُن کے تابع ہین کسی شخص سے اس امر کا اظہار نکیا بلکہ مدار اپنی تدبیر پر رکھا اور خلا و ملا کی باتین زبان جاری کرتا تھا کہ عماد الملک میرا دشمن جانی ہے ایسے شخص کو زندہ چھوڑنا حزم و ہوشیاری سے بعید دیکھتا ہون چاہتا ہون کہ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنے دل کا بخار نکالون اور اگر امراے کبار اُسکی سفارش کرینگے اُن سے بھی جان سے رنجیدہ ہونگا یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی دل مین نہایت شاد ہوئے اور آپس مین کہنے لگے کہ اگر سلطان عماد الملک کے قتل پر آمادہ ہو ہم لوگون کو اُس کی ہرگز شفاعت نکرنی چاہیے سلطان محمود نے ایک شب اسی فکر و اندیشہ مین استراحت نفرمائی صبح کے وقت جب نوبت سلطانی بجنے لگی اور چاندنی مہتاب کی خوش معلوم ہوئی کلفت اور دلگیری کے دفع کے واسطے قصر پر برآمد ہوا اور دریچہ مین بیٹھکر ہر طرف نگاہ کرنے لگا ناگاہ فیلخانہ کے گماشتہ ملک عبد اللہ کو دیکھا کہ زیر قصر ایستادہ ہے اور کچھ عرض کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن جرأت نہین کرتا سلطان نے فرمایا جو کچھ تیرا مدعا ہو عرض کر عبد اللہ نے غیر کو وہان نہ دیکھکر عرض کی کہ سلطان کا عماد الملک کے مثل کوئی دولتخواہ نہین اور امراے اربعہ نے جو کچھ اُس کی نسبت معروض کیا ہے سب بہتان اور خلاف ہے اور امرا خود عازم و جازم ہین کہ فرصت پا کر حسن خان کو بادشاہ کرین سلطان نے اس کی تعریف کر کے فرمایا کہ تو نے خوب کیا کہ یہ بات عرض کی ورنہ مین چاہتا تھا کہ عماد الملک کو علے الصباح قتل کرون لازم ہے کہ دوسرے سے یہ راز بیان نکرنا اور صبح صادق کے وقت تمام فیلان کو مستعد اور مکمل کر کے دربار مین حاضر کرنا الغرض جب نیر اعظم کے اثر طلوع سے زمانہ روشن ہوا ملک شرف اور ملک حاجی اور ملک بہاء الدین اور ملک کانوا ور ملک عین الدین کہ معتمدان سلطان سے تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اور سلطان نے ملک شرف سے کہا کہ آج شب کو مین وفور غضب سے کہ عماد الملک کی نسبت جوش زن تھا نہ سویا اُسے جلد میرے پاس حاضر کرو کہ شمشیر تیز خونریز سے اس کی گردن مار کر آتش غضب کو ساکن کرون ملک شرف جب عماد الملک کے احضار کے واسطے گیا نگاہبانون نے عرض کی کہ ہم عضد الملک کی بلا اجازت اسے سپرد نہین کر سکتے اُس نے آنکر یہ عذر گذارش کیا پھر سلطان خود بام برج پر برآمد ہوا اور بہ آواز بلند کہا عماد الملک کو جلد حاضر کرو تو ہاتھی کے پیر کے نیچے ڈالکر اُسے پامال کرون موکلون نے جب آواز بادشاہ کی سُنی حجاب مانع ہوا اُسے بادشاہ کے پاس بھیجا جونہین نگاہ سلطان کی اُس پر پڑی فرمایا کہ میرے روبرو اُسے لاؤ کہ مجھے اس سے کچھ استفسار کرنا ہے جب بادشاہ کے پاس لائے حکم دیا کہ زنجیر پانون سے قطع کرو امراے حاسد کے لواحقین جو حراست مین مشغول تھے یہ حال مشاہدہ کر کے ایسے ہراسان ہوئے کہ بعضے کوٹھے پر سے

کو دیڑے اور بعضون نے فریاد الامان کی بلند کی اور سلطان محمود نے صبح صادق کے وقت دربار کے غرفہ مین برآمد ہوکر بحرائیون کا سلام لیا اور دست پاک عماد الملک کے ہاتھ مین دے کر اپنے پہلو مین ایستادہ کر کے مگس رانی پر متصرف کیا اور یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی بروایت حاجی محمد قندھاری وہ مع تیس ہزار سوار اور پیادہ مستعد کارزار ہوکر دار الامارہ کی طرف متوجہ ہوئے اور طبل جنگی وکرناے ودمامہ کی صدا سے گنبد اخضر کو پر صدا کیا اور اس وقت تین سو نفر بندہ اور آزاد سے زیادہ سلطان کی خدمت مین حاضر نہ تھے سب زندگی سے ہاتھ دھوکر مضطرب ہوئے اور ایک جماعت عرض پرداز ہوئی کہ ہم فلان قصر مین جاکر دروازہ بند کرین اور دشمنون سے لڑین اور بعضے بولے کہ جواہر اور نقد بقدر مقدور اٹھا کر کسی طرف نکل جاوین سلطان محمود عاقبت محمود نے ایک بھی ان دونون راے سے نہ پسند کی اور سلاح جنگ زیب تن کر کے ترکش کمر پر باندھے اور مع تین سو سوار اور فیلان سحاب کردار کہ عدد اُن کے دو سو سے زیادہ نہ تھے بقصد قتل اعدا محل سے برآمد ہوا اور اس خوف سے کہ مبادا دشمن سب طرف سے زور لاوین اکثر کوچہ کا ہاتھیون سے بند کر کے نہایت آہستگی سے روانہ ہوا چونکہ نقاش نگارخانۂ ایجاد وتکوین نے ایوان سلطنت کا سائبان شمشیر تائیدات سے آراستہ کیا ہے اور فرمان خلافت کو منشی تخت گاہ قضا وقدر نے ساتھ طغراے انا جاعلٌ خلیفۃً فی الارض کے محلی فرمایا ہے وہ دشمنون اور مخالفون کے ہجوم اور انبوہ سے خوف نہین رکھتا چنانچہ بمجرد پہونچنے خبر سواری بادشاہ اور عماد الملک کے ہمراہ ہونے کے لشکر تمام سرداران ورافسرون اور خاصہ خیل نے امراے اربعہ کی ترک رفاقت کر کے بعضے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اکثر گوشہ اور کنارے مین چھپے منقول ہے کہ اس دن مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ تحقق ہوا اور اکثر محلے احمد آباد کے بے تحریک سیف وسنان غارت ہوئے اور محض تقدیر یزدان اور دبدبہ سلطان سے کوچہ وبازار مین اس قدر جوشن اور چار آئینہ اور خود وغیرہ دوسرون کے اور اسباب اور اونٹ اور بیل ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے کہ راستہ آمد وشد کا مسدود ہو گیا تھا اور امراے اربعہ سنگ تفرقہ اپنے شیشہ جمعیت مین دیکھکر اور گرد بدبختی کی اپنے چہرۂ حال پر مشاہدہ کر کے شہر سے نکل گئے برہان الملک کا جو جسم سقیم تھا دم چڑھنے سے بھاگ نہ سکا قریب قصبہ سرکھج نہر جارتی کے بھٹے اور کچھار مین پوشیدہ ہوا ایک نے خواجہ سراہان سلطانی سے جو احمد کہنو کی زیارت کے واسطے جاتا تھا اسکو دیکھکر پہچانا اور اُسے گرفتار کر کے سلطان کی خدمت مین لایا سلطان نے اُسے فوراً فیل مست کے پاؤن تلے کے نیچے ڈال کر پامال کر کے خاک کے برابر کیا اور عضد الملک نے مع ایک نفر کے اپنے تئین کراسیان مین پہونچایا جو ایام دولت مین اس نے ایک جماعت اُن مین سے مقتول کی تھی اس وقت اُن کے وارثون نے پہچانکر تہ تیغ کیا اور اُس کا سر کاٹ کر اظہار خدمت کے واسطے احمد آباد کی طرف بھیجا اور حسام الملک اپنے بھائی رکن الدین کوتوال کے پاس پٹن مین گیا اور وہان سے دونون بھائی مالوہ کی طرف بھاگے اور صفی الملک بھی دستیاب ہوا

چونکہ چندان گناہ اُس کی نسبت عاید نہ تھا قتل سے نجات پاکر قلعہ دیپ مین محبوس ہوا **مثنوی**

بر گر دز بخت آن سبک رائے	کافزون ز گلیم خود نہد پائے	مرغیکہ نہ اوج خویش دارد
ہنگام ہلاک پیشس دارد	رو بہ کہ زند طپانچہ بر شیر	پیداست بدست کیست شمشیر
نیکو مثلی زد آن سپہدار	زند از ۂ کار خود نگہدار	انجیر فروش را چہ بہتر
ز انجیر فروشے اے برادر	بر پایۂ قدر خویش بر پائے	تا بر سر آسمان نہی پائے

اور بعد اس فتح و نصرت کے عماد الملک نے قرار امور ملک و سلطنت کو بسبب بد عہدی روزگار کے ناپائدار سمجھکر باختیار خود ترک وزارت کی اور گوشۂ عافیت مین معتکف ہو کر معبود حقیقی کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور گوشۂ عافیت مین بیٹھا اور سلطان محمود نے بھی حقوق خدمات شائستہ اسکے منظور نظر کیمیا اثر رکھکر اُسے معذور رکھا اور اُس کے بڑے بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرف عطا کرکے امرائے کبار سے کیا اور بادشاہی مین منتقل ہو کر عدل و داد مین مصروف ہوا اور سنہ آٹھ سو چھیاسٹھ ۸۶۶ ہجری مین نظام بہمنی والی محمد آباد بیدر نے ایک مکتوب متضمن تظلم سلطان محمود خلجی اور آنا اُس کا ولایت دکن مین سلطان محمود گجراتی کے پاس بھیجکر اعانت اور کمک چاہی اور سلطان محمود گجراتی نے بمجرد اطلاع اس حال کے سُرپردہ سُرخ اور بارگاہ روانہ کرکے امداد دکنیون کی اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کی اور ارکان دولت اور اعیان حضرت یون عرض گذار ہوے کہ داؤد خان ایک ہفتہ تک متکفل امر سلطنت ہو کر کبھی فرصت مین ہوا اور اطراف ولایت اور اقطار مملکت جیسا کہ چاہیے اب تک ضبط مین نہین آئے ایسے وقت مین اپنے پایۂ تخت کو خالی چھوڑنا اور دوسرون کی اصلاح امور کے واسطے سوار ہونا جاے تامل اور تفکر ہے سلطان محمود نے باوجود اس کے کہ آغاز شباب تھا **بیت** ہنوزش گرد گل نارستہ شمشاد ٭ ز سوسن سرو او چون سوسن آزاد ٭ زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اگر افلاک اور عناصر ساتھ اس ہیئت اور روش کے آپس مین موافقت اور آمیزش نکرین نظام عالم کون و فساد مین سراسر فتور و خلل واقع ہووے اور اگر آدم ابو البشر کی اولاد سلسلۂ محبت اور مشارکت کو توڑین بنیاد قانون طبیعی انہدام قبول کرے مین قربۃ الی اللہ مسلمانان دکن کی امداد کرتا ہون یقین کہ بحکم باری تعالیٰ مجھے اس یورش مین کسی طرح کا ضرر نہ پہونچے گا ارکان دولت نے عرض کی کہ اگر سلطان نظام شاہ کی معاونت مین بجد ہین تو مناسب یہ ہے کہ مالوہ کی طرف لشکر عظیم روانہ فرمادین کہ اُس ولایت مین جاکر انواع خرابی اور مزاحمت پہونچاوے تو سلطان محمود یہ خبر سنکر بدحواس ہو کر دکن سے بھاگیگا یہ التماس بھی معرض قبول مین نہ پہونچی بلا تامل رایات نصرت آیات مع سپاہ بیحد اور پانسو فیل کوہ پیکر بلند کیے اور دو منزل کو ایک کرکے جب ندربار مین پہونچا اور خواجۂ جہان گاوان کہ عمدہ اہل دکن تھا جریدہ اسکے ملازمت مین حاضر ہوا اور اُس سے کمک لیکر سلطان محمود کی جدال و قتال کے واسطے روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے متوہم ہو کر ظاہر قلعہ محمد آباد بیدر سے کوچ کرکے

چاہا کہ عین دولت آباد کے راستہ سے اپنے ملک کی طرف راہی ہووے جب وہ راستہ لشکر گجرات سے مسدود
دیکھا ہر آئینہ عنان اشہب عزیمت ولایت برار کی طرف معطوف رکھکر ایلچپور کے راستہ سے گونڈوارہ مین آیا اور پھول
اور جنگل سے عبور کرکے مالوہ مین پہونچا اور بعد اسکے ایلچی نظام شاہ کا گجراتیون کے اردو مین آیا اور اُس کی طرف
سے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے قدم رنجہ فرمانے مین تکلیف گوارا فرمائی اور سلطان نے بمقتضی المرام اور دوستکام
گجرات کی طرف حافظ حقیقی کی ضمان حمایت مین معاودت فرمائی اور سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین
سلطان محمود خلجی نے دوبارہ دکن کی طرف لشکر کھینچا اور سلطان محمود گجراتی سلطان بہمنی کے حسب التماس
پھر دکن کی طرف بقصد اعانت روانہ ہوا اور سلطان محمود نے یہ خبر سُنکر دولت آباد تک تاخت کرکے
غنیمت بہت دستیاب کی اور اپنی ولایت کی طرف بخیر و سعادت مراجعت فرمائی بادشاہ گجرات بھی بعد
اس کے کہ معذرت نامہ نظام شاہ کا اور ایلچی مع تحف و ہدایا پہونچے بدولت و سعادت مقر حکومت کی
طرف توجہ فرماکر فراغت اور استراحت مین مشغول ہوا اور سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بے وجہ مسلمانون کی
ولایت پر جانا آئین اسلام اور مروت سے بعید معلوم ہوتا ہی اور بر تقدیر وقوع بلا جنگ پھرنا قبیح ہے
اگر من بعد متوطنان دکن کو کچھ آزار پہونچے گا یقین جانیے ہم بھی مالوہ کی تخریب پر متوجہ ہونگے سلطان
خلجی نے شرادونے جواب بھیجا کہ جو ہمت عالی اہالی دکن کی امداد پر مصروف ہی ہرگز اُس دیار کے باشندون
کو مضرت نہ پہونچے گی اور سنہ ۸۶۹ آٹھ سو انہتر ہجری مین سلطان محمود مع فوج بیشمار قلعہ باور اور
بندر دون کی طرف جو مابین گجرات اور کوکن کے واقع ہے روانہ ہوا اور اُس ولایت کے حاکم نے
چند مرتبہ جنگ کرکے شکست کھائی اور ناچار ہوکر امان چاہی اور ملازمت مین حاضر ہوا اور قلعہ اور ولایت
سپاہ اسلام کے سپرد کی اور قلعہ باور قلاع نادر سے ہی اور سر بفلاک کشیدہ اور محکمی اور سنگینی مین
سد سکندری سے برابری کرتا ہی اُس وقت تک ایسا قلعہ مسلمانون کے دست تصرف مین نہ آیا تھا اور
رائے ولایت دون نے کہ ایک ہزار موضع اُس کے تحت مین تھے اور اُس قلعہ کے استظہار کے سبب
باد غرور اپنے کاخ دماغ مین بھر کر کثرت سے ذخیرہ بہت اپنے پاس فراہم کیا تھا اور ایک جماعت دیو سیرت
غول طبیعت کو راستون کے سرون پر تعین کرکے مسافرون اور متردون کی راہزنی کے واسطے مشغول رکھتا تھا
بیت یہ عیاری چنان رہ می سپردی * کہ بینی ازمیان چشم بردی * سلطان خزائن اور دفائن پر متصرف
ہوا اور اُسی عرصہ مین رائے کو خلعت اور کمر بند اور شمشیر طلا سے سرفراز کیا اور وہ قلعہ اور ولایت اُسے بخشا
اور غنائم بے قیاس لے کر احمد آباد کی طرف معاودت کی اور شہرون کی آبادی اور رعایا برایا کی تفتیش حال مین
مشغول ہوا اور سنہ ۸۷۰ آٹھ سو ستر ہجری مین شکار کے واسطے احمد نگر کی طرف سوار ہوا اور اثنائے راہ مین
ایک دن بے سبب ظاہری بہار الملک بن الف خان نے ایک سپاہی کو قتل کیا اور رخوف قصاص سے
ایدر کی طرف بھاگا اور سلطان نے یہ خبر سُنکر ملک حاجی اور عضد الملک کو کہ معدد مہمات بادشاہی سے تھے

بہاء الملک کی گرفتاری اور تعاقب کے واسطے نامزد فرمایا اُنھون نے تھوڑی دور جاکر بہاء الملک کی جانبداری کی اور یہ تزویر اپنے دل مین سوچے یعنی دو آدمی جو کہ بہاء الملک کے ملازم تھے اُنھین کچھ مالی پر فریفتہ اور راضی کرکے یہ فہمائش کی کہ رو بکاری کے وقت تم اظہار کرنا کہ ہم قاتل ہین بادشاہ رحیم ہی تمھارا جرم معاف کریگا اور قطع نظر اُس کے سلطان بے مشورہ ہمارے تمھارے قتل کا حکم جاری نفرمائیگا اور جو کہ پیمانہ عمر اُن کا آب بقا سے لبریز ہو چکا تھا اپنے صاحب قدیم کی خیر خواہی مین جیسا کہ سکھلایا تھا بادشاہ کے حضور مین اقرار کیا اور سلطان نے بفتواے علما اُن نامجرمون کو حکم قتل دیا پھر اس سفر سے والپسی کے بعد بادشاہ کو حال کھلا کہ عماد الملک وعضد الملک نے اپنی کارستانی سے بے گناہون کو قتل کرایا ہی اور سلطان محمود ایسا برافروختہ ہوا کہ دونون کو تیغ قہر سے معدوم کیا باوجودیکہ ان دونون سے بڑھکر اس کے دولتخانہ مین کوئی مقرب نہ تھا مگر عدالت کی رعایت سے ان پر سیاست کی بلکہ لوگون کی عبرت کے لیے اُن کے پوست گھاس سے بھر کر چار طرف لٹکائے طبقات محمود شاہی مین مذکور ہی ۸۷۲ھ آٹھسو بہتر ہجری مین سلطان محمود نے جمال جہان آراے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ نے بنظر شفقت دو طبق عنایت فرمائے - اس کی تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ چند ہی روز مین بادشاہ کو بہت بڑی دو نعمتین نصیب ہوئین (اول) فتح ولایت دون بیاندادر (دوم) فتح گرنال جو ایک بلند پہاڑ پر واقع ہی اور قدیم زمانہ سے زبردست بادشاہان دہلی کو اس کے تسخیر کی آرزو رہ گئی بلکہ ہندوستان کے راجہ بھی مدتون اس کی تسخیر کے واسطے کوشش کرتے کرتے مرگئے - آخر مین یہ دولت سلطان محمود بیکرہ کے حصہ مین آئی - اس پہاڑی قلعہ کی صورت یہ ہی کہ اوّل تو وہ بہت بلند پہاڑ پر ہی پھر اسکے گرد بہت سے پہاڑ بطور دائرہ کے محیط ہین جن مین بے شمار کھڈے درے ہین اور ہر درہ کا ایک نام ہے ازانجملہ ایک درہ سودری ہے جس سے آگے نہایت مضبوط قلعہ ہی جس کو آج کل جوناگڑہ کہتے ہین اور دوسرا درہ بنام مہایلہ مشہور ہی گرنال پہاڑی مقام گرم ہی اور راے مندلک کے باپ دادا ایک ہزار نو سو برس سے اس پر قابض تھے اب راے مندلک وارث ہوا اور کسی بادشاہ کا قدم اس ولایت مین نہین پہونچا سواے سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے - الغرض سلطان محمود بیگرہ نے اللہ تعالے کے بھروسے پر اس خواب کی تعبیر سے قوی دل ہوکر گرنال پر فوج کشی کی اور جب گرنال پچیس کوس رہا تو اپنے ماموں تغلق خان کی راے سے ایک ہزار سات سو جوانان بہادر لشکر سے انتخاب کرکے ان پر اسی قدر عمدہ گھوڑے وطلائی خنجر وہتھیار تقسیم کیے اور حکم دیا کہ دھاوا کرکے درہ مین داخل ہو اور خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا - جوانون نے یلغار کیا اور اچانک درہ مین گھس پڑے اور محافظ جنکو براوان کہتے تھے غفلت مین مارے گئے اور بہادران محمودی تکبیر کہتے ہوئے درہ مہایلہ مین داخل ہوئے راے مندلک یہ خبر سنکر شکار کے بہانہ قلعہ گرنال سے اُترا اور افواج کثیر سے درہ مہایلہ تک پہونچا جب اسنے دیکھا کہ گجراتی بہت

تھوڑے مین تو دلیرانہ حملہ کیا۔ اسی اثنا رمین سلطان مع افواج پہونچا اور پے در پے فوجین انکی مدد کے لیے روانہ فرمانے لگا
راجپوت بکثرت مارے گئے اور جو کچھ بچے شکستہ و بدحال راے مندلک کے ساتھ بھاگ کر قلعہ کرنال مین محصور
ہوئے اور افواج اسلام نے عورتین دلڑکے درہ مہایلہ والے اسیر کرکے حوالی کرنال کے تبخانون پر تاخت کی اور
وہان کے برہمن و براون لڑکر مارے گئے چنانچہ اس روز سلطان نے اپنے ہاتھ سے بمقابلہ دو تین کافر
مارے اور بکثرت مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اب سلطان کا قصد ہوا کہ لشکر تاخت و تاراج کے لیے
اطراف مین روانہ کرے ۔ راے مندلک نے مضطرب ہوکر بہت سے مقربین کو حضور مین ارسال کر کے
معافی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ غازیون کے ہاتھ جواہر و نقود اور لونڈی غلام وغیرہ سے بھرے
ہوئے ہین اور ہوا بھی ایسی گرم ہو گئی ہے کہ یہان ٹھہرنا دشوار ہے اس نظر سے حفظ درہ اور پیشکش پر اکتفا
کرکے احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور ۸۷۲ھ آٹھ سو بہتر ہجری مین سلطان محمود غازی نے کہ بہانہ طلب تھا
سنا کہ راے مندلک حاکم کرنال بادشاہون کی طرح چھتر اور دورباش وغیرہ و تمامی لوازم شاہی کے ساتھ
سوار ہوتا ہے اور دربار مین بھی قیمتی جواہر پہنکر تخت پر بیٹھتا یہ امر سلطان کو نہایت ناگوار ہوا اور چالیس ہزار فوج
اسپر مقرر کی کہ اگر تمام لوازمہ بادشاہی چھتر و تاج و تخت و جواہر وغیرہ تمھارے سپرد کرے تو اس کی ولایت
سے متعرض نہونا ورنہ اسکی تسخیر مین کوشش کرنا چونکہ راے مندلک کو اس لشکر سے مقابلہ کی طاقت
نہین تھی جو کچھ انھون نے طلب کیا اُس نے سپرد کر دیا اور ولایت کو محفوظ رکھا۔ نظام الدین احمد نے تاریخ مین
لکھا ہے کہ جو کچھ اثاثہ دولت راے مندلک سے لیا تھا سلطان نے ایک مجلس مین قوالون وغیرہ کو بخش دیا واللہ اعلم
بالصواب ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین سلطان نے برسم شکار سواری فرمائی اور اپنے اکثر ممالک پر نظر کیمیا اثر
ڈالی اور جنگلون کو کٹوا کر ویرانون کو آباد کرنے مین پوری سعی فرمائی اور کہین ویرانہ نچھوڑا اور ۸۷۴ھ آٹھ سو چوہتر
ہجری کے واقعات عظیمہ سے یہ ہے کہ ایک روز سلطان ایک مست ہاتھی پر سوار ہوکر باغ ارم کی طرف روانہ ہوا۔
اثنائے راہ مین ایک مست ہاتھی زنجیر توڑا کر متوجہ فوج ہوا اور فوج کے ہاتھی اس کی صورت دیکھتے ہی بھاگے
اس نے سلطان کے ہاتھی کی طرف رخ کیا اور دو تین ٹکرون کے بعد اسکو بھگا دیا اور اسکا پیچھا کیا اور پہونچکر اس کے
مثانہ پر ایسا دانت مارا کہ گوشت پھاڑ کر دانت سلطان کے پانون پر لگا اور خون جاری ہو گیا سلطان نے
جوش شجاعت مین اسکی پیشانی پر ایسا نیزہ مارا کہ خون جاری ہوا اس عفریت مست نے غصہ مین دوسری ٹکر ماری
اور فوراً دوسرا نیزہ اس زور سے کھایا کہ فوارہ کی طرح خون اُسکی پیشانی سے اُبلنے لگا اس بدمست نے تیسری ٹکر
ماری اور تیسرا نیزہ ایسا کھایا کہ بیتاب ہوکر بھاگا سلطان خیریت کے ساتھ دولتخانہ پر پہونچ گئے اور کثرت خیرات
و صدقات سے تمام مستحقین کو بہرہ مند فرمایا چند روز کے بعد امراے سرحد کو مع افواج طلب فرماکر جوناگڈھ اور
کرنال کو فتح کرنے کا قصد کیا اور ایک رات دن مین پانچ کرور روپیہ سپاہ پر تقسیم کیا اور دو ہزار پانچ سو ترکی
و عربی گھوڑے جن مین سے بعضون کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی بہادرون مین تقسیم کیے اور پانچ ہزار تلوارین

دسات سو ٹیکہ کمر مرصع اور ستره سو خنجر مرصع انعام دیے اور منزل بمنزل روان ہوکر جب ولایت سورت مین پہونچے جو ولایت کرنال سے متصل ہے تو راجہ مندلک نے عرض کی کہ مین ایک مدت سے حضرت کی فرمانبرداری مین بسر کرتا ہون اور اپنے خیال مین مجھ سے کوئی امر خلاف بھی صادر نہین ہوا ہے اب بھی جس قدر پیشکش کے واسطے حکم ہو مجھے عذر نہین ہے سلطان نے فرمایا کہ اصل مقصود میرا یہ ہے کہ ان ممالک کو دارالاسلام بناؤن۔ راے مندلک نے فحواے کلام سے معلوم کیا کہ اس لشکر کی صورت مثل سابق کے نہین ہے لہذا فرصت پاکر رات کو بھاگ کر تین منزل پر قلعہ جوناگڈھ مین متحصن ہوا سلطان نے وہان سے کوچ کرکے قلعہ جوناگڈھ کے قریب نزول فرمایا دوسرے روز کچھ لوگ لشکر سے جدا ہوکر قلعہ کے قریب گئے اور راجپوتون کا لشکر بھی قلعہ سے نکلکر مقابل ہوا لیکن شکست کھاکر قلعہ مین بھاگ گیا۔ دوسرے روز بھی سپاہ اسلام غالب رہی تیسرے روز خود سلطان نے صبح سے شام تک جنگ کی چوتھے روز بارگاہ سلطانی دروازہ کے قریب لائے اور محاصرہ سخت کیا اور ہر طرف سے ساباط بنانے لگے اور راجپوت بھی اکثر اوقات قلعہ سے نکلکر اچانک ٹوٹ پڑتے اور لوگون کو مار جاتے تھے چنانچہ ایک روز عالم خان فاروقی کے مورچہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شہید کیا سلطان محمود نے محاصرہ کو زیادہ تنگ کردیا کہ محصورین کو نکلنے کی گنجایش نہ رہی اور نہایت نزدیکی سے بعض اوقات گوپھن کے پتھر سلطان محمود کے تخت کے آگے گرتے تھے اور رجب سال مذکور کے آخر تک محاصرہ نے طول کھینچا تو راے مندلک نے مضطرب ہوکر بار بار آدمی بھیجکر تضرع وزاری سے صلح کی درخواست کی لیکن قبول نہوئی اور شروع ۸۷۵ھ آٹھ سو پچھتر ہجری مین راے مندلک وغیرہ سب راجپوتون نے عاجز وزبون ہوکر امان مانگی اور قلعہ سپرد کرکے خود قلعہ کرنال مین چلے گئے۔ اور چوری وڈاکہ زنی پیشہ کرلیا سلطان نے غصہ ہوکر زبردست فوج جوناگڈھ مین چھوڑی اور خود جاکر قلعہ کرنال کو محاصرہ کیا اور قلعہ پر بناے جنگ ڈالی اور راے مندلک کو عاجز کرکے وہ قلعہ بھی اس سے چھین لیا یہ جو ۱۹ ہزار نو سو برس سے اس کے باپ دادون کے قبضہ مین رہا تھا سلطان محمود بیگرہ نے بھی بطور سلطان محمود غزنوی کے تمام بت خانے وبت اپنے ہاتھ سے توڑے، اور بت پرستون کو قتل کرکے غازی ومجاہد ہوا اور راے مندلک وہان کی حکومت وسرزمین سے دل برداشتہ ہوکر راضی بہ تقدیر ہوا اور اپنے اپنے آدمیون کے واسطے امان چاہی سلطان کے پاس آمد ورفت شروع کی تاکہ ملازمت حاصل کرے لیکن سلطان کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ دیکھکر اسلام کا شیفتہ ہوا اور ایک روز عرض کی کہ بندہ کو حضرت شاہ شمس الدین کی صحبت سے جو پنجاب مین رہتے ہین اسلام کی محبت بیشک حاصل ہوئی تھی اور اب جو مین نے حضرت سلطان کی ملازمت پائی اور سر حقیقت دین سے آگاہ ہوا تو مجھے یقین ہوگیا کہ دین حق یہی دین اسلام ہے اب صدق واخلاص سے بدون کسی دنیاوی طمع کے دین اسلام مین داخل ہونا چاہتا ہون سلطان محمود نے نہایت خوش وبشاش ہوکر راے مندلک کو مسلمان کرکے گلے لگایا اور

اس کے ختنہ کے لیے بڑا جلسہ کیا اور اسکو توحید کی تلقین فرمائی اور چند روز کے بعد اس کو خان جہان خطاب دے کر امیر کبیر بنایا اور بہت عمدہ جاگیر عطا فرمائی اس وقت سے خان جہان اور اسکی اولاد کو اس خاندان شاہی مین کمال عزت وعروج رہا شیخ سکندر مصنف تاریخ گجرات نے راے مندلک کے اسلام لانے کا واقعہ دوسری طرح بیان کیا ہی کہ جب راے مندلک ہمراہ سلطان کے احمد آباد مین آیا تو ایک روز اس کا گزر رسول آباد کی طرف ہوا جہان حضرت شاہ عالم قدس سرہ آفتاب ولایت مقیم تھے وہین ان کا مزار مقدس بھی ہی اور خانقاہ کے دروازے پر بہت سے ہاتھی گھوڑے اور آدمیون کا ہجوم دیکھکر پوچھا کہ یہ کس رئیس و نواب کی ڈیوڑھی ہی لوگون نے کہا کہ نواب کی کیا حقیقت یہ تو حضرت شاہ عالم کا در دولت ہی۔ راے نے پوچھا کہ آخر کس سے موالات رکھتے ہین اور جاگیر کہان ہی۔ لوگون نے کہا کہ یہ سواے خدا کے کسی سے موالات نہین رکھتے اور نہ جاگیر قبول کرتے ہین بلکہ حضرت باری تعالے ہی ان کی کارسازی فرماتا ہی وہی روزی دیتا ہی یہ کسی کی ملازمت نہین کرتے۔ راے نے کہا کہ اچھا مین بھی ان کی زیارت کرون یہ کہکر سواری سے اترکر خانقاہ مین داخل ہوا جیسے ہی راے کی نظر اس نور مقدس پر پڑی بیساختہ جوش محبت مین باادب بیٹھا اور عرض کی کہ مجھے دین حق تعلیم فرمایئے حضرت نے اسلام سے سرفراز کیا اور وہ آپکے حلقہ ارادت مین داخل ہوکر نعمت عالیہ سے سربلند ہوا سلطان محمود کو منظور یہ تھا کہ اس نواح مین شعار اسلام جاری فرماوے بنابرین شہر مصطفے آباد کی بنیاد کی اینٹ اپنے مبارک ہاتھ سے رکھی اور مساجد و معابد و عمارات عالیہ و باغات و بازار وغیرہ تیار کیے اور جمیع امرا نے بھی مکانات بنوائے اور چند مدت مین وہ شہر نفیس بن گیا لیکن ملک کے چورون اور رہزنون نے جو مدتون کے شاق تھے ایسا سر اٹھایا کہ احمد آباد کا راستہ ان کے خوف سے مسدود ہوگیا سلطان نے شیخ ملک کے بیٹے ملک جمال الدین کو کہ کوتوالی لشکر و خدمت اسلحہ خانہ کی اسکے سپرد تھی محافظ خان خطاب دے کر علم و کرنائے دے کر احمد آباد کا کوتوال کیا محافظ خان نے شہر و راہون کو ایسا مضبوط و محفوظ کیا کہ چند روز مین پانچ سو رہزن جو سرگروہ تھے گرفتار کر کے سولی پر لٹکا دیے اور اس سیاست سے رہزنی و چوری تمام ملک سے یک قلم معدوم ہوگئی یہ خدمت پسند درگاہ سلطان ہوئی دیگر خدمات مثل استیفاے ممالک وغیرہ کے اضافہ سے سرفراز فرمایا اور رفتہ رفتہ وہ ایسے بڑے امرا مین ہوگیا جسکے اصطبل مین ایک ہزار سات سو گھوڑے بندھے ہوئے اور عمدہ عمدہ سپاہی اس کے نوکر ہوئے اور آخر مین اسکی قوت و شوکت یہان تک پہونچی کہ اس کے بیٹے ملک خضر نے رابعہ پاکر دایدر و سروہی سے پیشکش لیا سلطان محمود نے مصطفے آباد مین سنا کہ ایک گروہ متمرد ان نے کچھ مین جو سندھ کی سرحد ہی اپنا مسکن بناکر رہزنی پیشہ اختیار کیا اور شریعت نبوی کا التزام نہین کرتے اور بہت دوری کی وجہ سے بادشاہ دہلی کے تابع نہین ہوتے ہین سلطان عاقبت محمود نے ۸۷۹ھ آٹھ سو اناسی ہجری مین فوج لیکر

متواتر کوچ کیا اور جب مقام شور میں پہونچا تو چھ سو آدمیوں کو انتخاب کرکے تاخت کی اور ایک رات و دن میں
ساٹھ کوس طے کرکے اچانک ان کے قریب پہونچ گیا۔ وہ لوگ جو بیس ہزار کماندار تھے یہ خبر سنکر
مقابلہ پر آئے اور سلطان نے جب دور سے ان کی سیاہی دیکھی تو اتر کر ہتھیار بندی کی اور ترتیب سے
صف بستہ ہوکر ان کی طرف چلا۔ حضرت قادر ذوالجلال والاکرام کی قدرت دیکھیے کہ باوجود اس قدر
قلت کے دشمنوں پر ایسا رعب غالب ہوا کہ اپنی کثرت و قوت جسمانی و تیراندازی سب بھول گئے اور
ایسے ہراسان ہوئے کہ ان کے سردار تیغ و کفن کے ساتھ حاضر ہوکر فریادی ہوئے کہ بادشاہ ہم پر
رحم فرماوے آئندہ ہم کبھی رہزنی نہ کرینگے بادشاہ نے پوچھا کہ تمھارا دین و مذہب کیا ہے انھوں
نے کہا کہ ہم جنگلی لوگ ہیں سوائے کھانے و سونے کے کچھ نہیں جانتے ہاں جب بادشاہ عالم کی توجہ
ہمارے حال پر مبذول ہے تو امید ہے کہ سرچشمۂ اسلام سے سیراب ہوکر ترقی کریں بادشاہ نے عذر قبول
فرماکر ان کے سابقہ جرم معاف کیے (شاید ان لوگوں نے مملکت گجرات کے قافلہ پر ڈاکہ ڈالا ہوا اور
جب بادشاہ دہلی سے کچھ تدارک نہوا تو سلطان محمود نے خود ان کا قصد فرمایا واللہ اعلم) اور ان کے
بعضے سرگروہ اپنے ساتھ احمدآباد لایا اور مسلمانوں کو سپرد کرکے حکم فرمایا کہ ان کو دین توحید تعلیم
کریں اور عملدرآمد موافق اجتہاد امام ابوحنیفہ رح کے سکھلادیں۔ اور جب وہاں کے لوگوں کی آمدورفت
مصطفےٰ آباد میں جاری ہوگئی تو ان کے بیان سے معلوم ہوا کہ ولایت شور کے اس پار ایک ولایت
سندھ ہے جو بادشاہ سندھ کے تابع ہے اور بلوچ کے چار ہزار خانہ دار وہاں رہتے ہیں اور چار ہزار
ایسے تیرانداز وہاں سے مل سکتے ہیں کہ بال کا نشانہ اڑا دیں اور سب رافضی مذہب ہیں اور
کچھوں نے بھی انھیں کا رنگ سیکھ لیا ہے اور اس بیابان میں ان بدمعاشوں کی معاش فقط رہزنی
یا شکار سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی کبھی سرحد گجرات پر بھی چھاپہ مارتے ہیں سلطان سنہ ۸۸۰ آٹھ سو
اسی ہجری میں اُن کے دفعیہ کے لیے روانہ ہوا اور جب ولایت شور میں پہونچا تو حکم دیا کہ ایک ہزار
سوار دلیر چالاک دو دو گھوڑے ہمراہ لیکر ایک ہفتہ کا آب و دانہ ساتھ لیں اور دو رات میں ساٹھ کوس
طے کریں جب سلطان اس طریقے سے سندھ میں داخل ہوا تو رات کے وقت ایک صحرا میں آدمیوں اور گھوڑوں
کی استراحت کے لیے اترا تاکہ دوسرے روز اس قوم پر تاخت کرے اتفاق سے اس روز کچھ بلوچ اس
صحرا میں موجود تھے جو اونٹ چرانے لائے تھے انھوں نے واقف ہوکر فوراً سانڈنی سوار اپنی قوم
کے پاس دوڑایا اور اس قوم نے سلطان محمود کے نام سے واقف ہوتے ہی غاروں و کھڈوں میں پناہ لی
چنانچہ دوسرے روز جب سلطان وہاں پہونچا تو ان کا نشان نہ پایا۔ اتفاق تلاش سے اس طرح کے کچھ بہادر
لوگ ہاتھ آگئے جنھوں نے پتہ بتا دیا اور سلطان نے ان رہزنوں کو غاروں سے نکال کر ہلاک کیا اور ان کے
اموال و اثاثہ پر قبضہ کر لیا۔ جب سلطان نے واپسی کا قصد کیا تو ارکان دولت نے عرض کی کہ ہم لوگوں سے

نام نہیں

بڑی مشقت سے یہان پہونچکر اس ولایت کو صاف کیا ہی مناسب یہ کہ یہان اپنا داروغہ وحاکم مقرر فرمایئے
سلطان نے فرمایا کہ ملکہ سلطانہ بیگم مخدومہ جہان اسی ملک کی شاہزادی ہی لہذا صلہ رحم کی رعایت سے
مین اس ملک پر قبضہ نہین کرتا پھر وہان سے مصطفےٰ آباد واپس آیا۔ چونکہ مدت سے سلطان سنتا تھا
کہ بندر جگت مین بت پرستی کا زور بہت ہی اور وہان کے برہمن مسلمانون سے سخت تعصب
وعداوت رکھتے ہین سلطان کا قصد تھا کہ اس طرف جاوے لیکن عزم نہ فرماتا تھا اتفاق سے
مولانا محمد سمرقندی جو علماے عصر سے تھا اور سلاطین بہمنیہ کی خدمت مین عمر بسر کر کے ایام پیری مین
رخصت لیکر مع اہل وعیال وتمام عمر کا اندوختہ مال لیے ہوئے بندر ہرموز کی راہ سے وطن جاتا تھا
لیکن راہ مین جب کشتی بندر جگت کے سامنے پہونچی تو وہان کے راجہ بھیم نے اپنے مذہب کے
برہمن پنڈتون کے فتوے کے موافق مسلمان مسافرون کا قتل وغارت کرنا ثواب سمجھکر
مع فوج وعوام کے حملہ آور ہوا اور غالب ہوکر ثواب کے واسطے بہت سے مسلمانون کو قتل کیا اور
عورتون کے حق مین بحالت اسیری بے ناموسی کی اور بکثرت عورتین قید کرلین از انجملہ ملاے موصوف
کی زوجہ تھی اور ملا محمد مع اپنے دو چھوٹے بیٹون کے بمشکل تمام سروپا برہنہ مصطفےٰ آباد مین پہونچا
اور بادشاہ سے یہ دردناک سانحہ مفصل عرض کر کے کہا کہ آپ ایسے بادشاہ کے جوار مین کافرون کا ایسا
ظلم وستم کب جائز ہوسکتا ہی۔ سلطان نے مولانا کو احمد آباد بھیجکر وظیفہ مقرر کردیا اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھیے
کہ انشاءاللہ تعالے تمھاری سبب وہ تم کو مل جائیگی اور اپنے امرا وارکان دولت کو جمع کر کے کہا کہ اگر
قیامت کے روز مجھسے سوال ہو کہ تیرے جوار مین کفار اس قدر جور وستم مسلمانون پر کرتے تھے اور تم نے باوجود
قدرت کچھ نہ کیا تو تم کیا جواب دے سکتے ہو۔ امرا اگرچہ ہر سالہ کوچ وسفر کی تکالیف سے متنفر تھے پھر
بھی ناچار بولے کہ ہم فرمانبردار ہین اور ایسے ظالم بیرحم کافرون کو دفع کرنا واجب ہی لہذا سلطان نے سامان
سفر کر کے جگت کی طرف کوچ کیا اور منزلین دشوار گذار طے کر کے قلعہ جگت پر پہونچا جہان ایسے برہمن شیطان صفت
جمع تھے اور جب تکبیر کی آواز پہونچی تو وہ ظالم بیدین متحیر ومبہوت ہوئے اور جس طرح بن پڑا جزیرہ سنت مین
بھاگ گئے اور سلطان نے قلعہ جگت مین داخل ہوکر چار ماہ اقامت کی چونکہ اس نواح مین سانپ
وبچھو وشیر وبھیڑیے نہایت کثرت سے تھے جو عوام الناس کو سخت نقصان پہونچاتے تھے غازیون نے
کفار بدکار کے ہمجنس بہت سے سانپ وغیرہ مارے چنانچہ جہان سراپردہ شاہی تھا خاص وہان ایک
پہر کے عرصہ مین سات سَو سانپ مار ڈالے تو باقیون کو اسی پر قیاس کرو سلطان نے جگت کا بتخانہ توڑکر
مسجد بنائی اور اس مدت مین جب بکثرت کشتیان تیار ہوگئین تو قم لات جنگ ومردان جنگی سے آراستہ کر کے
جزیرہ سنت پر چڑھائی کی اور کافرون نے بیس مرتبہ دریا مین لڑائی ڈالی آخر غازیون نے حملہ کر کے کافرون کو
ہٹایا اور جزیرہ مین اترکر حصار سنت فتح کیا اور بکثرت راجپوت مارے گئے اور ان ظالمون کا سرغنہ راجہ

بھیم کسی ترکیب سے کشتی پر بیٹھکر بھاگا اور سلطان محمود نے بھی اس کے تعاقب مین فوج روانہ کی اور خود شہر بیت مین داخل ہوئے اور جماعت مسلمانون کو قید کفار سے نجات دی اور وہان سے بکثرت غنیمت ہاتھ آئی اور بہت رہزن و ڈاکو قید ہوئے اور فرحة الملک امیر کبیر کو وہان کا حاکم کیا اس عرصہ مین تعاقب کرنے والے راجہ بھیم کو گرفتار کر لائے اور بارگاہ کے سامنے کھڑا کیا۔ سلطان نے مراسم شکر ذوالجلال ادا کر کے مصطفے آباد کی طرف معاودت کی اور حکم دیا کہ فرمان لکھکر ملا محمد کو احمد آباد سے بلاؤ۔ ہنوز فرمان لکھا نہ گیا کہ ملا محمد خود آ گئے اور سلطان نے بہت خوش ہو کر ان کی بی بی ان کو سپرد کی اور راجہ بھیم کو بھی اسی طرح زنجیر مین مقید اُن کے حوالہ کیا کہ جو چاہو کرو چونکہ مولانا کو اس کی طرف سے سخت اذیت پہونچی تھی عرض کی کہ حضور اسکو محافظ خان کے پاس روانہ فرما دین تاکہ احمد آباد مین تشہیر ہو کر عبرت کے واسطے قتل کیا جاوے۔ چونکہ سلطان بھی اس ظالم رہزن کو اسی قابل سمجھتے تھے لہذا درخواست منظور فرما کر اسکو احمد آباد بھیجا کہ وہان بموجب التماس مولانا اپنی سزا کو پہونچا کہتے ہین کہ جن دنون سلطان محمود شہر مصطفے آباد کی تعمیر مین سرگرم تھا گجرات کے لوگ ہر سال کشمکش سے تنگ آئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ احمد آباد چھوڑ کر کوہستان مصطفے آباد مین جا کے سکونت تلاش کرنی چاہیے اور صغیر و کبیر اس سے نالان ہوئے سلطان محمود نے اس بات کو سمجھ کر مصطفے آباد سے کوچ کیا اور احمد آباد مین آکر ممالک کا ضبط کرنا امرا کے سپرد کیا اور خود ولایت کرنال کی مضبوطی اختیار کی چنانچہ بہارالدین عماد الملک کو سونکھر کا حاکم کیا اور فرحة الملک کو حاکم جگت و تبت کیا اور نظام الملک کو حاکم مایر کیا اور خداوند خان وزیر الممالک کو شاہزادہ مظفر کا اتابک قرار دے کر احمد آباد مین چھوڑا اور خود مع ایک جماعت امرا کے مصطفے آباد مین جا کر باغات و بساتین و عمارات بنانے مین مشغول ہوا اور چند روز کے بعد خداوند خان و رامے رایان و دیگر امرا نے اتفاق کیا کہ شہزادہ مظفر کو تخت احمد آباد پر بٹھا کر سلطان محمود کو معزول کرین پس عید رمضان کے بہانہ سے عماد الملک و دیگر امرا کو احمد آباد مین بلا کر خلوت مین عماد الملک سے قرآن ہاتھ پر رکھکر راز فاش نہ کرنے کی قسم لیکر اس بھید سے مطلع کیا چونکہ اس وقت عماد الملک کا لشکر تھانہ مین تھا اسنے بظاہر قبول کیا اور روز عید تک کی مہلت چاہی اور فی الفور معتمد آدمی بھیجکر لشکر طلب کر لیا جو عید سے پہلے ہی احمد آباد مین آ گئے۔ عید کے روز عماد الملک نے فوجین آراستہ کین اور شاہزادہ کے دربار مین جا کر حسب معمول اس کو نماز کے لیے باہر لایا اور بعد نماز کے بحفاظت تمام شہر مین پہونچایا اور خداوند خان وغیرہ جو اس روز اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر آمادہ تھے عماد الملک کے برتاؤ سے کچھ سمجھ کر خاموش رہے گویا کچھ بات ہی نہ تھی اور قیصر خان نے جو سلطان کے مقربین سے تھا یہ پراگندہ افواہین سُنکر خلوت مین سلطان سے یہ حال عرض کیا سلطان نے دوست و دشمن کے امتحان کے لیے مجمع مین کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ حج کو جاؤن غرض یہ تھی کہ جو موافقت کرے کہ خوب ہے وہ دشمن ہے پھر جہازات تیار کیے اور کئی لاکھ تنگہ عمال کو

اشیاے ضروری خریدنے کے لیے دیے اور خود مصطفےٰ آباد سے کھول گیا اور کشتی مین سوار ہو کر بندر کھمبایت مین اترا اور جب یہ خبر احمد آباد مین پہونچی تو تمام امرا مع شہزادہ کے خدمت مین حاضر ہوئے سلطان محمود نے جس روز اکثر امرا حاضر تھے فرمایا کہ اب چونکہ شہزادہ بڑا ہو گیا ہی اور امرا بھی اُس کے حسب دلخواہ تربیت یافتہ ہین میرے دل مین آتا ہی کہ مہمات سلطنت ان کے سپرد کر کے خود سعادت حج حاصل کرون عمادالملک نے کہا کہ ایک بار سلطان والاشان احمد آباد کو تشریف لے چلین پھر جو کچھ راے عالی ہو مناسب ہی سلطان کچھ سمجھ کے احمد آباد مین آیا اور ایک روز فرمایا کہ جب تک حج کی اجازت نہ دو گے کھانا نہ کھاؤنگا۔ اُمرا نے جانا کہ یہ امتحان ہی سب چپ ہو رہے۔ عمادالملک نے عرض کی کہ بندہ زادہ بھی بڑا ہو گیا ہی امیدوار ہون کہ میری جگہ اس کو دے کر مجھے خدمت سے جدا نہ فرمایا جاوے سلطان نے فرمایا کہ خوب ہی اگر میسر ہو لیکن مہمات سلطنت بغیر تمھارے چل نہین سکتے اور جب آفتاب سر پر آگیا یعنی دوپہر ہو گئی اور سلطان بھوکے ہوئے تو عمادالملک کے کہنے سے نظام الملک نے جن کی داڑھی سفید تھی بادشاہ سے عرض کی کہ پہلے سلطان والاشان قلعہ چنپانیر کو حفاظت اہل حرم و خزانہ کے لیے فتح فرمادین پھر بخیر و خوبی سعادت حج حاصل کرنے جادین سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا اور طعام طلب فرما کر نوش کیا اور چند روز عمادالملک سے بات نہ کی عمادالملک نے خلوت مین عرض کیا کہ اس بندہ بے قصور کو بے عنایتی کا سبب ظاہر نہین ہوتا۔ سلطان نے فرمایا کہ جب تک حقیقت حال نہ کہے گا تجھ سے بات نہ کرونگا۔ عمادالملک نے کہا کہ مین نے مصحف مجید کی قسم کھائی تھی لیکن لاعلاج ہو کر عرض کرتا ہون کہ حقیقت حال یون ہی۔ سلطان نے تحمل کیا اور خداوندخان کو کچھ آزار نہ پہونچایا سواے اس کے کہ اپنے ایک کبوتر کا نام خداوندخان رکھا۔ اور مدت کے بعد پٹن گیا اور وہان سے عمادالملک اور قیصرخان کو جانور وساجور مسخر کرنے کے لیے روانہ کیا جب یہ دونون روانہ ہو کر درگاہ حاجی رجب کے پاس اُترے تھے تو خداوندخان کی بدبختی نے اپنا کام شروع کیا یعنے اس کے بیٹے مجاہدخان نے اپنے خالہ زاد بھائی صاحب خان کو ساتھ لیا اور رات کو قیصرخان کے ڈیرے مین گھس کر اس کو قتل کیا اس علت مین کہ اس نے چغلی کھائی تھی سلطان کو گمان ہوا کہ یہ کام ازدرخان نے کیا ہی جس کو قیصرخان سے عداوت تھی لہذا اس کو گرفتار کر کے مقید کیا۔ اتفاق سے مجاہدخان و صاحب خان خود بخود متوہم ہو کر بھاگ گئے اور بادشاہ کو حال کھل گیا تو ازدرخان کو رہا کیا اور خداوندخان کو مقید کر کے سپرد موکل کیا اور احمد آباد واپس آئے۔ اس عرصہ مین عمادالملک نے بیمار ہو کر قضا کی اور اس کے بیٹے اعتبارالملک نے باپ کی جگہ پائی اور مقرب ہو کر باشغال وزارت سرفراز ہوا اور اُس کی وزارت ایسی چلی کہ خاص و عام اس کے یہان حاضر ہوتے تھے سلطان محمود اس کے بعد مصطفےٰ آباد مین آکر مدت تک رہے اور ماہ رجب سنہ ۸۸۷ھ آٹھ سو ستاسی ہجری مین قصد کیا کہ کچھ لوگ وہان چھوڑ کر چنپانیر فتح کرنے جاوین راستے مین خبر ملی کہ ملیبار یولت

نے بہت سی کشتیان بنا کر سمندر مین رہزنی اختیار کی ہی سلطان نے قصد چنپانیر چھوڑ کر چند جہازات پر مردان جنگی
و آلات توپ و تفنگ و تیر مہیا کر کے اپنے ساتھ لے کر ملیباریون پر چڑھائی کی وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے اور
گجراتیون نے تعاقب کر کے ان کی چند کشتیان گرفتار کین اور غنیمتین لیکر واپس آئے اور سلطان بھی پلٹ کر
احمد آباد مین آگئے۔ اس سال گجرات مین بارش نہونے سے سخت قحط پڑا اور بکثرت آدمی بے قوتی سے ہلاک
ہوئے اور رعایا کی حالت بہت خراب ہوگئی سلطان نے اسی سال ستاسی کے غرہ ذی القعدہ مین چنپانیر فتح کرنے
کے لیے چڑھائی کی۔ یہ حصار بہت بلند پہاڑ پر آسمان سے باتین کرتا ہی اور اسی سطح کوہ پر دوسرا پہاڑ اس سے
بھی بہت بلند ہی اس پر گچ و پتھر سے دیوار مستحکم بنا کر مضبوط برج بنائے گئے تھے اس کا حاکم راے پتاہی راجپوت
تھا اور ہزارون برس سے جس کی ابتدا لوگون کو یاد نہین ہی اس کے باپ دادے حکومت کرتے چلے آتے تھے
چونکہ ساٹھ ہزار سوار و پیادے اُن کے ملازم تھے تو تکبر کے ساتھ کسی کی فرمانبرداری نہین کرتے تھے جب
راے پتاہی کو وہان کی حکومت حاصل ہوئی تو اس نے کمال غرور سے گجرات کے علاقہ رسول آباد پر کئی بار تاخت
کی اور وہان کے لوگون کو مسلمان ہونے کی وجہ سے بہت ایذا پہونچائی اور بکثرت مسلمان قتل کیے۔
آخر سلطان محمود انار اللہ برہانہ نے چڑھائی کی اور جب قصبہ بڑودہ مین پہونچے تو راے پتاہی مضطرب
ہوا اور متعصب برہمنون کو بہت ملامت کی اور ایلچیون کو بھیجکر یہ التجا تمام معافی مانگی اور اقرار پیشکش پیش کیا
وہ قبول نہوئی اور عضد الملک و تاج خان و بہرام خان آگے بڑھے اور ساتوین صفر ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی
ہجری مین مورچہ بنا کر پہاڑ کے نیچے اترے اور راجپوت بھی نکلکر روز لڑتے اور قلعہ مین چلے جاتے تھے
سلطان نے ہوشیاری سے خیال کیا کہ شاید بادشاہ غیاث الدین صاحب مالوہ اس کی مدد پر آمادہ ہو
لہذا بڑودہ سے کوچ بہ کوچ روانہ ہوکر چنپانیر طے کر کے موضع کرنا ہی مین جو مالوہ کی راہ پر ہے مقام
فرمایا۔ راے پتاہی نے نہایت اضطراب سے دوبارہ اپنے حاجب اور سونے کے دو ہاتھی اور دیگر
تحف و نفایس بھیجکر بہت تضرع و زاری کی کہ میرا گناہ معاف ہو۔ سلطان نے وہ بھی منظور نہ کیا
تب راے پتاہی نے اطراف کے راجاؤن سے مدد مانگی اور فوج کثیر جمع کر کے قلعہ سے اترا اور
مورچون پر دھاوا کر کے ان کو درہم برہم کر دیا اور بڑھکر سلطان کے مقابل صف آرا ہوا سلطان
نے جناب باری تعالے مین التجا کر کے فوج آراستہ کی اور کفار سے سخت مقابلہ ہوا راجپوت بھی
جان توڑ کر لڑے آخر بہت مارے گئے اور راے مذکور شکست فاحش اُٹھا کر بھاگا اور دس بارہ ہزار
راجپوتون سے قلعہ مین داخل ہوا اور سلطان محمود نے قلعہ کے نزدیک ہوکر چارون طرف سے ملاحظہ
فرمایا اور ہر ایک موقع پر امرا کو مورچل پر مقرر فرما کر محاصرہ کی تاکید فرمائی اور خود موضع کریاری مین دوٹ
گیا اور سید بدہ کو راہ کی حفاظت و رسد لانے کے لیے مقرر فرمایا۔ اتفاقاً ایک روز رسد پر راجپوت
ٹوٹ پڑے اور مسلمانون کو قتل کر کے رسد لے گئے۔ سلطان نے خشمناک ہوکر محاصرہ کا دایرہ تنگ

کر دیا اور حکم دیا کہ ساباط قلعہ تک پہونچاؤ۔ راے پناہی نے بالکل عاجز ہوکر اپنے وزیر جنگ سورگہ کو سلطان
غیاث الدین خلجی کے پاس مالوہ بھیجا اور بہایت منت والحاح سے مدد مانگی اور ہر کوچ کے عوض ایک
ایک لاکھ تنکہ نقرہ قبول کیے۔ سلطان غیاث الدین اپنا لشکر آراستہ کرکے روانہ ہوا اور موضع نعلچہ
مین اترا سلطان محمود یہ خبر سنکر افروختہ ہوا اور امرا کو جا بجا محاصرہ کے واسطے تاکید فرماکر خود صاحب مالوہ
کے مقابلہ کے واسطے بڑھا اور جب قصبۂ دھور تک پہونچا تو وہان خبر پہونچی کہ سلطان غیاث الدین نے علما
سے پوچھا کہ جب بادشاہ اسلام کسی قلعہ کفار کا محاصرہ کرے تو کیا شرع مین روا ہے کہ ہم کفار کی مدد کرین
علمار نے کہا کہ ہرگز روا نہین ہے لہذا اسی وقت سر در واپس ہوکر مندو چلا گیا ہے سلطان محمود نے خوش ہوکر
کچھ تعرض نکیا اور جنپانیر جو ابتک محصور تھا واپس آکر قصبہ مین جامع مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنیاد ڈالدی جس
سے ہر کس وناکس کو یقین ہو گیا کہ سلطان بغیر قلعہ فتح کیے نہ جاوینگے بالضرور سب نے محاصرہ وفتح کے
واسطے اہتمام کیا اور سب سے پہلے وہ ساباط تیار ہوگئی جو سلطان نے اپنے اہتمام مین لی تھی اور اُسکے
ساتھ ہی سلطان کے غلام خاص ایاز نام کی ساباط پوری ہوئی ایک روز خاصہ خیل کے سپاہیون نے
ساباط سے دیکھا کہ صبح کے وقت اکثر راجپوت بیجانہ بھرنے و مُنھہ دھونے چلے جاتے ہین اور مورچہ
مین چند آدمی رہجاتے ہین سلطان نے فرمایا کہ ساباط خاص سے کچھ خاصہ خیل والے قلعہ مین گھس پڑین
شاید قلعہ فتح ہو لہذا قوام الملک سرجاندار و لشکریون نے قلعہ مین داخل ہوکر جماعت کثیر مار ڈالی اور
جب راجپوتون نے واقف ہوکر ہجوم کیا تو ان کو بھی بقدرت حق عزوجل مغلوب کرکے حصار دوم
کے دروازہ تک بھگا دیا۔ اتفاق سے چند روز پہلے مغربی جانب بڑی توپ کے گولہ سے بڑے
قلعہ کی دیوار مین رخنہ پڑ گیا تھا اس جنگ کے وقت سلطان کے خاص غلام ایاز نے موقع پاکر کچھ
سپاہیون کو ساتھ لیا اور رخنہ مذکور پر پہونچ گیا اور اس راہ سے گھس کر کوٹھون کے راستہ سے اُس
چھت پر آیا جس کے نیچے قلعہ کا بڑا دروازہ تھا اس وقت سلطان محمود نے ساباط پر اہل اسلام کا خیال
کرکے معبود کبریا عزوجل کی جناب مین سجدہ کرکے فتح ونصرت کی دعا مانگی اور فوج کمک کے لیے
مقرر فرمائین۔ راجپوتون نے متحیر ہوکر حقہ بارود اُن سپاہیون پر مارا جو دروازہ قلعہ پر جنگ مین مصروف
تھے اگر وہ پڑتا تو ضرور خاصہ خیل والے ہلاک ہوجاتے مگر نصرت و لطف الٰہی شامل حال تھا کہ وہ حقہ
بارود ہوا کے جھونکے سے اُلٹ کر راے پناہی کے صحن مین گرا اور آگ لگ گئی۔ راجپوتون نے یہ حال دیکھکر
اپنی بربادی پر یقین کیا اور زبردستی اپنی عورتین و بچے پکڑکر اسی آگ مین جھونک دیے اور ہتھیارون
سے مسلح ہوکر موت کی لڑائی لڑنے لگے اور صبح کو تاریخ دوم ذی القعدہ ۸۸۹ھ آٹھ سو نواسی ہجری مین
مغلوب ومقہور ہوگئے اور سپاہ اسلام نے غلبہ کرکے قلعہ کا بڑا دروازہ توڑ ڈالا اور قلعہ مین گھسکر
بسر مقاتل کو تہ تیغ کیا اور سلطان کا علم اس دروازہ پر بلند ہوا اور سب راجپوت حصار کے بڑے حوض پر

مجتمع ہوئے اور اس مین نہا کر مرنے پر آمادہ ہوئے کیونکہ بے گناہ بال بچون کو ہلاک کرنے کے بعد سلطان کی عفو سے نا امید تھے اور فوج اسلام مین سے ایک جماعت نے شوق شہادت مین اُن کا مقابلہ کیا اور بہت لوگ شہید ہوئے اور سب راجپوت بھی مارے گئے سوا راے بناہی اور ڈونگرسی اور سورگہ وزیر کے کہ یہ لوگ زخمی گرفتار ہوئے اور سلطان نے اُن کو معالجہ کے واسطے سپرد کیا اور شکر حق عز وجل ادا کرکے قلعہ کے نیچے ایک شہر آباد کرنے کا حکم دیا اور اس کو بنام سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد آباد موسوم کیا اور راے بناہی سے پوچھا کہ تم نے لڑائی کی نوبت یہان تک کیون پہونچائی اس نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ راج مجھے میراث ملا تھا اور مین بھی یہین پیدا ہوا تھا لاچار تمام لوگون کے طعن وتشنیع سے بچات کے لیے مین نے اپنا مرنا گوارا کیا کہ یہ نہ کہا جاوے کہ باپ دادون کی جگہ کھوئی۔ اور گروہ نامردون مین شامل ہوا۔ بادشاہ نے یہ سنکر اُس کی بہت تعریف کی اور اُس کی عزت وتکریم کے لائق سب سامان مہیا کر دیا۔ جب وہ زخمون سے اچھا ہوگیا تو رسول آباد کے بہت لوگون نے جو اس کے تیغ ظلم سے ناحق قتل ہوئے تھے دادخواہ ہوئے۔ سلطان نے علماء سے پوچھا کہ اس کے بچنے کی کوئی صورت ہے۔ اُنھون نے فرمایا کہ اگر یہ مسلمان ہوجاوے تو ممکن ہے بادشاہ نے اس کو سمجھایا اور وعدہ دیا کہ اگر دین حق منظور کرے تو مین اس کو امارت وراج عطا کرون۔ اس نے محض انکار کیا اور بادشاہ نے باوجود اسکے پانچ مہینہ تک اس کو قید رکھا اور ہر طرح سے سمجھایا مگر اس نے کہا کہ میری حمیت مقتضی نہین ہے کہ مین اس کو قبول کرون ناچار سلطان نے اس کو مع وزیر کے قصاص مین قتل کر دیا پھر سلطان نے مصطفے آباد اپنے چھوٹے شہزادہ خلیل خان کے سپرد کیا اور خود شہر محمد آباد کی تعمیر مین اہتمام فرمایا اور فتح حصار سے پہلے جس مسجد جامع کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے بے شمار ستون تھے پورے اہتمام سے تمام کی اور مدت کے بعد ۹۱۴ھ نوسو چودہ ہجری مین اس کے محراب کے سامنے نہایت خوبصورت منبر بنایا۔ ایک عزیز نے اسکی تاریخ یون لکھی ہے ؎

حضرت شاہ عاقبت محمود	آن سلاطین پناہ دین پرور	پیش محراب مسجد از تعظیم
منبرے ساخت خوب وخوش منظر	سال تاریخ منبر ومحراب	قلمی شد بخطبہ ومنبر

جس سال چنپانیر فتح فرمایا اسی سال ایک معتمد کو احمد آباد روانہ کرکے حکم دیا کہ اس شہر کے گرد شہر پناہ وبروج وقلعہ تیار کرین۔ چنانچہ اس کی تاریخ بھی ایک فاضل نے اس آیت مین پائی مَن دَخلہ کانَ آمِنا۔ حضرت سلطان محمود انار اللہ برہانہ کے اعمال خیر وآثار پسندیدہ اکثر خلوص کے نمونہ ہین جو بادشاہون کو کمتر نصیب ہوئے از انجملہ ۹۰۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری مین سوداگرون کی ایک جماعت محمد آباد مین پہونچی اور انھون نے فریاد کی کہ ہم لوگ چارسو گھوڑے واسباب تجارت لاتے تھے آبو کے راجہ نے قلعہ سے اُتر کر ہم پر تاخت کی اور گھوڑے مع اسباب لوٹ لے گیا اور ہمکو ٹکڑون کا محتاج کر دیا۔ سلطان اُنکی آہ وزاری سے دردمند ہوا اور حکم دیا کہ سوداگرون کو گھوڑے واسباب کی قیمت خزانہ سے دے دیجاے اور خود سامان سفر کرکے

اس طرف روانہ ہوا اور دوسری منزل پر مقام کرکے راجہ آبو کے نام فرمان لکھا کہ مین نے سن لیا کہ تمنے بیچارے سوداگرون کے گھوڑے و اسباب جو سرکار خاصہ کے واسطے لائے تھے بظلم سب لوٹ لیا ہی لہذا فرمان پہونچتے ہی جو کچھ تمنے لیا ہی بجنسہ واپس کرو اور سوداگرون کو راضی کرو اور اگر اسکے خلاف ہوا تو قہر بادشاہی کے منتظر رہو جو قہر آلہی جل جلالہ کا کمتر نمونہ ہی یہ فرمان انھین سوداگرون مین سے ایک جماعت کے ہاتھ روانہ فرمایا راجہ اس فرمان سے آگاہ ہوتے ہی ڈر گیا اور سوداگرونکا استقبال کرکے بہت تکریم و تعظیم کی اور تین سو ستر گھوڑے مع دیگر اسباب کے جو بجنسہ موجود تھے سوداگرون کے سپرد کیے اور باقی گھوڑے و اسباب جو تلف ہوا تھا اسکی اعلےٰ قیمت دیکر انکو راضی کیا اور اپنا ایلچی مع پیشکش کے سوداگرون کے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا اور اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ عفو خطا کے بعد امیدوار ہون کہ حضرت بادشاہی کے ملازمون مین قبول فرمایا جاؤن۔ بادشاہ نے عرضی منظور فرمائی اور وہان سے محمد آباد تشریف لائے اور اس کے گرد برج دوبارہ بہت مستحکم تیار فرمائے سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین بہادر گیلانی نے جو بعض امراے سلطان محمود بہمنی کا نوکر تھا بغاوت کرکے بلگام و کوہ اور دابل وغیرہ ولایت دکن پر قبضہ کرکے اکثر ولایت دکن پر غالب ہوا دس بارہ ہزار سوار سرحد گجرات پر کشتی سے بھیجے اور لوٹ مار سے بہت خرابی کی یہان تک کہ چند جہاز خاصہ سلطانی پر قبضہ کرکے بندر مہائم جلا کر غارت کیا اور چاہا کہ اس کو مسخر کرے۔ سلطان محمود گجراتی نے صفدر الملک کو اس کے لشکر کے ساتھ دریا کی راہ سے مقرر کیا اور قوام الملک سردار خاصہ خیل کو مع ایک جماعت خاصہ خیل کے خشکی کی راہ سے مہائم روانہ کیا اور صفدر الملک کے جو جہاز وہان تھے وہ پیش قدمی کرکے حوالی مہائم مین پہونچے لیکن اتفاق سے طوفانی ہوا اس شدت سے چلنے لگی کہ سمندر کی موجون مین انکا ٹھہرنا دشوار ہوا اور بیڑہ ملوٹ کے متفرق ہوگیا اور موجون کی شدت سے جو جہاز ساحل کے قریب تھے انھون نے بہادر گیلانی کے آدمیون سے جو ساحل مہائم پر مقیم تھے امان چاہی اُنھون نے منظور کی لیکن جب یہ لوگ ساحل کے قریب ہوگئے تو ان کو معلوم ہوا کہ بہادر گیلانی والے غدر کا ارادہ رکھتے ہین لہذا مستعد قتال ہوئے اور اہل غدر سے ایسا سخت مقابلہ کیا کہ سمندر دریاے خون بن گیا لیکن اضطراب امواج سے بالآخر مغلوب ہوئے اور صفدر الملک مع بعض معتبرین کے گرفتار ہوگئے اور سب کشتیان دشمنون کے تصرف مین آگئین اور قوام الملک جب تک مہائم پہونچین دشمن اپنا کام کرکے بہادر کے پاس چلتے ہوئے۔ قوام الملک نے وہان توقف کرکے سلطان محمود کو عرضی بھیجی کہ یہ بندہ درگاہ چاہتا ہی کہ بہادر سے انتقام لے لیکن راستہ بادشاہ دکن کے ملک سے ہی بدون اسکے بہادر تک رسائی ممکن نہین لہذا جیسا حکم ہو بجا لاؤن۔ سلطان نے ایلچی مع خط کے سلطان محمود بہمنی کے پاس دکن روانہ کیا اور بادشاہ بہمنی نے حق جوار کی رعایت کرکے باوجود تسلط امرا کے وباوجود تزلزل سلطنت کے بذات خود لشکر بہادر گیلانی پر لیجا کر اُس کو مار کر صفدر الملک کو مع جہازات و تحفہ و ہدایاے نفیسہ کے اس امید پر بادشاہ گجرات کے پاس مع خط خاص روانہ کیا کہ بادشاہ گجرات مدد کرکے اس کو اس کے امراء کے تسلط سے نجات دے۔ چونکہ اس کے معاملہ کی اصلاح غیرممکن ۲۰

نظر آتی تھی بنابرین بادشاہ گجرات نے تغافل و تساہل کیا۔ اور سنہ ۹۰۱ نو سو ایک ہجری مین رائے ایدر کے علاقہ راکری پر چڑھائی کی جب بادشاہ اس سرحد مین پہونچا تو رائے ایدر بے گفتگو خود بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور چار سو گھوڑے اور چار لاکھ تنگہ طلا و بکثرت ہتھیار و نفائس شاہانہ پیش کرکے جزیہ قبول کیا اور بہت تملق و چاپلوسی کرکے اپنی ولایت کو بچا لیا سلطان محمود نے محمود آباد مراجعت فرمائی سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری مین سلطان محمود نے اپنی مملکت کا دورہ اس غرض سے کیا کہ حالات سپاہی و رعیت اور عمال کی تعریف و شکایت معلوم کرے اور اس معاملہ مین انصاف کا علم نوشیروان سے بھی اونچا قائم کیا۔ اور مرکز دولت مین واپس گیا اور سنہ ۹۰۴ نو سو چار ہجری مین الف خان بن الف خان نے جو اس خاندان کا غلام زادہ تھا بغاوت کی اور امیر قاضی خان جو سلاطین بہمنیہ کے امراء مین سے گجرات چلا آیا اور یہان بھی امیری پر سرفراز تھا" اس غلام زادہ کے دفعیہ کو مقرر ہوا اور اس کو جنگلون و پہاڑون مین بھگاتا پھرا آخر وہ سلطان پور کے راستہ سے مالوہ مین بھاگ گیا اور وہان سے تو لنامہ حاصل کرکے گجرات واپس آیا لیکن چندہی روز بعد خواہ موت سے یا زہر سے مر گیا سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری مین قاضی پیر مع بعضے امراء کے عادل خان بن مبارک خان فاروقی کے سر پر (جس نے مدت سے باج و خراج نہ دیا تھا) مقرر ہوا اور خاندیس مین داخل ہو کر تاراج کرنے لگا عادل خان نے لاچار ہو کر عماد الملک حاکم برار سے مدد مانگی اور نہ پائی تو مدتہائے گذشتہ کا مال مع نفائس لیکر چنپانیر مین سلطان محمود کی خدمت مین حاضر ہوا اور چند روز مین معزز و مکرم واپسی کی اجازت پائی اور بعضے کہتے ہین کہ اس مہم مین خود سلطان محمود دریائے ٹپتی تک پہونچے تھے کہ عادل خان نے پیشکش بھیجکر عذر خواہی کی اور سلطان محمود نے رشتہ داری کا خیال کرکے عفو کیا اسی وقت مین دولت آباد کے قلعہ دار ملک اشرف اور ملک وجیہ نے عرضی بھیجکر اظہار کیا کہ سلطان بہمنی تو امیر برید ترک کے قبضہ مین مسخر ہو گیا اور یہ قلعہ ہم دونون کے قبضہ مین آیا ہے اور احمد نظام الملک اس کی طمع مین ہر سال اس پر لشکر کشی کرتا ہے اور بالفعل بھی محاصرہ کیے ہے اگر سلطان اس قلعہ کو اپنی مملکت مین تصور فرما کر معاونت فرما دین تو ملازمت مین حاضر ہو کر اپنے دسترس کے لائق نذرانہ پیش کرین۔ سلطان نے دکن کی طرف رخ کرکے دو تین منزل پر مقام کیا۔ نظام الملک بحری نے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر جنیر کی طرف کوچ کیا اور دولت آباد والے شاہی نذر لیکر حاضر ہوئے اور سلطان دو نون کام کرکے محمد آباد مین آ گئے۔ چند روز بعد رفیع الدین محمد بن مرشد الدین صفوی کہ زہد و علم سے موصوف تھے اپنے والد کے طریقہ پر گجرات مین آئے اور محمد آباد مین مجلس سلطانی کو اپنے نور حضور سے منور فرما کر مسند عزت پر قائم ہوئے سلطان محمود نے ان دنون دیدۂ بصیرت سے خاندان سلاطین بہمنیہ پر توجہ کی کہ کس طرح امرائے بے وفا نے تسلط کرکے سلطنت کو مٹایا اور جا بجا طوائف الملوکی قائم کر لی اس سے سلطان کو پیش بینی کرنی پڑی چنانچہ سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری مین احمد آباد مین آئے اور تدبیر حکمت عملی سے بہت سے امرائے صاحب اقتدار کو جن کی ذات سے شرارت و دعوئے سلطنت کی بو پائی معزول یا مقتول کر

اُن کے بجائے دوسرے باوضع قائم کیے تاکہ آیندہ اس کی اولاد کے ساتھ سرکشی ومخالفت نہ کرسکین ؎ رخنہ گر ملک
سر افگندہ بہ + لشکر بدعہد پراگندہ بہ + سر نہ کشد شاخ نوازسر وبن + تا نزنی گردن شاخ کہن + سنہ ۹۱۳ نوسوتیرہ ہجری
مین سلطان کو محمد آباد دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا اور وہان تشریف لائے دو تین ماہ سے زائد ہنو ا تھا کہ
یہ خبر پہونچی کہ امسال کفار فرنگ نے ساحل پر ہجوم کرکے چاہا کہ قلعجات بنادین اور آباد ہون اور سلطان روم
نے اپنے دشمنون کی یہ خبر پاکر چند جہازات رومی بقصد جہاد ان کو روکنے کے لیے روانہ کیے ہین چنانچہ چند
جہازات رومی گجراتی بندرون مین بھی آئے ہین سلطان محمود نے بھی چند جہاز مجاہدین کے بندر دلسی اور دمن
وبندر رہائم مین روانہ کیے اور جب خطہ دمن مین پہونچے تو اپنے غلام خاص ایاز کو جو امیر الامرا وسپہ سالار
تھا بندر دیپ سے چند کشتیان فوج وسامان جنگ سے آراستہ دیکر کفار پر جہاد کے لیے روانہ کیا اور رومی
بڑا جہاز جو اسی غرض سے آیا تھا سپہ سالار ایاز کے ساتھ ہوا اور بندر چیول پر جاکر فرنگیون سے مقابل ہوا
اور عین جنگ مین مسلمانون کے توپ گولہ سے فرنگیون کا بڑا جہاز جس پر ان کا امیر البحر اور ایک کرور
کا مال تھا ٹوٹ کر غرق ہوگیا اور ایاز نے فتح پاکر بکثرت فرنگی قتل کیے اور واپس آیا اور ان لڑائیون
مین رومی اگرچہ چار سو نفر شہید ہوئے انھون نے تین ہزار کفار جہنم واصل کیے سلطان محمود بنادر گجرات
کا پورا بند وبست کرکے محمد آباد مین آیا۔ چونکہ آسیر مین محمد داؤد شاہ فاروقی کے مرجانے سے فتنہ وفساد
پھیلا تھا اور سلطان کے نواسہ عادل خان ولد حسن خان نے عرضی بھیجکر تا سے مدد مانگی تھی لہذا سلطان محمود
نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ شعبان سنہ ۹۱۳ نوسوتیرہ مین اس طرف کوچ کیا اور رمضان نربدا کے کنارے
موضع سیلی مین پورا کرکے شوال مین ندربار کی طرف کوچ کیا وہان جاکر معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین مغل زادہ
نے احمد نظام الملک بحری اور عماد الملک کاویلی کے اتفاق سے عالم خان کو تخت آسیر وبرہان پور پر تمکن
کیا اور نظام الملک بالفعل برہان پور مین ہے سلطان محمود یہ خبر سنکر تھالنیسر کی طرف متوجہ ہوا چونکہ بادشاہ کو کچھ
ضعف طاری ہوا تھا خود چند روز توقف کیا اور آصف خان وعزیز الملک کو لشکر دیکر نظام الملک وحسام الدین
وعالم خان کی تادیب کے لیے روانہ کیا۔ نظام الملک بحری نے تھوڑا لشکر عالم خان کی مدد کے لیے چھوڑا
اور دونون کاویل چلے گئے اور ملک لادن استقبال کے واسطے آیا۔ آصف خان اس کو ساتھ لیکر
سلطان کی خدمت مین آیا اور چند روز بعد ملک حسام الدین حسام الملک بھی اپنی حرکت سے پشیمان ہو کر
سلطان کے حضور معافی مانگنے حاضر ہوا سلطان نے دونون کو معافی دے کر اعزاز کیا اور عید اضحیٰ کے
بعد اپنے نواسہ عادل خان کو اعظم ہمایون خطاب دیکر چار ہاتھی اور تین لاکھ تنگہ مدد خرچ دے کر آسیر برہانپور
کی حکومت عطا کی اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دے کر موضع بناس جہان وہ پیدا ہوا تھا
معافی دیدیا اور عماد الملک کے بیٹے ملک تالہا کو غازی خان خطاب دیا اور عالم شاہ تھانہ دار تھالنیسر کو
قدآب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب دیا اور

ان سب کو اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور اپنی عمائدین سے نصرۃ الملک اور مجاہدۃ الملک گجراتی کو بھی اعظم ہمایون
کی فرمانبرداری کا حکم دیا اور خود سترہ ذی الحجہ کو بقصد واپسی کوچ فرمایا اور منزل اول مین ملک حسام الدین کو
شہریار خطاب دے کر سلطان پور کا موضع دھنورہ مع دو ہاتھی کے انعام دے کر رخصت دی اور خود تیزی کے
ساتھ کوچ کیا اور اثناے راہ مین برخلاف عادت شہزادہ مظفر خان کے بیٹے شہزادہ بہادر خان کو جو اس
سفر مین ہمراہ تھا عمدہ عمدہ گھوڑے عربی و عراقی و نامی ہاتھیون اور دیگر تحف و نفائس کے عطیہ سے
خلاف عادت سرفراز کیا اور جب محمد آباد کے قریب پہونچے تو اپنے پوتے شہزادہ بہادر خان کو اپنے پاس
رکھ لیا اور سلطان مظفر کو اسکی جاگیر بڑودہ کو رخصت کیا سلطان کی غیبت مین اعظم ہمایون نے حسام الدین
شہریار کو قتل کر کے اسکے ساتھیون کو عموماً قتل کر دیا جب ربیع الاول سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین یہ مفصل حال
سلطان محمود کو پہونچا تو فرمایا کہ جو شخص ایک جگہ حق نمک کی پاسداری نہین کرتا آخر برباد ہوتا ہے اسی عرصہ مین اعظم
ہمایون نے برہان پور سے عرضی بھیجی کہ غیر خان و سیف خان جن کے قبضہ مین قلعہ آسیر ہے دونون نے اتفاق
کر کے نظام الملک بحری کو خط لکھا ہے اور وہ عالم خان کو اپنے ہمراہ لے کر راجہ کالنہ کو موافق کر کے اپنی سرحد پر
آیا ہے اگر آگے بڑھے گا تو ضرور اس سے لڑون گا۔ سلطان محمود نے پانچ لاکھ تنکہ نقرہ اعظم ہمایون کو بھیجے
اور دلاور خان و قدر خان و صفدر خان و دیگر امرا کو حکم دیا کہ اعظم ہمایون کی کمک کرین اور جواب مین لکھا کہ وہ
فرزند خاطر جمع رکھے کہ ضرورت ہو تو مین خود اس طرف آؤن گا اور نظام الملک جو ایک بادشاہ دکن کا غلام
ہے اسکو یہ جرأت کہان کہ اس فرزند کی ولایت مین قدم رکھے۔ ہنوز امراے مذکور روانہ نہوئے تھے کہ
کہ بڑودہ سے شہزادہ مظفر کہ عنقریب جسکا احوال رقمطراز ہوگا اپنے والد کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اور اپنے
بھانجے اعظم ہمایون کے لیے سات لاکھ تنکہ لیکر بذریعہ امرا روانہ کیے اور چند روز کے بعد نظام الملک بحری کا
حاجب محمد آباد مین آیا اور نظام الملک کا ایک خط بادشاہ کے نام لایا جس کا مضمون یہ تھا کہ خانزادہ عالم خان
اس جانب سے ملتجی ہوا ہے توقع یہ کہ ولایت آسیر و برہان پور کا ایک ٹکڑا اس کو عنایت فرماوین سلطان
اس خط سے خشمناک ہوا اور فرمایا کہ نظام الملک سلاطین بہمنیہ کا غلام تھا اس کو یہ مرتبہ نہین کہ عرض داشت
چھوڑ کر بادشاہون کو خط لکھے اگر آیندہ ایسی حرکت کرے گا تو پوری گوشمالی پاوے گا۔ نظام الملک بحری یہ
یہ خبر سنکر فی الفور احمد نگر کی طرف کوچ کر گیا اور امراے مذکور جب قصبہ ندربار پہونچے تو شیر خان و سیف خان
نے امان مانگی اور وہان سے دکن چلے گئے اور اعظم ہمایون کو لشکر گجرات سے قوت حاصل ہوئی تو اس نے
راجہ کالنہ کی ولایت پر حملہ کیا اور ابھی چند ہی پرگنہ تاراج کیے تھے کہ وہان کے راجہ نے پیشکش بھیجکر اپنی تقصیرات
سے معافی مانگی اور عادل خان نے آسیر مین آکر دلاور خان کو تعظیم و تکریم کے ساتھ گجرات رخصت کیا سنہ ۹۱۶
نوسو سولہ ہجری مین سلطان سکندر خان لودھی نے از روے اخلاص و محبت کے کچھ سوغات و تحفے سلطان
محمود کے واسطے بھیجے اور اس سے پہلے کبھی کسی بادشاہ دہلی نے بادشاہ گجرات کو تحفہ نہین بھیجا تھا اور اسی

سال کے ماہ ذی الحجہ مین سلطان نے پرگنہ نہروالہ کی جانب سواری فرمائی اور وہان کے علمار و صلحا و فقرا کو انعامات و التفات خاص سے خوش دل کیا اور فرمایا کہ یہان آنے سے غرض یہ تھی کہ حضرات مخدومین کی زیارت سے مشرف ہو کر وداع کرون شاید دوبارہ دیدار کی اجل فرصت نہ دے علمار و اکابرین سے ہر ایک نے بطرز خاص دعا دی اور سلطان اسی مجلس سے سوار ہو کر مشائخ پٹن رحمہم اللہ تعالیٰ کی زیارت کو گیا اور بعد فراغت احمد آباد مین جا کر شیخ کھتو رحمہ اللہ تعالےٰ کی زیارت سے فارغ ہو کر محمد آباد چنپانیر مین واپس آیا اور جب بدن شریف مین ضعف و بیماری مشاہدہ کی تو شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے طلب کر کے نصائح دلپذیر فرمائے اور چند روز بعد جب صحت کے آثار دیکھے تو شاہزادہ کو بڑودہ کی طرف رخصت دی لیکن چند روز بعد بیماری نے عود کیا کہ نہایت ضعیف و نزار ہو گئے اور فوراً شاہزادہ مظفر کو پھر طلب فرمایا اسی عرصہ مین فرحت الملک نے عرض کیا کہ شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران نے یادگار بیگ قزلباش کو ایک جماعت قزلباش سے تحفہ ہائے نفیس کے ساتھ بطور ایلچی گری بھیجا ہے سلطان محمود نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھے قزلباشون کی صورت نہ دکھاوے کہ ظلم و بدعت ایجاد کر کے اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہین سلطان عاقبت محمود کی دعا قبول بارگاہ احدیت ہوئی کہ ہنوز یادگار بیگ قزلباش وہان نہ پہونچا تھا کہ سلطان نے عصر کے وقت بروز دوشنبہ دوم رمضان ۹۱۷ نو سو سترہ ہجری کو اس دار ناپائدار سے دار القرار کا سفر اختیار فرمایا ایک مہینہ کم اکسٹھ برس کی عمر شریف تھی از انجملہ پچپن سال و ایک مہینہ دو روز بادشاہت کی۔ مناشیر مین اس کا لقب خدایگان حلیم لکھتے تھے اور محمود بیگرہ بھی کہتے ہین دیگرہ ایسے بیل کا نام ہے جس کے سینگ اوپر جا کر حلقہ کیے ہون چونکہ بادشاہ کی مونچھین اسی شکل پر تھین بیگرہ کہنے لگے مگر شاہ جمال الدین حسین انجو سے یون سننے مین آیا کہ جب سلطان نے دو مشہور قلعہ کرنال و چنپانیر فتح کیے تب سے بیگرہ یعنی دو قلعہ والا۔ لقب ہوا اور یہی قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ سلطان محمود انار اللہ برہانہ مین صفات کریمہ بہت خوب جمع تھین شجاعت مین کامل سخاوت مین نامی۔ بہت مہربان و بردبار حلیم اور بہت حیادار ادب و عقل و فراست اور راست گوئی ایسی کہ کبھی اپنے قول سے خلاف نہ کیا۔ باوجود ان تمام اوصاف کے بہت متشرع۔ خدا ترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا۔ شکار کا بہت شوق تھا اور حیا اس درجہ تھی کہ تنہائی مین بھی نامحرمون سے پانؤن پوشیدہ رکھتا اس کی زبان پر گالی کبھی نہ آتی طبقات محمود شاہی والا لکھتا ہے کہ سلطان باوجودیکہ نازک بدن تھا بچپن سے وفات تک ایام سفر مین اور جنگ کے روز زرہ و جوشن ایسا پہنتا تھا کہ پہلوان اس کو اٹھانے مین گھبراتے تھے اور کمر پر تین سو ساٹھ تیرون کا ترکش باندھتا اور شمشیر و نیزہ اس کے علاوہ تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ اکثر صلحار سے اس کا مرتبہ اس وجہ سے بھی زیادہ نظر آتا ہے کہ اس نے حضرت سرور عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور صدق اعتقاد اسکے آثار و اطوار سے ظاہر ہے رحمہ اللہ تعالیٰ برحمۃ الواسعۃ

ذکر سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمود گجراتی کا

جب سلطان محمود نے اس جسم کے تنگ کوچہ سے وسعت آباد روحانی مین مقام فرمایا تو دو گھڑی رات گزرے جس کی صبح کو تیسری رمضان روز سہ شنبہ تھا شاہزادہ مظفر نے بڑودہ سے محمد آباد مین پہونچکر تخت آبائی پر جلوس کیا۔ امراء و معارف نے نذر و نثار کے بعد حسب الحکم نعش بادشاہ مغفور جانب قصبہ سرکھیج احمد آباد روانہ کی تاکہ مزار فائز الانوار قدوۃ المشائخ السالکین شیخ کھٹو کے احاطہ مین دفن کرین اور عزیز الملک کو دو لاکھ تنگہ نقرہ و طلا حوالہ کیے کہ اس قصبہ کے مستحقین پر تقسیم کرے اور تمام ارکان مملکت کو خلعتین دین اور بعضون کو مناسب خطابات عطا کیے اور اسی روز منابر اسلام پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ بادشاہ بروز پنجشنبہ بستم شوال ۸۷۵ھ نو سو پچھتر ہجری مین پیدا ہوا تھا تاریخ ولادت کا مصرع تاریخ یہ ہے۔ **قطعہ**

حسن خسرو عادل مظفر شاہ بن محمود شاہ ٭ آنکہ دارد ملک و دین از داد و عدلش زیب و فر ٭ بستم بود از مہ شوال کامد در وجود ٭ از پئے احیاے علم و شرع و دین آن دادگر ٭ سال میلادش کہ بادا تا ابد در ملک جود نہصد و ہفتاد و پنج از ہجرت خیر البشر ٭ سلطان مظفر نے ابتداے شاہی مین اپنے خاصہ خیل مین سے ملک خوش قدم کو عماد الملک اور ملک رشید الملک کو خداوند خان خطاب دے کر وزارت پر متقرر فرمایا اور جب شوال سال مذکور مین یادگار بیگ قزلباش ایلچی شاہ اسمعیل صفوی نواح محمد آباد مین پہونچا تو سلطان مظفر نے تمام امراء کو اسکے استقبال کے لیے روانہ کیا اور نیکی اور احسان سے اسکا خیر مقدم کیا۔ یادگار بیگ نے وہ تمام تحائف جو سلطان محمود انار اللہ برہانہ کے حضور ہی کے لیے لایا تھا مظفر شاہ کے حضور مین پیش کیے اور بادشاہ نے اسکو مع ساتھیون کے خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور سرا ے خاص ان کے رہنے کو عنایت فرمائی اور ہر طرح ان کی تکریم کی گئی۔ چند روز بعد بڑودہ مین جاکر دولت آباد اسکا نام رکھا اور اسی روز شادی آباد مندو (دار الحکومہ مالوہ) کے بادشاہ کا بیٹا صاحب خان اپنے بھائی کے خوف سے بھاگ کر نواحی بڑودہ مین پہونچا سلطان مظفر نے امراء کو استقبال کے لیے بھیجا تاکہ پوری عزت سے شہر مین لائے اور ملاقات کے بعد چند روز لوازم ضیافت مین گزرے پھر بادشاہ وہان سے محمد آباد مین آیا اور قیصر خان کو قصبہ دھور بھیجا تاکہ سلطان محمود خلجی دا حوال مملکت مالوہ و اوضاع امراء غور سے مشاہدہ کرکے تحقیقی خبرین پہونچا دے چونکہ اس عرصہ مین موسم برسات آگیا اور لوگ جہان جس نے پناہ پائی مقیم ہوا تاکہ یہ موسم گزرے تو کامون کی طرف توجہ ہو صاحب خان نے گھبرا کر پیغام بھیجا کہ اس فقیر کو حاضر ہوئے مدت گزر گئی اور ہنوز اپنے کام کا کچھ انجام نظر نہین آتا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد برسات کے نصف ولایت مالوہ جس طرح ہو بادشاہ محمود خلجی کے قبضہ سے نکالکر تمکو سپرد کرونگا چونکہ صاحب خان کا ستارہ گردش مین تھا اس کا انجام اس وجہ سے نہ ہوا کہ

صاحب خان کا قرب وجوار قزلباشون سے پیدا ہوا جن کو گجراتی لوگ سرخ ٹوپی والے کہا کرتے تھے ایک روز
اتفاق سے صاحب خان و یادگار بیگ کے نوکرون مین کسی بات پر باہم تکرار ہوئی اور جنگ کی نوبت
آگئی اور یادگار بیگ کا گھر لٹ گیا آخر قزلباشون نے تیرون سے کچھ لوگ مجروح کیے اور لشکر گجرات مین
یہ افواہ پھیل گئی کہ قزلباشون نے صاحب خان کو گرفتار کرلیا اس کنایہ آمیز طعن سے شہزادۂ صاحب خان
خشمناک ہوا اور بغیر اجازت سلطان کے آسیر چلا گیا اور وہان سے بطلب ملک کا دیل جانا شاید عماد الملک
دکنی اور حاکم برہان پور کی تحریک سے ہوا اور مفصل حال طبقۂ حکام مالوہ کے ذیل مین آوے گا صاحب خان
کے جانے کے بعد سلطان مظفر کو یہ خبرین پہونچین کہ سلطان محمود خلجی مغلوب ہوتے جاتے ہین اور
پوربیہ راجپوت غالب ہوتے جاتے ہین سلطان مظفر نے غیرت کھا کر عزم کیا کہ سلطان خلجی کو مدد دے کر
پوربیون کو مغلوب کرے اس ارادہ کے اہتمام مین اول احمد آباد آیا کہ وہان کے بزرگ زندہ ومردہ
سے استمداد ہمت کرے اور سرحدون کو مضبوط کرے پھر مالوہ جاوے۔ احمد آباد مین آکر ایک ہفتہ
توقف کیا وہان سے گودہرہ گیا اور لشکرون کے جمع ہونے تک چندے وہان توقف کیا اسی عرصہ مین
سُنا کہ ملک عین الملک حاکم پٹن اپنی فوج لیے ہوئے بقصد ملازمت آتا تھا راہ مین اس کو معلوم
ہوا کہ ایدر کا راجہ رائے بھیم فرصت پاکر دریاے سابرمتی تک تاخت لایا۔ ملک عین الملک نے ازراہ
دولتخواہی قصد کیا کہ پہلے رائے بھیم کو مقہور کرلے تب خدمت مین جاوے۔ راجہ بھیم نے دوسر دن
سے مدد لے کر بڑی جمعیت بہم پہونچائی تھی اور عین الملک کے مقابلہ مین بڑی فوج لایا اور لڑائی بہت
سخت واقع ہوئی اور امیر عبد الملک مع دوسو آدمیون کے شہید ہوا ہاتھی جو ہمراہ رکھتا تھا ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا اور عین الملک نے جنگ سے منھ پھیرا سلطان مظفر یہ سُنکر ادھر متوجہ ہوا جب قصبہ مہراسہ مین پہونچا تو
جماعتون کو تاخت وتاراج کے لیے روانہ کیا اور رائے ایدر قلعہ ایدر خالی کرکے کوہ بیجا نگر مین مخفی ہوا اور
سلطان مظفر جب ایدر پہونچا تو وہان کوئی نہ تھا سواے دو راجپوت کے جو عہد آمرنے کے لیے وہان رہے تھے اور
بذلت وخواری قتل ہوئے اور وہان کی عمارات وبتخانہ وباغ ودرخت وغیرہ سے کچھ نشان باقی نہ رہا۔ راجہ
ایدر نے عاجز ہوکر گوپال نام ہندو کو سلطان کے حضور مین بھیجکر معذرت چاہی اور عرض کی کہ عین الملک کو
اس خادم سے سخت عداوت ہے اسنے اس ولایت کو تاخت وتاراج کرنے کا قصد کیا تھا اسوجہ سے فدوی سے
یہ گستاخی سرزد ہوئی اور اگر ابتدا سے کوئی تقصیر میری جانب سے ہوتی تو البتہ سلطانی سزا وغضب کا مستحق
تھا اب مبلغ بیس لاکھ تنگہ اور سو گھوڑے بطریق پیشکش کے حضور کے وکلا کے ہاتھ نذر کرتا ہون تاکہ معافی
بخشی جاوے۔ چونکہ سلطان مظفر کو مالوہ مسخر کرنے کی فکر پڑی تھی اس کا عذر قبول کرکے گودھرہ گئے اور
اور وہ بیس لاکھ تنگہ وسو اسپ ملک عین الملک کو عطا کیے کہ سامان کرے اور موضع گودھرہ
سے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت پر رخصت کیا جب قصبہ دھورہ مین پہونچے تو قیصر خان

کو حکم دیا کہ موضع دیولہ کو سلطان محمود خلجی کے نوکرون سے چھین لے اور خود بادشاہ موضع دھار کی طرف
متوجہ ہوا۔ جب دھار کے عمائد استقبال کو نکلے اور امان مانگی تو سلطان نے امان دے کر قوام الملک اور
اختیار الملک بن عماد الملک کو رعایاے دھار کی حراست کے واسطے پہلے روانہ کیا اس عرصہ مین خبر
پہونچی کہ سلطان محمود خلجی پوربیہ راجپوتون کو ساتھ لے کر امراے چندیری پر گیا ہے جنھون نے بغاوت
کی تھی۔ سلطان مظفر نے اپنے امرا کو دھار سے واپس بلا لیا اور فرمایا کہ اس سفر سے اصلی غرض یہ تھی کہ
کفار پوربیہ کو دور کر کے ولایت کو سلطان محمود اور صاحب خان ولد سلطان ناصر الدین کے درمیان
تقسیم کردون اب معلوم ہوا کہ سلطان محمود انھین پوربیہ راجپوتون کو ساتھ لے گیا ہے ایسی حالت مین انکے
ملک مین داخل ہونا جوانمردی و مروت سے بعید جانتا ہون۔ لیکن جب قوام الملک نے آکر دھار
کے آہوخانہ کی تعریف بیان کی تو سلطان کو سیر و شکار کی رغبت نے لیا اور قوام الملک کو لشکر کی حفاظت
کے لیے چھوڑ کر دو ہزار سوار و ڈیڑھ سو ہاتھی ساتھ لے کر دھار کا قصد کیا اور وہان پہونچکر اسی روز
عصر کے وقت مزار شیخ عبد اللہ چنگال اور شیخ کمال الدین مالوہی کی زیارت کو گیا۔ نقل ہے کہ راجہ بھوج یاند
کے زمانہ مین راجہ کا وزیر برج مل تھا جو خاص طریقہ سے داخل اسلام ہو کر بنام شیخ عبد اللہ موسوم ہوا اور مجاہدات
و ریاضات سے کمالات نفسانی کو پہونچا اور اب ان کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے۔ القصہ جب موضع
دلاورہ مین شکار نہ رہا تو نظام الملک آگے بڑھکر موضع نعلچہ مین آیا اور مراجعت کے وقت کچھ پوربیہ راجپوتون
نے پہونچکر اس کے باقی آدمیون کو مزاحمت پہونچائی۔ سلطان مظفر نے اس پر واقف ہو کر نظام الملک
کو عتاب و خطاب کیا اور وہان سے محمد آباد چنپانیر مین آیا۔ ان دنون راجہ ایدر مر گیا تھا اور اس کا بیٹا
راجہ بہارمل قائم مقام ہوا لیکن رانا سنگا نے قلعہ و ولایت ایدر بہ حمایت اپنے داماد راے مل کے
اس سے چھین کر اپنے داماد راے مل بن سورج مل کو دی اور بہارمل بھاگ کر سلطان مظفر تک پہونچا ہوا۔
سلطان نے غرہ شوال سنہ ۹۲۱ نوسو اکیس ہجری کو فرمان بنام نظام الملک صادر فرمایا کہ ولایت ایدر
قلعہ راے مل سے لے کر بہارمل کے سپرد کر دیوے اور اس عرصہ مین سلطان مظفر احمد نگر گیا اور بڑودہ مین
خداوند خان کو لشکر کی حراست پر چھوڑ کر خود بتقریب سیر کرنے گیا اور وہان کے ساکنین کو عموماً اور علما و فضلا
کو خصوصاً نوازشات و انعامات سے سرور فرماکر لشکر مین واپس آیا۔ ادھر نظام الملک نے ایدر کو لے کر
سپرد بہارمل کیا اور راے مل کو متاصل کرنے کے لیے کوہ بیجانگر پر چڑھائی کی جہان راے مل مختفی ہوا تھا اور
طرفین سے بہت لوگ مارے گئے سلطان مظفر نے یہ خبر سنکر نظام الملک کو لکھا کہ جب ایدر قبضہ مین آگیا تو
مفت سپاہیون کو ضائع کرنے کے لیے بیجانگر پر چڑھائی بیکار ہے نظام الملک وہان سے احمد نگر مین آکر خدمت
ہوا سلطان لشکر کو احمد نگر مین چھوڑ کر احمد آباد مین آیا اور جشن عظیم کر کے شاہزادہ سکندر خان کا بیاہ کیا اور امرا و
معارف شہر کو اسپ و خلعت سے سرفراز کیا اور برسات کے بعد بطور سیر و شکار کے ایدر گیا اور جب نظام الملک

حاکم احمد نگر بیمار ہوا تو وہان اطبائے نامی بھیجے اور سنہ ۹۲۳ نو سو تیئیس ہجری کے اوائل مین محمد آباد چنپانیر گیا اور وہان سے نصرۃ الملک کو ایدر بھیجکر نظام الملک کو کہ صحت پا گیا تھا اپنے حضور مین طلب کیا اور نظام الملک یہ خبر سنکر نصرۃ الملک کے پہونچنے سے پہلے ظہیر الملک کو سو سوار سے ایدر مین چھوڑ کر خود جلدی کر کے محمد آباد روانہ ہوا ہنوز نصرت الملک نواحی احمد نگر مین تھا کہ راے مل نے موقع پا کر ایدر پر تاخت کی اور ظہیر الملک نے باوجود کثرت دشمن کے مقابلہ کر کے ستائیس آدمیون سے شہادت پائی سلطان مظفر نے نصرۃ الملک کو فرمان لکھا کہ بیجا نگر پر تاخت کرے جہان متمرد و رہزن پناہ لیتے ہین۔ اس عرصہ مین شیخ حامد جو اپنے زمانہ کے پیشوا تھے اور حبیب خان مقطع بوجہ تسلط پوربیہ کے مندو سے بھاگ کر خدمت مین حاضر ہوئے اور پوربیہ راجپوتون کے مظالم کی شکایت کی اور چند روز بعد داروغہ دھور ہونچا کہ راجپوتان پوربیہ کے غلبہ سے سلطان محمود خلجی بھی بقصد التجا مندو سے بھاگے اور سرحد گجرات پر آ گئے ہین جب موضع بھلور مین پہونچے تو بندہ نے سلطان کی خدمت مین پہونچکر حتی الوسع خدمت کی سلطان مظفر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور قیصر خان کو مع سراپردہ دبارگاہ سرخ وغیرہ و جمیع کارخانجات بادشاہی مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان خلجی کی خدمت مین روانہ کیا اور پیچھے سے خود بعزم استقبال سوار ہوا اور نواح دیولہ مین دونون بادشاہون مین ملاقات ہوئی اور سلطان مظفر نے بہت دلجوئی فرمائی اور کہا کہ عیال و اولاد کی مفارقت سے خاطر مکدر نفرمائیے کہ انشاء اللہ تعالی عنقریب جماعت پوربیہ کا استیصال کر کے مملکت مالوہ بالکل مصفا خدمت مین نذر ہو گی اور وہین سے اجتماع عساکر کا حکم نافذ فرمایا اور تھوڑے ہی دنون بعد لشکر بے شمار لیکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب مندلی راے پوربیہ نے سنا تو نتھو راے کو مع جماعت راجپوتون کے قلعہ مندو مین چھوڑا اور خود دس ہزار سوار و فیلان محمودی لے کر دھار کو آیا اور وہان سے رانا سانگا کے پاس کمک لینے گیا اور سلطان مظفر نے فوج مندو کی طرف روانہ کی اور جب افواج مظفری مندو پہونچین راجپوت بھی قلعہ مندو سے نکلکر خوب لڑے آخر قلعہ مین بھاگ گئے دوسرے روز پھر نکلکر سخت لڑائی کی اور قوام الملک نے متواتر سپاہیون کو نمایان کر کے باکثرت راجپوت مار ڈالے اور سلطان مظفر نے اطراف قلعہ کو امرا پر تقسیم کر کے محاصرہ تنگ کیا۔ اس عرصہ مین مندلی راے نے راے نتھو کو لکھا کہ مین رانا سنگا پاس پہونچا اور بہت جلد تمام مارواڑ کے راجپوتون کو مع نواح کے کمک پر لاتا ہون تجھے لازم ہے کہ ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو لیت و لعل مین معطل رکھ۔ نتھو راے نے مکر و فریب سے ایلچی بھیجے کہ سلطان عالی شان کو معلوم ہے کہ ایک مدت سے قلعہ مندو پر راجپوتون کا قبضہ ہے اور ان کے عیال و اطفال اس مین موجود ہین اگر سلطان کرم فرما کر محاصرہ کشادہ فرما دین تاکہ یہ جماعت یہان سے نکل جاوے تو مین بھی حضور مین حاضر ہو کر خدمتگزاری مین مصروف ہون سلطان نے سمجھ تو لیا کہ دغا لیا وہ کمک کا منتظر ہے لیکن چونکہ سلطان محمود خلجی کے اہل و عیال بھی قلعہ مین تھے ناچار منظور کیا اور دو تین کوس پیچھے ہٹ گئے کہ شاید نتھو نکل جاوے اور بال بچون سمیت کہین جا بسے اور جب بیس روز تک کچھ آثار ظاہر نہوئے اور یقین ہوا کہ اس نے فریب

کیا اور راے مندی نے بہت سے ہاتھی وخزانہ رانا سنکا کو دے کر اس کو نواح اجین مین کمک کے لیئے بلایا ہر تو سلطان مظفر نے غیرت کھا کر عادل خان فاروقی کو جو اُبھی آسیر و برہان پور سے لشکر قوی لے کر شامل ہوا تھا ہمراہ قوام الملک کے رانا سنکا سے لڑنے کو بھیجا اور خود جا بجا امرا کو معین کر کے قلعہ پر لڑائی ڈالی اور چار روز تک متواتر شب و روز جنگ قائم رکھی کہ اندر والے خواب و آسایش سے محروم رہتے پانچوین روز شروع رات سے لڑائی موقوف کردی اور راجپوتون نے نہایت خستگی مین تکیہ بر سر رکھا اور خواب عدم مین غافل ہوئے ادھر سلطان بیدار بخت نے آدھی رات کو کچھ فوج دلیر روانہ کی یہ قلعہ کے نیچے پہونچے اور غافل پاکر نردبان لگا کر قلعہ پر پہونچے اور محافظان دروازہ کو قتل کر کے پھاٹک کھول دیا کہ فوج فوج لشکری قلعہ مین داخل ہوگئے اور امراے راجپوت اس وقت ہوشیار ہوئے کہ موت اُن کے سر پر تھی ناچار سب نے حسب دستور اہل وعیال قتل کرنے مین اور جلانے مین جلدی کی لیکن سلطان مظفر نے صبح ہوتے ہی چودھوین صفر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری کو قتل عام راجپوتون کا حکم دیا چنانچہ انیس ہزار راجپوت اُس روز مارے گئے اور ان کے اہل وعیال سب گرفتار ہوئے ۔ جب سلطان ان کے قتل سے فارغ ہوا تو سلطان محمود خلجی نے حاضر ہو کر تہنیت ومبارکباد ادا کی اور پوچھا کہ اس غلام کے حق مین کیا حکم ہے سلطان مظفر نے کمال مروت سے جو کم کسی بادشاہ سے ظاہر ہوتی ہوگی یون فرمایا کہ میری غرض اس مشقت اُٹھانے سے یہ تھی کہ تجھکو مندو مین مالوہ کا بادشاہ بناؤن اب یہ قلعہ ومملکت تجھے مبارک ہو اور وہان سے سوار ہو کر اپنے لشکر مین تشریف لائے اور دوسرے روز رانا سنکا سے لڑنے کو کوچ فرمایا اس عرصہ مین ایک نامی راجپوت جو قلعہ مندو سے بچکر نکل بھاگا تھا رانا کے لشکر مین پہونچا اور اس نے سلطان مظفر کے قتل عام وشدت انتقام کو بیباک صورت سے بیان کیا اور ہاے کر کے گر ا اور مر گیا ۔ رانا و اس کے ساتھیون کے تیے پھٹ گئے اور چہرے زرد پڑ گئے اور بادشاہ کے کوچ کی خبر سنتے ہی بے اختیار بدحواس بھاگا اور چیتور مین جاکر دم لیا اور عادل خان فاروقی نے تعاقب کر کے اس کے پچھلے لشکرون کو نیست ونابود کر ڈالا اور سلطان مظفر نے عادل خان کو طلب فرمایا اسی روز سلطان محمود خلجی مندو سے دھار مین آیا اور ادب سے استادہ ہو کر عرض کی کہ حضرت بادشاہ بجاے میرے باپ و چچا کے ہین امیدوار ہون کہ اس فقیر کے مکان پر قدم رنجہ فرما کر میرے کلبۂ تاریک کو اپنے قدوم سے منور فرما وین سلطان نے منظور فرما کر شاہزادہ بہادر خان و لطیف خان کو اور عادل خان حاکم آسیر و برہان پور کو ساتھ لے کر رات کو قصبہ نعلچہ مین قیام کیا صبح کو ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ مندو مین داخل ہو کر سلطان محمود کے مکان مین قیام کیا اور سلطان محمود نے مہمانداری مین کوشش کی اور خود کھڑے ہو کر خدمت کی اور طعام سے فراغت کے بعد ہر قسم کے نفایس سے بادشاہ کے لائق نذرانہ جمع کیا اور ہر ایک شاہزادہ کے آگے بھی رکھا اور بہت عذر خواہی کی ۔ سلطان وہان کے سلاطین قدیم کے عمارات

کی سیر کرکے دھار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان سے سلطان خلجی کو رخصت دے کر دو ہزار سواران سلطان خلجی
کی کمک کے لیے آصف خان کے ہمراہ چھوڑے اور خود گجرات کو روانہ ہوئے سلطان محمود یا وجودیکہ رخصت
پا چکا تھا کمال محبت سے بطور مشایعت کے موضع دیولہ تک آیا اور وہان از سر نو اجازت حاصل کرکے مندو
کو روانہ ہوا سلطان مظفر چند روز محمد آباد چنپانیر مین رہا اور اکابر و اشراف دور دور سے مبارکباد
کے لیے حاضر ہوئے اور انعام شاہی سے کامیاب ہوکر خوش و خرم واپس ہوئے۔ اس عرصہ مین ایک
ندیم نے عرض کیا کہ جس زمانہ مین سلطان نے تسخیر مالوہ کا قصد فرمایا تھا ایدر کے راجہ رائے مل نے بیجانگر
سے نکل کر پٹن کے ایک حصہ و نواح کے قصبات کو تاراج کیا اور جب نصرۃ الملک نے اسکی طرف توجہ کی تو جاکر
بیجانگر کے پہاڑی غارون و جنگلون مین گھس رہا سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ بعد برسات کے اسکی
معقول فکر کی جاویگی چنانچہ ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین اس قصد سے ایدر کی طرف گیا اور راجہ مل جہان رائے مل کا
ٹھکانا تھا پہلے اسکی ولایت کو خاک سیاہ کر ڈالا اور چند روز بعد نصرۃ الملک کو ایدر مین چھوڑ کر خود محمد آباد مین آیا
اور چند روز بعد چند سردار اور اسکی مدد کو بھیجے اور اسکے نام ایک خط محبت لکھکر خوش کیا اور اسکے چند ہی روز
بعد خود بھی بطریق شکار کے ایدر مین گیا اور وہان عمارات کی نیو رکھی اور نصرۃ الملک کو اپنے ہمراہ احمد آباد مین
لایا اور ایدر کی حکومت مبارز الملک کو عطا فرمائی اور قوام الملک کو احمد آباد مین چھوڑ کر خود محمد آباد مین آیا
اس عرصہ مین یہ واقعہ ہوا کہ مبارز الملک کی خدمت مین کسی شاعر نے رانا سنکا کی بہادری و مردانگی کا ذکر
کیا اور مبارز الملک نے کمال نخوت و غرور سے رانا کے حق مین بدکلام کہے اور ایک کتے کا رانا سنکا نام
رکھکر ایدر کے دروازہ پر باندھا اور وہی شاعر ہندی یہان سے رانا سنکا کے پاس گیا اور یہ سب حال نقل کیا
وہ حمیت و غیرت مین آگیا اور جہان تک ہوسکا فوجین لیکر ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور مبارز الملک کے جاگیر
کے حدود تاخت و تاراج کرکے ولایت باگرہ مین پہونچا اور باگرہ کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا مطیع تھا لیکن مضطر ہوکر
اس سے مل گیا اور رانا وہان سے ڈونگرپور مین آیا مبارز الملک نے حقیقت حال سے بادشاہ کو اطلاع دی
چونکہ بادشاہ کے وزراء کا دل مبارز الملک سے صاف نہ تھا بادشاہ سے عرض کی کہ مبارز الملک کی یہ حرکت کچھ
لائق نہ تھی کہ ایک کتے کا نام رانا سنکا رکھکر اس کو غیرت مین لاوے اب ڈر کر کمک مانگتا ہی سلطان نے
مدد بھیجنے مین تامل کیا اس پر طرہ یہ ہوا کہ ایدر کی مدد کے لیے سلطان نے جو لشکر مقرر فرمایا تھا ان مین سے
اکثر سپاہی برسات کی وجہ سے احمد آباد مین آئے تھے مبارز الملک کے پاس تھوڑے لوگ تھے
مبارز الملک پریشان ہوا اور رانا سنکا نے حالات معلوم کرکے ایدر کی طرف توجہ کی اور مبارز الملک چند
سردارون کے ساتھ باوجود قلت فوج کے ایدر سے نکلا لیکن بدون مقابلہ کے ایدر مین واپس آیا
سردارون نے کہا کہ فوج کی قلت سب پر ظاہر ہو چکی ہی مدد پہونچنے تک قلعہ احمد نگر مین محصور ہو جائیے
اور خواہ مخواہ مبارز الملک کو لیکر احمد نگر چلے گئے۔ دوسرے روز صبح کو رانا سنکا ایدر مین پہونچا

اور مبارز الملک کا تفحص کیا۔ زمینداران گجرات جو قوام الملک کے پاس سے بھاگ کر رانا سنکا سے مل گئے تھے کہنے لگے کہ مبارز الملک بھاگنے والا نہین ہے لیکن امرا اُس کو زبردستی قلعہ احمدنگر مین لے گئے ہین۔ رانا سنکا فوراً ایدر سے احمدنگر روانہ ہوا اور وہی ہندی کبت جس نے مبارز الملک سے رانا سنکا کی تعریف کی تھی پھر آیا اور مبارز الملک سے کہا کہ رانا سنکا بڑی فوج لیے ہوئے آیا ہے اور آپ ایسے بہادرون کا مفت مارا جانا قابل افسوس ہے آپ قلعہ مین متحصن ہوجاوین کہ رانا قلعہ کے نیچے اپنے گھوڑے کو پانی پلاکر واپس چلا جائیگا۔ مبارز الملک نے کہا کہ یہ غیر ممکن ہے کہ بغیر جنگ اس کو اُس ندی سے پانی پلانے دون اور اسی وقت اپنی قلیل فوج جو راناکے مقابلہ مین سوان حصہ بھی نہ تھے ساتھ لیکر ندی سے پار ہوکر مقابلہ کیا اور نہایت سخت معرکہ پیش آیا اور اسدخان مع چند سردارون کے شہید ہوئے اور مبارز الملک وصفدرخان نے چند مرتبہ راناکے لشکر پر سخت حملہ کیا آخر زخمی ہوئے اور جب اکثر گجراتی مارے گئے تو دونون باگ پھیر کر احمدآباد کی طرف راہی ہوئے اور رانا نے احمدنگر کو غارت کیا اور دوسرے روز وہان سے ڈونگرپور روانہ ہوا ڈونگرپور کے لوگون نے لکارا رانا سے کہا کہ ہم بھی تمھاری طرح زنار دار ہین اور تمھارے باپ دادے ہمیشہ ہمارے باپ دادون کا اعزاز واکرام کرتے رہے رانا نے ڈونگرپور کو نہین لوٹا اور بیل نگر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کا تھانہ دار ملک حاتم بامید شہادت مقابل ہوکر اپنے مقصود کو پہونچا اور رانا نے بیل نگر کو لوٹ لیا اور وہان سے اپنے ملک کو چلا گیا اور ملک قوام الملک نے کچھ فوج مبارز الملک وصفدرخان کے ہمراہ کردی وہ وہان سے احمدنگر مین آیا اور شہیدون کا کفن دفن کیا اسی حالت مین ایدر کے کولی دکراس یہ سمجھکر کہ مبارز الملک کے پاس بہت کم فوج احمدنگر مین ہے ہجوم لائے اور مبارز الملک نے قلعہ احمدنگر سے نکلکر لڑائی مین اُسکو کراس قتل کرکے مظفر ومنصور ہوکر معاودت کی۔ چونکہ احمدنگر ویران ہوچکا تھا غلہ وضروریات حاصل ہوئے لہذا وہان سے قصبہ ترسع مین آگئے۔ جب یہ خبرین سلطان مظفر کو پہونچین تو عماد الملک اور قیصرخان کو سو ہاتھی اور فوج کافی کے ساتھ راناکے مقابلہ کو روانہ کیا یہ دونون احمدآباد پہونچے اور قوام الملک کو ساتھ لے کر قصبہ سرکج گئے اور وہان سے بادشاہ کو عرضی لکھی کہ رانا سنکا لوٹ مار کرکے وطن گیا ہے اگر اجازت ہو تو جے پور پر تاخت کرین۔ بادشاہ نے لکھا کہ بعد برسات کے جے پور پر لشکر کشی کی جاوے لہذا امرا نے احمدآباد مین قیام کیا اور سلطان مظفر نے لشکر کو ایک سال کا علوفہ خزانہ سے نقد دے کر احمدآباد کی طرف کوچ کیا اور رانا سنکا کی گوشمالی کے واسطے جے پور کا عزم کیا۔ اس عرصہ مین سلطان محمود انار اللہ برہانہ کا غلام خاص جس کو ایاز خاص کہتے تھے اور بندر سورت وکنارہ سمندر کے بلاد اس کی جاگیر تھی بیس ہزار سوار وپیادہ وبہت سے توپخانہ کے ساتھ حضور مین آیا وعرض کیا کہ حضرت سلطان کو اس تکلیف کی ضرورت نہین ہے رانا سنکا کی گوشمالی

کے واسطے ہم ایسے خدمتگار کافی ہین اور ہم لوگ اسی دن کے واسطے پرورش کیے جاتے ہین - سلطان نے جواب نہ دیا اور محرم ۹۲۷ھ نوسو ستائیس ہجری مین احمد نگر آیا اور جب لشکر جمع ہوا تو پھر ملک ایاز خاص نے درخواست کی کہ رانا سنکا کی گوشمالی پر مقرر کیا جاوے - سلطان نے ایک لاکھ سوار اور سو ہاتھی ہمراہ کرکے رانا سنکا کے تادیب کے لیے روانہ کیا - جب ملک ایاز قوام الملک مقام مہراسہ پر اترے تو سلطان نے دوراندیشی و احتیاط سے تاج خان نظام الملک شاہی کو بیس ہزار سوار سے اسی خدمت پر مامور فرمایا - ملک ایاز نے عرضی لکھی کہ رانا سنکا کی گوشمالی کے لیے اس قدر امراے معتبر بھیجنے مین اسکی ناموری و اعتبار بڑھتا ہے اور یہ بندہ اس خدمت کو بخوبی انجام دے سکتا ہے بلکہ بہت سے ہاتھی بھی واپس کردیے اور صفدر خان کو لکھا کرت کے راجپوتون کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا صفدر خان نے باوجود پیچدار مقام و دشوار گزار جگہ کے تاخت کرکے بکثرت راجپوت مار ڈالے اور باقیون کو گرفتار کرکے ملک ایاز کے پاس لایا اور ملک ایاز نے وہان سے کوچ کیا اور ڈونگرپور و بانسوالہ کو جلا کر خاک کردیا اور چترور کی طرف متوجہ ہوا - اتفاق سے وہان ایک شخص نے حاضر ہوکر اشجع الملک و صفدر خان سے کہا کہ اوب سنگہ راجہ پال مع ایک جماعت رانا سنکا کے اور اگرسین پوربیہ سب پہاڑ کے پیچھے اس غرض سے چھپے ہین کہ رات کو شبخون مارین اشجع الملک و صفدر خان نے کسی کو خبر نہ دی بلکہ دوسو سوار ہمراہ لے کر گھوڑے ڈال دیے اور پہونچکر سخت جنگ واقع ہوئی اگرسین مجروح ہوا اور اسی راجپوت میدان مین گرے باقی بھاگ نکلے اور ہنوز فتح کی خبر نہ پہونچی تھی کہ ملک ایاز سلطانی مع لشکر آراستہ کے کمک کو پہونچا اور جنگ گاہ مین جاکر یہ حال دیکھکر اشجع الملک و صفدر خان کی تعریف کی اور انکی شجاعت سے متحیر ہوا اور انکے زخمون پہ مرہم التفات رکھا دوسرے روز قوام الملک سلطانی اس گروہ فراری کی تلاش مین کوہ یانوارا مین داخل ہوا اور وہان آبادی کا نشان نچھوڑا اور اگرسین زخمی بھاگ کر رانا کے پاس پہونچا اور سب حال بیان کیا - جب ایاز خاص سلطانی مندسور پہونچا تو محاصرہ کرلیا اور رانا سنکا اپنے تھانہ دار کی کمک کے واسطے آیا اور بارہ کوس پر ٹھہر کر ملک ایاز کو پیغام دیا کہ مین اپنے ایلچی سلطان کی خدمت مین روانہ کرکے دولتخواہون مین داخل ہوتا ہون آپ محاصرہ اٹھالیجیے ملک ایاز نے اسکے ایلچیون سے ایسی چند باتین کہین جو ممکن نہ تھین اور خود قلعہ مندسور فتح کرنے کا قصد کیا - اور نقب اتنی دور پہونچ چکی تھی کہ صرف ایک دو روز کا کام رہ گیا تھا اس عرصہ مین شیر خان شیروانی از جانب سلطان محمود خلجی پہونچا اور ملک ایاز کو پیام دیا کہ اگر کمک کی احتیاج ہو تو اینجانب بھی وہان آوین - ملک ایاز خاص نے متردد ہوکر تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا سلطان محمود خلجی فی الفور سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لے کر مندسور پہونچا رانا سنکا سلطان خلجی کے آنے سے بہت بدحواس ہوا اور میدنی راے نے سلہدی کے پاس بھیجا کہ باوجود ہمقوم کے مدتون ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے آپ کے اخلاق سے ہر طرح نیکخواہی کی امید ہے بالفعل آپ سے امید ہے کہ صلح مین سعی کرین

چنانچہ اسنے کفر کی تقویت مین صلح کی بہت کوشش کی لیکن مفید نہوئی مگر رعونت وحسد کی بداخلاقی نے البتہ اپنا کام کرلیا۔ اس کا بیان یہ ہو کہ قوام الملک سنے زبردست پنجہ سے انتقام کے لیے اپنا مورچل آگے بڑھاکر چاہا کہ آج ہی قلعہ مین داخل ہو ملک ایاز نے حسد کرکے دیکھا کہ اگر ایسا ہوا تو اسی کے نام فتح ہوگی لہذا حاکمانہ اس کو اس روز جنگ سے روک دیا قوام الملک دل شکستہ ہوا اور امراے گجرات بھی ناراض ہوگئے۔ دوسرے روز مبارز الملک وچند سردار بدون اجازت ایاز خاص کے رانا سے لڑنے کو بڑھے اور ملک تغلق شہ فولادی جاکر راستہ سے ان کو پھیرلایا اور ملک ایاز کی غرض یہ تھی کہ اس کے مورچہ کی نقب تمام ہو تو آگ دے کر اپنے نام فتح کا نقارہ بجاؤن اس وجہ سے اس کے اور امرا کے درمیان نفاق پیدا ہو لیکن امرا بخوف سیاست سلطانی دم نہار سکتے تھے آخر ملک ایاز نے باوجود بے اتفاقی امرا اپنے لشکر کو ستعد کر کے نقب مین آگ لگائی جب برج گرا تو معلوم ہوا کہ راجپوتون نے صورت معاملہ سے آگاہ ہوکر برج کے محاذی دوسری دیوار محکم بنائی ہو۔ دوسرے روز رانا سنگا کے ایلچیون نے آکر کہا کہ رانا سنگا کہتا ہو کہ مین نے عزم کیا ہو کہ آیندہ سے سلطانی دولتخواہون مین داخل رہون اور جو ہاتھی جنگ احمدنگر مین ہاتھ آئے ہین انکو اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت سلطان کی خدمت مین روانہ کرون یہ سب بے لطفی وسخت گیری کیون فرمائی جاتی ہو۔ ملک ایاز نے قوام الملک وامرا کی مخالفت سے یہی مناسب دیکھا اور صلح جائز رکھی۔ اور تمہید صلح مین کوشش کی دوسرے امرا ایسی صلح سے ناراض ہوکر سلطان محمود خلجی کے پاس گئے اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا کہ چہارشنبہ کو جنگ کرین۔ اس مجلس کے ایک آدمی نے آکر ملک ایاز خاص کو اس حال سے مطلع کیا۔ ایاز خاص سنے اسی وقت ایک ایلچی خدمت سلطان محمود خلجی مین بھیجکر عرض کیا کہ حضرت بادشاہ نے اس لشکر کا اختیار اس بندہ کے ہاتھ مین عطا فرمایا ہو تاکہ جس امر مین بادشاہ کی خیرخواہی متصور ہو عمل مین لاؤن اور چونکہ انجناب بتحریک امراے گجرات رانا سے جنگ کرنا چاہتے ہین بندہ اس امر پر راضی نہین ہو اور شاید نفاق کی وجہ سے مقصود حاصل نہو اور چہارشنبہ کی صبح کو ملک ایاز وہان سے کوچ کرکے موضع خلجی پور مین اترا اور رانا سنگا کے ایلچیون کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ سلطان محمود خلجی بھی اس وضع سے ناخوش ہوکر مندو روانہ ہوا۔ اور شومی حسد ونفاق سے یہ تمام کوشش بیکار ہوگئی۔ جب ایاز خاص جنیانیر مین سلطان کی خدمت مین مشرف ہوا تو بادشاہ سنے اس کو عتاب وخطاب سے مکلف کیا کہ بندر دیو مین جاکر اپنے آدمیون کا سامان کرکے برسات بعد پھر خدمت مین حاضر ہو اور یہ قرار پایا کہ بعد برسات کے سلطان بذات خود رانا سنگا کی گوشمالی کے واسطے متوجہ ہوگا۔ ایاز حاسد نے اپنا ایک معتمد آدمی رانا سنگا کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ چونکہ امرا اس حدود سے بے حصول مقصود واپس آتے ہین بنابرین سلطان کی خاطر گران ہو بعد برسات کے خود اس طرف بغرض گوشمالی سرکشان آنے والے ہین اس مین بہت خرابی اُن حدود کی متصور ہو اور مجھ پر بوجہ محبت جانبین آپ کی خیرخواہی

واجب ہی لہذا جس قدر جلد ممکن ہوا اپنے بیٹے کو بھیجکر سلطان کو رضامند کرو تاکہ اس حدود کے یاروں کو زحمت نہ ہونچے اور سلطان مظفر ماہ محرم سنہ ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری کو احمد آباد آیا کہ وہاں سے لشکر کا پورا انتظام فرماکر چیتور کا عازم ہوا اور چند روز مین سامان کرکے کانگڑہ مین اترا اور تین روز آمد لشکر مین توقف ہوا اس عرصہ مین خبر ہونچی کہ رانا سنگا کا بیٹا بہت پیشکش لیے ہوئے حضوری مین آتا ہی اور قصبہ مہراسہ تک ہونچا ہی چنانچہ چند روز بعد جب وہ حاضر ہوا اور مال عظیم پیشکش کیا اور باپ کی خطا معاف کرنے کی درخواست کی بادشاہ نے اُس کے باپ کی خطا معاف کرکے اُس کو شاہانہ خلعت دیا اور لشکرکشی سے باز رہا اور نواح جالوار مین چند روز سیر و شکار کے بعد احمد آباد مین آکر رانا کے بیٹے کو دوبارہ خلعت دے کر رخصت کیا اور خود قصبہ سرکیج کی طرف گئے۔ اور اسی سال ایاز خاص سلطانی نے انتقال کیا اور بادشاہ نے غمگین ہو کر جاگیر اس کے بیٹے کو عنایت کی اور سنہ ۹۳۰ نوسو تیس ہجری مین مفسدان و متمردوں کی گوشمالی کا قصد فرماکر چنپانیر سے سوار ہوا اور مہراسہ و ہرسول کے درمیان مین چند روز توقف کرکے حصار مہراسہ کو از سر نو تعمیر فرماکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین حرم سلطانی جو سب سے زیادہ محبوب تھی بیمار ہوکر مرگئی بادشاہ اور شہزادہ غم و الم مین گرفتار ہوکر چند مرتبہ اس کی تربت پر جاکر فاتحہ خوانی کے بعد بادل مغموم عازم احمد آباد ہوئے لیکن بادشاہ اکثر اوقات غمگین رہتا تھا۔ ایک روز خداوندخان نے جو وزرا مین سے فضیلت مین ممتاز تھا عمدہ تقریب سے صبر و سکون کے فضائل بیان کرکے بادشاہ کو خوش کیا اور موسم برسات مین بادشاہ کو محمد آباد چنپانیر کی سیر پر راغب کیا۔ بادشاہ بعزم ہواخوری متوجہ محمد آباد چنپانیر ہوا وہان ایک روز سکندر خان لودھی بادشاہ دہلی کے بیٹے عالم خان نے عرض کیا کہ بادشاہ ابراہیم بن سکندر شاہ نے بوجہ سادہ لوحی و ناتجربہ کاری کے تیغ ظلم سے بہت سے امرائے بزرگ کو قتل کر ڈالا ہی اور کچھ لوگ جو باقی بچے ہین مکرر ان کی عرضیان بندہ کے پاس طلبی کی ہونچین چونکہ بندہ نے مدت سے اس امید پر خدمتگزاری کی کہ اس خاندان عالی شان کی توجہ سے ایک روز دولت ملے گی اب وہ وقت ہی کہ اگر حضور اس فقیر کے حال پر خاص توجہ مبذول فرماوین کہ نشان دولت و اقبال سر فقیر پر سایہ افگن ہو تو امید ہی کہ بخت پژمردہ کا گلبن پھلے پھولے اور مملکت موروثی ہاتھ آوے۔ سلطان مظفر نے ایک جماعت اُس کے ہمراہ کرکے زر نقد خزانہ سے عطا کرکے جانب دہلی روانہ کیا جسکا بقیہ حال بادشاہان لودھی کے ذیل مین پہلے گزر چکا ہی اور سنہ ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین سلطان مظفر چنپانیر سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین شاہزادہ بہادر خان نے کمی آمدنی و کثرت خرچ کی شکایت پیش کرکے چاہا کہ اُس کا وظیفہ بھی مثل بڑے بھائی شاہزادہ سکندر خان کے مقرر فرمایا جاوے بادشاہ نے بعض موانع پر نظر کرکے بالفعل اس درخواست کے پورا کرنے مین وعدہ وعید پر ٹالا اور شاہزادہ بہادر خان مکدر و ملول ہو کر بے اجازت جانب احمد آباد راہی ہوا اور وہان سے

راجہ بال کی ولایت مین گیا۔ راجہ بال نے قدوم شاہزادہ بہادر کو نعمت غیر مترقبہ خیال کرکے ہر طرح خدمتگزاری کی اور شاہزادہ وہان سے ولایت جیتور مین آیا تو رانا سنگا نے بھی استقبال کرکے بہت پیشکش نذر کی اور عرض پرداز ہوا کہ یہ ولایت حضور شاہزادہ کے متعلق ہی جس کو منظور ہو عنایت فرماوین شاہزادہ نے رانا کی عالی ہمتی کی تعریف کرکے اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بدستور آپ کو یہان کی حکومت نصیب رہے اور بہت خوشی کے ساتھ وہان سے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کا عزم کیا اور وہان سے ولایت میوات مین آیا اور حسن خان میواتی نے چند منزل بڑھ کر استقبال کیا اور لوازم ضیافت بجالایا۔ شہزادہ نے وہان سے دہلی کا قصد کیا۔ اتفاقاً ان دنون فردوس مکانی بابر بادشاہ نے ملک ہند مسخر کرنے کے قصد سے نواح دہلی مین نزول فرمایا تھا۔ بادشاہ ابراہیم نے بوجہ قدوم شاہزادہ کے مستظہر و قوی دل ہوکر کمال اعزاز و احترام کیا۔ ایک روز شاہزادہ بہادر خان نے جوانان گجرات کو ساتھ لے کر میدان کا رخ کیا اور امراے مغل سے خوب لڑا۔ امراے افغان جو بادشاہ ابراہیم سے متنفر تھے اس امر پر متفق ہوئے کہ بادشاہ ابراہیم کو دفع کرکے شاہزادہ بہادر خان کو تخت دہلی پر بٹھاوین۔ بادشاہ ابراہیم اس بات کو سمجھ گیا اور چاہا کہ کسی فریب سے بہادر خان کو آزار پہونچاوے شاہزادہ بہادر خان نے جانب جون پور قصد کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ مظفر کو پہونچی کہ شاہزادہ بہادر خان دہلی پہونچا اور بادشاہ بلند اقبال ظہیر الدین بابر شاہ افواج مغل کے ساتھ نواح دہلی مین موجود ہی تو فرزند رشید کی مفارقت سے بہت ملول و محزون ہوا اور خداوندخان کو حکم دیا کہ خطوط و عرائض لکھکر شاہزادہ کو بلاؤ اور اسی درمیان مین دیار گجرات مین قحط عظیم ظاہر ہوا کہ خلق خدا مضطر ہوئی بادشاہ مظفر نے شفقت عام سے ختم کلام ربانی شروع کیا اور حق تعالےٰ نے اس کی نیک نیتی سے رحم فرماکر خلق سے یہ بامار دور کردی اور سلطان انھین دنون ایسا بیمار ہوا کہ روز بروز مرض بڑھتا جاتا تھا اور علاج مفید نہوتا تھا۔ ایک روز اسی عالم یاس مین سلطان مظفر شاہ نے اپنے فرزند رشید شاہزادہ بہادر خان کو یاد فرماکر فرط محبت سے آنسو بہائے۔ ایک شخص نے موقع دیکھکر عرض کیا کہ لشکر والے دو فرقہ ہوگئے ہین ایک فرقہ کی یہ خواہش ہی کہ شاہزادہ سکندر خان ولیعہد ہوا اور دوسرے فرقہ کی خواہش یہ ہی کہ شاہزادہ لطیف خان ولیعہد ہو۔ سلطان مظفر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ یون فرمایا کہ بھلا شاہزادہ بہادر خان کے حال سے بھی کچھ خبر پہونچی ہی یا نہین۔ اس وقت مجلس مین جو عقلاء و تجربہ کار دوراندیش موجود تھے انھون نے فحواے کلام سے یہ بات نکالی کہ بادشاہ کی دلی رغبت یہ ہی کہ شاہزادہ بہادر خان میرا قائم مقام ہو لیکن حالت موجودہ کے لحاظ سے اس کو زبان سے کہنا خلاف مصلحت دیکھتے ہین اور ظاہر ہی کہ اس سے ایک قوی فتنہ پیدا ہوجانے کا احتمال ہے بلکہ سلطان مظفر نے

اس فتنہ کا راستہ بند کرنے کی غرض سے جمعہ کے روز بتاریخ دوم جمادی الاولے ۹۳۲ نوسوبتیس ہجری کو اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو روبرو طلب فرمایا اور اپنی حالت سے اطلاع دے کر اس کو بعض ضروری نصائح سنائے اور سب سے زیادہ ضروری وصیت یہ کی کہ بھائیون کے حق مین واجبی شفقت کا برتاؤ رکھے اور ہمیشہ ان کا لحاظ رہے اور بعد اس وصیت ونصیحت کے اسکو رخصت کیا اور مجلس سے اُٹھکر حرم سرا مین تشریف لے گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر باہر تشریف لاکر مسند پر بیٹھ گیا۔ اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد اذان جمعہ کی آواز گوش مبارک مین پہونچی اور نماز کے واسطے مضطرب ہوا لیکن اپنے مزاج مین اتنی قوت نہ دیکھی کہ مسجد مین جاکر شریک نماز ہوسکے اور فرمایا کہ مین اپنے بدن مین اتنی طاقت نہین پاتا ہون کہ مسجد مین جاکر نماز اداکرسکون پھر لوگون کو رخصت کیا کہ جاکر مسجد مین نماز پڑھین اور خود نماز ظہر اداکرکے فارغ ہوا اور بعد اداے نماز کے ایک ساعت ہی بیٹھا تھا کہ اداے کلمۂ شہادت کے ساتھ جوار رحمت حق مین انتقال فرمایا۔ اس کی بادشاہی کی تمام مدت چودہ برس نو مہینے تھی اور اس کی عمر شریف انتقال کے وقت فقط بیالیس برس کی تھی۔ سلطان مظفر ایسا بادشاہ تھا کہ شرع شریف کی پیروی مین فرق نہ کرتا ہر حال مین متشرع رہتا اور باوجود ظاہری تشرع کے اچھا پرہیزگار خداترس تھا اور حضرت سید کائنات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریف کی پیروی وتلاش بہت کرتا تھا اور خوشخط تھا خط نسخ وثلث ورقاع بہت خوب لکھتا تھا اور ہمیشہ قرآن مجید لکھا کرتا تھا جب وہ تمام ہوجاتا تو عزت وحرمت کے ساتھ مع تحف ہدایا کے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بھیجتا تھا اور اس کی آوازۂ سخاوت اور فضل ودانش کو سنکر عربستان وروم وایران وتوران کے اکابر واشراف بہت کثرت سے خشکی وتری کی راہون سے گجرات مین آتے اور سب ہی اپنی اپنی لیاقت کے موافق اس کے فیض انعام واحسان سے مالامال ہوکر مسرور وخوشدل اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے اور جن کی خواہش یہان قیام کی ہوتی تھی وہ مسند عزت پر متمکن ہوکر گجرات مین قیام کرتے تھے اور اسی بادشاہ دادگستر ہنر پرور کے عہد دولت مین شیراز کے مشہور معروف خوشنویس نے جن کا نام نامی ملا محمود سیادش تھا شیراز سے گجرات کا عزم کیا اور یہان پہونچکر کمال عزت وحرمت سے سرفراز ہوکر مقیم ہوا

ذکر شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی جہانبانی کا

جس وقت کہ سلطان مظفر کی بیماری نے طول کھینچا اسکے فرزندان شاہزادہ سکندر خان اور شاہزادہ لطیف خان کے درمیان مخالفت ظاہر ہوئی بعضے اس کی طرف اور کچھ لوگ اسکی طرف شریک ہوگئے لیکن اس واسطے

کہ سلطان مظفر نے اُسے وصی کیا تھا اکثر امرائے کبار مثل عماد الملک اور خداوند خان اور فتح خان شاہزادۂ
سکندر خان کے طرفدار ہوئے شاہزادہ لطیف خان ناچار ہو کر اپنی جاگیر ندربار اور سلطان پور مین
گیا اور جب شاہ مظفر اجل طبیعی سے فوت ہوا شاہزادہ سکندر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور باپ کی میت
سرکہج کی طرف بھیجکر لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور تیسرے دن یعنے بعد سوئم تعزیت برخاست کر کے
محمد آباد جنپانیر کی طرف نہضت فرمائی اور جب قصبۂ انتوہ مین پہونچا وہان کے بزرگون کی زیارت کی اور
یہ بات سمع مبارک مین پہونچی کہ شیخ جیو کہ فرزندان قطب عالم سید برہان الدین سے ہین اُنھون نے فرمایا ہی
کہ یہ سلطنت شاہزادۂ بہادر خان کی طرف منتقل ہوگی شاہ سکندر یہ خبر حیرت اثر سنکر محزون ہوا اور حرفہائے
نالائق شیخ جیو کی نسبت زبان پر جاری کر کے انکی مذمت کی اور جب جنپانیر مین پہونچا اپنے خدمتگارون کو جو
ایام شاہزادگی کے ملازم تھے اُنکے حال پر نوازش کر کے ولایتین دین اور اپنے باپ دادا کے امرا پر تلطف
اور تفقد روا نرکھا اس وجہ سے تمام امرا دلگیر اور آزردہ ہو کر امیدوار تقدیر خداوندی ہوئے خصوصاً عماد الملک
حبشی جو از بندہائے مظفر شاہی اور سلطان سکندر کی والدہ کا غلام تھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بعضے
تربیت یافتہائے سلطان سکندر سے حرکات ناشائستہ صادر ہوئین اور ایکبار گی تمام سپاہ اور
رعیت کا دل اس سے بیزار ہوا اُس کا زوال خدا سے چاہتے تھے سلطان نے ایک دن مجلس آراستہ
کر کے امرا اور اعیان مملکت کو خلعت فاخرہ عنایت کر کے ایک ہزار سات سو گھوڑے انعام فرمائے
چونکہ اکثر انعام بیجا و بے موقع تھے خلائق کو اور بھی زیادہ رنج پہونچا اور ہمت تخت نشینی شاہزادۂ بہادر پر
مصروف کی سلطان سکندر اپنے کردار اور افعال سے پشیمان ہو کر اپنے مآل کار مین متفکر اور ہراسان ہوا
اس درمیان مین معلوم ہوا کہ شاہزادۂ لطیف خان ندربار اور سلطان پور مین خیال شاہی کا رکھتا ہی اور
منتظر وقت ہی اس واسطے سلطان سکندر نے ملک لطیف کو خطاب شرزہ خانی ارزانی کر کے شاہزادہ
لطیف خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور ملک لطیف نے ندربار کی سرحد پر جا کر دریافت کیا کہ شاہزادہ
لطیف خان کوہستان مونکا ہیم اور جی پور کے جنگل مین رہتا ہی بے تامل جنگل جیو رمین گیا راجہ جی پور اعتماد
جنگل اور قلبی مکان پر کر کے جنگ پر آمادہ ہو کر اُس کے مقابل آیا اور ملک لطیف کو مع جماعت سرداران
نامی شہید کیا اور چونکہ راستہ فرار کا مسدود کر چکا تھا راجپوتون نے پیچھے سے آنکر ایک ہزار اور سات سو
آدمی قتل کیے اور اہل گجرات اس شکست کو فال زوال سلطان سکندر تصور کر کے منتظر نتیجہ کے رہے
اور سلطان سکندر نے قیصر خان کو مع لشکر گران اُس گروہ بے شکوہ کی گوشمال کے واسطے تعین کیا
اسی عرصہ مین امرائے مظفری نے جو شرارت مین موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ سکندر
تیرے قتل کی تدبیر مین ہی ہم نے از راہ دولتخواہی اور اخلاص آگاہ کیا عماد الملک اُس گروہ
بے شکوہ کے کہنے سے منحرف ہوا اور اس تدبیر مین پڑا کہ جس طور سے ممکن ہو شاہ سکندر کو جس طرح ہو سکے

دفع کرکے شاہ مظفر کے فرزندان سے ایک کو تخت سلطنت پر قائم کرون اور مین خود مہمات مالی اور ملکی مین مشغول ہون چنانچہ ایک روز شاہ سکندر سیر کے واسطے سوار ہوا عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کرکے اُس کے قتل کے واسطے پیچھے سے روانہ ہوا لیکن فرصت نپائی اثنائے راہ مین ایک شخص نے صورت حال سلطان سکندر سے ظاہر کی شاہ سکندر سادہ لوح نے جواب دیا کہ خلائق چاہتی ہے کہ امرا اور غلامان مظفر شاہی کو آزار پہونچاؤن عماد الملک شاہی ہمارے بندہ ہائے موروثی سے ہے کیونکر اس امر قبیح کا مرتکب ہوگا لیکن یہ خبر سنکر متاثر اور متالم ہوا اور ایک خاصان اور محرمان سے فرمایا کہ کبھی کبھی جو درمیان خواص کے مذکور ہوتا ہے کہ شاہزادہ بہادرخان تسخیر گجرات کے واسطے دہلی سے آتا ہے اس سبب سے ہمارا دل پریشان ہے اتفاقاً اُسی شب کو قدوۃ السالکین سید جلال بخاری اور شاہ عالم اور شیخ چنو اور ایک جماعت مشائخ کو خواب مین دیکھا اور سلطان مظفر بھی اُن کی خدمت مین حاضر تھا اُس نے یہ کہا کہ اے فرزند سکندر تم تخت سے اُٹھو اور شیخ چنو نے بھی فرمایا کہ اٹھو کہ یہ جگہ تیری نہین ہے تخت مظفر شاہی کا وارث شہزادہ بہادرخان ہے جب صبح کے وقت خواب سے بیدار ہوا اُسی وقت ایک شخص کو طلب کرکے اپنا خواب اُس سے بیان کیا اور اُس خواب سے پریشان ہوکر تفریح دل کے واسطے چوگان بازی کے لیے سوار ہوا اور خواب سے بعضے شخصون نے اطلاع پائی سلطان سکندر بعد ایک پہر کے اپنے دولت خانہ مین تشریف لایا اور ماحضر نوش کرکے استراحت فرمائی جب امرا اور مخصوص اپنے مکانون پر گئے شعبان کی انیسوین تاریخ ۹۳۲ھ نوسوبتیس ہجری مین عماد الملک باتفاق امرا اور اعیان مملکت مثل بہاء الملک اور داور الملک اور سیف خان اور دو نفر غلام ترک مظفر شاہی اور ایک نفر حبشی سلطان سکندر کے دولتخانہ مین درآیا اور اُس جماعت سے جو اُس کے ہمراہ تھی یہ بات کہی کہ اس محل کی عمارت عجائب روزگار سے ہے تماشا کرو جب یہ حوض کے قریب پہونچے نصرت الملک اور ابراہیم بن جوسر وہان موجود تھے اُس جماعت نے انھین دیکھکر تلوار میان سے لی اور اُن پر حملہ کیا اور وہ دونون بھی تلوار کھینچکر جنگ مین مشغول ہوئے لیکن اُن کی تلوار نے کام نہ کیا آخر وہ ناکام مارے گئے پھر وہ جماعت سلطان سکندر کے خوابگاہ کی طرف متوجہ ہوئی سید علم الدین جو سلطان کے پلنگ کا پہرہ دیتا تھا اس حال کو مشاہدہ کرکے دست بشمشیر ہوا اور دو آدمی کو زخمی کرکے خود بھی شہید ہوا اور اُنھون نے شاہ کے پلنگ کے قریب جاکر دوتین وار تلوار کے لگائے اور شاہ مظلوم ہراسان ہوکر پلنگ سے کود کر زمین پر آیا اُن مین سے ایک سنگدل نے ایسی ضرب تلوار کی ماری کہ سلطان سکندر شہد شہادت نوش کرکے جنت کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی حکومت کی تین مہینے سترہ دن تھی۔

تذکرۂ سلطان محمود بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی شاہی کا

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے باتفاق بہاء الملک فوراً نصیر خان کو حرم سرا سے برآوردہ کرکے

تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا اور شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا خوف و ہراس سے اطراف مین پراگندہ ہوئے اور اُنکے مکان لٹ گئے اور سلطان سکندر کی لاش موضع ہالول کی طرف کہ جنپانیر کے متعلق ہی بھیجکر پیوند زمین کی اور امرا اور اعیان گجرات بالضرورت آنکر تہنیت خوان ہوے عماد الملک بطریق عمل درآمد امرا اور اعیان کو خلعت دیکر تسلی کرتا تھا اور خطاب دیتا تھا ایک سوا کاسی امرا کو خطاب دیا لیکن اُن کا مواجب یعنے تنخواہ کچھ اضافہ نہ کی اس واسطے اکثر لوگ انتظار شہزادہ بہادر کے آنے کا کھینچتے تھے اور اُس کے طلب مین رسل و رسائل بھیجتے تھے خصوصاً خداوند خان اور تاج خان اس بارہ مین دوسرون سے زیادہ سبقت کرتے تھے اور جس وقت شہزادہ بہادر نے جانپور مین خبر فوت سلطان مظفر کی سُنی بہ تعجیل گجرات کی طرف روانہ ہوا عماد الملک نے سراسیمہ اور مضطرب ہوکر برہان نظام شاہ بحری کو بذریعۂ عرضی زر خطیر بھیجکر سلطان پور اور ندربار کی سرحد پر طلب کیا اور مانپور کے راجہ کو بھی کتابت کرکے محمد آباد جنپانیر کی سرحد پر بلایا اور نہایت ہوشیاری اور دور اندیشی سے حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ کو عرض داشت لکھی کہ اگر کچھ فوج افواج قاہرہ سے بندر دیو کی سمت روانہ فرمائی جاوے تو ایک کرور تنکہ نقرہ خدمتگارون کی مدد خرچ کے واسطے پیشکش کرونگا برہان نظام شاہ بحری نے تحف و ہدایا اور اشیاے نفیسہ لیکر تغافل مین ڈال دیا اور راجہ مانپور قرب و جوار کے لحاظ سے سامان جنگ درست کرکے جنپانیر کے اطراف مین آیا اور تھانہ دار ڈونگر پور نے عماد الملک کے عریضہ پر کہ بابر شاہ کو لکھا تھا اطلاع پاکر تاج خان اور خداوند خان کو لکھ بھیجا کہ عماد الملک نے بابر شاہ کو عرضداشت لکھکر آن حضرت کو طلب کیا ہے امراے گجرات نے ایلچی کاروان شاہزادہ بہادر کی خدمت مین روانہ کرکے جلد طلب کیا ایلچی نواح دہلی مین شاہزادہ کی حضوری سے شرف یاب ہوا اور عرایض امرا کے گذرانے اتفاق سے اس وقت پایند خان بھی افغانان جونپور کی طرف سے بہادر شاہ کی طلب مین آیا تھا کہ اُسے لے جاکر جونپور کے تخت پر بٹھادین شہزادہ بہادر کا میلان گجرات کی طرف زیادہ تر تھا لہذا پایند خان کو رخصت دیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا منقول ہے کہ جس وقت گجرات اور جونپور سے لوگ شہزادہ بہادر کی طلب کو آئے ہر ایک اس کے لے جانے مین کوشش کرتے تھے اور شہزادہ بہادر نے انھین یہ جواب دیا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر صحرا کی طرف جاتا ہون اور باگ گھوڑے کی ہاتھ سے چھوڑکر مطلق العنان کرتا ہون جس طرف چاہے لے جاوے پھر گھوڑا گجرات کی سمت روان ہوا اور وہ جب اُس طرف متوجہ ہوکر جے پور کی نواح مین پہونچا تو گجرات سے سپاہی متواتر پہونچے اور شاہ سکندر کے واقعہ ہائلہ یعنی قتل ہونے کی خبر دی اور شاہزادہ چاند خان اور شاہزادہ ابراہیم فرزند شاہ مظفر جو راناجی پور کے پاس تھے آنکر شاہزادہ بہادر کی ملاقات سے مسرور اور محظوظ ہوئے اور شاہزادہ چاند خان رخصت ہوکر اُس مقام مین رہا اور شاہزادہ ابراہیم ہمراہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین جے پور سے عبور کیا اور

اودے سنگھ راجۂ پالپور اور بعضے متعلق سلطان سکندر مثل ملک سرور اور ملک یوسف لطیف اور دیگر اشخاص سلطان کی خدمت مین ہو نچے اور سلطان نے بہار الملک اور تاج الدین کو مع فرمان استمالت تاج خان اور امرائے دیگر کے پاس بھیجکر اپنی آمد سے اطلاع بخشی اور تاج خان جو عماد الملک سے خائف ہو کر اپنی قوم و قبیلہ کی جماعت سے فوجین آراستہ کیے ہوئے دندوقہ مین سلطان بہادر کے سرراہ بیٹھا تھا فی الفور کوچ کر کے شاہزادہ بہادر خان کی خدمت کے لیے روانہ ہوا اور شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کو اس کے ہمراہ رہتا تھا اُسے مدد خرچ دے کر اپنے پاس سے رخصت کیا کہ اب وارث مظفری اور محمودی آپہونچا تمھارا یہان رہنا مناسب نہین لطیف خان با دل بریان و دیدۂ گریان شاہزادہ فتح خان کے پاس کہ شاہزادہ بہادر کا چچیرا بھائی ہوتا تھا جا کر ملتجی ہوا جب شاہزادہ بہادر ڈونگر پور مین ہونچا خرم خان اور بھی خوانین اُس کے استقبال کے واسطے دوڑے اور امرا اور سردار ہر طرف سے اُس کے پاس حاضر ہونے لگے عماد الملک کے دل پر نہایت ہراس طاری ہوا اور لشکر کے فراہم کرنے مین خزانے خالی کرنے لگا اور ایک جماعت کثیر کو مع لشکر مستعد و پچاس ہاتھی عضد الملک کے ہمراہ کر کے قصبۂ مہراسہ کی طرف بھیجا تو جا کر خلائق کی آمد و شد کا راستہ بند کرے اور کسیکو شہزادہ بہادر کے پاس جانے نہ دیوے شاہزادہ بہادر خان جب قصبۂ محمود نگر مین ہونچا بعضے امرائے سکندری کہ جان کے خوف سے بھاگے تھے شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے عضد الملک احوال اس طرح کا دیکھکر محمد آباد کی سمت عماد الملک کے پاس گیا جب شاہزادہ قصبۂ مہراسہ مین ہونچا تاج خان مع چتر و جلوس شاہی ملازمت مین حاضر ہوا اور شہزادہ بہادر خان نے بہ شوکت تمام رمضان المبارک کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین بشہر پٹن نزول کیا اور وہان سے نشان بادشاہی بلند کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور رمضان کی اٹھائیسوین تاریخ کو قصبۂ سرکیج مین جا کر مشائخ عظام اور آبائے کرام کی زیارت کر کے احمد آباد مین داخل ہوا عماد الملک نے حالت پریشانی اور بدحواسی مین سپاہیون کو ایک سال تنخواہ پیشگی دے کر ایک شخص کو شہزادۂ لطیف خان کی طلب کو بھیجا کہ شاید اُسکی مدد سے شاہزادہ بہادر سے لڑے اور جبتک وہ ہونچے شہزادہ بہادر خان کوچ بر کوچ محمد آباد کی سمت متوجہ ہوا اور جو امرا کہ عماد الملک کی طرف سے دلگیر اُس سے لڑنے کو جاتے تھے راہ مین اُس سے ملحق ہوتے تھے اور بہاء الملک اور داور الملک جو سلطان سکندر کے قاتل تھے یہ بھی عماد الملک سے کنارہ کر کے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شہزادہ بہادر خان موقع وقت دیکھکر اُنکی دلجوئی اور تالیف قلوب مین کوشش کرتا تھا تاکہ عماد الملک پر غالب ہو کر محمود شاہ کے فرش حکومت کو اُٹھا دے نصیر خان المخاطب بمحمود شاہ کی مدت دولت چار ماہ تھی۔

ذکر سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی سلطنت کا

بروز عید الفطر سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین کہ نجومیون نے ساعت جلوس اختیار کی تھی بہادر شاہ نے امرا اور اعیان

مملکت کی سعی سے بلدہ احمد آباد مین اپنے باپ دادا کے تخت پر تمکن ہو کر رسوم تصدق اور خیرات جاری کیے اور امرا اور افسران سپاہ کو افزونی تنخواہ اور زیادتی انعام اور خلعت اور گھوڑا دے کر خوش دل اور مسرور کیا اور ابتدائے شوال مین احمد آباد سے کوچ کر کے محمد آباد جینپانیر کی طرف چلا پہلی منزل مین معظم خان ایک جماعت سرداران معتبر سے لے کر خدمت مین حاضر ہو کر مشمول عنایت اور الطاف ہوا اور جب اُس منزل سے کوچ کیا یہ خبر پہونچی کہ آب پاترک اس قدر طغیانی پر ہے کہ لشکر کا عبور دشوار اور متعذر ہے سلطان بہادر نے قصبۂ سوج مین مقام کر کے تاج خان کو دریاے پاترک کے کنارہ بھیجا تو لشکر کو باستگی تمام بذریعہ کشتی اوتارے دوسرے دن تمام امراے محمد آباد جنھون نے خزانہ سے اموال انعام لیے تھے خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ مال انھین معاف ہوا اور جب سلطان بہادر آب پاترک سے عبور کر کے آب مہندری کے کنارے اور چاندپور کے گھاٹ پر پہونچا فوج نے اُترنا شروع کیا عماد الملک نے عضد الملک اور ایک جماعت کو بروده اور دوسرے اطراف مین اس لیے مہیا و مستعد کیا تھا تاکہ غبار فساد برپا کر کے شاہ کو اپنی طرف مشغول کرین شاہ نے اُس جماعت کی طرف توجہ نفرمائی اور بسبیل استعجال پانی سے عبور کر کے محمد آباد جینپانیر کی طرف روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہونچا ضیاء الملک بیٹا نصیر خان کا آیا سلطان بہادر نے اس سے فرمایا کہ پیشتر جا کر اپنے باپ کو حکم پہونچا کہ عماد الملک کا مکان گھیر کر اسے گرفتار کرے اور بعد اُس کے تاج خان کو مع چند خوانین عماد الملک کے تدارک اور گرفتاری کے واسطے تعین کیا اور خود بھی پیچھے سے سوار ہوا تاج خان نے بسرعت تمام جا کر عماد الملک کے مکان کو محاصرہ کیا اور عماد الملک دیوار مکان سے کود کر شاہ چنو صدیقی کے مکان مین پناہ لے گیا اور شاہ چنو کا مکان تمام لٹ گیا اور اُس کے فرزند قید ہوئے سلطان بہادر اتفاقاً خداوندخان کے مکان کے سامنے سے نکلا تو خداوندخان کہ اس عرصہ مین گوشہ نشین تھا مکان سے برآمد ہو کر شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور ایک لحظہ کے بعد عماد الملک کو خداوندخان کے غلام شاہ چنو صدیقی کے مکان سے گرفتار کر لائے شاہ نے فرمایا کہ عماد الملک شاہی اور سیف الدین اور دیگر قاتلان سلطان سکندر کو دار پر کھینچین اور رفیع الملک کے بیٹے کو جو غلام سلطان مظفر تھا خطاب عماد الملک دیکر بخشی الممالک کیا اور عضد الملک یہ اخبار سُنکر بروده سے کسی طرف بھاگا جاتا تھا کولیون نے راستہ مین تمام ساز سامان اور مال اُس کا تاراج کیا اور سلطان بہادر نے شمشیر الملک کو عضد الملک کی گرفتاری کے واسطے مقرر کیا اور بعد اُس کے نظام الملک کو محافظ خان کے سر پر بھیجا اور وہ بھاگ کر راے سنگھ کے پاس ملتجی ہوا اور لشکر بہادر شاہی نے مال و اسباب اُس کا لوٹ کر مراجعت کی اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین پسر عضد الملک اور شاہ چنو صدیقی اور ایک جماعت جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھی قدر خان کے مکان مین ماری گئی اور بہا الملک باوجود سلطان بہادر کی چشم پوشی کے متوہم ہو کر محمد آباد جینپانیر سے مفرور ہوا شحنہ وہی اس کو راستہ سے گرفتار

کرلایا جوکہ اس نے بھی سلطان سکندر پر تلوار کا وار کیا تھا اور وہ زخم جو سید علم الدین کے ہاتھ سے اُسے پہونچا تھا اب تک تازہ تھا شاہ نے حکم دیا کہ اس کی کھال کھینچکر سولی پر چڑہاؤ اور تین نفر اور جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھے دکن کی سمت مفرور ہوکر جاتے تھے راہ مین گرفتار ہوئے اور سلطان بہادر کے حکم کے موافق انھین توپ کے منہ مین رکھکر اُڑا دیا خلاصہ یہ کہ سلطان بہادر نے عدالت کو کام فرماکر عرصہ قلیل مین سلطان سکندر کے قاتلون کو بسیاست تمام قتل کیا منقول ہو جس روز کہ سلطان بہادر محمد آباد چنپانیر مین داخل ہوا اُسی دن شاہزادہ لطیف خان پسر شاہ مظفر جو عماد الملک و امرا کے بلانے سے اُس نواح مین آیا تھا شہر مین پہونچکر چند روز پوشیدہ رہا قیصر خان اور الغ خان اور بعضے امرا نے لطیف خان سے یہ پیغام کیا کہ اس سے زیادہ شہر مین توقف لائق نہین ہو آپ کو ایک گوشہ محفوظ چاہیے پھر شہزادہ لطیف خان مایوس ہوکر ولایت پالن پور کی طرف گیا اور عضد الملک اور محافظ خان بھی ولایت مونگاپور کی طرف گئے اور سلطان بہادر با طمینان تمام رعیت پروری اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا عامۂ خلائق اور جمیع گروہون کو انعام سے سرفراز کیا اور تنخواہ سپاہ کی علی العموم دس کے بیس اور دس کے تیس اور دس کے چالیس اضافہ فرمائے اور ایک برس کا مواجب خزانہ سے دے کر سب کو راضی اور شاکر کیا اور فقرائے مزار سرکھیج اور بٹوہ اور رسول آباد کا وظیفہ بھی ایزاد کرکے خوش دل کیا اور جو اس وقت مین دار الملک گجرات قلعہ محمد آباد چنپانیر تھا بادشاہ اُس ممالک کے وہان تخت پر بٹھلائے جاتے تھے ذیقعدہ کی گیارھوین تاریخ نجومیون سے ساعت نیک پوچھکر دوبارہ دریائے شرقی کے قریب تخت مرصع جواہر نگار بچھاکر سلاطین سلف کے آئین کے بموجب آراستہ کیا اور تاریخ مذکور ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری مین سلطان نے تاج شاہی زیب سر فرماکر اپنے باپ دادا کی رسم و آئین کے موافق جلوس فرمایا اور اکابر اور مشائخ اور خوانین نے مبارکباد دی اور لوازم نثار اور ایثار پیش پہونچائے اور اُس دن ایک ہزار آدمی نے خلعت سلطانی سے امتیاز پایا اور جمیع امرا خطابون اور نوازشون سے سربلند ہوئے اور غازی خان کا مواجب کہ جلوس احمد آباد کے دن دس کے بیس اضافہ کیے تھے اس روز بیس اور اضافہ فرمائے اور ندربار اور سلطان پور کی حکومت پر تعین فرمایا اور ان دنون مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ لطیف خان عضد الملک اور محافظ خان کے بہکانے سے ندربار اور سلطان پور کے اطراف مین کوہ دامن مین جاکر ارادہ فساد کا رکھتا ہو باستماع اس کے سلطان بہادر نے ایک فوج تعین کی کہ باتفاق غازی خان اس کی دفع ورفع مین اہتمام کرین چونکہ اس جلوس کے چند روز بعد ہی روز عید الضحیٰ پہونچا اُس دن بھی جشن عالی ترتیب دے کر اکثر امرا کو خلعت اور کمربند و خنجر اور شمشیر مرصع عطا فرماکر اپنے سے راضی کیا اتفاقاً انھین دنون مین قحط واقع ہوا اور رشید الملک کو جو وقت سواری کا خزینہ دار تھا فرمایا کہ سواری کے وقت جو شخص سوال کرے ایک مظفری یعنی اشرفی منسوب بسلطان مظفر اُسے

بلا توقف دنیا پس ان دنون مین ہر روز دو مرتبہ چوگان بازی کے واسطے سوار ہوتا تھا اور اسیطور سے
ہر ایک شہر مین متعدد لنگر خانے فقرا اور مساکین کے واسطے مقرر فرما کر احوال برایا کی رفاہ اور آسودگی مین
کوشش کرتا تھا یہان تک کہ بلاد گجرات مین افضال الٰہی سے رونق اور رواج تازہ ظاہر ہوئی اور سا ابھی کچھ عرصہ
نہ گذرا تھا کہ ارباب فتنہ حرکت مین آئے شجاع الملک بھاگ کر لطیف خان سے جا ملا اور امرائے
دولتخواہ نے اس حال پر آگاہی پا کر سلطان کی عرض مین پہونچایا سلطان نے الغ خان کو دولتخواہ سمجھکر
مع لشکر کثیر لطیف خان کے سر پر تعین فرمایا ابھی وہ روانہ نہوا تھا کہ بعضے دولتخواہون نے عرض کی
کہ قیصر خان اور الغ خان سلطان سکندر کے قتل مین عماد الملک کے ساتھ متفق تھے اور اب بھی پوشیدہ
لطیف خان کے شریک ہین اور قسم قسم کی اعانت کرتے ہین سلطان اسی فکر مین تھا کہ تاج خان نے سمع مبارک
مین پہونچایا کہ قیصر خان اور الغ خان نے لطیف خان کو غیر مشہور راستہ سے نادوت کی طرف طلب
کیا ہے اور کلام اللہ کی قسم کھائی کہ اس بات مین ہرگز خلاف نہین ہے دوسرے دن جب امرا دربار
مین مجرے کو حاضر ہوئے سلطان نے قیصر خان اور الغ خان کو قید کیا اور اس کے چند روز کے بعد
داور الملک جو کسی بہانے سے شہر سے نکل گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک اور خواجہ پابو کو کہ اس
جماعت کی مصاحبت مین متہم تھے انھین پا برہنہ اور ہاتھ باندہ کر بار عام مین حاضر لائے اور اہل شہر
نے بلوا کر کے ان کے مکانون کو تاراج کیا ضیاء الملک نے رسی گلے مین ڈالکر عجز و زاری کی اور پابو
نے پچاس لاکھ تنگہ خون بہا دے کر عفو جرائم کی درخواست کی سلطان بہادر نے اُن کا خون معاف کر کے
رہائی کا حکم نافذ فرمایا اور مملکت فتنہ و فساد کی آلایش سے پاک ہوئی کسی طرف سے دغدغہ نرہا اور ۹۳۳ھ
نوسو تینتیس ہجری مین ایک جماعت سلاحداران خاصہ سے کہ عدد اُن کا دس ہزار سے کم نہ تھا مسجد جامع
مین دادخواہ ہوئی کہ تنخواہ ہماری سرکار سے وصول نہین ہوئی اور خطیب کو خطبہ پڑھنے سے مانع ہوئی
سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ یہ شاہزادہ لطیف خان کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہین حکم اُنکی
تقسیم تنخواہ کا دیا اُنھین دنون مین عرض داشت غازی خان کی پہونچی کہ لطیف خان نے مع جمعیت تمام
سلطان پور مین آنکر نشان مخالفت کا بلند کیا اور ہم نے اُسکے مقابلہ مین قیام کیا بعد لڑائی کے عضد الملک
اور محافظ خان بھاگ گئے اور راے بھیم مع بھائیون کے اس جنگ مین مارا گیا اور شاہزادہ لطیف خان
زخمی گرفتار ہوا سلطان بہادر نے بفور استماع اس خبر کے محب الملک اور ایک جماعت امرا کو بھیجا
کہ لطیف خان کے حال پر کمال تفقد کر کے اسکے زخمون کی مرہم پٹی مین مصروف ہون اور آرام سے
بعزت تمام حضور مین لاوین لیکن لطیف خان جو زخمہاے کاری رکھتا تھا راہ مین فوت ہوا اور موضع ہالول
توابع جنپانیر مین اُس کا تابوت لے جا کر سلطان سکندر کے پہلو مین دفن کیا اور اسی سال دوسرا بھائی
نصیر خان جس کا نام سلطان محمود ہوا تھا اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوا اور سلطان

بہادر نے اُن کے مزار پر ایک جماعت کو وظیفہ دے کر طعام پختہ اور خام تقسیم کے واسطے مقرر فرمایا اور اُسی سال خبر پہونچی کہ رائے سنگھ راجہ بال نے جب قیصر خان کے قتل سے واقفیت پائی قصبۂ دھور کو غارت کیا اور مال بہت ضیاء الملک پسر قیصر خان کا دستیاب کر کے اس ملک کی خرابی مین کوشش کرتا ہے سلطان بہادر یہ خبر سُنکر مضطرب ہوا اور خود اس طرف عزیمت کیا چاہتا تھا تاج خان نے معروض کیا کہ ابتدائے سلطنت مین ایسے امور بہت حادث ہوتے ہین اس سبب سے غبار کلفت اور ملال کو آئینہ دل صفا منزل مین راہ نہ دیوین اگر یہ بندہ اس خدمت پر مامور ہووے افضال الٰہی اور اقبال عدو مال بادشاہی کی برکت سے دشمنون اور مفسدون کو گوشمال اور سزا دیوے سلطان نے فوراً اُسے خلعت سپہ سالاری دے کر ایک لاکھ سوار رائے سنگھ کی تنبیہ کے واسطے ہمراہ کر کے رخصت کیا تاج خان ولایت بال مین داخل ہوا اور اس کی خرابی اور تاراجی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا رائے سنگھ نے از راہ عجز و انکسار ایک نوشتہ شرف الملک کے پاس کہ امرائے مظفری سے تھا بھیجکر اپنے عفو جرائم کی درخواست کی اور جب قلم عفو اُس کے جرائد اعمال پر نہ کھنچا پھر تاج خان نے زیادہ تر اسکی ممالکات مین خرابی اور بربادی کی اور راجہ رائے سنگھ ناچار ہو کر جائے قلب اختیار کر کے تاج خان کے مقابل ہوا اور ایک جماعت کثیر رائے سنگھ کی مقتول ہوئی اور مسلمان ایک نفر سے زیادہ قتل نہوا تاج خان نے چند روز ولایت بال مین اقامت کی آخر کو حکم کے موافق سلطان کی خدمت مین روانہ ہوا اور سلطان ربیع الاول سنہ مذکور مین شکار کے واسطے برآمد ہوا اس وقت مین ایک جماعت رعایائے بندر کنبایت سے وہان کے عامل کے دست جور سے فریادی ہوئی سلطان نے تاج خان کو اس کے سرانجام کے واسطے منصوب کر کے عامل کنبایت کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور جب محمد آباد چنپانیر کے اطراف مین پہونچا پسر رانا سنکا ملازمت مین حاضر ہوا بعد چند روز کے اسے خوشدل اور خوشحال کر کے رخصت انصراف دی اور سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین ولایت ایدر کی تسخیر پر عازم ہوا اور عرصۂ قلیل مین اسے مفتوح کر کے چنپانیر کی طرف معاودت کی اور اُس کے چند روز کے بعد قلعۂ بہروج کی عزیمت کر کے وہان بھی رایات نصرت آیات بلند کیے اور کنبایت کی طرف گیا اتفاقاً ایک روز دریا کے کنارے برسم تفرج آیا تھا ناگاہ ایک جہاز بندر دیپ سے پہونچا اور اہل جہاز نے خبر پہونچائی کہ ایک جہاز فرنگیون کا باد مخالف نے بندر دیپ کی طرف پھینکا اور قوام الملک نے اس جہاز کو گرفتار کر کے فرنگیون کو سلک عبودیت یعنی غلامی مین منسلک کیا شاہ یہ خبر سُنکر محظوظ اور مسرور خشکی کے راستے سے بندر دیپ کی سمت عازم ہوا اور قوام الملک استقبال کر کے فرنگیون کو ملاحظہ مین در لایا اور سلطان نے ان مین سے ایک جماعت کثیر کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا پھر نشان مراجعت بلند کیا اور اس سال میران محمد شاہ حاکم آسیر جو بھانجا سلطان بہادر کا تھا اسکا نوشتہ اس مضمون سے پہونچا کہ جو علاء الدین عماد شاہ از روئے عجز و تقصیر ملتجی ہوا تھا کہ

برہان نظام شاہ بحری اور قاسم برید ترک بیدری نے از روے تعدی کے ملک برار پر دخل کیا ہے فقیر اس کی کمک کو گیا اور جنگ شدید کا اتفاق پڑا فقیر نے ایک جماعت کو پسپا کیا اُس حال مین برہان نظام شاہ بحری جو کمین گاہ مین بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر تاخت لایا اور اسے متفرق اور پریشان کیا اس درمیان مین فقیر کی بھی چند زنجیر فیل لوٹ لے گیا اور قلعہ ماہور برکہ عظیم تر قلاع اس بلاد سے ہے تعدی متصرف ہوا اس بارہ مین جیساکہ امر جلیل القدر نافذ ہووے عمل مین لاوے در جواب اس کے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ سال گذشتہ مین عرضی علاء الدین عماد شاہ کی آئی تھی اور ملک عین الملک حاکم نہروالہ نے حسب الحکم جاکر فریقین کے درمیان صلح کرائی اور اب جو بیشہ دستی کی ابتدا برہان نظام شاہ سے ہوئی اعانت مظلومان بر ذمہ ہمت کریمان فرض اور واجب ہے پھر محرم ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری مین بقصد تسخیر ولایت نظام شاہ مع لشکر بیشمار متوجہ ہوا اور قصبہ بردودہ مین نزول کرکے ایک مدت سپاہ کے سامان مین مصروف رہا اور سنہ مذکورہ کے اوسط سال مین جام فیروز حاکم ٹھٹھہ مغلون کے غلبہ سے جلاء وطن ہوکر بحالت تباہ سلطان بہادر کے ظل عاطفت مین پناہ لایا اور سلطان نے تفقد اس کے حال پر اختلال پر مبذول فرما کر بارہ لاکھ تنکہ خرچ عطا کرکے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالی ملک موروثی مغلون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے تیرے سپرد کرونگا جب آوازۂ شوکت بہادر شاہی اور اُسکے جلال کار بع مسکون مین منتشر ہوا تو اس سفر مین قریب وبعید کے راجہ اس کی درگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور گوالیار کے راجہ کا بھتیجا مع جماعت پوربیہ حاضر ہوکر سالک ملازمان خاص مین منسلک ہوا اور بھیروں بن برھی راج بھتیجا راجہ سنگا کا بھی مع چند راجپوت معتبر آن کر ملازمون مین داخل ہوا اور بعضے سرداران دکن نے بھی نقد سعادت حضور حاصل کی اور بسبب علی قدر مراتب انعامات شاہانہ سے بہرہ یاب ہوئے اور جو سلطان کو عرصہ دراز تک محمد آباد چینا نیر مین توقف واقع ہوا علاء الملک عماد شاہ نے بیتاب ہوکر خضر خان اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیجکر معروض کیا کہ برہان نظام شاہ بحری بنہایت بادۂ غرور کی بیخودی سے صلح کا خیال نہین رکھتا ہے اگر آنحضرت ایک مرتبہ دکن کی طرف نہضت فرماوین بندہ کا مقصود دلی حاصل ہووے چنانچہ سلطان بہادر التماس اس کی قبول کرکے دکن کی طرف روانہ ہوا اور جب آب نربدہ کے کنارے پہونچا میران محمد شاہ فاروقی استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور سلطان کو ضیافت کے واسطے برہانپور لے گیا اور لوازم ضیافت بجالایا اس کے بعد عماد الملک بھی جریدہ کاویل سے اس کی ملازمت مین حاضر ہوا اور چند راس گھوڑے اور تحف و ہدایا گذرانے اور سلطان بہادر برہان نظام شاہ بحری کی تادیب کے واسطے کہ بیر دماہور کے اطراف مین تھا برار کے راستہ سے روانہ ہوا اور جب جالنہ پور مین پہونچا چند روز مقام کرکے دندان طمع اس ملک پر تیز کیے اور عماد الملک نے مضطر ہوکر خطبہ برار کا سلطان بہادر کے نام پر پڑھایا اور میران محمد شاہ

فاروقی کو متوسط کرکے ایسا کیا کہ سلطان وہان سے کوچ کرکے آگے بڑھ گیا اور جیسا کہ وقائع نظام شاہیہ مین تحریر ہوا ہی احمد نگر مین پہونچا اور بسبب دیکھنے خواب مہیب کے دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور بالاگھاٹ مین حوض قتلو کے کنارے فروکش ہوا اور عماد الملک کو مع امرای کثیر گجرات اُس قلعہ کے محاصرہ کے واسطے تعین کیا لیکن بعد چند روز کے علاء الدین عماد شاہ نے دکنیون کو موافق کیا اور سلطان بہادر کے طلب کرنے سے نادم اور پشیمان ہوا اور رات کے وقت خیمہ اور خرگاہ سے قطع نظر کرکے راہ فرار ناپی اور جب دکنی گجرات کا راستہ گھیر کر رسد غلہ پہونچنے کے مانع ہوئے برہان نظام شاہ بھی مقابل آنکر تھوڑے فاصلہ پر وارد ہوا فی الجملہ علامت قحط غلہ اُردو مین ظاہر آئی اُس وقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو بنوید واپس دینے فیلان میران محمد شاہ فاروقی کے اپنی طرف سے راضی کیا اور احمد نگر کا خطبہ اسکے نام پڑھا سلطان بہادر ۹۳۶ھ نوسو چھتیس ہجری مین گجرات گیا اور برسات کا موسم محمد آباد مین بسر کرکے ۹۳۷ھ نوسو سینتیس ہجری مین ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع جانپور سے خداوند خان اور رفیع الملک المخاطب بہ عماد الملک کو مع لشکر آراستہ اور فیل بسیار باگر کے سمت بھیجا اور خود بندر کنبایت کی طرف متوجہ ہوا اور رات وہان بسر کرکے دوسرے دن جہاز پر سوار ہوا اور بندر دیپ کی عزیمت کی اور جو کئی جہاز اطراف بنادر سے پہونچے تھے جنس قماش وغیرہ جو کچھ ان جہازون مین تھی خرید کرکے کارخانون مین داخل کی اور از انجملہ ایک ہزار چھ سو من بستہ اور منقے تھے اور جماعت رومیون کی جو باتفاق مصطفےا خان رومی برسم تجارت آئی تھی اُن کے حال پر نظر الطاف مبذول کرکے اُس قوم کے واسطے منزل مناسب تعین فرمایا اور ملک ایاز سے سفارش غربائی کرکے ولایت بانسوالہ اور ڈونگر پور کی سمت گیا اور آتش نہب اس ملک مین لگا کر وہان کے راجاؤن سے پیشکش لی پھر بخیر و سعادت محمد آباد جنپانیر کی طرف معاودت کی اور عمر خان اور قطب خان و دیگر امرائے سلطان ابراہیم لودھی کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے خوف سے گجرات کی طرف آپڑے تھے خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے سلطان بہادر نے پہلے دن تین سو قبائے زربفت اور پچاس گھوڑے اور کئی لاکھ تنکہ نقد انعام دیے اور جب اُن کی دلجوئی سے فارغ ہوا مہراسہ کی طرف کوچ کیا اور جب مہراسہ مین وارد ہوا خداوند خان اور بھی امرای ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے پھر کوچ متواترہ سے باگر مین پہونچکر اُس ولایت کا انتظام جیسا کہ چاہیئے فرمایا اور ہر ایک مقام مین تھانہ دار مقرر کیے اور پرسرام راجہ باگر کا لاعلاج ہوکر ملازمت مین حاضر ہوا اور سلطان بہادر کے حضور اسکا بیٹا شرف اسلام دریافت کرکے مسلمان ہوگیا اور جملہ مقربان درگاہ سے ہوا اور مسمی جیکا جو پرسرام کا بھائی تھا مع جماعت ہمراہی پہاڑ اور جنگل مین پھرتا تھا اس وقت جان کے خوف سے برہنسی نیسر رانا سنکا کے پاس ملتجی ہوا کہ میرا وسیلہ ہوکر مجھے سلطان کی خدمت مین پہونچا دے اور معافی دلوا دے اتفاق سے سلطان بہادر شکار کے واسطے جب بانسوالہ مین آیا

بھیجی

برتنسی بن راناسنکا نے از راہ ملائمت وعجز ایلچی بھیجکر جکا کے عفو گناہ کی درخواست کی سلطان بہادر نے عرض قبول فرماکر جکا کو طلب کیا اور گھاٹ کرجی کے مقام مین مسجد عالی بناکی اور دہ قصبہ برتھی راج کو دیا اور باقی ولایت پاکر درمیان برتھی راج اور جکا کے علی السویہ یعنی برابر تقسیم کی اور چند روز شکار کے واسطے اس مقام مین قیام کیا کہ مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود خلجی نے جو کہ ممنون احسان اور مرہون امتنان سلطان مظفر شاہ ہے شرزہ خان حاکم مندو کو بھیجا کہ بعضے قصبے ولایت جیتور کو تاراج کرتا ہوا اجین مین سلطان محمود خلجی سے ملحق ہوا اسی درمیان مین ایلچی برتنسی پسر رانا نے آنکر درخواست کی کہ سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کو مانع ہو وین کہ بہوجہ زنجیر عداوت کو حرکت نہ دیوین پھر اس وقت خبر پہونچی کہ سلطان محمود اجین سے سارنگ پور کی طرف جاکر سلہدی پوربیہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے ہمراہ لایا تھا سلہدی اُس کی مافی الضمیر پر واقف ہوا باتفاق فرزند سکندرخان میواتی کے بھاگ کر ولایت جیتور مین برتنسی ولد راناسنکا کے پاس آیا ہی اور چند روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سکندرخان اور بھوپت پسر سلہدی اُردو کی طرف متوجہ ہوکر دونون نے سلطان بہادر کی ملازمت حاصل کی اور سلطان نے سات سو خلعت زربفت اور ستر راس گھوڑے اُنھین انعام فرمائے اور تسلی کی اس درمیان مین سلطان محمود خلجی کا نوشتہ پہونچا کہ مین بھی ارادہ شرف حضوری کا رکھتا تھا لیکن موانع کے سبب سے تعویق مین پڑا اب انشاءاللہ تعالے ملاقات گرامی سے مسرور ہون گا سلطان بہادر نے دریاخان سے یہ فرمایا کہ چند مرتبہ نوید ملاقات سلطان محمود خلجی گوش حق نیوش مین پہونچی ہی اگر وہ آنکر ملاقات کرے ہم اُسکے مفرورون کو اپنے ممالک مین پناہ نہ دین گے پھر ایلچی کو مشمول الطاف کرکے رخصت کیا اور خود بالسوالہ کی عزیمت کی اور جب آب کرجی کے کنارے پہونچا برتنسی بن رانا اور سلہدی بھی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلطان بہادر نے پہلے دن تیس زنجیر فیل اور گھوڑے بہت اور ایک ہزار پانسو خلعت زربفت اُنھین بخشے اور چند روز کے بعد برتنسی راناکو جیتور کی طرف رخصت کیا اور سلہدی پوربیہ ملازمت اختیار کرکے اُردو مین رہا سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کے وعدہ ملاقات کے بنیاد پر سنبلہ کی طرف متوجہ ہوا اور یہ فرمایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آوے گا ہم لوازم ضیافت اور مہمانداری بجالادین گے اور دیولہ گھاٹ تک جاکر اُس سے رخصت کرکے دارالملک کی سمت مراجعت کرین گے اور اس منزل مین محمدخان آسیری آیا تھا اور جب موضع سنبلہ مین پہونچا دس روز تک سلطان خلجی کا انتظار کھینچی پھر دریاخان سلطان محمود خلجی کی طرف سے بطور رسالت آیا اور عرض کی کہ سلطان محمود شکار مین گھوڑے سے گر پڑا ہی اُس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اب اس وضع سے آنا لائق نہین ہی شاہ بہادر نے فرمایا جو سلطان نے چند بار خلاف وعدہ کیا نہ آیا اگر مرضی اسکی ہووے ہم آوین پھر دریاخان نے کہا شاہزادہ چاندخان بن مظفرشاہ مرحوم سلطان محمود کے پاس ہی اگر شاہ آوے اور چاندخان کو سلطان محمود خلجی سے طلب کرے دنیا اس کا

نہایت مشکل اور نگاہ رکھنا بھی نہایت متعذر ہے اور فی الحقیقت آنے کا مانع یہی امر ہے شاہ بہادر نے فرمایا
مین شاہزادہ چاند خان کو نہ طلب کرونگا سلطان محمود خلجی سے کہہ کہ وہ جلد میری ملاقات کو آوے جب ایلچی
سلطان محمود کا رخصت ہوا سلطان بہادر شاہ پیاپی طی منازل اور قطع مراحل کرتا تھا اور سلطان محمود کے
آنے کا راستہ دیکھتا تھا جس وقت دیبالپور مین پہونچا معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے
بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین خطاب دیکر قلعہ منڈو مین نگاہ رکھے اور خود قلعہ سے جدا ہوکر گوشہ مین
بیٹھے اور شاہ سے ملاقات نکرے اس درمیان مین بعضے امرائے سلطان محمود خلجی کہ بوجہ سلوک ناموافق
اُس سے آزردہ تھے خدمت سلطان بہادر مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوے کہ سلطان محمود خلجی حیلہ حوالہ
مین ایام گذاری کرتا ہے وہ ہرگز اپنے اختیار سے نہ آویگا سلطان بہادر بکوچ متواتر شادی آباد منڈو کی
طرف روانہ ہوا اور جب نعلچہ مین پہونچا لشکر شادی آباد منڈو کے محاصرہ کو مقرر ہوا اور محمد خان آسیری
بجانب غزنی ساتھ مورچال شاہ پول کے نامزد ہوا اور لقمان کو بہل پور کی طرف بھیجا اور جماعت پوربیہ
کو سہلوانہ کی طرف نامزد فرمایا اور خود موضع محمود پول مین محلون مین قرار پکڑا اور شعبان کی اُنتیسوین شب
۹۳۷ھ نوسو سینتیس ہجری مین سلطان بہادر مع جمعیت بہادران کے دو نفر اہل منڈو کی ہدایت سے
قلعہ مین داخل ہوا اور فصیل پر اس قدر توقف کیا کہ بہت آدمی اُس کے قلعہ مین درآئے پھر صبح کی نماز
کے وقت سلطان محمود خلجی کے مکان کی طرف متوجہ ہوا اور جو مردم مالوہ اس طرف سے کہ نہایت بلندی خاطر
جمع رکھتے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ فوج بیگانہ سے بھر گیا ناچار اہل قلعہ ہر طرف بھاگے اور اُسی وقت
چاند خان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم قلعہ سے اُترا اور راہ فرار ناپی اور سلطان محمود خلجی مع جماعت
قلیل مسلح ہوکر مقابلہ کو آیا اور جب اپنے مین قوت برابری کی نہ دیکھی شہر سے نکل گیا اور پھر ایک مقرب
کی ہدایت سے احوال عیال و اطفال کی رعایت کے واسطے پھر کر اپنے محل کی طرف چلا اور افواج ظفر
امواج سلطان بہادر نے یکایک اطراف محل کو گھیر لیا اور سلطان بہادر نے مردمان لشکری کو حکم دیا کہ محل اور
حرم بادشاہون اور امیرون کا امان مین ہے خبردار کوئی اُن کے مال اور ناموس کا متعرض نہو اس واسطے بعضے
ہوا خواہان اور رفقائے سلطان محمود خلجی سے عرض کی کہ شاہ گجرات ہرچند بیمروتی کرے مگر اُسکی بیمروتی اوروں کی
مروت سے بہتر ہوگی ضرور ناموس سلطان کی حفظ مین کوشش کریگا اور ظن غالب یہ ہے کہ رسم بدر اختیار
کرکے ولایت مالوہ سلطان کے قبضہ مین چھوڑے گا اس درمیان مین سلطان بہادر لعل محل کے کوٹھے پر برآمد
ہوا اور ایک شخص کو سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر طلب کیا اور سلطان محمود مع سات نفر امرا کے آیا سلطان
بہادر اپنے دل مین خواہش عفو رکھتا تھا اُس سے ہمکلام ہوکر سبب نہ آنے کا پوچھا لیکن چونکہ سلطان محمود
خلجی کا بخت برگشتہ اور زمانہ ناموافق تھا اُس نے جواب سخت دیا سلطان بہادر اس سبب سے آزردہ
ہوا پھر باقی مجلس خاموشی مین گذری آخر کو غضب مین آنکر سلطان محمود خلجی کو مع فرزندان مقید کرکے

الغ خان اور آصف خان کے ہمراہ محمد آباد چینانیر مین بھیجا اور خود مندو مین قیام کیا اور امراے مالوہ کو گجرات
مین جاگیرین دین اور گجرات کے امرا کو مالوہ مین جاگیرین عنایت فرمائین اور میران محمد شاہ فاروقی کو
معزز اور مکرم کر کے برہان پور مین روانہ کیا اور بعد بر سات ۹۳۸ نو سو اڑتیس ہجری مین برہانپور
اور آسیر کی سیر کے واسطے روانہ ہوا چونکہ برہان نظام شاہ بحری نے اسمٰعیل عادل شاہ کے برخلاف
لفظ شاہی اپنے جز و اسم کی تھی میران محمد شاہ فاروقی کی ہدایت اور دلالت سے برہان پور مین آیا
اور شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے سلطان بہادر شاہ نے چتر سفید اور آفتاب گیر لینے سورج مکھی اور سراپردہ
سرخ سلطان محمود خلجی کا برہان نظام شاہ بحری کو دیکر فرمایا کہ ہم نے تمھین نظام شاہ بحری خطاب دیا یعنی دشمنون
کو بادشاہی سے معزول اور دوستون کو سلطنت پر منصوب کیا اور سلطان بہادر کی غرض نظام شاہ بحری کی
تربیت سے یہ تھی کہ والی احمد نگر اور برہان پور دونون بادشاہ دہلی کے جنگ مین کہ پیش نہاد ہمت اپنے
کی تھی موافقت کرین گے حالانکہ برخلاف اُس کے وقوع مین آیا کس واسطے کہ برہان نظام شاہ بحری نے
نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کی جنگ مین ساتھ اُس کے ہمراہی نہ کی بلکہ چند سال بیشتر ایلچی اپنا
اسکی درگاہ مین بھیجکر ولایت گجرات کے تسخیر کی ترغیب دی تھی کہتے ہین کہ سلطان بہادر شاہ نے
شاہ طاہر جنیدی کی کہ علماے گجرات اور برہان پور اور مندو اور دہلی اس کی استادی اور دانشمندی قبول
رکھتے تھے عزت بہت کی یہانتک کہ اُسکے حضور تخت پر نہین بیٹھتا تھا اور جو بیٹھتا تھا اُسے بھی کرسی مرصع پر
بٹھاتا تھا اور جس وقت کہ شاہ برہان پور مین تھا سعی بہت کی کہ اُسے برہان نظام شاہ سے لیکر اپنا وکیل السلطنت
کرے شاہ طاہر نے اس بہانہ سے کہ مین ارادہ مکہ کی روانگی کا رکھتا ہون یہ بات قبول نہ کی حالانکہ احمد نگر مین
جا کر چند عرصہ کے بعد برہان نظام شاہ کو شیعہ مذہب بنایا اور چتر سراپردۂ سُرخ کو برنگ سبز کہ نشان بارہ امام
ہے تبدیل کیا القصہ یہ داستان کلی وجزوی احوال نظام شاہیہ مین تحریر ہوئی حاجت تقریر نہین ہے وہان
معلوم فرماوین اور سلطان بہادر بعد ملاقات برہان نظام شاہ بحری خوش دل اور کامیاب ہوکر
شادی آباد مندو دیار کی طرف گیا اس درمیان مین معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ بسبب اسکے کہ عہد
سلطان محمود خلجی مین عورات مسلمہ بلکہ بعضے حرمہاے سلطان ناصر الدین کو اپنے مکان مین نگاہ رکھا تھا
اور اب بھی اپنے مکان مین رکھتا ہے اس سبب سے حضور مین آنے کی خواہش اور پروا نہین رکھتا
سلطان بہادر نے فرمایا کہ خواہ وہ آوے یا نہ آوے ہمارے ذمہ فرض عین ہوا کہ عورات مسلمہ کو ذلت کفر
اور خواری بندگی سے نجات بخش کر اُس کو سزاے بلیغ اور تنبیہ ایسی کرین کہ باعث عبرت ناظرین ہو پھر مقبل خان کو
محمد آباد چنپانیر کی طرف رخصت کر کے حکم دیا کہ وہان جا کر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو مع لشکر و توپخانہ
و خزانہ خدمت مین بھیجے اور مقبل خان نے سلطان کے حکم کے موافق اختیار خان کو روانہ کیا اور اختیار خان
مع لشکر گران اور توپ خانہ اور خزانہ اکیسوین ربیع الآخر سال مذکور کو قصبۂ دھار مین آیا اور سلطان بہادر

سے ملحق ہوا اور شاہ نے گجرات کی روانگی کا آوازہ مشہور کیا اور فوراً شادی آباد مندو کی طرف گیا اور اختیار خان کو وہان کی حکومت پر چھوڑ کر جمادی الاولے کی چھبیسوین تاریخ کو نعلچہ مین نزول کیا اسی درمیان مین بھوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ ہمراہ بھا عرض مین پہونچایا کہ جو رایات عالی دار الملک گجرات کی طرف متوجہ ہین اگر بندہ رخصت اجین کی پاوے سلہدی کو ملازمت مین حاضر کرے سلطان بہادر نے کمال دور اندیشی سے رخصت دی اور خود بھی بکوچ متواتر اجین کی طرف متوجہ ہوا اور پندرھوین تاریخ شہر مذکور کو قصبۂ دھار مین پہونچکر شکر کو وہان چھوڑا اور خود برسم شکار دیپالپور اور سعدل پور کی طرف گیا سلہدی پوربیہ یہ خبر سنکر اپنے فرزند بھوپت کو اجین مین چھوڑ کر خود ملازمت مین حاضر ہوا اور رای نصیر کہ سلہدی پوربیہ کی طاب مین گیا تھا اُس نے خلوت مین عرض کی کہ سلہدی پوربیہ خیال اطاعت اور فرمان برداری کا نہین رکھتا لیکن فقیر بوعدۂ دینے کنپایت اور ایک کرور تنگہ نقد کے اس کو فریب دے کر لایا ہی وگرنہ چاہتا تھا کہ قلعہ چھوڑ کر ولایت میوات کی طرف جاوے اور اب اگر رخصت پاوے گا اس کا دوبارہ دیکھنا محال ہی شاہ سعدل پور سے دھار کی طرف روانہ ہوا اور امرا اور مقربون سے سلہدی پوربیہ کی گفتگو درمیان مین لایا اور جب آردو کے قریب پہونچا لشکر کو باہر چھوڑ کر قلعہ دھار مین وارد ہوا لیکن سلہدی پوربیہ کو بھی ہمراہ لیگیا جبکہ شاہ اندرون محل داخل ہوا موکلون نے آنکر اُسے مع دو نفر پوربیہ گرفتار کیا اُس وقت ایک خواص سلہدی پوربیہ فریاد کرکے دست بخنجر ہوا سلہدی پوربیہ نے کہا تو چاہتا ہی کہ مین مارا جاؤن اُس نے جواب دیا کہ مین نے یہ خنجر تمھارے بچانے کو نکالا تھا اگر اس سے تم کو صدمہ پہونچتا ہی تو یہ خنجر مین اپنے ہی مارے لیتا ہون تاکہ تم کو صدمہ نہ پہونچے اور اپنے پیٹ پر مار کر جہنم واصل ہوا اور جب سلہدی پوربیہ کی خبر گرفتاری منتشر ہوئی باشندگان شہر نے مال و متاع سلہدی کا تاراج کرکے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر سلہدی کے بیٹے کے پاس جس کا نام بھوپت تھا پناہ لی اور اسباب اور ہاتھی گھوڑے سلہدی کے سرکار شاہی مین ضبط ہوے اور آخر روز کو سلطان بہادر نے رفیع الملک المخاطب بعماد الملک کو بھوپت کی گو شمال کو روانہ کیا اور خداوند خان کو اُردو کے ہمراہ چھوڑ کر دوسرے دن کی صبح کو خود بھی اجین کی طرف عازم ہوا اور دریا خان مالوہی کو حکومت اُجین عنایت کرکے سارنگپور کی سمت متوجہ ہوا اور سارنگپور کو ملو خان بن ملو خان کے سپرد کیا جو سلطان محمود کے ایام سلطنت مین مندو سے جاکر ملازم ہوا تھا اور شیر شاہ سور کے عہد شاہی مین اپنا خطاب قادر شاہ کرکے اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام کیا تھا غرضکہ کچھ احوال اُسکا عنقریب مرقوم قلم صدق رقم ہوگا اور حبیب خان والی آشتہ کو آشتہ کی طرف رخصت دے کر خود بھیلسہ اور رائسین کی طرف عازم ہوا حبیب خان نے جاتے ہی ایک جماعت کثیر پوربیہ کو قتل کیا اور آشتہ پر متصرف ہوا اور جب شاہ بھیلسہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ اٹھارہ برس کا عرصہ گذرا ہی کہ یہان سے آثار اسلام منقطع ہوئے اور علامات کفر شائع ہین اس منزل مین مخبرون نے

اُس کی سمع مبارک مین پہونچا یا کہ بھوپت پسر سلہدی اپنے باپ کی خبر گرفتاری اور متعین ہونا رفیع الملک کا سنکر کمک طلب کرنے کے واسطے جیتور کی طرف گیا اور لکھمن بھائی سلہدی پور بیہ کا رائسین کے قلعہ کو استوار کرکے معرکہ آرائی مین سعی کرتا ہی اور انتظار کمک جیتوری کھینچتا ہی سلطان بہادر دو تین دن مسجد دن کو آباد کرنے اور مقامات متبرک درست کرنے کے لیے اس قصبہ مین مقیم ہوا اور جمادی الاول کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور مین طبل فیروزی بجا کر رائسین مین بارگاہ بلند کی اور ابھی لشکر نہ آیا تھا کہ راجپوت پوربیہ دو فوج ہو کر قلعہ سے اترے اور سلطان بہادر شاہ نے بہادری کو کام فرمایا کچھ لوگ ہمراہ رکاب لیکر شیر گرسنہ کی طرح اُن پر تاخت لایا اور دو تین پوربیہ ضرب شمشیر خونریز سے دو ٹکڑے کیے اس عرصہ مین سپاہ گجرات پیچھے سے پڑ درپے آپہونچی اور کفارون کو قتل کیا پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی شجاعت اور مردانگی دیکھکر بھاگے اور قلعہ مین جاکر دم لیا اور سلطان بہادر نے اُس دن لشکر کو جنگ سے منع کرکے کل کا وعدہ کیا دوسرے دن اُس سرزمین سے کوچ کرکے قلعہ کو مرکز کے مانند گھیر کر مورچے خود تقسیم کیے اور بنیاد ساباط کی ڈالی تھوڑے عرصہ مین ساباط اہل قلعہ کے قریب پہونچے پھر سلطان نے رومی خان کو مع توپخانہ وہان چھوڑ کر اپنے مقام پر معاودت فرمائی اور رومی خان نے توپ کی ضرب وزد سے دو برج قلعہ کے گرائے اور دوسری طرف سے سرنگ مین آگ دی یہانتک کہ چند گز دیوار اس طرف سے گر پڑی اور سلہدی نے احوال قلعہ اور زبونی پوربیہ اور قوت دشمن کا مشاہدہ کرکے پیغام دیا کہ یہ بندہ چاہتا ہی کہ پہلے شرف اسلام سے مشرف ہووے اسکے بعد اگر حکم ہووے تو جاکر قلعہ کو خالی کرکے اولیاے دولت بہادر شاہی کے سپرد کرے سلطان اس خبر سے مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے روبرو بلا کر کلمۂ توحید اُسے پڑھایا پھر اسے خلعت خاص دیکر باورچیخانہ سے قسم قسم کا لذیذ کھانا اُسے کھلایا اور ہمراہ اپنے قلعہ کے نیچے لیگیا سلہدی نے اپنے بھائی لکھمن کو طلب کرکے کہا جو مین زمرۂ اسلام مین داخل ہوا ہون سلطان بہادر شاہ علو ہمتی سے مجھے مراتب عالی کو پہونچاویگا مناسب یہ ہی کہ قلعہ کو ملازمون کے سپرد کرکے ہم تم سب خدمت شاہ مین حاضر ہون لکھمن نے پوشیدہ اُس سے یہ بات کہی کہ اب خونریزی تیری مسلمانون کے مذہب مین جائز نہین ہی بھوپت مع چالیس ہزار آدمی کمک کے واسطے آتا ہی ایسا کام کرنا چاہیے کہ چند روز اور قلعہ کے لینے مین توقف ہووے سلہدی نے یہ راے پسند کی اور سلطان سے کہا کہ آج کے روز مہلت ہو کل بعد دوپہر کے قلعہ کو خالی کرکے ملازمون کے سپرد کرونگا سلطان بہادر شاہ وہان سے مراجعت کرکے اپنے مکان پر آیا اور دوپہر تک دوسرے روز منتظر تھا جب میعاد سے ایک ساعت گذری سلہدی عرض پیرا ہوا کہ اگر حکم ہو بندہ قریب قلعہ جاکر صورت حال دریافت کرکے عرض مین پہونچاوے عنایت سلطان سے دور نہین ہی سلطان بہادر نے سلہدی کو معتمدون کے سپرد کرکے نزدیک قلعہ کے بھیجا اور سلہدی نزدیک برج افتادہ اور شکستہ کے گیا اور اپنی قوم کو نصیحت آغاز کی کہ اے راجپوتان غافل اور جاہل سلمانون سے حذر کرو ورنہ سلطان بہادر اسی مورچہ سے آنکر تمھین قتل کریگا اور غرض اسکی یہ تھی کہ فی الفور

ان برجون کو جو توپ کی ضرب سے مسمار ہوگئے ہین بند کرو لکھمن نے جواب نہ دیا لیکن سمجھا اور سلہدی بحسب ظاہر پلٹ گیا لکھمن نے قلعہ کے استحکام مین کوشش کی اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ کرکے بھوپت کی طلب کے واسطے روانہ کیے اور پسر سلہدی نکلکر روانہ ہوا چونکہ اسکی موت آگئی تھی ناگاہ کچھ فوج بادشاہی نمودار ہوئی اور وہ جاہل اپنی کثرت پر مغرور ہوکر جنگ مین مشغول ہوا سپاہ گجرات نے طاقت بشری سے زیادہ تر کوشش کرکے بہت راجپوت تہ تیغ کیے اور سلہدی کے بیٹے کا بھی سر تن سے جدا کرکے مع سر دیگر راجپوتان کے شاہ کی خدمت مین بھیجا سلہدی نے جب خبر فوت پسر سنی الفت پدری سے ہواس اُسکے بجا نرہے اور سلطان بہادر اصل راز سے خبردار ہوا یعنی سلہدی کی سازش ثابت ہوئی فوراً اس نے برہان الملک کے سپرد کیا کہ قلعہ شادی آباد مندو مین قید رہے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ بھوپت چونکہ جانتا ہے کہ سلطان جریدہ ہے اس واسطے رانا کو ہمراہ لیکر ازروے جرأت بکوچ متواتر آتا ہے یہ خبر سنکر شاہ کی قوت غضبی نے طغیان کیا اور یہ فرمایا کہ مین اگرچہ جریدہ ہون لیکن بمقتضاے نصوص ایک مسلمان دس کافر کو کافی ہے یہ کہکر فوراً میران محمد شاہ فاروقی فرمانرواے برہانپور اور رفیع الملک الخ طب بعماد الملک کو انکے گوشمال کے واسطے رخصت کیا میران محمد شاہ اور رفیع الملک افواج کو آراستہ کرکے جنگ کے واسطے متوجہ ہوئے اور جب کیہرلہ کے قریب پہونچے پورنمل کہ وہ بھی بیٹا سلہدی پوربیہ کا تھا مع دو ہزار راجپوت پوربیہ اُس مقام مین حاضر ہوا اس واسطے میران محمد شاہ فاروقی اور عماد الملک نے عرض داشت کی کہ پورنمل بیٹا سلہدی پوربیہ کا رانا سے مل گیا اور رانا بھی قریب پہونچا ہے اگرچہ جمعیت اُسکی اندازہ سے باہر ہے لیکن اعتماد تائید الٰہی اور اقبال عدو مال شاہی پر رکھکر ہمہ تن اسکے مدافعہ مین مشغول ہونگا اور تردد مین کسی طور اپنے تیئن معاف نرکھونگا شاہ نے بعد وصول عرض داشت اختیار خان اور دیگر امرا کو محاصرہ کے واسطے چھوڑکر خود بھی بطور تاخت ایک رات دن مین ستر کوس مالوہ کے طے کرکے بجلی کی طرح کیہرلہ کے نواح مین پہونچا اور میران محمد شاہ فاروقی والی برہانپور استقبال کے واسطے آیا اور سلطان بہادر شاہ کو اپنے مقام و منزل پر لیگیا اور اس عرصہ مین مخبرون نے رانا اور بھوپت کو خبر پہونچائی کہ شب کو سلطان بہادر لشکر مین ملحق ہوا اور پیچھے سے افواج بیشمار مور و ملخ کی طرح متواتر چلی آتی ہے رانا یہ خبر سنکر ایک منزل پیچھے ہٹ گیا اور فجر کو سلطان بہادر کیہرلہ سے کوچ کرکے ایک منزل آگے بڑھا اس منزل مین دو نفر راجپوت بطور ایلچی کے تحقیق اخبار کے واسطے لشکر سلطان مین آئے اور رانا کی طرف سے یہ پیغام گذارش کیا کہ رانا ایک ملازمان درگاہ سے ہے اور اس حدود مین اُسکے آنے سے یہ غرض تھی کہ قدم سفارش آگے رکھکر طلب عفو سلہدی پوربیہ کے تقصیرات کا کرے سلطان نے ارشاد کیا اس نظر سے کہ بالفعل جمعیت اور شوکت اُسکی ہمسے زیادہ ہے اگر پہلے جنگ کا ارادہ نکرکے عرض داشت کرتا البتہ الحاح تمھاری قبول ہوتی جب یہ جواب ان دونون راجپوت نے جاکر کہا کہ ہمنے شاہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے رانا اور بھوپت باوجود اس شوکت و جمعیت کی تین چار منزل کوچ کیے

منزل کرتے ہوئے بھاگے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ الغ خان مع تیس ہزار سوار اور فیلخانہ اور توپخانہ گجرات
کے بہت قریب پہونچا سلطان نے نہایت شجاعت سے ہرگز الغ خان کے پہونچنے تک توقف جائز نہ رکھکر
مع لشکر موجودہ کے ستر کوس تک تعاقب کیا اور رانا جب چیتور کی طرف آیا شاہ نے اُسکی گوشمال دوسرے سال پر
حوالہ کرکے خود قلعہ رائسین کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور آخر ماہ رمضان سنہ مذکور مین لکھمن کمک سے
مایوس ہوا صورت ہلاکت اپنی معائنہ کرکے از راہ عجز و انکسار عرض داشت کی کہ اگر آنجناب سلہدی کو حضور مین
طلب کرکے قلم عفو اُسکے صفحہ جرائم پر کھینچین تو قلعہ رائسین کو خالی کرکے ملازمون کے سپرد کرون شاہ نے بعد تامل
اور غور بسیار اپنے دل مین کہا کہ غرض اس یورش سے یہ ہے کہ عورات مسلمہ کفر کی ذلت سے رہا ہووین اگر
التماس اُسکی قبول نہین کرتا ہون جان اُن ضعیفون کی مفت جاویگی اسواسطے ملتمس لکھمن کی پذیرائی کی اور سلہدی پورب
کو شادی آباد مندو سے حضور مین طلب کیا چنانچہ بہادر ملک سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لیکر خدمت مین لایا اور فرمان
امان حاصل کرکے قلعہ مین گیا اور لکھمن تمام راجپوتون کو مع اہل وعیال قلعہ سے پہاڑی پر لایا اور پلٹ کر شاہ کے
عرض مین پہونچایا کہ قریب چار سو عورت متعلق سلہدی پوربیہ کے ہے اور رانی درگاوتی ماں بھوپت کی یہ التماس رکھتی
ہے کہ سلہدی پوربیہ اہل بندہائے خاص مین ہوا اگر قلعہ مین آکر اپنے عیال سے خود قلعہ کو خالی کرے تو غیرون کے
طعنہ سے محفوظ ہوگا شاہ نے ملک علی شیر کو سلہدی پوربیہ کے ہمراہ کرکے قلعہ مین بھیجا جب سلہدی پوربیہ وہان گیا لکھمن
اور تاج خان نے سلہدی سے پوچھا کہ غرض سلطان کی قلعہ رائسین کے لینے سے کیا تھی سلہدی نے کہا بالفعل قصبہ بڑودہ
مع مضافات ہمارے واسطے مقرر ہوا عنقریب ہے کہ سلطان علو ہمتی سے کسی دوسرے علاقہ سے سرفراز کریگا رانی درگاوتی
اور لکھمن اور تاج خان بولے کہ اگرچہ سلطان ہمارے احوال پر نظر الطاف مبذول فرماویگا لیکن ہمنے ایک مدت دراز سے
اس زمین پر شاہی کی اور داد کامرانی کی دی فی الحال فلک شعبدہ باز نے بازی کرکے ہمین پھرایا ایسا کیا ہے طریق مردانگی یہ ہے
کہ اپنے عیال واطفال کو جوہر کرکے آگ مین جلادو اور خود بھی تلوار کے مُنہ پر چڑھکر مارے جاؤ تو کوئی آرزو دل مین باقی
نہ رہے غرضکہ سلہدی پوربیہ رانی درگاوتی کے تقریر سے اپنے حال پر نہ رہا اور قدم جادۂ تمرد وعصیان مین رکھا ہر چند
ملک علی شیر نے نصائح مشفقانہ کرکے سمجھایا مفید نہوا اور ملک علی شیر کے جواب یہ کہا کہ ہر روز ایک کروڑ مان
اور کئی سیر کافور میری حرم سرا مین صرف ہوتا ہے اور تین سو عورت ہر روز پوشاک نئی پہنتی ہین آئندہ دیکھیے یہ میسر
ہو یا نہو اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم مع اپنے فرزندون اور عورتون کے قتل ہوجائین تاکہ ہمارے ناموس مین بدنامی کا
دھبا نہ لگے ساتھ عزت اور ناموس کے مرین داد مردی عزت وغیرت سلہدی پوربیہ نے طرح جوہر کی ڈالی رانی
درگاوتی کہ بیٹی رانا سنگا کی تھی دو بچے خورد سال ہمراہ لیکر جوہر مین آئی اور مع سات سو عورت پری پیکر جل گئی
اور سلہدی پوربیہ اور تاج خان اور لکھمن مع خویشان دلیران کہ مجموع سو نفر ہوتے تھے ہتھیار لیکر سر آمد
ہوئے اور مسلمانون کی جمعیت قلیل سے کہ قلعہ پر رہتے تھے جنگ مین مشغول ہوئے اور جب یہ خبر اردو
مین پہونچی سپاہ گجرات سبیل استعجال قلعہ مین در آئی اور اس گروہ حق ناشناس اور ناعاقبت اندیش کو داخل جہنم

کیا اور سلطان بہادر کے لشکر سے چند پیادہ مسلمان نے سعادت شہادت حاصل کی اور بھی انھین دنون مین سلطان عالم حاکم کالپی صدمہ افواج جنت آشیانی محمد ہمایون شاہ سے سلطان بہادر کے پاس پناہ لایا تھا قلعہ رائسین اور چندیری مع ولایت جاگیر پائی سلطان بہادر شاہ نے میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ کاکرون کی تسخیر کے واسطے جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین رانا کے تصرف مین آیا تھا نامزد کیا اور خود ہاتھی کے شکار مین مشغول ہوا اور کوہ کاکورا کے متمردون کو گوشمال اور سزا دیکر الغ خان کے حوالہ کیا اور اسلام آباد اور ہوشنگ آباد اور تمام بلاد مالوہ کو کہ زمینداردن کے تصرف مین آئے تھے اپنے تصرف مین لاکر امراے گجرات اور اپنے معتمدان کی جاگیر کی اور جو میران محمد شاہ فاروقی کاکرون کی طرف متوجہ ہوا تھا سلطان بہادر شاہ بھی بسرعت تمام کاکرون مین جا پہونچا اور رام جی نامے کہ رانا کی طرف سے حاکم کاکرون تھا قلعہ خالی کرکے بھاگا اور شاہ بہادر چار دن اس قلعہ مین جشن اور صحبت مین مشغول رہا اور ہر ایک مقرب کو انعام و اکرام سے ممتاز فرمایا اور رفیع الملک الملقب بہ عماد الملک اور اختیار خان کو کہ اسکے امراے کبار سے تھے قلعہ رسور کی تسخیر کو بھیجا اور خود شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اور حاکم رسور کہ وہ بھی گماشتہ رانا کا تھا قلعہ چھوڑکر مفرور ہوا اور ایک مہینے کے عرصہ مین قلعہ کاکرون اور قلعہ رسور سلطان بہادر کے تصرف مین آئے اور سلطان بہادر شادی آباد مندو سے فرنگیون کے مدافعہ مین متوجہ ہوا اور جب بندر دیپ کے قریب پہونچا سب فرنگی بھاگ گئے اور توپین کلان انکی کہ ویسی توپ دیار ہندوستان مین نہ تھی دستیاب ہوئین اور شاہ بہادر ان توپون کو بجر ثقیل محمد آباد چنپانیر مین بھیجکر عازم تسخیر چیتور ہوا اور بندر دیپ سے کنپایت کی طرف آیا اور وہان سے احمد آباد مین آنکر مشائخ کرام اور آباے عظام کی زیارت کی اور لشکر جمع کرکے مع توپخانہ بندر دیپ گجرات سے چیتور کی طرف متوجہ ہوا اور اسی وقت یعنی سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری مین محمد زمان میرزا جو قلعہ بیانہ مین قید تھا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ سے بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس چلا آیا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے ایلچی بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا سلطان بہادر نے نہایت تکبر سے جواب تک نہ دیا ہمایون بادشاہ نے پھر اسے مکتوب لکھا کہ اگر محمد زمان میرزا کو حضور مین نہین بھیجتے تو اسے اپنی ولایت سے نکال دین سلطان بہادر شاہ کہ اقبال اس کا معکوس ہوکر لا یلقا ہوا تھا پھر کتابت کے جواب مین مقید نہ ہوا اور وہ باتین کہ اندازہ سے زیادہ بلکہ باہر تھین زبان پر لایا اور یہی حرکت سبب اس کے خرابی کی ہوئی یعنی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ کے برخلاف محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور جب چیتور مین پہونچا رانا قلعہ بند ہوا اور ایام محاصرہ نے تین ماہ کا طول کھینچا اور اکثر اوقات طرفین سے مردان مرد جنگ برجون مین مستعد ہوکر حق شجاعت ادا کرتے تھے اور ظفر اور فیروزی گجراتیون کی شامل حال ہوتی تھی آخرالامر رانا نے عاجز اور تنگ آنکر پیشکش قبول کی اور تاج و کمر مرصع کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے لیا تھا مع چند راس اسپ و فیل اور تحف و نفائس شاہ گجرات کو دیکر واپس کیا اور یہ فسخ اور آنا محمد زمان میرزا اور فراہم ہونا اولاد

بادشاہ بہلول لودھی کا اُسکی خدمت مین باعث غرور اور موجب اس امر کا ہوا کہ حضرت جنت آشیانی
نصیرالدین محمد ہمایون شاہ کے ساتھ سلسلہ جنگ کو تحریک دیوے اور بادشاہی دہلی کی مہار اپنے قبضہ تصرف
مین لاوے پھر ایک اولاد شاہ بہلول لودھی کو کہ سلطان علاءالدین نام رکھتا تھا اعزاز و اکرام کیا اور اسکے
بیٹے تاتارخان کو امراے گردان کر مملکت دہلی بغیر لیے ہوئے مردم درگاہ پر قسمت کی اور اس ارادہ کے پورے ہونے
کے واسطے تاتارخان کو جو شجاعت اور شہامت مین اپنے ہمچشمون سے ممتاز تھا تربیت کر کے تیس کروڑ مہر مظفری
برہان الملک حاکم قلعہ آسیر کے سپرد کین تو باتفاق اور صوابدید تاتارخان کے لشکر کی فراہمی مین صرف کرے چنانچہ
تھوڑے عرصہ مین چالیس ہزار سوار تاتارخان کے پاس جمع ہوئے اور جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون
بادشاہ کے اطراف ممالک مین مزاحمت شروع کی اور قلعہ بیانہ پر کہ آگرہ کے اطراف مین ہے سنہ ۹۴۱ نوسو
اکتالیس ہجری مین متصرف ہوا اور جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ نے اپنے بھائی ہندال مرزا
کو اُس کے دفع کے واسطے بھیجا اور وہ جب قریب حدود بیانہ پہونچا افغان جو نہایت لاف و گزاف سے
تاتارخان کے پاس فراہم آئے تھے متفرق ہوئے دو ہزار سوار سے زیادہ اُس کے پاس باقی نرہے
تاتارخان نے نہایت خجالت اور شرمندگی سے کہ زر خطیر تن پرور افغانان مین صرف کیا تھا سلطان
بہادر کی خدمت مین حاضر نہوا اور مدد بھی طلب نہ کی ناچار ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور جب طرفین مقابل ہوئے
ہندال میرزا کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور مردی اور مردانگی کو کام فرما کر مع تین سو افغان نامی قتل ہوے اور
قلعہ بیانہ ہندال میرزا کے تصرف مین آیا جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ نے اس امر کو شگون نیک
جانکر سلطان بہادر شاہ کے دفع کو مع لشکر فراوان توجہ فرمائی اور شاہ بہادر شاہ کہ چھیر رانا پر لشکرکشی کر کے قلعہ
کو گھیرا تھا تاتارخان کے مارے جانے اور جنت آشیانی کی چڑھائی سے مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور قرعہ مشورہ
کا درمیان مین ڈالا چنانچہ راے اکثر امرا کی اسپر قرار پائی کہ ترک محاصرہ کر کے شاہ کے مقابلہ کو جانا مناسب
ہے اور صدرخان جو امراے کبار سے تھا اُس نے یہ عرض کی کہ ہمنے کفار کو محاصرہ کیا ہے اگر اس وقت بادشاہ
مسلمان حمایت کفار کر کے ہم سے لڑیگا قیامت تک درمیان اہل اسلام کے مطعون اور بدنام ہوگا دلئی
دولت یہ ہے کہ محاصرہ کو ہاتھ سے نہ دیوین اور یہ بھی ظن غالب ہے کہ آنحضرت یعنے ہمایون شاہ ہمارے
اوپر تاخت نہ لاوینگے منقول ہے کہ جب ہمایون بادشاہ نے سارنگ پور مین نزول فرمایا اور خبر اس مشورہ
کی آنحضرت کے گوش زد ہوئی آنحضرت نے ازراہ مروت سلطان بہادر کی ولایت کو تعرض نہ پہونچایا اسقدر
وہان توقف کیا کہ شاہ بہادر نے ساباط وغیرہ سے سنہ مذکور مین قلعہ چتوڑ کو جبراً قہراً فتح کیا اور راجپوت بہت
تیغ آبدار سے قتل کیے اور اس طرف کی مہم سے مطمئن ہو کر اکیبارگی جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ سے
جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور زرخطیر لشکر پر قسمت کر کے آگے بڑھا جنت آشیانی اس حرکت سے مکدر ہو کر
ناچار اسکے استیصال پر عازم و جازم ہوا اور قلعہ مندسور کے اطراف مین فریقین کا سامنا ہوا لیکن ابھی خیمہ برپا نہ کیا تھا

کہ سید علیخان خراسانی جو سلطان بہادر کا ہراول تھا لشکر گجرات سے بھاگ کر جنت آشیانی کے لشکر نصرت اثر میں ملحق ہوا اور گجراتی یہ حال مشاہدہ کرکے شکستہ دل ہوئے پھر سلطان بہادر نے امرا اور افسرون کو ایکجا کرکے جنگ کے بارہ مین مشورہ کیا حیدر خان نے جواب دیا کہ کل جنگ کرنی چاہیے کس واسطے کہ ابھی ہمارے سپاہیون نے چیتور کے فتح کرنے سے قوت اور استظہار پائی ہے اور ابھی انکی آنکھ سپاہ مغل کی شوکت و صولت سے نہین جھپکی ہے اور رومی خان کہ توپخانہ کا داروغہ اور صاحب اختیار تھا اُس نے یہ التماس کی کہ توپ اور بندوق سرکار مین اس قدر افراط سے موجود ہین کہ قیصر روم کے سوا دوسرے کو اس قدر آلات حرب میسر نہون گے صلاح دولت یہ ہے کہ لشکر کے گرداگرد خندق کھود کر آلات حرب چارون طرف ترتیب سے لگائے جاوین اور ہر روز بلا ناغہ آتش حرب مشتعل ہووے تاکہ جوانان شوخ لشکر مغل مقابل آنکر توپ کی ضرب سے ہلاک ہووین شاہ بہادر نے یہ راے پسند کی اور لشکر کے گرداگرد خندق تیار کی اُن دنون مین سلطان عالم کالپی کہ شاہ بہادر نے رائسین اور چندیری اور وہ صوبہ اُس کی جاگیر مقرر کی تھی مع جمعیت تمام آنکر ملحق ہوا اور دو مہینے کامل دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور اکثر اوقات جوانان عاشق جنگ اور طالبان نام و ننگ بر آمد ہوکر جنگ مردانہ اور حرب رستمانہ کرتے تھے اور سپاہ مغل اپنے فرماندہ کے فرمان کے بموجب توپ و تفنگ کے مقابل اور زد پر نہ جاتے تھے تین چار ہزار سوار تیرانداز سلطان بہادر کے اردوے اطراف مین تاخت لیجاتے تھے اور حسن تدبیر سے راہ آمد و شد غلہ اور روغن کی مسدود کی جب چند روز اس دتیرہ سے منقضی ہوے لشکر گجرات مین قحط عظیم واقع ہوا اور چارہ بھی باقی نہ رہا جس سے جانورون کی زندگی ہوا اور فوج مغل کے تیراندازون کے غلبہ سے کسی گجراتی کو یہ مجال نہ تھی کہ لشکر سے باہر جاکر غلہ اور چارہ لاتا اور سلطان بہادر نے جب دیکھا کہ ایہان توقف کرنا موجب گرفتاری ہے ایک رات کو مع پانچ امراے معتبر کہ ان مین ایک عادل برہان پور اور دوسرا ملوخان حاکم مالوہ تھا سراپردہ کے پیچھے سے برآمد ہوکر شادی آباد مندو کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے پاے قلعہ شادی آباد مندو تک تعاقب کرکے راہ مین بہت آدمی مفرور قتل کیے اور حیدر خان کہ مع لشکر بسیار سب کے پیچھے جاتا تھا بعد جنگ شدید زخمی ہوکر بھاگا اور سلطان بہادر شادی آباد مندو مین قلعہ بند ہوا اور بعد ایک مدت کے ہندو بیگ اور دیگر امراے مغل مع سات سو نفر قلعہ مین در گئے اور سلطان بہادر شاہ کہ بستر خواب پر استراحت فرماتا تھا بدحواس ہوکر اُٹھا جب گجراتیون کو مضطرب اور مفرور دیکھا خود بھی راہ فرار نمائی پانچ چھ سوار سے محمد آباد چنپانیر کی طرف گیا اور حیدر خان اور سلطان عالم حاکم رائسین نے قلعہ سونگڈھ مین جاکر پناہ لی اور بعد دو دن کے امان خواہ ہوکر جنت آشیانی کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے حیدر خان کہ زخمی تھا وہ سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور سلطان عالم حاکم رائسین سے جو حرکات ناملائم وقوع مین آئین تھین جنت آشیانی کے حکم سے اُسے پے کیا سلطان بہادر شاہ یہ اخبار سُنکر خزانہ اور جواہر جو قلعہ محمد آباد چنپانیر مین تھا آدمیون کے ہاتھ بندر دیپ کی طرف بھیجا

اور خود کنبایت کی طرف راہی ہوا اور جنت آشیانی شادی آباد مندو کو مردم امین کے سپرد کرکے قلعہ محمد آباد
جنپانیر کے سمت روانہ ہوا اور بلدہ محمد آباد کی تاراجی سے غنیمت بیحد و حساب سپاہ مغل کے ہاتھ آئی
اور آن حضرت بھی وہان سے بجناح استعجال کنبایت کے سمت عازم ہوئے اور سلطان بہادر کنبایت
سے گھوڑے تازہ زور لے کر بندر دیپ گیا اور آن حضرت جب کنبایت مین پہونچے اور سلطان بہادر
کو نہ دیکھا معاودت فرما کر محمد آباد جنپانیر کو محاصرہ کیا اور ساتھ اُس تدبیر کے کہ آن حضرت کے وقائع
مین تحریر ہے قلعہ اول پر متصرف ہوا اور اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد جنپانیر بھاگ کر قلعہ ارک کی طرف
کہ جس کو مولیا کہتے ہین پناہ لے گیا اور آخر کو امان چاہی اور شرف خدمت حاصل کی چونکہ وہ فضائل
و کمالات مین تمام امراے گجرات سے امتیاز رکھتا تھا ندماے مجلس خاص مین اختصاص پایا اور خزائن سلاطین
گجرات کہ عمرہاے دراز مین فراہم ہوئے تھے بادشاہی تصرف مین آئے اور زر لشکر پر تقسیم ہوا اور ابتداے
سنہ ۹۴۳ نو سو تینتالیس ہجری مین باوجود اس کے کہ جنت آشیانی محمد آباد جنپانیر مین توقف رکھتا تھا عرضیان
رعایاے گجرات کی متواتر سلطان بہادر کے پاس اس مضمون کی پہونچین کہ اگر آنجناب ایک اپنے ملازم کو
تحصیل مال کے واسطے مقرر فرماوین مال واجبی خزانہ مین پہونچایا جاوے سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو
جو حسن تدبیر اور مزید شجاعت مین اتصاف رکھتا تھا مع لشکر گران تحصیل مال ولایت کے واسطے بھیجا اور عماد الملک
سپاہ جمع لانے مین مصروف ہوا القصہ مع پچاس ہزار آدمی احمد آباد کے باہر وارد ہوا اور وہان سے عاملون کو
اطراف مین بھیجکر تحصیل شروع کی اور جب یہ خبر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کو پہونچی تردی بیگ خان
کو کہ ایک امراے کبار اور معتمد علیہ سے تھا خزانون کی محافظت کے واسطے مقرر کرکے محمد آباد جنپانیر سے
متوجہ احمد آباد ہوا اور عسکری مرزا کو مع یادگار ناصر میرزا اور میرزا ہندو بیگ کے اپنے سے ایک منزل پیشتر روانہ کیا اور
محمود آباد کی نواح مین کہ احمد آباد سے بارہ کوس ہے عسکری میرزا اور عماد الملک سے جنگ سخت واقع ہوئی اور
عماد الملک نے شکست پائی اور گجراتی بہت قتل ہوئے اسکے بعد جنت آشیانی نے ظاہر احمد آباد مین نزول فرمایا اور
حکومت وہان کی عسکری میرزا کو اور پٹن گجرات یادگار ناصر میرزا کو اور بھڑوچ قاسم حسین میرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ
کو تعین اور محمد آباد جنپانیر تردی بیگ خان کو سپرد کیا اور خود بدولت و اقبال نے عنان عزیمت برہانپور کی
طرف منعطف فرمائی اور وہان باقتضاے وقت توقف نکرکے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان
مین خان جہان شیرازی کہ ایک امراے سلطان بہادر شاہ سے تھا جمعیت بہم پہونچا کر قصبہ نوساری پر متصرف
ہوا اور رومی خان بندر سورت سے خان جہان سے جاملا دونون باتفاق بھڑوچ کی طرف متوجہ ہوئے اور
قاسم حسین میرزا کہ طاقت مقاومت کی نہ رکھتا تھا محمد آباد جنپانیر مین تردی بیگ خان کے پاس گیا اور
کل گجرات مین خلل اور فتور واقع ہوا اور تھانے مغلون کے برخاست ہوے اُس وقت مین غضنفر بیگ کہ
امراے عسکری میرزا سے تھا بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس گیا اور شاہ کو احمد آباد آنے کی ترغیب کی علیاکہ

اپنے محل پر مندکور ہوا جب تمام امرا تردی بیگ کے سوا احمد آباد مین جمع ہوئے اور سلطان بہادر گجرات کی طرف عازم ہوا عسکری میرزا نے تمام امرا سے مشورہ کرکے یہ مناسب دیکھا کہ سلطان بہادر سے مقابلہ نہایت دشوار اور اشکال ہے اور جنت آشیانی شادی آباد مندو مین توقف رکھتا ہے اور شیر خان پٹھان نے بھی آگ فساد کی بنگالہ مین روشن کی ہے صلاح یہ ہے کہ خزانہ محمد آباد جنپانیر کو دستیاب کرکے آگرہ کی طرف متوجہ ہووین اور اس حدود کو بھی اپنے تصرف مین لاکر خطبہ عسکری میرزا کے نام پڑھاوین اور منصب وزارت ہندو بیگ کے متعلق رہے اور میرزایان دیگر جس مقام کو چاہین اسپر متصرف ہووین اس اقرار اور امید پر صوبہ گجرات جو کیسی محنت و مشقت سے لیا تھا مفت ہاتھ سے کھویا اور محمد آباد جنپانیر کی طرف روانہ ہوئے اور جب تردی بیگ خان نے میرزایان اور امرا کے ارادہ فاسد پر اطلاع پائی قلعہ کی استواری مین کوشش کی پھر ناچار ہو کر میرزاؤن نے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور جنگل بے ناموسی کی پیمائش شروع کی سلطان بہادر نے جب گجرات کو خالی دیکھا تردی بیگ خان کے دفع کے واسطے محمد آباد جنپانیر کی طرف عازم ہوا اور تردی بیگ خان جسقدر خزانہ کہ اٹھا سکا اونٹون پر لاد کر آگرہ کی طرف راہی ہوا سلطان بہادر چند روز محمد آباد مین توقف کرکے مہمات کے بندوبست مین مشغول ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے غلبہ ایام مین از روی عجز و ناچاری بندر گوہ اور بندر جیول اور رایک دیدہ کے فرنگیون سے مدد چاہی تھی اور یقین جانتا تھا کہ وہ جماعت آنکر گجرات پر کہ خالی ہے متصرف ہوگی اس واسطے بہ تعجیل تمام محمد آباد جنپانیر سے ولایت سورت اور جوناگڑھ کی طرف متوجہ ہوا تاکہ جس طریق سے ممکن ہو اس گروہ کو اس طرف آنے سے باز رکھے اور چند روز اس حدود مین سیر و شکار مشغول رہا اس درمیان مین پانچ چھ ہزار فرنگی غرابون مین بیٹھکر بندر دیپ کی طرف آپہونچے سلطان بہادر بسبیل استعجال بندر مذکور مین آیا اور فرنگی سلطان بہادر کے استقلال اور غلبہ اور جنت آشیانی کی مراجعت کی خبر سنکر اپنے آنے سے نادم اور پشیمان ہوئے اور آپس مین قرار دیا کہ جس حیلہ سے بن پڑے بندر دیپ پر متصرف ہووین پھر انکے سردار نے مصلحۃً تمارض کرکے جھوٹی بیماری کی مشہور کی اور سلطان بہادر نے مکرر آدمی اسکی طلب مین بھیجا لیکن جواب سنا کہ بیمار ہون اور چلنے پھرنے کی قوت نہین رکھتا ہے سلطان بہادر اس خیال سے کہ فرنگی میرا لحاظ اور ملاحظہ رکھتے ہین خود مع جماعت قلیل اُن کی تسلی کے واسطے غراب پر سوار ہوا اور اس مقام مین کہ کشتیون کو لنگر کیا تھا گیا اسے دیکھکر فرنگی ایک بڑی ناؤ پر سوار ہو کر آئے سلطان نے آثار غدر فراست سے دریافت کرکے چاہا کہ پلٹ جاوے جبکہ وہ فرنگیون کی کشتی سے اپنی کشتی مین سوار ہونے لگا فرنگیون نے چالاکی اور پھرتی سے اپنی کشتی ہٹائی اور وہ اپنی کشتی پر نہ پہونچا دریا مین گرا اور ایک غوطہ کھا کر سر ابھارا اسوقت ایک فرنگی نے جہاز پر سے ایک نیزہ اس کے سر پر مار کر مجروح کیا اس وقت سلطان بحر عدم مین ایسا غوطہ زن ہوا کہ دوبارہ سر نہ نکالا اور لشکر گجرات یہ حال مشاہدہ کرکے بلا توقف احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ماہ رمضان المبارک سنہ نو سو تینتالیس ہجری مین بندر دیپ فرنگیون کے تصرف مین آیا اور سلطان بہادر شاہ کی مدت سلطنت ۹۴۳

پندرہ سال اور تین دن تھی اور تاریخ بہادر شاہی اسکے نام نامی پر تحریر کی گئی لیکن جو توفیق اصلاح بنائی غلطی بہت اُس نسخہ مین نظر آتی ہے اعتماد اُسپر نکرنا چاہیے ۔

ذکر سرفراز ہونا محمد شاہ فاروقی کا سلطنت گجرات پر

جب سلطان بہادر بحر فنا مین غرق ہوا مخدومۂ جہان والدہ اس کی مع امرا کہ ملازم رکاب تھے بندر دیپ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوئی اس درمیان مین خبر پہونچی کہ محمد زمان میرزا جسے سلطان بہادر نے ایام فتور دہلی اور لاہور کی طرف بھیجا تھا کہ ہندوستان مین باعث خلل ہو کر مغلون کو پریشان اور شکستہ خاطر کرے عدد و لاہور سے پلٹ کر احمد آباد مین پہونچا اور اُسی وقت خبر واقعۂ سلطان بہادر سُنکر گریہ و زاری مین مشغول ہوا اور بہت تاسف کرکے لباس تغیر کیا اور تعزیت کے واسطے چلا بعد چند روز کے محمد زمان میرزا جب اُردو مین پہونچا مخدومۂ جہان نے اُس کے علی قدر مراتب اسباب مہمانی کا بھیجا اور لباس ماتمی اس کا تبدیل کرایا لیکن میرزا سے سعادت مندی نے عوض والدہ شاہ کے الطاف کا کہ اُس کے حال پر مبذول فرمایا تھا یہ کیا کہ کوچ کے وقت مع اپنی ایک جماعت کے خزانہ گجرات پر تاخت لایا اور تقریبے سات سو صندوق طلا اس مین سے نکال لیگیا اور اپنے تیئن گوشۂ محفوظ مین پہونچا کر بارہ ہزار مغل اور ہندوستانی جمع کیے امرائے گجرات یہ فساد جدید مشاہدہ کرکے بیقرار اور سراسیمہ ہوئے اور شاہ مقرر کرنے کے واسطے آپس مین مشورہ کیا جو کہ سلطان بہادر شاہ نے بارہا اپنے بھانجے محمد شاہ فاروقی کو ولی عہدی کا اشارہ کیا تھا سب بتجویز مخدومۂ جہان اُس کی بادشاہی پر راضی ہوئے اور غائبانہ خطبہ اور سکہ اُس کا عمل مین لائے اور ایلچی اُس کے بلانے کو بھیجا اور عماد الملک کو مع لشکر کثیر گوشمالی محمد زمان میرزا کے واسطے تعین کیا اور محمد زمان میرزا کہ مرد عیاش اور فراغت طلب تھا کچھ جنگ کرکے وار دگیر سے بھاگ کر ولایت سندھ مین آیا اور پھر اُس کی مہم نے صورت نہ باندھی اور میران محمد شاہ فاروقی کہ سلطان بہادر شاہ نے اُسے لشکر چغتائی یعنی مغل کے تعاقب مین مالوہ تک بھیجا تھا بعد ڈیڑھ مہینے خطبہ پڑھنے کے اُس اُس عدد و مین قضائے الٰہی سے فوت ہوا ۔

ذکر سلطان محمود بن لطیف خان بن شاہ مظفر کی سلطنت کا

جب میران محمد شاہ فاروقی خرابۂ دنیا سے معمورآباد عقبیٰ کی طرف خرامان ہوا اور کوئی وارث سلطنت کا سوائے محمود خان بن شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کے نرہا اور وہ برہان پور مین سلطان بہادر شاہ کے حکم کے موافق کو داعیۂ سلطنت گجرات رکھتا تھا میران محمد شاہ کے قید مین تھا اختیار خان کو اُس کے بلانے کو بھیجا میران مبارک شاہ برادر میران محمد شاہ نے اُسکے بھیجنے مین تامل اور مضایقہ کیا تب امرائے گجرات لشکر

آراستہ کرکے برہان پور کے جانے پر آمادہ ہوئے اور اُس نے یہ خبر دریافت کرکے محمود خان کو تخت گجرات کی طرف بھیجا چنانچہ ارکان دولت نے ذیحجہ کی دسوین تاریخ ۹۴۴ھ نوسو چوالیس ہجری مین محمود خان کو تخت گجرات پر بٹھایا اور خطاب سلطان محمود شاہ رکھا اور اختیار خان صاحب اختیار ہوا اور مہام مملکت گجرات کی اُسکے دست اقتدار مین آئی اور بعد چند ماہ ۹۴۵ھ نوسو پنتالیس ہجری مین امرا کے درمیان نزاع اور خصومت واقع ہوئی چنانچہ دریاخان اور عماد الملک نے اتفاق کرکے اختیار خان کو قتل کیا بعد اس کے عماد الملک امیر الامرا اور دریاخان غوری وزیر کل ہوا اور آخر سال مین ان کے درمیان بھی مخالفت ظاہر ہوئی دریاخان غوری سلطان محمود کو شکار کے بہانہ شہر سے باہر لیجاکر محمد آباد چنپانیر کی طرف گیا اور عماد الملک لشکر کثیر فراہم کرکے محمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد دو تین کوچ کے اکثر سپاہ گجرات جنھون نے اس سے زر کثیر حاصل کیا تھا جدا ہوکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عماد الملک بدحواسی اور عالم اضطرار مین صلح پر راضی ہوا اور یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گانو سورت کی طرف جاوے اور سلطان محمود احمد آباد کی طرف مراجعت کرے اور ۹۴۶ھ نوسو چھیالیس ہجری مین دریاخان غوری عماد الملک کے اخراج کے واسطے شاہ محمود کو اُبھارکر مع لشکر آراستہ ولایت سورت کی سمت متوجہ ہوا اور عماد الملک بعد محاربہ بھاگ کر میران مبارک شاہ حاکم آسیر اور برہان پور کے پاس پناہ لے گیا اور میران مبارک شاہ ازروے حمیت اور غیرت اُس کی مدد کے واسطے آمادہ ہوا اور لشکر گجرات سے لڑکر شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا اور عماد الملک ملوخان المخاطب بقادر شاہ حاکم مالوہ کے پاس گیا سلطان محمود شاہ خاندیس مین استقامت کرکے تاخت وتاراج مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے اکابر وقت کو درمیان ڈال کیا زراہ صلح سلطان محمود کی ملازمت کی عماد الملک کے بھاگ جانے سے دریاخان غوری کو پوری قوت حاصل ہوگئی اُس نے تمام معاملات مالی وملکی مین پورا استقلال پیدا کرلیا کہ خود ہی سب انجام دیتا اور کسی کو دخل نہ تھا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ محمود اُس کے ہاتھ مین کھلونا رہ گئے وہی درحقیقت بادشاہی کرنے لگا آخر ایک رات سلطان محمود اپنے کبوتر باز چرجیو کی سازش سے ارک احمد آباد سے نکلکر عالم خان لودی کے پاس چلے گئے جس کی جاگیر دولقہ دندقہ تھی عالم خان نے بادشاہ کا پورا اعزاز واکرام کیا اور اپنا لشکر چار ہزار جمع کیا اور دریاخان غوری نے محافظ خان وغیرہ رشتہ دارون کے اغوا سے ایک طفل مجہول النسب کا نام مظفر شاہ رکھکر تخت پر بٹھایا اور تمام امرا کو زیادتی جاگیر وخطاب دیکر اپنے ساتھ متفق کرلیا اور لشکر لیکر دولقہ کی طرف متوجہ ہوا عالم خان لودی نے سلطان محمود کو بڑے لشکر کے ساتھ اپنے مقام پر چھوڑا اور خود اپنی فوج لے کر غوری کے مقابل ہوا اور حملہ اول مین دریاخان غوری کی فوج کو شکست دے کر اُس کی خاص فوج پر ٹوٹ پڑا اور اچھی مردانگی وشجاعت سے کارزار کیا لیکن جس وقت معرکہ سے نکلا تو فقط پانچ سو سوار اُس کے ساتھ تھے۔ اس حالت کو دیکھکر

پریشان وحیران ہوا آخر اس کے خیال مین یہ تدبیر آئی کہ حملہ اول مین دریاخان کی ہراول فوج شکست کھاکر ضرور احمد آباد مین پہونچی اور شکست کی خبر سنائی ہوگی مجھے فی الفور احمد آباد پہونچ جانا چاہیے تقدیر موافق تدبیر پڑی اور انھین پانچ سوارون سے نہایت تیزی کے ساتھ احمد آباد مین داخل ہوا اور فتح کا نعرہ مارتا ہوا شاہی دولتخانہ مین داخل ہوگیا شہر والون کو شکست ہراول سے یقین کلی ہوا کہ دریاخان برباد ہوا ہی لہذا فوج فوج خدمت مین آنے لگے اور عالم خان نے حکم دیا کہ دریاخان کا گھر لوٹ لو اور شہر کے دروازے محکم بند کرو اور دریاخان کا گھر لوٹنے کے بعد لوگون نے خواہ مخواہ اس سے اتفاق کیا اور عالم خان نے شیرخان کو بادشاہ محمود کو لانے کے واسطے روانہ کیا۔ دریاخان غوری نے اپنے فتح کے خیال مین اسی میدان مین مقام کیا تھا کہ ناگاہ احمد آباد سے قاصدون نے پہونچکر اس حال سے اسکو مطلع کیا وہ بدحواس ہوکر فوراً احمد آباد کی طرف دوڑا چونکہ امراء کے اہل وعیال سب شہر مین تھے ناچار اکثر امراء نے اس کی رفاقت ترک کی اور عالم خان لودی کے پاس چلے آئے اور اسی موقع پر سلطان محمود بھی شہر مین داخل ہوا۔ دریاخان غوری یہ حال سنکر واقعات دیکھکر برہان پور کی طرف بھاگا اور وہان بھی نہ ٹھہر سکا بھاگ کر شیرشاہ سور کے پاس گیا اور وہان بہت مراعات پائی دریاخان کے دفع ہونے کے بعد عالم خان لودی نے وزارت ہاتھ مین لی اور آخر اسکو بھی غرور نے گھیرا اور دریاخان کے قدم بقدم چلنے کا ارادہ کیا سلطان محمود نے ہوشیار ہوکر امراکو اپنے ساتھ متفق کیا اور چاہا کہ عالم خان کو گرفتار کرے وہ بھی آگاہ ہوکر نکل گیا اور شیرشاہ کی خدمت مین پہونچکر بہت نوازش پائی سلطان محمود کو جب امراء باغی سے نجات حاصل ہوئی تو مملکت کے نظم ونسق پر اور رعایا کی بہبودی وکثرت زراعت وآبادی پر توجہ مبذول فرماکر چند ہی روز مین گجرات کو سرسبز وشاداب کردیا اور ارکان دولت وعمائد کے ساتھ نیک روش اختیار کرکے استقلال پیدا کیا اور احمد آباد سے بارہ کوس پر ایک شہر محمود آباد بنایا لیکن ہنوز پورا نہوا تھا کہ دار ناپائدار سے کوچ فرمایا اور عمارت نوساختہ دوسرے کی نذر مین چھوڑی **اشعار** ہرکہ آمد عمارتے نوساخت + رفت ومنزل بدیگرے پرداخت + وان دگر پخت ہمچنان ہوسے + وین عمارت بسر نبرد کسے + قطعہ حضرت سعدی خوب یاد آیا اسی بادشاہ کے عہد مین ۹۴۹ نوسو انچاس ہجری مین قلعہ سورت دریاے عمان کے کنارے نہایت مستحکم عجیب وغریب تعمیر ہوا جس کو ترکی غلام غضنفر آقا نے جسکا لقب خداوندخان تھا اپنی لیاقت سے پورا کیا اور اسکی تعمیر سے پہلے فرنگی لوگ سورت کے مسلمانون کو طرح طرح کی تکلیف پہونچاتے تھے سلطان محمود نے خداوندخان کو اس مقام کا حاکم کرکے فرمان دیا کہ ایک قلعہ وہان تعمیر کرے۔ جب غضنفر آقا نے اسکی تعمیر شروع کی تو چند مرتبہ کشتیون پر سوار ہوکر فرنگیون نے مزاحمت کے لیے سخت جنگ کی لیکن ہر دفعہ شکست کھائی اور وہ قلعہ بہت مستحکم ہی دو طرف اسکے خشکی ہی اور گرد اسکے خندق پر آب ہی جسکا عرض بیس گز ہی اور دیوار خندق سنگین وآہنی بنی ہی عرض پچیس گز ہی اور بلندی اسکی بیس گز ہی اور عجیبات

یہ ہے کہ ہر دو پتھرون مین قلابے آہنی اس طرح پیوست ہین اور درمیان مین درز ہین سنگ تراشون نے ایسی طرح انداز کی ہین کہ تیز نگاہ اسکے دیکھنے سے متحیر ہوتی ہے آخر لاچار ہو کر نرمی و مدارات کرکے غضنفر خان کو بہت مال دنیا قبول کیا کہ قلعہ یہ بناوے خداوندنے کہا کہ سلطان کی بدولت مجھے مال کی کچھ پروا نہین ہے آخر فرنگیون نے کہا کہ اگر یہ قبول نہین کرتے تو یہی نذرانہ لو اور قلعہ کو پرتگالی شکل پر نہ بناؤ یعنے چونکہ ہی پرتگالی شکل پر نہو خداوندخان نے کہا کہ تمھارے برعکس مین نواب جمیل کی امید پر اسی شکل سے بناؤنگا اور جوناگڈھ سے بہت سی بڑی چھوٹی توپین جس کو سلیمانی کہتے تھے منگوا کر جا بجا موقع سے اسپر قائم کین اور ملا محمد استرآبادی متخلص بہ رضائی نے تعریف سلطان محمود و صفت خان اعظم غضنفر بیگ ترک کے ساتھ قطعہ تاریخ کہا جسکا تاریخی شعر یہ یہ ہے ؎ این ندا آمد بگوش از بہر تاریخش ز غیب ٭ سد بود بر سینہ و جان فرنگی این بناے ٭ مترجم کہتا ہے کہ انقلاب زمانہ سے وہ قلعہ خود اہل فرنگ کے قبضہ مین آگیا اور ان کے لیے سامان فرحت بن گیا و الملک لله الواحد القہار - سلطان محمود سنہ ۹۹۱ نوسو اکیانوے تک باستقلال بے مخاصم و منازع بادشاہ رہا غایت یہ کہ آثار انقلاب مین سے کثرت شہوات و فساد نیات کا ظہور عوام الناس مین بڑھ گیا تھا چنانچہ آخر ایک خادم نے جو ظاہر مین اکثر اوقات طاعات و عبادات مین مصروف رہتا تھا ہوس دنیا مین پڑکر بادشاہ کا قاتل بن گیا اس کی توضیح یہ ہے کہ برہان نام خادم سلطان چونکہ اظہار پرہیزگاری کرتا تھا سلطان اکثر شکارون مین اس کو نماز کا امام بناتا تھا البتہ کسی زمانہ مین اس سے قصور خدمت ایسا سرزد ہوا تھا کہ بادشاہ نے غصہ ہو کر اس کو دیوار کے درمیان چن دیا مگر منھ باہر رہا دوسرے یا تیسرے روز سلطان اُدھر سے گزرا اور اس نے ترحم کے واسطے آنکھ و ابرو کے اشارہ سے سلام کیا بادشاہ نے رحم کھا کر اس کو معاف کیا اور نکلوا کر اس کے معالجہ مین اہتمام فرمایا لیکن اس سے غافل کہ روے زخم خوردہ قابل اعتماد نہین ہوتا سلطان نے اس کو مقرب کر لیا۔ مگر اسنے کینہ ولی نعمت کا سینہ مین نگاہ رکھا اتفاقاً شکارگاہ مین دوبارہ اس سے حرکت ایسی سرزد ہوئی کہ قابل سزا ہوا اور مثل مشہور ہے کہ بادشاہون کا مقرب اگر شیرین شہد ہے نیش زنبور نہین ہے بادشاہ وہان سے قریب شام کے واپس آیا اور غسل کرکے عادت سے زیادہ نشہ استعمال کرکے پلنگ پر سو رہا۔ بادشاہ دو سو بہادر جو شیر پر غالب آتے تھے اور شیرکش نامزد تھے حوالہ برہان کیا تھا کہ شکارگاہ مین نازک مقامون پر ہمراہ رہین اس نے ان بہادرون کو امیر بنانے کے وعدے دے کر اپنے ساتھ متفق کر لیا اور موقع اپنے کینہ دیرینہ کا دیکھتا تھا اس رات کو دیکھا کہ بادشاہ بہت بیہوش ہے اپنے بہن کے لڑکے دولت نام سے سلطان کو قتل کرنے کا مشورہ مستحکم کر لیا اسنے قبول کیا اور لوگون سے ظاہر کیا کہ بادشاہ کے سر کے بال جو بہت دراز تھے خشک کرنے جاتا ہون اور ہاتھ سے پکڑ کے کھینچے اور جب بہت بے خبر پایا تو پایہ سے مضبوط باندھے اور سلطانی تلوار غلاف سے نکالکر اسکی حلق پر رکھی اور سلطان نے بیدار ہو کر ہاتھ حائل کر دیے لیکن ہاتھ مع حلق کے کٹ گئے اور برہان بدبخت نے سوچا

کہ دولت تو بید ولتی کر چکا اگر تدبیر سے امرا کو بھی قتل کر دن تو مین ہی بادشاہ ہو جاؤنگا چنانچہ باہر نکلکر اول یہ حکم زبان بادشاہ سے سنایا کہ مطرب وگانے والے بلند آواز سے گاتے رہین دوسرا حکم پہونچایا کہ دس شیر کش خدمت کے لیے اندر حاضر ہوں اور لے جاکر ان کو ہتھیارون سے مسلح کرکے جا بجا قایم کیا۔ پھر امرا اور وزرا طلب کیے۔ آدھی رات گزر چکی تھی کہ غضنفر بیگ یعنی خداوندخان بانی قلعہ سورت اور آصف خان وزیر حاضر ہوئے اُن کو اندر لے جا کر قتل کیا ایسے ہی دوسرے دو آدمی امرائے کبار سے بلا کر مارے۔ جب اعتماد خان کو بلایا تو اس بوڑھے تجربہ کار نے کہا کہ ایسے وقت کبھی ہم لوگون کو بادشاہ نے نہین بلایا آج کیا بھید ہی۔ اتنے مین دوسرا آدمی بلانے آیا اعتماد خان زیادہ متوہم ہوا اور نہ گیا۔ برہان مردود نے عبدالصمد شیرازی مخاطب با فضل خان کو بلا کر کہا کہ یہ خلعت وزارت بادشاہ نے تمھارے لیے بھیجا ہی تم بوڑھے آدمی تجربہ کار ہو بادشاہ خداوندخان و آصف خان سے رنجیدہ ہوا تم کو ان کا قایم مقام کرتا ہی۔ افضل خان نے کہا کہ جب تک بادشاہ کی حضوری میسر نہو مین ایسے بھاری کام کی خلعت نہین پہن سکتا ہون برہان نے بہت مبالغہ کیا کہ مبادا شاہ ناخوش ہو جاوے۔ افضل خان نے ایک ہاتھ آستین مین ڈالا اور کہا کہ قسم ہی کہ دوسرا ہاتھ بغیر حضوری بادشاہ کے آستین مین نہ ڈالونگا۔ برہان وہان سے افضل خان کو ساتھ لایا اور بادشاہ کی لاش پر کھڑا کرکے کہا کہ مین نے بادشاہ و اکابر کا کام تمام کر دیا اور تجھے وزیر کرتا ہون کہ پورا اختیار تجھے حاصل ہی افضل خان نے دردناک ہو کر بلند آواز سے برہان کو گالی دی اس پلید نے اس بوڑھے کو کہ ستر سالہ تھا شہید کر دیا اور اسوقت جو اوباش و عوام حاضر تھے سب کو خطابات امارت دے کر تخت پر بیٹھا اور صبح تک زر بخشی مین مصروف رہا ع سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود مغتنم است + اور شاہی ہاتھی و گھوڑے اوباش کو دے کر صبح کو تزک و احتشام سے تیار ہوا اور سلطان کے شہید ہونے کی خبر منتشر ہو گئی۔ چنگیز خان کا باپ عماد الملک اور الغ خان حبشی و دیگر امرا نے جمعیت بہم کرکے اُس بدبخت کے سر پر گئے اور وہ کافر نعمت اپنے سر پر چتر پھراتا ہوا اوباش کو ساتھ لیے ہوے مقابل ہوا اور دلیران جنگجو نے حملہ اول مین اس کو خاک خواری پر گرایا اور شیروان خان نے اس بیدولت کو فوج کر ڈالا پھر اُس کی ٹانگ مین رسی باندھکر ہر گلی کوچہ مین گھسیٹتے پھرے۔ سلطان محمود کی مدت سلطنت اٹھارہ سال سے کچھ اوپر تھی اتفاق سے سلیم شاہ بن شیر شاہ بادشاہ دہلی اور نظام الملک بحری حاکم احمدنگر بھی اسی سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین منتقل بآخرت ہوئے چنانچہ میرے والد مولانا غلام علی ہندوشاہ نے اُن کی وفات کی تاریخ مین چند اشعار کہے ہین ؎

کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود	یکی محمودشہ سلطان گجرات	کہ مہناز عدل شان دار الامان بود	سہ خسرو راز وال آمد بیکبار
کہ در ملک دکن خسرو نشان بود	سوم آمد نظام الملک بحری	کہ اندر عہد خود صاحبقران بود	دگر اسلام خان سلطان دہلی

ز تاریخ وفات این شہ خسرو	چو مے پرسی زوال خسروان بود

سلطان محمود شاہ نیک نہاد اور پسندیدہ اطوار تھا اور اکثر اوقات علما اور فضلا کی صحبت مین بسر کرتا تھا
اور روز ہاے بزرگ یعنی روز مولود اور وفات حضرت سید کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین اور روز وفات اپنے جد و آبا اور دیگر روز ہاے متبرک مین فقرا و مساکین اور مستحقین کو کھانا کھلاتا
تھا اور خود اپنے دست حق پرست مین آفتابہ لے کر آدمیون کے ہاتھ دھلاتا تھا اور پارچہ ہاے
پیر تصاف وغیرہ کہ اُس کی پوشاک کے واسطے مقرر تھے اُس مین سے اول دستار اور جامہ تقفیہ ون کا شتر لغیان
تیار ہوتا تھا اس کے بعد اس کی پوشاک تیار کرتے تھے اور آب کہار ندی کے کنارہ ایک آہو خانہ
تیار کیا کہ سات کوس کے رقبہ مین دیوار سراسر کھینچی ہوئی ہی اور اُس آہو خانہ مین چند عمارات دلکشا اور
باغچہ ہاے روح افزا تیار کر کے باغبانی اُس کی عورتون صاحب جمال کی طرف رجوع فرمائی اور قسم قسم کے
جانور اُس مین چھوڑے اور اُنھون نے توالد و تناسل سے کثرت تمام پیدا کی اور جو شاہ عورتون
کی صحبت کا حریص تھا ہر وقت اپنی حرمون کو لے کر اُس مین شکار اور چوگان بازی کرتا تھا اور جو
اشجار کہ اُس چار دیواری مین تھے اُن پر مخمل سبز و سرخ لپیٹا تھا منقول ہی کہ اس سے کوئی فرزند
نرہا اور اُسکی حرمون مین جب کوئی حاملہ ہوتی تھی فوراً اسکی اسقاط کا حکم فرماتا تھا اور اعتماد خان کہ غلامان
ہندی سے تھا سلطان اُس پر اعتماد کلی رکھکر اپنی حرم مین محرم کر کے عورتون کا سنگار اُس سے
رجوع فرماتا تھا اور اُس نے بوجہ احتیاط اور ملاحظہ کے کافور رکھا کر رجولیت یعنی مردی کو اپنے سے
ساقط کیا اور گجرات مین عورتین مزارون اور آدمیون کے مکانون پر بہر بہانہ سے جاتی تھین اور
فسق و فجور کی رسم و رواج اس قدر مروج ہوئی تھی کہ وہ بری نہ معلوم ہوتی تھی سلطان محمود
اول منع کر کے پھر امتحان کے واسطے ایک جماعت مردم مجہول کو اُن کی طلب کو بھیجتا تھا جب وہ
آتی تھین انھین بسیاست و عقوبت تمام ہلاک کرتا تھا اس سبب سے بخوبی سد باب ہوا —

ذکر سلطان احمد شاہ گجراتی کی سلطنت کا

جب سلطان محمود شہید ہوا اور لاولد تھا اعتماد خان نے آتش فتنہ و فساد کی تسکین کے واسطے رضی الملک
نام ایک خورد سال کو جو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد سے تھا باتفاق میران سید مبارک بخاری اور دوسرے
امرا کے تخت شاہی پر متمکن کر کے سلطان احمد شاہ خطاب دیا اور اعتماد خان نے مہمات مملکت ساتھ اپنے
رجوع کر کے اسم شاہی کے سوا کوئی شی اُس کے اختیار مین نہ چھوڑی اور جب پانچ برس اسی طور پر
گذرے شاہ احمد شاہ بیتاب ہو کر احمد آباد سے سید مبارک بخاری کے پاس جو امراے کبار سے تھا
گیا بدین تقریب موسیٰ خان فولادی اور سادات خان اور عالم خان لودھی اور اعظم خان مالوی اور بھی آدمی

اُس کے پاس جمع ہوئے اور اعتماد خان باتفاق عماد الملک پدر چنگیز خان اور الغ خان اور جہاز خان حبشی اور اختیار الملک اور امراے گجرات کے مع توپخانہ سید مبارک خان کے سر پر گیا اور وہ اگرچہ اعتماد خان کی نسبت جمعیت کم رکھتا تھا لیکن معرکہ قتال کو آراستہ کیا اور اس درمیان مین ایک گولہ توپ کا سید مبارک کے لگا کہ اُس کے صدمہ سے ہلاک ہوا اور سلطان احمد شکست کھاکر بھاگا چند روز صحرا اور جنگل مین سرگردان رہا آخر اعتماد خان سے ملا وہ سلوک قدیمی سے پیش آیا اور کسی کو اُسکا سامنا نہین کرایا اس صورت مین عماد الملک اور تاتار خان غوری اعتماد خان کے مکان پر آئے اور توپین لگا کر فریقین اعتماد خان تاب مقاومت نہ لاکر پال کی طرف جو محمد آباد چنپانیر کے نواح مین ہے گیا اور جمعیت کرکے قریب تھا کہ پھر آتش جنگ شعلہ زن ہو لوگون نے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور امر وکالت بدستور سابق اعتماد خان کے سپرد کیا اور ولایت بھروچ اور محمد آباد چنپانیر اور نادوت اور بھی پرگنات جو آب مہندری اور نربدہ کے درمیان تھے عماد الملک کی جاگیر قرار دی اور موازی ایک ہزار اور پانسو سوار کی جاگیر خاص سلطان احمد کے واسطے مقرر کی سلطان احمد کبھی کبھی بے عقلی اور نادانی سے اپنے ہمدمون سے اعتماد خان کے قتل کے بارہ مین مشورہ کرتا تھا اور بمقتضاے خردسالی تلوار سے درخت کیلہ کو دو ٹکڑے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین اعتماد خان کو بھی اسی طریق سے دو ٹکڑے کرون گا جب اعتماد خان اس حقیقت حال سے آگاہ ہوا پیش دستی کرکے ایک رات کو اُسے قتل کیا اور لاش اُس کی دیوار قلعہ سے محاذی مکان وجیہ الملک دریا مین پھکوا کر مشہور کیا کہ سلطان احمد لونڈی عہ کے واسطے وجیہ الملک کے مکان مین در آیا تھا نادانستہ مارا گیا مدت اسکی حکومت کی آٹھ برس تھی —

ذکر سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی کی شاہی کا

آخر سنہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین اعتماد خان نے ایک لڑکا امراے گجرات کی مجلس مین لاکر قسم کھائی کہ یہ بیٹا سلطان محمود شاہ کا ہے ماں اس کی جسوقت حاملہ ہوئی شاہ نے اسقاط حمل کو میرے سپرد کیا جو حمل سے پانچ مہینے گذرے تھے مین نے اس امر پر قیام نہ کیا پس امرانے جو اور چارہ نہ جانتے تھے تمام مملکت اپنے درمیان قسمت کرکے کمال مضبوطی بہم پہونچائی اور ولایت پٹن پرگنہ کڈی تک موسیٰ خان اور شیر خان فولادی کے قبض و تصرف مین آئی اور رادھن پور اور تروارہ اور مور جو اور دیگر پرگنات پر فتح خان بلوچ متصرف ہوا اور جو پرگنے کہ آب صابرمتی اور مہندری کے درمیان واقع تھے اعتماد خان اُن پر متصرف ہوا اور بندر سورت اور نادوت اور محمد آباد چنپانیر چنگیز خان بن عماد الملک غلام ترک کے پاس رہا اور رستم خان کہ بھانجا چنگیز خان کا تھا بھروچ پر متصرف ہوا اور دولقہ اور دندوقہ سید میران ولد سید مبارک بخاری کی جاگیر مین مقرر ہوا اور قلعہ جوناگڑھ اور سورت کو

عہ لونڈی بمعنی لڑکی بولی مین مستعمل ہے ۱۲

امین خان غوری اپنے قبضہ مین لایا اتفاق امراے گجرات سے کنارہ کش ہوا اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنا قیدی جانتا تھا اسے دربار کے روز خلق کے دکھانے کو تخت پر بٹھا کر خود اُس کے پیچھے بیٹھتا تھا اور امرا اسلام اور مجرے کو حاضر ہوتے تھے اور جب چند روز اس وتیرہ پر گذرے چنگیز خان اور شیر خان فولادی سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد کے واسطے احمد آباد مین آئے اور بعد ایک سال کے فتح خان سے بسبب قرب و جوار جاگیر کے فولادیون سے عداوت اور مخالفت بہم پہونچی جنگ اُن کے درمیان واقع ہوئی اور فتح خان شکست پاکر اعتماد خان کے پاس گیا اور اعتماد خان اس حرکت سے طیش مین آیا اور لشکر فراہم کرکے بشوکت تمام تر فولادیون کی سر پر گیا اور فولادی قلعہ پٹن مین قلعہ بند ہوئے اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہوکر بعجز پیش آئے اعتماد خان نے عذر اُن کا قبول نہ کیا اور محاصرہ مین کوشش کی جب کام افغانان فولادی پر تنگ ہوا جوانان خردسال اس جماعت کے جمع ہوکر موسیٰ خان اور شیر خان سے کہنے لگے کہ جس وقت یہ ہمارا عجز و انکسار قبول نہین کرتے تو سواے لڑمرنے کے اور چارہ نہین ہی بھر قریب پانسو آدمی ایکبارگی قلعہ سے برآمد ہوئے اور موسیٰ خان اور شیر خان فولادی بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر کہ وہ تین ہزار تھے ناچار باہر آئے اور اعتماد خان مع لشکر گجرات کہ تیس ہزار سے زیادہ تھا میدان مین آکر صف آرا ہوا فولادیون نے اعتماد خان کی فوج خاص پر تاخت کرکے منہزم کیا حاجی خان یعنی سلیم شاہ بن شیر شاہ کا غلام کہ عمدہ فوج اعتماد خان سے تھا بھاگ کر فولادیون کے پاس گیا فولادیون نے اعتماد خان کو پیغام کیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آیا اُس کی جاگیر اس کو واگذاشت کر اعتماد خان نے اُن کی التماس پذیرا نہ کی اور یہ جواب دیا کہ ہمارا نوکر تھا جب بھاگ گیا اُس کی جاگیر کیون دینی چاہیے موسیٰ خان اور شیر خان جمعیت کرکے حاجی خان کی جاگیر پر جاکر قصبۂ چوتھانہ مین مقیم ہوئے اعتماد خان افواج کثیر فراہم کرکے اُن کے مقابلہ کو گیا اور چار ماہ مقابلہ مین پڑے رہے آخر جنگ کی نوبت آئی اعتماد خان اس مرتبہ بھی شکست کھاکر بہروچ مین چنگیز خان کے پاس گیا اور اُسے مدد اور کمک کے واسطے لایا لیکن صلاح جنگ مین نہ دیکھی صلح کی اور حاجی خان کی جاگیر واگذاشت کرکے احمد آباد گیا اور چنگیز خان نے بھی دم استقلال سے مار کر اعتماد خان کو پیغام دیا کہ ہم اس درگاہ کے خانہ زاد ہین اور تمام امور حرم پر اطلاع رکھتے ہین شاہ محمود شاہ ثالث فرزند نہین رکھتا تھا اب جو اس لڑکے کو شاہ محمود کا بیٹا مشہور کیا ہی یہ کیا بات ہی اور تو اُس کے دربار مین بیٹھتا ہے اور تیرے ہی لوگ اُس کی نگہبانی کرتے ہین اور جب تو دربار مین نہین آتا کوئی شخص اُس کے سلام کو نہین جاتا ہی اور اگر فی الواقع وہ فرزند سلطان محمود شاہ ہی پس تو بھی مثل تمام امرا اور خاصہ خیل کے اُس کی خدمت مین حاضر رہ اور جس وقت اور امرا دربار مین بیٹھین تو بھی بیٹھ اعتماد خان نے جواب دیا کہ مین نے بروز جلوس

بزرگون کے سامنے قسم کھائی ہو کہ یہ بیٹا محمود شاہ کا ہو اور بزرگون نے میرے قول کا اعتماد کر کے تاج شاہی اُس کے سر پر رکھکر بیعت کی ہو اور یہ جو تو کہتا ہو کہ اُس کی مجلس مین تو کیون بیٹھتا ہو تو جیسا تم کہتے ہو ایسا ہی ہو سبب اُس کا یہ ہو کہ میری قدر و منزلت سلطان جنت آشیان کے نزدیک سب سے زیادہ ترتھی اور تو اُس زمانہ مین طفل صغیر تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا وہ اس بات کی تصدیق کرتا اور یہ جوان کہ جسنے تخت سلطنت پر جلوس کر کے زیب و زینت بخشی ہو میرا اور تیرا ولی نعمت ہوتا ہو تیری خیریت اسی مین ہو کہ سر اُس کی خدمت گذاری سے نہ پھیرے اور جس طور کہ تیرا باپ خدمت اُس کے والد ماجد کی کرتا تھا تو بھی اُس کی خدمت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانکر ہمہ تن مصروف رہے تو پھل مراد کا درخت امید سے حاصل کرے الغرض شیر خان فولادی نے اس سوال و جواب سے اطلاع پائی اور چنگیز خان کو ایک خط لکھا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ تم چند روز پاؤن دامن صبر مین کھینچکر وزیر کے ساتھ طریق مدارا ہاتھ سے نہ دو اور بے تقریب مسند عالی کے ساتھ اظہار مخالفت نہ کرو لیکن جو چنگیز خان طمع کا دامن قصبۂ برودہ پر لگائے ہوئے تھا اس نے یہ امر قبول نہ کیا اور اعتماد خان کو یہ پیام بھیجا کہ آدمی بہت میرے پاس فراہم ہوئے ہین اور یہ ولایت محقر جو میرے تصرف مین ہو ساتھ اس جماعت کے کفایت نہین کرتی ہو چونکہ حل وعقد مہام مملکت اُس مسند عالی کی رائے خیر آثار کے مفوض ہو لہذا اس بارہ مین فکر فرمادین اعتماد خان نے چاہا کہ ہم اس کو حکام برہان پور کے ساتھ منازعت مین ڈالین تاکہ برہان پوریون کے خوف سے اس طرف کا ارادہ نہ کرے اس واسطے اس نوشتہ کے درجواب لکھ بھیجا کہ قصبہ ندربار ہمیشہ امراے گجرات کے تصرف مین رہا اور جن دنون مین کہ سلطان محمود قلعہ آسیر مین باتفاق میران مبارک شاہ رہتا تھا میران مبارک شاہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر حق سبحانہ تعالے ہاگ فرماندہی ممالک گجرات کی میرے دست اقتدار مین سپرد فرماوے گا تو قصبۂ ندربار تجھے انعام فرماؤن گا غرضکہ اس کے بعد جب سلطان شہید نے تخت جہانبانی پر جلوس فرمایا ایفاے وعدہ کے واسطے کہ بزرگون پر فرض عین ہو قصبۂ ندربار میران مبارک شاہ کو دیا اب سلطان کہ درجہ شہادت مین پہونچا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت کی صلاح یہ ہے کہ تم مع اپنی جمعیت کے جاکر قصبہ ندربار پر جلد تر متصرف ہو کر زائد وظیفہ سمجھو اور آیندہ تمھارے بارہ مین فکر معقول کی جاویگی چنگیز خان فریب کھا کر فوج کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سنہ ۹۷۴ نوسوچوہتر ہجری مین بکوچ متواتر اُس طرف روانہ ہوا اور قصبہ ندربار پر متصرف ہو کر قدم حرص کا آگے بڑھایا یہان تک کہ تھالنیسر کے حدود مین گیا اتفاقات سے اُن دنون یہ خبر ہو پہنچی کہ میران محمد شاہ فاروقی ولد میران مبارک شاہ مع تفال خان حاکم برار کی جنگ کو آتا ہو اور چنگیز خان نے اپنا لشکر اُس مقام مین کہ نشیب و فراز

اور ناہمواری بہت رکھتا تھا اُتارا اور جس طرف کہ زمین ہموار تھی اُس طرف آرابون مین زنجیر کھینچی اور محمد شاہ
اور تفال خان اُس کے مقابل صف آرا ہو کر غروب آفتاب تک ایستادہ رہے چنگیز خان اپنے دائرہ سے
باہر نہ آیا اور اُس غرور اور نخوت کی شامت سے جو سر مین رکھتا تھا اس طرح کا خوف وہراس اُس پر
غالب ہوا کہ رات کو مع تمامی لشکر بھاگ کر بھروچ کی طرف گیا اور محمد شاہ فاروقی نے غنیمت بہت دستیاب
کر کے ندربار تک پیچھا کیا اور پرگنہ پر متصرف ہوا اور اس عرصہ مین سلطان محمد میرزا کے بیٹے کہ چھ نفر تھے
اور اسامی اُن کے یہ ہین محمد حسین میرزا مسعود الغ میرزا حسین مرزا مسعود حسین میرزا شاہ میرزا بسبب
سبب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے خوف سے سنبل سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گئے اور جب لشکر
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین مالوہ کی طرف متوجہ ہوا یہ ناچار اور لاعلاج
ہو کر چنگیز خان سے ملحق ہوئے چنگیز خان نے اپنی تقویت کے واسطے انھین غائبانہ امرائے سلطان مظفر
کی سلک مین منتظم کیا اور چند پرگنے اپنی ولایت سے اُنھین دیے اور اُسی سال باتفاق میرزایان
مذکور اعتماد خان کے سر پر لشکر کھینچی پہلے بلا جنگ قصبۂ بروده پر متصرف ہوا جب محمود آباد
مین پہونچا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ عالم اور عالمیان پر ظاہر اور باہر ہوا ہے کہ باعث اصلی اور سبب
حقیقی شکست تھانیسر کا تیرے نفاق سے ہر کس واسطے کہ اگر ہماری کمک کے واسطے تو خود آتا
یا ایک جماعت کو بھیجتا اصلا غبار فرار دامن عادیہ نہ بیٹھتا اور اب فقیر تہنیت اور مبارکباد شاہی کہنے
کو احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ہے اور یقین ہے کہ اگر تم شہر مین رہوگے ایک مخالفت اور نزاع ظاہر
آوے گی بہتر یہ ہے کہ شل اور امرا اپنی جاگیر پر جا کر سکونت اختیار کرو اور دست تصرف سلطان کو قوت
دو تو مملکت موروثی مین جس طور سے چاہے دست تصرف دراز کرے اعتماد خان نے پیغام پہونچنے
سے پیشتر سامان فراہمی لشکر کیا تھا جب یہ پیغام پہونچا شاہ مظفر کے سر پر چتر بلند کر کے باتفاق
سادات خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور الغ خان اور جہاز خان حبشی اور سیف الملک
شہر سے برآمد ہوا اور موضع کادری مین جو محمود آباد سے چھ کوس ہے طرفین کا سامنا ہوا اور صفوف جنگ
آراستہ ہوئین جب نظر اعتماد خان کی فوج چنگیز خان پر پڑی اور سابق مین بھی میرزاؤن کی شجاعت
اور مردانگی سنی تھی اس واسطے ہر ایک دلیر معرکۂ نبرد کو قابض ارواح تصور کر کے بلا جنگ دونگرپور
کی طرف منفرور ہوا اور امرائے دیگر اعتماد خان پر آفرین کر کے ہر ایک نے ہر ایک طرف راہ
فرار نا پی سادات خان بخاری دولقہ کی سمت اور اختیار الملک معمور آباد کی طرف گئے الغ خان اور
جہاز خان مع سپاہ سلطان مظفر کو ہمراہ لے کر احمد آباد کی طرف راہی ہوئے اور چنگیز خان نے فتح
غیبی کے مشاہدہ سے نہایت مسرور اور محظوظ ہو کر مبوہ مین نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو الغ خان
اور جہاز خان اور حبشیان شاہ مظفر کو لیکر کالپور کے دروازے سے برآمد ہو کر بیرلوپرا ور

معمورآباد کی سمت روانہ ہوئے اور مظفر شاہ کے برآمد ہونے کے وقت چنگیز خان احمد آباد مین درآیا اور اعتماد خان کے مکان مین قیام کیا اور شیر خان فولادی نے جب قصبۂ کری کے اطراف مین یہ خبر سنی چنگیز خان کو یہ پیغام بھیجا کہ یہ تمام ولایت اعتماد خان کو سلطان کے مصارف ضروری کے واسطے چھوڑ گئی تھی اب جو تم تنہا اُس پر متصرف ہوئے ہو آئین مروت اور رسم فتوت سے بعید ہے اسکے بعد خود بھی مع جمعیت بسیار کوچ کرکے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت مین لڑنا لائق نہین ہے اقرار کیا کہ جو ریاست دریاے سابرمتی کی اس طرف ہے تمھارے تعلق رہے اس سبب سے بعضے پوروی احمد آباد کے مثل عثمان پور اور خان پور کے بھی شیر خان کے متعلق ہوئے اور چنگیز خان میرزایان موصوف سے نیک خدمتی اور حسن سلوک کے سبب باعزاز و تکریم پیش آیا اور میران محمد شاہ ولد میران مبارک شاہ جو فتح اول مین دلیر ہوا تھا مملکت گجرات شاہ سے خالی پاکر امرا کی منازعت اور مخالفت کو نعمت عظمی تصور کرکے اُس مملکت کی تسخیر کے واسطے مع لشکر روانہ ہوا اور احمد آباد تک باگ اشہب عزیمت کی نہ روکی اور چنگیز خان میرزایان کے باتفاق عازم جنگ ہوکر شہر سے برآمد ہوا اور بعد جنگ میران محمد شاہ نے شکست پائی پریشان اور بے سامان ہوکر آسیر کی طرف گیا اور جو فتح میرزایان کے حسن تردد سے واقع ہوئی تھی چنگیز خان نے اُن کی دلجوئی کرکے چند پرگنہ معمور اور آباد سرکار بھروچ سے اُن کی جاگیر مقرر کی اور اُنھین واسطے اس کے کہ سامان اور استعداد بہم پہونچاوین جاگیر کی طرف رخصت دی اور میرزایان موصوف جب اپنی جاگیر مین گئے مردم اوباش اور واقعہ طلب اُن کے پاس فراہم ہوئے اور شرف الدین حسین میرزا کہ خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھا اور داماد جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا ہوتا تھا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے روگردان ہوکر میرزایان سے جاملا اس واسطے جاگیر نے ان کے خرچ پر وفا نکی بعضے محالون پر چنگیز خان کی بلا اجازت متصرف ہوئے اور جب یہ خبر چنگیز خان کو پہونچی تین ہزار حبشی اور پانچ ہزار گجراتی اُن کے سر پر تعینات فرمائے اور میرزایان نے چنگیز خان کی فوج کو شکست دے کر کچھ آدمیون کو تہ تیغ کرکے تعاقب کیا اور ایک جماعت حبشی اور گجراتی کو جو دستیاب ہوئی تھی انمین جو خرد سال اور بے ریش تھے خدمت حضور کے واسطے نگاہ رکھے اور جو کہ جوان ریش دار تھے تیر اُن کی ناک مین کرکے اور مشکین باندھکر ایک حلقہ لکڑی کا ان کے گردن مین ڈالکر نہایت اہانت سے چھوڑ دیا اور جب ایسا کیا سمجھے کہ چنگیز خان خود ہمارے مقابلہ کو آویگا علاج واقعہ پیش از وقوع عمل مین لائے یعنے چنگیز خان ابھی اپنے مقام سے نہ ہلا تھا کہ یہ ولایت برہان پور کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان بھی دست انداز ہوکر ولایت مالوہ کی طرف گئے اور باقی احوال اُن کا محمد اکبر بادشاہ کے ضمن مین مذکور ہے القصہ جب الغ خان اور جہاز خان باتفاق شاہ مظفر ولایت

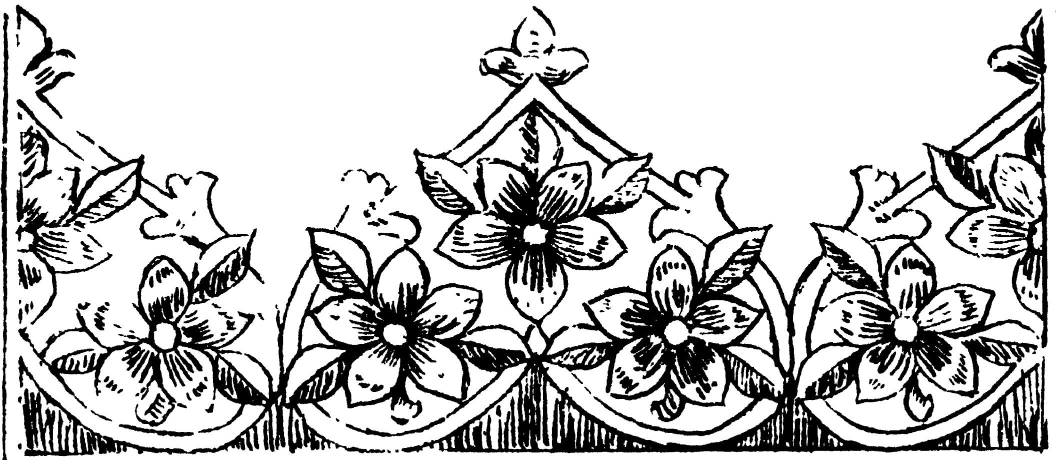
کانتہ کی طرف کہ عبارت کھمار اور بھیڑ آب مندری سے ہی ہوپنچے بہت دن انتظار کھینچتے رہے کہ شاید اعتماد خان خود آوے یا اپنے بیٹے شیر خان کو بھیجکر مظفر شاہ کو لے جاوے جب اس سے صدا ظاہر نہوئی سلطان مظفر کو ہمراہ اپنے دونگر پور کی طرف لے جاکر اعتماد خان کے سپرد کیا اور بعد چند روز کے اعتماد خان سے اپنے سپاہیون کے واسطے خرچ طلب کیا اعتماد خان نے جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہے کہ جس قدر ہے اور ہر سال کیا صرف ہوتا ہے اور پھر شہر نہین ہے کہ کسی شخص سے قرض لیکر دیا جاوے اس سبب سے الغ خان حبشی اور امرا اعتماد خان سے آزردہ ہوئے چنگیز خان نے اس امر پر اطلاع پائی خطوط استمالت ہر ایک کو بھیجکر اپنے حضور طلب کیا الغ خان اور جہانخان اور سیف الملک اور بھی حبشی اعتماد خان کی بلا اجازت معمور آباد کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان سے اختیار الملک گجراتی سے ملاقات کر کے باتفاق یک دیگر احمد آباد کی سمت عازم ہوئے جب حوض کاکریہ پر جو شہر کے قریب ہے ہوپنچے اور لباس تبدیل کرنے کے واسطے سلطان محمود کے باغ مین فروکش ہوئے اس درمیان مین چنگیز خان اُن کے استقبال کو روانہ ہوا اختیار الملک اور الغ خان اور حبشیان کو باغ مین دیکھا ان کی تسلی اور دلجوئی کی الغ خان اور جہاز خان بولے کہ تمام عالم اور عالمیان پر روشن اور ہویدا ہے کہ ہم سب سلطان محمود کے غلام اور خانہ زاد ہین اگرچہ دولت نے ہم مین سے ایک کی طرف انتقال پایا ہو لیکن نسبت مین ہرگز فرق نہین ہے اور ملاقات مین رعایت اس نسبت کی چاہیئے کہ منظور رہے مناسب یہ کہ بندہاے سلطانی سے چند نفر جنھون نے مزید خدمت کے باعث امتیاز پایا ہے اور اب وہ سب اس مجلس مین حاضر ہین من بعد جس وقت ملاقات اور سلام کو آوین امیدوار ہین کہ دربان کسی کو مانع نہووین چنگیز خان نے بانکسار تمام یہ امر قبول کیا اور امرا کو اپنے ہمراہ لے کر شہر مین آیا اور مکان خالی کر کے اُن کے سپرد کیے اور بعد چندے ایک مخبر نے آنکر الغ خان کو خبر کی کہ چنگیز خان تجھے اور جہاز خان کو تیغ قہر سے ہلاک کیا چاہتا ہے اور قرار دیا ہے کہ فجر کو تمہین میدان چوگان مین بلا کر ہنگام غفلت جو رنگ کرے اگر کل وہ تالاب کاکریہ کی طرف چوگان بازی کو گیا کچھ خوف نہین ہے کس واسطے کہ وہان صحرا وسیع ہے ہر طرف بھاگ سکوگے اور جو میدان بھدر مین جو ارک کے مابین ہے گیا بیقین جانو کہ کام مشکل ہے وہ وہان اپنا ارادہ ظہور مین لاوے گا اور ابھی جاسوس یعنی مخبر اس کلام سے فارغ نہوا تھا کہ چنگیز خان کا فرستادہ آیا اور بعد دعا کے یہ پیام دیا کہ کل چنگیز خان میدان بھدر مین چوگان بازی کو جاوے گا تم بھی صبح کے وقت حاضر ہو الغ خان یہ خبر سنکر متردد اور مضطرب ہوا اور سوار ہو کر سیف الملک حبشی کے مکان پر گیا اور وہان جاکر جہاز خان اور رشیدی بدر شاہی اور محلدار خان اور خورشید خان کو بلا کر یہ راز ظاہر کیا اور بعد رد و بدل اور گفتگوے دراز سبھون نے یہ تجویز کی کہ پہلے سبقت اوس

پیش دستی کرکے چنگیز خان کو قتل کیا چاہیے غرضکہ دوسرے دن الغ خان اور جہاز خان حبشی اپنے
یارون کو لے کر سوار ہوئے اور چنگیز خان کے دربار مین گئے اور جو ابھی لشکری اور ہوا دار اُس کے
حاضر نہوئے تھے آدمی بھیجکر انھین دعا بہونچائی اور پیغام دیا کہ اشارہ کے موافق حاضر ہین اور جلدی
چوگان بازی کے واسطے چلین اور چنگیز خان شراب صبح کہ جس کو صبوحی کہتے ہین پی کر بدمست اور
سرخوش تھا ایک جوڑا کپڑا اگرمی کا پہنکر تنہا مکان سے برآمد ہوا اور باتفاق حریفان وغا پیشہ میدان
بھدر کی طرف توجہ فرمائی جب تھوڑی راہ قطع کی الغ خان حبشی جو چنگیز خان کے داہنی طرف اور جہاز خان
بائین سمت جاتے تھے اشارہ کیا کہ فرصت غنیمت ہے یہ سُنتے ہی جہاز خان حبشی نے فوراً ایک
ضرب شمشیر خونریز ایسی چنگیز خان کے رسید کی کہ ایک ہی وار مین سر اُس کا تن نازنین سے جدا
ہوا اور لاش اس کی خون کی ندی مین غرق ہوئی اور وہان سے جلو ریز اپنے مکانون مین جاکر جنگ کے
مستعد ہوئے اختیار الملک بھی ان کی موافقت پر آمادہ ہوا اور رستم خان بھانجا چنگیز خان
کا کہ پیچھے سے مع فوج آتا تھا لاش ماموں کی ہاتھی پر ڈال کر بدون اُس کے کہ مکان پر لیجائے
بھروچ کی طرف روانہ ہوا اور اوباش شہر نے دست تاراج مردم چنگیز خان پر دراز کیا اور جب
یہ تحقیق ہوا کہ رستم خان بھروچ کی طرف گیا الغ خان حبشی اور اختیار الملک اور جہاز خان
اور بھی امرا قلعہ ارک مین کہ ساتھ بھدر کے شہرت رکھتا ہے داخل ہوئے اور ایک خط اعتماد خان
کو سب نے لکھکر حقیقت حال سے اطلاع بخشی اور اُسے احمد آباد کی طرف طلب کیا اور اُسی دن
بدر خان اور محمد خان پسران شیر خان فولادی تہنیت اور مبارکباد کے واسطے شہر مین آئے اور ہر ایک
امرائے لشکر کے واسطے ایک گھوڑا پیشکش لائے اور الغ خان اور جہاز خان حبشی نے امرائے
مذکور کے ساتھ جاگیر از سر نو مقرر کی اور وہ اپنے مکانون کی طرف پلٹ گئے دوسرے دن شیر خان
فولادی نے جاسوس بھیجکر خبر لی کہ مردم اُمراسے کوئی شخص محافظت کے واسطے بھدر مین نہین
رہتا ہے اس واسطے چنگیز خان کے قتل کی تیسری رات کو سادات خان کو کہ ایک امرائے شیر خان سے
تھا مع تین سو آدمی بھیجا اور اُس نے آتے ہی دیوار قلعہ کی خان پور کی طرف سے سمار کرکے بھدر پر
متصرف ہو گیا اور بعد چند روز کے اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنے ہمراہ لے کر احمد آباد مین آیا اور جو قلعہ
بھدر سادات خان کے تصرف مین تھا مظفر شاہ اپنے مکان مین مقیم ہوا اور قلعہ بھدر کی رہائی
کے بارہ مین ایک خط شیر خان کو تحریر کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ قلعہ بھدر سلاطین کا مکان
ہے جب بادشاہ نہووے ملازمین اور ہوا خواہون کو لازم ہے کہ اپنے صاحب کے مکان کی محافظت
کرین نہ یہ کہ خود اس مین سکونت کرکے متصرف ہووین اب کہ سلطان بنفس نفیس شہر مین
داخل ہوا سادات خان کو فہمائش کرو کہ قلعہ بھدر کو خالی کرے شیر خان نے اُس حقوق کی

رعایت کے سبب کہ اعتماد خان نے اُس پر مبذول رکھا تھا اُس کے کہنے پر عمل کر کے فوراً قلعہ
خالی کیا اور مظفر شاہ نے اپنے مکان مین جا کر استقامت فرمائی درمیان اس حال کے مخبرون نے
خبر پہونچائی کہ میرزایان ولایت مالوہ سے بھاگ آئے اور راستہ مین جب خبر چنگیز خان کے
قتل کی سُنی خوش دل اور مسرور ہو کر ولایت بھروچ اور سورت کی طرف اس نیت سے متوجہ ہوئے
کہ اس صوبہ پر متصرف ہووین اور اختیار الملک اور الغ خان نے اعتماد خان کے مکان پر جا کر یہ بات
کہی کہ ولایت بھروج حاکم سے خالی ہے اور یہ بھی کہتے ہین کہ میرزایان مذکور اُس طرف متوجہ ہین
بہتر یہ ہے کہ تمام امرا جمعیت کر کے بھروج کی طرف روانہ ہووین اور اُس مقام کو اپنے قبض تصرف مین
لاوین اور اس کام مین تامل اور تساہل کو اپنی طبیعت مین ہرگز راہ نہ دیوین کس واسطے
کہ بھروج اگر میرزایان کے تصرف مین در آوے گا پھر نہایت دشواری سے اس جماعت کے تصرف
سے بر آوردہ ہوگا اعتماد خان نے اپنا آدمی شیر خان فولادی کے پاس بھیجکر صلاح پوچھی شیر خان نے
اسی راے سے اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ تمام افواج کے تین برن ہووین اول الغ خان مع حبشیان
ایک منزل آگے جاوے جب وہ اس منزل سے کوچ کرے اعتماد خان اور اختیار الملک اور امرا
دیگر کہ برن دوسرا ہے اُس منزل مین فروکش ہووے اور جب برن دوسرا اس منزل سے آگے بڑھے
تیسرا برن کہ شیر خان فولادی و دیگر امرا سے مراد ہے اس منزل مین قیام کرے اور سادات خان بخاری
اپنی جگہ اور مقام مین رہے جب اس راے نے قرار پکڑا الغ خان اور جہاز خان اور سیف الملک مع
جلشیان تمام محمود آباد مین پہونچے اعتماد خان متوہم ہوا اور شہر سے باہر جا کر یہ عزیمت فسخ کی الغ خان
اور اس کے یاران ہمدم یہ حرکت اُس کی ظرافت پر گمان کر کے آپس مین کہنے لگے کہ ہم نے اس کے
دشمن چنگیز خان کو جو اپنا مثل نرکھتا تھا ہلاک کیا اور یہ ہم سے نفاق کرتا ہے صلاح یہ ہے کہ اس کی ولایت آپس
مین تقسیم کر کے متصرف ہووین چنانچہ قرار داد بر عزم مصمم کر کے پرگنہ کنبایت اور پرگنہ جلاد اور بعضے اور
پرگنات پر متصرف ہوئے اس صورت مین میرزاؤن کو فرصت ہوئی کہ قلعہ جنپانیر اور قلعہ بندر سورت
اور دیگر مواضع پر قابض ہوے اور رستم خان جو قلعہ بھروج مین قلعہ بند ہوا تھا میرزاؤن سے لڑا
آخر کو امان چاہی اور قلعہ اُن کے سپرد کر کے برآمد ہوا اور جب مردم بے جاگیر گجرات کے شہر سے برآمد
ہو کر الغ خان کے شریک ہوے الغ خان نے جہاز خان سے کہا کہ جو سپاہی شہر سے برآمد ہو کر
ہمارے پاس آئے ہین مناسب ہے کہ اعتماد خان کے پرگنات مین سے اس جماعت کے ماوجب کے لیے
جاگیر مقرر کرین جہاز خان نے کہا کہ جو کچھ اس جماعت کو دیتے ہو وہ مجھے دو اور جو اس گروہ سے
امید کی ہے وہ مجھسے وقوع مین آوے گی ان باتون کے سبب الغ خان اور جہاز خان کے درمیان
تنازع واقع ہوا پھر اعتماد خان فرصت پا کر جہاز خان کو مکر و فریب سے فریفتہ کر کے اپنے پاس لے گیا

اس سبب سے حبشیون کی شوکت مین فتور عظیم نے راہ پائی اُلغ خان حبشی اور سادات خان بخاری شیر خان پولادی سے جا ملے اور جب گونہ استقلال شیر خان پولادی کو حاصل ہوا سلطان مظفر فرصت پاکر ایک روز قبل از غروب آفتاب کھڑکی سے برآمد ہوا اور بسبیل استعجال غیاث پور کی منازل مین کہ قریب قصبۂ سرکنج ہی اُلغ خان کے دائرۂ لشکر مین پہونچا اور اُلغ خان اسے دیکھتے ہی شیر خان کی خدمت مین گیا اور یہ بات کہی کہ شاہ مظفر بدون اُس کے کہ مجھے پہلے اطلاع بخشے میرے لشکرگاہ مین آیا ہی لیکن ابھی تک مین نے اُس سے ملاقات نہین کی ہی شیر خان فولادی نے کہا کہ مہمان عزیز ہوتا ہی تم جاکر حقوق خدمتگاری بجا لاؤ اور علی الصباح خط اعتماد خان کا شیر خان فولادی کو پہونچا کہ جو مظفر شاہ فرزند محمود شاہ ثالث کا صحیح النسب نہ تھا اس واسطے مین نے اُس کو تخت شاہی سے اُٹھا کر نکال دیا تاکہ میرزاؤن کو بلاکر تخت سلطنت پر متمکن کرکے ملک گجرات اُن کے سپرد کرون یہ خط پڑھکر شیر خان فولادی نے سید حامد کے لشکرگاہ مین جاکر استفسار کیا کہ مظفر شاہ کے جلوس کے وقت اعتماد خان نے کیا کہا تھا سید حامد اور دیگر سادات نے جواب دیا کہ اعتماد خان نے قرآن مجید اُٹھا کر قسم کھائی تھی کہ یہ فرزند سلطان محمود ثالث ہی اب اُس نے یہ بات عداوت سے لکھی ہی شیر خان فولادی سید حامد سے رخصت ہوا اور اُلغ خان حبشی کی فرودگاہ مین آیا اور کمان ہاتھ مین لیکر جس طور سے کہ نوکر اپنے آقا کی ملازمت کرتا ہی سلطان مظفر کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور اُلغ خان حبشی کے مکان سے سلطان کو سوار کرکے اپنے مکان پر لایا اور اُس کی خدمت گذاری مین قیام کیا اور اعتماد خان نے میرزاؤن کو بھروچ کی حدود سے طلب کیا جب یہ پانچ چھ ہزار سوار لیکر احمد آباد مین پہونچے ہر روز ایک جماعت میرزاؤن کو مع مردم اختیار الملک کے حبشیون کی جنگ کے واسطے بھیجتا تھا یہان تک کہ رفتہ رفتہ مخالفت اور منازعت نے طول کھینچی اور اعتماد خان نے جب دیکھا کہ کوئی تدبیر پیش نہین جاتی ہی اس واسطے عرض اشت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ملاحظہ مین بھیجکر گجرات کی تسخیر کی ترغیب کی اور اتفاق حسنہ سے اس وقت کہ سنہ ٩٨٠ھ نوسو اسی ہجری تھی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ناگور کی طرف تشریف لایا اور پیر محمد خان کو جو بہ خان کلان مشہور تھا مع جماعت کثیر امرائے نامدار سروہی کی تسخیر کے واسطے بھیجا تھا اور جب پیر محمد خان راجہ سروہی کی سرہی سے زخمی ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بسعادت واقبال پیر محمد خان کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس وقت مین عرضیان خوانین گجرات کی پہونچین پھر وہان سے بلا توقف گجرات کی عزیمت کی چنانچہ اس تفصیل سے جو اپنے مقام مین مذکور ہی رایات نصرت آیات اکبری پٹن گجرات کی حدود مین پہونچی شیر خان فولادی کہ اس وقت احمد آباد کو محاصرہ مین رکھتا تھا بد حواس ہوکر کسی طرف مفرور ہوا اور ابراہیم حسین مرزا اور بھائی اُس کے بروده اور بھروچ کی سمت راہی ہوئے اور اعتماد خان اور میرزا ابو تراب شیرازی اور اُلغ خان حبشی اور جہاز خان اور اختیار الملک سلطان اکبر فلک آشیان کا احرام آستان باندھکر دولت خواہون کے سلک مین منتظم ہوئے اور شاہ مظفر نے شیر خان

نولادی سے جدا ہو کر آنحضرت کی ملازمت مین حاضر ہو کر اختصاص پایا اور گجراتیون کی سلطنت اور دولت نے رجب کی چودھوین تاریخ ۹۸۰ نو سو اسی ہجری مین زوال قبول کیا مملکت گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ممالک محروسہ مین داخل ہوئی اور اسی یورش مین قلعہ بندر سورت محمد حسین میرزا کے تصرف سے برآوردہ ہوا اور سلطان فلک آشیان مراجعت کے وقت جب نواح بھروچ مین پہونچا والدہ چنگیز خان سلطان سے فریادی کہ میرے فرزند کو جہاز خان نے ناحق قتل کیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جہاز خان حبشی کو کہ ملازم رکاب تھا اقتصاص فرمایا اور شاہ مظفر کو اپنے ہمراہ آگرہ کی طرف لے گیا اور جس وقت کہ منعم خان خانخانان بنگالہ کی طرف جاتا تھا اُس کے سپرد کیا اور وہ اپنی بیٹی شہزادی خانم کو اُس کے عقد مین درلایا اور بعد چند عرصہ کے اُس سے بدگمان ہو کر اُسے قید کیا اور وہ فرصت کے وقت قید خانہ سے بھاگ کر ۹۸۹ نو سو نواسی ہجری مین ولایت گجرات مین گیا اور لشکر بہت بہم پہونچا کر قطب الدین خان حاکم گجرات سے لڑا اور اُسے قتل کیا اور نو برس کے بعد پھر احمد آباد گجرات پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چندے بادشاہی کی اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے ۹۹۱ نو سو اکانوے ہجری مین میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو جس کا خطاب خانخانان تھا اُس کے دفع کے واسطے تعین کیا وہ تھوڑی جماعت سے احمد آباد کی طرف گیا اور شاہ مظفر کو جوناگڈھ کی طرف بھگایا اور پھر از سر نو گجرات اکبر بادشاہ کے تصرف مین آیا اور اب تک وہ مملکت بہشت آئین اُس خاندان عالی شان کے قبضہ مین ہے مظفر شاہ کی مدت سلطنت ہنگام تنزل تک تیرہ سال اور چند ماہ تھی فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ پانچوان حکام مملکت مالوہ اور مندو کے بیان مین

ناظرین پرمکین پر پوشیدہ نرہے کہ بلاد مالوہ ایک مملکت وسیع ہی اور ہمیشہ حکام ذی شان اُس ملک مین رہتے تھے اور راجہاے کبار اور رایان نامدار مثل راجہ بکرماجیت کے کہ مدار تاریخ ہنود اُسکی ابتداے سلطنت سے ہی اور راجہ بھوج وغیرہ اور علاوہ اِس کے جو راجہاے ہندوستان سے ہین مالوہ کی حکومت پر امتیاز رکھتے تھے اور بعد سلطان محمود غزنوی کے جس کی وجہ سے اسلام ہندوستان مین شائع ہوا سلاطین دہلی مین سے سلطان غیاث الدین نے اِس مملکت پر غلبہ پایا بعد اس کے سلطان محمد بن فیروزشاہ تک وہ مملکت بادشاہان دہلی کے تصرف مین رہی اور دلاور خان غوری نے کہ نام اصلی اُسکا حسین اور سلطان شہاب الدین سام غوری کے اولاد مین سے تھا بعد قتل سلطان محمد بن فیروزشاہ کے اس مملکت کی حکومت پر فائز ہوکر باستقلال سلطنت کی اور اس وقت سے حاکم مالوہ بادشاہان دہلی کی اطاعت سے متقلب ہوا اور گیارہ نفر نے جداگانہ ۹۰۹ھ نوسو اناسی ہجری تک ایک نے بعد دوسرے کے حکومت کی اور اُس عرصہ مین بڑاے چندے سلطان بہادر اور جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ مالوہ کی حکومت پر فائز ہوے منقول ہی کہ محمد شاہ بن فیروزشاہ نے ایک جماعت کو کہ جنے ایام فرار ہونے مین اُسکی ہمراہی اور رفاقت کرکے وفاداری کی تھی جب وہ سلطنت پر فائز ہوا اعلیٰ قدر مراتب طریقہ رعایت وسلوک مسلوک رکھکر سرفراز کیا چنانچہ خواجہ سرور کو خطاب خواجہ جہان دیکر وزیر کل کیا اور ظفرخان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضرخان کو حاکم ملتان اور دلاورخان غوری کو حاکم مالوہ کیا اور عاقبت الامر چارون شخص صاحب سلطنت ہوکر شاہ ہوے الغرض دلاورخان دھار مین مقیم ہوا اور بازوے شجاعت اور راے صائب کی قوت سے

ولایت مالوہ کو ضبط مین لایا اور دست تصرف مغلیہ کو اُس مملکت کے اطراف و اکناف سے کوتاہ کیا چونکہ ہمیشہ اُس کے دل مین یہ خیال گذرتا تھا کہ شادی آباد مندو کو اپنا دار الملک بناؤن بلکہ کبھی کبھی جاکر اُس کی تعمیر مین کوشش کرتا تھا اور پھر دھار کی طرف مراجعت کرتا تھا اور سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری مین سلطان محمود بادشاہ دہلی بوجہ صولت صاحبقران امیر تیمور کے گجرات کی طرف مفرور ہوا اور جب شاہ مظفر نے سلوک اسکی مرضی کے موافق نہ کیا اُس سے رنجیدہ ہوکر دھار کی سمت متوجہ ہوا جس وقت مالوہ کی سرحد پر پہونچا دلاور خان نے اپنے عزیز و اقارب اور امرا کو استقبال کے واسطے بھیجکر یہ حکم کیا کہ منزل بمنزل جشن اور ضیافت کرتے ہوئے لاوین اور لوازم خدمت بہترین وجہ سے بجالاوین اور جب دھار سے آٹھ کوس ادھر پہونچا دلاور خان خود بھی استقبال کے تہیہ مین ہوا اور ہوشنگ کہ اپنے باپ دلاور خان سے اس امر مین راضی نہ تھا مع اکثر لشکر مالوہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور دلاور خان سلطان ناصر الدین محمود شاہ کی پیشوائی کو روانہ ہوا اور اُن حضرت کو باعزاز و احترام تمام شہر دھار مین لایا اور تمام نقود اور جواہر اپنا سلطان کے ملاحظہ مین گذرا نکر کہا کہ تمام نقد و جنس حضرت کا ہے اور بندہ غلام اور جمیع اہل حرم پرستار ہین ناصر الدین محمود شاہ نہایت مسرور ہوا اور اُسے دعائے خیر دیکر اُسمین سے جسقدر کہ حاجت تھی لیا باقی کو واپس دیا اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین محمود شاہ امرائے دہلی کی التماس کے موافق دلاور خان کو وداع کرکے اس طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ یہ خبر سنکر باپ کی ملازمت کا عازم ہوا اس تین سال کی مدت مین کہ ہوشنگ مندو مین تھا ایک قلعہ سدا سکندر سے سنگین تر پتھر اور کانپ سے بنانے لگا اور اُسے اپنے عہد سلطنت مین تیاری کو پہونچایا جیسا کہ اُسکی تعریف عنقریب آتی ہے اور جب ناصر الدین محمود شاہ مرگیا اور دہلی کی سلطنت نے خلل تمام قبول کیا دعوی استقلال کاکرکے بطور سلاطین خطبہ مالوہ کا اپنے نام پڑھا اور چتر اور سراپردہ اپنا سُرخ کیا منقول ہے کہ اُسکا دادا جو غور کا باشندہ تھا بادشاہان دہلی کی درگاہ مین صاحب جاہ ہوا اور اُسکا بیٹا درجۂ امارت کو پہونچا اور اُسکا پوتا کہ دلاور خان غوری سے مراد ہے وہ فیروز شاہ کے عہد مین امرائے کبار سے ہوا اور سلطان محمود شاہ کے عہد مین جب مالوہ جاگیر مین پایا آداب ملک داری مین سلاطین کی روش اختیار کی اور مدت دراز حسب خواہش دل بسر کی اور سنہ ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ ہجری مین اِس جہان فانی سے کوچ کیا اور بعضے کتب مین نظر سے گذرا کہ وہ ہوشنگ کی کوشش سے سموم ہوا مدت حکومت اُس کی بیس سال تھی ان مین سے کچھ اوپر چار برس سلطنت کی

ذکر ہوشنگ بن دلاور خان غوری کی سلطنت کا

الپ خان اپنے باپ کے بعد مالوہ کی حکومت پر متمکن ہوا اور طغرائے حکومت اپنے نام لکھکر اپنے تئین سلطان ہوشنگ ملقب کیا اور اُس نواح کے امیرون اور بزرگون نے اُس سے بیعت کی اور حلقہ اطاعت کا زیب گوش کیا لیکن ابھی مہمات سلطنت اور بنیاد دولت نے استحکام نہ پایا تھا کہ مخبر خبر لائے

کہ سلطان مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خان غوری نے اپنے باپ دلاور خان کو طمع دنیا کے سبب زہر دے کر ہلاک کیا اور اپنا ہوشنگ شاہ نام رکھا ہے چونکہ دلاور خان غوری اور شاہ مظفر گجراتی کے درمیان عقد اخوت یعنی بھائی چارہ تھا وہ سامان جنگ درست کرکے اس طرف متوجہ ہوا سلطان ہوشنگ بھی بقصد جنگ قلعہ دھار سے برآمد ہوا اور سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری مین طرفین صف آرا ہو کر نہایت مردی اور مردانگی سے جنگ مین مشغول ہوئے یہان تک کہ سلطان مظفر اُس معرکہ مین زخمی ہوا اور سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا باوصف اس حال پر اختلال کے دونون نے پاے شجاعت کو متزلزل نہ کیا حرب و ضرب سے دست زبردست باز نہ رکھے چونکہ فتح اور شکست کوشش سے نہین ہوتی عالم غیب سے نسیم فتح سلطان مظفر گجراتی کے پرچم مراد پر چلی اور ہوشنگ بھاگ کر قلعہ مین پناہ لے گیا اور جب طاقت مقابلہ اپنے مین نہ پائی ناچار امان طلب کرکے شاہ مظفر گجراتی کے پاس حاضر ہوا اور اُسیوقت سلطان نے اُسے مع امرا مقید کرکے حوالات مین سپرد کیا اور اپنے بھائی خان اعظم نصرت خان کو قلعۂ دھار مین مع جمعیت کثیر چھوڑا اور مالوہ کی سپاہ کو اپنا مطیع کرکے سالماً غانماً گجرات کی سمت متوجہ ہوا اور نصرت خان ناکردہ کار نے جو اول سال رعایا کے مقدور سے محصول زیادہ طلب کیا اور بد سلوکی اختیار کی اور سلطان مظفر گجرات مین پہونچ چکا تھا لشکر مالوہ نے فرصت پاکر نصرت خان کو قلعۂ دھار سے نکال دیا اور چونکہ نصرت خان اُس نواح مین توقف کرکے ولایت مالوہ سے نہ جاتا تھا اس سبب سے پیچھا کرکے بعضے پس ماندون کو ایذا اہانت پہونچائی مگر نصرت خان شاہ مظفر کے خوف سے دھار کو چھوڑ کر قلعۂ شادی آباد مندو مین کہ بروج سنگین اُسکے منطقۃ البروج کے ساتھ لاف برابری کا مارتے تھے مقیم ہوا اور سپاہ نے موسیٰ خان کو جو سلطان ہوشنگ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اپنا سردار بنایا اور جب یہ خبر گجرات مین سلطان ہوشنگ کو پہونچی اُس نے عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اُس کا مضمون یہ تھا کہ آن خداوند جہان و جہانیان فقیر کے بجاے باپ اور چچا کے ہوتے ہین اور جو بات کہ بعضے اہل غرض نے معروض کی ہے خدا جانتا ہے کہ خلاف واقعہ ہے اور ان دنون مین سُنا جاتا ہے کہ امراے مالوہ نے خان اعظم کی نسبت بے اعتدالی کی اور موسیٰ خان کو سردار بنایا اور وہ مالوہ پر متصرف ہو کر دم استقلال کا مارتا ہے اگر فقیر کو قید سے رہا کرکے ممنون احسان فرماوین یقین ہے کہ وہ بلاد ہاتھ آوین سلطان نے ایک سال کے بعد اُسے قید سے رہا کرکے عہدنامہ لیا اور سرانجام جنگ درست کرکے سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین احمد شاہ کو سلطان ہوشنگ کی کمک کے واسطے رخصت کیا اور اُسنے دھار اور اُسکے اطراف کو امرا کے تصرف سے برآوردہ کرکے اُسے سپرد کیا اور خود مراجعت کی اور سلطان ہوشنگ نے چندروز دھار مین استقامت کی جب ایک جماعت خاصہ خیل سے اُسکے پاس جمع ہوئی ایک شخص کو قلعۂ شادی آباد مندو کی طرف امرا کی استمالت کو بھیجکر اپنے پاس طلب کیا یہ خبر سنکر سب مسرور اور خوشحال ہو کر اُس کے خواہان ملازمت ہوے لیکن جو

عیال و اطفال اپنے ہمراہ قلعۂ شادی آباد مندو مین لے گئے تھے اس سبب سے اُس کی خدمت مین حاضر نہو سکتے تھے لہذا سلطان ہوشنگ کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر قصبۂ دھار سے قصبۂ مہر کی طرف گیا اور آتش جنگ شعلہ زن کی اور ہر روز ایک جماعت اُس کے ہمراہیون سے زخمی ہوتی تھی اور کوئی تدبیر پیش نجاتی تھی سوا سطے سلطان ہوشنگ نے صلاح اِس مین دیکھی کہ وہان سے کوچ کرکے ولایت کے بیچ مین قیام پکڑے اور آدمیون کو بھیجکر قصبون اور پرگنون پر متصرف ہووے اس درمیان مین ملک مغیث نے جو سلطان ہوشنگ کا پھوپھی زاد بھائی تھا ملک خضر عرف میان آغا سے طریق مشورہ درمیان مین رکھا کہ اگرچہ موسی خان جوان شایستہ ہے اور ہمارا چچیرا بھائی ہوتا ہے لیکن سلطان ہوشنگ مردانگی اور دانشوری مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور یہ سلطنت ازثا اور کسبا اُسے پہونچتی ہے اور بادر اس کے اُس نے ایام طفلی مین میری والدہ کے آغوش شفقت مین پرورش پائی صلاح اس مین ہے کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اس کے دست اقتدار مین سونپی جاوے ملک خضر المشہور میان آغا نے رائے ملک مغیث کی پسند کی اور باتفاق شب کو قلعہ شادی آباد مندو سے برآمد ہو کر سلطان ہوشنگ کے پاس حاضر ہوے اور سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث کو وعدہ نیابت کا دے کر سرور اور محظوظ کیا اور موسی خان نے جب یہ خبر سُنی رشتۂ استقلال سلطنت کو مقراض مایوسی سے قطع کرکے اپنے انجام کار مین متفکر ہوا اور آخر کو ماوہ خالی کرکے نکل گیا اور سلطان ہوشنگ نے قلعہ شادی آباد مندو مین جاکر دارالامارہ مین قرار پکڑا اور ملک مغیث کو ملک اشرف خطاب دیکر منصب وزارت پر سرفراز کیا اور اُس کو اپنے جمیع امور مین نائب اور قائم مقام کیا اور ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری مین جب شاہ مظفر نے حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور احمد شاہ بن محمد شاہ بن سلطان مظفر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا فیروز خان اور ہیبت خان فرزندان شاہ مظفر نے نشان عداوت خطۂ بھروج مین بلند کرکے سلطان ہوشنگ سے اعانت طلب کی اُس نے حقوق پرورش مظفر شاہی اور اعانت احمد شاہ کو طاق نسیان پر رکھا اور کینۂ دیرینہ نے اُسے اس پر آمادہ کیا کہ ملک گجرات مین جاکر اس سلطنت کے قواعد کو مختل کرے لیکن سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر مع لشکر فراوان بھروج کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور فیروز خان اور ہیبت خان سپاہ احمد شاہی کے خوف و ہیبت سے امان طلب کرکے اُس سے جا ملے سلطان ہوشنگ راہ سے مراجعت کرکے دھار مین آیا اور ابھی عرق ندامت اور خجالت کا اس کی پیشانی سے خشک نہوا تھا کہ پھر مرتکب ایک حرکت شنیعہ کا ہوا وہ یہ ہے کہ ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان ہوشنگ کو خبر پہونچی کہ احمد شاہ گجراتی جالوارہ کے راجہ کے سر پر بنفس نفیس فوج کش ہوا ہے اور اُنھین دنون مین راجہ جالوارہ کا عریضہ سلطان ہوشنگ کے پاس باستدعاے کمک پہونچا اور حامل عریضہ نے کمک کے بارہ مین مبالغہ حد سے زیادہ تر کیا ہوشنگ شاہ مقدمات سابق کو بالکل فراموش کرکے مع لشکر کثیر دھار سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ممالک مین بہت خرابی پہونچائی اور سلطان احمد شاہ گجراتی بمجرد پہونچنے

اس خبر کے اُسکے دفع کا عازم جازم ہوا اور جب طرفین کا سامنا ہوا اور راجہ جالوارہ سے مدد نہ پہونچی سلطان ہوشنگ
نے مجبور ہوکر اپنی ولایت کی سمت مراجعت کی اور اس عرصہ مین نصیر خان فاروقی اس امر کا قاصد ہوا
کہ قلعہ تھالیز کو جو اُسکے باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کو دیا تھا اُسکے ہاتھ سے چھین کر اپنے تصرف
مین لاوے اور جب نصیر خان فاروقی سلطان ہوشنگ سے طالب کمک ہوا اُسنے اپنے بیٹے غزنین خان کو
مع پندرہ ہزار سوار اس کی مدد کے واسطے بھیجا نصیر خان فاروقی اس کی اعانت کے سبب قلعہ تھالیز
کو لیکر سلطان پور کے اطراف مین گیا سلطان احمد شاہ گجراتی اُن کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا
اور زمینداران گجرات یعنی راجہ جالوارہ اور راجہ محمد آباد چینانیر اور راجہ نادوت اور ایدر نے فرصت پاکر عرضیان
متواتر سلطان ہوشنگ کی خدمت مین روانہ کین کہ اول مرتبہ اگرچہ خدمت گزاری مین تساہل اور تجاہل
واقع ہوا لیکن اس مرتبہ جانسپاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوگا اگر آن حضرت گجرات کی طرف متوجہ
ہووین ہم کچھ راہبر آپ کی خدمت مین بھیجین کہ وہ لشکر کو ایسے راستہ سے لیجا دین کہ ملک گجرات کے
پہونچنے تک سلطان احمد واقف نہووے جو یہ خجالت عداوت سابق کے سوا ہوئی تھی سلطان ہوشنگ نے
اس ارادہ سے سامان جنگ درست کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین مع شوکت تمام مہراسہ کے
راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اتفاقاً اُن دنون مین سلطان احمد سلطان پور اور ندربار کے اطراف مین
پہونچا غزنین خان مالوہ کی سمت بھاگا اور نصیر خان فاروقی آسیر کی طرف گیا اور جب احمد شاہ گجراتی کو خبر
پہونچی کہ سلطان ہوشنگ مہراسہ کی طرف گیا ہے اُس کی آتش فتنہ کی تسکین تمام امور پر مقدم سمجھکر باستعجال
تمام مہراسہ کی سمت متوجہ ہوا اور باوجود کثرت بارندگی تھوڑے عرصہ مین بطور تاخت آپ کو وہان پہونچایا
اور جاسوسون نے ہوشنگ شاہ کو جب سلطان احمد کی آمد کی اطلاع دی بیقرار ہوکر زمیندارون کو کہ
جنھون نے عرضیان بھیجکر غبار فتنہ وفساد برپا کیا تھا اپنے حضور طلب کیا جب اُن سے پوے خیر نہ سونگھی
زبان ملامت کھولکر حروف ناسزا زبان زد کیے اور جس راستے سے کہ آیا تھا سر کھجا کر پلٹ گیا احمد شاہ گجراتی
نے چند روز قصبۂ مہراسہ مین توقف فرمایا تاکہ سپاہ ساتھ اُس کے ملحق ہووے اور بعد اجتماع لشکر ماہ صفر
سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری مین ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر کالیادہ کے نواح مین
مقام کیا اور سلطان ہوشنگ چند منزل بڑھکر جنگ مین مشغول ہوا اور بعد اس کے تاب مقاومت نہ لاکر
قلعۂ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سپاہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے شادی آباد مندو کے دروازہ تک
تعاقب کیا اور بہت غنائم دستیاب کیے اور خود بھی پیچھے سے ظفر آباد نعلچہ تک گیا اور چند روز وہان مقام
کرکے افواج ولایت کے اطراف مین بھیجین اور جو قلعہ شادی آباد مندو نہایت سنگین اور مستحکم تھا
ناچار عنان عزیمت دھار کی سمت معطوف کی اور وہان سے چاہا کہ اُجین مین جاوے جو موسم برسات
پہونچا تھا امرا اور وزرا عرض پیرا ہوئے کہ صلاح دولت اس مین ہے کہ اس سال آنحضرت دار الملک

گجرات کی طرف معاودت فرماکر اُن مفسدون کو کہ باعث فتنہ وفساد ہوئے ہین گوشمالی بواجبی دیوین اور سال آیندہ مین بخاطر جمع مالوہ کی تسخیر مین مشغول ہووین القصہ احمد شاہ گجراتی اس قرارداد پر دھار سے مراجعت کرکے گجرات مین داخل ہوا اور اُس سال مالوہ مین جب کچھ آثار نجابت اور کاروانی ملک محمود فرزند ملک مغیث کے جبین مبین پر واضح اور لائح ہوے سلطان ہوشنگ نے اُسے محمود خان خطاب دیکر مہمات ملکی مین جو اُس کے باپ سے رجوع تھے شریک کیا اور جب کہین جاتا تھا ملک مغیث کو مہمات ملکی کے انتظام کو قلعہ مین چھوڑتا تھا اور محمود خان کو اپنے ہمراہ رکاب لیجاتا تھا اور آخر سال مذکور مین سلطان احمد شاہ کو یہ تمنا ہوئی کہ ولایت مالوہ مین جاؤن اور جو کچھ میرے ہاتھ سے بن آوے اس مین تقصیر نکرون سلطان ہوشنگ نے اُسکے ارادہ پر آگاہ ہوکر ایلچیان زبان آور کو مع تحف دھرایا بھیجکر صلح چاہی سلطان احمد شاہ نے پیشکش لیکر اس وقت احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۲۲ھ آٹھ سو بائیس ہجری مین سلطان ہوشنگ قلعہ کھیرلہ پر جو برار کی سرحد مین ہے لشکر لیگیا اور حاکم کھیرلہ یعنی نرسنگھ راے مع پچاس ہزار سوار اور پیادہ مقابلہ کو آیا اور بعد جنگ شدید سلطان ہوشنگ ظفر یاب ہوا اور نرسنگھ راے مارا گیا پھر سلطان نے قلعہ سارنگ گڑھ کو جو نرسنگھ راے کے متعلق تھا محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور خزانہ اور چوراسی ہاتھی نامی دستیاب کیے اور نرسنگھ راے کے بیٹے کو کہ قلعہ کھیرلہ مین تھا اپنا فرمان بردار اور باج گذار کرکے سالماً وغانماً شادی آباد مندو کی طرف رونق افزا ہوا اور سنہ ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ ایک ہزار سوار اپنے لشکر سے انتخاب کرکے سوداگرون کے لباس مین ولایت جاجنگر کی طرف کہ مہینے بھر کا راستہ ہے متوجہ ہوا اور گھوڑے برنگ نقرہ کہ وہان کا راجہ بہت دوست رکھتا تھا اور کچھ مال اور متاع جو اُس مملکت کے آدمی برغبت تمام لیتے تھے اپنے ہمراہ لے گیا اور سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ گھوڑون اور متاع کے عوض مین ہاتھی انتخاب ہمراہ لاوے اور فیلون کی قوت سے سلطان احمد شاہ گجراتی سے انتقام لیوے لیکن جب جاجنگر کے اطراف مین پہونچا ایک شخص کو جاجنگر کے راجہ کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ ایک سوداگر ہاتھی خریدنے کو آیا ہے اور گھوڑے برنگ نقرہ اور سبزہ اور سرنگ اور کبود اور قماش و مال بھی بکثرت تمام ہمراہ لایا ہے راے جاجنگر نے کہا کس واسطے شہر سے دور فروکش ہوا ہے ایلچی نے جواب دیا کہ سوداگر بہت سے اُسکے ہمراہ آئے ہین وہ آب وصحرا دیکھکر مقیم ہوا ہے غرضکہ رسم اُس ولایت کی یہ تھی کہ اگر کوئی سوداگر معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب تجارت اپنے ہمراہ لاتا راجہ پیشتر آدمی بھیجتا کہ سوداگر گھوڑون کو زین کرکے اسباب کو روے زمین پر قرینہ سے چنتا اور راجہ سوار ہوکر وہان پہونچکر اُس اسباب اور گھوڑون کو ملاحظہ کرتا جو چیز پسند فرماتا اُسے ہاتھیون کے ساتھ معاوضہ کرتا یا قیمت نقد دیتا اس دستور اور قاعدہ کے سبب راے جاجنگر نے کہا کہ مین فلان روز قافلہ کی طرف آؤن گا مناسب ہے کہ اس روز سوداگر اپنے گھوڑے تیار رکھین اور اسباب نفیس اور اشیاے لطیف کو زمین پر چنین تو ملاحظہ کرکے اگر وہ ہاتھی

معاوضہ مین لیوین بہتر اور جو نہین زر نقد مین دون گا جب ایلچی پلٹ آیا سلطان ہوشنگ نے اپنے آدمیون سے عہد لیا کہ جو کچھ مین فرماؤن اُس کے خلاف عمل مین نہ لانا پھر روز موعود کا انتظار کرنے لگا جب وہ دن آیا راجہ جاج نگر نے چالیس زنجیر فیل اُن کے قافلہ کی طرف بھیجے تو سوداگر دیکھکر پسند کرین پھر اپنے آنے سے اعلام کرکے پیغام دیا کہ اسباب کو کھولکر گھوڑون کو ساز و سامان سے درست رکھین جو موسم برسات تھا سلطان ہوشنگ نے پہلے عذر کرکے یہ بات کہی کہ ابر در ہوا موجود ہے ایسا نہو کہ مینھ برسے اور ہمارا اسباب ضائع اور برباد ہووے لیکن راجہ کے آدمیون نے بتاکید تمام اسباب کھلوایا اسی درمیان مین راجہ بھی پانسو آدمی ہمراہ لے کر آپہونچا اور اشیا کے دیکھنے مین مشغول ہوا ناگاہ ابر شدید آنکر برسنے لگا اور گرج کی آواز اور بجلی کی چمک کی ہیبت سے ہاتھی بھاگے اور جو متاع کہ زمین پر گستردہ تھے ہاتھیون کی پامالی سے خراب ہوئے اور وہ سپاہ جو سلطان ہوشنگ کے ہمراہ سوداگرون کے لباس مین آئی تھی وہ فریادیون کی طرح جوش وخروش مین آئی اور سلطان ہوشنگ نے برسم سوداگران کچھ بال اپنی ریش کے اُکھاڑکر یہ بات کہی کہ جب ہماری متاع خراب وضائع ہوئی پھر ہمین زندگانی بکار نہین ہے یہ کہکر باتفاق اُس جماعت کے جو اپنے ہمراہ لایا تھا گھوڑون کی پشت پر سوار ہوکر راجہ کی طرف متوجہ ہوا اور راجہ مضطرب ہوکر بضرورت جنگ مین مشغول ہوا اور سوداگرون کے اول حملہ مین منہزم ہوا اور کچھ لوگ اُس کے مارے گئے اور کچھ شہر کی سمت بھاگ گئے اور راجہ زندہ گرفتار ہوا سلطان ہوشنگ نے اُس وقت راجہ سے یہ کلام لیا کہ مین مالوہ کا سلطان ہون اور ہاتھیون کے خریدنے کو آیا ہون جب اسباب ضائع ہوا لاچار مین نے تجھے گرفتار کیا راجہ نے سلطان ہوشنگ کی کمال جرأت سے متعجب ہوکر اپنے امرا کو پیغام کیا کہ تمام فیل خوب اور نامی بھیجو انھون نے پچہتر ہاتھی سلطان ہوشنگ کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی سلطان ہوشنگ راجہ کو ہمراہ لیکر عازم مراجعت ہوا اور جب اسکی سرحد سے برآمد ہوا راجہ کو رخصت کیا وہ اپنے شہر مین داخل ہوا جو راجہ کو سلطان ہوشنگ کی شجاعت پسند آئی تھی چند فیل نامی اور اسکے واسطے بھیجکر عذر خواہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے راستہ مین سُنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مملکت کو خالی دیکھکر مالوہ مین در آیا اور بالفعل شادی آباد مندو کو محاصرہ رکھتا ہے اس واسطے جب ولایت کھیرلہ مین پہونچا از روے احتیاط اور ہوشیاری کے عازم تسخیر اُس حدود کا ہوا اور وہان کا راجہ کہ مطیع تھا اُسے گرفتار کرکے قید کیا اور قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہوکر مردم معتمد کے سپرد کیا اور ہمراہ اُس لشکر کے کہ مالوہ سے اسکی خدمت مین پہونچا تھا شادی آباد مندو کی سمت روانہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان احمد شاہ گجراتی امرا اور سپاہ کو مورچون سے طلب کرکے جنگ پر مستعد ہوا سلطان ہوشنگ جنگ سے پہلوتہی کرکے دروازہ تاراپور کی طرف سے جاکر قلعہ مین داخل ہوا چونکہ شادی آباد مندو کا قلعہ نہایت سنگین اور دنیا کے قلعجات مین سے انتخابی تھا بہتر ہے کہ مجمل کچھ احوال وہان کا کہ کاتب حروف یعنی ملا محمد قاسم فرشتہ کی نظر سے گذرا تھا لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ پہاڑ نہایت رفیع اور دور

اُسکا انیس کوس بلکہ زیادہ ہوگا اور بجاے خندق اُسکے گرداگرد ایک غار نہایت عمیق ایسا واقع تھا کہ جنگ کرنا اُس قلعہ پر ممکن نہین اور قلعہ کے اندر آب وعلف بہت تھا اور اس قدر زمین کہ گنجائش زراعت فراوان ہوے اُس مین موجود تھی اور ایک لشکر چاہے کہ اُسکو محاصرہ کرے بسبب بعد مسافت کے ممکن نہین کس واسطے کہ اُس قلعہ کا تمام محاصرہ کرنا امکان کے باہر تھا اور اکثر مقام اُس قلعہ کے اطراف کے سپاہ کے فروکش ہونے کے لائق نہ تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دکن کی طرف ساتھ تاراپور کے مشہور ہے نہایت سخت تھا چنانچہ سوار بہ مشکل تمام برآمد ہوسکے اور تم جس طرف سے قلعہ مین آنا چاہو تو پہلے تم کو نہایت دشوار گزار ٹیلہ طے کرنا ہوگا اور وہ آدمی کہ راستون کی محافظت کے واسطے قیام کرتے تھے راستون کی دوری اور پہاڑون کے حائل ہونے کے سبب ایک دوسرے کے حال سے خبردار نہین ہوتے تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دہلی کی جانب ہے دوسری راہون سے بہت آسان تھا القصہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے محاصرہ مین صرفہ نہ دیکھکر ترک محاصرہ کیا اور ولایت کے تاخت وتاراج مین مشغول ہوا اور اُمین سے گزر کر سارنگپور کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے اس امر پر مطلع ہو کر دوسرے راستہ سے بطور تاخت اپنے حصار سارنگپور مین پہونچا اور از راہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ حق اسلام درمیان مین ہے تاراجی ولایت کی اور خونریزی اُن کی بہت وبال رکھتی ہے اور کیونکر صف جنگ آراستہ ہووے کہ مسلمان جماعت جماعت اور فوج فوج کشتہ ہونگے لائق وانسب یہ ہے کہ زیادہ تر اس سے خرابی نہ پسند کرین اور عنان عزیمت اپنے دار الملک کی طرف منعطف کرین کہ پیچھے سے ایلچی مع پیشکش پہونچیگا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اعتماد اُس کی باتون پر کرکے اُس رات کو لشکر کی محافظت اور حزم واحتیاط مین تامل اور تساہل کیا اور سلطان ہوشنگ انتظار وقت فرصت کرکے ماہ محرم کی بارھوین تاریخ ۸۲۶ھ آٹھسو چھبیس ہجری مین شبخون لایا جو گجراتی غافل تھے اُنکی طرف کے بہت آدمی قتل ہوے ازانجملہ سلطان احمد شاہ کی بارگاہ کے قریب راے سات ولایت وندہ مع پانسو راجپوت کے قتل ہوا اس وقت سلطان احمد شاہ گجراتی اپنے سراپردہ سے برآمد ہوا جب احوال فوج کا دگرگون دیکھا مع ایک شخص اُردو سے برآمد ہوکر صحرا مین ایستادہ ہوا اور صبح کے قریب تمام فوج اُسکے پاس جمع ہوئی اور وہ صبح صادق کے ہوتے سلطان ہوشنگ کی فوج پر تاخت لایا اور معرکہ جدال وقتال کا ایسا گرم ہوا کہ دونون بادشاہ جنگ مین مستعد ہو کر زخمی ہوے آخر الامر سلطان ہوشنگ نے بھاگ کر سارنگ پور کے قلعہ مین دم لیا اور سات ہاتھی جنگی مع غنائم دیگر گجراتیون کے ہاتھ آئے اور ربیع الثانی کی چوتھی کو سلطان احمد شاہ کوچ کرکے بفتح وفیروزی گجرات کی طرف عازم ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اس امر سے اطلاع پائی نہایت دلیری وغرور سے قلعہ سارنگپور سے برآمد ہو کر گجراتیون کا تعاقب کیا اور بہت سے عقب ماندگان کو ہلاک کیا اور سلطان احمد شاہ نے ناچار ہو کر پھر بازگشت کی اور دونون لشکر کے درمیان آتش قتال افروختہ ہوئی اور اول حملہ مین سلطان ہوشنگ نے فوج غنیم کو درہم وبرہم کیا اور سلطان احمد شاہ نے یہ حالت مشاہدہ

کرکے خود بہ نفس نفیس میدان کارزار مین اس قدر کوشش کی کہ نسیم فتح اسکے نشانون پر چلنے لگی اور سلطان ہوشنگ بازوے شجاعت سست کرکے پھر قلعہ سارنگ پور مین پناہ لے گیا اور اس دن چار ہزار نوسو آدمی مالوہی معرکہ اور حالت مغروری مین تیغ بیدریغ سے ہلاک ہوے اور انکا تمام سازو اسباب اور اثاثہ تجمل گجراتیون کو نصیب ہوا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی اپنی سرحد پر پہونچا سلطان ہوشنگ شادی آباد مندو مین در آیا اور شکست و ریخت اپنی درست کی اور سلطان ہوشنگ کی جا جنگر جانے اور واپس آنے کی یہی قوی روایت ہے جو بیان مذکور ہے اور دوسری روایت جو کہ ضعف سے خالی نہین وہ دقائع گجرات مین تحریر ہوئی ہے اسی پر اکتفا کی دوبارہ اس کی تکرار اس مقام مین مناسب نجانکر قلم انداز کی اور سلطان ہوشنگ اسی سال مین قلعہ کاکرون کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور عرصۂ قلیل مین اپنے تصرف مین لایا اور پھر اسی سال قلعہ گوالیار کی عزیمت تسخیر مین بطرح متواترہ منزل مقصود مین پہونچکر قلعہ کو گھیرا اور بعد ایک مہینے اور چند روز کے سلطان مبارک شاہ بن خضر خان بیانہ کے راستہ سے راے گوالیار کی کمک کے واسطے فوج کش ہوا اور جب یہ خبر مشہور ہوئی پاے قلعہ سے برخاست کرکے دہل پور کے تالاب پر گیا اور چند روز کے بعد حرف صلح درمیان مین آیا ایک نے دوسرے کو تحفہ دیکر راضی کیا اور پھر اپنے اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی اور ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بہمنی والی دکن بہ قصد تسخیر قلعہ کھیرلا نہضت فرمائی بعد وصول منزل احاطہ کرکے اس کی تسخیر مین ساعی ہوا اور ضابطہ حصار یعنی نرسنگھ راے مقتول کے فرزند نے جو سلطان ہوشنگ کی طرف سے وہان کا حاکم تھا سلطان ہوشنگ کے پاس ایلچی بھیجکر امداد طلب کی چنانچہ سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا جب قلعہ کھیرلہ کے قریب پہونچا دکھنی کوچ کرکے اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہوے اور ہوشنگ شاہ نے یہ امر دکھنیون کے عجز اور کم ہمتی پر گمان کیا اور سمجھا کہ انھون نے ہم سے دب کر ترک محاصرہ کیا پھر راے کھیرلہ کے بھڑکانے سے تعاقب کیا اور سلطان احمد شاہ بہمنی مع چند امراے خاصہ خیل کمین مین ایستادہ ہوا اور باقی لشکر کو مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے مامور کیا اور سلطان ہوشنگ کہ بطور تاخت تعاقب کرکے مسافت طے کرتا تھا اثناے راہ مین فوج دکنیون کو آمادہ قتال و مستعد جدال دیکھکر ایستادہ ہوا ہر چند لشکر اپنا قلیل دیکھا لیکن مردم عقب کے آنے کا انتظار نہ کھینچکر محاربہ مین مشغول ہوا شاہ احمد بہمنی تدبیر موافق تقدیر کے جانکر کمین گاہ سے باہر آیا اور سلطان ہوشنگ کی پشت کی طرف سے آنکر حملہ آور ہوا اور سلطان ہوشنگ جو ان لوگون سے بے خبر تھا مضطرب ہوا اور بعادت قدیم دکنیون سے شکست فاحش پاکر احمال و اثقال چھوڑ کر بھاگا اور اسکی عورتین اور بیبیان تمام مردم فوج کے ہاتھ اسیر ہوئین اور سلطان احمد شاہ اس جماعت کی گرفتاری سے آگاہ ہو کر طریق مروت مسلوک رکھکر اسی وقت خواجہ سراان معتمد کو معین کرکے انکی حفاظت مین نہایت درجہ کوشش کی اور لوازم ضیافت اور مہمانداری بجا لا کر ہر ایک کو جامۂ زرین اور فاخرہ سے اختصاص بخشا اور مردم امین اور دیانت دار کے ہمراہ کرکے مع پانسو سوار

سلطان ہوشنگ کے پاس بھیجا اور ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری مین ہوشنگ شاہ بقصد تسخیر کالپی کہ جو عبد القادر نام نوکر سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف مین تھا مندو سے متوجہ ہوا جب اُس نواح مین پہونچا سُنا کہ سلطان ابراہیم شرقی بھی مع لشکر بسیار اپنے دار الملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کے واسطے بکوچ متواتر آتا ہے ہوشنگ اُسکا دفع تسخیر کالپی پر مقدم رکھکر اُسکی جنگ مین متوجہ ہوا جس وقت دونون لشکر قریب پہونچے اور تنور جنگ آج کل مین گرم ہونے پر تھا شاہ ابراہیم شرقی کو خبر پہونچی کہ سلطان مبارک شاہ فرمانرواے دہلی انتظار وقت کرکے جونپور کی طرف عازم ہوا ہے سلطان ابراہیم یہ خبر سنتے ہی عنان اختیار ہاتھ سے دیکر جونپور کی طرف راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ بلا جنگ کالپی پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھوا اور چند روز وہان رہکر وہان کی حکومت عبد القادر کو جو سابق مین وہان کا حاکم تھا عطا فرما کر مالوہ کی طرف مراجعت کی اثناے راہ مین تھانہ دارون کی عرضیان پہونچین کہ کوہ چاپہ کی طرف بدمعاشون نے ولایت مین آنکر بعضے مواضع اور قریات کو تاخت کرکے حوض بھیم کو ملیا میٹ کر دیا ہے اور حوض بھیم کی کیفیت اس طور پر ہے کہ راے بھیم نے اپنے عہد دولت مین ایک مسافت کو کہ درمیان کوہ ہاے اُسکی ولایت کے واقع ہے سنگ کو تراش کر بند باندھا تھا اور عرض و طول اُسکا اس قدر ہے کہ دوسری طرف سے دکھائی نہین دیتا اور عمق اُسکا پیدا نہین الغرض بر وقت پہونچنے تھانہ داران سلطان ہوشنگ کی اولاد مین ایک نزاع واقع ہوئی شرح اس واقعہ کی یہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کے سات فرزند اور تین دختر تھین اور تین بیٹے عالم خان حاکم آسیر کی بیٹی سے متولد ہوے تھے عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان یہ آپس مین متفق تھے اور تین بیٹے دوسرے احمد خان اور عمر خان اور ابو اسحاق اُسلیے بڑے بیٹے غزنین خان سے اتحاد رکھتے تھے اور ہمیشہ سے عثمان خان اور غزنین خان کے درمیان نزاع تھی ایک جماعت امرا اور سپاہ سے اُسکی طرف اور کچھ اُسکی جانب تھے اور سلطان ہوشنگ اس مخالفت سے کلفت رکھتا تھا اور ملک مغیث اور بیٹا اُسکا محمود خان کہ نہایت عاقل اور کاردان تھے سلطان کی طلب رضا مین کوشش کرتے تھے اور غبار آزار بطرز دلپذیر اُسکی لوح خاطر سے دور کرتے تھے چنانچہ مکرر سلطان کی زبان پر گذرا کہ محمود خان میری ولیعہدی کی لیاقت رکھتا ہے ملک مغیث نے نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ شاہزادون کی عمر دراز ہو ہم دو بندہ ہین کہ ہمین خدمتگاری اور جانسپاری کے سوا کوئی اور امر منظور خاطر نہین ہے اور کالپی کے راستہ مین ایک روز عثمان خان نے اپنے بڑے بھائی غزنین خان کی نسبت بہت بے ادبی کی یہانتک کہ ایک اپنے نوکر کو سلطان زادہ غزنین خان کی حرم سرا مین بھیجا اور اُسنے جاکر غزنین خان کو بُرا بھلا کہا ہر چند پردہ دارون اور خواجہ سراؤن نے منع کیا ممنوع نہوا آخر کو اُن دونون کے درمیان مار پیٹ کی نوبت پہونچی ایک نے دوسرے کو لات اور گھونسا مارا اور شہزادہ عثمان خان اپنی قباحت پر خیال کرکے باپ کے غضب سے ڈرا اور اُردو سے نکل گیا پھر اس مقام مین اور کسی امر کا مرتکب نہوا اور امراے ناعاقبت اندیش سکو بوعدہاے دلفریب فریفتہ کرکے غدر پر آمادہ ہوا اور سلطان ہوشنگ اُن بُرائیون سے واقف ہوکر زیادہ تر

غضبناک ہوا اور ملک مغیث کے ساتھ مشورہ کرکے انجام کار کی تدبیر کا جویا ہوا اس نے یہ التماس کی کہ جو شاہزادون سے اس قسم کی حرکتین اور بُرائیان مکرر سہ کرر ظہور مین آئین اور آپ نے انھین معاف فرمائین اس مرتبہ بھی چشم پوشی فرماوین تو شاہزادہ ملازمت مین حاضر ہووے سلطان ہوشنگ نے یہان تک تامل فرمایا کہ عثمان خان تمہید مقدمات کرکے اردو مین آیا اور جب سلطان ہوشنگ نے بلدہ اجین مین پہونچ کر ایک روز مجلس دربار کو آراستہ کرکے بار عام دیا چنانچہ اس مجلس مین عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان کو عتاب و خطاب سے ایذا بہت دیکر موکلون کے سپرد کیا اور بعد چند روز تینون شاہزادون کو پابزنجیر کرکے ملک مغیث کے سپرد کرکے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف بھیجا اور خود بدولت واقبال کوہ جابید کے بدمعاشون اور سرکشون کی گوشمال مین متوجہ ہوا اور یہ کوچ متواتر جاکر حوض کھیم کا بند توڑا اور وہان سے بتعجیل استعجال طے مسافت کرکے اُس حدود کے متمردون کو تیغ بیدریغ سے ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور وہ جابیہ کا راجہ پیادہ پا جنگل کی طرف بھاگ گیا اہل وعیال اور مال و منال اُسکا لشکر اسلام کے ہاتھ آیا قصبہ اور شہر غارت ہوا اور لڑکے اور لڑکیان بہت دستگیر ہوے اس وقت سلطان ہوشنگ نے مظفر اور منصور ہوکر اپنے دارالملک کی طرف رجعت کی اور قلعہ ہوشنگ آباد مین موسم برسات بسر کیا اس عرصہ مین ایک دن بقصد شکار سوار ہوا اثنائے سیر مین لعل بدخشانی تاج سلطانی سے جدا ہوکر گر پڑا اور تیسرے دن ایک پیادہ نے لاکر حضور مین گذرانا پانسو تنکہ انعام فرمائے اور سلطان ہوشنگ نے ساتھ اس تقریب کے ایک حکایت نقل کی کہ ایک دن ایک لعل سلطان فیروزشاہ کے تاج سے جدا ہوکر گر پڑا اور اُسے بھی ایک پیادہ نے لاکر گذرانا فیروزشاہ نے اُسے پانسو تنکہ مرحمت فرمائے اور یہ ارشاد کیا کہ یہ علامت اور نشانیہ آفتاب عمر کے غروب ہونے کی ہے اور بعد چند روز کے اس دار فانی سے رحلت کی اور مین بھی جانتا ہون کہ فرمان میری عمر کا پیچیدہ ہوا اب چند نفس سے زیادہ تر باقی نہین رہے حضار مجلس بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ سلطان فیروزشاہ نے یہ بات اُس روز کہی تھی کہ عمر اُسکی نوے سال کو پہونچی تھی اور حضرت سلطان ابھی آغاز جوانی اور کامرانی مین مین سلطان ہوشنگ نے کہا انفاس عمر زیادہ اور کم نہین ہوسکتے جوان اور بوڑھے کو اس امر ناگزیر سے چارہ نہین اس بارہ مین حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے۔ اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولایستقدمون۔ آخرش جو سلطان نے فرمایا تھا وہی ہوا یعنی چند روز کے بعد سلطان مرض سلس البول مین مبتلا ہوا اور جب ضعف طبیعت پر غالب ہوا اور آثار انتقال اور علامات ارتحال اپنی ذات پر مشاہدہ فرمائے ہوشنگ آباد سے شادی آباد مندو مین تشریف لایا اور ایک دن دربار عام کرکے امرا اور وزرا اور افسران سپاہ کے سامنے انگوٹھی سلطنت کی اپنے خلف الصدق غزنین خان کو عنایت فرمائی اور اسے ولی عہد کرکے ہاتھ اُسکا ملک محمود الملقب بہ محمود خان کے سپرد فرمایا اور محمود خان نے لوازم آداب بجالاکر عرض کی کہ جب تک بندہ کی ایک رمق زندگانی سے باقی رہیگا بندہ اپنے تئین خدمتگذاری اور جان نثاری سے معاف نرکھیگا پھر سلطان نے امرا اور وزرا سے عموماً وصیت فرمائی

کہ میدان مملکت کو غبار نفاق اور دشمنی سے مکدر نکرین اور جو فراست اور دوراندیشی سے دریافت کیا تھا کہ
محمود خان داعیہ رکھتا ہے کہ امر سلطنت ساتھ اسکے منتقل ہووے لہذا اس دن اسکے کان حسب الامکان
در نصائح اور مواعظ سے گرانبار کیے اور حقوق پرورش اسے یاد دلاکر کہا کہ سلطان احمدشاہ گجراتی باشوکت اور
صاحب شمشیر ہے اور ہر وقت ارادہ تسخیر مالوہ کا دل مین رکھکر فرصت وقت کا منتظر ہے اگر انجام مہام مملکت اور پرداخت
احوال سپاہ اور رعیت مین تساہل واقع ہوگا اور شاہزادہ کی جانب داری پوری نہوگی تو البتہ عزم تسخیر اس
ولایت کا مصمم کرکے آپ کی جمعیت کو تفرقہ سے مبدل کرے گا اور دوسری منزل مین غزنین خان نے محمود خان
نامے کو جو عمدۃ الملک خطاب رکھتا تھا محمود خان وزیر کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر حضرت وزارت پناہی
عقد بیعت کو ساتھ سوگند کے موکد کرے باعث اطمینان خاطر ہووے محمود خان نے شہزادے کی ملتمس
قبول کرکے عہد و پیمان کو ساتھ ایمان کے مضبوط کیا اور بعضے امرا جو عثمان خان کے خواہان تھے وہ
خواجہ نصراللہ کے وسیلہ سے عرض گذار ہوے کہ شاہزادہ عثمان خان بھی جوان شایستہ اور فرزند خلف ہے
اگر قید سے رہا فرماکر بلاد مالوہ سے ایک حصہ اس کی جاگیر کے واسطے مقرر کیا جاوے انسب و لائق معلوم
ہوتا ہے سلطان ہوشنگ نے کہا اس امر نے میرے بھی دل مین خطور کیا تھا لیکن اگر مین عثمان خان کو قید سے
رہا کرونگا امر سلطنت خلل پذیر ہوکر فساد عظیم مملکت مین پیدا ہوگا اور جب غزنین خان نے سنا کہ بعضے امرا نے
عثمان خان کی رہائی مین سعی کی ہے پھر محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس
بھیجکر پیغام کیا کہ اگر آپ حضور مین فقیر کے اس مضبوط عہد کو ساتھ قسم کے استحکام دیوین اور بھی اطمینان حاصل ہووے
پھر ملک محمود المخاطب بہ محمود خان وزیر نے راستہ مین شہزادہ کی سواری مین جاکر قسم کھائی کہ جب تک ایک
رمق حیات سے باقی رہی رکاب حضور کو ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امرا جب اس امر پر واقف ہوے ملک
عثمان خان جلالی کو جو امراے کبار اور سرداران معتبر سے تھا ملک مبارک غازی کے ہمراہ کرکے محمود خان کی
خدمت مین بھیجا اتفاقاً محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی ملازمت مین حاضر
تھا وہ دونون امیر محمود خان کے پاس آئے محمود خان وزیر نے محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو خرگاہ مین
چھوڑکر خود نکلکر خرگاہ کے باہر نشست کی تاکہ جو کچھ مذکور ہووے عمدۃ الملک بھی سُنے پھر ملک مبارک غازی نے
دعا شہزادہ عثمان اور امرا کی طرف سے پہونچاکر معروض کیا کہ جب سے آپ امر سلطنت اور وزارت پر نیکنام ہوئے
مثل آپ کے اور کوئی وزیر مسند وزارت پر متمکن نہوا لیکن تعجب کا مقام ہے کہ باوجود اسکے کہ عثمان خان ساتھ زیور
سخاوت اور شجاعت اور انصاف اور رعیت پروری کے آراستہ ہے آپ نے ولیعہدی شاہزادہ غزنین خان کی تجویز
فرمائی اور علاوہ اسکے شہزادہ عثمان خان دامادی کی نسبت بھی ملک مغیث المخاطب بملک شرف کے ساتھ
رکھتا ہے اور فرزند اس کے آپ کے فرزند ہوتے ہین اور اگر ضعف سلطان پر غالب نہوتا اور اس کے حواس
مین فتور راہ نپاتا تو کبھی اس امر پر تصدیق نکرتا اب جمیع خوانین اور امرا استدعا کرتے ہین کہ توجہ اپنی شاہزادہ

عثمان کے شامل حال کرکے ہاتھ مرحمت کا اُسکے سر پر سے نہ اُٹھادین ملک محمود المخاطب بہ محمود خان جو چاہتا تھا کہ عثمان خان کہ فی الواقع رشید اور شایستہ سلطنت ہی درمیان مین نرہے یعنی قتل ہوجاوے اسواسطے جواب دیا کہ بندہ کو بندگی سے کام ہی خداوندی اور صاحبی سلطان جانے مین اپنی عمر بھر امر فضول کے گرد نہ پھرا ہون نہ پھرونگا الغرض ملک مبارک غازی جب رخصت ہوا محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو باہر طلب کرکے یہ بات کہی جا تو نے جو کچھ سنا ہی شاہزادہ غزنین کے گوش زد کر چنانچہ عمدۃ الملک غزنین خان کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام ماجرا اُس سے تقریر کیا غزنین خان ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی طرف سے مطمئن اور خوشحال ہوا اور بعد اُسکے امرا سلطان ہوشنگ کی زیست سے مایوس ہوے ظفر خان کہ وکیل ملک عثمان جلالی کا تھا اس فکر مین ہوا کہ شہزادہ عثمان کے نگہبانون اور محافظون کو ساتھ اپنے متفق کرکے عثمان خان کو مفرور کرے اس نیت سے سلطان کے اُردو سے بھاگا اور جب یہ خبر ملک محمود کو پہونچی فوراً شاہزادہ غزنین خان کو واقف کیا اور وہ اس کے تدارک مین مشغول ہوا اور ملک حسن اور ملک برخوردار کو حکم فرمایا کہ پچاس گھوڑے اصطبل سے حاضر کرے داروغۂ اصطبل جو عثمان خان کا ہواخواہ تھا اس نے یہ جواب دیا کہ ابھی سلطان زندہ ہین بغیر حکم اُسکے ایک گھوڑا نہ دونگا اور اُسنے فی الفور جاکر ایک خواجہ سرا سے کہ وہ بھی شہزادۂ عثمان خان کا خیرخواہ تھا یہ بات تقریر کی خواجہ سرا نے اس امر کو غضب سلطانی کا باعث تصور کرکے داروغہ اصطبل کو تعلیم فرمایا کہ تو بادشاہ کی خوابگاہ کے قریب جاکر یہ بات بآواز بلند کہہ تاکہ سلطان سنے اور اس کے دل مین یہ خطور پیدا کرے کہ مین ابھی زندہ ہون اور غزنین خان میری حین حیات میرے مال مین دست دراز کرتا ہی اصطبل کے داروغہ نے یہ بات اس آب و تاب سے کہی کہ سلطان نے بیہوشی کے عالم سے کچھ ہوش مین آنکر وہ تقریر سماعت کی اور یہ فرمایا کہ میری ترکش کمان ہی اور امرا کو طلب کیا لیکن امرا اس لحاظ سے کہ شاید سلطان نے رحلت کی ہو اور غزنین خان ازراہ تزویر چاہتا ہو کہ ہمین دستیاب کرکے ضایع کرے سلطان کی خدمت مین حاضر نہوئے لیکن جب یہ خبر غزنین خان کو پہونچی ایک رعب اور ہراس نے اُسکے دل پر غلبہ کیا اور چونکہ خفیف العقل تھا اس مقدمہ کو بغیر دریافت کیے کاکرون کی سمت کہ لشکر سے تین منزل کا فاصلہ تھا بھاگ گیا اور عمدۃ الملک کو محمود خان کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمام امرانے عثمان کی تخت نشینی پر اتفاق کیا ہی اور مین تمہارے سوا کسی کو اپنا خیرخواہ نہین رکھتا اور اسوجہ سے کہ سلطان نے ترکش طلب کیے تھے مین ڈرا کہ ایسا نہو مجھے قید کراکے بھائیون کے ہمراہ کرے لہذا اُردو سے مفرور ہو کر یہان آیا ہون محمود خان نے اُسکے درجواب لکھ بھیجا کہ تمسے کوئی امر سلطان کے خلاف مرضی سرزد نہین ہوا ہی اور قصہ طلب کرنے پچاس گھوڑے کا مین کسی تقریب اور محل مین عرض کرونگا پھر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو بھیجکر یہ تقریر کی کہ اگرچہ آن وزارت پناہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہی لیکن مین جانتا ہون کہ خواجہ سراؤن نے میری طرف سے حرف ناملائم معروض کیے ہین اس خیال سے مجھپر خوف مستولی ہوا محمود خان نے جواب دیا کہ یہان کسی طرح کا قضیہ اور بحث نہین ہی آپ شوق سے اُردو مین تشریف لادین کہ

وقت تنگ ہوا اور آفتاب غروب ہونے پر ہے اور ایک خط عمدۃ الملک کے روبرو تحریر کرکے ملک مغیث کو بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ حضرت سلطان نے غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام فرمایا ہے اور بیماری نے حضرت کو ایسا ضعیف اور ناتوان کیا ہے کہ مقربون نے امید حیات قطع کی ہے چاہیے کہ تم شہزادہ عثمان کی محافظت مین نہایت کوشش اور اہتمام کرو جب عمدۃ الملک نے غزنین خان کی خدمت مین یہ پیغام پہونچایا اور خط کا بھی مضمون نقل کیا غزنین خان مسرور ہو کر آرام دہ مین آیا خانجہان بخشی الممالک اور خواجہ سرا جو عثمان خان کے ترقی خواہ تھے اُنھون نے جب دیکھا کہ سلطان کی شمع حیات گلگیر قضا سے قطع ہونے پر ہے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ علی الصبح بغیر اُس کے کہ امرا محمود خان کو اطلاع دیوین ہم سلطان کو پالکی مین ڈالکر بسرعت تمام مندو کی طرف روانہ ہون اور شہزادہ عثمان خان کو مجلس سے برآوردہ کرکے تخت سلطنت پر بٹھاوین سب نے یہ راے پسند کی چنانچہ دوسرے روز فجر کو سلطان کو پالکی مین ڈالکر بتعجیل تمام روانہ ہوئے اور جب تھوڑی راہ گئی کہ سلطان قضاے الہی سے دار البقا کی طرف عازم ہوا اور محمود خان نے یہ سانحہ سنکر آدمی بھیجکر خواجہ سراؤن اور مقربون کو ملامت کی اور پالکی سلطان کی روکی جب محمود خان اور غزنین خان شہزادے نے وہان پہونچکر نزول کیا اور خواجہ سراؤن کی تعجیل کے بارہ مین چشم نمائی کی اُنھون نے جواب دیا کہ سلطان حین حیات مین تعجیل کرتا تھا کہ تم مجھے جلد شہر کے اندر لے چلو ہم اُس کے حکم کے موافق روانہ ہوئے شہزادہ اور محمود خان نے یہ بات سُنکر کچھ جواب نہ دیا پھر محمود خان بارگاہ سلطانی نصب کرکے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا اور ہر ایک امرا ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوے اور محمود خان بعد تجہیز و تکفین کے برآمد ہوا اور بہ آواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے امر حق کے سبب وفات پائی اور غزنین خان کو جو خلف الصدق اس کا ہے اپنا ولی عہد اور قائم مقام کیا جو شخص کہ اسکی سلطنت پر راضی اور موافق ہووے بیعت کرے اور جو مخالف ہووے وہ لشکر سے جدا ہو کر اپنی فکر مین رہے یہ کہکر غزنین خان کے ہاتھ کو بوسہ دیکر بیعت کی اور سلطان کو یاد کرکے بہت رویا پھر ہر ایک امرا غزنین خان کا قدم چومتے تھے اور ہاے ہاے کرنے لگے اور بہو ساتھ سلطنت غزنین خان کے امرا اور بزرگان وقت نے بیعت کی اس سبب سے سلطنت نے استحکام قبول کیا پھر سلطان ہوشنگ کا جنازہ اُٹھا کر شادی آباد مندو کے مدرسہ کی طرف متوجہ ہوے اور ذیحجہ کی نوین تاریخ روز عرفہ کو اُس شاہ جم جاہ کو پیوند زمین کیا

نظم

کجاایند شاہان جم اقتدار | ز ہوشنگ و جم تا باسفندیار | فریدون و کیخسرو و جام کو
کجا رفت شاپور و بہرام کو | ہمہ خاک دارند بالین و خشت | خنک آنکہ جز نام نیکی نکشت

اُس کے بعد سلطان ہوشنگ کے قصر مین مجلس عالی آراستہ ہوئی ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف اور خان جہان اور تمام امرا بیعت کرکے لوازم نثار اور ایثار بجا لائے اور سلطان ہوشنگ کی مدت سلطنت تیس برس تھی تاریخ وفات اُس کی لفظ آہ شاہ ہوشنگ نماند سے مفہوم اور مستفاد ہوتی ہے اور شہر

مندو مین حظیرہ شاہ ہوشنگ کا گچ اور پتھر سے تعمیر ہوا ہمیشہ اندر کی طرف سے پانی ٹپکتا ہی اور مؤلف نے بھی اس کو مشاہدہ کیا ظاہر اُس ہوا سے جو پتھر کے سوراخون مین سے آمد و رفت کرتی ہی وہ صلاحیت استحالہ بہم پہونچا کر منقلب باب ہوتی ہی اور ترشح ہوتا ہی لیکن اہل ہند اسے سلطان ہوشنگ کی کرامات سے جانتے ہین

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب بہ محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ غوری کا

جب سلطان ہوشنگ بحکم خالق ارض و سما تخت جہانی سے برخاست کرکے سر گریبان عدم مین لے گیا اس کا فرزند غزنین خان ذی الحجہ کی گیارھوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھسو اڑتیس ہجری مین ملک مغیث کی کوشش سے اور الملک محمود خان کی سعی کے سبب تاج شاہی زیب سر کرکے تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا سلطان محمد شاہ نام رکھا اور اُمرا جو مختار سلطان ہوشنگ تھے انھون نے خوشی اور ناخوشی سے بیعت کی اور ہر شخص اپنی جاگیر قدیمی اور وظیفہ دائمی پر بحال رہا اور ملک مغیث المخاطب بملک شرف اور محمود خان کی حسن تدبیر اور کاردانی کے باعث رواج اور رونق تازہ ظاہر ہوئی تمام خلائق اس کے استقلال سلطنت کی خواہان ہوئی اور اُسکی محبت دلپذیر عامہ ہوئی پھر ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف کو مسند عالی خطاب و یکر منصب وزارت پر منصوب کیا اور زمام وزارت بدستور سابق اسکی ید اقتدار مین سپرد ہوئی اور اُسکے بیٹے ملک محمود المخاطب بمحمود خان کو امیر الامرا کیا لیکن جب بعد چندے روز کے بھائیون کو تیغ ظلم سے قتل کیا اور نظام خان اپنے بھتیجے اور داماد کی آنکھون مین مع اسکے تین بیٹون کے سلائی پھیری اس واسطے تمام مملکت کے آدمی اس سے آزردہ اور متنفر ہوتے اور سب کے دلون مین بجای محبت کے عداوت پیدا ہوئی اور جب برادران مظلوم کی ناحق خونریزی مبارک اور راست نہ آئی تھوڑے عرصہ مین اُسکی مملکت مین آشوب اور فساد برپا ہوا اور ارباب فساد نے نشان بغاوت اور طغیان کے بلند کرکے غبار فساد کا اُٹھایا **بیت** چو بد کردی مشو ایمن ز آفات + کہ واجب شد طبیعت را مکافات از انجملہ ولایت نادونی کے راجپوتون نے قدم دائرہ اطاعت سے باہر رکھا اور کچھ ولایت کو تاخت اور تاراج کیا جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خان جہان کو ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ ۸۳۹ھ آٹھسو اُنتالیس ہجری مین دس زنجیر فیل اور خلعت خاص دے کر اُس جماعت کی تادیب کے واسطے تعین فرمایا اور سر انجام مہام سپاہ اور ولایت کو طاق نسیان پر رکھکر مے نوشی کا عادی ہوا ہمیشہ صبوح کو ساتھ غبوق کے اور غبوق کو ساتھ صبوح کے پیوستہ رکھتا تھا جب خان جہان محمود خان کے عزیز و اقارب نے جاگیرین خوب پائین اور اُن کی حشمت و شوکت درجۂ اعلے کو پہونچی تمام گروہ لشکر اور مردم شہر اور اعیان و ارکان کہ عمدہ اس دولتخانہ کے تھے اور محمود خان اُن سے دغدغہ رکھتا تھا خان جہان کے ہمراہ گئے

اور کسی کو اندیشہ اُس جماعت کے مقابلہ کا دل مین نہ رہا ایک جماعت مردم قدیم دولتخواہ نے انتقال
سلطنت اور زوال دولت غوریہ سے متوہم ہوکر ایک حرم کے ذریعہ سے یہ پیغام بھیجا کہ محمود خان
کے دماغ مین زاغ حرص نے بیضہ عجب ونخوت کا رکھا ہے اس فکر مین ہے کہ سلطان کو درمیان سے
اُٹھاکر سریر سلطنت پر بیٹھے اور سلطان محمد نے ساتھ اُن آدمیون کے اتفاق کرکے فرمایا کہ پیشتر اُس سے
کہ یہ خیال فاسد اُسکا وقوع مین آوے اُسے درمیان سے اُٹھایا چاہیے اور جب یہ خبر محمود خان کو پہونچی کہا الحمد للہ
علی کل حال کہ نقض عہد میری طرف سے نہوا یہ کہکر اپنے کام کی فکر مین ہوا یعنی ہر وقت سامان کی فکر مین رہتا
تھا اور از روے احتیاط اور ہوشیاری سلطان محمد کے پاس آمد وشد کرتا تھا اور جو سلطان محمد طریقہ ہوشیاری
کا محمود خان سے مشاہدہ کرتا تھا باعث زیادتی خوف وہراس ہوتا تھا یہان تک کہ ایک روز محمود خان کا
ہاتھ پکڑکر حرم سرا مین لیگیا اور اپنی بی بی کو جو محمود خان کی ہمشیرہ ہوتی تھی بلاکر یہ بات کہی کہ محمود خان سے مین
کہتا ہون کہ میرا گناہ بخش اور امید یہ ہے کہ مجھے مضرت جانی نہ پہونچاوے اور یہ سلطنت تجھے بے نزاع اور
مخالفت مبارک ہو محمود نے یہ سنکر جواب دیا کہ سلطان کی خاطر عاطر سے شاید عہد وپیمان فراموش ہوا کہ ایسے
کلام زبان پر لاتے ہین اگر کسی منافق نے اپنی غرض فاسدہ کے لیے عرض اقدس مین پہونچایا ہو آخر کو وہ
نادم اور پشیمان ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کے دل مین کسی طور کا دغدغہ ہو مین اس وقت تنہا ہون اور
میرے پاس کوئی ممانعت اور مزاحمت پہونچانے والا نہین ہے **بیت** گر سر مہر داری اینک دل ✤
ور سر قہر داری اینک جان ✤ سلطان محمد نے عذر کیا اور طرفین سے کلام ملایمت اور چاپلوسی درمیان مین
آئے لیکن سلطان خفیف العقل کے دل پر جو واہمہ غالب ہوا تھا ہر لحظہ وہ امر کہ مشعر نا اعتمادی ہووے اُس
سے سرزد ہوتا تھا اس واسطے محمود خان حصول مطلب مین جد وجہد بہت کرنے لگا اور سلطان محمد کے ساقی کو
زر کثیر دیکر موافق کیا اور اُس نے شراب زہر آلودہ کرکے اُسے پلائی وہ اسکے سبب سے ایسا مست اور
بیہوش معلوم ہوتا تھا کہ صور اسرافیل سے بھی خواب عدم مین نہ چونکیگا اور عالم سکرات مین سلطان محمد مظلوم مسموم
کی زبان پر بحال ساتھ اس مقال کے مترنم تھی **قطعہ** دمے چند گفتم برآرم بکام ✤ دریغا کہ بگرفت راہ نفس ✤
دریغا کہ بر خوان الوان عمر ✤ دمے چند خوردیم وگفتند بس ✤ جب امرا اس سے واقف ہوئے خواجہ نصر اللہ
وزیر اور دستور الملک [illegible] اور بعضے سردارون نے اتفاق کرکے خبر فوت اسکی پوشیدہ رکھی اور شہزادہ
مسعود خان بن محمد شاہ کو جو تیرہ برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور تخت سلطنت پر بٹھایا اور سب نے یہ تجویز کی
کہ جس حیلہ اور تدبیر سے ممکن ہو محمود خان کو درمیان سے دفع کرین پھر بایزید شیخا کو ملک محمود المخاطب
بہ محمود خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ سلطان محمد تجھے بسرعت طلب کرکے چاہتا ہے کہ رسالت کے واسطے
گجرات کی طرف بھیجے محمود خان سلطان محمد کے فوت سے آگاہ تھا جواب دیا کہ مین شغل دنیوی سے دست کش
ہوکر چاہتا ہون کہ باقی عمر سلطان ہوشنگ کے مزار کا مجاور رہون لائق ہے کہ امرا میرے مکان پر آوین

اور آپس مین مشورہ کرین جو کچھ قرار پاوے جاکر معروض رکھین ملک بایزید شیخا نے آن کر امرا کو یہ خبر دی کہ محمود خان ابھی سلطان محمد کی فوت سے آگاہ نہین ہر تم باتفاق اُس کے مکان پر چلو وہ تمھارے ہمراہ دولتخانہ مین آوے گا اُس وقت تمھین جو امر منظور ہر اُس کے انجام مین کاربند ہونا امرا بایزید شیخا کے کہنے کے سبب محمود خان کے پاس گئے اور اُسنے آدمی اپنے گوشون مین پوشیدہ کر رکھے تھے جب امرا سے اُسنے پوچھا کہ سلطان ہوشیار ہوا یا مست پڑا ہر اسی وقت لوگ حجرے سے بر آمد ہو کر امرا پر تاخت لاے اور سب کو مقید کرکے موکلون کے سپرد کیا جو یہ خبر حیرت اثر باقی امرانے سُنی رگ حمیت اور غیرت جنبش مین آئی سپاہ ہمراہی اپنے جمع کیے اور حشم سلطانی کو مستعد کرکے چتر ہوشنگ شاہ کی قبر سے اُٹھا کر مسعود خان کے فرق پر بلند کیا محمود خان یہ خبر سنکر گھوڑے پر سوار ہو کر مع فوج دولتخانہ کی طرف متوجہ ہوا تا شاہزادہ مسعود کو دستیاب کرکے اپنے دل کی تمنا پوری کرے جب دولتخانہ کے قریب پہونچا طرفین دست بہ شمشیر و نیزہ و تیر ہو کر جنگ مین مشغول ہوئے اور غروب آفتاب تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا جب خسرو فلک اپنا نیزہ شعاع لیکر پس پردہ پوشیدہ ہوا شاہزادہ عمر خان نے قلعہ کے دروازہ سے نکل کر راہ فرار پائی اور مسعود خان نے شیخ جا بلدہ کے پاس جو بزرگان وقت سے تھا پناہ لی اور باقی امرانے بھاگ کر گوشۂ عافیت مین دم لیا اور محمود خان صبح تک مستعد اور مسلح ایستادہ رہا جب سپیدہ صبح کا تاریکی شب سے ظاہر ہوا محمود خان کو مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ دولتخانہ خالی ہر اور تمام مخالف جاے محفوظ مین پوشیدہ ہوے محمود خان دولتخانہ مین آیا اور ایک مکتوب پیک تیز رفتار کے ہاتھ اپنے باپ کی طلب مین روانہ کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ سلطنت آپ کا حق ہر جلد تشریف لاکر تخت سلطانی پر جلوس فرمائیے اور یہ بھی پیغام دیا کہ جو جہان کو بغیر جہانبان کے چارہ نہین ہر اگر تخت سلطنت وجود بادشاہ سے خالی رہے جہان مین حاملہ زمانہ سے قسم قسم کے فساد متولد ہو وین کہ تدارک اُسکا اشکال ہووے اور مملکت مالوہ نے ایک وسعت قبول کی ہر اور مفسدون اور متمردون نے ابھی خواب غفلت سے سر نہین اُٹھایا ہر ورنہ ہر طرف سے فساد برپا ہوتا خان جہان نے جواب بھیجا کہ جب تک کوئی شخص عالی نسب اور کمال سخاوت اور شجاعت اور زیادتی عقل سے موصوف نہو مہمات سلطنت اُسکے رواج اور رونق سے انجام نہین پاتے الحمد للہ علی احسانہ کہ جمیع صفات کہ جو سلاطین مین چاہیئے ہین اس فرزند ارجمند مین موجود ہین لازم ہر کہ ساعت سعید مین بساط سلطنت پر قدم رکھکر سریر فرمانروائی پر جلوس فرماوے جب ایلچی یہ جواب لایا تمام امرا اور بزرگان ممالک اور اکابر شہر نے اُس کا ہاتھ چوم کر مبارکباد سلطنت دی سچ ہر بیت یکے گر رود دیگر آید بجاے جہان را نمانند بے کدخداے ❖ سلطان محمد شاہ غوری کی مدت حکومت ایک سال اور چند ماہ تھی —

ذکر سلطان محمود خلجی کی سلطنت کا

مخفی نرہے کہ کتب تواریخ ہند خصوصاً تاریخ الفی سے جو مرقوم قلم زرین رقم میرے اُستاد ملا احمد

تنوی سے یہ واضح ہوا کہ جب اولاد غوریہ متاصل ہوئی ماہ شوال کی اُنتیسوین تاریخ روز دوشنبہ ۸۳۹ھ آٹھسو انتالیس ہجری مین سلطان محمود خلجی نے تخت سلطنت اور سریر خلافت مالوہ پر جلوس فرمایا اور تاج مرصع سلطان ہوشنگ کا زیب فرق کرکے سرہمت کا آستان سلطنت پر جھکا کر بار مقصود کو دوش سعادت پر رکھا اور سن اُسکا اس وقت مین چونتیس سال کا تھا کہ کل بلاد مالوہ مین خطبہ اور سکہ اُس کے نام ہوا اور جمیع امرا کو باقسام عنایت وانواع نوازش سرفراز کرکے ہرایک کا مشاہرہ اور وظیفہ اور مرتبہ افزون کیا اور ان مین سے ایک جماعت کو انتخاب کرکے خطاب دیے ازانجملہ مشیر الملک کو نظام الملک خطاب دیکر منصب وزارت اُس کے دست اقتدار مین سپرد کیا اور ملک برخوردار کو تاج خان لقب دیکر عمدۂ بخشی گری ممالک اُس کے تفویض فرمایا اور خانجہان کو امیر الامرا کرکے خلاصہ مالوہ اُس کے سپرد کرکے خطاب اعظم ہمایون ارزانی رکھا اور چتر اور ترکش سفید کہ شان سلاطین تھی عطا فرماے اور حکم دیا کہ نقیب اور چوبدار اعظم ہمایون کے عصا طلائی اور نقرئی ہاتھ مین لیوین جس وقت سوار ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اُس زمانہ مین قاعدہ خاصہ سلاطین تھا زبان پر جاری کرین جب سلطنت نے اُس پر قرار پایا ہمت عالمون اور فاضلون کی پرورش اور پرداخت پر مصروف فرمائی جس مقام مین کسی اہل کمال کو سنتا تھا روپیہ بھیجکر اُسے طلب کرتا تھا اور اپنی ولایت مین مدرسہ جاری کرکے بتقرری وظائف علما اور فضلا اور طلبا کو فائدہ رسانی عوام مین مشغول کرتا تھا خلاصہ یہ کہ بلاد مالوہ من جمیع الوجوہ اسکے ایام دولت مین محسود شیراز اور سمرقند ہوا الغرض جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات مملکت نے التیام قبول کیا ملک قطب الدین سمنانی اور ملک نصیر الدین دبیر جرجانی اور ایک جماعت اور امراے ہوشنگ شاہی نے از روے حسد باتفاق ملک یوسف قوام الملک کے ارادہ غدر کا کیا اور اس نیت سے ایک شب کو سیڑھیان بام مسجد پر کہ متصل دولت خانہ محمود شاہ تھی لگا کر چڑھے اور وہان سے صحن قصر مین اُتر کر اس فکر مین تھے کہ اب کیا کرین اس عرصہ مین محمود شاہ بنفس نفیس بملاحظہ اس کیفیت کے بہ کمال شجاعت ترکش کمر پر باندھکر دولتخانہ سے برآمد ہوا اور تیرخانہ کمان مین جوڑکر کتنون کو ہدف تیر کرکے مجروح کیا اس درمیان مین مشیر الملک الملقب بہ نظام الملک اور ملک محمد خضر اس حال سے واقف ہوے اور سپاہیان چوکیخانہ کو مسلح کرکے آپہونچے وہ جماعت غدار جس راہ سے کہ آئی تھی متفرق ہوئی لیکن ان مین سے ایک شخص کہ زخم تیر سے مجروح تھا وہ بھاگ نہ سکا اُسے گرفتار کیا اُس نے ہنگام استفسار نام اُن لوگون کے جو اس غدر مین شریک اور داخل تھے فرداً فرداً لکھوا دیے اور سلطان نے سبھون کو علی الصباح سزایاب کیا اور سلطان زادہ احمد خان بن سلطان ہوشنگ اور ملک یوسف قوام الملک اور ملک نصیر الدین دبیر اگرچہ اس غدر مین دخل تمام رکھتے تھے لیکن اعظم ہمایون نے اُن سبکی تقصیرات کی معافی چاہی اور شہزادہ کو کہ اسی عرصہ مین برہان پور سے آیا تھا قلعہ اسلام آباد

دیا اور ملک یوسف قوام الملک کو قوام خانی خطاب دے کر بھیلسہ جاگیر دی اور ملک جہاؤ کو ہوشنگ آباد کی جاگیر اور ملک نصیرالدین کو خطاب نصرت خانی اور جاگیر چندیری عنایت کی اوران کے لیے جاگیر کی رخصت ملی شاہزادہ احمدخان جب اسلام آباد مین پہونچا غبار فتنہ و فساد برپا کیا اور روز بروز جمعیت اور قوت اس کی زیادہ ہوئی اور نائرہ فساد نے عروج پکڑا اعظم ہمایون نے سلطان محمود کے ارشاد کے موافق پہلے اس کے کان کو ہر چند وعظ سے گرانبار کئے جب کچھ نصیحت اُس کو کارگر نہوئی اس وقت تاج خان کو اُسکے دفع کے لیے نامزد کیا اور وہ ایک مدت تک قلعہ اسلام آباد کے نیچے مقیم رہا جب وہ قلعہ سر نہوا تاج خان نے سلطان محمود سے بذریعہ عرضی التماس کمک کی متعارن اس حال کے مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ ملک جہاؤ نے ہوشنگ آباد مین اور نصرت خان نے چندیری مین نشان مخالفت اور علم بغاوت بلند کیا ہی پھر ملک مغیث المخاطب بہ اعظم ہمایون نے خان جہان کو اُس گروہ باغی اور مہام ملکی کے انتظام کے واسطے رخصت فرمایا وہ جب دو کوس پر اسلام آباد کے قریب فروکش ہوا تاج خان اور دوسرے سردارون نے اس سے ملاقات کی اور بعد ملاقات کے حقیقت حال مشروحًا عرض کی پھر دوسرے روز کوچ کر کے قلعہ اسلام آباد کی اطراف کو محاصرہ کیا اور مورچے تقسیم کیے اور اُس کے دوسرے دن ایک جماعت فضلا اور مشائخ کو احمدخان کے پاس بھیجا کہ از سر نو کان اُس کے در نصائح اور جواہر مواعظ سے مملو کر کے نقض عہد اور پیمان کو تجدید کرین علما اور مشائخ نے ہر چند آیات ترغیب و ترہیب پڑھین لیکن دل اُسکا کہ مثل پتھر کے سخت تھا نرم نہوا اور نصائح کے جواب مین کلام ناقص کہکر ناصحان مشفق کو رخصت کیا اور خود قلعہ سے برآمد ہوا اور قوام خان مذکور نے بھی کہ امرائے نامی سے تھا مخالفت کر کے کچھ اسباب اور آلات حرب اپنے مورچہ سے شہزادۂ احمدخان کے واسطے بھیجکر بنیاد اخلاص کو عہد و پیمان سے مضبوط کیا اور محاصرہ نے طول پکڑا یہانتک کہ ایک دن ایک گوئیے نے اعظم ہمایون کی سازش یا اور مقدمہ کے سبب احمدخان کو زہر شراب مین دے کر ہلاک کیا اور خود قلعہ سے بھاگ کر اعظم ہمایون کی اردو مین پہونچا اور اُسی دن قلعہ فتح ہوا پھر اعظم ہمایون نے اس مقام سے ہوشنگ آباد کی طرف کوچ کیا اور راستہ مین قوام خان اپنے گناہ کا خیال کر کے اعظم ہمایون کی اردو سے مفرور ہو کر بھیلسہ کی سمت گیا اور اعظم ہمایون ملک جہاؤ کی مدافعت مقدم جانکر ہوشنگ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ملک جہاؤ طاقت مقابلہ کی نہ لایا اور تمام اسباب اور اشیا اپنے چھوڑ کر کوہ پایہ گنڈواڑہ کی جانب راہی ہوا اور گنڈواڑیون نے جب جانا کہ وہ اپنے ولی نعمت سے روگردان اور منحرف ہو کر آیا ہی ہجوم عام کیا اور سد راہ ہو کر اسکا مال واسباب لوٹ لیا اور اُس پر بھی اسے زندہ نہ چھوڑا شمشیر خون آشام سے اُس کا کام تمام کیا اعظم ہمایون خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور قلعہ ہوشنگ آباد مین درآیا اور بند وبست اس ناحیہ کا بخوبی تمام کیا اور اپنا ایک معتمد وہان چھوڑ کر نصرت خان کی گوشمالی کے

واسطے چندیری کی طرف عازم ہوا اور جب چندیری کی دو منزل اُدھر پہونچا نصرت خان آپ کو عاجز سمجھکر استقبال کو آیا اور از راہ خوشامد اور چاپلوسی چاہا کہ اپنے اعمال ناپسندیدہ کو خس پوش کرے اعظم ہمایون نے سادات اور اکابر اور شرفاے شہر کو طلب کرکے محضر کیا اور ہر شخص سے احوال نصرت خان کا استفسار فرمایا ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ نصرت خان کے دماغ مین زاغ عجب وغرور نے بیضہ رکھا تھا اس سبب سے آثار مخالفت اور طغیان اس سے ظاہر ہوئے پھر اعظم ہمایون نے حکومت چندیری کی نصرت خان سے لے کر ملک الامرا حاجی کالو کے حوالہ کی اور خود بھیلسہ کی طرف روانہ ہوا اور چند مردم معتبر قوام خان کے پاس بھیجکر اسے راہ راست کی ہدایت اور دلالت کی لیکن فائدہ نہ بخشا اور آخر کو جب کام اُس پر تنگ ہوا بھیلسہ سے نکلکر بھاگا اور اعظم ہمایون نے وہان چند روز استقامت کی اور اس طرف کے مہمات سے مطمئن ہو کر دار الملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مخبر یہ خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مالوہ کی طرف تسخیر کے واسطے آتا ہے اور شاہزادہ مسعود خان کو کہ سلطان محمود سے امان پاکر گجرات کی طرف گیا تھا مع فوج دریا موج اور بیس زنجیر فیل کوہ تمثیل تعین کیا یہ سنتے ہی اعظم ہمایون بسرعت تمام روانہ ہوا اچھو کوس لشکر سلطان احمد شاہ سے گذر کر اپنے تئین تارا پور کے دروازہ سے قلعہ مندو مین پہونچایا اور سلطان گجرات نے آتے ہی قلعہ مندو کا محاصرہ کیا محمود شاہ اپنے باپ کی تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور شاد ہوا اور لوازم شکر بجا لایا اور ہر روز ایک جماعت قلعہ مندو سے برآمد کرکے تنور جنگ کو گرم رکھتا تھا اور کمال تہور اور مردانگی سے چاہتا تھا کہ قلعہ سے نکلکر جنگ صف کرے لیکن امراے ہوشنگ شاہی کا خار نفاق اُس کا دامن گیر ہوتا تھا اور اسی طرح اور خطرون نے اُس کے دل مین قرار پکڑا یہان تک کہ اپنے عزیزون اور رفیقون کو اپنا دشمن جانتا تھا لیکن ہاتھ بذل اور عطا آستین جود وسخا سے برآوردہ کرکے تمام آدمیون کو جو کوچۂ تنگ محاصرہ مین مبتلا تھے آسودہ رکھتا تھا اور انبار خانہ سلطانی سے فقرا اور مساکین کو غلہ دیتا تھا اور لنگر خانہ غریب وفقیر کے واسطے آراستہ کرکے کھانا پختہ اور خام پہونچاتا تھا اس وجہ سے تمام آدمی اُس کے دوست ہوئے اور قلعہ مین اُس کی سخاوت کی برکت سے غلہ وغیرہ اردوے سلطان احمد شاہ گجراتی کے بہ نسبت بہت کثرت سے تھا اور بعضے امرا مثل سید احمد اور صوفی خان ولد عماد الملک اور ملک شرف الملک محمود بن احمد سلاحدار اور ملک قاسم اور ملک قیام الملک کو جو بسبب بدبختی سلطان احمد کے نسبت طریقہ نفاق کا جاری رکھتے تھے اُنھین عطاے زر خطیر اور جاگیرون کا وعدہ کرکے اپنی خدمت مین طلب کیا اس سبب سے فی الجملہ کچھ شکستگی نے سلطان گجرات کے امور مین راہ پائی اور اُس جماعت کی صلاح سے جو اردوے سلطان گجرات سے آئے تھے شبخون کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان جو سلطان ہوشنگ کے دواب کا داروغہ تھا اس

ہاتھ

واعیہ اور ارادہ پر واقف ہوا اور سلطان احمد کو خبر کی اس واسطے جب افواج سلطان محمود خلجی قلعہ سے
اُتری تو اُردو کے آدمیون کو حاضر پایا اور راستے بند دیکھے باوجود اس کے بزور بازو مقابل آنکر
جنگ مین مشغول ہوا صبح صادق تک طرفین سے بازار لڑائی کا گرم رہا اور خلقت کثیر مقتول اور
مجروح ہوئی صبح کے وقت محمود شاہ خلجی قلعہ مین داخل ہوا اور بعد چند روز مخبر یہ خبر لائے کہ شہزادہ
عمر خان جو مندو سے گجرات گیا تھا وہان سے ولایت رانا مین جاکر انتظار وقت فرصت کھینچتا تھا اور
اس وقت خلل مالوہ کا سنکر چندیری مین آیا ہے اور چندیری کے باشندگان اور اُس حدود
کی سپاہ نے ملک الامرا حاجی کالو سے بے وفائی کرکے عمر خان کو وہان کا حاکم بنایا ہے اس سبب سے
شاہزادہ محمد خان ولد احمد خان گجراتی مع پانچ ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سارنگ پور کی طرف متوجہ
ہوا اور وہان کا حاکم اس سے موافق ہے سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا یہ قرار پایا کہ ملک
مغیث المخاطب با عظم ہمایون کہ درخت باغ سلطنت و دولت ہے قلعہ شادی آباد مندو کے ضبط و ربط
مین مشغول ہووے اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہوکر اپنی ولایت مین استقامت کرکے ملک کی
محافظت کرے پھر وہ اس رائے کے موافق سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور تاج خان اور منصور خان
کو قبل اپنے راہی کیا اور چونکہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے ملک حاجی علی کو محافظت راہ کے واسطے
گھاٹون پر چھوڑا تھا تاج خان اور منصور خان سلطان محمود خلجی سے پیشتر وہان پہونچکر جنگ مین مصروف
ہوئے اور ملک حاجی بھاگ کر شاہ احمد کے پاس پناہ لے گیا اور سلطان احمد کو خبر کی کہ سلطان محمود
خلجی قلعہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہے پھر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قاصد سارنگ
پور کی طرف بھیجا تاکہ شاہزادہ محمد خان سلطان محمود خلجی کے پہونچنے سے پیشتر اپنے تئین راہ اُجین سے
پہونچا وے شاہزادہ محمد خان نے بعد پہونچنے قاصد کے نہایت ہوشیاری سے سارنگ پور
سے کوچ کیا جو شاہ احمد گجراتی اجین مین آیا تھا اُس مقام مین اُس کی خدمت مین پہونچا اور ملک اسحاق
بن قطب الملک جاگیردار سارنگ پور نے عرضی سلطان محمود خلجی کے حضور بھیجکر اپنے جرم سے
طالب استغفار کی اور یہ تحریر کیا کہ محمد خان حضرت کی خبر قدوم سنکر سارنگ پور کو چھوڑکر اُجین کی
طرف متوجہ ہوا ولیکن شاہزادہ عمر خان نے بقصد تسخیر سارنگ پور ایک فوج اپنی روانگی سے پیشتر
بھیجی اور خود بھی پیچھے سے پہونچنے والا ہے سلطان محمود مضمون عریضہ سے اطلاع پاکر مسرور اور
محظوظ ہوا اور ملک اسحاق کے صحیفہ تقصیرات پر قلم عفو کھینچا اور تاج خان کو اپنے سے پیشتر اُس کی
استمالت کے واسطے سارنگ پور بھیجا اور ملک اسحاق نے مردم معتبر اپنے ہمراہ لے کر سلطان محمود
خلجی کا استقبال کیا اور سلطان محمود خلجی نے بعد دریافت حسن خدمت ملک اسحاق کو دولت خان
خطاب دے کر علم اور قرطاس اور قبائین زر دوزی اور دس ہزار تنگہ نقد مرحمت فرمائے اور مشاہرہ

مقرر ہی اس کا اضافہ کیا اور گروہ سرداران سکنہ شہر کو چند راس اسپ اور پچاس ہزار تنگہ انعام دیے تو آپس
مین تقسیم کرین اور جب سارنگ پور مین نزول اجلال کیا مخبر خبر لائے کہ شاہزادہ عمر خان قصبہ بھیلسہ
مین آگ لگا کر سارنگ پور کی سرحد پر پہونچا اور سلطان احمد شاہ گجراتی مع تیس ہزار سوار اور تین سو
زنجیر فیل اُجین سے برآمد ہوکر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا ہی سلطان محمود نے عمر خان کا دفع مقدم
جان کر آخر شب کو عازم ہوا اور جب درمیان دونون لشکر کے چھ کوس کا فاصلہ رہا ایک جماعت
کو بطور قراولی بھیجا تو عمر خان کی سپاہ کا اندازہ اور اُس کا عدد یہ دریافت کرے اور نظام الملک
اور ملک احمد سلاحدار اور ایک جماعت کو بھیجا تو مقام جنگ کو ملاحظہ کرین اور علی الصباح فوج کے
کے چار بزن آراستہ کر کے شہزادہ عمر خان کے تدارک کے واسطے روانہ ہوا وہ بھی سلطان محمود خلجی کی
نہضت سے خبردار ہوکر مقابلہ کے واسطے چلا اور افواج آراستہ کر کے مقابل ہوا اور خود مع ایک جماعت
پہاڑ کی پشت کو کمین گاہ قرار دیکر منتظر بیٹھا اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود خلجی کو خبر پہونچائی کہ
شہزادہ عمر خان مع فوج پس کوہ کمین گاہ مین پوشیدہ ہوا ہی سلطان محمود خلجی مع فوج آراستہ شہزادہ
عمر خان کی سمت روانہ ہوا اس وقت شہزادہ نے اپنے ہمراہیون سے یہ بات کہی کہ نوکر سے بھاگنے مین کسرشان
اور ناموس ہی بلکہ مفرور ہونے سے قتل ہونا بہتر ہی اور ساتھ اس جماعت کے کہ جنھون نے اُسکی راے
سے اتفاق کیا تھا سلطان محمود خلجی کی فوج پر تاخت لا کر دستگیر ہوا اور سلطان کے حکم کے بموجب مارا گیا
اور سر اُسکا نوک سنان کر کے لشکر چندیری مین پھرایا اور سردار چندیری کے یہ سانحہ مشاہدہ کر کے
متحیر اور ہراسان ہوئے اور سب نے یہ پیغام بھیجا کہ آج کے دن معاف فرمایئے علی الصباح ہم خدمت
مین حاضر ہوکر تجدید بیعت مین مشغول ہونگے سلطان نے ان کا عذر پذیرا کیا اور اس قرار داد پر دونون
لشکر فروکش ہوئے اور جب رات نے پردۂ ظلماتی سے جہان تیرہ و تاریک کیا اور لشکر چندیری اپنی ولایت کی
طرف متوجہ ہوا اور ملک سلیمان بن ملک مشیر الملک غوری کو جو شہزادہ عمر خان کا نائب اور اقربا سے تھا
سلطان شہاب الدین خطاب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی نے فوج اس کے دفع کے
واسطے مقرر فرمائی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کے واسطے عازم ہوا اور ابھی طرفین کا سامنا ہوا تھا کہ شاہ
احمد شاہ گجراتی کے بعضے صلحاء لشکر نے حضرت خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ
فرماتے ہین بلاے آسمانی نازل ہوئی سلطان احمد سے کہو کہ اس ملک سے سلامت نکل جاوے جب یہ
خطاب شاہ احمد شاہ گجراتی کو پہونچا اُس نے چندان التفات نہ کیا اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین احمد شاہ
گجراتی کے لشکر مین اس شدت سے وبا ظاہر ہوئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے اور مردون کے دفن و کفن
سے فرصت نہوتی تھی شاہ احمد شاہ ناچار ہوکر آشتہ کے راستہ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور
شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ کیا کہ سال آیندہ مین یہ ملک لیکر تیرے تفویض کیا جاوے گا الغرض

سلطان

سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سنہ مذکور میں سامان لشکر درست کرکے نائرہ فساد چندیری کے ساکن کرنے کو روانہ ہوا اور ملک سلیمان الملقب بہ سلطان شہاب الدین باتفاق امرا قلعہ سے برآمد ہوکر خوب لڑا جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا بھاگ کر قلعہ میں دم لیا اور اُسی دو تین دن کے عرصہ میں مرگ مفاجات سے مرگیا امرائے چندیری دوسرے شخص کا نام سلطان شہاب الدین رکھکر دوبارہ سامان جنگ درست کرکے اور قلعہ سے برآمد ہوکر لڑے اور بعد جنگ بھاگ کر پھر قلعہ میں پناہ لی اور جب مدت محاصرہ نے آٹھ مہینے کا طول کھینچا سلطان محمود خلجی ایک رات کو فرصت پاکر خود دیوار قلعہ پر چڑھ گیا اور اُس کے بعد اور بھی دلاوران جان نثار قلعہ میں درآئے اور قلعہ فتح ہوا اور جماعت کثیر علف تیغ خون آشام ہوئی اور ایک گروہ بھاگ کر اُس قلعہ میں جو پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور چند روز کے بعد امان چاہی سلطان محمود خلجی نے اس شرط پر امان دی کہ سب مع زن و فرزند و مال و اسباب ہمارے ملک کے درمیان سے چلے جاؤ تو عام پر ہماری راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہووے خون سے نہ رنگے فرمانے پر عمل کرکے سلامت باہر چلے گئے اور سلطان محمود خلجی نے اُس سرحد کا سرانجام اور انتظام بوجہ احسن کرکے مراجعت فرمائی پھر جاسوس یہ خبر لائے کہ ڈونگر سین نے مع راے قلعہ گوالیار آن کر نئے شہر کا محاصرہ کیا ہے سلطان محمود باوجود اس کے کہ چندیری کی تردد جنگ اور طول محاصرہ کے سبب سے پریشان ہو رہا تھا لیکن بکوچ متواتر گوالیار کی سمت عازم ہوا اور وہاں پہونچتے ہی ہاتھ نہب و تاراج میں دراز کیا اور راجپوتوں کی ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ میں مشغول ہوئی جو افواج محمود شاہی کے صدمہ اُٹھانے کی طاقت نہ رکھتی تھی بھاگ کر سوراخہائے قلعہ میں درآئی اور ڈونگر سین بھی یہ خبر سنکر شہر سے برخاست ہوکر گوالیار کی جانب بھاگ گیا اور چو سلطان محمود کی غرض نئے شہر کے استخلاص سے تھی گوالیار کی تسخیر میں نہ مشغول ہوا شادی آباد مندو کی طرف توجہ فرمائی اور سنہ ۸۴۳ آٹھ سو تینتالیس ہجری میں روضہ سلطان ہوشنگ اور مسجد جامع جو دروازہ رامو کے قریب واقع ہے اور دو سو اٹھائیس ستون رکھتی ہے کمال اہتمام سے تھوڑے عرصہ میں پوری کی اور سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری میں امراے میوات اور اکابر و مشاہیر دہلی کی عرضیاں متواتر پہونچیں کہ سلطان محمد مبارک شاہ امر خطیر سلطنت کا انتظام جیسا کہ چاہیئے نہیں کرسکتا ہے اور ظالموں اور غالبوں نے ہاتھ ستمگری اور جور و ستم سے دراز کیے ہیں اور امن و امان باقی نہیں رہا اور جو خیاط قضا و قدر نے خلعت سلطنت کا اُس سلطنت پناہ کے قامت نازنین کے واسطے سیا ہے اس لیے اس ملک کے تمام باشندے چاہتے ہیں کہ آپ کا حلقہ بیعت برضا و رغبت اپنی گردن اطاعت اور فرمانبرداری میں ڈالیں لہذا سلطان محمود خلجی آخر سنہ مذکور میں مع لشکر آراستہ تسخیر دہلی کے واسطے متوجہ ہوا اور قصبہ ہندون کے نواحی میں یوسف ہندونی خدمت میں پہونچا جب سلطان اُس موضع سے کوچ کرکے آگے بڑھا سلطان

محمد شاہ نے اگرچہ مقابلہ کے واسطے استقبال کیا تھا لیکن جب دونون لشکر قریب پہونچے باوجود کثرت
سپاہ سلطان محمود خلجی کی جنگ سے ایسا ہراسان ہوا کہ قریب تھا دہلی کو چھوڑ کر پنجاب مین
جا کر مقیم ہووے پھر امرا کی شرم اور کچھ اپنی ہمت کی غیرت سے یہ بات کہی کہ میرے سوار ہونے
کی کچھ ضرورت نہین ہی تم افواج آراستہ کر کے شہزادہ کے ہمراہ جا کر سرگرم وغا ہوا امرا حکم کے
موافق جنگ کے واسطے برآمد ہوئے اور ملک بہلول لودھی اس وقت مین سلطان محمد شاہ
کے ملازمین مین منتظم اور تیر اندازون کی جمعیت اپنے پاس خوب رکھتا تھا پیشتر روانہ ہوا سلطان محمود
خلجی نے جب سُنا کہ بادشاہ دہلی خود نہین آیا اس واسطے اس نے بھی چند ہزار سوار جرار اور چیدہ اپنے
پاس مہیا رکھکر تمام لشکر اپنے بیٹون سلطان غیاث الدین اور قدرخان کے ہمراہ بھیجا چنانچہ مبارزان
نبرد آزمائے جانبین نے برآمد ہو کر ظہر سے غروب آفتاب تک داد جوانمردی اور مردانگی دی
اور آخر کو طرفین سے نقارہ بازگشت کا بجا پھر سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور لشکرگاہ مین قرار
پکڑا اتفاقاً اُسی شب کو سلطان محمود نے خواب مین دیکھا کہ چندیری کے اوباش اور بیباکون نے
قلعہ شادی آباد مندو پر خروج کر کے چتر شاہ ہوشنگ کی سر قبر سے اُٹھا کر ایک مجہول النسب
کے فرق پر بلند کیا ہی اور جب صبح ہوئی اثر تردد اور بے مزگی کا اُس کی طبیعت پر ظاہر ہوا اور
اس اندیشہ مین ہوا کہ کیا تدبیر اور تقریب کرون جو یہان سے معاودت کر کے مالوہ مین سلامت پہونچون ناگاہ
محمد شاہ نے کہ قلت عقل اور عدم شجاعت مین موصوف تھا بیتاب اور مضطرب ہو کر ایک جماعت صلحا
اور علما کو صلح کے واسطے بھیجی سلطان محمود خلجی فوراً بحسب ظاہر اُن پر بار احسان رکھکر مالوہ کی سمت
متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین یہ خبر پہونچی کہ بحسب اتفاق اُسی شب کو ایک جماعت اوباش نے شادی آباد
مندو مین غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا لیکن اعظم ہمایون کی حسن سعی سے ساکن ہوا اور بعضے تواریخ
مین مؤلف کی نظر سے گذرا کہ سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی
عزیمت تسخیر مالوہ رکھتا ہی اس سبب سے سلطان نے مراجعت کی اور یہ روایت صحت کے قریب معلوم
ہوتی ہی القصہ سلطان محمود ابتدائے سنہ ۸۴۵ھ آٹھسو پینتالیس ہجری مین شادی آباد مندو مین پہونچا
اور مستحقین کو اپنے انعام واکرام سے بہرہ مند کیا اور اُسی سال سلطان نے ظفرآباد نعلچہ کے اطراف
مین ایک باغ کی بنیاد ڈال کر اُس مین گنبد عالی و چند مقام مین قصر رفیع تعمیر فرمائے اور عرصہ قلیل
مین اپنے لشکر کا بھی ساز و سامان درست کر کے سنہ ۸۴۶ھ آٹھسو چھیالیس ہجری مین راجپوتون کی
گوشمالی کے واسطے کوچ کر کے چیتور کی طرف متوجہ ہوا اُس وقت مین خبر پہونچی کہ نصیر ولد عبدالقادر
حاکم کالپی جس نے نہایت بے اعتدالی سے اپنا نصیر شاہ نام رکھا ہی باغی زندیق ہوا ہی اور اکابر
و اہالی ولایت نے بھی اس مضمون کے مکتوب بھیجے کہ نصیر شاہ راہ راست شریعت سے قدم باہر رکھکر

طریق زندقہ اور ملاحدہ کا مراحل پیما ہوا ہی اور رہم لوگ اُس کے دست تعدی سے عاجز ہو کر فریادی ہین چنانچہ سلطان محمود یہ خبر سنکر نصیر شاہ کی گوشمالی اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانکر کالپی کی طرف عازم ہوا اور نصیر شاہ نے بھی سلطان کی عزیمت سے خبردار ہو کر اپنے معلم کو مع تحف و ہدایا اور اقسام پیشکش سلطان کی خدمت مین عرض داشت کی کہ لوگون نے میرے حق مین جو عرض کیا ہی وہ سراسر زیور صدق سے عاری اور باطل اور اس خیر سگال کی نسبت کذب اور افترا برپا کیا ہی حضرت کو مناسب ہی کہ اس امر کی تصدیق اور تنقیح کو آدمی صادق القول بھیجکر دریافت کرین اگر شمہ بھی سچ ہووے بندہ کو جس جزا اور سزا کے لائق جانین ماخوذ فرمائین لیکن چند روز سلطان محمود نے اُس ایلچی معلم کو اپنے دربار مین نہ بلایا کوچ بر کوچ جب سارنگپور کے نواح مین پہونچا اعظم ہمایون اور اعیان دولت کی سفارش سے قلم عفو اُس کے جرائد جرائم پر کھینچا اور ایلچی کو اپنے دربار مین طلب کرکے اُس کی پیشکش قبول کی اور فرمان مشتمل بر نصائح اور مواعظ بھیجکر سارنگپور کے اطراف سے ولایت جیتور کے طرف متوجہ ہوا اور جب آب بھیم سے عبور کیا ہر روز افواج ولایت جیتور کے اطراف مین بھیجکر تاراج اور ویران کرتا تھا اور جو کوئی دستیاب ہوتا تھا اُسے محبوس فرماتا تھا اور بتخانون کو مسمار کرکے بنائے مساجد ڈالتا تھا اور ہر منزل مین تین چار دن توقف کرتا تھا اور جب کوسلمیر کے حوالی مین کہ اُس دیار کے قلعون سے نامی اور بہت سنگین اور وسیع ہی نزول کیا اس قلعہ مین دیپا نام وکیل رائے کونبھا کا قلعہ بند ہو کر حرب پر آمادہ ہوا اور اُس قلعہ کے محاذی مین ایک بتخانہ بناکر کے اُس قلعہ کے گرداگرد حصار کھینچکر ذخیرہ آلات حرب سے پُر کیا تھا سلطان نے ہمت اس بتخانہ کی تسخیر پر مصروف کرکے ایک ہفتہ مین اُسے فتح کیا اور بہت راجپوتون کو تیغ اسلام سے قتل اور دستگیر کرکے بتخانہ کو غارت کیا اور اس کے بعد اُس مین لکڑیون کا انبار کرکے آگ دی جب آگ دیوار اور چونہ اور کانب مین افروختہ ہوئی اُس پر پانی سرد چھڑکا چنانچہ وہ عمارت عظیم کہ سالہائے دراز مین تیار ہوئی تھی طرفۃ العین مین پاش پاش ہو کر گر پڑی اور بتون کو قصابون کے حوالہ کیا تو ترازوے گوشت فروشی کے بانٹ بناوین اور بڑے بڑے بت جو سنگتراشون نے سنگ مرمر سے بصورت گوسفند تراشے تھے اُن کا چونہ بناکر راجپوتون کو دیا تو اپنے معبودون کو کھاتے رہین اور اس عمل کے بعد جو بر سلاطین گجرات کو باوجود طول مدت محاصرہ میسر نہوا تھا شکر الٰہی بجا لایا پھر جیتور کی طرف توجہ فرمائی اور اس ناحیہ مین پہونچکر وہ قلعہ جو کوہ جیتور کے دامن مین واقع ہو اُسے بجنگ لیکر بہت راجپوت قتل کیے اور جیتور کے محاصرہ کی فکر مین تھا اس عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ رانا کونبھا قلعہ مین نہین ہی آج قلعہ سے برآمد ہو کر کوہ پایہ کی طرف کہ اُس نواح مین ہی جاکر مقیم ہوا ہی سلطان نے اُس کا پیچھا کیا اور فوج کے چند بزن جدا جدا کرکے ہر ایک طرف رائے کونبھا کے تعاقب مین بھیجے بحسب اتفاق

ایک فوج سے جنگ شدید واقع ہوئی اور رانا مذکور شکست کھاکر قلعہ چیتور مین آیا سلطان محمود نے اُس قلعہ کے محاصرہ کے واسطے ایک فوج نامزد فرمائی اور خود ولایت کی سرحد پر مقیم ہوا اور ہر روز بلاناغہ ولایت کی تاخت وتاراج کے واسطے افواج بھیجتا تھا اور اعظم ہمایون کو بلاکر یہ حکم دیا کہ تم ولایت چیتور مین کہ مندسور کے اطراف مین واقع ہے جاکر متصرف ہو جب خان جہان اعظم ہمایون مندسور مین پہونچا مرض الموت مین مبتلا ہوکر مرگیا اور سلطان محمود خلجی یہ سانحہ سُنکر نہایت محزون اور پرملال ہوکر بہت رویا اور حالت اضطراب و اضطرار مین اپنا چہرہ مجروح کیا اور مندسور مین پہونچکر نعش اپنے باپ کی کھینچی اور تاج خان کو کہ خویش اور بخشی لشکر تھا اُس لشکر پر جو اعظم ہمایون کے ہمراہ تھا سردار کرکے اعظم ہمایون خطاب دیا پھر اپنے اُردو کی طرف مراجعت فرمائی جب موسم برسات پہونچا سلطان نے ارادہ کیا کہ کوئی اونچا ٹیکرا زمین کا ہو اُس مقام مین اقامت کرکے بعد موسم برسات چیتور کے محاصرہ مین مشغول ہووے اور رائے کونبھا شب جمعہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادہ لے کر شبخون لایا سلطان نے اس طور ہوشیاری اور احتیاط سے اپنے لشکر کی محافظت کی کہ رائے کونبھا سے کچھ نبن پڑا اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے مع لشکر آراستہ کونبھا کے دائرہ لشکر پر شبخون مارا کونبھا زخم کھاکر چیتور کی سمت بھاگا اور راجپوت بہت مقتول ہوے اور غنیمت وافر محمودیون کے ہاتھ آئی اور سلطان محمود نے مراسم شکر الٰہی بجا لاکر فتح چیتور کی دوسرے سال پر حوالہ کی اور سالماً و غانماً شادی آباد مندو کی طرف معاودت فرمائی آخر ذی الحجہ سال مذکور مین مدرسہ اور منارہ ہفت منظری کی مسجد جامع ہوشنگ شاہی کے قریب بنیاد ڈالی اور سنہ ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ایلچی سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جونپور مع تحف و ہدایا حاضر آیا اور سوغات پیش کرکے یہ پیام زبانی عرض کیا کہ نصیر الموسوم بہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے صراط مستقیم شریعت سے منحرف ہوکر مذہب الحاد اور زندقہ اختیار کرکے روزہ و نماز ترک کیا اور عورات مسلمہ کو ہندو ربابیون کے سپرد کیا ہے تاکہ گانا اور ناچ تعلیم کرین اور جو سلطان ہوشنگ کے عہد سے حکام کالپی ولایت مالوہ سے نسبت رکھتے تھے لہذا سلطان شرقی نے اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانا کہ پہلے اس کا احوال آپ کے ضمیر حق پذیر پر ظاہر اور مبرہن کرے اگر بالفعل آپ کو اس کی گوشمالی کی فرصت نہو تو این جانب کو اشارہ کیجیے کہ اسے اُس طور سے گوشمالی بجا لاوے کہ اورون کو عبرت ہوے سلطان محمود خلجی نے جواب دیا کہ لشکر ہمارا پیشتر مندسور کے مفسدون کی تادیب کے واسطے روانہ ہو چکا ہے چونکہ اُنھون نے ہمت نصرت دین مبین نہاد کی ہے مبارک ہو اور [illegible] ولایت [illegible] کہ یہ رسم اس زمانہ مین مروج تھی عطا کرکے رخصت کیا اور اُس چند روز کے بعد مین سلطان محمود خلجی نے اپنے بیٹون کی شادی کے واسطے جشن عظیم ترتیب دے [illegible] ہزار تھا کہ اکثر ان مین [illegible] زری تھین اس جشن مین

امرا اور لشکریون کو مرحمت فرمائین اور جب ایلچی سلطان شرقی جونپور مین پہونچا اور جواب معروض کیا
سلطان شرقی نہایت مسرور اور خوش حال ہوا ہیں زنجیر فیل اور اور بھی اجزاے نفیسہ دوسری مرتبہ برسم
تحفہ سلطان محمود کے پاس بھیجین اور معاً آراستہ کالپی کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر عبدالقادر کو
مگس شیر کی طرح اُس ملک سے نکال دیا نصیر عبدالقادر نے محمود شاہ کو عرضی بھیجی جس کا مضمون تھا
کہ خیر خواہ سلطان ہوشنگ کے عہد سے آج تک مطیع و فرمان بردار رہا اب سلطان محمود شرقی ازروے
تسلط و غلبہ اس بلاد پر متصرف ہوا ہے چونکہ مین ہمیشہ حضرت سے ملتجی رہا اور اب بھی درگاہ معلّے کو قبلۂ آمانی
و آمال جانکر حدود چندیری کی طرف منزل پیما ہوا ہون سلطان محمود خلجی نے علی خان کو مع تحف و ہدایا
محمود شاہ شرقی کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ چو نصیر خان بن عبدالقادر نے آپ کی مرضی کے موافق افعال
ناپسندیدہ اور اعمال ذمیمہ سے تائب ہو کر طریق شریعت غرا مسلوک رکھا ہے اور سلطان ہوشنگ شاہ
کے زمانہ سے مالوہ کی طرف ملتجی اور مستدعی رہا ہے توقع یہ ہے کہ مضمون التائب من الذنب کمن لاذنب لہ
کو منظور و ملحوظ رکھکر قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچین اور اس کی ولایت اسے واگذار فرمائین الغرض بعد وصول
علی خان کے شاہ محمود شاہ شرقی نے کچھ جواب شافی نہ دیا اور لیت و لعل مین ایام گذاری کی محمود شاہ خلجی
نے ازروے حمیت اور مردانگی نصیر عبدالقادر کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر لازم رکھکر دوسری شوال
۸۴۸ھ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین چندیری کی طرف توجہ کی اور اُس حدود مین نصیر شاہ نے آن کے
ملازمت کی اور سلطان بلا توقف ایرج اور رتھ ندیری کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود شرقی کو
پہونچی شہر سے برآمد ہو کر ایرچہ مین نزول کیا اور مبارک خان ولد جنید خان کو کہ باپ دادا کے زمانہ
سے وہان کا حاکم تھا مقید کر کے ہمراہ لے گیا اور وہان سے برخاست کر کے دریاے جون کی بٹیر مین کہ
راہ تنگ اور دشوار گذار تھی اور وہان غنیم کو جانے کی قدرت نہ تھی فروکش ہوا اور اپنے لشکر کے گرد
خوب مضبوطی کی محمود شاہ خلجی اس کی عزیمت فسخ کر کے کالپی کی طرف عازم ہوا پھر سلطان شرقی بھی عنان صبر
ہاتھ سے دے کر کالپی کی طرف روانہ ہوا اس درمیان مین بہادران فوج خلجی نے شاہ شرقی کی بنگاہ پر تاخت
کر کے غنیمت بہت دستیاب کی پھر وہ بھی اپنے آدمیون کی حمایت پر پلٹ کر جنگ مین مصروف ہوا اور شام تک
قتال و جدال کا معرکہ گرم رہا اور غروب آفتاب کے بعد دونون سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور مقام مین قیام
کیا اور بعد دو تین روز کے جو موسم برسات قریب پہونچا تھا سلطان محمود خلجی نے دوبارہ جنگ مین
صرفہ نہ دیکھا بعضے مواضع کالپی کو غارت اور تاراج کر کے فتح آباد کی طرف مراجعت کی اور قصر ست کھنڈرا
وہان بنا کیا اس درمیان مین رعایا اور باشندے قصبہ ایرج کے مبارک خان کے ظلم و تعدی سے
کہ پھر حاکم اُس قصبہ کا ہوا تھا دادخواہ اور فریادی ہوے سلطان خلجی نے ملک الشرق مظفر ابراہیم
حاکم چندیری کو مع لشکر کثیر ایرچہ کے سر پر نامزد فرمایا اور وہ جب ایرچہ کے نواح مین پہونچا خبر آئی

کہ ملک کالو کو سلطان محمود شرقی نے اس کے مقابلہ کو بھیجا مظفر ابراہیم اُس کے مقابلہ کو گیا اور قصبہ راٹھ مین فریقین کا سامنا ہوا ملک کالو کچھ جنگ کر کے بھاگا اور ملک مظفر ابراہیم ولایت کی محافظت ایرچہ کی تسخیر پر مقدم رکھکر اُس حدود کی طرف عازم ہوا اور فوج سلطان شرقی یہ خبر سنکر راٹھ مین پلٹ گئی اور جب اُن دونون سپاہ کے محاربہ نے طول کھینچا طرفین سے مسلمان قتل ہوتے تھے اور شیخ جاہلدہ کہ اکابر وقت سے تھا اور کشف وکرامات مین بھی شہرت رکھتا تھا سلطان شرقی کے کہنے پر اُس نے صلح کا خط سلطان محمود خلجی کو لکھ بھیجا اور شیخ کی سعی کے سبب اس طرق پر صلح واقع ہوئی کہ بالفعل سلطان شرقی قصبۂ راٹھ اور صوبہ نصیر خان کے سپرد کرے اور سلطان محمود خلجی کے بعد مراجعت جب چار ماہ کا عرصہ منقضی ہو خطہ کالپی بھی واگذار فرماوے اور چار مہینے کی میعاد کی یہ وجہ تھی کہ اس مدت مین نصیر خان کی حقیقت دین ودیانت ظاہر ہووے اس قرارداد پر سلطان محمود خلجی نے دارالملک شادی آباد کی طرف مراجعت کی اور ۸۵۹ھ آٹھ سو اُنچاس ہجری مین دارالشفا کی بنیاد ڈالی اور چند موضع خرچ ادویہ وما یحتاج کے واسطے وقف کیے اور مولانا فضل اللہ حکیم کو جو بہ خطاب حکیم الحکما مخاطب تھا بیمارون اور مجنونون کی مراعات احوال کے واسطے مقرر فرمایا اور رجب کی بیسوین تاریخ ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین مع لشکر گران قلعہ مندل گڑھ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر جاکر آب بیاس کے کنارہ فرد کش ہوا اور رانا کو نبھا جو طاقت برابری اور مقابلہ کی نہ رکھتا تھا قلعہ مندل گڑھ مین قلعہ بند ہوا اور دوسرے یا تیسرے دن راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہوکر مردمی اور مردانگی کا حق ادا کیا لیکن آخر کو بعجز وانکسار پیش آئے اور پیشکش دینی قبول کی سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھکر صلح کی رضا دی اور بشوکت وتجمل تمام اپنے دارالسلطنت کی طرف مراجعت کی اور تھوڑے عرصہ مین سامان جنگ درست کر کے قلعہ بیانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور جب دو فرسخ بیانہ کے قریب پہونچا محمد خان وہان کے حاکم نے اپنے فرزند داؤد خان کو مع سنو گھوڑے اور لاکھ تنکہ نقد برسم پیشکش روانہ کیا سلطان محمود خلجی نے اسے خلعت خاص مرحمت فرمایا اور رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور محمد خان کے واسطے قبائے زردوزی اور تاج مرصع بجواہر اور ٹیکا طلائی اور گھوڑے تازی نژاد مع ساز ویراق زرین بھیجا محمد خان نے خلعت پہنکر سلطان محمود خلجی کی صفت وثنا مین زبان کھولی اور خطبہ اور سکہ جو بادشاہ دہلی کے نام پڑھتا تھا بنام سلطان شادی آباد مندو سڑھ کر مطیع اور فرمان بردار ہوا سلطان نے یہ خبر سنکر عظمت خان کی اور اثنائے راہ مین قصبہ بنور کو کہ رنتھنبور کے قریب ہے فتح کر کے تاج خان سپہ سالار کو مع آٹھ ہزار سوار اور پچیس زنجیر فیل قلعہ چیتور کی تسخیر کو بھیجا اور خود قلعہ کوٹہ کے راجہ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنکہ نقد پیشکش لے کر شادی آباد کی طرف عازم ہوا اور ۸۵۲ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین گنگ واس قلعہ جنیانیر کے راجہ نے بھی پیشکش بھیجکر عرض داشت کی کہ سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ نے قلعہ جنیانیر کو محاصرہ کیا ہے اور جو یہ بندہ قدیم

ہمیشہ سے آپ سے التجا رکھتا ہے لہذا اب بھی امیدوار امداد و دستگیری ہے اس سبب سے سلطان محمود خلجی راجہ گنگ داس کی امداد کے لیے متوجہ ہوا لیکن راستہ مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی پیشکش لینے کو ایدر کی طرف آتا ہے سلطان محمود خلجی اُسکو ضعیف اور عاجز تصور کرکے ماراسیور کی سمت روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ چارپایہ ہاے بارکش کے سقط ہونے سے خیمہ اور خرگاہ مین آگ دے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی اس واقعہ سے آگاہ ہوکر راستہ سے پھرا اور آب مہندری کے ساحل پر فروکش ہوا اور گنگ داس تیرہ لاکھ تنگہ نقد اور چند راس اسپ پیشکش لاکر حضرت کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا سلطان محمود خلجی نے قباے زر دوزی دے کر رخصت کیا اور خود دارالملک شادی آباد کی جانب متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین راے سیمبر ایدر کے راجہ کو پانچ مست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھ تنگہ نقد انعام دے کر رخصت کیا اور ایک مدت شادی آباد مین استقامت کرکے ولایت اور سپاہ کے سرانجام مین مشغول ہوا اور ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری مین ایک لاکھ لشکر سے بھی زیادہ ہمراہ رکاب لے کر مملکت گجرات کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور کاتی نوالی سے عبور کرکے قصبہ سلطان پور کو محاصرہ کیا اور ملک علاء الدین سہراب نے کہ محمد شاہ کا گماشتہ تھا چندروز متواتر قلعہ سے برآمد ہوکر بازار جنگ کو گرم رکھا اور جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوا امان طلب کرکے سلطان محمود خلجی کا مطیع اور فرمانبردار ہوا اور سلطان محمود نے اُس کے عیال اور اطفال کو قلعہ شادی آباد مندو مین بھیجکر اسے قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگردان نہووے اُسکے بعد خطاب مبارزخانی اُسے عنایت فرماکر اپنے لشکر کا مقدمہ یعنے ہراول اور پیشرو کیا اور بہ کوچ متواتر احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر آئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کا فرزند قطب الدین قائم مقام اور جانشین ہوا سلطان محمود خلجی باوجود اس کے کہ سلطان محمد گجراتی کی سلطنت لینے کا ارادہ مصمم رکھتا تھا لیکن کمال مروت سے ماتم پرسی کی اور ایک مکتوب سلطان قطب الدین گجراتی کو لکھکر اُس کے باپ کی ماتم پرسی کی اور اجلاس تخت کی مبارکباد دی اور اس حال مین قصبہ بڑودہ کو ویران کرکے کوئی دقیقہ اسیری اور غارت مین نامرعی نچھوڑا اور کئی ہزار مومن اور کافر کو گرفتار کرکے چند روز قصبہ مذکور مین توقف کیا بعد ازان احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بسبیل استعجال جاتا تھا اس وقت ملک علاء الدین سہراب کہ وقت فرصت کا منتظر تھا سلطان قطب الدین کے پاس بھاگ گیا اور ظاہر اُس نے یہ قسم کھائی تھی کہ مین اپنے صاحب سے نمک حرامی نہ کرونگا اور قطب الدین شاہ کا خیال اپنے دل مین ہمیشہ رکھتا تھا اور کمال حلال نمکی سے اپنے دل پر جبر کرکے اہل وعیال کو چھوڑ گیا سلطان محمود خلجی بکوچ متواتر جاکر سرکیج پر جو احمد آباد سے پانچ کوس ہے نازل ہوا اور شاہ قطب الدین گجراتی نے موضع خان پور مین جو قصبہ مذکور سے

تیس کوس پر ہی نزول کیا اور جو چند روز دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور ماہ صفر کی چاندرات کو سنہ مذکور مین سلطان محمود بقصد شبخون سوار ہو کر اپنی اُردو سے برآمد ہوا تھا کہ راہبر راستہ بھول گیا اور سلطان مع فوج تمام رات ایک صحرائے وسیع مین ایستادہ رہا فجر کو میمنہ لشکر سارنگ پور سے آراستہ کر کے سرداری اس فوج کی اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو تفویض فرمائی اور امرائے چندیری کو فوج میسرہ مین نامزد کر کے اپنے چھوٹے بیٹے فدائی خان کو سردار کیا اور خود قلب لشکر مین قرار پکڑ کر متوجہ کارزار ہوا اور سلطان قطب الدین بھی مع لشکر گجرات صف آرا ہو کر میدان کی طرف روانہ ہوا اور ہراول فوج سلطان گجرات ہراول فوج مالوہ کے مقابلہ سے بھاگ کر سلطان قطب الدین گجراتی سے جاملا اور ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کے امرائے کبار سے تھا سلطان شادی آباد مندو کی فوج میسرہ سے جدا ہو کر شاہ گجرات کی میمنہ پر تاخت لایا اور وہ فوج تاب اُس کے مقابلہ اور صدمہ کی نہ لائی پسپا ہو کر بھاگ گئی اور ملک شرف مظفر ابراہیم نے سلطان قطب الدین کی اُردو تک پہنچا کیا اور ہاتھ غارت و تاراج مین دراز کر کے سلطان قطب الدین کے خزانہ مین در آیا اور ایکبار زر نقد ہاتھیون پر لاد کر اپنے لشکرگاہ مین بھیجا اور جب وہ ہاتھی زر محمولہ پہونچا کر اس نیت سے پھر آئے کہ دوبارہ اُن پر خزانہ بار کر کے بھیجے اس درمیان مین یہ خبر سنی کہ کچھ فوج لشکر سلطان قطب الدین کی فوج شاہزادہ فدائی خان کو تنگ و زبون دیکھکر اُس پر حملہ آور ہوئی اور وہ تاب جنگ نہ لا کر فرار ہوا ہے اور بمشکل جان سلامت لے گیا ملک شرف مظفر ابراہیم ہاتھ تاراج سے کوتاہ کر کے اپنے تئین ایک گوشہ مین کھینچکر پوشیدہ ہوا اور سلطان محمود خلجی تفرقہ لشکر اور شکست فوج سے متحیر ہو کر مع دو سو سوار میدان جلادت مین ایستادہ رہا اور جب تک تیر ترکش مین رہے کمانداری کر کے داد فردی اور مردانگی دی اُس وقت شاہ قطب الدین گجراتی مع فوج آراستہ اُس گوشہ سے کہ مخفی تھا برآمد ہو کر سلطان کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی حق شجاعت و تہور بجا لا کر مع تیرہ آدمی میدان سے نکل گیا اور اظہار شجاعت کے واسطے بہ نفس نفیس مع تیرہ مرد شاہ قطب الدین گجراتی کے سراپردہ خاص پر جو جنگ گاہ کے عقب تھا پہونچا اور تاج اور ٹپکا مرصع شاہ گجرات کا جو کرسی پر رکھا تھا اُٹھایا اور گھوڑے کو بجلی کی طرح چمکا کر اپنے اُردو مین داخل ہوا اور جب پانچ چھ ہزار سوار جمع ہوئے مشہور کیا کہ آج شب کو گجراتیون پر شبخون لے جاؤنگا جب اور تھوڑی رات گئی شبخون کے بہانہ شادی آباد مندو کی سمت متوجہ ہوا اور قطع مسافت مین کوئی اور بھیل نے اُس کے لشکر کو مضرت تمام پہونچائی اور سلطان محمود خلجی نے ابتدائے طلوع آفتاب دولت سے انقراض سلطنت تک اس شکست کے سوا کوئی شکست نہین پائی ع عیب نبود شکست مردان ہنر است + جب شادی آباد مین پہونچا سپاہ کی شکست و ریخت کی درستی مین مصروف ہوا اور شہزادہ غیاث الدین نے بھی کچھ مواضع سندر

سورت کے تاخت کرکے مراجعت کی اور بحسب اتفاق مخبرون نے سلطان محمود خلجی کو مشیر الملک المخاطب بہ نظام الملک وزیر اور اُس کے بیٹون کی خبر مکر اور غدر و نفاق کی پہونچائی اور سلطان محمود کے حکم کے موافق سیاست اور سزا کو پہونچے اور ۸۵۷ء آٹھسو ستاون ہجری مین سلطان محمود خلجی نے ولایت مارڑوار کی عزیمت کی اور جو سلطان قطب الدین گجراتی کی جانب سے دلجمعی نرکھتا تھا یہ صلاح دیکھی کہ پہلے سلطان قطب الدین گجراتی سے صلح کرون اُس کے بعد راے کونبھا کی ولایت کی تسخیر مین مشغول ہون اور اس بھید کو اپنے دل مین پوشیدہ کرکے لشکر کی فراہمی اور آراستگی کا حکم دیا اور شادی آباد مندو سے قصبہ دہار کی طرف گیا اور دہان سے تاج خان کو مع لشکر آراستہ سرحد گجرات پر بھیجا تا مقدمہ صلح کی تمہید کرے اور تاج خان نے دہان جاتے ہی سلطان قطب الدین کے وزیرون کو مکتوب تحریر کرکے ایلچیان چرب زبان کے ہاتھ بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ طرفین کی نزاع اور عداوت باعث پریشانی خلائق ہی اور صلح اور اتحاد اہلیت اور رفاہیت کا موجب ہی بعد قیل وقال اور گفتگوے دراز سلطان قطب الدین گجراتی نے صلح کی رضا دی اور طرفین سے اکابر اور معارف درمیان مین آئے اور بنیاد مصالحہ کو عہد و قسم سے استحکام بخشا اور یہ قرار پایا کہ ولایت راناکونبھا سے جو کچھ گجرات کے متصل ہی لشکر قطبی اُسے تاخت و تاراج کرے اور بلاد میوات اور اجمیر اور اُس نواح پر سلطان محمود شاہ متصرف رہے اور عند الاحتیاج ایک شاہ دوسرے شاہ کی امداد و اعانت مین دریغ نفرماوے سلطان محمود ۸۵۸ء آٹھسو اٹھاون ہجری مین اُن راجپوتان متمرد کی تادیب کو کہ نواح ہاروتی مین نشان تمرد بلند کیا تھا متوجہ ہوا اور قصبہ مہولی مین جاکر اکثر راجپوتون کو علف تیغ اسلام کیا اور اس جماعت کے اطفال وعیال کو اسیر کرکے مندو کی طرف بھیجا اور دہان سے گوالیار کو کوچ کرکے عازم بیانہ ہوا اور جب اُسکے قریب پہونچا داؤد خان حاکم بیانہ نے ہاتھی پیشکش بہت بھیجکر جادۂ اخلاص مین قدم رکھا اور دہ حدود اس پر مسلم ہوئے اور جو نزاع کہ یوسف خان ہندوانی اور حاکم بیانہ کے درمیان تھی اپنی مساعی جمیلہ سے اُسے بھی بہ محبت ومودت مبدل کیا اور مراجعت کے وقت سلطان محمود خلجی نے نئے شہر اور ہاردتی اور اجمیر کی حکومت فدائی خان کے سپرد فرمائی بعدہ اپنے دار الملک کی طرف نزول اجلال فرماکر سایہ امن وآمان کا دہان کے باشندون پر مبسوط فرمایا اور اسی سال سکندر خان اور جلال خان بخاری نے کہ امراے کبار سلطان علاء الدین بہمنی سے تھے عرائض سلطان محمود کی خدمت مین بھیجکر قلعہ ماہور کی تسخیر پر کہ قلاع اعظم برار سے ہی تحریص کی اور سلطان محمود مع لشکر آراستہ ہوشنگ آباد کے راستہ سے ماہور کی طرف متوجہ ہوا اور محمود آباد کے نواح مین سکندر خان بخاری نے آن کر ملازمت کی جب قصبہ ماہور کو محاصرہ کیا سلطان علاء الدین شاہ بہمنی مع لشکر آراستہ کہ مور وملخ سے زیادہ تھا اہل قلعہ کی کمک کو آیا سلطان محمود خلجی نے جب اپنے

مین طاقت مقاومت نہ دیکھی ملک عالی شان کو مع تاج خان اور سکندر خان بخاری مقرر کر کے خود بازگشت فرمائی اور قلم شکین رقم نے یہ داستان طبقہ بہمینہ مین مشرحاً اور مفصلاً تحریر کی ہے اور اثنائے مراجعت مین یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ مبارک خان حاکم آسیر ولایت بکلانہ پر جو دکن اور گجرات کے مابین واقع ہے تاخت لایا ہے جو کہ وہان کا حاکم محمود شاہ کا مطیع و منقاد تھا سلطان نے اُس کی حمایت اور رعایت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جان کر عنان عزیمت اُس طرف منعطف فرمائی اور اپنی روانگی سے پیشتر اقبال خان اور یوسف خان کو بھیجا میران مبارک شاہ فاروقی مع لشکر گران مقابلہ کو آیا اور بعد مقابلہ ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ آسیر تک باگ نہ موڑی اور سلطان محمود خلجی نے بعضے مواضع اور قریہ بلاد آسیر کو تاخت کر کے شادی آباد مندو مین معاودت کی اور پھر اُسی سال سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ پسر رائے بالو راجہ ولایت بکلانہ مین آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور میران مبارک خان فاروقی حاکم آسیر اس کی ولایت مین داخل ہو کر خرابی کر رہا ہے اور اُس کے آنے کا بھی مانع ہے سلطان محمود خلجی نے شاہزادہ غیاث الدین کو بجناح استعجال اُس کے مدافعہ کو نامزد فرمایا اور جب یہ خبر مبارک خان کو پہونچی اپنے ملک کی سمت معاودت کر گیا اور پسر رائے بالو پیشکش بہت سلطان کی خدمت مین لا کر سرفراز ہوا اور باعزاز و اکرام تمام نقد رخصت حاصل کر کے اپنی ولایت مین گیا اور شہزادہ غیاث الدین رتنبہور کی طرف متوجہ ہوا اور ان دنون مین سلطان محمود خلجی نے بھی ولایت چیتور کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی رانا کونبھا نے طریق مدارا اختیار کر کے کچھ اشرفی اور روپیہ مسکوک پیشکش بھیجا جو وہ سکہ رانا کونبھانے اپنے نام پر جاری کیا تھا باعث ازدیاد غضب محمودی ہوا اور وہ پیشکش واپس کر کے اپنے لشکر کو حکم نہب و غارت دے کر اثر آبادی اور معموری کا نہ چھوڑا اور منصور الملک کو ولایت مندسور کی تاراج کے واسطے نامزد کیا اور جب ارادہ کیا کہ تھانہ داروں کو اس ولایت مین مقرر کرے تو چاہا کہ اس ولایت کے مابین خلجی پور نام ایک قصبہ آباد کرے رائے کونبھا یہ خبر سُنکر بعجز و انکسار پیش آیا اور سلطان محمود خلجی کی خدمت مین یہ پیغام دیا کہ جس قدر پیشکش کا حکم ہو قبول کرون اور اُس کے بعد جادۂ اخلاص اور دولت خواہی سے قدم آگے نہ رکھون گا لیکن شرط یہ ہے کہ سلطان قصبہ خلجی پور کی تیاری و تعمیر ترک فرما دے اور چونکہ موسم برسات قریب تھا اس واسطے سلطان نے پیشکش دلخواہ لے کر شادی آباد کی طرف معاودت کی اور ایک مدت تک اس شہر مین قیام کیا اور سنہ ۸۵۹ آٹھ سو اُنسٹھ ہجری مین بھی ولایت مندسور کی تسخیر کے واسطے عازم و جازم ہوا اور وہان پہونچکر افواج اس ناحیہ کے اطراف و اکناف مین بھیجی اور خود وسط ولایت مین قرار پکڑا اور ہر روز خبر فتح تازہ اُسے پہونچتی تھی اور وہ مراسم شکر الٰہی بجا لاتا تھا اتفاقاً ایک روز عریضہ ایک فوج کا کہ ہاروتی کی طرف تعینات ہوئی تھی باین مضمون پہونچا کہ ابتدائے

آفتاب اسلام ممالک ہندوستان مین افق اجمیر سے طالع ہوا اور حضرت مرشد الطوائف شیخ معین الدین سنجری قدس سرہ اس بقعہ شریف مین آسودہ ہین اب یہ خطہ پاک جب سے کفار کے تصرف مین آیا ہو آثار اسلام اور مسلمانی کا باقی نرہا جب مضمون عرضی کا سامع فیض مجامع مین پہونچا اسی دن اجمیر کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر مزار فائض الانوار کے قریب نزول فرمایا اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی روح پر فتوح سے مدد طلب کر کے لشکر کو حکم کیا کہ بالاتفاق امرا قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچے تقسیم کرین اس درمیان مین گجادھر نامے کہ اہل قلعہ کا سردار تھا مع فوج راجپوتان نامی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور افواج محمودی کے صدمہ شمشیر کی تاب سے بیتاب ہو کر قلعہ مین در آیا اور چار دن تک تنور رزم اور معرکہ قتال گرم رہا پانچوین دن گجادھر فیل مست کی طرح برآمد ہوا اور جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اور ایک جماعت سپاہیان محمودی کے مفرورون مین مخلوط ہو کر قلعہ کے دروازے مین در آئی اور قلعہ فتح ہوا اور ہر کوچہ مین راجپوتون کے کشتون کے پشتے نمود ہوے حتی کہ ہر سمت سیل خون کی طغیانی تھی سلطان محمود خلجی مراسم شکر الٰہی بجا لا کر اس بزرگوار کے مزار کی شرف طواف سے مشرف ہوا اور ایک مسجد عالی تعمیر کر کے خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان خطاب دے کر وہان کی حکومت تفویض فرمائی اور اس بقعہ شریفہ کے مجاورون کو انعام اور وظیفہ سے خوشدل کر کے قلعہ مندل کی طرف مراجعت کی اور بکوچ متواتر آب بیاس کے کنارہ نزول فرمایا اور امرا کو اطراف قلعہ مین تعین کیا اور رانا کونبھا نے بھی اپنی فوج کو مسلح اور مکمل کر کے باہر بھیجا اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر لشکر محمود شاہی سے مقتول ہوئی اور راجپوت بھی بیشمار علف تیغ اسلام اور طعمہ زاغ و زغن ہوے جب آفتاب جہان تاب فلک چہارم سے اپنے خلوت سرا کی طرف متوجہ ہوا طرفین نے اپنے دائرہ مین قرار پکڑا اور صبح کو اس دولت خانہ کے تمام امرا اور وزرا فراہم ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ امسال جو بکثرت لشکر کشی واقع ہوئی اور موسم برسات کا بھی قریب پہونچا اگر آنحضرت چند روز دارالملک شادی آباد مین سپاہ کی درستی شکست و ریخت کے واسطے قرار اور آرام فرمائین اور بعد از برسات بسامان و شوکت ملوکانہ اس قلعہ کی تسخیر کے لیے عنان اسپ عزیمت معطوف کرین لائق اور سزاوار ہو سلطان محمود خلجی نے مراجعت کر کے چند روز استقامت کی اور محرم کی چھبیسوین تاریخ ۸۶۱ آٹھسو اکسٹھ ہجری مین مندل گڑھ کے محاصرہ کے واسطے روانہ ہوا اثنائے راہ مین جسجگہ بتخانہ نظر پڑا اُسے مسمار کر کے نشان نچھوڑا اور منزل مقصود مین پہونچکر درختون اور عمارتون کو قلع قمع کیا اور آبادی کا نشان باقی نرکھا اور قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچے خندق سے بڑھا کر دیوار قلعہ سے ملحق اور متصل کیے اور تھوڑے عرصہ مین تائید یزدانی اور توفیق سبحانی سے فتح کیا اور خلقت کثیر اور جم غفیر کو اسیر اور دستگیر کر کے تیغ آبدار سے قتل فرمایا اور بقیۃ السیف دوسرے قلعہ مین جو پہاڑ کی چوٹی پر تھا پناہ لے جا کر اُس کے استحکام اور سنگینی پر مغرور اور نازان ہوے اور ضرب ہائے توپ کلان کے صدمہ سے پانی جو قلعہ کے حوضون مین لبریز تھا خشک ہوا اور وہ پانی جو قلعہ اول

مین تھا الشہ محمودی کے قبضہ مین آیا آخر کو بے آبی نے عجب کے نشہ کو زائل کیا اور شدت تشنگی سے بیتاب
ہوکر نعرہ العطش و صدائے الامان بلند کی اور دس لاکھ تنگہ قبول کرکے قلعہ سپرد کیا القصہ یہ فتح
عظیم ذی الحجہ کی چھبیسوین سنہ ۸۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین کرسی ظہور پر جلوہ گر ہوئی سلطان محمود خلجی مراسم
حمد و شکر الٰہی بخضوع و خشوع تمام موودی کرکے دوسرے دن قلعہ مین داخل ہوا اور بتخانے ویران اور خراب
کرکے اُس کا مسالحہ مسجد کی عمارت مین صرف کیا اور قاضی اور محتسب اور خطیب اور مؤذن مقرر کئے اور محرم
کی گیارہوین تاریخ سنہ ۸۶۳ آٹھ سو ترسٹھ ہجری مین جیتور کی سمت عازم ہوا اور اس ناحیہ مین پہونچکر سلطان
غیاث الدین کو ولایت بھیلواڑہ کی تاخت و تاراج کے واسطے بھیجا شہزادہ نے اس ولایت کو خراب
اور ویران کرکے اور بہت بند [illegible] دستیاب کرکے مراجعت کی اور چند روز کے بعد سلطان نے شہزادہ
فدائی خان اور تاج کو قلعہ کونڈی کی تسخیر کے واسطے نامزد کیا جب شاہزادہ قلعہ کونڈی کے اطراف
مین پہونچا راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہوکر دادمردی اور مردانگی دی آخر کو ہزیمت پاکر اکثر
علف تیغ بیدریغ ہوئے اور جنھون نے عمداً اپنے تئین خندق مین ڈالا گرفتار ہوئے اور شہزادون
نے پہلے روز قلعہ کونڈی کو بزور بازو بسرعت مفتوح کیا اور شکر اس عطیہ عظمیٰ اور موہبت کبریٰ
کا بجا لانے بعد ایک سردار معتبر وہان چھوڑا اور مظفر و منصور ہوکر اپنے ولی نعمت کے ہمراہ
رکاب شادی آباد مندو کی طرف معاودت کی اور سلطان محمود سنہ ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین
پھر راجپوتون کی گوشمال کے واسطے سوار ہوا اور موضع ایار مین جاکر نزول اجلال فرمایا اور شہزادہ
غیاث الدین اور تاج خان کو ولایت کی تاخت و تاراج کے لیے نامزد کیا اور وہ اُس ولایت کو خاک
برابر کرکے کوتبلمیر کی طرف روانہ ہوئے اور جب اپنے والد ماجد کی ملازمت مین فائز ہوئے قلعہ
کوتبلمیر کی بہت تعریف کی سلطان محمود دوسرے دن قلعہ کوتبلمیر کی جانب عازم ہوا اور راستہ مین
بتخانون کو ویران اور خراب کرکے قطع منازل اور مراحل کرتا تھا جب قلعہ کے حوالی مین نزول کیا
دوسرے دن سوار ہوا اور اُس ٹیلے پر جو قلعہ کے پورب سمت ہے برآمد ہوکر شہر کو ملاحظہ
کیا اور فرمایا کہ یہ قلعہ بے محاصرہ چند سال کے فتح نہوگا پھر دوسرے دن کوچ کرکے دونگرپور کی طرف
متوجہ ہوا راے سیام داس راجہ دونگرپور کا بھاگ کر کوہ بیانہ مین پناہ لے گیا اور وہان سے بعجز و انکسار
تمام دو لاکھ تنگہ اور بیس راس گھوڑے پیشکش بھیجے سلطان محمود نے وہ قبول فرماکر اپنے
دار الملک کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ محرم سنہ ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین جوکہ طفل صغیر السن
نظام شاہ نام نے تخت دکن پر جلوس کیا تھا اور امراے درگاہ جیسا کہ چاہیے اُس کی اطاعت نہ کرتے
تھے سلطان محمود خلجی نظام الملک غوری کے اغوا و تفہیم سے بکرّوح متواتر عازم تسخیر بلاد دکن ہوا اور
جب آب نربدہ سے عبور کیا مخبر خبر لائے کہ مبارک خان حاکم آسیر قضائے الٰہی سے فوت ہوا

اور اُس کا بیٹا غازی خان ملقب بہ عادل خان اُس کی جگہ پر جانشین ہوا اور آغاز دولت مین دست تعدی آستین جور سے برآوردہ کرکے سید کمال الدین اور سید سلطان کو بھید ورقصور شہید کرکے گھر مظلومون کا غارت کیا اور بعد چند روز کے اُن سادات مظلوم کا بھائی سید جلال نام فریادی آیا سلطان محمود نے از روے حمیت چاہا کہ عادل خان کو گوشمال دیوے چنانچہ خاص اُسی نیت سے آسیر کی طرف راہی ہوا اور عادل خان نے از روے عجز و بیچارگی ایک فرزندان قطب عالم فرید الحق والدین مسعود شکر گنج کو اُس کی خدمت مین بھیجکر پیشکش مرسول رکھا اور اپنی تقصیرات سے استغفار کی سلطان محمود جو کہ جانتا تھا کہ تیر تدبیر کسی قلعہ کشا کا بروج سخت و دشوار گذار آسیر براب تک نہین پہونچا اور علاوہ اس کے مآل اس سفر کا تسخیر دکن ہی قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچی اور نصیحت سے اُس کے کان گران بار کرکے ولایت برار اور ایلچپور کی طرف متوجہ ہوا اور جب قصبہ بالا پور مین پہونچا جاسوس اور مخبر یہ خبر لائے کہ وزراے نظام شاہ نے سرحدون سے لشکر طلب کیا ہی اور فوج کی فراہمی مین مصروف ہین اور دو کرور تنکہ خزانہ سے برآوردہ کرکے امرا اور سپاہیون کو بطور مدد خرچ دیا ہی اور ڈیڑھ سو فیل کوہ تمثیل لیکر شہر سے برآمد ہوے ہین اور تقدیر الٰہی کے منتظر ہین سلطان محمود خلجی یہ خبر سنتے ہی افواج آراستہ کرکے بکوچ متواتر نظام شاہ بہمنی کے تین فرسخ اُدھر پہونچا اور وزراے دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ برس کا تھا سوار کیا اور اس کے سر پر چتر بلند کرکے باگ اُس کے گھوڑے کی خواجہ جہان ملک شہ ترک کے ہاتھ مین دی اور سرانجام میسرہ کا ملک نظام الملک ترک اور میمنہ کا خواجہ محمود گیلانی کے کہ ملک التجار خطاب رکھتا تھا حوالہ کیا اور جب دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پہونچے ملک التجار سبقت اور پیش دستی کرکے فوج میمنہ محمودی پر تاخت لایا اور مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر کہ سرداران میسرہ سے تھے مقتول ہوے اور میمنہ کی جمعیت کو اُنھون نے متفرق اور پریشان کیا شکست عظیم لشکر مندو پر پڑی فوج نظام شاہی نے دس کوس تعاقب کرکے سلطان محمود خلجی کے اردو کو تاخت تاراج کیا اس درمیان مین سلطان محمود آپ کو گوشہ مین کھینچکر فرصت وقت کا جویا تھا جب کہ اکثر سپاہ نظام شاہی تاراج مین مشغول تھی اور نظام شاہ کچھ لوگون سے استادہ تھا دو ہزار سوار لےکر فوج نظام شاہ کے پیچھے سے ظاہر ہوا اور بروایت مشہور خواجہ جہان ترک کہ عمدہ سردار قلب سے تھا قلب کو مضطر کرکے عنان شبدیز نظام شاہ بہمنی اپنے ہاتھ مین تھام کرکے احمد آباد بیدر کی طرف بھاگا اور لڑائی کا رخ بدل گیا یعنے وہ لوگ جو تاراج کے واسطے گئے تھے اُنھون نے متاع نفیس زندگانی ضائع اور برباد کی اور والدۂ نظام شاہ نے امرا کے غدر اور مکر سے اندیشہ کرکے شہر بیدر کی طرف محافظت کے واسطے ملو خان کو چھوڑا اور خود نظام شاہ کو لے کر فیروز آباد مین گئی اور وہان سے ایک محبت نامہ سلطان محمود

گجراتی کو بھیجکر کمک طلب کی اور سلطان محمود خلجی نے تعاقب کرکے بیدر کا محاصرہ کیا اور لشکر منفرور نظام شاہ کے پاس فیروز آباد مین جمع ہوا اور خبر پہونچی کہ ملک التجار سپہ سالار مع لشکر عظیم نظام شاہ کی مدد کے واسطے بسبیل تعجیل پہونچے گا سلطان محمود خلجی نے اپنے اعیان دولت سے مشورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان قریب آیا اولیٰ اور انسب یہ ہی کہ تسخیر اس بلاد کی دوسرے سال پر موقوف کرکے مراجعت کی جاوے چنانچہ دوسرے دن اس بہانہ سے کوچ کرکے اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا اور راہ مین جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا اور ۸۶۰ھ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین جو خیال تسخیر ولایت دکن سر مین رکھتا تھا اور ملک التجار نے اُس کے ساتھ شرارت و مخالفت کی تھی چاہتا تھا کہ اس کا عوض لون پھر لشکر کو آراستہ کرکے ظفر آباد نعلچہ مین فروکش ہوا اور ابھی ظفر آباد نعلچہ مین تھا کہ عریضہ سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا اس مضمون سے پہونچا کہ نظام شاہ بہمنی نے نظام الملک کو مع لشکر کثیر تھانہ دار کھیرلہ کے سر پر نامزد فرمایا ہی چند روز مین پہونچے گا یہ خبر سنکر بجناح استعجال عازم حمایت تھانہ دار کھیرلہ ہوا اثنائے راہ مین یہ خبر سنی کہ نظام الملک ترک نے آن کر قلعہ کھیرلہ کو گھیرا ہی اُس وقت سراج الملک تھانہ دار وہان مے نوشی مین مشغول تھا اور نشہ کی شدت سے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتا تھا اسکا پسر قلعہ سے برآمد ہوکر لڑ کر اور شکست کھا کر بھاگا اور نظام الملک منفروروں کا پیچھا کرتا ہوا قلعہ مین درآیا لیکن اُسی دن بعد تصرف قلعہ پیادگان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مقبول خان کو مع چار ہزار سوار قلعہ کھیرلہ کی طرف بھیجا اور خود انتقام کے واسطے دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور اثنائے راہ مین رائے سرکچھ کے ایلچی اور رائے جاج نگر کے وکیل کہ پانسو اور تیس زنجیر فیل برسم پیشکش لائے تھے سلطان کے ملاحظہ مین گذرانے سلطان نے وکلا کو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا اور موضع خلیفہ آباد مین نزول فرمایا اس درمیان مین فرمان سلطنت اور خلعت ایالت کا ایک خدام امیر المومنین یوسف بن محمد عباسی مصر سے اُس کے واسطے لایا سلطان نہایت سرور اور خوش حالی سے رسم استقبال بجالایا اور خادمان خلیفہ سے باعزاز و اکرام پیش آن کر ضیافت اور مہمان داری مین مصروف ہوا اور گھوڑے مع ساز و یراق مرصع اور خلعتہائے زردوزی انعام دیے جب دولت آباد کی سرحد پر پہونچا یہ خبر آئی کہ سلطان محمود گجراتی شاہ دکن کی مدد کے واسطے اپنے دار الملک سے برآمد ہوکر اس حدود کی طرف متوجہ ہوا ہی سلطان محمود بالکنڈہ کی جانب عازم ہوا اور کچھ مواضع اور قریات کو تاخت کرکے کونڈوارہ کے راستہ سے اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور روایت صحیح یہ ہی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے نظام الملک ترک کو ۸۷۰ھ آٹھ سو ستر ہجری مین بھیجکر قلعہ کو لیا ناظرین تفصیل اس اجمال کی شاہان بہمنیہ کی داستان سے دریافت فرماوین اور سلطان محمود خلجی نے چند روز اپنے دار الملک مین قرار کیا اور ۸۷۱ھ آٹھ سو اکہتر ہجری مین مقبول خان کو مع فوج ایلچپور کی تاخت کے لیئے بھیجا اور جو

اُس جماعت نے ایلچپور کے اطراف کو مع شہر غارت کیا اور پھر رات گئے وہان کا حاکم اپنے ہمسایگان مثل قاضی خان اور سپر خان کو جمع کر کے مع ایک ہزار پانسو سوار و بے شمار پیادہ سے بقصد جنگ آیا یہ خبر مقبول خان کو پہونچی غنائم اور اسباب و سامان اپنا مع ایک فوج روانہ کیا اور مردم خوب اور کار آمدی کو انتخاب کر کے اپنے ہمراہ نگاہ رکھا اور ایک جماعت کو حرب کے واسطے تعین کیا اور خود کچھ لوگ لے کر کمین گاہ مین بیٹھا جب فوج طرفین جنگ مین مشغول ہوئی مقبول خان کمین گاہ سے برآمد ہوا اور قاضی خان کا پائے ثبات زمین کین سے ہلگیا ایلچپور مین بھاگ کر دم لیا اور مقبول خان نے ایلچپور کے دروازہ تک پیچھا کر کے بیس نفر سردار معتبر قتل کیے اور تیس نفر زندہ اسیر ہوئے اُس وقت مقبول خان نے وہان سے مراجعت کی اور مظفر و منصور محمود آباد مین پہونچا اور جمادی الاول ۸۷۱ھ آٹھ سو اکھتر ہجری مین والی دکن اور مالوہ نے ایلچی مصالحہ کے واسطے بھیجے بعد رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ والی دکن ایلچپور اور دلات کونڈوارہ اور نقولے قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کے قبضہ مین واگذار کرین اور سلطان محمود من بعد دیار دکن مین مضرت نہ پہونچائے سلطان محمود نے فرمایا کہ مدار محاسبات دفتر کا تاریخ قمری پر رکھین تاریخ شمسی کو یک قلم برطرف کرین اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین شیخ علاء الدین کہ علماے وقت سے تھا شادی آباد کے اطراف مین پہونچا سلطان محمود خلجی نے حوض رانی تک استقبال کیا اور گھوڑے پر سوار ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور سلطان نے اُس کی تعظیم و احترام مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین مولانا عماد الدین ایلچی سید محمد نوربخش کا سلطان محمود کی خدمت مین پہونچا اور خرقہ شیخ کا بر سبیل تبرک لایا سلطان ورود خرقہ کو نعمت کبرے تصور کر کے مولانا عماد الدین کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور حالت سرور اور خوش حالی مین خرقہ پہنکر دست بذل اور احسان کا کھولا اور اس ملک کے جمیع علما اور مشائخ کو کہ مجلس مین حاضر تھے محظوظ اور بہرہ مند کیا اور محرم ۸۷۲ھ آٹھ سو بہتر ہجری مین بیکون نے یہ خبر سہونچائی کہ مقبول خان برگشتہ روزگار نے محمود آباد کو جو بالفعل ساتھ کھیرلہ کے مشہور ہے تاراج کر کے والی دکن سے ملتجی ہوا ہے اور چند زنجیر فیل کہ مصالحہ ملکی کے واسطے اُس کے ہمراہ رہتے تھے کھیرلہ کے رائے زادہ کے حوالہ کیے اور رائے زادہ قصبہ محمود آباد پر منصرف ہوا اور جو مسلمان کہ قلعہ مین مقیم تھے سب کو شہید کیا اور طائفہ گوندان کو ساتھ اپنے موافق کر کے راستہ مسدود کیا سلطان محمود نے یہ خبر پہونچتے ہی تاج خان اور احمد خان کو اس فساد کے دفع کے واسطے رخصت فرمایا اور خود بھی بتاریخ آٹھوین ربیع الاول سنہ مذکور مین ظفر آباد نعلچہ مین نزول کیا اور چند روز کے بعد محمود آباد کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ تاج خان روز دسہرہ کو کہ برہمنہ کا روز ہاے بزرگ سے ہے ستر کوس تاخت کر کے اس مقام مین پہونچا اور جب سنا کہ رائے زادہ کھانا کھانے مین مشغول ہے تاج خان نے کہا کہ دشمن غافل کے سر پر جانا مردانگی سے

بعید ہی اس مقام مین گھوڑے کی باگ روکی اور ایک شخص کو اس کے پاس بھیجکر خبردار کیا راے زادہ نے
ہاتھ کھانے سے کھینچا اور اپنے آدمیون کو مسلح کرکے جنگ پر آمادہ ہوا اور طرفین سے ایسی کوشش ظہور
مین آئی کہ اُس پر اور زیادتی متصور نہین ہی قضارا ایک جماعت کثیر اُس کے ہمراہیون سے علف شمشیر
ہوئی اور وہ خود سر و پا برہنہ بھاگا اور گوندان سے ملتجی ہوا اور ہاتھی مقبول خان کے مع دیگر غنایم اور
قصبہ محمود آباد دستیاب ہوا اور رجب عریضہ تاج خان کا سلطان محمود کو پہونچا نہایت مسرور ہوا اور
ملک الامرا ملک دادر کو اُس گروہ کی تنبیہ اور تدارک کے لیے کہ راے زادہ کو پناہ دی تھی مقرر کیا
اور جب یہ خبر اس گروہ کو پہونچی راے زادہ کو مقید کرکے تاج خان کے پاس بھیجا اور سلطان محمود نے بعد از
فتح فسخ عزیمت محمود آباد کرکے رجب کی چھٹی تاریخ کو قصبہ سارنگ پور مین آن کر نزول کیا اور اس مقام
مین بعد چند روز کے خواجہ جمال الدین استرآبادی از جانب مرزا سلطان سعید برسم ایلچی گری مع تحفہ
اور سوغات آیا سلطان خواجہ کے آنے سے بہت خوش وقت ہوا اور اُسے بھی نوازش خسروانہ سے خوشدل
کرکے رخصت کیا اور اقسام سوغات ہندوستان سے پارچہ اور تماش اور چند کنیز ناچنے گانے والی
اور چند فیل محمولہ زر اور گھوڑے عربی اور قصیدۂ غرا کہ سلطان ایران کی مدح مین کہا تھا اور ظاہر
زبان ہندی مین تھا مصحوب شیخ علاء الدین ہمراہ خواجہ جمال الدین کے بھیجا اور خود دار الملک
شادی آباد مین قرار پکڑا اور شہنشاہ ایران اس قصیدے سے جو شاہ مالوہ کا طبعزاد تھا اس قدر
محظوظ ہوا کہ اور ہدایا سے اس قدر خوشحال نہ ہوا اسی سال گوالیار کے راجہ نے سُنا
کہ میرزا سلطان ابوسعید کو علم موسیقی اور سنگیت کی طرف میل تمام ہے اس فن کے دو تین نسخے
معتبر مردم عالم اور کتاب خوان کے ہمراہ ارسال کیے بعد اُس کے اُس کا بیٹا راجہ نوپ بھی
اخلاص موروثی کا لحاظ کرکے ہمیشہ تحف و ہدایا بھیجتا تھا اور سنہ ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین
غازی خان کی عرض داشت اس مضمون سے پہونچی کہ کھواڑہ کے زمینداروں نے شاہراہ
اطاعت سے قدم باہر رکھا ہی سلطان بمجرد پہونچنے اس عریضہ کے اس جماعت کی تادیب کے واسطے
عازم ہوا اور لشکر عظیم اس ملک مین روانہ کیا اور خود اُس ولایت کے مداخل اور مخارج کی صعوبت
کو ملاحظہ کرکے مابین ولایت استقامت فرمائی اور قلعہ کی بنیاد ڈال کر چھ روز کے عرصہ مین
اس عمارت کو شرف اتمام بخشا اور اُس کا نام جلال پور رکھکر میرزا خان کے سپرد فرمایا اور اسکی
محافظت کی تاکید کی اور شعبان کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور مین شیخ حرملی اور کنور چند پسر راجہ گوالیار برسم سفارت
سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی فتح آباد کی نواحی مین خدمت مین سلطان کی حاضر ہو کر جو تحفہ کہ لائے تھے
گذرانا اور اُسکے بعد زبانی یہ معروض کیا کہ سلطان محمود شرقی ہم سے دست کش نہین ہوتا اگر آنحضرت ہماری
امداد و اعانت کے واسطے اطراف دہلی مین تشریف شریف ارزانی فرمائین اور اُسکے فتنہ و فساد سے ہمین بچائین

بچائین

بخشین مراجعت کے وقت قلعہ بیانہ کو مع توابع پیشکش کرونگا اور سلطان کی سواری کے واسطے چھ ہزار گھوڑے مع ساز و سامان خدمت مین بھیجونگا سلطان محمود نے فرمایا جس وقت سلطان حسین دہلی کی طرف متوجہ ہووے مین بسرعت تمام کمک اور امداد کو پہونچونگا اِس قرارداد کے بعد ایلچیون کے حال پر تفقد کرکے دارالملک شادی آباد کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ ان دنون ہوا نہایت گرم تھی راستہ مین حرارت کی شدت کے سبب مزاج اعتدال سے منحرف ہوا اور روز بروز مرض کو ترقی اور قوت کو تنزل حاصل ہوتا رہا یہان تک کہ ذیقعدہ کی انیسوین تاریخ ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین بولایت کھوارہ خرابہ دنیا سے دارالملک عقبےٰ کی سمت خرامان ہوا اس کی مدت سلطنت چونتیس سال تھی بیت بجاہ ارچہ برآسمان تخت برو ✽ بجاہ ولحد عاقبت رخت برو ✽ سلطان محمود کی عمر جس قدر تخت نشینی کے وقت تھی اسی، قدر مدت سلطنت کرنا ندرت اور غرابت سے خالی نہین ہے امیر تیمور صاحبقران گورگان نے بھی چھتیس سال کے سن مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تھا اور مدت اُن کی سلطنت کی بھی چھتیس سال تھی ناظرین احوال سلاطین مالوہ پر مخفی نرہے کہ سلطان محمود خلجی کو اور بھی فتوحات کثیرہ حاصل ہوئین لیکن اِس کتاب کے مولف ملا محمد قاسم ہندوشاہ فرشتہ نے تطویل سے اندیشہ کرکے وہ فتوحات اس مقدمہ مین درج نہین کین جاننا چاہئیے کہ سلطان محمود بادشاہ عادل اور شجاع اور نیک اخلاق اور باسخاوت تھا اور اس زمانہ مین کہ زمام سلطنت مالوہ اس کے قبضہ اختیار مین تھی چارون طرف سے کیا ہندو کیا مسلمان اس کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے اور آغاز سلطنت سے خاتمہ تک کوئی سال ایسا نہین ہوا کہ بے منفعت گذرا ہو بلکہ وہ سلطان اپنی آسایش اور فراغت کو لشکرکشی اور جنگ وجدل مین جانتا تھا اور ہمیشہ مورخان کہن سال اور سیاحان جہان سے احوال بادشاہون اور بزرگون کا خوب دریافت کیا کرتا تھا اور قواعد جہانداری کے تحصیل مین بھی غافل نرہتا تھا اور شاہان ماسلف اور خلف کے اخلاق پسندیدہ اور روش ستودہ کو اپنے دل مین نگاہ رکھتا تھا اور اپنے درباریون اور مجرائیون کے روبرو نقل فرماتا تھا اور اس چیز سے جو اُنکے باعث زوال دولت اور موجب خرابی خاندان ہوئے اس سے پرہیز کرتا تھا اور اس کی سلطنت مین چور اور ٹھگ کا نام کوئی نہ سنتا تھا اور اگر احیاناً کسی تاجر یا فقیر کا مال چوری جاتا تھا بعد ثبوت دزدی فوراً اپنے خزانہ سے اُسے پہونچاتا تھا اور بعد اُس کے وہ مال مسروقہ اس موضع کے چوکیدارون اور نگہبانون سے برآمد کرواتا تھا اس سبب سے جو امیر یا فقیر اس کی مملکت مین آتے تھے صحرا مین فروکش ہوکر اپنی جان و مال کی نگہبانی اور محافظت نکرتے تھے ایک روز شیر یا ببر نے دریا کے کنارے ایک مسافر پر حربہ کیا اور اس کے مان وفرزندون نے درگاہ سلطان مین آن کر درندہاے دشتی کی شکایت کی سلطان محمود خلجی نے حکمنامجات اپنے تمام ممالک محروسہ مین اس مضمون کے جاری کیے

کہ بمجرد وصول حکمنامہ تمام حکام اپنے اپنے علاقہ کے حیوان شکاری اور درندہ کو ہلاک کرین اور مین بعد جس کے علاقہ مین شیر یا چیتا وغیرہ نظر آوے وہان کے حاکم کو عوض مین اُس کے قتل کرین اس سبب سے اُس کے عہد معدلت مہد مین اور اس کے بعد بھی برسون ولایت مالوہ مین شیر و گرگ وغیرہ کی صورت دکھائی ندیتی تھی اور ایک شاعر نے اُس کی تاریخ وفات یہ کہی تھی یادگار کے واسطے درج کتاب ہوئی

قطعہ تاریخ شاہ خلجی نژاد سلطان محمود ✦ از دار فنا چو راہ عقبی بسپود ✦ تاریخ وفات حضرت سلطان شد ✦ از بام بہشت علان بابی مقصود

ذکر سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کی جہانداری کا

جب سلطان محمود خلجی نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اُس کا بڑا بیٹا باپ کی وصیت کے بموجب مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور عامہ گروہ خلق کو اپنی ذات خاص سے راضی اور شاکر کیا اور دو زر کہ بیوم جلوس اُس کے چتر پر نثار کیا تھا مبلغ خطیر ہوتا تھا اہل استحقاق پر تقسیم کیا اور فدوی خان اپنے بھائی کو سنئے شہر کے ولایت اور چند پرگنہ دیگر کی حکومت پر جو کہ سلطان محمود خلجی کے عہد مین اسنے تصرف مین رکھتا تھا مامور کرکے مسرور کیا اور اپنے بڑے بیٹے عبد القادر کو ناصر الدین خطاب دے کر ولیعہدی پر منسوب فرمایا اور اُسی وقت شغل وزارت اُسے ارزانی کرکے چتر اور پالکی اور جاگیر بارہ ہزار سوار کی اُسے عنایت فرمائی اور بعد انفراغ جشن سلطنت جمیع مناصب کو مردم امین کاروان سے رجوع کرکے اُنسے یہ فرمایا کہ مین نے سلطان مرحوم کے عہد مین چونتیس برس لشکرکشی کی تھی اب وقت آسایش و آرام ہے پس مملکت باپ کی جو مجھکو ملی ہے اُسکی محافظت مین کوشش کرکے پاؤن دامن قناعت مین کھینچکر ابواب عشرت اپنے منہ پر کھولتا ہون در مقصود کو مفتوح کرکے حکم فرمایا کہ ہمارے قلمرو مین جس قدر اسباب عیش اور سامان طرب سے بہم پہونچے حاضر کرین اور جو کچھ ممالک غیر مین یعنے ایران اور توران اور روم سے ممکن ہو ایلچی بھیجکر جس طور سے ہو سکے بہم پہونچا دین چنانچہ گائینن اور خواصین صاحب جمال کی اسکے حرم سرا مین کثرت ہوئی اور جو کہ سلطان غیاث الدین عورتون کے فراہم کرنے مین درپے تھا عورات آزاد اور بندہ اور راجاؤن وغیرہ کی بیٹیان دس ہزار تخمیناً اُس کے شبستان مین جمع ہوئین اور راجاؤن اور رئیسون کی بیٹیون کے مناصب جو کہ سلاطین کے دولت خانون مین ہوتے ہین مرحمت کیے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ جس قدر عہدہ دار اور مناصب اور عملہ باہر تھا اُسی قدر محلسرا مین بھی بہم پہونچا بعضے وکیل اور وزیر بخشی اور خزانچی اور داروغہ توشک خانہ اور امیر الامرا اور منشی اور مخبر اور مشرف اور محرر اور منجم ہوئین اور بعضے صدر اور مدرس اور حکیم اور ندیم اور محتسب اور مفتی اور موذن اور حافظ اور معرف ہوئین اور اسی طرح لونڈیون اور خواصون کو صنایع اور وہ ہنر کہ جہان مین شائع اور مشہور ہین سکھائے چنانچہ بعضون کو ناچنا اور گانا مزامیر کا بجانا تعلیم فرمایا اور بعضون کو زرگری آہنگری نجاری یا دوکاری

محمل بافی شال بافی تیرگری کمانگری کوزہ گری جامہ بافی خیاطی ترکش دوزی کفش دوزی حیاطی و نجاری کشتی گیری شعبدہ بازی اور قسم قسم کے ہنر کہ جن کا بیان موجب تطویل کتاب اور درازی سخن ہے سکھلاکے اور ان کے فرقے اور طبقے علحدہ علحدہ کرکے ہر ایک کو ایک کے سپرد کیا اور پانچ سو کنیز ترک کو لباس مردانہ پہنا کر تیر اندازی اور برچھی بازی اور پکیتی تعلیم کی اور انھین سپاہ ترک موسوم کرکے اپنی میمنہ مین جگہ دی تو نیزے ہاتھ مین لے کر اور ترکش کمر پر باندھ کر ایستادہ رہین اور پانسو کنیز حبشی کو عورتون کے لباس سے برآوردہ کرکے برق اندازی اور شمشیر بازی تعلیم کرکے میسرہ ان کے حوالہ کی اور اپنے حرم سرا مین ایک چوپڑ کی بازار تعمیر فرما کر اُسے آباد کیا جو شے شہر کے بازار مین بکتی تھی وہان بھی فروخت ہوتی تھی اور کوئی عورت بوڑھی اور بدقیافہ پرستارون اور خواصون مین نہ تھی اور اگر کوئی بدصورت کسی وجہ سے حرم مین بستی بھی تو وہ مجلس سلطان مین حاضر نہ ہوتی تھی اور یہ امر بھی عجائبات سے ہے کہ وظیفہ تمام عورتون اور کنیزون کا جو سردارون اور منصبدارون کے سوا تھین یکسان اور برابر مقرر کیا تھا دو تنگہ نقد اور دو من غلہ بوزن شرع ہر ایک کو دیتا تھا اور ہر ایک جاندار کو کہ اُسکی مجلس مین تھے فی اسم دو تنگہ اور دو من غلہ مقرر تھا چنانچہ طوطی اور مینا اور کبوتر کا بھی دو من غلہ اور دو تنگہ مقرر کیے تھے ایک دن اس کے مکان مین ایک چوہا نظر پڑا دو من غلہ اور دو تنگہ اُس کے واسطے بھی مقرر کرکے موش کو ایک کے حوالہ کیا کہ ہر روز غلہ سوراخ موش کے قریب رکھتی رہین اور وہ لونڈیان اور عورتین جن کی طرف اس کی طبیعت زیادہ تر مانوس اور مالوف تھی انھین زیور طلائی اور مرصع مرحمت فرمایا تھا لیکن مشاہرہ مین سب کے برابر تھین اور یہ امر مقرر کیا تھا کہ ہر شب میرے سرہانے سو اشرفی طلائی رکھکر صبح کو اہل استحقاق کو تقسیم کرتی رہین اور یہ بھی مقرر کیا کہ جب اس کی نظر عیال اور اطفال اور اسباب اور ادوات سلطنت پر پڑے شکر کرے بالکہ جس وقت لفظ شکر اُس کی زبان پر جاری ہووے پچاس تنگہ مستحقون کو پہونچاوے اور سب سے یہ آئین خوشتر مقرر کیا تھا کہ دربار یا سواری کے درمیان مین سلطان جس شخص سے ہمکلام ہو وہ خواہ بزرگ ہو خواہ خرد اُسے ہزار تنگہ عطا کرین اور ہزار کنیز حافظ قرآن مجید حرم مین رکھتا تھا اُنھین یہ حکم دیا کہ جس وقت مین لباس تبدیل کرون سب باتفاق قرآن مجید ختم کرکے دم کرتی رہین اور جب ایک پہر رات سے باقی رہتی تھی اداے لوازم عبادت مین مشغول ہوتا تھا اور جبین انکسار زمین نیاز پر رکھکر اپنے مطالب اور مآرب درگاہ الٰہی سے درخواست کرتا تھا اور اہل حرم کو تاکید تھی کہ نماز تہجد کے واسطے مجھے بیدار کرتی رہین اور اگر مین نیند کے غلبہ سے بیدار نہ ہون پانی منھ پر چھڑککر جگادین اگر اس تدبیر سے بھی نہ جاگون مجھے زور سے ہلادین اور اگر یہ بھی مفید نہو ہاتھ پکڑکے اُٹھادین اور اپنے مقربون کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہنگام عشرت اور کلام دنیا مین مشغول ہونے

کے وقت وہ چیز کہ جس کا نام کفن ہی اُسے دکھلاتے تھے تو وہ متنبہ ہوکر عبرت حاصل کرتا تھا مجلس برخاست کرتا تھا اور تجدید وضو کرکے توبہ اور استغفار مین مشغول ہوتا تھا اور اس کی مجلس مین کلام نامشروع اور وہ سخن کہ موجب ملالت طبع ہو نہین کہتے تھے اور مسکرات کی طرف ہرگز رغبت نہ کرتا تھا اور مشکوک چیزون سے ایسا پرہیز کرتا تھا کہ ایک دن حکما نے لاکھ روپیہ خرچ کرکے سلطان کے واسطے معجون تیار کی اور اُس کے پاس لائے فرمایا کہ اس مین کیا اجزا شریک ہین میرے سامنے بیان کرو خلاصہ یہ کہ تین سو اور چند ادویہ مین فقط ایک درم جوز بوا داخل تھا فرمایا کہ یہ معجون میرے کام کی نہین اسے آگ مین جلا دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی کہ یہ معجون اور لوگون کو عطا ہو وے فرمایا حاشا جو شی کہ مین اپنے اوپر روا نہین رکھتا وہ دوسرون کے واسطے بھی تجویز نہین کرتا اور مروت اور جوانمردی سلطان مین اس درجہ تھی کہ ایک مرتبہ سلطان کے عرض بیگی شیخ محمود نعمان کا ہمسایہ تھا دہلی سے اس کے پاس آیا اور اس نے شیخ سے یہ بات کہی کہ مین سلطان کے عطایاے عام کا شہرہ سنکر آیا ہون تاکہ آپکے ذریعہ سے اپنی دختر کے کار خیر سے نجات پاؤن شیخ نے جواب دیا کہ یہ کام تیرا مین انجام کر سکتا ہون اس نے کہا مین تجھسے نہین لونگا چاہتا ہون کہ عطیہ سلطان سے میری آبرو بڑھے شیخ نے ہرچند تکرار کی وہ راضی نہوا پھر شیخ نے جواب دیا کہ مین اور سائلون کو جو میرے پاس آتے ہین سلطان کی ملازمت مین لے جاکر اُن کے باپ دادا کی بزرگی یا اُن کے فضائل بیان کرتا ہون اور تو ان دونون امرون سے عاری ہی بتلا مین تیری کیا صفت کرون اُس نے کہا اب میرے بخت رسا کی رسائی سے آپ کا دامن دولت ہاتھ آیا ہی آپ اپنی عقل و دانش کو کام فرمائین الغرض شیخ اس مرد کو سلطان کے دربار مین لے گیا اور وہ گیہون جو فقرا اور مساکین کے واسطے وزن کرتے تھے اس سے فرمایا کہ تو اس مین سے کسی قدر اُٹھا کر اپنے پاس رکھ چھوڑ اس نے حسب ایماء عمل کیا اور شیخ سلطان کے روبرو حاضر ہوا اور سائل بھی سایہ کی طرح اُس کے پیچھے کھڑا ہوا سلطان نے پوچھا کہ یہ کون ہی شیخ نے کہا اہل استحقاق سے ہی اور دہلی سے آیا ہی اور ہدیہ اس کا گندم ہی سلطان نے کہا اسے کس واسطے یہان لایا ہی مین اس کے پاس جانا سزاوار اور لائق تھا شیخ نے کہا اسے ایسی لیاقت اور قابلیت نہین کہ سلطان اسکی ملاقات کو تشریف لیجاتے سلطان نے جواب دیا اگر یہ لائق نہ تھا اس کا ہدیہ تو عزیز تھا آخر سلطان نے مبالغہ کرکے یہ حکم دیا یہ شخص بعد فراغ نماز جمعہ مسجد مین اپنا ہدیہ گذرانے خلاصہ یہ کہ اُس شخص نے سلطان کے حکم کے موافق بعد نماز جمعہ منبر پر چڑھ کر گیہون سلطان کے دامن مین ڈالے سلطان نے توجہ اور التفات کرکے اُسے قسم قسم کے عطایا سے سرفراز فرمایا منقول ہی کہ ایک دن سلطان نے اپنے مقربون سے یہ فرمایا کہ مین نے کئی ہزار حرم صاحب جمال بہم پہونچائے لیکن وہ صورت جو میرا دل چاہتا ہی آئینہ شہود مین جلوہ گر نہوئی ایک شخص نے

ایلچی

اُن مین سے عرض کی کہ شاید وہ لوگ جو اس خدمت پر مامور ہین صورت خوب اور پیکر مرغوب کی تمیز کامل
نہین رکھتے اگر بندہ اس خدمت پر مامور ہووے یقین ہی کہ وہ صورت جو طبع سلیم کے موافق ہو بہم
پہونچائے سلطان نے فرمایا تجھے صورت خوب کی کیا دانست ہی اس کی صفت بیان کر اُس نے جواب
دیا کہ خداوند نعمت صاحب جمال کی یہ صفت ہی کہ وہ ایسا متناسب الاعضا ہووے کہ جو عضو اُس کا
نظر آوے بیننده کو دوسرے اعضا کے دیکھنے سے مستغنی کرے مثلاً اگر اُس کا قد موزون دیکھے
اُس پر ایسا شیدا اور مفتون ہووے کہ اُس کے چہرہ کے دیکھنے کی پروا نہ کرے سلطان نے اس کا
حسن تمیز پسند کیا اور اُسے اس خدمت پر مامور کیا اور وہ نقد رخصت حاصل کر کے بلاد محروسہ وغیرہ مین
برآمد ہوا ہر چند وہ شہر بشہر پھرا لیکن وہ صورت آئینۂ نظر مین عکس پذیر نہوئی اتفاقاً جب پلٹ کر سلطان
کی ولایت مین آیا ایک موضع مین ایک لڑکی زہرہ جبین غیرت ماہ دیکھی وہ خرامان خرامان جاتی تھی کیفیت
رفتار اور حسن قامت نے اُسے مفتون کیا پھر جب اُس آفت روزگار کا مواجہہ ہوا نظر اُس کے
جمال باکمال پر پڑی جو کچھ چاہتا تھا اُس سے بھی زیادہ تر پایا آخرش چند روز اس موضع مین بسر
لے گیا جس حیلہ اور تدبیر سے بن پڑا اُس لڑکی کو وہان سے اپنے ہمراہ نکال لایا اور سلطان کی ملازمت
مین پہونچا کر بنہایت محظوظ کیا اور کہا کہ مین نے اسے کئی ہزار روپیہ کو خرید کیا ہی جب اُس کے عزیز اقارب
کہ اُس کی جستجو مین تھے ناگاہ اُنھین یہ خبر پہونچی کہ ایک شخص نے چند روز اس موضع مین قیام کیا
تھا وہ لڑکی کو نکال لے گیا ہی اُس کی مان اور باپ منڈو مین آ کر سر راہ عین سواری مین سلطان سے
فریادی ہوئے سلطان نے اپنے دل مین کہا کہ یہ ماجرا کیا ہی اس صورت مین وہان سے آگے قدم
نہ اٹھایا اور علما کو طلب کر کے فرمایا تم حکم شرع مجھ پر جاری کرو دادخواہون نے حقیقت حال پر مطلع
ہو کر عرض کی کہ ہماری دادخواہی اس واسطے تھی کہ شاید وہ شخص لڑکی کو اور کہین لے گیا ہو اب ہمین
دریافت ہوا کہ وہ سلطان کے حرم مین ہی ہمارے تئین عین شرف وسعادت ہی اب ہمین اُس شخص
سے کچھ دعوی نہین ہی سلطان نے علما سے کہا اب وہ عورت مجھ پر مباح ہوئی لیکن ایام گذشتہ کے
بارہ مین جو کچھ حکم شرع ہو میری نسبت بجا لاؤ اگرچہ اُسمین قتل عام ہو علما نے فرمایا کہ جو حرکت نادانستگی اور
لاعلمی سے سرزد ہو وہ شریعت مین معاف ہی اور اسکی تلافی کفارہ ہی سلطان نے باوجود اس حال کے
اس امر سے پشیمان ہو کر فرمایا کہ من بعد آدمی عورتون کی تلاش سے باز آوین اور سلطان غیاث الدین
کی بیوقوفی اور حسن اعتقاد اور سادہ لوحی کی نقل کرتے ہین کہ ایک روز ایک شخص ایک سم گدھے کا لا کر عرض پیرا
ہوا کہ سم خر عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام ہی سلطان نے اسے پچاس ہزار تنگہ سیاہ دلوائے اور وہ سم خرید
کیا القصہ اُس کے بعد تین آدمی اور بھی خر عیسیٰ کا ایک ایک سم لائے اور اُسی قیمت پر بیچا اتفاقات حسنہ
سے ایک شخص پانچوین نے بھی ایک سم خر لا کر دعوے کیا کہ یہ سم خر عیسیٰ ہی سلطان نے اُسے بھی مول لیکر

حکم کیا کہ اُس کی قیمت بھی پچاس ہزار تنگہ سیاہ دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی شاید خر عیسیٰ کے پانچ
پانون تھے کہ حضرت نے اُس کی قیمت بھی اُسی تعداد پر دلوائی سلطان نے ارشاد کیا شاید یہ امر
جو تو کہتا ہے راست ہو یا ایک شخص ان مین سے غلط لایا ہو اور آنجناب کو شکار کی بہت رغبت تھی آہو کے واسطے
آہو خانہ کثرت سے بناکر قسم قسم کے جانور اقسام طیور اُس مین جمع کیے تھے اور مع عورات بسیار سوار
ہوکر آہو خانون مین شکار کرتا تھا اور اُس سبب سے کہ زنان صاحب جمال اور نغمہ ساز کی صحبت کا بہت
مائل اور راغب تھا اکثر اوقات ایک مرتبہ برآمد ہوکر ایک لحظہ تخت پر اجلاس کرکے سلام مجرائیون کا
لیتا تھا اور سلطنت کے امور معظم اور عمدہ کو دریافت کرکے باقی مہمات وکلا اور وزرا سے رجوع کرتا تھا
اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ ایک ہفتہ اور دو ہفتہ تک برآمد نہوتا تھا لیکن ارکان دولت اور
اعیان حضرت کو حکم کیا تھا کہ امور عمدہ جو کچھ مملکت مین شائع ہون یا عریضہ سرحد سے پہونچے حرم سرا
مین فلان عورت کے پاس بھیجتے رہین تو اس سے دریافت کرکے اُس کا جواب لکھتا رہون تاکہ عشرت امور
جہانداری کے مانع نہ ہو اور اُس کے عہد مین کسی طور کا خلل مملکت مین واقع نہوا لیکن ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے
ہجری مین کہ سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی نے پالنپور مین کہ مضافات شہور سے یعنے نئے شہر سے ہے
خرابیان بہت واقع کین جب یہ خبر مندو مین پہونچی کوئی شخص قدم جرأت کا آگے رکھکر یہ مضمون
معروض نکرسکا لیکن وزرا کی مصلحت اور صوابدید کی وجہ سے حسن خان نے ایک روز موقع فرصت
دیکھکر عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول سلطان سعید محمود شاہ خلجی کو زر خطیر برسم پیشکش
بھیجتا تھا اور ان دنون مین سُنا جاتا ہے کہ اُسے دلیری پیدا ہوگئی ہے اور اُس کی فوج نے قصبہ پالن پور
مین دست درازی کی ہے یہ خبر سُنکر فوراً شیرخان بن مظفر خان حاکم چندیری کو لکھ بھیجا
کہ لشکر بھیلسہ اور سارنگ پور کو ہمراہ لیکر سلطان بہلول کی گوشمالی کے لیے متوجہ ہو
بمجرد صدور فرمان شیرخان سامان جنگ درست کرکے بیانہ کی طرف روانہ ہوا اور جو سلطان بہلول نے
طاقت مقاومت اپنے مین مفقود دیکھی بیانہ کو چھوڑکر دہلی کی طرف راہی ہوا شیرخان پیچھا کرکے
دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیرخان کو بمصالحہ اور ہدیہ تعاقب سے باز رکھا اور اُس نے قصبہ
پالنپور مین جاکر از سر نو اُسے تعمیر کیا اور چندیری کی سمت گیا اور اُسی سال سلطان غیاث الدین راجہ جینانیر کی
التماس کے بموجب سراپردہ سُرخ نعلچہ کی طرف بھیجکر خود بھی سوار ہوا اور قصر جہان نما مین مقیم ہوکر
علما کو طلب کرکے راجہ کی کمک کے بارہ مین استفسار کیا سب علما نے متفق اللفظ والمعنی ہوکر جواب دیا کہ
کفار کی حمایت جائز نہین ہے سلطان پشیمان ہوکر لوٹ آیا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین
مرقوم کیا ہے کہ سنہ ۸۸۶ ہجری مین قران غلو مین واقع ہوا یعنے زحل اور مشتری برج عقرب مین بدرجہ و دقیقہ
متحد اور مقارن ہوئے اور کواکب خمسہ نے بھی برج واحد مین اجتماع قبول کیا اور سامر نحوست نے

اکثر ممالک مین ظہور پایا خصوصاً ممالک خلجیہ مین خلل عظیم ظاہر آیا اور آنا سلطان بہلول کا اور ویرانی پالن پور کی اسی کے اثر سے تھی اور گیارہوین جمادی الآخر سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین شیخ المحدثین والمفسرین قدوۃ المحققین شیخ سعد اللہ لاری المشہور بہ مندوی کا طومار حیات پیچیدہ ہوا یعنے قضاے الٰہی سے فوت ہوئے اور سلطان محمود خلجی کے گنبد مین دفن ہوئے اور شہر کی خلائق کیا ہندو کیا مسلمان غمگین اور محزون ہوئی بعدہ سنہ ۹۰۳ نوسو تین ہجری مین جو سلطان غیاث الدین نہایت ضعیف اور پیر ہوا تھا اس کے بیٹے ناصر الدین اور شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین کہ برادر حقیقی تھے دونون مین نزاع واقع ہوئی اور اُن کی والدہ رانی خورشید راجہ بگلانہ کی بیٹی تھی اُسنے چھوٹے بیٹے کی جانب داری کرکے امرا کو ساتھ اسکے موافق اور متفق کیا اور ناصر الدین کو باپ کی نظر سے گرایا بلکہ ایک روز ایک جماعت اُسکی گرفتاری کے واسطے مامور کی ناصر الدین خبردار ہوکر سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین مندو سے بھاگا اور اسباب اُس کا علاء الدین کے تصرف مین آیا اور پھر ناصر الدین کی ہلاکت پر آمادہ ہوا اور وہ اس امر سے واقف ہوکر ولایت کے درمیان مقیم ہوا اور اطراف وجوانب سے امرا اور سپاہ اسکے پاس فراہم ہوئی اور اُس نے قوت پکڑی اور کام اُس کا اس انتہا کو پہونچا کہ چتر سر پر بلند کرکے قلعہ شادی آباد کے قریب آیا اور اُسے محاصرہ کیا اور جو وہ سالہاے دراز تک منصب وزارت پر منصوب رہا تھا اس وجہ سے اکثر آدمی شہر کے اُس سے راضی اور شاکر اور اُس کی آبرو کرتے تھے اُس وقت مین سب اُس کے شریک اور یکزبان ہوئے اور یکایک شہر کا دروازہ کھول دیا اور بحالت بے خبری اُسے شہر مین لائے اور شجاعت خان مشہور بعلاء الدین نے کہ قلعہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا بھاگ کر باپ کے مکان مین پناہ لی اور ناصر الدین نے نشان جسارت اور بے ادبی بلند کرکے ایک جماعت کو نامزد کیا جنھون نے علاء الدین اور رانی خورشید زحل طبیعت کو باپ کے مکان سے بجبر وتعدی باہر نکالا اور قساوت پر کمر باندھکر علاء الدین اور اُس کے فرزندون کو گوسفند کی طرح ذبح کیا اُس وقت ناصر الدین نے مہمات سلطنت ساتھ اپنے رجوع کرکے تاج شاہی سر پر رکھا اور سلطان غیاث الدین کہ محاصرہ مین نظربند تھا چند روز مین فوت ہوا اور سلطان ناصر الدین باپ کے زہر دینے کے اتہام سے تمام عالم مین بدنام ہوا سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت تینتیس سال (سی وسہ سال) اور چند ماہ تھی ✤

ذکر سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت اور جہانداری کا

سلطان ناصر الدین خلجی سلطان محمود خلجی کی حیات مین پیدا ہوا تھا اور سلطان سعید نے نہایت سرور و نشاط سے ایک ماہ کامل بساط عیش مبسوط رکھکر پوتے کے دیکھنے کے شکرانہ مین کہ موہبت عظمیٰ ہے عامہ برایا کو عموماً اور اہل فضل کو خصوصاً اپنے خوان احسان اور مائدہ فیض اپنے سے بہرہ یاب کیا تھا منجمان

اختر شناس نے اُس کے زائچہ اور طالع مسعود کو دیکھکر ایسا حکم کیا کہ لوگ داستانون مین اُس کا تذکرہ کرینگے اور ساتوین روز شہریار اُسے آغوش عاطفت مین لے کر بزرگان دین کے سامنے لایا اور اُس کا نام عبد القادر رکھا اور چو علامت شہریاری کی اُسکی جبین مبین سے روشن اور ہویدا تھی جس وقت سن رشد اور تمیز کو پہونچا اُس کے باپ سلطان غیاث الدین خلجی نے اُسے ولیعہد کرکے شغل وزارت تفویض فرمایا اور اُسکا چھوٹا بھائی شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین اگرچہ بحسب ظاہر اس سے نہایت موافقت رکھتا تھا لیکن نفاق باطنی مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتا اور اواخر سلطنت سلطان غیاث الدین خلجی مین ایک دن اُس نے یہ معروض کیا کہ ناصر الدین کے ساتھ ایک جماعت اوباش شریک ہوکر اُسے مخالفت اور ملک گیری کی تحریص وترغیب کرتی ہے اس صورت مین علاج واقعہ کا وقوع سے بیشتر پر ضرور ہے سلطان غیاث الدین خلجی نے پہلے ارادہ اُس کی گرفتاری اور مقیدی کا کیا لیکن جو کہ آثار نجابت اُس کے چہرہ حال سے واضح اور عیان تھے چاہا کہ بند لطف اور زنجیر احسان مین مقید کرے لہذا منصب اور جاگیر اُس کی اضافہ کی اور ممالک کے بخشی کو حکم کیا کہ امرا اور افسران سپاہ کو پروانگی دیوے کہ ہر صباح سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان پر جاکر اُس کے ہمراہ رکاب دولتخانہ مین حاضر ہوا کرین الغرض جب سلطان ناصر الدین باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا تمام محالون مین اپنے گماشتے مقرر کیے اور عمال پرگنات کو کہ موسے خان اور لکھن خان عمائد سرداران سے تھے اُنھین معزول کرکے اُن کی خدمت پر شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو منصوب کیا اور عمال مذکورہ معزول ہوکر رانی خورشید سے ملتجی ہوئے اور رانی خورشید کہ اپنے چھوٹے بیٹے شجاعت خان مشہور بعلاء الدین سے محبت زیادہ تر رکھتی تھی اور بڑے بیٹے سے اُسکا دل صاف نہ تھا باتفاق شجاعت خان مشہور بعلاء الدین عرض عالی مین پہونچایا کہ ملک محمود کوتوال اور سوند اس بقال ابلیس کے مانند غدار اور مکار ہوکر سلطان ناصر الدین کے شریک اور مخصوص ہوئے ہین اور فساد برپا کیا چاہتے ہین چونکہ سلطان کا مدار کار صحبت زنان پر تھا بے پرسش وتفحص اُنھین قتل کیا اور مکان اُن کے ضبط اور غارت کیے سلطان ناصر الدین نے اس امر کے بعد دربار کی آمد وشد یکقلم موقوف کی اور چندے روز حاضر نہوا اور رانی خورشید اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین کی سعی اور اہتمام سے موتی خان اور لکھن خان بقال نے کلمات غرض آمیز بہ لباس بے غرضی معرض سلطانی پہونچائے اور از روے استقلال مہمات ملکی مین مصروف ہوکر دست تصرف خزانہ مین دراز کیا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا نے فرصت دیکھکر موتی خان بقال کو جو فتنہ وفساد کا مصدر تھا قتل کیا اور حرم سلطانی مین گھس گئے اور رانی خورشید نے یہ داستان عجیب آب وتاب سے سلطان کے سمع مبارک مین پہونچائی تاکہ نائرہ غضب سلطانی مشتعل ہوا لکھن خان کو فرمایا کہ

موتی خان بقال کے قاتلون کو سلطان ناصرالدین خلجی کے مکان سے گرفتار کرلاوے اور رخصت کے وقت اُسے آہستہ یہ بھی فہمایش کی کہ خبردار کوئی دقیقہ سلطان ناصرالدین کے دقائق حرمت سے فروگذاشت نہ کرنا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اس امر سے خبردار ہوکر سلطان ناصرالدین کے محل سرا سے برآمد ہوکر جنگل کی سمت مفرور ہوئے اور راستہ مین کہتے جاتے تھے کہ ہم قاضی کے مکان پر جاتے ہین جس شخص کو موتی خان کے خون کا دعوے ہو وہ قاضی خان کے مکان پر آوے اور لکھن خان جب سلطان ناصرالدین خلجی کے مکان پر آیا اور سلطان کی طرف سے یہ پیغام پہونچایا کہ موتی خان کے قاتلون کو حوالہ کرین ناصرالدین نے جواب دیا کہ اُن لوگون نے میرے حکم سے موتی خان کو قتل نہین کیا مجھے کیا معلوم کہ وہ کہان گئے ہین لکھن خان بقال نے یہ جواب معقول سنکر رانی خورشید کی تحریک کے سبب سلطان ناصرالدین کے مکان پر تین روز تک قفل بندی رکھی سلطان غیاث الدین جو [illegible] تھا مشیرالملک اور نتھے خان کو سلطان ناصرالدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر فرزند ارجمند کے دل مین کسی طرح کے رنج نے راہ نپاکر غبار کلفت سے ساحت دل کو مکدر نہین کیا ہے بدستور قدیم آمدرفت رکھے کہ زیادہ اس سے طاقت مفارقت اور مہاجرت نہین ہے سلطان ناصرالدین باوجود بیم حبس و قید وغیرہ شرف پابوس ولی نعمت سے مشرف ہوا اور باپ بیٹے نے ہر طرح کے کلام درمیان مین لاکر غبار کلفت کو صحائف خاطر سے زائل کیا سلطان ناصرالدین پھر سرگرم خدمت ہوکر ہر روز الطاف جدید اپنی نسبت مشاہدہ فرماتا تھا اور باپ کے ہمسایہ مین اپنی سکونت کے واسطے ایک مکان کی بنیاد ڈالی تاکہ جس وقت چاہے شرف خدمت حاصل کرسکے رانی خورشید نے فرصت دیکھکر کہا کہ سلطان ناصرالدین اپنا مکان جہان نما کے متصل تعمیر کرتا ہے ظاہر آغدر کیا چاہتا ہے اور سلطان غیاث الدین نے کہ کبرسنی اور پیرانہ سالی سے ہوش وحواس کامل مین نرہا تھا ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین غالب خان کوتوال کو فرمایا کہ عمارت سلطان ناصرالدین کو منہدم کرے سلطان ناصرالدین آزردہ ہوکر باتفاق اعوان وانصار دہار کی طرف کہ بیابان مین واقع ہے عازم ہوا اور شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل نے وس مقام مین آن کر ملازمت کی اور رانی خورشید اور شجاعت خان نے بلا علم سلطان غیاث الدین کے تاتار خان کو مامور کیا کہ ناصرالدین شاہ کے پاس جاکر دلجوئی اُس کی کرکے اُسے شہر مین لاوے اور تاتار خان سپہ سالار نے اپنی جمعیت کمین گاہ مین نگاہ رکھکر باتفاق ملک فضل اللہ میر شکار سلطان ناصرالدین کی خدمت مین جاکر پیغام پہونچایا اور اُس نے عریضہ لکھکر تاتار خان کے ہاتھ مین دیا کہ خود جاکر جواب لاوے پس تاتار خان معہ اُس لشکر کے جو ہمراہ لایا تھا فوری شادی آباد مندو کو واپس گیا اور مضمون عریضہ کو عرض مین پہونچایا لیکن ابھی جواب نہ ملا تھا کہ رانی خورشید جو کمال تصرف سلطان کے مزاج مین رکھتی تھی اُس نے بخشی ممالک کو یہ پروانگی دی کہ تاتار خان کو سلطان ناصرالدین کے دفع کے

واسطے تعین کرے اور تاتارخان جو چارہ نرکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر کپاپور مین پہونچا اور اپنے کام مین متفکر ہوا کس واسطے کہ اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ اگر مین شہزادہ ناصرالدین سے لڑتا ہون اور اگر بالاتفاق سلطنت سلطان ناصرالدین خلجی کو ملے تو ایام سلطنت مین وہ میرا کیا حال کرے گا اور اگر بلا جنگ پھرتا ہون رانی خورشید کو کیا جواب دونگا ابھی وہ گرفتار بادیہ تردد تھا کہ ملک ممتہ اور ملک ہیبت کہ سلطان غیاث الدین کے امرائے کبار سے تھے سلطان ناصرالدین کے شریک ہوئے اور اُس کی قوت و شوکت زیادہ تر ہوئی اور جب وہ کوچ کر کے قصبہ حادیہ مین پہونچا مولانا عماد الدین افضل خان اور بعضے زمیندار اس سے موافق اور ایک دل ہوئے اور عید الفطر نہایت دھوم دھام سے ادا ہوئی اور اسی مقام مین امرا کے مشورہ سے چتر سر پر بلند کر کے سردارون کو خلعتہائے فاخرہ سے خوش دل کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ شجاعت خان کی فوج باآہنگ جنگ کنکانو سے بڑھ کر قصبہ کندہ مین آئی ہے ناصر شاہ نے ملک محمود نام ایک شخص کو مع فوج بہادران دشمن کے مقابلہ کو روانہ کیا جو ستارہ اُس کے اقبال کا اوج پر تھا بعد جنگ و جدل نسیم فتح پرچم دولت ناصر شاہی پر چلی اور ملک محمود نے مع غنایم بسیار قصبہ جادیہ مین ناصر شاہ کی ملازمت کے لیئے معاودت کی اور شوال کی سولھوین تاریخ سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین اس منزل سے کوچ کر کے جب اُجین کی طرف متوجہ ہوا منزل بمنزل امرا اور حکام ممالک تیغ خیل و حشم ساتھ اُس کے ملحق ہوتے گئے یہان تک کہ اجین مین جمعیت تمام پہونچا اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید نے حقیقت حال سلطان غیاث الدین خلجی سے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ ناصر شاہ عنقریب مندو مین آن کر محاصرہ کرے گا سلطان غیاث الدین نے شیخ الاولیا شیخ برہان کو کہ قدم عزیز سے تھے برسم رسالت ناصر شاہ کے پاس بھیجا یہ پیغام کیا کہ عرصہ سے ہمنے عنان امور سلطنت اس فرزند کے دست اقتدار مین رکھی ہے اگر از روئے اخلاص و یگانگی مردم اوباش اور غدار کو جو اُسکے پاس فراہم ہوئے ہین رخصت دے کر حضور مین آوے پھر امور سلطنت کا اختیار اُس فرزند کے سپرد کیا جاوے ناصرالدین ملتفت اور مقید جواب نہوا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین اُجین سے قصبہ دہار مین نزول کر کے چندروز مقام فرمایا اور اُس مقام مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ مکھن خان جو بانی اس نزاع اور فساد کا تھا سپہ سالار ہو کر مع تین ہزار سوار جنگ کے واسطے آتا ہے ناصر شاہ نے ملک عطا کو مع پانسو سوار نامی اُس کے مقابلہ کو بھیجا اور موضع ہانسیور مین آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور ایک سو سپاہی مکھن خان کے مارے گئے ملک عطا ظفریاب ہوا اور مکھن خان بھاگ کر مندو گیا اور پھر رانی خورشید کی تحریص سے ایک جماعت کو ہمراہ لے کر باآہنگ جنگ قلعہ سے برآمد ہوا اور پھر دوبارہ بھی فوج ناصر شاہی سے بھاگ کر مندو مین آیا اور ناصر شاہ ذیحجہ کی بائیسوین تاریخ سنہ مذکور مین کوشک جہان نما نصرت آباد مین فروکش ہوا اور اُس مقام مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ سلطان

غیاث الدین بہ نفس نفیس اپنے فرزند کی تسلی کے واسطے قصد آنے کا رکھتا ہے ناصر شاہ مسرور و محظوظ ہو کر اپنے باپ کے قدوم مسرت لزوم کا مترصد ہوا شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید محفہ سلطان کا ہمراہ لیکر ظفر آباد نعلچہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ سلطان ناصر الدین کو قلعہ مین لاکر اُسکا کام تمام کرین لیکن جب سلطان ہتی دروازہ پر پہونچا از بسکہ پیری اور کبر سنی نے سلطان کو مغلوب کیا تھا اپنے مقربون سے پوچھا کہ مجھے کہان لیے جاتے ہو بعضون نے حقیقت حال راست براست عرض کی سلطان نے فرمایا آج میری سواری پھیرو مین کل جاؤنگا کہار و خدمتگار مجبور ہو کر پلٹے رانی خورشید نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ امر سلطان ناصر الدین کے خیر خواہون کی وجہ سے صادر ہوا پھر اس جماعت کو طلب کر کے باتین سخت و سست کہین اور مراجعت کا سبب پوچھا سب باتفاق بولے کہ سلطان اپنی خوشی اور اختیار سے پلٹ آیا اسکو اس امر مین کچھ مداخلت نہین ہے اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین نے رانی خورشید کے ایما سے قلعہ کی شکست و ریخت درست کر کے مورچے تقسیم کیے اور سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی مع فوج آنکر قلعہ کو گھیرا اور بازار حرب نے رونق اور رواج پیدا کیا ہر روز طرفین سے ایک جماعت قتل ہوتی تھی سلطان نے مصالحہ کی تمہید کے واسطے اقضی القضات مشیر الملک کو بھیجا اسنے جب جواب موافق مدعا نہ پایا تو وہین رہا اور جب محاصرہ سخت ہوا اور غلہ اور رسد کی احتیاج نہ پہونچنے سے اہل قلعہ مضطر ہوے بعضے امرا مثل موافق خان اور ملک فضل اللہ میر شکار نے فرصت پاکر اپنے تئین سلطان ناصر الدین کی خدمت مین پہونچایا اور رانی خورشید نے اس امر سے واقف ہو کر علیخان کو قلعہ کی حکومت سے معزول کیا اور ملک بارہ کو خطاب نعمی خانی دے کر قلعہ اور شہر کی محافظت اُسکے سپرد کی اور محافظ خان اور سورج مل کو کہ سلطان ناصر الدین خلجی کے موافقون سے جانتی تھی قتل کروایا امرا اور سکنا ے شہر یہ سیاست مشاہدہ کر کے شکستہ خاطر ہوئے اور سلطان ناصر الدین خلجی کو عرضیان لکھین اور پروانہ استمالت حاصل کر کے اُسکے پاس حاضر ہوئے اور شہر مین رواج اور رونق نرہی اور صفر کی سترھوین تاریخ سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری مین ناصر شاہ قلعہ کی تسخیر کے ارادہ سے سوار ہوا آدمی مورچے کے حاضر ہوئے اس قدر تیر باران کر کے بندوقین سر کین کہ مردم کار طلب بہت زخمی ہوئے سلطان ناصر الدین خلجی باوجود اس حال کے سات سو سیڑھیان مورچون کی طرف لگا کر قلعہ مین داخل ہوا اس درمیان مین شجاعت خان واقف ہوا اور مع مردم معتبر برج قلعہ پر پہونچکر جنگ مین مشغول ہوا سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی پاے ثبات زمین کین مین استوار کر کے بہ نفس نفیس تیراندازی مین مستعدی تمام کی اور اکثر مردم معتبر اُس کے تیر سے ہدف تیر قضا ہوئے اور جو لحظہ بہ لحظہ علاء الدین کو کمک پہونچتی تھی سلطان ناصر الدین خلجی اُس وقت صلاح مراجعت دیکھکر قلعہ سے بر آمد ہوا اور اپنے لشکرگاہ مین پہونچا اور جن لوگون نے اس حرب مین تردد مردانہ اور جانسپاری کی تھی ہر ایک کو لطف و عنایت تازہ سے تسلی اور پرسش فرمائی اور بعد چندروز کے شیر خان بن مظفر خان حاکم چندیری مع اولاد اور ہزار سوار اور گیارہ زنجیر فیل ناصر شاہ کی ملازمت مین حاضر

ہوئے چنانچہ پہلی ملاقات مین اس کے بڑے بیٹے کو جس کا شیر خان نام تھا مظفر خان اور دوسرے بیٹے کو سعید خان خطاب دیا اور مردم اُردو کوٹ کر چندیری کے پہونچنے سے یک گونہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی اور بعضے مردم قلعہ جو سلطان ناصر الدین سے استمالت نامہ نہ لے کر ساتھ اس کے ملتجی نہوئے تھے اس وقت ناصر شاہ کی نصرت اور دولت خواہی مین بجد ہوئے از انجملہ محافظان دروازہ بالاپور نے کہ منجملہ انکے تھے پیغام دے کر طلب کیا ناصر شاہ نے ربیع الثانی کی چبیسوین تاریخ کو شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اور موافق خان کو بالا پور کے دروازہ پر بھیجا جس وقت آدمی محافظ خان کے دروازہ پر پہونچے زبردست خان بن شیر خان دروازہ کھولکر امرائے ناصر شاہی کو قلعہ مین در لایا شجاعت خان یہ خبر سنتے ہی بجناح استعجال اس طرف تاخت لایا اور ان لوگون سے کچھ دیر لڑ کر آخر کو مفرور ہوا اور سلطان غیاث الدین کے دولتخانہ مین پناہ لی شیخ حبیب اللہ نے انگشتری بھیجکر سلطان ناصر شاہ کو طلب کیا وہ طرفۃ العین مین ان کے پاس پہونچا امرائے درونی مبارکباد کے واسطے حاضر ہوئے اور ہجوم عام کر کے شہر کی تاراجی اور غارت مین مشغول ہوئے چنانچہ بعضے مکانات اور عمارات شاہی مین آگ لگائی اور سلطان ناصر شاہ کے حکم کے موافق رانی خورشید اور شجاعت خان کو گرفتار کر کے بحال پریشان قصر شاہی سے نکال لائے اور سلطان ناصر شاہ بخشی ممالک کے محل سے سوار ہو کر محل سری مین کہ سلطان غیاث الدین نے عیش و [illegible] کے واسطے تیار کیا تھا داخل ہوا اور ربیع الثانی کی ستائیسوین تاریخ روز جمعہ کو [illegible] مسند سلطنت پر اجلاس کیا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کر کے جو جواہر اور مروارید اور نقد کہ [illegible] علما فقرا اور مستحقون کو تقسیم کیا اور ملکھن خان لقال اور محافظ خان اور مفرح حبشی اور دیگر مردم جو اس سے بمخالفت پیش آئے تھے ایک کو زندہ نہ چھوڑا اور [illegible] اور زین شجاعت خان المشہور بعلاء الدین کو قتل کر کے رانی خورشید کو موکلون کے سپرد [illegible] عزت سے خاطر جمع کی اور اپنے منجھلے بیٹے کو کہ منجھلے میان مشہور تھا ولیعہد کر کے سلطان شہاب [illegible] مرحمت فرمایا اور شیخ حبیب اللہ کو خطاب عالم خان دے کر امرائے کبار سے کیا اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو سپہ سالاری پر منصوب فرمایا اور دیگر موافقون کو جاگیرہائے قدیم ارزانی فرما کر ان کی عزت و توقیر افزون کی اور جمادی الثانی کی تیرھوین تاریخ کو اپنے والد ماجد کی ملازمت مین مشرف ہوا سلطان غیاث الدین اُسے آغوش مین لے کر بہت رویا اور سر اور منہ پر اُس کے بوسہ دے کر سید محمد نوربخش کی قبائے موئینہ کہ بروز بار عام یا روزہائے متبرک پہنتا تھا اُسے مرحمت کی اور تاج سلطنت سر پر رکھکر کنجیان خزانون کی اس کے سپرد کر کے سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد دے کر اپنے محل خاص مین رہنے کی اجازت دی اور سلطان ناصر الدین نے سولھوین رجب سنہ مذکور کو وہ قبائے موئینہ اور کلاہ دولت سلطان شہاب الدین کو دے کر بیس زنجیر فیل

اور سو راس گھوڑے اور گیارہ چتر اور دو پالکی اور نقارہ اور سراپردہ سرخ اور بیس لاکھ تنکہ نقد
خرچ کے واسطے عنایت فرمائے اور جو اس عرصہ مین مقبل خان حاکم مندسور نے جادہ اطاعت سے قدم
باہر رکھکر سرکشی اختیار کی تھی سلطان نے مہابت خان کو اُس کے حاضر لانے کے واسطے بھیجا اور
مہابت خان کی کوشش نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ ناصر شاہ کے غضب سے ہراسان ہوکر شیر خان
حاکم چندیری کے پاس گیا اور علی خان اور بعضے بدبخت کہ اپنی بد اعمالی سابق سے متوہم تھے وہ بھی شیر خان
سے پیوستہ ہوئے اور اُس نے جب دیکھا کہ سلطان ناصر الدین نشہ شراب مین اپنے باپ کے
امرا اور سردارون کو قتل کرتا ہے اور ہر روز اُس سے ایک ظلم جدید سرزد ہوتا ہے اس لیے ہراسان ہوکر
اُس نے علم مخالفت بلند کرکے چندیری کی طرف توجہ کی اور جادۂ خود مین قدم رکھا سلطان
ناصر الدین نے مبارک خان اور عالم خان کو اُس کی تسلی کے واسطے بھیجا لیکن شیر خان راضی اور
مطمئن نہوا بلکہ اُن کی گرفتاری کی فکر مین ہوا عالم خان گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور مبارک خان
گرفتار ہوا اور اُس کے دو آدمی قتل ہوئے اور شیخ حبیب اللہ المخاطب بہ عالم خان نے سلطان
ناصر الدین کی خدمت مین جاکر حالات بیان کیے اور وہ غصہ ہوا اور بماہ شعبان سنہ مذکور قصر جہان نما
مین نزول کیا اور شیر خان جب اُجین مین پہونچا مہابت خان کے اغواے دلفریب سے پھر بہ قصد جنگ
پلٹ کر دیبال پور مین آیا اور قصبہ مدیہ کو تاراج کیا سلطان ناصر الدین یہ خبر سنکر فوراً کوچ کرکے
کوشک دہار مین مقیم ہوا اس درمیان مین مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین خرابۂ دنیا
سے معمور آباد عقبیٰ کی طرف خرامان ہوا اور چونکہ امراے کبار مخالفت کرکے سلطان غیاث الدین
خلجی کی سلطنت کے خواہان تھے اور ان دنون مین خبر اُس کے فوت کی مشہور ہوئی تو سب آدمیون
نے یقین کیا کہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اُسے زہر دیکر ہلاک کیا ہے مؤلف کہتا ہے کہ اس امر کا تجربہ
بخوبی ہوچکا ہے کہ باپ کا قتل کرنے والا بہرگز سال تمام کرکے کامیاب نہین ہوتا اور سلطان ناصر الدین نے
مدت مدید تک فرمانروائی اور جہانداری کی شاید باپ کو زہر دینے کا قصہ اُس کی نسبت تہمت ہو واللہ اعلم
الغرض سلطان ناصر الدین اپنے باپ کے مرنے سے بہت رویا اور تین روز سوگوار رہا چوتھے
روز شیر خان کے دفع کے لیے چندیری کی طرف کوچ کیا اور عین الملک وغیرہ بعضے سردارون نے
ترک رفاقت کرکے سلطان ناصر الدین سے شرکت کی اور سلطان نے شیر خان کا تعاقب کیا وہ
سارنگپور سے پلٹ کر سلطان سے لڑا اور شکست پاکر ولایت ایرچہ مین پناہ لی اور سلطان
ناصر الدین نے چندیری مین جاکر چند روز مقام کیا وہاں کے شیخ زادون نے شیر خان کو ایک خط
لکھا کہ اکثر سپاہ اور امرا اپنی جاگیرون کی سمت روانہ ہوئے اور موسم برسات کے سبب افواج جلد فراہم
نہوسکے گی اگر آپ اُس طرف سے چندیری کی طرف متوجہ ہو وین مردم شہر کے اتفاق سے سلطان کو

گرفتار کر سکتے ہین سلطان ناصر الدین خلجی نے شیخ زادون کے مشورہ سے اطلاع پائی اور اقبال خان اور ملوخان کو مع لشکر جنگ جو اور فیلان مست شیرخان کے دفع کو بھیجا وہ چندیری سے دو کوس جاکر شیرخان سے جنگ مین مشغول ہوئے اور اثناے حرب وضرب مین شیرخان زخمی ہوا اور سکندر خان کہ عمدہ اُس قوم کا تھا مارا گیا اس واسطے مہابت خان نے شیرخان مجروح کو ہاتھی کے حوضہ مین ڈالکر راہ فرار نابی اور جب وہ راستہ مین مرگیا اُس کی لاش پیوند زمین کرکے بہت دور سرحد کی طرف بھاگا اور سلطان ناصر الدین خلجی نے جنگ گاہ مین جاکر شیرخان کی لاش قبر سے برآورد کرکے چندیری مین بھیجکر دار پر چڑھائی اور اُس ملک کی حکومت بہجت خان سے رجوع کرکے بکوچ متواتر سعدل پور کی سمت گیا اُس مقام مین شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان جو ارادہ غدر کا رکھتا تھا اُسے مقید کرکے اپنے سے پیشتر شادی آباد مندو مین بھیجا اور خود بھی پیچھے سے وہان پہونچا اور اپنے بھائی کے قدیم نوکرون سے بہ توہم نفاق رنجیدہ ہوکر اپنے آدمیون کی پرورش کی اور اپنی والدہ رانی خورشید کا پاس عزت نہ کرکے خزانہ باپ کا جو اُس کے پاس تھا بجبر وتعدی لیا اور اُسکے بعد اُس کی عمر مینوشی اور خونریزی مین گذرتی تھی اور ہر ایک نفران قدیم اپنے کو خصوصاً حالت نشہ مین بہانہ سے قتل کروا تا تھا اور نہایت سخت دل وظالم ہوگیا کہ بے وجہ لوگون کے گھر لوٹ لیتا اور ایسا روز کوئی نہ تھا کہ ظلم وجور تا حق کسی مظلوم پر سرزد ہوتا تھا ایک روز کا مذکور ہے کہ سلطان حرم سرا مین حوض کالبادہ کے کنارے نشہ شراب مین بدمست ہوکر سو گیا اور کروٹ بدلتے ہی حوض مین گر پڑا چار خواصین کہ حاضر تھین اتفاق کرکے بعض نے بال اُسکے سر کے پکڑ کر بمشقت تمام باہر کھینچا اور وہ کپڑے اُس کے بدن سے برآورد کرکے دوسری پوشاک زیب بدن کی جب ہوشیار ہوا اور دوسری شکایت کی خواصون نے آداب اور دعا بجالاکر صورت حال ظاہر کی وہ قضیہ منعکس سمجھ کر غضب اور طیش مین آیا اور بے تامل اور تفکر تلوار آبدار غلاف سے کھینچکر چارون خواص نامراد اور عاجز ودلسوز مہربان کو ظلم وجور سے قتل کیا اور زبان حال اُن بیچارون کی ساتھ ان بیتون کے مترنم ہوئی

ابیات

مرا بہ ظلم بکشتی طریق داد این بود
ز باد شاہی حسن تو ام مراد این بود

بروز حشر زنم دست در دامنت گیرم
کہ آنکہ داد غبث خاک من بباد این بود

شنیدہ سخن غیر را تو در حق ما
مرا کہ با تو ای دوست اعتقاد این بود

سلطان ناصر الدین ۹۰۸ نوسو آٹھ ہجری مین ولایت کچھواڑہ پر تاخت کے ارادہ سے تعلیچہ مین فروکش ہوا اور بکوچ متواتر جب قصبہ اگرہ مین پہونچا اور وہان کی ہوا طبع اقدس کے پسند پڑی ایک قصر رفیع اور ایک عمارت عالی کی بنیاد ڈالی جو غرائب روزگار سے ہے اور ولایت کچھواڑہ کو تاراج اور برباد کرکے نشان مراجعت بلند کیا اور ۹۰۹ نوسو نو ہجری مین چیتور کی طرف حرکت کی اور رانا مل اور بھی تمام

زمیندار دون نے پیشکش بھیجی اور چھونداس نے جو راناسے قرابت قریبہ رکھتا تھا اپنی بیٹی سلطان کے نذر
کی اور سلطان نے اُس کا نام رانی جیبوری رکھا اور عازم مراجعت ہوا اور اثنائے راہ مین سُنا
کہ احمد نظام شاہ بحری بعضے مقدمات کے سبب درپئے خصومت و خشونت ہوکر ولایت برہانپور
کو تاخت و تاراج کرتا ہے اور داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر مین پوشیدہ ہوکر تاب اس کے مقابلہ کی
اپنے حوصلے مین نہین دیکھتا ہے اور جو حاکم آسیر ہمیشہ سلطان ناصر الدین خلجی سے ملتجی رہتا تھا
سلطان نے اس واسطے اس کی حمایت مذہب مروت اور فتوت مین فرض شمار کرکے اقبال خان اور
خواجہ جہان کو مع لشکر گران اُس طرف رخصت فرمایا اور جب احمد نظام شاہ بحری نے لشکر مالوہ کے پہونچنے
سے خبر پاکر دار الملک احمد نگر کی طرف مراجعت کی اقبال خان خطبہ ناصر شاہی برہان پور مین پڑھکر پلٹ آیا
اور چونکہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اپنے باپ سے نسبت کشی بہت کی تھی وہ بھی اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین سے
ڈرتا تھا سلطان شہاب الدین اس بات کو سمجھا اور جو اپنے باپ کی بیباکی اور ظلم طبیعی سے خوب واقف تھا
بہت ہوشیاری سے اُسکے پاس آمد و شد کرتا تھا اور سلطان ناصر الدین کے مقربین اگرچہ جانتے تھے
کہ خلائق اُسکے ظلم سے تنگ ہوکر اُس کی ہلاکی خدا سے چاہتے ہین لیکن کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ شہزادہ
شہاب الدین سے معترض ہوے یہان تک کہ سنہ ۹۱۶ نو سو سولہ ہجری مین مالوہ کے بعضے امرا اس کے
شریک اور موافق ہوئے اور سلطان شہاب الدین کو مخالفت پدر کی تحریص و ترغیب کی اور سلطان
شہاب الدین ایک رات کو مع اعوان و انصار قلعہ شادی آباد مندو سے بھاگا اور ولایت کے درمیان
داخل ہوا اور ایک خلق بیشمار کہ اُس کے باپ کے ظلم و جور سے بہ تنگ آئی تھی اُس کے پاس فراہم
ہوئی اور سلطان ناصر الدین خلجی مع اُس لشکر کے جو ہمراہ رکھتا تھا بیٹے سے جنگ کے واسطے برآمد
ہوا اور بعد جنگ صعب باوجود اُس کے جمعیت قلیل رکھتا تھا فرزند پر ظفریاب ہوا اور سلطان
شہاب الدین معرکہ سے بھاگ کر دہلی کی طرف گیا اگرچہ سلطان ناصر الدین خلجی ہزیمت کے وقت اس کے
استیصال کرنے کی قدرت رکھتا تھا لیکن شفقت پدری مانع آئی ایک جماعت کو اُس کے پاس بھیجا
کہ وہ نصیحت کرکے پھیر لاوے سلطان شہاب الدین نے اعتماد باپ کے قول پر نہ کرکے قبول نہ کیا اور
بسرعت تمامتر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور یہ خبر جبکہ سلطان کو پہونچی یہ مصرع پڑھا مصرع تخمیکہ در ہوائے
تو کشتیم خاک خورد + اور جب دار الملک شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوا شراب کی افراط یا عفونت
اخلاط اور ہوا کے تصرف سے اُسے تپ محرق عارض ہوئی اور باوجود موسم سردی پانی سرد مین آن کر
ایک ساعت توقف کیا اور اُس کے مرض نے شدت پیدا کی اور علت ہائے متضاد پیدا ہوگئین اور حکما
اور اطبا کے معالجہ نے فائدہ نہ بخشا بقول مولانا روم رحمہ اللہ بیت از قضا سرکنگبین صفرا فزود +
روغن بادام خشکی مے نمود + جب سلطان نے اپنا حال دگرگون دیکھا امرا اور اعیان مملکت کے

حضور تیسرے فرزند سلطان محمود کو موضع بہشت پور مین دفن کرکے لوازم وصیت بجا لایا اور جمیع مناہی سے توبہ کرکے ایک ساعت کے بعد داعی حق کو لبیک اجابت کی مدت اس کی سلطنت کی گیارہ سال اور چار ماہ اور تین دن تھی

ذکر سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین خلجی کی سلطنت کا

جب سلطان ناصر الدین خلجی کی خبر فوت منتشر ہوئی سلطان شہاب الدین عزیمت دہلی فسخ کرکے راستہ سے پھرا اور دوسرے راستہ سے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف تاخت لاکر قبل پہونچنے سلطان محمود خلجی کے نصرت آباد نعلچہ مین پہونچا اور محافظ خان خواجہ سرا اور خواص خان نے دروازہ قلعہ کا بند کرکے راہ نہ دی اور جب سلطان محمود نزدیک پہونچا وہ بلاد آسیر کی طرف بھاگا اور سلطان محمود دشمن کی بلا مزاحمت کسی مخالف کے قلعہ مین در آیا اور تخت زرین پر جو کہ جواہر اور یاقوت رمانی سے مکلل تھا اور صفۂ عرض ممالک مین رکھا تھا جلوس فرمایا اور ہاتھی سو زنجیر فیل جو قلعہ مین تھے مخمل اور زربفت کی جھولون سے آراستہ کرکے دربار مین لائے اور اکابر اور اعیان تمام حاضر ہوئے قسم مروارید اور زر سرخ و سفید اس قدر چتر پر نثار کیا کہ اس بلدہ کے تمام فقرا اور مستحقین بہرہ یاب ہوئے اور امرا اور افسرون نے اتفاق کرکے بسنت رائے کو جو لڑکپن سے سلطان کی خدمت مین تھا اس سبب سے کہ مبادا تقرب اور تسلط بہم پہونچاوے قتل کرکے معروض کیا کہ رائے مذکور امرا اور سپاہ کو بھڑکاتا چاہتا تھا کہ دولت خانہ کی رونق اور انتظام کو زائل کرے ہم نے عین دولت خواہی جان کر اسے قتل کیا اور جہان پناہ کو چاہیے کہ نقد الملک کو بھی کہ اسی کے قدم بر قدم رکھتا ہے اور بہت محیل اور مفتری ہے اس کے بھی وجود ناپاک سے سلطنت کے میدان کو پاک کرین سلطان محمود نے ناچار ہوکر نقد الملک کو ان کے پاس بھیجکر فرمایا کہ اسے شہر بدر کرکے مضرت جانی نہ پہونچا دین امرا نے اس قدر سلطان کے فرمانے پر عمل کیا یعنی اس کے خون سے درگذر کرکے شہر سے نکال دیا سلطان محمود اس حرکت سے رنجیدہ ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا کہ حاکم شہر تھا اور اس کی بھی طبیعت آب نفاق سے سرشتہ تھی مہمات سلطنت کو سست دیکھکر اسے بھی داعیہ استقلال کا ہوا اور ایک روز اس نے بھی نادانی سے سلطان محمود خلجی سے کہا کہ تیرے دو بھائی قلعہ مین قید مین اور وقت فرصت کا انتظار کرکے تجھے تخت سے اٹھایا چاہتے ہین اگر تجھے سلطنت عزیز ہو انھین ہلاک کر نہین تو اپنی سزا پا دیگا سلطان محمود خلجی کو اس کا طرز کلام مزاج کے موافق نہ آیا فرمایا کہ تم لوگون کو بھی یہ قدرت اور مجال ہوئی کہ سلاطین کے خون کے بارے مین سعی کرو اور دربار شاہی مین کلام گستاخانہ اور بے ادبانہ زبان پر لاؤ محافظ خان خواجہ سرا کہ نہایت مغرور تھا اس نے پھر حرف بیجا اور ناراست زبان پر جاری کیے سلطان محمود طیش مین آیا اور شمشیر آبدار

جو اُس کے ہاتھ مین تھی مع غلاف و دوستی اُس کے سر پر ماری کہ سر اُس کا شکستہ اور زخمی ہوا اور
جد دل خون کی اُس کے صفحہ رخسار پر جاری ہوئی وہ اُسی حال سے دربار سے باہر گیا اور اپنے
توابعین اور ملازمان خاص کو فراہم کر کے اُسی روز بقصد خون سلطان دربار مین آیا اور جو امرائے
کبار خواہان اس امر کے تھے طرح دے کر اپنے مکان سے نہ آئے سلطان محمود مع مقربین اور
سپاہیان خاصہ خیل سے کہ اُن مین اکثر عراقی اور خراسانی اور حبشی تھے جنگ پر آمادہ ہوا
اور وہ بدذات دولت خانہ سے بھاگ گیا اور بیرونی دربند پر قبضہ کر کے علم طغیان اور بغاوت
کا بلند کیا سلطان محمود نے وہ دن بمشقت و محنت تمام بسر کیا اور شب نے پردہ ظلماتی جہان پر ڈالا
جمعیت اُس حرام خور کی لحظہ بہ لحظہ ساعت بہ ساعت افزون ہوئی اور سلطان کی کمک کو
کوئی نہ آیا سلطان نے صلاح توقف مین نہ دیکھی اُسی رات کو مع ایک جماعت قلعہ سے نکل گیا اور محافظ خان
خواجہ سرا نے اُسکے بھائی صاحب خان کو قید سے برآوردہ کر کے تخت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی مملکت
کے درمیان مقام کر کے لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سب سے پہلے امرا مین سے میدنی رائے
مع عزیز و اقارب اور قوم اُس کی پابوسی کو حاضر ہوا اور اُس کے بعد شہزادہ خان پسر بہجت خان حاکم
چندیری ملازمت مین سرفراز ہوا پھر تو فوج فوج لشکر اطراف و جوانب سے متوجہ ہو کر اُس کے ظل
رایت مین مجتمع ہوا سلطان محمود خلجی فوج کے آنے سے قوی پشت ہو کر اکثر امرائے تختگاہ کو بھی بوعدہ ہائے
خسروانہ صاحب خان کی رفاقت سے برگشتہ کر کے اپنے پاس بلایا اور صاحب خان اور محافظ خان
خواجہ سرا نے دست تصرف و اتلاف خزانہ مین دراز کر کے لشکر کثیر اور جم غفیر جمع کیا اُس کے
بعد سلطان محمود خلجی بشوکت و سامان تمام دار الملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اور
طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین صاحب خان نے جرأت کر کے افواج سلطان پر بہت حملے
کئے اور اس درمیان مین ایک ہاتھی سلطان محمود کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے فیلبان کے سینہ پر
ایسا تیر مارا کہ سینہ سے پار نکل گیا اس وقت میدنی رائے نے مع جمعیت راجپوتان قدم جرأت
آگے بڑھا کر ضرب برچھا اور جدھر سے صاحب خان کی فوج کو درہم برہم کر کے اکثر سپاہ
کو ہلاک کیا اور صاحب خان نے اس سے زیادہ اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی بھاگ کر قلعہ مندو
مین پناہ لی یعنے قلعہ کا دروازہ بند کر کے قلعہ بند ہوا سلطان محمود حوض حسین تک پیچھا کر کے فرودکش
ہوا اور اپنے بھائی صاحب خان کو یہ پیغام کیا کہ ہنوز صلہ رحم درمیان مین ہے قلعہ داری کے خیال محال
سے درگذر اور تجھے جس قدر مال اور جس صوبہ کی تمنا ہو مین تجھے ارزانی کرون صاحب خان نے قلعہ کے
استحکام اور سنگینی پر مغرور ہو کر قبول نہ کیا سلطان محمود محاصرہ مین مشغول ہوا اور اہل قلعہ کی
تنگی مین کوشش کی بعضے امرا جو قلعہ مین تھے اُنھون نے محافظ خان سے دشمنی شروع کی اور

سلطان محمود کو پیغام کیا کہ ہم آپ کو فلان مقام سے قلعہ مین لا دین گے مطمئن رہیے محافظ خان یہ خبر سنکر
مضطرب اور حیران ہوا جواہر قیمتی اور نقود وافر لے کر صاحب خان کی ملازمت سے ۹۱۷ھ نو سو سترہ
ہجری مین گجرات کی طرف گیا اور اس مقام مین ایلچی شاہ اسمعیل بادشاہ ایران سے نزاع واقع ہونے
سے منفعل ہوا اور رہنا اس کا اس طرف دشوار ہوا پھر سلطان مظفر کی بلا اجازت آسیر کی طرف گیا اور وہان
سے بھی مع تین سو سوار کاویل مین عماد الملک کے پاس جا کر کمک طلب کی اور چونکہ عماد الملک اور سلطان محمود
کے درمیان مین نہایت دوستی اور محبت تھی کئی قریہ اس کی مدد خرچ کے واسطے مقرر کرکے امداد سے
متامل اور تغافل ہوا منقول ہے کہ جب صاحب خان شادی آباد مندو سے مفرور ہوا سلطان محمود
خلجی قلعہ شادی آباد مین داخل ہو کر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان
جو پہلے کسی تقریب سے آسیر کی طرف بھاگ گئے تھے صاحب خان کی یہ خبر سنکر چتر سلطان شہاب الدین کے
سر پر بلند کیے گرمی کی عین گرماگرمی مین کہ مچھلی تعر دریا مین جلتی تھی اور سمندر اپنے آتش طبع
کے عرق مین غرق ہوتا تھا برہان پور سے شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوئے اور شبانہ روز مین
تیس کوس مسافت طے کی چونکہ انکو صاحب خان اور محافظ خان کے بھاگنے کی خبر نہ تھی کسی مقام مین
قیام نہ کیا اور عین مراد اُن کی یہ تھی کہ دارالملک شادی آباد مندو کے زمانہ اختلال مین وہان پہونچکر
اپنا کام کرین اور جب تک تنور گرم ہے کوئی روٹی پکا لیوین قضارا حرارت ہوا اور مشقت راہ سے سلطان
شہاب الدین کا مزاج ایسا منحرف ہوا کہ پھر اعتدال پر نہ آیا آخر کو فوت ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان
پسر سلطان شہاب الدین کو سلطان ہوشنگ خطاب دے کر چتر اُس کے سر پر بلند کرکے ولایت مالوہ
مین داخل ہوئے اور سلطان محمود خلجی سے شکست کھا کر پہاڑون مین بھاگ گئے اور بعد چند روز
کے اقبال خان اور مخصوص خان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین آن کر خلعتہاے نفیس اور جاگیرات
قدیم سے بہرہ یاب ہوئے اور میدنی راے جو علم استقلال بلند کیا چاہتا تھا اس نے عرض مین
پہونچایا کہ افضل خان اور اقبال خان شاہزادہ صاحب خان کے پاس رسل و رسائل دکن مین بھیجکر
حرف و حکایات کے ابواب مفتوح رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرین سلطان محمود
نے ان کلمات غرض آمیز کو بیغرض تصور کرکے فرمایا کہ کل جس وقت دونون سلام کے واسطے دربار مین
آوین قتل کیے جاوین دوسرے دن جب وہ سلام کو آئے دونون گرفتار کرکے بند بند جدا کیے سلطان محمود
خلجی نے میدنی راے کی تحریک سے بہجت خان حاکم چندیری اور امرا کو بھی طلب کیا بہجت خان نے
باوجود خانہ زادی میدنی راے کے استقلال سے ہراسان ہو کر برسات کے پہونچنے کا عذر
پیش کیا سلطان چشم پوشی کرکے خاموش ہوا منصور خان حاکم مقطع بھیلسا کو سکندر خان کے
دفع کے واسطے کہ وہ بھی دارالملک سے بھاگ کر ولایت مین بغاوت کرتا تھا اور کندھو سے قصبہ

بھیجا

شہاب آباد تک تصرف مین رکھتا تھا مامور کیا اور اس سبب سے کہ گونڈوانہ کا راجہ اور لشکر اطراف منصور خان
کے مقابلہ پر جمع آیا تھا نامبردہ نے تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی حقیقت حال سلطان کی خدمت مین
معروض کی اور میدنی رائے کہ ملازمان قدیم کی خرابی اور بربادی کے درپے تھا اُس نے درجواب لکھا
کہ اقبال بادشاہ کا اُس کے دفع کے واسطے کافی ہی قدم بڑھانا چاہیئے منصور خان اپنے کام مین حیران
ہوا ناچار باتفاق بہار خان کہ امراے کلان سے تھا بہجت خان کے پاس گیا سلطان یہ خبر سُنکر دہار
کی طرف روانہ ہوا اور میدنی رائے کو مع لشکر انبوہ اور پچاس زنجیر فیل سکندر خان کے دفع کے واسطے
نامزد فرمایا مصرع ز ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام ست ✤ میدنی رائے کہ دس ہزار راجپوت ہمراہ
رکھتا تھا اس نے سکندر خان کی عیش صافی کو مکدر کیا سکندر خان نے دب کر صلح کر کے استمالت نامہ
حاصل کیا اور میدنی رائے کے پاس آیا اور جاگیر قدیم پر سرفراز ہوا اور میدنی رائے کا استقلال
حد سے گذرا اور اس وقت کہ سلطان سفر مین تھا شادی آباد منڈو کے اوباشون نے ایک مجہول النسب
کو بادشاہی پر آمادہ کر کے چتر سلطان غیاث الدین کا جو اُسکی قبر پر تھا اُٹھا کر اُسکے سر پر بلند کیا
اور داروغہ نے مردانگی کر کے اُن کا شر دفع کیا بہجت خان میدنی رائے کے عروج اور سلطان کی عاجزی
سے زیادہ تر ہراسان ہوا ایک جماعت کا دیل کی سمت بھیجکر صاحب خان کو طلب کیا اور عریضہ بنام سلطان
سکندر خان لودھی لکھکر دہلی مین بھیجی کہ کفار راجپوت نے نہایت غلبہ مسلمانون پر برپا کیا ہی اور میدنی رائے
کہ سردار اُس فرقہ کا ہی مال و ملک کا صاحب اختیار رہوا ہی اور بہت ملازمان قدیم کو جو اس دولت خانہ کے
خیر خواہ تھے بے سبب و رقصور تہ تیغ کیا ہی اور کچھ بھاگ کر اطراف و جوانب مین پراگندہ ہوئے اور سلطان محمود
کہ بادشاہ ہی اپنے کوتہی دست اور راجپوتون اور میدنی رائے کے خروج دینے سے پشیمان ہی اور واہمہ
مین مبتلا ہو کر ہمارے اوپر اعتماد نہین کرتا ہی اور ہماری طرف نہین مخاطب ہوتا ہی بلکہ میدنی رائے کی
تحریص سے ہم بقیۃ السیف کے خون کا پیاسا ہی اور حکم شریعت مصطفوی کا رواج اس مملکت سے
یک قلم موقوف ہوا در مسجدون اور مدرسون مین بیدینون نے نشیمن کیا ہی یقین ہی کہ چند روز مین رائے رایان
ولد میدنی رائے سلطان کو درمیان سے اُٹھا کر اس مملکت کی فرمانروائی کرے اگر افواج منصورہ اور
عساکر قاہرہ بھیجکر صاحب خان کو تخت پر بٹھائیے خطبہ آن حضرت کا چندیری وغیرہ مین پڑھا جاویگا الغرض
محافظ خان خواجہ سرا کہ بوقت توجہ صاحب خان از گجرات بجانب دکن اُس سے جدا ہو کر دہلی گیا تھا
بارہ ہزار سوار لبسرداری عماد الملک لودھی اور سعید خان کے صاحب خان کی مدد کے واسطے مقرر
ہوئے اور خلعت خاصہ اور خطاب سلطان محمد بھی اسے عنایت ہوا اس وقت مین شاہ مظفر گجراتی
بھی مع لشکر بیشمار و فیل بسیار دہار کی طرف آیا اور سکندر خان نے بھی پھر علم بغاوت بلند کر کے
خلل مملکت مین ڈالا اور عجیب صحبت ظہور مین آئی میدنی رائے نے ہمت سب کی دفع کرنے کے واسطے

مصروف کی سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے برآوردہ کرکے ایک فوج راجپوتون سے لشکر گجرات کے مقابلہ کو بھیجی اور
حاکم کہندوی اور ملک لودہ کو سکندر خان پر نامزد فرمایا قضارا ایک فوج لشکر گجرات سے جو دارالملک کے
نواح مین آئی تھی اُس نے شکست پائی اور سلطان مظفر نے اُسے شگون بد جانکر اور مالویون پر احسان رکھکر
اپنے ملک کے سمت مراجعت کی اور ملک لودہ نے بھی سکندر خان کے مقابل آن کر اُسے شکست دی لیکن
غارت کے وقت ایک سپاہیان سکندر خان سے کہ اُس کے عیال اسیر ہوئے تھے اُس نے پابوسی کے بہانہ
ملک لودہ تک اپنے تیئن پہونچایا اور خنجر آبدار سے اسکا پہلو شگافتہ کرکے زندگی اُس کی برباد کی اور سکندر خان
یہ واقعہ سنکر پلٹا اور لشکر سلطانی کو متفرق اور پراگندہ کیا اور چہ ہاتھی نامی لے کر سواس کی طرف گیا
سلطان محمود خلجی نے میدنی رائے کی صلاح سے اُس مہم کا فیصلہ اور وقت پر منحصر رکھا اور بہجت خان
کے دفع کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین اُسے یہ خبر پہونچی کہ صاحب خان قریب
پہونچا اور منصور خان نے استقبال کرکے چتر اُس کے فرق پر لگایا اور لشکر دہلی بھی مع عماد الملک لودھی
اور سعید خان ہمراہی محافظ خان خواجہ سرا صاحب خان کی کمک کو آیا ہے سلطان یہ خبر سنکر پریشان خاطر
ہوا کہ یکبارگی صدر خان اور مخصوص خان اُسکے لشکر سے جدا ہو کر صاحب خان کی خدمت مین حاضر ہوئے
اور صاحب خان نے محمود نام ایک شخص کو سپہ سالار کرکے سارنگپور کی طرف بھیجا اور وہ افواج سلطانی
سے مغلوب ہو کر بحال پریشان بھاگا اور اُس وقت عماد الملک لودھی اور سعید خان نے محافظ خان خواجہ سرا
کی حسن تدبیر سے بہجت خان کو پیغام دیا کہ تم خطبہ اور سکہ سلطان سکندر کے نام پڑھ کر گز اور سکہ مہر اُس کا نام
جاری کرو بہجت خان نے جواب حسب مدعا نہ دیا انھون نے بہ بہانہ کوچ چودہ کوس پیچھے ہٹ کر مقام کیا اور
سلطان سکندر کا فرمان پہونچتے ہی دہلی کی طرف راہی ہوئے اور ایک روایت مین لکھا ہے کہ چندیری
مین سلطان سکندر کے نام خطبہ پڑھا لیکن جب چالیس ہزار راجپوت وغیرہ سلطان محمود کے لشکر مین فراہم
ہوئے اور سلطان سکندر نے یہ خبر سنی تو فرمان طلب اپنے امرا کے نام جاری کیا اور سلطان محمود لطف الٰہی
سے مسرور ہو کر شکر سپاس بجا لایا پھر چند روز شکار مین مشغول ہوا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ محافظ خان
خواجہ سرا صاحب خان کے اور بہجت خان کے حکم سے مع افواج کثیر شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا ہے
سلطان نے حبیب خان اور فخر الملک کو مع امرائے راجپوتان اُنکے دفع کے لیے رخصت کیا اور ظفر آباد
کے حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ عظیم ہوئی لشکر سلطان غالب ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا
کفران نعمت کی شامت سے مارا گیا اور بہجت خان اور مخصوص خان لشکر دہلی کے پلٹ جانے اور
محافظ خان کے قتل ہونے سے اپنے فعل سے پشیمان ہوئے اور صاحب خان سے اجازت چاہی کہ صلح کی
درخواست کرین صاحب خان نے قبول کیا اور شیخ اولیا نام ایک فاضل وقت کے وسیلہ سے سلطان کی عرض مین
پہونچایا سلطان نے یہ امر لطائف غیبی اور عنایات لاریبی سے تصور کرکے قلعہ رائسین اور قصبہ بھیلسا اور

ہاتھی صاحب خان کے سپرد کر کے دس لاکھ تنکہ سیاہ خرچ کے واسطے اور بارہ زنجیر فیل انعام دیے اور فرمان استمالت بہجت خان اور دوسرون کے واسطے بھیجے اور بہجت خان نے دو لاکھ تنکہ سیاہ اور بارہ ہاتھی نگاہ رکھے اور باقی صاحب خان کو دیے مفسدون نے صاحب خان کو یہ خبر پہونچائی کہ بہجت خان تجھے قید کیا چاہتا ہی صاحبخان ہراسان ہوکر سکندر لودھی کے پاس کہ سرحد مین تھا پہونچا اور بہجت خان اور باقی امرا استمالت نامہ طلب کر کے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور خلعتہاے خاص سے مخصوص ہو کر جاگیر ہاے قدیم کی طرف روانہ ہوئے سلطان محمود خلجی نے مظفر اور منصور اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور میدنی راے کی راے ناصواب سے تیغ بیدریغ امرا اور افسران سپاہ کے گلے پر رکھی اور ہر روز ایک کو ناحق اور بعید در تصور متہم اور مطعون کر کے بسیاست تمام قتل کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اُس کی یہ نوبت پہونچی کہ مزاج سلطان محمود خلجی کا تمام امرا بلکہ جمیع مسلمانون سے پھر گیا اور عمال اور حکام قدیم کہ مدت ہاے دراز سے سرکار غیاثی اور ناصر شاہی مین متکفل مہمات دیوانی تھے اُس گروہ وفادار کے ناصیہ احوال پر رقم عزل کھینچکر ایک ایک کو موقوف اور برطرف کیا اور اُن کی جگہ پر میدنی راے کے انصار اور اعوان کو مقرر اور بحال فرمایا اور یہ فعل اکثر امرا اور سرداروں اور ملازمون کو نہایت ناگوار ہوا اور شکستہ دلی سے اپنے اہل وعیال کو لے کر جلاء وطنی اختیار کی اور قلعہ شادی آباد مندو کہ اس قلمرو مین دار العلم اور جاے درود فضلا اور مشائخ تھا کافرون کا مسکن ہوا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ دربانی و فیلبانی بھی راجپوتون کے حوالہ کی اور راجپوت زنان و دوشیزہ مسلمہ پر متصرف ہوئے اور علی خان نام امراء قدیم سے جو حاکم مندسور تھا کفار راجپوت کے تسلط سے دلگیر ہوا اور مخالفت پر کمر باندھی اور سلطان محمود جن دنون مین مع کفار شکار کے واسطے گیا تھا قلعہ مندو پر متصرف ہوا اور مندو کے بھی کفار کے غلبہ سے آزردہ خاطر تھے علی خان کے شریک اور موافق ہوئے سلطان محمود نے یہ خبر سنکر بسبیل استعجال معاودت کی اور قلعہ کو محاصرہ کر کے کام محصورین پر تنگ کیا علی خان مع اپنے اعوان قلعہ سے بھاگ گیا اور سلطان محمود قلعہ مین داخل ہوا اور ایک جماعت راجپوتون کی علی خان کے تعاقب مین نامزد کی جنھون نے اُسے دستیاب کر کے قتل کیا اور بعد اس واقعہ کے ایکبارگی میدنی راے مطلق العنان ہوا تمام اعزا اور منصب داران مالوہ کو اپنی طرف مخاطب اور رجوع کیا اور سلطان کے خاصہ خیل قدیم مین ڈیڑھ سو سے زیادہ مسلمان سوار نرہے سلطان محمود راجپوتون کے غلبہ اور تسلط سے متفکر ہوا چونکہ اہل ہند مین رسم ہی کہ جس وقت اپنے نوکر کو خدمت یا مہمان کو وداع کرتے ہین اُسے بیڑا رخصت کا دیتے ہین سلطان نے ایک ظرف بیڑا اور پان سے پر کر کے آرائش خان کے ہاتھ مین دے کر میدنی راے کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ من بعد تمھین رخصت ہی ہماری ولایت سے نکل جاؤ راجپوتون نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار سوار نے آج تک ہواخواہی اور جانسپاری مین تقصیر نہین کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے وقوع مین آئین ہم نہین جانتے کون سی

تقصیر ہم سے سرزد ہوئی جو مستوجب اس خطاب کے ہوئی اور اس جواب کے بعد راجپوت چاہتے تھے
کہ سلطان محمود کو درمیان سے اٹھادین میدنی رائے نے انھین یہ جواب دیا کہ بالفعل فی الحقیقت
سلطنت مالوہ ہمارے قبضۂ قدرت مین ہے اگر سلطان درمیان مین نہو گا سلطان مظفر گجراتی جلو ریز
آن کر اس ولایت پر متصرف ہوگا بہرکیف جس طور سے ممکن ہو اپنے ولی نعمت کی رضاجوئی مین کوشش کرنی چاہیے
غرضکہ پھر سلطان کی خدمت مین آن کر عذر معذرت کی سلطان نے جوکہ لاعلاج تھا ان شرائط پر قبول کیا
کہ جمیع کارخانہ بدستور قدیم مسلمانون کے حوالہ کر دو اور اضلاع مہمات ملکی ومالی مین دخل نہ دو اور عورات مسلمہ کو
اپنے مکانون سے نکال دو اور ظلم وتعدی سے دستکش ہو میدنی رائے نے یہ سب امر قبول کرکے
اور سلطان کی نہایت دلجوئی مین مستعد اور سرگرم ہوا لیکن سالباہن پوربیہ کہ امرائے راجپوت
سے تھا سر حلقۂ اطاعت سے برآوردہ کرکے اعمال ناشائستہ اور افعال ناباشستہ سے باز نہ آتا تھا
سلطان محمود نے دفور شجاعت سے باوجود اس جماعت قلیل کے کہ دو سو مسلمان سے زیادہ نہ تھے بعضون
مخصوصون سے یہ مشورہ کیا کہ جب مین شکار سے مراجعت کرون اور میدنی رائے اور سالباہن اپنے
مکان کی سمت رخصت ہووین اثنائے مراجعت مین دونون کو ضرب تہبائے شمشیر سے قتل کرکے
بند بند سے جدا کرنا غرضکہ دوسرے دن جماعت موعود کو جابجا چھوڑ کر شکار کے واسطے گیا اور معاودت
کرکے خلوت خانہ مین داخل ہوا اور میدنی رائے اور سالباہن رخصت ہوئے اس وقت دس
سوار کمین گاہ سے برآمد ہوئے اور دونون کو ضرب تہبائے شمشیر سے وار کیے سالباہن مارا گیا
اور میدنی رائے کو جو زخم کاری نہ پہونچا تھا اس کے نوکر ہجوم کرکے مکان پر اٹھالے گئے راجپوت
یہ سانحہ سُنکر میدنی رائے کے مکان مین جمع ہوئے اور اس کی بلا اجازت جنگ پر آمادہ ہو کر دربار
کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خلجی اگرچہ عقل سے اُسکا ہاتھ خالی تھا لیکن شجاعت اور مردانگی
مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا مع سولہ سوار اور چند پیادہ مسلمانون کے بہ نیت حصول نقد شہادت دولتخانہ سے
برآمد ہوا اور کئی سو [illegible] سر کے مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوا ایک راجپوت پوربیہ کہ مردانگی مین
اشتہار رکھتا تھا اس نے پہلے قدم میدان تہور مین رکھکر ایک وار سلطان پر ڈالا سلطان نے اس
کی ضرب کو رد کرکے ایسی تلوار اُس کے ماری کہ مثل خیار دو ٹکڑے ہوکر جہنم واصل ہوا پھر دوسرا
راجپوت میدان جانستان مین خرامان ہوکر سلطان کے مقابل ہوا اور برچھے کا وار اس پر ڈالا سلطان
نے اُس وار کو بھی خالی دے کر اُسکے بھی گلوے خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا راجپوت
یہ حال مشاہدہ کرکے بغیر اس کے کہ جنگ مغلوبہ ہووے بھاگ کر میدنی رائے کے مکان مین کہ
احاطہ نہایت وسیع تھا در آئے اور وہان دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر میدنی رائے سے
رخصت جنگ طلب کی میدنی رائے نے یہ جواب دیا کہ سلطان محمود نے اگر ارادہ میرے قتل کا

کیا کچھ قصور نہین رکھتا اس واسطے کہ وہ میرا صاحب اور ولی نعمت ہے تم میری حمایت سے دست بردار ہوکر اپنے مکان پر جاؤ کس واسطے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر سلطان محمود شہید ہوگا سلاطین اطراف خصوص گجرات اور خاندیس اور برار اُس کے انتقام پر قیام کرینگے الغرض اُس نے راجپوتون کی تسلی کی اور سلطان محمود خلجی کو یہ پیغام کیا کہ جو اس مدت مین خیر سگال نے نمک حلال کھایا تھا اس وجہ سے ان زخمون سے بچ گیا اگر فی الواقع اس نمک خوار کے قتل ہونے سے امور سلطنت انتظام پاوین مضائقہ نہین ہے ؏ مصرع ؏ سرا ینک جدا کن بہ تیغ از تنم ؂ سلطان محمود خلجی نے جب جانا کہ یہ ان زخمون سے نہ مریگا مقام صلح اور ملائمت مین ہوکر فرمایا کہ اب مجھے دریافت ہوا کہ میدنی راے میرا خیرخواہ ہے اور کمال خیرخواہی سے راجپوتان ناہموار کو فتنہ و فساد سے باز رکھا سالہا ہین کہ باقی [illegible] و حشمت تھا الحمد للہ کہ اسکا شر دفع ہوا انشاء اللہ تعالےٰ نے بعد اس کے بخیر و خوبی امور سلطنت [illegible] ہوگا اور بعد اُس کے کوئی امر وقوع مین نہ آوے گا اور میدنی راے نے بھی بحسب ظاہر جادۂ طاعت اور فرمانبرداری مین قدم رکھا اور امور گذشتہ سے کچھ زبان پر نہ لایا لیکن اپنی حفاظت مین ہر وقت ہوشیار اور واقف کار ہوکر جب دربار مین آتا تھا پانسو آدمی ہتھیار بند اس کے ہمراہ رہتے تھے لیکن اس وضع سے سلطان محمود خلجی بہ تنگ آیا ایک روز اس نے شکار کے بہانہ راجپوتون کو دوا دوش سے نہایت خستہ اور ماندہ کرکے رات کو اپنی محبوبہ کو جس کا نام رانی کنیا تھا سوار کرکے مع چند پیادہ قلعہ سے برآمد ہوا اور گجرات کی سرحد تک گھوڑے کی باگ نہ موڑی اور حکام سرحد گجرات کے اس کے ساتھ بسلوک نیک پیش آئے اور سراپردہ اور جمیع مایحتاج حاضر کی اور عرض داشت سلطان مظفر کو لکھکر حقیقت قدوم سلطان محمود خلجی سے خبر دی سلطان مظفر نے قیصر خان اور تاج خان اور قوام الملک اور امراے کبار کو اُس کے استقبال کو بھیجکر گھوڑے عربی اور چند زنجیر فیل اور اسباب توشک خانہ اور فراش خانہ اور سراپردہ سُرخ اور چتر اور دیگر کارخانجات کہ سلاطین کو درکار ہین ارسال کیے اور خود بھی چند منزل استقبال کیا بعد اس کے جب دربار مین ایک تخت پر قران سعدین اور اجتماع نیرین واقع ہوا سلطان مظفر نے پرسش بزرگانہ فرماکر تحفے و ہدایاے [illegible] گذرانے اور آئین مروت اور جوانمردی کے ساتھ تمام وجوہ سے رعایت کرکے مرہم لطف و تفقد اس کے زخمہاے مطالب پر رکھا اور ہمت والا نہمت راجپوتان کی دفع کرنے اور سلطان محمود کو تخت مسند پر بٹھانے مین مصروف کی اور سامان اور سرانجام لشکر مہیا فرماکر سنہ ۹۲۳ نوسو تیئس ہجری مین باتفاق سلطان محمود خلجی مالوہ کی سمت متوجہ ہوا میدنی راے نے خبر نہضت سلطان محمود سنکر قلعہ شادی آباد اپنے فرزند بھنو راے کے سپرد کرکے بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اس کے پاس چھوڑے اور خود قلعہ دہار مین جاکر اس کے استحکام مین کوشش کی اور اس کے بعد جب کہ سلطان مظفر قریب پہونچا لشکر

گجرات کے مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت اپنے مین نہ دیکھی پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ توپچی اور کماندار قلعۂ دھار
مین چھوڑے اور قریب دس ہزار سوار کے تنھو رائے کی مدد کے واسطے بھیجکر خود واسطے طلب امداد
چیتور کی طرف رانا سنکا کے پاس گیا اور سلطان مظفر قلعہ دھار پر آیا اور عرصہ قلیل مین اُسے مفتوح کیا اور
لشکر مالوہ قریب دس ہزار سوار اور پیادہ جو میدنی رائے کی وجہ سے پراگندہ اور متفرق ہوئے تھے
سلطان محمود کے پاس جمع ہوئے اور دھار کے فتح ہونے کے بعد سلطان مظفر نے بہ شوکت و عظمت تمام
جاکر قلعہ مندو کو محاصرہ کیا اور عادل خان فاروقی حاکم آسیر کو مع امراے کثیر رانا سنکا اور میدنی رائے
کے سر پر رخصت کیا چنانچہ مفصل حال گجراتیون کے احوال مین تحریر ہوا ہی اور ابتداے
سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین قلعہ مفتوح ہوا علاوہ اُن راجپوتون کے جنھون نے اپنے تئین خود جلا یا
اور قتل ہوئے اس روز انیس ۱۹ ہزار راجپوت مارے گئے اور سلطان محمود خلجی نے کہ پیچھے رہا تھا آن کر
مبارکباد کہی اور از روے اضطراب پوچھا کہ ہمارے واسطے خداوند جہان کیا فرماتے ہین سلطان مظفر
نے از روے جوانمردی کے فرمایا کہ سلطنت مالوہ کی تمھین مبارک ہو اور یہ فرماکر فوراً قلعہ اسکے
سپرد کرکے اپنے اردو کی طرف گیا دوسرے دن سلطان محمود کو کہلا بھیجا کہ آپ اور چند روز بعضے
امور کی درستی اور سامان کے واسطے شہر مین رہین اور خود کوچ کرکے رانا سنکا اور میدنی راے
کی تنبیہ و گوشمال کے لیے اُجین کی طرف متوجہ ہوا جب قلعہ دھار مین آیا مخبرون نے خبر پہونچائی
کہ عادل خان اور امراے گجرات دیپال پور سے نہ گئے تھے کہ دشمن خبر فتح سُنکر چندیری کی سمت
بھاگ گئے اور سلطان محمود اپنا سامان درست کرکے سلطان مظفر کے پاس دھار مین آیا اور یہ التماس
کی کہ آپ ایک روز قدم رنجہ فرماکر مندو کی طرف تشریف ارزانی فرماوین نہایت سرفرازی اور بندہ نوازی
ہوگی **بیت** ازان طرف نہ پذیرد کمال تو نقصان + وزین طرف شرف روزگار من باشد + سلطان مظفر
اُردو کو دھار مین چھوڑکر قلعہ شادی آباد مندو مین آیا سلطان محمود نے ٹپکا خدمت کا کمر اطاعت پر باندھکر
سر مجلس ایستادہ ہو کر لوازم ضیافت مین قیام کیا پھر جشن اور شادی سے مفروغ ہوکر سلطان مظفر کو
باغات اور مواضع مرغوبہ مندو کی سیر و گشت کرائی اور رخصت کے دن پیشکش لائق گذرانی اور جو کچھ
حق تواضع اور مہمانداری کا تھا بجا لایا اور چند منزل بطور مشایعت گجرات کی طرف گیا اور جو آصف خان
گجراتی مع چند ہزار سوار سلطان محمود کی مدد کے واسطے مقرر ہوا تھا اسے مراجعت مندو کی رخصت فرمائی
اور سلطان محمود مندو مین رونق افزا ہو کر امور جہانبانی مین مشغول ہوا اور مملکت کے بند و بست مین حتی الوسع کوشش
کی اور جو چندیری اور کاکرون متصرف میدنی راے اور قلعہ رائسین اور بھیلسا اور سارنگ پور سلہدی راجپوت
کے قبضہ مین تھا سلطان محمود خلجی ان کے دفع کی فکر مین ہوا اور اول قلعہ کاکرون پر چڑھائی کی اور میدنی راے اس
مرتبہ بھی رانا سنکا سے ملتجی ہو کر اُسے مع لشکر فراوان کمک کو لایا اور اس دن کہ جنگ واقع ہوگی سلطان محمود

بہت مسافت طی کرکے رانا سے سات کوس پر اُدھر فروکش ہوا اور جب یہ خبر رانا سنکا کو پہونچی اُسنے امرا کو طلب کرکے یہ بات کہی بہتر یہ ہی کہ اُسی وقت غنیم کے سر پر کہ ماندگی کے سبب قوت تردد کی نہین رکھتا ہی تاخت لاوین اور اپنا کام کرین یہ کہکر سلاح جنگ لگا کر جنگ پر آمادہ ہوکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوا جب مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچا اور اُس کی افواج آراستہ نمود ہوئی سلطان محمود خلجی جو بیخبر تھا سوار ہوکر اردو سے برآمد ہوا اور امرا اور سپاہ اس حال سے واقف ہوکر اس کی ملازمت مین حاضر ہوئے ہر چند آصف خان گجراتی اور بھی امرانے عرض کی کہ آج موقع جنگ کا نہین ہی سلطان محمود خلجی نے کہ عقل سے بے بہرہ تھا کسی کے کہنے پر التفات نہ کی اور بے ترتیب صفوف جنگ مصاف مین مشغول ہوا جیسا کہ طرفۃ العین مین بتیس سردار نامی مع لشکر کثیر شہید ہوئے اور آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نے اُس کی کمک کے واسطے نامزد کیا تھا وہ بھی مع پانسو سوار گجراتی شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کی طرف راہی ہوا اور لشکر مالوہ سے سوائے سلطان محمود خلجی اور دس سوار کے کوئی معرکہ مین نرہا سلطان بوفور شجاعت اس تصور سے کہ دس سوار سے کام نکل سکتا ہی اور چپا سور ما بھاڑ پھوڑتا ہی بیفائدہ لشکر کفار پر کہ قریب پچاس ہزار سوار کے تھے تاخت لایا اور ظاہر مین اسکا قصد درجہ شہادت کے حصول سے تھا غرض وہ دسون سوار بھی حملہ اول مین قتل ہوئے اور سلطان محمود خلجی خنگ باد پا کو جولان کرکے دریاے حرب مین غوطہ زن ہوا اور اس قدر راجپوتون کو جہنم واصل کرکے کارزار کی کہ راجپوتون نے انگشت حیرت دندان تفکر مین دبائی اور سو زخم اُس کے جوشن پر پہونچے جو کہ دو جوشن اُس کے زیب تن تھے پچاس زخم اُن دونون سے گذر کر اسکے بدن پر پہونچے تھے باوجود اس حال کے غنیم سے منہ نہ موڑا اور جب تک ایک رمق اس مین قوت باقی رہی معرکہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا یہان تک کہ راجپوتون نے ہجوم کیا اور سلطان خانۂ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا راجپوتون نے اُسے پہچانا اور زندہ رانا سنکا کے پاس لے گئے اور راجپوتون کے سردارون نے زبان اُس کی مدح و ثنا مین کھولی اور پروانہ وار اُس کے گرد پھرتے تھے اور اس کی بہادری اور شجاعت کی تعریف کرتے تھے اور رانا سنکا بھی اُسے مقام مناسب مین بٹھا کر دست بستہ اس کے روبرو ایستادہ ہوا اور شرائط تعظیم اور لوازم تکریم اور خدمتگاری مین تقصیر نہ کی اور سلطان کے زخمون کے معالجہ مین مشغول ہوا اور جو اس روز جنگ مین تمام اثاثہ سلطنت سلطان کا رانا اور راجپوتون کے ہاتھ آیا تھا تاج مرصع سلطان ہوشنگ جو کہ زیب سر محمود شاہ تھا اُس درمیان مین نہ دیکھا زبان اُس کے طلب مین کھولی سلطان محمود خلجی نے اُسے بھی رانا کے سپرد کیا جب سلطان کے زخمون نے اندمال کیا اور صورت مراد آئینہ تمنا مین مشاہدہ ہوئی رانا سنکا نے لوازم جوانمردی کو کام فرمایا ہزار راجپوت سلطان محمود خلجی کے ہمراہ کرکے بعزت و حرمت تمام شادی آباد مندوین بھیجا کہ تخت پر بٹھا کر مراجعت کرین سلطان محمود تیسری مرتبہ تخت شادی آباد پر اجلاس کرکے اپنی شکست و ریخت مین مشغول ہوا لیکن جو بہت ریاست ممالک

مالوہ سے امرا اور باغیون کے تصرف مین تھی اور رعایا حق اطاعت جیسا کہ چاہیے بجا نہ لائی تھی خلل عظیم اس کی بادشاہی مین ظاہر ہوا اور سکندر خان سوائی بہت سے پرگنون پر متصرف ہوکر دم استقلال کا مارتا تھا اور میدنی راے چندیری اور کاگرون اور دوسری جاگیرین بچنگ تغلب لے کر اطاعت نہین کرتا تھا اور اسی طرح سے اور حکام بھی اطراف اور سرحدون مین قدم اندازہ سے باہر رکھکر ضعف سلطنت کے باعث ہوتے تھے اور سلطان محمود خلجی بخلاف سلطان محمود ماضی انار اللہ برہانہ کے مدار کار سلطنت کو شمشیر پر رکھکر تدبیر اور عقل کو درمیان مین راہ نہ دیتا تھا سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین سلہدی پوربیہ کے دفع کے واسطے روانہ ہوا اور اُس نے راجپوت بہت جمع کرکے میدنی راے سے کمک طلب کی اور سارنگپور کے نواح مین صفوف جنگ آراستہ کرکے سلطان سے بمقابلہ پیش آیا پہلے لشکر اسلام کو متفرق اور پریشان کرکے ظفریاب ہوا اور فوج اس کی تاراج مین مشغول ہوئی سلطان محمود خلجی کہ قطب کے مانند فوج قلیل سے پاے ثبات زمین کین مین قائم رکھتا تھا فرصت پاکر سلہدی پوربیہ پر حملہ آور ہوا اور بدترین وجہ سے اُسے شکست دی اور ہنگام تعاقب چوبیس زنجیر فیل لے کر سارنگپور کو اُس کے تصرف سے برآوردہ کیا اور سلہدی راجپوت جاگیر قدیم پر قانع ہوکر اظہار اطاعت پر سرگرم ہوا سلطان محمود خلجی نے اُسے غنیمت جان کر دار السلطنت شادی آباد مین مراجعت فرمائی اور سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین جب امر سلطنت گجرات نے سلطان بہادر شاہ گجراتی سے تعلق پکڑا شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ گجراتی بھاگ کر شادی آباد مین آیا سلطان محمود خلجی نے جو شاہ مظفر کا رہین احسان تھا اس کے اعزاز و تکریم مین کوئی دقیقہ از دقائق مروت فروگذاشت نہ کیا اور رضی الملک جو گجرات کے امراے معتبر سے تھا بہادر شاہ کے دبدبہ اور صولت سے بھاگ کر فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سے ملتجی ہوا اور ہمت اس پر مصروف کی کہ بہادر شاہ کو معزول کرکے چاند خان کو قائم مقام اُس کا کرے اور اسی نیت سے آگرہ سے شادی آباد مندو مین آیا اور چاند خان سے مشورہ کرکے پھر آگرہ مین گیا جب یہ خبر سلطان بہادر گجراتی کو پہونچی ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ محبت اور اخلاص سے بہت تعجب ہوا کہ حرام خوار کو آپ نے چھوڑ دیا ہے کہ چاند خان کے پاس آن کر فتنہ انگیزی کرکے پھر آگرہ مین جاوے اتفاقاً رضی الملک ارکان دولت فردوس مکانی سے کچھ کلام کرکے دوبارہ شادی آباد مندو مین آیا اور پھر پلٹ کر آگرہ مین گیا لیکن اس مرتبہ شاہ بہادر کچھ زبان پر نہ لایا بلکہ سلطان محمود خلجی کی فکر مین ہوا جو زوال دولت خلجیہ آپہونچا تھا سلطان محمود خلجی اُس کے تدارک کی فکر مین نہ ہوا اور جس وقت رانا سنگا کی خبر فوت پہونچی اور اُس کا بیٹا رتنسی قائم مقام ہوا سلطان محمود نے شرزہ خان کو بھیجکر بعضے قصبات چیپور کو تاخت و تاراج فرمایا

اور تنسی جو کم توجہی اور رنجش سلطان بہادر کی سلطان محمود خلجی کی نسبت سمجھ چکا تھا لشکر فراہم لاکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود کو پہونچی اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اجین سے گذر کرکے سارنگ پور گیا جو سکندر خان فوت ہوا تھا اُس کے منہ بولے فرزند معین خان کو کہ دراصل وہ بیٹا روغن فروش کا تھا سو اس سے مدد کے واسطے طلب کرکے مسند عالی خطاب دیا اور سراپردہ سرخ جو بادشاہون کے لیے مخصوص تھا اسکو عطا کیا اور سلہدی پوربیہ کو بھی رائسین سے بلایا اور چند پرگنے اُس کی جاگیر قدیم پر اضافہ فرمائے اور سلہدی پوربیہ سلطان محمود خلجی سے متوہم ہوکر باتفاق معین خان کے رتنسی رانا کے پاس گیا اور وہان سے معین خان اور بھوپت ولد سلہدی پوربیہ دونون نے ہمراہ ہوکر سنبلہ کے حوالی مین شاہ بہادر گجراتی کے دربار مین جاکر اپنے دلی نعمت کی شکایت تحفہ مجلس کی سلطان محمود مضطرب ہوا اور دریا خان لودھی کو سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ حقوق اس سلسلہ کے مجھپر بہت ہین اور مسافت تھوڑی باقی رہی چاہتا ہون حضور مین پہونچکر مبارک باد سلطنت کہون سلطان بہادر نے جیسا کہ اُس کے وقائع مین مذکور ہوا جواب آدمیانہ دیا اور بکوچ متواتر آب کرجی کے کنارہ پہونچکر نزول کیا اور اس منزل مین رتنسی اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلطان محمود کی شکایت کی اور رتنسی اسی منزل سے رخصت ہوکر اپنے مقام مین گیا اور سلہدی سلطان بہادر کے اُردو مین کہ امید دار سلطان محمود کے آنے کا تھا متوقف ہوا اور سلطان محمود تیشۂ ناکامی اپنے پاے دولت مین مار کر ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے نوکرون کے دفع کرنے کے بہانہ سے سواس کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک دن شکار مین مشغول ہوکر گھوڑے سے گرا کہ اُس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اسے فال بد سمجھکر فسخ عزیمت کی اور شادی آباد مندو مین جاکر قلعہ داری کے سامان مین مصروف ہوا **ابیت** چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش نیاید بکار ٭ سلطان بہادر گجراتی سلطان محمود کی ملاقات سے مایوس ہوکر شادی آباد مندو کی سمت راہی ہوا اور ہر منزل مین سلطان محمود خلجی کے ملازم فوج فوج آن کر اُس کے شریک ہوتے تھے اور شرزہ خان حاکم دہار بھی اُس سے موافق اور ملحق ہوا در جب ظفر انا نعلچہ مین پہونچا قلعہ کو محاصرہ کرکے مورچے تقسیم کیے اور سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمی سے قلعہ مین متحصن ہوا ہر شب ایک بار جمیع مورچون پر پہونچتا تھا اور سلطان غیاث الدین کے مدرسہ مین استراحت فرماتا تھا جب اسے اہل قلعہ کا نفاق معلوم ہوا مدرسہ سے اپنے محلون مین جاکر عیش و طرب مین مشغول ہوا اور بعضے نیک اندیشہ اس بارہ مین جو اسے سمجھاتے تھے کہ یہ عیش کا کیا محل اور موقع ہے انھین یہ جواب دیتا تھا کہ اب انفاس واپسین کا سامنا ہے چاہتا ہون انھین عیش و عشرت مین

بسر کردن پھر شعبان کی نوین تاریخ ۹۳۷ھ نو سو سینتیس ہجری مین صبح صادق کے وقت نشان دولت بہادر شاہی افق قلعہ سے طالع ہوا اسی وقت چاندخان جو بایۂ فساد و نزاع تھا قلعہ سے نکلکر دکن کی سمت بھاگا اور سلطان محمود خلجی مسلح ہوکر مع ایک جماعت قلیل بہادر شاہ کے مقابل آیا اور طاقت مقابلہ کی اپنے مین نہ دیکھکر پلٹ گیا اور جو آفتاب دولت خلجیہ نے اوج بلندی سے پستی کی طرف میل کیا تھا باوجود فرصت اور قدرت قلعہ سے ولایت کے درمیان نہ گیا اور ہزار سوار سے کر اپنے حرم کے قتل پر آمادہ ہوا **بیت** چو بخت کسے رو نہد در زوال ٭ بچیزے گراید کہ گردد وبال ٭ لیکن جس وقت محلون مین پہونچا ایک جماعت مانع ہوئی اور یہ فہمایش کی کہ بہادر شاہ گجراتی تمھاری حفظ ناموس مین جیساکہ چاہیئے کوشش کرے گا بہتر یہ ہو کہ قلعہ سے باہر نکل جاوین اور لشکر جمع کر کے دشمن کے دفع مین مشغول ہووین یہ ذکر ہوتا ہی تھا کہ بہادر شاہ گجراتی محلات کے گرد آ پہونچا اور لعل محل کے کوٹھے پر برآمد ہوکر آدمی سلطان محمود کی طلب مین بھیجا سلطان اپنے سرداروں کو چھوڑ کر مع سات سوار بہادر شاہ کے پاس آیا سلطان بہادر شاہ نے اُس کی تعظیم کے واسطے قیام کر کے معانقہ کیا اور سلطان محمود بہادر شاہ کے بیٹھنے کے بعد کچھ درشتی کر کے خاموش ہوا لیکن علامت تغیر بہادر شاہ کے بشرہ پر ظاہر ہوئی اور وہ حرف کہ اُس کی زبان پر آیا یہ تھا کہ امرا کو ہم نے امان دی وہ سب اپنے مکان پر جاوین اور بعضے نسخون مین نظر سے گذرا کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی مقام عفو مین تھا جب سلطان محمود نے درشتی کی تب حکم حبس فرمایا اور جمعہ کے روز منبرون پر شادی آباد مندو کے خطبہ پڑھا اور سنیچر کی رات کو سلطان محمود کے پانوٗن مین زنجیر ڈالکر مع سات بیٹون کے آصف خان کے حوالہ کیا کہ قلعہ چنپانیر مین لے جاکر محبوس کرے وہ لے کر روانہ ہوا اور اثناے راہ مین ماہ شعبان کی چودھوین شب کو دو ہزار بھیل اور کولی منزل دہود مین آصف خان کے اُردو پر شبخون لے گئے اور اُسی لحظہ سلطان محمود نے نماز سے فارغ ہوکر سر بالین پر رکھا تھا کہ شور اور غوغا بلند ہوا جب بیدار ہوا بالقصد گریز اپنے پانوٗن کی زنجیر توڑی اس درمیان مین نگہبان واقف ہوئے اور اس خوف سے کہ مبادا اس کے ہوا وار شبخون لائے ہون اور یہ ان سے ملحق ہوکر مملکت مین فساد برپا کرے اُسی ساعت شہد بلا اس کے حلق زندگی مین ڈال کر شہید کیا آصف خان نے علی الصباح اُسے غسل و کفن دے کر اسی مکان مین حوض دھور کے کنارہ مدفون کیا اور اُس کے بیٹون کو محمد آباد چنپانیر مین قید کیا اور عرصہ قلیل مین محمد شاہ بن ناصر الدین کے سوا جو بابر شاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اس خاندان سے کوئی وارث نہ رہا سلطنت خلجیہ مالوہ آخر ہوئی اور دولت اُن کے سلسلہ کی حکام مملکت گجرات مین منتقل ہوئی یہان تک کہ ۹۴۱ھ نو سو اکتالیس ہجری تک حکومت اُس دیار کی اس جماعت کے قبضۂ اقتدار مین رہی بعد اُس کے جیساکہ مذکور ہوگا تھوڑے دن دست بدست ہوکر ۹۶۸ھ نو سو اڑسٹھ ہجری مین اکبر شاہ کے قبضۂ قدرت مین ٹھہری اور بزرگون

نے سچ فرمایا ہے کہ دنیا مکارہ ہے سیاہ چشم اور بدکارہ ہے سفید چشم گندم نما ہے جو فروش اور عجوزہ ہے پرنیان پوش طالب اُس کا ابتدا مین خود رفتہ اور بیہوش رہتا ہے اور آخر کو غم و اندوہ مین مبتلا ہو کر شور و خروش کرتا ہے ابیات

مشعبد جہانیست فرتوت سر	کند کار دیگر نماید دگر	بخواند بمہر و براند بکین
ہمہ کار او جادوان این چنین	ندانی چہ خواندت کجا خواندت	ندانی چو راندت کجا راندت
نہ اول بکام تو بود آمدن	نہ آخر بہ کام تو باید شدن	نہ بر کام دل زیستن چون توان
	میان دو ناکامی اندر جہان	

تذکرہ زوال دولت خلجیہ مالوہ اور بیان اس ملک پر سلطان بہادر شاہ گجراتی وغیرہ کے تسلط اور غلبہ کا

اس طرح مرقوم خامۂ تحقیق ہوا کہ بعد سلطان محمود خلجی کے سلطان بہادر شاہ گجراتی نے ممالکت خلجیہ پر غلبہ پایا اور امراے مالوہ کو جو مقام اطاعت اور دائرہ فرمانبرداری مین تھے الطاف خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور سلہدی پوربیہ نے اس لیے کہ وہ سب سرداروں سے پیشتر اُس کی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اجین اور سارنگ پور اور رایسین جاگیر پائی اور آخر کو جیسا کہ طبقۂ گجراتیون مین بیان ہوا بہادر شاہ کے جنگ غضب مین گرفتار ہوا اس نے قلعہ رایسین مین اپنے تئین ہلاک کیا اور اُس کا بیٹا بھوپت حضور سے بھاگا سلطان بہادر شاہ اجین دریاخان لودھی کو اور رایسین عالم خان حاکم کالپی اور شادی آباد اختیار خان کو تفویض کر کے محمد آباد چنپانیر کی طرف عازم ہوا بعد اس کے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے جس وقت کہ گجرات کو فتح کر کے زیر نگین کیا بہادر شاہ گجراتی بندر دیپ کی سمت بھاگا آن حضرت نے شادی آباد مندو مین آن کر خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنے متعلقون کے سپرد کیا چنانچہ مذکور ہوا جب آگرہ مین تشریف لے گیا ملوخان بن ملوخان کہ غلامان خلج اور امراے کبار سے تھا زور لایا اور بعد ایک سال کے لشکر جغتائی کے قبضہ سے برآورد ہ کر کے اپنا نام قادر سلطان رکھا اور قصبہ بھیلسہ سے آب نربدہ تک متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور بھوپت اور پورنمل جو سلہدی پوربیہ کے بیٹے تھے قلعہ جیسور سے برآمد ہو کر قلعہ رایسین اور اُس نواح کو اپنے قبضہ مین لائے اور اطاعت سلطان قادر کی کر کے پیشکش بھیجی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شیرخان افغان سور نے ایسے وقت مین کہ جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ اُس کے دفع کرنے مین مشغول تھا بنگالہ سے ایک فرمان پیشانی پر مُہر و طغرا کر کے بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ جب سپاہ مغل بنگالہ مین آگئی ہے تو

طریقہ اخلاص مقتضی ہی کہ آن عزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہووین یا فوج بھیجکر آگرہ کے اطراف مین خلل انداز ہون تو مغل سراسیمہ اور بدحواس اس ملک سے دست کش ہووین اور ہمین ملک کشائی کی فرصت ہووے قادرشاہ شیرشاہ سور کے فرمان لکھنے سے آشفتہ ہوا اور اپنے منشی سے یہ فرمایا کہ تو بھی اس کے درجواب فرمان لکھکر اس پر ہماری مہر ثبت کرکے روانہ کر منشی نے اس حکم کے موافق عمل کیا یعنی فرمان لکھکر مہر پیشانی پر کرکے روانہ کیا اس صورت مین سیف خان دہلوی کہ اُس کا ندیم تھا اور ہمیشہ ازروے گستاخی باتین راست بے تکلف عرض کرتا تھا وہ عرض پیرا ہوا کہ شیرخان بالفعل بادشاہ جون پور ہی اور اس قدر سپاہ اور شوکت رکھتا ہے کہ شاہ دہلی کے مقابلہ کو آیا ہی اگر وہ آپ کو فرمان لکھکر مہر اُس پر ثبت کرے بجا ہی قادرشاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بادشاہ بنگالہ اور جون پور کا ہی مین بھی افضال ربانی اور توفیق سبحانی سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہون جبکہ وہ ہم سے طریق ادب جاری نہین رکھتا ہمین کیا ضرور ہی کہ اس سے بفروتنی پیش آوین اور اُس کی حرمت کی رعایت رکھین بعد اس کے کہ فرمان قادرشاہ کا شیرشاہ کے ملاحظہ مین گذرا وہ نہایت طیش کھا کر آزردہ ہوا اور مہر کاغذ سے اکھاڑ کر یادگاری کے واسطہ غلاف خنجر مین نگاہ رکھی اور یہ کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات اور حضوری کے وقت سبب اس گستاخی کا استفسار کیا جاوے گا اور بعد اس کے جبکہ شیرشاہ بادشاہ دہلی ہوگیا اور سواد اعظم ہندوستان اپنے تصرف مین لایا تو ۹۴۹ھ نوسو اُنچاس ہجری مین بقصد تسخیر مملکت مالوہ نہضت فرمائی جب وہ سارنگ پور کے اطراف مین پہونچا قادرشاہ اُس بے ادبی سے زیادہ تر ہراسان ہوکر انجام کی فکر مین ہوا سیف خان دہلوی کہ مصاحب اُس کا تھا اُس نے یہ فہمائش کی کہ جو آپ اس کے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے مناسب یہ ہی کہ آپ بجناح استعجال یکایک جاکر اُس سے ملاقات کرین قادرشاہ کو یہ راے پسند آئی اُجین سے بطور یلغار سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور شیرشاہ سور کے دربار مین پہونچا دربانون نے حقیقت حال عرض کی شیرشاہ افغان نے اُسے اپنے روبرو طلب کرکے خلعت خاص سے سرفراز کرکے نظر الطاف اس پر حد سے زیادہ مبذول فرمائی اور پوچھا کہ کہان فروکش ہوا ہی کہا فلان مقام مین پھر شیرشاہ نے اپنا پلنگ خاص مع جامہ خواب اور اسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور پھر دوسرے دن کوچ کرکے اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور شجاعت خان کہ اُس کے مقربون سے تھا اُسے حکم دیا کہ مہمان عزیز کی میزبانی سے خبردار رہنا اور اُسے جس شی کی ضرورت ہو سرکار سے دینا اور جب وہ خطہ اُجین مین پہونچا شیرشاہ افغان نے سلطان قادر کے بخلاف توقع طمع اس ملک کی کی اور اُسی وقت سرکار لکھنوتی اُسے دے کر حکم کیا کہ اپنے عیال اور متعلقون کو وہان بھیجکر خود ہماری خدمت مین رہے قادرشاہ صحبت نئی اور رنگ تازہ دیکھکر ناچار اپنے عیال و اطفال کو اُجین سے برآوردہ

کر کے اس باغ مین جو اُردو اور قصبہ کے درمیان تھا فروکش ہوا اور اسی چند روز مین معین خان سکندر خان میواتی کے منھ بولے فرزند نے بھی آن کر شیرشاہ کی ملازمت کی اور سکندر خان خطاب پاکر جاگیر لائق سے سرفراز ہوا ایک روز قادر شاہ اپنے مکان سے شیرشاہ کے دربار مین جاتا تھا اثنائے راہ مین چند مغلون کو جنھین پٹھانون نے اسیر کیا تھا دیکھا کہ بیلداری اور گلکاری مین اشتغال کر کے ہمیشہ اُس کی اُردو کے گرد خندق بناتے ہین اور جب سلطان قادر شاہ اُن کے قریب سے گذرا ان مین سے ایک شخص نے یہ مصرع پڑھا مصرع مرا ے بین بدین احوال و فکر خویشتن میکن ۔ قادر شاہ متنبہ ہوا اور اپنے دل مین یہ اندیشہ کیا کہ اگر تو بھی شیرشاہ کی ہمراہی اور رفاقت مین رہے گا یقین ہے کہ تجھے بھی بیلداری اور گلکاری کا حکم فرماویگا بہتر یہ ہے کہ اس کی رفاقت ترک کیجیے اور جان بوجھکر تیشہ اپنے پانون پر نہ مارئیے اس کے بعد بھاگنے کی فکر مین ہوا شیرشاہ نے فوراً یہ امر دانائی سے دریافت کیا اور شجاعت خان سے فرمایا کہ قادر شاہ کے حرکات اور سکنات بیجا سے مین نہایت آزردہ ہون اور مین خوب جانتا ہون کہ وہ مجھ سے دغا کرے گا لیکن چونکہ وہ بے طلب میری ملازمت مین حاضر ہوا ہے اس واسطے مین اُسے گوشمالی نہین دے سکتا اب اس سے کچھ نہ کہو خواہ رہے خواہ بھاگ جاوے بعدہٗ اُسے گرفتار کر کے اُس گناہ پر مواخذہ کرین قضارا قادر شاہ فرصت پاکر بھاگا شیرشاہ نے ایک جماعت اس کے تعاقب مین نامزد فرمائی اور وہ اُن کے ہاتھ نہ آیا آخر بابت آئی شیرشاہ نے بدیہہ یہ مصرع پڑھا مصرع باما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی + اور شیخ عبد الحی بیٹا شیخ جمالی شاعر کا کہ شیرشاہ کے مصاحبین مین منتظم تھا اُس نے دوسرا مصرع کہا مصرع قولیست مصطفےٰ را لا خیر فی العبیدی + شیرشاہ افغان نے قادر شاہ کے بھاگنے کے بعد چند روز اُجین مین مقام کر کے ولایت مالوہ کو امرا پر قسمت کیا اور قصبہ اُجین اور سارنگ پور اور دیگر پرگنے شجاعت خان کو جاگیر دے کر اس مملکت کا سپہ سالار کیا اور خود کوچ کر کے قلعہ رسن پور کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے لاہور تک دو دو کوس کے فاصلہ پر سرائین اور مسافر خانہ تیار کر کے حکم کیا کہ مسافرون کو کھانا دیتے رہین اور جو شیرشاہ نے قادر شاہ کے مفرور ہونے کے بعد اس خیال سے کہ ایسا نہو سکندر خان بھی بھاگ جاوے اُسے قید کیا تھا اُس وقت نصیر خان اس کا بیٹا سیوا س سے لشکر جمع کر کے شجاع خان کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے اعوان اور انصار سے یہ بات کہی کہ تم شجاع خان کو کسی ڈھب سے زندہ گرفتار کرو تو ہم اُسے سکندر خان کے عوض قید رکھین اور اس تقریب سے اُسے زندان ستم سے رہا کرائین ہنگام اشتعال نائرہ قتال نصیر خان اور اُس کے بعضے نوکرون اور مصاحبون نے اپنے تئین شجاع خان کے پاس پہونچایا اور اس کا گریبان اور بال پکڑ کر کشان کشان اپنی فوج مین راہی ہوئے اس درمیان مین مبارک خان شروانی نے اس حال سے آگاہ ہو کر بشجاعت اور تردد مردانہ شجاع خان کے پاس

پہونچکر اسے رہا کیا لیکن اس کوشش اور کشش مین ایک پانون اُس کا ساق سے جدا ہوا اور جب ضعف اس پر غالب ہوا گھوڑے سے گرا نصیر خان کے آدمیون نے ہجوم لاکر اس کا سر تن سے جدا کیا چاہتے تھے کہ راجہ رام گوالیار کا راجہ باتفاق راجپوتان تاخت کرکے اس پر جا پڑا نصیر خان جو کچھ حق ترددا ور مردانگی تھا بجالایا جو کہ فتح و نصرت کوشش سے میسر نہین ہوتی ہزیمت پائی اور ولایت گونڈوارہ مین پناہ لی اور شجاع خان کو کہ پانچ چھ زخم منھ اور بازو اور گردن پر رکھتا تھا چادر مین ڈال کر دائرہ مین لے گئے ابھی اس کی زخم دوزی اور مرہم پٹی نہوئی تھی کہ حاجی خان جاگیردار دھار کا خط اس مضمون کا آیا کہ قادر شاہ مع جمعیت وافر بانس والے میرے مقابلہ کو آیا ہے اور آج کل مین آتش حرب شعلہ زن ہوا چاہتی ہے شجاع خان یہ سنتے ہی اسی وضع سے پالکی مین بیٹھکر بطور تاخت دھار کی طرف متوجہ ہوا اور آخر رات کو اپنے تئین مع ڈیڑھ سو سوار حاجی خان کے اُردو مین پہونچایا اور حاجی خان کو کہ سوتا تھا بیدار کرکے اُسی وقت بے توقف بنیاد جنگ قائم کی اور قادر شاہ کو شکست دے کر اس طرح گجرات کی طرف بھگایا کہ دوبارہ اُسے جنگ کا حوصلہ باقی نرہا اور شجاع خان کی روز بروز قوت اور شوکت بڑھنے لگی اور تمام سرزمین مالوہ بلا جنگ اس کے تصرف مین آئی اور جب حریص شیر شاہ افغان سور نے قلعہ کالنجر مین سرمایۂ حیات کو آتش فنا سے جلایا سلیم شاہ افغان سور اسکا قائم مقام ہوا اور وہ ہرچند کہ شجاع خان سے ناراض اور مکدر تھا اس کی طرف سے دل صاف نرکھتا تھا لیکن جو دولت خان منھ بولا فرزند شجاع خان کا مقرب درگاہ اور نہایت قرب اور منزلت رکھتا تھا اس کی دلجوئی کے واسطے التفات ظاہری سے دریغ نکرتا تھا اور اپنے باپ کے عہد کے موافق اس ملک کی زمام مہام اُس کے سپرد کرکے اس کے اعزاز و احترام مین کوئی دقیقہ فرد گذاشت نکرتا تھا یہان تک کہ عثمان خان نام ایک شخص ایک روز شراب پی کر دیوان خانہ مین آیا اور حالت نشہ مین متواتر آب دہن فرش پر گرایا فراش مانع ہوا عثمان نے ایک طمانچہ اس کے منھ پر مارا اس سبب سے شور و غوغا بلند ہوا اور جب یہ ماجرا شجاع خان کے گوش زد ہوا فرمایا کہ اس سے چند گناہ سرزد ہوئے ہین اول یہ کہ اس نے شراب پی دوسرے اُس حالت مین دیوان خانہ مین آیا تیسرے فراش کو مارا یہ کہکر اُس کے دونون ہاتھ قطع کرکے چھوڑ دیا عثمان خان زندہ رہا اور گوالیار مین کہ سلیم شاہ افغان سور کا دار الحکومت تھا جا کر یہ ماجرا عرض کیا سلیم شاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور بعد ایک مدت کے جب شجاع خان گوالیار مین گیا عثمان خان دوبارہ دادخواہ ہوا سلیم شاہ سور نے اُس سے یہ بات کہی کہ تو خود جا کر اپنا انتقام لے منقول ہے کہ جب یہ خبر شجاع خان کو پہونچی نہایت آزردہ ہوا اور بد کلمات بکا اور حرف نا ملائم شیر خان کی نسبت زبان پر لایا اور اس بات پر اکتفا نہ کرکے ایک دن پالکی پر سوار ہوکر قلعہ گوالیار مین سلام کے واسطے جاتا تھا جب ہتیا پول کے دروازہ پر پہونچا دیکھا کہ عثمان خان

اپنے تیئن پارچۂ کہنہ مین لپیٹے ہوے ایک دوکان مین بیٹھا ہی شجاع خان نے چاہا کہ اُس کا احوال پوچھے اور دلاسا دیوے کہ ناگاہ عثمان خان نے دوکان سے کود کر بہ نہایت چالاکی ایک ضرب شمشیر شجاع خان کے بدن پر رسید کی شجاع خان کے سپاہیون نے جو سنگاسن کے ہمراہ اردلی مین جاتے تھے فی الفور اُسے گرفتار کرکے قتل کیا پھر دیکھا کہ اُس نے ایک ہاتھ لوہے کا بنا کر بجاے دست مقطوع نصب کرکے اُسی دست جعلی سے ایک ضرب ماری تھی شجاع خان پلٹ کر اپنے مکان پر گیا اور اس کے بیٹون اور عزیزون نے اس کی قبا برآورده کرکے دیکھا کہ اسکے بائین پہلو پر زخم خفیف پہونچا ہی اور سبب اس کا یہ تھا کہ عثمان خان کا ہاتھ قوت نرکھتا تھا زخم اوچھا پڑا تھا لوگون نے دیکھکر شور و غوغا بلند کیا اور سلیم شاہ کو کنایۃً برا بھلا کہنے لگے سلیم شاہ اس ماجرے سے آگاہ ہوا اور اعیان دولت کو اول مزاج پرسی کے واسطے بھیجا اور خود بھی ارادہ کیا کہ عیادت کو جاوے شجاع خان کو خبر ہوئی آنے سے مانع ہوا کس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ میرے عزیز و اقارب اور مصاحب عثمان خان کی جرأت کو جو ظہور مین آئی ہی سلیم شاہ سور کی تحریک اور اغوا پر گمان کرنے مین ان کی بیباکی اور بے اعتدالی سے اندیشہ کرتا تھا کہ مبادا فساد برپا کرین اور قصہ طول کھینچے سلیم شاہ سور کو یہ پیغام بھیجا کہ بندہ غلام اور خانہ زاد قدیم ہی اور سب پر یہ امر ظاہر ہی کہ کمترین نے اپنی جان کا لحاظ و پاس نہ کیا فقط چھتیس آدمیون کے اتفاق سے آپ کا علم دولت بلند کیا اور اب بھی اگر زندہ بچا ایک نہ ایک روز آپ کے کام آونگا میری عرض یہ ہی کہ آپ قلعہ سے تکلیف نفرمائین انشاء اللہ تعالےٰ بعد صحت بندہ خود ملازمت مین حاضر ہوگا اور جو شجاع خان سلیم شاہ کا رکن اعظم تھا اور حقوق خدمت بہت رکھتا تھا سلیم شاہ اگرچہ پیام شجاع خان اور اس کے امرار کے طرز کلام سے سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہتا ہی اُس روز تحمل کیا اور دوسرے دن اُسکی پرسش کو خود گیا اور فتح خان شجاع خان کا سالا اور اسکے لڑکون کا ماموں جو نہایت قوی اور شجاع تھا اور کوئی شخص قوت جسمانی سے اس کا پنجہ نہ پھیر سکتا تھا اس نے جب دیکھا کہ سلیم شاہ سراپردہ کے قریب تنہا آیا ہی مار دم بُریدہ کی طرح اُس نے پیچ و تاب کرکے ارادہ غدر کا کیا اور شجاع خان کے بڑے بیٹے سے کہ جس کا نام میان بایزید اور مشہور باز بہادر تھا بہ ایما و اشارہ اس مقدمہ مین مشورہ کیا چنانچہ وہ بھی اس امر مین شریک ہوا اور شجاع خان نے اس حال سے اطلاع پائی تو فتح خان کو اس بہانہ سے کہ گھوڑے پیشکش کے واسطے تیار کرے باہر بھیجا اور بعد ایک لحظہ کے سلیم شاہ سے التماس معاودت کی لعنے آپ یہان سے تشریف لے جائے اور یہ بھی کہا کہ پھر تصدیع نہ کیجیے گا بندہ ملاحظہ کرتا ہی کہ مبادا حقوق خدمت سالہا سال کے ضائع ہون اور علم دولت کا کہ اس محنت سے برپا ہوا ہی سرنگون ہووے الغرض شجاع خان نے چند روز کے بعد غسل کیا اور صدقے اور نذرین بہت مستحقون کو دے کر دوسرے

دن سلیم شاہ کے سلام کو گیا چنانچہ سلیم شاہ نے سو گھوڑے اور سو بقچہ قماش نفیس بنگالہ کے اُسے انعام
دیے اور نہایت الطاف ظہور مین پہونچایا اور شجاع خان اس تملقات یعنے ظاہر داری کو نفاق سمجھکر
اس مجلس کو جس طور سے ممکن ہوا بسر لے گیا اور اپنی منزل مین جاکر نوکرون سے یہ بات کہی کہ یہان سے
اسباب اپنا لادکر کوچ کی طیاری کرو کہ ہم دوسرے مقام مین فروکش ہونگے یہان غلاظت اور عفونت
بہت ہوگئی ہی بعدہ جب تمام ہمراہی اسباب لادکر مسلح ہوئے کوچ کا نقارہ بجاکر سوار ہوا گوالیار سے
سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور سلیم شاہ افغان سور یہ حال مشاہدہ کرکے غضب مین آیا اور کچھ سپاہ
اس کے تعاقب مین تعین فرمائی اور سامان لشکر درست کرکے خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور
شجاع خان سارنگ پور مین پہونچکر فوج کی فراہمی مین مصروف ہوا جب سُنا کہ سلیم شاہ آتا ہی تغیر مکان کے
اندیشہ مین ہوا لیکن بعضے آدمیون نے جنگ کی رغبت کی اُسنے جواب دیا کہ سلیم شاہ میرا ولی نعمت زادہ ہی
مین اس سے ہرگز مقابلہ نکرونگا اور کوئی شخص میرے رفقا سے اس امر کا ارادہ نہ کرے جب سلیم شاہ
بہت قریب آیا شہر سے برآمد ہوا اور اپنے اعیال و اطفال لیکر بانسوالہ کی طرف گیا سلیم شاہ مالوہ کو
اپنے تصرف مین لایا اور عیسی خان سور کو مع بیس زنجیر فیل اور دو ہزار سوار کے بلدۂ اجین مین چھوڑکر
خود گوالیار کی سمت مراجعت فرمائی اور شجاع خان نے باوجود قدرت اور استعداد کسی طرح کی نصرت
ولایت مالوہ مین نہ پہونچائی اور سلیم شاہ افغان نیازی کے فساد کے سبب سے لاہور کی روانگی کا ارادہ
رکھتا تھا دولت خان جو سلیم شاہ کا معشوق تھا اُس نے شجاع خان کے عفو گناہ کی استدعا کرکے
شجاع خان کو دربار مین بلاکر ملازمت سے سرفراز کرایا سلیم شاہ نے قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچا اور
ایکسو ایک گھوڑا اور خلعت اور ایک دست طشت اور آفتابہ طلائی مرحمت کیا اور ولایت
رائسین اور سارنگ پور اور بعضے محال اور بھی اسے جاگیر دیکر سپہ سالار کرکے اُسے رخصت کیا
اُسکے بعد سلیم شاہ قضائے الٰہی سے مرگیا اور مبارز خان عدلی اس کا قائم مقام ہوا اس نے بھی بدستور سابق
ولایت مالوہ شجاع خان کے قبضۂ اقتدار مین سونپی شجاع خان نے وہ مملکت اپنے فرزندون اور
اعوانون پر تقسیم کی اُجین اور نولاہی دولت خان کو اور اُجالا اور رائسین اور بھیلسہ ملک مصطفے اپنے
چھوٹے بیٹے کو ارزانی رکھا اور خود سارنگ پور مین دیوار امن پر پشت دیکر بیٹھا اور جب ایک مدت
منقضی ہوئی سلطنت دہلی نے خلل قبول کیا اور ہر شخص نے گوشہ مین پناہ لی تو شجاع خان نے طرز
شاہانہ اختیار کرکے چاہا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کرون لیکن فلک نے فرصت نہ دی اس کے
چند روز کے بعد یعنی آخر سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی اور اسکا بڑا بیٹا
بایزید جس کا خطاب باز بہادر تھا قائم مقام ہوا شجاع خان کی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ برس تھی
اور قصبہ شجاول پور کہ اجین کے قریب ہی اسی کا آباد کیا ہوا ہی اور بھی آثار اور یادگار اُسکے مالوہ مین بہت ہین

بیان باز بہادر کے تخت مالوہ پر بیٹھنے اور تذکرہ اُس کی گرفتاری کا امراے اکبری کے ہاتھ مین

شجاع خان کے بعد فوت اُس کا بڑا بیٹا ملک بایزید مندویہ سے سارنگ پور مین پہونچا اور اثاثہ حشمت اور سلطنت پدر پر متصرف ہوا دولت خان اس کے ساتھ بمقام مکابرہ پیش آیا جو کہ وہ سلیم شاہ کے نزدیک معزز اور محترم تھا تمام لشکر مالوہ اُس کے ہوا خواہ ہوئے میان بایزید نے اپنی والدہ کو مع ایک جماعت مردم عزیز کے دولت خان کے پاس بھیجا تو آپس مین مصالحہ کرکے صفائی بہم پہونچاوین بعد گفت وشنود بسیار یہ مقرر ہوا کہ سرکار اُجین اور مندو اور بعضے اور محال پر دولت خان متصرف ہووے اور سارنگ پور اور رسیواس اور سرونہی اور براہمہ اور بھلوارہ اور محال خالصہ شجاع خان میان بایزید کے متعلق ہون اور سرکار رائسین اور بھیلسہ اور محال جو اس نواح مین واقع ہین اسپر ملک مصطفےٰ قابض ہووے پھر بعد تقریر صلح میان بایزید بقصد غدر اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور آدمیون کے درمیان مین کہتا تھا کہ مین ماتم پرسی کے واسطے میان دولت خان کے پاس جاتا ہون اور دولت خان خون گرفتہ اُس کے غدر سے غافل تھا آخر اس کے ہاتھ سے مارا گیا اور سر اُس کا سارنگ پور مین بھیجکر دروازہ پر آویزان کیا اس وقت اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا اور شہور سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین چتر اپنے سر پر بلند کرکے خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنا نام باز بہادر شاہ رکھا پھر اس صوبہ کا انتظام کرکے رائسین کے سمت متوجہ ہوا ملک مصطفےٰ خان کہ شجاعت مین خصوصیت رکھتا تھا مقابل آیا اور محاربات متعددہ کے بعد منہزم ہوا اور رائسین اور بھیلسا بھی باز بہادر کے تصرف مین آیا اس کے بعد کدوالہ کی جانب متوجہ ہوا اور جو اس کے بعضے سردار سلوک ناہموار کرتے تھے اُس وقت اُنھین گرفتار کرکے کنوئین مین ڈالکر ہلاک کیا اور خود کدوالہ والون کی طرف متوجہ ہوا اور بعد تردد و کوشش بسیار اُسے بھی فتح کیا لیکن جن دنون محاصرہ اور محاربہ مین مشغول تھا ایک گولی فتح خان کے جو باز بہادر کا مامون تھا لگی اس کے صدمہ سے جانبر نہوا باز بہادر نے اُسکی جگہ اسکے بیٹے کو مقرر کرکے عزیمت سارنگپور کی کی اور چند روز کے بعد بہ قصد راجہ کنبھکہ مع لشکر آراستہ متوجہ ہوا جب اُس کی فوج کشی کی خبر رانی درگاوتی کو جو راجہ کنبھکہ کی زوجہ تھی اور وہ اپنے شوہر کے بعد فوت حکومت کرتی تھی پہونچی گونڈ والون کو جمع کرکے پہاڑ کی گھاٹی پر پڑاؤ ڈال کر جنگ کی بنیاد ڈالی اور جو رانی کے پیادے زیادہ مور و ملخ سے تھے اطراف و جوانب سے تاخت لاکر باز بہادر کے اُردو کو گھیر لیا باز بہادر حیران ہوکر پسپا ہوا اور تمام ساز و سلب اور مردم نامی اور کار آزمودہ اسکے رانی کے ہاتھ اسیر آئے اور اکثر مارے گئے اور باز بہادر نے بہزار محنت و مشقت آپ کو سارنگ پور

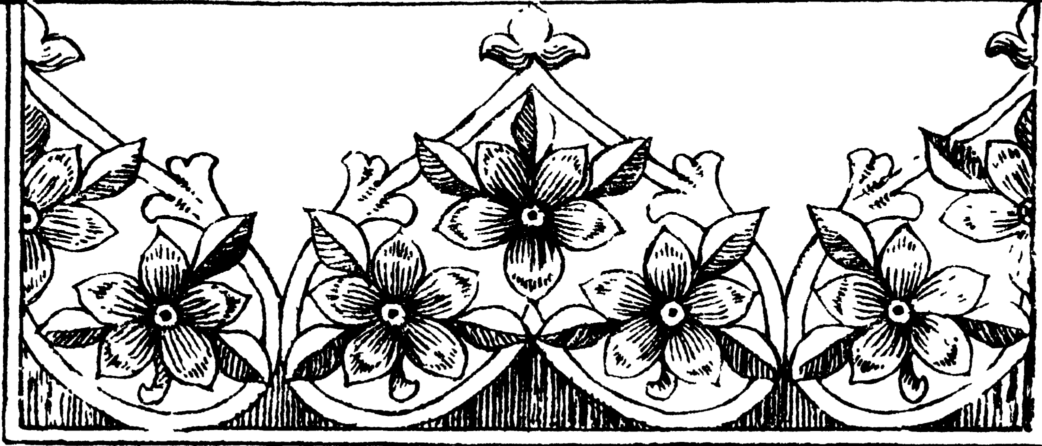
پہونچایا اور شکست کی اصلاح مین کچھ کوشش نہ کی بلکہ رفع کلفت کے واسطے عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور جو فن موسیقی ہندوستانی مین کمال مہارت رکھتا تھا گانون کی صحبت اختیار کرکے تدبیر مملکت سے دست کش ہوا اور ایک عورت مغنیہ سے کہ روپ متی اُس کا نام تھا اور علم موسیقی مین بھی خوب ماہر تھی نہایت تعلق اور تعشق بہم پہونچایا اور شہرہ اُن کی عاشقی معشوقی کا تمام ہندوستان مین منتشر ہوا اور لحظہ بھر ایک کو بغیر دوسرے کے چین نہ پڑتی تھی الغرض جب خبر غفلت اس کی اکبر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور لشکر مالوہ کی پریشانی اور بے سامانی اس پر واضح ہوئی اُس ملک کی طمع کرکے ایک جماعت امراے درگاہ کو بسرداری ادہم خان سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ ہجری کے آخر مین مالوہ کی تسخیر کے واسطے نامزد فرمایا اور باز بہادر خواب غفلت اور بے شعوری سے اس وقت بیدار ہوا جب لشکر چغتائی ولایت مالوہ مین درآیا بعد خرابی بصرہ حرکت مذبوحی کا خیال آیا امرا اور لشکر کو اطراف سے فراہم کرنے لگا اتنے مین لشکر مغل سارنگ پور سے کوس بھر کے فاصلہ پر پہونچا سلطان باز بہادر نے خواب غفلت سے آنکھ کھولکر عورتون کی صحبت برخاست کرکے معرکہ رزم کو مجلس بزم تصور کیا اور نہایت بے سامانی سے میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور آتش حرب کو مشتعل کرکے اول ہی حملہ بہادرون کی تاب نہ لایا اپنے ممالک کی سرحد کی طرف بھاگا کہتے ہین کہ باز بہادر کی قسمت مین تمام عمر کا اندوختہ یہی روپ متی وغیرہ پاتریان تھین لہذا عین ہمت جنگ کے وقت ایک جماعت کو شہر سارنگ پور مین مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ اگر شکست واقع ہووے اُن بیچاریون کے قتل مین اقدام کرین خلاصہ یہ کہ جب باز بہادر نے شکست پائی تو اُس جماعت نے حکم کے موافق تلوارین میان سے لے کر روپمتی اور بعضے ارباب نشاط خاصہ کو حالت اضطرار اور بدحواسی مین زخم لگائے اور اپنی دانست مین انھین مردہ اور کشتہ کرکے دوسرے اہل حرم کے قتل کو متوجہ ہوئے اور وہ عورتین روپ متی اور دیگر مغنیہ کا سانحہ سن چکی تھین ہر ایک جان شیرین کے خوف سے بیشتر جدھر سینگ سمائے بھاگ گئین اور اس جماعت کو فرصت ان کی جستجو اور تلاش کی نرہی باز بہادر کے پیچھے بھاگے اور جو ادہم خان شہر مین داخل ہوا اور ایک جماعت زنان گریختہ کو دستیاب کرکے اُن سے احوال روپ متی کا کہ شہرہ آفاق تھی پوچھا انھون نے جواب دیا کہ وہ پریزاد حور لقا فلان محل مین مع اکثر ارباب نشاط شمشیر ظلم سے قتل ہو گئی ادہم خان نے اُس کی تحقیق کلام کے واسطے آدمی بھیجکر اُس کا حال دریافت کیا آخر کو یہ خبر پائی کہ روپ متی اور دو تین عورتین اور بھی زخمی ہوئین لیکن اُن کی حیات کا رشتہ تیغ جفا سے منقطع نہین ہوا ہے ادہم خان یہ مژدہ سنکر محظوظ اور مسرور ہوا اور از راہ فریب اُسے یہ پیغام حسرت انجام بھیجا کہ تو اپنی دوا دارو مین کوتاہی نہ کر بعد حصول شفا

اور اندمال زخمون کے تجھے بعزت و توقیر تمام باز بہادر کے پاس بھیجون گا روپ متی کا گلزار جان اس
نسیم بشارت سے شاداب اور تازہ ہوا توت نے اندازہ حاصل ہوئی اس وقت بزبان حال عقیق
لب کو ادہم خان کی دعا و ثنا مین گہر ریز کر کے اس بیت کے مضمون کے موافق مترنم ہوئی بیت
برین مژدہ گرجان فشانم رواست ٭ کہ این مژدہ آسایش جان ماست ٭ اس کے بعد زخم اس کے
اس نوید کے مرہم سے اچھے ہوئے اور غسل صحت کر کے ادہم خان کو یہ پیغام بھیجا کہ اس نحیفہ کو
مرہم لطف خداوندی سے صحت کامل ہوئی اور قوت رفتار ہم پہونچی ہر امیدوار ہون کہ بمقتضاے
الکریم اذا وعد وفا اگر مجھے باز بہادر کے پاس بھیجئے اور اپنے قول کو پورا کیجیے گویا مردۂ صد سالہ
کو زندہ کر کے اعجاز عیسوی ظہور مین پہونچایئے ادہم خان کی قوت طامعہ حرکت مین آئی خود مغلوب
نفس امارہ ہو کر یہ جواب دیا کہ اگر باز بہادر اکبر بادشاہ کا غاشیۂ اطاعت دوش پہ لے کر اس کی
درگاہ کی طرف متوجہ ہوتا بلا توقف تیرا سوال مین قبول کرتا اب کہ وہ باغی اور شاہ سے روگردان ہی اگر
تجھے بادشاہ کے بے حکم اس کے پاس بھیجون اور یہ خبر سلطان کو پہونچے مزاج اقدس کے خلاف ہوگا
اور وہی محیل بعد اس معذرت کے آدھی رات کو آدمی اس کے مکان پر بھیجکر طالب وصال ہوا اور
روپ متی حیلہ ادہم خان کا سمجھ گئی جو کہ باز بہادر کے پنجۂ شہباز عشق مین گرفتار اور عاشق زار تھی
اور اُس سے یہ عہد کیا تھا کہ عمر بھر تیرے سوا دوسرے سے الفت اور موافقت نہ کرونگی وہ مقام
حیرت مین ہوئی اور ادہم خان کے ایلچیون کے طرز کلام سے سمجھی کہ اگر تو اس امر کو قبول نہ کرے گی
تو جبراً اور قہراً تجھے لے جاوین گے لہذا بعجز و انکسار پیش آئی اور اظہار بشاشت کر کے کہا مجھے
نواب صاحب کے پاس آنے مین کچھ عذر نہین اگر آنجناب آفتاب مثال ذرہ پروری فرما کر اس نحیفہ
کے مکان پر تشریف لاوین اور مثل سلیمان مور بیچارہ کے مہمان ہون بعید از الطاف خداوندی نہو گا
ایلچیون نے ادہم خان کے پاس جا کر یہ پیام بعد آب و تاب عرض کیا ادہم خان کہ جوان عیاش اور
شاہباز تھا یہ مژدہ روح افزا اُسنکر پھول کی طرح شگفتہ ہوا اور سامان وصال کا مہیا کیا اور بادشاہ
کے خوف سے کہ ایسا نہو یہ خبر اسے پہونچے لباس بدل کر دو تین آدمی معتبر اپنے ہمراہ لے کر
رات کو منزل مطلوبہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب روپ متی کے مکان مین آیا اور اُسے نپایا اسکی
لونڈیون اور پرستارون سے پوچھا کہ وہ کہان ہی سب یک زبان ہو کر بولین کہ پلنگ پر استراحت
کرتی ہی ادہم خان نہایت شوق سے اس کے پلنگ کے قریب گیا اور چادر اُس کے منھ سے
کھینچکر دیکھا کہ خوشبو بہت مگر پھولون کے ہار گلے مین ڈال کر خواب مرگ مین سوتی ہی ادہم خان
متحیر ہوا اور حقیقت حال اُس کے مقربون سے پوچھی سبھون نے یہ جواب دیا کہ جس دم آپ کے آدمی
اُسے بلانے آئے تھے اور جواب سُنکر پلٹ گئے تھے روپ متی اپنے بادشاہ باز بہادر کو یاد کر کے

کرکے بہت روئی اور قدرے کافور اور تلی کا تیل پی کر بیٹھی جب اُس کا حال متغیر ہوا اُٹھکر پلنگ پر لیٹ
رہی ادہم خان نے اس کے حسن عہد اور وفا پر آفرین خوان ہو کر اس کے دفن کفن کا حکم دیا اور اسی
عرصہ مین ادہم خان معزول ہوا اور پیر محمد خان شروانی مالوہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور سنہ ۹۶۹ نوسو
اُنہتر ہجری مین سلطان باز بہادر کی بیخ کنی کے لیے فوجین لے کر سرحد مالوہ پر گیا سلطان باز بہادر
نے تفال خان حاکم برار اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہان پور سے ملتجی ہو کر کمک طلب کی
اور وہ قبول کرکے سامان جنگ اور فراہمی لشکر مین مشغول ہوئے پیر محمد خان اس امر کو سمجھکر ولایت
کی تاخت و تاراج مین مصروف ہوا اور برہان پور مین پہونچکر فتنہ و فساد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نکیا اور اس درمیان مین حکام ثلاثہ مع افواج آراستہ پیر محمد خان شروانی کے مدافعہ کو متوجہ ہوئے
اور وہ بسبیل استعجال عازم معاودت ہوا اور اُنھون نے پیچھا کرکے پس ماندگان کے قتل و غارت مین
تقصیر نہ کی پیر محمد خان اس طرح کہ داستان سلاطین دہلی مین تحریر ہوا ہی ہنگام گریز آب نربدہ مین
ڈوب گیا اور سپاہ دکن اور مالوہ کے تعاقب سے امراے اکبری کو توقف مالوہ مین دشوار
ہوا آخر کو نکل گئے اور باز بہادر دوبارہ تخت مالوہ پر متمکن ہو کر خیل و حشم کے جمع لانے مین مشغول
ہوا لیکن ابھی دم نہ لیا تھا کہ عبد اللہ خان اوزبک جو امراے اکبری سے تھا سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری
مین مع سپاہ کینہ خواہ اُس حدود کی طرف روانہ ہوا اور باز بہادر کہ عیش و عشرت کا عادی تھا
مشقت جنگ اپنے اوپر نہ گوارہ کرکے بلا جنگ اس مملکت سے نکل گیا اور کام اپنے اوپر آسان
کرکے مدت مدید مالوہ اور خاندیس اور دکن کے جنگلون اور پہاڑون کے درمیان سرگردان رہا اور لشکر
مغل کے ساتھ حرب و ضرب کرتا رہا آخر کو جب اُسکی ترکش تدبیر مین کوئی تیر نہ رہا سپر مقاومت اور
تردد پھینک کر استمالت نامہ دربار اکبر شاہی سے حاصل کرکے ملازمت مین فائز ہوا اور امراے
دوہزاری کے سلک مین منتظم ہو کر زمانہ باآسودگی تمام بسر کیا یہان تک کہ اسی آستان پر عمر گرامی اختتام
کو پہونچائی اور اسی طرح سے میان مصطفٰے یعنی باز بہادر کا چھوٹا بھائی بھی اکبر شاہ کے پاس جاکر امارت
کو پہونچا جس وقت کہ حکیم ابوالفتح افغانان یوسف زئی کے سر پر گیا وہان اس معرکہ مین مارا گیا باز بہادر
کی مدت سلطنت مع تنزل و انقلاب و سرگردانی صحرا و جبال کے سترہ برس سے کچھ زیادہ تھی سنہ ۹
نوسو اٹھ ہجری سے اب تک کہ سنہ ۱۰ ایک ہزار اٹھارہ ہجری ہین مملکت مالوہ بادشاہ دہلی کے
قبضہ مین شمار ہوتی ہے ۔

فقط





مقالہ چھٹا سلاطین فاروقیہ برہانپوریہ کے بیان مین

پہلا وہ شخص کہ اس خاندان سے ولایت خاندیس کی حکومت پر فائز ہوا ملک راجہ فاروقی تھا اُسکا باپ خان جہان فاروقی نام کئی پشت سے بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق کے امرائے صاحب اعتبار سے تھا جب وہ مرگیا اسکا بیٹا ملک راجہ زمانہ کی گردش اور لیل و نہار کے تصرف و انقلاب سے درجۂ امارت پر نہ پہونچا نہایت پریشانی اور افلاس مین عمر عزیز بسر کرتا تھا آخر بہ ہزار حیلہ اس نے اپنے تئین سلطان فیروز شاہ باربک کے خاصۂ خیل کے درمیان مین پہونچایا ایک گھوڑے کی سواری سے خدمت کرتا تھا اور قلت تنخواہ سے اوقات بعسرت تمام بسر کرتا تھا لیکن باوجود اس کے جو طبیعت اس کی شکار کی طرف نہایت مائل تھی ہرگز بے شکار نہین رہتا تھا اور وقت بے وقت اس کی اوقات اُسی مین صرف ہوتی تھی اس زمانہ مین کہ سلطان فیروز شاہ مندو سے گذر کرکے گجرات مین آیا ایک روز شکارگاہ مین ایک جماعت مخصوصان سے ایک صید کے تعاقب مین چودہ پندرہ کوس گیا اور بھوک کی شدت سے منتشر ہوا جو آبادی دور تھی اور اس کے ہمراہ کسی قسم کا کھانا نہ تھا بیتاب ہوکر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور دور سے ایک سوار کو دیکھا کہ چند کتے تازی اور کئی جانور شکاری ہمراہ رکھتا ہی اور صحرا مین شکار کے تعاقب مین پھرتا ہی سلطان جو کہ بھوک سے بے طاقت تھا اُس سے پوچھا کہ کچھ کھانے کی قسم سے تیرے پاس موجود ہی اس نے جواب دیا ہان یہ کہکر جو کچھ رکھتا تھا درویشانہ اس کے روبرو لایا اور ادب سے ایستادہ ہوا بادشاہ نے اُس مین سے کچھ تناول فرمایا اور اُس کے حسن گفتار اور آداب خدمت سلطان کو پسند خاطر آئے پوچھا تو کون ہی اور کہان رہتا ہی اُس نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض کیا کہ خان جہان فاروقی کا بیٹا ہون اور اس گمنام کا نام ملک راجہ فاروقی ہی

اور حضرت کے خاصہ خیل کے درمیان خدمت کرتا ہون بادشاہ جو خان جہان فاروقی کو بخوبی تمام جانتا تھا اور آج اُس کی حسن خدمت بھی پسند پڑی اپنے ایک مقرب سے فرمایا کہ جب مین بارعام کرون اسے میرے حضور حاضر کرنا الغرض چند روز کے بعد جب سلطان کی شرف ملازمت مین فائز ہوا سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ شخص دو حق ہم پر رکھتا ہی ایک حق آشنائی سابق اور دوسرا حق خدمت لاحق کہ شکار مین بجا لایا ہی یہ کہکر اسے دربار مین بمنصب دو ہزاری مقرر فرما کر جاگیر تھالیز اور کرونڈ کہ جو جملہ ممالک خاندیس سے دکن کی سرحد مین واقع ہی خصوصیت بخشی اور ملک راجہ ۷۷۶؁ھ سات سو چھتر ہجری مین اُس سرحد کو روانہ ہوا اور اس حدود کے بندوبست اور انتظام مین کوشش فرمائی اور راجہ بہارجی جس نے اُس وقت تک سلطان کا حلقۂ اطاعت اپنے زیب گوش نکیا تھا اسے بزور شمشیر آبدار باجگزار کر کے پانچ ہاتھی کلان اور دس فیل خرد مع امتعہ نفیسہ اور نقود وافر اُس سے پیشکش لے کر فیلوں کو بروش دکن زنجیر طلائی اور نقرئی سے مزین کر کے جھولین رنگ برنگ مخمل اور زربفت سے سراپا آراستہ کیا اور نقود و خزانہ اور امتعہ کو اونٹوں پر بار کر کے اور اُنھین بھی پوششہاے مخمل اور زربفت سے سجکر بارگاہ سلطانی مین روانہ کیا اور جب اُس آراستگی اور زیبائی اور رنگینی کے ساتھ بہارجی کی پیشکش ملاحظہ مین گذری نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا جو خدمت کہ حکام دکن کے متعلق تھی ملک راجہ نے پوری کی پھر فرمان منصب سہ ہزاری اور لقب سپہ سالاری خاندیس اس کے نام تحریر فرمایا اور اُس کے طالع کے ستارہ نے عروج کر کے تھوڑے عرصہ مین بارہ ہزار سوار کارگزار انتخابی بہم پہونچائے جو محصول ولایت خاندیس اُنھین کفایت نکرتا تھا گوندوارہ اور دیگر راجاؤن کی ولایات پر تاخت لاکر اُن سے پیشکش لیتا تھا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ راے جاج نگر نے باوجود مسافت بعیدہ اُس سے طریق محبت اور اخلاص جاری کیا اور حسن تدبیر اور قوت بازو کے سبب دستگاہ سلطنت بہم پہونچا کر غالب ہوا اور سلطان کے بعد وفات دلاور خان غوری نے حکومت مالوہ پر اختصاص پایا اور اُن دونون کے درمیان مین نہایت دوستی اور تپاک کا مرتبہ بہم پہونچا تھا آپس مین یارانہ اور سلوک برادرانہ کرتے تھے پیوند وصلت درمیان مین لائے ملک راجہ کی دختر ہوشنگ کے سلک ازدواج مین منسلک ہوئی اور دلاور خان کی بیٹی نصیر الد ملک راجہ کے عقد نکاح مین آئی اور اس کے بعد سلطان مظفر گجرات کی حکومت پر فائز ہوا اور جب اسکی مملکت مین یک گونہ خلل ظاہر ہوا ملک راجہ فرصت اور موقع دیکھکر دلاور خان کی حمایت سے قوی پشت ہوا اور سلطان پور اور ندربار کو مزاحمت پہونچا کر مظفر شاہ گجراتی کا تھانہ اُٹھا دیا سلطان مظفر کہ جنگ کفار مین مشغول تھا اُسے معطل رکھکر بسرعت تمام تر سلطان پور کے اطراف مین پہونچا ملک راجہ جو طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ تھالیز مین قلعہ بند ہوا اور ایک جماعت علما اور صلحا کو

کو متوسط کرکے شاہ مظفر گجراتی سے صلح کا طلبگار ہوا اور شاہ مظفر گجراتی کہ صاحب داعیہ اور اولو العزم تھا اور حاکم خاندلیس اور مالوہ کے ساتھ ہمدار اپیش آنے والا تھا اس واسطے اُس نے صلح کی اور اتحاد و صداقت کے بارہ مین عہد اور پیمان درمیان مین لاکر گجرات کی طرف معاودت فرمائی ملک راجہ فاروقی بعد اس کے تعمیر ملک اور تکثیر زراعت مین مشغول ہو کر آخر عمر تک کسی طرف سوار نہوا جب مرض موت مین مبتلا ہوا اپنے بڑے بیٹے ملک نصیر کو ولیعہد کرکے خرقہ ارادت اور اجازت کا کہ اپنے پیر شیخ زین الدین سے حاصل کیا تھا اسے دیا اور قلعہ تھالیز کو مع مضافات اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کے سپرد فرمایا اور جمعہ کے دن شعبان کی بائیسوین تاریخ سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری مین بجوار رحمت ایزدی واصل ہو کر شہر تھالیز مین مدفون ہوا اور محرر اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ کہ سنہ ۱۰۱۳ ایک ہزار تیرہ ہجری مین بیگم سلطان ابراہیم عادل شاہ کی صاحبزادی کی سواری کے ہمراہ بیجاپور سے برہان پور مین آیا تھا خواجہ میرزا علی اسفرائینی سے جو بعد فتح قلعہ آسیر جائزہ کتب خانہ سلاطین فاروقیہ لیتا تھا اس سے ایسی کتاب کا کہ مشتمل اُن کے وقایع پر ہو طالب ہوا جواب دیا کہ اس کتب خانہ مین ایسی کتاب نظر نہین آئی لیکن چند اوراق کہ مشعر اُن کی اصل و نسب سے تھے تاریخ جلوس اور فوت اُن کی اس کتابخانہ کی کتابون مین دیکھکر اُس کی نقل کی اور مخلص نے اُن اوراق کا مطالعہ کرکے دریافت کیا کہ ملک راجہ اپنے تئین خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے جانتا ہے اور اس نہج سے اپنے تئین ساتھ اُن کے پہونچاتا ہے ملک راجہ ابن خان جہان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن دانیال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمیا شاہ بن سلطان التارکین و برہان العارفین ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن فاروق عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ القصہ ملک راجہ مرید شیخ الاسلام والدین شیخ زین الدین دولت آبادی کا ہے اور اُس سے خرقۂ ارادت پایا اور اُس سے اُس کے بڑے بیٹے نصیر خان فاروقی کو جو اُس کا ولیعہد تھا پہونچا اور اسی طرح سے مدت دو سو سال اور کچھ زیادہ حکومت خاندیس کی اس خاندان مین رہی خرقۂ ارادت بطنا بعد بطن جو شخص ولیعہد ہوتا تھا اسے پہونچتا تھا یہانتک کہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان نے کہ ختم الملوک ہے وہ خرقہ پایا اور حکومت ملک راجہ کی اُنتیس برس رہی ۔

ذکر نصیر خان فاروقی بن ملک راجہ کی سلطنت کا

اس بادشاہ کے عہد مین اُس خاندان مین رونق اور رواج زیادہ ظاہر ہوا اور اس فکر مین ہوا کہ مراتب جیسی کہ روش سلاطین کبار ہے بہم پہونچاوے اس واسطے ارباب فضل و کمال خاندیس مین

جمع ہوئے اور ہر ایک کو اس نے علی قدر مراتب وظیفہ اور جاگیر دی اور اُن کے طفیل سے اُس خاندان مین بزرگی ظاہر آئی جیساکہ آیندہ مذکور ہوگا اثاثہ سلطنت اور خطاب نصیرخان سلطان احمد شاہ گجراتی سے پاکر خطبہ خاندیس کا اپنے نام پڑھایا اور وہ آرزو کہ باپ اُس کا قبر مین لے گیا اُس کے بیٹے کو حاصل ہوئی یعنے کامروا ہوا اور سراپردہ سُرخ کرکے چتر سر پر لگایا اور قلعہ آسیر آسا اہیر کے تصرف سے برآوردہ کرکے شہر برہان پور احداث فرمایا اور قلعہ آسیر کا حال یہ ہی کہ ایک کوہ آسمان شکوہ پر مسمی آسا اہیر جو خاندیس کے زمینداران معتبر سے تھا سکونت پذیر تھا اور اس کے باپ دادا سات سو برس سے گاے اور بھینسون اور مال کی حفاظت کے واسطے اس پہاڑ پر ایک قلعہ پتھر و مٹی سے بناکر زمانہ بسر کرتے تھے جب آسا اہیر کی نوبت آئی سامان اور دستگاہ اس کا حد سے افزون ہوا خلاصہ یہ کہ پانچ ہزار بھینس اور پانچ ہزار گاے اور بیس ہزار بکریان اور ایک ہزار گھوڑے اس کی سرکار مین بہم پہونچے اور عدد نوکرون کے جو خدمت اور نگہبانی مواشی کی کرتے تھے دو ہزار سے زیادہ تھے اور آدمی گونڈوارہ اور رعیت خاندیس کے ہنگام ضرورت غلہ اور نقد جو کچھ انھین درکار ہوتا تھا اس سے قرض لیتے تھے اور اسی طریق سے اس حدود کے امرا کو جب احتیاج قرض یا گھوڑون کی ہوتی تھی اس کے پاس جاکر مقصد حاصل کرتے تھے اس تقریب سے آسا اہیر کہ ایک چروا ہا تھا شاہیر وقت سے ہوا اور کام اُس کا اس انتہا کو پہونچا کہ جس وقت دو آدمی مین یا دو گروہ ہند و یا مسلمان مین کسی طرح کی نزاع ہوتی تھی یا کوئی مشکل پیش آتی ساتھ اُس کے رجوع کرتے تھے تو وہ اپنی عقل اور کیاست سے تصفیہ کرتا تھا اور اس دیار مین قبل پہونچنے ملک راجہ فاروقی کے تھوڑے عرصہ کے بعد مملکت خاندیس اور مالوہ اور برار اور سلطان پور اور ندربار مین ایک قحط عظیم پڑا خلائق بیشمار قوت لایموت کے نہ ملنے سے ہلاک ہوئی حتے کہ گونڈوارہ وغیرہ مین کولی اور بھیل سے زیادہ دو تین ہزار آدمی سے زندہ رہے اور خاندیس کی بھی بہت رعایا ہلاک ہوئی جو لوگ کہ زندہ رہے آسا اہیر کے پاس پناہ لے گئے اور آسا اہیر گونڈوارہ مین دو ہزار انبار غلہ کے رکھتا تھا اُس کے کارندون اور وکیلون نے غلہ فروخت کرنا شروع کیا اور قیمت اس کی آسا اہیر کے پاس بھیجتے تھے اور آسا اہیر کی عورت مخیرہ تھی اُس نے اپنے خاوند سے یہ بات کہی کہ حق سبحانہ تعالے نے ہمین مال دنیوی سے مالا مال اور مستغنی کیا ہی اور ہمین احتیاج قیمت غلہ کی نہین ہی ایسا کام کر کہ جس سے دنیا اور آخرت کی بنا مضبوط ہو وے آسا اہیر نے کہا وہ کیا ہی عورت نے کہا کہ دنیا کی مضبوطی منحصر اس پر ہی کہ اس پہاڑ پر ایک قلعہ گچ اور پتھر سے تیار کر اور آخرت کا استحکام اس مین ہی کہ جس قدر غلہ تیرے قبضہ مین ہی لنگر کرکے ہر روز کھانا پکاکر فقیرون اور محتاجون کو تقسیم کر آسا نے دونون امر قبول کیے ممالک اور اطراف

خاندیس مین لنگر خانے بنوائے اور قلعہ سابق کی چار دیواری قدیم مسمار کرکے ایک قلعہ گچ اور پتھر سے تعمیر کیا وہ مشہور بقلعہ آسا اہیر ہوا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے مخفف ہو کر اس کا نام آسیر رہا جب یہ خبر سلطان فیروز شاہ باربک کو پہونچی اس توہم سے کہ مبادا آسا اہیر اس قلعہ کی سنگینی سے مغرور ہو کر نشان مخالفت کا بلند کرے حاکم خاندیس کو فرمان لکھکر سرزنش کی کہ تو نے آسا اہیر کو کیون اسقدر مہلت دی کہ اُس نے ایسا قلعہ بے نظیر پہاڑ پر بنا لیا بعد اس کے اُسے معزول کرکے ملک راجہ فاروقی کو اس ملک کی حکومت پر منصوب کیا آسا اہیر ملک راجہ فاروقی کا مطیع اور فرمانبردار رہا اور مریدانہ سلوک کرنے لگا اور ملک راجہ بھی اگرچہ اس قلعہ کی تسخیر کی فکر مین تھا لیکن چونکہ اُسکا رہون احسان تھا اور علاوہ اس کے اس قلعہ کی تسخیر بحسب ظاہر جملہ محالات سے معلوم ہوتی تھی اس لیے اپنا ارادہ ظاہر نکرتا تھا بلکہ نصیر خان نے اس کے مرنے کے بعد تمام ہمت اُس قلعہ کی فتح پہ صرف رکھی اور ابتداے حکومت مین ایک تدبیر اندیشہ کرکے آسا اہیر کو پیغام بھیجا کہ راجہ بگلانہ اور انتور نے جمعیت بہت بہم پہونچائی ہے اور خداوندخان مرحوم ملک راجہ فاروقی کے زمانہ کے مطابق سلوک نہین کرتے ہین اور راجہ کھیرلہ کی تحریک اور اعانت کے سبب سرکشی حد سے کرکے اس ولایت پر تاخت لانے کے درپے ہوئے ہین اور قلعہ تھالنیر پر ملک افتخار خان حسب وصیت پدر متصرف ہے اور قلعہ للنگ کہ دشمنون سے نزدیک ہے اس پر اعتماد نہین رکھتا ہون اسواسطے چاہتا ہون کہ میرے عیال و اطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دے تو باطمینان تمام دشمن کے مدافعہ مین مشغول ہون اور تیرا بھی ممنون احسان رہون آسا نے اپنی خوشی سے یہ امر قبول کیا اور قلعہ آسیر مین ایک مکان وسیع اُن کے رہنے کے واسطے مقرر کیا نصیر خان نے پہلے دن چند سواریان عورتون کی بھیجین اور ان عورتون سے یہ فہمایش کی کہ اگر عورتین آسا کی تمھاری ملاقات کو آوین اُن کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا دوسرے دن دوسو ڈولیان بہم پہونچا کر دوسو مرد شجاع کار آزما مسلح مکمل کرکے ان مین بٹھا کر پردہ اُن پر ڈالکر یہ مشہور کیا کہ والدہ نصیر خان اور حرمین اس کے قلعہ مین روانہ ہوتے ہین اور آسا اہیر نے یہ خبر سنی جب ڈولیان قلعہ کے متصل پہونچین حکم کیا کہ دروازہ کھول دو دربان ہٹ جاوین جب ڈولیان احاطہ مقرری مین بے حرف و حکایت داخل ہوئین بہادران خونخوار یکبارگی ڈولیون سے برآمد ہوئے اور تلوارین میان سے لے کر آسا اہیر کے مکان کے سمت روانہ ہوئے قضارا آسا اہیر اس کے بیٹے و بیٹیان نہایت غفلت مین مبارکباد کو آتے تھے قریب ہی اُس احاطہ مین ان سے دوچار ہوئے اُنھون نے سب کو تہ تیغ کیا اہل قلعہ نے جب آسا اور اس کے بیٹون کو مقتول دیکھا بعجز و انکسار پیش آئے اور امان کے طلبگار ہوئے اور اپنے اہل و عیال کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ سے نکل گئے نصیر خان فاروقی یہ خبر قلعہ للنگ مین سنکر بطور تاخت قلعہ آسیر مین آپہونچا اور اس قلعہ

کی تیاری مین مشغول ہوا اور اُس کی شکست وریخت کو درست کیا اور اس واقعہ سے ایک سو
میں برس کے بعد شیر شاہ افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ رہتاس کو اُسی طریق سے مسخر کیا تھا اور
مشہور ہے کہ حکام فاروقیہ آسیر مین سے کسی نے آسا اہیر کے مال مین کچھ تصرف نہ کیا امانت نگاہ رکھا
تھا یہان تک کہ اکبر بادشاہ اُس حصار آسمان اطوار کی فتح کے بعد امانت مذکورہ پر مع خزائن فاروقیہ
متصرف ہوا اور سونا اور چاندی مسکوک اور غیر مسکوک کو دارالضرب یعنے ٹکسال مین بھیجکر گلوایا اور سکہ
اپنے نام جاری کیا الغرض جب نصیر خان کو یہ فتح بزرگ نام دار نصیب ہوئی مخدوم شیخ زین الدین
دولت آباد سے نصیر خان کی مبارکباد کو خاندیش مین تشریف لائے نصیر خان قلعہ سے باتفاق فرزندان
وخیل وحشم استقبال کے لیے روانہ ہوا اور تپتی کے کنارہ اس مقام پر کہ اب زین آباد واقع ہے
ملاقات کی جب التماس قلعہ آسیر مین آنے کی کی شیخ نے فرمایا ہمین آب تپتی سے عبور کرنے کا حکم نہین
ہی نصیر خان اجازت لے کر پلٹ آیا اور دوسرے کنارہ پر کہ شہر برہان پور واقع ہی خیمہ اور خرگاہ
بلند کر کے فروکش ہوا اور ہر روز پانچ مرتبہ شیخ کی ملازمت مین مشرف ہو کر اُن کی فیض صحبت سے فیضیاب
ہوتا تھا اور جب دو ہفتہ اس نہج پر گذرے شیخ موصوف دولت آباد کی مراجعت پر عازم ہوئے نصیر خان
نے تواضعات عادی اور رسمی بجا لایا اور یہ عرض کی کہ اس مملکت کی میمنت کے واسطے اگر آپ فلان قصبہ
اور پرگنہ کو پسند فرمائین نہایت سرفرازی ہوگی شیخ نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا درویشون کو قصبہ اور پرگنہ
اور وظیفہ سے نسبت نہین ہی جب مکرر عرض کی فرمایا اس ملک سے ہم فقط نام سے خوش ہین چنانچہ
دریا کے اُس پار کہ سلاطین اور غازیان اسلام کے نزول کا مقام ہی ایک شہر بنام شیخ برہان الدین
مع مساجد اور منارہ بنا کر کے اپنا دارالملک بناؤ اور اس پار کہ فقیر مع درویشان وارد ہوا ہی قصبہ
اور ایک مسجد تعمیر کر کے زین آباد نام رکھو تو اس تقریب کے سبب اسلام ان دونون قطعات مین
رواج پاوے اور دونون درویش کا نام بھی مذکور ہووے نصیر خان فاروقی خوش حال ہوا فوراً حکم
فرمایا امرا اور اعیان شہر برہان پور وقصبہ زین آباد کی تعمیر مین مشغول ہوئے اور شیخ نے فاتحہ مبارکبادی
پڑھکر دوسرے دن دولت آباد کی طرف توجہ فرمائی اور عرصہ قلیل مین شہر اور قصبے نہایت
معموری اور آبادی کے ساتھ اختتام کو پہونچے برہان پور جیسا کہ شیخ کی زبان مبارک پر جاری ہوا تھا
سلاطین فاروقیہ کا دارالملک ہوا اور اُس کے بعد نصیر خان حکومت کے شغل مین مستقل ہوا اور
جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہی کہ دس فقیر ایک کمل مین سوویں اور دو بادشاہ ایک ولایت مین
نہ سماوین نصیر خان نے ارادہ کیا کہ قلعہ تھالیز کو بھی اپنے چھوٹے بھائی ملک افتخار الملک کے تصرف
سے برآورده کر کے اُس ملک مین دعوے انا ولا غیری کا کرے اور یہ امر چونکہ بے مشورہ اور
صوابدید سلطان مالوہ کے صورت پذیر نہوتا تھا سلطان ہوشنگ کو کہ اس کا سالا تھا اُس سے

انہا مانی الضمیر ظاہر کیا اور اس کی تجویز سے اس کام کو اس طرح شروع کیا یعنے ۸۲۰ھ آٹھ سو بیس ہجری مین قلعہ تھالیز کا محاصرہ کیا ملک افتخار سلطان احمد شاہ گجراتی سے ملتجی ہو کر طالب اعانت ہوا اور احمد شاہ سامان سفر درست کر کے روانہ ہونے کی فکر مین تھا کہ غزنین خان ولد سلطان ہوشنگ نے پندرہ ہزار سوار لے کر نصیر خان کی کمک کو آن کر جنگ مین جلدی کی اور ابھی سلطان احمد شاہ گجراتی نہ آیا تھا کہ دونون نے اپنے حسن اتفاق سے قلعہ تھالیز کو ۸۲۰ھ آٹھ سو بیس ہجری مین مفتوح کیا اور ملک افتخار کو قید کر کے قلعہ آسیر مین بھیجا اور نہایت تمکنت اور غرور سے یہ عزیمت کی کہ سلطان پور اور ندربار کو بھی اہالیان سلطان گجرات کے تصرف سے برآوردہ کر کے مالوہ مین شامل کرین نا ہڑی کو شہباز کے شکار کا حوصلہ ہوا الغرض جب اس نیت سے وہ سلطان پور پہونچے اُس قصبہ کے جاگیردار ملک احمد حبیب کے قلعہ بند ہو کر عرض داشت مشعر کیفیت حال احمد شاہ گجراتی کے پاس بھیجی اور سلطان یہ خبر سنکر آتش غضب مشتعل کر کے مع سپاہ دریا جوش کوچ برکوچ روانہ ہوا اور ملک محمود ترک مع لشکر کثیر پیشتر بھیجا ملک محمود ترک کے قرب پہونچنے کی خبر ان دونون حریفون کو پہونچی غزنین خان اُسی شب کو کوچ کر کے مندو کی طرف راہی ہوا اور نصیر خان بھاگ کر قلعہ تھالیز مین در آیا اور ملک محمود نے قلعہ تھالیز تک باگ نہ موڑی اور اُسے محاصرہ کیا اور سلطان احمد شاہ نے سلطان پور مین آن کر نزول اجلال فرمایا نصیر خان مخمصہ مین پڑا اور اپنے تئین مثل ایک چڑیا کے شہباز کے چنگل مین گرفتار دیکھا اور احمد شاہ گجراتی کے مقربون سے ملتجی ہو کر بصرف زر خطیر ان کو راضی کیا تو انھون نے بوقت فرصت اور ساعت سعید سلطان سے عرض معروض کہکے ایسا کیا کہ اس نے قلم عفو نصیر خان کے جرائم پر کھینچا اور اس وقت تک اسے ملک نصیر کہتے تھے خطاب نصیر خان دے کر بعطاے چتر و سراپردہ سرخ سرفراز کیا اور نصیر خان نے پانچ ہاتھی مست اور چالیس گھوڑے تازی اور عراقی اور دیگر تحف وہدایاے فراوان پیشکش کر کے اسے گجرات کی طرف روانہ کیا اور بعد چند سال کے احمد شاہ بہمنی نے ایک جماعت مردم معتبر سے برہانپور بھیج کر نصیر خان کی بیٹی اپنے بڑے بیٹے شہزادہ علاء الدین کے واسطے خواستگاری کی نصیر خان نے اس امر کو موجب تقویت جان کر قبول کیا اور بعد جشن وشادی اپنی بیٹی مسماۃ زینب کو پالکی مین سوار کر کے محمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور ۸۳۰ھ آٹھ سو تینتیس ہجری مین راے کانھا والیت جلواڑہ کا راجہ لشکر گجرات کے صدمہ سے بھاگ کر آسیر مین آیا اور چند فیل پیشکش کر کے اعانت طلب کی چنانچہ نصیر خان نا ر دقی نے اُس سے خلوت مین یہ بات کہی کہ مجھے لشکر گجرات سے خصومت کی طاقت نہین ہے تم سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاؤ کہ وہ شاہ عظیم الشان ہے یقین ہے کہ تمھاری مدد کر کے مملکت موروثی گجراتیون کے تصرف سے برآوردہ کرے اور مین بھی اس بارہ

مین اُسے مکتوب بھیجونگا کاتھا بحسب ظاہر نصیرخان سے رنجیدہ ہوکر برہان پور سے روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ
بہمنی کے پاس جاکر دادخواہی کی سلطان احمد شاہ نے نصیرخان کے پاس دلحاظ سے بعضے امرا اپنے
کاتھا کے ہمراہ کرکے جالوارہ کی طرف روانہ فرمائے اور وہ جب باتفاق کاتھا ندر بار کے اطراف
مین پہونچے فتنہ و فساد مین کسی طرح کی تقصیر نہ کی بعد اس کے افواج گجرات پہونچی فریقین کے درمیان
جنگ واقع ہوئی لشکر بہمنیہ منہزم ہوا اور احمد شاہ بہمنی درپے تدارک ہوا اور شہزادہ علاء الدین
کو مع فوج رزمخواہ روانہ کیا اور وہ جب دولت آباد مین پہونچا نصیرخان فاروقی اور راجہ کاتھا اس کی
ملاقات کو گئے جیسا کہ سابق مین مرقوم خامہ فصاحت قرین ہوا ہی غرضکہ لشکر بہمنیہ اس مرتبہ بھی مغلوب
ہوا اور نصیرخان اور کاتھا کوہستان کاند مین کہ ولایت خاندیس مین واقع ہی مفرور ہوکے اور جب لشکر
گجرات نے خاندیس کو تاخت و تاراج کرکے مراجعت کی نصیرخان برہان پور مین آن کر ولایت کے
انتظام مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری مین دختر نصیرخان نے اپنے شوہر علاء الدین
کی بدسلوکی سے ناراض ہوکر نصیرخان سے شکایت کی اور اس معاملہ سے اُن کے درمیان مین نزاع
بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے نصیرخان سنہ ۸۴۱ آٹھ سو اکتالیس ہجری مین ولایت
برار کی تسخیر کا عازم ہوا اور امراے برار نے کہ اپنے صاحب سے نفاق رکھتے تھے یہ خبر سنکر نصیرخان
کو بلاکر یہ بات کہی کہ تم اولاد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہو ہمارے زہے نصیب کہ آپ
کی خدمت مین شہادت پاوین خان جہان سپہ سالار دکن و برار کا کہ رکن اعظم بہمنیہ تھا سرداروں
کے نفاق سے واقف ہوا اور قلعہ پرنالہ مین قلعہ بند ہوکر سلطان علاء الدین کے ملاحظہ مین ایک
عرض داشت مشتمل بحقیقت حال بھیجی امراے مخالف برار خطبہ نصیرخان کے نام پڑھکر محاصرہ مین
مشغول ہوے سلطان علاء الدین نے بعد قیل و قال بسیار ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سپہ سالار
کرکے مع امراے مغل نصیرخان کے مقابلہ کو بھیجا اور نصیرخان تاب مقاومت ملک التجار اپنے سے
مفقود دیکھکر ولایت برار سے مع امراے مخالف نکل گیا اور ملک التجار عرب اُس کا پیچھا کرکے
برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور نصیرخان فاروقی جو طالب کمک سلطان گجرات سے ہوا تھا قلعہ تلنگ
کی طرف راہی ہوا اور ملک التجار عرب برہان پور مین آیا تو عمارات عالیہ کے کھودنے اور آگ لگانے
مین مصروف ہوا اور جب سنا کہ لشکر سلطان پور اور ندربار کا مع سپاہ مالوہ اس طرف آیا چاہتا ہی
تو بطور تاخت تلنگ کی طرف روانہ ہوا تاکہ کمکیون کے پہونچنے سے پیشتر آتش کارزار مشتعل کرے
اور جس روز کہ لڑائی ہونے والی تھی ملک التجار عرب بطی مسافت و راز مع تین ہزار مغل تیرانداز خستہ
اور ماندہ ہوکر تلنگ کے اطراف مین پہونچا اور نصیرخان فاروقی نے موقع وقت دیکھکر انتظار کمک
نہ کی بہ تعجیل تمام مع افواج آراستہ کہ بارہ ہزار سوار تھے میدان کی طرف روانہ ہوا اور شکست فاحش

پاکر بیس ہاتھی نامی اور نیز اثاثہ حکومت چھوڑ کر بہ مشقت کمال قلعہ تلنگ مین پہونچا اور وفور رنج اور شدت غصہ سے بیمار ہوا اور چند روز کے عرصہ مین یعنے بتاریخ تیسری ربیع الاول سنہ مذکور مرغ روح اسکا باغ بہشت کی طرف پرواز کر گیا اور اسکے بڑے بیٹے میران عادل خان نے تابوت پدر تھالیز مین بھیجکر اس کے باپ کے پہلو مین مدفون کیا مدت اسکی سلطنت کی چالیس سال اور چھ ماہ اور چھبیس روز تھی۔

ذکر میران عادل خان فاروقی کی سلطنت کا

میران عادل خان فاروقی سلطان ہوشنگ کا بھانجا تھا اور بعد فوت پدر حکومت خاندیس پر متمکن ہوا اسنے بھی ہمت ملک التجار کے دفع پر مصروف کی اور ایلچی بھیجکر امراے گجرات کو بہ تعجیل تمام طلب کیا ملک التجار قلعہ تلنگ کے محاصرہ مین مشغول تھا کہ ناگاہ لشکر سلطان پور کی خبر قرب وصول سنکر دکن کی طرف گیا اور میران عادل خان امور سلطنت مین مصروف ہوا اسکے بعد تین سال اور آٹھ ماہ اور تیئیس روز مہمات خلائق کے انجام دے کر جمعہ کے دن ماہ ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین بلدہ برہان پور مین شہید ہوا اور ملک اپنے بڑے بیٹے مبارک خان کو سپرد کیا کیفیت اسکی شہادت کی جوان حکایات کے جامع پر ظاہر نہ تھی اس واسطے اس کی شرح سے معذور رہا پھر اس کا جنازہ تھالیز مین لے جاکر اس کے باپ اور دادا کی قبر کے متصل پیوند زمین کیا۔ مصرع

خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

تذکرہ مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

اسنے بعد فوت پدر سترہ برس اور چھ مہینے اور نو دن بلا مزاحمت احدی ولایت خاندیس کی ریاست پر اقدام کیا اور بعد حکمرانی ریاست خاندیس جمعہ کے روز بارھوین تاریخ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین اس جہان بے بقا سے کوچ کیا اور اس کا بیٹا میران عینا المخاطب بعادل خان فاروقی جانشین ہوا اس کا جنازہ قصبہ تھالیز مین روانہ کرکے حظیرۂ فاروقیان مین دفن کیا۔

ذکر میران عینا المخاطب بہ عادل خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی کی حکومت کا

اس کے استقلال کے موافق کسی حکام ماضیہ خاندیس نے فرمانروائی نہین کی کس واسطے کہ اس نے اطراف کے راجاؤن سے بحکومت باج لیا اور مقدم گونڈوارہ اور گڈھہ نے اس کی جادہ اطاعت مین قدم رکھا اور گروہ کولی اور بھیل چوری اور رہزنی سے باز آئے اور جو قلعہ کہ آسا اہیر نے کوہ

آسیر پر بنا کیا تھا اس کے باہر دروازہ کی طرف ایک اور قلعہ احداث کرکے دوسرا دروازہ نصب کیا اب وہ قلعہ ایسا سنگین ہے کہ عقل اُسکے تسخیر سے انکار کرتی ہے اور پیک خیال کی مجال نہین کہ اُس کے اطراف مین قدم رکھے اور شہر برہان پور کے اطراف اور دریاے تپتی کے ساحل پر بھی ایک قلعہ احداث کرکے اُسمین عمارات عالیہ تیار کروائے اکثر اوقات وہان تشریف لے جاتا تھا اور اپنا لقب سلطان جھارکھنڈی رکھا یعنے شاہ کوہستان جھارکھنڈ کہ زبان ہندی مین جنگل نہایت سخت کو کہ گذر انسان کا بدشواری ہوئے کہتے مین اور کیفیت کوہستان جھارکھنڈی اپنے مقام مین بیان ہو چکی ہے اور جب اثاثہ شاہی اُس کا باپ دادا سے زیادہ ہوا مغرور ہو کر اُن کے خلاف عمل کیا اور پیشکش اور ایلچی سلطان گجرات کی درگاہ مین بھیجنا یک قلم موقوف کرکے نشان غرور کا بلند کیا جب سلطان محمود بیکرا کو یہ خبر پہونچی سنہ ۸۹۴ھ آٹھ سو چورانوے ہجری مین لشکر کثیر خاندیس کی طرف بھیجا امرائے خاندیس نے پہلے مقابلہ اور مقاتلہ کے لیے پیش قدمی کی آخر کو تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی بلا جنگ اُنکے مقابلہ سے روگردان ہو کر قلعہ تھالیز اور آسیر کے قریب آن کر دم لیا اور سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس مین جا کر اُس کی خرابی اور ویرانی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور میران عینا فاروقی کہ قلعہ آسیر مین تھا اپنی سرکشی اور ستیزہ روئی سے نادم اور پشیمان ہوا ایک جماعت اعیان مملکت کو سلطان محمود بیکرا کے پاس بھیجکر باظہار اطاعت اور فرمانبرداری پیشکش کئی برس کی ارسال کی پھر حکام گجرات اسکی ولایت سے دست کش ہو کر گجرات کی سمت روانہ ہوے اس کے بعد چھیالیس سال اور آٹھ مہینے اور بارہ دن سلطنت بفراغت تمام کرکے روز جمعہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ سنہ ۸۹۷ھ آٹھسو ستانوے ہجری مین بجوار رحمت ذوالجلال واصل ہوا اور حسب وصیت برہانپور مین دولتمندون کے محل مین مدفون ہوا چونکہ اُس کے بعد فوت کوئی فرزند اُس کا نہ رہا تھا اُس کے بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان فاروقی نے حکومت برہانپور پر اختصاص پایا۔

ذکر داؤد خان فاروقی بن مبارک خان کی حکومت کا

داؤد خان نے بعد فوت برادر اسکے تخت پر جلوس کیا اور حسام علی اور یار علی کہ دو بھائی تھے انھین استقلال تمام حاصل ہوا حسام علی ملک حسام الدین خطاب پا کر مہمات مالی وملکی مین مشغول ہو کر معتمد علیہ ہوا اور سنہ ۸۹۹ھ آٹھسو ننانوے ہجری مین میران داؤد خان نے چاہا کہ بعضے پرگنات سرحد احمد نظام شاہ بحری پر متصرف ہووے جب یہ خبر اُسے پہونچی خود مع جمعیت کثیر کوچ بر کوچ احمد نگر سے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا اور داؤد خان نے قلعہ آسیر مین پناہ لی اور احمد نظام شاہ نے خاندیس کی تاراجی اور خرابی مین کوشش کی داؤد خان نے مضطرب اور عاجز ہو کر سلطان ناصر الدین خلجی سے اعانت طلب کی اُس نے حق جوار

اور ہمسائگی منظور رکھکر اقبال خان کو کہ امراے کبار سے تھا مع فوج بزرگ اُس کی کمک کو بھیجا اور وہ جب آسیر کے اطراف مین پہونچا نظام شاہ افواج مندو کی تاب مقاومت نہ لایا احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اقبال خان نے چند روز برہان پور مین قیام کیا اور داؤد خان کو خطبہ سلطان ناصر الدین کی تکلیف دی اور وہ جو چارہ نہین رکھتا تھا سلطان ناصر الدین کا خطبہ پڑھا کر اقبال خان کو رضا مند کیا اور اُسے پیشکشہاے لائق مع دو ہاتھی کے دے کر شادی آباد مندو کی طرف رخصت فرمایا داؤد خان اس کے بعد آٹھ سال اور ایک ماہ اور دس روز زمانہ عمر بسر کر کے غرہ جمادی الاول روز سہ شنبہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین قضاے آلہی سے فوت ہوا ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے متفق ہوکر اُس کے فرزند غزنین خان کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور بعد دس روز کے ملک حسام الدین نے نہ معلوم کس وجہ سے کہ خدائے پاک کو علم ہے اُسے زہر دے کر درمیان سے اُٹھایا اور چونکہ داؤد خان فاروقی کے دوسرا فرزند نہ تھا اس واسطے احمد نگر مین نظام شاہ بحری کے پاس ایلچی بھیجکر خانزادہ عالم خان کو کہ سلاطین فاروقیہ کے احفاد سے تھا اور وہان رہتا تھا طلب کیا اور نظام شاہ بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے بمشورہ تخت برہان پور پر متمکن کیا اکثر امرا اور سرداروں نے پٹکا خدمت کا کمر جان پر باندھا لیکن ملک لادن کہ اُس دولت خانہ کے اعیان سے تھا عالم خان کی بادشاہی پر راضی نہوکر قلعہ آسیر اپنے تصرف مین لایا اور ملک حسام الدین سے اس امر مین مخالفت کر کے قلعہ مذکور مین قلعہ بند ہوا اور جس وقت مین کہ غزنین خان دس روز کے حکومت کے گناہ کے سبب زندان لحد مین گرفتار ہوا تھا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی نے کہ محمود شاہ بیکرا کا نواسا تھا اور تھالیز کی سرحد مین اقامت رکھتا تھا اپنی والدہ کے باتفاق شاہ محمود بیکرا کو اس مضمون کا عریضہ گجرات مین بھیجا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا مہمات حکمرانی مین نہایت فتور بہم پہونچا ہے اگر اس صورت مین باپ کی جگہ اس فقیر کو مرحمت ہووے نہایت ذرہ پروری ہوگی الغرض شاہ محمود بیکرا نے درخواست اس کی قبول کی چونکہ خوب جانتا تھا کہ یہ معاملہ بدون اپنی توجہ کے ظہور نہ پکڑے گا ناچار بہ نفس نفیس خاندیس کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسام الدین نے مضطرب ہوکر بہ تعجیل آدمی احمد نظام شاہ بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے پاس بھیجکر اس قدر تضرع کی کہ وہ مع جمعیت اپنی بقصد اعانت برہانپور مین آئے لیکن جو محمود شاہ بیکرا نے اثناے راہ مین خبر جلوس خانزادہ عالم خان اور مخالفت ملک لادن کی اس کی نسبت سنی آب نربدہ کے کنارہ پر نزول کر کے ماہ رمضان وہان بسر کیا اور ماہ شوال مین آگے روانہ ہوا جب تھالیز مین پہونچا عالم شاہ اُس قلعہ کے تھانہ دار نے عزیز الملک تھانہ دار سلطان پور کے وسیلہ سے سلطان کی ملازمت کی اور قلعہ خالی کر کے ملازمان درگاہ کے سپرد کیا نظام شاہ اور عماد الملک نے جب لشکر خاندیس کی دورنگی اور سپاہ گجرات کی شوکت دریافت کی صلاح

توقف مین نہ دیکھی ہر ایک نے چار ہزار سوار عالم خان اور ملک حسام الدین کے پاس چھوڑ کر کاویل کی راہ لی اور سلطان محمود بیگڑا نے آصف خان اور عزیز الملک کو مع لشکر آراستہ ملک حسام الدین اور عالم خان کی تنبیہ کو جو نصف ولایت خاندیس پر متصرف تھے بھیجا افواج دکن جب اُن کی توجہ سے واقف ہوئی ملک حسام الدین کے بے رخصت کوچ کر کے اپنے سردارون کے پیچھے روانہ ہوئی اور ملک لادن کہ وہ نصف مملکت خاندیس تصرف مین رکھتا تھا سب سے پیشتر آصف خان کے استقبال کو گیا اور ملاقات کی اور آصف خان ملاقات کر کے اسے اپنے ہمراہ سلطان کی خدمت مین لیگیا اور ملک حسام الدین یہ خبر سُنکر عالم خان کو دکن کی طرف بھیجکر خود بھی تھالیز مین سلطان کی قدمبوسی کو گیا سلطان نے دونون پر عنایت شاہانہ مبذول فرمائی اور بعد عید اضحے ساعت سعد اور طالع مسعود مین عادل خان فاروقی کو خطاب اعظم ہمایون دے کر سلطان مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی کو کہ وہ اور سلطان مظفر دونون ایک ماں سے تھے اس کے عقد مین منعقد کر کے حکومت برہان پور پر اجلاس بخشا اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دے کر موضع بناس کہ ملک لادن کا جائے پیدائیش تھا انعام دیا اور ملک ماکھا ولد عماد الملک آسیری کو غازی خان اور ملک عالم شہ تھانہ دار تھالیز کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب دیکر اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور چالیس ہاتھی اور تیس لاکھ تنگہ نقد کہ مراد روپیہ سے ہے اُسے مدد خرچ کے واسطے مرحمت کیے اور ملک نصرۃ الملک اور مجاہد الملک گجراتی کو اُس کی خدمت مین چھوڑ کر تھالیز سے سلطان پور و ندربار کی طرف متوجہ ہوا اور منزل اول مین ملک حسام الدین مغل کو شہریار خطاب دے کر رخصت انصراف فرمائی

ذکر عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایون کی حکومت کا

جب عادل خان سلطان محمود اپنے جد مادری کی امداد سے سلطنت خاندیس پر متصرف اور متمکن ہوا بلا توقف تھالیز سے برہان پور مین آن کر امور جہانداری مین مصروف ہوا اور ملک حسام الدین شہریار مغل اور عادل خان بسبب اس نزاع کے کہ ملک لادن خان جہان سے رکھتے تھے برہان پور سے تھالیز مین جا کر مقیم ہوئے اور بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ ملک حسام الدین نظام شاہ سے متفق ہو کر چاہتا ہے کہ عالم خان کو برہان پور کا والی کرے اور عادل خان جب اس ماجرے سے مطلع ہوا حسام الدین شہریار کو آدمی بھیجکر طلب کیا اور وہ اصل مطلب سے واقف ہوا مع چار ہزار سوار برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور جب اس شہر کی نواح مین پہونچا عادل خان تین سو سوار گجراتی سے استقبال کر کے اسے اپنے مکان پر لے گیا اور خلعت دے کر لشکرگاہ کی طرف رخصت کیا دوسرے دن اپنے محرمون سے یہ مشورہ کیا کہ ملک حسام الدین جب دیوانخانہ مین آوے گا اُس کا ہاتھ پکڑ کے خلوت خانہ

مین لے جاؤنگا پھر رخصت کے وقت دریا شاہ گجراتی جو ہمارا سپاہی ہے ضرب کاری ملک حسام الدین
کے سر پر رسید کرے اور اس کے قتل ہونے کے بعد آدمی اس کے جابجا متفرق اور پریشان ہو جاوینگے
یہ صلاح کرکے آدمی اُس کے بلانے کو بھیجے ملک حسام الدین کہ اپنی جمعیت پر نہایت مغرور تھا
با جمعیت تمام آیا تھا اور بعد ملاقات کے بطریق مشورہ ملک حسام الدین کا ہاتھ پکڑ کے اپنے
خلوت خانہ مین لے گیا اور پھر کچھ اِدھر اُدھر کا تذکرہ کرکے پان دے کر رخصت فرمایا ابھی
وہ سلام کرکے سیدھا ہوا تھا کہ دریا شاہ نے ایسی تلوار اُس کے سر پر ماری کہ وہ خیار کی طرح
دو پارہ ہوا جب ملک برہان عطاء اللہ گجراتی کہ اعظم ہمایون کا وزیر اعظم تھا اس امر پر واقف ہوا
مع ایک جماعت گجراتیان سے کہ اس کے ہمراہ تھی آن کر فرمایا کہ حرامخوارون کو مارو یہ سنتے ہی گجراتیون
نے تلوار میان سے کھینچی ملک ماکھا المخاطب بغازی خان اور علاوہ اس کے اور بھی سردار جو ملک
حسام الدین شہریار کے ہمراہ تھے بھاگے اور چار سو غلام حبشی اور گجراتی جو دربار مین حاضر تھے
اُنھون نے اُن کا پیچھا کیا غازی خان اور بہت سے امرا اور سپاہی مارے گئے اور نصف ولایت
جو تصرف مین رکھتے تھے بر آوردہ ہوئی ابھی لشکر گجرات نہ آیا تھا کہ ممالک خاندیس دشمنی کے خس و
خاشاک سے پاک اور صاف ہوئی اور عادل خان فاروقی المخاطب بہ اعظم ہمایون بعد اس واقعہ کے
ایک روز قلعہ آسیر مین گیا اور ایک ساعت کے بعد برآمد ہوا اور دوسرے دن سلطان محمود گجراتی کو
لکھا کہ ایکبار مین قلعہ کی سیر کو گیا تھا شیر خان اور سیف خان جن کے تصرف مین وہ قلعہ ہے مین نے
اُنھین نفاق اور شیطنت سے خالی نہ پایا اور باوجود اس کے کہ ملک حسام الدین قتل ہوا دونون سردار
آپس مین متفق ہو کر درپے نفاق ہین اور ایک مکتوب احمد نظام شاہ بحری کو لکھکر خانزادہ عالم خان کو
طلب کیا ہے اور بالفعل احمد نظام شاہ مع خانزادہ عالم خان اور اپنی افواج و فوج راجہ کالنہ کے سرحد
پر آن کر مقیم ہوا ہے بندہ نے خان جہان اور مجاہد الملک اور امرا کے باتفاق جا کر قلعہ آسیر کو محاصرہ کیا
اگر نظام شاہ اس مخلص کی ولایت مین قدم رکھے گا مہمات قلعہ کو موقوف رکھکر اس کی جنگ مین مشغول ہونگا
شاہ محمود نے مضمون مکتوب پر اطلاع پاکر فوراً بارہ لاکھ روپیہ نقد اس کے واسطے ارسال فرمائے اور
دلاور خان اور صفدر خان اور دیگر امرا کو سامان جنگ درست کرکے روانہ کیا اور اس کے جواب
لکھا کہ آن فرزند ارجمند خاطر جمع رکھے ہنگام ضرورت مین خود بہ نفس نفیس متوجہ ہونگا احمد نظام شاہ
بحری کہ ایک غلام شاہان دکن سے ہے اُسنے اسقدر قوت کہان سے بہم پہونچائی کہ اس فرزند کی
ولایت مین قدم بڑھا کر درپے مضرت رسانی ہوا اور نظام شاہ کے ایلچی کو بھی کہ گجرات گیا تھا خوب
دھمکایا آخرش نظام شاہ بحری یہ حال دیکھکر اپنی ولایت کی طرف راہی ہوا اور شیر خان اور ملک یوسف
المخاطب بہ سیف خان عہد امان لے کر قلعہ سے برآمد ہوا اور ولایت کا ذیل مین جا کر دم لیا اور عادل خان

فاروقی الخاطب باعظم ہمایون نے بعد پہنچنے لشکر گجرات کے راجہ کالنی کے اوپر کہ مطیع احمد نظام شاہ بحری تھا جاکر بعضے دیہات اور قریون کو تاخت وتاراج سے خراب کیا اور کالنہ کے راجہ نے پیشکش دی اس وقت عادل خان نے لشکر گجرات کو رخصت کرکے آسیر کی طرف مراجعت کی اور ۹۲۳ نوسوتیئس ہجری مین ہمراہ اپنے ماموں شاہ مظفر گجراتی کے شادی آباد مندو مین جاکر خدمات شائستہ بجا لایا اور جو یہ کیفیت وقائع گجرات مین بہ تفصیل تحریر ہوچکی ہے لہذا مصنف اس کی تکرار مین نہین مشغول ہوا اور ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہوکر ماہ رمضان کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو اس سرائے دودر سے انتقال کیا اور ایام اُس کی حکومت کے انیس ۱۹ برس تھے من بعد بیٹا اس کا میران محمد شاہ فاروقی کہ بھانجا بہادر شاہ گجراتی کا تھا اپنے باپ کا جانشین ہوا

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

یہ بادشاہ اپنے والد کی فوت کے بعد تخت برہان پور پر جلوہ گر ہوا اور آخر کو جیسا کہ مذکور ہوتا ہے سلطنت گجرات پر بھی فائز ہوا لفظ بادشاہ اس پر اطلاق ہوا اور یہ شخص اول اُس خاندان سے ہے کہ جس نے خطاب شاہی پایا اور اس عرصہ مین جو نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان قلعہ ماہور اور بعضے پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوئی تھی عماد الملک بوسیلہ میران محمد شاہ کے سلطان بہادر شاہ سے ملتجی ہوکر طالب صلح ہوا بہادر شاہ گجراتی نے عین الملک حاکم پٹن کو دکن کی سرحد پر بھیجا تو بخوبی حال دریافت کرکے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرائے برہان نظام شاہ بحری نے شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے اس سال عماد الملک کے ساتھ صلح کی اور عین الملک جب اپنے مقام پر پلٹ گیا برہان نظام شاہ بحری دوبارہ ملک گیری کی فکر مین ہوا اور قلعہ ماہور کو مع بعضے پرگنے اور قصبات برار اپنے تصرف مین لایا اور عماد الملک عاجز اور نہایت مغلوب اور زبون ہوا میران محمد شاہ فاروقی کو مدد کے واسطے طلب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین سامان حرب درست کرکے مع فوج علاء الدین عماد شاہ کی مدد کے واسطے دکن مین آیا اور بہ اتفاق عماد الملک دریائے گنگ کے کنارہ برہان نظام شاہ بحری کے مقابل آن کر صف آرا ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو شکست دے کر اُس کے لشکر کو پراگندہ کیا اور باتفاق عماد الملک قرار فتح اپنی نسبت دے کر ازروے بے پروائی معرکہ مین ایستادہ ہوا جو کہ ان کی فوج کسی قدر تعاقب مین اور ایک جماعت تاراج کے واسطے روانہ ہوئی تھی اور برہان نظام شاہ بحری شکست کے بعد ایک دیہہ کی پناہ مین ایستادہ تھا مع تین ہزار سوار پلٹ کر میدان کی طرف روانہ ہوا اور غنیم کو مہلت خیل وحشم فراہم

کرنے کی نہ دی قریب شام حملہ آور ہوا تائید ایزدی سے دونون کو معرکہ سے ہزیمت دی اور دونون کے اثاثہ سلطنت پر کہ فیل و توپخانہ وغیرہ سے مراد ہی متصرف ہوا اور چار کوس تعاقب کرکے بہت سے پس اندون کو تہ تیغ کیا اور عماد الملک بحال عجیب اس مخمصہ سے گاویل کی طرف اور میران شاہ فاروقی آسیر کی سمت مفرور ہوئے اور مکتوب سلطان بہادر گجراتی کو لکھے اور جوکہ دونون نے امداد کے بارہ مین نہایت الحاح اور حد سے مبالغہ کیا تھا سلطان بہادر گجراتی مع سپاہ رزمخواہ برہان پور کی سمت آیا اور باتفاق میران محمد شاہ فاروقی ولایت برار مین داخل ہوکر جب جالنہ پور مین پہونچا اس ملک کی طمع دامنگیر ہوئی اور چاہا کہ کسی ڈھب سے مملکت برار کو عماد الملک کے تصرف سے برآوردہ کرکے اپنے متعلقون کے سپرد کرے اور خود دار الملک احمد نگر کی سمت عازم ہوکر اس ولایت کو بھی برہان نظام شاہ بحری سے چھینکر اُس کا خطبہ اپنے نام پڑھے عماد الملک سلطان بہادر کے بلانے سے نہایت پشیمان ہوا میران محمد شاہ سے سلطان بہادر کی شکایت کی اور میران محمد شاہ نے یہ جواب دیا کہ خود کردہ را علاجے نیست ایسا کام نہ کرنا چاہیے تھا جس کا یہ انجام واقع ہوا اور اب صبر و تحمل کے سوا کوئی تدبیر نہین ہی اتفاقاً انھین دنون مین کوئی ایسی تقریب ہوئی میران محمد شاہ نے معروض رکھا کہ مملکت برار سلطان سے علاقہ رکھتی ہی اس مملکت مین استقامت سے کچھ فائدہ نہین صلاح دولت یہ ہی کہ خطبہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھ کر عماد الملک کو نوکرون کے سلک مین منتظم کرکے احمد نگر کی طرف تشریف لے جاوین اور اُسے بھی فتح کرین سلطان کو یہ راے پسند آئی پھر برار مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور عماد الملک کو ملازم کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اُس مقام سے ساتھ اس تقریب کے کہ مشروحاً اپنے مقام مین لکھا گیا ہی دولت آباد کی سمت گیا اور میران محمد شاہ کی حسن تدبیر سے بہادر شاہ نے تسخیر مملکت نظام شاہ اور عماد الملک سے دست کش ہوکر معاودت کی اور ۹۳۷ھ نوسو سینتیس ہجری مین سلطان بہادر نے مالوہ کی تسخیر کی عزیمت کی میران محمد شاہ طلب کے بموجب اس کے پاس گیا اور بلدۂ مندو کے لینے مین بہت کوشش کی اور اُسے فتح کرکے رخصت ہوا اور اسی سال برہان پور کی سمت معاودت کی اور برہان نظام شاہ ممالک مالوہ کی تسخیر کی خبر سنکر نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر کو برسم رسالت برہان پور بھیجا تو طریق مصادقت جاری کرکے دروازہ خصوصیت کے مفتوح کرے بہادر شاہ گجراتی دوسرے برس یعنے ۹۳۸ھ نوسو اڑتیس ہجری مین برہان پور مین تشریف لایا جیسا کہ وقائع دکن و گجرات مین بیان ہوا اور میران محمد شاہ کی مساعی جمیلہ سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر کے درمیان لوازم صداقت غائبانہ قرار پائے اور برہان نظام شاہ میران محمد شاہ کے کہنے سے سلطان بہادر کی ملاقات کے واسطے برہان پور گیا سلطان اُس کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا چتر اور سراپردہ سرخ اور خطاب نظام شاہی اُسے عنایت فرماکر

یہ ارشاد کیا کہ مین نے دشمن کو سلطنت سے اُٹھایا اور دوست کو شاہ بنایا اس کے بعد برہان نظام شاہ
کو خوش دل اور کامیاب احمد نگر کی طرف روانہ کیا اور خود بھیر ولایت مالوہ مین گیا میران محمد شاہ
نے پھر اُس کی ہمراہی کرکے خدمات شائستہ مین تقصیر نہ کی اور نقد رخصت حاصل کرکے برہانپور
مین آیا جس وقت سلطان بہادر قلعہ چتیور پر گیا میران محمد شاہ سامان سفر درست کرکے اُس کے پاس
پہونچا اور جس دم کہ سلطان بہادر ہمایون بادشاہ کے مقابلہ سے مندو کی طرف بھاگا وہ ہمراہ تھا اور
جبکہ مندو سے چینانیر کی سمت جاتا تھا میران محمد شاہ کو آسیر کی طرف رخصت فرمایا اور جب جنت
آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ نے گجرات کو مسخر کیا ایک معتمدان درگاہ سے آصف خان نام
کو احمد نگر مین برہان نظام شاہ بحری کی استمالت کے لیے بھیجکر پیشکش کا طالب ہوا اُس کے بعد
ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہان پور گیا میران محمد شاہ فاروقی یہ خبر سنکر مضطرب ہوا
مکتوب متواتر برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر اُس امر کی تدبیر اور اپنی رہائی کے بارہ مین
مشورہ کیا برہان نظام شاہ بحری نے حقوق سابق کی رعایت کرکے ایک عریضہ شاہ طاہر جنیدی سے
لکھواکر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون پادشاہ کے پاس کہ برہان پور کے اطراف مین
پہونچا تھا ارسال کیا اُس کا ترجمہ حرف بہ حرف یہ ہی بندہ دولتخواہ لاکلام برہان نظام بعد اداے لوازم
اطاعت اور شرائط انقیاد کے کہ بندگان صمیمی پر واجب و لازم ہی آئینہ راے گیتی نما پر ظاہر اور باہر
کرتا ہی کہ جب تک معمار خانۂ قضا بنیاد قصر عالم کو ساتھ ارکان ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کے آمیزش
قصور سے نگاہ رکھے اور جب تک چارہ ساز حقیقی سلاطین بنی آدم کی طبیعتون کو ساتھ نفاذ فرمان یا
ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط کے ارتکاب ظلم وجور سے محفوظ رکھے ہمیشہ حضرت عالی کا بناے
قصر سلطنت اور میدان سراے خلافت سلاطین نامدار کا جاے قرار اور حکام صاحب اقتدار کا ملجا اور
ماوا ہو جو مقصد یہ ہی کہ اس اوقات مبارک آیات مین فرمان ہمایون فال سراپا سعادت و اقبال
طغراے امانی و امال سے مزین ہوکر دیوان قضا جریان سے مصحوب جناب آصف خان کہ بمزید رتبہ بخشیون
مین ممتاز ہین اس کمترین درگاہ اور صادق الاعتقاد بے اشتباہ کے نام صادر ہوا تھا مراسم مباہات
اور لوازم افتخار کے ساتھ اس کو سر چشم پر رکھا اور قسم قسم کے استمالت شاہانہ اور اصناف
عنایات خسروانہ کہ اس سے مستفاد تھے مطمئن اور مستمال ہوکر مستعد بحصول مقصود اور متوجہ فرمانبرداری
کا تھا کہ عالی جناب محمد خان فاروقی المخاطب بہ میران محمد شاہ سے کہ آبا و اجداد سے منتظم سرداری
ولایت برہان پور اور آسیر کا ہی مکاتیب صادر ہوئے سب مکاتیب کے مضمون سے اس کا حسن عقیدہ و
کمال ارادت نواب کامیاب کی ساتھ تھا اور حضور کی نواب خدام کی طرف سے انواع الطاف کا شکریہ
تھا دلپذیر خاکسار ہوئے عالم بنیاہا شمۂ از احوال عریضۂ خان شعار الیہ سے مقربان مجلس اعلےٰ پرو اضح

اور لائح ہوگا اور جو اس دولت خواہ اور عالی جناب مشار الیہ کے درمیان رابطۂ الفت قدیمی تھا اس سبب سے ہاتھ عجز اور محتاجی کا موقف معلے مین اُٹھا کر زبان عجز بیان سفارش کے واسطے کھول کر التماس کرتا ہو کہ جس طور سے تمام سلاطین سابقہ اور خواقین صادقہ جو درپے جہانگیری اور کشورکشائی ہوئے ہین خصوصاً اُن حضرت کے اجداد مکرمت شعار معدلت آثار کتابہ کاخ سلطنت کا رقوم مناقب اور مآثر سے اُن کے آراستہ ہو اور عصابہ تاج خلافت کا اُن کے رسوم مجاہدہ سے پیراستہ ہو حضور بھی آیہ کریمہ فاعفوا واصفحوا حتے یاتی اللہ بامرہ کو رائے جہان آرائے کے پیش نظر فرماکر اس دولتخواہ و اُس کے ساتھیون کی تقصیرات اضطراری اور لغزشہائے بے اختیاری کو مراحم ذاتی اور مراسم مکارم جبلی سے معاف فرماوین اور عنایات بے پایان سے نواب کامیاب کو اشارہ فرماوین کہ دست تصرف اُس کی ولایت محقر سے باز رکھکر دراز دریاد عنایت اور مزید رعایت ہون تو اس طریقہ ستودہ مین اپنے اجداد اور اسلاف کی اقتدا فرماکر حکام اطراف کے دل مسرور کرتے رہین امید کہ یہ معنی کمال خلوص اور دولت خواہی پر محمول ہو کر صورت اس التماس کی ساتھ حسن قبول کے قرین ہووے اور کوئی دوسرا امر خاطر اشرف واعلے مین مرکوز نہووے سوائے اطاعت اور فرمانبرداری کے دوسرا امر ظہور مین نہ آویگا اور ہر حال مین حکم اعلی بسر و چشم ہو اس کے بعد برہان نظام شاہ بحری اور ابراہیم عادل شاہ اور سلطان قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ جب بقصد امداد میران محمد شاہ فاروقی مقام سرکشی مین ہوئے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے میرزاؤن کی بے التفاتی سے اور شیر شاہ افغان کی بغاوت سے صلاح وقت نہ دیکھا خاندیس کو تاخت وتاراج کرکے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان بہادر بندر دیپ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا جنت آشیانی بعضے امور کے سبب شادی آباد مندو سے آگرہ کی سمت روانہ ہوا شاہ بہادر شاہ گجراتی نے میران محمد شاہ فاروقی کو واسطے نکالنے امرائے مغل کے ولایت مالوہ سے تعین کیا میران محمد شاہ فاروقی برہان پور سے مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق ملوخان شادی آباد مندو کو امرائے چغتائی یعنے مغل سے برآوردہ کرکے ابھی ولایت مالوہ مین تھا کہ سلطان بہادر گجراتی اہل فرنگ کے ہاتھ سے شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا اور چونکہ وہ لاولد تھا سلطان بہادر کی والدہ نے جمیع امرائے گجرات کو جمع کرکے میران محمد شاہ فاروقی کو شاہ بناکر غائبانہ سکہ اور خطبہ گجرات کا اس کے نام کرکے لفظ شاہ کا اسکے نام مین داخل کیا اور یہ وہ شخص ہو کہ اول جس نے اُس سلسلہ مین خطاب شاہی پایا اور جب امرائے گجرات نے چتر اور تاج مرصع بہادر شاہ گجراتی کا اُس کے واسطے مالوہ مین بھیجا اور التماس قدوم کی میران محمد شاہ فاروقی نے تاج شاہی زیب سر کرکے گجرات کی روانگی کی تیاری کی قضارا بیمار ہوکر ذیقعدہ کی تیرھوین تاریخ سنہ ۹۴۳ھ نوسو تینتالیس ہجری مین دار القرار کی سمت روانہ ہوا اور ارکان دولت نے اسکا تابوت

برہان پور مین پہونچا کر عادل خان فاروقی کے حظیرہ مین دفن کیا اور جو اسکا کوئی فرزند بادشاہی کے لائق نہ تھا اس واسطے اُسکے منجھلے بھائی میران مبارک شاہ فاروقی کو خاندیس کا فرمانروا کیا

ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

میران مبارک شاہ فاروقی نے اپنے بھائی کی خبر فوت جب برہان پور مین سنی چند روز سوگوار ہو کر ماتم داری مین مشغول ہوا جو میران محمد شاہ فاروقی کا کوئی لڑکا حکومت کے لائق نہ تھا امرا اور اعیان مملکت نے اتفاق کرکے اُسے تخت پر بٹھایا اور میران مبارک خان فاروقی نے حکومت پر اشتغال کرکے سلوک خوب اختیار کئے اور امراے گجرات نے احمد آباد کی شاہی کو محمود شاہ گجراتی بن شاہزادہ لطیف خان کے لیے مناسب جان کر اختیار خان کو بطلب اسکے خاندیس مین بھیجا کس واسطے کہ شاہ بہادر گجراتی نے اپنے بھتیجے سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ فاروقی کے سپرد کیا تھا اور جس کو اسنے اپنے ایک قلعہ مین قید کر رکھا تھا اور اُس کے احوال سے باخبر اور ہوشیار رہتا تھا جب اختیار خان برہان پور مین پہونچا اور محمود شاہ گجراتی کو طلب کیا میران مبارک خان فاروقی نے اس امید پر کہ امراے گجرات مضطر اور ناچار ہو کر مجھے وہان کی بادشاہی پر منصوب کرین گے سلطان محمود شاہ گجراتی کے بھیجنے مین تامل کیا اور اعیان گجرات یہ امر سمجھکر بجمعیت تمام جنگ پر آمادہ ہو کر ولایت خاندیس کی طرف متوجہ ہوئے میران مبارک خان فاروقی نے حسب فہمایش خیر اندیشان سلطان محمود کو قلعہ سے برآوردہ کرکے اختیار خان گجراتی کے ہمراہ جو اس کی طلب مین احمد آباد سے آیا تھا روانہ کیا اور اسی عرصہ مین عماد الملک جو سلاطین گجرات کے غلامون سے تھا بھاگ کر برہان پور مین آیا میران مبارک شاہ سلطنت گجرات کی امید پر مقام معاونت مین ہوا اور عماد الملک کے دس ہزار سوار گجراتی فراہم کیئے اور دریا خان سلطان محمود کو ابھاکر بقصد اخراج میران مبارک شاہ اور عماد الملک روانہ ہوا اور گجرات اور خاندیس کی سرحد مین دونون مین جنگ عظیم ہوئی میران مبارک شاہ شکست کھا کر قلعہ آسیر مین در آیا اور عماد الملک سند کی طرف بھاگ کر قادر شاہ کے پاس پناہ لے گیا سلطان محمود جب خاندیس کی تاراج وغارت مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے بمجبوری پیشکش بہت دے کر صلح کی اور سلطان محمود پلٹ کر اپنی ولایت مین گیا اور بعد ایک مدت کے صاحب اقتدار ہوا قصبۂ ندر بار اور سلطان پور میران مبارک شاہ کو دیا اور اُس کے دینے کی یہ وجہ تھی کہ جس عرصہ مین سلطان محمود اور میران مبارک شاہ قلعہ آسیر مین قید تھے سلطان محمود نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر توفیق سبحانی اور تائید یزدانی سے مین گجرات کا بادشاہ ہون گا تجھے قصبہ ندر بار ارزانی رکھون گا اس واسطے عہد وقول پر وفا کرکے ایام سلطنت مین ندر بار کو اُس کے تصرف مین چھوڑا اور سنہ ۹۶۹ نوسو اُنہتر ہجری مین باز بہادر والی مالوہ لشکر مغل کے

غلبہ کے سبب عروس مملکت کی ہم آغوشی سے محروم ہوکر میران مبارک شاہ کے پاس پناہ لایا اور پیر محمد خان حاکم مالوہ اُس کے اخراج پر عازم ہوکر ولایت خاندیس مین آیا اور برہان پور تک تاخت کرکے قتل واسیری مین تقصیر نہ کی اور خاندیس کے وضیع و شریف اوران کے اہل وعیال مغل کے دست جور مین گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ خیال مین بھی نہ تھا وہ واقع کیا میران مبارک شاہ قلعہ آسیر مین درآیا اور تفال خان حاکم برار کو کمک کے واسطے طلب کیا جب وہ نہایت سامان اور شوکت سے جلد خاندیس مین پہونچا میران مبارک شاہ اور باز بہادر دونون متفق ہوکر بغرض دفع پیر محمد خان متوجہ ہوئے امرا اور سپاہ مغل کہ مال اور اسباب فراوان اُن کے ہاتھ آیا تھا خاندیس کے محبوبون سے عیش وعشرت مین مشغول ہوئے اور محاربہ اور مقاتلہ کی رغبت نکرکے معاودت پر مائل ہوئے اور پیر محمد خان نے امرا اور افسران سپاہ کی موافقت کے سوا چارہ ندیکھا مالوہ کی طرف عازم ہوا اور سلاطین ثلاثہ نے باتفاق اُس کا تعاقب کیا جو تمام سپاہ مغل غنائم کے لے جانے مین مشغول تھی پیر محمد خان کا ساتھ نہ دیا اور شب وروز قطع مسافت کرکے اپنے سپہ سالار سے پیشتر آب نربدہ سے عبور کیا تفال خان اس امر سے واقف ہوا نربدہ کے اطراف مین تاخت کرکے اُردوے مغل پر جاپڑا اور پیر محمد خان استرآبادی نے طاقت مقاومت اپنے مین ندیکھی بے اختیار خیمہ وخرگاہ اور ساز وسامان سے قطع نظر کرکے بھاگا اور تفال خان جلو ریز تعاقب مین تھا اور باز بہادر کے آدمیون نے نائرہ اس پار سے ہٹا دیا تھا پیر محمد خان نے ساحل نربدہ پر پہونچکر گھوڑا دریا مین ڈالا اُس طور سے کہ ذکر اس کا سابق مین مرقوم ہوا غرضکہ پیر محمد خان ورطۂ ہلاکت مین غرق ہوا اور باقی ہمراہی اُس کے سلامت نکل گئے اور مال واسباب نقد جنس مغلون کا لٹ گیا میران مبارک شاہ اور تفال خان باز بہادر کی امداد کے لیے مالوہ مین آئے اور امراے مغل کو اس ناحیہ سے نکال دیا اور باز بہادر کو شادی آباد مندو کے تخت پر متمکن کرکے مراجعت کی اور میران مبارک شاہ ماہ جمادی الآخر کی چھٹی تاریخ بدھ کی رات کو ۹۷۴ھ نو سو چوہتر ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اُس کا بیٹا میران محمد خان قائم مقام ہوکر متصدی امور ریاست اور حکومت ہوا مبارک خان کی ایام حکومت بتیس سال ہے

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن مبارک شاہ فاروقی کی حکومت کا

مبارک شاہ نے جب اس سراے فانی سے کوچ کیا اس کا بیٹا محمد شاہ نائب مناب ہوکر مہمات سلطنت کے انتظام مین مصروف ہوا اور اسی سال جلوس مین چنگیز خان گجراتی اعتماد خان وکیل سلطنت کی تحریک کے سبب سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے اُبھار کر ندربار مین آیا اور میران محمد شاہ کا تھانہ اُٹھا دیا۔ جب کوئی اُسکے احوال سے متعرض نہوا قدم آگے بڑھایا اور قلعہ تھالیز کے اطراف تک متصرف ہوکر

بقدر امکان میران محمد خان فاروقی کے ممالک مین مزاحمت پہونچائی اور میران محمد خان فاروقی نے تفال خان
حاکم برار کو مدد کے واسطے بلا یا اُس کے باتفاق چنگیز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور تھالیز کے اطراف
مین چنگیز خان کے قریب جاکر چاہا کہ کارزار مین مشغول ہووے چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت
کے اُس دن نہایت خوف اور رعب کے غالب ہونے سے برخاست کرکے جاے قلب مین فرد کش ہوا
اور ارابے توپ و بندوق اپنے دائرہ کے گرد کھینچکر شام تک وہان سے حرکت نہ کی اور جب شب
ہوئی خیمہ اور ڈیرہ اور اشیاے ثقیل چھوڑکر بھروچ کی طرف بھاگا خاندیسیون اور دکنیون نے واقف ہوکر
چنگیز خان کا مال و اسباب تاراج کرکے اُس کے تعاقب مین کوشش کی اور توپ اور ارابے اور
ہاتھی نامی تصرف مین لاکر پلٹ آئے اور چند روز ولایت گجرات مین پورا خلل رہا خلائق گجرات کو
عموماً معلوم ہوا کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان سے نہین ہے اس واسطے میران محمد شاہ
فاروقی نے ولایت گجرات واسطے اپنے مناسب جانکر زر خطیر صرف کرکے جم غفیر جمع کیا اور ایک
جماعت سرداران گجرات کی اُسکے شریک ہوئی چنانچہ تیس ہزار سوار ہمراہ رکاب کرکے احمد آباد کی
طرف روانہ ہوا اور چنگیز خان کہ ان دنون احمد آباد پر مسلط ہوا تھا میرزایان مذکور اس سے ملحق ہوے
اور چنگیز خان آٹھ سات ہزار سوار لے کر احمد آباد سے بر آمد ہوکر سرگرم وغا ہوا اور میران محمد شاہ میرزایان
کی اعانت اور امداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا شکست کھاکر آسیر کی طرف بھاگا اور چنگیز خان
مال اور اسباب اور اثاثہ شوکت اُسکا اپنے قبض و تصرف مین لایا اور چند روز کے بعد میرزایان مذکور
چنگیز خان سے متوہم ہوکر گجرات سے بھاگے اور بہ قصد دست برد ولایت خاندیس مین تاخت
لاکر خرابی اور تاراجی مین کوتاہی نہ کی اور جب تک میران محمد شاہ فاروقی لشکر فراہم لاکر اُن کے
تدارک کو متوجہ ہووے وہ اپنا کام کرکے اُس مملکت سے بر آمد ہوئے اور سنہ ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری
مین جب مرتضی نظام شاہ بحری والی احمد نگر ولایت برار کو مسخر کرکے اور تفال خان کو دستگیر کرکے عازم
مراجعت ہوا اور اپنی مملکت کے ایک آدمی کو خانوادہ عماد شاہیہ سے منسوب کرکے میران محمد شاہ فاروقی
کے پاس بھیجا اور ان سے طلب اعانت کی میران محمد شاہ اُس کے فریب مین آکر اور پانچ چھ ہزار
آدمی اُس کے ہمراہ کرکے ولایت برار مین بھیجا غرضکہ ایک خلل عظیم اُس صوبہ مین بہم پہونچا آخر ش
مرتضے نظام شاہ بحری خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی صلاح سے پلٹ کر میران
محمد خان فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کرکے برہان پور مین آیا اور میران محمد شاہ تاب
مقابلہ نہ لاکر قلعہ آسیر کی طرف بھاگا اور مرتضی نظام شاہ بحری نے اُس قلعہ کو بقصد تسخیر گھیرا لیکن جب اسکے
ہمراہی ولایت خاندیس کی تاخت و تاراج مین مشغول ہوئے میران محمد شاہ فاروقی نے مضطرب
ہوکر ہاتھ دامن صلح پر مارا اور چھ لاکھ مظفری کہ قریب تین لاکھ تنگہ نقرئی یعنے دکھنی روپیہ کے ہوتے

ہین مرتضی نظام شاہ اور اُس کے وکیل سلطنت چنگیز خان اصفہانی کو دے کر سپاہیون کو اپنے سے راضی کیا پھر اُنھون نے ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور ۹۸۴ھ نوسو چوراسی ہجری مین میران محمد شاہ فاروقی مرض الموت مین مبتلا ہو کر فوت ہوا اُس کا بیٹا حسن خان فاروقی جو طفل نابالغ تھا حکمران ہوا اور جب اس کا چچا راجہ علی خان فاروقی بن میران مبارک خان کہ جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اپنے بھائی کی خبر سُنکر آگرہ سے خاندیس کی طرف روانہ ہوا تو اعیان دولت نے اسے تخت حکومت پر بٹھاکر حسن خان کو معزول کیا ۔

ذکر میران راجہ علی خان بن مبارک خان بن اعظم ہمایون عادل خان بن حسن خان بن نصیر خان بن ملک راجہ بن خانجہان فاروقی کی حکومت کا

جن دنون مین راجہ علی خان فاروقی نے تخت حکومت خاندیس پر جلوس کیا اس ملک کو اپنے وجود شریف سے مشرف کیا سواد اعظم ہندوستان بنگالہ اور سند اور مالوہ اور گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصرف مین آیا تھا اس سبب سے راجہ علی خان فاروقی نے شاہ دہلی کے ملاحظہ سے لفظ شاہی اپنے اوپر اطلاق نہ کی اور اپنے تئین اس کے ایک باجگزاردن سے تصور کرکے بارسال تحف وہدایا اپنا اخلاص ظاہر کرتا تھا اور بادشاہان دکن سے بھی رابطہ آشنائی اور خصوصیت نگاہ رکھکر اُن کی طلب رضا مین بھی کوشش کرتا تھا اور وہ ایک حاکم عادل اور عاقل اور عالم اور شجاع تھا اور جمیع مناہی سے پرہیز کرکے اکثر اوقات علما اور فضلاے مذہب سے صحبت رکھتا تھا اور آبادی اور آسودگی ملک مین کوشش کرکے بفراغت تمام امور جہانبانی مین اشتغال فرماتا تھا الغرض ۹۹۲ھ نوسو بانوے ہجری مین جب مرتضے نظام شاہ پردہ نشین ہوا راجہ علی خان کے وکیل سلطنت مسمی صلابت خان اور سید مرتضے اسپہ سالار برار سے نزاع واقع ہوئی احمد نگر کے چھ کوس اُدھر ہتھیار کی نوبت آئی صلابت خان فتحیاب ہوا اور سید مرتضی اور خداوندخان نے مع بارہ نفر امرا بھاگ کر برار مین دم لیا اور صلابت خان کے تعاقب کے سبب وہان بھی اُنھین جاے قیام میسر نہوئی برہان پور کی طرف روانہ ہوئے راجہ علی خان سمجھا کہ یہ اکبر شاہ کے پاس جاکر دادخواہ ہون گے اور بہ قصد انتقام لشکر مغل کو لادینگے اُن کی مراجعت یعنے پھیر لانے کی فکر مین ہوا اور سید مرتضے نے اس امر کو دریافت کرکے برہان پور سے کوچ کرکے مع مال و اسباب آگرہ کا راستہ لیا راجہ علی خان نے لشکر اُس کے تعاقب کے لیے نامزد کیا کہ بخوشی و ناخوشی انھین اُس طرف کی روانگی سے باز رکھین چنانچہ خاندیسیون نے حکم کے موافق سید مرتضی اور اس کی ہمراہیون سے التماس مراجعت کی کسی نے اُن کے کہنے پر عمل نہ کیا اور صف دغا آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوئے اور خداوندخان بزور شمشیر خاندیسیون کو شکست فاحش دے کر منزل مقصود کی طرف روانہ

ہوا اور خاندلیسیون نے ہاتھ اُن کے پھیرلانے سے کوتاہ کیا اور اُس جماعت کی تاراج مین مشغول ہوئے چنانچہ ایک سو ہاتھی تخمیناً اُن کے ہاتھ آئے اور سید مرتضے سبزواری اور خداوندخان حبشی نے مظفر او منصور ہوکر آب نربدہ سے عبور کیا جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوئے صلابت خان وکیل سلطنت خاندیس کی شکایت کے ضمن مین راجہ علی خان والی خاندیس کے بھی دادخواہ ہوئے اور اکبر بادشاہ ہمیشہ تسخیر دکن کی فکر مین رہکر فرصت وقت کا انتظار کھینچتا تھا سید مرتضے اور خداوندخان اور جمیع امراے دکن کو جاگیرین لائق اور مناصب شائق عطا کرکے امیدوار مراحم خسروانہ فرمایا اور راجہ علی خان یہ خبر سنکر اکبرشاہ سے نہایت ہراسان ہوا اور وہ ہاتھی کہ سید مرتضی اور امراے دکنی سے لیے تھے بلا طلب بارگاہ اکبری مین ارسال کرکے اظہار اطاعت کی اور اُس عمل سے معذرت خواہ ہوا اور جو قبل اس سے چندمرتبہ برہان نظام برادر حقیقی مرتضی نظام شاہ نے بھی احمدنگر سے اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر کمک طلب کی تھی ہاتھیون کے بھیجنے سے کچھ فائدہ ہوا اور سنہ ۱۰۳ ایک ہزار تین ہجری مین اکبرشاہ نے برہان نظام شاہ ثانی اور سید مرتضے اور خداوندخان حبشی اور تمام امراے دکن کو خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے پاس جو حاکم مالوہ تھا بھیجا اور یہ حکم دیا کہ باتفاق جماعت مذکورہ دکن کو فتح کرے اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا شادی آباد مندو سے برآمد ہوکر مع لشکر مالوہ اور امراے دکن برار کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا محمد تقی نظیری کہ سادات عظیم الشان سے تھا مرتضے نظام شاہ کی طرف سے سرلشکر ہوا اور راجہ علی خان کے مدافعہ کے واسطے خاندیس کی سرحد مین آیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے عضدالدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجکر اکبر بادشاہ کی موافقت کی دلالت کی اور اتفاقات سے اُسی حال مین میرزا محمد تقی نے بھی آسیر مین آنکر راجہ علی خان کو نظام شاہ کی طرف بلایا راجہ علی خان متحیر ہوا آخرش چند روز کے بعد شاہ فتح اللہ سے عذرخواہ ہوکر لشکر نظام شاہ سے جاملا اور بعد ایک ماہ کے میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار ہندیہ کی طرف کہ مغل کا لشکرگاہ تھا روانہ ہوئے اور اُن کے مقابل ایک کوس پر پڑاؤ کیا اور دوسرے دن مصاف کا وعدہ ہوا قضارا خان اعظم نے صلاح اُن کی محاربہ مین نہ دیکھی رات کے وقت مشعلین در خیمے بجا چھوڑکر دوسرے رستہ سے ولایت برار کی طرف متوجہ ہوا اور سپاہ مغل بالاپور اور ایلچپور کو غارت کرکے اُس مقام مین مقیم ہوئی اس درمیان مین میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان تعاقب کرکے اس نواح مین پہونچے خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے پھر مقابلہ اور مقاتلہ مین صلاح نہ دیکھی ندربارہ کے راستہ سے اپنے اُردو مین داخل ہوا اور راجہ علی خان فاروقی نے سپاہ مغل کی طرف سے مطمئن ہوکر میرزا محمد تقی نظیری کو برہانپور کی سمت رخصت کیا اور شکرانہ مین اس کے زر خطیر فقرا اور مستحقین کو پہونچایا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جب دیکھا کہ کچھ کام انجام نہوا اکبرشاہ کے دربار مین جاکر زمانہ بفراغت بسر کرنے لگا جبکہ سنہ ۹۹۷ نو سو ستانوے ہجری مین اُسکا بیٹا اسمٰعیل نظام شاہ

بحری کہ دکن مین تھا احمدنگر کا بادشاہ ہوا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جیسا کہ اپنے مقام مین تحریر ہو چکا ہے بطمع ملک موروثی محمد اکبر شاہ کی تجویز سے ہندیہ کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی آن کر راجہ علی خان سے استمداد چاہی اور راجہ علی خان فاروقی ابراہیم عادل شاہ کے بمشورہ کہ اس عرصہ مین دکن کی مہمات اُس سے رجوع تھی اس امر کو قبول کر کے معاونت پر آمادہ ہوا اور جمال خان مہدوی کہ ملک احمدنگر کا صاحب اختیار تھا اسمٰعیل نظام شاہ کو ابھار کر بکوچ متواتر برہان پور کی طرف روانہ ہوا اور راجہ علی خان فاروقی شجاعت و مردانگی سے لشکر آرائی کر کے برہان نظام شاہ ثانی کو ہمراہ لے کر برار کی سرحد مین گیا اور جمال خان مہدوی ابھی نہ پہونچا تھا کہ امراے برار کو بوعدہ و وعید برہان نظام شاہ ثانی کی طرف سے مطمئن خاطر کر کے اُس کے پاس لایا اور اُس کے بعد جمال خان مہدوی نے روہنکیری گھاٹ سے عبور کر کے مسافت طے کی اور افواج طرفین نے مقابل ہو کر صفوف حرب آراستہ کر کے ایسی جنگ کی کہ زمین و آسمان کو دیکھکر حیرت ہوئی فی الجملہ طرفین نے پائے ثبات زمین کین مین قائم کر کے داد جوانمردی اور شجاعت کی دی یہان تک کہ ایک گولی بندوق کی کمال خان کے لگی کہ اُس کے صدمہ سے جانبر نہوا اور برہان نظام شاہ ثانی اور راجہ علی خان مظفر و منصور ہو کر چند روز لوازم جشن اور شادی مین مشغول ہوئے پھر ایک نے دوسرے کو رخصت کیا برہان نظام شاہ ثانی احمدنگر کی طرف اور راجہ علی خان برہانپور کی سمت روانہ ہوئے اور جب برہان نظام شاہ ثانی سنہ۱۰۰۴ ایک ہزار چار ہجری مین فوت ہوا اور شاہزادہ سلطان مراد ولد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خانان ولد بیرم خان ترکمان ولایت نظام شاہیہ کے بقصد تسخیر روانہ ہوئے راجہ علی خان فاروقی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم کے موافق مع لشکر جرار ہمراہی کی اور اس کے بعد شہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان احمدنگر مین پہونچے اور اُسے محاصرہ کیا اور موسم برسات کے پہونچنے سے وہ شہر فتح نہوا طرفین نے اس طریق پر صلح کی کہ ولایت برار شاہزادہ سلطان مراد کے متعلق رہے اور احمدنگر پر نظام الملک قابض اور دخیل ہووے اور بعد عہد و پیمان کے شاہزادہ اور خانخانان برار مین آن کر اس ولایت پر متصرف ہوئے اور راجہ علیخان کو آسیر اور برہان پور کی طرف رخصت کیا اور عرصۂ قلیل کے بعد دکنیون نے اتفاق کر کے چاہا کہ مملکت برار کو لشکر مغل کے تصرف سے برآوردہ کرین پھر ہجوم کر کے سہیل خان خواجہ سرا کو سردار کر کے دریاے گنگ کے کنارے قصبۂ سون پت کے قریب جمع ہوئے اور خانخانان شاہزادہ کے ہمراہ باتفاق راجہ علی خان اور تمام امراے مغل سہیل خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور بعد جنگ باوصف اس کے کہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خانان فتحیاب ہوا لیکن راجہ علی خان فاروقی کہ دکنیون کے توپ خانہ کے سامنے پڑ گیا تھا مع اکثر امراے خاندیس جلکر ہلاک ہوا اور اُس کا تابوت برہان پور مین لاکر دفن کیا مدت اس کی دولت اور حکومت کی

اکیس سال اور کچھ زیادہ تھی

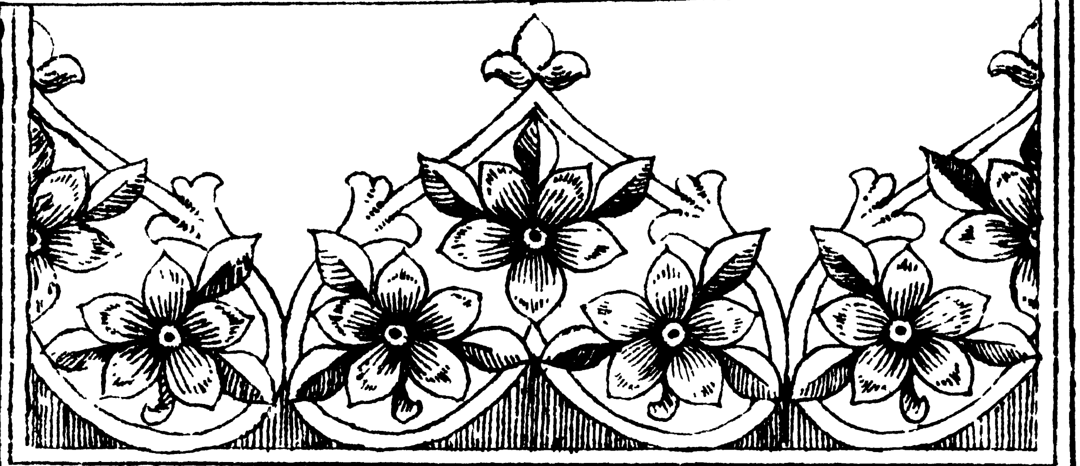
تذکرہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علیخان کی حکومت اور بیان اسکی زوال سلطنت کا

جب سنہ ایک ہزار پانچ ہجری مین راجہ علی خان فاروقی نے شربت ممات چکھا اسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم اور خانخانان کی تجویز سے جانشین ہوا اور خاندیس کی حکمرانی کرنے لگا جو کہ خفیف العقل اور کم تجربہ تھا بنگ اور بوزہ اور شراب اور افیون کا مقید اور راگ ورنگ اور نغمہ سرود و جلترنگ اور مغنیہ ارباب نشاط وغیرہ کی صحبت کا راغب ہوا اور آب پتتی کے کنارے اور برہان پور کے مقابل ایک شہر باسم بہادر پور احداث کرکے اُس کی تعمیر مین کوشش کی اور باوجود سپاہ مغل کی ہمسایگی کے تدبیر ملک اور دولت سے غافل ہوا اکثر اوقات عورتون کی صحبت اور گائینون کے جلسہ مین مشغول ہوکر ہر روز کو نوروز سمجھکر عیش وعشرت کو غنیمت جانتا تھا الغرض شاہزادہ کامگار بختیار نصرت خصال سلطان مراد شہر شاہ پور مین کہ اسی کا احداث کیا ہوا تھا اجل طبیعی کے سبب سے مرگیا اکبر بادشاہ نے صوبہ دکن شاہزادہ دانیال کو عطا کیا اور شاہزادہ اس ملک مین تشریف لایا بہادر خان اپنے باپ کی روش کے خلاف عمل کرکے کوتہ اندیشی سے اُس کی ملاقات کو نہ آیا اسی عرصہ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ خود بہ نفس نفیس تسخیر دکن کے لیے متوجہ ہوا اور شادی آباد مندو مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا بہادر شاہ نے اس کا بھی استقبال نہ کیا اور قلعہ آسیر مین قلعہ بند ہوا اور قلعہ داری کے سامان اور بروج دبارہ کی تیاری مین مستعد ہوکر کمال نادانی اور بے تمیزی کے ساتھ حزم وہوشیاری کی یعنی سپاہی اور شاگرد پیشہ اور مردم ضرری جو کہ اُس کی خدمت اور قلعہ کی محافظت مین کام آوین اٹھارہ ہزار آدمی اہل حرفہ اور بقال وغیرہ سے قلعہ مین درلایا اور گھوڑے اور ہاتھی اور گائے بھینس اور بھیڑ اور بکریان اور مرغ وکبوتر بھی اسی مین لے گیا الغرض مصنف نے آصف خان اور میرزا جعفر اور محمد شریف کی زبانی سنا کہ جب بعد فتح قلعہ آدمیون کا شمار کیا گیا تو اسی ہزار آدمی مرد وزن قلعہ سے برآمد ہوے اور چالیس ہزار آدمی عفونت اور وبا سے ایام قلعہ بندی مین فوت ہوے تھے غرضکہ اسی طریق سے ہر جنس کے حیوانات کو شمار کرنا چاہیے پھر جب لشکر بادشاہی برہان پور کی طرف پہونچا اور بہادر خان کا احوال پر اختلال دریافت کیا تو احمد نگر کی روانگی موقوف رکھکر فتح اُس کی شاہزادہ دانیال اور خان خانان سے رجوع فرمائی اور خود اس شہر مین اقامت پذیر ہوا اور امراے درگاہ کو قلعہ آسیر کے محاصرہ کا حکم دیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچی یعنے ایک مہینے کا عرصہ گذرا قلعہ کی ہوا آدمی اور حیوان کی کثرت سے متعفن ہوئی اور وبا پیدا ہوئی حیوانات صامت اور ناطق مرنے لگے ہول قیامت نے ظہور کیا تمام اہل قلعہ مضطرب ہوے اس درمیان

مین اہل قلعہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے ایک جماعت کو جو طلسمات اور جادو سے خوب واقف ہین یہ
حکم دیا ہو کہ وہ علم جس کی تاثیر سے قلعہ سر ہو ظہور مین پہونچاؤ اور خود بھی بہ نیت فتح قلعہ تسبیح پڑھتا ہے
اور اسامی نیر اعظم اور سیفی جو کہ اعدا کی نگونساری اور موجب فتوحات قلعہ ہو اور مکرر سہ کرر تجربہ بھی کر چکا ہی
استعمال کرتا ہو یہ وبا اُسی کے اثر سے ہو الغرض بہادر خان فاروقی اور تمام اعیان اور ارکان اُس
کے یہ خبر سنکر بدست و پا ہوئے اور سر رشتہ عقل صواب اندیش کا ہاتھ سے دے کر مردم زیادہ کے
نکالنے اور حیوانات کے اخراج اور ازالۂ اسباب عفونت مین کوشش نہ کی ہر چند کہ محافظان
قلعہ نے افلاس اور کمی غلہ اور آذوقہ کے بارے مین شکایت اور الحاح کی لیکن بہادر خان فاروقی
نے اُن کے احوال پر نظر توجہ نہ کی مردم کارگذار اور جنگی کو پریشان رکھتا اور لیت و لعل مین ایام
گذاری کرتا رہا یہان تک کہ وہ جماعت بہ تنگ آئی اور حفاظت قلعہ مین سستی کرنے لگی امرائے
اکبری نے محاصرہ کے سبب سے انھین بتنگ اور عاجز کیا اور قلعہ مالیگڑہ کہ قلعہ آسیر کے متصل
تھا متصرف ہوئے اور بہادر خان فاروقی باوصف اُس کے کہ ذخیرہ مین دس برس کے مصارف کا غلہ
قلعہ مین رکھتا تھا اور نقود اور اجناس سے اس قدر مملو تھا کہ محاسب تقدیر کے سوا شمار اور حساب
اس کا کوئی نہ کرسکتا تھا لیکن آدمیون کو کچھ نہ دیتا تھا اس وجہ سے اہل قلعہ نے اتفاق کرکے یہ تجویز
کی کہ نشان دشمنی کا بلند کرین اور بہادر خان کو مع مقربین گرفتار کرکے بادشاہ کے سپرد کرین بہادر خان
فاروقی اس امر سے واقف ہوا اور اپنے ارکان دولت آصف خان اور میرزا جعفر اور کبیر خان وغیرہ
کو ایک جا کرکے مشورہ کیا سبھون نے جواب دیا کہ روز بروز بیماری اور موت کی شدت سے جان شیرین
تلف اور ضائع ہوتی ہو اب سپاہ کو غلہ اور ذخیرہ اور مدد خرچ دینے سے بھی دبا اور بیماری دفع نہوگی
اور علاوہ اُسکے ان مقدمات کے سبب ایسے بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے نجات نہوگی بہتر یہ
ہو کہ آنجناب جان و مال سے امان خواہ ہو کر بحاضری خدمت بادشاہ جم جاہ قلعہ اُس کے تفویض
کرین بہادر خان فاروقی نے یہ رائے پسند کی اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے ذریعہ سے طلبگار امان
ہوا بادشاہ جان کی امان دے کر مال سے ساکت ہوا بہادر خان فاروقی اسے بھی غنیمت جان کر بوسیلہ
خان اعظم کے قلعہ سے برآمد ہو کر بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور قلعہ آسیر کو مع ذخیرہ دہ سالہ اور
آذوقہ کہ جبر دقہر سے یکایک اُس کی تسخیر ممکن نہ تھی مع خزانہ وغیرہ اہالیان اکبری کے سپرد کیا اب
مؤلف اس کتاب کا فرماتا ہو کہ مین نے سنہ ۱۰۲۳ ایک ہزار تیئس ہجری مین خواجہ حسن تربتی کے ہمراہ جو
شاہزادہ دانیال کا دیوان تھا قلعہ پر جا کر سیر کی دیکھا کہ ایک پہاڑ رفیع کہ سر آسمان پر کھینچے ہو اُسکے
اوپر آدھ کوس بلکہ زیادہ ایک زمین مسطح اور ہموار ہو اور کئی چشمہ پانی کے اُس مقام پر جاری ہوتے ہین
مگر اُن کا پانی کبھی کم ہوجاتا ہو اسواسطے چند حوض تیار کیے ہین کہ اگر خشک سالی مین پانی چشمون کا کمی کرے

پانی تالاب مین جمع رہے اور اُس زمین ہموار پر ایک قلعہ نہایت سنگین اور رفیع احداث ہی نصف عمارت
اُس قلعہ کی آسا اہیر نے تعمیر کی تھی اور مابقی سلاطین فاروقیہ کی ساختہ اور پرداختہ ہی اور راہ اُس مین
راہ ایسی دشوار گذار ہی کہ پیادہ ہزار خرابی سے اُس مین جاتا ہی اور مرکب بغیر راکب بمشقت تمام اُس پر
چڑھتا ہی اور فیلہاے کوچک کو بھی رسی مین باندھ کر اوپر لے جاسکتے ہین اور اس قلعہ کے اندر
عمارات رفیع اور خوش قطع اور باغ باتکلف اور حوض پسندیدہ بکثرت ہین اور اُس پر اس طرح
کی مسجد جامع تعمیر ہی کہ مثل اس کے شہرہاے معظم مین بہت کم مشاہدہ ہوئی منقول ہی کہ جس وقت اکبر شاہ
نے اُس قلعہ کو باامان فتح کیا آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی چونکہ نہایت اعتقاد اطوار کفرہ پر رکھتا تھا
ایک فرمان لکھا کہ اُس مسجد کو مسمار کرکے بجاے اُس کے ایک بتخانہ تیار کرین لیکن شاہزادہ دانیال
اس وقت برہان پور مین تھا اُس نے فرمان کے مضمون پر عمل نہ کیا پھر مین نے آصف خان خواجہ
ابوالحسن تربتی سے کہ اُس نے قلعہ ہاے معظم ہندوستان کو دیکھا تھا پوچھا کہ آپ نے کوئی قلعہ
اُس سے مستحکم اور سنگین دیکھا ہی بولا ہان قلعہ رہتاس کا جو ہندوستان کے پورب سمت واقع
ہی اس قلعہ سے بہت مضبوط ہی اور دور اس حصار وسیع کا پانچ چھ کوس مین ہی دس بارہ ہزار مرد جنگی
اُس کی محافظت اور حراست کرسکتے ہین اور قلعہ آسیر کو ایک ہزار مرد کارآزما نگاہ رکھ سکتے ہین اور
سلاطین فاروقیہ نے ایک قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی پر دروازہ کی طرف احداث کیا ہی اس کا نام مالیگر
رکھا ہی جس وقت کہ اہل قلعہ بہادر خان کے اوضاع ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوئے اور جنگ سے
ہاتھ کھینچا مردم اکبر شاہ اس پر متصرف ہوئے پس اگر مالیگر مین بھی چند برج تیار کرکے توپ اور ضربزن
وغیرہ اُس پر نصب کیے جاوین اور دوسو آدمی جنگی اُس کی محافظت کے واسطے مقرر ہووین اُس
قلعہ کا بھی سرکرنا بہت دشوار ہووے الغرض ایسا قلعہ بآسانی تمام اکبر شاہ کے تصرف مین آیا اور
سنہ ایک ہزار آٹھ ہجری مین سلاطین فاروقیہ کی حکومت آخر ہوئی اور اکبر بادشاہ بہادر خان کو
دارالسلطنت لاہور کی طرف لے گیا اور اُس نے پھر دوبارہ عروس سلطنت کا منہ نہ دیکھا اور اُسکے
لڑکون کا سرکار بادشاہی سے وظیفہ اور علوفہ مقرر ہوا اور بہادر خان حضرت نورالدین جہانگیر بادشاہ
ولد اکبر بادشاہ کے عہد فرخندہ مہد مین کہ سنہ ۱۰۳۳ ایک ہزار تینتیس ہجری تھی آگرہ کی دارالخلافت مین
قضاے الٰہی سے فوت ہوا مدت اس کی سلطنت کی مع محاصرہ تین سال اور کچھ زیادہ تھی واللہ اعلم بالصواب





مقالہ ساتوان حکام شرقی اور پوربی کے بیان مین

ارباب اولوا الابصار پر پوشیدہ نہ رہے کہ مشرق اور پورب دو لفظ مترادف ہین ایک عربی اور دوسری ہندی اہالیان ہندوستان نے جو مملکت شرقی دہلی کو وسیع دیکھا امتیاز اور تفرقہ کے واسطے حکام جانپور اور ترہت اور اس نواح کو جو صاحب سکہ اور خطبہ ہوئے سلاطین شرقی کہتے ہین اور والیان بنگالہ اور ستارگانون اور لکھنوتی اور بہار اور جاجنگر اور اُس حدود کو سلاطین پوربیہ کہتے ہین

ذکر سلاطین پوربی کہ انکو بنگالی بھی کہتے ہین

بر ضمائر روا قفان احوال ملوک عظام اور عارفان اخبار شہور اور عوام کے خاطر پر مخفی نہ رہے کہ اکثر متن کتب تواریخ متداولہ قضایائے سلاطین پوربی اور شرقی کی شرح سے خالی ہین اس واسطے مدار نقل کتاب الفیہ کہ مولفہ اُستادی مولانا احمد تتوی ہے رکھکر دوسری روایتون مین نہین مشغول ہوا اگر اس مقالہ مین ناظرین پر تمکین کی نظر کیمیا اثر مین کوئی اختلاف گذرے یا غلطی رہگئی ہو تو اُسے بشریت پر محمول کرنا چاہیے کہ مین نے بقدر طاقت بشری بکمال تحقیق و تدقیق ایک ایک حرف اس کا صحیح کیا ہی اور جو کچھ علم ناقص اُس کا محیط تھا درج کیا امیدوار عفو ہی۔ والعفو عند کرام الناس مقبول وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی محمد و آلہ الغر المیامین و صحبہ الراشدین

ذکر محمد بختیار کے غلبہ کا ولایت بہار اور لکھنوتی پر

اول جو شخص کہ بادشاہان اسلام سے اس نواح کی طرف گیا اور اُس حدود مین طریق اسلام کو رواج

دیا محمد بختیار خلجی ہی مخفی نہ رہے کہ محمد بختیار بلاد غور اور گرمسیر کے اکابر سے ہی اور سلطان غیاث الدین محمد سام
کے عہد مین غزنین مین آیا اور اُس کے بعد ہندوستان مین آن کر ملک معظم حسام الدین بغلبک کہ امراے کبار
سلطان شہاب الدین سے تھا اُس کی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملک مذکور کے مساعی جمیلہ سے بعضے
پرگنے درمیان دوآب کے اور اُس پار گنگا کے جاگیر پائے اور جبکہ آثار شجاعت اور بہادری کے
اُس کے چہرے سے ظاہر ہوے پرگنہ کنپلہ اور بتیالی بھی اُسکے تفویض ہوا اور وہ نہایت سخی اور
شجاع اور عاقل تھا اور ہیئت اُسکی نادرات اور عجائبات سے خالی نہ تھی ازانجملہ ایک یہ امر صرتحی تھا کہ
جب وہ سرو قد ہو کر ہاتھ زانو پر چھوڑتا تھا اس کی انگلیاں اُس کے زانون کے نیچے گذرتی تھین اور
جو کہ ہمیشہ ولایت بہار اور منیر پر تاخت لاکر قسم قسم کے غنائم دستیاب کرتا تھا اور اس طرف کے سرکشون کو
زیر کرکے عاجز رکھتا تھا کوئی اُس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا تھوڑے عرصہ مین اسباب شوکت اور سامان
تجمل اُس کا اندازہ سے زیادہ ہوا اور ایک جماعت کہ غور اور غزنین اور خراسان سے ہندوستان مین
آن کر پراگندہ تھی اسکی سخاوت کا آوازہ سنکر اُسکے پاس فراہم ہوئی اور جب شمہ اس امر سے
قطب الدین ایبک پر ظاہر ہوا اُس کی پرورش مین کوشش کرکے خلعت شادباشی اور سرفرازی
کا اُس کے واسطے بھیجا محمد بختیار خلج اس التفات سے نہایت قوی پشت ہوا اور جیسے صرصر خزان سے
باغ و بستان برباد ہوتا ہی اُس نے لشکریون کے نہب و غارت سے مملکت بہار کو بے برگ و بار کیا
اور قلعہ بہار کو فتح کرکے وہان کے باشندون کو کہ برہمن پیر اور مرتاض تھے اور داڑھی مونچھ مونڈاتے
تھے تہ تیغ کیا اور جو کتب ان کی دستیاب ہوئی تھین اُس جماعت سے کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوا کہ
اُسے پڑھے یا سمجھے لیکن وہان کے آدمیون سے ایسا معلوم ہوا کہ باشندے اس ملک کے کفار تھے
اور اس قلعہ کے رہنے والے تمام مدرس بھی کفار تھے اور لغت ہندی مین بہار مدرسہ کو کہتے ہین اسوجہ
سے اس شہر نے کہ معدن علم تھا ساتھ اس اسم کے شہرت پائی اور بعد اس کے محمد بختیار خلج مع اموال
و غنائم بیشمار قطب الدین ایبک کی ملازمت کے واسطے دارالخلافت دہلی مین پہونچا اور شرف ملازمت
مین فائز ہو کر عنایت ملوکانہ سے سرفراز ہوا اور مرتبہ اس کا اس نہایت کو پہونچا کہ اپنے ہمچشمون مین محسود ہوا
اس صورت مین حاسد قطب الدین ایبک کی مجلس مین وہ باتین کہ جس سے اُس کی کسرشان اور حقارت
و اہانت ہو مذکور کرتے تھے آخرش ایک دن یہ معروض کیا کہ محمد بختیار فیل مست سے لڑنے کا داعیہ
رکھتا ہی اور روضۃ الصفا کی روایت سے واضح ہوا کہ اس عرصہ مین وہ فیل سفید سے کہ مست ہوا تھا
خود لڑا الغرض سلطان قطب الدین ایبک نے پہلے محمد بختیار کی ہلاکت سے اندیشہ کرکے انکار کیا
اور آخر کو مقربون کے مبالغہ سے اس مین شریک ہوا چنانچہ ایک دن اس نے قصر دہلی کو آراستہ کرکے
اجلاس کیا اور صلاے عام دے کر خلقت کو بلایا اس کے بعد فیلبان فیل سفید کو میدان مین لائے

پھر سبھون نے یہ عرض کی کہ محمد بختیار کے جوڑ کا ہاتھی تمام ہندوستان مین دستیاب نہین ہوتا یہ سنکر سلطان قطب الدین نے محمد بختیار سے فرمایا کہ یہ گیند اور یہ میدان ہے اگر ارادہ جنگ اور حوصلہ آویزش ہو بسم اللہ محمد بختیار نے جب یہ کلام سنا جرأت اور غیرت سے نہ کہہ سکا کہ یہ مین نے ارادہ نہین کیا القصہ جنگ پر فوراً مستعد ہوا اور وہ گرز کہ ہاتھ مین رکھتا تھا لے کر اُس فیل کوہ تمثیل کے مقابل ہوا اور اُس کی صولت کو شوکت فیل شطرنج کی طرح تصور کر کے قدم میدان بہادری مین جمایا اور نہایت قوت اور پھرتی سے ایسا گرز اُس کے دانتون کے مابین اور خرطوم پر مارا کہ اُس کے صدمہ سے دانت اُس کے ہل گئے دوسرا وار اُس پر کیا چاہتا تھا کہ ہاتھی چنگھاڑ مار کر شمشن فیل افگن کے سامنے سے بھاگا اور حاضرین اور حاسدین نے انگشت حیرت دندان تفکر سے داب کر صدائے تحسین و آفرین بلند کی اور قطب الدین ایبک نے ہمت اُسکی پرورش پر مصروف کر کے اُسے دربار مین اس قدر نقد و جنس سے سرفراز فرمایا کہ قلم و زبان اُس کی شرح سے عاجز ہے اور محمد بختیار نے علو ہمتی اور بلند حوصلگی سے جو کچھ پایا تھا مردم درگاہ پر نثار کیا اور مع خلعت خداوند دوست نواز اور دشمن گداز اپنے مکان پر آیا دوسرے دن فرمان شاہی حکومت بہار اور لکھنوتی مع سراپردہ سرخ اور نوبت و نشان سے اختصاص پایا بعضے کہتے ہین لکھنوتی عبارت ہے گور اور بنگالہ سے کہ دریائے بزرگ یعنے سمندر کے کنارے تک ہے اور بعضے کہتے ہین گور سے سرحد بہار تک لکھنوتی ہے اور گور کے اُس طرف سے بنارس اور ساحل سمندر تک بنگالہ ہے اور اُسے حقیقت مین بنگ کہتے ہین الغرض جب محمد بختیار اس حدود مین پہونچا لکھنوتی اور بنگالہ کی تسخیر مین کوشش کی اور وہ ملک لکھمنہ ولد رائے لکھمن کے تصرف مین تھا مورخان اسلف نے بقلم تدبیر یون مرقوم کیا ہے کہ رائے لکھمن کا پایہ تخت شہر نودیا ممالک لکھنوتی مین تھا اور اُسکی رانی نہایت عاقلہ تھی جب وہ اُس فرمانروا سے حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت پہونچا منجمان برہمنہ صاحب وقوف اور طالع شناس کو طلب کر کے وقت تولد کی سعادت و نحوست تفتیش فرمائی سبھون نے متفق اللفظ والمعنی یہ جواب دیا کہ اگر یہ لڑکا اس ساعت مین پیدا ہوگا ظاہر اشقادت اور بدبختی مین زمانہ بسر کریگا اور جو دو ساعت یعنے دو گھڑی کے بعد پیدا ہوگا مسند شاہی پر متمکن ہوگا اس عاقلہ نے یہ سنکر فرمایا کہ اس کے دونون پانوُن باندھ کر دخول وقت سعید تک سرنگون لٹکا دین پرستارون نے اُس کے حکم کے موافق عمل کیا من بعد وہ لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ عفیفہ اس صدمہ سے جانبر نہوئی لکھمن اور ارکان دولت نے اُس مولود کا نام لکھمنہ رکھکر دایہ کے سپرد کیا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا لکھمن فوت ہوا وہ بجائے پدر تخت پر بیٹھا اور تاج سرداری زیب سر کر کے اسی برس اس مملکت مین کہ نہایت وسیع اور کشادہ تھی برسر حکومت رہا اور کمال عدل سے کسی پر ظلم و تعدی جائز نہ رکھتا تھا اور ایسا سخی تھا کہ اپنی ناموری کے واسطے کسی کو لاکھ روپیہ سے انعام کم نہ دیتا تھا قاضی منہاج السراج جرجانی کہتا ہے کہ جماعت

نجومیون اور برہمنون کی کہ حکمائے عصر تھے اُنھون نے راجہ سے عرض کی کہ کتب متقدمین مین مرقوم ہی کہ فلان تاریخ یہ مملکت ترکون یعنے سلمانون کے ہاتھ آویگی جب وہ وقت قریب آوے بہتر یہ ہی کہ راجہ ایسا انتظام کرے کہ تمام آدمی اس مملکت سے نکل جاوین کہ ہم ترکون کے فساد سے ایمن رہین راجہ نے پوچھا وہ مرد کہ لشکر اسلام کا سپہ سالار ہوگا کچھ علامت رکھتا ہی تاکہ اُس کے ذریعہ سے حقیقت حال معلوم کرین بولے ہان کتب معتبرہ مین اُس کے آثار اور علامات اس طرح مسطور ہین کہ جب وہ ایستادہ ہوکر اپنے ہاتھ لٹکادے انگلیان اس کی کف دست کی ساق تک پہونچین پھر لکھمنیہ نے اپنے معتمدون کو اطراف وجوانب مین بھیجکر ایسے شخص کی تلاش کرائی اُنھون نے بعد جستجوے کمال محمد بختیار کو ساتھ اُس صفت کے موصوف پایا راجہ کو خبر دے کر ہوشیار کیا اور اس امر سے برہمنان اور حکماء اُس دیار کے درمیان مین اضطراب عظیم پڑا اور وہ لوگ اپنے مضمون کتب کے بموجب بر سبیل استعجال بعضے جگن ناتھ کی طرف اور بعضے کامرود کو اور بعضے انتہاے بنگ یعنی بنگالہ کی سمت روانہ ہوئے اور نقل مکان مین حتی الامکان کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا لیکن لکھمنیہ ترک مملکت موروثی اور وطن اصلی سے نقل مکان پر راضی نہوکر براہمہ کا ساتھ نہ دیا محمد بختیار اُسی عرصہ مین بقصد تسخیر ولایت راے عدالت شعار نواح بہار سے سوار ہوکر ایسا کمیت برق آسا کو جولان کیا کہ قبل اُس سے باد سریع السیر دارالملک شہر نودیا مین خبر نہ پہونچا سکے اور ایسے وقت مین کہ راے عدالت شعار کے روبرو دسترخوان مائدہ نعمت کا بچھایا جاتا تھا ناگاہ قصر کے دروازہ پر پہونچا راجہ برہنہ اور سراسیمہ اُس محل کے دوسرے دروازہ سے نکل گیا اور تنہا کشتی مین سوار ہوکر جگن ناتھ اور کامرود مین دم لیا اور اُسی عرصہ مین بادل پرحسرت زیر خاک منزل گزین ہوا اور محمد بختیار نے شہر نودیا کہ جو ما بین لکھنوتی اور بنگالہ تھا خراب کر کے آبادی کا نام ونشان باقی نہ رکھا اور ولایت لکھنوتی پر مع بسیاری پرگنات بنگالہ متصرف ہوکر خطبہ اور سکہ اس ممالک اور جاجنگر اور بہار اور دیوکوٹ اور مارسوی کا اپنے نام کیا اور بنگالہ کی سرحد مین شہر نودیا کے عوض ایک شہر موسوم برنگ پور بسا کر اپنا دارالملک بنایا اور مسجدین اور عبادتخانے اور مدرسے اس شہر اور ولایت مین بجاے معابد کفار برسم وطریق اسلام بر رونق درواج تمام مزین اور محلے کئے اور غنائم نفیس گران سنوات مین اُس کے ہاتھ آئے تھے سلطان قطب الدین کے واسطے بھیجکر حسن اعتقاد اور نیک ذاتی اپنی عالم پر ظاہر کی اور بعد چند سال کے اُس مملکت کو بخوبی تمام زیر نگین کر کے زمینداران اور راجگان اطراف بنگالہ کو مطیع اور منقاد کیا اور اُسکے آفتاب اقبال نے روز بروز عروج اور ترقی کی یہان تک کہ ولایت تبت اور ترکستان کی تسخیر کا سودا اس کے دماغ مین جاگزین ہوا محمد شیرخان خلجی کو کہ سپہ سالار تھا ولایت جاجنگر اور لکھنوتی اور دوسری ولایت اور ممالک کا نائب کیا اور اُس کے بھائی کو کہ وہ بھی امراے کبار سے تھا

دیکھو اصل فارسی

اس کی مدد کو چھوڑا اور علی مردان خلج کو کہ وہ بھی عمدہ سرداروں سے تھا اُسکو دیوکوٹ اور یار سول کے کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خاطر تخت گاہ اور ولایت سے جمع کرکے مع بارہ ہزار سوار انتخابی پہاڑون کی طرف کہ لکھنوتی اور تبت کے درمیان ہین متوجہ ہوا اور خلقت اُن پہاڑون کی تین قسم کی ہے ایک منچ دوسری کونچ تیسرے تہار اور وہ تمام ترک چہرہ ہین اور اُن کی زبان ترکی اور ہندی آمیز ہے ایک زمیندار منچ سے کہ وہ ہندوستان کی سرحد مین رہتا تھا محمد بختیار کے ہاتھ گرفتار ہوا اور اُسکے ہاتھ سے مشرف اسلام ہوکر علی منچ مشہور ہوا چنانچہ وہی راہ نما اُن کوہستان جالنستان کا ہوا اور اُس نے اُسے اُس اطراف واکناف کے ایسے ایک شہر مین پہونچایا کہ ابردہن نام رکھتا تھا اور اُس شہر کے آگے ایک نہر روان تھی کہ عرض وعمق اُس کا دریاے گنگ سے چوگنا تھا اور اُسے نیمکری کہتے تھے جس وقت کہ گرشاشپ بلاد ترکستان سے ہندوستان کی طرف آیا شہر ابردہن کو احداث فرمایا اور دریا کے بالاے آب دس روز کے راستہ پر جاکر وہ مقام کہ لائق پل باندھنے کے تھا ایک پل گچ اور پتھر تراشیدہ سے تیار کرکے کامرود مین آیا محمد بختیار علی منچ کی رہبری اور ہدایت سے بالاے آب کا راستہ لے کر بھیڑا اور پہاڑون مین روانہ ہوا یہان تک کہ اُس پل پر پہونچا اور دو امرا ایک ترک اور دوسرے خلج کو محافظت کے لیے پل پر مقرر کیا اور خود عبور کرکے نواح تبت مین آیا راے کامرود کہ جرأت اور بہادری محمد بختیار کی غائبانہ سنکر اُسکے ساتھ طریق نرمی اور ملائمت جاری رکھتا تھا اُس جناب کے عبور سے آگاہی پاکر اپنے معتمدون کو اُسکے پاس بھیجکر دشواری راہ تبت اور سنگینی قلعجات سرحدی سے اطلاع دے کر التماس کی کہ امسال ولایت تبت کی تسخیر موقوف رکھیے دوسرے سال ہمراہ لشکر اسلام کے مین بھی چلون گا لیکن محمد بختیار نے کہ اس کا بخت برگشتہ تھا یہ امر قبول نہ کیا بلکہ اور لوگون کی بھی نصیحت گوش ارادت سے نہ سنی جلد تبت کی طرف روانہ ہوا پندرہ دن درمیان پہاڑون سخت کے قطع مسافت کی سولھوین دن پہاڑون کو طے کرکے ایک صحراے مسطح مین پہونچا ایک مملکت نہایت معمور اور آباد نظر آئی الغرض لشکر اسلام قلعہ اور شہر کو جو مقابل ایک دوسرے کا تھا محاصرہ کرکے نہب وغارت مین مشغول ہوا اور وہان کے حاکم نے بہ ہیئت مجموعی جنگ پر آمادہ ہوکر مسلمانون کو قلعہ اور شہر سے نکال دیا اور صبح سے تا شام مصروف وغا ہوکر بہت مسلمانون کو مجروح اور خستہ کیا اور وہ جماعت زرہ اور جوشن اور سپر اور خود باندھے تھی اور وہ خلقت تمام تیرانداز اور بعضے آدمی نیزہ دار تھے محمد بختیار اُس شب قلعہ کے گرد فرد کش ہوا جب خواب غفلت اور بے فکری سے بیدار ہوا اور اُس ولایت کے خصوصیات دریافت کیے معلوم ہوا کہ اُس مقام سے پندرہ کوس پر ایک شہر ہے اُسے کرم سین کہتے ہین پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ باز وہان رہتے ہین اور ہر روز ایک ہزار اور پانسو گھوڑے اُس بازار مین فروخت ہوتے ہین اور تمام گھوڑے اُس مقام کے شہر لکھنوتی مین پہونچتے ہین جو مردم لشکر اسلام اُس روز راستہ کے تھکے ہوئے

اور جنگ سے خستہ تھے اس قدر لشکر کثیر کے مقابلہ کی طاقت اپنے مین مفقود دیکھکر ہنگام شب کو کوچ
کر کے عازم مراجعت ہوئے جو حکام تبت نے مواضع عبور مین علف وغیرہ کو آگ دے کر جلا دیا تھا اس وجہ
سے آذوقہ بہت کم پہونچتا تھا بہ محنت و مشقت فراوان ولایت راے کامرود مین پہونچا اتفاقاً وہ دوامیر
کہ پل کی محافظت کے واسطے مقرر تھے آپس مین مناقشہ کر کے پیشتر راہی ہوگئے اور کفار کامرود کو کہ ان
دوامیرون کے سبب بہت ایذا پہونچی تھی سبھون نے اتفاق کر کے اُس پل کے دو در مسمار کر کے راہ
عبور بند کی تھی محمد بختیار کی آنکھ زمانہ کی بازی سے خیرہ ہوئی اُس نواح کے ایک بتخانہ مین جو نہایت
سنگین اور بلند تھا مع فوج در آیا راے کامرود کو خبر ہوئی کہ محمد بختیار پریشان ہو کر اُس بتخانہ مین
داخل ہوا ہے اس واسطے فرصت پاکر اس حدود کی تمام سپاہ اور رعایا کو حکم دیا کہ جو جنگ صف لشکر
اسلام سے دشوار ہے لازم کہ بطور تاخت جاکر بتخانہ کے دروازے مسدود کر کے مسلمانون کو باہر آنے
سے مانع ہووین کہ تشنگی اور گرسنگی سے عاجز ہو کر ہلاک ہووین محمد بختیار خلجی اُن کے ارادہ سے واقف
ہو کر بتخانہ سے نکل آیا اور اُس دریا کے ساحل پر نزول کر کے عبور کی تدبیر کرنے لگا ناگاہ ایک سوار نے گھوڑا
دریا مین ڈال کر عبور کیا لوگ سمجھے کہ پایاب ہے تعاقب کفار کے خوف سے سب ایکبارگی پانی مین
داخل ہوئے جو ہر جگہ پایاب نہ تھا محمد بختیار مع ایک سو سوار ساحل سلامت پر پہونچا باقی تمام افواج
اس دریاے خون آشام مین ڈوب گئی رحمت اللہ کی اُن سب پر ہو جیو محمد بختیار اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا
جب دیوکوٹ مین پہونچا و فور غم و اندوہ سے کہ اُس کے دل مین راہ پایا تھا بیمار ہوا اور کہتا تھا کہ شاید سلطان
معز الدین محمد سام کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے زمانہ ہم سے پھر گیا اور بخت یار نے یاوری سے
کنارہ کیا اور حالانکہ انھین دنون مین سلطان معز الدین شہید ہوا تھا اور جب یہ خبر محمد بختیار کے ممالک مین
مشہور ہوئی خلجیون کی عورتین اور لڑکے جو تلف ہوگئے تھے اپنے شوہرون کی تحقیق کے واسطے دیوکوٹ
مین آئین اور راستون اور کوچون مین ایستادہ ہو کر محمد بختیار کو بددعا اور گالیان دیتی تھین اور محمد بختیار
اس حال کے مشاہدہ سے زیادہ تر غمگین ہوا اور سنہ ۶۰۲ھ چھ سو دو ہجری مین اس دار ناپایدار سے
دار البقا کی طرف سفری ہوا اور طبقات ناصری مین مسطور ہے کہ علی مردان خلجی جب اس حادثہ سے
واقف ہوا اپنی جاگیر سے دیوکوٹ مین آیا اور محمد بختیار کے مکان مین کہ کسی نے اُسے تین دن سے
نہ دیکھا تھا داخل ہوا اور چادر اُس کے منھ سے ہٹاکر ایک خنجر جگر شگاف سے اُس کا کام تمام کیا بہر تقدیر
جنازہ اُس کا پہاڑ مین لے جاکر مدفون کیا اُس کے بعد امراے بادشاہان دہلی نے اُس ولایت کی
حکومت کی جیسا کہ احوال انکا بادشاہان دہلی کے ضمن مین مذکور ہوا ہے

سرفراز ہونا سلطان فخر الدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر

ملک فخر الدین حاکم بنگالہ قدر خان کا سلحدار تھا اُس کی شمشیر لیے رہتا تھا جب وہ سنارگانو مین فوت

ہوا تو ۷۳۹ھ سات سو انتالیس ہجری مین اس کے اثاثہ پر متصرف ہو کر اپنا فخرالدین خطاب کیا اور اس ولایت کا خطبہ اپنے نام پڑھکر افواج کے فراہم کرنے مین کوشش کی اور سلطان محمد تغلق نے اس امر سے آگاہی پاکر قدرخان حاکم لکھنوتی کو مع ایک جماعت امرا مثل عزیزالدین یحییٰ اور فیروز امیر کوہ کو اسکے سر پر نامزد کیا جب مقابل ہوئے فخرالدین شکست پاکر جنگل در درست کی طرف بھاگا اور گھوڑے و ہاتھی اُس کے مرحوم قدرخان کے ہاتھ آئے اور قدرخان نے وہین استقامت کی باقی امرا اپنی جاگیرون پر روانہ ہوئے جب موسم برسات آیا اور قدرخان زر جمع کرنے مین مصروف ہوا سپاہ کی فراہمی سے غافل رہا اور ارادہ اُس کا یہ تھا کہ بعد برسات سلطان کی خدمت مین حاضر ہو کر پیش تخت زر سرخ و سفید کا انبار کرون قضارا فخرالدین یہ خبر سُنکر پوشیدہ آدمی اپنے لشکریون کے پاس بھیجکر اُن سبکو موافق کیا اور وعدہ کیا کہ جس وقت قدرخان پر فتح پاؤنگا خزائن تم پر تقسیم کرونگا اور جب فخرالدین مع لشکر جنگل سے برآمد ہو کر ستارگانوُن کی طرف متوجہ ہوا سپاہیان عاصی اور امیران باغی نے اتفاق کر کے قدرخان کو قتل کیا اور خزانہ اُٹھاکر فخرالدین کے شریک ہوئے اور فخرالدین نے وعدہ پورا کیا اور وہ تمام زر انھین ارزانی رکھا اور ستارگانوُن کو تختگاہ کر کے اس ملک کی حکومت مین مشغول ہوا اور اپنے غلام مخلص نام کو مع لشکر کثیر لکھنوتی کے ضبط و انتظام کے واسطے مقرر کیا اور علی مبارک جو قدرخان کے لشکر کا بخشی تھا اس نے ہمت اور مردانگی کر کے از روے اخلاص اور دولتخواہی ایک جماعت کو ساتھ اپنے موافق کیا اور مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دے کر فتحنامہ اور عریضہ سلطان محمد تغلق کے پاس کے پاس بھیجا کہ اگر حکم ہووے لکھنوتی کے انتظام مین مشغول ہون لیکن سلطان نے اسکو نہ پہچانا اور یوسف نام دہلی کے کوتوال کو لکھنوتی کا ناظم کر کے روانہ کیا اور وہ لکھنوتی مین نہ پہونچا قضاے الٰہی سے مر گیا اور مملکت لکھنوتی علی مبارک شاہ کے تصرف مین رہی جو سامان شاہی مہیا تھا آپ کو سلطان علاءالدین ہوکر کہلایا اسی عرصہ مین ملک الیاس نام کہ اس نواح مین رہتا تھا اُس نے لشکر جرار لے کر لکھنوتی پر تاخت لاکر بندگان سلطان علاءالدین کو قتل کر کے اپنے تئین سلطان شمس الدین مخاطب کیا اور ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس مین ستارگانوُن پر چڑھائی کی اور ملک فخرالدین کو زندہ گرفتار کر کے لکھنوتی مین لایا اور اسکی گردن مین پھانسی ڈال کر لٹکایا اور خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تالیف یون تحریر کیا ہے کہ ملک فخرالدین قدرخان کا سلاحدار تھا اور اُسے لکھنوتی مین اپنے ولی نعمت کو غدر سے قتل کر کے نام شاہی اپنے اوپر اطلاق کیا تھا اور اپنے مخلص نام غلام کو مع لشکر آراستہ بنگالہ کی سمت بھیجا ملک علی مبارک بخشی لشکر قدرخان کا مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دے کر اُس کے اثاثہ حشمت اور ساز و یراق پر جو اُس کے ہمراہ تھا متصرف ہوا سلطان فخرالدین جو نو دولت تھا اور اپنے آدمیون سے اطمینان خاطر نہ رکھتا تھا ملاحظہ کر کے علی مبارک کے سر پر نہ گیا یہان تک کہ علی مبارک نے اپنا سامان

درست کرکے اپنا نام سلطان علاء الدین رکھا اور ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس ہجری مین فخرالدین لکھنوتی کی طرف گیا اور علی مبارک سے جنگ کرکے مارا گیا مدت فخرالدین کی سلطنت کی دو سال اور چند ماہ تھی ؁

ذکر علی مبارک المخاطب بسلطان علاء الدین کی حکمرانی کا

جب سلطان علاء الدین نے فخرالدین کو قتل کیا باستقلال تمام لکھنوتی مین تھانہ بٹھا کر بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد چند روز کے ملک حاجی الیاس کہ حاجی پور اس کا آباد کیا ہوا ہی سلطان علاء الدین کے لشکر کو ساتھ اپنے متفق کرکے لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا علاء الدین شاہ کو مار کر اپنا نام شاہ شمس الدین رکھا سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت ایکسال اور پانچ ماہ تھی

تذکرہ حاجی الیاس المشہور بہ سلطان شمس الدین بھنگرہ کی سلطنت کا

جب شاہ علاء الدین مارا گیا تمام ملک لکھنوتی اور بنگالہ کا حاجی الیاس کے تصرف مین آیا باتفاق امرا اپنا سلطان شمس الدین شاہ بھنگرہ خطاب دے کر خطبہ اپنے نام پڑھا اور اُس کا لقب بھنگرہ ہی لیکن وجہ تسمیہ اسکی مولف کو معلوم نہوئی الغرض بعد چند روز کے امرا اور سپاہ کی دلجوئی کرکے ولایت جاجنگر کی طرف کہ بعد محمد بختیار کے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ ہوئی تھی کوچ فرمایا اور اُس نواح مین جاکر ہاتھی نامی بہم پہونچا کر اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی چنانچہ تیرہ برس اور کئی مہینے تک کوئی بادشاہان دہلی سے اُس کا متعرض نہوا اور وہ باستقلال تمام امر بادشاہی مین مشغول رہا من بعد شوال کی دسوین تاریخ ۷۵۴ھ سات سو چون ہجری مین سلطان فیروز شاہ مع لشکر گران دہلی سے لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ شمس الدین قلعہ اکدالہ مین قلعہ بند ہوا تمام ولایت بنگالہ خالی چھوڑی سلطان فیروز شاہ اکدالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب اس کے اطراف مین پہونچا شاہ شمس الدین نے قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ صف کی بہت آدمی طرفین سے مارے گئے پھر شاہ شمس الدین نے بھاگ کر قلعہ اکدالہ مین پناہ لی اور ہاتھی نامی اور کلان جو جاجنگر سے لایا تھا سلطان فیروز شاہ کے ہاتھ آئے جب موسم برسات آیا اور بارش بکثرت شروع ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی کی طرف گیا اور ۷۵۵ھ سات سو پچپن ہجری مین شاہ شمس الدین نے پیشکش بہت جو لائق مجلس شاہون کے ہو بصحابت ایلچیان سخندان بھیجے اور بادشاہ فیروز شاہ نے طریق التفات ایلچیون پر جاری رکھکر اُنھین رخصت کیا شاہ شمس الدین نے اواخر ۷۵۶ھ سات سو چھپن ہجری مین پھر ملک تاج الدین کو مع پیشکش وافر دہلی کی طرف روانہ کیا بادشاہ فیروز شاہ نے زیادہ تر تفقد ایلچیون کے احوال پر مبذول فرمائی اور چند روز کے بعد

گھوڑے تازی اور ترکی مع تحف وہدایاے دیگر ملک سیف الدین شحنہ فیل کے ہاتھ شاہ شمس الدین کے واسطے بھیجا ابھی ملک سیف الدین شحنہ فیل اور ملک تاج الدین بہار سے آگے نہ بڑھے تھے کہ شاہ شمس الدین فوت ہوا اور ملک سیف الدین نے موافق حکم بادشاہی کے وہ گھوڑے امراے بہار کو دیے اور ملک تاج الدین دہلی کی طرف راہی ہوا شاہ شمس الدین کی مدت سلطنت سولہ برس اور چند ماہ تھی +

ذکر شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

جب شاہ شمس الدین نے اس دار ناپائدار سے دار البقا کی طرف رحلت کی تیسرے دن اس کا بڑا بیٹا امرا اور افسرون کی بہ تجویز تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اُس نے اپنا خطاب شاہ سکندر رکھکر عدل واحسان کی بشارت دی اور مہمات شاہی مین مشغول ہوا اور سلطان فیروز شاہ کی رضامندی اولے اور انسب جان کر پچاس ہاتھی اور قسم قسم کا اقمشہ برسم پیشکش بھیجا اُس وقت کہ سنہ ۷۶۰ سات سو ساٹھ ہجری تھے بادشاہ فیروز شاہ بعزم تسخیر بنگالہ لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا سلطان سکندر بھی بقدر طاقت سامان جنگ مین مشغول ہوا اور قلعون کو اور مکانون کو مضبوط کیا اور سلطان فیروز شاہ ظفر آباد مین پہونچا سلطان سکندر نے بھی رسم پدر ہاتھ سے نہ دی قلعہ اکدالہ مین متحصن ہوا اور جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا پیشکش ہر سالہ قبول کرکے بادشاہ کو عزم جنگ سے باز رکھا وہ اپنے دار الملک کی طرف راہی ہوا بادشاہ ابھی بندوہ مین تھا کہ سینتیس ۳۷ زنجیر فیل اور مال وافر اور اقمشہ متکاثر خدمت مین بھیجکر معذرت چاہی اور آئین باپ کا اختیار کرکے تمام عمر عیش وعشرت مین بسر کی مدت اُس کی سلطنت کی نو برس اور چند ماہ تھی +

ذکر شاہ غیاث الدین بن سکندر شاہ کا

سکندر شاہ کے بعد اُسکا بیٹا سلطان غیاث الدین تخت پر بیٹھا اُس نے اپنے باپ اور دادا کا آئین اختیار کیا تمام عمر عیش وعشرت مین آخر کی اور سنہ ۷۷۶ سات سو چھہتر ہجری مین تنگناے جسمانی سے وسعت آباد روحانی کی طرف خرامان ہوا مدت اُس کی سلطنت کی سات سال اور چند ماہ تھی ۔

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ کا

جب شاہ غیاث الدین نے انتقال کیا امرا نے اس کے بیٹے کا سلطان السلاطین لقب رکھکر بجاے پدر تخت پر متمکن کیا یہ بادشاہ شجاع اور حلیم اور کریم تھا امرا اور وزرا اسکی کاروانی اور دانائی سے محتاط

رہتے تھے اس نے کبھی بادشاہ دہلی سے مخالفت نہ کی اور اطراف کے راجاؤن نے اُس کے حلقۂ اطاعت سے سر باہر نہ کھینچا مطیع اور فرمان بردار ہوکر مال واجب کے ادا کرنے مین تامل اور توقف جائز نہین رکھتے تھے غرضکہ شاہ موصوف نے دس برس بلا دغدغہ حکومت کی اور ۷۸۵ھ سات سو پچاسی ہجری مین شربت اجل طبیعی چکھکر مسند زندگی سے برخاست ہوا اُس کی مدت شاہی دس سال اور چند ماہ تھی +

بیان شمس الدین شاہ ثانی بن سلطان السلاطین کی سلطنت کا

جب سلطان السلاطین دار ناپائدار دنیا سے دار البقا کی سمت متوجہ ہوا اعیان دولت نے اُس کے فرزند کو شاہ شمس الدین شاہ خطاب دے کر سریر شاہی پر اجلاس دیا لیکن یہ خرد سالی کے سبب سے خفیف العقل تھا کانس نام کافر کہ خاندان امرا سے تھا اُس نے اُس کے عہد مین نہایت شوکت اور استقلال بہم پہونچایا اور ملک و مال کا صاحب اختیار ہوا جب سلطان شمس الدین عالم باقی کی طرف ۷۸۷ھ سات سو ستاسی ہجری مین خرامان ہوا کانس نشان حکومت بلند کرکے مسند جہانبانی پر متصرف ہوا مدت سلطنت شاہ کی تین سال اور چند ماہ تھی

ذکر راجہ کانس غدار کی حکمرانی کا

راجہ کانس ہرچند مسلمان نہ تھا لیکن مسلمانون سے آمیزش اور محبت اس قدر رکھتا تھا کہ بعضے مسلمان اُسکے اسلام کی گواہی دے کر چاہتے تھے کہ بطریق اہل اسلام اُس کی لاش پیوند زمین کرین بہرکیف تاج خسروی سر پر رکھکر تخت پر بیٹھا اور سات برس حسب دلخواہ حکمرانی کی آخر کو عالم نیستی کا راستہ لیا پھر اُس کا بیٹا شرف اسلام سے مشرف ہوکر تخت فرماندہی پر متمکن ہوا

ذکر جتمل ولد کانس المخاطب بسلطان جلال الدین کی حکومت کا

جتمل نے بعد فوت پدر اعیان و ارکان درگاہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھ پر حقیقت وسچائی دین محمدی ظاہر ہوئی مجھے اس دین حق قبول کرنے سے چارہ نہین ہے مین تو خواہ مخواہ مسلمان ہون اگر تمھین میری سلطنت سے انحراف نہو اور میری شاہی قبول کرو قدم اس تخت جلیل القدر پر رکھون اور جو نہین میرے چھوٹے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھاؤ مجھے معاف رکھو تمام امرا نے متفق ہوکر جواب دیا ہم بادشاہ کے مطیع اور فرمانبردار ہین اور امور دنیوی مین مذہب اور دین کا کچھ کام نہین ہے جتمل نے علما اور فضلا سے لکھنوتی کو طلب کرکے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور اپنا لقب سلطان جلال الدین رکھکر تخت حکومت پر قدم رکھا

عدل و داد کو مروج کر کے اپنے عہد کا نوشیروان ثانی ہوا اور سترہ برس چند مہینے نہایت استقلال اور مضبوطی سے بنگالہ اور لکھنوتی مین بادشاہی کی ۸۱۲ھ آٹھ سو بارہ ہجری مین اجل طبیعی سے روضۂ رضوان کی طرف خرامان ہوا اُسکا بیٹا احمد سلطان بجاے اسکے تخت سلطنت پر قائم ہوا۔

ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین کی سلطنت کا

جب سلطان جلال الدین نے داعی اجل کو لبیک کہا یعنی مرگیا اعیان حضرت نے اس کے فرزند کو شاہ احمد شاہ خطاب دے کر باپ کا جانشین کیا اُس نے بھی پیروی اپنے پدر بزرگوار کی کر کے داد و دہش مین کوشش کی یعنے خلائق کثیر کو بحر انعام و احسان مین غریق کیا اور آخر ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور مدت شاہی اُس کی سولہ برس تھی۔ فقط

ذکر ناصر الدین غلام کے خروج کا وارث ملک پر

جب تخت سلطنت شاہ احمد شاہ بن جلال الدین شاہ سے خالی ہوا اس کے غلام ناصر الدین نام نے از روے جرأت تخت شاہی پر قدم رکھکر کفران نعمت پر کمر باندھی اور صاحبزادون کے قتل مین جو وارث ملک تھے کوتاہی نہ کی آخر کو نقصان دنیا اور آخرت کا اسے نصیب ہوا اور بعد سات روز اور بقولی اُسی دن امراے سلاطین بہنگرہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ناصر شاہ کہ سلطان شمس الدین بہنگرہ کی اولاد سے تھا اپنے باپ اور دادا کی مسند حکومت پر جلوہ گر ہو کر مہمات سلطنت مین مشغول ہوا۔

ذکر سلطان ناصر الدین شاہ بہنگرہ کی سلطنت اور جہانداری کا

زمانہ کی عجائب و غرائب سے یہ کہ بعد انقراض سلطنت سلاطین بہنگرہ کہ سالہاے دراز گذرے تھے پھر اسکی حکومت نے دوبارہ اُس کی اولاد پر خاندان قدیم مین بازگشت کی اور وہ اقبال کہ ادبار سے مبدل ہوا تھا پھر ہما کے مانند سایہ گستر سعادت ہوا ناصر شاہ کہ اُس ولایت کی زمینداری مین سکونت اختیار کر کے کشتکاری مین مشغول تھا اور اُسے اصلا سلطنت کا گمان نہ تھا اخلاص کی برکت سے مرتبۂ جہانبانی پر پہونچکر بادشاہ عالیجاہ ہوا اور چونکہ اخلاق حمیدہ اور صفات محبتہ مین موصوف تھا خلائق درگاہ بہنگرہ کی جو راجہ کانس اور جلال الدین اور احمد کے زمانہ مین اطراف و اکناف مین پراگندہ ہوئی تھی خبر اُس کے جلوس کی سُنکر دربار مین حاضر ہوئی عرصہ قلیل مین جمعیت کثیر بہم پہونچی وضیع و شریف اُس کے سلوک پسندیدہ سے راضی اور خوش دل ہوئے اور اس سبب سے کہ سلاطین شرقی درمیان سلاطین پوربی اور دہلی کے حائل ہوئے تھے بتیس برس بفراغت تمام بلا مزاحمت ایام سلطنت بسر کیے اور ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری

ہجری مین خرابۂ دنیا سے معمورۂ عقبےٰ کی طرف خرامان ہوا

تذکرہ باربک شاہ بن ناصر شاہ کی سلطنت کا

جب ناصر شاہ نے عالم فنا مین قدم رکھا اس ملک کے امرا اور بزرگون نے باربک شاہ کو سریر ایالت پر اجلاس دیا اور اُس کے عہد معدلت مہد مین سپاہ اور رعایا شہر کی آسودہ حال تھی اور یہ اول بادشاہ ہند ہی کہ جس نے غلامان حبشی پر نظر الطاف مبذول کر کے معزز کیا اور قریب آٹھ ہزار حبشی بہم پہونچکر شغل وکالت اور وزارت اور امارت وغیرہ کے خدمات جلیل اُن سے رجوع فرمائین اور سلاطین گجرات اور دکن نے بھی تقلید کر کے اُس گروہ یعنے حبشیون کی عزت و اعتبار مین کوشش فرمائی اور باربک شاہ نے سترہ برس عمر عزیز بدولت و اقبال بسر کی اور ۸۷۹ھ آٹھ سو اُناسی ہجری مین اُس کی شمع حیات گلگیر اجل سے منقطع ہوئی

ذکر یوسف شاہ ولد باربک شاہ کی حکومت کا

جب اُس کے باپ نے عالم گذران سے کوچ کیا یوسف شاہ تخت و تاج پر قابض ہوا اور شیوہ عدل و داد مروج رکھا اور یہ بادشاہ خلعت علم و فضل سے آراستہ تھا امر معروف اور نہی منکر مین مبالغہ فرماتا تھا اور اُس کے عہد مین کسی کو مجال نہ تھی کہ اُس کے حکم سے تجاوز کر کے علانیہ شراب پیتا صدور علما کو اکثر بار اپنے حضور طلب کر کے بتاکید تمام فہمایش کرتا تھا کہ تم مہمات شرعی مین کسی کی جانب داری نہ کرنا وگرنہ ہمارے تمھارے درمیان صفائی نہ رہے گی اور ایذا ابہت پہونچاؤنگا اور جو خود بھی علم سے بہرہ رکھتا تھا اکثر معاملات مین کہ قاضی عاجز ہوتے تھے اُنھین خود بنفس نفیس فیصل کرتا تھا الغرض ۸۸۶ھ آٹھ سو ستاسی ہجری مین طومار اُس کی زندگی کا پیچیدہ ہوا یعنے دار فنا سے دار البقا کی طرف خرامان ہوا مدت اسکی سلطنت کی سات سال وچھ ماہ تھی

ذکر سکندر شاہ کے سرداری پانے اور بعد دو مہینے کے معزول ہونے کا

بعد وفات یوسف شاہ امرا اور وزرا نے بدون تحقیقات سکندر شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا جب استحقاق اسکا ثابت نہ ہوا اُسے معزول کر کے فتح شاہ کو سریر جہانبانی اور تخت کشورستانی پر متمکن کیا —

تذکرہ فتح شاہ کی حکومت کا

منقول ہے کہ فتح شاہ عالم اور دانا تھا سلاطین سلف کے رسوم پیش نہاد ہمت کر کے ہر ایک امرا کے فراخور

حال ومرتبہ نوازش فرمائی اور خواجہ سرایان اور غلان حبشی کو جو بار بک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد مین فراہم ہو کر نہایت معتبر ہو کر حد سے زیادہ بے اعتدالی کرتے تھے تازیانہ عدل سے سیدھا کر کے اصلاح پر لایا اور اُس وقت ملک بنگالہ مین یہ رسم تھی کہ ہر شب پانچ ہزار پایک چوکی خانہ کا پہرہ دیتے تھے اور صبح کو بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تھا اُس جماعت کا سلام لے کر اُنھین رخصت دیتا تھا اس وقت ایک جماعت دوسری اسی تعداد سے حاضر ہوتی تھی الغرض چند خواجہ سرا کہ مدت سے خود مختار تھے پریشان ہو کر ایک خواجہ سرا کے پاس کہ جس کا نام سلطان شہزادہ بنگالی تھا اور چوکی خانہ کے تمام آدمی اُس کے ماتحت تھے اور محلات شاہی کی کنجیان بھی اُس کے سپرد تھین اور اولوالعزمی کی علامت اس کے چہرہ حال سے ظاہر ہوتی تھی جا کر سلطنت کی تکلیف دی قضارا اس عرصہ مین خان جہان خواجہ سرا اور وزیر ملک اندیل حبشی امیرالامرامع خاصہ خیل وخلاصہ لشکر کے سرحد کے راجاؤن کے دفع کے واسطے نامزد ہوئے اور سلطان شہزادہ نے فرصت پا کر خواجہ سراؤن اور چوکی خانہ کے سپاہیون کی اعانت سے فتح شاہ کو ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین قتل کیا اور فجر کو تخت پر برآمد ہو کر چوکی خانہ کے آدمیون کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت سات سال اور پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان باربک کی حکومت کا

جب خواجہ سرائے بد ذات نے اپنے ولی نعمت کو شہید کر کے نام شاہی کا اپنے اوپر اطلاق کیا تمام خواجہ سرا جابجا سے اس کے پاس فراہم ہوئے اور اس بدبخت نے ارزال اور پست ہمتون کو مال سے فریفتہ کر کے اپنے پاس جمع کیا یہان تک کہ شوکت اس کی روز بروز افزون ہوئی پھر امرائے صاحب جمعیت کے دفع کرنے پر آمادہ ہوا اور امرائے کبار کا سرگروہ ملک اندیل حبشی کہ سرحد مین تھا اس امر سے واقف ہو کر اس اندیشہ مین ہوا کہ کسی ڈھب سے پلے تخت پر پہونچ کر اُس کا کام تمام کرون اس عرصہ مین خواجہ سرائے خون گرفتہ کے دل مین یہ آیا کہ کسی حیلہ سے اسے طلب کر کے مقید کرے پھر فرمان طلب تحریر فرمایا ملک اندیل حبشی اس امر کو فضل الٰہی سمجھکر مع جمعیت خوب حاضر ہوا اور دربار مین نہایت احتیاط سے آمد وشد کرتا تھا خواجہ سرا اس کے دفع مین عاجز ہوا ایک روز ایک مجلس بزیب وزینت تمام آراستہ کی اور دس بارہ ہزار آدمی اُس کے دارالامارۃ کے اطراف وجوانب مین کہ نہایت وسیع تھا فراہم ہوئے اور مجلس کمال شوکت وشان سے ترتیب پائی تھی پہلے ملک اندیل کو اپنے روبرو بلا کر نہایت التفات فرمایا اور یہ بات کہی کہ مین سلطان کو مع جماعت دیگر قتل کر کے تخت پر متمکن ہوا ہون تو اس بارہ مین کیا کہتا ہے ملک اندیل نے یہ مصرع پڑھا مصرع ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود سلطان شاہزادہ کو یہ جواب پسند آیا فوراً خلعت اور ٹپکا اور خنجر مرصع اور چند

گھوڑے اور ہاتھی اسے انعام فرمائے اور کلام اللہ درمیان مین لاکر اس سے کہا کہ تو قسم کہا کہ مین تجھے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاؤنگا ملک اندیل حبشی نے قسم کھائی کہ جب تک تو تخت پر رہیگا مضرت نہ پہونچاؤنگا اور جو کہ تمام آدمی اُس خواجہ سرا سے آزردہ دل تھے اور ملک اندیل حبشی بھی اپنے ولی نعمت کے انتقام مین بجد تھا دربانون کو متفق کرکے فرصت وقت ڈھونڈھتا تھا غرضکہ ایک رات کو وہ محسن کش یعنے ملک باربک شراب پی کر تخت پر سو گیا ملک اندیل حبشی دربانون کی ہدایت سے اُس کے قتل کی نیت سے حرم سرا مین گیا اور جب اُسے تخت پر افتادہ پایا قسم یاد آئی فکر مین ہوا اس عرصہ مین وہ اجل رسیدہ کہ آفتاب عمر و اقبال اُس کا سرحد زوال مین پہونچا تھا کروٹ لے کر تخت سے نیچے گرا ملک اندیل نے یہ امر اپنے طالع کی قوت سے سمجھکر پھرتی اور چابکدستی سے اُس پر تلوار کا وار کیا مگر کارگر نہ ہوا سلطان شہزادہ خواجہ سرا ہوشیار ہوا آپ کو شمشیر برہنہ کے مقابل دیکھکر ملک اندیل حبشی سے لپٹ گیا جو کہ قوی اور عظیم الجثہ تھا ملک اندیل حبشی کو کشتی مین زیر کرکے اس کے سینہ پر سوار ہوا ملک اندیل حبشی نے اُس کے سر کے بال مضبوط پکڑکے یغرش خان ترک کو جو اُس مکان کے دروازہ مین ایستادہ تھا بآواز بلند بلایا وہ مع جماعت حبشیان فوراً آپہونچا اور ملک اندیل کو اُسکے نیچے دیکھا تیغ زنی سے متعذر ہوا اس واسطے کہ ایک تو رات کا وقت تھا دوسرے اُن کی ہاتھاپائی مین شمع بھی پامال ہوکر بجھ گئی تھی ظلمات کا عالم تھا ملک اندیل حبشی نے اُس سے یہ بات کہی کہ اُسکے موے سر میرے ہاتھون مین ہین اور یہ اس قدر ضعیف اور جوڑا ہے کہ میرا سر ہو گیا ہے تلوار اس سے گذر کر مجھپر نہ پہونچیگی اور قضا سے چارہ نہین اگر اسی بہانہ لکھی ہے کیا مضائقہ اگر مثل میرے ہزار جان ولی نعمت کے قصاص خون مین تلف ہووین تو بھی تھوڑے ہین یغرش خان نے آہستہ آہستہ کئی زخم باربک کی پشت پر مارے اور اُس نے عمداً آپ کو خواب مرگ مین ڈالا اور حس و حرکت سے ساکت ہوا اور ملک اندیل اُٹھکر باتفاق یغرش خان اور حبشیون کے محلسرائے خاص سے برآمد ہوا اور مسمی نواچی پاشی حبشی جو در دولت پر حاضر تھا اس نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا بولے ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا نواچی حبشی یہ حال سُنکر باربک شاہ کی خوابگاہ مین گیا اور چراغ روشن کرنے لگا ابھی چراغ روشن نہوا تھا کہ باربک شاہ خوف ملک اندیل سے خزانہ کی طرف بھاگا نواچی پاشی حبشی جب اُس مخزن کی طرف متوجہ ہوا باربک شاہ نے پھر آپکو خواب مرگ مین ڈالا اور اُس نے فریاد بلند کی کہ غدارون نے ہمارے صاحب کو ہلاک کرکے سلطنت کو برباد کیا باربک شاہ نے اُسے اپنا خیرخواہ تصور کرکے آہستہ کہا کہ اے شخص خاموش ہو کہ مین زندہ ہون تب ملک اندیل حبشی کمان ہی جواب دیا کہ وہ اس گمان سے کہ آپ کے دشمنون کا کام تمام کر چکا ہے اپنے مکان کی طرف راہی ہوا باربک شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ تو باہر جاکر فلان فلان امرا

کو جمع کرکے اُن کو تعین کرکہ ملک اندیل حبشی کو قتل کرکے اُس کا سر لادین اور دروازون کو چوکی خانہ کے پیادون کے سپرد کرکے صلح ہوکر ہوشیار رہین تواچی نے کہا مین سر آنکھون سے ابھی اس کا علاج یعنے تدارک کرتا ہون یہ کہکر نکل آیا اور اس راز سے ملک اندیل حبشی کو آگاہ کیا وہ تواچی پاشی کے ہمراہ محل مین آیا اور خنجر سے اس کا کام تمام کیا اور اُسے مخزن مین چھوڑ کر محلسرا کا دروازہ مقفل کیا اور باہر جاکر آدمی خان جہان وزیر کے بلانے کو بھیجا اور اُس کے آنے کے بعد شاہ کے تعین کرنے کے بارہ مین مشورہ کیا اور جو فتح شاہ سے ایک طفل دوسالہ خردسال کے سوا دوسرا فرزند نہ تھا فکر مین ہوئے کہ یہ شاہی کے لائق نہین ہی کیونکر اسے تخت پر بٹھاوین پھر اتفاق کرکے صبح کو فتح شاہ کے مکان پر گئے اور شاہ کی بی بی سے سانحہ شب یعنے قتل کرنا باربک خواجہ سرا کا عرض کیا اور یہ کہا کہ آپ کا صاحبزادہ ابھی نہایت خردسال ہی اور جب تک یہ سن تمیز کو پہونچے اور مہمات ملکی کو انجام دے کسی کو سلطنت پر بٹھانا ضرور ہی شہزادہ کی والدہ جب ان کے ارادہ سے واقف ہوئی فرمایا کہ مین نے خدا سے یہ عہد کیا ہی کہ جو شخص فتح شاہ کے قاتل کو مقتول کرے شاہی اسے عنایت کردن ملک اندیل حبشی نے پہلے یہ امر قبول نہ کیا جب جمیع امرا اُس مجلس مین حاضر ہوئے اور سبھون نے باتفاق اُسے اس امر کی تکلیف دی ملک اندیل حبشی تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا نام فیروز شاہ رکھا مدت طغیان شاہ باربک کی بقول آٹھ ماہ اور بروایت دیگر دو ماہ اور ڈھائی یوم تھی اور بعد واقعہ باربک شاہ کے یہ رسم بنگالہ مین مروج ہوئی کہ جو کوئی اپنے حاکم کے قاتل کو ہلاک کرے اور اس قدر موقع اور فرصت پاوے کہ بجاے اُس کے تخت پر بیٹھے تمام امرا اور سپاہ اُس کی جادۂ اطاعت مین قدم رکھکر اُس کے معارض نہ ہو دین

ذکر ملک اندیل حبشی المخاطب بفیروز شاہ کی حکومت کا

فیروز شاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوکر دار الملک گور کی طرف گیا اور اس مقام مین طریق عدالت اور احسان جاری کرکے خلایق کو مہد امن وامان مین نگاہ رکھا اور اُس کے عہد حکومت مین جو اکثر کار نمایان وقوع مین آئے تھے سپاہ ورعیت نے اُس کی اطاعت کے سوا سرکشی اور بے اعتدالی نہ کی اور اس نے تین برس نہایت استقلال اور عدالت سے سلطنت کی اور ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین اُسکا چراغ ہستی صرصر فنا سے خاموش ہوا

ذکر محمود شاہ بن فیروز شاہ کی شاہی اور اُسکے انجام حال کا

جب فیروز شاہ فوت ہوا امرا اور وزرا نے اُس کے بڑے فرزند سلطان محمود شاہ کو سریر سلطانی پر جلوہ گر

کیا اور حبش خان نام غلام حبشی امور ملکی و مالی کا منتظم اور متکفل ہوا اور زمام اختیارات سلطنت اپنے قبضۂ اقتدار مین لاکر محمود شاہ کو برائے نام بادشاہ بنایا اور دوسرا حبشی کہ جس کا نام سیدی بدر دیوانہ تھا اُس نے حبش خان کے اوضاع و اطوار ناپسندیدہ سے بہ تنگ آن کر اُسے تیغ سیاست سے ہلاک کیا اور خود مہمات دولت کو انجام دینے لگا اور بعد چند روز کے چوکی خانہ کے سردار کو موافق کر کے سلطان محمود شاہ کو بھی پردۂ شب مین شہید کیا اور صبح کو تخت پر متمکن ہوا اور اُن اُمرا کی تجویز سے جو اُسکے شریک تھے اپنا نام مظفر شاہ رکھکر اُن ممالک کا حاکم ہوا سلطان محمود کی مدت سلطنت ایک سال تھی اور حاجی محمود قندھاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ سلطان محمود شاہ فتح شاہ کا بیٹا تھا اور حبش خان شاہ باربک کا غلام شاہ فیروز شاہ کے حکم کے موافق اُس کی پرورش کرتا تھا اور شاہ فیروز شاہ کے بعد وفات سلطان محمود کو تخت پر بٹھایا جب چھ برس کا زمانہ گذرا حبش خان کو بادشاہی کی ہوس ہوئی اور سیدی بدر دیوانہ حبش خان کو قتل کر کے بہ تفصیل مسبوق الذکر شاہ ہوا۔

ذکر سیدی بدر حبشی المخاطب بمظفر شاہ کی سلطنت کا

واضح ہو کہ مظفر شاہ حبشی بیباک اور سفاک تھا علما اور فضلا اور صلحا اور شرفائے ملک کو جو اُس کی شاہی سے راضی نہ تھے اُنھین قتل کیا اور جن راجاؤن نے کہ شاہان بنگالہ کی خصومت پر کمر باندھی تھی اُنھین بھی فوج کشی کر کے ہلاک کیا اور سید شریف مکی کو منصب وزارت پر سرفراز کر کے ملک و مال کا اختیار دیا اور اُس کی ہدایت سے سوار اور پیادہ کی تنخواہ کم کر کے خزانہ کی زیادتی اور فراہمی مین مصروف ہوا اور ایک عالم کو اپنی بے اعتدالی سے متنفر کیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر امرائے کبار نے اُس سے انحراف کر کے خروج کیا سلطان مظفر شاہ مع پانچ ہزار حبشی اور تین ہزار پٹھان اور بنگالی متحصن ہوا بقولے چار دن بقولے چار ماہ افواج درونی اور بیرونی مین جنگ واقع رہی ہر روز ایک جماعت کثیر قتل ہوتی تھی اور جس شخص کو گرفتار کر کے سلطان مظفر کے روبرو لاتے تھے کمال قہر و غضب سے شمشیر کھینچکر اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتا تھا چنانچہ عدد اُس کے مقتولون کے چار ہزار کو پہونچے آخر کو ایک روز شاہ مظفر شاہ مع جمعیت شہر سے برآمد ہو کر شریف مکی سے ہم مصاف ہوا طرفین سے بیس ہزار آدمی مارے گئے مظفر شاہ مع اکثر امرا اور مقربان وغیرہ سے تہ تیغ ہوا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے واضح ہوتا ہی کہ اُن دنون مین اول سے آخر تک یعنے تمام معرکون مین ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان اور ہنود سے عالم فانی کی طرف راہی ہوئے اور سید شریف مکی نے تخت شاہی پر قدم رکھکر نشان جہانبانی کا بلند کیا لیکن نظام الدین کی تاریخ مین اس طرح مرقوم ہی کہ جب مظفر شاہ کی حرکات اور سکنات سے لوگ متنفر اور ناراض ہوئے سید شریف مکی اس امر کو سمجھکر چوکی خانہ کے دو سردار کو اپنا یار

موافق کرکے ایک شب مع تیرہ نفر پایک حرم سرا مین درآیا اور شاہ مظفر کو قتل کرکے صبح کو تخت پر بیٹھا اور اپنا نام سلطان علاء الدین رکھکر امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور مظفر شاہ کی مدت سلطنت تین برس اور پانچ مہینے تھی ۔

ذکر شریف مکی المشہور لسلطان علاء الدین کی سلطنت کا

جو سید شریف مکی مظفر شاہ کی عین حیات اور اپنے ایام وزارت مین چاہتا تھا کہ اپنی نیک نفسی اور خوش کرداری ظاہر کرے خلائق کو سناتا تھا کہ مظفر شاہ خسیس ہے اور بادشاہی کی لیاقت نہین رکھتا ہے چند مین لے سپاہ اور امرا کے بارہ مین نصیحت کی کچھ فائدہ نہ بخشا زر جمع کرنے مین مشغول ہے اس فریب سے اُنھین اپنا مہربان اور شفیق کیا الغرض جب مظفر شاہ قتل ہوا امراے کبار سے شاہ کے بارہ مین مشورہ کیا سب وضیع و شریف سید شریف کی سلطنت پر راغب ہوے اور سب نے متفق ہو کر اس سے یہ بات کہی کہ اگر ہم تجھے شاہ بناوین تو ہم سے کیا سلوک کریگا کہا تمھارا مدعاے دلی فوراً برلاؤن گا جو شی شہر کی روے زمین پر ہو گی تمھارے واسطے معاف اور مرفوع القلم کرون گا اور جو اشیا کہ زیر زمین ہین مین اُس پر متصرف ہون گا الغرض خاص و عام بہ طمع مال راضی ہوئے اور اُسے تخت سلطنت پر بٹھاکر شہر کو رکو جو آبادی مین شہر مصر سے بہتر تھا اس کی تاراجی مین مصروف ہوئے اور سید شریف مکی بہ آسانی تمام چتر اپنے سر پر بلند کرکے خطبہ اپنے نام پڑھکر شاہ مستقل ہوا ۔

بیت دولت آن ست کہ بیخون دل آید بہ کنار ؎ ورنہ باسعی عمل باغ جنان اینہمہ نیست ؎ اور بعد چند روز کے تاراجی کی ممانعت کی جب وہ ممنوع نہوئے بارہ ہزار لیٹرون کو قتل کیا آخر کو اُس عمل بد سے باز آئے پھر تجسس اور تلاش کرکے بہت مال اپنے تصرف مین لایا ازانجملہ ایک ہزار اور تین سو کشتی طلائی تھی کس واسطے کہ رسم بنگالہ اور لکھنوتی کی یہ تھی کہ جو شخص مال دنیوی سے متمول ہوتا تھا سونے کی کشتی بناکر اس مین کھانا کھاتا تھا اور جشن اور شادی کے دن جو شخص سونے کی کشتی زیادہ تر دربار سلطانی مین حاضر کرتا تھا وہی سرداروں مین شمار ہوتا تھا اور اب تک بنگالہ کے زمینداروں مین یہ رسم مروج ہے اور شاہ علاءالدین جو مرد عاقل اور دانا تھا امراے اصل یعنے خاندانی امیرون پر رعایت کرکے مثل اپنے بندگان خاص کے مراتب ارجمند اور مناصب بلند پر فائز کیا اور اپنی جان کی محافظت کے واسطے چوکی خانہ کی سپاہ یک قلم برطرف کی تاکہ اسکو کوئی ضرر نہ پہونچے اور حبشیون کو اپنے قلمرو سے نکال دیا اور یہ لوگ چونکہ صاحب کشی کی شرارت سے ہندوستان کے اطراف و جوانب مین مشہور ہو گئے تھے جونپور وغیرہ کے رئیس اُن کے رہنے کے روادار نہ ہوئے اس واسطے اکثر دکن اور گجرات کی طرف متفرق اور پریشان ہوئے اور سلطان علاء الدین نے مغل اور پٹھانون کی دستگیری کرکے عامل

دیانت دار اور کارندے کارگذار جابجا مقرر فرمائے ملک کا انتظام بخوبی تمام ہوا اور تزلزل و انقلاب کہ سلاطین ماسبق کے عہد میں بہم پہونچا تھا برطرف ہوا مملکت کے باغی اور سرتابون نے اس کے خط فرمان پر سر رکھا اور اطراف کے راجہ مطیع ہوئے **بیت** چون نوبت دولتش در آمد ٭ فریاد ز دشمنان بر آمد ٭ القصہ بادی بنگالہ مین نہایت کوشش اور اہتمام مبذول رکھا اور چند مواضع قدوۃ المشائخ شیخ نور قطب عالم قدس سرہ کو خرچ لنگر کے واسطے واگذاشت اور معاف فرمائے اور سلطان علاء الدین ہر سال اپنے پایۂ تخت اکدالہ سے ایک مرتبہ حضرت شیخ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کو قصبہ پنڈوہ مین آتا تھا اور اخلاق پسندیدہ اور وفور عقل و کاردانی کی برکت سے سالہائے دراز تک امر بادشاہی مین مشغول رہا آخر سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیس ہجری مین قضائے الٰہی سے ملک بقا کی طرف کوچ کیا مدت اسکی سلطنت کی ستائیس سال تھی البقاء للملک المعبود

ذکر نصیب شاہ بن سلطان علاء الدین کی شاہی کا

جب سلطان علاء الدین برحمت حق واصل ہوا اعیان مملکت نے اسکے اٹھارہ فرزند سے نصیب شاہ کو کہ اولاد و اکبر تھا تخت پر بٹھایا اور اس نے وہ کام کیے کہ جو خلائق کے پسند ہوے یعنے اپنے بھائیون کو قید و بند سے محفوظ رکھا اور ہر ایک کو جو کچھ باپ نے عنایت فرمایا تھا اس سے دونا اور مرحمت فرمایا اور جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی بن سکندر شاہ لودھی کو قتل کرکے سواد ہندوستان پر مسلط ہوا اکثر امراے افغان بھاگ کر نصیب شاہ کے پاس التجا لائے اور آخر کو سلطان محمود بھائی بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کا بنگالہ مین داخل ہوا ہر ایک علیٰ قدر مراتب پرگنات لائق اور قصبات شائق پر منصوب ہوئے اور سلطان ابراہیم لودھی کی بیٹی کہ اس ملک مین وارد ہوئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور سنہ ۹۳۵ نوسو پینتیس ہجری مین جب بابر شاہ نے جون پور کے اطراف مین آن کر اس ملک کو سر کیا چاہا کہ بنگالہ کو بھی اپنے قبضہ مین لاوے نصیب شاہ نے متفکر ہو کر تحفہ و ہدایا بہت ایلچیون کے ہاتھ بھیجکر غایت عجز و زاری کی بابر شاہ مصلحت وقت دیکھکر صلح کرکے اپنے دار الملک کی طرف پلٹ گیا اور جب بابر شاہ سے تخت دہلی خالی ہوا اور ہمایون بادشاہ قائم مقام ہوا یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہ دہلی درپے تسخیر بنگالہ ہے اس واسطے نصیب شاہ نے سنہ ۹۳۹ نوسو انتالیس ہجری مین اظہار اخلاص اور خصوصیت اور محبت کے واسطے تحفہاے نفیس ملک مرجان خواجہ سرا کے ہمراہ سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجا اور ملک مرجان نے قلعہ مندو مین سلطان بہادر کی ملازمت کی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اسی عرصہ مین نصیب شاہ باوجود دعوے سیادت مرتکب فسق و ظلم ہوا شرح اس کی موجب کدورت خواطر ناظرین و سامعین سمجھکر قلم انداز ہوئی **بیت** شیر را بچہ ہمی ماند باو ٭

تو یہ پیغمبر جو سیمانی ثانی سبحانہ تعالے نے فریاد خلائق سنی الغرض ۹۴۳ھ نوسو تینتالیس ہجری میں اس کی عمر اختتام کو پہونچی لیکن معلوم نہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اس پر صدمہ پہونچایا **بیت** از چرخ نصیب این جہانیش نماند ٭ سرمایۂ عمر وزندگانیش نماند ٭ بہر تقدیر نصیب شاہ کے بعد شاہ سلطان محمود بنگالی کہ اسکے امرا سے تھا اُس مملکت پر قابض ہوا اور شیر شاہ افغان سور نے کہ آخر میں دہلی کا بادشاہ ہوا تھا اسی عرصہ میں بنگالہ پر فوج کشی کرکے اُسے زخمی کرکے معرکہ سے بھگایا سلطان محمود بھاگ کر ہمایون بادشاہ کے پاس پناہ لے گیا اور ہمایون شاہ نے ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ ہجری میں مملکت بنگالہ کو شیر شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے بلدہ گور میں خطبہ اپنے نام پڑھا اور اس شہر کا جنت آباد نام رکھا لیکن کچھ دوام و ثبات پیدا نہ ہوا وہ مملکت پھر شیر شاہ کے قبضہ میں آئی اور محمد خان افغان کہ سلیم شاہ کے امرا سے تھا اسکی طرف سے اُس ملک کا حاکم ہوا اور جب محمد خان قضاے الٰہی سے مرگیا اُسکا فرزند نشان مخالفت بلند کرکے اور اپنے تیئں خطاب سلطان بہادر دے کر صاحب سکہ ہوا

تذکرہ سلیم خان المخاطب بہ سلطان بہادر شاہ کی سلطنت کا

چند روز اس نے بھی نشان حکومت بلند کیا لیکن وہ مملکت اُس کے قبضہ میں بھی نرہی آخر کو سلیمان کرانی پٹھان کہ وہ بھی سلیم شاہ کے امراے کبار سے تھا بنگالہ کی حکومت پر مسلط ہوا ٭

ذکر سلیمان کرانی افغان کی حکومت کا

سلیم شاہ کے بعد از فوت یہ بنگالہ اور بہار کا حاکم مستقل ہوا ولایت اڑیسہ کو بھی اپنے تصرف میں لایا ہرچند خطبہ اپنے نام نہ پڑھتا تھا مگر آپ کو حضرت اعلے کہلاتا تھا اور بحسب ظاہر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے ملائمت کرکے کبھی کبھی تحف وہدایا بھیجتا تھا غرضکہ پچیس سال بنگالہ کی حکومت کرکے قضاے الٰہی سے فوت ہوا ٭

ذکر بایزید افغان بن سلیمان کرانی کی حکومت کا

بعد اپنے باپ کی وفات کے یہ مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور ایک ماہ حکومت کرکے اپنے چچیرے بھائی کے ہاتھ سے جس کا نام ہانسو تھا دیوان خانہ میں قتل ہوا اور وہ بھی اُسی مقام میں مارا گیا پھر بایزید کا چھوٹا بھائی داؤد خان قائم مقام ہوا ٭

ذکر داؤد خان افغان بن سلیمان افغان کی حکومت کا

یہ بعد وفات بھائی کے ولایت بنگالہ اپنے تصرف میں لایا پھر امرا کا فساد دفع کرکے خطبہ اور سکہ اُس

ممالکت کا اپنے نام پڑھا اور شراب کے نشہ مین اور مصاحبان اوباش کی صحبت مین سرحد سلطنت اکبرشاہ کے اطراف مین مزاحمت ہونچائی منعم خان المخاطب بہ خان خانان حاکم جون پور اکبر بادشاہ کے حکم کے موافق داؤدخان پٹھان کی تنبیہ کو متوجہ ہوا اور اپنی روانگی سے پیشتر امراے مغل کو نامزد کیا داؤدخان نے لودھی خان کو اُن کے مقابلہ کے واسطے رخصت فرمایا اور طرفین نے ایک دوسرے کے مقابل آن کر دادمردی اور مردانگی دی آخرالامر دونون لشکر صلح کرکے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے اور پھر اکبرشاہ نے دوبارہ اس کی تسخیر کے بارہ مین فرمان خان خانان کے نام صادر فرمایا اس وقت مین جو درمیان داؤدخان اور لودھی خان کے کہ پٹھانون کے امراے کبار سے تھا نزاع واقع ہوئی تھی اس نے خان خانان سے ابواب ملائمت مفتوح کرکے بادشاہ سے طریق اطاعت پیش نہاد کیا داؤدخان یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور لودھی خان کو مکتوب عجز آمیز لکھے اور دوبارہ ساتھ اپنے متفق اور موافق کرکے اپنے ہمراہ لے گیا اور برخلاف عہد ومروت کے لودھی خان کو کہ صفت شجاعت اور تدبیر مین موصوف تھا قتل کیا اور آب سون مین اکبر بادشاہ کے لشکر کا راستہ روکا اور اُس مقام مین کہ آب سون دریاے گنگ سے ملحق ہوا ہی جنگ واقع ہوئی پٹھان مفرور ہوئے چند کشتیان اُن کی سپاہ مغل کے ہاتھ آئین اور منعم خان المخاطب بہ خان خانان دریا سے عبور کرکے تنبیہ کے لیے متوجہ ہوا اور اس قلعہ کو جس مین داؤدخان قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کرکے تنور حرب گرم کیا اس درمیان مین اکبر بادشاہ بھی اس مقام مین داخل ہوا داؤدخان افغان بنگالہ کی طرف بھاگا اور قلعہ پٹنہ اور حاجی پور مفتوح ہوا اور چارسو ہاتھی داؤدخان کے بہادران مغل کے ہاتھ آئے منعم خان بنگالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب گرڈھی مین پہونچا داؤدخان بیتاب ہوکر اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور بعضے امراے اکبری نے جو اوڈیسہ کی طرف گئے تھے داؤدخان کے بیٹے جنید خان سے شکست پائی منعم خان اس امر سے واقف ہوکر اوڈیسہ کی سمت گیا اور داؤدخان افغان مقابلہ کو آیا جب افواج طرفین کا سامنا ہوا دونون لشکر صفوف حرب آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوئے اور بعد جنگ عظیم پٹھان شکست کھاکر بھاگے داؤدخان افغان نے اُس قلعہ مین کہ دریاے گنگ کے کنارہ تھا پناہ لی لیکن جو چارہ نہ رکھتا تھا اہل وعیال کو قلعہ مین چھوڑ کر بقصد جنگ باہر آیا آخر اس نے منعم خان سے صلح کرکے ملاقات کی منعم خان ولایت اوڈیسہ اور کٹک اور بنارس اُس کے تفویض کرکے باقی ممالک پر متصرف ہوا اور جب منعم خان سراے آخرت کی طرف خرامان ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے خان جہان ترکمان کو بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اور داؤدخان افغان منعم خان کے مرنے کے بعد بلاد بنگالہ کو امراے اکبری کے ہاتھ سے برآوردہ کرچکا تھا سنہ ۹۸۰ آٹھ سو تین ہجری مین مع لشکر عظیم اُس مقام مین کہ مابین گڑھی اور ٹانڈہ کے ہی خان جہان ترکمان کے مقابل ہوا اور بعد جنگ عظیم دستگیر

ہوکر معرکہ مین قتل ہوا اور اس کا بیٹا جنیدخان زخمی ہوکر اگرچہ معرکہ سے نکل گیا لیکن اس کے صدمہ سے دو تین دن کے بعد مر گیا اور ممالک بنگالہ اور اوڈیسہ مع شہر کٹک و بنارس تمام خان جہان کی کوشش سے دیوان اکبری مین داخل ہوا اور دولت شاہان پوربی کی ختم ہوئی اور امراے افغان مثل حسین اور کالا پہاڑ وغیرہ کہ مقام دشوارگزار مین داخل ہوئے تھے کچھ عرصہ کے بعد لشکر مغل کے غلبہ سے مغلوب ہوکر بعض ممالک بنگالہ اور جنگلون مین پوشیدہ ہوے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے بعد وفات عثمان نام افغان نے اس جماعت سے خروج کرکے قریب بیس ہزار افغان کے فراہم کیے اور خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پڑھ کر بعضے ولایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ پر مزاحمت ہونچائی پھر اسلام خان، ولد شیخ بدرالدین فتح پوری حاکم بنگالہ اُس کی دفع کے واسطے مامور ہوا چنانچہ اس تاریخ تک کہ ۱۰۱۸ھ ایک ہزار اٹھارہ ہجری تھی اس سے معاملہ مفروغ عنہ نہین ہوا — ✝

ذکر بادشاہان شرقی کی حکومت کا

جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا کہ جن لوگون نے جون پور اور ترہت مین حکومت کی ہر اکھین مورخین دانش گزین بادشاہان شرقی کہتے ہین ✝

بیان سلطان الشرق خواجہ جہان کی حکومت کا

تاریخ مبارک شاہی سے واضح اور مستفاد ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کے چھوٹے شاہزادہ محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت دے کر بخطاب خان جہان سرفراز فرمایا اور جب بادشاہ ناصر الدین محمود شاہ نبیرۂ فیروز شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو ملک سرور الملخاطب بخواجہ جہان کو ماہ جمادی الاول ۷۷۶ھ سات سو چھتر ہجری مین ملک الشرق خطاب دے کر ولایت جون پور اور بہار اور ترہت اس کو تفویض فرمائی اور اس نے اس ممالک کا انتظام بخوبی تمام کر کے اُس حدود کے راجاؤن اور زمینداروں کو مطیع کیا اور جو قلعجات کہ کفار نے مسلمانون کے تصرف سے برآورده کرکے خراب اور ویران کیے تھے اُن پر قبضہ کر کے از سر نو تعمیر کیے اور مردمان جرار اور آزمودہ کار کے سپرد کر کے ملک کو آباد کیا اور جب بادشاہ ناصر الدین محمود کی شوکت نہ رہی اپنا خطاب ملک الشرق رکھکر پرگنہ کولی اور اٹاوہ اور بہرائچ اور قنوج کے متمردون کو گوشمال دے کر دہلی کی جانب پرگنہ کولی اور ربری تک اور دوسری طرف بہار اور ترہت تک سرکشون کا نشان باقی نہ رکھا اور جس طور سے بادشاہان پوربی یعنے حاکمان لکھنوتی اور بنگالہ ساتھ بادشاہ ناصر الدین محمود کے طریق اور اخلاص جاری رکھکر ہاتھی اور تحفجات بھیجتے تھے اب اُس کے پاس ارسال کرنے لگے اور جب

ے از خود تاریخ بنگالہ [illegible]

اس کے اقبال نے عروج کیا فلک نے دشمنی اور خصومت پر کمر باندھی یعنی ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری مین اس کو تخت پر سے تختۂ تابوت پر کھینچا مدت اُسکی سلطنت کی چھ سال اور چند ماہ تھی

بیان سلطان مبارک شاہ شرقی کی سلطنت کا

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام کر کے بطریق شاہان پوربی چتر سر بلند کرے لیکن اجل نے اُسے امان نہ دی یہ حسرت اپنے دل مین لے گیا اُس کا فرزند متبنی جس کا نام قرنفل تھا بجاے اس کے تخت نشین ہوا اور جون پور وغیرہ کو اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا اور جب دہلی کی سلطنت مین اُسی زمانہ مین ایکبارگی نہایت خلل واقع ہوا تو اُسنے وضیع شریف کو سرافراز کر کے اپنا خطاب مبارک شاہ رکھکر تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اقبال خان کہ وکیل مطلق السلطان سلطان محمود حاکم دہلی کا تھا مبارک شاہ کا غلبہ اور دعوے شاہی سنکر طیش مین آیا چنانچہ ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری مین اُس کے مدافعہ کے واسطے چڑھائی کی اور جب قنوج مین آیا شاہ مبارک شاہ بھی مع جمعیت عظیم افغان اور مغل اور تاجیک اور راجپوت اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور آب گنگ کے دونون طرف فریقین کی افواج فروکش ہوئین اور خیمہ اور خرگاہ رنگ برنگ کے عکس سے آب دریا پر قوس قزح کا عالم نمایان ہوا اور چونکہ دریا درمیان مین حائل تھا دو مہینے کامل دونون لشکر برابر مقیم رہے کسی نے قدم جرأت کا آگے نہ بڑھایا آخر کو دونون غنیم بہ تنگ آئے اور ہر ایک بلا جنگ اپنی دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور جبکہ شاہ مبارک شاہ شرقی جون پور پہونچا مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود مالوہ سے پلٹ کر دہلی مین آیا اور اقبال خان اُسے اُبھار کر پھر بہ قصد تسخیر جون پور کی طرف متوجہ ہوا ہے شاہ مبارک شاہ شرقی سامان جنگ مین مصروف تھا کہ ناگاہ سب سے قوی دشمن اجل نے اُسپر چڑھائی کر کے ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین اُسکے ملک وجود کو برہم کیا مدت اُسکی سلطنت کی ایک سال اور چند ماہ تھی —

ذکر شاہ ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

جب خالق انس وجان کے حکم سے شاہ مبارک شاہ عالم باقی کی طرف سفری ہوا اُس کا چھوٹا بھائی خطاب ابراہیم شاہ شرقی پاکر تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا یہ بادشاہ عقل و دانش و تدبیر سے متصف تھا اُس کے زمانہ مین ممالک ہندوستان کے فاضل اور ایران و توران کے کامل جو زمانہ کے آشوب سے حیران و پریشان ہو کر جون پور مین آئے تھے اُس کے امن و امان کے مہد مین پانون پھیلا کر سوئے اور اسکے خوان احسان کے مائدہ سے سیر ہو کر کئی کتابین اور رسالے بنام نامی اُس کے جیسا کہ تحریر ہوگا تصنیف کیے امرا اور وزرا اسے صاحب عقل و کیاست اور شجاعت و شہامت اس کے دولت خانہ مین فراہم

ہوئے اُن کے سبب سے اس کا دربار سلاطین ایران کی طرح رنگین ہوا ۔ **بیت** جہان آفرین
تا جہان آفرید * چو اومرزبانے نیامد پدید * اور اُس کی ابتداے سلطنت مین اقبال خان سلطان محمود
دہلوی کو اٹھا کر بقصد تسخیر جون پور قنوج مین آیا اور سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر مستعد رزم وپیکار
آب گنگ کے ساحل تک اُس کے مقابلہ اور محاربہ کو روانہ ہوا چند روز ایک دوسرے کے
مقابل فرو کش رہے اور جو اقبال خان مہمات ملکی اور مالی سلطان محمود کی مرضی کے موافق رجوع نہ کرتا تھا
سلطان محمود شکار کے بہانہ اپنے اُردو سے برآمد ہو کر اس خیال سے کہ شاہ ابراہیم شرقی حق نمک
اور صاحبی کو مدنظر رکھکر اقبال خان کو دفع کر کے مجھے تخت شاہی پر بٹھا دیگا یا کمک اور اعانت
میری کرے گا بے اظہار مدعا بادشاہ ابراہیم شرقی کے پاس گیا لیکن جو سلطان ابراہیم شرقی
نے لذت شاہی حاصل کی تھی اور بادشاہت نے اُس کی اچھی استحکام پیدا نہ کیا تھا سلطان محمود
کا دوارا دون سے کوئی مدعا حاصل نہوا بابانہ تعظیم و تکریم اور پرسش و دلجوئی مین اس نے اسقدر تساہل اور
تامل کیا کہ سلطان محمود آنے سے شرمندہ اور نادم ہو کر یکایک قنوج کی طرف روانہ ہوا اور حاکم قنوج کو
جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے مامور تھا جس کو اپنے زیادہ سپردی کہتے تھے بجبر و قہر اُسے نکال کر اس بلدہ پر
متصرف ہوا سلطان ابراہیم شاہ شرقی اور اقبال خان نے جب دیکھا کہ محمود شاہ نے اس مملکت پر
قناعت کی ہے اس لیے قنوج اُسے ارزانی رکھکر ہر ایک اپنی دارالحکومت کی سمت راہی ہوئے اور
بعض تواریخ مین یون مسطور ہے کہ سلطان محمود جب مبارک شاہ شرقی کے پاس گیا اُسی عرصہ مین
مبارک شاہ شرقی نے اس دار ناپایدار سے رحلت کی اور شاہ ابراہیم شرقی تخت پر متمکن ہوا واللہ اعلم
بالصواب اور سنہ ۸۰۸ آٹھسو آٹھ ہجری مین جیسا کہ بادشاہان دہلی کے ضمن واقعات مین تحریر ہوا ہے اقبال خان
مارا گیا اور سلطان محمود دہلی کی طرف گیا شاہ ابراہیم شاہ شرقی نے صلاح وقت دیکھکر سنہ ۸۰۹ آٹھسو نو
ہجری مین قنوج کی تسخیر کی عزیمت کی اور سلطان محمود مع لشکر دہلی شاہ ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور
فوج طرفین نے بدستور سابق ساحل گنگ پر ایک دوسرے کے مقابل نزول کیا اور بعد چند روز کے
بے جدال اور محاربہ ایک نے جون پور کی طرف اور دوسرے نے دہلی کی سمت مراجعت کی اور جب
سلطان محمود شاہ دہلی مین پہونچا امرا کو رخصت جاگیری اور شاہ ابراہیم شرقی نے پھر آن کر قنوج کو گھیر لیا اور
بعد چار مہینے کے جب دہلی سے کمک نہ پہونچی ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے ناچار ہو کر امان لے کر قلعہ کو
شاہ ابراہیم شاہ کے سپرد کیا اور شاہ وہان موسم برسات بسر کر کے ماہ جمادی الاول سنہ ۸۱۰ آٹھسو
دس ہجری مین بہ تسخیر دہلی متوجہ ہوا اور اس سبب سے کہ شاہ عاقل اور عالی ہمت اور سخی تھا دہلی
کے بہت امراے کبار مثل تاتار خان ولد سارنگ خان اور ملک مرحبا غلام اقبال خان وغیرہ اسکے
شریک ہوئے اور سلطان ابراہیم شرقی قوی پشت ہو کر شہر سنبھل کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان

لودھی شہر سنبھل کو چھوڑ کر بھاگا پھر شاہ ابراہیم شرقی شہر سنبھل تاتار خان کے سپرد کرکے آگے بڑھا جب دریائے جمن کے کنارہ پہونچکر چاہا کہ عبور کرے ناگاہ مخبر خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ کو جنگ مین اسیر کرکے مالوہ کو مسخر کیا اور اب محمود شاہ کی کمک کو آتا ہے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مظفر شاہ جون پور لینے کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم شرقی یہ خبر سنتے ہی فسخ عزیمت کرکے جون پور کی سمت روانہ ہوا اور محمود شاہ نے دہلی سے آن کر شہر سنبھل کو برآورده کیا اور تاتار خان بھاگ کر ابراہیم شاہ شرقی کے پاس آیا اور شاہ شرقی خیل وحشم کی آراستگی اور فراہمی مین مصروف ہوا اور سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری مین دوبارہ بہ تسخیر دہلی اپنے دار الملک سے روانہ ہوا اور چند منزل جاکر راہ سے پلٹ کر دار العلم جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور علما اور مشایخ کی صحبت اور تعمیر ولایت اور تکثیر زراعت مین مشغول ہوکر برسون کسی طرف عزیمت نفرمائی اور آدمی اطراف واکناف ہندوستان کے آشوب حوادثات سے جون پور کی سمت متوجہ ہوئے اور ہر ایک علی قدر مراتب وفراخور حالت سرفراز ہوئے اور خادم اور مشایخ اور علما اور سادات اور نیز منشیون کا اس قدر اجماع ہوا کہ جونپور کو خلقت دہلی ثانی کہتی تھی اور اس ملک کے صغیر وکبیر شاہ شرقی کی ذات بابرکات کو جملہ مغتنمات سے شمار کرکے حیات مستعار عیش وعشرت مین بسر کرتے تھے شاہ سے گدا تک تمام خوش وقت تھے رنج وملال اس ملک سے سفر کر گیا تھا اور سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین محمد خان حاکم میوات سلطان ابراہیم کی خدمت مین حاضر ہوا اور فتح بیانہ کی ترغیب وتحریص دے کر اپنے ہمراہ لے گیا من بعد مبارک شاہ بادشاہ دہلی بعزم ممانعت روانہ ہوا اور بیانہ کے اطراف مین طرفین کی افواج آپہونچی اور چار کوس پر خندق کھود کر محکم اور قوی ہوئے اور بائیس روز مردم طرفین بطور طلایہ برآمد ہوکر جنگ کرتے تھے اور جنگ سلطانی کی کوئی جرأت نہ کرتا تھا آخر کو سلطان ابراہیم شرقی نے خندق سے برآمد ہوکر صفوف جنگ آراستہ کی اور مبارک شاہ بھی ناچار ہوکر میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور صبح سے تا شام جنگ کرکے برابری کے ساتھ جدا ہوکر اپنے دائرہ کی طرف متوجہ ہوئے دوسرے دن گرگ آشتی یعنے صلح ظاہری کرکے اپنی اپنی دار السلطنت کی سمت مراجعت کی اور سنہ ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس ہجری مین سلطان ابراہیم شرقی نہایت شوکت اور صولت سے کالپی کی تسخیر کو سوار ہوا اور اثنائے راہ مین خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی عزیمت رکھتا ہے اور جب دونون فرمانروا ایک دوسرے کے قریب پہونچے اور آج کل جنگ شروع ہونے والی تھی کہ مخبر خبر لائے کہ بادشاہ مبارک شاہ بن خضر خان دہلی سے لشکر فراہم لاکر جون پور کی تسخیر پر عازم وجازم ہے سلطان ابراہیم شرقی عنان اختیار ہاتھ سے دے کر جونپور کی سمت راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ غوری نے بے نزاع کالپی کو کہ ابن عبد القادر الموسوم بقادر شاہ ملازم مبارک شاہ کے تصرف مین تھی برآورده کی اور سنہ ۸۴۰ آٹھ سو

چوالیس ہجری مین شاہ ابراہیم شرقی کا مزاج شریف اور عنصر لطیف زمانہ کی بدنظری سے طریق اعتدال سے منحرف ہوا روح پاک اس شاہ عالم پناہ کی بہشت برین کی طرف خرامان ہوئی اور بعد اس واقعہ جانسوز کے جونپور کے باشندون نے سوگوار ہوکر جامہ ماتم پہنا اور شہر کے مرد و زن نے اُس کے جنازہ کے ہمراہ جاکر نوحہ و زاری سے ہنگامہ حشر برپا کیا اور تمام خلقت کی زبان پر ابیات جاری تھے ابیات

دریغ آن شہنشاہ صاحبقران	بعد قرن شکلی نان داد دین
جم تاج بخش و ممالک ستان	دریغ آن کہ دیگر نیارد زمین

اسکی مدت سلطنت چالیس سال اور چند ماہ تھی اور بروایت حاجی محمد قندھاری ۸۴۴ھ آٹھسو چالیس ہجری مین فوت ہوا تب ایام سلطنت اُس کے اڑتیس سال اور چند ماہ ہون گے اُس کے فضلاے عصر سے ایک قاضی شہاب الدین جونپوری تھا کہ اصل یعنے مولد اُس کا غزنین ہی اور دولت آباد دکن مین نشو و نما پائی سلطان ابراہیم شرقی اُس کی تعظیم و توقیر مین بہت کوشش کرتا تھا اور بروز ہاے متبرک وہ اُس کے دربار مین کرسی نقرہ پر بیٹھتا تھا منقول ہی ایک بار مولانا ایک مرض مین مبتلا ہوئے سلطان ابراہیم اس کی عیادت کے لیے گیا اور بعد احوال پرسی اور اظہار مہربانی کے ایک کٹورہ پانی بھر کر کے مولانا کے سر سے اتار کر خود نوش کر گیا اور یہ دعا کی خداوندا جس بلا اور آفت مین مولانا گرفتار ہو وہ مجھے نصیب کر اور اُسے صحت عاجل اور شفاے کامل بخش اس سے معلوم کر سکتے ہو کہ اُس صاحب تخت و تاج کو علماے شریعت محمدی کی نسبت کس درجہ عقیدت تھی اور تصانیف مفید مولانا کی شہرت تمام رکھتی ہین مثل حاشیہ کافیہ کہ مشہور بحاشیہ ہندی ہی اور مصباح متن ارشاد نحو کہ موسوم بمصباح المثال ہی اور بدیع البیان اور فتاوی ابراہیم شاہی اور تفسیر فارسی بحر المواج اور رسالہ مناقب سادات اور رسالہ عقیدہ شہابیہ بھی مولانا قاضی شہاب الدین کے مؤلفات سے ہی اور مولانا بھی اپنے سلطان عصر کی وفات سے ایسے مغموم ہوئے کہ اُسی سال یعنے ۸۴۴ھ آٹھسو چالیس ہجری مین عالم قدس کی طرف تشریف لے گئے والبقاء للمالک المعبود اور بعضے کہتے ہین کہ سلطان ابراہیم کے بعد دو برس کے طائر روح ان کا ۸۴۸ھ آٹھسو اڑتالیس ہجری مین روضہ رضوان کی طرف پرواز کر گیا +

بیان سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

ہر چند زمانہ بے رحم نے سلطان ابراہیم سے بادشاہ کو پیوند زمین کیا لیکن پھر مقام ترحم مین ہوکر اُسکے بڑے بیٹے کو مسند جہانداری پر بٹھایا اور وہ از روے عقل سرانجام امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور عدل و احسان کی آبیاری سے خلائق کے تمنا کے حدائق کو سرسبز اور شاداب کیا اور جو کہ رونق اور رواج مملکت کی عہد مذر مین مشاہدہ کی تھی سپاہ اور رعیت کو مسرور اور محظوظ کر کے راضی اور شاکر فرمایا اور ۸۴۴ھ آٹھسو چوالیس ہجری مین ایلچی سخندان شیرین زبان مع تحف و ہدایاے فراوان سلطان محمود

خلجی کی خدمت مین بھیجکر پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان ناظم کالپی نے شریعت محمد کی صراط مستقیم سے
قدم باہر رکھکر مرتدون کی روش اختیار کی ہی اور قصبہ شاہ پور کو جو کالپی سے آباد زیادہ تھا وہان کے
مسلمانون کو جلاوطن کر کے ویران کیا اور عورات مسلمہ کو کافرون کے حوالہ کر کے خدا و رسول سے نہین
ڈرتا ہی اور جو سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے اور آج تک سلسلہ محبت اور رابطہ مودت کا فیمابین
مین مستحکم ہی اس واسطے بحکم قاضی عقل لازم جانکر اس معنی کو ضمیر حق پذیر پر روشن اور مبرہن کرتا ہون اگر
اجازت ہووے اُسے تنبیہ کر کے دین محمدی کا طریق اُس ملک مین رائج کرون سلطان محمود خلجی نے اس کے
درجواب فرمایا کہ اُس سے پیشتر یہ خبر افواہاً سمع مبارک مین پہونچی تھی اب اُس پیشوائے سلاطین نے اعلام کیا
یقین کامل ہوا بہرحال دفع کرنا اس فاجر کا تمام بادشاہون پر واجب ہی اگر افواج قاہرہ مفسدان میوات
کے تدارک کو متوجہ نہ ہوتین ہم خود بنفس نفیس اسکے دفع کے واسطے عازم ہوتے اب جو کہ اُس سلطنت پناہ
نے یہ ارادہ کیا مبارک اور مسعود ہووے ایلچی رخصت ہوا اور یہ نوید سلطان محمود کو سنائی سلطان شرقی
نے محظوظ ہوکر انتیس زنجیر فیل برسم تحفہ و سوغات سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجی اور سامان جنگ درست
کر کے کالپی کی طرف متوجہ ہوا نصیر خان اس امر سے مطلع ہوا سلطان محمود خلجی کو عریضہ اس مضمون کا
بھیجا کہ یہ ملک جو سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے کترین کو مرحمت کیا تھا اب سلطان محمود شرقی
چاہتا ہی کہ بزور شمشیر چھینکر متصرف ہو اور فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ ہمت پر لازم ہی سلطان محمود خلجی
جب عریضہ کے مضمون سے واقف ہوا ایک مکتوب محبت اسلوب تحریر کر کے علی خان کی صحابت سے
کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع تحف لائق سلطان محمود شرقی کے پاس ارسال کیا اور اس مین یہ عبارت
کہ جس کا ترجمہ اُردو یہ ہی درج فرمائی کہ نصیر خان ضابطہ کالپی خداوند قہار کے غضب اور اُس شوکت
دستگاہ کے خوف سے تائب ہو کر اقرار کرتا ہی کہ اب ہرگز قدم جادۂ شریعت سے باہر نہ رکھونگا اور احکام سماوی
کی تعمیل اور نفاذ مین تامل اور تساہل نہ کرونگا اور جو کہ سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے یہ ملک عبدالقادر
الموسوم بہ قادر شاہ کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ فرقہ ہماری سلک اطاعت اور فرمانبرداری مین منسلک ہی اس لیے
اس اخلاص پناہ اور سلطنت دستگاہ پر بھی واجب و لازم ہی کہ اس کے جرائم گذشتہ پر قلم عفو کھینچکر
اس کے ملک پر صدمہ نہ پہونچاوین ایلچی علی خان جواب مکتوب لے کر نہ پہونچا تھا کہ دوسری عرضی نصیر خان
کی اس مضمون کی نہایت الحاح سے پہونچی کہ فقیر سلطان سعید سلطان ہوشنگ کے عہد سے حلقۂ اخلاص کا
در گوش اور زین پوش اطاعت کا بالائے دوش رکھتا ہی اور اب سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور عداوت
قدیم کے سبب ولایت کالپی پر آن کر اُس ولایت پر متصرف ہوا اور مسلمانون کی عورات کو اسیر اور جلاوطن
کر کے چندیری کی طرف گیا سلطان محمود خلجی نے باوجود اس کے کہ سلطان محمود شرقی کو نصیر خان کی گوشمالی
کے بارہ مین رخصت دی تھی فی الحال اس کے عجز و انکسار سے ناچار ہو کر شعبان کی دوسری تاریخ

۸۴۸ھ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین اجین سے چندیری اور کالپی کی طرف عازم ہوا اور نصیر خان جب چندیری مین ملاقات کے واسطے آیا وہان سے ایرچہ کی طرف متوجہ ہوا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنتے ہی بلا توقف اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی نے ایک فوج کو لشکر جون پور کے محاربہ کو نامزد فرمایا اور دوسری جماعت کو حکم دیا کہ تم ساقہ لشکر جون پور کو تاراج کرو اُس جماعت نے حسب الحکم اُردو کے پس ماندگان کو تہ تیغ کر کے جو کچھ پایا اُسے تاراج کیا اور وہ فوج کہ مقابلہ کے واسطے مامور ہوئی تھی اُس نے جاتے ہی تنور جنگ گرم کیا یعنے صبح سے شام تک حرب وضرب مین مستعد رہی طرفین سے آدمی کار آزمودہ کام آئے جب شام ہوئی اپنے اپنے دائرہ کی طرف روانہ ہوئے اور دوسرے دن صبح کو سلطان محمود خلجی نے عماد الملک کو بھیجکر غنیم کا راستہ بند کیا محمود شاہ شرقی اس امر سے واقف ہوا اور اس مقام مین کہ جگہ مضبوط اور قلب تھی قیام کیا اور شاہ خلجی نے فوج اُس نواح مین تاراجی کو بھیجی اور اُنھون نے ہاتھ قتل وغارت مین دراز کر کے غنائم کثیرے کر معاودت کی اور جب موسم برسات کا سر آیا طرفین صلح برائے نام کر کے وہان سے اپنے اپنے دار الملک کی سمت روانہ ہوئے جب سلطان محمود خلجی چندیری مین آیا محمود شاہ شرقی نے میدان صاف دیکھکر بلا دغدغہ ایک لشکر ولایت بہار کی طرف کہ وہان کے باشندے سلطان محمود خلجی کی اطاعت کا دم بھرتے تھے نامزد فرمایا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر ایک جماعت دیان کے مقدم کی کمک کو بھیجی اور جونکہ شرقی تاب مقابلہ کی نہ رکھتا تھا محمود شاہ شرقی بہ تعجیل تمام اپنی فوج مین ملحق ہوا اور بعد چند روز کے ایک مکتوب شیخ الاسلام جائیلد ہا کے نام کہ بزرگان وقت سے تھا و سلطان محمود خلجی اس بزرگوار کی نسبت نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور اب وہ بزرگوار شادی آباد مندو کے گنبد مین مدفون ہین لکھ بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ اس لڑائی مین دونون طرف کی خلق قتل ہوتی ہے اگر آپ اس بارہ مین ساعی ہون بہتر ہے ایلچی جب شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور زبانی اس طرح تقریر کی کہ بالفعل قصبہ ایرچہ اور راٹھ جو سلطان شرقی کے تصرف مین آیا ہے اُس کو نصیر خان کے قبضہ مین واگذار فرمادین گے جب سلطان شرقی کے ایلچی نے یہ مضمون شیخ کے سمع مبارک مین پہونچایا شیخ نے سلطان محمود شاہ شرقی کے وکیل کو اپنے خادم کے ہمراہ مع مکتوب نصیحت آمیز تحریر کر کے سلطان محمود خلجی کی خدمت مین بھیجا سلطان محمود خلجی نے فرمایا جب تک وہ کالپی سے دستکش نہ ہوگا مین صلح نہ قبول کرون گا جونکہ نصیر خان کا علاقہ بالکل نکل گیا تھا پرگنہ راٹھ کو غنیمت جان کر عرض پیرا ہوا کہ جو سلطان محمود شرقی نے حضور اشرف کے روبرو شیخ جائیلد ہا کی خدمت مین وعدہ کیا ہے کہ مین اس کے بعد قادر شاہ کی اولاد سے خصوص نصیر خان سے مزاحم اور معترض نہون گا امیدوار ہون کہ پھر اُس کا لشکر قدم دوبارہ اس ملک مین نہ رکھے اور بعد چار مہینے کے کالپی اور ایرچہ اور قصبات میرے سپرد کرے جب بنیاد صلح کی شیخ کی توجہ ظاہری اور باطنی سے مستحکم ہوئی اور ایلچی

سلطان شرقی کا عنایت بادشاہی سے مشمول ہوکر رخصت ہوا سلطان محمود خلجی شادی آباد مندو کی طرف
اور سلطان محمود شرقی جون پور کی طرف روانہ ہوئے پھر سلطان شرقی نے اپنے پدر بزرگوار کے بدستور
ہاتھ بذل و احسان کا جود و سخا کی آستین سے نکال کر علما اور فضلا اور صلحا بلکہ جمیع طبقات انام کو
ہر ایک کے مدارج اور مراتب کے موافق نیضیاب کرکے محظوظ کیا اور بعد چند عرصہ کے جب سپاہ
استراحت کرکے رنج سفر سے آسودہ ہوئی مملکت جبادن کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ملک کو تاخت تاراج
کرکے اس نواح مفسدون اور سرکشون کو علقت شمشیر خون آشام کیا اور بعضے قصبون اور پرگنون
مین تھانے بٹھا کے جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور بعد اسکے اوڈیسہ کی غزا بین معروف
ہوا اور اس حدود کے بھی بتخانون کو خراب اور ویران کرکے مع غنائم موفورہ مظفر اور مسرور ہوکر معاودت
کی اور ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین عزیمت تسخیر دہلی کی اور چند روز اُسے محاصرہ کرکے بنیاد جنگ
قائم کی سلطان بہلول مع لشکر کثیر دیبال پور سے آیا اور سلطان محمود نے جب دیکھا کہ دریا خان افغان
جو بادشاہ دہلی سے روگردان ہوکر اس کا نوکر ہوا تھا عین لڑائی مین اُس نے پیٹھ دکھائی اس واسطے
صلاح توقف مین نہ دیکھی وہان سے کوچ کیا اور دہلویون نے سلطان کا پیچھا کرکے فتح خان ہروی کو جو اُس کے
امراے کبار سے تھا قتل کیا اور سات ہاتھی جنگی اُن کے ہاتھ آئے اور ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین
بادشاہ بہلول لودھی اٹاوہ کے مقدمہ پر تاخت لایا اور محمود شاہ شرقی کے مقابلہ کو گیا چنانچہ کیفیت
اُس کی مقام مناسب مین تحریر ہوئی ہی شمس آباد کے اطراف مین ایک دوسرے کا مقابلہ ہوا اور
ابھی چند روز مقابلہ اور مقاتلہ کی نوبت نہ آئی تھی افواج جانبین اپنے اپنے پڑاؤ پر پڑی تھین ایک شب
کو قطب خان لودھی سلطان بہلول لودھی کا چچیرا بھائی اس کے دائرہ پر شبخون لاکر گرفتار ہوا ابھی جنگ
سلطانی شروع نہ ہوئی تھی کہ یکایک سلطان محمود شاہ شرقی مرض الموت مین مبتلا ہوا اور ۸۶۲ھ آٹھ سو
باسٹھ ہجری مین اپنی بساط وجود سے قدم باہر رکھ کر دار البقا کی طرف سفری ہوا۔ نظم

درین شیشہ ہم زہر و ہم شکر ست	کہے جان گزا گاہ جان پرورست
یکے را بسر افسر زر نہد	یکے راز کین تیغ بر سر نہد
نہ قہرش بموقع نہ مہرش بجاست	درین ہمیدار و دران بے وفاست

مدت اس کی سلطنت کی بیس سال و چند ماہ تھی

ذکر سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی کی بادشاہی کا

جب سلطان محمود شاہ شرقی کے وجود باجود سے تخت خالی ہوا اعیان و ارکان جون پور نے
اُس کے بڑے بیٹے شاہزادہ بھیکن خان کو اُس کی والدہ بی بی راجی کی صلاح سے سلطان محمد شاہ

خطاب دے کر سریر مملکت پر بٹھایا اور بادشاہ بہلول لودھی سے صلح کر کے عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شاہ شرقی کی محمد شاہ کے تصرف مین رہے اور جو بادشاہ بہلول کے قبضہ مین ہے وہ بدستور اُس پر قابض اور دخیل ہووے بعد اس فیصلہ کے محمد شاہ شرقی جون پور کی طرف متوجہ ہوا لیکن اُمرا شاہ کی عدم قابلیت سے رنجیدہ اور دلگیر ہوئے اور ملکہ جہان یعنی بی بی راجی بھی بیٹے کی خونخواری سے نہایت درجہ آزردہ ہوئی اس درمیان مین سلطان بہلول نے اطراف دہلی سے قطب خان کی رہائی کا ارادہ کر کے معاودت کی اور سلطان محمد شاہ بھی یہ خبر سنکر جون پور سے سوار ہوا پرتاب نام زمیندار اس طرف کا جو سابق مین سلطان بہلول سے اتفاق رکھتا تھا محمد شاہ کا غلبہ اور شوکت دیکھکر اُنسے جا ملا اور محمد شاہ سرستی مین آیا اور بہلول شاہ لودھی نے رابری مین جو سرستی کے قریب ہے نزول کر کے چند روز وہان استقامت کر کے طرح جنگ اختیار کیا اور شاہ محمد شاہ شرقی نے سرستی سے فرمان جونپور کے کوتوال کے نام لکھا کہ میرے بھائی حسن خان اور قطب خان پسر اسلام خان لودھی کو قتل کرے کوتوال نے اُس کے درجواب یہ عرض داشت کی کہ بی بی راجی دونون کی ایسی محافظت کرتی ہین کہ مین اُن کے قتل سے معذور ہون جب یہ عریضہ محمد شاہ کو پہونچا اس نے اپنی والدہ کو جون پور سے اس بہانہ سے طلب کیا کہ آپ یہان آن کر میرے اور میرے بھائی حسن خان کے درمیان صلح کرا کے کچھ ولایت اُسے دلوائین بی بی راجی فریب کھا کر جون پور سے روانہ ہوئی کوتوال نے فرصت پا کر محمد شاہ شرقی کے فرمان کے موافق حسن خان کو قتل کیا اور بی بی راجی حسن خان کی تعزیت قنوج مین بجالائی اور اُس مقام مین توقف کیا اور محمد شاہ شرقی کے پاس نہ گئی محمد شاہ نے پھر اپنی والدہ بی بی راجی کو لکھا کہ دیگر شاہزادے بھی یہی حالت پیدا کرین گے یعنے میرے ہاتھ سے قتل ہونگے بہتر یہ ہے کہ جناب والدہ صاحبہ سب کی تعزیت اور سوگواری بجالائین جو محمد شاہ بادشاہ نہایت ظالم اور صاحب قہر تھا اور اُس کی خونریزی سے امرا اور اعیان سلطنت کو وہم اور ہراس تھا ایک روز شاہزادہ جلال خان اور حسین خان برادران محمد شاہ نے باتفاق سلطان شہ اور جلال خان اجودھی محمد شاہ کی خدمت مین معروضہ بھیجا کہ بادشاہ بہلول لودھی کا لشکر پر شبخون کا ارادہ رکھتا ہے لہذا حکم شاہی کے بعد شاہزادہ حسین اور سلطان شہ اجودھی تیس ہزار سوار اور ایک ہزار زنجیر فیل ہمراہ لے کر دشمن کے سر راہ روکنے کے بہانہ محمد شاہ شرقی کے لشکر سے جدا ہوے اور جھرنہ کے کنارہ پر مقام کیا بادشاہ بہلول لودھی نے یہ خبر سنکر ایک فوج ان کے مقابلہ کے واسطے تعینات کی شاہزادہ حسین خان نے چاہا کہ شاہزادہ جلال خان کو جو اردو مین رہا تھا اسے بھی ہمراہ لیوے آدمی اُس کی طلب کو بھیجا اس درمیان مین سلطان شہ نے شہزادہ حسین خان سے یہ بات کہی کہ اب توقف کرنا مصلحت نہین ہے شاہزادہ جلال خان پیچھے سے پہونچے گا یہ کہکر گھوڑے کی باگ موڑ کر قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور فوج

سلطان بہلول کی جو اُن کے مقابلہ مین تعین ہوئی تھی آن کر مقابل اُن کے ایستادہ ہوئی اور شہزادہ اور سیلن خان بھی شاہزادہ حسین خان کے حسب الطلب محمد شاہ کے لشکر سے برآمد ہو کر جعفر نہ کی طرف روانہ ہوا اور فوج سلطان بہلول کو شاہزادہ حسین کا لشکر تصور کر کے جب نزدیک آیا سلطان بہلول کی فوج نے جلال خان کو گرفتار کر کے سلطان بہلول کے پاس حاضر کیا اور اُس نے قطب خان کے عوض اُسے قید فرمایا اور محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا قنوج کی طرف بھاگا اور سلطان بہلول نے آب گنگ تک پیچھا کیا اور کچھ مال واسباب غنیمت لے کر مراجعت کی جب حسین خان بی بی راجی کی خدمت مین حاضر ہوا اپنی والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے تخت پر اجلاس کر کے بخطاب حسین شاہ مخاطب ہوا اور ملک مبارک گنگ اور ملک علی گجراتی اور تمام امرا کو محمد شاہ شرقی کے سر پر جو ساحل آب گنگ گھاٹ اجگر کے قریب ہی فرودکش ہوا تھا تعین فرمایا جب لشکر سلطان حسین کا قریب پہونچا بعضے امرا جو محمد شاہ شرقی کے ہمراہ تھے جدا ہو کر چلے آئے اور اُس نے مع چند سوار بھاگ کر ایک باغ مین کہ اس نواح مین تھا پناہ لی آخر اُس مقام کو محاصرہ کیا اور محمد شاہ شرقی کہ تیر انداز قادر تھا مستعد بہ تیر اندازی ہوا لیکن بی بی راجی نے پیشتر سے اس کے سلاحدار کو جو ترکش رکھتا تھا موافق کر کے تمام پیکان تیر اُس کے ترکش سے دور کئے تھے محمد شاہ نے جو تیر ترکش سے نکالا وہ بے گانسی نکلا ناچار دست بہ شمشیر ہو کر چند آدمیون کو قتل کیا ناگاہ ایک تیر مبارک گنگ کے ہاتھ سے شاہ محمد شاہ کے ایسا کاری لگا کہ اسکے صدمہ سے جانبر نہوا قطعہ

مادر گیتی نزادہ زادہ کور انگشت	دل منہ بر مہر این زال پر کش زنہار
چون اجل نی شاہ بیند نی گدا روز قضا	سلطنت ندہد سر و روسروری ناید بکار

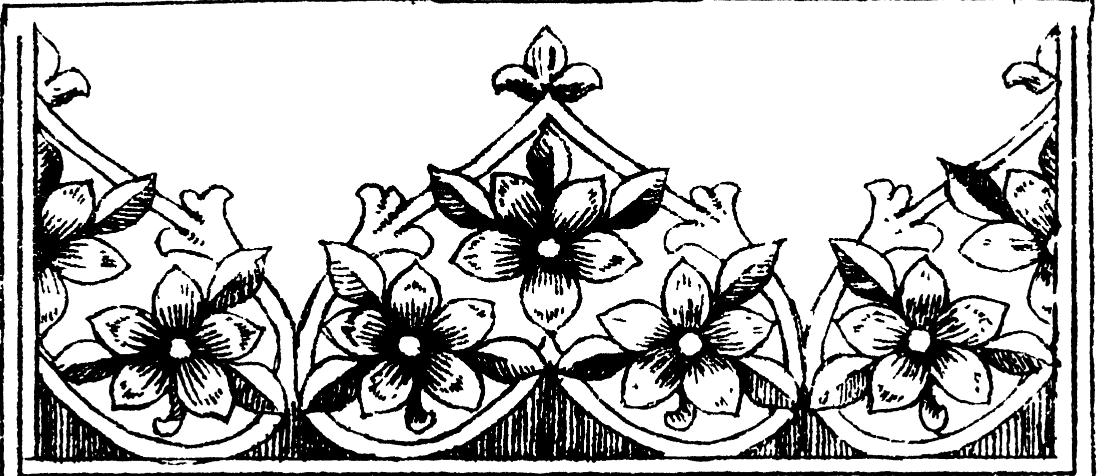
اس کے بعد سلطان حسین نے سلطان بہلول سے صلح کر کے یہ عہد کیا کہ چار برس تک ہر شخص یعنے فریقین اپنی ولایت محروسہ اور قلمرو متصرفہ پر قانع ہو کر استقامت کرین اور راے پرتاب کہ قبل اسکے محمد شاہ شرقی سے ملگیا تھا قطب خان افغان کی دلجوئی اور تسلی دینے سے سلطان بہلول کے ساتھ موافق ہوا سلطان حسین قنوج سے کوچ کر کے اس تالاب کے کنارہ کہ جس کو ہر ہنہ کہتے ہین وارد ہوا اور قطب خان لودھی کو جون پور سے طلب کر کے خلعت اور سواری اسپ اور دیگر عنایات سے امتیاز بخش کر باعزاز واکرام تمام بادشاہ بہلول لودھی کے پاس بھیجا بادشاہ بہلول لودھی نے بھی شہزادہ جلال خان کو تعظیم و تکریم اور انعامات سے خوش دل کر کے حسین شاہ شرقی کی خدمت مین رخصت کیا پھر ہرا ایک شہریار اپنے مقر دولت مین جاکر مہمات شاہی مین مشغول ہوے محمد شاہ کی مدت حکومت پانچ ماہ تھی۔

ذکر سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی کی سلطنت کا

شاہ حسین شاہ شرقی جیسا کہ مذکور ہوا حکم خداے قدیر سے اپنے بھائی کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر

ہو کر باگ ریاست اور سرداری کی اپنے کف اقتدار مین لایا اور بادشاہ بہلول لودھی کے ساتھ صلح کر کے
جب جون پور مین آیا اپنے بھائی کے معاملہ سے متنبہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین سرداران صاحب
داعیہ کو حکمت عملی سے قید کیا اور ہمت والانہمت تسخیر بلاد مین مصروف فرمائی پہلے تین لاکھ سوار
اور ایک ہزار چار سو زنجیر فیل جمع کر کے ولایت اوڈیسہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثنائے سیر مین
ملک ترہت کو ویران کر کے آبادی کا نشان نچھوڑا اور جب ولایت اوڈیسہ مین پہونچا افواج
اس کی اطراف وجوانب مین نامزد کر کے حکم قتل اور تاراجی اور اسیری کا نافذ فرمایا اوڈیسہ
کا راجہ یہ خبر سنکر دریائے حیرت مین غوطہ زن ہوا جب سوائے عاجزی اور بیچارگی کے کوئی فریادرس
نپایا وکیل سلطان کی خدمت مین بھیجکر اطاعت اور رعایاگذاری قبول کی اور جب سلطان نے اس
مملکت کی تسخیر سے ہاتھ کھینچا اس نے اس کے شکریہ مین فوراً تیس ہاتھی اور ایک سو گھوڑا
اور اشیائے نفیسہ اور نقد فراوان لائق شاہان پیشکش کیا سلطان نے سالماً وغانماً جون پور کی طرف معاودت
فرمائی اور ۸۷۱ھ آٹھ سو اکھتر ہجری مین بنارس کے قلعہ کو جو چندروز سے خراب اور ویران ہوا تھا مرمت
کر کے تیار کیا اور سنہ مذکور مین بڑے بڑے سرداروں کو گوالیار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا انھون نے
وہان جاتے ہی اسے گھیرا اور گوالیار کا راجہ طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور اظہار اطاعت کر کے اپنے
تئین شاہ حسین شاہ شرقی کے سلک توابعین مین منتظم کیا اور اسکے بعد حسین شاہ کی شوکت واستقلال
حد سے افزون ہوا اور اپنی بی بی دختر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ کے
اغوا سے ۸۷۸ھ آٹھ سو اٹھتر ہجری مین تسخیر دہلی کی عزیمت کر کے مع ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایک ہزار
چار سو فیل کوہ تمثیل اس طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ بہلول لودھی نے ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر پیغام
دیا کہ اگر اسوقت آنحضرت بقصد امداد تشریف لادین قلعہ بیانہ آپ کے تعلق رکھونگا لیکن ابتک شادی آباد
منڈو سے جواب نہ آیا تھا کہ شاہ حسین شاہ شرقی تمام اطراف دہلی پر متصرف ہوا اسوقت سلطان بہلول لودھی
نے نہایت عاجزی اور زاری سے یہ پیغام بھیجا کہ بلدہ دہلی کا قبضہ آپ کو مبارک ہووے اگر آپ عنایت ذاتی
سے اصل دہلی اٹھارہ کوس تک میرے قبضہ مین چھوڑین تو سلک ملازمون مین منسلک ہو کر اس شہر کی داعگی
مین قیام کرون لیکن جب شاہ نے نہایت غرور اور تکبر سے شاہ بہلول کی ملتمس گوش ارادت سے نہ سنی
ناچار ہو کر کارساز حقیقی کے لطف پر اعتماد کیا اور اٹھارہ ہزار سوار افغان لیکر دہلی سے برآمد ہوا اور دریا
کے کنارے سلطان حسین شاہ شرقی کے مقابل فروکش ہوا اور چونکہ آب دریا درمیان مین حائل تھا چند روز
حرب مین نہ مشغول ہوئے اس درمیان مین شاہ حسین شاہ شرقی کے سردار کبار دولتیون کی تاخت کے واسطے
روانہ ہوئے شاہ دہلی نے فرصت غنیمت جانکر گرمی کی عین گرما گرمی مین اس مقام سے کہ دریا پایاب
تھا گھوڑے دریا مین ڈالے ہرچند خبرداروں نے یہ خبر شاہ حسین شاہ کو پہونچائی کمال نخوت اور

غرور سے اُسے اس امر کا یقین نہوا یہان تک کہ فوج دہلی نے دریا سے عبور کر کے اُس کی اُردو کی تاراجی مین دست درازی کی اور امرا اور سپاہ بادشاہ کی بےشعوری سے کہ نہایت غافل تھے پریشان ہو کر خرد و کلان نے راہ فرار پائی آخر کو سلطان حسین نے بھی ناچار ہو کر اُن کا ساتھ دیا ملکہ جہان اور تمام حرم اُس کی گرفتار ہوئین سلطان دہلی نے حق نمک کا لحاظ کر کے اُنھین باعزاز و اکرام تمام سلطان حسین شاہ کے پاس بھیجا لیکن ملکہ جہان جب شاہ سے ملی اُس کے مغز و پوست مین دخیل ہو کر پھر اس قدر وسوسہ پیدا کیا کہ سلطان حسین شاہ شرقی استعداد کر کے دوسری مرتبہ پھر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اسبات قابل باقی رہی تھی سلطان بہلول لودھی نے پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میرے قصور معاف فرما کر مجھے بحال اپنے چھوڑے ایک نہ ایک روز آپ کے کام آونگا چو تقدیر ایزدی سے دولت خاندان شرقیہ آخر ہونے پر تھی شاہ شرقی نے شاہ دہلی کے عجز پر مطلق خیال نہ کیا اور عجز کی نعمت کو چشم حقارت سے دیکھکر جواب ناصواب مین قیام کیا اور قدم آگے بڑھایا جب سلطان بہلول مقابلہ اور مقاتلہ کو آیا بعد حرب و ضرب کے لشکر جونپور نے شکست کھائی یہان تک کہ تین مرتبہ بہ سامان تمام آن کر راہ ہزیمت ناپی اور چوتھی مرتبہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان حسین شاہ گھوڑے سے کود کر بھاگا اور جیسا کہ بادشاہان دہلی کے طبقہ مین تحریر ہوا جونپور سلطان بہلول کے تصرف مین آیا اور سلطان حسین شاہ نے بھاگ کر اپنے ممالک دور دراز مین پناہ لی اور ایک ولایت قابل پر کہ محصول اُسکا پانچ کرور تھا قناعت کی اور سلطان بہلول نہایت مروت سے باوجود قدرت متعرض اُسکا نہوا اور حکومت جونپور کی اپنے فرزند باربک شاہ کو دیکر اس ممالک کو اپنے ضبط مین لایا اور بہلول شاہ لودھی کے بعد فوت پھر شاہ حسین شرقی نے سر اُٹھایا یعنے مقام فساد مین ہو کر باربک شاہ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ دہلی پر چڑھائی کر کے وہ ملک سلطان سکندر شاہ لودھی کے قبضہ سے برآورده کرے لیکن جب تنور حرب گرم ہوا یعنے جنگ واقع ہوئی باربک شاہ بھاگ کر جونپور گیا اور بادشاہ سکندر لودھی نے جونپور کو بھائی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور سلطان حسین کو جو خمیر مایۂ فساد تھا تعاقب کر کے بعد جنگ اُسکو اُس گوشہ سے کہ جس مین گوشہ نشین ہوا تھا نکال دیا پھر حسین شاہ پریشان اور بدحال ہو کر شاہ علاء الدین کے پاس امان خواہ ہوا شاہ علاء الدین نے سامان اُسکے عیش و فراغت کا مہیا کیا اور اس کی دلجوئی مین تقصیر نہ کی اور شاہ حسین شرقی کو دوبارہ حوصلہ اپنی ملک گیری کا نہوا دولت اُس خاندان کی سنہ ۸۸۱ آٹھ سو اکاسی ہجری مین یک قلم زائل ہوئی سلطان حسین کی مدت سلطنت اُٹھارہ برس تھی اور بعد شکست اور انقراض سلطنت اُسنے چند سال بنگالہ مین اوقات حیات بسر کی پھر موت کا شربت تلخ چکھکر اس دار ناپائدار سے دار خلود کی طرف انتقال کیا ؎ —



مقالہ آٹھوان حکام سندہ اور ٹھٹھہ کے بیان مین اور شرح ظہور اسلام کی اس حدود مین

پوشیدہ نہ رہے کہ بعضے نسخون مین مثل خلاصۃ الحکایات اور حجاج نامہ اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین آغاز طلوع آفتاب دین محمدی صلعم اس دیار مین خامہ تحقیق نے ساتھ اس طریق کے مرقوم کیا ہو کہ حجاج بن یوسف جو جانب ولید بن عبدالملک کے حاکم عراقین بلکہ ایران و توران تھا درپی تسخیر بلاد ہندوستان ہوا پہلے محمد ہارون کو ابتداے ۸۶ھ چھیاسی ہجری مین مع سپاہ جرار ولایت مکران کے سمت بھیجا اوس نے وہان پہونچکر اس ممالکت کو اپنے قبضہ تصرف مین لیا اور وہان کے باشندے کہ اکثر انمین گروہ بلوچون کا تھا شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور رعایا وہان کی اداے مال و دیوانی مین مشغول ہوئی اس تاریخ سے اس نواح مین رواج اسلام کا بہم پہونچا مسجدین تعمیر ہوئین اور احکام شریعت محمدی جاری ہوئے اور عہد آدم سے اس وقت تک جزیرہ سراندیپ سے دریا کے راستہ کشتیان مکہ و دیار عرب تک جاری تھین اور براہمہ ہندوستان کے قبل ظہور اسلام خانہ کعبہ کی زیارت اور وہان کے بتون کی پرستش کے واسطے ہمیشہ آمد و شد کرتے تھے اور اس موضع کو بہترین معابد سے جانتے تھے لہذا حاکم سراندیپ کا اور راجاؤن سے پہلے حقیقت اسلام پر مطلع ہو کر صحابہ کرام کے عہد مین قلادہ شریعت مصطفوی کا مقلد ہوا تھا اور چونکہ سلاطین اسلام سے اعتقاد محبت رکھتا تھا دریا سے کشتی تحف و ہدایا سے نفیسہ اور غلامان و کنیزان حبشیہ سے مملو کر کے ولید کے واسطے دارالخلافت مین روانہ کی اور جب باب عجم کے اطراف مین پہونچے مردم تومک کہ جو حاکم دیبل کے حکم کے موافق رو سے دریا پر متردد تھے اس کشتی کے سد راہ ہوئے اور علاوہ اس کشتی کے سات کشتیان اور بھی اسپنے تصرف

مین لائے اور مال و متاع جو کچھ ان مین تھا بد طینتی سے اپنا تصور کرکے چند عورتین مسلمان جو سراندیب سے حج کے واسطے روانہ ہوئی تھین اُنھین اسیر کیا اور وہ جماعت جو آن کفار اشرار کے ظلم و تعدی سے بھاگ گئی تھی حجاج کے پاس جاکر دادخواہ ہوئی حجاج نے ایک مکتوب محمد بن ہارون کے پاس بھیجا کہ اسکو حاکم سندھ داہر بن صعصعہ کے پاس روانہ کرے اس نے معتمدون کے ہمراہ داہر کے پاس بھیجا داہر نے بعد ورود نامہ مضمون پڑھکر اسکے درجواب لکھا کہ یہ فعل اُس قوم سے وقوع مین آیا ہی جو کمال قوت اور شوکت رکھتی ہی اور میری کوشش سے اُس گروہ پر شکوہ کا دفع متصور نہین ہی جب یہ خبر حجاج کو پہونچی ولید بن عبد الملک سے رخصت جہاد ہند حاصل کی اُس کے بعد ایک شخص کو جسکا نام بدیل تھا مع تین ہزار سوار محمد ہارون کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہزار مرد اہل نبرد سے اس کے ہمراہ کرکے قوم دیبل پر روانہ کرے تاکہ اس سے انتقام لے اور جہاد کرے خلاصہ یہ کہ بدیل جب دیبل مین پہونچا کوشش مردانہ کرکے درجہ شہادت پر فائز ہوا اور حجاج یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت غمگین اور محزون ہوکر تلافی کی فکر مین ہوا باوجود اس کے کہ عامر بن عبد اللہ نے سپاہ سالاری کی درخواست کی لیکن حجاج نے قبول نہ کی اور منجمان دوربین اور دقیقہ شناس کی صلاح سے عماد الدین محمد بن قاسم بن عقیل ثقفی کو کہ جو اسکا چچیرا قرابتی اور داماد تھا اور سترہ برس کی عمر رکھتا تھا مع چھ ہزار مرد جو روساے شام سے تھے مع آلات قلعہ کشائی و سامان ملک گیری سنہ ۹۳ ترانوے ہجری مین سندھ کی تسخیر کو شیراز کے راستہ سے نامزد فرمایا غرضکہ وہ مکران طے کرکے دیوان اور ورسلہ مین جو دیبل کی سرحد مین واقع ہی آیا اور چند روز کے بعد وہان سے کوچ کرکے بندہ دیبل پر جو دریاے عمان یعنی سمندر کے کنارے آباد ہی اور آج کل بنام ٹھٹھ شہرت رکھتا ہی وارد ہوا اور اس شہر کے محاصرہ کی فکر کرنے لگا کس واسطے کہ دیبل مین ایک بتخانہ قلعہ کے مانند تھا اور گچ اور سنگ سے اسے نہایت سنگین اور وسیع تعمیر کیا تھا اور چالیس گز بلندی رکھتا تھا جب محاصرہ نے طول کھینچا ایک برہمن امان طلب کرکے بتخانہ سے برآمد ہوا عماد الدین محمد بن قاسم نے اُس سے بتخانہ اور اہل بتخانہ کا احوال پوچھا اُس نے جواب دیا کہ اس مین چار ہزار راجپوت جنگی ہین اور ان کے سوا قریب دو تین ہزار برہمن اس کے خادم ہین اور بسبب اُس طلسم کے جسکو علماء براہمہ نے بنایا ہی کسی کی کمند تسخیر اُس کے کنگرہ پر نہین پڑتی ہی عماد الدین محمد قاسم نے کہا کہ وہ طلسم کہان ہی برہمن نے کہا کہ فلان نشان پر ہی محمد قاسم نے جعدیہ نام ایک شامی کو جو منجنیق انداز تھا فرمایا تو سنگ منجنیق کی ضرب سے اس کو دفع و استاصل کرے جعدیہ نے تین مرتبہ پتھر پھینک کر اُس نشان کے قاعدے کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اس طلسم کو شکستہ کیا اور عرصہ قلیل مین وہ بتکدہ فتح ہو گیا اور محمد قاسم نے اسکے چار برج جو رفعت مین آسمان سے ہمسری کرتے تھے مسمار کرکے زمین دوز کیا اُس کے بعد برہمنون کو اسلام کی تکلیف دی جب انکار کیا اُن کے

عیال و اطفال اور عورات جوان و خرد سال کو کنیزی اور غلامی مین لیا اور بالغ برہمنون کو سترہ برس سے سو برس کے بوڑھے تک کو علف تیغ اسلام کیا اور اُنکی عورتون کو اختیار دیا کہ چاہین اطراف ملک مین چلی جاوین اور چاہین اسلامی لشکر مین رہا کرین اکثر نے پسند کیا اور کچھ چلی گئین اور عماد الدین محمد قاسم نے اُس شہر کے اموال غنایم کہ بے شمار تھے اُن مین سے حق شرعی یعنی حصۂ خمس مع تحفہ کنیز کے حجاج کے پاس بھیجے اور باقی لشکر اسلام پر تقسیم کر کے سب کو راضی اور خوش دل کیا اور جو ارادہ کشور کشائی کا رکھتا تھا بلدہ ہرون کی تسخیر کا عازم ہوا اور مسمی فوجی بن داہر جو وہان کا حاکم تھا یہ خبر سنکر شہر اور قلعہ کو ساتھ معتمدون کے سپرد کر کے خود کچھ فوج سے قلعہ برہمن آباد قدیم کی طرف راہی ہوا عماد الدین محمد قاسم جب وہان پہونچا باشندے شہر اور قلعہ کے قلعہ بند ہوئے اور بعد چند روز کے جان و مال کی امان طلب کر کے اُس کی خدمت مین حاضر ہوئے عماد الدین محمد قاسم نے شہر ہرون کو امن و امان کے ساتھ ایک اہل اسلام کے سپرد کیا پھر سامان حرب درست کر کے اور ایک جماعت کو معتمدان شہر سے ہمراہ لیکر بلدہ سیوستان کی طرف جو اس زمانہ مین ساتھ سیوان کے شہرت رکھتا ہی متوجہ ہوا سیوستان کے باشندے تمام برہمن تھے اپنے حاکم کچھراے کی خدمت مین جو داہر کا چچیرا بھائی تھا جا کر عرض پیرا ہوے کہ ہمارے طریق مین قتل کرنا اور مقتول ہونا جائز نہین ہی صلاح یہ ہی کہ عماد الدین محمد قاسم سے امان لے کر اطاعت کرین کچھراے یہ کلام سنکر طیش مین آیا اور حالت غضب مین انھین سخت و سست کہا اور آخر کو جب سپاہ اسلام محاصرہ مین مشغول ہوئی اُن کی صولت و شوکت دیکھکر ہراسان ہوا اور بعد ایک ہفتہ کے ایک رات کو راجپوتون کی سپاہ ہمراہ لے کر بھاگ گیا اور حصار سلشم کے راجہ کے پاس جا کر مدد چاہی اور اُس کے دوسرے دن برہمنون اور سیوستان کے رئیسون نے جان کی امان طلب کر کے شہر مسلمانون کے سپرد کیا اور عماد الدین محمد قاسم نے غنائم فتوحات سیوستان کو بعد اخراج خمس غازیان اسلام کو تقسیم کی پھر حصار سلشم کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے بھی فتح کر کے مال غنیمت بدستور سابق مجاہدان عظام پر قسمت کیا اس عرصہ مین راے داہر کا بڑا بیٹا کہ جوان شجاع اور دلاور تھا سامان جنگ درست کر کے اس کے مقابل آیا عماد الدین محمد قاسم نے ایک مقام قلب لشکر اسلام کے نزول کے واسطے اختیار کیا لیکن جب قحط ظاہر ہوا اور اکثر دواب ساقط ہوئے تو اضطراب عظیم اُردوے اسلام مین واقع ہوا اور شکایت نامہ حجاج کو لکھا حجاج جب حقیقت حال سے مطلع ہوا دو ہزار گھوڑے اپنے اصطبل خاص سے سپاہیان لشکر کو روانہ کیے پھر عماد الدین محمد قاسم از سر نو قوی پشت ہو کر راجہ کے بیٹے کے محاصرہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین کے درمیان مین چند مرتبہ جنگ شدید واقع ہوئی اور غلبہ کسی طرف سے ظاہر نہ ہوتا تھا راے داہر نے اپنے ممالک محروسہ کے نجومیون کو جمع کر کے احوال اور مال کار لشکر عرب سے سوال کیا چنانچہ اختر شناسون نے عرض کی

سلشم

کہ ہم نے اپنی تقویم مین دیکھا ہے کہ فلان تاریخ مین ایک شخص دیار عرب مین دعوے بنوت کا کرکے
اہل عالم کو اپنے دین کی دعوت کرے گا اور بعد اس کے ۸۶ھ چھیاسی قمری مین تھوڑی افواج عرب
اطراف دیبل کے سمت کہ سندھ کی سرحد ہے ہونچیگی اور ۹۳ھ ترانوے ہجری مین قدم اس ممالک مین دیبل
رکھکر تمام بلاد پر مسلط ہوگی اور راے داہر نے نجومیون کو مکرر سہ کرر احکام سماوی مین آزمایا تھا اُسکے
کلام سے خوفناک ہوا لیکن جو کہ پیمانہ عمر اس کا آب بقا سے لبریز ہو گیا تھا روز پنجشنبہ تاریخ دسوین ماہ
رمضان المبارک ۹۳ھ ترانوے ہجری مین وہ خود اُس فوج سے عازم جنگ ہوا پچاس ہزار سوار
راجپوت اور سندی اور ملتانی فراہم لاکر باتفاق فرزندان اور عزیزان و اقارب اور اعوان و انصار یکدل
اور یکجہت کے لوازم عہد و سوگند درمیان مین لایا اس کے بعد نہایت غلو اور شدت تمام سے محمد قاسم
کے مقابلہ اور مقاتلہ پر آمادہ ہوا اور اُس شیر بیشہ شجاعت و شہامت یعنی عماد الدین محمد قاسم نے چھ ہزار
سوار عرب سے اُس کا مقابلہ اختیار کیا اور ہندوستانیون کے معرکہ کو بازیچہ سمجھا داہر نے مسلمانون کے
واڑے کے قریب جاکر چند روز متواتر جنگ کی اور فرزندون اور اس کے افسرون نے
جانفشانی اور جانسپاری مین تقصیر نہ کی لیکن جو تیر کہ ترکش تدبیر سے لگاتے تھے نشانہ تقدیر پر نہ ہونچتا تھا
آخرش ایک دن داہر نے ہاتھی پر سوار ہوکر قلب مین قیام کیا اور میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ کو آراستہ کرکے
مع انبوہ کثیر اور جم غفیر میدان جنگ مین آیا محمد قاسم نے اللہ المستعان و علیہ التکلان و لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم پڑھکر اور حضرت قادر علی الاطلاق پر بھروسا کرکے میدان کی طرف عزیمت کی پہلے
بہادران عرب اور دلاوران ہند فرداً فرداً جلوہ گری مین آئے اور ہنر سپاہ گری جو یاد تھے ظاہر کیے اور اکثر یکہ جوانان
عرب مین سے ایک ایک نے دس دس اور بیس بیس نفر ہندوستانی کو کہ باری باری اُن کے مقابل
آئے زخم نیزہ و شمشیر سے ہلاک کرکے دار البوار پہونچاتے تھے جب جنگ مغلوبہ ہوئی تو راے داہر نے
بنفس خود ترددات مردانہ کیے اور اُس کے سردارون اور فرزندون نے بھی حملہاے رستمانہ مین تقصیر
نہ کی اس درمیان مین ایک نفط انداز عرب نے شعلہ آتش راے داہر کے فیل سفید پر مارا اور
ہاتھی یہ سانحہ عجیب دیکھکر بھاگا فیلبان ہرچند کچک مارتا تھا فائدہ نہ بخشتا تھا اور ہاتھی باگ دست
فیلبان سے چھوڑا کر ایسا بدحواس ہوکر بھاگا کہ لب دریا پہونچکر پانی مین در آیا محمد قاسم کے لشکر نے
اُس کا تعاقب کیا اور دریا کے کنارہ دوبارہ بازار حرب گرم ہوا اور ہاتھی دریا سے نکلکر اپنے مقام پر آیا
اور راے داہر نے مسلمانون کی افواج پر حملہ کرکے نیزہ اور تیر سے بہت عربون کو مجروح اور بے روح
کیا اُس وقت ایک تیر شست قضا سے نکلکر راے داہر کے ایسا لگا کہ اُسکے صدمہ سے پشت فیل
سے زمین پر آیا اور کمال تہور اور مردانگی اور جس حیلہ سے کہ ممکن تھا گھوڑے پر سوار ہوکر ایک بہادران
عرب کے سامنے گیا اُس نے ایک ضربت سے اسکا کام ناتمام انجام کو پہونچایا اور راجا اُن اور

آر ور

راجپوتون نے یہ حال مشاہدہ کرکے خاک مذلت سر پر ڈالی اور طعن آملاج مسلمانون سے آپ کو ساتھ نامردی
کے مطعون کرکے حصار ارنگت کی طرف بھاگے اور غنائم اور فتوحات جو گمان اور تخمینہ مین نہ سماوے نصیب لشکر
اسلام ہوے اور غازیان عظام قلعۂ آر در کی تسخیر کی فکر مین ہوئے اور جلیسہ فرزند داہر نے چاہا کہ قلعہ
کو مردان جنگی سے مضبوط کرکے بر آمد ہون اور سپاہ عرب سے جنگ صف کرون وزرا اور وکلا ے
داہر نے اسے اُس ارادہ سے باز رکھا اور اسے اپنے ہمراہ برہمن آباد کے قلعہ مین لے گئے رانی داہر
کی رانی جو عورت متہور اور مردانہ تھی وہ بیٹے کی ہمراہی سے سر تاب ہوکر مع پندرہ ہزار راجپوت قلعہ
سے بر آمد ہوکر لشکر اسلام کے مقابلہ کو آئی اور ارادہ جنگ کا کیا محمد قاسم عورت کی لڑائی کو عار سمجھکر اُسکی
طرف ملتفت نہوا اور لشکر اسلام نے محمد قاسم کے حکم کے موافق قلعہ آر در کو محاصرہ کیا داہر کی رانی
مع راجپوت قلعہ مین در آئی اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا مردم درونی
عاجز ہوکر درپے ہلاکت ہوئے اور ایک آتش عظیم روشن کی اور اپنی اکثر عورتون اور لڑکون کو آگ
مین ڈالکر قصہ پاک کیا اور دروازے شہر آر در کے کھولکر داہر کی رانی کے ہمراہ قلعہ سے بر آمد ہوئے اور
ایسے لڑے کہ وہ سب مع رانی کے قتل ہوئے ایک بھی زندہ نہ بچا غازیان اسلام اور مبارزان شام
بعد اس فتح عظیم کے تلوارین میان سے لیکر قلعہ مین داخل ہوئے چھ ہزار راجپوت اور قتل کرکے تیس ہزار
آدمی اسیر اور دستگیر کیے اور راجہ داہر کی دو بیٹیان کہ ہندی مین ہاتھ آئین تھین بطور تحفہ حجاج کے
پاس خلیفہ کے واسطے بھیجین اور تمام بلاد دیول کو امراے عرب پر تقسیم کیا بعد اس کے دریافت ہوا کہ
ملتان بھی راے داہر کے تحت مین تھا لہذا اس طرف نہضت فرمائی اور اُسے فتح کرکے غنیمت بے اندازہ
حاصل کی اور اُسے دار الملک قرار دے کے بتخانون کی جگہ مسجدین بنا فرمائین جب حجاج نے بادشاہ سند
یعنے راے داہر کی بیٹیون کو دار الخلافت مین بھیجا وہ ولید کی حرم سرا مین داخل ہوئین پھر بعد ایک مدت
کے یعنی سنہ ۹۶ چھیانوے ہجری مین ولید نے انھین یاد کیا جب وہ حاضر ہوئین ولید نے اُنکے نام پوچھے
داہر کی بڑی بیٹی نے جواب دیا کہ میرا نام سرما دیوی ہے اور دوسری نے کہا مجھے پرمل دیوی کہتے ہین ولید
جو داہر کی بڑی بیٹی پر شیفتہ ہوا تھا جب طالب وصال ہوا سرما دیوی زبان دعا اور ثنا مین کھولکر عرض پیرا
ہوئی کہ مین خلیفہ وقت کے فرش مبارک کی سزاوار نہین ہون کس واسطے کہ عماد الدین محمد قاسم نے تین
شب مجھے بنظر تصرف اپنے مکان مین رکھا تھا شاید رسم اسلام یہی ہے کہ پہلے نفر دست خیانت دراز کرین
اور بعد اُسکے پس خوردہ اپنا خلیفہ کے واسطے بھیجین ولید یہ سنکر مغلوب قوت غضبی ہوا اور فوراً اپنے ہاتھ
سے ایک فرمان اس مضمون کا لکھا کہ محمد قاسم جس مقام مین ہو اپنے تئین پوست گاؤ مین مڈھکر دار الخلافت
کی طرف روانہ ہو تاکید مزید اور قدغن شدید جانکر حسب المسطور عمل مین لاوے جب یہ فرمان صادر
ہوا محمد قاسم نے حسب الحکم عمل کیا یعنے پوست خام گاؤ مین اپنے تئین کھنچکر فرمایا کہ مجھے ایک صندوق

مین بند کرکے جلد دارالخلافت مین پہونچا ؤ جب یہ صندوق ولید کے پاس پہونچا راے داہر کی بیٹی کو بلاکر یہ فرمایا کہ ہم ناسزاؤن کو یون سزا دیتے ہین پھر اس نے زبان خلیفہ کی دعا، مین کھولی اور وصیت کی کہ بادشاہون کو لازم ہی کہ دوست اور دشمن سے جو کچھ سنین جب تک وہ امر میزان عقل وراستی مین نہ تلے اس حکم کے اجرا کا فرمان نہ دیوین پس معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ عقل سے بہرہ نہین رکھتا محض طالع کی قوت سے سلطنت کرتا ہی عماد الدین محمد قاسم ہمارا بھائی اور ہم اسکے بمنزلۂ خواہر کے ہین اُس نے ہرگز دست تصرف ہم پر دراز نہین کیا لیکن جو اُس نے ہمارے باپ اور بھائیون اور عزیزون اور ہمقوم کو ہلاک کیا تھا اور ہمین اُسنے تخت شاہی سے خفیف بندگی مین پہونچایا لہذا ہم نے اپنے انتقام اور اُس کی ہلاکت کے لیے یہ تہمت لگائی تھی اور اپنا مقصود حاصل کیا ولید عماد الدین محمد قاسم کی فوت سے نہایت شرمندہ اور متاسف ہوا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا اور علاج پذیر نہ تھا کچھ فائدہ نہ بخشا اور بعد فوت عماد الدین محمد قاسم کے احوال حکام سندھ کا کسی تواریخ مشہور اور متداول مین مرقوم ہوا لیکن تاریخ بہادر شاہی مین اسامی اُس مملکت کے حکام کے لکھے ہین ناظرین احوال ملوک سلف پر پوشیدہ نہ رہے کہ بعد عماد الدین محمد قاسم کے ایک جماعت جو اپنے تئین اولاد تمیم انصاری سے جانتی تھی اُنھون نے مملکت سندھ کی بادشاہی کی اُن کے بعد اس حدود کے زمیندار جنھین سومرکان کہتے تھے اور مزید قوت اور کثرت اموال و انصار مین ممتاز تھے مہمات سندھ کے متکفل ہوئے اور اُنکے خاندان مین سو برس سلطنت رہی لیکن اسامی اُنکے کسی کتب تواریخ مین محرر اوراق کی نظر سے نہین گذرے اور جب بادشاہی خانوادہ سومرکان کی گردش فلکی سے طبقہ سمگان مین کہ وہ بھی زمیندار ان اس مملکت سے تھے منتقل ہوئی وہ فرقہ بناہان جام مشہور ہوا اور ان دو طائفہ کے عہد مین کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ انھین مزاحمت پہونچاتے تھے اور اُن کے ممالک پر متصرف ہوتے تھے اور بعد فتح مسلط ہوکر اپنے کارندون کے سپرد کرکے اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کرتے تھے مگر سلطان ناصر الدین قباچہ نے خطبہ اور سکہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھکر اپنا دار الملک کیا تھا اسواسطے راقم اوراق نے حالات غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ کے لیے داستانہاے سابقہ کی طرف پھیرا ہی تذکرہ ناصر الدین کا کہ بادشاہ علحدہ سندھ کا تھا اس مقام مین جداگانہ تحریر کرتا ہی اور بعد اُسکے والیان سمگان کے اسامی کہ علم ناقص نے ساتھ اُسکے احاطہ کیا ہی مرقوم خامہ تحقیق کرے گا۔

ذکر ناصر الدین قباچہ کی حکومت کا مملکت سندھ پر

تمام مورخین ہند نے بسبب ادنی نسبت کے شاہ ناصر الدین قباچہ کا احوال بادشاہان دہلی کے ساتھ لکھا ہی

لیکن مولف اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ اُس سے پرہیز کرکے بمقام مناسب شاہان سندھ کے سلک مین بیان کرتا ہے کہ ناصر الدین قباچہ سلطان معز الدین محمد سام کے غلامان ترک سے تھا اور نہایت عقیل اور فہیم اور شجاع باکیاست وحذاقت تھا اور ایک مدت اُس نے سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت مین بسر کرکے ملک داری اور ملک گیری کا سلیقہ جیسا کہ چاہیے حاصل کیا اور جب سلطان معز الدین محمد سام کو لشکر خطا کے ساتھ اتفاق محاربہ کا پڑا اُس معرکہ مین اوچھ کا صوبہ دار ملک ناصر الدین بن معمر شہید ہوا تو سلطان نے مملکت اوچھ کو سلطان ناصر الدین کے سپرد کرکے اُس ملک کا بندوبست اُسکے ساتھ رجوع فرمایا اور وہ سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اور سلطان اپنی دو دختر اُسکے سلک ازدواج مین لایا تھا یعنے جب ایک بیٹی اُسکی فوت ہوئی دوسری اس کو دی اور سلطان ناصر الدین قباچہ جو سلطان معز الدین محمد سام کے حکم کے موافق قطب الدین ایبک کا تابع تھا اُس لیے ساتھ اُس کے سلوک پسندیدہ کرتا تھا اور کبھی کبھی اوچھ سے دہلی مین آکر شرف ملازمت سے مشرف ہوتا تھا لیکن بعد وفات قطب الدین ایبک کے اکثر قلاع وبقاع سندھ کو تصرف مین لایا اور سومرگان کو کہ بعضے اُن مین سے مسلمان تھے اور بعضے کافر اُن کو ایسا زبون اور ضعیف کیا کہ سوا بلدہ ٹھٹہ اور جنگل اور ثغور کے کچھ اُن کے تصرف مین نہ رہا اور آپ کو رعیت اور کاشتکار قرار دے کر گوشہ اور کنارہ مین رہتے تھے لیکن بعد شاہ ناصر الدین قباچہ کے اُنھون نے عرصہ قلیل مین پھر رشتہ سلطنت کا کف اقتدار مین لاکر سندھ کو سلاطین دہلی کے تصرف سے مستخلص کیا اور سلطان ناصر الدین جب خطبہ اور سکہ اپنے نام کرکے ملتان وسرہند وکہرام وغیرہ سرستی تک اپنے تحت حکومت مین لایا سلطان تاج الدین یلدگز نے طمع اُسکی بعض ممالک پر کرکے چند مرتبہ غزنین سے فوج کشی کی اور ہر مرتبہ بے نیل مقصود اور محروم پھرا اور لشکر سلطان ناصر الدین کا مظفر اور منصور ہوا اور سنہ ۶۱۱ چھ سو گیارہ ہجری مین لشکر خوارزم اور خلج جو غزنین مین سلطان جلال الدین کی طرف سے تعینات تھا سیوستان کے حدود پر غالب آیا اور شاہ ناصر الدین اُن سے لڑا اگرچہ سردار قوم خلج مقتول ہوا لیکن موید الملک سنجری وزیر غزنین منہزم ہوا اور سنہ ۷۱۴ سات سو چودہ ہجری مین شاہ ناصر الدین لاہور کی تسخیر کو متوجہ ہو کر سرہند تک اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور جب سنا کہ شمس الدین شاہ بہ نیت حرب دہلی سے روانہ ہوا وہ بھی سامان جنگ اور لشکر کو درست کرکے نیلاب کے کنارے فروکش ہوا شمس الدین شاہ نے ساحل دریا مذکور پر پہونچکر بے ملاحظہ گھوڑا پانی مین ڈالا امرا اور سپاہ نے اس کا ساتھ دیا کچھ آدمی ڈوب گئے سلطان ناصر الدین کچھ دیر دست بہ شمشیر وسنان رہا پھر تاب مقاومت نہ لاکر ملتان کی طرف مفرور ہوا اور طبل وعلم اُس کا اثناے تاخت مین سلطان شمس الدین کی فوج کے ہاتھ آیا اور چنگیز خان کے حوادث مین خراسان اور غزنین اور غور کے اکابر اور اصاغر اُس سے رجوع ہوئے اور ہر ایک

علی قدر مراتب اُس کے انعام اور احسان سے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اُس کی ملازمت اختیار کی لیکن انتہائے حال مین سلطان جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ سپاہ چنگیزی کے صدمہ سے ہندوستان مین آیا بحسب اتفاق ناصر الدین سے اُلجھا خرابی بہت اُسکی ولایت اور لشکر کو پہونچی اور دولت اسکی انحطاط کی طرف مائل ہوئی تفصیل اس امر کی یہہ ہے کہ جب سلطان جلال الدین زمانہ چنگیز خان مین غزنین کی طرف راہی ہوا اور اُس مقام سے بقصد عبور آب سند کے کنارے گیا چنگیز خان کو یہ خبر پہونچی اُس نے لشکر بے شمار اُس کے سر پر بھیجا اور آب نیلاب کے ساحل پر جو اب ساتھ آب سند کے مشہور ہے پہونچکر اطراف و جوانب سے اُسے محاصرہ کیا سلطان جلال الدین نے آگے تیغ آتشبار اور پیچھے دریائے خونخوار دیکھکر جوانمردی کی گھوڑے کو میدان وغا مین جولان کرکے بہت کفار تاتار کو خاک ہلاکت پر ڈالا اور ایسا لڑا کہ اگر رستم دستان اور سام نریمان زندہ ہوتا اُس کی اطاعت کا زین پوش اپنے دوش پر اُٹھاتا اور باوصف اُس کے کہ میمنہ اور میسرہ اُسکے شکست کھاکر متفرق ہوگئے تھے اسپر بھی پائے ثبات زمین کین مین مستحکم کیا اور صبح سے دوپہر تک مع سات سو سوار قلب مین ایستادہ ہوکر داد مردی اور فرزانگی دی عاقبت الامر جب کام اُسپر تنگ ہوا اور افواج مغل کی کثرت زیادہ ہوتی جاتی تھی باگ معرکہ سے موڑکر اپنے بیٹون کے پاس آیا اور اُنھین وداع کرکے دوسرے گھوڑے شہزور پر سوار ہوا اور پھر صف مغل پر حملہ کرکے کچھ لوگ اُن مین کے پسپا کئے اس کے بعد باگ موڑکر پھر دریا کے کنارے آیا اور جوشن بدن سے اُتارے اور چتر کو سنبھالکر تازی نژاد کو تازیانہ سے ہشیار کیا اور اس مقام مین کہ پانی دس گز سے کم نہ تھا گھوڑے کو ڈالا اور نہنگ خشمناک کے مانند مع سات مرد پانی سے عبور کیا اور گھوڑے سے اُترکر ساز و یراق اور ترکش اور قبا جو پانی سے تر بتر تھی دھوپ مین رکھی اور چتر زمین مین گاڑکر اس کے سایہ مین تنہا بیٹھا اس درمیان مین چنگیز خان دریا کے کنارے پہونچا اور یہ حال مشاہدہ کرکے اُس نے اپنے بیٹون سے کہا کہ لائق ہے کہ ایسے باپ سے ایسا بیٹا وجود مین آئے

ابیات

بدو آفرین کرد و گفت از پدر	بدینسان نزاید بہ گیتی پسر
بصحرا چو شیرست فیروز جنگ	بدریا دلیرست ہمچون نہنگ
بہ گیتی کسے مرد زینسان رسید	نہ از نامداران پیشین شنید

چنگیز خان کے سپاہیون نے چاہا کہ دریائے نیلاب سے عبور کرکے سلطان جلال الدین کو دستیاب کرین چنگیز خان نے اُنھین منع کیا اور سلطان جلال الدین نے جب اُن دومہلکہ یعنے ایک نائرہ جنگ سپاہ دوسرے نیلاب کے غرقاب سے نجات پائی اور پانچ چھ آدمی اُسکے ملازمین سے پیادہ اس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے سلطان بالضرورت دور دور ساحل نیلاب کے جنگل مین پوشیدہ رہا اس عرصہ مین اور پچاس نفر ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اُس وقت یہ خبر پہونچی کہ فی الحال ایک جماعت سوار و پیادہ سے قریب دو سو نفر

سامان عیش وعشرت مہیا کرکے کمال غفلت مین جوانان ماہ سیما کے ساتھ عیش وعشرت مین مشغول
ہین سلطان جلال الدین نے اپنے یارون سے کہ پچپن نفر تھے فرمایا کہ ہر ایک شخص ایک لاٹھی
جنگل سے کاٹ کر مہیا کرے جب یہ سامان درست ہوا از روے توکل اور ہمت شاہانہ اس جماعت
پر حملہ آور ہوا ان مین سے اکثر آدمیون کو چوبدستی کی ضربت سے ہلاک کیا بقیۃ السیف کو جنگل کی طرف
مفرور کرکے اُن کی شر سے نجات پائی سلطان نے چار پایے اور ہتھیار اُن کے اپنے آدمیون پر کہ
بعض اُن مین پیادہ اور بعض دراز گوش یعنے خر پر سوار تھے تقسیم کیے چنانچہ مجموع پانسو اور بیس نفر ہوئے
مقارن اس حال کے خبر پہونچی کہ اس حدود مین افواج ہندوستان سے تخمیناً تین ہزار مردم حکام سندھ کی
طرف سے برسم قراولی مقیم رہتے ہین سلطان جلال الدین فوراً پانسو اور بیس سوار لے کر اس جماعت کے
سر پر گیا اکثر اُن مین سے بھی قتل کیے اور غنیمت بہت دستیاب کی پھر اس کے کام نے کچھ استقامت
پکڑی اور پیچھے سے اور آدمی اُس کے شریک ہوئے یعنے پانسو سوار اور بہم پہونچے اُس وقت
اُس کے دفع کے واسطے ایک لشکر عظیم اُس نواح سے متوجہ ہوا اور سلطان جلال الدین علو ہمت
سے اُنکی جنگ لڑکون کا کھیل سمجھا یعنے حملہ اول مین انھین بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان
کیا اور مال واسباب اُن کا فراہم لاکر چار ہزار سوار مکمل بہم پہونچائے چنگیز خان نے یہ خبر سنکر چند
نفر امراے کبار کو اپنے رخصت حرب دی جب انھون نے آب سند سے عبور کیا سلطان
جلال الدین دہلی کی طرف روانہ ہوا اور مغلون نے اس حدود کو تاخت وتاراج کرکے معاودت کی
اور سلطان جلال الدین نے راہ بعیدطی کی دہلی تین یا چار دن کی راہ پر باقی رہی ایک اپنے مقرب کو
جو بنام عین الملک مشہور تھا بادشاہ شمس الدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بسبب گردش روزگار
تابنجار اور انقلاب لیل ونہار آپ کے جوار مین پہونچے ہین اور چونکہ مہمان مثل ہمارے اتفاقات
سے آپ کی مہمان سراے مین پہونچے وظیفہ مروت اور بزرگی مقتضی اس امر کا ہے کہ ایسا مقام اُس کے
واسطے تعین کیا جاوے کہ چند روز اُس مقام مین بہ آسائش تمام بسر کرے اور اگر از روے یگانگی
اعانت فرمایئے اتفاق کی برکت سے دشمنون کے ہاتھ سے نجات پاکر ملک موروثی کی طرف مراجعت
کرون سلطان شمس الدین نے جو سلطان کے احوال وتسلط وجلال سے خوب واقف تھا اپنے
ملک مین اس کا قیام مناسب نہ جانا اور اُس کے ایلچی کو پوشیدہ زہر دے کر مسموم کیا اور اپنے ایلچیون
کو تحف وہدایاے بسیار کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اُس بادشاہ عالی جاہ کے لائق
تو فقت ایسا مقام کہ آب وہوا معتدل رکھتا ہو ممکن نہین ہے سلطان جلال الدین شمس الدین شاہ
کا مقدور سمجھا اور عنان عزیمت لاہور کے راستہ سے کھکران کی مملکت کی طرف معطوف فرمائی اور
اس مملکت مین پہونچکر کوہ بلالہ اور بنگالہ پر وارد ہوا تاج الدین خلج کو پہاڑ جودی کے سمت روانہ فرمایا

تاکہ اس حدود کو غارت کرکے غنیمت بے نہایت لاوے اور جب دس ہزار سوار اُس کے نشان کے
سایہ مین جمع ہوئے سلطان کانگار نے ایک قاصد شیرین بیان چرب زبان بھیجکر سردار کہکر انکی
دختر مانگی جو سلطان شہاب الدین کے زمانہ مین مسلمان ہوا تھا سردار کہکران یعنے کوکار سنکار نے
یہ امر قبول کیا اور اپنی دختر کو اپنے فرزند کے ہمراہ سلطان کی خدمت مین بھیجکر یہ التماس کی کہ شاہ
ناصر الدین قباچہ کو جو ہمیشہ اس کمترین کی ولایت کو مزاحمت پہونچاتا ہے مانع آوین سلطان نے
اُس کے فرزند کو خطاب قلیج خانی دے کر اپنے ایک امرائے ہمراہ کہ وہ بنام اوزبک باشی مشہور تھا اور
پہلوانی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا مع سات ہزار سوار سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم اوچہ اور ملتان
کے سر پر بھیجا سلطان ناصر الدین قباچہ مع بیس ہزار سوار آب سند کے کنارے جو قریب اوچہ
کے ہے وارد ہوا اور اوزبک باشی اُسے غافل کرکے شبخون لے گیا اور اُس کی جمعیت ایسی متفرق
کی کہ سلطان ناصر الدین بہزار مشقت کشتی مین بیٹھکر کسی طرف بھاگ گیا اور اوزبک باشی اُس کے
لشکرگاہ مین وارد ہوا اور ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجا اور جو خبر لشکر دہلی کے آنے کی مشہور تھی صلاح
توقف مین نہ دیکھی اُن پہاڑون سے اوچہ کے سمت آیا اور سلطان ناصر الدین کی بارگاہ مین
فروکش ہوکر آدمی اُس کے پاس بھیجا کہ امیر خان کی دختر اور پسر کو جو آب نیلاب کے کنارے سے
بھاگ کر اس حدود مین آئے ہین ہمارے پاس بھیجے سلطان ناصر الدین نے مقام اطاعت مین ہو کر
امیر خان کے پسر و دختر کو مع مال کثیر سلطان کی خدمت مین بھیجا اور خود ملتان کے سمت راہی ہوا سلطان
جلال الدین نے اُس کی ولایت مین کسی طور کا تعرض نہ پہونچایا جب ہوا گرم ہوئی اوچہ سے کوچ کرکے
کوہ جود اور بلالہ اور بنکالہ کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین ایک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اثنائے کارزار
مین ایک زخم تیر کا اُس کے ہاتھ مین لگا لیکن مساعی جمیلہ اور چابکدستی سے اُسے مفتوح کیا اور وہان
کے کسی آدمی کو زندہ نہ چھوڑا اتنے مین یہ خبر پہونچی کہ شاہزادہ چغتائی خان چنگیز خان کے حکم کے موافق
سلطان جلال الدین کی تلاش مین آتا ہے سلطان جلال الدین نے بخیال اُس کے کہ شاہ ناصر الدین قباچہ
تہ دل سے ہم سے موافق ہوا ہے ملتان کی طرف جاکر نعل بہا چاہا شاہ ناصر الدین قباچہ نے جو خبر
لشکر مغل کے روانگی کی سنی تھی اس امر سے انکار کرکے مقام انتقام مین قیام کیا سلطان جلال الدین
نے لاچار ہوکر ملتان سے مراجعت کی اور جب اوچہ مین پہونچا وہان کے باشندون نے بھی اس کی اطاعت
نہ کی آگ اس شہر مین لگاکے غارت کیا اور دو روز کے بعد عنان عزیمت دیول کی طرف کہ اب اُسے
ٹھٹہ کہتے ہین معطوف فرمائی اور اثنائے راہ مین جو شہر اور قصبہ کہ ناصر الدین قباچہ سے تعلق
رکھتا تھا وہان پہونچکر اُسے قتل و غارت کرکے آگے بڑھتا تھا جب ٹھٹہ مین پہونچا وہان کے راجہ
نے جس کا نام جیسی تھا اور طبقہ سومرکان سے تھا اسباب اور مال اپنا کشتیون مین لاد کر آپ خود بھی مع

اہل وعیال اور عزیز و اقارب آسیر سوار ہوا اور کسی جزیرے مین قرار پکڑا اور سلطان نے بلدہ ٹھٹھہ مین استقامت فرمائی اور بتخانہ دیول کا جو ٹھٹھہ کی سرحد مین ہے اُسے خراب اور ویران کر کے مسجد جامع بنائی اور اسکے بعد ولایت نہروالہ مین لشکر بھیجکر فتح کیا اور بعدہ جب سنا کہ بھائی اُس کا سلطان غیاث الدین سریر عراق پر تمکن رکھتا ہے تسخیر سندھ اور گجرات کی عزیمت فسخ کر کے سنہ ۶۲۰ چھ سو بیس ہجری مین کچ اور مکران کے رستہ سے عراق کی طرف توجہ فرمائی چنانچہ تفصیل اُس کی کتب تواریخ عجم سے مستفاد ہوتی ہے اور چغتائی خان جس نے مع لشکر مغل اُس کا تعاقب کیا تھا اطراف ملتان مین آکر اس کو محاصرہ کیا شاہ ناصرالدین قباچہ نے آثار مردی اور مردانگی کے اس طور سے ظاہر کیے کہ بعد چالیس روز کے مردم ملتان محاصرہ کی سختی اور صعوبت سے رہا ہوئے اور چغتائی خان نے کچ اور مکران مین جاکر اس حدود کو تاخت و تاراج کیا اور اُس سال کا سرما حدود کالنجر مین کہ ایک ولایت آب سندھ کے کنارے ہے بسر کیا اور تیس یا چالیس ہزار ہندوستانی کو جو اسیر کیا تھا اس بہانہ سے کہ موجب تعفن اردو ہی قتل کیا اور باوجود اس کے جب وبا اُردو مین ظاہر ہوئی اور سلطان جلال الدین کی کچھ خبر نہ پہونچی کہ کہان ہے اور کیا ہوا تب چغتائی خان توران کی طرف متوجہ ہوا اور جب سالار احمد حاکم کالنجر نے خرابی ولایت کی شکایت شاہ ناصرالدین قباچہ کو لکھی وہ نہایت دلگیر ہوا اور مملکت کی تعمیر اور آبادی مین کوشش کی اور بعد اس کے سنہ ۶۲۲ چھ سو بائیس ہجری مین شمس الدین شاہ بغرض اخراج شاہ ناصرالدین قباچہ کے سندھ کے سمت روانہ ہوا جب دارالملک اوچہ کے اطراف مین پہونچا سلطان ناصرالدین اُسے مضبوط کر کے خود قلعہ بکر مین متحصن ہوا سلطان شمس الدین نے اوچہ کو محاصرہ کر کے نظام الملک بن ابی سعید جنیدی کو کہ نسخہ جامع الحکایات اُس کے نام پر تصنیف ہوا ہے قلعہ بکر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور شہر اوچہ کو دو ماہ اور بیس دن کے عرصہ مین مفتوح کیا اور سلطان ناصرالدین نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے علاءالدین بہرام شاہ کو سلطان شمس الدین کے پاس بطلب صلح بھیجا ابھی جواب نہ پہونچا تھا کہ تمام قلعہ کے رہنے والون پر دشوار ہوا سلطان ناصرالدین نے کشتی پر سوار ہو کر چاہا کہ جزیرہ مین جو اس اطراف مین تھا چلا جاوے اور درمیان دریا کے وہ کشتی غرق ہوئی لیکن روایت صحیح یہ ہے کہ جب سلطان ناصرالدین اوچہ سے بکر کی طرف گیا سلطان شمس الدین نے فتح اُس شہر کی اپنے وزیر نظام الملک سے رجوع کر کے دارالملک دہلی کی طرف مراجعت فرمائی نظام الملک وزیر نے دو ماہ کے عرصہ مین شہر اوچہ کو بجبر و قہر مفتوح کیا اور نہایت شوکت اور صولت سے قلعہ بکر کی سمت متوجہ ہوا شاہ ناصرالدین سمجھا کہ زمانہ ادبار کا آپہونچا اب کوشش اور ثبات قدمی فائدہ نہین بخشتی ہے باتفاق عزیز و اقارب مع چند صندوق جواہر و نقود و احمر کشتی مین سوار ہو کر جزیرہ کی طرف کہ اس نواح مین تھا روانہ ہوا ناگاہ چار موجہ طوفان نے اُس کشتی کو جس پر شاہ ناصرالدین

سوار تھا گرداب بلا مین ڈالکر بحر فنا مین غرق کیا اور باقی کشتیان ساحل مراد سے ہمکنار ہوئین ابیات

جہانداری تو کارے دگر	اگنی ہر زمانے شکارے دگر	بلے را کنی غرق در جوے آب
بلے را کشی تشنہ اندر سراب	گہ از دوست این رخت آنرا بری	گہ از تیغ آن فرق این را دری
گہ از ماتم این کنی سور او	گہ از ظلمت این دہی نور او	بیا ساقی این مے بساغر بریز
	کہ شد باو از نافہ مشک بیز	

سلطان ناصر الدین قباچہ کی مدت سلطنت بلاد سند اور ملتان مین بائیس برس تھی

بیان احوال ستمگان کہ زمیندار ممالک سند تھے

واضح ہو کہ زمینداران سند دو قسم کے ہین ایک کو سومرگان کہتے ہین اور دوسرے کو ستمگان اور یہ لوگ اپنے سردار کو جام بولتے تھے الغرض شاہ محمد تغلق کے آخر عہد مین مسلمانون کی سعی و امداد سے دولت و حکومت خاندان طبقہ سومرگان سے خاندان ستمگان مین منتقل ہوئی اور اکثر حکام ان کے جو دولت اسلام سے مشرف تھے بسا اوقات شاہ دہلی کے مطیع اور باجگذار رہتے تھے اور کبھی علم مخالفت بلند کرکے سرکشی اور عصیان پر کمر باندھتے تھے اور گروہ ستمگان اپنے تئین جمشید سے منسوب کرتے ہین چنانچہ لفظ جام اپنے سردار اور مقدم کے نام پر مقدم لانا خبر اس معنے سے دیتا ہے اور اول وہ شخص جو اہل اسلام کے زمانہ مین اس گروہ سے حکومت سند پر فائز ہوا جام افزاہ تھا اور عقل اور کیاست وافر رکھتا تھا تین سال و چھ ماہ حکومت کرکے اس جہان فانی سے کوچ کر گیا اس کے بعد فوت جام جونا نے اپنے بھائی کی وصیت کے موافق کلاہ ریاست زیب سر کرکے بلاد سند کی حکومت کی اور یہ والی عدالت شعار تھا اور صفت حلم اور دانائی سے متصف تھا مدت دولت اُس کی چودہ سال تھی

ذکر جام مانی بن جام جونا کی حکومت کا

جب جام جونا نے ساغر زمانے کے دور سے شربت تلخ اجل کا نوش کیا جام مانی وفور دانائی سے ملک پدر کا دعوے دار ہوا اور لوگون کو ساتھ اپنے متفق کرکے جانشین پدر ہوا جب دہلی کے ساتھ علم مخالفت بلند کیا وہ ولایت بکھر اپنے تصرف مین لایا اور باج و خراج دینا بالکل موقوف کیا اسواسطے سلطان فیروز شاہ نے مع لشکر فراوان سنہ ۷۶۲ سات سو باسٹھ ہجری مین ولایت سند پر چڑھائی کی اور جام جابجاے دشوار گذار اور مقامات قلب مین پناہ گزین ہوا اور اس قدر چارہ کہ حیوانات لشکر سند کو کفایت کرے اپنے پاس ذخیرہ کیا اور باقی جو پہاڑ اور جنگل مین تھا اسے آگ دے کر

جلادیا سلطان فیروز شاہ بے علفی سے عاجز ہو کر بہ شفقت زاد ان گجرات کی سمت کوچ کر گیا اور موسم برسات بسر کر کے شروع جاڑے مین کہ جب چارہ سبز اور قابل جلانے کے نہ تھا ولایت سند کی طرف مراجعت فرمائی اِس مرتبہ جام نے گردش فلکی سے مضطر اور سراسیمہ ہو کر امان چاہی اور سلطان فیروز شاہ سے ملاقات کی اور مملکت سند اُس شاہ عالی جاہ کے تصرف مین آئی پھر اُس حدود کا انتظام کر کے دہلی کی طرف عازم ہوا اور جام بانی اور تمام مقدمون کو اپنے ہمراہ لیا بعد چند روز کے جب جام بانی سے خدمت شائستہ اور کار نمایان وقوع مین آئے سلطان فیروز شاہ باربک نے مقام لطف و عنایت مین ہو کر ولایت سند کی سرداری جام بانی کی تفویض فرمائی اور چتر دے کر رخصت کیا پھر اُس نے سند مین جا کر دوبارہ علم حکومت اور نشان دولت کا بخاطر جمع بلند کیا اور جب جام کا جام حیات بادہ بقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے شکست ہوا خوابگاہ لحد مین استراحت کر کے دار الحکومت اور وطن کے سپرد کی جام کی مدت حکومت پندرہ برس تھی

تذکرہ جام تماجی بن جام بانی کی حکومت کا

جام تماجی اپنے باپ کے انتقال کے بعد چار بالش حکومت پر جلوہ گر ہو کر جہانداری کے شغل مین مشغول ہوا اور سترہ برس اور چند ماہ بلا نزاع بسر کر کے اِس جہان فانی سے کوچ کیا اور نام عموم جامات مذکور اور خصوص تماجی سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اصل مین زنار دار تھے پھر مسلمان ہو گئے ۔

جام صلاح الدین

بعد فوت جام تماجی کے جام صلاح الدین امور سلطنت کا متکفل ہوا اور گیارہ برس اوقات بفراغت تمام بسر کر کے پیوند زمین ہوا

جام نظام الدین بن صلاح الدین

جام نظام الدین اپنے باپ کے انتقال کے بعد قائم مقام ہوا اور دو سال اور چند ماہ جام حکومت کا نوش کر کے شربت ممات کا چکھا

جام علی شیر بن نظام الدین

بعد وفات پدر اشراف و اعیان قوم کے حسن اتفاق سے اُس ملک یعنے سند کی زمام ریاست اپنی کف اقتدار مین لایا اور اُس کے عدل و داد کی نسیم سے خلائق کے غنچہ امید و آرزو شگفتہ ہوئے

اور سیاست کے رعب سے چور اور ڈکیتون سے ولایت کی حراست فرماکر رعایا اور برایا کو مہد امن و امان مین استراحت بخشی لیکن عہد معدلت مہد اُس کا دور شباب کے مانند قلیل البقا تھا یعنے بعد چھ سال اور چند ماہ کے منقضی ہوا اور تمام طبقات خلق اُس کی وفات سے غمگین اور محزون ہوئے۔

جام کران بن جام تماجی

جب علی شیر چند روز عیش و کامرانی مین بسر کرکے اس کہنہ رباط سے عالم بقا کی طرف خراماں ہوا جام کران اسس گمان سے کہ جس شخص کا باپ بادشاہ ہو وراثت مین دولت اُسکے بیٹے کو پہونچتی ہے مساعی جمیلہ کرکے قلادہ حکومت کا مقلد ہوا اور بھروسا اپنے بزرگون کی ریاست کا کیا لیکن بدون عنایت ایزدی کسی امر کو دوام و بقا میسر نہین ہے بعد ایک روز اور دوپہر کے ساقی اجل نے شربت ناگوار موت اُسکے حلق حیات مین ڈالا غرضکہ اُسکے بعد فوت قوم سمگان نے شورہ کی مجلس منعقد کرکے بادشاہ کے تعین ہونے کے واسطے مشورہ کیا اور بعد گفتگوے دراز فتح خان ابن اسکندر کو جو قوم سمگان سے تھا اور اس منصب بزرگ کی لیاقت رکھتا تھا سریر حکومت پر بٹھایا اُس نے پندرہ سال کمال استقلال سے مہمات حکومت کو انجام دیا پھر تقضاے الٰہی سے فوت ہوا۔

جام تغلق بن اسکندر

جام تغلق جو فتح خان کا چھوٹا بھائی تھا اُس کے بعد فوت ملک و سلطنت کے مہمات مین مشغول ہوا اور اس منصب بزرگ کو بخوبی انجام دیا جو اس وقت دہلی کی سلطنت مین رواج اور رونق پہلی نہ رہی تھی اس جماعت سے خاطر جمع کرکے سلاطین گجرات سے بنیاد مصادقت اور آشنائی کی جاری رکھتا تھا بلکہ بعد اُس کے جو شخص قوم سمگان سے تخت پر بیٹھا اُس نے حکام گجرات کے ساتھ دوستی اور اتحاد کا طریق مروج رکھا یعنی پیوند و وصلت سے اپنی دولت کی حفاظت کی اور اٹھائیس برس اور چند روز کے بعد جب پیمانہ اُس کی زندگانی کا لبریز ہوا ملک دوسرے کے سپرد کرکے گوشہ لحد کا اختیار کیا

جام مبارک

یہ بادشاہ جام تغلق کا قرابتی اور سراپردہ دار تھا بعد فوت تغلق اُس نے اپنی ذات خاص مین لیاقت امر سلطنت کی دیکھکر مرتکب اُسکا ہوا لیکن فرصت کامرانی کی تین روز سے زیادہ نہ پائی ملک دوسرے کو دیا

جام اسکندر بن جام فتح خان بن سکندر

جب اشراف و اعیان سند نے جام مبارک کی بادشاہی سے نجات پائی جام اسکندر کو کہ باوجود نسبت

ارث کے اس امر خطیر کا بھی استحقاق رکھتا تھا اُسکی سرداری کو قبول کیا اور اُس نے بھی ڈیڑھ برس مسند سلاطین سلف کو گرم رکھکر سر گریبان عدم مین کھینچا

جام سنجر

یہ شخص خاندان سلاطین سے تھا چند سال ملوک ماضیہ کے عہد مین اُس نے امور ملکی و مالی کو انجام دیکر مہمات دنیوی مین خوب مہارت پیدا کی تھی جام اسکندر کے بعد انتقال امرا اور اعیان ملک نے اتفاق کرکے اسے بادشاہی مین قبول کیا اور فلک خوش رفتار حکمت شعار نے آٹھ سال اور چند ماہ ریاست دیار سند کے لیے اسے پسند کیا آخر اُسے درمیان سے اٹھاکر مسند حکومت پر بجاے اُسکے دوسرے کو بٹھایا

جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

جام سنجر کے بعد یہ بادشاہ امور سلطنت سندھ کا بلافصل بہ ساعت نیک متکفل ہوا کہ مملکت مین اُسکے زمانہ مین رواق اور رونق ظہور مین آئے اور جام سنجر سلطان حسین لنگاہ والی ملتان کا معاصر تھا اور اُسکے عہد ۸۹۰؁ھ آٹھ سو نوے ہجری مین شاہ بیگ ارغون قندھار سے آیا اور قلعہ سولی کو کہ ایک امراے نظام الدین کے تصرف مین تھا اور بہادر خان نام رکھتا تھا محاصرہ کرکے بجبر و قہر فتح کیا اور اسے اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کرکے قندھار کی طرف معاودت کی اور اُسکی غیبت مین جام نظام الدین نے اپنے ایک امیر مبارک خان کو جس کو خدا نے شجاعت اور مردانگی مین بھی اختصاص بخشا تھا قلعہ سولی کے استرداد کے واسطے نامزد فرمایا چنانچہ فریقین مین چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی عاقبت الامر سلطان محمد قتل ہوا اور قلعہ سولی پھر جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا کے تصرف مین آیا شاہ بیگ نے یہ سانحہ سنکر میرزا عیسے ترخان کو اپنے بھائی کے انتقام کے واسطے روانہ کیا اور جام نظام الدین بھی لشکر جرار فراہم لایا اور مبارک خان کو سپہ سالار کرکے اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور سرحد پر دونون کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی اور جام نظام الدین کے بہت امراے قدیم کارگزار مقتول ہوئے اور مبارک خان زخمی اور بدحال ہوکر بھاگا اور قلعہ بھکر تک کسی مقام مین دم نہ لیا اور جب عیسی ترخان کی نوید فتح شاہ بیگ ارغون کو سوجھی طمع ملک سند کی کرکے قندھار سے مع لشکر جرار بھکر کی طرف متوجہ ہوا اور اس ملک کو محاصرہ کیا اور قاضی قادن جو نظام الدین المشہور بہ جام نندا کی طرف سے اُس قلعہ کا حاکم تھا اس نے نشان مدافعہ کا بلند کرکے چند روز جنگ و جدل مین بسر کیے لیکن جب کام قبضہ سے نکل گیا اور لشکر سند سے کوئی اُس کی اعانت اور فریاد کو نہ پہونچا اور قلعہ بھکر کا اس وقت مین ساتھ ایسے استحکام کے نہ تھا لہذا قاضی نہنگ آن کر امان خواہ ہوا اور قلعہ دشمن کے

سپرد کیا اور شاہ بیگ فاضل بیگ کوکلتاش کو بھکر کا حاکم کرکے خود قلعۂ سہوان کی طرف گیا اور اُسے بھی فتح کرکے خواجہ بیگ کو سونپا اور اس سال مین اسی قدر پر کفایت کرکے قندھار کی طرف مراجعت کی جام نندا نے پھر بصرف زر خطیر لشکر فراہم کرکے ہر چند سعی کی کہ قلعہ سوئی کو فتح کرکے پھر تصرف مین لاوے میسر نہ ہوا اس لیے کہ سپاہ سندنے ترکان خونخوار لشکر مرزا عیسیٰ خان کو دیکھا تھا وہ ایسے ہراسان تھے کہ کسی طور ان کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار نہ کیا ایک دن کا مذکور ہے کہ ایک ترکمان کے گھوڑے کا تنگ کھل کر گھوڑے کی پشت سے جدا ہوا اور ترکمان گھوڑے سے اُتر کر اُسے کھینچنے لگا اس درمیان مین ایک فوج سپاہ سند سے وہان آپہونچی اور اُسے اس حال مین دیکھکر چالیس سوار دن نے اُس پر حملہ کیا ترکمان نے بہ نیت فرار گھوڑے پر سوار ہوکر قدم اپنا رکاب مین جمایا اور وہ سب سوار سندی اُس کے خوف سے ایسا بھاگے کہ پیچھے موڑکر نہ دیکھا جام نندا کہ جس نے باسٹھ برس بادشاہی کی تھی اپنی فوج کی بزدلی مشاہدہ کرکے شدت غضب سے ایسا بیمار ہوا کہ اسکے صدمہ سے جانبر نہ ہوا۔

جام فیروز بن جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

باپ کا جانشین ہوا رشید دریاخان کو کہ ایک اعیان ملک اور اُس سے قرابت بھی رکھتا تھا منصب امیر جملگی پر منصوب کرکے ملک کا صاحب اختیار کیا اور جام صلاح الدین کہ وہ بھی جام فیروز کے اقربا سے تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا جنگ وخصومت پر آمادہ ہوا اور جب بعد محاربات بسیار اور کوشش فراوان مقصد اُس کا حاصل نہوا گجرات کی سمت بھاگ گیا اور چونکہ بی بی سلطان مظفر بادشاہ گجرات کی جام صلاح الدین کی چچیری بہن ہوتی تھی سلطان مظفر نے لشکر بیشمار اُسکے ہمراہ کرکے ٹھٹھہ کی طرف رخصت فرمایا اور اس نے سند کی سرحد پر پہونچکر دریاخان کو جو صاحب داعیہ اور ملک کا اختیار رکھتا تھا موافق کرکے وہ ملک بے جنگ وجدل اپنے تصرف مین لیا اور جام فیروز طلوع کوکب سعادت اور نسیم دولت کے چلنے کا امیدوار رہتا تھا چونکہ جام فیروز کے عہد مین دریاخان مملکت کا صاحب اختیار تھا آخر الامر جام فیروز کو طلب کرکے پھر منصب سرداری پر مقرر کیا اور جام صلاح الدین اپنا سر کھیچکر دوبارہ گجرات کی طرف راہی ہوا سلطان مظفر نے از سرنو سامان جنگ درست کرکے سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین اُسے سند کی طرف رخصت کیا اور وہ جام فیروز کو سند سے خارج کرکے خود امور سلطنت کا متکفل ہوا جام فیروز بالضرورت شاہ بیگ ارغون کے پاس التجا لے گیا اُس نے اپنے غلام کو کہ سنبل خان نام رکھتا تھا مع لشکر مستعد جرار جام فیروز کی امداد کو مقرر فرمایا جام فیروز لشکر ہمراہ لے کر سند کی طرف متوجہ ہوا اور ساہوان کے نواحی مین جام

صلاح الدین کے مقابل آیا اور طرفین صف آرائی کرکے آپس مین نہایت شدت سے لڑے جام صلاح الدین اور بیٹا اُسکا ہیبت خان مارا گیا اور مملکت سندھ بدستور سابق جام فیروز کے قبضہ مین آئی اور شاہ بیگ جو ہمیشہ سندھ کی تسخیر کا داعیہ رکھتا تھا اور فرصت وقت کا جویا تھا اُس وقت قندھار سے آن کر ۹۲۷ھ نوسو ستائیس ہجری مین ٹھٹہ پر مع مضافات متصرف ہوا اور خرابی سند فتح ٹھٹہ کی تاریخ ہی اور اُن دنون مین دریا خان کہ جام فیروز کا پھر مدار المہام ہوا تھا شاہ بیگ کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا جام فیروز نے دو تین برس اس ملک مین رہکر بہت کوشش کی جب مقصود اُس کا حاصل نہوا گجرات کی طرف روانہ ہوا اور جو انھین دنون مین شاہ مظفر شاہ گجراتی قضاے الٰہی سے فوت ہوا تھا کمک سے مایوس ہوکر سند کی طرف مراجعت کی اور جب دیکھا کہ ارغونیہ ملک سند کے لینے مین مستعد ہین اور مجھے اُنکے مقابلہ کی طاقت نہین ہی ناچار ممالک سندھ سے برخاستہ خاطر ہوا اور اپنے اہل وعیال کو لے کر گجرات کی طرف راہی ہوا اور امراے سلطان بہادر کے سلک مین منتظم ہوا دولت خاندان ستمگان کو زوال آیا اور مملکت سند شاہ بیگ ارغون کے قبضہ اقتدار مین آئی اور چند روز نشان اُس کی شوکت کا اُس ملک مین بلند رہا منقول ہی کہ ۹۲۸ھ نوسو اٹھائیس ہجری مین شاہزادہ بدیع الزمان میرزا یعنی سلطان حسین بادشاہ ہرات کے فرزند نے جب شاہ اسمعیل صفوی کے پاس سے بازگشت کی اور استرآباد مین مقام میسر نہوا تو سند مین تشریف لایا جام فیروز حاکم اوچہ اور ٹھٹہ استقبال کرکے مراسم تعظیم اور لوازم تکریم بجالایا اور اپنی ہمت اور سلطنت کے لائق پیشکش نفیسہ بھیجی اور میرزا بدیع الزمان نے ایک سال سے زیادہ سند مین استقامت نہ فرمائی پھر شاہ اسمعیل صفوی کی طرف عزیمت کی

بیان شاہ بیگ ارغون کی سلطنت کا

یہ امیر ذوالنون بیگ کا بیٹا ہی جو سلطان حسین میرزا بادشاہ ہرات کا امیر الامرا اور سپہ سالار اور اُس کے فرزند بدیع الزمان میرزا کا اتالیق تھا اور اُس کے باپ دادا چنگیز خان کے عہد سے اُس وقت تک امراے عظام کے سلک مین منسلک رہے اور ۸۸۴ھ نوسو چوراسی ہجری مین ولایت قندھار اور زمین داور اور ساغر اور تولک اور قراہ امیر ذوالنون ارغون کی تفویض ہوئی لیکن چند سال بعضے شاہزادون کو باری باری باسم حکومت قندھار کی طرف بھیجتا تھا آخر کو امیر ذوالنون نے اس ولایت کی سرداری مین استقلال پاکر نشان بغاوت اور عصیان کا بلند کیا اور ولایت قندھار اپنے فرزند شجاع بیگ المشہور بشاہ بیگ کو تفویض فرمائی اور عبدالعلی ترخان کو ساغر اور تولک کی دارو غگی مرحمت کی اور غور کی امارت ساتھ امیر فخر الدین اور امیر درویش کے رجوع کی اور خود زمین داور

مین استقامت کرکے چند سال زمانہ بسر کیا اور جب بدیع الزمان نے اپنے باپ سے مخالفت کی امیر ذوالنون بیگ ارغون کہ سلطان حسین میرزا کی دریائے غضب کی موج زنی سے ہراسان تھا اپنی بیٹی اُس کے ازدواج مین لاکر کشتی موافقت مین سوار ہو کر ساحل نجات سے ہمکنار ہوا اور جب امیر ذوالنون بیگ شیبک خان عہ اوزبک کی جنگ مین کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹون سے ہوئی تھی مارا گیا صوبہ قندھار کی حکومت بدیع الزمان کے حکم کے موافق شجاع بیگ ولد امیر ذوالنون بیگ کے متعلق ہوئی اور شجاع بیگ یعنے شاہ بیگ ارغون جیسا کہ مذکور ہوا جب بھکر اور بعض ولایات سند کو اپنے حوزۂ تسخیر مین لایا تھا اپنے باپ کے انتقال کے بعد ہمیشہ باقی بلاد سند کی بھی تسخیر کی فکر مین ہو کر وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا ناگاہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے کابل سے بہ قصد تسخیر قندھار نہضت فرمائی اور اُس کے فتح کرنے مین مصروف ہوا شاہ بیگ ارغون جیسا کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے واقعات مین مذکور ہوا ہے اس قدر سعی اور تدبیر جو ممکن تھی بجالایا لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا اور اس وقت جام فیروز اور جام صلاح الدین جو آپس مین بمقام نزاع تھے اس واسطے شاہ بیگ ارغون قلعہ قندھار کی محافظت سے دست کش ہو کر بھکر مین آیا اور وہان فوج کو آراستہ کرکے اُسی سال ٹھٹہ کی سمت روانہ ہوا اور اُس پر متصرف ہو کر اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا شاہ بیگ فضائل علمی سے بہرہ کامل رکھتا تھا اپنی جودت طبع سے شرح عقائد نسفی اور شرح کافیہ اور شرح مطالع منطق پر حواشی لکھے ہین اور شجاع اور بہادر بھی ایسا تھا کہ صف جنگ مین سب فوج کے آگے رہتا تھا ہر چند لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی بہادری سردارون کے لائق نہین ہے اُن کی فہمائش فائدہ نہ بخشتی تھی اور اُنھین یہ جواب دیتا تھا کہ مین کیا کرون لڑائی کے وقت مین بے اختیار اور مجبور ہو جاتا ہون اور میرے دل مین یہ آتا ہے کہ کوئی شخص مجھسے سبقت کرکے آگے نہ کھڑا ہو اور سنہ ۹۳۰ھ نو سو تیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہو کر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور اُسکا بیٹا شاہ حسین ولیعہد ہو کر اس سلطنت کا متکفل ہوا

ذکر شاہ حسین بن شاہ بیگ ارغون کی حکومت کا

حسین شاہ بعد فوت پدر سریر حکومت پر جلوہ گر ہوا اور جس قدر ولایت سند کہ شاہ بیگ ارغون کے ہاتھ نہ آئی تھی اُس پر متصرف ہو کر سب ایک صوبہ کر لیا اور بھکر کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کرکے نہایت محکم اور سنگین کیا اور سہوان کے حصار کو بھی تعمیر فرمایا جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اُسے ملتان کے بھی قبضہ کا حکم دیا اور وہ حکم کے بموجب سنہ ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری مین سامان جنگ اور اسباب سفر درست کرکے اُس طرف روانہ ہوا یہ خبر سلطان محمود حاکم ملتان کو پہونچی اُس نے ایلچی معتبر بھیجکر فسخ عزیمت کی التماس کی لیکن عرض اُس کی قبول نہوئی اور سلطان محمود اسی عرصہ مین مرگ مفاجات

عہ ازبکی شیبک خان را در نسخ دیگر درنا غیر بر تاریخ شیبانی خان جغتائی در تحفہ صفا سعد ذکر کردہ ۱۲۵۰

سے فوت ہوا اور اُس کا بیٹا سلطان حسین باپ کا نائب مناب ہوا اور ملتان مین نشان حکومت کا
بلند کیا شاہ حسین اُسے فرصت نہ دے کر بہ کوچ متواتر ملتان مین آیا اور شہر کو محاصرہ کیا اور بعد ایک
سال اور چند ماہ صبح کے وقت آخر ۹۳۳ھ نوسو تینتیس ہجری مین مسخر اور مفتوح کیا اور کچھ ساکنان شہر
مقتول اور اکثر اسیر اور دستگیر ہوئے اور شاہ حسین نے سلطان حسین کو مقید کرکے شجاع الملک
کو کہ عمدہ ملتان تھا نہایت سیاست سے ہلاک کیا اور اُس شہر کو خواجہ شمس الدین کے سپرد کرکے
ٹھٹھہ کی طرف مراجعت فرمائی لیکن سلطان کی غیبت مین ملتان کی خلقت لنگر خان سے موافق ہوکر
خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کے مانند نکال دیا اور شاہ حسین نے موقع وقت نہ دیکھکر اُس کے
استخلاص مین مستعدی نہ کی اور ۹۴۷ھ نوسو سینتالیس ہجری مین ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور کے
غلبہ کے سبب کہ ممالک ہند پر مسلط تھا لاہور سے بقصد استمداد تسخیر ہندوستان ولایت سندھ کی طرف
متوجہ ہوا اور اطراف بکر مین پہونچکر اقامت کی اور مشورہ کے واسطے فرمان طلب شاہ حسین کے نام
کہ ٹھٹھہ مین تھا ارسال کیا شاہ حسین نے چھ ماہ امروز فردا کرکے آخر کو جواب دور از صواب دیا چنانچہ
تحریر قلم سابق سے واضح ہوا ہوگا آخرش جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے شاہ حسین
کی تنبیہ اور تادیب کی فکر مین ہوکر حدود بھکر ناصر میرزا کو کہ آنحضرت کا چچا ہوتا تھا سپرد فرمائے اور خود بدولت
واقبال ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہ حسین ارغون نے جو مرد حیلہ گر اور مدبر تھا میرزا ناصر کو بوعدہ
دامادی اور نوید بادشاہی موافق کرکے فرمایا تو ٹھٹھہ اور بھکر کا خطبہ ناصر میرزا کے نام پڑھا گیا اور
شاہ حسین دریا کے راستہ سے ہمایون بادشاہ کے اطراف اردو مین پہونچا اور رسد غلہ اور تمام مایحتاج
لشکر مسدود کیا ہمایون بادشاہ عاجز ہوا اور بیرم خان کی ہدایت اور فہمائش سے مقام صلح مین آیا
اور باوصف اُس کے کہ دو سال اور چھ ماہ اُس حدود مین بسر کیا تھا بعد صلح جسقدر اونٹ بارکش
اور کشتیان درکار تھین شاہ حسین سے لیکر ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس ہجری مین دریا سے عبور کرکے قندھار
کی طرف روانہ ہوا اور جب شاہ حسین کا مقصود حاصل ہوا ناصر میرزا سے وعدہ خلافی کرکے
اس قدر بدسلوکی اور بیمروتی کی کہ وہ ہمایون بادشاہ کی مخالفت سے نہایت شرمندہ ہوکر کابل کی طرف
راہی ہوا اور ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری مین میرزا کامران ولد بابر شاہ ہمایون بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر
شاہ حسین ارغون کے پاس سند مین آیا اور شاہ حسین نے مہمانداری کے لوازم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور اپنی بیٹی کو شرع محمدی کے موافق کامران میرزا کے عقد مین دیا اور امرائے ارغون کو اُسکے
ہمراہ کرکے نقود فراوان دے کر کابل کی طرف اس حدود کے استخلاص کے ارادہ سے روانہ کیا اور
بعد اس کے شاہ حسین ارغون نے تینتیس سال اوقات عزیز امور شاہی مین صرف ۹۶۴ھ نوسو چونسٹھ
ہجری مین دل اس جہان فانی سے اُٹھا کر خیمۂ اقامت عالم بقا مین بلند کیا

بیان میرزا عیسی ترخان کی حکومت کا

شاہ حسین کے بعد انتقال سلطان محمود نے بھکر مین اور میرزا عیسے ترخان نے ٹھٹہ مین داعیہ سرداری کا کیا یعنی ہر ایک نے اپنے اپنے مقام مین خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن فریقین کے درمیان مین کبھی جنگ اور کبھی صلح ہوتی تھی اور میرزا عیسی ترخان نے تیرہ سال سلطنت کی اور ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین وفات پائی اور جو مولف کو کیفیت انتقال سلطنت خاندان ارغونیہ سے دودمان ترخانیہ کے سمت معلوم نہ تھی اس واسطے اُس کی شرح مین اقدام نہین کیا اس قدر ظاہر ظاہر ہوا کہ میرزا عیسی ترخان ترکمان قوم سے شاہ بیگ کا سپہ سالار تھا

ذکر میرزا باقی کی حکومت کا

جب میرزا عیسی ترخان نے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اُسکے بڑے بیٹے میرزا محمد باقی اور چھوٹے فرزند میرزا جان بابا کے مابین سلطنت کے بارہ مین خرخشہ اور نزاع واقع ہوئی اور میرزا محمد باقی بسبب استعداد قوی کے میرزا جانی پر غالب آیا اور امر خلافت کا منتظم ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے ساتھ طریق رفق و ملائمت جاری رکھکر ہمیشہ ہر سال تحف و ہدایا اخلاص اپنا ظاہر کرتا تھا اور سلطان محمود بھکری کے ساتھ اپنے باپ کے بدستور کبھی صلح اور کبھی جنگ رکھتا تھا اور اُس نے اٹھارہ برس کمال فراغت اور عشرت سے زمانہ شاہی کا بسر کیا اور ۹۹۳ھ نوسو ترانوے ہجری مین اجل طبیعی سے فوت ہوا

تذکرہ میرزا جانی کی سلطنت کا

میرزا محمد باقی کے بعد ارتحال میرزا جانی حکومت ٹھٹہ پر فائز ہوا اور جو محمد اکبر بادشاہ ایک مدت لاہور مین رونق افزا ہو کر مترصد اس امر کا تھا کہ میرزا جانی اظہار اخلاص کے واسطے ملاقات کو آوے لیکن خلاف اُسکے وقوع مین آیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ولایت اور قلعہ بھکر قبل اس سے مسخر کیا تھا اس بہانہ کو دست آویز کر کے ولایت ٹھٹہ اور بلاد سندھ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور ۹۹۸ھ نوسو اٹھانوے ہجری مین میرزا عبد الرحیم المخاطب بخان خانان ولد بیرم خان کو جو آنحضرت کا سپہ سالار تھا ولایت بھکر اور ملتان جاگیر دے کر اُس طرف روانہ فرمایا میرزا عبد الرحیم خان خانان پہلے قلعہ سہوان کو محاصرہ کر کے اور قلعون اور شہرون کی تسخیر کے لیے عازم ہوا اور میرزا جانی نے لشکر خاصہ اور اُس طرف کے تمام زمینداروں کو فراہم لا کر مع توپخانہ اور کشتی اور غراب بسیار سہوان کی طرف عزیمت کی اور میرزا عبد الرحیم المعروف بخان خانان ترک محاصرہ کر کے اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب نصیر پور کے

نواح مین پہونچا فریقین کے درمیان فاصلہ سات کوس کا باقی رہا میرزا جانی نے غرابون کو کہ ایک سو سے
سے زیادہ تھین مع دوسو کشتی جو تیرانداز ون اور گولہ اندازون اور دیگر آلات حرب سے مملو کیا تھا
جنگ کے واسطے بھیجا اور میرزا عبد الرحیم نے باوصف اُس کے کہ زیادہ پچیس غراب سے نرکھتا تھا
اپنے آدمیون کو اُن کے مقابلہ کے واسطے بھیجکر بنیاد جنگ قایم کی اور میرزا عبد الرحیم کہ دریا
کے کنارے ایستادہ ہوکر لڑائی کی سیر دیکھتا تھا ایک توپ بزرگ کا گولہ میرزا جانی کی ایک
کشتی عمدہ پرتاک کر ایسا مارا کہ وہ کشتی ٹوٹ گئی اور وہ جماعت کثیر جو اُس پر سوار تھی بحر فنا مین غرق
ہوئی اور اسی اثنا مین اکبر بادشاہ کی توپین فیر ہوئین اور سات کشتیان میرزا جانی کی گرفتار کین اور
دوسو آدمی مارے گئے اور ایک شبانہ روز جنگ قایم رہی عاقبت الامر محرم کی چھبیسوین تاریخ
سنہ ایک ہزار ہجری مین سندیون نے شکست کھائی میرزا جانی دریاے سند کے کنارے
اُس زمین پر کہ اُس کے اطراف وجوانب مین پانی اور دلدل تھی وارد ہوا اور اپنی فوج کے گردو
پیش ایک قلعہ تیار کیا اور خان خانان اُس کے مقابل مین فروکش ہوا اور مورچے تقسیم کیے چنانچہ
دو ماہ کامل ہر روز ایک جماعت بہادرون کی طرفین سے آن کر جنگ مین مشغول ہوتی تھی اور کام
آتی تھی اور جب سندیون نے ہر اطراف سے رسد غلہ اور مایحتاج لشکر بند کی میرزا عبد الرحیم خان خانان
کی فوج مین ایسا قحط پڑا کہ ایک نان جان کے بدلے ارزان اور عزیز تھی **ابیات**

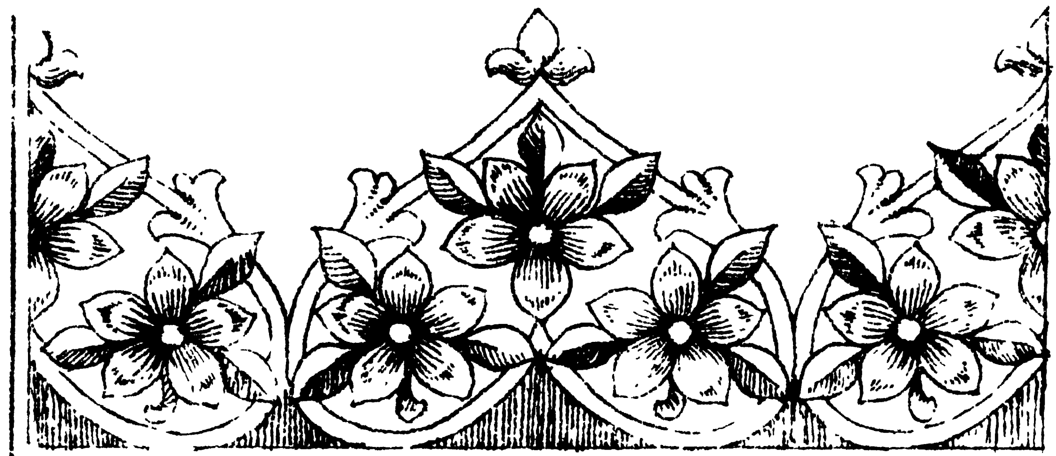
گشت زان تنگی جہانے تنگدل	گرسنہ نالان وسیران سنگ دل
ہر کرا دیدار نان بودے ہوس	قرص خور مہ آسمان دیدی وبس

میرزا عبد الرحیم خان خانان ناچار اور لاعلاج ہوکر اس مقام سے کوچ کرکے پرگنہ جو ان کی طرف جو
ٹھٹہ کے قریب ہے گیا اور ایک جماعت کو سہوان کے محاصرہ کے واسطے بھیجا میرزا جانی انھین کمزور
سمجھ کر اُن کے سر پر گیا خانخانان نے جب یہ حال دیکھا اپنے سپہ سالار دولت خان لودھی کو مع فوج
اُس جماعت کی کمک کو بھیجا غرضکہ فریقین کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی میرزا جانی نے شکست
پائی اور دریا سے عبور کرکے موضع ارلول مین نزول کیا اور اپنے گرد قلعہ بنا کر پناہ لی خانخانان نے
چارون طرف سے محاصرہ کیا اور ہر روز لڑائی ہوتی تھی لیکن اس مرتبہ لشکر سند غلہ کی نایابی سے نہایت
تنگ اور عاجز ہوا اونٹ اور گھوڑے ذبح کرکے کھانے لگے اور میرزا جانی نے یہ حال مشاہدہ کرکے
خانخانان کو یہ پیغام دیا کہ مین ارادہ محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت کا رکھتا ہون مجھے تین مہینے
کی مہلت دیجیے تو کہ مین اپنا سامان درست کرکے آن حضرت کی درگاہ مین روانہ ہون میرزا
عبد الرحیم خان خانان نے یہ التماس قبول کی اور میرزا جانی کی بیٹی اپنے بیٹے میرزا ایرج کے عقد
ازدواج مین لایا اور بعد انقضاے موسم برسات قلعہ سہوان اور ٹھٹہ اور بلاد سند پر متصرف ہوا اور سنہ

ایک ہزار ایک ہجری مین میرزا جانی کو ہمراہ لے کر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی پابوسی سے مشرف کیا اور میرزا جانی نے امرا کے سلک مین انتظام پایا اور میرزا عبد الرحیم مراتب علیہ پر فائز ہوا چنانچہ اُس تاریخ سے مملکت سند بادشاہ دہلی کے ممالک مین داخل ہوئی اور کسی زمیندار وغیرہ کو اُس ملک مین کچھ دخل نہ رہا

ذکر سلطان محمود بھکری کے انجام حال کا

یہ مرد سفاک اور دیوانہ تھا تھوڑی تقصیر پر آدمی کی خونریزی کرتا تھا محمد جلال الدین اکبر بادشاہ نے محب علی خان پسر میر خلیفہ کو زمین بھکر کی تسخیر کو تعین فرمایا اُس نے وہان جاکر قلعہ بھکر کے سوا نصف ملک پر اپنا قبضہ کیا سلطان محمود نے مضطرب ہوکر محمد اکبر بادشاہ کو عرض داشت کی کہ قلعہ بھکر کو محب علی خان کے سوا جس شخص کو حکم ہو تفویض کرون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گیسو خان کو بھیجا لیکن قبل پہونچنے گیسو خان کے سلطان محمود باجل طبیعی فوت ہوا اور گیسو خان نے ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین قلعہ بھکر پر قبضہ کیا مدت سلطنت سلطان محمود کی بیس برس تھی ٭ —



مقالہ نوان سلاطین ملتان کے بیان مین

ناظرین برتمکین اور واقفان تواریخ کی خدمت مین عرض پرداز ہوتا ہون کہ آغاز ظہور اسلام بلدہ ملتان مین محمد قاسم کے زمانہ سے ہوا اور بعد اُس کے سلطان محمود غزنوی کے عہد تک احوال ملتان کا کسی مورخ نے کتب تواریخ مین نہین لکھا بلکہ افواہاً بھی اُس زمانہ کی حکایتین مشہور و معروف نہین ہین اس قدر ترجمہ تاریخ یمینی وغیرہ مین مرقوم ہر کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو ملحدون کے تصرف سے مستخلص کیا اور مدت دراز تک وہ ملک اُس خاندان عظیم الشان کے تصرف مین رہا جب دولت غزنویہ بسبب تنزل کے ضعیف ہوئی بلاد ملتان پھر قرامطہ کے تصرف مین آیا اور بعد اُس کے سلطان معزالدین محمد سام کا اُس پر قبضہ ہوا اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری تک سلاطین دہلی کے زیرنگین تھا جب اُن سنوات مین اقلیم ہند مین بسبب آشوب کے طوائف الملوکی بہم پہونچی تو ملتان مین بھی حاکم علحدہ ہوا یعنے اُس دیار کی عنان حکومت شاہان دہلی کے ہاتھ سے نکل گئی پھر چند حکام نے بہیم حکومت کی۔

تذکرہ شیخ یوسف ملتانی کی حکومت کا

جب دارالملک دہلی کی سلطنت سلطان محمد بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ بن خضرخان کو نوبت بہ نوبت پہونچی تو اُس کے ارکان مین خلل واقع ہوا اور ولایت ملتان سپاہ مغل کی تاخت سے کہ قندھار اور غزنین اور کابل سے متعلق رہتی تھی زیروزبر ہوئی اور دارالحکومت حاکم کے وجود سے خالی ہوگیا ملتان کے رئیس متفق ہو کر حاکم مقرر کرنے کی فکر مین ہوے اور جو بزرگی طبقہ علیہ غوث الزمانی

بہاء الدین ذکریاے ملتانی کی شرح و بیان سے رفیع تر ہے اس لیے اُس ملک کے اہالی اور شرفانے
شیخ یوسف قریشی کو کہ خانقاہ کی تولیت اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریاے ملتانی کے
روضہ رضیہ کی مجاوری اور نگہبانی ساتھ اُس کے تعلق رکھتی تھی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری
مین سریر سلطنت ملتان پر تمکن کیا اور منبرون پر خطبۂ ملتان اور اوچہ اور اُسکے اطراف اور اکناف کا
شیخ یوسف کے نام پڑھا اور اُس نے بھی لوازم بزرگی مین مشغول ہو کر اس حدود کے تمام باشندون کی
تسلی اور دلجوئی کی اور لطف و احسان کے دانہ سے زمینداروں کے مرغ دل کو رام کیا اور راے سہرہ جو
جماعت افغان لنگاہ کا سردار تھا اور قصبہ سوہی مع مضافات ساتھ اُسکے تعلق رکھتا تھا اُسنے شیخ یوسف کے
باین عبارت پیغام کیا کہ جو ہمارا اعتقاد اور اخلاص باپ دادا کے وقت سے آپ کے سلسلہ رضیہ کی نسبت
مستحکم ہے لہذا بنظر خیر خواہی عرض گذار ہون کہ جو مملکت دہلی مین فتنہ و فساد برپا ہے اور اس عرصہ مین
سلطان بہلول لودھی افغان نے خطبہ دہلی کا اپنے نام پڑھا ہے مناسب یہ ہے کہ قوم لنگاہ کا دل ہاتھ مین
لائیے اور ہمین اپنی فوج کا سردار بنایئے تو ہم بوقت ضرورت جان نثاری اور جان سپاری مین
دریغ جائز نہ رکھین اور بالفعل اپنے عقیدے اور ارادے کے استحکام کے واسطے اپنی دختر
آنحضرت کو دیتا ہون اور ساتھ دامادی کے قبول کرتا ہون شیخ اس امر سے نہایت محظوظ ہوے اور
راے سہرہ کی دختر کو برسم سلاطین اپنے عقد مین لائے اور راے سہرہ اپنی بیٹی کے دیکھنے کو قصبہ سیوئی
سے ملتان مین کبھی کبھی آتا تھا اور تحف و ہدایاے لائق شیخ کی خدمت مین گذرانتا تھا لیکن شیخ احتیاطاً
اُسے قبول نفرماتے تھے کہ ایسا نہو راے سہرہ شہر ملتان مین بود و باش اختیار کرے اور وہ بھی دانائی سے
شہر کے باہر رہ کر اپنی دختر کے دیکھنے کو تنہا جاتا تھا ایکبار تمام فوج اپنی فراہم کر کے ملتان کی سمت روانہ
ہوا اور چاہا کہ مکر و حیلہ سے شیخ کو دستگیر کر کے ملتان کا حاکم ہوں جب ملتان کی نواح مین پہونچا شیخ یوسف
قریشی کو پیغام بھیجا کہ ابکی مرتبہ تمام فوج لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہون تو آپ میری جمعیت کو ملاحظہ کر کے ان سے
خدمات لائقہ لیوین شیخ نے حیلہ اور افسون دہر سے غافل ہو کر اُسکی التماس پذیرائی اور راے سہرہ
نماز زراجب ادا کرکے مع ایک خدمتگار اپنی دختر کے دیکھنے کو آیا اور خدمتگار سے فرمایا کہ ایک گوشہ مین جاکر
ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے اُسکا خون گرما گرم ایک پیالہ مین بھر کر میرے پاس لا اور جب خدمتگار نے امر مذکور مین
قیام کیا راے سہرہ نے اس خون کو نوش کیا اور بعد ایک لحظہ کے از روے مکر و فریب مرغ کاذب کی طرح
بیوقت فریاد کر کے بولا کہ میرے شکم مین درد ہوتا ہے اور لحظہ بلحظہ اُسکی گریہ و زاری زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور آدھی رات کے وقت وکلاے شیخ یوسف کو بقصد وصیت طلب کر کے اُس جماعت کے روبرو
استفراغ دموی کیا اور اثناے وصیت مین رو رو کر اپنے عزیز و اقارب کو جو شہر کے باہر تھے وداع کے
واسطے بلایا جب شیخ یوسف کے اعیان و ارکان نے راے سہرہ کی حالت ردی دیکھی اُسکے عزیز و

اقارب کے آنے مین مضائقہ نہ کیا خلاصہ یہ کہ جب تمام لوگ اُس کے قلعہ مین داخل ہوے بہ ارادۂ انتزاع سلطنت سر بستر بیماری سے اُٹھا کر اپنے ملازمین معتمد کو قلعہ کے ہر دروازہ پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ خبردار شیخ یوسف کے کسی نوکر کو جو قلعہ کی چھاؤنی سے باہر ہین آنے نہ دینا پھر شیخ یوسف کی خلوت سرا مین داخل ہو کر اُنھین دستگیر کیا

ذکر قطب الدین لنگاہ کی سلطنت کا

جب رائے سہرہ نے شیخ کو قید کر کے اپنا لقب سلطان قطب الدین لنگاہ رکھا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور ملتان کی خلقت نے اس کی حکومت سے راضی ہو کر بیعت کی رائے سہرہ نے اُس وقت شیخ یوسف کو قلعہ کے دروازہ سے جو شمال کی طرف شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار مورد انوار کے قریب واقع ہی برآوردہ کر کے دہلی کی سمت رخصت کیا اور اس دروازہ کو خشت پختہ سے چنوا دیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ وہ دروازہ آج تک کہ ۱۰۱۸ھ ایک ہزار اٹھارہ ہجری مین بدستور سابق مسدود ہی پھر تشان حکومت بلند کر کے امور سلطنت مین مشغول ہوا اور جب شیخ یوسف دہلی مین داخل ہوئے بادشاہ بہلول لودھی نہایت اعزاز و احترام سے پیش آیا اور اپنی بیٹی کا شیخ کے صاحبزادے سے جن کا نام شیخ عبداللہ تھا عقد کیا اور شیخ کو ہمیشہ وعدہ ہاے نیک سے قوی پشت اور مسرور خاطر رکھتا تھا اور شاہ قطب الدین لنگاہ بلاد ملتان مین نہایت بیفکری سے حکومت کرتا رہا بعد ایک مدت کے یعنے ۸۷۴ھ آٹھ سو چوہتر ہجری مین سلطان قطب الدین اجل طبعی سے فوت ہوا اور مدت اُس کی سلطنت کی سولہ برس تھی

ذکر شاہ حسین لنگاہ بن قطب الدین لنگاہ کی شاہی کا

جب قطب الدین لنگاہ نے ودیعت حیات مستعار مالک حقیقی کے سپرد کی اعیان دولت نے بعد ادائے لوازم تعزیت اُس کے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنگاہ خطاب دے کر سریر سلطنت پر بٹھایا اور ملتان اور اُس کے اطراف مین خطبہ اُس کے نام پڑھا اور وہ نہایت قابل اور مستعد اور الطاف خداوندی کے ورود اور نزول کے شایان تھا اُس کے ایام دولت مین علم و فضل کا مرتبہ بلند ہوا اور علما اور فضلا اُس کے خوان مائدۂ احسان سے پرورش پانے لگے اور آغاز دولت اور ایام شباب مین قلعہ سور کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس زمانہ مین قلعہ سور غازی خان کے تصرف مین تھا اور غازی نے جب یہ خبر سُنی کہ شاہ لنگاہ بہ قصد تسخیر اس دیار کا ارادہ رکھتا ہی تو سامان جنگ درست کر کے قلعہ سے برآمد ہوا اور دس کوس آگے بڑھ کر شاہ حسین لنگاہ سے لڑا اور داد مردی اور

مردانگی دی جو فتح اور شکست باختیار خدا ہی پاے ثبات اُس کا میدان معرکہ سے ہل گیا اور بھاگ کر
بلدہ سور نہ پہونچکر بھیرہ کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ اہل و عیال اُس کے قلعہ سور مین تھے اُنھون نے
حصارداری کا اسباب درست کرکے قلعہ کو مضبوط کیا اور ہمیشہ کمک پہونچنے کے منتظر تھے کہ امراے
غازی خان جن کے بھیرہ اور چنیوت اور خوشاب تصرف مین تھا کمک بھیجین گے اس امید پر چند روز کی محنت
محاصرہ اُٹھائی جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوئے جان کی امان چاہکر قلعہ شاہ حسین لنگاہ کے سپرد
کیا اور بھیرہ کی سمت روانہ ہوے اور شاہ حسین لنگاہ نے مہمات ملکی کے سرانجام کے واسطے چند روز سور
مین توقف کیا پھر قصبۂ چنیوت کی سمت عازم ہوا اور ملک باجھی کھکر وہان کا جو داروغہ تھا اُس نے چند روز
اپنے ناموس کی حفاظت کے لیے محنت محاصرہ اپنے اوپر گوارا کی آخر کو وہ بھی امان طلب کرکے قلعہ سے دستبردار
ہوا اور بھیرہ کا راستہ لیا اور شاہ حسین نے سرحد کا بندوبست کرکے ملتان کی طرف معاودت کی اور چند روز
وہان استراحت کرکے کنکری کی طرف سوار ہوا اور اس نواح کو قلعہ دھنکوٹ کی حدود تک اپنے تصرف
مین لایا اور جو شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودھی سے اعانت کے واسطے داد بیداد کرتا تھا جس وقت
کہ شاہ حسین لنگاہ قلعۂ دھنکوٹ کی طرف گیا بہلول شاہ لودھی نے فرصت غنیمت جان کر اپنے فرزند باربک شاہ
کو کہ احوال اُس کا وقائع سلاطین دہلی اور شاہان جون پور مین گذارش ہوا ہی ولایت ملتان کی تسخیر
کے واسطے رخصت فرمایا اور تاتارخان لودھی کو مع لشکر پنجاب باربک شاہ کے ہمراہ نامزد کیا چنانچہ باربک شاہ
اور تاتارخان لودھی بکوچ متواتر ملتان کی طرف روانہ ہوے اتفاقاً ان دنون مین سلطان حسین کا برادر
حقیقی جو قلعہ کوٹ کرور کا حاکم تھا اُس نے اپنا لقب شاہ شہاب الدین لنگاہ رکھکر نشان بغاوت کا بلند
کیا شاہ حسین لنگاہ نے آتش فساد قلعہ کرور کی تسکین مقدم جان کر بجناح استعجال وہان پہونچکر سلطان
شہاب الدین کو زندہ گرفتار کیا اور اُس کے پانؤن مین بیڑیان ڈالکر ملتان کی طرف متوجہ ہوا
اس درمیان مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ باربک شاہ اور تاتارخان سواد ملتان کے قریب مصلاے عیدین
جو شہر کے پہلو مین ہی فروکش ہو کر قلعہ گیری کے سامان مین مشغول ہین شاہ حسین لنگاہ شبا شب دریاے
سندھ سے عبور کرکے آخر شب ملتان مین داخل ہوا اس وقت تمام فوج کو جمع کرکے یہ فرمایا
کہ تمام سپاہ سے امید شمشیرزنی کی نہین ہوتی ہی کس واسطے کہ اس مین سے بعضون کو اپنے اہل و عیال
کی محبت دامنگیر ہوتی ہی وہ جماعت اگرچہ شمشیرزنی کے کام نہین آتی لیکن وہ لوگ مصالح کے واسطے اور
مثل قلعہ داری یا زیادتی سواد لشکر اور مثل اسکے دیگر امور مین کام آتے ہین غرضکہ اس مقدمہ کی تمہید
کے بعد فرمایا کہ جو شخص بے تکلف جنگ صف کرے وہ صبح کو شہر سے باہر جاوے اور بقیہ لشکر قلعہ داری
مین مشغول رہے چنانچہ بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار لڑنے پر آمادہ ہوے اور جب آفتاب جہانتاب
اُفق مشرق سے اپنا نیزہ بلند کرکے طالع ہوا تمام فوج طبل جنگ بجاکر شہر سے روانہ ہوئی اور سلطان حسین ۲۰

نے سپاہ دلی کو اپنی ہمشیر ذکر کے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سوار تمام پیادے ہو وین اور اول وہ خود پیادہ ہوا اس کے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ تمام سپاہ باتفاق ایکبارگی تین تیر دشمن کی فوج پر مارین جب اول مرتبہ بارہ ہزار تیر ایکبارگی خانہ کمان سے چھوٹے فوج دشمن مین اضطراب عظیم ظاہر ہوا اور دوسری زدمین جمعیت اُن کی متفرق اور پریشان ہوئی اور تیسری مرتبہ اس طرح بدحواس ہو کر بھاگے اور دشمن کا خوف اُن کے دل پر ایسا چھایا کہ بھاگ کر سور مین پہونچے اور وہان کے قلعہ کی طرف اصلا التفات نہ کی پھر وہان سے بھاگ کر چینوت مین دم لیا اور اس فتح سے لشکر ملتان کو جمعیت تمام آسودگی بسیار پہونچی جب باربک شاہ اور تاتارخان قلعہ چنیوت مین پہونچے سلطان حسین کے تھانہ دار کو مع تین سو مرد کے بقول وعہد قلعہ سے برآورده کیا اس کے بعد نقض عہد کرکے ایک کو زندہ نہ چھوڑا اور سلطان حسین اس فتح کو فوز عظیم جان کر قلعہ چنیوت کے استخلاص کا ارادہ اپنے دل مین نہ لایا اور اسی عرصہ مین ملک سہراب ودواہی جو اسمعیل خان اور فتح خان کا باپ تھا مع قوم رہیلہ کچ اور مکران کے اطراف سے شاہ حسین کی فوج مین ملحق ہوا اور شاہ حسین لنگاہ نے ملک سہراب بلوچ کا آنا اپنے اوپر مبارک سمجھا قلعہ کوٹ کرور سے قلعۂ دہنکوٹ تک تمام ولایت اُسے اور اُس کی قوم کو جاگیر دی چنانچہ یہ خبر سنکر اور بلوچ بھی بلوچستان سے شاہ حسین لنگاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور روز بروز جمعیت اُس کی زیادہ ہوتی گئی اور شاہ حسین لنگاہ نے اُس ولایت کا بقیہ جو دریاے سندھ کے کنارے آباد ہے بلوچون کی تنخواہ مین مقرر کیا اور رفتہ رفتہ سیت پور سے دہنکوٹ تک تمام ولایت بلوچون سے متعلق ہوئی اور اُنھین دنون مین جام بایزید اور جام ابراہیم جو قبیلہ اسیہ کے سردار تھے جام سندا ولایت سندھ کے حاکم سے آزردہ ہو کر شاہ حسین کی خدمت مین حاضر ہوئے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو ولایت بھکر اور ٹھٹہ کے مابین واقع ہے اکثر وہ ولایت ساتھ قوم سہیہ کے جو اپنے تئین اولاد جمشید سے جانتے تھے تعلق رکھتی تھی چونکہ قوم سہیہ شجاعت اور شہامت مین تمام قبیلہ سہیہ سے ممتاز تھی اور جام سندا کہ قوم سہیہ سے تھا اور وہ بھی اپنے تئین اولاد جمشید سے جانتا تھا اُس قوم سے ہمیشہ ہراسان رہتا تھا اتفاقاً سرداران سہیہ کے درمیان مین عداوت ظاہر ہوئی جام نظام الدین المشہور بجام سندا نے اس امر کو نعمت عظمی تصور کرکے مخالفون کی جانبداری کی اور جام بایزید اور جام ابراہیم کہ دونون برادر حقیقی تھے اُنکی کچھ رعایت نہ کی اس وجہ سے جام بایزید اور جام ابراہیم جام سندا سے آزردہ ہو کر شاہ حسین لنگاہ کے شریک ہوے اور اُس نے ولایت سور پر جام بایزید کو اور ولایت اوچہ پر جام ابراہیم کو مقرر کرکے دونون کو جاگیر پر رخصت کیا جو جام بایزید فضائل علمی سے بہرہ یاب تھا اس واسطے اہل فضل سے صحبت رکھتا تھا اور اس اطراف مین فاضل کو جس مقام مین سنتا تھا کہ رہتا ہے اُس کے احوال پر اُس قدر تفقد اور مہربانی کرتا تھا

گروہ بے اختیار اُس کی مجلس مین پہونچکر اس سے فائدہ مند ہوتا تھا اور یہ بھی کہتے ہین کہ جام بایزید اہل فضل کے ساتھ اس قدر محبت رکھتا تھا کہ شیخ جمال الدین قریشی جو شیخ عالم قریشی کے فرزند تھے اور اُنھون نے خراسان مین قسم قسم کے علوم تحصیل کیے تھے باوجود اس کے کہ حواس ظاہری اُن کے مختل ہوئے تھے یہ تکلیف تمام اُنھین شغل وزارت پر مامور کرکے جمیع مہمات ملکی اُن سے رجوع کیے اور خود اہل فضل کی صحبت مین بسر کرتا تھا اور احکام الٰہی کی اس طور سے تقلید کرتا تھا کہ ایکبار اُس نے شہر سور مین ایک عمارت کی بنیاد ڈالی اتفاق حسنہ سے ایک خزانہ اُس مقام مین نکلا جام بایزید نے دست تصرف اس سے باز رکھا اور وہ تمام خزانہ سلطان حسین کی خدمت مین ارسال کیا سلطان کو اس امر سے اعتقاد عظیم بہم پہونچا جب سلطان بہلول ساتھ رحمت حق کے واصل ہوا اور سلطان سکندر نے بجاے اُس کے سریر فرمانروائی پر تمکن کیا سلطان حسین لنکاہ نے مکتوب تعزیت وتہنیت مع تحف وہدایا ایلچیون کی صحابت سے بھیجکر بنیاد صلح ڈالی پھر چونکہ نسبت شریعت پرستی کی سلطان سکندر پر غالب آئی حکم صلح دے کر یون مصلحت دیکھی کہ طرفین سے طریقۂ اتحاد اور اخلاص جاری رکھکر خیر خواہ ایک دوسرے کے رہین اور سپاہ کسی کی اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور طرفین سے جس شخص کو کمک اور اعانت کی ضرورت واقع ہووے دوسرا امداد سے اپنے تئین معاف نہ رکھے غرضکہ بعد اس کے عہدنامہ تحریر ہو کر امرا اور اعیان مملکت کی گواہی سے مزین ہوا پھر سلطان سکندر نے ایلچیون کو خلعت دے کر رخصت کیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ شاہ حسین سلطان مظفر شاہ گجراتی کے ساتھ طریقہ مراسلت کا جاری رکھتا تھا اور طرفین سے رسل ورسائل کے دروازہ مفتوح رہتے تھے ایکبار سلطان حسین نے قاضی محمد نام ایک شخص کو کہ زیور فضائل سے آراستہ تھا بصیغہ سفارت سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اور قاضی سے یہ بات کہی کہ رخصت کے وقت سلطان مظفر سے درخواست کرنا کہ خدمتگارون کو تیرے ہمراہ کرکے منازل سلطانی کی سیر کرائین اور سلطان حسین کی غرض اس مقدمہ سے یہ تھی کہ مین بھی ایک قصر مثل سلاطین گجرات ملتان کے درمیان مین تعمیر کرون جب قاضی محمد احمد آباد مین پہونچا اور تحف وہدایا گذرانے اور رخصت کے وقت درخواست اس امر کی جسکے واسطے مامور ہوا تھا کی سلطان مظفر نے اپنے خدمتگارون کو قاضی محمد کے ہمراہ کرکے حکم دیا کہ تمام منازل شاہی کی تفصیل اسے سیر کرائین جب قاضی گجرات سے ملتان مین آیا بعد ادا ے رسالت چاہا کہ شاہان گجرات کی عمارات کی کچھ صفت بیان کرون پھر عرض پیرا ہوا کہ احقر کی زبان اُن منازل دلپذیر کی توصیف مین گنگ ہے لیکن گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ اگر محصول یکسالہ تمام مملکت ملتان کا اُن قصور مین سے ایک قصر کے تعمیر مین خرچ ہووے شاید انجام کو پہونچے سلطان حسین یہ بات سنکر نہایت غمگین اور ملول ہوا عماد الملک توتک کہ منصب وزارت اُسکے تفویض تھا اسنے قدم جرأت

آگے بڑھا کر دعا دی کہ حافظ حقیقی بادشاہ کو قیامت تک حوادث زمانہ سے نگاہ رکھے دشمنون کے حزن و ملال کا سبب معلوم نہین ہوتا ارشاد کیا کہ سبب حزن کا یہ ہی کہ قضا و قدر نے لفظ شاہی مجھپر اطلاق کی ہی اور معنے شاہی سے محروم ہون بادجود اس کے کہ مین قیامت کے دن ساتھ بادشاہون کے محشور ہونگا عماد الملک تونک نے یہ جواب دیا کہ ظل سبحانی اپنا دل صفا منزل اس سبب سے مکدر اور ملول نہ رکھین کس واسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے ہر ایک مملکت کو ساتھ ایک فضیلت کے مخصوص کیا ہی کہ وہ مملکت دوسرے ممالک مین عزیز اور محترم ہی اور مملکت گجرات اور دکن و مالوہ اور بنگالہ اگرچہ زرخیز ہی اور سامان عیش و نشاط کا اُن ممالک مین بخوب ترین وجہ میسر ہوتا ہی لیکن مملکت ملتان مرد خیز ہی کس واسطے کہ ملتان کے بزرگ جس مملکت مین تشریف لے گئے معزز اور محترم ہوے اور شکر ہی کہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کے طبقۂ علیہ کے چند بزرگوار ملتان مین موجود ہین کہ جمیع کمالات مین شیخ یوسف قریشی پر کہ سلطان بہلول نے اُن کے فرزند کو دختر دی تھی اور بہت اُن کی عزت کرتے تھے ترجیح رکھتے ہین اور اسی طرح سے طبقہ تجاریہ کے چند اشخاص نواح ملتان مین موجود ہین کہ کمالات ظاہری اور باطنی مین حاجی عبد الوہاب پر شرف رکھتے ہین اور طبقۂ علماء سے مولانا فتح اللہ اور اُن کے شاگرد مولانا عزیز اللہ خاک پاک ملتان سے مخلوق ہوے ہین اکثر اہل ہندوستان ان عزیزون کے ہونے سے فخر کرتے ہین اور یہ فخر کرنا بجا ہی جب اس قسم کی باتین عماد الملک نے سمع مبارک مین پہونچائین زنگ ملال سلطان کے دل سے رفع ہوا اور فرحت حاصل ہوئی اور جب سلطان حسین لنگاہ کبرسنی سے ناتوان ہوا اپنے بڑے بیٹے کو کہ فیروز خان نام رکھتا تھا فیروز شاہ خطاب دے کر خطبہ اُس کے نام پڑھا اور خود طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور عماد الملک تونک کو بدستور قدیم منصب وزارت پر مقرر رکھا

تذکرہ فیروز شاہ بن حسین شاہ لنگاہ کی حکومت کا

چونکہ فیروز شاہ لنگاہ بے تجربہ کار تھا اور قوت غضبی اُس کی تمام قوتون پر حاکم اور مسلط تھی اس سبب سے اُس کا وجود زیور جود و سخاوت سے عاری تھا اور ہمیشہ بلال ولد عماد الملک پر جو فضیلت اور کمالات سے بہرہ رکھتا تھا اور دیگر کمالات سے آراستہ تھا حسد کرتا تھا ایک روز اس نے اپنے غلام سے یہ بات کہی کہ بلال احوال بادشاہی پر تصرف کرکے فساد برپا کیا چاہتا ہی اور اُسکا قصد یہ ہی کہ لوگون کو اپنا یار اور مصاحب بناکر شغل سلطنت کو انجام دون اور لائق دولت یہ ہی کہ مفسدون کا علاج فساد سے پیشتر کرنا چاہیے اور وہ غلام ناعاقبت اندیش بلال کے قتل پر آمادہ ہوا اور وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا اتفاقاً ایک دن بلال سیر دریا کے واسطے کشتی مین سوار ہوا اور سیر کرکے شہر مین آیا چاہتا تھا کہ

اُس غلام نے کمین گاہ سے ایک تیر ایسا اُس کے سینہ پر مارا کہ مقابل سے نکل گیا اور بلال اُس کے صدمہ سے جانبر نہوا عماد الملک نے عرصۂ قلیل مین فیروز شاہ کو زہر دے کر اپنے فرزند دلبند کا انتقام بوجہ احسن لیا اور جب کبر سنی مین یہ مصیبت شاہ حسین لنگاہ کو پہونچی عنان صبر دست استقلال سے نکل گئی گریہ وزاری اور بیقراری کے سوا اور شغل نہ تھا غرضکہ بہر حفظ مملکت اور انتقام لینے کے واسطے خطبہ اپنے نام پڑھا اور محمود خان بن سلطان فیروز شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور قدیم مہمات سلطنت عماد الملک کے سپرد کر کے رنجش اور کدورت اصلا اس پر ظاہر نہ کی اور بعد چند روز کے جام بایزید کو خلوت مین طلب کر کے یہ فرمایا کہ تو میری صورت حال اور درد دل سے خوب آگاہ ہی کس واسطے مرہم تدبیر سے اس کو اندمال نہین کرتا یعنے اس نمک حرام عماد الملک سے میرا انتقام نہین لیتا جام بایزید نے بخواہش تمام اس امر کو قبول کیا اور رخصت انصراف حاصل کی اور رات کو منادی گھر سے فرمایا کہ لشکر مین جا کر ندا کرے کہ سلطان نے سامان واجب طلب کیا ہی علے الصباح تمام فوج ساز و یراق سے درست اور مسلح ہو کر دولت سرائے سلطانی پر حاضر ہووے جب صبح ہوئی جام بایزید مع جمیع سپاہ مسلح ہو کر در دولت پر حاضر ہوا اور جب یہ خبر سلطان کو پہونچی عماد الملک سے فرمایا کہ تو جا کر جام بایزید کی افواج کا سامان واجب دیکھ جو کہ رات کو مشورہ ہو چکا تھا اُس کے آتے ہی جام بایزید نے عماد الملک کو گرفتار کر کے قید کیا اور شاہ حسین لنگاہ نے اُسی وقت شغل وزارت جام بایزید کے تفویض کر کے اتالیقی محمود خان بن فیروز خان کی بھی منصب وزارت پر اضافہ فرمائی اور چندروز کے بعد شاہ حسین لنگاہ ہفتہ کے دن صفر کی چھبیسوین تاریخ ۹۰۸ھ نوسوآٹھ اور بقولے ۹۰۴ھ نوسو چار ہجری مین اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی بقولے چونتیس سال اور بقولے تیس سال تھی مؤلف طبقات بہادر شاہی کے قلم سے اس مقام مین دو تین سہو صادر ہوئے ہین اول یہ کہ محمود خان کو شاہ حسین شاہ لنگاہ کا فرزند لکھا دوسرے یہ کہ سلطان فیروز کے جلوس کو بعد از محمود خان تحریر کیا تیسرے یہ کہ شاہ فیروز شاہ کو محمود خان کا بھائی قرار دیا اور صحیح یہ ہی کہ سلطان محمود سلطان فیروز شاہ لنگاہ کا بیٹا تھا اُس نے بعد فیروز شاہ بن شاہ حسین لنگاہ کے سریر سلطنت پر اجلاس کیا تھا

ذکر شاہ محمود شاہ لنگاہ کی شاہی کا

جب شاہ حسین لنگاہ فوت ہوا اُسکے دوسرے دن دوشنبہ کے روز ستائیسوین تاریخ صفر کو جام بایزید نے امرا اور ارکان دولت اور اشراف شہر کے باتفاق شاہ حسین لنگاہ کی وصیت کے موافق محمود شاہ کو سریر جہانداری پر جلوہ گر کیا چونکہ یہ خورد سال تھا اوباش واجلاف کو فراہم لا کر اراذل پرست مشہور ہوا اور اکثر اوقات مسخر اور استہزا مین مصروف رہتا تھا اس سبب سے اشراف اور اکابر اپنے تیئین اُس کی

صحبت سے دور رکھتے تھے اور بعد اُس کے جب مردم اوباش نے اس کے مزاج مین تصرف پایا پھر اُن کی آمادہ ہوئے کہ شاہ محمود شاہ کا مزاج جام بایزید سے منحرف کرین اور اپنے حصول مطلب کی تدبیرین کرنے لگے اور جام بایزید یہ تدبیرین اُن کی مکر سے کر سُنکر اپنے مکان سے جو آب چناب کے کنارے اور ملتان سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تعمیر کیا تھا وہان استقامت کرکے شہر مین نہین آتا تھا اور مہمات ملکی کو وہان انجام دے کر حیلہ حوالہ مین اوقات بسر کرتا تھا اور اُسی عرصہ مین ایک روز جام بایزید نے بعضے قصبات کے زمینداروں اور مقدموں کو تحصیل مال اور معاملہ کے واسطے طلب کیا تھا جب بعضون نے تمرد کرکے عدول حکمی کی جام بایزید نے اور مالگزاروں کی عبرت کے واسطے اُس جماعت کے سر کے بال ترشوائے اور گدھے پر سوار کرکے تشہیر کیا بدگویون نے جاکر سلطان محمود سے عرض کی کہ جام بایزید نے بعض خدمتگاران خاصہ کی نسبت سیاست اور اہانت شروع کی ہے اس لیے دیوان عام مین حاضر نہین ہوتا اپنے بیٹے عالم خان کو بھیجتا ہے صلاح دولت یہ ہے کہ عالم خان جب دربار مین آوے اُسے سر دربار ایسی ذلت اور اہانت پہونچایا چاہیے کہ جام بایزید کی شان مین دھبا لگے اور جملہ خلائق کی نظر مین ذلیل اور خوار ہووے عالم خان ایک جوان قابل تھا اور حسن سیرت و صورت مین اپنے ہمچشمون اور عزیزون مین ممتاز تھا اتفاقاً ایک دن سلطان محمود کے سلام کو آیا ایک درباری نے اُس سے پوچھا کہ فلان فلان مقدم سے کیا تقصیر واقع ہوئی تھی کہ جام بایزید نے اُنکے سر کے بال ترشوا کر اہانت پہونچائی انصاف یہ ہے کہ اُس کے عوض مین تیرے بال تراشے جاوین چونکہ اُس قسم کے کلام عالم خان نے کبھی نہ سنے تھے اُسکے سنتے ہی طیش مین آیا اور بولا اے مردک تجھے دربار شاہی مین مجھسے ایسی بیہودہ گوئی لائق نہ تھی ابھی یہ بات تمام نہوئی تھی کہ دس بارہ آدمی اطراف وجوانب سے آکر عالم خان کو لپٹ گئے اور عالم خان کی دستار اچھال کر زدوکوب شروع کی اور عالم خان نے بہزار وقت خنجر غلاف سے برآورده کرکے ہاتھ بلند کیا اور اُس ہشت مشت ہاتھا پائی مین نوک خنجر کی شاہ کی پیشانی مین لگی اور شور کرتا ہوا زمین پر گرا اور خون بہت اُسکے زخم سے جاری ہوا اور اُس جماعت نے یہ حال دیکھکر عالم خان کو چھوڑ دیا شاہ کی طرف متوجہ ہوے اور عالم خان خوف سے سر برہنہ بھاگا اور جب دروازہ پر پہونچا اُسے مقفل پایا جس طور سے ممکن ہوا تختہ دروازہ کا توڑ کر نکل گیا اور پٹکہ اپنے نوکر سے لے کر سر پر باندھ کر جام بایزید کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام سرگذشت تقریر کی اُس نے جواب دیا کہ اے فرزند تجھسے ایسی حرکت واقع ہوئی ہے کہ جس سے تو دوجہان کی شرمندگی کا باعث ہوا اب اس کے سوا کوئی تدبیر نہین ہے کہ تو بقدم استعجال بلدۂ سور مین جا اور تمام فوج کو جلد بھیج کہ شاہ محمود شاہ لنگاہ اپنا لشکر فراہم نہ کرنے پاوے اور مین تیرے پاس پہونچ سکون عالم خان اُسی وقت سور کی طرف روانہ ہوا اور جب اس کا لشکر برق و باد کی طرح سور سے پہونچا جام بایزید اُس کے ہمراہ سور کی سمت راہی ہوا اور مخبرون نے یہ خبر شاہ محمود کو پہونچائی اُس نے ایک جماعت امرا کو بطور تعاقب

تعین کیا جب افواج طرفین ایک دوسرے کے قریب پہونچی جام بایزید پلٹ کر ایستادہ ہوا اور جانبین سے جوانان کارآمد جدا ہو کر حرب مین مشغول ہوے اور کوشش مردانہ کی عاقبت الامر جام بایزید نے اُس جماعت کو متفرق و پریشان کرکے سور کا راستہ لیا اور سور مین پہونچتے ہی خطبہ بادشاہ سکندر لودھی کے نام پڑھا بعدہ تمام ماجرا عرضداشت مین مندرج کرکے شاہ ممدوح کی خدمت مین ارسال کیا شاہ سکندر نے اسے ملاحظہ کرکے فرمان استمالت وخلعت کا جام بایزید کو بھیجا اور دوسرا فرمان دولت خان لودھی کے نام جو پنجاب کا حاکم تھا لکھا کہ جو جام بایزید ہمارے پاس التجا لایا ہے اور خطبہ شہر سور کا ہمارے نام پڑھا ہے چاہیئے کہ اُسکے حال سے خبردار ہو کر اس کی امداد اور اعانت مین کسی طور اپنے تئین معاف نہ رکھے اور جس وقت اُس کو کمک کی حاجت ہووے خود اس کی کمک کو جاوے فی الجملہ بعد چند روز کے شاہ محمود شاہ لنگاہ اپنا لشکر فراہم کرکے سور کی طرف متوجہ ہوا اور جام بایزید مع عالم خان اور اپنی فوج کے سور سے برآمد ہو کر کچھ دور اس کے مقابلہ کو گیا اور ایک خط دولت خان لودھی کو لکھکر اس حقیقت سے آگاہ کیا اور شاہ محمود شاہ اور جام بایزید کے درمیان جنگ قائم تھی جنگ صف شروع ہوئی تھی کہ اتنے مین دولتخان لودھی مع لشکر پنجاب جام بایزید کی کمک کو آپہونچا اور مردم معتبر شاہ محمود شاہ کی خدمت مین بھیجکر بنیاد صلح کی ڈالی آخر کو امرا کی سعی سے مصالحہ نے اس امر پر قرار پایا کہ دریاے راوی ہمارے تمھارے درمیان مین حد ہو اور کوئی شخص اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھاوے اور دولت خان لودھی نے شاہ محمود کو ملتان بھیجا اور جام بایزید کو سور کی سمت پہونچا کر خود لاہور مین آیا لیکن باوجود اسکے کہ دولت خان سا مرد دانا اور دور اندیش درمیان مین آیا اس پر بھی کار صلح نے چندان استقلال اور استقامت نہ پائی اور انھین دنون میر عماد کردیزی اپنے دو فرزند میر شہید اور میر شہدا کو سولی کی طرف سے لیکر ملتان مین آئے نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تواریخ مین لکھا ہے کہ اول جس نے ملتان مین مذہب شیعہ کو رواج دیا میر شہدا تھا پس اسی قدر اکتفا کرکے شرح وبسط مین اُس کے کوشش نہین کی اور یہ بھی تحریر نہین کیا کہ میر عماد کون شخص تھا اور حسب ونسب اُس کا کیا تھا اور اُس کے فرزند میر شہدا نے ایسے زمانے مین مذہب شیعہ کے رواج دینے مین کیونکر قدرت پائی القصہ ملک چونکہ سہراب دودائی سلاطین لنگاہ کے روبرو عزت تمام رکھتا تھا اس سبب سے میر عماد کردیزی اُس مقام مین نہ رہ سکا جام بایزید سے التجا لایا جام بایزید اس سے باعزاز پیش آیا اور کچھ ولایت جو اپنی وجہ خاص کے واسطے مقرر کی تھی میر عماد کردیزی اور اُس کے فرزندون کو دی اور جام بایزید مرد محسن اور کریم الذات تھا اور علما اور صلحا کے احوال پر تفقد اور رعایت کی نظر مبذول رکھتا تھا اور راویون کا یہ بھی قول ہے کہ ایام مخالفت مین علما اور صلحا کے وظیفہ اور یومیہ کشتی مین بار کرکے سور سے ملتان کو بھیجتا تھا اور چونکہ پنجاب ملتان کی کیفیت احسان کا طریقہ جاری رکھتا تھا وہان کے

اکثر بزرگون نے جلا وطن ہوکر سورمین توطن اختیار کیا اور ایک جماعت کو بخواہش تمام بلایا تھا ازانجملہ مولانا عزیزاللہ کو جو شاگرد ملا فتح اللہ کے تھے سور مین طلب کیا جب مولانا عزیزاللہ سور کے قریب پہونچے اُنکو باعزاز تمام شہر مین لایا اور نہایت عزت اور تکلف سے انھین اپنے حرم سرا مین لے گیا اور اپنے خدمتگارون کو یہ حکم دیا کہ مولانا کے دست حق پرست پرپانی ڈالو پھر فرمایا کہ یہ پانی زیادتی برکت کے واسطے محل سرا کے چارون گوشون مین چھڑکو اور شیخ جمال الدین قریشی وکیل جام بایزید سے ایک حکایت عجیب منقول ہر اگرچہ کچھ مطلب مین دخل نہین رکھتی لیکن حصول عزت اور خواب غفلت سے بیداری کے واسطے مرقوم قلم مشکین رقم ہوتی ہر منقول ہر کہ جب حضرت مولانا عزیزاللہ سور مین تشریف لائے اور جام بایزید انھین اس اعزاز واحترام سے اپنے محل سرا مین لے گیا کہ ابنائے زمانہ کو اس سے زیادہ توامید نہ تھی پھر مولانا کو حرم سرا مین لے جاکر تو اصون کو حکم دیا کہ مولانا کی خدمت مین حاضر ہووین اس کے بعد شیخ جمال الدین قریشی نے ازروے تمسخر اور ظرافت کے ایک شخص کو مولانا کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جام بایزید بعد دعا وثنا عرض کرتا ہر کہ میری غرض خواصون کے احضار سے یہ تھی کہ جو مولانا مجرد تشریف لائے ہین جو خواص کہ منظور نظر اور مطبوع طبع ہوا علام بخشین تو اجازت دی جاوے کہ شرف ہمبستری سے مشرف ہووے مولانا نے اپنے خادم سے فرمایا کہ تو جام بایزید کے پاس جاکر میری طرف سے کہنا کہ معاذاللہ جو شخص زیور آدمیت اور حلہ انسانیت سے آراستہ ہر وہ اپنے مخلصون کی خواصون کو نظر بد سے نہ دیکھے گا اور علاوہ اس کے سن وسال فقیر کا اس امر پر تقاضا نہین کرتا غرضکہ جب خادم مولانا عزیزاللہ نے جام بایزید کے پاس آن کر یہ پیغام گذاری کی جام بایزید نے کہا کہ مجھے حاشا اس امر سے آگاہی نہین ہر پھر مولانا نے شرمندہ ہوکر یہ بد دعا کی خداوندا جس شخص سے یہ عمل سرزد ہوا ہر اُس کی گردن توڑ دے یہ فرماکر حالت غیظ مین جام بایزید کی بلا رخصت وطن کی طرف تشریف لے گئے اور جام بایزید کو اُس وقت خبر پہونچی کہ آنحضرت سرحد سے آگے بڑھ گئے تھے آخر کو جو مولانا نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا وہ ظہور مین آیا کہ جب شیخ جمال الدین سلطان سکندر کی خدمت سے رخصت ہوکر شور مین آیا ایک رات کو اُس کے قدم نے بام سے لغزش کی کہ وہ سر کے بل زمین پر گرا اور گردن اُس کی شکستہ ہوئی بزرگون سے تمسخر اور بد دعا سے پرہیز ولا القصہ جب ظہیر الدین محمد بابر شاہ سنہ ۹۳۰ نوسوتیس ہجری مین ولایت پنجاب پر متصرف ہوکر دہلی کی طرف عازم ہوا میرزا حسین شاہ ارغون حاکم ٹھٹہ کو فرمان بھیجا کہ ملتان اور وہ حدود کہ جو اسے مرحمت ہووے تھے اُس پر متصرف ہووے میرزا حسین شاہ ارغون نے حسب الامر مع افواج بیشمار قلعہ بھکر کے اطراف مین دریا کے راستہ سے عبور کیا اور قہر الٰہی کی تندہوا چلنے لگی اور سیلاب بے نیازی جاری ہوا شاہ محمود شاہ لنگاہ یہ خبر حیرت اثر سُنکر نہایت ہراسان اور مثل بید لرزان ہوا اور سپاہ

کو فراہم کر کے شہر ملتان سے برآمد ہوا اور شیخ بہاء الدین قریشی کو جو شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریائے ملتانی قدس سرہ کا سجادہ نشین تھا بصفت رسالت میرزا شاہ حسین ارغون کے پاس بھیجا اور مولانا بہلول کو جو حسن عبارت اور ادائے مقاصد رسالت مین عدیم المثال تھا شیخ بہاء الدین قریشی کے ہمراہ کیا اور جب وہ میرزا شاہ حسین کے لشکر مین پہونچے میرزا نے اُنکی عزت اور حرمت بہت کی اور بعد ادائے رسالت میرزا نے جواب دیا کہ مین شاہ محمود شاہ لنکاہ کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریائے ملتانی کی زیارت کے واسطے آیا ہون مولانا بہلول نے کہا متوقع ہون کہ آپ شاہ محمود کو تربیت مثل اویس قرنی سمجھیے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے عالم روحانیت مین تربیت کی تھی اور دوسرے یہ کہ شیخ بہاء الدین خود خدمت مین آیا ہی آپ صعوبت سفر کی تکلیف نہ کھینچیں لیکن اس کلام نے فائدہ نہ بخشا شیخ بہاء الدین سلطان محمود لنکاہ کے پاس پلٹ آئے اور اسی رات کو شاہ محمود لنکاہ ۹۳۱ھ نوسو اکتیس ہجری مین فوت ہوا اور بعضے آدمیون کا زعم یہ تھا کہ لنگر خان جو غلام اس خاندان کا تھا اُس نے اپنے صاحب کو زہر دے کر ہلاک کیا اور اُسکی سلطنت کی مدت ستائیس برس تھی

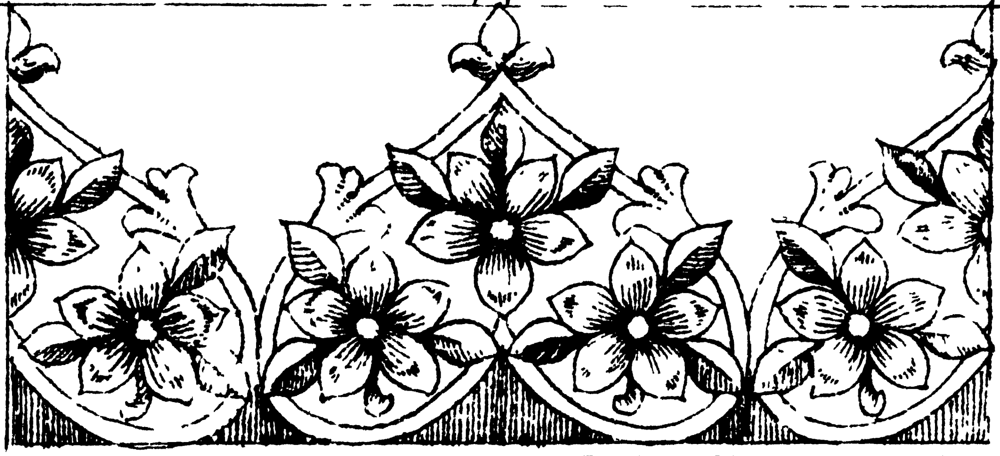
ذکر شاہ حسین ثانی بن شاہ محمود شاہ لنکاہ کی شاہی کا

جب شاہ محمود لنکاہ نے انتقال کیا اکثر لوگ قوم لنکاہ کے اور لنگر خان جو لشکر کا ہراول تھا نشان دشمنی کا بلند کر کے میرزا شاہ حسین ارغون کے شریک ہوئے اور پرورش حسب دلخواہ پا کر جنہون نے قصبات ملتان کو فتح کیا اور بقیہ امراے لنکاہ حیران ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوے اور وہان جا کر شاہ محمود شاہ لنکاہ کے بیٹے کو کہ وہ ابھی طفل صغیر تھا شاہ حسین لنکاہ خطاب دیکر خطبہ اُس کے نام پڑھا اور براے نام اُسے بادشاہ بنایا اور شیخ شجاع الملک بخاری جو شاہ محمود شاہ لنکاہ کا داماد تھا وزارت کے نام سے مہمات سلطنت کو انجام دینے لگا اور اس مرد نے تجربہ نے باوجود اسکے کہ آذوقہ ایک ماہ کا بھی ملتان مین نہ رکھتا تھا حکم حصار داری کا دیا میرزا شاہ حسین ارغون نے شاہ محمود شاہ کی وفات کو ملتان کی فتح کا وسیلہ سمجھکر فرصت نہ دی اور جلو ریز آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جب چندروز محاصرہ رہا مردم سپاہ جو قلعہ مین بھوک اور فاقہ کشی سے مضطرب تھے شیخ شجاع الملک بخاری کے پاس جو خرابی ملتان کا باعث تھا حاضر ہوے اور عرض کی کہ اتبک گھوڑے ہمارے تازہ ہین اور ہم مین بھی قوت اور سکت باقی ہی بہتر یہ ہی کہ آپ افواج کی تقسیم فرمائین کہ ہم معرکہ مین جا کر شریک ہون شاید تائید ایزدی سے نسیم فتح و نصرت ہم پر چلے اور دوسرے یہ کہ قلعہ داری کمک اور مدد کی امید پر ہوتی ہی اور اس کی بھی کسی طرف سے امید نہین ہی شیخ شجاع الملک نے دربار مین کچھ جواب نہ دیا لیکن

خلوت میں سرداران معتبر کی ایک جماعت کو طلب کر کے فرمایا کہ ابھی شاہ حسین لنگاہ کی سلطنت نے قرار
اور مدار نہیں پکڑا ہے اگر ہم بقصد جنگ شہر سے برآمد ہونگے ظن غالب بلکہ یقین ہے کہ اکثر آدمی
ہمارے بامید رعایت میرزا شاہ حسین کی ملازمت میں حاضر ہونگے اور ایک جماعت قلیل جو اہل
عزت اور ناموس ہے وہ معرکہ میں پائے ثبات مستحکم کر کے ماری جاویگی مولانا سعد اللہ لاہوری سے
جو افاضل وقت سے تھے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں ان دنوں میں ملتان کے قلعہ میں تھا
جب محاصرہ نے چند ماہ کا طول کھینچا میرزا شاہ حسین نے قلعہ کا داخل اور خارج چارون سمت سے
ایسا مضبوط بند کیا کہ کوئی متنفس قلعہ کے باہر سے اہل قلعہ کو مدد نہ پہونچا سکتا تھا اور کوئی شخص
قلعہ بندون سے باہر نجا سکتا تھا عاقبت الامر فاقہ کشی سے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ اگر اتفاقاً
ایک بلی یا کتا ان کے ہاتھ آتا تھا گوشت اسکا حلوان فربہ کے مانند کھاتے تھے اور سب سے
عجیب تر یہ ہے کہ شیخ شجاع الملک نے جاوا نام باجی کو تین ہزار بیادہ ہائے تصباتی کی سرداری
دے کر قلعہ کی حراست اس کے نام زد کی تھی وہ کمبخت جس شخص کے مکان مین گمان غلہ کا رکھتا تھا بلا خدشہ
اس بیچارے کے مکان پر دوڑ لیجا کر تاراج کرتا تھا اس عمل ناہموار اور ظلم ناسزاوار کے سبب
خلقت دست بدعا ہوئی اور موافق مضمون نعم الانقلاب دولتنا شیخ شجاع الملک کی زوال
دولت خدا سے چاہتی تھی اور باوصف اس کے جو شخص قلعہ کے اندر سے قدم باہر رکھتا تھا
علف تیغ خون آشام ہوتا تھا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ اہل قلعہ مضطرب ہو کر اپنے تئین قلعہ پر سے خندق
مین گراتے تھے اور میرزا شاہ حسین انکے اضطراب سے واقف ہوا اپنے آدمیون کو ان کے قتل
سے روکا اور جب محاصرہ نے ایک سال اور چند ماہ کا عرصہ کھینچا ایک رات کو صبح کے وقت کہ ۹۳۲ نوسو
بتیس ہجری تھے میرزا شاہ حسین کا لشکر قلعہ مین داخل ہوا اور ہاتھ آستین ظلم سے برآوردہ کر کے قتل
اور غارت شروع کیا اس کے بعد شاہ حسین کے حکم سے سات برس کے لڑکے سے ستر برس کا بوڑھا
تک قید ہوا اور جس شخص پر گمان زرداری کا رکھتے تھے اُسے قسم قسم کی ایذا اور اہانت پہونچاتے تھے
اور مولانا سعد اللہ لاہوری اپنے احوال کو بیان کرتے ہین کہ جب لشکر ارغونیہ نے قلعہ کو فتح کیا ایک جماعت
اُس مین کی میرے مکان مین داخل ہوئی پہلے میرے والد ماجد مولانا ابراہیم جامع کو کہ جنھون نے آغاز عمر
سے مسند فیض رسانی اور فائدہ رسانی پر بیٹھے سال تمکن کر کے قسم قسم کے علم طلبہ کو درس کروائے تھے
اور آخر عمر مین دنیا کا کارخانہ ہیچ در ہیچ جان کر پارسا ہوئے تھے اُنھین گرفتار کر کے قیدخانہ مین لے گئے
اور اُن کی ریاست اور عمارت کو دیکھکر گمان زرداری کر کے بدعت اور اہانت شروع کی اور اسکے بعد
مجھے بھی گرفتار کر کے سلطان اور وزیر کا تحفہ کیا اتفاقات حسنہ سے اُس وقت وزیر صحن مین لکڑی کے تخت پر
بیٹھا تھا اُسکے حکم سے زنجیر میرے پاؤن مین ڈالکر ایک سرا اُسکا تخت کے پایہ سے مضبوط باندھ دیا

اُس وقت میرا یہ حال تھا کہ مین اپنے باپ کو یاد کرکے زار زار روتا تھا اور وفور گریہ سے اشک مسلسل میری آنکھون سے جاری تھے بعد ایک ساعت کے وزیر نے قلمدان طلب کیا اور قلم درست کرکے کچھ تحریر کیا چاہتا تھا اُس وقت میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ وزیر اگر تجدید وضو کر کے لکھے تو بہتر ہی خدا کی قدرت وہ اُٹھکر پائخانہ مین داخل ہوا اور کوئی شخص اُس وقت وہان موجود نہ تھا مین تخت کے قریب پہونچا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی اُس پرچہ کاغذ پر جو وزیر نے کتابت کے واسطے نکالا تھا تحریر کی۔ بیت فما لعینیک ان قلت اکففا ھمتا ٭ وما لقلبک ان قلت استفق یھم ٭ اور مین پھر اپنے مقام پر آگیا اور اشک کے قطرات روان تھے اور بعد ایک ساعت کے وزیر پھر اپنے مقام پر آن کر متمکن ہوا اور اُس کاغذ پر کچھ لکھنے کا ارادہ کیا جب دیکھا یہ بیت اُس پر تحریر ہے مکان کے چارون سمت دیکھنے لگا جب میرے سوا کسی کو نہ دیکھا مجھسے متوجہ ہو کر پوچھا کہ یہ بیت تو نے لکھی ہی مین نے کہا ہان اس وقت میرا حال پوچھا مین نے اپنی اور باپ کی سرگذشت بیان کی جو ہین اُس نے میرے باپ کا نام سُنا فوراً اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے زنجیر میرے پانوُن سے جدا کی اور اپنا پیراہن مجھے پہنایا اور اُسی وقت سوار ہوکر مجھے اپنے ہمراہ میرزا شاہ حسین کے دیوانخانہ مین لیگیا اور مجھے میرزا کے سامنے لے جاکر میرے باپ کا حال معروض کیا میرزا نے فوراً میرے باپ کو طلب کیا جب میرے والد میرزا کے سامنے آئے اتفاقات سے اُس وقت میرزا کی مجلس مین ہدایہ فقہ کا مذکور ہوتا تھا میرزا کے حکم سے اُسی وقت ایک خلعت مجھے اور میرے والد کو مرحمت ہوا اور میرے والد ماجد نے باوجود پریشانی اور تردد خاطر فقہ کا بیان اس مراتب سے تقریر کیا کہ حضار مجلس شیفتہ ہوے اور چارون طرف سے مدح و ثنا کا غلغلہ بلند ہوا میرزا نے پھر اُسی مجلس مین خزینہ دار سے فرمایا کہ جو کچھ مولانا کا اثاث البیت غارت ہوا ہی اُسے جلد بہم پہونچا اور جس قدر بہم نہ پہونچے اُسکی قیمت سرکار سے دلوادے یہ فرماکر میرے باپ کو اپنی مصاحبت اور ہمراہی کی تکلیف دی اُنھون نے یہ جواب دیا کہ حیات مستعار کا زمانہ آخر ہوا اب وقت سفر آخرت ہی نہ وقت ہمراہی آخر کو جو فرمایا تھا وہی ہوا یعنے دو مہینے کے بعد آن حضرت جوار رحمت حق مین واصل ہوے القصہ قلعہ ملتان کا فتح ہوا اور میرزا شاہ حسین نے شاہ لنگاہ کو گرفتار کرکے حوالات مین بھیجا اور شیخ شجاع الملک بخاری کو انواع اہانت پہونچائی ہر روز خطیر اُس سے لیتے تھے یہانتک کہ اُس نے اسی مقدمہ مین جان دی اور جو ملتان کی ویرانی اُس حد کو پہونچی تھی کہ کسی کو گمان نہ تھا کہ یہ پھر آباد ہوگا میرزا نے ملتان کی آبادی سہل جانکر خواجہ شمس الدین کو اُس کی حراست اور انتظام کو چھوڑا اور لنگرخان کو پیش دست کرکے بھٹہ کی طرف مراجعت کی اور لنگرخان نے مردم پراگندہ کو دلاسا

کر کے پھر ملتان کو آباد کیا اور لنگر خان نے باتفاق اُن لوگون کے خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کی طرح شہر سے نکال دیا
اور خود از روے استقلال ملتان پر قابض اور متصرف ہوا اور جو فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ فوت
ہوے اور ہمایون باوشاہ سر سلطنت پر بجاے اُنکے قائم ہوئے آن حضرت نے ولایت پنجاب
کامران مرزا کو جاگیر دی اور میرزا مذکور نے اپنے ایلچی بھیجکر لنگر خان کو طلب کیا چنانچہ لنگر خان لاہور مین آنکر
میرزا کی ملازمت سے شرفیاب ہوا میرزا نے ملتان کے عوض ولایت پایل لنگر خان کو مرحمت فرمائی
اور لاہور کے باہر ایک مقام لنگر خان کی سکونت کے واسطے مقرر فرمایا چنانچہ ابتک وہ مقام بدائرہ
لنگر خان مشہور ہے اور وہ ایک لاہور کے محال مین شمار ہوتا ہے اور اس وقت سے ملتان پھر
شاہان دہلی کے تصرف مین آیا اور میرزا کامران کے بھاگ جانے کے بعد حکومت اُس کی طرف شیر شاہ
افغان سور اور من بعد ساتھ سلیم شاہ سور اور پھر ساتھ عدلی کے اور پھر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
اور اُسکے بعد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کے منتقل ہوئی جیسا کہ اپنے محل مناسب مین
ذکر ہر ایک کا مذکور ہوگا ۔



مقالہ دسوان بیان مین اُس جماعت کے جو کشمیر جنت نظیر مین فرمانروا ہوئی

کشمیر ممالک عالم سے ساتھ قسم قسم کے لطائف اور غرائب اوضاع کے مشہور و معروف ہی میرزا حیدر دوغلات کہ اُس کا احوال اس کے بعد لکھا جاوے گا اُس نے ایک کتاب تصنیف کی ہی جس مین جشمدید کچھ اُس حدود کے نوادر درج کیے ہین مسودہ ان اوراق کا یعنے ملا محمد قاسم ہندو شاہ کو جو اعتماد اُس کے صحت اقوال پر ہی اس نسخۂ شریف مین ثبت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ خطہ کشمیر اُس ملک کی سمت کہ مراد جنوب اور مشرق کے مابین سے ہی دکن کی طرف واقع ہی دو طرفہ اُس کے پہاڑ ہین اور اُسکی زمین ہموار ہی اور سو کوس کا طول رکھتا ہی کہ قریب سینتیس فرسخ ہوتا ہی اور عرض اُس کا بعضے مقامون مین بیس کوس اور کمتر مواضع کا دس کوس ہی الغرض تمام اراضی اُس کی ساتھ چار قسم کے منقسم ہوتی ہی اول زراعت آبی ہی اور اس زمین مین زعفران بھی خوب ہوتا ہی دوسرے للمی تیسرے باغی چوتھے بہت میدان ہموار جو ندیون کے کنارے واقع ہین اس مین بنفشہ اور نرگس اور سنبل اور سوسن اور نسرین اور نسترن اور زنبق اور دیگر قسم قسم کے پھول پیدا ہوتے ہین اور اُس زمین مین رطوبت کی کثرت سے زراعت خوب نہین ہوتی ہی اس واسطے وہ زمین ویران پڑی ہی اور اُس سے ارباب نظر اُس ملک کے بہترین لطائف سے جلتے ہین اور اُس سے محظوظ ہوتے ہین اور کشمیر بخلاف ہندوستان کے بطور ولایت ایران کے چار فصل رکھتا ہی اور اُس کی فصل گرما کی حرارت عین گرما گرمی مثل کہ اور جیٹھ مین ایسا اعتدال رکھتی ہی کہ بادکش ہلانے کی حاجت نہین ہوتی اور ہوا وہان کے سرما کی باوجود کثرت برف ایسی معتدل ہی کہ حرارت غریزی کو صدمہ نہین پہونچا سکتی لیکن کبھی کبھی جب آفتاب عالمتاب ابر وغیرہ سے پوشیدہ ہوتا ہی بشر کی طبیعت کو آتش شراب کی ضرورت پڑتی ہی جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہی **بیت**

اگر دو دن غبار دارد و طبعم مشوش ست + امروز رزبادۂ و خرگاہ آتش ست + اور اسکی نسیم عنبر شمیم بہاری سے مضمون و نفخت فیہ من روحی ظاہر اور اسکے سبزہ سے یخرج الحی من المیت کا ماحصل باہر نہرین جاری اسکے باغہاے آباد مین گویا جنات تجری من تحتہا الانہار اور مضمون آیہ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد اور مصداق آیہ بلدۃ طیبۃ و رب غفور دیتی ہین اور گلہاے آتشین اسکے آتش خلیل پر طعنہ مارتے ہین اور پھول کوہی اور صحرائی اُس کے جوباران رحمت الہی سے سیراب ہین گلہاے باغی اور بوستانی سے برابری کرکے خود روی کی سرزنش سے انکار اور پرہیز کرتے ہین اور یہ جواب دیتے ہین **بیت** درین چمن چہ زنی طعنہ ام بخود روئی + چنانکہ پرورشم می دہند میرویم + اور پھول گلستانی اگرچہ ان خودرو جنگلیون کی گفتگو سے محجاب ہین لیکن کمال شگفتہ روئی سے اہل دل کو یہ مصرع سناتے ہین **مصرع** خود رستہ دگر باشد و برپستہ دگر + اور چوٹیان پہاڑ کشمیر کی سرسبزی سے سر فلک الافلاک پر کھینچے ہوے ہین اور دامن پہاڑون کے پانون نزہت کا دامن لطافت مین ڈالے ہوے ہین اور نہرون اور چشمون کے پانی کی پاکیزگی کیا بیان کرون اور کیا لکھون جو کوہستان بلند اور سخت سے گرتا ہی غلغلہ انداز عالم ہی اور جو انہار جاریہ مین روان ہی وہ یاد جان شیرین اور نفس روان سے دیتا ہی **بیت** آبش چو گلاب ہر طرف گشتہ روان + خاکش ز زمین جنت آوردہ نشان + عمارات عالی شان اُس ملک کی چوب ساکھو اور تور سے ساختہ ہی اکثر ان مین تیج محلی ہین کہ ہر محل مین جلوخانے اور حجرے اور منظر اور مخارجات مطبوع اور پسندیدہ سے آراستہ اور پیراستہ ہین اور باہر سے اُن کی صنعت اور بدایع کی نمائش اس درجہ ہی کہ جو شخص اُسے نظر غور سے دیکھے انگشت حیرت دندان تعجب مین پکڑے اور محل کے مداخل مین تعریف کے قابل نہین ہی فرش شہر اور بازارون اور کوچون اور قصبات کا سنگ تراشیدہ سے ہی لیکن بازار اس قطع سے واقع نہین ہوے سواے بزاز صراف کے اور لوگ دوکانون مین نہین بیٹھتے بلکہ بقال اور عطار اور نان بائی اور میوہ فروش جو باعث زیب و زینت بازار ہین اور اہل حرفہ اپنے مکانات کے گوشہ مین کام کرتے ہین لیکن اس وقت مین کہ امراے چغتائی کا نشیمن ہوا سنا جاتا ہی کہ قسم قسم کے اُستاد اور کاریگر دوکانون مین بیٹھتے ہین اور موسم سابق نے تغیر پایا اور کشمیر مین تفریح طلب کے پھلون سے شہتوت اور آلو بالو اور کیلا اور انگور اور عناب اور انار اور سیب اور بہی اور شفتالو اور فندق اور اخروٹ اور انجیر بلکہ ہر قسم کے میوے عمدہ اور افراط سے ہوتے ہین اور شہتوت کے علاوہ بہت سے توت عمدہ ہوتے ہین لیکن اُس ملک مین ان کو کوئی نہین کھاتا بلکہ توت کے درخت محض ریشم کے کیڑے کی پرورش اور تحصیل ریشم کے واسطے نگاہ رکھتے ہین اور میوہ جات کی کثرت اس قدر ہی کہ اپنے موسم مین ان کی فروخت نہین ہی بلکہ لوگ مفت لے جاتے ہین اور باغات مین چار دیواری نہین جس کا جی

چاہتا ہے باغ مین جاکر میوہ کھاتا ہے ممانعت کا اُس ملک مین دستور نہین ہے اور جب تک وہ مملکت دہلی اور لاہور کے بادشاہون کے تصرف مین نہ آئی تھی آمد و شد اُس حدود کی جیسا کہ چاہیے عمل در آمد اور معمولی نہ تھی اور جب سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے ہجری مین کشمیر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے قبضہ مین آیا شاعران صاحب طبع نے اُس طرف جاکر اُس مملکت کی تعریف مین اشعار غرا موزون کیے ہین چنانچہ یہ اشعار فیضی سے ہین

ابیات

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر	کہ بار عیش گشاید بہ عرصۂ کشمیر	تبارک اللہ ازان عرصہ کہ دیدن او
ورق نگار خیال ست و نقشبند ضمیر	ہواے او متنوع چو فکرت نقاش	زمین او متلون چو صفحۂ تصویر
بطرز ہاے گزین کارخانۂ ابداع	بہ نقشہاے عجب کارنامۂ تقدیر	غبار او نتوان خواند چشم را دارد
گیاہ او بتوان گفت روح را اکسیر	بتن موافقت آب او چو بادہ و گل	بجان مناسبت آب او چو شکر و شیر
بہ پیش فیض نسیمش دم مسیح سموم	بہ نزد آب زلالش زلال خضر غدیر	فصول او متشابہ ز اعتدال ہوا
ہمہ یکے ز داروی بہشت و ہمن تر	درد. بجاے علف زعفران ہمی روید	کہ آب و خاک ورا این چنین بود تاثیر
بہر طرف روی از بحر فیض مالامال	ہزار چشمۂ جوشندہ چون دل تحریر	ز اعتدال ہوالیش شگفت نیست شگفت
کہ سر زند ہمہ عناب از نہال زریر	بحیرتم کہ چہ آثار قدرت ازلی ست	کہ ہر نظارہ بیارد نظر بصنع قدیر
شراب خوردہ حریفان بجاے آب زرد	کہ تشنگان ہوس را ہمین بود تدبیر	خراب آن مئی مغبش شوم کہ ہست چو عشق
بعقل در تگ تار و بہ صبر در ز دو گیر	بقیۂ زر محلول آیدت بہ نظر	اگر از دُ فگنی قطرہ بہ چشمۂ قیر
کند مشاہدہ نصف النہار جرم سہا	شعاع گوہر او گر فتد بہ چشم ضریر	اگر دماغ لطافت شود گیاب طلب
کنند از تف این بادہ برگ گل تعطیر	شمیم سیب دہد مغز روح را ترتیب	نسیم بہ فگند مغز ذوق در تعطیر
بہ عجز معترفم در شمار میوہ و گل	کہ ہست بر قد معنی لباس عذر قصیر	

اور مولانا عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قصیدہ غرا کشمیر کی تعریف مین کہا ہے چنانچہ یہ دو بیت اسی کے اشعار مین سے ہین

ابیات

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید	اگر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید جائیکہ خزف در رود آنجا گہر آید	بنگر کہ ز فیضش چہ بود گوہر یکتا

اور ایک شخص نے خطۂ کشمیر کی تعریف مین ہجو ملیح کی ہے

رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند	بسے سال و مہ در سفر بودہ اند
بہ تعریف کشمیر و کشمیریان	بہشتی پر از دوزخے دیدہ اند

کشمیر مین عجائبات بہت ہین از انجملہ اُس نواح مین بتخانے تخمیناً ڈیڑھ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ہین اور سب سنگین ہین یعنے سنگ کو تراش کر بے گچ اور چونہ اس طور سے پتھر کی سلین ہموار رکھی ہین

کہ اُس مین ورق کاغذ کے برابر نہین ہی گویا الگ ڈال ہین طول ہر سنگ کا تین گز سے آٹھ گز تک ہی اور عرض ایک گز سے پانچ گز تک غرضکہ عقل ابتداے نظر مین اُس پتھر کے لانے اور کارفرمائی مین انکار اور امتناع کرتی ہی یعنے سرسری دیکھنے مین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ دیواریں الگ ڈال ہین یہ کام انسان کا نہین دیوؤن نے بنایا ہی اور اکثر کام اُس کا ایک انداز پر ہی احاطہ ہر ضلع مربع کا تین سو گز ہی اور بعضے مقامون کی دیوار کا ارتفاع تیس گز اور کسی جگہ کم ہی اور احاطہ کے اندر بھی عمارات سنگین تعمیر ہین اور پتھر کے ستونون پر قائم ہین اور عرض محرابون کا تین گز اور چار گز سے کم نہین اور بعضے مقامون مین منبت اور گلکاری اور تصویرین منقش ہین اور بعضی تصویر ہنستی ہی اور بعضی روتی ہی جو شخص اُنھین دیکھتا ہی حیران اور متعجب ہوتا ہی اور درمیان مین اُس کے ایک کرسی بلند سنگ تراشیدہ سے ہی اور اُس پر ایک گنبد رفیع تعمیر ہی اور اُس عمارات کا اسقدر شرح و بیان طول ہی کہ خامہ دو زبان اسکی تحریر سے عاجز ہی کہ ایسی عمارت تمام عالم مین نہ ہوگی اور علاوہ اسکے کشمیر کی طرف بریک نام ایک ولایت ہی اور اُس مقام مین ایک پشتہ یعنے ٹیکرا ہی اور اُس پشتہ کے متصل ایک نشیب مثل حوض یا تالاب کے ہی اور اُس مین ایک سوراخ ہی وہ تمام سال خشک رہتا ہی جب آفتاب عالمتاب برج ثور مین داخل ہوتا ہی اُس سے پانی ایک دن مین دو تین مرتبہ جوش کرکے ابلتا ہی یہانتک کہ وہ حوض پانی سے لبریز ہو کر دو تین نہریان چلنے لگتی ہین اس کے بعد پھر وہ پانی ساکن ہوتا ہی یعنے سواے اُس سوراخ کے اور مقام مین پانی نہین رہتا جب فصل ثور منقضی ہوتی ہی پھر وہ حوض اور سوراخ سال بھر خشک رہتا ہی اور اگر اس سوراخ کو گچ یا چونہ سے محکم مسدود بھی کرین اُس فصل مین پانی زور کرکے اُسے نکال ڈالتا ہی اور یادر اُسکے ایک درخت بید کا موضع ناکام مین ہی اور وہ موضع مواضع مشہور کشمیر سے ہی اور وہ درخت اس قدر رفیع اور بلند ہی کہ اکثر تیر انداز تیر پھینکتے ہین مگر اُس پر نہین پہونچتا ہی باوجود اسکے اگر کوئی شخص اُسکے ایک شاخچہ باریک کو جنبش دیوے وہ درخت باوجود اس عظمت کے تمام ہلتا ہی دوسرے دیوسرہ کہ ایک ولایت معتبرۂ کشمیر سے ہی اُس مقام مین ایک چشمہ ہی بمقدار حوض بیس گز سے بیس گز تک اور اطراف مین اسکے درخت سایہ دار اور مطبوع اور سبزہ نہایت لطافت اور طراوت کے ساتھ ہی اور اُسکا خاصہ یہ ہی کہ اگر ایک کوزہ مین برنج پکا کر اسکا منھ بند کرین اور نام اُس پکانیوالے کا لکھکر اُس چشمہ مین ڈالین وہ کوزہ ڈوب جاتا ہی کبھی پانچ سال اور گاہے پانچ ماہ اور گاہے پانچ روز غرقاب رہتا ہی اور کبھی ایک روز کے بعد برآمد ہوتا ہی کچھ وقت اُس کا معین نہین جب برآمد ہوے اگر وہ برنج پختہ اپنی حالت اصلی پر رہین تو وہان کے باشندے فال نیک لیتے ہین اور جو متغیر ہو کر نکلین فال بد سمجھتے ہین اور اُسکے سوا شہر کشمیر مین ایک تالاب ہی کہ جس کا نام اُول اور دور اُس کا سات فرسخ ہی چنانچہ اس کے درمیان مین سلطان زین العابدین نے جو سلاطین کشمیر سے تھا اس نے ایک عمارت تعمیر کی اول اس نے اس مقام کو پتھرون سے پاٹکر اُسکے اوپر ایک چبوترہ مربع کہ دو سو گز سے دو سو گز تک ہی بارتفاع دس گز سنگ اور چونہ سے

احداث کرکے اُس چبوترہ مربع پر عمارت لطیف اور پسندیدہ انجام کو پہونچائی ہی اور درخت نہایت عمدہ اور پاکیزہ لگاے ہین اور حق یہ ہی کہ اس لطافت اور نزاہت کے ساتھ کوئی اور مقام نہ ہوگا اور علاوہ اُسکے شاہ موصوف نے ایک عمارت اور شہر سری مین تعمیر کی ہی کہ اسے کشمیری زبان مین راجدان کہتے ہین اُس مین بارہ قصر ہین اور بعضے اشپلنے مین اُس کے پچاس حجرے اور ایوان اور منظر ہین اور وہ عمارت ساتھ اس رفعت اور بلندی کے تمام چوبی ہی اور دوسرے کوشکہاے عالی جو تمام عالم مین ہین جیسے سلطان یعقوب کی ہشت بہشت تبریز مین اور کوشک باغ زاغان اور باغ سفید اور باغ سنہری ہرات مین اور کوشک راے لغزا اور باغ دلکشا اور باغ تو لدی سمرقند مین اُن سب سے یہ عالی تر اور پُر غرائب ہی لیکن انصاف یہ ہی کہ وہ قصر جیسے لطافت او صفائی رکھتے ہین نہین رکھتا اور مختصر جو کچھ ظفرنامہ مین لکھا ہی یہ ہی کہ کشمیر مشاہیر معمورہ عالم سے ہی اور موضع غریب مین واقع ہوا اور وہ ولایت اقلیم چہارم کے وسط مین ہی کس واسطے کہ چہارم کے اول مین وہ اقلیم ہی کہ عرض اُس کا تنتیس درجہ اور چون دقیقہ ہی اور عرض کشمیر کا خط استوا سے تنتیس درجہ ہی اور طول اُس کا جزائر سعدے سے ایک سو پچاس درجہ ہوتا ہی اور میدان اس ولایت کا طولانی واقع ہوا ہی اُس کی زمین کوہ جنوبی دہلی کی سمت اور زمین کوہ شمالی بدخشان اور خراسان کی طرف اور اُسکے غرب کی جانب ایک موضع ہی کہ اُس مین افغان کی قوم سکونت پذیر ہی اور طرف شرقی اسکی منتہی ہوتی ہی ساتھ اراضی تبت کے اور طول اُس میدان کا کہ ہموار واقع ہوا حد شرقی سے حد غربی تک قریب چالیس فرسخ ہی اور عرض اُسکا جنوب کی طرف سے حد شمالی تک بیس فرسخ اور اُس کے درمیان مین دشت ہموار جو درمیان پہاڑون کے واقع ہوا اُس مین ہزار قریہ آباد ہین اور چشمہاے خوشگوار اور سبزہاے لطافت آثار سے مملو ہین اور اس ملک کی آب و ہوا کی جودت کشمیر کے معشوقون کی حسن صورت اور لطف شمائل کی گواہ ہی کہ شاعران فارس کی زبان پر مثل ہوئی جیسا کہ کہا ہے رباعی

شاہ ہمہ دلبران کشمیر توئی	خرم دل آن شاہ کہ کشمیر توئی
آن حور کہ روح را ستر دلکش گویند	کاندر کنف پاے نازکش میر توئی

اور اُس کے کوہ و دشت مین قسم قسم کے درخت میوہ دار ہین اور پھل اُنکے نہایت لذیذ اور خوشگوار ہین لیکن ہوا اُسکی ساتھ سردی کے میل رکھتی ہی اور برف عظیم برستی ہی اسلیے میوے گرم سیر مثل خرما اور نارنج اور لیمو اور مثل اُسکے اس نواح اور قصبات مین اُس شہر کے حاصل نہین ہوتے ہین لیکن نزدیک کے مواضع گرم سے وہ میوے نقل کرتے ہین اور سری نگر نام ایک شہر ہی کہ اُس ملک کے حکام وہان سکونت رکھتے ہین اور بطریق بغداد ایک نہر عظیم الشان کہ اسکو بہت لیتے ہین شہر کے درمیان جاری ہی پانی اُسکا دجلہ بغداد سے زیادہ ہی اور عجب یہ ہی کہ وہ دریا آب قوی فقط ایک چشمہ سے نکلتا ہی اور چشمہ بھی اُسکا اسی ولایت مین ہی اور اُسکو چشمہ ویر کہتے ہین اور وہان کے اہالی نے اُسکے سرے پر ہزار دن کشتیان زنجیر سے باندھین ہین اور وہ پانی بعد اسکے کہ حد کشمیر سے گذرتا ہی

اُسکو موافع آب وندانہ اور آب جملہ کہتے ہین اور ملتان کے اوپر گذرتا ہی اور متصل ہوتا ہی ساتھ چناب کے
اور بعد اسکے نہر سیاہ مین پہونچتا ہی اور مجموع ہو کر اوچہ کے قریب ساتھ آب سند کے ملتا ہی پھر سبکو آب سند
کہتے ہین اور زمین تتہ کے دامن مین جاکر دریاے عمان مین گرتا ہی اور وقائق حکمت سے معمار صنع والقینا
فیہا رواسی وانبتنا فیہا من کل زوج بہیج نے ایک دیوار دیوار ہاے جبال سے اس میدان شدید المحال کے
گرد ایسی کھینچی ہی کہ اہالی اُس سرزمین کے اسکے سبب دشمنون کے تعرض سے محفوظ اور مصئون ہین اور ہیک
اندلیشہ اُس دیوار کے گذرنے سے قاصر ہی اور شارع عام اُس ولایت کی تین طرف ہی ایک خراسان
کی سمت کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہی مسافر احمال واثقال پشت دواب پر لادکر اُس راستہ سے
نہین جاسکتا اور وہان کے آدمی جو اس کام کے ذمہ دار ہین وہ اپنے دوش پر اُٹھاکر چند روز مین ایسے
مقام مین پہونچاتے ہین کہ پھر چوپایہ پر لاد سکین اور ایک راستہ ہندوستان کی سمت ہی وہ بھی اسی طور پر
ہی جیسا کہ بیان ہوا اور راستہ جو تبت کی طرف واقع ہوا اُن دو راہون سے بہت آسان ہی لیکن اس مین
یہ مصیبت کا سامنا ہی کہ چند منزل اُس چارہ کے سوا جو خاصیت زہر کی رکھتا ہی اور دواب یعنے چارپایہ اسکے
کھانے سے مرجاتے ہین اور پیدا نہین ہوتا ہی سوارون کو چارپایون کے خوف تلف سے اس راستہ سے
عبور دشوار ہی علاوہ اُسکے میرزا حیدر نے کتاب رشیدی مین لکھا ہی کہ کشمیر کے آدمی تمام حنفی مذہب ہوتے
آئے ہین اور فتح شاہ کے زمانہ مین ایک مرد شمس الدین نام تھا اُس نے عراق سے آنکر اپنے تئین ساتھ
میر محمد نوربخش کے منسوب کرکے مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اُس مذہب کا نوربخش رکھا اور قسم قسم کے
کفر اور زندقہ آشکارا کرکے فقہ کی ایک کتاب احوطہ نام ان لوگون کو جو انسانیت سے خالی اور حمق سے بھرے
تھے مطالعہ کروائی کہ عقاید اُسکے ساتھ کسی مذہب اہل سنت جماعت یا شیعہ سے موافق نہین ہین اور جو لوگ
کہ یہ مذہب رکھتے ہین اصحاب ثلاثہ رضہ اور عایشہ رضہ کی مذمت کو جو شعار رافضیون کا ہی اپنے اوپر لازم کیا ہی اور
عقیدہ شیعہ کے خلاف اُن کا عمل ہی یعنے محمد نوربخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود جانتے ہین اور تمام اکابر
اور اولیا کے معتقد ہین برخلاف شیعہ کے اور سب کو سنی مذہب جانتے ہین اور جمیع عبادات اور معاملات مین
اس قبیل سے تصرفات کرکے تفرقہ عظیم ڈالا تھا اور اپنے مذہب کا نوربخشی نام رکھا اور مسودہ اس اوراق نے ایک
جماعت کو مشائخین نوربخشی سے بدخشان وغیرہ مین دیکھا ہی بلکہ درس علوم مین بندہ کے ساتھ شریک تھے
اور سب شریعت ظاہری مین آراستہ اور سنن نبوی مین پیراستہ ہین وبالتمام ساتھ اہل سنت وجماعت کے
موافق اور متفق ہین چنانچہ ایک فرزند امیر سید محمد نوربخش نے نوربخش کا ایک رسالہ مجھے دکھلایا اُس مین اچھی
باتین لکھی تھین اور یہ مضمون مندرج تھا کہ سلاطین اور امرا اور جاہل گمان لیجاتے ہین کہ سلطنت صوری
ساتھ طہارت اور تقوی کے جمع نہین ہوتی ہی یہ غلط محض ہی کسواسطے کہ اعظم انبیا اور رسل نے باوجود نبوت
اس امر مین مساعی جمیلہ پیش پہونچائے جیسے یوسف اور سلیمان اور داؤد اور موسی اور حضرت رسالت پناہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصود یہ ہی کہ یہ برخلاف مذہب نوربخشیہ کشمیر کر اور بموافقت بعضے اہل سنت وجماعت اور کتاب فقہ احوطہ کو کہ اس وقت مین شہر کشمیر مین مشہور تھی مین نے علماے ہندوستان کے پاس بھیجی اور اُن بزرگوارون نے اُس کتاب کی پشت پر فتوی لکھا ہی وہ یہ ہے

فتوے علماے ہندوستان کا کتاب احوطہ نوربخشیہ پر

اللہم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا وارنا الاشیاء کما ہی بعد مطالعہ اس کتاب اور غور بہت کے اُسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ مصنف اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا اور سنت مشہورہ سے پرہیز کرکے اہل سنت وجماعت کا معتقد نہ تھا اور اسکا یہ دعوی کہ ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ہذہ الامۃ او لا فی الفروع وسنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ ونقصان وثانیا فی الاصول من بین الامم وکافۃ اہل العالم بالیقین تو وہ اس دعوے مین کاذب تھا اور مذہب زندقہ اور سفسطہ کی طرف مائل ہوا اس قسم کی کتاب کا محو کرنا اور مٹانا عالم سے اوپر اُن لوگون کے کہ قادر ہوین واجبات اور فرائضات سے ہی اور دفعہ کرنا اس مذہب کا ضروریات دین سے ہی اور زجر اور ممانعت اس دین کے عمل کرنے والون اور اس مذہب اور اس کتاب کے معتقدون کا ان پر فرض ہی اور جو مقر ہوین اور اس مذہب باطل سے نہ پھرین دفع کرنا شر اُن لوگون کا مسلمانون سے بسیاست اور قتل واجب ہی اور اگر تائب ہوین اور اس مذہب کو ترک کرین حکم فرماوین کہ متابعت حضرت ابی حنیفہ رح کے مذہب کی کہ جنکی شان مین حضرت رسالت پناہی نے سراج امتی فرمایا ہی قبول فرماوین جب یہ نوشتہ مجھے پہونچا بہت سے مردم کشمیر کو کہ ساتھ مذہب ارتداد کے مُتّسِم رکھتے تھے یعنے انھین طوعاً او کرہاً مذہب حق مین داخل کیا اور بہتون کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور ایک جماعت نے بھاگ کر تصوف کے پردہ مین پناہ لی اور چمڑے کا تسمہ اور کاڑھے کا لنگوٹ باندہ کر عارف بنے اپنا نام صوفی رکھا لیکن صوفی صافی نہین بلکہ چند زندیق مع چند ٹلّے کہ جن کہ گمراہ کرنے والے آدمیون کے ہین حلال اور حرام سے مطلقاً خبر نہین رکھتے ہین اور تقوی اور طہارت شب بیداری اور کم خوری کو جانتے ہین اور طمع اور حرص کے ایسے پابند ہین کہ جو چیز پاوین کھاوین اور بھوکے رہین اور مفت کی دولت اگر ہاتھ آوے اُسکے لینے مین مضائقہ نہ کرین اور ردولیش ہین اور ہمیشہ اپنے خواب بیان کرکے بہکاتے اور اظہار کرامات کرتے اور کہتے ہین کہ اس سال یہ ہوگا اور اُس سال وہ ہوگا اور خبرین غیب آئندہ اور گذشتہ کی ہردم سناتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہین اور باوصف اس رسوائی کے چلہ میں بیٹھتے ہین اور اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم اور مکروہ رکھتے ہین اور نے شریعت کے راستہ طریقت کا چلتے ہین اور کہتے ہین اہل طریقت کو ساتھ شریعت کے کچھ کام نہین ہی غرض کہ ایسے ملاحدہ اور زنادیق اور کسی مقام مین دیکھنے مین نہین آے عیاذا باللہ و معاذ اللہ حق سبحانہ تعالے جمیع اہل اسلام کو اس قسم کے آفات اور بلیات سے اپنی پناہ عصمت مین محفوظ اور مصئون رکھے بطفیل محمد اور آل امجاد آنحضرت کے آمین ثم آمین اور قبل ان

لوگون کے کشمیر مین فرقہ کفار آفتاب پرست کا تھا کہ انھین شماسین کہتے تھے اور مذہب اُنکا یہ تھا کہ آفتاب کا نورانی وجود ہمارے صفائی عقیدہ کے واسطے ہی اور ہمارا وجود اُسکی نورانیت کے واسطے اگر ہم اپنی صفائی عقیدہ کو مکدر کرین آفتاب کا وجود نہ رہے اور اگر آفتاب اپنا فیض ہمسے اُٹھالے ہمارا وجود بھی معدوم اور مفقود ہو جاوے ہم ساتھ اُسکے موجود ہین یعنے بے ہمارے اُسکے تئین وجود نہین ہی اور بے اُسکے ہمارے تئین وجود نہین جو کہ احوال ہمارا اُسپر ظاہر ہی پس ہمین لائق ہی کہ جبتک وہ رہے یعنے دن کو ہم صلاح و خوبی کے سوا دوسرا کام نہ کرین اور جب شب ہووے اور وہ ہمین نہ دیکھے اور ہمارے حال پر واقف نہووے جو کرین ساتھ اسکے مواخذہ نہوگا اور فرقہ شماسین نے بموجب الالقاب تنزل من السما شماس الدین لقب رکھا ہی مردم کشمیر نے اس کو غلط کر کے تخفیف دی ہی یعنے شمس الدین سے شماسی مخفف کیا ہی ایسا کچھ میرزا حیدر نے تاریخ رشیدی مین لکھا ہی لیکن اسوقت مولف محمد قاسم فرشتہ نے ستر دین یعنے اُس ملک کے آنے جانے والون سے کہ علم و فضل مین آراستہ تھے مذہب کشمیر کا احوال استفسار کیا وہ بولے کہ رعایا اس ملک کی تمام حنفی مذہب ہی اور سپاہ اُس ملک کی اکثر شیعہ اور علما وہان کے مذہب شیعہ بہت کم رکھتے ہین اور بادشاہان تبت کو چک کے کہ کشمیر کا ہمسایہ ہی وہ سپاہیان کشمیر کی آمیزش اور صحبت کے سبب ایسا تشیع یعنے شیعہ گری مین غلو رکھتے ہین کہ یہ حکم دیا کہ اگر بیگانہ اُس شہر مین وارد ہووے اور اصحاب کو بُرا بھلا نہ کہے تو اُسے شہر مین اُترنے نہ دیتے تھے اور طائفہ چکان یہ تقریر اور دعوے کرتے ہین کہ میر شمس الدین عراقی شیعہ مذہب رکھتا تھا ملاحدہ اور سلاطین اس زمانہ کے اُس کے معتقد ہوے اور سب نے خطبہ اثنا عشر اُس کے حکم سے پڑھا اور کتاب احوطہ میر شمس الدین عراقی کی نہین ہی بلکہ ایک ملاحدہ گمراہ کی تصانیف سے ہی واللہ اعلم بالصواب

ذکر سلطان شمس الدین کی سلطنت کا

چونکہ التزام تھا کہ اس کتاب مین وقائع حکام کفرہ مشروحاً بیان نہون کیونکہ وہ شمار سے باہر ہین لہذا سلاطین اسلام کا تذکرہ کرتا ہون جو کشمیر مین فرمانروا رہے واضح ہو کہ اسلام اُس حدود مین قریب العہد ہی اُس ملک کے حکام قدیم سب ہنود تھے اور اکثر دین براہمہ رکھتے تھے ۷۱۵ھ سات سو پندرہ ہجری تک عملداری راجہ سیہ دیو کی تھی شاہ میرزا نامے ایک شخص بہ لباس قلندری کشمیر مین آن کر راجہ کا نوکر ہوا وہ اپنا نسب یون بیان کرتا تھا کہ شاہ میرزا ابن طاہر بن آل بن گرشاسپ بن نیکو در نسبت نیکو در کی ساتھ ارجن کے کہ ایک پانڈون سے ہی پہونچاتا تھا اور پانڈون کا احوال اکبر شاہ کے حکم سے مہابھارت کو ترجمہ کر کے ساتھ رزم نامہ کے موسوم کیا ہی اسمین مذکور ہی غرضکہ شاہ میرزا ایک مدت تک راجہ کی خدمت مین حاضر رہا اور اعتبار پیدا کیا جب راجہ سیہ دیو

فوت ہوا اُسکا بیٹا راجہ رنجن مسند حکومت پر بیٹھا اور شاہ میرزا کو خلعت وزارت دیکر مدار المہام کیا اور اتالیقی
اپنے فرزند کی جس کا نام چندر تھا سپرد کی اور راجہ رنجن کے بعد فوت راجہ اودن جو راجہ کا قرابتی تھا قندھار
سے آن کر تخت حکومت پر متمکن ہوا اُسنے بھی شاہ میرزا کو اپنا وکیل مطلق کیا اور شاہ میرزا
کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جمشید اور دوسرے کا علی شیر تھا راجہ نے ان کو معتبر کر کے صاحب اختیار
کیا اور شاہ میرزا اُنکے سوا اور بھی دو فرزند رکھتا تھا ایک شیر اشامک دوسرا ہندال اور یہ سب صاحب داعیہ
تھے اور جب غلبہ و استقلال ان کا حد سے گذرا راجہ اودن اُنسے متوہم ہوا اور اپنے مکان کے آنے سے منع کیا
اور شاہ میرزا اور اُسکے تمام فرزند کشمیر کے پرگنات پر متصرف ہوئے اور راجہ کے اکثر ملازمون کو موافق کر لیا
اور روز بروز وہ غالب اور راجہ مغلوب ہوتا جاتا تھا غرضکہ ۷۴۷ھ سات سو سینتالیس ہجری مین راجہ اودن
دیو بھی مر گیا اور اُسکی رانی کوتاہ دیوی اُسکے قائم مقام ہوئی اور اُسنے چاہا کہ مین استقلال سے حکومت
کرون اور شاہ میرزا کی دفع کی فکر مین ہوئی اور اُسے یہ پیغام بھیجا کہ تو چندر دیو فرزند راجہ رنجن دیو کا مدت تک
اتالیق رہا ہے اُسے تخت پر بٹھا کر مہمات شاہی کو انجام دے شاہ میرزا نے اصل مقصد اُسکا سمجھکر اس امر کو قبول نکیا
اور رانی بہت لشکر لیکر اُسکے مقابلہ کو گئی مصرع صیدرا چون اجل آید سوے صیاد رود اور بعد جنگ کے گرفتار ہوئی
اور بعد اس کے شاہ میرزا کو از روے ناچاری اپنی شوہری مین قبول کیا اور شرف اسلام سے بھی مشرف
ہوئی چنانچہ دونون ایک شبانہ روز باہم رہے دوسرے روز شاہ میرزا نے اُسے گرفتار کر کے قید کیا
اور رایت شاہی بلند کر کے اُس ملک کا سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا لقب شمس الدین
رکھا مذہب حنفی کو بلاد کشمیر مین رواج دیا اور ظلم و بدعت کی رسمین جو حکام سابق سے باقی رہی تھین سب
کو برطرف کیا اور اعدا کے شر سے مطمئن ہو کر تمام ولایت کشمیر جو دیجو نامے کے قتل و غارت سے ویران
اور خراب ہوئی تھی عدل و احسان کی برکت سے آباد کی اور عاملون اور تحصیلدارون کے نام فرمان صادر
کیے کہ چھٹے حصہ سے زیادہ محصول رعایا سے نہ لیوین اور کہتے ہین کہ دیجو قندھار کا میر بخشی تھا جبکہ اُسنے
مع جمعیت تمام کشمیر پر فوج کشی کی اور تمام اُس ولایت کو بتاخت و باخت پیش آکر زیر و زبر کیا اور راجہ
سیہ دیو نے اُس کے پنجۂ ظلم سے مفر اور نجات نہ دیکھی ناچار رعایا سے زر خطیر چندہ لیکر دیجو کے واسطے پیشکش
بھیجا جب اُس سے بھی فائدہ عاید نہوا سیہ دیو رعیت کو اُسکے پنجۂ عذاب اور چنگ عقوبت مین ڈالکر آپ
کسی طرف نکل گیا اور دیجو نے اُس ولایت مین کوئی دقیقہ ظلم اور تعدی کا فرو گذاشت نہ کیا پھر آخر کو جب موسم
ہوا آیا سردی کی کثرت سے اُس مقام مین مقیم نہوا قندھار کی طرف بازگشت کی القصہ جب شاہ شمس الدین
کی شجاعت اور نیکنامی کا آوازہ اطراف و اکناف مین مشہور ہوا اور از روے استقلال امور ملکی مین مشغول
ہوا ایک جماعت کو طائفون سے کہ مخالفت کی تھی کشتوار سے گرفتار کر کے قتل کیا اور مردم کشمیر سے
دو گروہ کو سرافراز کیا ایک طبقہ چک اور دوسرے ماگری کو اور یہ قرار پایا کہ امرا اور سپاہی اُس ملک

کے اکثر دونوں فرقوں سے ہو دین اور بعد انجام مہمات جہات شکر ضعف و پیری اسپر تاخت لایا ہوں
شہریاری اپنے بیٹوں جمشید اور علی شیر کے قبضۂ اختیار مین چھوڑا اور شاہ شمس الدین بکرات
تمام اپنے معبود کی عبادت مین مشغول ہوا اور اُسی عرصہ مین فوت ہوا مدت اُسکی شاہی کی تین برس تھی ۔

ذکر شاہ جمشید بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

واضح ہو کہ شاہ شمس الدین کے بعد انتقال اُس کا بڑا بیٹا جمشید شاہ اعیان دولت کے اتفاق سے سریر
سلطنت پر بجائے پدر قائم ہوا اور اُس کا بھائی علی شیر جو اپنے باپ کی قید حیات مین ساتھ اسکے شریک
مصلحت تھا اور رعایا و برایا اُسکی سلطنت کی خواہان تھی اُس وقت مین سب اُس کے شریک ہوئی اور
مدنی پور مین کہ ایک شہر مشہور و معروف ہے جاکر اُسے بادشاہ بنایا جمشید شاہ اُس پر فوج کش ہوا
پہلے ساتھ نرمی اور مدارا کے پیش آکر طالب صلح ہوا علی شیر نے مصالحہ سے سر پھیرا اور باستعجال تمام
استقبال کر کے اُس کے لشکر پر شبخون لایا اور شکست دی اور سلطان جمشید بعد فرار مدنی پور
کو خالی دیکھکر اُس کی خرابی مین مشغول ہوا علی شیر کی سپاہ جو اُس کی محافظت اور حراست
کے واسطے تعینات تھی جنگ پر آمادہ ہوئی اور اُن مین کے اکثر کام آئے یہ خبر سُنکر علی شیر مدنی پور
کی سمت روانہ ہوا اور جب اُس حدود مین پہونچا جمشید شاہ تاب مقاومت نہ لاکر ولایت کراج کی طرف
بھاگ گیا اور سراج نام وزیر جمشید کا جو سری نگر کے تختگاہ کی محافظت کا ذمہ دار تھا اُس نے علی شیر کو
طلب کر کے سری نگر اُس کے سپرد کیا اور جمشید نے بعد اس واقعہ کے جنگ و خصومت پر کمر نہ باندھی
بادشاہی سے دست کش ہوا اُسی عرصہ مین ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی مدت
اُس کی حکومت کی ایک سال اور دو ماہ تھی

تذکرہ سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

سلطان جمشید جب اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور اُس کا چھوٹا بھائی جس کا نام
علی شیر تھا اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکھکر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا تو اپنے چھوٹے بھائی مسمے
شیر اشامک کو وکیل مطلق کیا اور اُس کے ابتدائے عہد مین تمام چیز کی فراوانی ہوئی اور اواخر مین
قحط عظیم پڑا خلق بہت ہلاک ہوئی اور وہ فرقہ کہ مخالفت کر کے کشتوار کی سمت گیا تھا اُسے کسی
حیلہ و بہانہ سے دستیاب کر کے کشمیر مین قید کیا اور نشان غلبہ کا بلند کیا اور بخشی پور کے پاس
ایک شہر اپنے نام کا بنا کیا اور اُس کے احکام موجدہ سے ایک حکم یہ ہے کہ بدکار عورت مال شوہر
سے ارث نہ پاتی تھی اور اس حکم کے سبب بہت عورتون نے فعل شنیع سے اجتناب کر کے

دامن عفت اور پرہیزگاری سے قدم باہر نہ رکھا مدت اسکی سلطنت کی بارہ برس اور آٹھ ماہ اور تیرہ روز تھے

ذکر شاہ شہاب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان علاء الدین نے فرش زندگانی لپیٹا اسکا چھوٹا بھائی مسمے شیر اشامک سریر سلطنت پر متمکن ہوا اور خطاب اپنا سلطان شہاب الدین رکھا یہ شخص صاحب داعیہ اور نہایت شجاع تھا اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف ستودہ سے بھی متصف تھا اور جس روز فتح نامہ کسی مقام سے نہ آتا تھا اُس دن کو ایام عمر میں محسوب نہ کرتا تھا اور کدورت کے آثار اُسکے بشرہ سے ظاہر ہوتے تھے اور جدید مفتوحہ ولایت کو ساتھ مالکان قدیم کے سپرد کرتا تھا الغرض اُس نے لشکرکشی آب شنید کے کنارہ کی جام حاکم اُس ملک کا اُس کے مقابلہ کو آیا اور شکست پائی اور باشندے قندھار اور غزنین کے بھی اُس سے ہمیشہ ڈرتے تھے پھر وہ باسب نگر کے راستہ سے کہ جواب باش نغر مشہور ہی پشاور میں گیا اور مخالفون کی جماعت کثیر کو قتل کرکے ہندوکش مین داخل ہوا اور جوکہ صعوبت راہ اور محنت سفر بہت کھینچی تھی مراجعت کرکے آب ستلج کے ساحل پر استراحت کے واسطے نزول فرمایا اور نگرکوٹ کا راجہ جو بعضے محال متعلقہ دہلی کو غارت کرکے پلٹا تھا اُس نے شاہ سے ملاقات کی اور غنائم بہت جو ہمراہ لایا تھا شاہ کے حضور گذرانکر حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور حاکم تبت کو جک نے بھی آن کر درخواست کی کہ افواج شاہی مجھے آسیب نہ پہونچاوے الغرض اطراف ولایت کو فتح کرکے اپنے مقر دولت کی طرف سوار ہوا اور وہان نزول اجلال کرکے اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو ولیعہد کیا اور حسن خان اور علی خان کو جو شاہ موصوف کے دونون فرزند حقیقی تھے دوسری زوجہ کے کہنے سے جو اُن کی والدہ کے ساتھ نزاع اور دشمنی رکھتی تھی۔ دہلی کی طرف نکال دیا اور لچھمی نگر اور شہاب پور تعمیر کیا اور آخر سلطنت مین سلطان اپنے فرزند حسن خان کے اخراج سے پشیمان ہوا اور اُسے دہلی سے طلب کیا چنانچہ حسن خان حسب الطلب جموتک پہونچا تھا کہ سلطان شہاب الدین نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر قضا کی مدت اُس کی سلطنت کی بیس سال تھی

بیان سلطان قطب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان شہاب الدین مراحل زندگانی طے کرکے شہر خموشان مین داخل ہوا اُسکے بھائی ہندال نے تخت سلطنت پر تمکن کیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین رکھا یہ بھی زیور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھا اور اپنے احکام کے نفاذ و تعمیل مین اہتمام نہایت رکھتا تھا اور آخر سلطنت مین ایک سردار کو قلعہ لوہرکوٹ کی تسخیر کے واسطے جو بعضے امراے سلطان شہاب الدین کے تصرفات مین تھا بھیجا

ف ۵ آب شنید سے غالباً مراد آب سند ہے جو بالفظ محرف ہوگیا ہے ۱۲

جبکہ جنگہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدید فریقین کے مابین واقع ہوئی وہ سردار مارا گیا پھر سلطان قطب الدین نے خطوط بھیجکر اپنے بھتیجے حسن خان کو دہلی سے طلب کیا لیکن جب حسن خان نے اطاعت کرکے قدم ولایت کشمیر مین رکھا ایک جماعت اہل حسد نے سلطان کو اس ارادہ سے پشیمان کرکے اسکی گرفتاری پر آمادہ کیا اور راے دل جو امراے شہاب الدین سے تھا اسنے حسن خان کو اس ارادہ سے آگاہی دی حسن خان بھاگ کر لوہر کوٹ کی طرف گیا اور بادشاہ کے مخالف جو کہ اس مقام مین تھے اسکے آنے سے قوی پشت ہوے سلطان قطب الدین نے راے دل کو گرفتار کرکے قید کیا اور وہ قید خانہ سے بھاگ کر حسن خان کی خدمت مین حاضر ہوا چونکہ داعیہ فساد کارگر نتھا زمینداروں نے حسن خان اور راے دل کو گرفتار کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجا سلطان نے راے دل کو تیغ سیاست سے قتل کرکے حسن خان کو مقید کیا اور آخر عمر یعنے پیری مین سلطان کو آفریدگار عالم نے دو فرزند کرامت فرماے ایک کا آشکار اور دوسرے کا ہیبت خان نام رکھا اور جب پندرہ سال از روے تاریخ وہ اپنی حکومت سے گذر رہے آخر سنہ ٧٦٦ سات سو چھیاسٹھ ہجری مین وفات پائی اور اسکے بعد بڑا بیٹا اسکا تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا خطاب سلطان سکندر رکھا منقول ہے کہ شاہ قطب الدین کے عہد مین امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز کشمیر کے اطراف مین رونق افزا ہوے اور سلطان کو مکتوب لکھا شاہ نے بتعظیم تمام جواب ان کے خط کا لکھکر اپنے حضور طلب فرمایا جب حضرت میر نے اپنے شرف قدوم فیض لزوم سے سری نگر کے اطراف کو مشرف کیا شاہ استقبال کو آیا اور باعزاز و اکرام تمام حضرت کو شہر مین لایا اور کشمیر کے جمیع صغیر و کبیر آنجناب عالی مقام سے بارادت صادق پیش آئے اور بروایت میرزا حیدر دوغلات کے جو کتاب رشیدی مین درج ہے چالیس روز سے زیادہ اس شہر مین اقامت نہ کرکے وطن مالوف کی طرف مراجعت فرمائی اور قیاس یہ دریافت ہوتا ہے کہ خانقاہ معلے جو آنحضرت نے اس شہر مین بنا فرمائی تھی آنحضرت کے حضور اس شہر کے آدمیون نے بنیاد ڈالی ہوگی یا آنحضرت کی غیبت مین تیار ہوئی ہو اس سبب سے کہ اگر سامنے تیار ہوئی ہو تو ضرور جناب امیر کا مدت تک کشمیر مین رہنے کا اتفاق ہوا ہوگا کس واسطے کہ چالیس روز مین تعمیر ہونا ایسی خانقاہ معلے اور عالی شان کا استبعاد اور صعوبت سے خالی نہین واللہ اعلم بالصواب

بیان سلطان سکندر بت شکن کے حالات کا

ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ نام اصلی اس کا آشکار ہے اور یہ اپنے باپ کے بعد اپنی والدہ کی صلاح سے کہ سورہ نام رکھتی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا امرا اور ارکان دولت اس کے مطیع اور فرمانبردار ہوے اور وہ تمام سلاطین کشمیر سے شوکت و عظمت اور کثرت افواج مین ممتاز ہوا اور دبدبہ اور رعب بہت

رکھتا تھا اور سلطان سکندر کی مان اوائل حکومت مین دخل مہمات ملکی مین کر کے اکثر امور کو بوجہ احسن انجام دیتی
تھی اور جب مادر شفقہ نے اپنے داماد شاہ محمد نام سے آثار مخالفت کے مشاہدہ کیے اُسے اور اُسکی
زوجہ یعنے اپنی بیٹی کو ہلاک کر دیا اور راے مادری کہ امراے عظام کے سلک مین انتظام رکھتا تھا
اور مہمات شاہی کا اُس پر مدار تھا ہیبت خان یعنے شاہ سکندر کے بھائی کو زہر دے کر ہلاک
کیا شاہ سکندر اس جرم عظیم کے صدور کے سبب اس سے نہایت رنجیدہ اور دفع کے فکر
مین ہوا لیکن جو وہ کمال استقلال رکھتا تھا یکایک اُس کی سیاست اور تنبیہ سے متعذر
تھا اور راے مادری حقیقت حال سے واقف ہوا تو شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تبت
کوچک کو جو کشمیر کے قریب ہی لیوے اور اس معروضہ سے غرض یہ تھی کہ آتش غضب سلطانی اُسسے دور
رہے اور شاہ نے اس امید پر کہ شاید اُس طرف جا کر لڑائی مین مارا جاوے تو گوہر مقصود بے سعی ہاتھ
آوے اُسے رخصت دی اور راے مادری تبت کوچک پر فوج لیگیا اور اُس ولایت کو بتدریج تمام
مسخر کیا اور بعد چندے اپنے تصرف مین لایا پھر جمعیت تمام بہم پہونچا کر بغاوت پر کمر باندھی اُس وجہ سے
خود بنفس نفیس سکندر شاہ لشکر جمع لاکر اس طرف متوجہ ہوا اور سرحد مین جنگ واقع ہوئی راے مادری
بھاگا اور شاہ سکندر کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا اور شاہ نے اُسے قید کیا اور بعد ایک مدت
کے قید کی مصیبت سے وہ بتنگ آیا اور زہر کھا کر مسموم ہوا اور شاہ سکندر نے فوج کو آراستہ کر کے
تبت اور اُس کے اطراف کو جیسا کہ چاہیے محافظت کی اور اُن دنون مین امیر تیمور صاحبقران نے
وقت عزیمت تسخیر ہندوستان اپنے ایلچیون کو مع دو فیل شاہ سکندر کے پاس بھیجا تھا اس سبب
سے افتخار اور مباہات بہت کر کے عرض داشت امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین باستدعاے ملازمت
ارسال رکھی اور اخلاص اور بندگی ظاہر کر کے عرض کی کہ جس مقام مین حکم ہو ملاقات کو حاضر ہون
اُسکے بعد ایلچیون کو زر خطیر دے کر باعزاز و احترام رخصت کیا اور وہ جب صاحبقران کی ملازمت مین
مشرف ہوئے سلطان سے جو کچھ اخلاق اور رعایتین مشاہدہ کی تھین سمع مبارک مین پہونچائین آنحضرت مقام
عنایت مین ہوئے اور اُس کے واسطے خلعت زر دوزی اور گھوڑا مع ساز و یراق مرصع بھیجا اور حکم فرمایا
کہ جب رایات جلال آیات مابدولت و اقبال دہلی سے پنجاب کی طرف مراجعت فرماوین اُس مقام مین ملازمت
سے مشرف ہووے جب یہ حکم سلطان سکندر کو پہونچا پیشکش بہت فراہم کر کے سامان ملازمت درست
کیا جب سنا کہ صاحبقران سوالک کے راستہ سے پنجاب کی سمت عازم ہین پیشکش بہت ہمراہ لے کر صاحبقران
کی ملازمت کے واسطے متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین سنا کہ بعضے امرا اور وزراے صاحبقران نے
کہا ہے کہ سلطان سکندر کو لائق ہے کہ تین ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ اشرفی علاوہ پیشکش لاوے شاہ سکندر
یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا اور دریا کے راستہ سے معاودت کر کے عرض داشت صاحبقران کی ملازمت

کی

مین اس مضمون کی بھیجی کہ جو پیشکش بندگان حضرت کے لائق بہم نہین پہونچی ہی کمترین نے اس سبب
سے چند روز توقف کیا تو پیشکش لائق بہم پہونچا کر بندگی کے واسطے متوجہ ہووے جب آن حضرت
عرضداشت کے مضمون سے مطلع ہوے سمجھے کہ میرے وزراین سے کسی نے اسقدر پیشکش
لانے کے واسطے کہا ہی انھین چشم نمائی کی اور شاہ سکندر کے ایلچیون پر نہایت نوازش فرماکر ارشاد
کیا کہ یہ امر وزراے نامعقول نے کہا ہی اس کا کچھ خیال نہ کرے اور باطمینان تمام ملازمت کے واسطے
متوجہ ہووے جب ایلچی شاہ سکندر کے کشمیر مین پہونچے امیر تیمور صاحبقران سے جو کچھ سنا تھا عرض کیا
سلطان سکندر یہ نوید سنکر نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا اور جلد سامان سفر درست کر کے کشمیر سے برآمد ہوا
لیکن جس وقت کہ سکندر شاہ قصبہ بارمولہ مین پہونچا سنا کہ صاحبقران آب سندھ سے عبور کر کے بہ تعجیل تمام
متوجہ سمرقند ہوے اس واسطے فسخ عزیمت کر کے ایلچیون کو مع پیشکش بسیار آنحضرت کی ملازمت مین
بھیجا اور خود کشمیر کی سمت مراجعت کی اور سلطان سکندر نہایت سخی اور جواد تھا چنانچہ اس کی سخاوت کا شہرہ
سنکر دانشمند عراق اور خراسان اور ماوراءالنہر کے اُس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوے اور علم و فضل
اور اسلام نے مملکت کشمیر مین بدرجۂ نہایت رواج پایا خطۂ کشمیر خراسان و عراق کا نمونہ بلکہ اُس سے بھی
دونا ہوا اور شاہ تمام جماعت علماے سے سید محمد عالم کو جو اپنے زمانہ کے فرد تھے تعظیم بہت کرتا تھا اور
آداب دین یعنی علم فقہ سیکھتا تھا اور شاہ نے ایک برہمن سیہ بت نام کو جو مسلمان ہوا تھا اُسے وزیر الوزرا
کر کے امور دنیوی مین اپنا معتمد علیہ کیا وہ سیہ بت طالع ارجمند کی برکت کے سبب اس مرتبہ پر پہونچ کر
ہنود کے آزار اور ایذا رسانی مین بہت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ سلطان نے اُس کے کہنے
سے حکم فرمایا کہ تمام برہمن اور ہنود کے تمام دانشمند مسلمان ہوجاوین اور جو شخص کہ مسلمان نہ ہووے
کشمیر سے نکل جاوے اور قشقہ یعنی ٹیکا پیشانی پر نہ کھینچے اور عورت ستی کو شوہر کے ہمراہ نہ جلا دین
اور سونے اور چاندی کے بتون کو دارالضرب یعنی ٹکسال مین گلاکر زر مسکوک بنا دین اس سبب سے
محنت اور مصیبت بہت اُس ولایت کے ہندوون کو کہ اکثر برہمن تھے پہونچی اور بہت سے برہمنون
نے جن پر مسلمانی اور جلاوطنی اُس شہر سے شاق اور دشوار تھی اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے جلاوطن
ہوکر دوسری ولایت کی طرف گئے اور بعضے براہمہ سلطان اور اُس کے وزیر کے خوف و ہراس
سے اظہار مسلمانی بطریق رفضہ تقیہ کر کے کشمیر مین رہے اور سلطان نے تمام ہمت بتون اور بتخانون
کے توڑنے اور مسمار کرنے پر مصروف کی اور اُن مین کے اکثر بتکدہ خراب اور ویران کیے ازانجملہ
ایک بتکدہ بڑا کہ بلغ بجرآراین تھا اور اُسے ساتھ مہادیو کے منسوب کرتے تھے سلطان کے حکم سے
کھودنا شروع کیا اور ہرچند اُس کی تہ کھودی اور پانی تک پہونچا لی اُسکی انتہا نہ پائی اور مقتدا اپنے
پیشوا اسپ بتون کا کہ جگدیو تھا اُسے بھی شکستہ کیا اور عمارت و بت توڑنے کے وقت شعلہاے عظیم

آتشین اس مقام سے پیدا ہوتے تھے سلطان اور ارکان دولت دیکھتے تھے اور کفار اُسے اپنے معبودان باطل کی کرامات پر گمان کرکے جو کچھ چاہتے تھے کہتے تھے لیکن جو سلطان بتون کے توڑنے مین بجد تھا اُن شعلون کو طلسم اور شعلے اسکے بجھاتا تھا اُسکے توڑنے سے ہاتھ نہ کھینچا یہانتک کہ اُس سے ایک نشان باقی نہ رہا اور اُسی طرح سے کشمیر مین راجہ للتادت نے ظہور اسلام سے پیشتر ایک دیوہرہ نہایت عظیم الشان اور مستحکم ترین پورمین تیار کیا تھا اور نجومیون سے پوچھا تھا کہ یہ دیوہرہ کب تک قائم رہیگا اور کس طور سے ویران ہوگا نجومیون نے اوضاع فلکی کو مشاہدہ کرکے جواب دیا کہ اس تاریخ سے جب ایک ہزار اور ایک سو سال گذرینگے سکندر نام ایک بادشاہ اس بتخانہ کو خراب اور ویران کریگا اور یہ دورہ عطارد کا ہے وہ بادشاہ عطارد کی مورت کو اپنے ہاتھ سے فوراً توڑیگا للتادت نے فرمایا کہ یہ مضمون ایک تانبے کے پتر پر کندہ کرکے ایک صندوقچی مین رکھکر اس عمارت کی بنیاد مین دفن کرو چنانچہ اس عمارت کے کھودنے مین وہ لوح برآمد ہوئی اور مضمون لکھا ہوا حرف بحرف معلوم ہوا سلطان نے فرمایا کاش کہ وہ لوگ یہ نوشتہ اس عمارت کی دیوار پر نصب کرتے تو مین بعد اطلاع یابی اُن منجمان کافر کے حکم کے خلاف اُس عمارت کو مسمار نکرتا پھر سلطان سکندر اور بتخانون کو جنکی عمارت نہایت عمدہ اور رفیع تھی خراب کرکے بت شکن مشہور ہوا اور سلطان کے احکام حسنہ سے یہ دو حکم ہین کہ اسکے قلمرو مین شراب نہ بکتی تھی اور اسکی ولایت سے کسی شخص ہندو خواہ مسلمان سے تمغا نہ لیتے تھے اور آخر عمر مین سلطان تپ محرق مین مبتلا ہوا اور اپنے تینون فرزندون کو کہ جنکا نام میرخان اور شاہی خان اور محمد خان تھا اپنے پاس بلاکر انکے کان نصیحت کے گوہر روشن سے مزین کرکے اتحاد اور وفاق کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اپنے بڑے بیٹے میرخان کو خطاب علی شاہ دیکر سلطنت اسکے تفویض کی اور ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس ہجری مین فوت ہوا مدت اسکی سلطنت کی بائیس سال و نو ماہ تھی

ذکر سلطان علی شاہ بن سکندر شاہ بت شکن کی حکومت اور فرمانروائی کا

سلطان علی شاہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد کشمیر کے سریر پر جلوہ گر ہوا اور ہر چند خرد سال تھا لیکن جو سلطان سکندر کی مہابت اور صلابت لوگونکے دل مین جاگزین تھی اُسکے حلقۂ اطاعت سے قدم باہر نرکھا اور اُس نے آغاز سلطنت مین جمیع مہمات ملکی سیہ بٹ سے جو وزیر سکندر شاہ تھا رجوع کیے اور اُس نے چار برس کے عرصہ مین مسند وزارت پر بیٹھکر رعایا پر قسم قسم کے ظلم سکندر شاہ کے زمانہ کے موافق ہندوون اور اپنے ہمقوم برہمنون سے ہی جائز رکھے جو شخص مسلمان نہوا اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کرکے زمین اسکے خون سے رنگین کی جیساکہ عرصہ قلیل مین اُس گروہ سے کشمیر مین ایک نشان نرہا یا تو مسلمان ہوگئے یا ولایت سے نکل گئے ناگاہ سیہ بٹ تپ دق مین گرفتار ہو کر فوت ہوا سلطان علی شاہ نے اُسکے بعد اپنے بھائی شاہی خان کو جو صاحب تدبیر اور شجاعت مین بے نظیر تھا امور مملکت کا مرجع کیا اور وہ جمیع مہمات

شاہی کو انجام دے کر اپنے بھائی کو آسودہ رکھتا تھا اور جب علی شاہ کو جہان کی سیر کا شوق دامنگیر ہوا اور کشمیر سے سفر کرنے کا ارادہ کیا اُس وقت شاہی خان کو اپنا جانشین کرکے اپنے بھائی محمد خان خان کو اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت فرمائی اور رخصت کے واسطے راجہ جمون کے پاس جو علی شاہ کا خسر تھا گیا اور راجہ جمون اور راجہ راجوری نے اُسے شاہی خان کے ولیعہد کرنے اور ترک شاہی کے سبب سرزنش کرکے پشیمان کیا اور جو جانتے تھے کہ ہمیدہ اور اعانت سلطنت مسترد نہوگی راجہ جمون اور راجہ جوری مع لشکر کثیر سلطان علی شاہ کے مدد اور معاون ہوکر کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور اُس خطہ کو شاہی خان کے تصرف سے برآوردہ کرکے دوبارہ علی شاہ کے قبضہ مین لائے شاہی خان کشمیر سے برآمد ہوکر سیالکوٹ کی سمت گیا اور اُنھین دنون مین جسرت شیخا کھکر نے سمرقند مین صاحبقران کی قید سے بھاگ کر پنجاب مین تسلط تمام پیدا کیا تھا شاہی خان اسکے پاس التجی اور پناہ لایا اور سلطان علی شاہ نے مع لشکر بیکران کشمیر سے برآمد ہو کر جسرت اور شاہی خان کا تعاقب کیا اور اُنھون نے اس کی تاخت اور تفرقہ اور خستگی سے واقف ہوکر اُن دن پہاڑون کے درمیان مین صفوف جنگ آراستہ کین اور علی شاہ کو شکست دی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ علی شاہ زندہ جسرت کے ہاتھ لگا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ شکست کھا کر بھاگا اور شاہی خان نے اُسکا تعاقب کرکے ولایت سے باہر کیا اور خود تختگاہ سلطنت مین جاکر نام سلطنت قبضہ مین لایا اور شہر کشمیر کی خلقت کہ خواہان اُسکی تھی محظوظ اور خوشحال ہوئی اور شادیانہ کے نقارے بجانے لگی علی شاہ کی مدت سلطنت چھ سال اور نو ماہ تھی اور یہ واقعہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین واقع ہوا تھا

ذکر سلطان زین العابدین کی سلطنت کا

جب شاہی خان کشمیر مین بجائے برادر تخت نشین ہوا اپنا خطاب سلطان زین العابدین رکھکر افواج کثیر جسرت کے ہمراہ کی تو اس کی مدد کے واسطے جاکر ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کرے اگرچہ جسرت شاہ دہلی سے برابری نہ کرسکتا تھا لیکن سلطان کے لشکر کی قوت اور اعانت سے تمام پنجاب وغیرہ پر متصرف ہوا اور سلطان نے قصد جہانگیری کا کرکے لشکر تبت پر بھیجا اور اُس ولایت کو بزور شمشیر لیا اور اکثر ولایت کو جو آب کشنہ کے کنارے تھی خراب اور ویران کرکے اُسکے باشندون کو قتل کیا اور اپنے بھائی محمد خان کو صاحب مشورہ کرکے مہمات جزوی وکلی ساتھ اسکے رجوع کین اور خود قضایا تشخیص اور تفصیل کرتا تھا اور جمیع فریق کے آدمیون سے صحبت رکھتا تھا اور جوکہ علوم وفنون تحصیل کرچکا تھا ہمیشہ اسکی مجلس کہ مراد دربار سے ہے دانائن ہند واور مسلمان سے معمور رہتی تھی اور علوم موسیقی مین بھی خوب طاق تھا اور اکثر اوقات اُس کی ہمت ولایات کی آبادی اور زراعت کی تکثیر اور نہرون کے اجرا مین مصروف رہتی تھی اور حکم عام نافذ

کیا تھا کہ تمام ولایات مین جس شخص کا مال چوری جاوے زمیندار اس موضع کے تاوان دیوین چنانچہ اُس تقریب
کے سبب اُسکی تمام قلمرو مین چوری موقوف ہوئی اور وہ بد رسمین جو سیہ بت سے باقی رہی تھین یکقلم دفع کین
اور منع نویسی باسکے زمانہ مین جاری ہوئی تھی سلاطین سابق کے عہد مین نہ تھی دور کیا اور دستور العمل تھے قواعد اور
ضوابط مجریہ اپنے تختہاے مسی پر کندہ کرکے ہر ایک شہر اور موضع مین آویزان کیے تھے یہان تک کہ رسوم ظلم ولایت
کشمیر سے دفع کی اور منقول ہے کہ اُس نے تانبے کے پترون پر لکھا تھا کہ جو شخص آوے اور ساتھ اُس دستور ا
کے کام نہ کرے خدا کی لعنت مین گرفتار ہو اور سلطان نے طبابت کے واسطے مری بھٹ کو جو طبیب حاذق
تھا تربیت کی اور اُسکے التماس کے موافق برہمنون کو کہ سلطان سکندر کے زمانہ مین سیہ بت کے خوف سے
نکل گئے تھے ولایات دور دست سے طلب کر کے جاگیر اُنکے واسطے مقرر کی اور ہنود کے معابد مقرر کین تحت
تعین کرکے جزیہ کا مانع ہوا اور گاؤکشی بھی موقوف کی اور برہمنون اور تمام ہندوؤن کو طلب کرکے اُنسے عہد لیا
کہ دروغ نہ کہین جو کچھ کتب ہندوی مین تحریر ہے اُس سے خلاف نکرین اور ارباب کفر کی تمام عادتین اور رسمین جو
شاہ سکندر کے عہد مین برطرف اور معدوم ہوئی تھین مثل قشقہ کھینچنا اور جلانا عورت کا ہمراہ شوہر کے سلطان
زین العابدین نے سب کو از سر نو زندہ کیا نذر اور بھینٹ اور جرمانہ وغیرہ جو عامل اور تحصیلدار رعایا سے لیتے تھے
موقوف کی اور حکم عام کیا کہ سوداگر جو متاع کہ ولایتون سے لاتے ہین اپنے مکان مین پوشیدہ نہ کرین
ساتھ اُس قیمت کے کہ خرید کی ہے نفع قلیل پر بیچتے رہین اور بیع اور شرا مین غبن فاحش روا نرکھین اور
سلطان نے تمام قیدیون کو کہ سلاطین سابق کے عہد مین مقید ہوے تھے سب کو یک قلم آزاد کیا
اور اُسکے ضوابط سے ایک یہ ہے کہ جس ولایت کو فتح کرتا تھا خزانہ اُسکا فوج پر تقسیم فرماتا تھا اور اپنے
پایۂ تخت کے دستور کے مطابق خراج اُس ملک کی رعایا پر مقرر کرتا تھا اور سرکشون اور متکبرون کو گوشمالی
دیتا تھا اور مرتبۂ اعلیٰ سے ادنیٰ درجہ پر پہونچاتا تھا فقیرون اور ضعیفون کو نوازش کرکے درجۂ اوسط مین نگاہ
رکھتا تھا تاکہ نہ تو زیادہ تونگری سے بغاوت کرین اور نہ افلاس سے گداے مطلق ہون اور پارسائی اُسکی
اس درجہ تھی کہ عورت بیگانہ کو اپنی مان اور بہن کی جگہ تصور کرتا تھا اور کسی صورت روا نہ رکھتا تھا کہ مری
نظر نامحرم کے منھ یا مال غیر پر بنظر خیانت وطمع پڑے اور اس مہربانی کے سبب کہ رعایا پر رکھتا تھا
گز اور جریب جو ہمیشہ سے تھی اُسسے زیادہ کیا اور شاہ کی وجہ خرچ خاصہ اُس زر کے حاصل سے تھی جو
تانبے کی کان سے پیدا ہوتا تھا اور مزدور اُس مین ہمیشہ کام کرتے تھے یعنے تانبا نکالتے تھے اور جو شاہ
سکندر کے عہد مین چاندی اور سونے وغیرہ کے بتون کو توڑ کر دار الضرب مین مسکوک کیا تھا وہ سونا کچھ
کھوٹا تھا سلطان نے حکم فرمایا کہ مس خالص کو جو اس کان سے حاصل ہوا ہے ٹکسال مین بھیجکر مسکوک
کرین اور رائج کرین اور سلطان جس شخص پر غضبناک ہوتا تھا لازم نہ تھا کہ اُسے سزا پہونچاوے بلکہ اُسکے حق
مین جو کچھ بدی کہدیتا وہی واقع ہو جاتی اور وہ جس کسی سے ناخوش رہتا تھا اُسے اپنی ولایت کے حدود سے

نکال دیتا تھا اور وہ نہ جانتا تھا کہ بادشاہ مجھ پر غضبناک ہے بلکہ راضی جاتا تھا اور اس ضمن مین کام ہوجاتا تھا اور لوگ اسکے عہد مین ساتھ جس ملت کے چاہتے تھے رہتے تھے اور کوئی از روے تعصب یعنے دین کی حمایت سے دوسرے کا متعرض نہوتا تھا اور برہمن اور ہندو جو سلطان سکندر کے عہد مین مسلمان ہوے تھے اُسکے عہد مین مرتد ہو گئے تھے اور کوئی عالم اسلام اُن پر ارتداد کے سبب پکڑ دھکڑ کی قدرت نہ رکھتا تھا اور سلطان نے کوہ باران کے قریب ایک نہر لاکر نیا شہر بنایا تھا کہ آبادی اُس کی پنج کوسی تھی اور علاوہ اسکے اور بھی شہر آباد کیے تھے اور کالپور وغیرہ مین پانی دور سے لاکر نہرین تیار کی تھین اور پل باندھے تھے اور زراعت کی تاکثیر کی تاکید فرماتا تھا اور اُن مواضع مین کہ اُس نے اپنی ذات خاص سے آبادی کی تھی علما اور فضلا اور غربا کو آباد کیا تھا تاکہ مسافرون کو طعام دیتے رہین اور جو کچھ محتاجون کو نقد وجنس درکار ہو اُس موضع کی جنس سے صرف کرتے رہین اور مملکت کشمیر مین کوئی زمین بے آب و زراعت باقی نہ رہی مگر وہ مقام کہ جسکی خبر شاہ کو نہ پہونچی بے آب رہا اور سلطان نے ارادہ کیا کہ حوض ویرناک مین جو مثل دریا کے مشاہدہ ہوتا ہے اور حکام اس ناحیہ نے اُسکا منعقد بند کیا ہے اسکے درمیان ایک عمارت عالی شان بنا کرے پھر اس زمانہ کے داناؤن کو بلا کر مشورہ کیا چنانچہ بعد تامل اور تفکر کے سب کی راے نے اسپر اتفاق کیا کہ چند کوٹھیان چوکور حویلی بنا کر اُنھین پتھر سے بھر کرکے پانی مین غرق کرین اور جب وہ پتھر پانی سے بلند ہووے اسپر عمارت بنا دین جب ایسا کیا وہ کوٹھیان سنگین پانی سے چند گز بلند ہوئین سلطان نے اُس مقام مین عمارت عالی یعنی مساجد اور منازل اور باغ تعمیر فرمائے اور اُس کا نام زین لنکا رکھا اور فی الواقع وہ عمارت اس خوبی کے ساتھ تیار ہوئی کہ شاید تمام عالم مین کہین اُس کا نظیر ہو اور شاہ نے چند موضع اُس مقام کے مصارف کے واسطے وقف کیے اور سلطان اس دنیاے فانی سے ایسا وارستہ اور آزاد تھا کہ باوجود اس حشمت وشوکت کے ہرگز اسباب سلطنت سے تعلق نہ رکھتا تھا اور خزانون کی فراہمی کا اُسے مطلق خیال وشوق نہ تھا اور سلطان زین العابدین کے عہد مین ملا محمد نام ایک شاعر دانشمند پیدا ہوا کہ ایک لحظہ مین مجلس مین بیٹھکر جس بحر اور قافیہ مین کہ چاہتا تھا فی البدیہہ اشعار پر مضمون صدہا کہتا تھا اور جس مسئلہ مشکل کو پوچھتے تھے اُسی وقت جواب دیتا تھا اور سلطان اُسکی تعظیم اور جمیع علما کی تعظیم مین تقصیر نہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بزرگوار ہمارے مرشد اور قبلہ ہین اور اُنھون نے ہمین ضلالت سے نکال کر ساتھ ہدایت کے پہونچایا ہے اور اسی طرح سے جوگیون کا بھی احترام کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مرتاض و غریب ہین اور کسی فرقے کے عیب کو مشاہدہ نکرتا تھا اُسکے ہنر کا جویا تھا اور فراست اور عقل کا ایسا تیز تھا کہ ہر قسم کے قضیہ اور مشکل کو جو عاقلون سے حل نہوتی تھی سلطان اُس کا دم بھر مین فیصلہ واجبی کرتا تھا چنانچہ ایسے مقدمون سے ایک مقدمہ یہ ہے کہ اُسکے عہد مین ایک عورت اپنی سوت سے عداوت قلبی رکھتی تھی اور اُسے کسی حیلہ سے دفع نہ کرسکتی تھی ایک رات کو اُس بے وقوف نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ہلاک کیا اور صبح کو اُسکے خون کی تہمت اُسپر کرکے بادشاہ کے پاس

دادخواہ ہوئی سلطان نے اس مقدمہ کو منصفون کے سپرد کیا اور جب وہ اس معاملہ کی تشخیص سے عاجز ہوئے سلطان نے اول اس عورت کو جو متہم تھی خلوت مین طلب کرکے اُس سے پوچھا کہ اگر فی الواقع تو نے اس لڑکے کو ہلاک کیا ہی مجھسے سچ کہ تو مین تجھے معاف کرونگا اور جو دروغ کہیگی تیرے قتل کا حکم جاری کرونگا اُسنے جواب دیا کہ آپ جو چاہین فرماوین خدا شاہد ہی مین اس لڑکے کے قتل ہونے سے ہرگز واقفیت نہین رکھتی سلطان نے جواب دیا اگر یہ فعل تجھسے صادر نہین ہوا ہی ایک کام کر کہ تو اس دربار مین مادرزاد برہنہ ہوکر حضار کے حضور اپنے مکان مین جا تو جانین کہ تو اس خون کی تہمت سے پاک ہی وہ سر اپنا گریبان فکر مین لے گئی اور بعد تامل کے یہ جواب دیا کہ اگر مجھے ہلاک کیجیے ہزار مرتبہ بہتر اس زندگانی سے ہی کہ یہ امر کمال بے شرمی اور بیحیائی کا مجھ سے مشاہدہ کیا جاوے مجھے تہمت خون کی کیا کم ہی جو اس امر زشت پر قیام کرون یہ جواب سنکر سلطان نے مدعیہ کو جس نے خون کی تہمت لگائی تھی اُسے تنہا طلب کرکے پوچھا کہ سچ کہ اس لڑکے کو کس نے قتل کیا ہے عورت نے کہا کہ اگر یہ میری سوت اس لڑکے کی قاتل نہو مجھے بجاے اُسکے مقتول کیجیے سلطان نے کہا اگر تو اس دعوی مین سچی ہی اہل مجلس کے روبرو برہنہ ہو وہ بیحیا فوراً اس امر پر راضی ہوئی اور بیحیائی سے ازاربند کھولکر برہنہ ہونے پر تھی کہ سلطان اس امر سے مانع ہوا اور فرمایا کہ یہ کام اسی بیحیا کا ہی اپنی سوت کے نکالنے کے واسطے اسنے اپنے لخت دل کو قتل کیا اور تہمت اُسپر رکھی فرمایا کہ چند تازیانہ مارو جب مار پڑنے لگی وہ اپنے فعل زشت کی مُقر ہوئی اور سلطان کو یقین ہوا کہ اس طفل بیچارہ کی یہی قاتل ہی حکم اسکے قتل کا صادر فرمایا اور سلطان کی جملہ عادات سے ایک عادت یہ تھی کہ چور کے قتل کا حکم نافذ نفرماتا تھا بلکہ جس مقام پر چور گرفتار ہوتا تھا حکم تھا کہ زنجیر اُسکے پاؤن مین ڈالکر قید کرو اور اس سے ہر روز مشقت لو یعنے عمارت کی تعمیر کے واسطے پتھر اور مٹی اُٹھواؤ اور مراحم قلبی سے آدمیون کو شکار کی ممانعت کی تھی کہ جانور مارے نجاوین اور ماہ رمضان مین سلطان گوشت نہ کھاتا تھا غرضکہ جب آوازہ اس کے جود و احسان کا عالم مین منتشر ہوا مغنی اور سازندہ کہ علم موسیقی مین اپنے وقت کے نایاب تھے اطراف و جوانب سے اس قدر کشمیر مین آئے کہ کشمیر انکی کثرت سے رشک فرنگ ہوا اور ملا عودی شاگرد عبد القادر کا جو صاحب تصانیف مشہور ہی خراسان سے سلطان کے پاس آیا اور عود ایسا بجایا کہ سلطان کو پسند آیا اور محظوظ ہوکر اُسکے حال پر نوازش فرمائی اور انعام سے مالا مال کیا اور ملا جمیل نامی سازندہ متخلص بجا فغلی جو شعر گوئی اور خوش خوانی مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا مجلس سلطان مین حاضر ہوکر اس خوش الحانی سے غزلین اور عرفیتین گاتا تھا کہ سلطان کو حالت وجد مین کبھی رقت تمام حاصل ہوتی تھی اور گاہے نہایت خوش ہوتا تھا اس سبب سے ہر سال ملا جمیل کو اس قدر زر خطیر دیتا تھا کہ اُس کی شرح کا مقدور نہین ہی اور ملا جمیل کے نقش اور آثار سلطان کے ذکر جمیل کے مانند اس زمانہ تک کشمیر مین مشہور ہین اور سلطان کے عہد مین حبیب نام ایک آتشباز پیدا ہوا کہ چشم زمانہ نے عینک مہر و ماہ سے اس سے بیشتر مشاہدہ نہ کیا تھا اس نے فن آتشبازی

مین ایسی ایجاد اور اختراعات کی تھی کہ لوگ حیران رہتے تھے اور کشمیر مین تفنگ اُس نے پیدا کی اور بادشاہ کے سامنے دوائین تیار کین اور دیگر ہنر دکھلائے اور آدمیون کو تعلیم دی اور وہ آتشبازی کے سوا جمیع علوم مین فائق تھا اور سلطان کی مجلس اہل نغمہ وارباب طرب سے کہ حسن صورت اور قوالی اور خوش آوازی مین یکتائے روزگار تھے اور حرکات وسکنات مین جہان مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے رشک بہشت تھی اور ناچنے والے اور نٹ اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئے اور بعضے گویے اُن مین ایسی دستگاہ رکھتے تھے کہ ایک نقش کو بارہ مقام یعنے بارہ پردہ مین ادا کرتے تھے اور سلطان نے اہل طرب کے اکثر سازون کو یعنے عود اور رباب اور طنبور وغیرہ کو طلائے خالص کے تختون سے مرصع کر جواہر سے مرصع کیا تھا اور سوم نام ایک کشمیری جو زبان کشمیر مین شعر کہتا تھا اور علوم ہندی مین فرد تھا اُس نے زین حرب نام کتاب حالات سلطان کے بیان مین مشروحاً تصنیف کی اور مسمی بودی بہت جو شاہنامہ فردوسی طوسی کا آغاز سے انجام تک یاد رکھتا تھا اُس نے زین نام ایک کتاب علم موسیقی مین شاہ کے نام سے تالیف کرکے بادشاہ کے حضور پڑھی اور اُسکے صلہ مین نوازشہائے خسروانہ سے سرفراز ہوا اور شاہ جمیع لغات فارسی اور ہندی اور تبتی وغیرہ مین نہایت درجہ مہارت رکھتا تھا اور ہر ایک بولی مین کلام کرتا تھا یہان تک کہ اکثر کتب عربی اور فارسی کو ہندی مین ترجمہ کیا تھا اور کتاب راج ترنگنی کہ مراد شاہان کشمیر کی تاریخ سے ہے اُسکے عہد مین تصنیف ہوئی اور محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ مین مہابھارت کا ترجمہ جو بدعبارت تھا دوبارہ عبارت فصیح مین ہوا اور تاریخ کشمیر کو بھی فارسی مین ترجمہ کیا اور جو بادشاہ کہ شاہ زین العابدین کے ہمعصر تھے اُسکی خوبیون کا شہرہ سن کر اپنا اشتیاق ملاقات اظہار کرتے تھے خصوصاً خاقان سعید ابوسعید شاہ نے خراسان سے گھوڑے تازی شائستہ اور خچر راہوار اور اونٹ قوی ہیکل اُس کے واسطے ہدیہ بھیجے بادشاہ اس امر سے نہایت محظوظ ہوا اور اُس کے مقابلہ مین گونین زعفران کی اور کاغذ کشمیری عمدہ اور مشک اور عطر اور گلاب اور سرکہ اور دوشالے خوب اور بلور کے ظروف اور کشمیر کے اور بھی اشیائے نفیسہ اور نادر خاقان سعید کی خدمت مین ارسال فرمائے اور راجہ تبت سر در نے کہ ایک حوض مشہور ہے اور اُس کا پانی کبھی تغیر اور تبدل نہین قبول کرتا ہے وہان کے دو جانور کمیاب کہ راج ہنس نام رکھتے تھے اور نہایت خوبصورت اور عمدہ تھے سلطان زین العابدین کے واسطے بھیجے سلطان اُنھین دیکھکر نہایت خوش ہوا اور خاصیت اُن جانورون کی یہ تھی کہ دودھ کو پانی مین مخلوط کرکے جب اُن کے روبرو رکھو وہ اپنی منقار یعنے چونچ سے شیر کے اجزا پانی کے اجزا سے جدا کرکے نوش کرتے تھے آب خالص باقی رہتا تھا شاہ نے یہ امر مشاہدہ کرکے لیقین جانا کہ جو کچھ انکی خاصیت سنتے تھے سچ ہے اور شاہ نے آغاز شاہی سے جیسا کہ مذکور ہوا اپنے بھائی محمد خان کو وکیل مطلق اور ولیعہد مستقل کیا تھا جب محمد خان نے وفات پائی اُسکے فرزند حیدر کو جانشین پدر کیا اور مہمات ملکی کا اُسے اختیار دیا اور مسعود اور رشید

اپنے دوکوکہ کو کہ دونون برادر حقیقی اور سلطان کے کوکا تھے ان کا بہت اعتبار کرتا تھا اور انھون نے آپس مین خصومت کی اور شیردو نے اپنے بڑے بھائی مسعود کو ہلاک کیا اور شاہ نے اس کے قصاص مین شیردو کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور سلطان کے تین فرزند تھے آدم خان کہ سب سے بڑا تھا لیکن بادشاہ کی نظر مین ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتا تھا اور حاجی خان منجھلے بیٹے کو نہایت دوست رکھتا تھا اور بہرام خان چھوٹے فرزند کو جاگیر بہت دی تھی اور ایک شخص ملا دریا نام کو پانچی گری کے ساحل سے نکالکر دریا خان خطاب دے کر سرفراز کیا اور جمیع کار دبار مملکت اس کے سپرد کرکے بخاطر جمع عیش مین مشغول ہوا اور جس روز کہ شیردو کوکا نے اس عالم سے کوچ کیا سلطان نے کرور کشمیری اشرفیان کہ چارسو شتر بار طلا ہوتا ہے اُس کی روح کی ترویج کے واسطے اطفال کو خیرات کیا اور یہ بھی روایت ہے کہ اس عرصہ مین شاہ زین العابدین کو ایسی بیماری سخت عارض ہوئی کہ زندگی سے مایوس تھا قضارا انھین دنون مین ایک جوگی کشمیر مین وارد ہوا اور جب اُس نے سنا کہ سلطان مرض صعب مین مبتلا ہے امراے سلطان کے پاس آنکر یہ تقریر کی کہ تم لوگ اس کی صحت سے مایوس ہو اور مین ایک علم ایسا جانتا ہون کہ بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچ لون اور سلطان شفاے کامل پاوے وہ یہ امر غنیمت بلکہ غریب جان کر اسے سلطان کے پاس لے گئے جوگی نے دیکھکر یہ بات کہی کہ بادشاہ کا مرض نہایت سخت ہے مجھے مع ایک شاگرد یہان چھوڑ کر تم چلے جاؤ تو مین علم کے زور سے بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچون اُنھون نے اُسے مع شاگرد بادشاہ کے پاس چھوڑا اور جوگی ساتھ اس صنعت کے کہ رکھتا تھا اپنی روح سلطان کے قالب مین در لایا اور سلطان کی روح اپنے بدن مین منتقل کی اور شاگرد سے یہ بات کہی کہ میرے قالب کو آسن پر لعنے جوگیون کے مقام مین لیجا کر اس کی محافظت مین مصروف رہ کہ کتا یا بلی یا اور کوئی جانور درندہ مجھے صدمہ نہ پہونچا دے تو مین روح سلطان کی صحیح اور تندرست کرکے اپنی حالت اصلی پر آؤن غرضکہ شاگرد اُس جوگی کے بدن کو کہ ضعف اور ناتوانی کی شدت اور غلبہ سے بحس وحرکت تھا حجرے سے نکال لایا اور وزرا سے کہا کہ میرے اُستاد نے سلطان کی بیماری اپنے اوپر لی اور مین اس کا بدن معالجہ کے واسطے لیے جاتا ہون اور تم سب صاحب اپنے مالک کو دیکھو ارکان دولت جب حجرہ مین آئے سلطان کو صحیح اور تندرست پایا سب حیران ہوے اور اُسکے شکریہ مین چند روز جشن کیا اور صدقے اور نذرین آدمیون کو دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان تا مدت مدید زندہ رہا لیکن ارباب دانش نقل روح کے قائل نہین اور کہتے ہین کہ نقل روح ایک بدن سے دوسرے بدن مین ہرگز نہین ہوسکتی اور مؤلف اس کتاب یعنے محمد قاسم فرشتہ کا یہ قول ہے کہ جو جوگی ریاضت کش اور صاحب کشف وکرامات اور مستجاب الدعوات ہوتے ہین جس شخص پر کہ نظر التفات مبذول رکھتے ہین اُسکے مرض کو بطریق نقل مرض اپنی طرف کھینچ لیتے ہین یعنی نقل مرض اپنے بدن پر کرتے ہین نہ نقل روح یا اُن کی دعا کی

عہ پانچی گری یک جگہ ہے ۱۲

تاثیر سے وہ مرض یا وہ شی جو اُن کے مطلوب اور محبوب کو عارض ہوتی ہے نقل کرتی ہے اور وہ مریض اُس بلا سے نجات پاتا ہے جیسا کہ رشحات مین جو ملا علی بن ملا حسین کاشفی کی تالیف ہے اور اُس مین مشائخ نقشبندیہ کے حالات تحریر ہین لکھا ہے کہ ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد حسن پارسا قدس اللہ سرہ العزیز سے بہ نیت سفر جہاز پر سوار ہو کر سبزوار مین پہونچے اور چند روز وہان قیام کیا اور طالبان صادق اور مستعدان وائق اس بلدہ کے آن حضرت کو غنیمت جان کر اُنکی صحبت مین حاضر ہوتے تھے از انجملہ ایک اُس شہر کے بزرگون مین سے کہ سادات عظام سے تھے اُنھون نے آنحضرت سے نہایت درجہ محبت اور اتحاد بہم پہونچایا اور جب وہ بزرگوار چند روز آن حضرت کی صحبت مین نہ پہونچے اُن کے ایک آشنا سے پوچھا کہ کیا سبب ہے چند روز سے وہ سید میرے پاس تشریف نہین لاتے اس نے جواب دیا کہ دانتون کے درد کی شدت سے اُن کا منھ ورم کر آیا ہے اور تپ محرق مین گرفتار اور درد کی شدت سے نالان اور بیقرار ہین شیخ نے فرمایا کہ وہ جوان قابل ہے مین اُس کی عیادت کو جاؤنگا جب ہمراہ جوان کے اس کے بالین پر تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ سید درد دندان کے سبب تپ محرق مین بستر علالت پر پڑا ہوا لوٹتا ہے شیخ بعد مزاج پرسی کے ایک لحظہ سکوت کر کے اُسکے مرض کی طرف متوجہ ہوے اور ایک ساعت کے بعد سر اُٹھایا اُس عرصہ مین درد اُس سید زادہ کے دانتون کا بالکل دفع ہو صحت پائی اور ورم اس کے منھ کا شیخ کے چہرۂ مبارک پر منتقل ہوا جب سید نے اُس سے نجات پائی شیخ منزل مقصود کی طرف راہی ہوے اور وہ سید زادہ اپنے مکان کے دروازہ تک مشایعت کر کے اپنی صحت سے خوش وقت ہوا اور شیخ پندرہ روز اُس مرض مین مبتلا رہے آخر کو برطرف ہوا اور یہ سلب مرض کا عمل خانوادہ نقشبندیہ کا ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ جوگی اور سلطان زین العابدین کا بھی معاملہ ایسا ہی ہوگا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اُن دنون ہین شاہزادون نے آپس مین نزاع کی اور آدم خان یعنی سلطان کا بڑا بیٹا اپنے باپ کے حکم کے بموجب کشمیر سے برآمد ہوا اور جمعیت سوار اور پیادے اور گولہ انداز اور تیر اندازون کی بہم پہونچا کر ولایت تبت کو سہلترین وجہ سے فتح کیا اور غنیمت تبت سلطان کے پاس لایا سلطان محظوظ ہوا اور اُس پر نظر نوازش بہت مبذول فرمائی اور حاجی خان کو لوہرکوٹ کی طرف نامزد کیا اور آدم خان کو حاجی خان کی ناموافقت کے سبب اپنے پاس نگاہ رکھا اور بعضے مفسدان واقعہ طلب نے حاجی خان کو اغوا کر کے لوہرکوٹ سے سلطان کے بدون حکم کشمیر کی سمت روانہ کیا سلطان نے پہلے پیغام بھیجا اُسے نصیحت کی اور کشمیر کے آنے سے مانع ہوا جب اُس نے شاہ کا ارشاد گوش رضا سے نہ سُنا اور اپنے ارادہ سے باز نہ آیا آخر کو سلطان خود مع لشکر عظیم کشمیر سے برآمد ہوا اور بلپل کے میدان مین ہجوم جنگ فروکش ہوا اس وقت حاجی خان نے اپنے فعل زشت سے نادم

ہوکر چاہا کہ شاہ کی ملازمت مین حاضر ہون لیکن اس کے سپاہیون نے نہ مانا آخر وہ صف جنگ درست کرکے میدان مین آیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اور ہر سردار نامی طرفین کے کام آئے اور آدم خان نے اس معرکہ مین دادمردی اور مردانگی کی دی اپنی شجاعت سے اصلا نہ پھرا اور صبح سے شام تک تنور جنگ گرم رہا آخر کو حاجی خان تاب مقاومت نہ لایا اور افواج اسکی مغلوب ہوئی اور ہیرہ پور کی سمت بھاگی آدم خان نے پیچھا کرکے اکثر مفرورون کو علف تیغ خون آشام کیا اور چاہا کہ جب تک حاجی خان گرفتار نہو کسی مقام مین قیام نہ کرے ن سلطان نے اُسے تعاقب سے باز رکھا حاجی خان بقیۃ السیف کو ہمراہ لے کر ہیرہ پور سے بنیر مین گیا اور زخمیون کے معالجہ مین مشغول ہوا سلطان بعد فتح کشمیر مین آیا اور مخالفون کے سرون سے ایک مینار بلند بنایا اور حاجی خان کے لشکر کے اسیرون کے لیے حکم قتل نافذ فرمایا اور ولایت کامراج کی سپاہ آدم خان کے ہمراہ نامزد فرمائی اور آدم خان اس جماعت کی کہ حاجی خان کے باعث اغوا ہوئی تھی جستجو کرتا تھا اور ان کے اہل وعیال پر نہایت ایذا اور صعوبت پہونچا کر زر خطیر وصول کرتا تھا بسبب اس تقریب کے اکثر سپاہی حاجی خان سے جدا ہوکر آدم خان کے شریک ہوئے اور سلطان نے بعد اس واقعہ کے آدم خان کو ولیعہد کیا اور آدم خان نے چھ برس حکومت باستقلال تمام کی اور ملک آباد تھا اس کے بعد ولایت کشمیر مین ایسا قحط پڑا کہ آدمی بھوک کی شدت مین نان کے عوض مین جان دیتے تھے اور سونے اور چاندی کو چھوڑ کر غلہ اور اذوقہ کی چوری کو غنیمت جانتے تھے فقرا اور غربا میوہ خام کھانے سے ہر طرف مرتے تھے اور بعضے بھوکے بھوسی پر قناعت کرتے تھے وہ بھی میسر نہو تی تھی اس واقعہ سے سلطان ہمیشہ محزون اور غمگین رہتا تھا اور ذخیرہ کا غلہ رعایا پر تقسیم فرماتا تھا جب قحط کی بلا بالکل دفع ہوئی سلطان نے بعضے محال مین چوتھا حصہ اور بعضے مقامون مین ساتوان حصہ خراج کا لکھ دیا اور آدم خان نے ولایت کمراج پر جب قدرت پائی قسم قسم کے ظلم وجور اس حدود مین برپا کیے اور جس شخص کے پاس جو شے دیکھتا تھا چھین لیتا تھا اور بہت لوگ اُس کے ہاتھ سے عاجز ہوکر سلطان کے پاس دادخواہ ہوئے اور جو حکم کہ سلطان اُس پر نافذ فرماتا تھا وہ ہرگز قبول نہ کرتا تھا بلکہ قطب الدین پور مین اقامت کی بنیاد ڈال کر سلطان کے مقابلہ کے واسطے لشکر بیشمار فراہم کیا اور سلطان نے اُس سے متوہم ہوکر کسی حیلہ اور بہانہ سے تسلی دیکر پھر اُسکو کمراج کی طرف بھیجا اور شر کے دفع ہونے کے واسطے بحسب ضرورت حاجی خان کے نام باستمالت تمام فرمان بھیجکر بسرعت طلب کیا اتفاقاً انھین دنون مین آدم خان کامراج سے برآمد ہوا اور حاجی خان سے لڑکر اُسے شکست دے کر سوپور کو غارت کرکے خاک سیاہ کیا اور سلطان نے یہ خبر سنکر افواج قاہرہ آدم خان کے سر پر بھیجی اور طرفین نے ایسی جنگ عظیم کی کہ مافوق اُس سے متصور نہین ہے اور بہادران آدم خان مقتول اور مغلوب

ہوئے اور اس کے فرار کے وقت پل سوپور کا جو دریاے بہٹ پر واقع تھا ٹوٹ گیا اور تین سو مرد اہل نبرد آدم خان لے غرق ہوے اور سلطان اس وقت شہر سے بر آمد ہو کر سوپور کی سمت روانہ ہوا اور رعایا کو دلاسا کر کے آب بہٹ کے اس طرف نزول اجلال فرمایا اور دریاے بہٹ کے اُس پار آدم خان فروکش ہوا اور اُس وقت حاجی خان سلطان کے حسب الحکم پنجہ کے راستہ سے کہ نام ایک موضع کا ہے بارہ مولہ کے قریب پہونچا اور سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام بہرام خان تھا حاجی خان کے استقبال کو بھیجا اور اُن دونون بھائیون نے آپس مین خصوصیت اظہار کی اور آدم خان حاجی خان کے آنے سے رنجیدہ ہوا اور خوف وہراس نے اُس پر غلبہ کیا شاہراہ کے راستہ سے بھاگا نیلاب مین جاکر پناہ لی اور سلطان نے حاجی خان کو ہمراہ لے کر شہر کی طرف مراجعت فرمائی اور نظر الطاف اُس پر مبذول کر کے ولیعہد کیا اور وہ بھی شب و روز کمر خدمت پر باندھکر اخلاص و ادب مین دقیقہ نامرعی نہ چھوڑتا تھا اور تقصیرات سابق کی تلافی بوجہ احسن کرکے ایسی شاہ کے دل مین جگہ کی کہ سلطان نے اور فرزندون سے زیادہ تر اُس پر رعایت فرمائی اور ایک ٹیکا اور ایک شمشیر جو جواہر قیمتی سے مرصع اور مکلل تھے اُسے مرحمت کیے اور اُس کے آدمیون کے واسطے مناصب اور جاگیرین مقرر فرمائین اور چند روز کے بعد سلطان حاجی خان سے بسبب مے نوشی مدام اور قبول نہ کرنے نصیحت کے آزردہ ہوا جب سلطان کو اسہال دموی یعنی خون کے دست شروع ہوے اور مزاج اُس کا حاجی خان سے متغیر ہوا مہمات شاہی معطل اور ملتوی رہے اور اعیان حضرت نے سلطان سے پوشیدہ آدم خان کو طلب کیا اور آدم خان نے آن کر شاہ کو دیکھا لیکن آنا اور نہ آنا اُس کا مساوی ہوا سلطان ہرگز اُس پر التفات نہ کرتا تھا لیکن آدم خان بھائیون کے ساتھ عہد و پیمان درمیان مین لایا اور امرا سے بھی صلح اور موافقت کی چنانچہ خیرخواہون نے سلطان سے عرض کیا کہ ملک خراب ہوتا ہے اپنے شاہزادون مین سے جس کو لائق جانین اُسے سلطنت تفویض فرمائین سلطان نے قبول نہ کیا اور کام تقدیر الٰہی پر چھوڑا اتفاقاً بھائیون کے درمیان رنجش بہم پہونچی بہرام خان نے گفتگو وحشت آمیز اپنے دونون بھائیون مین ڈالی اور انھین آپس مین دشمن کیا یہان تک کہ انھون نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور آدم خان سلطان سے رخصت لے کر بھائیون سے جدا ہوا اور قطب الدین پور مین گیا اور جو اُن دنون مین سلطان پر ضعف پیری اور بیماری غالب ہوئی آب و طعام کی طرف ملتفت نہوتا تھا اس واسطے امرا اور وزرا فساد کے خوف سے شاہزادون کو سلطان کی عیادت کو نہ جانے دیتے تھے اور کبھی کبھی خلائق کی تسلی کے واسطے شاہ کو ایک مقام بلند پر بہزار تکلیف لاکر آدمیون کو دکھاتے تھے اور نقارہ شادیانے کا بجاتے تھے اور ملک کو اس طور سے نگاہ رکھتے تھے القصہ حاجی خان اور بہرام خان مسلح ہو کر آدم خان کے مدافعہ پر آمادہ ہوے اور ہر روز اُس کے مقابلہ کو جاتے تھے

اور سلطان کی بیماری اس خبر سے روز بروز افزون ہوتی تھی اور انھین دنون اُس کے ہوش و حواس مین فرق آیا اور بیہوشی طاری ہوئی جب ایک شبانہ روز سلطان بیہوش رہا آدم خان ایک رات کو تنہا قطب الدین پور سے سلطان کے دیکھنے کو آیا اور لشکر اطراف شہر مین محافظت کے واسطے چھوڑا اور وہ رات سلطان کے دیوانخانہ مین بسر کی اور حسن خان بھی کہ ایک امراے نامدار سے تھا اُسنے اُسی رات امرا اور وزرا سے حاجی خان کی بیعت کردائی اور دوسرے دن آدم خان کو کسی حیلہ سے کشمیر سے نکالدیا۔ اور حاجی خان کو بسرعت تمام طلب کیا حاجی خان دیوانخانہ مین آیا اور سلطان کے تمام اصطبل خاص کے گھوڑون پر متصرف ہوا اور لشکر بیشمار فراہم کر کے قلعہ کے باہر قیام پکڑا اور سلطان کے دیکھنے کی تمنا کی لیکن دشمنون کے غدر کے اندیشے سے محل مین نہ جاسکا اور آدم خان حاجی خان کی خبر دیوان عام کے داخلہ اور اُس کے غالب ہونے کی سنکر کشمیر سے برآمد ہوا اور بارہ مولہ کے راستے سے قصد ہندوستان کا کیا اس سبب سے اس کے نوکر مایوس اور بیدل ہو کر اس سے جدا ہوے اور زین لارک کہ حاجی خان کے ایک امراے معتبر سے تھا اُس نے ایک جماعت اپنے ہمراہ لے کر آدم خان کا پیچھا کیا اور آدم خان بھی اُس کا مقابلہ کر کے خوب لڑا اور زین لارک کے بھائیون اور عزیزون کو قتل کر کے نکل گیا اور اس وقت حسن خان بیٹا حاجی خان کا جو پنچ مین تھا اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور حاجی خان نے اُس کے آنے سے قوت تمام پائی کام اُس کا بالا ہوا اور جمعیت اور استقلال نہایت درجہ حاصل ہوئی اور سلطان زین العابدین اُنہتر برس کی عمر مین آخر ۸۷۷ھ آٹھسو ستتر ہجری مین فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی باون برس تھی۔

ذکر حاجی خان المخاطب شاہ حیدر کی شاہی کا

حاجی خان نے اپنے باپ کے انتقال کے تین روز بعد خطاب شاہ حیدر پایا سکندر پور مین جو نوسہ کہلاتا ہے اپنے باپ دادا کے آئین کے موافق تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اہل استحقاق کو زر خطیر نثار فرمایا ہوا اُسکے بھائی بہرام خان اور اُسکے فرزند حسن خان نے اپنے ہاتھ سے تاج سلطنت اُس کے زیب سر کر کے خدمت مین قیام کیا **بیت** چو مرگ افگند افسرے از سرے ٭ نہد آسمان بر سر دیگرے ٭ شاہ حیدر نے ولایت کمراج حسن خان کو جاگیر دے کر امیر الامرا اور اپنا ولیعہد کیا اور ولایت ناگام بہرام خان کو جاگیر مین دے کر اُسے خوشدل کیا اور اطراف کے راجاؤن کو جو تعزیت اور تہنیت کے واسطے حاضر ہوے تھے خلعت اور گھوڑے دے کر رخصت کیا لیکن اکثر امرا اُس سے ناراض ہو کر جاگیرون پر گئے تھے اور جو بادشاہ ملک کے احوال سے بیخبر اور غافل تھا وزیرون سے قسم قسم کے ظلم و تعدی رعایا پر ہوتے ۱۴۷

تھے اور شاہ نے بوسے نام حجام کو اپنے قرب مین ایسی خصوصیت بخشی تھی کہ جو کچھ وہ کہتا تھا شاہ اُسپر عمل کر کے سرمو تجاوز نہ کرتا تھا اور وہ حجام آدمیون سے رشوت لیتا تھا اور جس شخص سے بدظن ہوتا تھا اُس سے سلطان کا مزاج منحرف کرتا تھا اور حسن خان کچھی کہ جس نے زیادہ تر اس کی بعیت مین کوشش کی تھی لوسے حجام کے اغواسے مارا گیا اور اُس وقت مین آدم خان لشکر کثیر فراہم لاکر بانتزاع ملک و لایت جمون پہونچا تھا جب اُسنے حسن خان کچھی کی خبر قتل سنی اپنی فسخ عزیمت کی اور ملک دیو راجہ جمو کی برفاقت اُن مغلون کے جنگ کے واسطے کہ اس نواح مین آئے تھے روانہ ہوا قضارا اُس معرکہ مین ایک تیر آدم خان کے دہن مین ایسا لگا کہ اس زخم کے صدمہ سے جانبر نہوا شاہ حیدر اُس کی خبر وفات سنکر غمگین ہوا اور نعش اُس کی جنگاہ سے اُٹھوا کر باپ کے مقبرہ کے نزدیک مدفون کی اور جو اُن دنون مین شاہ بسبب شرب مدام امراض صعب مین مبتلا ہو گیا تھا امرانے اسکی غیبت مین بہرام خان سے اتفاق کر کے چاہا کہ اُسے تخت پر بٹھا دین اور جب یہ خبر فتح خان ولد آدم خان کو جس نے شاہ کے حسب الحکم ہند کی سرحد پر جا کر بہت قلعہ فتح کیے تھے پہونچی وہ مع لشکر جرار بطریق ایلغار کشمیر مین داخل ہوا اور غنائم بے شمار شاہ کی خدمت مین لایا لیکن جو شاہ کی بلا اجازت آیا تھا اہل غرض نے باتین موحش کہکر شاہ کا مزاج اُس سے متغیر اور منحرف کیا اور اُسکی جانفشانی اور کوئی خدمت شاہ کو مقبول اور منظور نہوئی الغرض ایک دن بادشاہ قصر کجگیروہ کے کمرہ پر برآمد ہو کر شرب شراب مین مشغول تھا حالت مستی مین پانوان نے اسکے لغزش کی اس قصر رفیع سے زمین پر گرا اور مر گیا مدت اُسکی سلطنت کی ایک سال اور دو ماہ تھی

ذکر شاہ حسن ولد شاہ حیدر کی سلطنت کا

شاہ حسن اپنے باپ کے ایک شبانہ روز کے بعد احمد اسود کی سعی کے سبب تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا اور دوسرے دن اُن لوگون کو جن سے متوہم تھا قید کیا اور سکندر پور سے نئے شہر مین جا کر استقامت کی اور خزانہ باپ اور دادا اور چچا کا آدمیون پر نثار کیا اور احمد اسود کو ملک احمد خطاب دے کر مہمات سلطنت اُس سے رجوع کین اور اس کے بیٹے نوروز کو دروازہ کا حاجب کیا اور بہرام خان اپنے فرزند کو لے کر کشمیر سے برآمد ہو کر ہندوستان کی طرف عازم ہوا اس وجہ سے سپاہ اُس سے جدا ہوئی اُس کا احوال عنقریب مذکور ہوگا اور شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے قواعد اور ضوابط جو شاہ حیدر کے عہد مین یک قلم موقوف اور معدوم ہو گئے تھے از سر نو زندہ کیے اور مدار کار اُنھین آئین پر چھوڑا اور اُس وقت مین بعضے مفسدون اور فتنہ انگیزون نے بہرام خان کے پاس جا کر اُسے جنگ کی تحریض کی اور بعضے امرانے بھی اُسے معروضہ بھیجکر طلب کیا بہرام خان ولایت کرمار سے پلٹ کر

پہاڑون کے راستہ سے ولایت کمراج مین پہونچا سلطان اس وقت بقصد سیر دنیا پور مین گیا تھا یہ خبر سنکر اپنے چچا سے لڑنے کو سوپور کی طرف روانہ ہوا اور بعضے آدمیون نے شاہ کو سمجھایا کہ آپ کو ہند کی طرف جانا مناسب ہے لیکن ملک احمد اسود نے اُسے جنگ کی ترغیب دیکر ہند کی روانگی سے باز رکھا شاہ کو اُسکی راے پسند آئی ملک تاج خان کو مع لشکر گران بہرام خان کے مقابلہ کو بھیجا اور بہرام خان اس امر کا مترصد تھا کہ لشکر سلطانی میرا شریک ہوگا لیکن اُس کے خلاف عمل مین آیا اور موضع نونہ پور مین جنگ شدید واقع ہوئی اور اُس حرب و ضرب مین ایک تیر بہرام خان کے دہن پر لگا کہ شکست کھا کر مرٹہ کے سمت بھاگا اور افواج شاہی اُس کے تعاقب مین روانہ ہوئی چنانچہ اُسے اور اُس کے فرزند کو گرفتار کرلائی اور اُس کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور وہ بحال خراب شاہ کے پاس پہونچے شاہ نے دونون کو قید کیا اور چند روز کے بعد بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھروائی تیسرے روز مرغ روح اُسکا قفس تن سے پھڑک کر عالم باقی کی طرف پرواز کر گیا اور زین بدر جو شاہ زین العابدین کا وزیر تھا اور ملک احمد اسود سے تنازع رکھتا تھا اور اُس نے بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھیرنے کے لیے بہت کوشش کی تھی شاہ حسن نے اُس کو گرفتار کرکے اُسی سلائی سے کہ جس سے بہرام خان کو اندھا کیا تھا اُس کور نمک کو بھی کور کیا اور وہ بھی تین برس کے بعد قیدخانہ مین مرگیا مصرع کار بد کردہ را سزا اینست ٭ اور ملک احمد اسود کی وزارت زین بدر کے مرنے سے چنکی یعنی استقلال حاصل ہوا اور اُس نے ملک باری بہٹ کو مع لشکر آراستہ دہلی کی طرف بسبب دیوراجہ جموں کی حمایت کے واسطے راجوری کے راستہ سے روانہ کیا اور راجہ مذکور نے ملک باری بہٹ سے ملاقات کی ملک باری بہٹ نے لشکر انبوہ اسکی مدد کو دیا اور وہ جا کر تاتارخان سے جو از جانب بادشاہ دہلی ولایت پنجاب اور دامن کوہ کا حاکم تھا لڑا اور اسکی ولایت تاراج کرکے شہر سیالکوٹ کو خراب اور ویران کیا القصہ سلطان حسن کی خاتون کے بطن سے جو سید حسن بن سید ناصر کی دختر تھی دو فرزند توام یعنی جوڑوان پیدا ہوئے سلطان نے ایک کا نام محمد رکھا اور اُسے ملک باری بہٹ کو پرورش کے واسطے سپرد کیا اور دوسرے کا اسم حسین رکھکر ملک نوروز ولد ملک احمد اسود کو دیا اور اُس کی تربیت کی تاکید فرمائی اور اُن دونون مین ملک احمد اور ملک باری سے ایسی رنجش ہوئی تھی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا اور امرا کے درمیان مین بھی دشمنی اور خصومت بہم پہونچی تھی یہان تک کہ بڑے بڑے معرکے واقع ہوئے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ ایک رات کو سب جمعیت کرکے شاہ کے دیوانخانہ مین درآئے اور دست اندازی کرکے آگ لگائی اس سبب سے سلطان نے ملک احمد اسود کو مع عزیز و اقارب و اعوان و انصار گرفتار کرکے قید کیا اور مال اُس کا تاراج کیا اور وہ قیدخانہ مین مرگیا شاہ حسن نے سید ناصر کو جو سلطان زین العابدین کا مقرب تھا بلکہ سلطان مجلس مین اُسے اپنے اوپر تقدیم دیتا تھا اُسے کشمیر سے نکال دیا اور چند روز کے بعد پھر بمقام عنایت مین

ہو کر اسے اُس ولایت سے طلب کیا سید ناصر جب کوہ پیر پنجال کے درہ کے قریب پہونچا قضاے الٰہی سے فوت ہوا پھر شاہ نے سید حسن ولد سید ناصر کو جو حیات خاتون کا والد تھا دہلی سے طلب کیا اور زمام اختیار اُس کے کف اقتدار مین دی سید حسن نے مزاج شاہ امراے کشمیر سے منحرف کیا اور ایک جماعت کثیر اعیان ملک سے قتل کی اور ملک باری کو قید کیا اور لبقیۃ السیف بھاگ کر اطراف و جوانب مین گئے اور جہانگیر ماکری کہ امراے کبار سے تھا اس نے بھاگ کر لوہر کوٹ کے قلعہ مین پناہ لی اور بعد اس کے سلطان حسن کو کثرت جماع سے مرض اسہال طاری ہوا اور ضعف اور ناتوانی نے اس پر غلبہ کیا زندگی سے مایوس ہو کر ارکان سلطنت سے وصیت کی کہ میرے فرزند صغیر ہین اسلیے یوسف خان ولد بہرام خان کو جو قید ہو یا فتح خان ولد آدم خان کو جو جسر دتھہ مین ہو سریر سلطنت پر بٹھاؤ اور محمد خان کو دلعید کرو سید حسن نے ظاہر مین قبول کیا اور سلطان اُس مرض سے جانبر نہوا مدت اُسکی حکومت کی معلوم نہ تھی اس وجہ سے قلم انداز ہوئی

ذکر محمد شاہ ولد حسن خان کی سرداری کا مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا تھا سید حسن کی سعی سے مسند حکومت پر فائز ہوا اور جب اُس روز اُس کے روبرو تمام اسباب طلائی اور نقرئی اور ہتھیار اور لباس اور متاع نفیسہ لائے اُس نے کسی شی کی طرف التفات نہ کی کمان ہاتھ مین لی حاضرین نے یہ عمل مشاہدہ کر کے اُس کی بزرگی اور مردانگی پر دلیل کی اور آپس مین کہنے لگے کہ یہ بادشاہ امور جہانبانی مین نہایت کوشش کریگا اور اُس وقت مین سیدون کا اس قدر عروج اور استقلال ہوا تھا کہ کسی امرا اور وزراے اہل خطہ کو سلطان کی ملازمت مین جانے نہ دیتے تھے کشمیریون نے اس امر سے تبنگ آ کر ایک رات کو باتفاق راجہ جمو جو تاتار خان لودھی کے خوف سے کشمیر مین پناہ لایا تھا سید حسن کو مع تیس نفر اعیان سادات سے جو نوشہرہ کے باغ مین تھے غدر سے قتل کیا اور آب بہٹ سے عبور کر کے پل توڑ ڈالا اور اس طرف جمعیت کر کے بیٹھے اور سید محمد ولد سید حسن جو سلطان کا خالو تھا جمعیت کر کے سلطان کی محافظت کے واسطے دیوانخانہ مین آیا اور ایسی شب مین کہ فتنہ عظیم واقع ہوا تھا ہر شخص حیران تھا عبد زینا نے چاہا کہ یوسف خان بن بہرام خان کو جو قیدخانہ مین تھا نکال لیجاوے سید علی نامے ایک امراے سادات نے اس امر سے آگاہی پا کر یوسف خان کو قتل کیا اور باجی بہٹ کو بھی جو یوسف خان کے قتل ہونے سے تاسف کرتا تھا قتل کیا اور یوسف خان کی والدہ نے کہ وہ جس وقت سے بیوہ ہوئی تھی دنیا کا کارخانہ ہیچ سمجھکر تمام دن روزہ رکھتی تھی اور افطار کے وقت جو کی روٹی تین لقمہ سے زیادہ تناول نہ کرتی تھی اپنے فرزند کی نعش پاؤل پاش پاش تین روز نگاہ رکھی اور اس کے بعد دفن کی اور ایک حجرہ اُس کے مقبرہ کے قریب بنا کر مدۃ العمر

اس مین رہی یہان تک کہ ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی القصہ سید علی خان مع سادات ودیگر مخالفون کی جنگ مین مشغول ہوا اور جانبین سے تیر و خدنگ کی لڑائی ہونے لگی طرفین سے آدمی بہت قتل ہوتے اور چور اور ڈاکو شہر کو علانیہ تاراج کرنے لگے پھر سیدون نے ایک خندق شہر کے گرد کھودکر چورون کے شر سے نجات پائی اور مکان مخالفون کے شہر یا مواضع مین جہان تھے سب کو خاک برابر کیا اور نہایت عجب اور تکبر سے محافظت اور نگہبانی نہ کرتے تھے اُس درمیان مین جہانگیر ماکری کہ لوہر کوٹ مین رہتا تھا مخالفین کے حسب الطلب پہونچا ہر چند سید اُسے صلح کا پیغام بھیجتے تھے وہ قبول نہ کرتا تھا ایک روز داؤد خان ولد جہانگیر ماکری اور شمق ماکری پل سے عبور کرکے سیدون سے لڑے داؤد خان مع اکثر مخالفین مارا گیا اور سادات خوش حال ہوے اور نقارے شادیانہ کے بجائے اور سر مخالفون سے میناری بنائی دوسرے دن سیدون نے چاہا کہ دھاوا کرکے پل سے عبور کرین مخالف سد راہ ہوے اور پل کے درمیان مین جنگ عظیم واقع ہوئی اور پل ٹوٹ گیا خلائق طرفین سے بہت غرق ہوئی اس کے بعد سیدون نے تاتار خان لودھی حاکم پنجاب کو خط لکھکر کمک کی درخواست کی چنانچہ اُس نے فوج بیشمار اُن کی مدد کے واسطے بھیجی لیکن جب لشکر اُس کا جنیر کی نواح مین پہونچا وصنس نام وہان کا راجہ اُس فوج سے لڑا اور اُس نے کئی آدمی بہادر اور نامی قتل کیے مخالف یہ خبر سُنکر خوشحال ہوے اور سادات اور کشمیریون کے درمیان دو ماہ تک جنگ قائم رہی آخر کو کشمیریون نے اپنی فوج کے تین برن کرکے آب سے عبور کیا اور چارون طرف سے پہاڑ کو گھیر لیا اور سیدون نے اُن سے مقابلہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی اور جو جمعیت مخالفون کی بہت زیادہ تھی اکثر سیدون کے سردار قتل ہوے اور باقی منہزم ہوکر شہر مین آئے اور کشمیریون نے تعاقب کرکے ہاتھ قتل وغارت مین دراز کیا اور شہر مین آگ لگائی وہ آگ حضرت امیر کبیر میر سید ہمدانی رضی اللہ عنہ کے خانقاہ معلےٰ کے قریب پہونچکر بجھ گئی اور خانقاہ معلےٰ کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور اس روز عدد مقتولون کے دس ہزار شمار ہوے تھے اور یہ واقعہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری مین واقع ہوا تھا اور سید محمد بن سید حسن نے مسمی کہرائی کے مکان مین جاکر پناہ لی اور مخالف تمام ایکجا ہوکر دیوانخانہ مین بادشاہ کے مجرے اور سلام کو گئے اور شاہ کو موافق کرکے سید علی خان کو مع دیگر سادات کشمیر سے نکال دیا اور پرسرام کو زر خطیر دے کر رخصت کیا اور جو کہ ہر ایک کشمیری دعوے سرداری کا رکھتا تھا تھوڑے عرصہ مین اُن کے درمیان مخالفت اور دشمنی ظاہر ہوئی اور سلطنت کے انتظام مین فتور واقع ہوا اور فتح خان ولد آدم خان بن شاہ زین العابدین جب بعد وفات تاتار خان لودھی کے جالندھر سے بقصد انتزاع مملکت موروثی راجوری مین آن کر مقیم ہوا اور مردم واقعہ طلب اور جنگ جو امرا اور وزرا سے فوج فوج اُس کے پاس پہونچے وہ اُن مین سے ہر ایک کو انعام دے کر امیدوار کرتا تھا اور وہ متوقع اس امر کا ۹۰

تھا کہ جہانگیر ماکری سب سے پیشتر آن کر مجھسے ملاقات کرے اور جہانگیر ماکری اس خیال سے کہ مخالفون نے پیشتر جاکر فتح خان سے ملاقات کی ہے حاضر نہوا محمد شاہ کو کشمیر سے ہمراہ لے کر میدان کرسوارین فوج کش ہوا اور فتح خان نے بھی ہیرہ پورہ کے راستہ اودن کی نواحی مین پہونچکر وریا پر قبضہ کیا اور شاہ کے مقابل آیا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین اور تنور حرب گرم ہوا پہلے فتح خان نے غلبہ کیا قریب تھا کہ لشکر سلطان کا متفرق اور پریشان ہووے آخر جہانگیر ماکری نے پاے ثبات زمین معرکہ مین محکم کرکے پچاس مرد نامی اور جرار فتح خان کے لشکر کے قتل کیے اور فتح خان کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا اور قریب تھا کہ فتح خان جہانگیر ماکری کے تعاقب سے گرفتار ہووے کہ ایک منافق نے اثناے تعاقب مین یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان محمد شاہ کو مخالفون نے گرفتار کر لیا جہانگیر یہ خبر سنکر اُس کے تعاقب سے باز رہا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہوکر کشمیر کی طرف معاودت فرمائی اور ملک باری بھٹ کو اُن زمینداروں کے مواضع کی تاراجی کے واسطے جنھون نے فتح خان کو جگہ دی تھی بھیجا اور فتح خان کہ غائب تھا پھر بہرام کلہ کے نواح مین کہ مواضعات کشمیر سے ہے ظاہر آیا اور دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر کشمیر کی تسخیر کو آیا جہانگیر ماکری مع لشکر انبوہ اُس کے مقابلہ کے واسطے برآمد ہوا اور موضع کھوا کے میدان مین کہ پرگنہ ناکام سے ہے داخل ہوا اور یہ جو فتح خان کا خدمتگار تھا اُس وقت فرصت پاکر شہر کی طرف گیا اور سیفی اور روانگری کو جو مع جماعت کثیر اُمرا قید تھے سب کو قیدخانہ سے رہا کر دیا جہانگیر ماکری ان کی رہائی سے غمگین ہوا اور فتح خان سے صلح کا ارادہ کیا اور راجوری کے راجہ کو کہ فتح خان اُس کی مدد کو آیا تھا پیغام کیا کہ فتح خان کے لشکر مین تفرقہ ڈالے اور راجوری کے راجہ اور جہانگیر ماکری نے متفق ہوکر فتح خان کو شکست دی اور ہیرہ پور تک اُس کا پیچھا کیا اور فتح خان نے ملک جمو کو جاکر فتح کیا اور لشکر کثیر اور جمعیت غفیر بہم پہونچا کر دوبارہ بہ نیت تسخیر کشمیر کے آیا اور جہانگیر ماکری نے سیدون کو جو قبل اسکے نکال دیا تھا تسلی اور دلاسا کرکے طلب کیا پھر سلطان اور فتح خان سے جنگ عظیم ہوئی اور سیفی رنگری بھی فتح خان کی طرف سے جنگ مردانہ بلکہ رستمانہ کی اور سلطان کی ہمت سے سیدون نے خوب دادمردی اور مردانگی دی اور ایک جماعت کثیر ان مین سے بدرجۂ شہادت فائز ہوئی اور جو کہ انمین سے باقی رہی سلطان اور جہانگیر ماکری کی محل اعتماد ہوئی اور اُس مرتبہ بھی فتح خان شکست پاکر بھاگ گیا اور پھر ایک لشکر انبوہ فراہم کرکے کشمیر پر چڑھائی کی اور غالب ہوا۔ بیت

گل شادی اگر خواہی زخار غم مکش دامن	قدم گر طالب گنجے بکام اژدہا در نہ

اور یہ نوبت پہونچی کہ سلطان محمد شاہ کے پاس کوئی نہ رہا اور خزانے اُس کے لٹ گئے اور جہانگیر ماکری زخمی ہوکر کسی طرف بھاگ گیا اور میر سید بن سید حسن فتح خان کا شریک ہوا اور بعد چند روز

کے محمد شاہ کو زمینداروں نے گرفتار کر کے فتح خان کے سپرد کیا اور اُس وقت دس سال اور سات ماہ اُس کی شاہی سے منقضی ہوئے تھے اور فتح خان اُسے مع اپنے بھائیون کے دیوانخانہ مین نگاہ رکھتا تھا اور حکم دیا تھا کہ تمام سامان عیش عشرت اور اکل و شرب اور جمیع ضروریات اُس کے واسطے مہیا رکھین اور سیفی و انکری اُس کی خدمت مین قیام کر کے کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم کا فروگذاشت نہ کرتے تھے +

ذکر فتح شاہ بن آدم خان کی حکومت مرتبہ اول کا

فتح خان بن آدم خان ۸۶۴ھ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین اپنا فتح شاہ خطاب رکھکر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور سیفی و انکری کو اپنے مہمات کا مدار المہام کیا اس وقت مین میر شمس یعنی شاہ قاسم انوار بن سید محمد نور بخش کا مرید عراق سے کشمیر مین آیا اور خلائق کا محل اعتماد ہوا اور اُس کے مریدون کے مصارف کے واسطے مواضع وقف ہوئے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملی اور صوفی معابد کفار کی خرابی اور ویرانی مین کوشش کرتے تھے اور کوئی اُنھین مانع نہو سکتا تھا غرضکہ عرصہ قلیل مین مردم کشمیر خصوصاً طائفہ چک میر شمس کے مرید ہوئے اور لباس تصوف مین اس کا مذہب کہ مذہب شیعہ تھا اختیار کیا اور اکثر لوگ اُس نواح کے اُس مذہب مین داخل ہوئے اور بعضے کہ جاہل تھے اور میر شمس کے رمز اور باریکی نہ سمجھتے تھے اُسکے بعد وفات ملحد ہوئے اور ماورا اس کے امرا کے درمیان نزاع اور خصومت بہم پہونچی دیوانخانہ سلطانی مین آن کر بطور خانہ جنگی ایک نے دوسرے کو قتل کیا ملک اچھی اور زینا کہ فتح خان کے اعیان سے تھے محمد خان کو مجلس سے برآوردہ کر کے بارہمولہ مین لائے جب اُس مین رشد کے آثار مشاہدہ نہوئے اس حرکت سے نادم ہو کر چاہا کہ پھر محمد شاہ کو گرفتار کر کے فتح خان کے سپرد کرین محمد شاہ یہ خبر سُنکر اپنے باپ کی جاگیر کی سمت راہی ہوا اور بعد اسکے فتح شاہ نے ولایت کشمیر کو درمیان اپنے اور ملک اچھی اور سنکر کے برابر تقسیم کی اور ملک اچھی کو وزیر مطلق اور سنکر کو دیوان کل کیا اور ملک اچھی قضایا کے فیصل کرنے مین فراست کی تیزی سے نہایت دستگاہ رکھتا تھا ازانجملہ یہ ہے کہ دو شخص ایک پیچک باریک ریشمی کے واسطے آپس مین نزاع رکھتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ پیچک میری ہے جب یہ قضیہ ملک اچھی کی سماعت مین وارد ہوا متخاصمین سے یہ سوال کیا کہ یہ پیچک انگلی پر لپٹی ہے یا لتہ پر مدعا علیہ نے جواب دیا انگلی پر اور مدعی نے عرض کی لتہ پر جب کھولی گئی معلوم ہوا کہ انگلی پر لپٹی تھی القصہ جب ایک مدت فتح خان کی شاہی سے منقضی ہوئی ابراہیم یعنی جہانگیر ماکری کا بیٹا جسے منصب باپ کا تفویض ہوا تھا محمد شاہ کی خدمت مین جاکر ہندوستان سے تحریک کر کے ولایت کشمیر پر چڑھا لایا اور کھوہا سولہ کے اطراف مین اُس سے اور فتح شاہ سے جنگ شدید واقع ہوئی اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست پائی

اور فتح شاہ ہیرہ پور کے راستہ سے ہندوستان کی طرف گیا اور منقول ہی کہ فتح شاہ نے نوسال بادشاہی کی تھی کہ یہ واقعہ وقوع مین آیا +

ذکر محمد شاہ کی دوبارہ حکومت کا کشمیر پر اور بیان اُس وقت کے واقعات کا

محمد شاہ جب دوبارہ تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا ابراہیم ماکری کو وزیر مطلق اور اسکندر خان کو جو شاہ شہاب الدین کی اولاد سے تھا اپنا ولیعہد کیا اور ابراہیم ماکری کے بیٹون نے ملک اچھی کو کہ اُنکے پاس تھا قیدخانہ مین جاکر قتل کیا اور فتح شاہ عرصہ قلیل مین جمعیت کثیر بہم پہونچا کر پھر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد شاہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لاکر بے جنگ بھاگا مدت اسکی سلطنت کی اس مرتبہ نو ماہ اور نو روز تھی -

ذکر فتح شاہ کی دوبارہ شاہی پانے کا +

فتح شاہ دوبارہ کشمیر پر متصرف ہوا اور جہانگیر کو جو فرقہ بدرہ سے تھا وزیر مطلق اور سنکر زینا کو دیوان کل کیا اور سپاہ اور رعیت کے رفاہ کے واسطے عدل و انصاف کو مروج کیا اور محمد شاہ ہزیمت کھاکر شاہ سکندر لودھی کے پاس دہلی مین گیا اور شاہ موصوف نے لشکر بیشمار اُس کے امداد کے واسطے بھیجا اور جہانگیر بدرہ فتح شاہ سے رنجیدہ ہوکر محمد شاہ کی خدمت مین فائز ہوا اور اُسے راجوری کے راستہ سے کشمیر کی سمت لے گیا فتح شاہ نے جہانگیر ماکری کو اپنی فوج کا ہراول کرکے محمد شاہ کی جنگ کو بھیجا اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اور جہانگیر ماکری مع فرزند اس معرکہ مین مارا گیا اور فتح شاہ کے امراے معتبر سے علی شاہ وغیرہ اُس کی رفاقت چھوڑ کر محمد شاہ کی ملازمت مین داخل ہوے فتح شاہ ناچار ہوکر ہندوستان کی طرف بھاگ گیا اور اسی سرزمین پر فوت ہوا اس مرتبہ مدت اُسکی شاہی کی ایکسال اور ایک ماہ تھی

تذکرہ سلطان محمد شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت پر متمکن ہونے کا

نقل ہی کہ اس مرتبہ محمد شاہ نے سریر اجلاس کر کے نقارے شادیانہ کے بجائے اور سنکر زینا کو جو فتح شاہ کے امراے معتبر سے تھا قید کیا اور ملک کاجی چک کو کہ فراست اور شجاعت مین موصوف اور معروف تھا منصب وزارت پر منصوب فرمایا ملک کاجی بھی قضایا فیصل کرنے مین فراست عظیم رکھتا تھا ازانجملہ ایک یہ ہی کہ ایک محرر کی ایک زوجہ تھی اور وہ حسب اتفاق اُس عورت سے چندے دور رہا عورت نے اُس کی غیبت مین بے صبری کرکے دوسرا شوہر کیا بعد اُس کے جب وہ محرر سفر سے آیا اُس سے اور دوسرے شوہر سے مناقشہ بہم پہونچا اور عورت نے شوہر اول کی تکذیب کی اور اُس

اُکی شوہریت سے منکر ہوئی پھر تینون شخص ملک کاجی کے پاس دادخواہ ہوے اور جوکہ اُن مین سے کوئی شخص گواہ اپنے دعوے کے موافق نہ رکھتا تھا اس قضیہ کی تحقیقات اور تشخیص دشوار ہوئی آخر کو ملک کاجی نے اُس عورت سے یہ بات کہی کہ تو سچ کہتی ہی اور یہ محرر جھوٹا ہی آ تھوڑا پانی میری دوات مین ڈال دے تو مین تیرے واسطے ایسی دست آویز لکھدون کہ بعد اسکے اُس کو تجھ سے کچھ سروکار نرہے عورت اُٹھی اور جسقدر پانی کہ ضرور تھا دوات مین ڈالا ملک نے کہا اور ڈال اُس نے تھوڑا پانی کہ سیاہی کو ضایع نہ کرے ڈالا اور اس عمل مین کمال احتیاط بجالائی اُس وقت ملک کاجی نے حاضرین سے کہا کہ اس کی احتیاط اور ہوشیاری سے یقین ہوتا ہی کہ یہ عورت لکھنے والے کی ہی پھر عورت نے بھی آخر کو اقرار کیا کہ یہ نویسندہ میرا پہلا خاوند ہی قضیہ فیصل اور مناقشہ دور ہوا الغرض جب محمد شاہ نے استقلال تمام بہم پہونچایا فتح شاہ کے اکثر امرا کو مثل سیفی و انکری وغیرہ کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور سنکر زینا قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور فتح شاہ کی نعش اُس کے نوکر ہندوستان سے کشمیر مین لائے محمد شاہ اس کے استقبال کو گیا اور شاہ زین العابدین کے مقبرہ کے اطراف مین دفن فرمائی اور یہ واقعہ سنہ ٩٢٢ نوسو بائیس ہجری مین واقع ہوا جب ملک کاجی جگ نے ابراہیم ماکری کو قید کیا اس کا بیٹا ابدال ماکری بعضے مردم ہند کے اتفاق سے اسکندرخان بن فتح شاہ کو شاہ بناکر کشمیر مین لایا اور محمد شاہ اور ملک کاجی جگ نول پور پرگنہ ماہکل مین سنہ ٩٣١ نوسو اکتیس ہجری مین مخالفون کی جنگ کے واسطے وارد ہوئے اسکندر تاب مقاومت نہ لایا قلعہ ناکام مین پناہ لی اور ملک کاجی نے اُسے محاصرہ کیا اور چندروز فریقین کے درمیان مین جنگ قائم رہی اس درمیان مین امراے سلطان بقصد بغاوت سلطان سے جدا ہوکر سکندر شاہ کے پاس حاضر ہوے ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود نام کو اُن کے مقابلہ کو بھیجا وہ جنگ مردانہ کرکے مارا گیا لیکن فتح مسعود کے ہمراہیون کو ہوئی اور اسکندرخان ناکام قلعہ ناکام چھوڑکر نکل گیا اور ملک کاجی جگ قلعہ مین داخل ہوا اور تمام ماکری ورق گنجیفہ کی طرح ابتر اور پریشان اسکندرخان کے پیچھے روانہ ہوے اور محمد شاہ نے منصور اور مسرور ہوکر اپنی دارالحکومت کی طرف مراجعت کی اور صاحب استقلال ہوا اور اس عرصہ مین شاہ کا مزاج دشمنون کی بدی اور بدگوئی کے سبب ملک کاجی سے منحرف ہوا اور ملک کاجی جگ متوہم اور ہراسان ہوکر راجوری کے سمت راہی ہوا اور اُس طرف کے راجاؤن کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اُس وقت مین اسکندرخان جو محمد شاہ سے شکست پاکر گیا تھا اب باتفاق ایک جماعت مغلان فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ کے آکر نوسر کوٹ پر متصرف ہوا اور ملک باری بھائی ملک کاجی جگ کا اس امر سے خبردار ہوکر اس کے مقابلہ کو گیا اور بعد جنگ اُسے دستگیر کرکے محمد شاہ کے پاس بھیجا شاہ اس دولتخواہی کے سبب ملک کاجی جگ سے

راضی ہوا اور پھر عہدۂ وزارت اُسی کو تفویض فرمایا اور اسکندر خان کی آنکھوں مین سلائی پھیری
اور خود چشم زخم زمانہ سے مطمئن ہوا ابراہیم خان بیٹا محمد شاہ کا جو اپنے باپ کے ہمراہ ابراہیم شاہ لودھی
کے پاس دہلی گیا تھا شاہ ابراہیم لودھی نے اُسے اپنی خدمت مین نگاہ رکھا اور اُس کے باپ محمد شاہ
کو مع لشکر بسیار رخصت کیا تھا اُس وقت مین بادشاہ ابراہیم لودھی کے حادثہ کے سبب کشمیر
مین آیا اور ملک کاجی جاگ کہ بادشاہ سے اسکندر خان کی آنکھون مین سلائی پھیرنے سے رنجیدہ
تھا پہلے اُس کے متقربون کو جس بہانہ سے کہ ممکن تھا قید کیا اُس کے بعد شاہ کو مقید کر کے
ابراہیم خان کو تخت پر بٹھایا محمد شاہ کی مدت سلطنت اس مرتبہ گیارہ سال اور گیارہ ماہ اور گیارہ روز تھی

ذکر ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی شاہی کا

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا ملک کاجی جاگ کو بدستور اول وزیر مستقل کیا اور ابدال ماکری یعنے
ابراہیم ماکری کا بیٹا کہ ملک کاجی جنگ کے دست ظلم سے ہند کی طرف گیا تھا اس وقت فردوس مکانی
ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہو کر عرض پرداز ہوا کہ بندہ دشمنون کے غلبہ سے
اس درگاہ مین پناہ لایا ہے اگر حضرت میرے حال شکستہ بال پر نظر توجہ مبذول فرما کر ایک لشکر سے
امداد فرما دین کشمیر کو بندگان اعلیٰ کے واسطے سہل ترین وجہ سے تسخیر کردون آن حضرت نے اُس کی صورت
اور سیرت مشاہدہ کر کے بزبان تلطف فرمایا کہ تعجب ہے جنگل مین بھی ایسے لائق آدمی بہم پہونچتے
ہین یہ فرما کر پہلے اُسے خلعت اور اسپ سے سرفراز کیا مین بعد بہت سپاہی اُس کی ہمراہی کے
واسطے تعین کیے اور شیخ علی بیگ اور محمود خان کو سردار اس لشکر کا کیا جب ابدال ماکری نے
دیکھا کہ کشمیری مغلون سے تنفر کرینگے مصلحۃً نام شاہی کا نازک شاہ بن ابراہیم پر رکھکر کشمیر کی طرف
طرف متوجہ ہوا اور اس طرف سے ملک کاجی جاگ نے ابراہیم شاہ کو ہمراہ لے کر موضع سلاح
پرگنہ بانکل مین لشکرگاہ کیا اور طرفین ایک دوسرے کے مقابل فرد کش ہوئے ابدال ماکری
نے ملک کاجی جگ کو یہ پیغام بھیجا کہ مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی خدمت مین جا کر
مدد لایا ہون شوکت اور صلابت اُس بادشاہ کی اس درجہ ہے کہ بادشاہ ابراہیم لودھی کو جو پانچ
لاکھ مرد اہل نبرد رکھتا تھا اُسے طرفۃ العین مین خاک برابر کیا خیریت اسی مین ہے کہ تو جلد اپنے تئین
اُس بادشاہ فلک بارگاہ کے سلک دولتخواہون مین منتظم کر اور اگر یہ دولت تیرے نصیب
نہین ہے اس لشکر ظفر پیکر سے مقابلہ کر کہ وقت مہلت اور غفلت کا نہین ہے ملک کاجی جگ اُس وقت
سید ابراہیم خان اور شیر ملک اور ملک تازی کو تین فوج کا سردار کر کے جنگ کے واسطے برآمد ہوا
اور طرفین مین معرکہ شدید اور مقابلۂ عظیم واقع ہوا آدمی بہت مارے گئے اور امراے نامدار

ابراہیم شاہ کے اور ملک تازی اور شیر ملک وغیرہ کہ ہر ایک رتبہ عظیم رکھتے تھے قتل ہوئے اور ملک کاجی چک مضطرب ہو کر شہر کی طرف بھاگ گیا اور جب وہان بھی سفر کی صورت نظر نہ آئی پہاڑون کے سمت راہی ہوا اور ابراہیم شاہ کا کچھ احوال دریافت نہ ہوا کہ وہ کیا ہوا اور کہان گیا مدت اس کی بادشاہی کی آٹھ مہینے اور پانچ روز تھی

ذکر نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی سلطنت کا

اُس نے اپنے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر مین جلوس کیا اور مردم کشمیر کو جو مغلون سے متوہم تھے انھین دلاسا دے کر مطمئن کیا اور کشمیری اُس کے جلوس سے خوش ہوئے اور شہر سے بر آمد ہو کر نوشہر مین جو قدیم سے شاہان کشمیر کا پایہ تخت تھا استقامت کی ابدال ماکری کو منصب وزارت دے کر وکیل مطلق کیا اور ابدال ماکری ملک کاجی کا پیچھا پس نگری تک کر کے پلٹ آیا اور جب معلوم ہوا کہ وہ دستیاب نہوگا ولایتون کی تقسیم شروع کی چنانچہ بعد تقرری خالصہ تمام ولایت کے چار حصہ قرار پائے ایک حصہ ابدال ماکری اور ایک حصہ شیخ میر علی کو دیا اور باقی دو حصہ سپاہ کو واگذاشت ہوئے اور بابر شاہ کے ملازمون کو تحفے و ہدایا بہت دے کر ہند کی طرف رخصت کیا اور پیغام عتاب آمیز ملک کاجی چک کو بھیجکر محمد شاہ کو اپنے پاس طلب کیا اور شیخ میر علی نے وہان جاکر محمد شاہ کو لوہر کوٹ کے قلعہ سے بر آورد کیا اور دونون باتفاق کشمیر مین آئے اور ملک کاجی چک کے آنے کی ممانعت کی محمد شاہ چوتھی مرتبہ تخت پر متمکن ہوا

جلوہ گر ہونا محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ مملکت کشمیر پر

محمد شاہ تخت پر بیٹھکر شکر خدا تعالی بجا لایا پھر نازک شاہ کو کہ بیس سال اور بیس روز بادشاہی کی تھی اپنا ولیعہد کیا اور اس سال مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے عالم فانی سے انتقال کیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سریر شاہی پر اجلاس فرمایا اور جب محمد شاہ کا زمانہ ایک سال بادشاہی کا گذرا ملک کاجی چک کہ ولایت کوہستان مین گیا تھا جمعیت انبوہ اُس ولایت سے بہم پہنچا کر کھرار کے اطراف مین آیا اور ملک ابدال ماکری نے سبقت کر کے جنگ کی ملک کاجی بھاگ کر بھیر مین گیا اور جو کہ اُن دنون مین کامران میرزا ولایت پنجاب پر غلبہ تمام رکھتا تھا شیخ علی بیگ اور محمد خان مغل جنھون نے کہ بعد فتح کشمیر ابدال ماکری کے رخصت کرنے سے مراجعت کی تھی کامران میرزا کی خدمت مین آئے عرض پیرا ہوئے کہ جو ہم تمام ولایت کشمیر سے خبردار ہین اگر آپ تھوڑی توجہ فرمائین وہ ولایت نہایت آسانی سے دستیاب ہوگی کامران میرزا نے محرم بیگ کوکہ کو سپہ سالار کر کے ہمراہ اُن امرا کے جو کشمیر

سے آئے تھے کشمیر کی تسخیر پر نامزد کیا اور جب مغلون کی فوج کشمیر کے قریب پہونچی تمام کشمیری اُن کے خوف سے مال واسباب اپنا مکانون مین چھوڑ کر کوہستان کے سمت بھاگ گئے اور مغل کی افواج نے کشمیر کو تاراج کیا اور آگ لگائی اور بعضے کشمیری جو پہاڑون سے مغل کے مقابلہ کو آئے تھے مارے گئے اور ابدال ماکری کو اول یہ گمان تھا کہ ملک کاجی چک لشکر مغل کے ہمراہ ہو جب اُسے یقین ہوا کہ وہ مغلون مین داخل نہین ہو اتحاد اور یگانگی اظہار کرکے اُسے مع لڑکون اور بھائیون کے طلب کرکے عہد و پیمان درمیان مین لایا یہ امر کشمیریون کی قوت کا سبب ہوا اور جنگ پر ہمہ تن آمادہ ہوے اور اتفاق کرکے مغلون سے خوب لڑے اور مغل تاب مقاومت نہ لاکر اپنے ملک کی طرف راہی ہوے اور بعد چند عرصہ کے ملک کاجی چک ملک ابدال کا مکر اور غدر اور غرور مشاہدہ کرکے وہان کے رہنے سے ناراض ہو کر اسیر کی طرف گیا اور سال ۹۳۹ نوسو انتالیس ہجری مین شاہ سعید سلطان کاشغر نے اپنے فرزند شاہزادہ سکندر خان کو میرزا حیدر کاشغری کے ہمراہ مع بارہ ہزار مرد تبت اور لار کے راستہ سے کشمیر بھیجا اور کشمیری اُن کی بہادری اور شوکت کا آوازہ سنکر کشمیر خالی کرکے بے جنگ ہر ایک اطراف مین بھاگ گئے اور پہاڑون مین پناہ لی کاشغریون نے ولایت کشمیر مین داخل ہو کر عمارات عالیہ کو جو شاہان سابق سے یادگار تھین مسمار کرکے خاک برابر کین اور شہر مین آگ لگائی اور خزانہ اور دفینہ جو زمین مین مدفون تھے سب کو تلاش کرکے برآورده کیا اور تمام لشکر مال و اسباب سے متمول ہوا اور جس مقام مین کشمیریون استقامت کی خبر پاتے تھے انھین قتل اور اسیر کرتے تھے غرضکہ تین مہینے تک یہ حال رہا اور ملک کاجی چک اور ملک ابدال ماکری اور سرداران نامی نے چکدرہ کی طرف جاکر پناہ لی اور جب وہان صورت مفر نہ دیکھی کھادرا اور بارہ دار مین گئے اور وہان سے بادہ کے راستہ سے پہاڑ سے اُتر کر مغلون سے مقابلہ کو روانہ ہوے اور سکندر خان اور میرزا حیدر کاشغری بھی مع لشکر انبوہ اُن کے مقابل آئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی کشمیر کے سردارون مین سے ملک علی اور میر حسن اور شیخ میر علی اور میر کمال مارے گئے اور کاشغریون سے بھی مردم خوب قتل ہوے اور کشمیری پسپا ہو کر منھ معرکہ سے پھیرا چاہتے تھے کہ ملک کاجی چک اور ابدال ماکری نے پاے ثبات میدان کین مین محکم کرکے نئے کشمیریون کو جنگ کی ترغیب اور تحریص کی اور دادمردی اور مردانگی دی طرفین سے آدمی بیشمار مقتول ہوئے اور چند قالب بے سر اٹھکر حرکت مین آئے وجہ اس کی سابق مین مذکور ہوئی غرضکہ صبح سے شام تک جنگ قائم رہی اور شب کو طرفین اپنے غنیم کی سختی وشوکت خیال کرنے لگے آخر دونون گروہ جنگ سے دستکش ہو کر صلح پر راضی ہوے پھر کاشغریون نے صوف اور سقرلاط اور اشیاے نفیسہ بھیجکر نسبت خویشی کی قرارداد کی اور محمد شاہ نے بھی ملک ابدال ماکری اور ملک کاجی چک کی معرفت صلح نامہ لکھکر مع نفائس کشمیر کاشغریون کے پاس بھیجا اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ اپنی دختر

شاہزادہ سکندر خان کے عقد ازدواج مین لاوے اور کشمیریون کو جو مغلون نے اسیر کیا ہے رہا کرین اور کاشغری اس صلح سے راضی ہوکر کاشغر کی طرف متوجہ ہوے اور پریشانی جو کشمیر مین واقع ہوئی تھی ساتھ امن اور آسودگی کے مبدل ہوئی اور اُس سال مین دو ستارے ذات الاذناب یعنے دم دار طلوع ہوے اُنھین دنون مین قحط عظیم پیدا ہوا اکثر خلائق بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئی اور باقی جو زندہ رہے تھے اُنھون نے جلا وطنی اختیار کرکے دور دراز سفر کیا اور دیجو کا قصہ جس نے قتل عام کیا تھا آدمیون کے دلون سے فراموش ہوا یعنے اس حادثہ کے مقابل آرسائش دکھائی دیتا تھا خدا بھوک کی بلا سے جمیع خلائق کو محفوظ رکھے اور اس حادثے دس ماہ کا طول کھینچا جب فصل میوہ کی پہونچی خلق کو فی الجملہ آسودگی ہوئی اور اس وقت مین ملک کاجی چک اور ملک ابدال ماکری کے درمیان رنجش آئی ملک کاجی چک شہر سے برآمد ہوکر زین پور مین مقیم ہوا اور ملک ابدال ماکری نے منصب وزارت پر قیام کیا اور حکام اور عمال رعایا پر جو چاہتے تھے کرتے تھے کوئی شخص دادرسی نہ کرتا تھا بعد چند روز کے محمد شاہ تپ محرق مین کہ مراد مرض الموت سے ہے مبتلا ہوا اور جس قدر زر نقد رکھتا تھا محتاجون پر تقسیم کیا لیکن قضاے الٰہی سے جانبر نہوا مدت اس کی شاہی کی پچاس سال تھی

ذکر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ کی فرمانروائی کا

ظاہرا سلطان شمس الدین بعد وفات اپنے باپ کے تخت شاہی پر متمکن ہوا لیکن وزرا کی فہمائش سے تمام ولایت امرا پر تقسیم کی اور اہل کشمیر اس کے جلوس سے نہایت راضی اور خوش دل ہوئے اور تھوڑے عرصہ مین ملک کاجی چک اور ابدال ماکری سے باہم نزاع ہوئی ملک کاجی چک شاہ کو ملک ابدال ماکری کے مدافعہ کے واسطے کوسوار کی طرف لے گیا اور ملک ابدال بھی جمعیت تمام بہم پہونچا کر شاہ کے مقابل آیا آخر کو صلح ہوئی ملک ابدال ماکری کمراج مین کہ اس کی جاگیر تھی گیا اور سلطان شمس الدین اور ملک کاجی چک نے سری نگر کی طرف معاودت کی اور پھر چند روز کے بعد ملک ابدال ماکری سر بادشاہ کی اطاعت سے پھیر کر فساد پر آمادہ ہوا اور ولایت کمراج مین فتور اور خلل برپا کیا لیکن اس مرتبہ بھی آتش فساد آسانی سے ساکن ہوئی الغرض اس بادشاہ کا احوال تاریخ کشمیر مین اس سے زیادہ دریافت نہوا لہذا اسی پر اکتفا کی زمانہ شاہی اُسکا تشخیص نہوا —

مشرف ہونا نازک شاہ کا دوبارہ کشمیر کی شاہی پر

بعد باپ کے اس کا بیٹا نازک شاہ مسند شاہی پر جلوہ گر ہوا لیکن ابھی پانچ چھ ماہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ میرزا حیدر

ترک غلبہ پاکر متصرف ہوا اور میرزا حیدر کی حکومت کا خطبہ اور سکہ بنام نامی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے تھا

ذکر میرزا حیدر ترک کے تسلط کا مملکت کشمیر پر

واضح ہو کہ سنہ ۹۴۸ نوسو اڑتالیس ہجری مین جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور سے شکست پاکر لاہور مین آیا تھا ملک ابدال ماکری اور زنگی چک اور بعضے اعیان مملکت کشمیر نے شاہ ممدوح کو عرضداشت کشمیر لینے کی ترغیب مین لکھکر میرزا حیدر ترک کے ذریعہ سے بھیجی تھی آنحضرت نے میرزا حیدر ترک کو اس طرف رخصت کر کے فرمایا کہ تو پیشتر روانہ ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون جب میرزا حیدر ترک بھیرہ مین کہ نام ایک مقام کا ہے پہونچا تو وہان ملک ابدال ماکری و زنگی چک آکر شامل ہو گئے اور میرزا حیدر کے ہمراہ تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے لیکن جب راجوری مین پہونچا تو ملک کاجی چک جو کشمیر کا حاکم تھا مع تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے کتل کرتل مین آیا اور محافظت اور دشمن کی سد راہ کے واسطے ناکون پر جابجا مورچے تیار کیے میرزا حیدر ترک وہ راستہ چھوڑ کر بیچ کی طرف سے روانہ ہوا اور ملک کاجی چک نے ازروے غرور اس راستہ کی محافظت نہ کی میرزا حیدر ترک پہاڑ کو طے کر کے فضاے کشمیر مین داخل ہو کر یکایک شہر سری نگر پر قابض ہو گیا اور ملک ابدال ماکری اور زنگی چک استقلال پاکر مہمات کو انجام دینے لگے اور چند پرگنے میرزا کی جاگیر کے واسطے نامزد فرمائے اتفاقات سے انھین دنون مین ملک ابدال ماکری کا پیمانہ عمر آب بقا سے لبریز ہوا اسوقت زیست سے مایوس ہو کر اپنے بیٹون کے واسطے میرزا حیدر ترک سے سفارش کر کے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی جب میرزا حیدر ترک کشمیر مین داخل ہوا ملک کاجی چک شیر شاہ افغان سور کے پاس ہندوستان کی طرف گیا پانچ ہزار سوار جن کے حسین شیروانی اور عادل خان سردار تھے مع دو فیل کمک کے واسطے لایا اور میرزا حیدر ترک بھی باتفاق زنگی چک اسکے مدافعہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین نے موضع ونہ دیار اور موضع کاوہ مین صفوف حرب آراستہ کین اور تنور حرب گرم ہوا اور نسیم فتح میرزا حیدر ترک کے پرچم پر چلی شیر شاہ افغان سور کے امرا اور ملک کاجی چک نے ہزیمت پائی اور ملک کاجی چک نے بہرام کلہ مین استقامت کی اور ملا محمد یوسف خطیب مسجد جامع سری نگر نے اس لڑائی کا مادہ تاریخ فتح ملک گیر کہا اور سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین میرزا حیدر ترک نے قلعہ اندرکوٹ مین اقامت کی اور چونکہ دل زنگی چک کی طرف سے بدگمان ہوا تھا زنگی چک بھاگ کر ملک کاجی چک کے پاس گیا پھر دونون اتفاق کر کے سنہ ۹۵۱ نوسو اکاون ہجری مین میرزا حیدر ترک کے مدافعہ اور اخراج کے واسطے سری نگر کی طرف متوجہ ہوئے اور بہرام چک یعنی زنگی چک کا بیٹا سری نگر مین پہونچا اور میرزا حیدر

عدد لشکر کاجی چک ... ۱۲ ہزار

ترک نے بندگان کوکہ اور خواجہ حاجی کشمیری کو اُسکے دفع کے لیے مقرر کیا اور بہرام چک تاب مقابلہ کی
نہ لاکر بھاگا اور جب میرزا کے لشکر نے پیچھا کیا ملک کاجی چک اور زنگی چک نے فرار کو غنیمت جان کر
بہرام کلہ مین دم لیا اور میرزا حیدر ترک بندگان کوکہ اور ایک جماعت کو سری نگر کی محافظت کے لیے چھوڑ کر
تبت کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور قلاع بزرگ سے قلعہ لوسور کو مع چند حصار دیگر فتح کیا اور ۹۵۲ھ نوسو باون
ہجری مین کاجی چک اور بیٹا اُسکا محمد چک مرض تپ لرزہ مین مر گیا اور مرزا حیدر ترک نے یہ سال بفراغت
بسر کیا اور ۹۵۳ھ نوسو ترپن ہجری مین زنگی چک میرزا حیدر ترک کے آدمیون کے ساتھ جنگ کر کے مارا گیا
اور اُس کا سر اور اُس کے فرزند غازی خان کا سر کاٹ کر میرزا حیدر ترک کے پاس لائے اور ۹۵۴ھ نوسو چون
ہجری مین ایلچی کاشغر کی طرف سے پہونچے میرزا حیدر ترک مع جماعت امرا ان کے استقبال کے واسطے
ادر مین آیا اور خواجہ اوجہ بہرام نے جو بیٹا مسعود چک کا تھا اور سات برس تک ولایت کامراج مین خوب لڑا
تھا اور سب کو مغلوب کر کے غالب ہوا تھا جان میرک کے ساتھ باتین صلح آمیز درمیان مین لا کر
عہد و پیمان کیا اور میرزا میرک نے عہد و سوگند کے بعد اُسے اپنے پاس طلب کیا جب اوجہ بہرام اسکی
مجلس مین آیا میرک میرزا نے خنجر موزہ سے کھینچکر اُس کے شکم پر مارا اور وہ زخم کھا کر بھاگا
اور جنگل مین داخل ہوا جان میرک میرزا نے اُس کا پیچھا کر کے اُسے گرفتار کیا اور اُسکا سر تن سے
جدا کر لے اس گمان پر میرزا حیدر کے پاس دربار مین لایا کہ وہ محظوظ اور خوش ہوگا لیکن عبدی زینا اُسکا
سر پر خون دیکھکر طیش مین آیا اور دربار سے اٹھا اور یہ بات کہی کہ عہد و پیمان کے بعد اس کا قتل کسی طرح
لائق نہ تھا میرزا حیدر ترک نے جواب دیا مین اس واقعہ سے آگاہی نہین رکھتا اُس کے بعد میرزا حیدر
ترک کستوار کی سمت متوجہ ہوا اور بندگان کوکا اور محمد باکری اور میرزا احمد اور یحیی زینا کو ہراول
بنا کے خود موضع نہا پور مین جو کستوار کے نزدیک ہے وارد ہوا اور جماعت ہراولون نے تین روز کا رستہ
ایک روز مین طے کیا اور موضع دہلوت مین جو دریاے مارما کے ساحل پر واقع ہے پہونچے اور جو لشکر
کستوار کا دریا کے اُس پار تھا لڑائی تیر و تفنگ کی طرفین سے شروع ہوئی کوئی شخص دریا سے عبور
نہ کر سکتا تھا دوسرے دن میرزا حیدر ترک کے سپاہی وغیرہ راہ راست سے انحراف کر کے چاہتے
تھے کہ کستوار مین داخل ہوویں جب موضع دھار مین پہونچے آندھی تند اُٹھی اور گرد و غبار سے جہان
تاریک ہوا اہل دھار ہجوم کر کے اُنکے سر پر آئے بندگان کوکا کہ نام ایک سردار کا ہے اور وہ نہایت
لائق اور عمدہ شجاع پانچ مرد اہل نبرد مقتول ہوا اور بقیۃ السیف ہزار محنت اور خرابی کے بعد میرزا حیدر
ترک کی خدمت مین حاضر ہوئے اور میرزا حیدر ترک وہان سے برآمد ہو کر ۹۵۵ھ نوسو پچپن ہجری مین
تبت کی طرف متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیریون کے قبضہ سے برآورده کر کے محمد نظیر اور ناصر علی کو
عزیمت فرمایا اور لکھلی کہ نام محال کا ہے ملا عبداللہ کو اور تبت خرد پر ملا قاسم کو مقرر کیا اور تبت کلان کو

بھی فتح کرکے ملاحسن نام کو اُس کی حکومت پر تعین فرمایا اور سنہ ۹۵۶ نو سو چھپین ہجری مین کہ میرزا حیدر
ترک قلعہ دنیل کی طرف متوجہ ہوا تھا آدم گھکر نے آنکر میرزا سے ملاقات کی اور کاجی چک کے
بھتیجے دولت چک کی عفو تقصیرات کی درخواست کی میرزا نے قبول کی اور میرزا حیدر ترک اور آدم گھکر
خیمے مین داخل ہوئے اور دولت چک کو وہان طلب کیا اور جس طرح اُس کی مرضی تھی اعزاز و اکرام بجا نہ لائے
اس واسطے دولت چک ناراض ہوکر اُٹھ گیا اور ایک ہاتھی جو پیشکش کے واسطے لایا تھا اپنے ہمراہ لے کر
روانہ ہوا لوگون نے اُسکے تعاقب کا ارادہ کیا میرزا حیدر ترک نے ممانعت کی اور بعد چند روز کے میرزا حیدر
ترک نے کشمیر کی طرف مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خان اور جو چک اور بہرام چک بتقریب ہمت خان
نیازی کے پاس کہ جو سلیم شاہ افغان سور کی لڑائی مین شکست کھا کر راجوری کی طرف آیا تھا گئے اور
سلیم شاہ بھی جب نیازیون کے تعاقب مین بہ موضع مدوار ولایت نوشہرہ تک پہونچا ہیبت خان
نیازی نے سید خان نیازی کو کہ اُس کے معتبرون سے تھا سلیم شاہ افغان سور کے پاس بھیجا
اور سید خان نیازی مقدمات صلح درمیان مین لاکر ہیبت خان نیازی کی مان اور فرزند کو سلیم شاہ
افغان سور کے پاس لایا سلیم شاہ افغان سور موضع بن نواحی سیالکوٹ مین پلٹ آیا اور وہان استقامت
کی اور کشمیری ہیبت خان نیازی کو بارہ مولہ مین لاکر چاہتے تھے کہ اُسے کشمیر مین لے جاکر میرزا حیدر ترک
کو درمیان سے نکالین لیکن ہیبت خان نیازی اُس کی ہیبت سے یہ امر اپنی نسبت قرار نہ دے سکا
اس واسطے ایک برہمن کو میرزا حیدر ترک کے پاس بھیجکر صلح کا پیغام دیا اور میرزا نے جب جواب
شافی اُس برہمن کی زبانی کہلا بھیجا ہیبت خان وہان سے موضع ہیرپور مین جو ولایت جموں سے علاقہ
رکھتا ہے آیا اور تمام کشمیری اُس سے جدا ہوکر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گئے اور غازی خان چک
میرزا حیدر ترک کے پاس روانہ ہوا اور سنہ ۹۵۷ نو سو ستاون ہجری مین میرزا حیدر ترک اطراف
کے مہمات سے فراغت پاکر مطمئن ہوا اور خواجہ شمس مغل کو مع زعفران وافر سلیم شاہ افغان سور
کی خدمت مین بھیجا اور سنہ ۹۵۸ نو سو اٹھاون ہجری مین خواجہ شمس مغل نے سلیم شاہ افغان سور کے
پاس سے مع اسباب و قماش متکاثر اور حسین نام افغان ایلچی کے کشمیر کی طرف مراجعت کی میرزا حیدر
ترک نے شال اور زعفران بہت سلیم شاہ افغان کے ایلچی کو دے کر رخصت کیا اور میرزا قرا بہادر
کو کھیر پل کی حکومت پر مامور فرمایا اور کشمیریون سے عیدی زینا اور نازک شاہ اور حسین ماگری اور
خواجہ حاجی کو اُسکے ہمراہ کیا اور میرزا قرا بہادر اور کشمیریون نے اندرکوٹ سے برآمد ہوکر بارہ مولہ
مین اقامت کی اور فساد کے درپے ہوئے اس سبب سے کہ مغل انھین بنظر حقارت دیکھتے تھے اور
مغلون نے یہ خبر میرزا حیدر ترک تک پہونچائی میرزا موصوف نے اس امر کو یقین اور باور نہ کیا بلکہ یہ جواب
دیا کہ مغل کی قوم بھی کشمیریون سے کم مفسد اور فتنہ پرداز نہین ہے حسین ماگری نے اپنے بھائی علی ماگری

کو میرزا حیدر کے پاس بھیجا کہ وہ جا کر میرزا کو کشمیریون کے غدر سے آگاہ کرے اور میرزا کو اس پر آمادہ کرے
کہ وہ لشکر کو طلب کرے میرزا حیدر ترک نے یہ خبر سنکر جواب دیا کہ کشمیریون کی یہ بھی مجال ہے کہ تم کو ایسے
غدر کا اندیشہ ہووے اور لشکر کو واپس طلب کرو الغرض ماہ رمضان کی ستائیسوین تاریخ کو اندرکوٹ
مین آتش عظیم پیدا ہوئی کہ اکثر مقامات جلکر خاکستر ہوئے میرزا قرابہادر اور تمام آدمیون نے جنکے
مکانات جل گئے تھے پیغام کیا کہ اگر حکم ہووے ہم آن کر اپنے مکانات کو تعمیر کرین اور سال آیندہ
مین پھر پل کی طرف متوجہ ہووین میرزا حیدر ترک ہرگز اس امر پر راضی نہوا لیکن خواہ مخواہ وہ لشکر
پھر پل کی سمت متوجہ ہوا اور عبدی زینا اور تمام کشمیری اتفاق کر کے رات کو مغلون سے جدا ہو کر کشتی
پھر پل مین آئے اور حسین ماگری اور علی ماگری کو معتمدون سے جدا کر کے اپنے ہمراہ لیا تو مغلون
کے ساتھ وہ مارے نجاوین جب صبح ہوئی پھر پل کے آدمیون کے ساتھ جنگ ہوئی مغل پیادہ ٹین
بند ہوئے اور سید میرزا نے بھاگ کر پھر پل کے قلعہ مین پناہ لی اور اثنی مغل نامی اس معرکہ مین
حمیث قتل ہوئے اور محمد نظر اور میرزا قرابہادر دستگیر ہوئے اور لقیۃ السیف نکل گئے بیتہ سے
ہرام کلہ مین آئے میرزا حیدر ترک یہ خبر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا کہ چاند کی دیگین
توڑ کر دو روپیہ جو ستمی مین ایک ہی سکہ کر کے بنیاد رکھا نگیہ ماگری کو مقتول تجکر حسن ماگری کی جاگیر عنایت
فرمائی اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرید دے کر سپاہی بنایا اور اہل سیستہ مجبور ہو کر عبد الصمد
کشمیریون نے خروج کی خبر سنکر ملازمت کے واسطے آئے میرزا کے ترتیب ہوچکا کشمیریات
نے ہجوم کر کے اسے قتل کیا اور خواجہ قاسم تیشہ خر دین مشغول ہوا اور محمد نظیر زینا ری مین گرفتہ رہا
اور کشمیری ہرام کلہ سے جمعیت کر کے بیرہ پور مین آئے میرزا حیدر نا چار ہو کر کشمیریون کے مقابلہ کو روانہ ہوئے
اسے ہمراہ میرزا کی کل جمعیت ہزار آدمی مغل مستثنیٰ عبد الرحمن اور شاہزادہ اور حاجی بیگ میرزا
اور منہ مغل اور ترعلی باقی اور سات سو آدمی تھے میرزا حیدر ترک کے ہمراہ شہاب الدین لوہرین آتا تھے
کی اور دولت چک اور غازی خان چک اور دیگیر میرزا کی امداد کے واسطے باتفاق عبدی زینا جمعیت کر کے
بیرہ پور مین آئے اور وہان سے برآمد ہو کر موضع خانپور مین جمع ہوئے اور میرزا حیدر ترک غالب آکر
میدان مین جو سری نگر کے متصل ہے وارد ہوا اور فتح چک کہ باپ اس کا خواجہ بہرام مغلون کے ہاتھ
سے قتل ہوا تھا اپنے باپ کے خون کے انتقام کے واسطے تین ہزار مرد سوار ساتھ لے کر نوشہ مین آیا اور
میرزا حیدر کی عمارت جو باغ صفا مین تھی آگ لگا کر خاک سیاہ کی جب یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہنچی فرمایا
مین یہ عمارات کاشغر سے نہ لایا تھا بلکہ عنایت الٰہی سے بنا دیگی اور ترعلی نے شاہ زین العابدین کی املاک
کو سوا ہین تھی میرزا حیدر کی عمارت کے عوض مین جلائی لیکن میرزا حیدر کو یہ امر پسند نہ آیا اور سپاہیون
نے عمارات عبدی زینا اور نوروز چک کی کہ سری نگر مین تھی آگ دے کر برباد کی اور میرزا حیدر ترک نے

موضع نان پور میں آنکا استقامت فرمائی اور اُس موضع میں ایک درخت بید کا ایسا تھا کہ اُس کے سایہ میں دو سو سوار کھڑے ہو سکتے تھے اور سوا اس کے یہ بھی تجربہ میں ہو چکا کہ جس وقت اس کی ایک شاخ باریک کو حرکت ہوتی تھی تمام درخت حرکت اور جنبش میں آتا تھا القصہ کشمیری خان پور سے کوچ کر کے موضع اونی پور میں آ گئے اور فاصلہ دو کوس سے زیادہ نہ رہا میرزا حیدر ترک نے ان پر عزم شبخون کیا اور میرزا عبد الرحمن نے اپنے چھوٹے بھائی کے لیے کہ صلاح و تقوے میں آراستہ تھا ولیعہدی کی وصیت کی تھی آدمیوں سے اُس کے نام بیعت لی اور اپنے اعیان و انصار کو ہمراہ لے کر بقصد شبخون سوار ہوا قضارا اُس شب کو ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا جب خواجہ حاجی کے خیمہ کے قریب جو پانی مار اور میرزا کا وکیل تھا پہونچے تاریکی کے سبب کچھ نظر نہ آتا تھا اور شاہ نظر توپچی میرزا حیدر ترک کہتا ہے کہ اُس وقت جب میں تیر پھینکتا تھا میرزا حیدر ترک کی آواز میرے گوش زد ہوئی کہ تیر کیا تو نے اس سے مجھے معلوم ہوا کہ اُس تاریکی میں تیر ناگہانی میرزا کے لگا اور یہ بھی منقول ہے کہ ایک قصاب نے از راہ قساوت میرزا حیدر کی ران پہ تیر مارا اور دوسرے راوی کا یہ قول ہے کہ کمال کوکا نے اُسے زخم شمشیر سے ہلاک کیا لیکن اُس کے جسم پر تیر کے زخم کے سوا کچھ ظاہر نہ تھا خلاصہ یہ کہ جب صبح ہوئی کشمیریوں کے لشکر میں شور ہو گیا کہ ایک مغل مقتول پڑا ہے جب خواجہ حاجی اُسکے سر پر پہونچا دیکھا کہ میرزا حیدر ترک ہے اُس کا سر تن سے اُٹھا لیا اُس وقت میرزا کا عالم نفس تھا کہتا تھا آنکھیں کھولیں اور جان جان آفرین کے سپرد کی مغلوں کو جب اپنے سردار کا قتل ہونا متحقق ہوا اندر کوٹ کی طرف بھاگ گئے اور کشمیریوں نے میرزا کی لاش دفن کی اور مغلوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے مغلوں نے اندر کوٹ میں پناہ لی اور تین روز تک لڑے چوتھے دن محمد ریشی نے تانبے کے پیسوں کے گراب توپ میں دے کر فیر کرائی شکست کھائی اور وہ گراب جس شخص کے لگتے تھے جانبر نہوتا تھا آخر میرزا حیدر کی زوجہ نے جسکا نام مسماۃ خانم تھا اور میرزا کی ہمشیرہ مسماۃ خانجی نے مغلوں سے یہ بات کہی کہ جو میرزا حیدر ترک مر گیا بہتر یہ ہے کہ کشمیریوں سے پیغام صلح کر کے اس فتنہ کو دفع کرو مغلوں نے یہ امر قبول کیا امیر خان معمار کو صلح کے واسطے کشمیریوں کے پاس بھیجا کشمیری صلح پر راضی ہوئے اور عہد نامہ اس مضمون کا لکھدیا کہ آئندہ ہم مغلوں کے درپئے ایذا نہونگے حکومت میرزا حیدر ترک کی دس سال تھی۔

تذکرہ نازک شاہ کی حکومت کا تیسرے بار مملکت کشمیر پر

جب دروازے قلعہ کے مفتوح ہوئے کشمیریوں نے میرزا حیدر کے توشکخانہ میں جا کر دست تصرف دراز کیا اور نفایس نفیسہ لوٹ لے گئے اور میرزا کے اہل و عیال کو سری نگر میں لا کر حسن منو کے مکان میں جگہ دی اور ولایت کشمیر آپس میں تقسیم کی پرگنہ دیوسر دولت چک کو اور پرگنہ دہی غازی خان

چک کو اور پرگنہ کمراج یوسف چک اور بہرام چک کو دیا اور ایک لاکھ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل میرزا کے واسطے معین ہوا عموماً تمام امراے کشمیر اور خصوصاً عبدی زینا نے تسلط تمام حاصل کیا اور نازک شاہ کو براے نام بادشاہ بنایا اور حقیقت مین عبدی زینا بادشاہ تھا اور سنہ ۹۵۹ نو سو انسٹھ ہجری مین سنکر چک ولد کاجی چک اس سبب سے کہ بے جاگیر تھا اور غازی خان نے کہ اپنے تئین کاجی چک کا فرزند قرار دیتا تھا اور جاگیر بہت رکھتا تھا کشمیر سے برخاستہ خاطر ہو کر چاہا کہ یہان سے نکل جاؤن چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ سنکر چک بلاشبہہ کاجی چک کا بیٹا تھا اور غازی خان چک اگرچہ کاجی چک کا فرزند مشہور تھا لیکن حقیقت مین اُس کا بیٹا صلبی نہ تھا کس واسطے کہ ملک کاجی چک اپنے بھائی حسن چک کے بعد وفات اُس کی زوجہ کو جو غازی خان کو شکم مین رکھتی تھی اپنے عقد مین لایا تھا اور دو تین ماہ کے عرصہ مین غازی خان چک متولد ہوا اس تہمت سے سنکر چک نے چاہا کہ مین کشمیر سے برآمد ہو کر عبدی زینا کے پاس جاؤن اور جب یہ خبر مشہور ہوئی دولت چک اور غازی خان چک نے اسمعیل ہانت اور رہبر جو کو مع جمعیت سو آدمی کے بھیجکر کہا کہ اگر وہ نہ آوے اُسے زبردستی لاؤ لیکن سنکر چک اُن کے بلانے سے نہ آیا عبدی زینا کے پاس گیا آخر کو عبدی زینا نے اُن سے صلح کی اور پرگنہ کوٹھار اور کھادنیا ور ما در سنکر چک کی جاگیر قرار پائی اور آتش فساد ساکن ہوئی اور اُن دنون مین چار گروہ کشمیر مین اعتبار رکھتے تھے اول عبدی زینا مع اپنے گروہ کے دوسرے حسن ماکری ولد ملک ابدال ماکری مع اپنی جمعیت کے تیسرے کپور یان کہ بہرام چک

کاجیان

اور یوسف چک وغیرہم سے مراد ہی چوتھے کاسیان کاجی چک اور دولت چک اور غازی خان چک سے عبارت ہی چنانچہ عبدی زینا اپنی دختر حسین خان ولد ملک کاجی چک کے عقد ازدواج مین لایا اور دولت چک کی دختر محمد ماکری ولد ملک ابدال ماکری کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور یوسف چک ولد زنگی چک کو نواری کی بہن غازی خان چک کے نکاح مین داخل ہوئی اور یہ نسبتین چکان کی قوت اور غلبہ کے باعث ہوئین اور بانفاق ایک دوسرے کے ہر اطراف مین متفرق ہوے یعنی غازی خان چک ولایت کامراج کی سمت اور دولت چک لسولور کی طرف اور تمام ماکری بانکل کی جانب روانہ ہوے اس سبب سے عبدی زینا سری نگر مین محزون ہو کر بیٹھا اور اُن لوگون کے دفع کی تدبیر مین رہتا تھا اور جب موسم بادنجان کا آیا عبدی زینا نے فرمایا کہ مرغ کا گوشت اور بیگن لاؤ کہ ہم دونون کو ایک مین پکا دین اور یہ طعام لطیف کشمیریون کی غذا ہی بہرام چک اور سید ابراہیم اور سید یعقوب اُس کی دعوت مین آئے اور یوسف چک نہ آیا عبدی زینا نے تینون کو گرفتار کر کے مقید کیا اور یوسف چک یہ خبر سنکر مع تین سو سوار اور سات سو پیادہ کامراج کے راستہ سے جاکر دولت چک سے ملحق ہوا عبدی زینا نے جب دیکھا کہ کشمیری چکان مین آئے مغلون سے میرزا قرا بہادر اور میرزا عبدالرحمٰن اور میرزا جان میرک اور میرزا بکلہ مغل اور میر شاہ اور شاہزادہ بیگ میرزا اور محمد نظر اور جرعلی کو قید خانہ سے برآوردہ کر کے ہر ایک کو گھوڑا اور خلعت اور

خرچ عنایت فرمایا اور موضع چک پور مین مقیم ہوا اس درمیان مین سید یعقوب اور سید ابراہیم باتفاق جاردک جو انکا نگہبان تھا بھاگ کر کمراج مین گئے اور دولت چک کے شریک ہوے اور بہرام چک بھاگ نسکا اور دریں غازی خان چک مع تین سو سوار سری نگر مین آیا اور عبدی زینا نے مغلون کو اس کے مقابلہ کو بھیجا اور اُس نے تمام بلون کو خراب کیا اور مغل معطل رہے اُس وقت دولت چک بھی سری نگر مین جا کر غازیخان چک سے ملحق ہوا اور باتفاق عیدگاہ مین پڑاؤ کیا اور ہر روز فریقین کے مابین جنگ ہوتی تھی یہانتک کہ بابا خلیل عبدی زینا کے پاس صلح کے واسطے آیا اور یہ بات کہی کہ آپ کو مغلون کا اعتبار کرنا اور کشمیریون کو نظر سے گرانا مناسب نہ تھا اور اسی طرح کے اور بھی کلام کیے کہ عبدی زینا اور کشمیریون کے درمیان صلح واقع ہوئی اور مغلون کو مع اہل وعیال رخصت دی اور خانجی یعنے میرزا حیدر ترک کی بہن بنگلی کے راستہ سے کابل مین گئی اور کشمیریون نے میرزا جر علی بلکہ اور بھی مغلون کے اہل وعیال قتل کیے اور خانم کاشغر مین پہونچی اور بعد اس واقعہ کے خبر آئی کہ ہیبت خان اور سعید خان اور شہباز خان افغان جو قوم نیازی سے ہین کشمیر کی تسخیر کے واسطے آئے ہین اور پرگنہ بانہال مین پہونچکر کوہ نون مین داخل ہوے ہین عبدی زینا اور حسین ماگری اور بہرام چک اور دولت چک اور یوسف خان متفق ہو کر نیازیون کی جنگ کے واسطے برآمد ہوے اور طرفین مقابل ہو کر خوب لڑے اور بی بی رابعہ زوجہ ہیبت خان نیازی نے بھی جنگ مردانہ کرکے علی چک پر تلوار کا وار ڈالا آخر کو ہیبت خان اور سعید خان اور شہید خان نیازی اور بی بی رابعہ اُس لڑائی مین مارے گئے اور کشمیریون نے مظفر و منصور ہو کر سری نگر مین مراجعت کی اور مقتولون کے سر یعقوب خان کے ہاتھ سلیم شاہ افغان سور کے پاس بھیجے اور اس کے بعد کشمیریون کے درمیان مین عداوت باہم پہونچی عبدی زینا نے باتفاق فتح چک اور لوہر ماگری اور یوسف چک اور بہرام چک اور ابراہیم چک خالد گڈھ مین آ کر اقامت اختیار کی اور دولت چک اور غازی خان چک اور حسین ماگری اور سید ابراہیم اور رومان کے گروہ نے ایک جا ہو کر عیدگاہ مین منزل کی جب دو ماہ کا عرصہ گذرا یوسف چک اور فتح چک اور ابراہیم چک عبدی زینا سے جدا ہو کر دولت چک کے پاس آئے اور جب دولت چک مع جمعیت تمام سوار ہو کر عبدی زینا کے سر پر گیا وہ تاب مقاومت نہ لا کر بے جنگ بھاگ کر مروین گیا اور وہان پہونچکر دوسرے گھوڑے پر سوار ہونے لگا اُس نے قضارا ایسی لات اُس کے سینہ پر ماری کہ موضع سماک مین مختفی ہوا اور اُسی مقام مین عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور لاش اُس کی سری نگر مین لا کر موضع موسی زینا مین دفن کی اور امرا نے خروج کرکے نازک شاہ کو جو نام کے سوا شاہی سے علاقہ نہ رکھتا تھا شاہی سے معزول کیا اور ارادہ خودسری کا کیا اور بعد میرزا حیدر ترک کے تیسرے مرتبہ دس ماہ شغل فرمانروائی مین مشغول رہا

ذکر ابراہیم شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت کا

یہ نازک شاہ کا بیٹا ہی جب عیدی زینا مقتول ہوا دولت چک دار الملک مین جا کر مہمات شاہی انجام دینے لگا اور جب دیکھا کہ تخت سلطنت خالی ہی برائے نام کسی کو بادشاہ بنایا چاہیے ابراہیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اُس وقت خواجہ حاجی وکیل میرزا حیدر ترک جنگل سے برآمد ہو کر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گیا اِس وقت عیدی زینا (معلوم ہوتا ہی امیر دوسرا تھا یا پیشتر کا تذکرہ ہی کہ وہ زندہ تھا الغرض اُسے) اور شمس زینا اور اور بہرام چک کو گرفتار کر کے قید خانہ مین مقید کیا اور جب عید الفطر کا روز ہوا دولت چک نے قابوق کے نیچے آن کر تیر اندازی شروع کی اور یوسف چک نے قابوق مین گھوڑا سرپٹ دوڑایا اور پیادے کہ تیر جمع کرتے گھوڑا اُن مین اُلجھکر چراغ پا ہوا اور یوسف چک اُسپر سے گر پڑا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی اور سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین غازی خان چک اور دولت چک مین نزاع واقع ہوئی اور تمام کشمیر مین اختلاف پیدا ہوا حسین ماکری اور شمس زینا کہ ہندوستان مین تھے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین غازی خان کے شریک ہوے اور یوسف چک اور بہرام چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آئے اور اس اختلاف اور نزاع نے دو ماہ کا طول کھینچا آخر کو ایک کاشتکار نے دولت خان کے روبرو آ کر اُسکے کان مین یہ بات کہی کہ مجھے غازی خان نے تمھارے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا ہی کہ تو نے تمام اُن آدمیون کو بے تقریب کس واسطے اپنے پاس جمع کیا ہی کہ یہ سب تیرے دشمن ہین اور غازی خان چک سے یہ کہا کہ دولت چک صلح کے درپے ہی تم آپس سے کس واسطے لڑتے ہو پس اسطور سے کلام کر کے اُنکے درمیان صلح کروائی اور شمس زینا پھر ہند کی طرف بھاگ گیا اور اُن دنون مین تبت کلان کے باشندے پرگنہ ٹھادر اور بارہ مین کہ حبیب خان چک اور نصرت خان کے بھائی کی جاگیر تھی آن کر بکریان ہانک لے گئے اس سبب سے دولت چک اور لشکر چک اور ابراہیم چک اور حیدر چک اور پسران غازی خان اور بھی اعیان کو مع لشکر انبوہ لار کے راستہ سے تبت کلان مین بھیجا اور حبیب خان چک کہ ہمراہ اُن کے تھا بہ سبیل استعجال جس راستہ سے کہ بکریان لے گئے تھے تبتیان کے تعاقب مین دوڑا اور بجلی کی طرح قلعہ تبت کلان مین پہونچکر جنگ کی اور اُنکے سردارون کو شمشیر سے قتل کیا اور وہ سب بھاگے حبیب خان چک نے اس مقام مین نزول کر کے اپنے چھوٹے بھائی درویش چک سے کہا تو مع لشکر سوار ہو کر تبت کلان مین داخل ہو درویش چک نے تغافل کر کے اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا اور حبیب خان چک باوجود اس کے کہ اُس کے زخمون سے خون جاری تھا سوار ہو کر تبت کلان کے قصر عالی مین داخل ہوا اور اہل تبت کلان تاب مقاومت نہ لا کر بے جنگ بھاگے اور چالیس آدمی اُنمین سے جو قصر کی چھت پر چسپیدہ اور پوشیدہ تھے دستگیر ہوے اور نہایت عجز اور خاکساری سے پیش آئے اور کہا ہمین قتل نہ کرو اور پانسو گھوڑے اور ہزار پارچہ پٹو اور پچاس بیل قطاس اور دوسو بکریان اور دوسو تولہ سونا دینا قبول کیا لیکن حبیب خان چک نے اُن کی باتون پر التفات نہ کر کے

سب کو دار پر کھینچا اور وہان سے سوار ہو کر دوسرے قلعہ مین آیا اور اُس قلعہ کو بھی خراب اور ویران کیا اور تبت کلان کے رئیسون نے تین سو گھوڑے اور پانسو پارچہ پٹو اور تیس راس گاؤ قسطاش جناب حبیب خان چک کے واسطے بھیجے اور گھوڑے خوب کاشغری کہ اہل تبت کلان کے ہاتھ آئے تھے وہ گھوڑے بھی ان سے لیے اور حیدر چک اور پسر غازی خان چک نے مسے کھانی اپنے بھائی حقیقی کو حبیب خان چک کے پاس بھیجا کہ اہل تبت کلان نے وہ گھوڑے غازی خان چک کے واسطے نگاہ رکھے تھے مناسب ہی کہ اُن گھوڑون کو بھیجے تو ہم غازی خان کی خدمت مین روانہ کرین حبیب خان چک ترکمانی نے درجواب اُس کے قریب دوسو آدمی کے اس نیت سے روانہ کیے کہ منازعت درمیان مین ڈالین لیکن لوگون نے درمیان مین آن کر صلح کروائی آتش فساد ساکن ہوئی بعد اس کے سری نگر کی طرف آیا اور یہ تمام اشیاء وہان کے آدمیون کو تقسیم کیے اور سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری مین زلزلہ عظیم کشمیر مین واقع ہوا اکثر موضع اور شہر خراب اور منہدم ہوے اور موضع نیلو اور آدم پور مع عمارت و اشجار آب بہٹ کے اس طرف سے منتقل ہو کر اس پار ظاہر ہوے اور موضع ماوس مین جو پہاڑ کے زیر دامن واقع ہی اُس کے گرنے سے وہان کے تخمیناً چھ سو آدمی ہلاک ہوے

اللھم احفظنا من جمیع البلیات والآفات

ذکر اسمٰعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کا مملکت کشمیر مین

جب پانچ ماہ ابراہیم شاہ کی حکومت کے گزرے اگرچہ اس وقت مین دولت چک درحقیقت فرمانروا تھا زمانہ غازی خان چک کے موافق ہوا دولت چک مغلوب اور منکوب ہوا غازی خان چک نے دم استقلال سے مارا اور اسمٰعیل شاہ کو برائے نام شاہ بنا کر سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین تخت پر بٹھایا اور اُسی سال حبیب خان چک نے چاہا کہ دولت چک سے یک دل ہو جاؤن یہ عزیمت کر کے مرداون کے سمت متوجہ ہوا غازی خان چک نے نصرت خان چک سے یہ بات کہی کہ تیرا بھائی حبیب خان چک دولت چک سے ملا چاہتا ہی مناسب یہ ہی کہ وہ نہ آنے پاوے اور ہم دولت چک کو گرفتار کرین کیونکہ اُسکے آنے کے بعد کام مشکل ہوگا ناگاہ دولت چک کشتی مین سوار ہو کر حوض ڈل کی طرف مرغابی کے شکار کو گیا تھا اس درمیان مین غازی خان چک نے تاخت کر کے اُس کے گھوڑون کو گرفتار کیا اور وہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اُسے بھی گرفتار کر کے اُس کی آنکھون مین سلائی پھیری کہ وہ کور ہوا بعد اس کے حبیب خان چک آیا غازی خان چک نے کہ اس سے ناراض تھا نازک چک کو جو دولت چک کا بھتیجا تھا طلب کر کے اُسے وکالت کی تکلیف دی اور جو کہ غازی خان چک نے اُسکے چچا کی آنکھون مین سلائی پھیری تھی اس تعصب سے منصب وکالت قبول نہ کیا غازی خان چک نے چاہا کہ نازک چک کو

بھی گرفتار کر کے مقید کرے وہ خبردار ہو کر بھاگا اور حبیب خان چک کے پاس جا کر پناہ لی

ذکر حبیب شاہ ابن اسمعیل کا

جب دو سال اسمعیل شاہ کی حکومت سے گذرے قضائے الٰہی سے فوت ہوا غازی چک نے اُسکے فرزند کو سریر حکومت پر متمکن کیا اور آخر سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین نصرت خان چک اور نازک چک اور سنکر چک برادر غازی خان چک اور یوسف چک اور ہستی خان چک سب نے ایک جگہ جا کر آپس مین عہد کر کے یہ تجویز کی کہ آج غازی خان چک نے دوا استعمال کی ہے اور اُس کا بھائی حسین خان چک قید ہے اُسے زندان سے برآوردہ کر کے غازی خان چک کو ہلاک کرین جب یہ خبر غازی خان چک کو پہونچی یوسف چک اور سنکر چک کو راضی کر کے اپنے پاس طلب کیا اور حبیب خان چک اور نصرت خان چک اور درویش چک نہ گئے اور یہ بات کہی کہ ہم علما اور قاضیون کو درمیان مین لا کر عہد و قول اُس سے لے کر جاوین گے نہین راہ فرار اختیار کرین گے اور نصرت خان چک غازیخان چک کے پاس بقول گیا زندان مصیبت مین گرفتار ہوا اور حبیب خان چک نے باتفاق نازک خان چک کے پلون کو توڑ کر خروج کیا اور ہستی خان چک بجمعیت تمام آن کر اُس سے ملحق ہوا غازی خان چک نے لشکر کثیر اُنکے مقابلہ کو بھیجا جنگ عظیم واقع ہوئی اور غازی خان چک کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا بعضے گرفتار ہوے اور حبیب خان چک فتح کر کے کھوبرہامون کی طرف گیا اور غازی خان چک اس شکست کے بعد حبیب خان چک کے مدافعہ کے واسطے خود سوار ہو کر دمدمہ کی طرف گیا اور تین چار کشتی ہم پہونچا کر مع تین فیل اور تین ہزار مرد جرار دریا سے عبور کیا اور جب خالدگڈھ کے میدان مین پہونچا حبیب خان چک بھی اُس کے مقابلہ کو آٹھ سو آدمی سے آن کر ہم مصاف ہوا اور بعد جنگ شدید تاب مقاومت نہ لا کر آب ججہ کے پل مین در آیا اور گھوڑا اُس کا اُس پل سے عبور نہ کر سکا اس درمیان مین غازی خان چک کے ایک فیلبان نے اُسے گرفتار کیا غازی خان چک نے اُس کے سر جدا کرنے کا حکم دیا جب فیلبان ہاتھ اُس کے دہن کے قریب لے گیا حبیب خان نے اُس کی انگلیان دانتون سے پکڑ کر خوب کاٹین آخر فیلبان نے سر اُس کا جدا کر دیا اور کلہ نامت مین کہ جہان مکان اُس کا تھا لا کر آویزان کیا اور درویش چک اور نازک چک کو بھی گرفتار کر کے دار پر کھینچا اور چند عرصہ کے بعد بہرام چک ہندوستان سے غازی خان کے پاس سری نگر مین آیا پرگنہ کھوبرہامون جاگیر پائی اور سری نگر سے رخصت ہو کر پرگنہ زین گڈھ کے قصبہ بدانچہ کی طرف کہ وطن اُس کا تھا گیا پھر سنکر چک اور فتح چک وغیرہ بہرام چک کے پاس جا کر آپس مین متفق ہو کر پرگنہ سوپہ پور مین آئے اور بنیاد فساد کی قائم کی غازی خان چک نے اپنے بیٹون

عہ طاہر متن سو آدمی ہین ۱۲

اور بھائیون کو اُن کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور وہ تاب جنگ نہ لا کر پہاڑ کی سمت بھاگے غازی خان چک
نے اُسی روز اُنھین اُن کے تعاقب کو بھیجا وہ جاتے ہی اُس جماعت کو گرفتار کر لائے دوسرے دن
یہ خبر پہونچی کہ بہرام چک سرکوب سے کسی طرف راہی ہوا اور سنکر چک اور فتح چک اُس سے
جدا ہوئے غازی خان چک بسرعت تمام کوہ بہامون مین گیا اور چہ روز تک بہرام چک کی بہت تلاش
کی لیکن ہاتھ نہ آیا اور حبیب احمد جورین برادر حیدر چک ولد غازی خان چک نے اُس کی گرفتاری
کا ذمہ کیا غازی خان چک شہر مین پلٹ آیا احمد جورین نے سرکوب مین کہ مسکن ریشیان یعنے صوفیون
کا تھا جا کر اُنھین گرفتار کیا اور بہرام چک کی جستجو کی وہ بولے کہ ہم نے اُسے کشتی مین سوار کر کے
امیر زینا کے مکان مین جو موضع بادیلی مین واقع ہے پہونچایا ہے اور ریشیان ایک فرقہ ہے کہ وہ ہمیشہ
زراعت کرتے اور باغ لگاتے ہین اور پھل وغلہ خدا کی راہ مین خیرات کرتے ہین اور خود مجرد رہتے ہین
الغرض جب احمد جورین امیر زینا کے پاس گیا اور بہرام چک کو تلاش تمام گرفتار کر کے سری نگر مین
لایا اور دار پر کھینچا احمد جورین اس فتح اور نصرت کے سبب مختص ہوا اُن دنون مین شاہ ابو المعالی
کو کہ لاہور سے بھاگ کر بعضے کھکھر کے قید مین تھا پابزنجیر یوسف کے شانہ پر سوار ہو کر برآمد ہوا اور
کمال خان گکھر کے ساتھ موافق ہو کر میرزا حیدر ترک کے مانند کشمیر کی تسخیر کا ارادہ کیا جب راجوری مین
پہونچا مغلون کی ایک جماعت بھی اس کے شریک ہوئی اور دولت چک اندھا اور فتح خان چک
دوسرے چک اور لوہر دانکری بھی شاہ ابو المعالی کے پاس آئے اور سنہ ۹۶۵ نو سو پینسٹھ ہجری مین
کشمیر کے سمت متوجہ ہوے اور جب بار مولہ مین پہونچے حیدر چک اور فتح خان چک جو راستہ کی
محافظت کرتے تھے بھاگ کر موضع یادوکھی مین آئے اور شاہ ابو المعالی نے عدالت کو کام فرما کر
سپاہیون کو رعایا کے جور و تعدی سے ممانعت کی اور موضع بارمولہ مین جو یادوکھی کے قریب ہی
پہونچکر ایک بلندی پر وارد ہوا اور غازی خان چک اپنے بھائی حسین خان چک کو ہراول
کر کے موضع لکھنو دمین مقیم ہوا اور کشمیریون نے جو شاہ ابو المعالی کے ہمراہ تھے اُس کی بلا اجازت
حسین خان چک کی فوج پر حملہ آور ہو کر پسپا کیا غازی خان چک اس کی کمک کو پہونچا اور دادِ مردی
و مردانگی دے کر بہت کشمیریون کو تہ تیغ کر کے لڑائی فتح کی شاہ ابو المعالی یہ حال دیکھکر
بے جنگ بھاگا اور جب گھوڑا اُس کا راستہ مین تھک گیا ایک مغل جان نثار شاہ کی خدمت مین
حاضر ہوا اور اپنا گھوڑا کہ تازہ زور تھا شاہ کو اُس پر سوار کیا اور اُس کا گھوڑا ماندہ لے کر اُسی مقام
مین ایستادہ ہوا کشمیری کہ شاہ کے تعاقب مین آتے تھے اُنھین تیر باران کر کے روکا جب ترکش
اُس کے خالی ہوے کشمیریون نے اُس بہادر کو نرغہ کر کے تیغ سیاست سے قتل کیا اور اسی
فرصت مین شاہ ابو المعالی کوسون نکل گیا سبحان اللہ بہادر اور خیر خواہ یہ لوگ تھے کہ اپنے آقا کی

جانبری کے واسطے اپنے تئین فدا کیا جان عزیز کا کچھ پاس نہ کیا القصہ غازی خان یاد دکھی مین پلٹ آیا اور جس مغل کو اُس کے پاس لاتے تھے اُسکی گردن مارتا تھا لیکن حافظ میرزا حسینی کو جو جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے خوانندہ تھے بہ سبب خوش خوانی کے اُنھین قتل نہ کیا اور اس فتح کے بعد نصرت خان چک کو زندان سے نکال کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت کے واسطے بھیجا اور نصرت خان چک بیرم خان سے ملکر متوسل ہوا اور ۹۶۶ھ نو سو چھیاسٹھ ہجری مین غازی خان کے مزاج مین ایک تغیر واقع ہوا دست تعدی دراز کیا خلائق اُس سے نہایت متنفر ہوئی اور مخبرون نے اُنھین دنون مین اُسے یہ خبر ہو نچائی کہ حیدر چک آپ کا فرزند بعضے لوگون کے اتفاق سے کشمیر لیا چاہتا ہے غازی خان نے محمد جنید کو جو اُس کا وکیل تھا اور بہادر بہٹ کو طلب کر کے یہ بات کہی کہ لوگ اس طرح کہتے ہین تم جا کر اُسے نصیحت کرو تو وہ دوبارہ اس خیال باطل کو اپنے دل مین راہ نہ دیوے پھر محمد جنید نے حیدر چک کو اپنے مکان پر بلا کر بہت چشم نمائی کی اور سخت وسُست کہا حیدر چک نے طیش کھا کر خنجر محمد جنید کی کمر سے بزور نکال کر اُس کے شکم پر مارا کہ وہ جانبر نہوا لوگون نے ہجوم کر کے حیدر چک کو گرفتار کیا اور غازی خان کے حکم کے بموجب اُسے قتل کر کے لاش اُس کی زینہ گڈہ کے دروازہ پر آویزان کی اور جو لوگ کہ اُس کے شریک اور موافق تھے سب کو تہ تیغ کیا اور ۹۶۷ھ نو سو سڑسٹھ ہجری مین میرزا قرا بہادر نے ہندوستان سے مع لشکر کثیر اور نو زنجیر فیل آن کر لالہ پور مین تین ماہ اقامت کی اور کشمیریون سے نصرت چک اور فتح چک وغیرہ اور کہکران سے بھی ایک جماعت کثیر ہمراہ رکھتا تھا اور امیدوار تھا کہ مردم کشمیر میرے شریک ہونگے اس عرصہ مین نصرت خان چک اور فتح چک اور لوہر وانکری اُس کے پاس سے بھاگ کر غازی خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اس سبب سے میرزا قرا بہادر کے لشکر مین بہت فتور برپا ہوا اور غازی خان چک کشمیر سے برآمد ہو کر نو روز کوٹ مین پہونچا اور پیادون کو میرزا قرا بہادر کے مقابلہ کو بھیجکر شکست دی اور میرزا بھاگ کر قلعہ دائرہ مین داخل ہوا دوسرے دن میرزا قرا بہادر پھر پیادون کی جنگ سے بھاگا اور اسکے ہاتھی پیادون کے ہاتھ آئے اور پانسو مغل مارے گئے اور جب پانچ سال حبیب شاہ کی شاہی سے منقضی ہوے غازی خان نے اُسے گوشہ مین بٹھا کر خود فرمانروائی کا نشان بلند کیا اور نام بادشاہی کا دوسرے پر روا نہ رکھا خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کر کے اپنے تئین غازی شاہ مشہور کیا ۔

تذکرہ غازی شاہ کا

غازی خان چک نے شاہان کشمیر کے آئین کے موافق جلوس کیا اور اپنے تئین غازی شاہ خطاب دیا

لیکن مرض جذام کے سبب سے کہ اس سے پیشتر بہم پہونچا تھا اُن دنون مین اُس کی شدت سے
اُس کی آواز متغیر ہوئی اور انگلیان اُس کی گرنے پر تھین اور وہاتون مین زخم ظاہر ہوے اور
۹۶۸ نوسو اڑسٹھ ہجری مین فتح خان چک اور لوہر ماکری اور بھی کشمیری غازی شاہ سے متوہم
اور ہراسان ہوکر پہاڑون مین داخل ہوئے اور غازی شاہ نے اپنے بھائی حسین چک کو مع دو ہزار
آدمی اُن کے تعاقب مین بھیجا جب موسم سرما اور برف باری کے ایام آئے مخالف ہلاک
ہوئے اور جو باقی رہے کھنوار مین گئے اور وہان سے مضطرب اور متردد ہوکر حسین خان چک
کے پاس آن کر پناہ لی حسین خان چک نے ان کے عفو گناہ کے لیے غازی شاہ سے درخواست
کی اور شاہ نے اُن کی تقصیر معاف فرما کر جاگیر خوب عنایت فرمائین اور ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین
غازی شاہ نے کشمیر سے برآمد ہوکر لار مین قیام کیا اور اپنے فرزند احمد خان کو فتح خان چک اور
ناصر کناہی اور بھی امرائے نامدار کے ہمراہ تبت کلان کی تسخیر کو بھیجا اور جب یہ تبت سے پانچ
کوس کے فاصلہ پر پہونچے فتح خان چک احمد خان کے بے رخصت جاکر شہر تبت مین داخل ہوا
اہل تبت اُسکا ساز و سامان دیکھکر جنگ پر راضی نہوئے اور پیشکش بہت قبول کی اور وہان
سے جلد برخاست کرایا اس کے بعد احمد خان کے دل مین یہ ہوس ہوئی کہ فتح خان چک سا تبت
مین جاکر فائز المرام ہو کر آیا اگر مین بھی ایسا کرون گا اہل کشمیر میری تعریف کرینگے یہ تجویز کرکے تنہا
چلنے کا ارادہ کیا فتح خان چک نے عرض کی کہ آپ کا جریدہ جانا مناسب نہین ہی اگر یہی ارادہ
ہی جمعیت لے کر جایئے احمد خان نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی پانسو آدمی لیکر روانہ ہوا
اور فتح خان چک کو لشکرگاہ مین چھوڑا اہل تبت نے جب احمد خان کو جریدہ دیکھا جمعیت کرکے اُسپر
تاخت لائے وہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا اور فتح خان کے پاس آن کر یہ بات کہی کہ آج مین
تبتیون سے مقابلہ اور مقاتلہ کو جاتا ہون تم میری فوج کے آگے چلو وہ بلا توقف جریدہ آگے
روانہ ہوا اہل تبت اُسے تنہا دیکھکر جنگ مین مشغول ہوئے فتح خان کی رگ شجاعت اور غیرت
جنبش مین آئی تنہا جنگ کرکے مارا گیا غازی شاہ یہ خبر سنکر احمد خان سے نہایت ناراض ہوا
اور سخت و شست کہا ایام دولت اُسکے چار برس کے بعد آخر ہوئے +

ذکر حسین شاہ کی سلطنت کا

یہ غازی شاہ کا بھائی تھا ۹۷۱ نوسو اکہتر ہجری مین غازی شاہ تبت کلان کی تسخیر کے ارادہ سے
کشمیر سے برآمد ہوا اور مولد کھار مین استقامت کی اور غلبہ مرض جذام کے سبب اُس کی آنکھین
بیکار ہوئین اور آخر عمر مین شعار بدی کر کے خلق پر دست تعدی دراز کرتا تھا اور بعید و قصور لوگون

سے زر جرمانہ لیتا تھا اس سبب سے آدمی اس سے رنجیدہ ہو کر دو گروہ ہوئے ایک جماعت اُس کے فرزند احمد خان کی شریک ہوئی اور ایک جماعت اُس کے بھائی حسین چک کی ممد و معاون ہوئی غازی شاہ یہ خبر سُنکر مولد کھار سے مراجعت کر کے سری نگر مین آیا اور جو حسین چک پر اُس کی مہر و شفقت زیادہ تھی اُسے اپنا جانشین کر کے سریر سلطنت پر بٹھایا اور غازی شاہ کے تمام وکلا اور وزرا حسین چک کے مکان پر حاضر ہوے اور شرائط خدمتگاری اور لوازم فرمان برداری مین قیام کیا اور پندرہ روز کے بعد غازی شاہ نے تمام قماش اور اسباب اپنا دو حصہ کر کے ایک حصہ اپنے بیٹون کو دیا اور دوسرا حصہ مہاجنون کے سپرد کیا کہ اُس کی قیمت پہونچاوین مہاجن حسین چک کے پاس داد خواہ ہوئے حسین چک نے غازی شاہ کو منع کیا اور غازی شاہ نے رنجیدہ ہو کر چاہا کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے حسین چک یہ خبر سنتے ہی احمد خان پسر غازی شاہ اور ابدال خان اور بھی اعیان دولت کو طلب کر کے اپنی اطاعت کے بارہ مین اُن سے عہد و پیمان لیا غازی شاہ ترک سلطنت سے نہایت پشیمان ہوا اپنے خاص آدمیون اور مغلون کو طلب کر کے جمعیت کی اور حسین چک بھی مقابلہ کو آمادہ ہوا اہالی شہر اور قصبات نے درمیان مین آن کر آتش فساد ساکن کی اور غازی شاہ نے شہر سے برآمد ہو کر رہن پور مین اقامت کی اور تین مہینے کے بعد پھر سری نگر مین آیا اور حسین چک نے استقلال تمام بہم پہونچا کر ولایت کشمیر آدمیون کے درمیان مین تقسیم کی اور سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری مین حسین چک نے اپنے بڑے بھائی سنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر دے کر رخصت کیا اور اس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ سنکر چک نے خروج کیا ہے اس واسطے اس کی جاگیر محمد خان ماکری کے نام مقرر کی اور احمد خان اور فتح خان چک اور خواجہ مسعود اور مانک چک کو مع لشکر جرار اُس کے تدارک کو تعینات فرمایا اُنھون نے جا کر فتح کی اور حسین چک اُن کے استقبال کو گیا اور باعزاز تمام انھین سری نگر مین لایا اور چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری اور نصرت خان چک اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہین چاہا انھین کسی ڈھب سے گرفتار کرے انھون نے یہ خبر سنی تو بجمعیت تمام حسین چک کے پاس آیا کرتے تھے جب حسین چک نے دیکھا کہ یہ لوگ حقیقت حال سے واقف ہو گئے ہین تو ملک لونڈی لوند کو اُن کے پاس بھیجا کہ انھین ایک جا فراہم کر کے عہد و پیمان لیوے کہ کوئی شخص کسی سے عداوت نہ کرے ملک لونڈی لوند اُنکے پاس گیا اور مقدمات صلح مین مشغول ہوا اور سب احمد خان کے مکان پر گئے اور یہ تجویز کی کہ احمد خان جو چند روز سے حسین چک کے پاس نہین گیا تھا اسے حسین چک کے مکان پر لے جاوین احمد خان نے بعد مبالغہ اور اصرار کے قبول کیا اور نصرت خان چک اور ملک لونڈی لوند کے ہمراہ حسین چک کے مکان پر گیا اور قاضی حبیب جو اعیان شہر سے تھا مع محمد ماکری اُس مقام مین حاضر ہوا اور دیوان خانہ مین مجلس

بیچ

نابینا کرنا

منعقد ہوئی اور جب رات ہوئی حسین چک نے کہا کہ ہم آج شب کو تنبورہ نوازی کرین گے جو یہان قاضی متشرع ہی تم سب کوٹھے پر چلکر محفل سرود مین شریک ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون جب یہ کوٹھے پر گئے آدمیون کو بھیجکر اُنھین قید کیا اور بعد اس کے علی خان اور خان زمان کو کہ اصلی نام اُن کا فتح خان تھا مع فوج کثیر سنکر چک کے مداقوہ کو جو راجوری کے قریب تھا بھیجا اور فتح خان عرف خان زمان نے مع لشکر ظفر پیکر جاکر اُسے شکست دی اور فتحیاب ہوکر واپس آیا اور خان زمان نے اختیار تمام پیدا کیا اور امرا کو یہ حکم ہوا کہ تم ہر روز اُس کے مکان پر جایا کرو اور ۹۷۳ھ نوسو تہتر ہجری مین امرا نے غیبت خان زمان کی حسین چک سے کی تو اُس نے لوگون کو اُس کے مکان پر جانے کی ممانعت کی اور خان زمان کشمیر سے نکل جانے کی فکر مین تھا کہ حسین ماکری نے آن کر خان زمان سے یہ بات کہی کہ تو کیون شہر سے نکلتا ہی حسین چک شکار کو گیا ہی اور مکان اُس کا خالی ہی اُس کے مکان پر جاکر اُسکے تمام اسباب اور خزانون پر متصرف ہو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا اُس نے یہ بات پسند کی اور باتفاق فتح خان چک اور لوہر وانکری اور شل اُن کے حسین چک کے مکان پر جاکر دروازہ مین آگ لگائی اور چاہا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری اور نصرت خان کو زندان سے برآوردہ کرین مسعود مانک وانکری جو جیلخانہ کا داروغہ تھا اُس نے پانی دیوان خانہ کے صحن مین اس قدر چھڑکایا کہ دلدل ہو گئی اور دولتخان نام ایک شخص مردم چک سے ترکش باندھے کھڑا تھا بہادر خان ولد خان زمان نے اُس پر حملہ کر کے تلوار کا وار کیا لیکن ترکش پر پڑا وہ محفوظ رہا پھر دولت خان نے ایک تیر لیا اس کے گھوڑے کی آنکھ مین مارا کہ گھوڑا چراغ پا ہوا اور بہادر خان اُس کی پشت سے زمین پر گرا مسعود مانک وانکری نے جاتے ہی اُس کا سر خنجر سے کاٹا اور خان زمان جو باہر کھڑا تھا بھاگا اور مسعود مانک نے اُسکا تعاقب کر کے گرفتار کیا اور حسین چک کے روبرو لے گیا اور حسین چک کے حکم کے موافق اُسے زین گڈھ مین لے جاکر ناک کان و دست و پا کاٹ کر سولی پر چڑھایا اور حسین چک نے مسعود مانک وانکری کو فرزند ارجمند کہکر ساتھ خطاب مبارز خانی کے سرفراز فرمایا اور پرگنہ بانکل کو اُس کی جاگیر مقرر کی اور ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری مین حسین چک نے احمد خان پسر غازی شاہ اور نصرت خان چک اور محمد خان ماکری کی آنکھون مین میل کھچوائی غازی شاہ یہ خبر سنکر نہایت محزون اور ملول ہوا اور اُسی کوفت مین بیمار ہو کر مر گیا اور حسین چک مدرسہ بنا کر وہان کے علما اور صلحا کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور پرگنہ زین پور اُن کی جاگیر مقرر کی اور ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین لونڈنی لونڈنے یہ خبر حسین چک کے سمع مبارک مین پہونچائی کہ مسعود مانک وانکری المخاطب بمبارز خان کہتا ہی جو حسین چک نے مجھے فرزند کہا ہی چاہیے کہ اپنے خزانہ سے مجھے بھی حصہ دیوے یہ سنتے ہی حسین چک نہایت آزردہ ہوا ایک دن مسعود مانک وانکری المخاطب بمبارز خان کے مکان پر گیا اور اصطبل مین گھوڑے سے

افراط سے دیکھکر اُس کا دل اور بھی مبارز خان سے منحرف ہوا اور اُسے محبوس کیا اور تمام مہمات ملکی نوندی
نوند کے متعلق ہوئین اور عرصہ قلیل مین وہ بھی بسبب اس جرم کے کہ اُس نے چالیس ہزار خروار دھان
سرکار سے خیانت کیے تھے قید ہوا اور علی کو بجاے اس کے منصوب ہوا اور ۹۷۱ھ نوسواکہتر ہجری مین قاضی حبیب
جو حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو مسجد جامع سے برآمد ہوکر دامن کوہ ماران مین قبرون کی زیارت کے لیے
گیا تھا یوسف نامے کہ شیعہ مذہب تھا اُس نے تلوار غلاف سے کھینچکر قاضی کے سر پر رسید کی وہ
مجروح ہوا پھر دوسرا وار کیا قاضی نے سر دست اپنا ہاتھ سپر کیا انگلیان کٹ گئین اور اختلاف
مذہب کے سوا کوئی امر اور تعصب کا درمیان مین نہ تھا مولانا کمال کہ قاضی کا داماد تھا اور سیالکوٹ
مین جاکر درس مین مشغول رہتا تھا قاضی کے ہمراہ تھا یوسف قاضی کو زخمی کرکے بھاگا اور حسین چک
نے باوصف اس کے کہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سنکر یوسف کی گرفتاری کو آدمی تعین کیے وہ
اُسے پکڑ لائے اور حسین چک نے فقہا یعنی دانشمندون کو مثل ملا یوسف اور ملا فیروز اور مانند
ان کے ایک جا کرکے فرمایا کہ جو کچھ اُس کے بارہ مین شرع کے موافق ہو فتوے جاری کرو عالمون
نے جواب دیا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا از روئے سیاست جائز ہے قاضی جو زخمی ہوا تھا اُس نے جواب دیا
کہ مین زندہ ہون اس شخص کا قتل کرنا جائز نہین ہے آخر اسے سنگسار کیا اتفاقاً اُن دنون مین ایک
جماعت کہ ساتھ اُس کے مذہب اور اعتقاد مین ایک تھی مثل میرزا مقیم اور میر یعقوب پسر بابا علی
برسم سفارت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی درگاہ سے آئے جب ہیرہ پور مین پہونچے حسین چک انکے
استقبال کو ایک خیمہ عالی ایستادہ کرکے مقیم ہوا جب سُنا کہ ایلچی قریب آئے حسین چک برآمد ہوا اور
ایلچیون کو لاکر خیمہ مین ایکجا بٹھایا اور بعد اس کے ایلچی حسین چک کے فرزند کے ہمراہ کشتی مین بیٹھکر شہر کی
طرف روانہ ہوئے اور حسین چک خشکی کے راستہ سے کشمیر مین گیا اور حسین ماگری کا مکان اُن کے نزول
کے واسطے مقرر کیا اور بعد چندروز کے میرزا مقیم کہ وہ بھی ساتھ یوسف کے ہم مذہب تھا اُس نے
حسین چک سے یہ بات کہی کہ جو تم نے یوسف کو مفتیون کے کہنے سے قتل کیا ان مفتیون کو میرے پاس
بھیجو حسین چک نے مفتیون کو اُن کے پاس بھیجا قاضی زین جو یوسف کا ہم مذہب تھا اُس نے مفتیون
سے یہ تقریر کی کہ تم نے فتوے مین غلطی کی ہے مفتیون نے جواب دیا ہم نے فتویٰ علی الاطلاق اُس کے
قتل کے واسطے نہیں دیا تھا ہم نے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا سیاست کے واسطے روا ہے
میرزا مقیم نے مفتیون کو سر دربار برا بھلا کہکر فتح خان چک کے سپرد کیا اور اُنھین بہت ایذا دی اور
حسین چک کشتی مین بیٹھکر کمراج کی سمت گیا اور فتح خان چک نے مرزا مقیم کے کہنے سے مفتیون کو مقتول
کرکے اُنکے پانون مین رسی باندھی اور لاشین اُنکی کوچہ و بازار مین پھرائین اور حسین چک نے
اپنی دختر مع تحفت دیدیا ایلچیون کے ہمراہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمتمین بھیجکر اطاعت اظہار کی

ذکر علی شاہ کی سلطنت کا

سنہ ۹۷۷ نوسو ستھتر ہجری مین خبر پہونچی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے میرزا مقیم کو مفتیون کے خونہاے ناحق کے عوض مین قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی واپس بھیجی اور حسین چک کو یہ خبر سنتے ہی اسہال دموی عارض ہوا یعنی خون کے دست آنے لگے جب تین چار ماہ اسی حال مین گذر ے اُس وقت مین حسین چک نے محمد خان اور بہت یوسف فرزند علی خان چک سے یہ بات کہی کہ تو علی خان چک کے پاس جو سوپور مین ہی جا کر مقیم ہو جب بہت یوسف علی خان چک کے پاس گیا اور لوگ بھی باری باری بھاگ کر علی خان چک کے پاس حاضر ہوئے اور حسین چک نے جب یہ خبر سُنی آدمی بھیجکر علی خان چک کو یہ پیغام دیا کہ ہم سے کیا گناہ واقع ہوا بلکہ تیرے فرزند کو بلا تعرض تیرے پاس بھیجا علی خان چک نے اس کے درجواب کہلا بھیجا کہ میری بھی کچھ تقصیر نہین ہی آدمی خود بخود بھاگ کر میرے پاس چلے آتے ہین ہرچند انھین سمجھاتا ہون فائدہ نہین بخشتا آخر علی خان چک سری نگر کی طرف متوجہ ہو کر سات کوس پر وارد ہوا الملک لوندنی لوند بھاگ کر علی خان چک کی خدمت مین حاضر ہوا اور حسین چک نے شہر سے برآمد ہو کر جلہ جاجم مین جو شہر سے ایک کوس پر ہی مع لشکر نزول کیا اور احمد اور محمد ماکری کہ اُس کے امرا کے سلک مین منتظم تھے اُسی رات کو علی خان چک کے پاس بھاگ آئے اور دولت چک کہ حسین چک کے مقربون سے تھا اُس نے اُس سے یہ بات کہی کہ جو تمام آدمی ہمارے پاس سے بھاگے جاتے ہین بہتر یہ ہی کہ اسباب شاہی جس کے واسطے نزاع ہی علیخان چک کے پاس کہ تمھارا بھائی ہی خبر نہین ہی بھیج دو حسین چک نے چتر اور قسطاس اور تمام جلوس شاہی یوسف کے ہاتھ علی خان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ گناہ میرا یہ ہی کہ بیمار ہون نہین مین خود اس اسباب کے ہمراہ آتا پھر علی خان چک حسین چک کے مکان پر عیادت کو آیا پھر دونون بھائی بغلگیر ہو کر گریۂ وزاری کرنے لگے پھر حسین چک نے شہر علی خان چک کے سپرد کر کے زین پور مین آن کر اقامت کی اور علی خان چک علی شاہ ملقب ہوا اور امر شاہی ساتھ اس کے رجوع ہوئے اور دو کہہ کہ وکیل حسین چک کا تھا معتمد علیہ ووکیل السلطنہ ہوا اور حسین چک کا پیمانۂ حیات آب بقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے ٹوٹا اور علی شاہ نے اُس کے جنازہ کے ہمراہ جا کر اُسے حیران بازار کے قریب دفن کیا اور انھین دنون مین شاہ عارف درویش جو اپنے تئین شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کی اولاد سے شمار کرتا تھا اور شیعہ مذہب تھا بلباس فقرا اور ارباب تصوف لاہور سے حسین قلی خان ترکمان حاکم پنجاب کے پاس سے برآمد ہو کر کشمیر مین آیا والی کشمیر علی شاہ کہ شیعہ مذہب تھا اس بزرگوار کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور شرائط تعظیم وتکریم کے بعد اعتقاد اور ارادت کے اظہار کے

واسطے اپنی دختر اُس کے عقد ازدواج مین لیا اور اُسکو مہدی آخرالزمان سمجھکر معتقد ہوا اور علی چک اور نوروز چک اور ابراہیم چک یعنی غازی شاہ کے فرزندون نے کہ تمام رافضی تھے اُس سے اس قدر اعتقاد بہم پہونچایا کہ سجدہ کرتے تھے اور آخر کو اُسے ہر امور کے لائق جانکر قرار دیا کہ اُسے سریر شاہی پر بٹھادین جب یہ خبر علی شاہ کے کان مین پہونچی اُس سے نہایت رنجیدہ ہوکر ایذا رسانی کے درپے ہوا اور شاہ عارف کہ کیمیاگری اور تسخیر جن مین مشہور تھا اس مضمون کو دریافت کرکے یہ مشہور کیا کہ مین نہان نہ رہون گا ایک دن مین بزور علم تسخیر لاہور کی طرف یا اور ولایت کی سمت جاؤن گا اس کے بعد پوشیدہ ہوا تو لوگ اعتقاد کرین کہ غیبت کی ہے لیکن تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفی ملاحون کو دے کر کشتی مین سوار ہوکر بارہ مولہ مین پہونچکر پہاڑ پر بر آمد ہوا علی شاہ نے آدمی اُس کی گرفتاری کو بھیجے اور وہان سے طلب کرکے حوالات مین سپرد کیا اور جب دوبارہ بھاگا لوگ کوہ ستر سلیمان سے پھر گرفتار کرلائے اس مرتبہ علی شاہ نے ہزار اشرفی اپنی دختر کے مہر کے عوض اُس سے لے کر طلاق لی اور اس کے خواجہ سرا کو بھی جدا کرلیا اور چند روز قید کرکے تبت کی طرف رخصت کیا اور علی رائے والی تبت جو آل عبا کی محبت کا دم مارتا تھا عارف شاہ درویش کے استقبال کو روانہ ہوا اور اُس کے قدوم میمنت لزوم کو موہبت عظمے تصور کرکے اس کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور عارف شاہ کو اپنے ملک مین متوطن کرکے باارادت تمام اپنی بیٹی کو جسے نہایت عزیز اور شریف جانتا تھا اُس کے عقد نکاح مین دلایا اور شاہ عارف چند روز وہان رہے بعد اس کے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حسب الطلب ارادہ سفر ہندوستان کرکے دارالخلافت آگرہ مین پہونچے ہی دار بقا کی طرف کوچ کیا اور ۹۷۹ھ نوسو اُناسی ہجری مین علی چک ولد نوروز چک علی شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا کہ دوکہہ نے میری جاگیر مین آن کر خلل ڈالا ہے اگر سرکار اسکا تدارک کرکے ممانعت نفرماوینگی مین اپنے گھوڑون کے شکم پھاڑ ڈالون گا علی شاہ یہ سنکر سمجھا کہ مقصود اس کا میرے شکم پھاڑنے سے ہے اس سبب سے آتش غضب اُس کے دماغ مین شعلہ زن ہوئی اُسے قید کرکے ولایت کمراج مین بھیجا اور وہ وہان سے بھاگ کر حسین قلی خان حاکم پنجاب کے پاس گیا اور جب ملاقات کے وقت حسین قلی خان تواضع متعارفہ بجانہ لایا تو لاہور سے نکلکر پھر ولایت کشمیر مین آیا اور علی شاہ نے اُسے پھر گرفتار کرکے مقید کیا اور بعد چند روز کے پھر قیدخانہ سے بھاگا اور نوشہرہ مین داخل ہوا علی شاہ نے لشکر اُس کے سر پر بھیجکر پھر دستگیر کیا اور ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین علی شاہ نے کشتوار پر جس کو کشتوار بھی کہتے ہین لشکرکشی کی اور وہان کے حاکم سے اپنے پوتے یعقوب کے لیے دختر لے کر معاودت فرمائی اور راندون مین ملا عشقی اور قاضی صدرالدین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار سے برسم رسالت آکے علی شاہ نے ۱۲۰

اپنے بھتیجے کی بیٹی شہزادہ کامگار سلطان سلیم کی خدمت کے واسطے ملا عشقی اور قاضی صدرالدین کی صحابت سے مع تحفت اور ہدایا بطور پیشکش ارسال کی اور خطبہ اور سکہ ولایت کشمیر کا محمد اکبر بادشاہ کے نام جاری کیا اور اس عرصہ مین یوسف فرزند علی شاہ نے محمد بہت کے اغواسے ابراہیم خان ولد غازیخان کو بے اجازت باپ کے مقتول کیا اور باپ کے خوف سے محمد بہت کے ہمراہ بھاگ کر بارمولہ مین گیا اور علی شاہ اس کی اس حرکت خلاف وضع سے نہایت آزردہ اور اُسکے تدارک کی فکر مین ہوا لوگون نے یوسف کی عفو تقصیر کی درخواست کر کے اُسے طلب کیا اور محمد بہت کو جو اس فساد کا باعث تھا قید کیا اور ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین عالیشاہ لشکر کشتوار کہ اُسے کشتوار بھی کہتے ہین لیگیا اور اُس مقام کے حاکم کی لڑکی اپنے پوتے یعقوب کے لیے لیکر صلح کی اور واپس شہر آیا اور ۹۸۳ھ نوسو تراسی ہجری مین علی شاہ جمال نگری کی سیر کے واسطے مع اہل وعیال روانہ ہوا اور حیدر خان نام پسر محمد شاہ اولاد شاہ زین العابدین سے جو گجرات مین رہتا تھا جس وقت کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گجرات کو لیا اُس کے ہمراہ رکاب ہندوستان کی طرف آیا اور وہان سے نوشہرہ پہونچا اور اُس کا چچیرا بھائی سلیم خان جو وہان رہتا تھا مع جماعت اپنی اس سے ملحق ہوا علی شاہ نے ایک جماعت کشمیر اور غضنفر لوہر چک کے ہمراہ بھیجی اور محمد خان چک نے جو راجوری مین رہتا تھا لوہر چک کی سرداری سے حسد کر کے اُسے قید کیا اور اُس کے لشکر کو لے کر حیدر خان کے پاس نوشہرہ مین آیا اور ریاست کہی کہ اسلام خان کو کہ مرد مردانہ ہی میرے ہمراہ بھیجو تو جا کر ولایت کشمیر کو تمھارے واسطے فتح کرون حیدر خان اُس کی بات سے مغرہ ہوا اسلام خان کو اُس کے ہمراہ بھیجا جب موضع حکیم مین وارد ہوا صبح کے وقت محمد خان چک اسلام خان کو بہ عذر قتل کر کے سیدھا علی شاہ کے پاس گیا اور مورد الطاف ہوا اور علی ماکری اور داؤد گدار وغیرہ جنھون نے حیدر خان کی دولتخواہی کا ارادہ کیا تھا محبوس ہوئے اور ۹۸۴ھ نوسو چوراسی ہجری مین کشمیر مین قحط عظیم پڑا اکثر آدمی بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئے اور ۹۸۵ھ نوسو پچاسی ہجری مین علی شاہ نے مسجد پر بر آمد ہو کر علماء اور صلحا سے صحبت کی اور کتاب مشکوۃ شریف اُس مجلس مین لا کر اُس حدیث کے موافق جو فضائل توبہ مین وارد ہی توبہ کر کے غسل کیا اور نماز پنجگانہ اور تلاوت قرآن مین مشغول ہوا اور بعد فراغ چوگان بازی کے واسطے سوار ہو کر بمیدان عیدگاہ چوگان بازی مین مصروف ہوا ناگاہ حنہ زین کا اس زور سے اُسکے شکم پر لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا

ذکر یوسف شاہ کی سلطنت کا

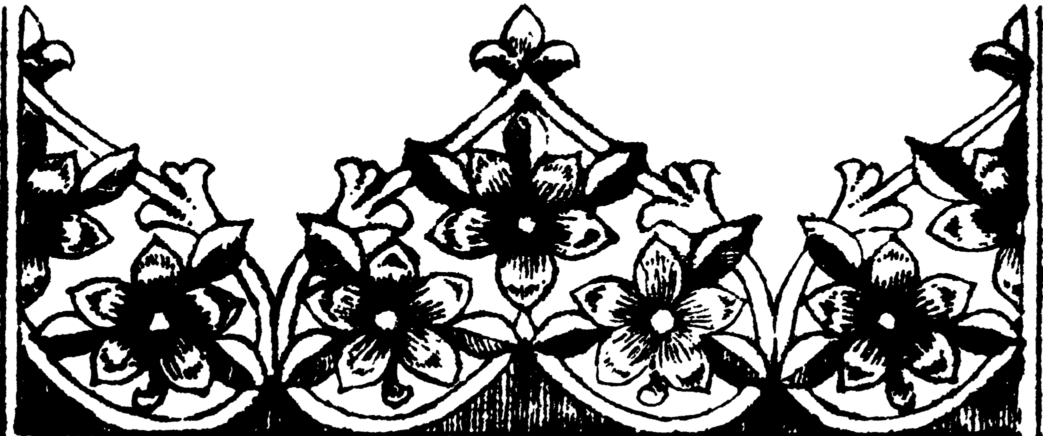
جب علی شاہ فوت ہوا اُس کا بھائی ابدال خان چک اپنے بھتیجے یوسف خان کے خوف سے اُسکے

جنازہ پر حاضر نہ ہوا یوسف نے سید مبارک خان اور بابا خلیل کو ابدال خان چک کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر آپ نے بھائی کو دفن کرین اور اگر مجھکو یہ شاہی منظور فرما دین غیما والا تم حکومت کر دین تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری مین حاضر رہونگا جب اُنھون نے یہ پیغام یوسف کا ابدال چک کو پہونچایا اُس نے جواب دیا کہ مین تمھارے کہنے سے اُس کی خدمت مین حاضر ہوکر ٹیکا خدمت کا کمر جان پر باندھتا ہون اگر وہ مجھے کسی طور کی مضرت پہونچا دے گا اُس کا وبال تمھاری گردن پر ہوگا سید مبارک خان جو ابدال خان چک سے عداوت رکھتا تھا بولا کہ مین یوسف کے پاس جاکر اُس سے عہد و پیمان لیتا ہون یہ کہکر اُس کی مجلس سے برخاست کرکے یوسف شاہ کے پاس گیا اور نفسانیت سے یہ بات کہی کہ وہ میرے کہنے سے نہین آتا تم پہلے اس کی تدبیر کرو بعد اس کے علی شاہ کو دفن کرنا یوسف شاہ خود سوار ہوکر اُس کے سر پر گیا اور ابدال خان چک اُس سے مقابلہ کرکے مارا گیا اور سید مبارک خان کا فرزند جلال خان بھی اس معرکہ مین قتل ہوا دوسرے دن علی شاہ شیعون کے طریق مین دفن ہوا اور یوسف شاہ نے بجاے اُس کے سریر حکومت پر جلوس کیا اور بعد دو ماہ کے سید مبارک خان اور علی خان چک نے بقصد فتنہ و فساد دریا سے عبور کیا اور یوسف شاہ باتفاق محمد ماکری روانہ ہوا اور محمد ماکری کہ ہراول اُس کا تھا سبقت کرکے مع ساٹھ مرد اہل نبرد مخالفون کے مقابلہ مین گیا اور قتل ہوا اور یوسف شاہ امان خواہ عطف عنان کرکے ہیرہ پور مین آیا اور سید مبارک خان یہ خبر سنکر لشکر کو آراستہ کرکے بہ نیت جنگ برآمد ہوا اور یوسف شاہ نے تاب مقاومت نہ لاکر موضع پرتھالی کے جنگل مین پناہ لی اور سید مبارک خان اُس کا پیچھا کرکے جنگ مین مصروف ہوا یوسف شاہ بھاگ کر پہاڑون پر جو اس اطراف مین واقع تھے در آیا اور سید مبارک خان مظفر اور منصور ہوکر کشمیر مین داخل ہوا اور علی خان چک پسر نوروز چک کو کسی تقریب سے بلاکر قید کیا اور گوہر چک اور حیدر چک اور ہستی چک اُس کے خوف سے ہراسان ہوکر پہلی مرتبہ اُس کے پاس حاضر نہوئے اور آخر کو باباخلیل اور سید برخوردار اُن کے پاس جاکر عہد و پیمان کی شرط بجالائے اور جملہ چک سید مبارک خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بقدر خصت حاصل کرکے اپنے مکانون پر گئے اور رستہ مین یہ تجویز کی کہ ہم یوسف شاہ کو طلب کرکے اپنا شاہ کرین چنانچہ ایک قاصد جلد یوسف شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے عمل سے پشیمان ہوئے اب ہم نے تیری شاہی قبول کی سید مبارک خان یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور اُس نے یہ تجویز کی کہ مین بھی اپنے بیٹون اور غلامون کو لیکر یوسف شاہ کے پاس حاضر ہون یہ نیت کرکے علی خان چک ولد نوروز چک کو جو قید مین تھا ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور دولت چک کہ اُس کے امرا سے تھا جب اُسکے پاس سے بھاگا اُس نے مضطرب ہوکر علی خان چک کو قید سے رہا کیا اور خود جریدہ باباخلیل کی خانقاہ مین داخل ہوا حیدر چک نے علی خان چک سے پیغام کیا کہ یہ تمام کوشش اور جستجو تمھاری رہائی کے واسطے اور یوسف چک

ولد علی خان چک نے اپنے باپ سے یہ بات کہی کہ حیدر چک غدر کے درپے ہے علی خان نے اُس کے کہنے پر
عمل نہ کیا حیدر چک کے پاس جا کر اُس کے ہمراہ ہوا لوہر چک اور متعلق اُس کے سب ایک جا موجود
تھے جب علی خان چک کو دیکھا پکڑ کر قید کیا بعد اُسکے سب نے یہ تجویز کی کہ لوہر چک کو شاہ بنا دین
اس مابین مین یوسف شاہ کالپور کی طرف پہونچا اور یہ خبر سُنی کہ کشمیریون نے لوہر چک کی شاہی قبول کی اور وہان
سے موضع ذاہل مین آنکر اپنے تمام آدمیون کو ہمراہ لیا اور جموں کے راستہ سے سید یوسف خان مشہدی کے
پاس جو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے امرائے کبار سے تھا استمداد کے واسطے لاہور مین آیا اور باتفاق اُسکے اور
راجہ مان سنگھ کے فتح پور سیکری مین آکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ نے جو ہمیشہ سے تسخیر کشمیر کی فکر مین تھا فرصت پاکر یوسف شاہ کی امداد کے بہانہ راجہ مان سنگھ
اور سید یوسف خان مشہدی کو کشمیر کی طرف روانہ کیا اور وہ دونون یوسف خان کے باتفاق ۹۸۰ھ نو سو اسی
ہجری مین فتح پور سے کشمیر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس وقت مین لوہر چک کشمیر کی حکومت پر متمکن ہو گیا تھا
یوسف شاہ نے اپنے فرزند یعقوب کو پیشتر بہ تعجیل تمام کشمیر کی سمت روانہ کیا تو وہان جا کر لوگون کو موافق
کرکے لوہر چک کی شاہی مین خلل ڈالے اور جب یوسف شاہ اپنی ذات خاص سے سیالکوٹ مین پہونچا
سید یوسف خان مشہدی اور راجہ مان سنگھ کی کمک کا مقید نہو کر راجوری کی طرف گیا اور اُس مقام پر
متصرف ہو کر منزل ٹھٹھہ مین پہونچا اور لوہر چک نے اُس وقت یوسف کشمیری کو یوسف شاہ کے
مقابلہ کو بھیجا یوسف کشمیری مع فوج برآمد ہو کر یوسف شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا یوسف شاہ
قوی پشت ہو کر جھوپل کے راستہ سے کہ وہ نہایت دشوار گذار ہے بطریق تاخت قلعہ سون پور مین
آیا لوہر چک حیدر چک اور شمس چک اور ہستی چک کے باتفاق یوسف شاہ کے مقابل آن کر
آب بہت کے کنارہ وارد ہوا اور چند روز کے بعد جنگ شدید وقوع مین آئی اور یوسف شاہ
فتحیاب ہوا اور بعد فتح کے سری نگر کی طرف متوجہ ہو کر کشمیر مین داخل ہوا اور لوہر چک
نے قاضی موسےٰ اور محمد سعادت بہت کے ذریعہ سے آنکر یوسف شاہ سے ملاقات کی پہلی
ملاقات تو اچھی گزری آخر کو قید ہوا اور باغیون سے بھی ایک جماعت کثیر مقید ہوئی جب یوسف شاہ
مہمات شاہی سے مطمئن ہوا ولایت کشمیر تقسیم کی یعنے شمس چک ولد دولت چک اور یعقوب اپنے
فرزند اور یوسف کشمیری کو جاگیرین خوب دین اور باقی خالصہ کے واسطے مقرر کیا اور بعضے امرا کے
کہنے سننے سے لوہر چک کی آنکھون مین میل کھینچی اور ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری مین یوسف شاہ نے
شمس چک اور علی شیر چک اور محمد سعادت بہت کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ لوگ باغی ہین مجلس مین
قید کیا اور حبیب خان چک خوف سے موضع کھیتر کی طرف چلا گیا اور یوسف چک ولد علی خان چک جو یوسف شاہ
کی قید مین تھا مع چار دن بھائیون کے زندان سے برآمد ہو کر حبیب خان چک کے پاس موضع مذکور

مین جاکر ملحق ہوئے اور وہان سے تبت کے راجہ کے پاس کہ جس کا نام رو علی تھا جاکر اُس سے کمک لی اور یوسف شاہ کے مقابلہ کو صدود کشمیر مین پہونچے اور بسبب اختلاف کے کہ درمیان اُن کے واقع ہوا کچھ نہ بن پڑا ایک دوسرے سے جدا ہوا اور سپاہی یوسف شاہی یوسف ولد علی خان چک اور محمد خان کو پکڑ لائے اور اُن کے کان اور ناک کاٹے اور حبیب خان چک شہر مین پوشیدہ ہوا اور ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے کابل سے مراجعت فرما کر جلال آباد مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور میرزا طاہر خویش میرزا سید خان شہیدی اور محمد صالح عاقل کو برسم ایلچی گری کشمیر مین بھیجا اور جب یہ بارہ مولہ مین پہونچے یوسف شاہ استقبال کے واسطے روانہ ہوا اور فرمان کو بوسہ دے کر سر پر رکھکر تسلیمات بجا لایا اور ایلچیون کو اپنے ساتھ لیکر شہر مین داخل ہوا اور اپنے فرزند حیدر خان اور شیخ یعقوب کشمیری کو باتحف وہدایائے بسیار محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت مین روانہ کیا حیدر خان ایک سال بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہا اس کے بعد باتفاق شیخ یعقوب کشمیری کے نقد رخصت کشمیر حاصل کی اور ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین یوسف شاہ لار کی سیر کو راہی ہوا اور شمس چک مع زنجیر قیدخانہ سے بھاگ کر کشتوار مین گیا اور وہان حیدر چک سے پیوستہ ہوا یوسف شاہ نے یہ خبر سنتے ہی اُن پر چڑھائی کی وہ متفرق ہو کر بھاگے اور یوسف شاہ نے مظفر اور منصور ہو کر سری نگر کی طرف معاودت کی اور ۹۹۰ نوسو نوے ہجری مین حیدر چک اور شمس چک کشتوار سے بقصد جنگ کشمیر کی طرف متوجہ ہوے یوسف شاہ اُن کے مقابلہ کے واسطے بر آمد ہوا اور اپنے بیٹے یعقوب کو ہراول کیا اور بعد جنگ فتحیاب ہو کر سری نگر مین مراجعت کی اور راے کشتوار کے وسیلہ سے شمس چک کی خطا معاف کر کے اُس کے واسطے جاگیر مقرر کی حیدر چک وہان سے بر آمد ہو کر راجہ مان سنگھ کے پاس گیا اور ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری مین یعقوب ولد یوسف شاہ اظہار اطاعت اور اخلاص کے واسطے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا اور جب آن حضرت فتح پور سے لاہور مین پہونچے یعقوب نے اپنے باپ یوسف شاہ کو لکھا کہ بادشاہ کا قصد کشمیر مین آنے کا ہے یوسف شاہ نے استقبال کی تیاری کی لیکن اُنھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ حکیم علی گیلانی برسم رسالت بادشاہ سے رخصت لیکر ٹھٹہ مین پہونچا ہی یوسف شاہ ٹھٹہ کی طرف روانہ ہوا اور خلعت شاہی زیب بدن کر کے ارادہ صمم کیا کہ درگاہ کی طرف متوجہ ہو کر بادشاہ کو دیکھون اس درمیان مین بابا خلیل اور بابا مہدی اور شمس دونی نے متفق ہو کر یوسف شاہ سے یہ بات کہی کہ اگر اکبر بادشاہ کے پاس جاؤ گے ہم تجھے قتل کر کے تیرے فرزند یعقوب کو جو اسی عرصہ مین لاہور سے کشمیر مین آیا ہی سریر شاہی پر متمکن کرینگے اُس نے اس خوف سے اپنی عزیمت کو تعویق مین ڈالکر بادشاہ کے ایلچیون کو رخصت کیا لیکن جو محمد اکبر بادشاہ کشمیر کی تسخیر مین بجد تھا اس امر کا بہانہ کر کے شاہرخ میرزا اور شاہ قلی خان اور

راجہ بھگوانداس کو کشمیر کی تسخیر پر مقرر فرمایا اور یوسف شاہ نے کشمیر سے برآمد ہو کر بارہ مولہ میں لشکرگاہ کیا اور جب خبر پہونچی کہ عساکر منصورہ پھولباس سرحد کشمیر تک آگئے ہیں سد راہ ہو کر اُس کی آمد کا رستہ بند کیا اور اُس کے چند عرصہ کے بعد جب موسم برف ریزی اور سرما کا پہونچا راہ مسدود ہوئی پیغام صلح درمیان میں آیا یوسف شاہ نے اپنے فرزند کو بجاے اپنے نصب کر کے اور عہد و پیمان لیکر راجہ بھگوانداس سے ملاقات کی اور خراج سالانہ معین اور قبول کر کے صلح کی اور امراے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اسے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں لے گئے لیکن بادشاہ کو صلح پسند نہ آئی محمد قاسم میر بحر کو مع امرا سنہ ۹۹۵ ہجری میں بہ تہیہ جنگ رخصت فرمایا اور یعقوب شاہ کہ تخت کشمیر پر جلوہ گر تھا راستوں کو مسدود کر کے شاہ دہلی کی فوج کے مقابل فردکش ہوا سردار کشمیر کے جو فساد پر آمادہ ہو کر شاہ کشمیر کی اطاعت سے منحرف تھے اُس وقت میں یعقوب شاہ سے رنجیدہ ہو کر محمد قاسم خان کے شریک ہوے اور بعضوں نے شہر سری نگر میں نشان مخالفت کا بلند کیا یعقوب شاہ گھر کی آتش فساد کی تسکین واجب و لازم جانکر لشکرگاہ سے پلٹ آیا اور فوج اکبر شاہی میدان صاف دیکھکر کشمیر میں داخل ہوئی یعقوب شاہ پہاڑوں پر بھاگ گیا اور محمد قاسم خان میر بحر شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور کشمیر کے پرگنوں پر عامل مقرر کیے اور یعقوب شاہ چند عرصہ کے بعد جمعیت بہم پہونچا کر محمد قاسم خان میر بحر سے ہم مصاف ہوا اور باوجود اسکے کہ مغل بہت مارے گئے اُس پر بھی یعقوب شاہ شکست پاکر منہزم ہوا اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد جمعیت کر کے سری نگر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد قاسم خان میر بحر اس مرتبہ طاقت مقابلہ کی نہ لاکر قلعہ ارک میں قلعہ بند ہوا اور عرضداشت لکھکر شاہ دہلی سے مدد طلب کی بادشاہ نے سید یوسف خان مشہدی کو حاکم کشمیر کر کے محمد قاسم خان میر بحر کو حضور میں طلب کیا اور سید یوسف خان مشہدی جب کشمیر میں پہونچا تو یعقوب شاہ محمد قاسم خان کے محاصرہ سے دستکش ہو کر پہاڑوں میں در آیا اور یوسف خان مشہدی نے دو برس اُس کا پیچھا کیا اور جس طور سے ممکن ہوا اُسے دلاسا کر کے بادشاہ کی ملازمت میں بھیجا الغرض یوسف شاہ اور یعقوب شاہ دونوں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے سلک امرا میں منتظم ہوئے اور ولایت بہار جاگیر پائی اس تاریخ سے کشمیر کی بادشاہی شاہان دہلی کے قبضۂ اقتدار میں آئی اور قبل اس سے مدت ہزار سال تک خطۂ کشمیر کسی ہند کے بادشاہ نے مسخر و مفتوح نہ کیا تھا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالۂ گیارھوان بیان احوال حکام ملیبار مین کہ بصفت اسلام متصف ہوئے اور اس ملک مین اسلام ظاہر ہونے کی عجیب کیفیت کا بیان

واقفان احوال پر واضح و لائح ہو کہ واقعات ملوک ملیبار کسی تواریخ سے میری نظر مین نہین گذرے اسواسطے مؤلف کتاب محمد قاسم فرشتہ کوائف مندرجہ رسالہ تحفۃ المجاہدین پر اکتفا کرکے گذارش پرداز ہی کہ ملیبار ایک مملکت ممالک ہندوستان سے دکن کی طرف واقع ہی اور نشیب قرب جوار پیش از وا قعہ قتل رام راج ہمیشہ ملیبار کے والی حکام بیجانگر اور کرناٹک کے مطیع اور فرمان بردار ہو کر تحف و نفائس بھیجکر اپنی مملکت کی محافظت کرتے تھے اور ظہور اسلام سے پیشتر اور بعد ظہور اسلام یہود اور نصاریٰ کے گروہ برسم تجارت دریا کے راستہ سے اس ملک مین آمد وشد کرتے تھے اور آخر کو ملیباریون اور اُنکے درمیان مین منافع دنیوی کے سبب الفت بہم پہونچی اور بعضے سوداگران یہود و نصاریٰ نے ولایت ملیبار کے شہرون مین سکونت اختیار کرکے کوٹھیان اور دکانین تیار کین اور یہ آئین طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے زمانہ تک مروج رہا جب تاریخ ہجری دوسو سال سے متجاوز ہوئی ایک جماعت اہل اسلام عرب وعجم کے لباس فقر و درویشی مین بنادر عرب سے کشتی پر سوار ہو کر حضرت بابا آدم کے قدمگاہ کی زیارت کی عزیمت سے سراندیپ کی طرف کہ جس کو لنکا کہتے ہین متوجہ ہوئی اور بحسب اتفاق وہ کشتی ہواے مخالف سے ملیبار کی طرف جا پڑی اہل کشتی شہر گدنکلور مین وارد ہوئے اور وہان کا حاکم مسمی ساموری تھا اور وہ زیور عقل و

دانش سے آراستہ اور اخلاق ستودہ سے پیراستہ تھا اُنکی صحبت سے مشرف ہوا اور ادھر اُدھر کا تذکرہ
کرکے اُن کے مذہب اور ملت سے سوال کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ اہل اسلام اور ہمارے
پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام ہین سامری نے جواب دیا جن نے گروہ یہود اور نصارا
اور ہنود سے جو تمھارے دین کے مخالف اور جہان کے سیاح ہین اُن کی زبانی سنا ہی کہ یہ دین بلاد
عرب و عجم و ترک مین مروج ہی لیکن مجھے مسلمانون کی صحبت میسر نہوئی اب امیدوار ہون کہ آپ
سید الانبیا کے کچھ حالات صدق آیات اور معجزات باہرات بیان فرمائین ایک اُن فقرا مین سے
جو علم و صلاح کی صفت سے موصوف تھا اُس نے آغاز کلام کرکے اس قدر حالات اور معجزات آنحضرت
کے بیان فرمائے کہ سامری کے دل مین حضرت رسالت پناہ کی محبت جوش زن ہوئی اور جب اُس نے
معجزہ شق القمر کا سُنا بولا اے قوم یہ معجزہ بہت قوی ہے اگر حق اور صدق ہے اور سحر نہ تھا
تو جمیع بلاد قریب و بعید کے آدمیون نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا ہوگا اور ہمارے ملک کا یہ دستور ہی کہ
جس وقت کوئی قضیۂ بزرگ واقع ہوتا ہی ارباب قلم اُسے دفترون مین قلم بند کرتے ہین اور ہمارے
باپ اور دادا کا دفتر موجود ہی اُسے دیکھکر تمھارے زر صدق کو محک امتحان پر جانچتا ہون پھر اہل دفتر
کو بلاکر فرمایا کہ تم اس زمانہ کا (یعنی یہ معجزہ جس زمانہ مین واقع ہوا تھا) کھولکر شق القمر کا حال
دیکھو جب وہ دیکھا گیا اُس مقام مین لکھا تھا کہ فلان تاریخ مین دیکھا گیا کہ چاند دو ٹکڑے ہوکر
پھر پیوستہ ہوا یہ سنتے ہی حقیقت دین محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سامری پر ظاہر ہوئی
اور نور ایمان اُس کے چہرہ پر چمکا اور صدق دل سے کلمۂ طیبۂ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم زبان پر جاری کیا اور باعتقاد تمام مسلمان ہوا جو اپنے قوم کے رئیسون سے ڈرتا تھا
اُس کو مخفی رکھا اور مسلمانون کو بھی اُس کے اظہار سے ممانعت کی اور مسلمانون سے بانعام و احسان فراوان
پیش آیا اور اُن سے التماس کی کہ آپ حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام کے قدمگاہ کی زیارت کرکے
پھر اس طرف رونق افزا ہوجیے گا فقرا باصفا رخصت ہوکر سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے اور
عرصۂ قلیل مین اُس کی التماس کے موافق بلدۂ کدنکلور مین معاودت کی اور سامری اُن کی تشریف آوری
سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور ہلازم سفر
مکہ و مدینہ ہوا لیکن جو علانیہ حج کا مرتکب نہو سکتا تھا لہذا اس مقدمہ مین یہ تدبیر اندیشہ کی یعنی
مسلمانون کو زر و مال فراوان دے کر یہ حکم دیا کہ تم پہلے اپنے جہاز کے استحکام مین کوشش کرو
اور بعدہ آب و طعام اور مایحتاج ضروری کثرت سے اُس پر بار کرکے جمیع لوازم سفر دریا خوب ترین
وجہ سے اہتمام کرو جب یہ سامان درست ہوچکا اُس وقت ارکان دولت اور سرداران قبیلہ کو اپنے
پاس بلاکر یہ بات کہی کہ مجھے عبادت آلہی کا شوق غالب ہوا ہی چاہتا ہون کہ خلائق کی صحبت سے چند روز

خلوت مین بیٹھکر اپنے خالق کی یاد مین بسر کرون اور ان دنون مین تم میری ملاقات سے متعذر رہوگے
اور ایک دستور العمل اپنے خط خاص سے لکھکر تمھین سپرد کرتا ہون تم جمیع مہمات شاہی کو موافق اُسکے
انجام دینا میرے پاس عرض مکرر کے محتاج نہ رہنا القصہ بعد گفتگوے دراز سبھون نے عہد و پیمان
کرکے یہ اقرار کیا کہ ہم آپ کے فرمان سے تجاوز نکرینگے پھر ساموری نے بخط ملیباری ایک
دستور العمل لکھکر جمیع ممالک ملیبار کے امرا اور معتمدین پر تقسیم کیے اور یہ فرمایا کہ اس دستور العمل پر
بطناً بعد بطنٍ کاربند ہونا اور ایک دوسرے کی ولایت کی طمع نہ کرنا اور اگر حکام کے درمیان مین
کسی طرح کی خصومت بہم پہونچے انتقام کے واسطے ایک دوسرے کی ولایت پر تاخت نہ کرنا اور لشکر
اور اعوان کی خونریزی نہ ہو اور ولایت مین تصرف بیجا نکرنا اور شاہ کے قتل کرنے بلکہ مقتول ہونے
سے پرحذر رہنا اور اگر احیاناً کسی معرکہ مین شاہ قتل ہووے اور اُس کا لشکر ہجوم کرے اُس دشمن
کو مع جمیع افواج قتل کرو اور جب تک اُس کی سلطنت کو خراب اور برباد نکرلو آرام نلو غرضکہ ہنگام
تحریر اُس کتاب سے اس تاریخ تک کہ سنہ ۱۰۱۵ ایک ہزار پندرہ ہجری مین ملیباری بادشاہ کے
مقتول ہونے سے بہت ڈرتے ہین اور باوجود قدرت کے ممالک غنیم پر متصرف نہین ہوتے ہین
یہ قاعدہ مخصوص اُس ملک کا ہے اور منقول ہے کہ جب ساموری نے تمام ممالک تقسیم کی ایک امیر کہ
غائب تھا حاضر ہوا ساموری نے متفکر ہو کر اپنی تلوار اُسے عنایت کی اور یہ فرمایا کہ اس شمشیر کے زور سے
جسقدر ولایت خارج ملیبار تو فتح کرے اُسکا تو مالک و مختار ہے اور تیری اولاد بھی اُسی پر اکتفا کرے اور
بعد میرے تیرا اور تیری اولاد کا ساموری نام رکھین غرض ساموری نے بعد فراغ وصیت لوگون سے یہ بات
کہی کہ مین فلان مقام مین عبادت کے واسطے قیام کرتا ہون لازم کہ ایک ہفتہ تک کوئی شخص میرے پاس
آمد و شد نہ کرے اور رات کے وقت مسلمانون کے ہمراہ کہ سرگروہ اُن کا مالک بن حبیب تھا جہاز پر سوار ہو کر
مکہ کی طرف روانہ ہوا اور کفار ملیبار ایک ہفتہ کے بعد خانہ معہود مین آئے جب ساموری کو نہ دیکھا سب متفق اللفظ
والمعنی ہو کر بولے کہ ساموری نے آسمان پر عروج کیا ہے اور پھر نزول کریگا اس سبب سے کفار ملیبار ایک
شب کو جس رات وہ غائب ہوا تھا ساموری کے موضع غیبت مین جشن کرتے ہین اور ایک ظرف مین پانی
اور ایک جوڑی کھڑاؤن کی وہان رکھتے ہین کہ اگر ساموری آسمان سے اُترے اُسکے واسطے پانی اور کھڑاؤن
کی جوڑی حاضر رہے اور ساموری باشنلے غبور جب بندر قندریہ مین پہونچا ایک شبانہ روز وہان قیام
کیا اُسکے بعد مسافت کرکے بندر شحر مین پہونچا ناگاہ مرض الموت مین مبتلا ہو کر صاحب فراش ہوا
اس صورت مین مالک بن حبیب اور تمام رفقاے جہاز کو حاضر کرکے فرمایا کہ تمام خواہش اور ارادہ
ہمارا یہ ہے کہ دین نبوی ملیبار مین رونق اور رواج پیدا کرے شرط رفاقت اور مروت اس امر کی مقتضی ہے
کہ جمعیت اسلام منظور رکھکر سفر دریا کی مشقت اپنے اوپر گوارا کرو تم اور باقی مسلمان برسم تجارت

عبور کر کے اُس ملک مین جاؤ اور کسی تدبیر سے اُس حدود مین مکان رہنے کو تیار کرو اُسکے بعد باہستگی تمام وہان کے باشندے دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر راغب ہو کر حلقہ اسلام مین لاوینگے اُنھون نے سامری کو دعاے خیر دے کر یہ بات کہی کہ ہم تیرے بغیر اس ملک مین نجا سکینگے کسواسطے کہ کفار ملیبار اور یہود ونصارے ہمارے دین کے دشمن ہین اور نہایت عداوت رکھتے ہین کسیطور ہمارے آنے کے روادار نہونگے کہ ہم اُس ولایت مین قدم رکھین تو وطن اختیار کرنا امر دشوار ہے سامری نے سر گریبان تفکر مین جھکایا پھر ایک فرمان اپنے ہاتھ سے امرا اور اقربا کے نام اِس مضمون کا لکھا کہ یہ نوشتہ ہے سامری کی طرف سے کہ جسنے معبود انس وجان اور خالق زمین وآسمان کے حکم سے تمھاری جدائی اختیار کی ہے لیکن عنقریب تمھین میری ملاقات خوب ترین وجہ سے روزی ہوگی چاہیے کہ تم ہمیشہ مجھے حاضر جانکر دستور العمل سے تجاوز جائز نرکھو اور دونون جہان کی بہتری اور خوبی اسی پر منحصر جانو اور اس وقت مین سالک طریق سداد مالک بن حبیب اور ایک گروہ خدا پرستون سے فلان فلان آدمی کہ سلیم النفس اور نیک اندیش اور نیک اعتقاد ہین اور اُن سے شرارت اور بدنفسی متصور نہین ہے برسم سیر وتجارت اس حدود مین متوجہ ہوتے ہین اُن کے حالات مین نے بخوبی دریافت کر کے اُنکی سفارش واجب جانکر تحریر کی لازم کہ تم لوگ اُس گروہ حق پژوہ کے قدوم خیر لزوم کو نعمت عظمی شمار کر کے بہ تعظیم وتکریم پیش آؤ اور شرائط مہمانداری بجالا کر جمیع امور مین اُنکی اعانت اور امداد کہ سعادت دارین اسی مین ہے مدنظر رکھو اور اُنکو اور گروہ سے جو اس مین کاروبار کرتے ہین ممتاز جانو اور اچھے سلوک مین اسقدر مبالغہ کرو کہ اُن لوگون کو یہان کی آمد وشد مین رغبت تمام ہو بلکہ اُن لوگون سے اچھے سلوک سے پیش آؤ کہ سبکو اس طرف رہنے کی ہوس ہو اور مکانات اور باغات اور مساجد وہان تعمیر کرین اور خبردار کوئی مردم بومی یا کوئی مسافر کہ مراد یہود ونصارے سے ہے اُن کا متعرض نہووے سامری نے یہ فرمان مسلمانون کے سپرد کر کے فرمایا کہ میرے مرنے اور جہاز کے سوار ہونے کی خبر تمام آدمیون سے پوشیدہ رکھنا اور فرمان حاکم کدنگلور کے پاس لے جانا کہ وہ تمھارے حسب دلخواہ سلوک کریگا پھر سامری نے اپنا ساز وسامان جو کچھ اُس کے پاس تھا مسلمانون پر تقسیم کیا اور اُسی دن جوار رحمت حق مین داخل ہو کر بندر شحر مین مدفون ہوا لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ سامری نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اپنے ملک مین چاند کا دو ٹکڑے ہونا مشاہدہ کیا تھا اور اس امر کی تحقیق کے واسطے آدمی معتمد اطراف واکناف مین بھیجے جب اس کو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ نے دعوے نبوت کر کے شق القمر کو جملہ معجزات سے کیا ہے اسواسطے سامری جہاز پر سوار ہو کر حجاز کی طرف گیا اور آنحضرت نبوی کی ملازمت سے مشرف ہو کر مسلمان ہوا اور خانہ کعبہ کی زیارت سے بھی خدانے اُسے مشرف فرمایا اور آنحضرت سے رخصت معاودت وطن حاصل کر کے جب مع ایک جماعت اہل اسلام شہر ظفار مین پہونچا مرض مہلک مین گرفتار ہو کر فوت ہوا اور اب بھی قبر اُس کی اُس شہر مین ہے

اور لوگ اُس کی زیارت کو جاتے اور جویاے برکت ہوتے ہین بہر تقدیر ایک جماعت مسلمانون نے کہ اُسکے ہمراہ تھی
جیسے شرف بن مالک اور اُس کا مادری بھائی اور مالک بن دینار اور اُسکا بھتیجا مالک بن حبیب بن دینار اُسکی
وصیت کے بموجب جیسا مذکور ہوا ملیبار کی طرف جاکر نوشتہ سامری کا حاکم کدنکلور کے پاس پہونچایا جب
اُس نے خط سامری کا پہچانا محظوظ ہوا اور پوچھا سامری کہان ہی اور کس واسطے تمھارے ہمراہ یہان سے
گیا وہ بولے کہ سامری نے ہمارے ساتھ سفر نہین کیا ہی اور ہم اس ماجرے سے واقف نہین جسوقت
کہ ہم دریاے شجر کے جہاز پر سوار ہوتے تھے اُسے دیکھا تھا اور جب ہم نے اُس سے ترک وطن کا سبب
پوچھا اُس نے ہمین کچھ جواب نہ دیا اور جب اُس نے جانا کہ ہم سفر ملیبار کا ارادہ رکھتے ہین یہ چند کلمہ
ہمین لکھ دیے کہ تم حاکم کدنکلور کو پہونچانا ہم بلا توقف اس طرف روانہ ہوئے پھر ہمین خبر نہین کہ وہ کہان
گیا جو ملیباریون کا عقیدہ تھا کہ سامری زندہ ہی اور آسمان پر عروج کیا ہی سمجھے کہ وہ کسی مہم کے واسطے آسمان سے
بندر شجر مین نازل ہوا اور یہ نوشتہ اس جماعت کے ہاتھ ہمارے پاس بھیجکر پھر آسمان پر صعود کر گیا جب
یہ فرمان اُن کے ہاتھ آیا تو بلدۂ کدنکلور اور تمام شہر ملیبار مین لوگون نے خوشی کی رسمین ظہور مین پہونچائین
اور حاکم کدنکلور نے مہمانون کو مکان عالی شان مین اُتارا اور اپنے ملک کے آئین کے موافق مراسم
ضیافت اور قواعد تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا **بیت** کرم ورزید و مہمان را نکو داشت +
چنین دارند مہمان را کہ او داشت + اور بعد فراغ لوازم ضیافت اُس جماعت کے مقاصد اور مطالب
پوچھکر تمام ملیبار کے باشندون اور حکام کو نامے لکھے کہ مالک بن حبیب اور اُس کے رفقا کو
اس ملک کی فضا اور ہوا خوش آئی اس لیے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو عطر بیز اور
عنبر آمیز کیا ہی جس شہر اور قصبہ اور موضع مین کہ نزول فرماوین اور رغبت توطن یعنی رہنے کی رکھتے ہون
مقام خوب اور مرغوب مساجد اور منازل اور باغات کے واسطے سامری کے فرمان کے موافق اُنکے
تفویض کرو اور اُن کی خدمات شائستہ سے اپنے تئین معاف نہ رکھکر سامری کے لطف عمیم کے منتظر اور
متوقع رہو خلاصہ یہ کہ مالک نے مع اپنے ہمراہیون کے پہلے شہر کدنکلور مین مسجد بناکر مکانون اور باغون
کی بنا ڈالکر بعضون کو وہان فروکش کیا بعد اسکے مالک اپنے اہل وعیال کو لے کر ولایت ملیبار کی
سیر کو گیا اور کولم مین کہ نام ایک شہر یا موضع کا ہی جاکر مسجد اور باغ اور مکان تعمیر کرکے اپنے اہل وعیال کو
اس مقام مین نگاہ رکھا اس کے بعد ہیلے مار اوے کی سمت گیا وہان بھی مسجد تعمیر کرکے اور مواضع مثل
حرفتین اور درفتین اور کدربہ اور جالیات نام شہر اور فاکنور اور منکلور اور کالنجر کوٹ کی طرف روانہ ہوا اور ہر ایک
بلاد مین مسجدین تعمیر کرکے مسلمانون کو ان مواضع مین آباد کیا اور نماز اور روزہ اور اذان خانہ
کی وصیت کی اور جو کہ مسلمان ملیبار کے اکثر شافعی مذہب ہین تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سامری اور مالک
بن حبیب اور جو صاحب کہ اُن کے ہمراہ آئے تھے شافعی مذہب تھے واللہ اعلم بالصواب بعد اسکے

رفتہ رفتہ اُس ملک مین مسلمانون کی آمد و شد سے مسلمانون کی نہایت کثرت ہوئی اور بہت بادشاہ ملیبار کے حلقۂ اسلام مین داخل ہوے راجہ بندر کووہ اور وابل اور جیول وغیرہ نے بطریق حکام ملیبار اُن مسلمانون کو جو عربستان سے آئے تھے سواحل دریا پر رہنے کو جگہ دی اور اُنھین ساتھ نوابت یعنی خداوند کے مخاطب کیا اس سبب سے یہود اور نصاریٰ کے سینہ مین حسد کی آگ روشن ہوئی مسلمانون کی عداوت پر کمر باندھی لیکن جب ممالک دکن اور گجرات کو دہلی کے بادشاہون نے فتح کر کے زیر نگین کیا اسلام نے دکن کی طرف قوت پکڑی پھر مخالف سکوت اختیار کر کے دشمنی اظہار نہ کر سکتے تھے یہانتک کہ جب سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری ہوئی شاہان دکن کی سلطنت مین ضعف اور خلل ظاہر ہوا اُس وقت مین فرنگی شاہ پرتگال کی طرف سے بحر ہند کے سواحل پر قلعون کی تیاری کے واسطے مامور ہوئے اور سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین چار جہاز نصاریٰ کے پرتگال سے بندر قندریہ کی طرف روانہ ہوے اور کالیکوٹ مین آئے اور اُس ملک کی تمام حقیقت دریافت کر کے اپنے ملک کی سمت مراجعت کی اور دوسرے سال پرتگال سے چھ جہاز کالیکوٹ مین آئے اور اس مرتبہ فرنگیون نے ملیباریون سے یہ بات کہی کہ مسلمانون کو عرب کے سفر سے روکو کہ ہماری ذات سے تمھین نفع اُنسے زیادہ تر ہوگا اور باوجود اُسکے ساموری نے یہ امر قبول نہ کیا نصاریٰ مسلمانون پر داد و ستد کے معاملات مین سختی کرتے تھے اور ساموری یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور نصاریٰ کے قتل کا حکم عام نافذ فرمایا اس صورت مین ملیباریون نے مال و اسباب اُنکا خوب لوٹا اور ستر فرنگی نامی اور معتبر قتل کیے اور بقیۃ السیف جو تاجر اور اُنکے ملازم تھے جہاز پر سوار ہو کر کوچے کی طرف راہی ہوے وہان کا حاکم جو ساموری سے عداوت اور منازعت رکھتا تھا اُنھین اپنے شہر مین پناہ دیکر یہ اجازت دی کہ تم بلدۂ کوچے کے قریب اپنے رہنے کے واسطے ایک قلعہ بناؤ فرنگی یہ امر خدا سے چاہتے تھے عرصۂ قلیل مین ایک قلعہ مختصر تیار کیا اور ایک مسجد کہ دریا کے ساحل پر واقع تھی اُسے مسمار کر کے گرجا تیار کیا اور یہ وہ قلعہ ہے کہ فرنگیون نے اول دیار ہند مین بنایا ہے اور اُنھین دنون مین بند کنور کے اہالی نے فرنگیون سے روش موافقت کی اختیار کی اور فرنگیون نے اس مقام مین ایک قلعہ احداث کیا اور باطمینان تمام مرچ اور سونٹھ کی تجارت مین مشغول ہوے لیکن دوسرون کو اُس تجارت سے ممانعت کرتے تھے اور ساموری کو یہ وضع اُنکی نہایت ناپسند آئی اور غضبناک ہو کر فوج کشی کی اور کوچے کے تین بادشاہون کو قتل کر کے اور ولایت کو تاراج کر کے سالماً غانماً پلٹ آیا اسکے بعد شاہان مقتول کے وارثون نے علم شاہی بلند کیا اور جمعیت بہم پہونچا کر ولایت کو بدستور سابق آباد کیا اور فرنگیون کی فہمایش سے جہاز روانہ کیے اور کنور کے حاکم نے بھی یہی روش اختیار کی یعنی جہازون کو متردد کیا ساموری کا غصہ یہ اخبار سنکر ایک حصہ سے ہزار حصہ ہوا اور تمام خزانہ سامان جنگ اور مصارف سپاہ مین صرف کر کے دو تین مرتبہ کوچے کی سمت گیا اور چونکہ فرنگی ہر مرتبہ اُنکی کمک کرتے تھے کوچے پر متصرف ہوا اور شکست کھا کر مراجعت کی اور ایلچی سلاطین مصر اور جدہ اور دکن اور گجرات کی طرف بھیجکر پیغام دیا کہ فرنگیون نے ہمارے ملک موروثی پر دست تعدی

حد سے زیادہ دراز کیا ہے اگرچہ یہ امر ہمین چندان دشوار اور شاق نہین گذرتا لیکن چونکہ وہ لوگ اس ملک کے
مسلمانون کو رنج اور الم پہونچاتے ہین ہمین بہت ناگوار خاطر ہے باوصف اس کے کہ مین دین ہنود مین ہون
لیکن مین مسلمانون کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر فرض جانکر خزینہ اور دفینہ اس کام مین صرف کرتا ہون اور
اس بارہ مین کسی طرح کی تقصیر روا نہین رکھتا ہون لیکن چونکہ حاکم پرتگال کا خزانہ وافر اور فوج متکاثر رکھتا ہے
ہمیشہ جہاز جنگی مع افواج بیشمار اس طرف بھیجتا ہے اور آدمیون کے مقتول ہونے سے اس کی قوت کم نہین ہوتی
ہے اس سبب سے مین شاہان اسلام کی مدد کا محتاج ہوا ہون اگر آنحضرت دین محمدی کے اعدا کی مقہوری پیش نہاد
ہمت والانہمت کرکے اپنے ممالک محروسہ سے جہاز مع شجاعان جرار و تہمتنان کارگزار کفار فرنگ کی
جہاد کے واسطے اس طرف روانہ فرماوین تحقیق بروز قیامت حضرت سرور کائنات کے روبرو مجاہدون اور
غازیون کے سلک مین منتظم ہوکر سربلند ہونگے سلطان مصر قانصور غوری نے یہ درخواست قبول
کی اور غزا اور جہاد کے واسطے امیر حسین نام ایک امیر کو مع تیرہ ۱۳ غراب کہ مراد جہاز جنگی سے ہے مملو از افواج
جنگی اور سامان کارزار ساحل ہند کی طرف روانہ کیے اور شاہ محمود گجراتی اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے بھی
بندر دیو اور سورت اور گووہ اور دابل اور چیول سے اہل فرنگ کی غزا کے واسطے جہاز نہایت مضبوط
تیار کروائے اور مصر کے جہاز پہلے بندر دیو مین آئے آخر کو باتفاق سواران گجرات بندر چیول کی سمت کہ
جہان فرنگیون نے لام باندھا تھا روانہ ہوئے اور چالیس جہاز سامری کے اور چند غراب والی گووہ اور
دابل نے ساتھ اُن کے پیوستہ ہوکر بنیاد جنگ ڈالی اور ایک غراب جو فرنگیون سے بھرا ہوا تھا دستیاب
کرکے ساتھ اُن کے لوازم جہاد پیش بہ آیا یعنی اُنہین علف تیغ خون آشام کرکے بندر دیو کی جانب معاودت
کی لیکن اہل فرنگ بھی مخالفون کو غافل سمجھکر بجرأت تمام تر آن واحد مین تعاقب کنان اُس مقام مین
آپہونچے ملک ایاز حاکم بندر دیو اور امیر حسین نے ناچار اُن کی جنگ مین مبادرت کی لیکن اُن سے
کچھ کام نہ بن پڑا لڑائی بگڑ گئی مصر کے چند جہاز گرفتار ہوئے اہل فرنگ نے مسلمانون کو شربت شہادت
پلاکر فردوس کی طرف روانہ کیا اور اپنا انتقام لے کر مظفر اور منصور اپنے بندر کا راستہ لیا اور اسی
سنوات مین جب سلیم سلطان خواندکار روم سلاطین غوریہ مصر پر غالب آیا سلطنت اُس گروہ کی بے سر
ہوئی سامری کہ اس کام کا سرگروہ تھا بیدل ہوا فرنگیون نے تسلط پایا اور سامری کی غیبت مین کہ وہان
موجود نہ تھا رمضان کے مہینے ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری مین کالیکوٹ مین آئے اور مسجد جامع جو خانہ خدا
تھی اُسے آگ دیکر خاک سیاہ کیا اور دست نہب و غارت دراز کرکے شہر کو بھی ویران کیا لیکن دوسرے
دن ملیباری ہجوم کرکے جماعت نصاریٰ کے سر پر تلوارین میان سے لیکر جا پڑے اور اہل فرنگ کے
پانسو آدمی معتبر اور نامی قتل کرکے بہتون کو پانی مین غرق کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر بندر کولم مین پناہ
لی اور وہان کے زمینداروں کو موافق کرکے شہر سے آدہ کوس پر ایک گڑھی تیار کی اور اہل

فرنگ نے جمعیت بہم پہونچاکر اُسی سال جیسا کہ مذکور ہوا قلعہ بندر گوہ کو یوسف عادل شاہ کے تعلقون
کے تصرف سے برآوردہ کیا لیکن یوسف عادل شاہ کے اُسی عرصہ مین پھر بندر گوہ پر بزور شمشیر فرنگیون
کے قبضۂ اقتدار سے نکالکر متصرف ہوا اور فرنگیون نے چند روز کے بعد وہان کے حاکم کو زرخطیر دے کر دلفریفتہ
کیا اور پھر اُسپر متصرف ہوئے اور بنادر ہندوستان مین اپنا حاکم بٹھاکر قلعہ کی درست اور استحکام مین کوشش
کی اور وہ ایسا قلعہ ہے کہ جسکی تعریف مین کسی شاعر نے یہ شعر موزون کیا ہے شعر

بری از فتنہ ہمچون طبع عاقل
مصون از رخنہ چون گردون والا

القصہ سامری باوجود کفر کے جوہر غیرت دار تھا اُس سانحہ کے مشاہدہ سے نہایت غمگین ہوا اور اسی صدمہ
مین بیمار ہوکر سنہ ۹۲۱ھ نوسو اکیس مین اس دار ناپایدار سے کوچ کر گیا اور اُس کا بھائی قائم مقام ہوا اُس نے
جنگ سے پہلو تہی کرکے فرنگیون سے صلح کی اور شہر کالیکوٹ کے قریب فرنگیون کو اس شرط اور قول پر
قلعہ جدید بنانے کی اجازت دی کہ وہ ہر سال چار جہاز مرچ اور سونٹھ کے بنادر عرب مین بھیجتے رہین فرنگیون
نے اول اپنے عہد و پیمان کو وفا کیا اور جب وہ قلعہ تیار ہوا مرچ اور سونٹھ کی تجارت سے مسلمانون کو
مانع ہوئے اور اُس ملک کے اہل اسلام پر دست تعدی حد سے زیادہ دراز کیا اور یہود کا گروہ جو
کدنگلور مین تھا وہ بھی سامری کا ضعف سلطنت مشاہدہ کرکے اہالی اسلام کا دشمن جان ہوا اور بہتون کو
شربت شہادت چکھایا آخر کو سامری اپنے فعل سے نادم اور پشیمان ہوا پہلے یہود کے تدارک کو کدنگلور
کی طرف افواج لے کر گیا اور یہودیون کے قتل و قمع مین ایسی کوشش کی کہ اُس جماعت سے اُس
ملک مین ایک نشان باقی نرکھا بعد اُسکے باتفاق جمیع غازیان ملیبار کالیکوٹ کی سمت متوجہ ہوا اور انکے
کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور مساعی جمیلہ اور ترددات رستمانہ سے اہل فرنگ کو مغلوب کرکے قلعہ کو فتح
کیا اور یہ امر ملیباریون کی قوت اور شوکت کا باعث ہوا اور جہازون کو بلا اجازت فرنگیون کے سونٹھ
اور مرچ وغیرہ سے مملو کرکے بنادر عرب مین روانہ کیا اور اہل فرنگ نے سنہ ۹۳۸ھ نوسو اڑتیس ہجری مین
حالیات کے قرب مین جو کالیکوٹ سے پانچ کوس ہے قلعہ تیار کرکے ملیبار کے جہازون کی روانگی دشوار
کی اور اسی طرح سے اہل فرنگ نے اُنھین سنوات مین برہان نظام شاہ بحری کے عہد مین قلعہ ریکدندہ
بندر جیول کے قریب احداث کرکے اس مقام مین توطن کیا اور سنہ ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس ہجری مین بندر مو
سے اور دمن اور بندر دیو پر جو شاہان گجرات کے متعلق تھے اُس تفصیل سے کہ پیشتر اپنے مقام مین تحریر ہوا
بہادر شاہ گجراتی کے عہد مین قابض اور دخیل ہوئے اور سنہ ۹۴۳ھ نوسو تینتالیس ہجری مین کدنگلور مین بجبر و
قہر قلعہ احداث کرکے کمال استقلال اور غلبہ بہم پہونچایا اور اُس وقت مین سلطان سلیمان بن سلطان سلیم
رومی نے داعیہ کیا کہ اہل فرنگ کو بنادر ہند سے برآوردہ کرکے اُس مقام پر خود متصرف ہو سے
چنانچہ سنہ ۹۴۴ھ نوسو چوالیس ہجری مین اپنے وزیر سلیمان پاشا کو مع سو غراب جنگی پہلے بندر عدن کی طرف

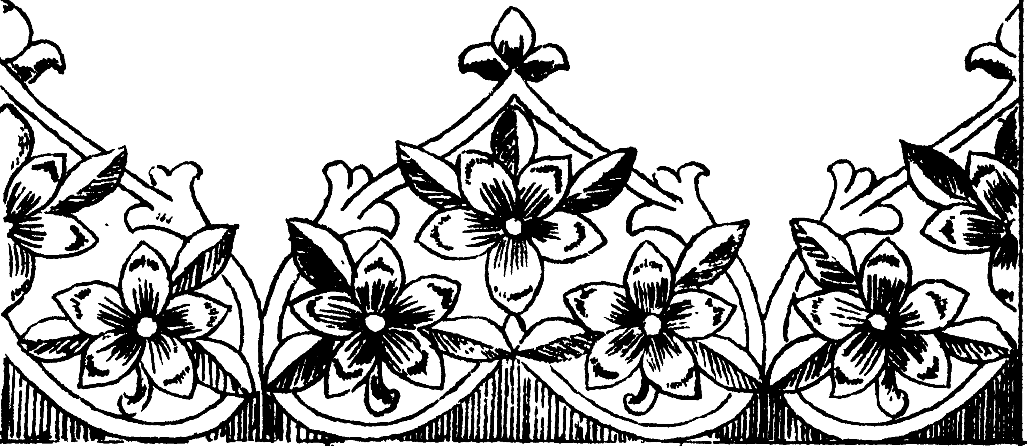
بھیجا تو اول اُس کو کہ سرراہ ہی مفتوح اور مسخر کرے اُس کے بعد بنادر ہند کی طرف روانہ ہوئے سلیمان پاشا نے سنہ مذکور مین بندر عدن کو شیخ غازی بن شیخ داؤد سے لیکر اُسے قتل کیا بعدہ بندر دیو کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بنیاد جنگ قائم کی قریب تھا کہ اُسے بھی فتح کرے لیکن قلت اذوقہ اور خزانہ کے صرف ہوجانے سے یہ امر تعویق مین پڑا اور ناچار ہوکر روم کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۹۸۳ نوسوتراسی ہجری مین نصاری بندر ہرموز اور مسکت اور سقوطرہ اور بلوہ اور میلاپور اور ناک پٹن اور منگلور اور سیلان اور بنگالہ سے حد چین تک مسلط ہوئے اور اُن مقامون مین قلعہ تیار کیے اُن قلعون مین سے سلطان علی آچی نے قلعۂ سقوطرہ کو فتح کیا اور حاکم سیلان نے اہل فرنگ کو مغلوب کر کے اپنی مملکت سے ان کا صدمہ دور کیا اور سامری حاکم کالیکوٹ کو کہتے ہین کہ وہ اس شخص کی نسل سے ہے کہ جسکو سامری کلان نے تلوار بخشی تھی اہل فرنگ کے تسلط سے بہ تنگ آنکر اُس نے ایلچی عادل شاہ اور مرتضے نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر ان کو اہل فرنگ کی جنگ اور اپنے ممالک سے مدافعہ کی تحریص اور ترغیب کی پھر سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین سامری نے قلعہ عالیات کو محاصرہ کیا اور مرتضی نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ قلعہ ریکدندہ اور بندر گووہ کی تسخیر مین معروف ہوئے سامری نے بزور بازوے شجاعت قلعہ عالیات کو فتح کیا لیکن مرتضے نظام شاہ اور علی عادل شاہ سے جیسا کہ اپنے مقام مین مذکور ہوا ملازمین بدخواہ کی شامت سے کچھ نہ بن پڑا ناکام ہوکر مراجعت کی اور اہل فرنگ نے مسلمانون کی ایذارسانی پر کمر باندھی اور بعضے جہاز جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جو اہل فرنگ کی بلا اجازت مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تھے مراجعت کے وقت بندر جدہ مین غارت کر کے مسلمانون کی اہانت اور آبروریزی بہت کی اور بندر عالی آباد قراتین جو علی عادل شاہ سے تعلق رکھتا تھا آگ لگا کر ویران کیا اور بندر دابل مین بطریق تجارت آن کر چاہتے تھے کہ مکر و غدر سے اُس پر بھی تصرف ہو دین وہان کے حاکم خواجہ علی المخاطب بملک التجار شیرازی نے واقف ہوکر ڈیڑھ سو آدمی معتبر اہل فرنگ کے قتل کیے اور اس فساد کی آگ کو بجھایا اور اُس تاریخ سے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جہاز فرنگیون نے گرفتار کیے بنادر عرب اور عجم کے جہاز پر لوگون کا بھیجنا موقوف کیا کیونکہ شاہ دہلی اہل فرنگ سے اجازت اور قول لینا عار جانتا تھا اور بلا اجازت روانہ کرنے مین جان و مال کی ہلاکی اور بربادی متصور تھی لیکن اُس کے امراشل مرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان وغیرہ اہل فرنگ سے قول لیکر جہاز مع سواری بنادر کی طرف بھیجتے تھے اور سنہ ۹۱۹ نوسوانیس ہجری مین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر شاہ نے اُن فرنگیون کو جو پرتگال کے فرنگیون سے دین کے اعتقاد مین مخالفت رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے برخلاف فرنگیون پرتگال کے ولایت سورت مین کہ وہ بھی ممالک گجرات سے ہے رہنے کو جگہ دی اور یہ مقام پہلا ہے کہ فرنگیان انگلش نے سواحل ہندوستان مین سکونت

اختیار کی تھی اور اُن کے اعتقاد دیگر فرنگیون کے خلاف ہین کہتے ہین کہ عیسٰیؑ بندہ اور رسول خدا
ہے اور حضرت جل شانہ ایک ہے اور اہل و عیال رکھنے سے منزہ اور مبرا ہے الغرض اہل انگلش
اپنا شاہ علیحدہ قرار دے کر بادشاہ پرتگال کی اطاعت نہین کرتے تھے اور جبتک اس جماعت
نے قوت اور قدرت بہم نہین پہونچائی تھی مسلمانون کے ساتھ دوستی اور محبت ظاہر کرتے تھے
اور فرنگیان پرتگال کے ساتھ کمال عداوت اور دشمنی رکھتے تھے اور جس وقت کہ اُنپر قابو پاتے
تھے فی الفور اُنھین ہلاک کرتے تھے مگر اب بسبب حمایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کے
کہ درمیان اُن کے قرب و جوار بہم پہونچا ہے خدا جانے فریقین کا انجام کار کیا ہوگا اور تحفۃ المجاہدین
مین مرقوم ہے کہ ملیبار کی رعایا اکثر کفار ہین اور وہان کے عشائر کو نیار کہتے ہین اور وہان کا عجیب
دستور ہے کہ ایک عورت بے عقد شوہر متعدد کر سکتی ہے اور یہ ہر شب کو ایک کی باری آتی ہے لوہار
اور بڑھئی اور رنگریز براہمہ کے سوا اس امر یعنی فعل شنیع مین موافقت کرتے ہین اور گروہ
کفار کنکر جو پنجاب کے نواح مین تھا حلقۂ اسلام مین آنے سے پیشتر وہ بھی یہی رسم رکھتے تھے
اور ہر ایک عورت انکی چند شوہر رکھتی تھی اور اُن شوہر متعدد مین سے جب ایک مکان مین آتا تھا
علامت اپنی دروازہ کی ڈیوڑھی پر چھوڑتا تھا تو اور شوہر اُسے دیکھکر پلٹ جاوین اور جب
کھکرون کے یہان لڑکی پیدا ہوتی تھی اُسی وقت اُسے باہر لاکر بہ آواز بلند پکارتے تھے
کہ کوئی اُسے پرورش کریگا اگر کوئی شخص طلب کرتا اُسے دیتے تھے ورنہ اُسی وقت اُسے ہلاک
کرتے تھے اور قاعدہ ملیبار کے برہمنون کا یہ ہے کہ جب اُن کے کئی بھائی ہوتے ہین اُنکے بڑے
بھائی کے سوا کوئی شادی نہین کرتا ہے تو ورثہ کی کثرت سے آپس مین نزاع اور فساد برپا نہووے
اور جب اورون کو شہوت جماع غالب ہوتی ہے تیار وغیرہ کی عورتون سے حاجت رفع کرتے ہین لیکن
عقد کے مقید نہین ہوتے والارث فی طوائف النیارۃ لاخواتہم من الام واولاد اخواتہم
وخالاتہم واقرباہم من جانب الام لا للاولاد۔ اور جس وقت باپ اور مان یا بزرگ اس ملک
کے قوم براہمہ کے مرتے ہین ایک برس کامل ماتم رکھکر نوحہ و زاری کرتے ہین اور جب مان
اور مامون اور بڑا بھائی گروہ نیار اور اُن کے متابعان کا مرتا ہے ایک سال ماتم مین بیٹھکر
روتے ہین اور عورتون سے نزدیکی نہین کرتے ہین اور ملیباری تین طبقہ ہین اعلٰی اور ادنیٰ
اور اوسط جس وقت اعلٰی ادنے اسے مباشرت یا ملامست یعنی مساس کرے جب تک غسل
نکرے کھانا نہ کھاوے اور اگر احیاناً غسل سے پیشتر کھانا کھالیوے حاکم اُسے گرفتار کرکے
ادنے کے ہاتھ بیچڈالے اور قید بندگی مین کرتا ہے اور جو کوئی یہ حرکت کرکے کسی موضع مین
بھاگ جاوے اور حاکم کو خبر نہووے وہ البتہ بند غلامی سے نجات پاتا ہے اور کسی طرح سے

ع
ترجمہ میراث طائفہ نیار مین بہنون کی ہے ماؤن کی طرف سے اور بہنون کی اولاد اور خالاؤن اور رشتہ دارون کو ماؤن کی جانب سے نہ کہ اولاد کو
صحیح ۱۲

اعلے کا کھانا ادنے انہین پکا سکتا ہی اگر اعلا ادنے کے ہاتھ سے کھا دے اپنے مرتبہ سے دست بردار ہو دے اور میر جمال الدین حسین انجو جو چاند بی بی سلطانہ فرمانروا ے احمدنگر کو اپنے حبالۂ نکاح مین لایا تھا اپنے فرہنگ مین لکھتا ہی کہ ملیبار بفتح اول وکسر ثانی و یاے مجہول نام ایک ولایت کا ہی جو دریاے عمان کے ساحل پر واقع ہی قریب شہر بیجانگر کے جو ایک عمدہ شہرہاے دکن سے ہی ہاو جود اس کے کہتے ہین کہ آدمی ملیبار کے دیوث طبیعت ہین جیسا کہ ایک عورت انکی دس شوہر سے کم نہین کرتی بلکہ زیادہ تر جیسا کہ امیر خسرو دہلوی فرماتے ہین بیت

به بے نیازی او کعبۂ خستہ و خوار ست
بیا و بین کہ خرابیش چون ملیبار ست



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ بارھوان مشائخ ہندوستان قدس اللہ اسرارہم کے حالات مین

ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ مشائخ ہندوستان کے خانوادہ بہت ہین لیکن وہ خانوادے کہ نہایت مشہور اور شمار مین بھی دوسرے مشائخ سے زیادہ تر دو طبقہ ہین ایک خاندان چشتیہ اجمیر جو خواجہاے چشت سے ملتا ہے دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان جو ساتھ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے پہونچتا ہے بندہ آثم محمد قاسم فرشتہ نے کلام کے طول ہونے سے اندیشہ کرکے ان دو خانوادون کے ذکر پر اکتفا کیا اور احوال دوسرون کا شیخ عین الدین بیجاپوری جنیدی کی کتاب الانوار سے ملسکتا ہے اور ان دو فرقہ عظیم الشان سے جو کچھ علم ناقص نے احاطہ کیا ہے اس مقالہ مین لکھتا ہے انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار وفا کریگی اور تذکرۃ الاولیاے ہند دستیاب ہوگا تو دوبارہ احوال اور اقوال اُن بزرگون کا مفصل اس مسودہ مین شامل کریگا الغرض مولانا عبدالرحمن جامی نے کتاب نفحات الانس مین فرمایا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حق سبحانہ تعالے روز قیامت کو اپنے بندہ شرمندہ سے فرماوے گا کہ تو فلان عارف اور فلان بزرگوار کو جو فلان محلہ مین رہتا تھا پہچانتا ہے وہ جواب دے گا ہان پہچانتا ہون اُس وقت فرمان الہی نافذ ہوگا کہ ہم نے تجھے اسکو بخش دیا **بیت**

شنیدم کہ در روز امید و بیم	بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم

اور میر ہراتی نے فرمایا کہ کوشش کر تو اس کے دوستون سے ہو اور اگر یہ نہو سکے اُسکے دوستون کا ہو اور جو بات اس گروہ حق پژوہ سے سنے اگرچہ تاثیر نہ کرے سرتاب نہو یعنی بہرحال اُن کی صحبت مین شریک رہ اور اُن کی جدائی اختیار نہ کر **رباعی**

جانا لبم از ذکر تو خاموش مباد	یاد تو زخاطرم فراموش مباد
ہر جا نراسنا بلب حدیثے گذرد	ذرات وجود من بجز گوش مباد

اور مراتب اولیاے دین کے چار ہین صغرے کبرے وسطے عظمے اور ہر ایک کے واسطے ان مین سے ایک ابتدا اور ایک درمیان اور ایک انتہا ہی اور گروہ اولیا کے ان مرتبون مین مقام رکھتے ہین کہ ہمت عالم مین تین سو چھپن تن سے کم نہین ہوتے اور ہمیشہ عاجزون کی کارسازی اور گنہگارون کی شفاعت مین مشغول ہین اور اہل تصوف کے بزرگ اس جماعت سے تین سو تن کو ابطال جانتے ہین اور چالیس نفر کو ابدال کہتے ہین اور سات نفر کو سیاح بولتے ہین اور پانچ نفر کو اوتاد سمجھتے ہین اور تین نفر کو قطب الاوتاد جانتے ہین اور ایک نفر کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہین پس جسوقت کہ ایک ان مین سے فوت ہووے مرتبہ مادون اس کے سے ایک کو بجاے اُس کے لاتے ہین مثلاً اگر قطب الاقطاب مرجاوے ایک کو قطب ثلثہ یعنی تینون قطب سے بجاے اُس کے مقام کرین اور اوتاد سے ایک کو بجاے اقطاب ثلثہ اور ایک سیاح کو بجاے اوتاد علی ہذا القیاس مرتبہ عوام مومنان تک پہونچے اور تمام تین سو چھپن تن سے نو تن ارشاد کے لائق ہین اور مابقی بھی اگرچہ کسی مرتبہ مین مراتب ولایت سے مقام رکھتے ہین لیکن ارشاد کے سزاوار نہین اور اُن نو تن مین پانچ تن اوتاد ہین اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب ہی رباعی

این طائفہ اند اہل تحقیق	باقی ہمہ خویشتن پرستند
فانی زخود و بدوست باقی	دین طرفہ کہ نیستند و ہستند

اور یہ مقالہ مشتمل ہے اوپر دو لمعہ کے۔

لمعہ پہلا شرح حالات ومقالات خاندان چشتیہ مین

ذکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری المعروف بہ چشتی قدس سرہٗ کا

ابیات

آن شہنشاہ جہان معرفت	ذات او بیرون زادراک صفت	خسرو ملک فنا بے تخت و تاج
از خود و از غیر خود بے احتیاج	غرق بحر عشق از صدق وصفا	از خودی بیگانہ با حق آشنا
کردہ رخ ہشتش زاوج کمال	بیضۂ افلاک را در زیر بال	اختر برج سپہر لم یزل
گوہر درج کمال بے بدل	آن معین دین وملت بے نظیر	فارغ از دنیا بہ ملک دین امیر

سلطان سریر سرمد خواجۂ راستین معین الدین محمد مشائخ ہند کے پیشوا ہین مولد شریف بلدۂ سجستان ہی نشو ونما خراسان مین پائی آنحضرت کے دادا ماجد خواجۂ غیاث الدین حسن زیور فلاح سے آراستہ اور حلیۂ صلاح سے

پیراستہ تھے جب وفات پائی خواجۂ معین الدین محمد پندرہ برس کے تھے ایک باغ اور ایک آسیا یعنی
چکی میراث رکھتے تھے اور اس مقام مین ایک مجذوب تھے مشہور اور انکا اسم مبارک ابراہیم قندوزی
تھا ایک روز اُن مجذوب کا اُس باغ مین گذر ہوا اور خواجۂ معین الدین محمد قدس سرہ اُس وقت درختون
مین آب پاشی کرتے تھے لیکن جون ہی آپ کی نگاہ اُن مجذوب پر پڑی دوڑ کر اُن کے دست حق
پرست کو بوسہ دے کر ایک درخت کے سایہ مین بٹھایا اور انگور کا خوشہ آنحضرت کے سامنے رکھکر
اُن کے مقابل دوزانو ہو کر مؤدب بیٹھے ابراہیم قندوزی نے برکندہ کنجارہ بغل سے کھینچکر اور اسپنے
دندان مبارک سے چبا کر خواجہ کے دہن مین ڈالا اُس کے کھاتے ہی ایک نور خواجہ کے باطن مین
طالع اور لامع ہوا اور حضرت خواجہ کا دل مکان اور املاک سے بیزار ہوا سب جائداد منقولہ وغیر منقولہ بیچکر
درویشون کو تقسیم کی اور مسافر ہوئے اور ایک مدت سمرقند اور بخارا مین قرآن مجید کے حفظ کرنے
اور علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوئے اور وہان سے فارغ التحصیل ہو کر عراق کی طرف متوجہ ہوئے
اور جب قصبۂ ہارون مین جو نیشاپور کے نواح مین واقع ہے وارد ہوئے شیخ عثمان ہارونی کہ مشائخ کبار
وقت سے تھے اُنکی خدمت مین جا کر مرید ہوئے اور اڑھائی برس اُنکی خدمت مین رہکر مجاہدہ اور
ریاضت مین اشتغال کیا اور شیخ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی کے مرید تھے اور وہ مرید خواجہ
مودود چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین چشتی کے اور وہ مرید یوسف چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین
ابو محمد چشتی کے اور وہ مرید خواجۂ ناصر الدین احمد چشتی کے اور وہ مرید خواجۂ اسحٰق شامی المعروف
بہ چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ممشاد دنیوری کے اور وہ مرید خواجۂ ہبیرہ بصری کے اور وہ مرید خواجۂ حذیفہ
مرعشی کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم ادہم کے اور وہ مرید خواجہ فضیل عیاض کے اور وہ مرید خواجہ حبیب عجمی کے
اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کے اور وہ مرید امیر المومنین و امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے اور وہ مرید حضرت خواجۂ کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھے اور چشت
ایک موضع ہے مواضع ہرات سے القصہ خواجۂ معین الدین محمد شیخ عثمان ہارونی سے خرقہ خلافت کا
حاصل کر کے بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین قصبۂ سنجار مین رونق افروز ہوئے
ان دنون مین شیخ نجم الدین کبرے قصبۂ جبل کی طرف تشریف لے گئے تھے اور جبل ایک مقام ہے
پرفیض اور ہوا اُس کی نہایت معتدل اور فرحت افزا ہے کوہ جودی کے تحت مین واقع ہوا اور حضرت
نوح علیہ السلام کی کشتی نے اُس مقام مین قرار پکڑا تھا اور وہان سے بغداد سات منزل یعنی سات دن
کا راستہ ہے اور شیخ محی الدین عبد القادر قدس سرہ اُس مقام مین تھے اور خواجۂ معین الدین اُنکے بدون
مشاہدہ جمال باکمال اور ملاقات قصبۂ سنجار سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ اوحد الدین کرمانی
جو ابتدائے سلوک مین تھے انھین دیکھکر معتقد ہوئے اور خرقہ خلافت کا آنحضرت سے پایا اور شیخ الشیوخ

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے بھی شروع حال مین خواجہ معین الدین چشتی کی صحبت مین پہونچکر اُن سے فیوضات حاصل کیے اور بعد چند عرصہ کے خواجہ معین الدین چشتی بغداد سے ہمدان مین آئے اور شیخ یوسف ہمدانی سے ملاقات کرکے تبریز کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ ابوسعید تبریزی جو شیخ جلال تبریزی کے پیر تھے اُن سے بھی ملاقات اور صحبت رکھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ ابوسعید تبریزی ایسے شیخ تھے کہ جن کے نشتر مرید کامل مثل شیخ جلال الدین تبریزی کے تھے شیخ فریدالدین شکر گنج خواجہ قطب الدین بختیار سے نقل کرتے ہین کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کو ابتدا حال مین عجب ریاضت اور مجاہدہ تھا کہ روزے رکھکر بعد سات روز کے ایک روٹی جو کی کہ جسکا وزن پانچ مثقال سے زیادہ نہوتا تھا پانی مین ترکرکے افطار فرماتے تھے سبحان اللہ ایسے صائم النہار اور قائم اللیل بزرگوار تھے کسرنفسی اور ریاضت انھین پر ختم تھی اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی پوشش ایک دوہر تھا اگر وہ کسی مقام سے پارہ ہوتا اپنے دست حق پرست سے بخیہ کرتے تھے اور اگر بغل بند پھٹ جاتا کپڑے پاک کے ٹکڑے جس قسم کے پاتے اُس پر پیوند کرتے تھے اور جب اصفہان مین پہونچے شیخ محمود اصفہانی اُن کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اور خواجہ بختیار کاکی اُن روزون اصفہان مین تھے اور شیخ محمود اصفہانی کے مرید ہوا چاہتے تھے لیکن جب خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے فسخ عزیمت کرکے خواجہ کے مرید ہوئے اور خواجہ نے وہ دوہر خواجہ قطب الدین کو مرحمت فرمایا اور وہی دوہر خواجہ قطب الدین نے وفات کے وقت شیخ فریدالدین گنج شکر کو عنایت کیا اور آنحضرت نے وہ شیخ نظام الدین اولیا کو عطا کیا اور آنحضرت نے شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کو امداد فرمایا اور جب خواجہ خرقان مین تشریف لائے دو برس وہان استقامت کرکے استرآبادکی طرف تشریف فرما ہوے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور وہ شیخ عظیم القدر تھے ایک سو ستائیس سال کی عمر رکھتے تھے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی نسبت دو واسطے سے حضرت سلطان العارفین شیخ طیفور اور شیخ بایزید بسطامی سے رکھتے تھے خواجہ نے ایک مدت اُن کی صحبت مین رہکر فیوض بے شمار حاصل کیے اُسکے بعد ہری کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کی عادت تھی کہ آنحضرت ایک مقام مین کم قیام فرماتے تھے اور اکثر اوقات دن مین سیر مین رہتے تھے اور شب کو اکثر اوقات خواجہ عبداللہ انصاری کی درگاہ مین نزول فرماتے تھے اور ایک درویش سے زیادہ آپ کی خدمت مین نہ رہتا تھا اور جو کہ حضرت قائم اللیل تھے عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے اور جب ہرات مین آپ کے کشف و کمالات کا شہرہ مشہور ہوا خلقت نے ہجوم کیا آپ وہان سے برخاستہ ہوکر سبزوار کی طرف روانہ ہوئے اور وہان کا حاکم جسکا نام یادگار محمد تھا وہ نہایت فاسق اور بدمزاج اور رفض مین غلو رکھتا تھا اور اصحاب کبار سے اُسے

اس قدر عداوت تھی کہ اگر کسی کا نام ابابکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ ہوتا تھا اُسے بہت ایذا پہونچاتا تھا اور
اُس کی ہلاکت کے درپے ہوتا تھا اور اس حاکم جابر نے شہر کے اطراف مین ایک باغ بنایا تھا
اور اُس کے درمیان مین ایک حوض نہایت صفائی اور لطافت سے موجود تھا خواجہ گرد راہ
سے اس باغ مین جاکر حوض کے کنارے وارد ہوئے اور غسل کرکے دوگانہ نماز بجا لاکر قرآن شریف
کی تلاوت مین مشغول ہوئے اتفاقات سے اُسی دن مشہور ہوا کہ یادگار محمد باغ کی سیر کو آتا ہے ایک
درویش جو شیخ کا رفیق تھا اُس نے ہراسان ہوکر شیخ سے عرض کی کہ حاکم جابر آتا ہے آپ کا اس باغ
مین بیٹھنا مناسب نہین باہر تشریف لے چلیے شیخ اُس کا اضطراب دیکھکر مسکرائے اور فرمایا اگر تجھے یہی منظور
ہے تو یہان سے اُٹھ جا اور فلان درخت کے سایہ مین بیٹھکر خدا کی قدرت کا کارخانہ دیکھ درویش حسب الحکم
کاربند ہوا اُس عرصہ مین فراشون نے آن کر یادگار محمد کا غالیچہ حوض کے کنارے شیخ کے پہلو مین بچھایا
اور شیخ کی عظمت اور شوکت سے یہ نہ کہہ سکے کہ یہان سے اُٹھ جائیے کہ ناگاہ یادگار محمد باغ مین
داخل ہوا اور شیخ کو اُس مقام پر دیکھکر خدمتگارون سے جھڑک کر کہا کہ تم نے اس فقیر کو کسواسطے
اس مقام سے نہ نکالا کہ اتنے مین شیخ نے سر مبارک اُٹھاکر اُس کی طرف نظر قہر سے دیکھا یادگار محمد
مصروع کی طرح دفعتًہ کانپ کر گر پڑا اور بیہوش ہوا اُس کے متعلق یہ حال دیکھکر شیخ کے قدم پر
گر پڑے اور التماس دعا کی شیخ نے اُس فقیر کو جو خوف سے درخت کے نیچے بیٹھا تھا اشارہ سے بلاکر
یہ فرمایا کہ تھوڑا پانی اس حوض سے لیکر بسم اللہ پڑھکر اُسکے منھ پر چھینٹا مار درویش حکم کے موافق
عمل مین لایا اور یادگار محمد فوراً ہوش مین آیا اور شیخ کے پانون پر سر رکھکر نہایت عاجزی اور انکساری
سے عرض کی کہ یا شیخ مین نے جمیع منہیات سے توبۃ النصوح کی میری تقصیر معاف فرمایئے شیخ نے اپنا
دست شفقت اُسکے سر پر پھیر کر یہ ارشاد کیا کہ خاندان عالی شان رسالت سے دعوی محبت کرنا اور آنحضرت
کی پیروی نہ کرنے کا کیا سبب ہے یہ فرماکر شیخ نے ائمہ ہدا کے فضائل اور مناقب اس فصاحت اور بلاغت
بیان فرمائے کہ یادگار محمد اور اس کے ہمراہی زار زار روکر تمام تائب ہوئے **بیت**

آنچہ زر می شود از پرتو آن قلب سیاہ	کیمیائیست کہ در صحبت درویشانست

بعد اس کے یادگار محمد نے بتجدید وضو کرکے دوگانہ شکرانہ کا ادا کیا اور دست ارادت آنحضرت کے
دست حق پرست مین دے کر بشرف بیعت مشرف ہوا اور اپنا تمام مال نقد و جنس خواجہ کی نذر کے لیے لایا
حضرت نے اُسے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ تو نے یہ مال لوگون سے بجبر و قہر لیا ہے غربا اور مساکین کو پہونچا
تو قیامت کے دن کوئی تیرا دامن نہ پکڑے یادگار محمد نے شیخ کے ارشاد پر عمل کیا یعنی تمام مال فقرا پر
تقسیم کرکے غلامون کو بھی آزاد کیا اور اپنی منکوحہ کو طلاق دے کر خواجہ کے ہمراہ قلعہ شادمان تک گیا
اور جو کہ وہ جملہ عارفان اور واصلان سے ہو گیا تھا خواجہ نے وہ اطراف اُس کی حمایت مین رجوع کرکے

اُسے اس مقام مین مقیم کیا اور خود بلخ کی طرف تشریف لے گئے اور شیخ احمد خضرویہ کے مقام عالی فرجام مین
چند روز اقامت کی اور اس عہد مین ایک فاضل تھے المشہور بہ ضیاء الدین حکیم اور وہ جمیع علوم فلسفہ
مین خوب مہارت رکھتے تھے اور علم تصوف مین اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اپنے شاگردون سے کہتے تھے
تصوف ہذیان ہی کہ تپ زدے اور دیوانے بکتے ہین اور مولانا ضیاء الدین حکیم بلخ کے اطراف مین
ایک موضع واقع تھا اُس مین مدرسہ اور باغ خوب رکھتے تھے اور اس مین بیٹھکر لوگون کو علم حکمت پڑھاتے
تھے اور خواجہ معین الدین چشتیؒ کی عادت تھی کہ ہمیشہ ایک یا دو دستہ تیر اور ایک کمان اور ایک چقماق
اور ایک نمکدان اپنے ہمراہ رکھتے تھے اس واسطے کہ اگر کسی وقت آبادی سے ویرانے دور دراز مین گذر
ہو کسی طیور کا شکار کرکے ایک لقمہ سے روزہ افطار کرین ناگاہ خواجہ اُس مدرسہ مین جہان مولانا ضیاء الدین
حکیم درس دیتے تھے رونق افزا ہوئے اور اُس روز حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے ایک کلنگ کو تیر مار کر
درخت سے گرایا اور اپنے خادم کو اس کے کباب کے واسطے اشارہ کیا اور خود عبادت مین مشغول ہوئے اس
اس درمیان مین مولانا ضیاء الدین حکیم کا وہان گذر ہوا دیکھا کہ ایک درویش نماز مین مشغول ہی اور
خادم کباب بریان کرتا ہی حکیم نے اس قدر وہان توقف کیا کہ خواجہ نماز سے فارغ ہوئے اور مولانا سلام
کرکے بیٹھے پھر خادم کباب لایا خواجہ نے بسم اللہ پڑھکر ایک ران اس کلنگ سے جدا کرکے مولانا کو عنایت
فرمائی اور دوسری ران کا ٹکڑا خود تناول کیا مولانا نے جونہی وہ کباب کھایا علوم فلسفہ کا زنگ اُنکے
اُن کے سینہ سے زائل ہوا اور بیہوش ہوئے خواجہ نے قدرے اپنا پس خوردہ اُن کے دہن مین
ڈالا ہوش مین آئے اور مولانا نے اسی وقت تمام کتب جو اُن کے کتب خانہ مین تھین دریا مین غرق کین
اور مع تلامذہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوئے اور جب حضرت کا
شہرہ اس ملک مین ہوا اور دنیاداردن نے ہجوم کیا خواجہ نے مولانا ضیاء الدین حکیم کو خرقہ دے کر
اُس مقام مین چھوڑا اور خود باتفاق اُس خادم کے غزنین مین تشریف لائے شمس العارفین عبد الواحد
جو شیخ نظام الدین ابو المؤید کے پیر تھے اُنسے ملاقات کرکے لاہور مین وارد ہوئے وہان سے دہلی مین
نزول اجلال فرمایا اور جب خاص و عام کا وہان اژدحام ہوا حضرت اس امر سے متنفر ہو کر اجمیر مین تشریف
لے گئے اور محرم کی دسوین تاریخ یعنی بروز عاشورہ ۵۶۱ھ پانسو اکسٹھ ہجری مین آن حضرت نے اس خطہ مین
نزول فرمایا اور سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بخنگ سوار جو صوفی مذہب تھے اور حلیہ تقوی
اور صلاح سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے سلک مین انتظام رکھتے تھے اور سلطان قطب الدین ایبک
نے آن حضرت کو اس شہر کا داروغہ کیا تھا شیخ کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور باعزاز و اکرام تمام پیش
آئے اور جو سید صاحب موصوف علم تصوف اور اصطلاحات صوفیہ سے نہایت واقف تھے خواجہ کی صحبت
غنیمت جانکر اکثر اوقات مجلس شریف مین حاضر ہوتے تھے اور پیر طریقت خواجہ کے انفاس کی برکت سے

دیکھا

اجمیر کے بہت کفار شرف ایمان سے مشرف ہوئے اور جو کہ دولت ایمان سے محروم رہے خواجہ کی محبت کو
دل مین جگہ دیکر ہمیشہ فتوح بشیمار آن حضرت کو پہونچاتے تھے اور شمس الدین التمش کے عہد مین خواجہ دو مرتبہ
اپنے مرید قطب الدین بختیار کاکی کے دیکھنے کے واسطے دہلی مین تشریف لے گئے دوسری مرتبہ جب دہلی سے
مراجعت فرمائی خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ نے نکاح کیا تفصیل اُس کی یہ ہو کہ سید وجیہ الدین محمد مشہدی المشہور بہ ن۱۰۲ وجیہ
خنگ سوار جو سید حسین مشہدی داروغہ اجمیر کے چچا تھے اُن کی ایک صاحبزادی جو حسن و جمال اور عفت کمال
رکھتی تھی جب وہ دختر بلند اختر حد بلوغ کو پہونچی سید صاحب چاہتے تھے کہ اُسے کسی خاندان بزرگ کے
حبالۂ نکاح مین لاؤن اس کی تلاش مین متردد تھے ایک شب سید السادات نے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ اُنسے فرماتے ہین اے فرزند وجیہ الدین حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ
وسلم کا یہ اشارہ ہو کہ یہ لڑکی خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کے حبالۂ نکاح مین لاکہ وہ واصلان درگاہ الٰہی
اور محبان خاندان رسالت پناہی سے ہی جب سید وجیہ الدین نے خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کو اس امر سے
آگاہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ میری عمر کا آفتاب لب بام ہو لیکن جو حضرت رسالت اور امام ہمام کا یہ اشارہ
ہو مجھے اطاعت کے سوا کچھ چارہ نہین اس کے بعد خواجہ نے اُس گوہر درج عفت کو شریعت مصطفوی کے موافق
اپنی سلک ازدواج مین منسلک فرمایا اور آفریدگار عالم نے اُس کے بطن سے دو فرزند کرامت فرمائے
اور خواجہ عیال داری کے سات برس بعد ماہ رجب کی چھٹی تاریخ ۶۳۲ھ چھ سو بتیس ہجری مین قید جسمانی سے
نجات پاکر عالم قدس کی طرف خرامان ہوے اور حضرت کا سن شریف ستانوے برس کا تھا اور بعد وفات
تمام بادشاہ آپ کے روضہ پر نذرین بھیجکر تبرک کے طلبگار ہوئے بخصوص جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی
کہ اور بادشاہون سے زیادہ تر آنحضرت سے اعتقاد رکھتا تھا اور عہد شاہی مین اپنے جیسا کہ مذکور ہوا
اکثر سنوات مین پیادہ اجمیر مین جاکر خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ اور سید حسن مشہدی مشہور بخنگ سوار کی زیارت
سے فیضیاب ہوتا تھا اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین مرقوم ہو کہ خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کے پیر یعنی
شیخ عثمان ہارونی شمس الدین محمد التمش کے عہد مین دہلی مین تشریف لائے اور شمس الدین نے جو آنحضرت
کا مرید تھا اُن کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور اس مدت مین خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ
اجمیر مین متوطن تھے اس صورت مین معلوم ہوا کہ ہندوستان مین پھر اُن سے ملاقات ہوئی یا نہوئی اور شیخ
عثمان ہارونی سے خوارق عادات بہت مشہور ہین ازانجملہ ایک یہ ہو کہ جب خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ اپنے پیر سے
رخصت لے کر بغداد کی سیر کو متوجہ ہوئے شیخ عثمان ہارونی نے اُن کی مفارقت سے بیتاب ہوکر خواجہ کی جستجو مین
اپنے مقام سے سفر اختیار کیا اور اُس سفر مین ایک مقام مین وارد ہوئے کہ آتش پرست وہان رہتے تھے اور
آتشکدہ بھی رکھتے تھے اور ہر روز سو خروار لکڑیان اُس مین جلاتے تھے اور شیخ عثمان ہارونی نے اُسکے
قریب ایک درخت کے سایہ مین نزول کیا اپنے خادم فخر الدین نام سے فرمایا کہ افطار کے واسطے روٹی

پکاوے خادم جب مغون کے پاس آگ لینے کو گیا اُنھون نے آگ نہ دی خادم نے پلٹ کر شیخ سے حقیقت حال عرض کی شیخ آتشکدہ کی سمت متوجہ ہوئے اور ایک مغ مختار نام جو نہایت بوڑھا تھا دیکھا کہ وہ ایک لڑکا سات برس کا آغوش مین لیے ہوئے آتشکدہ کے کنارے کھڑا ہی شیخ نے اُس سے فرمایا کہ یہ آگ ایک مشت پانی سے معدوم ہوتی ہی کس واسطے پوجتے ہو خدا کو جو خالق آگ کا ہی اُس کی پرستش کرو مغ نے جواب دیا کہ ہماری ملت مین آگ ایک وجود عظیم ہی اُسے کیونکر نہ پوجین شیخ نے فرمایا اتنی مدت سے کہ تم اِس آگ کی صدق دل سے پرستش کرتے ہو بھلا ہاتھ یا پانون اُس مین ڈال سکتے ہو کہ وہ نہ جلاوے مغ نے جواب دیا کہ خاصیت اُس کے جلانے کی ہی بھلا کسے یہ طاقت ہی جو اُس کے قریب جاوے **بیت**

اگر صد سال گبر آتش فروزد		چو یک دم اندرون افتد بسوزد	

شیخ نے جب یہ سنا جلد اُس کے فرزند کو اُس کے آغوش سے چھین کر آتشکدہ کی طرف دوڑے اور بعد بسم اللہ یہ آیہ کریمہ قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا علی ابراہیم پڑھ کر آگ مین داخل ہوئے یہ خبر منتشر ہونے سے تخمین چار ہزار مغ آتشکدہ پر آن کر شور و فغان کرنے لگے اور شیخ چار ساعت کے بعد مع طفل اُس آتشکدہ سوزان سے صحیح و سالم برآمد ہوئے چنانچہ اُن کے کپڑون مین بھی دھبا نہ پہونچا بعدہ مغون نے فراہم ہو کر اُس طفل سے پوچھا کہ اِس آتشکدہ مین تمھاری کیا حالت تھی اُس نے جواب دیا کہ ہم شیخ کی بدولت خوش اور بشاش گلزار کی سیر دیکھتے تھے آخرش آتش پرستون کے دل مین نور ایمان کا جوش زن ہوا سبھون نے شیخ کے قدم مبارک پر سر رکھا اور صدق دل سے مسلمان ہوئے اور شیخ نے اُن مین سے مختار کا نام عبد اللہ اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھکر اُن کی تربیت منظور نظر فرمائی اور دونون بزرگوار جملہ اولیا سے ہوئے +

ذکر سلطان العارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا

ابیات

آن نہنگ محیط نور خدا
کردہ اظہار حق پرستی خویش
بخدا محو در خفی و جلی
کشتۂ زخم خنجر تسلیم

غرقۂ لجۂ حضور خدا
شدہ از جان بہ لامکان واصل
قطب دین بختیار شیخ ولی
سینۂ عارفان ازو گلشن

رفتہ در لامکان ز ہستی خویش
کرد ہر دم ہزار جان حاصل
زندۂ جاودان ز فیض عمیم
دیدۂ عاشقان ازو روشن

واضح ہو کہ سلطان العارفین خواجہ قطب الدین فرزند خواجہ کمال الدین احمد اوشی کے ہین تولد آنحضرت کا قصبۂ اوش مین جو پرگنات ماوراء النہر سے ہی واقع ہوا جس وقت آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا آپ ڈیڑھ برس کے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ جو حلیۂ عفت اور زیور عصمت سے آراستہ تھین آپ کی

پرورش و پرداخت مین مصروف رہین اور کتاب خیر المجالس شیخ نصیر الدین اودھی مین لکھا ہی کہ جب آپ پانچ برس کے ہوئے آپ کے ہمسایہ مین ایک مرد نہایت پرہیزگار رہتا تھا آپ کی والدہ نے اُسے بلاکر تھوڑے خرمے یعنی چھوہارے ایک طباق مین رکھکر اپنے نورعین کو اُسی کے ہمراہ کیا اور یہ التماس کی کہ اس معصوم کو کسی معلم کے سپرد کردیجیے جب وہ لے چلا اثنائے راہ مین ایک پیر روشن ضمیر اہل دل سے دوچار ہوا اُسنے پوچھا کہ یہ لڑکا کس دودمان سے ہی ہمسایہ نے جواب دیا کہ اہل صلاح کے خاندان سے ہی لیکن باپ اسکا فوت ہوا اس کی والدہ نے مجھسے فرمایا ہی کہ اسے کسی مکتب مین لیجاکر کسی معلم کے سپرد کرون لہذا مین معلم کی تلاش مین نکلا ہون پیر نے فرمایا کہ تو یہ کام میرے سپرد کر مین اسے ایسے معلم کے پاس لیجاؤن کہ اُس کے انفاس کی برکت سے یہ لڑکا صاحب کمال ہو یہ کلام سنتے ہی ہمسایہ برغبت تمام راضی ہوا خلاصہ یہ کہ اُسنے قصبہ اوش مین ایک معلم جنکا اسم مبارک ابوحفص تھا باتفاق ہمسایہ لیجاکر خواجہ بختیار کو اُن کے سپرد کیا اور اُن سے فرمایا کہ یہ لڑکا جملہ اولیا سے ہوگا اسپر نظر شفقت اور تربیت مبذول فرمائیے گا بعد رخصت ہونے پیر کے ابوحفص نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار تھے جو تمکو اس مکتب مین لائے تھے آپ نے عرض کی مین نہین جانتا میری والدہ نے اس ہمسایہ کے سپرد کیا تھا کہ مجھے کسی معلم کے سپرد کرے یہ پیر اثنائے راہ مین ہمارا خضر ہوا اور آپ کی صحبت فیض موہبت سے مشرف کیا شیخ ابوحفص نے فرمایا وہ پیر دلپذیر حضرت خضر علیہ السلام تھے پھر خواجہ نے اُن معلم کی خدمت مین رہکر قرآن شریف اور آداب شریعت کے یاد کیے اور اخلاق ظاہری اور باطنی کی تہذیب مین مساعی جمیلہ کرکے علم طریقت سے نہایت سعادت حاصل کی اور جیسا کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی قدس سرہ کے ذیل حالات مین مذکور ہو اصفہان مین آنحضرت کی ملازمت مین شرفیاب ہوکر مرید ہوئے اور بعضی کتب کے سیاق کلام سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ بیس برس کے سن مین یہ قصبہ اوش مین خواجہ کی صحبت سے مستفیض ہوکر مرید ہوئے اور منقول ہی کہ آپ رات دن مین دوسو پچاس رکعت نماز ادا کرتے تھے علاوہ وظائف ہزار بار درود حضرت سرور کائنات کی روح پر فتوح پر ہر شب بھیجتے تھے اور اس ملک کے باشندون کو فیض پہونچاتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے منقول ہی کہ قصبہ اوش مین ایک بزرگوار خواجہ قطب الدین کے مریدون سے جن کا نام رئیس احمد تھا اور وہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے اُنھون نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ محل رفیع اور عالیشان ہی اور خلائق کا اُس کی اطراف مین بکثرت تمام ہجوم ہی اور ایک شخص نورانی چہرہ اور میانہ قد اُس محل مین جاتا ہی اور آتا ہی اور لوگون کا پیغام لے جاکر اُس کا جواب لاتا ہی رئیس احمد نے اُس وقت ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہین اور یہ بارگاہ کس عالی جاہ کی ہی کہا اس قصر عالی مین حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات رونق افزا ہین اور یہ عبد اللہ بن مسعود ہین کہ پیغام نام بنام پہونچاتے ہین یہ سنتے ہی قبل حد

نے عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ التماس کی کہ میری طرف سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین عرض کیجیے کہ فلان شخص حضرت کے دیدار فائض الانوار کا مشتاق ہی اُس کے بارہ مین کیا حکم نافذ ہوتا ہی عبداللہ بن مسعودؓ محل مین جاکر یہ جواب لائے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ابھی تجھ مین ہمارے دیکھنے کی لیاقت اور قابلیت نہین ہی جا ہمارا اسلام قطب الدین کو پہونچانا اور یہ کہنا کہ کیا سبب ہی وہ تحفہ جو ہر شب ہمارے واسطے بھیجتے تھے تین رات سے نہین پہونچتا ہی رئیس احمد جب خواب سے بیدار ہوا خواجہ بختیار کی خدمت مین جاکر صورت حال ظاہر کی شیخ سمجھے کہ مجھ سے تقصیر ہوئی اور وہ یہ امر تھا کہ اُن دنون مین آپ کی والدہ کو معلوم تھا کہ خواجہ سفر کا ارادہ رکھتا ہی اس وجہ سے وہ بہ تکلف تمام ایک دختر صالحہ جو جمال باکمال رکھتی تھی آپ کے سلک ازدواج مین لائین اور خواجہ نے بمقتضاے بشریت اس سے ایک محبت بہم پہونچا کر تین شب ورد فوت کیا تھا اُسی وقت اُس عورت کو طلاق دی اور بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور وہان کے عارفون سے ملاقات کر کے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی کی صحبت مین حاضر ہوکر فیض حاصل کیا اور جب اس عرصہ مین شیخ جلال الدین تبریزی دوبارہ خراسان سے بغداد مین آئے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دیکھکر نہایت اتحاد اور محبت بہم پہونچائی اور شیخ نے خواجہ قطب الدین کو خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی خبر سے آگاہی بخشی کہ آن حضرت خراسان سے ہندوستان کی طرف تشریف لے گئے ہین اب بلدۂ دہلی مین رونق افزا ہین خواجہ قطب الدین اپنے پیر کی اشتیاق ملازمت سے نہایت بیقرار ہوکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ کو آن حضرت کی مفارقت گوارا نہوئی ہمراہ ہوئے اور دونون بزرگوار سیر کرتے ہوئے ملتان مین پہونچے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی صحبت مین چندروز بسر کیے اور شیخ فریدالدین گنج شکر کہ ابتداے حال اُن کا تھا اسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور آن حضرت کی محبت کا رشتہ اپنی کمر جان مین باندھ کر شرف ارادت اور بیعت سے سرافراز ہوئے اور جو اندنون مین ترکان بے ایمان دفعۃً خطا اور ختن کی طرف سے تاخت لائے اور ملتان کے قلعہ کو محاصرہ کیا سلطان ناصرالدین قباچہ حاکم ملتان نے اُن کے مدافعہ قیام کیا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے دعا اور ہمت اور استعانت کا طلبگار ہوا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ایک تیر طلب کر کے ناصرالدین قباچہ کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ مغرب کی نماز کے وقت برج حصار پر برآمد ہوکر یہ تیر چلہ کمان مین جوڑ کر کفار کی طرف پھینکنا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنا جب ناصرالدین قباچہ نے بوقت معین وہ تیر خانۂ کمان مین رکھکر برج قلعہ پر سے اُس جماعت کی طرف پھینکا اُس کے گرتے ہی خدا کے حکم سے اُسی شب کو وہ قوم شوم اُس بوم سے ایسی مفقود اور معدوم ہوئی کہ کسی نے اُنکا نشان نہ دیا کہ کیا ہوئی اسوقت دونون بزرگوار عازم سفر ہو کے شیخ جلال الدین

تبریزی غزنین کی طرف گئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی کی سمت متوجہ ہوئے ہر چند ناصر الدین
قباچہ نے عجز و زاری کی کہ خواجہ ملتان مین سکونت پذیر ہون قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ یہ مقام
عالم غیب سے شیخ بہاء الدین زکریا کے ذمہ کیا گیا ہی اور علاوہ اس کے مین اپنے شیخ طریقت
و حقیقت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی بلا اجازت کسی مقام مین آرام و قیام نہین کرسکتا الغرض
خواجہ لاہور کے راستہ سے جب دہلی کے اطراف مین پہونچے پانی کی فراوانی کے سبب کیلو کہری
مین وارد ہوئے اور عریضہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت مین کہ ان دنون اجمیر مین تشریف
رکھتے تھے ارسال کیا کہ مین آپ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہون اگر ارشاد و فیض رشاد
ہووے اُس جناب کی قدمبوسی سے مشرف ہون خواجہ معین الدین محمد چشتی نے جواب لکھا کہ
قرب روحانی کو بعد مکانی مانع نہین ہو آپ بخیر و عافیت وہین رہین انشاء اللہ تعالےٰ چند روز کے بعد
بارادت الٰہی اُس طرف متوجہ ہو کر ملاقات کرونگا اور لیتے ہین کہ شمس الدین التمش بادشاہ جب خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی کے آنے سے خبردار ہوا لوازم شکر الٰہی بجا لایا اور چاہا کہ اس جناب کو شہر مین
لاکر متوطن کرون آنحضرت نے اُس وقت مین پانی کی نایابی کا عذر کیا اور شہر کا رہنا قبول نہ کیا اور شیخ الاسلام
شیخ جمال الدین محمد بسطامی نے کہ بزرگان دین سے اور دہلی کے شیخ الاسلام تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
سے اعتقاد کمال بہم پہونچایا اور شیخ محمد عطا معروف بہ حمید الدین ناگوری جنھون نے بغداد مین خواجہ کو دیکھا
تھا وہ بزرگوار بھی اُس جناب سے ارادت صادق پیدا کرکے اکثر اوقات خدمت مین حاضر رہتے
تھے اور شمس الدین التمش نے التزام کرلیا تھا کہ مین ہفتہ مین دو بار شیخ کی زیارت سے فائض ہو کر
فیوض حاصل کرون اور اسی طرح سے دہلی کے اعلےٰ وادنےٰ شیخ کی ملازمت کے بارادت تمام خواہان
ہوئے اور شہر سے کیلو کہری تک راہ ہردم آنے جانے والون سے بھری رہتی تھی اس واسطے
شمس الدین التمش نے خلق اللہ کی آسائش اور آرام کے واسطے شیخ کو پھر شہر مین آنے کی تکلیف
دی اس مرتبہ جب اصرار اور مبالغہ حد سے گذرا شیخ نے قبول کیا اور شہر کے قریب مسجد عز الدین مین
استقامت فرمائی اور اُس زمانے مین شیخ بدر الدین اُس جناب کی شرف بیعت اور خرقہ پاک سے
مشرف ہوئے اور عمر عزیز آپ کی صحبت مین بسر کرکے کمالات حاصل کیے اور جو کہ اُن دنون مین شیخ
جمال الدین محمد بسطامی جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوئے تھے شمس الدین التمش نے خواجہ کو منصب شیخ
الاسلامی کی تکلیف دی اور جب شیخ نے قبول نہ فرمایا شیخ نجم الدین صغرے کو اس منصب سے خصوصیت
بخشی شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے نے خلائق کے رجوع ہونے سے کہ خواجہ کی خدمت مین ہر وقت
ہجوم رکھتے تھے زنگ حسد کا اپنے دل صفا منزل مین پیدا کیا اور آنحضرت سے یک گونہ سوء مزاجی
بہم پہونچائی اور از اتفاقات حسنہ سے انھین دنون مین خواجہ معین الدین محمد چشتی نے خطۂ اجمیر سے

دہلی مین آن کر خواجہ کی خانقاہ مین نزول فرمایا اور خواجہ نے خوشحال ہوکر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اور چاہا کہ شمس الدین التمش کو خواجہ کی تشریف آوری سے آگاہی بخشئے خواجہ مانع ہوئے اور فرمایا مین فقط تمھارے دیکھنے کو آیا ہون اور دو تین روز سے زیادہ نہ رہون گا اور چونکہ آن حضرت کو خاص و عام کا اژدحام خوش نہ آتا تھا اور شہرت سے ہراسان اور گریزان تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے سکوت اختیار کیا اور اپنے پیر کی رضامندی اور خوش دلی مین کوشش فرمائی لیکن باوجود اس حال کے شہر کی تمام خلقت ہجوم کر کے شیخ کی زیارت کو حاضر ہوئی مگر شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے جو خواجہ قطب الدین سے حسد رکھتے تھے ایسے مہمان عزیز کی ملاقات کو نہ آئے خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ چونکہ خراسان مین شیخ نجم الدین صغرے کے ساتھ نسبت اتحاد اور محبت رکھتے تھے اشتیاق غالب ہوا اُن کے دیکھنے کو خود تشریف لے گئے اور شیخ نجم الدین اُن روز ون مزدورون سے کچھ کام عمارت کا لیتے تھے شیخ کا استقبال جیسا کہ چاہیئے بجا نہ لائے اور خواجہ بھی بمقتضاے بشریت اُن سے آزردہ ہوئے کہا اے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے تجھے کیا ہوا ہے جو تو نے اپنا مزاج ایسا متغیر کیا ہے ظاہرا معلوم معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلامی کی جاہ نے تجھے غرور کے چاہ مین ڈالا ہے شیخ نجم الدین یہ کلام سنکر متنبہ ہو کر بمعذرت پیش آئے اور کہا کہ مین اُسی طرح سے آپ کا مخلص ہون جیسے پیشتر سر آپ کے قدم مبارک پر گھستا تھا اب آپ نے اپنے ایک مرید کو اس شہر مین متوطن کیا ہے تمام خلائق اُس سے رجوع ہوتی ہے اور کوئی شخص ہماری شیخ الاسلامی کو ایک برگ سبز کے عوض نہین خریدتا ہے خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ نے جب یہ کلام شکایت انجام سُنا متبسم ہو کر فرمایا اے شیخ خاطر جمع رکھ کہ مین قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجمیر لیجاتا ہون یہ کہکر اُن کے مکان سے بر آمد ہوئے ہر چند شیخ نجم الدین طعام ماحضر کے مصر ہوئے قبول نہ کیا اور کہتے ہین انھین دنون مین شیخ فرید الدین شکر گنج عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور مکہ مدینہ سے مراجعت کر کے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت مین رہتے تھے بذریعہ خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین محمد چشتی کی دست بوسی سے شرفیاب ہوئے اور خواجہ نے فرمایا اے بابا بختیار تم شاہ باز عظیم القدر کو قید مین لائے ہو کہ سدرۃ المنتہا کے سوا آشیان نہ لگاویگا اور فرید وہ شمع ہے جو درویشون کے خانوادہ کو روشن کریگا اور انھین دنون مین خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ اجمیر کی طرف تشریف لیگئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اپنے پیر کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے شہر کی خلقت یہ خبر سُنکر اضطراب مین مبتلا ہوئی اور ہر ایک محلہ سے شور ماتم بپا ہوا اہل دین درد و اندوہ کے ہمقرین ہوئے اور خواجہ کے پیچھے روانہ ہوئے جس مقام مین آپ کے قدم مبارک کا نشان پاتے تھے وہان کی خاک تبرکاً تیمناً اُٹھاتے تھے اور خواجہ معین الدین محمد چشتی نے یہ مشاہدہ کر کے فرمایا بابا قطب الدین بختیار کاکی لوگ تیری مفارقت سے پریشان اور آزردہ خاطر ہین اتنے قلوب کی خرابی اور خستہ حالی مجھے منظور نہین تم اسی مقام مین

بود و باش اختیار کرو کہ اس شہر کو اور تجھے خدا کی حفظ و حمایت مین چھوڑا اور بعضے راویون سے یہ منقول ہی کہ شمس الدین التمش خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی روانگی سے جب مطلع ہوا آدمی متواتر خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کی خدمت مین بھیجکر بمنت تمام خواجہ قطب الدین کی بازگشت کی التماس کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی آخر عمر مین قرآن شریف حفظ کر کے ہر روز دو بار کلام مجید ختم کرتے تھے اور مال دنیوی سے ایک پیسا نگاہ نرکھتے تھے اور آخر کو تاہل بھی فرمایا یعنے ایک بی بی کو اپنے عقد مین لائے اُس کے بطن مبارک سے دو فرزند پیدا ہوئے ایک کا نام شیخ احمد اور دوسرے کا شیخ محمد رکھا اور شیخ محمد سات برس کی عمر مین فوت ہوا اور اُس کی مان حرم سرا مین نوحہ و زاری اور گریہ و بیقراری کرتی تھی اور خواجہ قطب الدین نے شیخ بدرالدین سے پوچھا کہ یہ آواز پرسوز آج ہمارے مکان سے کیسی برآمد ہوئی ہی سبب کیا ہی شیخ نے عرض کی شیخ محمد نے رحلت کی اُس کی والدہ گریہ و زاری کرتی ہی خواجہ قطب الدین نے یہ سانحہ سنتے ہی کف افسوس ملکر فرمایا اگر مجھے رحلت فرزند سے خبر ہوتی اس کی تندرستی کے واسطے حضرت شافی مطلق سے استدعا کرتا لیکن جو کہ یہ امر مقدر ہو چکا تھا مجھے معلوم نہوا یہ کہا اور اُس کی والدہ کو ماتم اور جزع فزع سے ممانعت کی اور خود مشغول بہ مراقبہ ہوئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اس سبب سے کہتے ہین کہ جب خواجہ نے دہلی مین سکونت اختیار کی کسی سے کچھ نہ لیتے تھے اور گاہے ماہے کوئی شخص ازروے اخلاص اگر نذر لاتا تھا حضرت اُسے قبول کر کے اُسی وقت فقرا اور مساکین پر تقسیم کرتے تھے مال دنیا سے کچھ اپنے پاس نرکھتے تھے مشہور ہی کہ اُن دنون مین خواجہ کے مکان مین نو آدمی زن اور فرزند اور خادمہ سے تھے اور آپ کے ہمسایہ مین ایک بقال مسمی شرف الدین تھا اُسکی زوجہ خواجہ کی بی بی کے پاس بسبب رابطہ ہمسائگی کبھی کبھی آتی تھی جس وقت حضرت کے گھر مین قسم از وقہ سے کوئی چیز موجود نہوتی تھی اور ایک دو فاقہ کی نوبت پہونچتی تھی خواجہ کی زوجہ بقال کی عورت سے بمقدار نیم تنگہ یا کم زیادہ قرض لے کر اپنے فرزندون اور متعلقون کی قوت مین صرف کرتی تھین اور خواجہ کو اس معاملہ سے خبر نہ تھی اور جس وقت غیب سے کچھ پہونچتا تھا بی بی قرض ادا کرتی تھین ایک دن شرف الدین بقال کی زوجہ نے اثناے کلام مین خواجہ قطب الدین کی بی بی سے یہ بات کہی کہ میرے سبب سے تمھارا نباہ ہوتا ہی اگر مین نہون تم سب فاقہ کشی سے ہلاک ہو جاؤ بی بی کو یہ کلام نہایت ناگوار ہوا اور اپنے دل مین یہ عہد کیا کہ اب مین اس سے ہرگز قرض نہ لونگی ایک دن بی بی نے کسی تقریب سے یہ امر خواجہ کی سمع مبارک مین پہونچایا اور خواجہ یہ سنکر نہایت متاثر ہوئے کچھ دیر مراقبہ مین جاکر سر اُٹھا کر بی بی سے ارشاد کیا کہ خبردار آیندہ پھر قرض نہ لینا اور ضرورت کے وقت حجرہ کے طاق سے بسم اللہ کہکر گردے کاک یعنی چپاتی جس قدر درکار ہو لے کر اپنے فرزندون اور جسے مطلوب ہو اُن کے صرف مین

لایا کرو اس دن سے خواجہ کی زوجہ ہمیشہ بوقت حاجت اس طاق سے گرما گرم مانڈے برآوردہ کر کے
لوگون کو تقسیم کرتی تھین ظاہرا خواجہ خضر علیہ السلام وہ مائدہ پہونچاتے تھے اب بھی اسی طرح آن حضرت
کے مقبرہ مین روٹیان پکا کر مسافرون اور مجاورون کو دیتے ہین اور ہندی نان تنک کو کاک کہتے ہین
اور شیخ نظام الدین اولیا اپنے پیر شیخ فرید الدین شکر گنج سے نقل کرتے ہین کہ خواجہ قطب الدین
بختیار نے شروع حال مین قصبۂ اوش سے مسافرت اختیار کی اور ایک شہر مین پہونچکر چند روز
وہان مقیم ہوئے اور اس شہر کے باہر ایک مسجد اور ایک مینار تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کو
یہ خبر پہونچی تھی کہ جس وقت کوئی شخص گوشہ خالی مین دوگانہ ادا کرے اور آخر شب مین فلان دعا
پڑھے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے البتہ اسے ملاقات نصیب ہو اس لیے خواجہ آخر شب کو
اس مسجد مین گئے اور دوگانہ بجا لا کر وہ دعا پڑھی جب کسی شخص کو نہ دیکھا مایوس ہو کر مسجد سے برآمد ہوئے
جب مسجد کے دروازہ پر پہونچے ایک پیر نورانی چہرہ سے دوچار ہوئے اس پیر روشن ضمیر نے فرمایا یہان
کیا کرتے ہو خواجہ نے حقیقت حال مشروحاً بیان کی پیر نے فرمایا تو دنیا طلب کرتا ہے خواجہ قطب الدین
نے فرمایا نہین پیر نے فرمایا کہ کچھ دنیا ضروری ہے کہا نہین کہا پھر تو خواجہ خضر کو کس واسطے طلب کرتا ہے
وہ بھی مانند تیرے سرگردان ہے لیکن اس شہر مین ایک مرد ہے وہ حق سبحانہ تعالے سے ایسا مشغول
ہے کہ سات مرتبہ خضر اسکی زیارت کو گئے بار نہ پایا خلاصہ یہ کہ وہ دونون بزرگوار اس گفتگو مین تھے کہ ایک
پیر اور گوشہ مسجد سے برآمد ہوئے اور پیر اول نے ہاتھ خواجہ قطب الدین کا پکڑ کر اس پیر کی طرف
توجہ کی اور کہا یہ مرد نہ دنیا چاہتا ہے اور نہ اس پر کچھ قرض ہے مگر آپ کی صحبت کی آرزو رکھتا ہے خواجہ
قطب الدین یہ سنکر نہایت محظوظ ہوئے کہ خواجہ خضر علیہ السلام کو پایا اور سمجھے کہ پیر اول رجال الغیب
مین سے ہے اور پیر ثانی خضر علیہ السلام ہین پھر وہ دونون بزرگوار نظر سے غائب ہوگئے اور نیز حضرت
نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کے دل مین مدت مدید سے یہ آرزو
تھی کہ شہر دہلی کے اطراف مین ایک حوض یعنی تالاب بناؤن تو خلایق پانی کی عسرت سے نجات پاوے
اتفاقاً ایک شب کو شمس الدین التمش نے خواب مین دیکھا کہ خواجۂ کائنات اور خلاصہ موجودات علیہ و
علی آلہ الصلوات والسلام ایک مقام مین گھوڑے سوار کھڑے ہین اور فرماتے ہین اے شمس الدین اگر تو
تالاب بنانے کی نیت رکھتا ہے تو اس مقام مین جہان مین ایستادہ ہون تالاب تیار کر شمس الدین التمش
اس بشارت فیض اشارت سے نہایت خوش ہوا جب خواب سے بیدار ہوا اس مقام کو کہ حضرت رسالت پناہ
نے ارشاد فرمایا تھا خوب ذہن نشین کر کے آدمی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا
کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہے اگر ارشاد ہو تو خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرون اور چونکہ یہ امر خواجہ کو بھی منکشف
ہوا تھا جواب دیا مین اس مقام مین کہ حضرت رسالت پناہ نے تالاب کی تیاری کے بارہ مین ہدایت

فرمائی ہی جاتا ہون آپ بہت جلد تشریف لائین تو بہتر ہی جب بادشاہ شمس الدین التمش نے خواجہ کا جواب سُنا فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر خواجہ کے مکان کی طرف بسبیل استعجال روانہ ہوا تاکہ اُنسے ملکر مقصدیاب ہو خادمون نے شمس الدین التمش سے عرض کی کہ شیخ فلان مقام مین تشریف لے گئے ہین شمس الدین بسرعت تمام روانہ ہوا اور خواجہ کو اُس مقام مین مشغول نماز دیکھا اور بعد فراغ نماز شمس الدین التمش خواجہ کی دست بوسی سے مشرف ہوا اور یہہ بھی منقول ہی کہ جس مقام مین شمس الدین التمش نے حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم کو سوار دیکھا تھا حضرت کے گھوڑے کے سُم کا نشان ظاہر تھا اور بعد ایک لحظہ کے اُس نشان سے پانی نمود ہوا چنانچہ اُسی مقام مین تالاب تیار کرکے حضرت کے گھوڑے کے نشان سُم پر چغہ اور ایک گنبد تعمیر کیا اور اُن دونون مین اُس حوض سے ایک چشمہ سا رسم پہونچا کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہی اور اکثر باغات اُس چشمہ سے سیراب ہوتے ہین اور امیر خسرو دہلوی نے اس حوض اور چشمہ کی تعریف مثنوی قران السعدین مین تحریر فرمائی ہی اور اکثر مشائخ دہلی کے حق کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حوض کنارے ذکر حق مین مشغول ہوئے اور کہتے ہین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ایک روز اُس مسجد مین جو لنگر شمس الدین التمش کے پہلو مین تالاب مذکور کے متصل واقع ہی بیٹھے تھے اور شیخ حمید الدین ناگوری اور خواجہ محمود موئینہ دوز اور شیخ بدر الدین غزنوی اور تاج الدین منور بھی حاضر تھے اس اثنا مین حوض کے کنارے ایک شتر سوار کبود پوش چہرہ لپیٹے پیدا ہوا اور اونٹ سے اُتر کر کپڑے اُتار کر حوض مین داخل ہوا اور بعد غسل تالاب سے بر آمد ہو کر دو رکعت نماز ادا کی پھر مسجد کی طرف متوجہ ہوکر لوگون کو آواز دی کہ تم کون ہو تاج الدین منور نے جواب دیا کہ ہم درویش خدا پرست ہین اُس نے پھر آواز دی کہ ای تاج الدین منور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو میرا سلام پہونچا اور کہہ ابوسعید دمشقی جو نیاز مندی مین مخصوص ہی خواجہ قدس سرہٗ نام ابوسعید دمشقی کا سنتے ہی مع درویشان ہمراہی اُن کی ملاقات کو روانہ ہوے جب اُس مقام مین پہونچے کچھ اثر اور نشان نہ دیکھا معلوم ہوا کہ رجال الغیب سے تھا منقول ہی کہ ایک شاعر ناصری تخلص ماوراء النہر سے دہلی مین آن کر خواجہ قطب الدین کے مکان پر وارد ہوا اور آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوکر یہ عرض کی کہ مین نے ایک قصیدہ شمس الدین التمش کی مدح مین کہا ہی امیدوار دعا ہون کہ اس کا صلہ خوب پاؤن خواجہ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر فرمایا انشاء اللہ تعالے انعام خوب پاوے گا ناصری نے شمس الدین التمش کے دربار مین جاکر وہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا کہ جس کا مطلع یہ ہی

بیت

ای فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ　　تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ

شمس الدین التمش اُس وقت دوسری طرف متوجہ تھا ناصری نے مضطرب ہوکر خواجہ کو شفیع لاکر ہمت چاہی فوراً بادشاہ ناصری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پڑھ

بیت

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ | تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ

ناصری نے جب دیکھا کہ باوجود مشغولی اور سمت کے شاہ نے ایکبار مطلع سنکر یاد رکھا پھر تو خوش ہو کر تمام قصیدہ پڑھا شمس الدین التمش نے فرمایا کہ ایکبار اسے اور پڑھ جب پھر پڑھا پوچھا کہ اس قصیدہ مین کتنے شعر ہین عرض کی ترپن شمس الدین التمش نے حکم کیا کہ ترپن ہزار تنکہ نقرہ ناصری کو دیوین اور ناصری وہ زر خطیر لیکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ صلہ حضرت کے انفاس کی برکت سے دستیاب ہوا امیدوار ہون کہ یہ سب روپیہ حاضر ہی اگر سب نہین قبول ہوتا تو اس مین سے نصف فقرا کو تقسیم فرماوین خواجہ نے قبول نہ کیا فرمایا سب تجھے ارزانی ہوا اور منقول ہی کہ ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خواجہ قطب الدین علی سجستانی کی خانقاہ مین تشریف لے گئے اُس وقت محفل سماع برپا تھی اور قوال یہ بیت گاتا تھا بیت

کشتگان خنجر تسلیم را | ہر زمان از غیب جانی دیگر است

خواجہ کے مزاج مین ایسا تغیر ظاہر ہوا کہ بیہوش ہو گئے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی کہ حاضر تھے خواجہ قطب الدین کو مکان مین لائے اور اُن قوالون کو جو یہ بیت پڑھتے تھے حاضر کر کے اس بیت کی تکرار کا حکم کیا اور خواجہ وجد فرما کر پھر حال مین مستغرق ہو گئے اور تین شبانہ روز یہ حالت رہی اور آنجناب کا تمام اندام اور بند بند نادرست ہوا چنانچہ شب دوشنبہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ سنہ ۶۳۴ چھ سو چونتیس ہجری مین سر مبارک شیخ حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھا اور قدم شیخ بدر الدین غزنوی کی آغوش مین رکھے اتنے مین آپ کی حالت دگرگون ہوئی اُس وقت شیخ حمید الدین ناگوری نے عرض کیا کہ حال مخدوم کا دگرگون ہی خلافت کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہی شیخ قطب الدین باوجود اس کے کہ اولاد اکبر موجود تھی اور اس کے سوا اور مشائخ حاضر تھے فرمایا کہ وہ خرقہ جو مجھے خواجہ معین الدین محمد چشتی سے پہنچا ہی مع مصلاے خاص اور عصا اور نعلین چوبین شیخ فرید الدین گنج شکر کو کہ خلافت ساتھ اُن کے تعلق رکھتی ہی پہونچاؤ یہ فرمایا اور عالم فنا سے رحلت کی منقول ہی کہ شیخ فرید الدین گنج شکر اُس وقت قصبہ ہانسی مین متوطن تھے اور جس شب کو خواجہ رحلت کرین گے اُسی دم اُن پر کشف ہوا علی الصباح دہلی کی سمت روانہ ہوئے اور ایک درویش کو کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بعد رحلت خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر کی اطلاع کے واسطے روانہ کیا تھا وہ نصف راہ قصبہ مین حضرت فرید الدین گنج شکر کی زیارت سے مشرف ہوا اور شیخ حمید الدین ناگوری کا مکتوب حوالہ کیا شیخ فرید الدین گنج شکر اُس کا مضمون پڑھ کر مطلع ہوئے وہان سے بسبیل استعجال روانہ ہوئے اور تیسرے دن خواجہ کے مزار پر حاضر ہو کر لوازم زیارت بجا لائے اُس وقت شیخ بدر الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی نے خرقہ اور مصلا اور عصا اور نعلین چوبین حسب وصیت حضرت کے انھین سپرد کین اور شیخ فرید الدین گنج شکر اسی

تھے

مصلا کو بچھا کر دوگانہ بجالائے اور خواجہ قطب الدین کے مکان پر جاکر سب کو امر بصبر فرمایا اور ایک ہفتہ وہان رہکر خواجہ کے متعلقون کو سمجھاتے رہے اور حضرت نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی عید کے روز نماز دوگانہ ادا کر کے ایک مقام مین جہان اُن کی قبر ہو وارد ہوئے اور اُس زمین کو مصفا اور قبر سے خالی دیکھکر ایک لحظہ اُس مقام مین ایستادہ ہو کر متامل ہوئے اور درویش جو حضرت کے ہمراہ تھے اُنھون نے خواجہ سے یہ عرض کی کہ آج روز عید ہو اور ایک خلقت آپ کی ملازمت کی تمنا رکھتی ہو سبب توقف کا کیا ہو خواجہ نے ارشاد کیا کہ مجھے اس زمین سے بوے محبت آتی ہو ایک ساعت تم میرے ساتھ یہان ٹھہرو یہ فرماکر خواجہ نے اس زمین کے مالک کو طلب کیا اور مال حلال سے وہ زمین خرید کر کے اپنے مدفن کے واسطے معین کی اور بعد وفات حسب وصیت لوگون نے آپ کو اُسی قطعہ زمین مین دفن کیا ✦

ذکر سلطان المشائخ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز کا

ابیات

گل گلزار انوار معانی	در دریاے گنج لامکانی ✦	مئے وحدت زجام عشق خورده
قدم در عالم لاہوت برده	بملک فقر شاہنشاہ مسعود	فرید الدین ملت شیخ مسعود

حضرت کے جد امجد مشہور فرخ شاہ ملک کابل کے حاکم تھے اور آپ کے پردادا الاکبر شیخ کمال الدین سلیمان سلطان شہاب الدین غوری کی عہد سلطنت مین کابل سے ملتان مین آئے اور بادشاہ نے قصبہ کھوتوال جو ملتان کے قریب ہو آپ کو مرحمت کیا اور کمال الدین سلیمان نے وہان متوطن ہو کر وجیہ الدین خجندی کی بیٹی جو زیور عفت اور حلیۂ عصمت سے آراستہ تھی اپنے عقد ازدواج مین لائے اور اُس عفیفہ کے بطن مبارک سے تین فرزند متولد ہوئے بڑے بیٹے کا نام فرید الدین محمود اور منجھلے کا اسم فرید الدین مسعود اور چھوٹے کا حبیب الدین المشہور بہ متوکل تھا اور شیخ فرید شہور ۵۸۴ھ پانسو چوراسی ہجری مین قصبہ کھوتوال مین پیدا ہوئے کہتے ہین ایک شب کو شیخ کی والدۂ ماجدہ نماز تہجد مین مشغول تھین ایک چور آپ کے مکان مین آیا جب اُس چور کی نگاہ اُس عفیفہ پر پڑی وہ چور فوراً نابینا ہوا اور چاہا کہ نکل جاؤن راہ نہ سوجھی آواز دی کہ مین اس مکان مین چوری کو آیا تھا یہان کون شخص ہو کہ جس کے نور باطن سے اندھا ہوا اب مین عہد کرتا ہون کہ اگر آنکھین میری روشن ہوجاوین تو عمر بھر چوری نہ کرونگا اور کفر سے اسلام مین داخل ہونگا شیخ کی والدہ نے جب یہ سُنا اُس کے بینائی کے واسطے درگاہ مجیب الدعوات مین دُعا کی چنانچہ تیر دُعا کا قبولیت کے نشانہ سے مقرون ہوا یعنے وہ چور بینا ہوا اور اپنا راستہ لیا اِس حال سے سواے اُس رابعہ وقت کے کسی کو خبر نہ تھی چور نے صبح کو شب کا ماجرا اپنے اہل و عیال سے بیان کیا اور ایک ہانڈی دہی کی سر پر لے کر اُن بی بی صاحبہ کی خدمت مین جاکر احوال شب کا بیان کیا اور عرض کی کہ مین

حسب وعدہ حاضر ہوا ہون کہ شرف اسلام سے مشرف ہون یہ کہکر کلمہ شہادت زبان پر جاری کرکے دین اسلام باعتقاد تمام قبول کیا اور نام اُس کا عبداللہ ہوا اور مدت عمر خدمت مین مصروف رہا چنانچہ ابتک قبر اُس کی اُسی قصبہ مین ہے اور لوگ اُس کی زیارت سے تبرک پاتے ہین اور شیخ فریدالدین مسعود کے والد اور اُن کے بڑے بھائی اعزالدین کا مزار بھی اُس قصبہ مین موجود ہے اور نقل ہے کہ شیخ اٹھارہ برس کے سن مین قبۃ الاسلام ملتان مین مولانا منہاج الدین ترمذی کی خدمت مین کتاب نافع جو فقہ مین ہے پڑھتے تھے اور کلام اللہ حفظ کرکے رات دن مین ایک بار ختم کرتے تھے اور اُسی مسجد مین رہتے تھے اُن دنون مین ایک بار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُس مسجد مین آن کر دو رکعت نماز پڑھی اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی جونہین نظر آن حضرت کے چہرۂ نورانی پر پڑی دل سے حضرت کے عاشق ہوئے اور سر آپ کے قدم مبارک پر رکھا خواجہ نے پوچھا کہ تمھاری بغل مین کون کتاب ہے عرض کی کتاب نافع فقہ خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے یہ تمھین نافع ہوگی اور شیخ دست ارادت خواجہ کے دامن مین مستحکم کرکے ملتان مین رہے اکثر اوقات آنجناب کی صحبت مین فیضیاب ہوتے تھے اور جب خواجہ دہلی کی طرف متوجہ ہوئے یہ بھی ہمراہ رکاب روانہ ہوئے خواجہ نے فرمایا بابا فرید اس ترک تجرید مین بھی چندروز علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول رہ اور بعد اس کے دہلی کی طرف آن کر میری صحبت مین قیام کر بزرگان نے کہا ہے کہ زاہد بے علم مسخر شیطان ہوجاتا ہے بابا فرید وفور محبت سے تین منزل ہمراہ گئے بعد اس کے رخصت ہوئے اور اپنے پیر کے حکم کے موافق قندھار مین جاکر پانچ برس علوم تحصیل کیے من بعد شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ سعیدالدین حموی اور شیخ بہاءالدین زکریا اور شیخ اوحدالدین کرمانی اور شیخ فریدالدین محمد عطار نیشاپوری کی شرف ملازمت مین مشرف ہوکر ہر ایک سے ایک فیض حاصل کیا اور شیخ سیف الدین خضری نے اُن سے فرمایا کہ اے فرزند جب تو اس راہ مین سب سے بیگانہ ہوگا تب خدا سے یگانہ ہوگا بیت

تا خانۂ دل خالی از اغیار نیابی	بام و در این خانۂ پر از یار نیابی

اور شیخ سعیدالدین حموی اور شیخ بہاءالدین زکریا ان سے یہ ارشاد کرتے تھے کہ اے فرزند پردہ پوشی درویشی ہے نہ خرقہ پوشی اور خرقہ پوشی اس شخص کو حق ہے جو برادر مسلمان کا عیب چھپائے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُن سے فرمایا کہ اے بھائی جب تک اس راہ مین دل سے نہ چلیگا قدم سیدھا نہ پڑیگا اور جبتک پاچشم تر نہوگا تب تک خلشا مقام قرب مین نہ پہونچیگا اور یہ رباعی شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے نتایج انفاس متبرکہ سے ہے

رباعی

گیرم کہ بہ شب نماز بسیار کنی	در روز دواے شخص بیمار کنی
تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ تہی	صد خرمن گل بر سر یک خار کنی

کہتے ہین کہ شیخ فرید جب سفر سے مراجعت کر کے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کو دہلی مین آئے
خواجہ اُن کے آنے سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور غزنین کے دروازے کے قریب اُنکے
واسطے ایک حجرہ معین فرمایا اور اُن کی تربیت اور تہذیب مین مشغول ہوئے اور بابا فرید قدس سرہ بخلاف
دوسرے مریدون شیخ بدرالدین غزنوی و شیخ احمد نہروالی کے دو ہفتہ بعد حضرت قطب صاحب کی زیارت
کو حاضر ہوتے اور وہ لوگ اکثر اوقات خواجہ کی خدمت مین رہتے تھے اور جب شیخ کا شہرہ حد سے
زیادہ ہوا اور خلقت ہجوم لاکر آن حضرت کی اوقات کے مزاحم حال ہوئی آپ خواجہ سے رخصت ہو کر
قصبہ ہانسی مین گئے اور اُس مقام مین سکونت کر کے خواجہ کے بعد انتقال دہلی مین آئے اور خواجہ
کی خرقہ اور عصا اور مصلا سے اختصاص پاکر خواجہ کی خانقاہ مین استقامت فرمائی لیکن بعد ایک
ہفتہ کے جمعہ کے روز بہ نیت نماز خانقاہ سے برآمد ہوئے تھے کہ ایک مجذوب سرہنگا نام جو ہانسی
مین اکثر شیخ کی صحبت مین مشرف ہوتا تھا دہلیز خانہ مین ایستادہ تھا دوڑ کر اُس نے حضرت کے پاؤن
کا بوسہ لیا اور گریان اور نالان ہو کر عرض کی کہ مین آپ کی مفارقت مین بے طاقت ہو کر ہانسی سے آیا ہون
اور اُس ملک کے باشندے آپ کا اشتیاق ملازمت حد سے زیادہ رکھتے ہین شیخ نے جب یہ کلام
سُنا اور خلائق کے ہجوم سے بھی شکایت رکھتے تھے فرمایا کہ یہ نعمت مجھے خواجہ سے پہونچی ہے یہان رہا تو کیا
وہان رہا تو کیا یہ فرمایا اور خواجہ کے صاحبزادون سے مرخص ہو کر ہانسی کی سمت روانہ ہوئے جب وہان
بھی خلق کا ہجوم زیادہ ہوا شیخ جمال الدین ہانسوی کو خرقہ تبرک دیکر اُس مقام مین چھوڑا اور خود بدولت
نے یہ ارادہ کر کے کہ مین اب کی مرتبہ ایسی جگہ جاؤن کہ کوئی مجھے نہ پہچانے مسافرت اختیار کی اور جب
قصبہ اجودھن مین کہ فی الحال بہ پٹن شیخ فرید مشہور ہے اور دیبالپور کے قریب واقع ہے پہونچے دیکھا
کہ وہان کے آدمی بیشتر کج خلق اور بدمزاج ہین اور زاہد اور عالم سے کچھ غرض نہین رکھتے ہین اس واسطے
وہان اقامت کر کے مشغول بحق ہوئے اور نیز یہ نقل کرتے ہین کہ قصبہ کے نزدیک ذخیرہ درختون کا تھا
اور ایک درخت کے نیچے جو سب سے بڑا تھا اپنی کملی بچھا کر چند دن بفراغت اپنے کام مین مشغول ہوئے
اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی سے منقول ہے کہ شیخ اُس قصبہ مین ایک بی بی صالحہ کو اپنے عقد نکاح مین لائے
اور جب آفریدگار عالم نے فرزند کرامت فرمائے مسجد جامع کے قریب ایک حویلی اپنے اہل وعیال کے
رہنے کو تعمیر کی اور خود اکثر اوقات اُس مسجد مین لعبادت خدا بسر لیجاتے تھے لیکن جب آوازہ آپ کی
مشیخت کا اطراف واکناف مین منتشر ہوا گوشہ گیری نے فائدہ نہ بخشا طالبان حق وہان بھی رجوع ہوئے اور
شیخ بہ ناچاری ومجبوری خاص وعام سے بلطف تمام پیش آتے تھے اور اُنسے یہ فرماتے تھے جو تم مجھپر توجہ فرماتے
ہو تو ایک کام کرو جدا جدا آیا کرو تو نظر علیحدہ علیحدہ حاصل کرو اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے از فور حسد
سے دروازہ خصومت کا کھولا اور سپاہی اور جاگیر دار وہان کے قاضی کے اغوا سے شیخ کے فرزندون کو

مزاحمت پہونچاتے تھے اور شیخ ہرگز ملتفت نہوتے تھے کہ وہ کیا کرتا ہی اور اُسپر کیا گذرتی ہی یہانتک کہ قاضی نے ملتان کے اعیان اور صدور کو لکھا کہ جو شخص اہل علم سے ہو اور وہ مسجد مین قیام کرکے راگ سُنے اور رقص کرے اُسکے بارہ مین شرعاً کیا حکم ہی اُنھون نے درجواب لکھا کہ تم پہلے اس شخص کا نام لکھو کہ وہ کون ہی تو ہم فتوی لکھین قاضی نے نام شیخ فریدالدین گنج شکر کا قلمی کیا ملتان کے عالمون نے جب شیخ کا اسم شریف سنا قاضی سے نہایت رنجیدہ ہوئے اور لکھا تو نے ایسے درویش کا نام لکھا ہی کہ مجتہدین کو مجال نہین کہ اُس کے قول پر اعتراض کرین لیکن قاضی باوجود اس حال کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا جب فرصت پاتا تھا باتفاق جاگیردارون کے آنجناب کے فرزندون کو ایذا پہونچاتا تھا اور فرزند جب حضرت سے شاکی ہوتے تھے شیخ اُن سے فرماتے تھے جو ظلم چاہین کرین خود ہی ان سے انتقام لیا جائیگا لکھا ہی کہ چند روز گذرے تھے کہ دشمن متفرق اور پریشان ہوئے اور باقی ماندگان نے شیخ کے فرزندون کی اطاعت اور محبت اختیار کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی یہ عادت تھی کہ نماز کے بعد قریب دو ساعت سر خاک نیاز پر رکھکر ساتھ حق کے مشغول ہوتے تھے اور جاڑے کے موسم مین مرید پوستین حضرت پر ڈالتے تھے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ ایک دن میرے سوا مریدون مین کوئی نہ تھا کہ ایک قلندر حرم پوش حلقہ بگوش آیا اور بہ آواز بلند ہر طرح کے رطب و یابس کہنے شروع کیے شیخ نے حالت سجود مین فرمایا کہ یہان کوئی موجود ہی مین نے عرض کی آپ کا غلام نظام الدین حاضر ہی پھر فرمایا میرے قریب ایک قلندر ایستادہ ہی مین نے عرض کی ہان پھر فرمایا زنجیر کمر پر رکھتا ہی مین نے کہا ہان پھر ارشاد کیا حلقہ سفید کان مین رکھتا ہی مین نے عرض کی پہنے ہی الحاصل جب مین اُس پر نظر کرتا تھا اُس کا رنگ تبدیل اور متغیر ہوتا تھا شیخ نے پھر حالت سجدہ مین فرمایا کہ اے نظام الدین وہ ایک چھری برہنہ کمر مین رکھتا ہی اُس سے کہو کہ فضیحت نہو یہان سے دفع ہو قلندر یہ سنتے ہی بھاگ گیا اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے زر خطیر اُس قلندر کو دے کر شیخ کی شہادت پر راضی کیا تھا کہ عین سجدہ مین آنجناب کو شہید کرے اور شیخ نظام الدین رح سے منقول ہی کہ ایک روز شیخ فرید سجادہ پر بیٹھے تھے اور اسی طور سے ایک قلندر نے آن کر بہ آواز درشت کہا کیا تو نے خود آرائی کی ہی اور خلق کو اپنی پرستش کو چھوڑا ہی شیخ نے جواب دیا مین نے نہین کی خداے تبارک و تعالے نے کی ہی کس واسطے کہ کوئی شخص سواے خداے تعالے کے اپنے تئین ایسا نہین بنا سکتا قلندر شیخ کے حسن خلق پر ثنا خوان ہو کر معتقد ہوا اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا سے نقل کرتے ہین کہ ایک درویش گدڑی پہنے ہوئے شیخ کے پاس آیا شیخ نے اُسے کچھ دے کر رخصت کیا اس نے ایستادہ ہو کر کنگھی جو شیخ نے کنگھی دان سے برآوردہ کرکے مصلے پر رکھی تھی طلب کی اور شیخ نے اُس کنگھی کو جو مدت سے استعمال مین لاتے تھے اُسے حقیر جان کر اُس کو جواب نہ دیا اور درویش بے شرم نے بہ آواز بلند کہا اے شیخ اگر تو یہ کنگھی مجھے دے تو تجھے برکت تمام حاصل ہو شیخ نے فرمایا جا اس سے

زیادہ میرا مزاحم حال نہو تجھے اور تیری برکت کو مین نے آب روان مین ڈالا قصہ کوتاہ فقیر عازم سفر ہوا جب اُس چشمہ پر جو قصبۂ اجودھن کے باہر جاری ہی پہونچا اور کپڑے اُتار کر غسل کے واسطے دریا مین در آیا ایسا بحر فنا مین ڈوب کر غوطہ لگایا کہ پھر کسی نے اس کا نشان نپایا کہ کیا ہوا اور راویون نے روایت کی ہی کہ قصبۂ اجودھن کے حاکم نے قاضی کے وسوسہ سے شیخ کے فرزندون پر سختی حد سے زیادہ تر کی ایک دن شیخ کے بڑے صاحبزادے نے آزردہ ہوکر باپ سے عرض کی کہ آپ کی بزرگی سے ہمین یہ فائدہ پہونچا ہی کہ حاکم کی طرف سے رات دن غم و الم مین رہتے ہین شیخ یہ کلام سنکر آزردہ ہوئے اور عصا جو ہاتھ مین رکھتے تھے اُٹھا کر زمین پر مارا اُسی دم حاکم درد شکم مین گرفتار ہوا اور کہا مجھے شیخ کے مکان پر لے چلو ابھی حضرت کے مکان پر نہ پہونچا تھا کہ طائر روح اس کا اثناے راہ مین قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اور نقل ہی کہ اجودھن مین ایک عامل محرر تھا وہان کا حاکم اُس پر جور و تعدی کرتا تھا وہ شیخ کے پاس پناہ لایا اور التماس شفاعت و سفارش کی شیخ نے پہلے اپنا خادم حاکم کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اس درویش کی منت کے سبب ہاتھ اس عامل درلیش کے ظلم سے کوتاہ کر و حاکم نے شیخ کے فرمانے پر کچھ التفات نہ کی بلکہ جور و جفا زیادہ تر کرنے لگا محرر نے پھر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر حقیقت حال بیان کی شیخ نے ارشاد کیا کہ مین نے تیری سفارش حاکم سے کی تھی لیکن اُس نے قبول نہ کی اس صورت مین معلوم ہوتا ہی کہ شاید کسی مظلوم نے قبل اس کے تیرے پاس بھی دادخواہی کی تھی اور تونے نہ سنی محرر اُٹھا اور عرض کی کہ مین صدق دل سے توبہ کرتا ہون کہ من بعد کسی کو نہ ستاؤنگا اگرچہ دشمن بھی ہو منقول ہی کہ اُسی وقت حاکم نے اُسے طلب کرکے خلعت اور گھوڑا مرحمت فرمایا اور اُس کی تقصیر معاف کی اور خود شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس بے ادبی سے استغفار کی اور مصنف فرماتے ہین کہ مین نے کتاب سیر المشائخ مین دیکھا ہی کہ ایک جوان وجیہ شہر دہلی سے شیخ کی زیارت کے واسطے قصبۂ اجودھن کی طرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین ایک مطربہ یعنے ارباب نشاط اسے دیکھکر عاشق ہوئی اور وصل کی تدبیرین کرنی لگی اور جب اُس جوان نے اُسکی طرف کچھ التفات نہ کی ہمراہی اختیار کرکے ہر لحظہ اور ہر ساعت سرگرم ناز و کرشمہ آدم فریب ہوتی تھی خلاصہ یہ کہ ایک روز کسی تقریب سے دونون ایک بہل پر سوار ہوئے مطربہ نے اس قدر غمزہ اور عشوہ جوان سے کیے کہ جوان کو بھی کچھ خواہش اُسکی طرف ہوئی اور چاہا کہ ہاتھ دراز کرے اُس حال مین ایک مرد آیا اور طپانچہ اُسکے منہ پر مارا اور یہ بات کہی کہ شیخ کی خدمت مین بقصد توبہ جاتا ہی اور دل فسق و فجور مین باندھتا ہی یہ کہکر غائب ہوا جوان متنبہ ہوکر مطربہ کے وصل سے باز رہا اور جب شیخ کی خدمت مین پہونچا شیخ نے فرمایا اے جوان تونے مطربہ کی طرف میل کیا تھا حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے نگاہ رکھا جوان نے یہ کلام سنکر شیخ کے قدم پر سر رکھا اور باعتقاد تمام مرید ہوا اور نقل ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے ایک مرید تھے اُنھین

خلقت محمد شہ غوری کہتی تھی اور وہ مرد صادق اور پرہیزگار تھے ایک وقت وہ نہایت مضطرب و متحیر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے شیخ نے پوچھا کہ ای محمد شہ تجھے کیا پیش آیا ہی جو تو اسقدر پریشان خاطر ہی اُس نے عرض کی کہ میرا بھائی شدت مرض سے قریب ہلاکت ہی معلوم نہین ہوتا کہ مین اُسے جاکر زندہ دیکھون شیخ نے فرمایا مین تمام عمر درگاہ الہی مین اسی طرح محزون رہتا ہون جیسا تو اس وقت محزون و مغموم ہی لیکن کسی سے اظہار نہین کرتا اپنے گھر جا انشاء اللہ تعالے تیرے بھائی نے شفاے کامل پائی ہی محمد شہ غوری جب مکان مین آیا اپنے بھائی کو دیکھا کہ صحیح و سالم بیٹھا ہوا کھانا کھاتا ہی اور کسی طرح کی زحمت اور علالت نہین رکھتا اور شیخ نصیر الدین محمد اودھی اپنے پیر بے نظیر سے نقل کرتے ہین کہ ایک وقت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو ایک مرض سخت لاحق ہوا یہان تک کہ آپ نے چند روز آب و طعام کی طرف مطلق رغبت نہ کی آپ کے صاحبزادون اور دوستون نے اطباے حاذق کو طلب کرکے نبض و قارورہ دکھایا اُنھون نے جواب دیا کہ یہ مرض ہماری تشخیص مین نہین آتا کہ شیخ کس زحمت مین مبتلا ہین یہ کہکر وہ رخصت ہوئے دوسرے دن مرض نے اور زیادہ شدت کی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ اس وقت شیخ نے مجھے اور اپنے فرزند شیخ بدر الدین سلیمان کو طلب فرمایا اور مشغولی حق کے واسطے اشارہ کیا اور جب رات ہوئی ہم دونون حکم کے موافق ساتھ حق کے مشغول ہوئے اُس رات کو شیخ بدر الدین سلیمان نے خواب مین دیکھا کہ ایک پیر مرد فرماتے ہین کہ تیرے باپ پر سحر کیا ہی شیخ بدر الدین سلیمان نے پوچھا کس نے سحر کیا ہی پیر نے فرمایا شہاب الدین ساحر کے فرزند نے چونکہ شہاب الدین نامے ساحر ایک شخص قصبۂ اجودھن مین نہایت مشہور تھا شیخ بدر الدین سلیمان نے اُنسے پھر یہ سوال کیا کہ یہ سحر کیونکر دفع ہوگا پیر نے کہا کہ ایک شخص شہاب الدین ساحر کی قبر پر بیٹھکر یہ کلمات پڑھے اور وہ کلمات کہ پیر نے خواب مین تلقین کیے تھے شیخ بدر الدین سلیمان کو یاد رہے یہ ہین ایہا المقبور المبتلا اعلم ان ابنک قد سحر فلانا فقل لہ یکف باسہ والا لحق بہ ما لحق بنا اسکا ترجمہ یہ ہی کہ ای قبر مین گئے ہوئے مصیبت مین مبتلا جان کہ تیرے بیٹے نے فلان شخص پر سحر کیا ہی پس اُس سے کہدے کہ باز رکھے اپنے شر کو ورنہ اُسے پہونچیگا جو کچھ ساتھ ہمارے پہونچا ہی اور فجر کو شیخ بدر الدین سلیمان نے اپنے مریدون کے باتفاق باپ کی خدمت مین جاکر رات کا واقعہ جو خواب مین نظر آیا تھا عرض کیا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس کلمات کو یاد کرکے شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرو اور پیر کی حسب فرمائش عمل مین لاؤ مین شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرکے وہان گیا اور اسکی قبر پر بیٹھکر کلمات مذکورہ پڑھے اور جو اسکی قبر پختہ تھی اور ایک مقام پر اُسکے کچھ مٹی افتادہ تھی مین نے ملہم غیبی کے اشارہ سے اسے کھود ناگاہ اس مین سے ایک پتلا آٹے کا برآمد ہوا اور اُس پتلے کے جسم مین جابجا سوئیان چبھوئین تھین اور گھوڑے کی دم کے بال اس صورت پر محکم باندھے تھے مین اسی طرح سے اُس پتلے کو شیخ کے روبرو لایا اور اس جناب کے حکم سے وہ سوئیان نکالنے اور بال کھولنے مین مشغول ہوا جون جون سوئیان

اُس پتلے کے جسم سے بر آمد ہوتی تھین اور بال کھلتے تھے شیخ کو ایک راحت اور صحت معلوم ہوتی تھی جب
سوئیان بر آمد ہوچکین اُس وقت اُس پتلے کو شیخ کے اشارہ کے بموجب توڑ کر آب روان مین پھینک دیا
اور اُس کے بعد یہ خبر اجودھن کے حاکم کو پہونچی شہاب الدین ساحر کے فرزند کو گرفتار کر کے شیخ
کی خدمت مین روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اگر حکم ہو آپ کے قصاص مین اُس کی گردن
ماردون شیخ نے سفارش کی اور فرمایا کہ جو حکیم علی الاطلاق نے مجھے صحت کرامت فرمائی مین نے اسکے
شکریہ مین اس کا گناہ معاف کیا اور تم بھی اُس کی خطا بخشو نقل ہے شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک
روز مین شیخ کی خدمت مین بیٹھا تھا کہ پانچ درویش ولایت ترکستان سے سیر کنان اجودھن مین پہونچے
وہ سب فقیر کج خلق اور منھ پھٹ تھے شیخ کے پاس آن کر یون گویا ہوئے کہ ہم تمام جہان مین پھرے
کوئی درویش ایسا کہ جس کی ہمین تلاش ہے نہین ملا مدعی خود غرض دنیا دار بہت ہین شیخ نے فرمایا کہ
تم ایک ساعت توقف کرو مین تمھین ایک درویش دکھاؤن انھون نے قبول نہ کیا اور اُٹھ کھڑے
ہوئے شیخ نے فرمایا اگر جاتے ہو تو خبردار فلان راستہ سے نہ جانا اُنھون نے شیخ کے فرمانے پر التفات نہ کی
اور جان بوجھکر اُسی راہ ممنوع کی سمت روانہ ہوئے یہ امر دیکھکر شیخ نے آبدیدہ ہوکر انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑھا بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ پانچون آدمیون کو بادسموم لیعنے لون نے مارا چار فوراً مر گئے اور ایک
شخص اُن مین سے ایک کنوئین پر پہونچا اور اس قدر پانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اور کتاب خیر المجالس
مین نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ ایک طالب العلم مسمی نصیر الدین شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے
اور وہ رعونت سے خالی نہ تھے ایک دن ایک جوگی جماعت خانہ مین پہونچا نصیر الدین نے اُس سے
پوچھا کہ سر کے بال کس چیز سے دراز ہوتے ہین اور جو مشائخ اُس زمانہ کے سر کے بال نہایت مکروہ
جانتے تھے ہمیشہ منڈواتے تھے اور موے دراز کے بارہ مین حدیث تحت کل شعرة جنابة نقل
کرتے تھے اس وجہ سے شیخ نظام الدین کو نصیر الدین کی وہ بات گران گذری اور اُنھین دنون مین
خواجہ وجیہ الدین خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کے نواسہ شیخ کے پاس اجودھن مین آئے
اور بیعت کے طالب ہوئے اور اپنے سر کے بال ترشوانے کی التماس کی شیخ فرید نے فرمایا کہ مین
آپ کے خانوادہ عظیم الشان کے مائدۂ فیض سے ایک ریزہ روٹی کا بھیک مانگ لایا ہون منافی
ادب ہے کہ مین آپ کو دست بیعت دے کر مرید کرون خواجہ وجیہ الدین نے عرض کیا کہ آپ کا مثل اِس
زمانے مین کہان ہے کہ اس کی خدمت مین جاکر سعادت دارین حاصل کرون اور مین اِس بارہ
مین بجد ہون آپ کا دامن نچھوڑون گا شیخ نے جب اُنھین نہایت مصر دیکھا اُس منبع اخلاص کو
خرقۂ خاص دے کر سرفراز فرمایا اور سر کے بال ترشواے اور اُسی عرصہ مین نصیر الدین متعلم
بھی کہ درازی بال کے مقید تھے اُنھون نے بیعت کر کے سر کے بال دور کیے اور جو بضاعت

اور متاع تجارت کے واسطے رکھتے تھے درویشون کے صرف مین لائے اور شیخ کی توجہ سے فقر اختیار کیا اور کتاب خیر المجالس ملفوظ شیخ نصیر الدین محمود اودھی مین مسطور ہی کہ ایک دن شیخ اپنے حجرہ مین بند کرحق مشغول تھے ایک قلندر نے آن کر شیخ کی گلیم پر اجلاس کیا اور مولانا بدر الدین اسحق نے تھوڑا طعام حاضر کیا قلندر نے کھانا تناول کرکے کہا کہ مین شیخ کے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہون جواب دیا کہ اِس وقت شیخ ذکر حق مین مشغول ہین کوئی اُس وقت شیخ کی خدمت مین جا نہین سکتا قلندر نے اُس وقت اپنی جھولی مین سے گیاہ سبز کہ وہ توم ساتھ اُس کے منسوب ہی نکال کر کچکول مین ڈال کر اُس کے گھوٹنے مین مشغول ہوا چنانچہ اس مین سے کسی قدر شیخ کے کمل پر جس پر وہ بیٹھا تھا گری مولانا بدر الدین نے اُس سے یہ بات کہی کہ اے درویش بے ادبی حد سے زیادہ بڑھا یہے یہان سے اُٹھکر علیحدہ بیٹھو یہ سنتے ہی قلندر طیش مین آن کر کچکول اُٹھا کر مولانا بدر الدین اسحق کو مارا چاہتا تھا کہ شیخ نور باطن سے دریافت کرکے حجرہ سے برآمد ہوئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑکر بمنت تمام کہا کہ آپ یہ گناہ میرے کہنے سے بخشین قلندر نے جواب دیا کہ اول فقیر ہاتھ نہین اٹھاتے اور جب اُٹھاتے ہین جب تک کسی کے ماتھے نہین جاتی نہین اُتارتے ہین شیخ نے کہا اس دیوار پر اُتار دے اس فقیر نے کچکول دیوار پر کہ نہایت محکم تھی مارا وہ دیوار فوراً گر پڑی اس وقت قلندر سر نگون ہو کر عرض نیاز کرکے رخصت ہوا اور شیخ فرید نے خواجہ بدر الدین اسحق سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ لباس عام مین خاص بھی ہوتے ہین اور وہ گھاس کہ اس نے گھوٹی تھی شاید وہ بھنگ ہو کہ قلندر استعمال کرتے ہین اور شاید اُس نے امتحان کے واسطے نکال کر گھوٹی ہو اور نقل ہی کہ یہ مولانا بدر الدین اسحق بخارا کے رہنے والے تھے اور علم معقول و منقول سے خوب واقف تھے کہ آپ کا مثل نہ تھا دہلی مین مدرسہ معزی مین درس دیتے تھے اور درویشون سے اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اُن سے اور اُن کے ہمعصرون سے کئی مسائل مشکل حل نہ ہوتے تھے بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اجودھن مین پہونچے اُن کے ہمراہی شیخ فرید کی زیارت کے واسطے عازم ہوئے اور مولانا سے عرض کی کہ آپ بھی ہمارے ساتھ شیخ کی زیارت کو تشریف لے چلین نہایت احسان ہوگا اُنھین جواب دیا کہ تم جاؤ ہم نے ایسے شیخ بہت دیکھے ہین ایسی لیاقت نہین رکھتے کہ کوئی شخص اُن کی صحبت مین اپنی اوقات ضائع کرے لیکن رفقا مصر ہوکر اُنھین بھی ہمراہ لے گئے اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے اُس مجلس مین اُن کی تمام مشکلات بہ تقریبات حل فرمائین اور مولانا بدر الدین اسحق نے وہ حالت مشاہدہ کرکے عزیمت بخارا ترک کی اور شیخ کے ایسے معتقد ہوئے کہ ہر روز ایک پشتارہ لکڑیون کا اپنے سر پر رکھکر شیخ کے مطبخ مین صحرا سے لاتے تھے اور دن بدن ایک فیض حاصل کرتے تھے آخر الامر شیخ اپنی بیٹی مولانا کے حبالۂ نکاح مین لائے اور اپنی دامادی سے اُنھین مشرف کیا اور یہ بھی شیخ نصیر الدین سے منقول ہی کہ قصبۂ اجودھن سے چار کوس کے فاصلہ پر ترک قنائی حاکم تھا اور اُسکے

پاس ایک شاہین تھا کہ وہ ہرن کے بچہ اور کلنگ کا شکار کرتا تھا اور حاکم اُسے نہایت دوست رکھتا تھا اور میر شکار کے سپرد کرکے یہ تاکید کی تھی کہ خبردار تو میری غیبت مین کسی جانور پر نہ چھوڑنا مبادا پرواز کرے اور پھر دستیاب نہووے قضارا وہ میر شکار اپنے ایک احباب کو لیکر ایک موضع کی طرف سوار جاتا تھا اُس اثنا مین کئی کلنگ دکھائی دیے اور اُس کے دوستون نے شاہین چھوڑنے کی تکلیف دی اور یہ بات کہی کہ ہم دس بارہ سوار ہین اور گھوڑے چالاک اور راہوار رکھتے ہین اسے کسی طرف جانے نہ دینگے اور جب مبالغہ حد سے گذرا میر شکار نے ناچار ہوکر اُسے اڑایا ناگاہ کلنگ ایک طرف پرواز کرگئے اور باز ایک سمت پرواز کرکے ایسا بلند ہوا کہ نظر سے غائب ہوا ہرچند تلاش کی عنقا کی طرح اُس کا کہین نشان نہ ملا میر شکار ترک کے قہر و سیاست کے خوف سے گریان اور چاک گریبان ہوکر بہزار محنت اجودھن مین پہونچا اور اس طرح سے کہ جیسے کسی کا جوان بیٹا مرجاتا ہی جزع فزع کرتا ہوا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ماجرا عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر باز مجکو دستیاب نہوگا تو ترک مجھے زندہ نہ چھوڑے گا اور میرے زن و فرزند کو قید کریگا شیخ کو اُسکے حال پر رحم آیا متوجہ ہوئے اور اُسکے واسطے کھانا موجود کرکے فرمایا کہ اسے تناول کر خدا کریم ہی شاید کہ باز تیرا دستیاب ہووے یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ شاہین آن کر ایک درخت پر بیٹھا اور میر شکار اُسے دستیاب کرکے نہایت خوش ہوا اور شیخ کا ممنون احسان ہوکر گھوڑا اپنی سواری کا پیشکش کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا گھوڑا تجھے بضرور ہی تو اُسپر سوار ہوکر شاہین اپنے صاحب کو پہونچا اور جو کچھ تجھے میسر ہو خدا کی راہ مین فقیرون کو دے خلاصہ یہ کہ میر شکار نے شاہین اپنے صاحب کو دیکر جو کچھ مال دنیوی سے رکھتا تھا فقرا کو دے کر نوکری ترک کی اور شیخ کا مرید ہوا اور شاہین کا مالک بھی باز کے گم ہونے کا قصہ سنکر شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی نے نقل کی ہی کہ قصبہ اجودھن کے اطراف مین ایک موضع تھا اور اُس موضع مین ایک روغن فروش مسلمان رہتا تھا جب دیپالپور کے داروغہ نے کسی سبب سے اُس موضع پر چڑھائی کرکے تاراج کیا اور لوگون کے زن و فرزند اسیر ہوگئے روغن فروش کی عورت کہ بہت جمیلہ تھی اسیر ہوئی اس سبب سے روغن فروش گریان باسینۂ بریان ہر طرف اُس کی تلاش مین دوڑا جب کہین اُسکا سراغ نہ ملا پریشان اور بدحواس شیخ کی خدمت مین آن کر عرض حال کی شیخ نے ایک لحظہ تامل کرکے فرمایا کہ تو تین دن یہان رہ دیکھ حق سبحانہ تعالے پردۂ غیب سے کیا ظہور مین لاتا ہی پھر روغن فروش کے روبرو کھانا حاضر کرکے شکم سیر کھلایا دوسرے دن ایک محرر کو کسی مقام سے قید کرکے اجودھن مین لائے وہ محافظون کو موافق کرکے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنی سرگذشت بیان کی اور التماس دعا کی شیخ نے ارشاد کیا کہ اگر حق تعالے تجھے رہا کرے اور حاکم تجھپر نظر شفقت اور عنایت کی مبذول فرماوے کیا شکرانہ بجا لاویگا اُسنے عرض کی کہ مین جو کچھ نقد و جنس رکھتا ہون پیشکش کرونگا شیخ نے فرمایا یہ سب مال مین نے تجھے معاف کیا ایک عہد کر وہ یہ ہی کہ داروغہ تجھے بعد خلعت کے ایک کنیز دیگا

تو اس کنیز کو اس روغن فروش کے حوالہ کرنا محرر نے شیخ کا فرمان بصدق دل قبول کیا اور روغن فروش سے
یہ بات کہی کہ تو میرے ہمراہ چل روغن فروش نے رو کر یہ کہا یا شیخ ابھی مجھے یہ مقدرت حاصل ہی کہ دس
لونڈیان خرید کرون لیکن مین اپنی زوجہ پر شیفتہ بلکہ عاشق زار ہون شیخ نے تبسم کرکے فرمایا بھلا
تو اس محرر کے ہمراہ جا دیکھ خدا کیا کرتا ہی ناچار وہ گیا اور نویسندہ کے مکان کے قریب غمگین بیٹھا محرر کو
جب داروغہ کے سامنے لے گئے بغیر فہمید محاسبہ آسے خلعت اور گھوڑا دے کر رخصت کیا اور پیچھے سے
ایک کنیز حسین مہ جبین بھی بھیجی محرر نے وہ لونڈی جس طرح سے برقع پوش آئی تھی روغن فروش کے پاس
بھیجی اور یہ پیغام دیا کہ یہ حق تیرا ہی اس عورت کی جو ہین نظر خاوند پر پڑی برقع دور کرکے دوڑی اور
دونون شادان و فرحان شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سر اُن کے قدم مبارک پر رکھکر مرید
ہوئے اور حضرت شیخ فریدالدین کہ ملقب بہ گنج شکر ہین اس لقب کے بارہ مین بہت روایتین گوش زد
ہوئی ہین لیکن تاریخ حاجی محمد قندھاری مین یون مسطور ہی کہ جن دنون مین شیخ دہلی مین خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی کی ملازمت مین رہتے تھے اور غزنین کے دروازے کے قریب مسکن رکھتے تھے
ایک روز برسات کے موسم مین راستون مین نہایت کیچڑ تھی پیر کے دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا
پانؤن مین نعلین چوبین پہنکر شیخ کی خانقاہ کی سمت متوجہ ہوئے اور چونکہ سات دن گذرے تھے کہ
شیخ فرید نے روزہ کے سبب سے کچھ تناول نہ فرمایا تھا ضعف نہایت غالب تھا اثنائے راہ مین آپکے
پانؤن نے لغزش کی کیچڑ مین گر پڑے یہان تک کہ قدرے مٹی آپ کے دہن مبارک مین داخل
ہوئی حکم خدا سے وہ شکر ہو گئی اور جب شیخ اپنے پیر کی خدمت مین پہونچے اُنھون نے فرمایا ای
فرید تھوڑی سی مٹی تیرے دہن مین پہونچکر شکر ہوئی کیا تعجب ہی جو قادر ذوالجلال نے تیرے تمام جسم
کو گنج شکر کیا ہو اور وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ تجھے شیرین رکھے گا شیخ نے شکر شکر الٰہی دہن
مین ڈال کر جب بازگشت کی جس مقام مین پہونچتے تھے سنتے تھے کہ لوگ آپس مین کہتے ہین شیخ فریدالدین
مسعود گنج شکر آتے ہین اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ ایک دن اثنائے راہ مین بنجارے نمک دہلی
مین لاتے تھے شیخ فرید سے دوچار ہوکر تھوڑی شکر خدمت مین لائے اور یہ التماس کی کہ ہمارے حق
مین دعا کیجیے تو ہماری پونجی مین برکت ہو اور بقیمت زیادہ خوب بکے شیخ نے اس گمان سے کہ یہ تمام
شکر لادے ہین توجہ کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور بنجارے دس روز کے بعد دہلی مین پہونچے جب سرگونون
کا مُنہ کھول کر دیکھا تمام شکر تھی اس سبب سے شیخ خاص و عام مین شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر ملقب ہوئے
اور اس کتاب کے مؤلف محمد قاسم فرشتہ نے اپنے زمانہ کے بعضے مشائخ سے یون سُنا ہی کہ شیخ
کو عہد لڑکپن مین جس طرح کہ عادت لڑکون کی ہوتی ہی شیرینی کی طرف بہت رغبت تھی اور آپ کی
والدہ نے ارادہ کیا کہ یہ صبح کی نماز کی عادت کرین اپنے نورعین سے یہ فرمایا کہ ای فرزند جو شخص صبح کی

نماز جلد ادا کرتا ہی حق تعالی اُسے شکر عنایت فرماتا ہی اور آپ یہ کام کرتی تھین کہ شکر ایک پوڑیا مین لپیٹکر آپ کے سرھانے رکھ دیتی تھین اور شیخ بعد فراغ دوگانہ صبح شکر اپنے سرھانے سے اُٹھا کر نوش کرتے تھے یہان تک کہ حضرت کا سن بارہ برس کا ہوا آپ کی والدہ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اب فرزند فضل خدا سے ہوشیار ہوا ہی شکر رکھنے کی حاجت نہین اُسکا رکھنا موتوف کیا لیکن قسام حقیقی نے اُسکا وظیفہ برطرف نہ فرمایا اُسی طرح سے پہونچاتا تھا اور آپ کی والدہ کو اس امر سے اطلاع نہ تھی جب دیکھا کہ فرزند شکر موتوف ہونے کی شکایت نہین کرتا ہی ایک دن پوچھا کہ ای فرزند تجھے شکر ملتی ہی شیخ نے کہا ہان برابر ملتی ہی وہ عفیفہ سمجھین کہ شاید کوئی پرستار شکر شیخ کے سرھانے رکھ دیتی ہی جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ کام مخلوق کا نہین شیخ کی وفور اعتقاد کی برکت سے یہ پوڑیا شکر کی غیب سے پہونچتی ہی اس واسطے حضرت کا لقب گنج شکر ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا ناقل ہین کہ شیخ فرید گنج شکر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے یہان تک کہ اگر عارضہ بھی ہوتا یا سفر کرتے روزہ افطار نہ فرماتے تھے اور اکثر اوقات آپ روزہ شیرینی سے افطار کرتے تھے یعنی یہ معمول تھا کہ دانہ منقے کے ایک ظرف مین ڈالکر پانی مین بھگوتے تھے اور اسکا شربت نکالکر افطار کے وقت بہ مقدار تین درم نوش فرماتے تھے اور دو تین دانہ منقے کے دہن مبارک مین ڈالتے تھے اور باقی حاضران مجلس پر تقسیم کرتے تھے اور دو نان گھی مین چپڑی ہوئین کہ دہ سیر کے وزن سے کم ہوتی تھین بعد افطار شیخ کے روبرو لاتے تھے اور شیخ اُس مین سے ایک ثلث حصہ یا کچھ کم و بیش تناول فرماتے تھے اور باقی حضار مجلس پر تقسیم فرماتے تھے اور بعد اس کے باستغراق نماز عشا مین مشغول ہوتے تھے اور جب ابتدائے حال مین قصبۂ اجودھن مین آن کر ساکن ہوئے نذرین کم پہونچتی تھین ان دنون مین شیخ اور اُن حضرت کے اہل و عیال میوہ بیلو اور ڈیلہ وغیرہ سے کہ اُس ولایت کے جنگل مین پیدا ہوتا ہی اوقات بسر کرتے تھے چنانچہ اتفاق حسنہ سے اُسی عرصہ مین بادشاہ ناصر الدین شہریار دہلی کہ اوچہ اور ملتان کی طرف متوجہ ہوا تھا گذر اُس کا اجودھن مین ہوا اور شیخ کی زیارت سے مشرف ہوکر شیخ کی حقیقت حال سے واقف ہوا اور اپنے لشکرگاہ مین پہونچکر اُس نے فرمان چار موضع کلان کی معافی کا اور کچھ زر نقد الغخان دار وغہ دواب کی صحابت سے شیخ کے پاس بھیجا شیخ نے فرمان دیہات واپس کیا اور فرمایا کہ فقرا کو دیہات سے کیا کام ہی اور زر نقد قبول کرکے جماعتخانہ کے درویشون کو تقسیم کیا نقل ہی کہ اجودھن مین شیخ مرض سخت مین مبتلا ہوکے کہ امید زیست نہ تھی اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ جمال الدین اسحٰق ہانسوی اور مولانا بدر الدین اور درویش علی بہار کو شیخ نے اشارہ کیا کہ فلان گورستان مین جاکر دعائے خیر مین مشغول رہین چنانچہ یہ بزرگوار حکم کے موافق اُس مقام مین جاکر دعا مین مصروف ہوئے اور فجر کو شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مین نے شیخ کو آن کر اُس حال سے دیکھا کہ آپ ایک کمل سیاہ شانہ پر ڈال کر اُسپر تکیہ کیے ہوئے اور عصا جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے اُنھین پہونچا تھا آغوش مین رکھے ہوئے لحظہ بہ لحظہ دست

حق پرست اُس پر کھینچ کر اپنے روے مبارک پر ملتے ہین جب نگاہ حضرت کی ہم پر پڑی فرمایا کہ یارون کی دعا
نے کچھ اثر نہ دکھایا یہ سنتے ہی ہم سب سرنگون ہوکر سکوت مین آئے لیکن درویش علی جو سب سے آگے
کھڑا تھا اُس نے یہ عرض کی دعا ناقصون کی کاملون کے حق مین اثر نہین کرتی ہی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین
کہ اُس وقت شیخ نے مجھے بلاکر عصاے مذکور مرحمت کیا اور یہ فرمایا کہ مین خدا سے چاہتا تھا کہ تو جو خدا سے
چاہیگا پاوے گا مین سرنگون ہوکر پلٹ آیا اور میرے ہمراہی بھی میرے ساتھ پلٹ آئے اور مبارکباد
کہنے لگے اس کے بعد سب اعزا اپنے اپنے مقام پر گئے اور میرے دل مین یہ خطور ہوا کہ شیخ نے میری
دعا کی اجابت کے واسطے حق سبحانہ تعالے سے درخواست فرمائی ہی اور یقین ہی کہ شیخ کی دعا مستجاب ہووے
بہتر یہ ہی کہ آج پھر شب کو شیخ کی صحت کے واسطے قیام کرون غرضکہ جب دعا مین مشغول ہوا آخر شب کو
مجھے ایک بشاشت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ میری دعا درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی صبح کو جب شیخ کی خدمت مین
گیا دیکھا کہ آپ مصلے پر رو بقبلہ بفراغ خاطر رونق افزا ہین اور درد و الم بالکل زائل ہوا اور جب حضرت کی نظر
مجھپر پڑی فرمایا اے درویش نظام الدین جب میری دعا تیرے حق مین قبول ہوئی تیری دعا بھی میرے حق مین مستجاب
ہوئی یہ فرماکر وہ مصلا جس پر تشریف رکھتے تھے مجھے مرحمت فرمایا اور کتاب فوائد الفواد مین مرقوم ہے کہ جب
شیخ فرید ہانسی سے آن کر قصبہ اجودھن مین ساکن ہوئے اپنے چھوٹے بھائی شیخ نجیب الدین المشہور بمتوکل
کو اپنی والدہ کے لانے کے واسطے قصبہ کھوتوال کی سمت بھیجا شیخ نجیب الدین جب اُس قصبہ مین پہونچے
اپنی والدہ کو گھوڑے پر سوار کرکے قصبۂ اجودھن کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس راستہ مین جنگل بہت تھا اور
پانی کمیاب جب آدھی راہ طے ہوئی ایک روز والدہ کو ایک درخت کے سایہ مین بٹھا کر خود گھوڑے پر
سوار ہوکر پانی کی تلاش مین گئے اور پانی تلاش کرکے جب اُس درخت کے نیچے آئے اپنی والدہ کو نہ دیکھ
مضطرب اور حیران ہوکر ہر سمت دوڑے کہین اُن کا نشان نہ پایا ناچار بادل غمگین اور خاطر حزین قصبۂ اجودھن
کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت شیخ فرید گنج شکر سے یہ قصہ بیان کیا شیخ نے کچھ تصدق فقرا کو بھونچا کر صلحا کو
کھانا کھلایا اور بعد ایک مدت کے شیخ نجیب الدین المشہور بمتوکل کا پھر اُس جنگل مین گذر ہوا جب اُس درخت پر
نگاہ پڑی آپ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اس نواح کے گرد پھر کر دیکھے شاید والدہ کی ہڈیون کا نشان ملے
جب آگے بڑھے ایک جا پر کچھ ہڈیان آدمی کی افتادہ دیکھین صفائی باطن سے سمجھے کہ یہ استخوان والدہ کی ہین پھر تمام
ہڈیان جمع کرکے ایک خریطہ مین بھرین اور شیخ کی خدمت مین پہونچکر حقیقت حال عرض کی شیخ نے فرمایا خریطہ
لاؤ اور اُسکا مُنھ کھولکر سب ہڈیان مصلے پر گراؤ شیخ نجیب الدین جلد خریطہ اُٹھا لائے لیکن جب منھ اس کا کھولا ایک
استخوان نہ دیکھی شیخ نظام الدین اولیا نے لکھا ہی کہ ایک دن مین شیخ فرید گنج شکر کی خدمت مین حاضر تھا ایک
بال محاسن مبارک سے جدا ہوا مین نے فی الفور اُسے اُٹھا کر عرض کی کہ اگر حکم ہووے مین اُس کا تعویذ بناؤن
فرمایا خوب ہی پھر مین نے وہ بال کاغذ مین لپیٹ کر بحفاظت تمام اپنی دستار مین رکھا اور جب مین اجودھن

سے دہلی مین آیا جو بیمار کہ میرے پاس آتا تھا وہ تعویذ اس شرط سے اُسے دیتا تھا کہ بعد حصول صحت یہ تعویذ واپس دیوے غرضکہ وہ تعویذ جس شخص کو مین نے دیا اُس نے فضل خدا سے صحت پائی یہان تک کہ تمام شہر مین اُسکی شہرت ہوئی اور مین نے وہ تعویذ ایک طاق مین رکھ دیا ایک روز ایک میرے دوست جن کا نام تاج الدین مینائی تھا آئے اور مجھسے اظہار کیا کہ میرا فرزند بیمار ہی مین نے حجرہ مین جا کر اُس تعویذ کو اُس طاق مین اور بھی طاقون مین ہرچند ڈھونڈھا نہ پایا وہ دوست محزون اور مغموم گیا اور اُس کا فرزند جانبر نہوا اور جب دو دن کے بعد اور بیمار آیا مین نے حجرہ مین جا کر جو دیکھا وہ تعویذ اُسی طاق مین موجود تھا اُس کو دیا اُس نے شفا پائی چونکہ بیٹا تاج الدین مینائی کا مرنے والا تھا اُس وقت پیدا نہوا اور منقول ہی کہ شمس الدین نام ایک شاعر باشندہ سنام قصبۂ اجودھن مین آیا اور وہ نسخہ کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے علم سلوک مین لکھا تھا اُس کے پڑھنے مین مشغول ہوا اور چند روز کے بعد اُس نے قصیدہ مطول شیخ کی مدح مین کہا اور اجازت لے کر تمام اشعار اُس کے آغاز سے انجام تک ایستادہ ہو کر پڑھے شیخ نے فرمایا بیٹھ اور پھر پڑھ اُس نے بیٹھکر دوبارہ پڑھا اور شیخ ہر ایک بیت کی مدح کرتے تھے بعد فراغ اُس سے پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہی شمس الدین نے عرض کی کہ میری والدہ نہایت پیر ہی اور ناداری اور عسرت کے سبب اُس کی پرورش سے عاجز ہون امیدوار ہون کہ شیخ کی توجہ سے میری عسرت ساتھ فراغت کے مبدل ہووے شیخ نے فرمایا جا شکرانہ لا جو کہ شیخ کا شکرانہ طلب کرنا دلیل حصول مقصود تھا شمس الدین خوش خوش اُٹھکر اور تلاش کر کے پچاس پتیل نقد لایا شیخ نے درویشون پر تقسیم کر کے فاتحہ خیر پڑھا اور اُسی برکت سے شمس الدین اُنھین دنون مین شمس الدین التمش کے بیٹے کا وزیر ہوا اور دستگاہ عظیم بہم پہونچائی منقول ہی کہ ایک فاضل مولانا حمید نام طغرل کی ملازمت مین رہتے تھے جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کی طرف سے بنگالہ کا حاکم تھا ایک روز مولانا بہ سمت ادب سے ایستادہ تھے ناگاہ ایک صورت لطیف اور نورانی اُنھین دکھائی دی اُس نے کہا کہ ای حمید تو اہل علم ہی اس جاہل کے روبرو کیون کھڑا ہی پھر دوسرے دن بھی مولانا اُسی نہج سے طغرل کے روبرو ایستادہ تھے کہ وہ صورت پھر ظاہر ہوئی اور وہی کلام کیا مولانا سمجھے کہ یہ کشش شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ہی بیتاب ہو کر اجودھن کا راستہ لیا اور جب شیخ کی خدمت مین مشرف ہوئے شیخ نے فرمایا کہ ای حمید تو نے دیکھا کہ مین کس صورت سے تجھے یہان لایا مولانا نے جب یہ کلام سنا اُسی وقت علائق دنیوی ترک کر کے تجرید اختیار کی اور سعادت ارادت سے مشرف ہوئے اور ایک مدت وعظ اور ارشاد مین مشغول رہے آخرش مکہ معظمہ کی طرف رخصت ہوئے اور یہ بھی منقول ہی کہ اوچہ اور ملتان کی طرف ایک بادشاہ پاک اعتقاد تھا اُس نے ایکبار ملا عارف کو جو اُس کی خدمت مین رہتے تھے اور ارادہ دہلی کے آنے کا رکھتے تھے مبلغ دو سو تنکہ سفید اُن کے سپرد کیے اور یہ بات کہی کہ تم قصبۂ اجودھن مین جا کر یہ روپیہ شیخ فرید کی خدمت مین پہونچاؤ اور میرے واسطے التماس دعا کرو جب مولانا قصبۂ اجودھن پہونچے اُنکے دل مین یہ خیال گذرا

کہ خط وکتابت درمیان مین نہین ہی جو مبلغ کی تعداد کا یقین ہو بہتر یہ ہی کہ سو روپیہ شیخ کی نذر کیجیے اور باقی اپنے پاس رکھ چھوڑیے آخرش وہی کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا ای مولانا عارف تو نے حق برادری کا ساتھ اس درویش کے ادا کیا یعنے نقود شکرانہ نصفا نصفی کر لیا مولانا عارف یہ کلام سنکر نہایت شرمندہ اور محجوب ہوئے اور یہ عرض کی کہ ہمت ملایان مفلوک کی اہل سلوک کے برابر نہین ہی اور وہ سو روپیہ بھی حاضر کیے شیخ نے فرمایا روپیہ تجھے مبارک ہو تو کسی بھائی کو نقصان نہ پہونچے غرضکہ جب مولانا نے یہ حال مشاہدہ کیا شرف الادت سے مشرف ہوئے اور نقد وجنس سے جو کچھ رکھتے تھے درویشون کو دے کر عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصہ مین خرقہ خلافت کا پایا اور حسب الاشارہ سیستان کی سمت روانہ ہوئے اور خلائق کی ہدایت وارشاد مین مشغول ہوئے اور منقول ہی کہ شیخ ایک وقت دوپہر کو اپنی خانقاہ سے برآمد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اور مولانا بدر الدین اسحق اور مولانا جمال الدین ہانسوی حاضر تھے اور سلطان المشائخ ایک دیوار کے سایہ مین کھڑے ہوئے تھے اس وقت ایک ملا یوسف جو آپ کے قدیم مریدون مین تھے آئے اور یہ کلمہ گستاخانہ زبان پر لائے کہ چند مدت سے مین خدمت اور ملازمت کرتا ہون ابھی تک اسی مرتبہ پر ہون۔ اور جو لوگ میرے بعد آئے وہ حضرت کی فیض بخشی سے خرقہ خلافت پہنکر مراتب علیہ پر فائز ہو گئے شیخ نے مسکرا کر فرمایا ای درویش ہر شخص بقدر قابلیت اور اپنی حالت کے ایک نعمت پاتا ہی اس مین ہماری کچھ تقصیر نہین ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ ایک لڑکا چار برس کا آیا اور شیخ کے قریب ایستادہ ہوا اور شیخ کے برابر ایک انبار خشت پختہ کا تھا جو عمارت کے واسطے لائے تھے شیخ نے اس لڑکے سے فرمایا کہ اس تودہ مین سے ایک اینٹ پختہ لا کہ مین اس پر بیٹھون لڑکا دوڑ کر ایک اینٹ مسلم سر پر اٹھا لایا شیخ اس پر بیٹھے پھر فرمایا جا ایک اینٹ مولانا نظام الدین کے واسطے لا وہ جا کر ایک اینٹ درست ان کے واسطے اٹھا لایا اسی طور سے وہ لڑکا شیخ کے حکم کے موافق ایک اینٹ مسلم مولانا جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدرالدین اسحق کے واسطے بھی اٹھا لایا جب ملا یوسف کی باری آئی وہ لڑکا اس انبار سے بہ مشقت تمام ایک خشت نصف بلکہ اس سے بھی کمتر تلاش کر کے لایا اور ملا یوسف کے سامنے رکھ دیا یہ ماجرا دیکھکر تمام بزرگوار متحیر ہوئے شیخ نے فرمایا اے یوسف مین کیا کرون نصیب تیرا اورون کے برابر نہین ہی غرضکہ قسمت ازلی پر خرسند اور راضی ہونا چاہیے کس واسطے کہ مصرع نقدیر کے لکھے کو مٹانا نہین ممکن اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو مرض الموت واقع ہوا آخرش ساتھ اس زحمت کے رحمت حق مین داخل ہوے اور اس مرض مین مجھے خرقہ خاص سے سرفراز فرما کر ماہ شوال سنہ ۶۶۹ چھ سو انہتر ہجری مین دہلی کی طرف روانہ کیا اور رخصت کے وقت اشک گہر رشک دیدۂ حق بین مین بھر لائے اور فرمایا جا تجھے حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور مجھے بھی اس جدائی سے ایک

درد و الم ایسا لاحق ہوا جیسا پہلے کبھی جدا ہونے مین نہوا تھا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ جب مین دہلی
مین پہونچا مین نے سنا کہ شیخ کے مرض نے شدت کی ایک رات بعد اداے نماز عشا بیہوش ہوئے اور کچھ دیر
کے بعد ہوش مین آن کر مولانا بدر الدین اسحق سے پوچھا کہ مین نے عشا کی نماز پڑھی کہا ہان اُس جناب نے
نماز عشا پھر احتیاطاً ادا کی اور پھر بیہوش ہوئے جب ہوش مین آئے فرمایا ایکبار اور از راہ احتیاط کے نماز عشا
ادا کرون کیا معلوم پھر میسر ہو یا نہین چنانچہ اُس شب کو آپ نے تین مرتبہ نماز عشا ادا کی اور فرمایا کہ مولانا
نظام الدین دہلی مین ہر مین بھی خواجہ قطب الدین کی رحلت کے وقت ہانسی مین تھا اور مولانا بدر الدین اسحق
کے کان مین آہستہ فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد وہ جامہ کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے مجھے ہونچا
ہر جیسا کہ تمکو معلوم ہر اُسے مولانا نظام الدین کے پاس پہونچانا اور پھر پانی طلب کرکے وضو کیا اور دوگانہ
ادا کرکے سر سجدہ مین رکھا اور عین سجدہ مین رحلت فرمائی غرضکہ یہ واقعہ پنجشنبہ کی رات ماہ محرم کی پانچوین
تاریخ ۶۶۰؁ھ سات سو ساٹھ ہجری مین واقع ہوا اور سن شریف اُس جناب کا پچانوے برس کا نشان دیتے
ہین اور منقول ہر کہ مولانا بدر الدین اسحق نے وصیت کے موافق وہ جامہ شیخ نظام الدین اولیا کے پاس پہونچایا
اور کاسہ اور عصا شیخ کا اُن کے فرزندون کے پاس رہا اور افواہاً یہ بھی سنا جاتا ہر کہ شیخ نظام الدین اولیا
شیخ کی خبر فوت سُنکر قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ کے مزار کی زیارت کرکے جامہ مذکور مولانا بدر الدین
اسحق سے لے کر دہلی کی سمت مراجعت فرمائی اور کتاب تذکرۃ الاتقیا مین لکھا ہر کہ تین شخص نظام نام شیخ
کی خدمت مین تھے ایک شیخ نظام فرزند شیخ کے دوسرے شیخ نظام بھانجے یعنی ہمشیرۂ شیخ کے لڑکے
تیسرے شیخ نظام الدین اولیا اور چونکہ پسر شیخ کے مقام ابدال کا رکھتے تھے اس واسطے سجادہ اُنھین نہ دیا
اور جب آپ کی ہمشیرہ نے بہت سعی کی کہ سجادہ نشینی میرے فرزند کو عنایت ہووے شیخ نے فرمان لکھا
اور بھانجے کو دے کر یہ فرمایا کہ ہانسی مین مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس جاکر اسے صحیح کرکے لاؤ اور مولانا
جمال الدین ہانسوی نے اُس فرمان کو صحیح نہ کیا اور اُس نے پلٹ کر شکایت کی آخر کو شیخ نے اپنی ہمشیر کے
حسب التماس فرمان دوسرا لکھ بھیجا اور اُس مرتبہ مولانا جمال الدین ہانسوی نے ناراض ہو کر اُسے چاک کیا
شیخ نے فرمایا کہ مین جمال الدین ہانسوی کا پارہ کیا ہوا فرمان نہین سی سکتا اور بعد اس کے ایک مدت
کے بعد شیخ نے فرمان سجادہ نشینی ولایت دہلی کا شیخ نظام الدین اولیا کو دے کر مولانا جمال الدین ہانسوی
کے پاس بھیجا اور وہ اُسے دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور یہ بیت اُس فرمان مین درج کی۔ بیت

ہزاران درود و ہزاران سپاس
کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

اور کتبہ کو صحیح کرکے دہلی مین روانہ کیا

ذکر سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز کا

ابیات

شہنشاہ اورنگ عرفان حق	دلش صدر دیوان ایوان حق	ملک بردہ دریوزہ ازشان او
فلک کاسہ سبز در خوان اُو	قدم راندہ زان گونہ در راہ فقر	کہ شد شاہ اورنگ درگاہ فقر
بباطن زتکوین اطوار محو	بہ ظاہر ز تمکین نگہدار سہو	دلش ساکن ملک ذات صفات
زہے پاک دین وزہے نیکذات	نظام الحق آن شیخ عالی مقام	کزو کار ارباب دین شد تمام

شیخ نظام الدین اولیا جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی تھے اور ہمیشہ آنحضرت کا دل انوار منزل کتب معتبر تصوف کی طرف مثل فصوص الحکم اور مواقع النجوم اور اُن کی شرحون کے مطالعہ مین مائل تھا اور ابوحنیفہ کی فقہ مین اور تفسیر اور حدیث اور اصول وکلام مین استحضار اور مہارت تمام رکھتے تھے آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال غزنین سے ہندوستان کی طرف آن کر شہر بداؤن مین متوطن ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اُس شہر مین ماہ صفر ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین پیدا ہوئے جب پانچ برس کے ہوئے اُن کے والد نے قضا کی اور اُن کی والدہ پرورش مین مصروف ہوئین اور جب حضرت سن تمیز اور رشد کو پہنچے تحصیل علوم ظاہری اور باطنی مین مشغول ہوئے اور جب بداؤن مین کوئی مدرس نہ رہا وہ جناب پچیس برس کے سن مین اپنی والدہ کو لے کر دہلی مین آئے اور ہلال طشت دار کی مسجد کے نیچے ایک حجرہ مین سکونت اختیار کی اور اُس وقت دہلی مین ایک فاضل متبحر اور علماے وقت سے سرآمد تھے اُن کا اسم مبارک خواجہ شمس الدین خوارزمی تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن نے انھین آخر مین بخطاب شمس الملک مخاطب کر کے منصب وزارت تفویض فرمایا جیسا کہ تاج الدین سنگ ریزہ نے اُنکی مدح مین کہا ہے **بیت**

شمسا کنون بکام دل دوستان شدی	فرماندہ ممالک ہندوستان شدی

اور قبل وزارت درس مین مشغول رہتے تھے پھر شیخ اُنسے ملکر اُن کے شاگردون کی سلک مین منسلک ہوئے اور وہ ایک حجرہ رکھتے تھے کہ وہ خاص مطالعہ کے واسطے تھا اور تین شاگرد جو صاحب استعداد تھے وہ اُس حجرہ مین سبق پڑھتے تھے اور باقی شاگرد اُس کے باہر درس کرتے تھے اور ان تین شخصون مین ایک ملا قطب الدین ناقلہ اور دوسرے ملا برہان الدین عبد الباقی اور تیسرے شیخ نظام الدین اولیا تھے اور جب شیخ نے آپ کی موزونیت اور تیزی فہم پر آگاہی پائی تو شاگردون سے آپ کی تعظیم مین اورون سے زیادہ تر اہتمام کرتے تھے اور مولانا شمس الدین کو یہ عادت تھی کہ اگر کوئی شاگرد غیر حاضر ہوتا اور جس وقت وہ آتا مولانا از راہ دل لگی اُس سے فرماتے تھے کہ کیا تھا جو تو حاضر نہوا تا کہ پھر وہ کردن جو تو حاضر ہوا کرے اور اگر کبھی شیخ کی تعطیل ہوتی تھی پھر مولانا اُنھین جب دیکھتے تھے یہ بیت پڑھتے تھے **بیت**

	باری کم از انکہ گاہ گاہے		آئی وبما کنی نگاہے	گ

اور شیخ نظام الدین اولیا کا جو حجیب اتفاق شیخ نجیب الدین متوکل برادر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا
ہمسایہ واقع ہوا تھا اور وہ بہت علماے دہلی پر علم مین فوقیت رکھتے تھے لہذا شیخ نظام الدین اولیا
اکثر اوقات اُنکی صحبت مین بیٹھے تھے قضارا جوان دنون مین والدہ شیخ نظام الدین اولیا کی فوت ہوگئی
تھین اور شیخ تنہا رہ گئے تھے شیخ نجیب الدین متوکل سے زیادہ تر صحبت رہتے تھے اور غم تنہائی رفع
کرتے تھے یہان تک کہ روز بروز محبت فیما بین بڑھتی گئی اور آپس مین نہایت اتحاد ہوا اور بعد
اُس کے شیخ نظام الدین اولیا چند سال خواجہ شمس الدین سے درس لے کر مراتب عالیہ پر فائز
ہوئے اور معاش کے واسطے عہدۂ قضا کی فکر مین ہوئے ایک دن اثناے کلام مین شیخ نجیب الدین
متوکل سے کہا کہ آپ میرے واسطے فاتحۂ خیر پڑھین کہ مین کسی مقام کا قاضی ہون اور خلق خدا کو انصاف
سے راضی رکھون یہ سُنکر شیخ نجیب الدین ساکت ہوئے اور کچھ جواب نہ دیا شیخ نظام الدین اولیا
سمجھے کہ شیخ نجیب الدین نے نہین سنا پھر بہ آواز بلند کہا التماس فاتحہ کی رکھتا ہون کہ مین کسی مقام کا
قاضی ہوجاؤن اس مرتبہ شیخ نجیب الدین متوکل نے فرمایا کہ خدا نہ کرے تو قاضی ہو لیکن وہ ہو جو
مین جانتا ہون اور انھین دنون مین شیخ نظام الدین ایک رات مسجد جامع دہلی مین تھے صبح کے
وقت سنا کہ موذن نے منارہ پر یہ پڑھا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُہُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ یہ سنتے ہی
حال حضرت کا متغیر ہوا اور نور الٰہی نے آپ کو گھیر لیا اور اس سبب سے کہ اُس وقت مین جو آوازہ
شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی مشیخت اور کرامات کا عالمگیر ہوا تھا اور شیخ نجیب الدین متوکل کی بھی
مجلس مین غائبانہ شیخ کی مشیخت اور کرامات کے اوصاف سُنکر شیخ نظام الدین اولیا اُن کی زیارت
کے نہایت مشتاق تھے صبح کو بغیر سواری اور زاد راہ کے قصبۂ اجودھن کی سمت روانہ ہوئے اور
روز پنجشنبہ کو ظہر کی نماز کے وقت آن حضرت کی ملازمت سے فائز ہوئے اور راوی کا یہ بھی قول ہے
کہ جب شیخ نظام الدین اولیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہرچند چاہا کہ
اپنے اشتیاق اور اخلاص کا حال بیان کرین حضرت کی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ شرح اشتیاق کچھ
عرض نہ کرسکے شیخ فرید الدین مسعود نے یہ حالت مشاہدہ کرکے فرمایا لکل دخیل دہشتہ مرحبا خوش آیا اور
صفا لایا تو انشاء اللہ تعالے لا نعمت دینی اور دنیوی سے برخوردار ہوگا شیخ نظام الدین اولیا نے خرقۂ درویشی
کا حضرت شیخ سے پایا اور مریدان خاص کی سلک مین منتظم ہوئے اور اس عرصہ مین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر
کو عسرت کمال تھی اکثر آن حضرت کے متعلقین اور فرزندون کو ہر ہفتہ مین ایک یا دو فاقہ گذرتے تھے
اور اُن بزرگوار کی صحبت سے کوئی شخص آزردہ اور دلگیر نہ تھا الغرض مولانا بدر الدین اسحق بخاری کہ جامع
معقول ومنقول تھے لکڑیان جنگل سے باورچیخانہ کے واسطے لاتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی

صحرا سے دیلہ کہ مراد کوکل کے درخت کے پھل سے ہی اور اکثر آدمی اُس پھل کو سرکہ اور نمک مین ڈالکر اچار بناتے مین حاضر کرتے تھے اور مولانا حسام الدین کابلی آب کشی اور باورچیخانہ کی دیگین دھوتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا از روے صدق وصفا کھانا پکاتے تھے اور باحتیاط تمام کھانا پکاکر ظروف گلی اور کجکول چوبین مین نکالکر افطار کے وقت شیخ کی مجلس مین لیجاتے تھے لیکن کبھی نمک ہوتا تھا اور کبھی نہوتا تھا اور دو دو تین تین روز نمک میسر نہوتا تھا اور شیخ نظام الدین اولیا جب اُس خدمت پر مامور ہوئے اس بقال سے جو اُس مسجد کے قریب رہتا تھا کبھی غیب سے جو کچھ پہونچتا تھا کھانے کا مصالحہ خرید کرتے تھے اور کبھی ایک درم نمک قرض لیکر کاسہاے دیلہ مین کہ جوش ہوتے تھے ڈالتے تھے اور ہر روز شیخ کے روبرو اور درویشون کے سامنے حاضر کرتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق اور شیخ نظام الدین اولیا شیخ کے حکم کے موافق ایک کاسہ مین تناول کرتے تھے اور شیخ کے قریب بیٹھے تھے ایک دن جب تمام حضار مجلس اپنے اپنے مقام مین بیٹھ گئے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر دست مبارک کاسہ کی طرف لیگئے اور لقمہ اُٹھاکر فرمایا کہ یہ لقمہ میرے ہاتھ مین گران معلوم ہوتا ہی اس لقمہ کو مُنھ مین رکھنے کا حکم نہین ہی شاید کہ اس کھانے مین شبہہ ہو یہ کہکر لقمہ کاسہ مین ڈال دیا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ یہ کلام سنتے ہی میرا بدن کانپنے لگا فوراً مین نے ایستادہ ہوکر نہایت ادب سے یہ عرض کی کہ یا حضرت لکڑیان اور کریل کے پھل اور پانی ہا اور چیخانہ کا شیخ جمال الدین اور مولانا حسام الدین اور مولانا بدر الدین لاتے ہین سبب شبہہ کا معلوم نہین ہوتا ہی حضرت پر واضح ہوا ہوگا شیخ نے فرمایا کہ نمک جو اس کاسہ مین پڑا ہی وہ کہان سے آیا ہی شیخ نظام الدین یہ سنکر متنبہ ہوئے اور سر زمین پر رکھکر صورت حال عرض کی شیخ نے ارشاد کیا فقرا اگر فاقہ سے مرجاوین بہتر ہی لیکن لذت نفس کے واسطے قرض نہ لیوین کس واسطے کہ قرض اور توکل کے مابین بعد مشرقین ہی اگر ادا نہووے وبال اس کا قیامت تک گردن پر رہے پھر فرمایا یہ کاسے درویشون کے آگے سے اُٹھاکر اور محتاجون پر تقسیم کرین اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مجھ مین ایک عادت تھی جیسا کہ طلبا کا دستور ہی کہ اگر کوئی شی نہایت پر ضرور ہوتی ہی قرض لیتے ہین مین بھی قرض لیتا تھا لیکن اُس دن سے مین نے استغفار کرکے یہ نیت کی کہ ہر چند احتیاج اشد ہووے آیندہ ہرگز قرض نہ لونگا اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے وہ کمل کہ جس پر اجلاس فرماتے تھے مجھے بخشا اور یہ دعا کی کہ تو کبھی ساتھ قرض کے محتاج نہوگا اور جب شیخ نظام الدین اولیا ایک مدت کے بعد خدمتگذاری سے مرتبہ کمال کو پہونچے پیر نے اُنھین اوروں کی تکمیل کی اجازت دے کر دہلی کی سمت رخصت کیا اور اُنھون نے رخصت کے وقت اپنے پیر کی یہ نصیحت یاد رکھی کہ آن حضرت نے فرمایا ہی کہ دشمنون کو جس طور سے ہو سکے راضی اور خوش رکھنا اور کسی شخص سے قرض لینا اُس کے ادا کرنے مین نہایت سعی کرنا شیخ نظام الدین اولیا جب مسافر ہوئے مع ایک درویش کے ایک مقام مین پہونچے کہ فی الجملہ وہان ایک جنگل تھا اور راہزن اس مقام مین

مسافرون کو لوٹتے تھے ناگاہ اُس مقام مین پانی برسنے لگا شیخ ایک لحظہ درخت چھتنار کے سایہ مین ایستادہ ہوئے ناگاہ پانچ چھ ہندو مع شمشیر و تیر و کمان نمودار ہو کر شیخ کی طرف متوجہ ہوئے شیخ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ کمل اور جامہ جو شیخ نے مجھے عطا فرمایا ہی اگر خدانخواستہ اس پر نظر بد لگی مین آبادی مین ہرگز نجاؤنگا اور کسی کو اپنا مُنہ نہ دکھاؤنگا اسی اندیشہ مین تھے کہ راہزنون نے ایکبارگی حضرت کی طرف سے مُنہ موڑا اور دوسری جانب روانہ ہوئے اور شیخ مع الخیر والعافیت دہلی مین داخل ہوئے دوسرے دن شیخ نجیب الدین متوکل سے ملاقات کر کے ماجرا اِس سفر کا اور شیخ فرید الدین گنج شکر کی حصول سعادت ملازمت کا تذکرہ مشرح بیان کیا اس کے بعد ایک شخص کے مکان پر کہ اُس سے ایک کتاب عاریت لے کر گم کی تھی تشریف لیگئے اور اُس سے یہ کہا کہ ای مخدوم اس روز کہ مین تم سے کتاب عاریت لے گیا تھا وہ میرے پاس سے گم ہوئی ہر نیت صادق رکھتا ہون کہ کاغذ بہم پہونچا کر وہ نسخہ نقل کر کے آپ کے پاس حاضر کرونگا اس شخص نے جب یہ کلام سُنا ایک لحظہ شیخ نظام الدین اولیا کو نظر غور سے دیکھکر فرمایا کہ جس مقام سے آپ تشریف لائے ہین اُسکا ثمرہ خدا کی خوشنودی کے سوا نہین ہر مین نے وہ کتاب آپ کو بخشی شیخ وہان سے پھر ایک بزاز کے پاس گئے اور فرمایا کہ مین نے تجھسے کپڑا خرید کیا تھا اب اُس کی قیمت لایا ہون لے بزاز نے دس روپیہ لیے اور باقی حضرت کو معاف کیے اور کہتے ہین کہ اُس وقت شیخ نظام الدین اولیا کو دہلی مین ایسا مقام تخلیہ کا میسر نہ تھا کہ اُس مین بیٹھکر ذکر حق مین مشغول ہووین اور اس شہر مین شیخ کو کثرت خلق اور انبوہ پسند نہ آتا تھا کہ ساکن ہووین جو اُن دنون مین قرآن شریف حفظ کرتے تھے اکثر اوقات شہر سے باہر جاکر صحرا مین بسر لے جاتے تھے ایک روز قتلغخان کے تالاب کے کنارے ایک درویش پاک کیش کو کہ آثار صلاح و تقوے اُن کے ناصیۂ حال سے ہویدا تھے شیخ نظام الدین اولیا نے دیکھا اُن سے پوچھا کہ ای مخدوم تم اس شہر مین رہتے ہو اُنھون نے کہا ہان پھر پوچھا کہ آپ اس شہر مین خواہش طبع سے رہتے ہین انھون نے جواب دیا نہین کوئی درویش ایسے شہر آباد مین کہ جس مین اس قدر کثرت اور انبوہ آدمیون کا ہی اپنی طبیعت کی خواہش سے نرہیگا مگر بضرورت پھر یہ حکایت نقل کی کہ مین نے ایک وقت خطیرہ کمال درویش کے دروازہ کے باہر ایک خرقہ پوش کو دیکھا اور اس نے مجھسے یہ بات کہی کہ اگر تو سلامتی ایمان کی اور استقامت عبادت مین چاہتا ہی اس شہر مین نہ رہ کہ یہ چشمہ فسق و فجور کا ہوا ہی اور پھر یہ بھی کہا کہ ای مولانا نظام الدین اولیا مین بھی چاہتا ہون کہ اس شہر مین نہ رہون اور کسی طرف راہی ہون لیکن کیا کرون کہ عرصہ بیس سال کا گذرا ہے کہ مین اس شہر مین سکونت پذیر ہون اور بسبب اُس کتوین کے کہ مین نے تیار کیا ہی مجال سفر نہین پاتا قید بانی کی شدید تر لوہے کی قید سے واقع ہوئی اور شیخ نظام الدین اولیا نے جب اُن درویش سے یہ بات سنی عزم جزم کیا کہ اس شہر مین نہ رہونگا اور اُس مقام سے برآمد ہو کر رانی بوستانی کے تالاب کے نزدیک کہ جسے باغ خسرو تنہ کہتے ہین داخل ہوئے اور تجدید وضو کر کے دوگانہ

ادا کیا اور اس وقت خوش ہین درگاہ الٰہی مین مناجات کی اے خدا مین اس شہر سے برآمد ہوا ہون لیکن اپنے اختیار سے کسی مقام مین نہین جا سکتا جس مقام مین خیریت اور سلامتی دین کی ہو وہان رکھ ناگاہ ایک طرف سے آواز آئی کہ جگہ تیری غیاث پور ہے اور وہ غیاث پور ایک موضع تھا گمنام اور مجہول کہ اُسے کوئی نہین جانتا تھا اور وہان کا حاکم علم زرد رکھتا تھا اور اُس ملک مین ایک قسم کی روئی زرد ہوتی ہے کہ اس سے لباس تیار کرتے ہین اور حاکم کو شیخ فرید گنج شکر سے نہایت الفت تھی لیکن شیخ نظام الدین اس کے مرنے کے بعد دہلی مین وارد ہوئے لہٰذا اس کو نہ دیکھا تھا اور منقول ہے کہ ایک وقت شیخ نے اجودھن سے مولانا شعیب کے ہاتھ ایک مصلا نمد سیاہ اور ایک کلاہ شیخ نظام الدین اولیا کے واسطے دہلی بھیجی اور مولانا شعیب جب آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور امانت پہونچائی شیخ نظام الدین دوگانہ شکر کا ادا کر کے محظوظ ہوئے اور اُسی وقت ایک رئیس نے گجرات سے دو لاکھ اور پچاس ہزار اشرفی بھیجی تھین شیخ نے وہ تمام زر نقد مولانا شعیب کو عطا فرمایا اور معذرت کر کے یہ رباعی لکھکر شیخ فرید شکر گنج کی خدمت مین ارسال کی۔ رباعی

فرمانروی کہ بندۂ تو دانند مرا	بر مردمک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتے فرمودہ است	ورنہ چہ کسم خلق چہ دانند مرا

کہتے ہین کہ جب دوسری مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا قصبہ اجودھن مین شیخ کی زیارت سے مشرف ہوئے شیخ نے فرمایا مولانا نظام الدین وہ رباعی جو تم نے عریضہ مین لکھی تھی مین نے اُسے یاد کر لیا انشاء اللہ تعالیٰ جہان تم رہو گے صاحب نظر تمھین اپنے مردم دیدہ مین جگہ دین گے اور نقل ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا نے ابتدا حال مین غیاث پور مین سکونت اختیار فرمائی دو شخص آپ کی ملازمت مین حاضر رہتے تھے ایک شیخ برہان الدین محمد غریب جو دولت آباد دکن مین مدفون ہین اور دوسرے شیخ کمال الدین یعقوب جن کا مزار پٹن گجرات مین واقع ہے یہ دونون بزرگوار اور خلفا سے پیشتر خرقہ خلافت پا کر تحصیل کمال اور ریاضت نفس مین شغل رکھتے تھے اور اُس عرصہ مین وجہ معاش اُنپر نہایت تنگ تھی بعض وقت ایسا اتفاق ہوتا کہ چار روز تک کچھ بہم نہ پہونچتا کہ سلطان الاولیا اور دیگر درویش اس سے افطار فرماتے ایک عورت صالحہ کہ شیخ سے توسل رکھتی تھی اور ہمسایہ مین رہتی تھی اور سوت کاتکر گیہون خریدتی تھی اور نان بے نمک پکا کر اُس سے افطار کرتی تھی چنانچہ اُس ایام فاقہ مین اس نیک بخت نے ڈیڑھ سیر آٹا کہ اپنی قوت سے فاضل تھا شیخ کے واسطے بھیجا شیخ نے کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ اس آٹے کو دیگ مین ڈالکر پکاؤ شاید کہ کسی آنے والے کا حصہ ہوئے اور شیخ کمال الدین یعقوب اسکے پکانے مین مشغول تھے کہ ناگاہ ایک درویش گودڑی پوش کسی مقام سے وارد ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہوکر بآواز بلند فرمایا کہ اے شیخ جو کچھ ماحضر رکھتا ہے ہم سے دریغ نہ کر شیخ نے جواب دیا کہ آپ ازراہ شفقت ایک لحظہ

استراحت فرماوین کہ دیگ جوش مین ہی درویش نے فرمایا تو خود اٹھ اور وہ دیگ چولھے پر سے بجنسہٖ اُٹھا لا شیخ یہ
سنتے ہی بہ تعجیل تمام اُٹھے اور دست حق پرست پر آستین چڑھا کر دونون ہاتھ سے دیگ کے گلے کا کنارا
پکڑ کے اُن کے روبرو لائے اور آواز جوش کی آدمیون کے کان مین پہونچتی تھی درویش نے وہ دیگ اٹھا کر
زمین پر دے ماری کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی پھر یہ فرمایا کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے نعمت باطن
شیخ نظام الدین اولیا کو ارزانی رکھی ہی مین نے اُن کی ظاہری محتاجی کی دیگ کو توڑ ڈالا یہ کہا اور وہ
درویش آدمیون کی نظر سے غائب ہوا اُس کے بعد ایسا ہوا کہ ہزارون لاکھون آدمی اُن کی خدمت مین
پہونچکر مرید ہوے اور خرقہ خلافت کا پاکر درجۂ عالی اور مقام متعالی مین داخل ہوے اور بعد اس کے شیخ
برہان الدین محمد غریب اور شیخ کمال الدین یعقوب اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی شرف ارادت اور خرقہ
خلافت سے سرفراز ہوئے اور اہل شریعت شیخ کو بسبب وفور عقل اور علم و فضل کے گنج معانی کہتے تھے
اور شیخ اخی سراج شیخ نور کے دادا تھے اور بنگالہ مین مدفون ہین وہ بھی شیخ کے مریدون سے ہین اور خیر المجالس
مین مرقوم ہی کہ ایک دن مولانا حسام الدین نصرت خانی اور مولانا جمال الدین نصرت خانی اور مولانا شرف الدین
کاشانی شیخ کے روبرو بیٹھے تھے شیخ نے انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دن کو صائم اور
رات کو قائم رہے یہ کام نہایت سہل ہی کہ بیوہ عورتین بھی اس کام مین اقدام کر سکتی ہین لیکن مشغولی بحق
کہ مردان طلبگار درگاہ پروردگار ہین بسبب اس کے راہ پاتے ہین اور قرب پیدا کرتے ہین اور مشاہدہ کی
دولت سے فیضیاب ہوتے ہین وہ ان عبادات کے علاوہ ہی حضار مجلس نے جب یہ کلام سنا امیدوار
ہوے کہ شیخ اُسے بیان فرمائین کہ وہ کون عبادت ہی شیخ نے اُنھین مضطرب اور مصر دیکھکر فرمایا
انشاء اللہ تعالے اور وقت اس کا مذکور ہوگا خلاصہ یہ کہ مریدون اور عزیزون نے چھ مہینے انتظار کھینچا
ایک دن سب شیخ کی مجلس مین حاضر تھے محمد کاشف جو بادشاہ علاء الدین خلجی کے دیوان عام کا داروغہ تھا
وارد ہوا اور سر زمین پر رکھکر مودب بیٹھا شیخ نے پوچھا کہ کہان تھا اُس نے عرض کی دیوان عام مین تھا
آج ظل سبحانی نے پچاس ہزار روپیہ بندگان خدا کے واسطے انعام فرمائے ہین شیخ نے اُس وقت
مولانا حسام الدین نصرت خانی اور دوسرے یارون سے متوجہ ہو کر فرمایا انعام بادشاہ کا بہتر ہی یا وفا
کرنا اُس عہد کا کہ جو تمھارے ساتھ کیا گیا یہ سنکر سب شرائط تعظیم بجالائے اور عرض کی کہ وفا کرنا عہد کا
ہشت بہشت سے بہتر ہی پچاس ہزار روپیہ نقد کیا مال ہی پھر اپنے پاس سلطان الاولیا نے
تینون بزرگوارون کو بلایا اور لوگون کو رخصت کر کے یہ فرمایا کہ مقصود کے پہونچنے کا راستہ مشغولی حق ہی
باستغراق تمام خلوت مین اور بے ضرورت باہر نہ آئے اور ہمیشہ باوضو رہے سوائے وقت قیلولہ
کے کہ اُس وقت غلبہ خواب ہوتا ہی اور صائم الدہر رہے باخلاص تمام اور اگر یہ میسر نہووے تقلیل
غذا پر قناعت کرے اور ہمیشہ سوائے ذکر حق کے سکوت مین رہے مگر بضرورت اہل دنیا سے

کلام مختصر کرے اور علے الدوام ذکر بارابطہ واستغراق دل عمل مین لائے اور منقول ہے کہ تینون مشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے انفاس کی برکت سے ساتھ اس صفات کے کامل ہوکر جملہ واصلین سے ہوئے اور نقل ہے مولانا شہاب الدین امام سے کہ ایکروز شیخ نظام الدین اولیا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو دہلی کہنہ مین تشریف لے گئے اور ہم اور مولانا برہان الدین محمد غریب اُس جناب کی رکاب مین تھے اور شیخ حضرت خواجہ کی زیارت کرکے اور مشائخون کی زیارت کے واسطے تالاب شمسی کے کنارے رونق افزا ہوئے اور اُس مقام مین خواجہ حسن شاعر ولد علائی سنجری کہ سن اُس کا پچاس برس سے زیادہ تھا ابتداے حال مین شیخ سے رابطۂ اتحاد اور مصاحبت کلی رکھتا تھا ساتھ ایک جماعت یارون کے مے نوشی مین مشغول تھا جب شیخ کو دیکھا آپ کے روبرو آن کر یہ دوبیت پڑھین ابیات

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم	گر ز صحبتہا اثر بودی کجاست
زہدتان فسق از دل ما کم نہ کرد	فسق مایان بہتر از زہد شماست

شیخ نے جب یہ بات سُنی فرمایا صحبتون کو تاثیر ہین ہین انشاء اللہ تعالے تجھے نصیب ہوگی فی الفور حضرت کی دعا مستجاب ہوئی خواجہ حسن سر برہنہ کرکے آپ کے قدم مبارک پر گر پڑے اور جمیع مناہی سے تائب ہوکر خود مع رفقا جو اُس کے ہم مشرب تھے مرید ہوئے اور خواجہ حسن نے کتاب فوائد الفواد مشتمل براحوال شیخ نظام الدین اولیا اور حکایات جو کہ زبان مبارک پر آنحضرت کے جاری ہوئین تصنیف فرمائی خلعت قبول اور تحسین سے سرفراز ہوئے اور امیر خسرو دہلوی نے اُس نسخہ پر رشک کرکے کہا کہ کاش خلعت قبول اور تحسین اس نسخہ کی تصنیف کا میری نسبت منسوب ہوتا اور میری تمام تصانیف خواجہ کے نام ہوتین بہتر تھا اور کہتے ہین خواجہ حسن نے بعد توبہ کے ایک غزل کہی جسمین یہ بیت بھی مندرج ہے بیت

اے حسن توبہ آنگہی کردے	کہ ترا قوت گناہ نماند

اور جس وقت کہ محمد تغلق شاہ دہلی کو خراب کرکے آدمیون کو دولت آباد دکن کی طرف لے جاتا تھا خواجہ حسن بھی بزرگان دکن کی زیارت اور صحبت کی نیت سے ہمراہ گئے اور اس ملک مین جاکر عالم باقی کی سمت سفری ہوئے اور بالاگھاٹ دولت آباد مین مدفون ہوے اور نقل ہے شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کو راگ کی سماعت کی رغبت ہوتی تھی امیر خسرو اور امیر حسن قوال کہ علم موسیقی مین عدیم المثال تھے حاضر ہوتے تھے اور مبشر جو شیخ کا غلام زرخرید تھا اور خوش آوازی مین صوت داؤدی رکھتا تھا وہ بھی حاضر ہوتا تھا پہلے امیر خسرو غزلین اور بیتین ایسی متصوفانہ پڑھتے تھے کہ شیخ سر مبارک کو جنبش دیتے تھے اور اسی کو امیر حسن قوال اور مبشر غلام ایسا سمان باندھتے تھے کہ شیخ وجد مین آتے تھے اور درد سے قوال کہ راگ مین مرغ کو ہوا سے زمین پر لاتے تھے شیخ کے علوفہ خوار تھے اور سب کا سردار امیر حسن قوال تھا جب اپنے کام مین مشغول ہوتا تھا تو اہل مجلس

منعقد ہوتی تھی اور وہ بیت کہ جس سے شیخ سلطان الاولیا کو وجد اور حال آتا تھا اکثر سلطان الاولیا کے ملاحظہ مین گذرا نتا تھا اور سلطان الاولیا بھی اُس بیت سے محظوظ ہوتے تھے ایک روز سلطان الاولیا کو حکیم سنائی کی ان دو بیت پر کہ حدیقہ مین مندرج ہین وجد حاصل ہوا **ابیات**

ابیش سما جمال جان افروز	در نمودی بر و سپند بسوز
آن جمال تو چیست ہستی تو	وان سپند تو چیست مستی تو

قرابیگ ترک جو بادشاہ علاء الدین خلجی کا خاص ترخواص تھا باوجود صلاح اور پرہیزگاری کے لطافت وظرافت مین بھی امتیاز رکھتا تھا اور شیخ کے سلک مریدون مین بھی منتظم تھا ان ابیات کو قلم بند کرکے بادشاہ کے روبرو لے گیا بادشاہ ہر بار پڑھتا تھا اور آنکھون پر ملتا تھا اور تحسین کرتا تھا اُس وقت قرابیگ ترک عرض پیرا ہوا کہ باوجود اس کے کہ ظل سبحانی شیخ سے ایسا اعتقاد رکھتے ہین تعجب ہے کہ کبھی حضرت سے ملاقات نہین کرتے بادشاہ نے فرمایا کہ اے قرابیگ ترک ہم بادشاہ ہین سراپا دنیا مین آلودہ اور اس آلودگی سے شرماتا ہون کہ ایسے پاک کی زیارت کرون تجھے لازم ہے کہ خضر خان اور شادی خان کو جو میرے جگر گوشہ ہین شیخ کی خدمت مین لے جاکر مرید کرا اور دو لاکھ روپیہ جماعت خانہ کے درویشون کو شکرانہ پہونچا قرابیگ ترک نے حکم کے موافق عمل کیا اور یہ عمارت عالی کہ مقبرہ مین اُن بزرگوار کے واقع ہے خضر خان کی ساختہ اور پرداختہ ہے اور کہتے ہین کہ ایک روز بادشاہ علاء الدین خلجی نے ایک مندیل زر وجواہر سے مملو کرکے برسم نذر شیخ کے روبرو بھیجی ایک قلندر شیخ کے برابر بیٹھا تھا دور سے اُس کی نگاہ اُس پر پڑی اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر بولا ایہا الشیخ ہدایا مشترک شیخ نے از روے ظرافت فرمایا اما تنہا خوشتر قلندر نے مایوس ہوکر بازگشت کی عزیمت کی شیخ نے اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ تنہا خوشتر سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ تجھے تنہا مبارک ہووے یہ کہکر وہ تمام نقد وجواہر اُس کو بخشا اُس قلندر نے چاہا کہ اس سب کو اُٹھاؤن اُس کی قوت نے وفا نہ کی شیخ کے خادم نے اُس کی مدد کی اور نقل ہے کہ جب بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ دہلی کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا خضر خان کو جو شیخ کا مرید تھا اُس نے قتل کیا اور شیخ سے بھی درپے عداوت ہوا اور ان دنون مین شیخ کے باورچیخانہ مقرری کا خرچ سوائے غلہ کے دو ہزار روپیہ کا تھا اور انعام واکرام اور علوفہ متعلقان اور خرچ مسافران اور مجاوران اُس سے جدا تھا اس صورت مین بادشاہ نے قاضی محمد غزنوی سے کہ محرم خاص تھا پوچھا کہ اس قدر خرچ شیخ کا کہان سے آتا ہے قاضی کہ وہ بھی اسقدر اعتقاد آنحضرت سے نہ رکھتا تھا بولا اکثر امراے سلطانی شیخ کی اعانت زر شکرانہ اور نذرانہ سے کرتے ہین بادشاہ کو یہ امر پسند نہ آیا حکم کیا کہ جو شخص شیخ کے مکان پر جاویگا یا اُن کی مدد خرچ کو روپیہ یا اشرفی بھیجے گا وہ نہایت معتوب اور مقہور ہوگا اور اس بارہ مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا ہر لوگون نے غضب شاہی کے خوف سے ہاتھ کھینچا اور اقبال غلام شیخ کا کہ تحویل اُس کے پاس رہتی تھی

تیمرہوا اس لیے کو بیشتر اُس سے نذر و نیاز کا روپیہ بیشمار آتا تھا چنانچہ ایک وقت ایک تاجر کہ اُسے
رہزنون نے لوٹا تھا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سفارش نامہ صدر الدین عارف پسر شیخ بہاءالدین
زکریا کا اُس کے پاس موجود تھا ملاحظہ مین گذران کر عرض حال کیا شیخ نے خادم سے فرمایا کہ علی الصباح
سے چاشت تک جو فتوح یعنے زر نذرانہ آوے اس عزیز کے سپرد کرو منقول ہے کہ بارہ ہزار
روپیہ پہر دن چڑھے تک اُس تاجر کو وصول ہوئے القصہ شیخ بادشاہ کے حکم سے واقف ہوئے
اقبال غلام سے فرمایا کہ آج سے خرچ مقرری مضاعف کر اور جس وقت تجھے روپیہ کی حاجت ہووے
بسم اللہ پڑھکر ہاتھ اپنا اُس حجرے کے طاق مین ڈال کر بسم اللہ کہکر جسقدر درکار ہو نکال لینا چنانچہ
اقبال حسب الحکم عمل مین لاتا تھا جب یہ خبر منتشر ہوکر رفتہ رفتہ بادشاہ کو پہونچی نہایت شرمندہ اور نادم
ہوا لیکن پھر بھی از راہ جہالت اور خجالت شیخ کو یہ پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتان سے میری
ملاقات کو آتے تھے اگر آپ بھی کبھی کبھی قدم رنجہ فرماوین مراحم ذاتی سے بعید نہوگا شیخ نے جواب دیا کہ مین
مرد گوشہ نشین ہون کہین نہین جاتا اور علاوہ اس کے رسم اور عادت ہر سلسلہ کی ہر طور پر ہوتی ہی ہمارے
بزرگون کا قاعدہ نہ تھا کہ کچہری دربار مین جاوین اور بادشاہ کے مصاحب ہووین اس امر مین فقیر کو
معاف رکھین اور اس مسکین کو اپنے حال پر چھوڑین بادشاہ نے کہ بادۂ نخوت سے مخمور غرور تھا اس
عذر کو قبول نہ کیا اور اُس کے جواب مین لکھا کہ آپ کو ہفتہ مین دو بار میری ملاقات کو آنا پڑیگا شیخ نے
ناچار ہوکر خواجہ حسن شاعر کو شیخ ضیاء الدین رومی کے پاس کہ پیر بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے
اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے بھیجا کہ بادشاہ کو سمجھا دین کہ فقیرون کا آزردہ کرنا کسی سبب
اور ملت مین درست نہین ہی اور خیریت دارین کی اس قوم کی کم آزاری مین ہی اور ماورا اس کے
ہر خانوادہ کی ایک روش مخصوص ہی خواجہ حسن شیخ ضیاء الدین رومی کے مکان سے پلٹ کر خبر لایا کہ اُن کا
درد شکم کی شدت سے حال ردی ہی کہ بیٹھکر نماز نہین پڑھ سکتے ہین شیخ ساکت ہوئے اور انھین دنون مین
شیخ ضیاء الدین رحمت حق مین واصل ہوگے بادشاہ اور تمام اعیان و ارکان سوم کے دن وہان حاضر ہوئے
اور رسم ہندوستان کے موافق اول قرآن شریف کے سیپارہ تقسیم کرکے پڑھے اس کے بعد پنج آیت
پڑھ کر پھول اُٹھائے اور سلطان الاولیا بھی بقصد زیارت وہان تشریف لے گئے بادشاہ کو سلام کیا
اور بادشاہ نے جواب نہ دیا اور مطلق التفات نہ کی اور ایک روایت مین یہ بھی وارد ہی کہ جب شیخ
اس مجلس مین رونق افزا ہوئے جس شخص نے حضرت کو دیکھا تعظیم کے واسطے دوڑا اور حضرت سے عرض
کہ بادشاہ بھی اس مجلس مین تشریف رکھتے ہین اگر آپ سلام کرین ہم بادشاہ کو اعلام کرین شیخ نے
فرمایا سلام کی حاجت نہین ہی کیونکہ وہ قرآن پڑھنے مین مشغول ہی اُسے مشوش نہ کرنا چاہیے اور جب
انفصال مجلس ہجوم لاکر شیخ کے قدم پر گرے بادشاہ گوشہ چشم سے دیکھتا تھا دل مین آزردہ ہوا لیکے

بادشاہ نے ایک محضر تیار کر کے یہ حکم دیا کہ اگر ہر ہفتہ مین شیخ ایکبار میری ملاقات سے متعذر ہو تو ہر سلخ
یعنے ہر چاندرات کو البتہ آن کر مجھے دیکھے نہین تو ویسی فکر کی جاوے سید قطب الدین غزنوی اور شیخ وحید الدین
قندزی اور مولانا برہان الدین مروی اور دیگر اکابر نے بادشاہ کے حکم کے موافق ماہ شوال کی اٹھائیسوین
تاریخ کو غیاث پور مین جا کر شیخ کو دیکھا اور بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا تھا شیخ کے گوش گذار کیا اور یہ بات کہی کہ
بادشاہ جوان عاقبت نا اندیش ہو اور حضرت فضل خدا سے پیر دانش کیش ہین اگر ہر مہینے مین ایک مرتبہ ضرور تا دیوان
عام سلطانی مین تشریف لیجاوین امور درویشی مین فرق نہوگا شیخ نے تامل کر کے فرمایا انشاء اللہ دیکھتا ہون کہ
اسکا انجام کیا ظہور مین آتا ہو وہ سمجھے کہ حضرت سلطان الاولیا بادشاہ کے پاس جانے پر راضی ہوئے بادشاہ
سے جا کر عرض کی ہم نے شیخ کو راضی کیا وہ ہر چاند راتکو آپکی ملاقات کو آوینگے اور رات کو خواجہ وحید الدین
قندزی اور اعز الدین علی شاہ جو بڑے بھائی امیر خسرو کے تھے اُنھون نے شیخ کی خدمت مین آن کر عرض کی کہ
بادشاہ آپ کے قدم رنجہ کی بشارت سے نہایت محظوظ ہوا شیخ نے جواب دیا کہ مین ہرگز اپنے بزرگون
کے خلاف نہ کرونگا کہ بادشاہ کی ملاقات کو جاؤن یہ سنکر دونون بزرگوار غمگین ہوے اور یہ التماس کی
کہ چاندرات قریب ہو اور بادشاہ پرخاش پر آمادہ ہو حضرت کو مناسب ہو کہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی
طرف توجہ فرماوین تو یہ معاملہ دشوار آسانی سے گذرے شیخ نے کہا مجھے شرم آتی ہو کہ اس امر حقیر کے واسطے
شیخ کی طرف متوجہ ہون اور دین کے کام بہت ہین شیخ کی طرف اُن کے واسطے توجہ کرنی چاہیے اور علاوہ اسکے
تم یقین جانو کہ بادشاہ مجھ پر ظفریاب نہوگا کس لیے کہ شب کو مین نے خواب دیکھا ہو کہ صفہ پر قبلہ رو بیٹھا ہون
اور ایک بیل شاخدار نے مجھ پر قصد کیا جب نزدیک پہونچا مین نے اُسکے دونون سینگ پکڑ کے ایسا اسے
زمین پر دے مارا کہ وہ فوراً ہلاک ہوا خواجہ وحید الدین قندزی اور عز الدین علی شاہ نے جب یہ واقعہ سُنا
سمجھے کہ اُس جناب کو کچھ آسیب نہ پہونچے گا بلکہ بادشاہ کو ضرر جانی پہونچیگا القصہ چاندرات کو خواجہ اقبال
نے بعد نماز ظہر شیخ سے عرض کی کہ آج روز سلخ ہو حکم ہو کہ کونسا راہوار حضرت کی سواری کو مہیا کرون شیخ
نے کچھ جواب نہ دیا اور اقبال دم بخود ہوا جب پہر دن باقی رہا پھر عرض کی کہ سواری کا وقت بھی ہو اگر حکم ہو
پالکی اور کہارون کو حاضر کرون اس مرتبہ بھی شیخ نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ اقبال کو پھر عرض کی مجال
نہ رہی خاموش ہوا اور حکم خدا سے اُسی شب کو بعد ایک پہر اور چند ساعت کے خسرو خان جو نمک پروردہ
اور شاہ کا محرم راز تھا بلکہ شاہ نے اُسے خاک مذلت سے اٹھا کر مرتبہ عالی پر فائز کیا تھا جیسا کہ مقام مناسب
مین مذکور ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کو قتل کیا اور منقول ہو کہ شیخ شرف الدین شیخ فرید الدین مسعود
گنج شکر کے پوتے شیخ بدر الدین سمرقندی کے عرس مین حاضر تھے ایک شخص نے اُن سے یہ کلام کیا کہ
شیخ نظام الدین اولیا عجب باطن فارغ البال رکھتے ہین کہ اہل و عیال کی طرف سے اُن کو کچھ فکر و غم
نہین کیونکہ اس قدر فراغت دنیوی انھین حاصل ہو کہ ایک عالم اُن کے خوان مائدہ فیض اور احسان سے

بہرہ یاب ہی کسی طور کا انھین رنج نہین پہونچا ہی بے فکری سے گذرتی ہی بعد اسکے جب شیخ شرف الدین وہان سے شیخ کے مکان پر آئے چاہا کہ وہ تذکرہ عرض کرون شیخ نے نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا بابا شرف الدین جو درد کہ دم بدم مجھے پہونچتا ہی مجھے یقین ہی کہ دوسرے کو نہوگا وہ یہ ہی کہ جب وقت کوئی شخص میرے پاس آن کر اپنا درد دل اظہار کرتا ہی اُس وقت مجھے اس قدر غم و الم لاحق حال ہوتا ہی کہ زبان اُس کی شرح سے عاجز ہی عجب سنگین دل ہی وہ کہ جسے غم برادر دینی کا اثر نہ کرے اور بھی بحکم المخلصون من اللہ علی خطر عظیم جاننا چاہیئے مصرع

نزدیکان را بیش بود حیرانی

نقل ہی کہ دہلی مین ایک بزاز تھا شمس الدین نام نہایت متمول اور وہ شیخ سے اعتقاد نہ رکھتا تھا بلکہ حضرت کی غیبت مین بے ادبانہ کلام کرتا تھا ایک روز اُس نے موضع افغان پور کے قریب ایک مقام سبزہ زار اور فرحت افزا دیکھا اپنے ہمراہیون کو لیکر وہان بیٹھا اور مے نوشی پر آمادہ ہوا اس ماہین مین وہ چشم ظاہری سے کیا دیکھتا ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا اُس کے مقابل ایستادہ ہین اور اشارہ سے ممانعت کرتے ہین فوراً اُس نے شراب پانی مین پھینک دی اور وضو کرکے شیخ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا جونہین شیخ کی نگاہ اُس پر پڑی فرمایا کہ جس شخص کو سعادت مساعدت کرتی ہی ایسے گناہون سے باز آتا ہی شمس الدین یہ کلام سنکر متنبہ اور متحیر ہوا اور اُسی وقت صدق دل اور اخلاص تمام سے حضرت کے مریدون مین منتظم ہوا اور دوسرے دن تمام مال و منال اپنا شیخ کے جماعت خانہ کے درویشون پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے سبکبار اور مجرد ہو کر عرصہ قلیل مین جملہ اولیاء اللہ سے ہوا اور خیر المجالس مین ہی کہ شیخ نصیر الدین اودھی کی تصنیف ہی وہ روایت کرتے ہین کہ مین ایک وقت شیخ سے رخصت لیکر اودھ کی طرف جاتا تھا شمس الدین بزاز کو مین نے قصبہ بنیانی مین دیکھا تو ایک گدڑی پارہ پارہ اُس کے زیب بدن ہی اور ایک جریب ہاتھ مین اور ظروف گلی کہ جس کا گلا رسی سے بندھا تھا ہاتھ مین لٹکائے ہین اور خطۂ بہار کی سمت عازم ہین شاید بہار مین اُن کی بوڑھی مان تھین جب مین نے انھین اس حال ردی سے دیکھا پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہی جواب دیا کہ الحمد للہ شیخ نظام الدین اولیا کی برکت سے دروازے سعادت کے مفتوح ہین اور دل ہوا و ہوس سے خالی ہوا چین سے گذرتی ہی مین نے جواب دیا کہ میرے پاس ایک چھاگل چرمی ہی اُسے قبول فرمایئن تو نہایت احسان ہی فرمایا کہ مین اس جناب کی عنایت سے اکثر نماز کے واسطے مسجد مین اُترتا ہون کوئی شخص اس لکڑی اور ظروف گلی پر نظر نہین کرتا ہی شاید اس چھاگل چرمی کی کوئی طمع کرے یہ فرماکر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور جدا ہوئے اور یہ بھی نصیر الدین اودھی فرماتے ہین کہ مین جب قاضی محی الدین کاشانی کے پاس علوم ظاہری پڑھتا تھا ناگاہ ایسا بیمار ہوا کہ لوگون نے میری زیست سے قطع نظر کی قضارا شیخ نظام الدین اولیا میری عیادت کے واسطے تشریف لے گئے اُس وقت مین نہایت بیہوش تھا جب آنحضرت نے دست مبارک میرے منھ پر پھیرا فوراً ہوش مین آیا اور صحت پائی اور اُن کے قدم

گر پڑا اور اس دن سے میرا اعتقاد اور اخلاص آنحضرت کی نسبت زیادہ تر ہوا اور یہ بھی شیخ موصوف روایت کرتے ہین کہ ایک مرید نے حضرت نظام الدین اولیا کی دعوت کی اور قوالون کو بلایا اور بقدر مقدرت طعام بھی مہیا کیا اور جب راگ شروع ہوا کئی ہزار آدمی جمع ہوئے اور کھانا اسقدر نہ تھا کہ پچاس یا ساٹھ آدمی کو کفایت کرے خداوند دعوت قلت طعام اور کثرت انام مشاہدہ کر کے مضطرب ہوا شیخ نور باطن سے سمجھ گئے اور اپنے خادم کو جس کا نام مبشر تھا اشارہ کیا کہ آدمیون کے ہاتھ دھلا اور دس دس آدمی یکجا بٹھا اور بسم اللہ کہکر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کر کے مع سالن لوگون کے سامنے رکھ جب مبشر نے ایسا کیا کہتے ہین تمام خلق حسب رغبت کھانا کھا کر سیر ہوئی اور بہت کھانا بچ رہا اور نقل ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا بارہ برس کے سن مین مولانا علاء الدین اصولی سے کہ مناقب اُن کے کتاب فوائد الفواد مین مسطور ہین کتاب قدوری پڑھتے تھے اور وہ شیخ جلال الدین تبریزی سے خرقہ رکھتے تھے لیکن اواخر حال مین شیخ نظام الدین اولیا کی نظر ایک روز راستہ مین مولانا علاء الدین اصولی پر پڑی کہ کسی طرف جاتے تھے فوراً طلب کر کے اپنا خلعت خاص اُنھین پہنایا اور اُن کے حق مین دعاے خیر کی اور مولانا اُسی دم شیخ نظام الدین اولیا کے مرید ہوے اور تھوڑے عرصہ مین واصلان حق سے ہوے اور اُنھین دنون مین شیخ شرف الدین احمد سبزواری اور بڑے بھائی اُنکے شیخ جلال الدین بقصد ارادت دہلی کی طرف آتے تھے اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہو کر مرید ہوا چاہتے تھے شیخ نے فرمایا کہ خانوادہ فردوسیون کا تمھارے حوالہ ہے آخر دونون بھائی آپ کے اشارہ کے بموجب وہان جا کر شیخ نجم الدین فردوسی کے مرید ہوئے اور شیخ شرف الدین احمد سبزواری خرقہ خلافت پاکر ولایت بہار مین سے گئے اور وہان استقامت کر کے کتاب مکاتیب اور معدن المعانی تالیف فرمائی اور نقل ہے شیخ نصیر الدین سے کہ قصبۂ سرسادہ مین ایک دانشمند تھے اُن کے مکان مین آگ لگی فرمان املاک کا جل گیا اُنھون نے دہلی مین آن کر ایک مدت مدید کچہری مین دوا دوش کر کے دوسرا فرمان فرمان سابق کے موافق حاصل کیا اور اُسے بغل مین رکھکر بہ بشاشت تمام اپنی فرودگاہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ مین ایک دوست سے دوچار ہو کر ایسی باتون مین مشغول ہوے کہ فرمان اُن کی بغل سے گر پڑا مطلق اُس کا خیال نہ رہا جب مکان پر آئے اور فرمان نہ دیکھا جہان اُن کی نظر مین تیرہ و تاریک ہوا اُسی قلق اور اضطراب مین سلطان الاولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض حال کیا شیخ سے اُن کا اندوہ ملال دیکھا نہ گیا فرمایا مولانا نذر کر کہ فرمان تیرا جب ملجاوے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی روح پر فتوح کے واسطے حلوا نذر کر کے حاضر کرے گا مولانا نے نذر بدل وجان قبول کی اور بعد ایک لحظہ کے شیخ نے فرمایا مولانا اگر تو ابھی حلوا خرید کر کے حاضر کرے تو خوب ہے مولانا فوراً اُٹھکر حلوائی کی دوکان پر گئے اور کچھ درم کا اُس سے حلوا طلب کیا حلوائی نے حلوا تولکر ایک کاغذ نکالا تو اُسے چاک کر کے حلوا اُس مین لپیٹے مولانا نے اُسے پہچانا کہ یہ فرمان میرا ہے حلوائی سے گھرک کر فرمایا کہ اسے چاک نہ کر یہ میری املاک کا

علاء الدین اصولی ۱۲

فرمان ہے پھر اُسے مع حلوا لے کر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوے اور سر زمین پر رکھکر مرید ہوے اور اہل ارادت
نے اس کرامت سے متحیر ہو کر اعتقاد کی تازگی اور شادابی حاصل کی اور نفحات مین لکھا ہے کہ جب اُس شخص نے شیخ
کی خدمت مین حاضر ہو کر کاغذ کے گم ہونے کا اظہار کیا اور التماس دعا کر کے اضطرار ظاہر کیا شیخ نے اُسے
ایک درم دیا کہ اسکا حلوا خرید کر کے شیخ فرید الدین گنج شکر کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑھکر درویشون کو تقسیم کر
جب اُس شخص نے درم حلوائی کو دیا اور اُس سے حلوا کاغذ مین لپیٹکر لیا جب غور سے دیکھا وہی کاغذ تھا جو
گم ہو گیا تھا اور اس سے زیادہ عجب انگیز یہ ہے کہ ایک شخص نے سو دینار کسی کے پاس امانت رکھے اور
اس سے امانت نامہ لکھوا لیا تھا اور جب وقت اُسکے مطالبہ کا آپہونچا سند نہ پائی شیخ کی خدمت مین حاضر ہو کر التماس
دعا کی شیخ نے فرمایا مین پیر ہون اور شیرینی کو دوست رکھتا ہون ایک رطل حلوا میرے واسطے مول لے آ تو دعا
کرون اس مرد نے حلوا خرید کیا اور کاغذ مین لپیٹ کر شیخ کے پاس لایا شیخ نے ارشاد کیا کاغذ کو کھول جب اُس نے
کھولا وہی امانت نامہ تھا پھر فرمایا سند لے اور حلوا لیجا آپ کھا اور اپنے لڑکون کو دے وہ دونون چیزین لیکر
حضرت سے رخصت ہوا اور نقل ہے کہ اخی سراج پروانہ شیخ نور کے دادا جو بنگالہ مین مدفون ہین محض ناخواندہ تھے
جب دہلی مین آنکر شیخ کے مرید ہوئے شیخ نے ملا فخر الدین زرادی سے کہا یہ جوان بہت قابل ہے کاش تھوڑا
علم ظاہری رکھتا تو خوب ہوتا مولانا فخر الدین زرادی نے یہ سنکر سر زمین پر رکھا اور عرض کی اگر حضرت کی توجہ ہو
بندہ اس جوان کو چند روز مین مسائل لابدی تعلیم کرے شیخ نے فرمایا مبارک ہے مولانا انھین اپنے مکان پر
لیجا کر تعلیم مین مشغول ہوئے چنانچہ شیخ کی برکت انفاس کے سبب عرصہ قلیل مین دانشمند ہوئے اور خرقہ خلافت
سے مشرف ہو کر بنگالہ مین تشریف لے گئے سید وحید الدین کرمانی مبارک سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے
مریدون سے ہین اور سید خرد مشہور اور کتاب سیر الاولیا اُن کی تصانیف سے ہے منقول ہے کہ خسرو خان بعد
قتل بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ جب تخت پر بیٹھا دو لاکھ یا تین لاکھ روپیہ ہر ایک مشائخ کے واسطے بھیجے
سوائے ان تین مشائخ کے یعنے سید علاء الدین جنپوری اور شیخ وحید الدین خلیفہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اور شیخ
عثمان سیاح کہ خلیفہ شیخ رکن الدین ابو الفتح ہین سب نے قبول کیا لیکن اکثر بزرگوارون نے وہ روپیہ امانت نگاہ رکھا
ایک حبہ اسمین سے صرف نہ کیا اور شیخ نظام الدین اولیا پانچ لاکھ روپیہ خسرو خان کے صرف فقرا مین لائے اور چار ماہ کے بعد
جب غازی ملک یعنی سلطان غیاث الدین تغلق خسرو خان کو تہ تیغ کر کے بادشاہ دہلی کا ہوا اور استقلال بہم پہونچا کر درپے اسکے
ہوا کہ خسرو خان نے جو روپیہ مشائخون کو دیا تھا بازیافت کرے اکثر مشائخ نے بلا تامل ادا کیا اور شیخ نظام الدین اولیا
نے وہ روپیہ صرف کیا تھا کچھ جواب نہ دیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے شیخ سے سوء مزاجی بہم پہونچائی اور
ایک جماعت کہ شیخ سے عداوت اور حسد رکھتی تھی اور راگ کی منکر تھی اُس نے فرصت پاکر بادشاہ سے
معروض کیا کہ یہ شیخ مع جمیع مرید ان راگ کے سوا کوئی کام نہین رکھتا ہے اور سرود اور مزامیر
جو مذہب حنفی مین حرام ہے سنتا ہے بادشاہ کو واجب ہے کہ علما کو طلب کر کے ایک محضر بنا دے

اور اسے اُس فعل نامشروع سے ممانعت کرے بادشاہ غیاث الدین نے قلعہ تغلق آباد مین کہ اُس کا تعمیر کیا ہوا تھا شیخ اور جمیع علما کو اُس قلعہ مین طلب کیا چنانچہ ترپن دانشمند کہ ہر ایک اپنے تئین سرآمد روزگار جانتے تھے اور یہ تمام عالم راگ اور سرود کے مسئلہ مین شیخ نظام الدین اولیا سے خصومت اور نزاع رکھتے تھے بحث کے واسطے حاضر ہوئے مولانا فخرالدین رازی کہ شیخ کے مریدون سے تھے اور دم اجتہاد سے مارتے تھے اُنھون نے بادشاہ سے یہ بات کہی کہ دو آدمیون کو جو سب سے عالم زیادہ ہون انتخاب کیجیے تو وہ ہم سے بحث کرین الغرض بادشاہ نے قاضی رکن الدین ابوالحی کو کہ شہر کا حاکم اور شیخ کی عداوت مین فخر و مباہات کرتا تھا بحث کے واسطے اشارہ کیا اور قاضی نے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے درویش تم سرود اور راگ کے بارہ مین کیا دلیل رکھتے ہو شیخ نے حدیث نبوی السماع مباح لاہلہ کو اپنی بریت کی دلیل لائے قاضی نے جواب دیا تم مرد مقلد ہو تمھین حدیث سے کیا کام ہے کوئی روایت ابوحنیفہ سے لاؤ تو ہم اُسے قبول کرین شیخ نے کہا سبحان اللہ مین حدیث صحیح مصطفوی نقل کرتا ہون اور تم مجھ سے روایت ابوحنیفہ طلب کرتے ہو شاید حکومت کی رعونت تمھارے دماغ مین ہے کہ تم خدا کے دوستون سے بے ادبی کرتے ہو انشاء اللہ تعالےٰ جلد اس عہدہ سے معزول ہو گے اور بادشاہ نے جب حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سنی متفکر ہو کر کچھ نہ کہا اور یہ گفتگو مین تھے اور وہ سب کے سوال و جواب سنتا تھا کہ اتنے مین مولانا علم الدین پوتے شیخ بہاؤ الدین زکریا کے ملتان سے آئے اور گزر راہ سے دیوان عام مین تشریف لے گئے بادشاہ نے مع حضار مجلس اُنکے استقبال کے واسطے قیام کیا اور مولانا علم الدین نے پہلے شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہو کر ملاقات کی اور باعزاز و احترام پیش آئے اس کے بعد بادشاہ سے پوچھا کہ آپ نے شیخ کو کس واسطے تکلیف دی ہے کہ وہ جناب یہان تشریف لائے ہین بادشاہ نے کہا کہ حلت اور حرمت راگ کے بارہ مین علما کا محضر ہوا تھا الحمد للہ کہ آپ بھی تشریف لائے مولانا علم الدین نے کہ علامہ زمان تھے کہا مین نے سفر مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام کیا ہے تمام شہرون مین مشائخ باوجود علمائے متبحر اور پرہیزگار کے راگ سنتے ہین اور کوئی شخص اُنھین مانع نہین ہوتا ہے ولاہلہ بلاشک و شبہہ مباح ہے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا اور اصحاب اُنکے تمام اہل حال ہین اور انکا ظاہر و باطن کمال اخلاق اور زہد اور تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راگ سُنا ہے اور وجد فرمایا ہے جب مولانا نے یہ کہا بادشاہ اُٹھا اور شیخ نظام الدین اولیا کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور بادشاہ ازبسکہ شرمندہ ہوا اُسی دن قاضی رکن الدین ابوالحی کو عہدۂ حکومت سے معزول کیا اور منقول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کا سن مبارک پچانوے ۹۵ سال کو پہونچا وہ جناب سات مہینے مرض حبس بول و غائط مین مبتلا رہے ایک روز اقبال کو طلب کر کے فرمایا کہ اسباب اور زر نقد سے جو کچھ میری ملک مین ہے حاضر کر تو آدمیون پر تقسیم کرون اُس نے جواب دیا کہ زر نقد سے تو کچھ ایک حبہ میری تحویل مین نہین ہے ہر روز کی آمدنی اُسی دن صرف ہوتی ہے لیکن کئی ہزار من غلہ انبارخانہ مین موجود ہے ہر روز لنگر مین خرچ ہوتا ہے شیخ نے فرمایا کہ

اُسے کس واسطے نگاہ رکھا ہی جلد اُسے برآوردہ کراور مستحقون کو پہونچا یہ فرماکر بقیہ جامہ کا طلب کرکے ایک دستار اور ایک پیراہن اور ایک مصلائے خاص مولانا برہان الدین غریب کو عطا کیا اور اُنھین دکن کی طرف رخصت فرمایا اور ایک پگڑی اور ایک کرتا اور ایک جانماز شیخ یعقوب کو دیکر گجرات کی سمت روانہ کیا اور اسی طور سے مولانا جمال الدین خوارزمی مولانا شمس الدین یحیی کو ایک ایک دستار اور پیراہن اور مصلا عنایت فرمایا اور بقیہ مین کوئی شی قسم جامہ سے باقی نہ رکھی اور اُن دنون مین جو شیخ نصیر الدین اودھی حاضر نہ تھے اُنھین کچھ عنایت نہوا اس سبب سے تمام حضار حیران رہے لیکن بعد چند روز کے بروز چہارشنبہ ربیع الآخر کی اٹھارھوین تاریخ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری مین بعد نماز ظہر سلطان الاولیا نے نصیر الدین اودھی کو طلب کرکے خرقہ اور عصا اور مصلا اور تسبیح اور کاسہ چوبین یعنی کچکول وغیرہ جو کچھ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر سے اُس جناب کو پہونچا تھا اُنھین سب عنایت فرمایا اور حکم ہوا کہ تم دہلی مین رہکر آدمیون کی تفا اور جفا اُٹھاؤ پھر بعد نماز عصر کہ ابھی آفتاب غروب نہوا تھا سلطان الاولیا جوار رحمت حق مین واصل ہوے اور غیاث پور مین کہ اب وہ محلات نئے دہلی سے ہی مدفون ہوے اور وہ جناب ہمیشہ مجرد رہے عمر پارسائی مین بسر کی اور مشہور ہی کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ اگرچہ بحسب ظاہر شیخ سے کچھ نہ کہتا تھا اور شیخ کے احوال کا معارض اور متعرض نہ ہوتا تھا لیکن اس قدر اپنے دل مین رنجش رکھتا تھا کہ اُس نے جس وقت بنگالہ سے مراجعت کی عزیمت کی شیخ کو پیغام بھیجا کہمیرے آنے تک آپ کو دہلی مین نہ رہنا چاہیے اور بعد اسکے غیاث پور سے نکل جاؤ شیخ نے حالت بیماری مین یہ جواب دیا کہ ابھی دہلی دور ہی پھر آخر کو یہ ہوا کہ وہ دہلی مین نہ پہونچا تھا کہ تغلق آباد کا محل اُسپر گرا اُس مین دب کر ہلاک ہوا اور شیخ نے اُس سے چند روز پیشتر رحلت کی تھی اور یہ مثل کہ ابھی دہلی دور ہی ہند مین مشہور ہی نقل ہی کہ ایک روز شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے مکان مین فاقہ تھا شیخ نظام الدین اولیا سے فرمایا کہ کچھ لاؤ سلطان الاولیا نے اپنی دستار مبارک رہن کرکے قدرے لوبیا خرید کی اور جوش کرکے حاضر کی شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے باتفاق یاران تناول فرمائی اس کے بعد آنحضرت کے بہرنے یہ دعا دی کہ کیا خوب تم نے پکایا تھا اور نمک موافق اُس مین ڈالا تھا حق سبحانہ تعالے اپنے فضل و کرم سے ایسا کرے کہ تیرے باورچی خانہ مین ہر روز ستر من نمک خرچ ہووے اور اُسی وقت شیخ نے دیکھا کہ شیخ نظام الدین اولیا کی ازار جابجا سے چاک ہی حضرت شیخ فرید گنج شکر نے اپنی ازار مکان سے طلب کی اور آپ کو عطا کی اور فرمایا اسے پہن شیخ نظام الدین اولیا نہایت محظوظ ہوے اور شیخ کے حضور وہ ازار اپنی ازار پر پہننے لگے ناگاہ ازار بند دست مبارک سے چھوٹ گیا ازار گر پڑی شیخ نے فرمایا کہ ازار بند خوب کس کر باندھ شیخ نظام الدین اولیا نے عرض کی کیونکر باندھون فرمایا ایسی باندھ کہ سواے حوران بہشتی کسی کے واسطے نہ کھلے شیخ نظام الدین اولیا تعظیم بجا لائے اور قبول کیا چنانچہ توفیق ایزدی سے آخر عمر تک

عورتوں سے مباشرت نہ کی اور جیسا کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے فرمایا تھا سر روز ستر من نمک آپ کے باورچی خانہ مین صرف ہوتا تھا اور نقل ہی کہ ایک صوفی کو شیخ نظام الدین اولیا کی مجلس مین حال آیا اور وہ ایک آہ کھینچکر جل گیا سلطان الاولیا جب حال سے فارغ ہوئے پوچھا کہ یہ خاکستر کیسی ہی لوگون نے عرض کی کہ فلان صوفی ایک آہ کرکے جل گیا یہ اُسی کی راکھ ہی پھر شیخ نے پانی پر کچھ پڑھ کر اُس پر چھڑکا وہ صوفی فوراً زندہ ہوا اور تذکرۃ الاولیا مین مذکور ہی کہ شیخ نے اُس سے فرمایا تجھے روا نہین ہی کہ تو راگ کے وقت حاضر ہو کس واسطے کہ تو ابھی خام ہی اس سبب سے تو ایک آہ سے جل جاتا ہی اور صوفیون کے سر پر بہت ماجرے گذرتے ہین کہ اُس کے متحمل ہوتے ہین دم نہین مارتے۔

ذکر شیخ نصیرالدین اودھی المشہور بچراغ دہلی قدس سرہ کا

شیخ نصیرالدین اودھی شیخ نظام الدین اولیا کے قائم مقام اور سجادہ نشین ہوئے اور جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی ہو کر اخلاق حسنہ کے ساتھ اتصاف رکھتے تھے اور اُن کے فضل و دانش کی کثرت اور دوسرے سلطان الاولیا کے اصحاب اُنھین گنج معانی کہتے تھے شیخ نظام الدین اولیا کے بعد از وفات وہ جناب دہلی مین سجادہ نشین ہوئے اور خلائق کی ہدایت و ارشاد مین مشغول ہوے جیسا کہ مخدوم جہانیان سید جلال کی داستان مین لکھا ہی کہ جب مکہ معظمہ مین شیخ عبداللہ یافعی کی زبان پر جاری ہوا کہ مشائخ دہلی کے تمام جوار رحمت حق مین داخل ہوئے اب شیخ نصیرالدین اودھی کہ چراغ دہلی ہی باقی رہا اس واسطے اس جناب کا چراغ دہلی لقب ہوا اور مخدوم جہانیان مکہ سے مراجعت کرکے دہلی مین آئے اور شیخ نصیرالدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی کی صحبت مین تبرک خرقہ سے مخصوص ہوئے اس سبب سے کہتے ہین کہ ملتان کے مشائخ خانوادہ چشتیہ سے بھی بہرہ رکھتے ہین اور سید محمد گیسو دراز جو شہر حسن آباد گلبرگہ مین مدفون ہین اور شیخ اخی سراج پروانہ کہ مقبرہ اُن کا بنگالہ مین ہی اور شیخ حسام الدین جو نہروالہ گجرات مین آسودہ ہین آنحضرت کے مریدون سے ہوتے ہین اور منقول ہی کہ شیخ نصیرالدین اودھی نے خلق کے ازدحام سے بہ تنگ آن کر امیر خسرو سے کہا کہ آپ شیخ نظام الدین سے میرے واسطے رخصت لین تو مین کسی پہاڑ یا بیابان مین جا کر اس ہجوم سے نجات پاکر ذکر حق مین مشغول ہون شیخ نے فرمایا اُن سے جا کر کہو کہ تمھین خلق مین رہنا اور اُن کے قفا اور جفا سہنا پڑیگا اور نقل ہی کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ خونریزی اور سیاست کے سبب خونی مشہور ہوا تھا اُس نے درویشون سے سوء مزاجی بہم پہونچا کر حکم کیا کہ درویش خدمتگارون کی طرح میری خدمت کرین یعنے کوئی مجھے پان کھلاوے اور کوئی میرے دستار باندھے الغرض بہت مشائخون کو ایک ایک خدمت پر مقرر کیا اور شیخ نصیرالدین اودھی چراغ دہلی کو بھی تکلیف پوشاک پہنانے کی دی شیخ نے قبول نہ کی بادشاہ نے طیش مین آن کر شیخ کو قفادے کر قید کیا اور شیخ کو اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا کا کلام یاد آیا ناچار

اُنھون نے خدمت قبول کر کے قید سے نجات پائی قضارا انھین دنون مین بادشاہ کو قضایا ے عجیب پیش
آئے اور اُسی عرصہ مین فوت ہوا بندگان خدا نے رہائی پائی اور تذکرۃ الاتقیا مین مرقوم ہے کہ شیخ نماز
عصر کے بعد حجرہ مین داخل ہو کر حق کی طاعت وعبادت مین مشغول ہوتے تھے اور کسی سے بات نکرتے
تھے اور خادمون کو یہ حکم دیا تھا کہ اس وقت جو شخص میری ملاقات کو آوے اُسے ایک تنگہ دے کر
رخصت کرو اگر ایک تنگہ نہ لیوے دو تنگہ سے پچاس تنگہ تک دے کر اُسے واپس کرو اور اگر اس
مقدار سے بھی راضی نہ ہووے اُسے میرے پاس بھیجو چنانچہ ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک قلندر
شیخ کے دیکھنے کو آیا ہر چند خادمون نے چاہا کہ وہ کچھ لے کر رخصت ہووے اُن کا کھانا مفید نہ ہوا ناچار
اُسے اذن دخول حجرہ دیا قلندر شیطان صفت نے حجرہ مین جا کر بدبختی و درشتی شیخ سے کچھ طلب کیا شیخ
نے جو طاعت مین مشغول تھے دو تین مرتبہ اشارہ کیا کہ بیٹھ جا مین تجھے دون گا قبول نہ کیا اور اس موذی
نے چند زخم چھری کے شیخ کے جسد مبارک پر مارے کہ خون سوراخ آستانہ سے روان ہو کر بر آمد ہوا
خادم مضطرب ہو کر اندر گئے اور چاہا کہ اُسے سزا کو پہونچا دین شیخ نے ممانعت کی اور ایک گھوڑا اور پچاس
اشرفی اُسے مرحمت فرمائین اور ارشاد کیا کہ تو گھوڑے پر سوار ہو کر اس شہر سے نکل جا تو کوئی تجھے
مزاحمت نہ پہونچا دے قلندر اُسے لے کر حسب الارشاد کاربند ہوا اور چند ساعت کے بعد جب وقت
ارتحال پہونچا آپ نے وصیت کی کہ سید محمد گیسو دراز مجھے غسل دیوین اور اس خرقہ مین جو شیخ نظام الدین
اولیا سے پہونچا ہے لپیٹ کر عصا اور مصلا مجھے قبر مین رکھین الغرض وہ جناب اٹھارھوین تاریخ
ماہ رمضان المبارک شب جمعہ سنہ ۷۵۷ھ سات سو ستاون ہجری مین ساتھ رحمت ایزدی کے واصل ہوے
اور سید محمد گیسو دراز نے حسب وصیت عمل کر کے غسل و کفن دے کر مدفون کیا اور مدت آپ کی عمر کی
بیاسی برس راوی نشان دیتے ہین اور نقل ہے کہ سید محمد گیسو دراز نے جب دیکھا کہ پیر بے نظیر شیخ
نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے خرقہ اور عصا اور مصلا نہ پہونچا گریان باسینۂ بریان شہر دہلی سے
بر آمد ہو کر دکن کی طرف گئے اُس وقت مین شاہ فیروز شاہ بہمنی دکن مین فرمان روا تھا وہ سید کے آنے سے
نہایت خوش ہوا اور اُنھین باعزاز تمام احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور اس تفصیل سے کہ جو احوال مین اُس کے
لکھا گیا سید کا مرید اور معتقد ہوا اور اُن کی تعظیم وتکریم مین زیادہ تر کوشش کر کے ایک گنبد کہ سید
اُس مین مدفون ہین تیار کیا اور اہالی دکن کو اُن بزرگوار کی نسبت حد سے زیادہ اعتقاد اور اخلاص تھا
سلطان فیروز شاہ نے فرمایا کہ جو قصبے شاہان بہمنیہ نے اُن سید کو وقف کیے ہین شاہان عادل شاہیہ
ونظام شاہیہ اور قطب شاہیہ اُن کے فرزندون پر حسب دستور بحال رکھین اور اولاد اُن کی دو فرقہ
ہوئی بعض نے مذہب امامیہ لیا اور بعضے مذہب حنفی رکھتے ہین کہتے ہین کہ جب سید ہجرت کے راستہ سے
دکن مین روانہ ہوئے شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی کے بہت مریدون نے اُن کی ہمراہی

اعتبار کی لیکن جب اُنکے ہمراہ نہروالہ مین پہونچے اور خواجہ رکن الدین کان شکر سے ملاقات کی خواجہ نے پوچھا کہ اپنے تئین کہان پہونچایا فرمایا مین نے کام شبلی اور جنید کا کیا لیکن کچھ کشائش اپنے کام مین نپائی خواجہ نے کہا اس سبب سے کہ اُن بزرگوارون نے کیسۂ زر پھینکا تھا اور تونے جمع کیا اسید متنبہ ہوے اور کیسۂ زر جو ہمیشہ کمر مین رکھتے تھے اُسے اپنے پاس سے دور کیا ایک مریدان شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی سے شیخ اخی سراج پروانہ ہین اور وہ اگرچہ شیخ نظام الدین اولیا کی نسبت ارادت صادق رکھتے تھے اور اُس جناب سے تربیت پاکر بنگالہ کی طرف رخصت ہوئے تھے لیکن شیخ نظام الدین اولیا کی بعد وفات پھر دہلی مین آئے اور دست ارادت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہاتھ مین دے کر درجۂ کمال کو پہونچے اور خرقہ بنگالہ کی خلافت کا پایا اور مشہور ہے کہ جب شیخ نصیر الدین اودھی نے اُنھین بنگالہ کی رخصت عطا فرمائی اُنھون نے عرض کیا کہ اُس مملکت مین شیخ علاء الدین قل تشریف رکھتے ہین اور اُس طرف کی تمام خلقت اُن سے رجوع ہے میرا رہنا اُس ملک مین کیا اثر بخشے گا شیخ نے فرمایا کہ تم اوپر وے قل یعنی تم بالا اور وہ زیر شیخ اخی سراج پروانہ اپنے کام کی برتری کی بشارت سُنکر بنگالہ کی طرف راہی ہوے مگر جس روز کہ شیخ علاء الدین قل کی ملاقات کو گئے وہ شیخ کے اُس ملک مین آنے سے آزردہ خاطر ہوے خبر اُن کی تشریف آوری کی سُنکر چارپائی پر چارزانو ہو کر بیٹھے اور جب شیخ تشریف لائے اُنھین سلام کیا تو اُنھون نے تواضع نہ کی اُسی طریق سے بیٹھے رہے اور شیخ اخی سراج پروانہ چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور بہ بشاشت تمام کلام حقانی اور معارف سے شروع کیے خدا جانے کہ شیخ علاء الدین قل کو کیا مشاہدہ ہوا جو یکایک چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور شیخ اخی سراج پروانہ کو بمبالغہ تمام چارپائی پر بٹھا کر اُن کے مرید ہوے اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کے مریدان صاحب حال بہت ہین چونکہ احوال اُن کا بہ تفصیل مؤلف کی نظر سے نہین گذرا لہذا اُن کے ذکر مین نہین مشغول ہوا سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے خلفا کے واقعات آغاز کیے

ذکر شاہ منتخب الدین المعروف بہ زرزری بخش قدس سرہ کا

منقول ہے کہ شاہ منتخب الدین اور شیخ برہان الدین شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر مرید ہوے اور جو علوم متداولہ اور اخلاق حسنہ مین کمال رکھتے تھے ان بزرگوار کے منظور نظر ہو کر مراتب عالیہ پر فائز ہوے پہلے شیخ نظام الدین اولیا نے خلافت نامہ اور مصلا اور عصا اور خلعت شاہ منتخب الدین کو عنایت فرمایا اور ارشاد خلائق کے واسطے دکن مین تعین کیا اور بروایت مشہور اپنے سات سو مرید کہ بعضے پالکی سوار تھے اُن کے ہمراہ کیے شاہ منتخب الدین ان بزرگوارون کے خرچ کے بارہ مین متفکر ہوے اور سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ ریاست مقتضی غمخواری متعلقان اور دوستان ہے اور مجھ مین یہ قوت اور استطاعت نہین شیخ نظام الدین اولیا نے مراقبہ مین جاکر فرمایا خرچ اُن آدمیون کا ہر شب نماز تہجد کے وقت تمھارے

پاس پہونچے گا شاہ منتخب الدین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر راہی ہوے اور دولت آباد مین پہونچکر
متوطن ہوے اور آخر عمر تک ہر شب کو نماز تہجد کے وقت غیب سے ایک ڈھیر زرین آتا تھا اور شاہ علی الصباح
اُسے فروخت کرکے درویشون کے صرف مین لاتے تھے اور بعضے کتب مین لکھا ہی کہ شاہ زر درج سے بر آور
کرکے بوسہ دیتے تھے اور نماز تہجد کی ادا کرتے تھے اور صبح کو وہ زر رفقا کے صرف مین لاتے تھے اس سبب
سے مشہور بزرزری بخش ہوے اور نقل ہی کہ جب شاہ منتخب الدین دولت آباد مین فوت ہوے اُسیدا
شیخ نظام الدین اولیانے از روے کشف دریافت کرکے شیخ برہان الدین سے پوچھا کہ تمھارے بھائی شاہ
منتخب الدین کی کیا عمر تھی وہ سمجھے کہ میرا بھائی رحمت حق مین داصل ہوا اپنے مکان مین جاکر ماتم مین بیٹھے
دوسرے دن سلطان المشائخ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوے اور شیخ نظام الدین اولیانے اپنی وفات سے
پیشتر شیخ برہان الدین کو خرقہ خلافت دکن کا مرحمت کرکے رخصت فرمایا تھا

ذکر شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

کہتے ہین جب سلطان المشائخ نے انھین دکن کی نقد رخصت عنایت فرمائی زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی
کہ مین اس مجلس کے بزرگوارون کو کہان پاؤن گا شیخ نے مراقبہ مین جاکر فرمایا مین نے اہل مجلس کہ چارسو
آدمی ہین تمھین عطا کیے پھر عرض کی کہ مین طاقت جدائی کی نہین رکھتا شیخ نے مراقبہ مین جاکر یہ ارشاد کیا کہ
جس مقام مین تم رہوگے میرے اور تمھارے حجاب نہوگا چاہیئے کہ تم سفر اختیار کرو اور فتوح کے باب مین
لار داور لاکد رہنا شیخ برہان الدین حسب الحکم مع چارسو درویش دولت آباد مین جاکر ساکن ہوئے
اور اس ملک کے باشندون کو اعتقاد عظیم بہم پہونچا زر فتوح بیشمار آنے لگا اور تذکرۃ الاتقیا مین تحریر ہی کہ
ابتداے حال مین باورچیخانہ نظام الدین اولیا کا اُن کے حوالہ تھا ایک روز شیخ برہان الدین باورچی خانہ مین
گچ پر بیٹھے تھے سردی نے اُنپر غلبہ کیا ایک پارچہ کہ دوش پر ڈالے تھے اُسے زمین سرد پر ڈالکر بیٹھے
بعدہ ایک شخص نے اُن مین سے سلطان المشائخ کو خبر پہونچائی کہ شیخ باورچی خانہ مین نہالچہ پر بیٹھے ہین فرمایا
بے ادبی کی ہی ابھی ہوس اُس کے سر مین باقی ہی وہ میرے سامنے آنے نپاوے یہ خبر جب شیخ برہان الدین
نے سُنی پیر کی مفارقت سے نہایت بیتاب ہوئے ہر چند یارون سے التماس سفارش کی فائدہ نہ بخشا آخرش امیر
خسرو کے پاس التجا لے گئے اور جو وہ سلطان المشائخ کی خدمت مین قرب اور عزت تمام رکھتے تھے انھون نے
رحم دلی سے اُن کی درخواست قبول کرائی اور دستار اپنے سر سے اُتار کر اُن کی گردن مین ڈالکر اسی نہج سے
سلطان الاولیا کی خدمت مین لے گئے اُس وقت وہ جناب کلاہ سرمبارک پر کج رکھے ہوے وضو کرتے
تھے بدیہہ یہ بیت پڑھی **بیت**

ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے	من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے

آنحضرت نہایت خوش وقت ہوے اور اُٹھکر دونون سے بغلگیر ہوے اور منقول ہو کہ ایک روز سلطان المشائخ کے روبرو شیخ بایزید بسطامی کی تعریف کرتے تھے آن حضرت نے فرمایا ہم بھی بایزید بسطامی رکھتے ہین یارون نے پوچھا کہان ہو فرمایا جماعت خانہ مین بیٹھا ہو خواجہ اقبال بسرعت تمام جماعت خانہ مین گئے دیکھا کہ شیخ برہان الدین وہان بیٹھے ہین یارون تے جانا کہ یہ بات ان کے حق مین فرمائی ہو نقل ہو کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس بیعت کے واسطے آتا ہو مین پہلے لوح محفوظ کو دیکھتا ہون اگر وہ اہل سعادت ہو فی الفور اُس کے ہاتھ مین ہاتھ دیتا ہون اور جو اسکے برعکس ہو توقف کرتا ہون اول اُس کی سعادت کے واسطے حق تعالےٰ سے دست بدعا ہوتا ہون بعد اُس کے اُسے مرید کرتا ہون الغرض شیخ برہان الدین جب دولت آباد مین برحمت حق واصل ہوے خادمون نے اس مقام مین اُنھین دفن کیا اور شیخ زین الدین اُن کے قائم مقام اور جانشین ہوے

ذکر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

بعضے راویون کا یہ قول ہو کہ شیخ زین الدین ادھی المشہور چراغ دہلی کے بھانجے ہین اور وہ جناب بہت صاحب حال اور اہل کمال تھے جس وقت نصیر خان فاروقی والی خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا اہیر سے لیا شیخ زین الدین سے استدعاے قدوم کی اور جو کہ وہ ارادت صادق رکھتا تھا التماس اُس کی قبول ہوئی وہ جناب اس مقام مین کہ جہان قصبہ زین آباد ہو تشریف لائے اور نصیر خان فاروقی دریا کے اُس طرف اُس موضع مین کہ بالفعل جہان شہر برہان پور ہو وارد تھا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ وہ جناب قلعہ اسیر کو اپنے نور حضور سے منور فرمائین حضرت نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا کہ مجھے پیر کی اجازت نہین ہو کہ آب تپتی سے عبور کرون الغرض نصیر خان چند روز جب تک کہ شیخ وہان رونق افزا رہے ہر روز صبح کی نماز شیخ کے پیچھے ادا کرکے درویشون کی خدمت مین تقصیر نہ کرتا تھا جس وقت شیخ نے عزم مراجعت کیا نصیر خان نے اُنھین تکلیف قبول قصبات اور دیہات کی کی آپ نے جواب دیا کہ فقیرون کو جاگیر سے کیا نسبت ہو جب نصیر خان حد سے زیادہ مصر ہوا کہ میری سرفرازی کے واسطے کچھ قبول فرمائین شیخ نے کہا یہ امر قبول کرتا ہون کہ جس مقام مین تم وارد ہوے ہو وہان پر ایک شہر میرے پیر شیخ برہان الدین کے نام آباد کرو اور اُس مقام مین کہ فقیر فروکش ہوا ہو ایک قصبہ اُس فقیر کے نام بناکر و خلاصہ یہ کہ نصیر خان فاروقی نے شیخ کے حضور دونون موضع کی بنا ڈالی خشت زمین پر رکھی اور شیخ کی زبان مبارک کی تاثیر سے شہر برہان پور عرصہ قلیل مین اس قدر آباد ہوا کہ مصر کے ساتھ دعوی ہمسری کا کرنے لگا اور زین آباد بھی قصبات مین محسوب ہوا

ذکر شیخ نظام الدین ابو المؤید کا

اُنھون نے غزنین مین شیخ عبد الواحد سے خرقہ خلافت کا پایا اس کے بعد دہلی مین آن کر خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی کے مرید ہوے اور اُن حضرت کی خدمت مین مرتبۂ کمال کو پہونچکر واصلان حق سے ہوے اور والدہ ماجدہ اُن کی بی بی سامیان کہ ہمشیرہ سید نور الدین غزنوی کی تھین وہ خواجہ قطب الدین کو بھائی کہتی تھین اور خواجہ بھی اُنھین مثل اپنی ہمشیرہ کے سمجھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مین ابتداے حال مین روز جمعہ کو شہر دہلی کی مسجد جامع مین حاضر تھا ناگاہ شیخ نظام الدین ابو المویدتشریف لائے اور اس طرح سے دوگانہ تحیت مین مشغول ہوے کہ مجھے اُن کی حالت استغراق سے ذوق تمام حاصل ہوا بعد اداے نماز ایک فقیر قاسم نام منبر پر چڑھے اور ایک آیت کلام اللہ کی پڑھی بعد اس کے شیخ نظام الدین ابو المویدنے کلام آغاز کرکے فرمایا کہ مین نے یہ بیت اپنے یار کے خط خاص سے لکھی دیکھی

بیت

در عشق تو کی از تو حذر خواہم کرد	جان در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

یہ بیت اس سوز و گداز سے پڑھی کہ سامعین اُسے سُنکر نعرہ زن ہوے اور مجھے بھی اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اور نقل ہی کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد مین امساک باران ہوا لوگون نے شیخ نظام الدین ابو الموید کو دعاے باران کی تکلیف کی ناچار ہوکر دعاے باران پڑھی اور آسمان کی طرف مُنہ کرکے فرمایا کہ مجھے قسم ہی تیری عظمت اور بزرگواری کی اگر تو آج کے دن پانی نہ برساوے گا مین کسی آبادی مین نرہونگا غرض کہ حضرت ابھی منبر سے نہ اُترے تھے کہ باران رحمت نازل ہوا اور راوی کا یہ بھی قول ہی کہ سید قطب الدین ترمذی ایک بزرگان وقت سے تھے اُنھون نے شیخ سے کہا کہ مین جانتا ہون آپ کو حق تعالے کے ساتھ اخلاص اور نیاز تمام ہی لیکن یہ بات آپ نے کیون فرمائی کہ اگر پانی نہ برسے گا مین کسی آبادی مین نہ رہونگا شیخ نے جواب دیا مین بیقین جانتا تھا کہ حق سبحانہ تعالے باران رحمت نازل کرے گا مین نے اس واسطے یہ فضولی کی تھی اور بعضون کا یہ قول ہی کہ شیخ نظام الدین ابو المویدنے جواب دیا کہ مجھ سے اور سید نور الدین مبارک غزنوی سے شمس الدین التمش کی مجلس مین کچھ نزاع ہوئی تھی اور لوگون نے اُنھین مجھ سے رنجیدہ کیا تھا اور اُس وقت مین مجھے یارون نے دعاے باران کی تکلیف دی مین نے اُن کے روضہ مین جاکر فاتحہ پڑھا اور یہ کہا کہ مجھسے درگذر کیجیے ناگاہ روضۂ مبارک سے آواز آئی کہ مین نے تجھسے صلح کی جا دعا کر کہ البتہ حق تعالے باران رحمت نازل فرماوے گا بسبب اس اعتماد کے یہ کلمہ زبان پر لایا تھا اور کہتے ہین کہ اُس دن منبر پر برآمد ہوکر شیخ نے ہاتھ آستین مین کرکے اور ایک کپڑا برآوردہ کرکے آسمان کی طرف دیکھا اور اُس کپڑے کو جنبش دے کر دعا پڑھی اس صورت مین ملا وجیہ الدین یحیی کہ وہ خواجہ کے مرید تھے لوگون نے اُنسے پوچھا کہ وہ پارچہ کیسا تھا فرمایا کپڑا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا دامن تھا خواجہ نے میری والدہ بی بی میران کو عنایت فرمایا تھا وہ ہی اجابت دعا مین دخیل ہوا

ذکر امیر خسرو دہلوی کا

نام اصلی ان کا ابو الحسن ہی اور آن حضرت کے والد امیر سیف الدین محمود امراے ہزارہ بلخ سے تھے اور

قریش کے اطراف مین رہتے تھے اور چنگیز خان کے فتنہ شروع ہونے کے قریب وہان سے ہندوستان مین آن کر امرا کی سلک مین منتظم ہوے اور امیر خسرو قصبۂ مومن آباد مین کہ اس زمانہ مین اُس قصبہ کو پٹیالی کہتے ہین پیدا ہوے اور آٹھ برس کے سن مین جیسا کہ مذکور ہوا باپ اور بھائی کی خدمت مین کہ اعزالدین علی شاہ اور حسام الدین نام تھا رہے اور بہ عہد شاہ غیاث الدین بلبن کے شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین مشرف ہوکر مرید ہوے جب نو برس کا زمانہ گذرا امیر سیف الدین محمود کہ جن کی عمر پچاسی برس کی تھی ایک معرکہ مین کفار کے ہاتھ سے شہید ہوے اور اعزالدین علی شاہ قائم مقام اُن کے ہوے اور امیر خسرو نے اپنے والد کے مرثیہ مین یہ بیت موزون کی بیت

سیف از سرم گذشت دل من دو نیم شد	دریاے خون روان شد و در یتیم شد

اور بعد شہادت امیر سیف الدین محمود کے امیر خسرو کے نانا جن کا خطاب عماد الملک اور اعیان عصر اپنے زمانہ سے تھے اور ایک سو تیرہ برس کی عمر رکھتے تھے صفت اُن کی دیباچۂ غرۃ الکمال مین تحریر ہے اُن کی پرورش و تربیت مین مشغول ہوے اور اس قدر توجہ اور التفات اُن کی نسبت مبذول فرمائی کہ فضلاے عصر سے ہوے ایک دن شیخ نظام الدین اولیا مع اپنے اصحاب بازار کی طرف جاتے تھے اور امیر خسرو کا آغاز شباب تھا وہ بھی ہمراہ تھے خواجہ حسن شاعر کہ حسن و جمال بے مثال اور فضل و دانش مین کمال رکھتے تھے ایک دوکان مین بیٹھکر روٹی بیچتے تھے جوہین امیر خسرو کی نگاہ اُن سے دوچار ہوئی اُن کی شکل زیبا اور حرکات موزون دیکھکر مرغ دل اُنکا گرفتار ہوا اور اُن کے قریب جاکر پوچھا روٹی کیونکر بیچتا ہے حسن نے جواب دیا کہ مین ایک پلہ مین روٹی رکھکر خریدار سے کہتا ہون کہ زر دوسرے پلہ مین رکھ جب زر اُس کا روٹی کے وزن سے بہت گران ہوتا ہے کر مشتری کو ایک راستہ بتاتا ہون امیر خسرو نے جواب دیا اگر مشتری مفلس ہو اُس کی کیا تدبیر ہے کہا اُس سے زر کے عوض درد و نیاز بھی لیتا ہون امیر خسرو خواجہ حسن کے حسن کلام سے حیران رہے اور حقیقت حال شیخ سے عرض کی اور خواجہ حسن کو بھی درد طلب دامنگیر ہوا اُنھین دنون مین دکان ترک کی اگرچہ خواجہ حسن اُس عرصہ مین شیخ کے مرید نہوئے تھے لیکن اول سے زیادہ تر علوم و کمالات ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوکر شیخ کی خانقاہ کی طرف آمد و شد کرتے تھے اور اُن کے اور امیر خسرو کے درمیان الفت تمام بہم پہونچی اور دونون نے شاہزادہ محمد سلطان خان شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کی کہ ملتان کا حاکم تھا نوکری اختیار کی امیر خسرو شاہزادہ کے مصحف دار اور خواجہ حسن دوات دار ہوے جب محمد سلطان خان شہید دہلی مین آتا تھا دونون عزیز شاہزادہ کی خدمت سے فارغ ہوکر اکثر اوقات شیخ کی ملازمت مین بسر کرتے تھے رفتہ رفتہ اُن کی عاشقی اور معشوقی کا اس قدر شہرہ ہوا کہ غرض گویون نے شاہزادہ سے عرض کی کہ تمام خلق امیر خسرو اور خواجہ حسن کو اہل ملامت سے جانتی ہے یہ قرب خدمت کے قابل نہین ہین امیر خسرو نے اُنھین دنون مین یہ غزل کہ جس کا مطلع یہ ہے موزون کی۔ ع

زین دل خودکام کارمن برسوائی کشید	خسروا فرمان دل بردن ہمین بار آورد

بعد اس کے محمد سلطان خان شہید نے از روے مصلحت خواجہ حسن کو امیر خسرو کی مصاحبت اور اختلاط سے ممانعت فرمائی لیکن جو رشتہ محبت کا اُن کے درمیان مین مضبوط تھا ممانعت نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور اہل غرض نے پھر یہ امر محمد سلطان خان شہید سے عرض کیا اور اس مرتبہ شاہزادہ نے غیظ مین آن کر چند تازیانہ خواجہ حسن کو مارے اور وہ وہان سے برآمد ہوکر پھر امیر خسرو کے مکان پر گئے اور محمد خان شہید کو اُسی وقت یہ خبر پہونچی متعجب ہوکر ایک حضار مجلس سے کہ حقیقت حال سے مطلع تھا یہ فرمایا کہ اُنکی محبت مجازی زیور حقیقت سے آراستہ ہوئی ہے اور ان کا جمال حال پردۂ عفت اور صلاح سے پیراستہ ہوا ہے محمد سلطان خان شہید نے آدمی بھیجکر امیر خسرو کو طلب کرکے پوچھا کہ محبت تمھاری آمیزش ہوا سے پاک ہے یا نہین انھون نے جواب دیا کہ دوئی ہمارے درمیان سے کوچ کر گئی محمد سلطان خان شہید نے گواہ طلب کیے امیر خسرو نے ہاتھ آستین سے برآوردہ کرکے کہا مصرع

گواہ عاشق صادق در آستین باشد

محمد سلطان خان شہید نے جب دیکھا کہ نشان تازیانہ کا جس مقام پر خواجہ حسن کے پہونچا تھا امیر خسرو کے ہاتھ پر ظاہر ہے سکوت اختیار کیا اور امیر خسرو نے فوراً یہ رباعی پڑھی — رباعی —

عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست	تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست
اجزاے وجودم ہمگی دوست گرفت	نامیست مرا برمن و باقی ہمہ اوست

اور اُس وقت مین نسیم عالم تحقیق کی اُن کے باغ امید پر چلی عالم اور مافیہا اُن کی نظر ہمت مین ایک خس و کھلائی دیے شاہزادہ کی ملازمت سے مستعفی ہوے لیکن محمد سلطان خان شہید نے اُنھین بحال رکھا اور بعد اس کے جب محمد سلطان خان شہر ملتان مین بدرجۂ شہادت فائز ہوے امیر خسرو دہلی مین آن کر امیر علی جامہ دار کے ملازم ہوے اور تعریف اُس کی امیر خسرو کے دیوان مین بہت ہے اور بعدہ بادشاہ جلال الدین خلجی کے مقرب ہوے اور مثل اپنے باپ اور بھائی کے مدارج علیہ پر پہونچ کر امراے کبار مین مخصوص ہوے اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد تک جو بادشاہ تخت پر اجلاس کرتا امیر خسرو کو معزز کرکے امراکے جرگہ مین رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کہ تغلق نامہ بنام نامی اُسکے ہے امیر خسرو کو اور امراے کبار سے زیادہ عزت دے کر سفر بنگالہ مین اپنے ہمراہ رکھتا تھا لیکن مراجعت کے وقت بادشاہ نے کسی کام کے واسطے امیر خسرو کو لکھنوتی مین چھوڑا اُس اثنا مین امیر خسرو نے جب سنا کہ شیخ نظام الدین اولیا رحمت حق مین واصل ہوے اس سبب سے بیتاب ہوکر بتعجیل تمام آنحضرت کے مزار پر حاضر ہوے اور نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے اُنکی روح پر فتوح کی ترویح کے واسطے فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور بادشاہ کی خدمت سے دست کش ہوکر مجرد ہوے اور کپڑے سیاہ ماتمانہ پہن کر

آنحضرت کی قبر پر ساکن ہوئے اور مفارقت سے ایسے محزون اور مغموم ہوئے کہ سلطان المشائخ کی بعد وفات کہ چھ ماہ کا عرصہ گذرا تھا جمعرات کو اُنتیسوین تاریخ ماہ ذی قعدہ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری مین بجوار رحمت ایزدی واصل ہوئے اور اُسی خطیرہ مین اپنے مرشد کے پائین دفن ہوئے اور منقول ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ امیر خسرو بعد میرے زندہ نرہیگا جب رحلت کرے میرے پہلو مین دفن کرنا کہ وہ میرا صاحب اسرار ہی اور مین بھی بغیر اُس کے بہشت مین قدم نہ رکھونگا اور اگر دو شخص کا ایک قبر مین دفن کرنا جائز ہوتا تو مین وصیت کرتا کہ اُسے میری قبر مین دفن کرین تو دونون ایک جا رہتے الغرض جب امیر خسرو فوت ہوئے چاہا کہ وصیت کے موافق شیخ کے پہلو مین مدفون کرین ایک خواجہ سرا کہ منصب وزارت رکھتا تھا اور شیخ کا مرید تھا مانع ہوا کہ شیخ کے بعضے مریدون کا شیخ اور امیر خسرو کے مزار مین شبہہ واقع ہوگا اس واسطے اُنھین شیخ کے پائین یارون کے چبوترے مدفون کیا چنانچہ یہ قطعہ میرے اُستاد کا مادہ تاریخ اُنکا ہی

قطعہ تاریخ

میر خسرو خسرو مُلک سخن	آن محیط فضل و دریاے کمال	نثر او دلکش تراز ماء معین
نظم او صافی تراز ما زلال	بلبل بستان سرائے داد دین	طوطی شکر مقال بے زوال
از پے تاریخ سال فوت او	چون نہادم سر بزانوے خیال	شد عدیم المثل یک تاریخ او
	دیگرے شد طوطی شکر مقال ۷۲۵	

تذکرۃ الاولیا مین مسطور ہی کہ امیر خسرو اُستادان ماضیہ کی نسبت طعنہ زن ہوتے تھے خاص اُسوقت مین کہ خمسۂ نظامی کا جواب کہتے تھے اور سلطان المشائخ نظامی گنجوی کے باطن سے خوف کھا کر منع کرتے تھے اور امیر خسرو جواب کہتے تھے کہ مین آپکی پناہ مین ہون کچھ آسیب مجھے نہ پہونچیگا قضارا جب یہ بیت کہی بیت

کوکبۂ خسرویم شد بلند	غلغلہ در گور نظامی فگند

ناگاہ تیغ برہنہ امیر خسرو کی طرف نمودار ہوئی امیر خسرو نے نام شیخ اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا لیا اُس وقت ایک ہاتھ پیدا ہوا اور آستین کا سر تیغ کے پیلہ مین دیا وہ تلوار وہان سے گذر کر کے ایک بیر کے درخت پر کہ اُس مقام مین تھا پہونچی امیر خسرو شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ حال اپنے پیر و مرشد سے اظہار کیا چاہتے تھے کہ شیخ نے سر آستین کا اُنھین دکھلایا پھر امیر خسرو نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر دعا کی اور شیخ نے اُنکے حق مین یہ دو بیت فرمائین ابیات

خسرو کہ بہ نظم و نثر مثلش کم خاست	ملکیت ملک سخن از خسرو ماست
این خسرو ماست ناصر خسرو نیست	زیرا کہ خدا ناصر این خسرو ماست

شیخ آذری نے جواہر الانوار مین لکھا ہی کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی عین پیرانہ سالی مین شیراز سے

امیر خسرو کی ملاقات کو ہندوستان مین آئے شعر مین حق استادی اُن پر ظاہر کرتے تھے امیر خسرو بھی نہایت اعتقاد آن حضرت سے رکھتے تھے اُس بیت سے اُن کا اعتقاد ظاہر ہے - بیت

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت	شیرہ از خمخانۂ سعدی کہ در شیراز بود

اور دوسرے مقام مین فرمایا - مصرع

جلد سخنم دارد شیرازۂ شیرازی

اور یہ بھی منقول ہو کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ خدا مجھے اس ترک کے سوز سینہ کے سبب بخشے اور امیر خسرو نے اُن کی مدح مین بہت کچھ کہا ہو اور یہ دو بیت انھین مین سے ہین ابیات

جدا از خانقاہ او بہ تقدیم	خطیم کعبہ را ماند بہ تعظیم
ملک کردہ بہ سقفش آشیانہ	چو اندر سقفہا گنجشک خانہ

اور بعضے کتب مین فقیر کی نظر سے گذرا ہو کہ ریاضت امیر خسرو کی باوجود شغل امارت کے اس درجۂ اعلیٰ کو پہونچی تھی کہ چالیس سال صوم الدہری مین بسر کیے اور حضرت خواجہ خضر کی ملاقات سے مشرف ہو کر لعاب دہن کی التماس کی چنانچہ حضرت خواجہ خضر نے ارشاد کیا کہ یہ دولت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے نصیب ہو چکی امیر خسرو نے شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین حاضر ہو کر وہ حقیقت عرض کی شیخ نے اپنا آب دہن اُن کے دہن مین ڈالا چنانچہ اُس کی تاثیرات اور برکات سے امیر خسرو نے بانوے کتاب سلک نظم مین منتظم کین اور مشہور ہو کہ امیر خسرو نے اپنی بعضی تصانیف مین لکھا ہو کہ میرے اشعار پانچ لاکھ سے کمتر اور چار لاکھ سے زیادہ تر ہین اور یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ میرا تخلص اہل دول سے ایک نسبت رکھتا ہو اگر فقرا کی نسبت منسوب ہوتا تو کیا خوب ہوتا عرصۂ قیامت مین مجھے ساتھ اُس نام کے بلاتے سلطان المشائخ نے یہ امر دریافت کر کے فرمایا کہ وقت سعید مین تیرا تخلص رکھا جاوے گا پھر بعد چند روز کے فرمایا مجھے یون ظاہر ہوا کہ تجھے صحرائے محشر مین محمد کاسہ لیس کہکر بلاوین گے اور امیر خسرو کی مدت عمر چوراسی برس کی تھی

ذکر شیخ سلیم قدس سرہ کا

آنحضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے ہین باپ اُن کے سپاہی تھے قصبہ سیکری مین جو شہر آگرہ سے بارہ کوس ہو رہتے تھے اور شیخ سلیم کی اُسی قصبہ مین ولادت ہوئی جب سن رشد اور تمیز کو پہونچے مسائل لابدی سے بہرہ حاصل کر کے تصفیۂ باطن مین کوشش کی اور دو مرتبہ سیکری سے ولایت مین جا کر ممالک عرب اور عجم اور روم اور یمن کی سیر کی ایک مرتبہ سولہ برس اُس حدود مین رہے دوسری مرتبہ سات برس اور ایک مدت بصرہ مین بسر لے جا کر تیئیس حج کر کے ہندوستان

مین مراجعت کی اور اُس پہاڑ پر جو سیکری کے پہلو مین واقع ہی سکونت اختیار کی اور عبادات اور ریاضت مین مشغول ہوے اکثر ایام صوم مین بسر لے جاتے تھے اور شیر شاہ اور سلیم شاہ افغان سور اور خواص خان کہ ان کے امراے کبار سے تھے آنحضرت سے ارادت صادق رکھتے تھے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے بھی آنحضرت سے محبت اور اخلاص بہم پہونچا کر اُس پہاڑ مین ایک شہر موسوم بہ فتح پور بنا فرمایا اور بارہ برس تک اُسے تختگاہ کرکے شیخ کے مکان کے قریب ایک مسجد اور خانقاہ نہایت تکلف کی تعمیر کی اور محمد اکبر بادشاہ شیخ کی مجلس مین اکثر حاضر ہو کر شیخ کی تعظیم اور تکریم مین کوشش کرتے تھے اور جب آن حضرت سنہ ۹ نوسو ستر ہجری مین برحمت حق واصل ہوے آن حضرت کے بڑے صاحبزادہ شیخ بدر الدین اُنکے سجادہ نشین ہوے اور بعد چند روز کے مکہ مین جاکر وفات پائی ان کا دوسرا بیٹا کہ قطب الدین نام رکھتا تھا وہ اس سبب سے کہ اُن کی والدہ نے نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا اُس بادشاہ صوری اور معنوی کے عہد مین مرتبہ بزرگی اور امارت پر پہونچا حکومت بنگالہ کی پائی اور بعد چند عرصہ کے وہ ایک اہل غدر کے ہاتھ سے مقتول ہوا شیخ بدر الدین کا فرزند کہ علاء الدین نام رکھتا تھا بخطاب اسلام خان اور حکومت بنگالہ پر سرفراز ہوا اور شیخ سلیم چشتی کی نسبت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے یون ہی شیخ سلیم بن بہاء الدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسی بن شیخ مودود بن شیخ بدر الدین بن شیخ فرید الدین مسعود اجودہنی المشہور بہ گنج شکر قدس اللہ اسرارہم ورفع درجاتہم فی القدس ان اوراق کے ناظرین پر تمکین پر پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ چشت مین سواے جماعت مذکورہ کے اور بھی اولیاء اللہ بہت ہین کہ احوال اُن کا فقیر کی نظر سے نہین گذرا مثل علا نا شیخ جمال ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق اور شیخ بدر الدین سلیمان اور شیخ علاء الدین اور مولانا فخر الدین اور شیخ شہاب الدین امام اور دوسرے بہت مشائخ کہ نام اُن کے فقیر کے گوش زد نہین ہوے اس صورت مین اگر توفیق رہبری کرے گی اور وہ کتاب کہ مشتمل اُن کے حالات پر ہی نظر سے گذرے گی خلاصہ اس کا اضافہ کتاب ہذا ہوگا والا جس شخص کو فرصت ہووے تحریر کرکے ملحق کرے کہ فقیر ممنون تلطف ہوگا

لمعہ دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان کے بیان مین
ذکر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کا

ابیات

آن محرم راز لامکانی	موصوف صفات جاودانی	افلاک بزیر پاے کردہ
درعالم عشق جاے کردہ	جا روفتہ از فناے توحید	پا کوفتہ در مقام تفرید

باطن بہویت وحقیقت	ظاہر بشریعت وطریقت	آن پاک گزیدۂ مشائخ
والی مردم دیدۂ مشائخ	سلطان سریر ملک تمکین	یعنی کہ بہاے ملت ودین

زبدۃ الاتقیا خلاصۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز مشائخ کبار سے ہین ہندوستان اُن کے غبار آستان سے سر رفعت کا آسمان پر رکھتا ہی اور جد بزرگوار آن حضرت کے کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم کی طرف آئے اور وہان سے قبۃ الاسلام ملتان مین تشریف لاکر ساکن ہوے اور جو کہ جد آپ کے صلاح اور تقوی مین کمال رکھتے تھے باشندے وہان کے اُنکے آنے سے نہایت محظوظ ہوے اور مریدون کے مانند باعزاز و اکرام پیش آئے اور کمال الدین علی شاہ نے وہان استقامت فرمائی اور قلعہ کوٹ کرور مین جس کو سلطان محمود نے اپنے زمانہ جہانگیری وکشور کشائی مین فتح کیا تھا مولانا حسام الدین ترمذی رہتے تھے جو چنگیز خان کے فتنہ مین ترمذ سے جلاے وطن ہو کر یہان قلعہ کوٹ کرور مین آئے تھے کمال الدین علی شاہ قم آن کی دختر پاکیزہ گوہر کو اپنے فرزند شیخ وجیہ الدین کے عقد ازدواج مین لائے اور شیخ بہاء الدین زکریا اُس دختر بلند اختر کے بطن مبارک سے قلعہ کوٹ کرور مین ۵۷۸ھ پانسو اٹھتر ہجری مین پیدا ہوے اور شیخ عین الدین بجاپوری نے تذکرۃ الاولیاء ہند مین لکھا ہی کہ شیخ بہاء الدین زکریا اولاد ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی سے ہین اور ہبار اسلام مین آئے تھے اور اُن کے بھائی مسمیان زمعہ اور عمرو اور عقیل بحالت کفر جنگ بدر مین قتل ہوے تھے اور سودہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ازواج مین تھین بیٹی زمعہ کی ہین الغرض جب شیخ بہاء الدین زکریا بارہ برس کے ہوے شیخ وجیہ الدین اس دار ناپائدار سے کوچ کر کے رحمت حق مین واصل ہوے اور شیخ بہاء الدین زکریا نے سفر خراسان کا اختیار کیا اور وہان علما کی صحبت مین پہونچکر فیضیاب ہوے اور بخارا مین جاکر علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوے اور مرتبہ اجتہاد کو پہونچے اور شہرت عظیم پائی پندرہ سال کی عمر مین خلائق کی تدریس اور افادۂ علوم مین مصروف ہوے چنانچہ ہر روز ستر مرد علما اور فضلا اُن سے استفادہ کرتے تھے بعد اُس کے مکہ معظمہ مین جاکر حج مناسک بجالائے اور ایک راوی کہتا ہی کہ آن حضرت مدینۂ رسول اللہ مین پانچ برس مجاور رہے اُس کے بعد شیخ کمال الدین محمد یمنی کے پاس کہ محدثین کبار سے تھے ترپن برس مدینہ منورہ مین تدریس حدیث فرماتے رہے تھے پھر کتب حدیث کو پڑھکر اور اجازت حاصل کر کے بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہو کر بغداد مین آئے اور وہان کے مشائخ کی زیارت کر کے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی صحبت کے فیض سے مشرف ہوے اور بروایت شیخ نظام الدین اولیا سترہ روز مین خرقۂ خلافت کا حاصل کیا کہتے ہین کہ جب شیخ بہاء الدین زکریا بقصد حصول نظر عنایت اور خرقۂ خلافت شیخ الشیوخ کی مجلس مین حاضر ہوے ایک رات کو شیخ کی خانقاہ مین یہ واقعہ دیکھا

کہ ایک مکان ہے منور سرور کائنات صلوات اللہ علیہ اُس مین تشریف رکھتے ہین اور شیخ الشیوخ شیخ
شہاب الدین عمر بطریق حجاب آپ کے روبرو ایستادہ ہین اور اُس مکان مین ایک طناب بندھی ہوئی
ہے اور خرقہ چند اُس طناب پر آویزان ہین بعد اُس کے خلاصۂ موجودات نے شیخ الشیوخ کے ذریعہ سے
شیخ بہاء الدین کو اپنے روبرو بلایا اور شیخ الشیوخ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کے مسند نشین بارگاہ نبوت کے
قدمبوس سے مشرف کیا اور آنحضرت نے شیخ الشیوخ کو اشارہ کیا کہ فلان خرقہ شیخ بہاء الدین زکریا کو پہنا
شیخ الشیوخ نے حضرت کے فرمان کے بموجب عمل کرکے دوبارہ شیخ کو پابوس اقدس سے سربلندی بخشی
اور وہ جناب بسبب اس خواب کے شیخ الشیوخ کے خرقہ کے امیدوار ہو کر خوش حال ہوے قضارا علی الصباح
اُن بزرگوار نے شیخ بہاء الدین زکریا کو مکان کے اندر طلب کیا اور اُس مکان کو ساتھ اُس وضع کے جو خواب
مین دیکھا تھا مشاہدہ کیا اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر نے اُٹھکر اپنے ہاتھ سے وہ خرقہ کہ حضرت رسالت پناہ نے
اشارہ سے فرمایا تھا طناب سے اُٹھا کر انھین پہنایا اور یہ فرمایا بابا شیخ بہاء الدین زکریا یہ خرقے حضرت
نبوت پناہی کے ہین اور مین درمیان مین متوسط ہون بے اجازت آنحضرت کے کسی کو نہین دے سکتا ہون
شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ جب چند روز مین شیخ بہاء الدین زکریا کو یہ نعمت عظمے نصیب
ہوئی وہ درویش جو مدت مدید سے شیخ الشیوخ کی ملازمت مین حاضر تھے متعجب ہوے کہ ہمین باوجود مدت
چند سالہ کے یہ دولت نصیب نہوئی اور ہندی فقیر نے بمجرد پہونچنے کے یہ سعادت حاصل کی بعد اسکے
شیخ الشیوخ نے عالم کشف مین یہ امر دریافت کرکے درویشون سے فرمایا کہ تم لوگ لکڑی تر کے
مانند ہو اور زکریا بمنزلہ ہیزم خشک ہے اور آگ خشک لکڑی کو جلد تر پکڑتی ہے بعد اس کے شیخ الشیوخ
نے شیخ بہاء الدین زکریا کو وداع کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ ملتان مین جاکر سکونت کرو کہ اُس
ملک کے باشندون کی ہدایت تم سے رجوع ہوئی ہے کہتے ہین اُس وقت مین شیخ جلال الدین تبریزی
کہ خدمت مین شیخ الشیوخ کے حاضر تھے عرض پیرا ہوئے کہ مجھے شیخ بہاء الدین زکریا سے کمال محبت
بہم پہونچی ہے اگر ارشاد ہو اُن کی صحبت مین رہ کر ہند کی سیر کرون شیخ الشیوخ نے رخصت فرمایا
لیکن شیخ جلال الدین تبریزی خوارزم تک ہمراہ گئے اور وہان اجازت لے کر اُس حدود مین توقف
کیا اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتان مین جاکر متاہل ہوے اور شیخ صدر الدین عارف اور دیگر فرزند بھی
آفریدگار عالم نے انھین کرامت فرمائے اور شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید بہت ہین ازانجملہ ایک سید جلال بخاری
ہین احوال اُن کا مرقوم ہوگا اور دوسرے آن حضرت کے مریدون سے شیخ فخرالدین اور شیخ ابراہیم عراقی
ہین اور شیخ ابراہیم عراقی اٹھارہ برس کے سن مین اپنے مدرسہ مین جو نہایت پر تکلف تھا ہمیشہ درس دیتے تھے
اور طلبہ کو فیض پہونچاتے تھے ان دنون مین ایک جماعت قلندرون سے مدرسہ مین آن کر اُن کی ملاقات
سے مشرف یاب ہوئی اور جو کہ اُس جماعت مین ایک مرد صاحب جمال تھا شیخ کی نگاہ جو ہین اُس پر پڑی

دل ہاتھ سے جاتا رہا درس وبحث کو ترک کرکے اُن کی ہمراہی مین مشغول ہوئے اور جب تین چار روز کے بعد قلندر اس حال سے واقف ہوئے خراسان کا راستہ لیا شیخ ابراہیم عراقی بیتاب ہوکر دو تین روز کے بعد اُنکی تلاش مین روانہ ہوے اور اُن کے پاس پہونچکر ارادہ رفاقت کا کیا قلندرون نے عرض کی آپ مرد بزرگ ہین قلندران ابرو تراش کے ساتھ کیونکر صحبت برآر ہونگے شیخ ناچار ہوکر چار ابرو ترشوا کر اُن کا لباس پہنکر رفیق ہوے اور اس جماعت کے ہمراہ سیر کرتے ہوے ملتان مین پہونچے اور شیخ بہاء الدین زکریا کی خانقاہ مین گئے جب نظر شیخ کی اس جماعت پر پڑی عراقی کو آپ نے پہچانا اور متعجب ہوئے کہ یہ معاملہ کیا ہی بعد اسکے بہت مصروف فرمائی کہ انھین لباس قلندری ترک کرا کے اس لڑکے کی قید عشق سے نجات بخشین قضارا شیخ کو خبر پہونچی کہ قلندران مسافر ملتان سے نکل گئے اور شیخ نے تامل کیا اس درمیان مین ایک آندھی نہایت عظیم کہ کسی نے نہ دیکھی تھی اُٹھی اور گرد وغبار کی کثرت سے دن نے لباس رات کا پہنا فضاے عالم تیرہ وتاریک ہوا قلندرون کی جماعت جس راہ مین کہ جاتی تھی تاریکی کی شدت سے سراسیمہ اور بدحواس ہوئی اور خبر ایک دوسرے کی نہ رکھکر متفرق اور پریشان ہوکر ہر ایک طرف جا پڑی اور شیخ ابراہیم عراقی بقصد قلندر زادہ ایسے راستہ مین پڑے کہ وہ بے اختیار شیخ بہاء الدین زکریا کے مکان پر پہونچے اور شیخ نے صفاے باطن سے دریافت کرکے خادم کو باہر بھیجا اُنھین خانقاہ مین طلب کیا اور اُٹھ کر ابراہیم عراقی کو اپنے آغوش مبارک مین کھینچا جب شیخ کا سینہ اُن کے سینہ پر پہونچا اُسی وقت قلندر بچہ کی محبت ابراہیم عراقی کے دل سے دور ہوئی اور شیخ نے اُنھین اپنے لباس خاص سے مشرف فرمایا اور اُن کے رہنے کے واسطے ایک حجرہ مقرر کرکے تربیت مین مشغول ہوے حتی کہ یہ نوبت آئی کہ شیخ نے اپنی دختر کہ عفت اور پرہیزگاری مین اپنے وقت کی رابعہ تھی اُن سے عقد نکاح مین دی اور ابراہیم عراقی اور پیر محمد شہریار جو بھانجے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے وہ ہمیشہ سادہ عذارون کو بہ نظر پاک مشغول محبت ہوتے تھے ایک روز اہل اغراض نے شیخ الشیوخ سے عرض کی کہ ابراہیم عراقی ایک نعلبند کے لڑکے کے روبرو بیٹھکر نظارہ کرتا ہی شیخ الشیوخ نے بلاکر ملامت کی اور فرمایا ای ابراہیم عراقی مگر دوئی دلنشین ہے کہتا ہی کہ اس کام مین مشغول ہی اُٹھ اور کنارہ کش ہو اہل نظر حرمت زن ہین ابراہیم عراقی نے کہا ہی ای شیخ غیر کہان ہی جو حضور گمان فرماتے ہین شیخ شہاب الدین اس گستاخی سے رنجیدہ ہوے اور ابراہیم عراقی یہ امر سمجھکر ایک مدت زار زار روتے رہے یہان تک کہ شیخ الشیوخ اُن سے راضی ہوئے اور اُنھین شیخ بہاء الدین زکریا کے پاس ملتان مین روانہ کیا چنانچہ ابراہیم عراقی ملتان مین پہونچے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ پچیس برس اُن کی خدمت مین بسر کئے اور سلوک یعنی ریاضت اور عبادت مین مشغول ہوے اور فتوح حد سے زیادہ حاصل کی اور اُن دنون مین اشعار پرسوز کہتے تھے اور شیخ بہاء الدین زکریا کو اُس کلام سے وجد اور

پیدا ہوتا تھا اور شیخ کا ایک شب گذر ابراہیم عراقی کے حجرہ کی طرف ہوا زمزمہ اس غزل کا سنا **غزل**۔

نخستین بادہ کاندر جا کردند	ز چشم مست ساقی وام کردند	براے صید مرغ جان عاشق
ز زلف ماہرویان دام کردند	بعالم ہر کجا رنج و ملامت	بہم بردند و عشقش نام کردند
ز بہر نقل مستان از لب و چشم	مہیا شکر و بادام کردند	چو خود کردند راز خویشتن فاش
	عراقی را چرا بدنام کردند	

شیخ کو اس غزل کے سننے سے وجد و حال عجیب ظاہر آیا اور منقول ہی کہ ابراہیم عراقی ان دنون مین شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت مین بسر لے جاتے تھے زوجہ اُن کی کہ دختر شیخ کی تھی فوت ہوئی اور شیخ نے چاہا کہ دوسری دختر جو اُس سے چھوٹی تھی ابراہیم عراقی کے حبالۂ نکاح مین لاوین اپنے بڑے فرزند شیخ صدر الدین عارف سے اس بارہ مین مشورہ کیا اُنھون نے جواب دیا مین نے ایک روز ابراہیم عراقی کو ساباط خانقاہ پر دیکھا تھا کہ کھڑا ہی اور پیراہن کو اُٹھا کر کسب ہوا کرتا ہی ایسا شخص لائق پیوند کے نہین ہی اور ابراہیم عراقی بعد از وفات شیخ بہ نیت حج بیت اللہ ملتان سے برآمد ہوے اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد روم کی سمت روانہ ہوے اور شہر قونیہ مین شیخ صدر[۵] الدین عارف کو دیکھکر کتاب فصوص اُن سے پڑھی اور نسخہ لمعات لکھا اور روم مین حسن قوال پر کہ جمال دلپذیر اور حسن صورت بے نظیر رکھتا تھا عاشق ہوکر غزلین کہین چنانچہ یہ مطلع غزل کا اُن مین سے ہی **بیت**

ساز طرب عشق چہ دانی کہ چہ ساز ست	کز زخمہ او نہ فلک اندر تگ و تاز ست

پھر وہان سے مصر مین گئے اور ایک موچی کے لڑکے کے حسن دلربا پر شیفتہ ہوے اور بعد اُس کے ولایت شام مین جاکر شہر دمشق مین ایک امیرزادے پر عاشق ہوے اور وہان فرزند اُن کا کبیر الدین جو شیخ بہاء الدین زکریا کی دختر سے تھا ملتان سے آن کر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا خلاصہ یہ کہ ابراہیم عراقی ذیقعد کی آٹھوین تاریخ ۶۸۸ھ سات سو اٹھاسی ہجری مین فوت ہوے قبر ان کی اور اُنکے فرزند کبیر الدین کی دمشق مین شیخ محی الدین عربی کے مزار کے پیچھے ہے اور شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدان صادق الاخلاص مین سے ایک مرید امیر حسین نام قوم سادات سے ہین اول مرتبہ اپنے والد سید نجم الدین کے ہمراہ برسم تجارت ملتان مین پہونچکر مرید ہوے اور مقدمات علمی کو ساتھ کمال کے پہونچا کر فارغ التحصیل ہوے اور دوسری خواہش کا دخل دماغ مین رکھتے تھے لیکن اپنے والد ماجد کے بعد عالم تجرید مین قدم رکھا اور مال دنیوی سے جو کچھ رکھتے تھے فقرا کو دے کر ملتان مین آئے اور شیخ کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوے اور تین برس اُن کی خدمت مین رہکر بہت کمال حاصل کیے اور اُن کی اکثر تصانیف مثل نزہت الارواح اور زاد المسافرین اور کنز الرموز وغیرہ شیخ کی شرف اصلاح سے مشرف ہوئی ہین اور شیخ بہاء الدین زکریا اور اُن کے فرزند شیخ صدر الدین نے آنکی مدح کتاب الرموز مین کہی ہین **ابیات**

ع۵ شیخ صدر الدین عارف کہ جنکی شرح فصوص مشہور ہی وہ قونوی لکھے جاتے ہین ظاہرا یہ حضرت علاوہ شیخ صدر الدین عارف ملتانی ہون یا یہی حضرت وہان پہونچ گئے ہون واللہ تعالے اعلم ۱۲۔

شیخ ہفت اقلیم قطب اولیا	جان پاکش منبع صدق و یقین
منکہ پرواز نیک واز بد تافتم	کرد پرواز ہما بر آشیان
داصل حضرت ندیم کبریا	از وجود اد بہ نزد دوستان
این سعادت از قبولش یافتم	آن بلند آوازۂ عالم پناہ
مفخر ملت بہار شرع دین	جنت الماد اشدہ ہندوستان
رخت ہستی چون بردن برد از میان	سرور عصر افتخار صدر گاہ
صدر دین و دولت آن مقبول حق	نہ فلک برخوان جودش یک طبق

اور میر حسینی چھٹی شوال سات سو اٹھارہ ہجری مین ہرات مین فوت ہوے اور شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدین سے شیخ حسن افغان ہین کہ احوال اُن کا عنقریب مذکور ہوگا نقل ہی کہ قطب الدین ایبک نے شمس الدین التمش کو آزاد کیا اور چتر سرخ اور سیاہ اور خرگاہ خاص سلطان معز الدین محمد سام غوری کی اُسے بخش کر بعد کیا اور حکومت شہر اوچہ اور ملتان کی ناصر الدین قباچہ کو دے کر شمس الدین التمش کی اطاعت کے واسطے وصیت فرمائی قضارا ناصر الدین قباچہ نے بعد وفات قطب الدین ایبک بغاوت کر کے شمس الدین التمش کی کہ دہلی کا بادشاہ تھا اطاعت نہ کی اور ماورا اس کے شرع محمدی کے رواج مین بھی ساعی نہ ہوا اُس کے متعلقون نے فسق و فجور شروع کیا شیخ بہاء الدین زکریا اور قاضی شرف الدین اصفہانی عامل ملتان نے شمس الدین التمش کے پاس مکاتیب مشعر اظہار مخالفت ناصر الدین قباچہ اور عدم رواج شریعت تحریر کر کے ارسال کیے اتفاقات سے وہ مکتوب ناصر الدین قباچہ کے آدمیون کو دستیاب ہوے اور ناصر الدین قباچہ اُن خطوط کو پڑھکر خط پیچیدہ کے مانند پیچ و تاب کر کے طیش مین آیا اور آدمی شیخ بہاء الدین زکریا اور قاضی کی طلب مین بھیجے جب دونون بزرگوار حاضر ہوے شیخ کو اُس نے اپنے پہلو مین بٹھایا اور قاضی کو بھی اپنے برابر بٹھا کر اُن کا خط اُنکے حوالہ کیا قاضی اُسے دیکھکر شرمندہ اور سرنگون ہوے ناصر الدین قباچہ نے قاضی کو اُسی وقت تیغ ظلم سے قتل کیا اس کے بعد دوسرا خط شیخ کو دیا شیخ نے فرمایا کہ البتہ یہ خط میرا ہی لیکن مین نے اُسے فرمان حق کے موافق لکھا ہی تو کیا کر سکتا ہی ناصر الدین قباچہ یہ کلام سُنکر کانپنے لگا اور شیخ کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور نقل ہی کہ عبد اللہ نام ایک قوال روم سے ملتان مین آیا اور شیخ کی ملازمت کر کے عرض پیرا ہوا کہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نے میری آواز سُنی ہی آپ بھی اگر سماعت فرمائین تو بندہ نوازی سے بعید نہو گا شیخ نے فرمایا جو آنحضرت نے سنا ہی زکریا بھی سنیگا اور پہر رات گئے حضرت حجرہ مین تشریف لائے اور مجلس سماع کی منعقد ہوئی عبد اللہ قوال نے یہ بیت بہ تکرار ادا کی

بیت

مستان کہ شراب ناب خوردند	از پہلوے خود کباب خوردند

شیخ وجد مین آن کر ایستادہ ہوے اور چراغ آستین سے بجھایا عبد اللہ قوال سے منقول ہی کہ جب شیخ اثنائے سماع مین میرے قریب آئے آنحضرت کے دامن کے سوا اور کچھ مجھے نظر نہ آیا اور دوسرے

دن عبداللہ قوال خلعت گرانمایہ اور بیس روپیہ نقد پاکر اجودھن کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر شیخ
فریدالدین گنج شکر سے قدمبوس ہوکر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور پھر عرصۂ قلیل مین قصبۂ اجودھن مین
مراجعت کرکے ملتان کی رخصت طلب کی اور یہ عرض کی کہ راستہ مخوف ہے امید وار دعا کا ہون شیخ نے ارشاد
کیا یہان سے فلان تالاب تک میرا علاقہ ہے بعد اس کے شیخ بہاءالدین زکریا سے تعلق رکھتا ہے
عبداللہ قوال زمین خدمت کو بوسہ دے کر روانہ ہوا جب اُس تالاب کے قریب پہونچا ایک جماعت
راہزنون کی مع شمشیرہاے برہنہ نمودار ہوئی عبداللہ قوال کو حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا کلام
یاد آیا بہ آواز بلند پکارا یا شیخ بہاءالدین زکریا میری مدد فرمائیے یہ کہتے ہی راہزن غائب ہوے جس روز
عبداللہ قوال ملتان مین پہونچ کر شیخ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوا جامہ سُرخ سقرلاتی پہنے ہوے تھا
شیخ نے فرمایا کل سُرخ لباس شیطان کا ہے کیون پہنا ہے عبداللہ قوال کو یہ قول ناگوار خاطر ہوا کلام بے اہانہ
زبان پر لایا کہ لوگون کے پاس خزانے نامحصور موجود ہین اُسپر نظر نہین کرتے ہیں اپنے کمل کو جسکی قیمت
نیم تنگہ سے بھی کم ہے عیب فرماتے ہین شیخ نے فرمایا کہ اے عبداللہ ہوش مین آ اور وہ اضطراب کہ جو رون
کے سبب سے تالاب پر رکھتا تھا یاد کر عبداللہ قوال یہ کلام صدق انجام سُنکر استغفراللہ کہتا ہوا شیخ
کے قدم مبارک پر گرا اور شیخ نظام الدین اولیا مولانا صدرالدین عارف سے نقل کرتے ہین کہ مین
ایک وقت مولانا نجم الدین سنائی کے پاس گیا مجھ سے پوچھا کہ آج کل کیا شغل رہتا ہے مین نے
عرض کیا تفسیر کشاف اور ایجاز اور عمدہ کا مطالعہ کرتا ہون مولانا نجم الدین نے فرمایا کشاف اور ایجاز کو
جلا اور عمدہ کا شاغل رہ اور جب مولانا صدرالدین عارف مولانا نجم الدین کی خدمت سے رخصت ہوے
شیخ بہاءالدین زکریا کی حضوری مین پھر حاضر ہوکر تمام ماجرا بے کم وکاست عرض کرکے کہا کہ مولانا نجم الدین
نے یون فرمایا ہے شیخ نے کہا ہان یون ہی ہے اور بظاہر سبب اُس کا جیسا کہ شیخ صدرالدین عارف کے
داستان مین مرقوم ہوا یہ تھا کہ کشاف اور ایجاز کے منع کرنے کا سبب اسکے سوا اور معلوم نہین ہوتا ہے کہ شیخ
بہاءالدین زکریا نے واقعہ مین دیکھا ہوگا کہ مصنف کشاف کا اہل دوزخ سے ہے اور ایجاز کے بارہ مین بھی
اسی قبیل سے کچھ ہوگا الغرض جو سبب اسکا معلوم نہ تھا مولانا صدرالدین کو یہ بات شاق گذری اور رات کو ان
تینون کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہوے اور جب خواب نے غلبہ کیا عمدہ کو دونون کتاب پر رکھکر سورہے
اور شعلہ چراغ سے کشاف و ایجاز دونون جلکر خاکستر ہوئین اور عمدہ آگ کی آفت سے محفوظ اور سلامت
رہی مولانا حسام الدین حاجی سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدون سے تھے منقول ہے کہ خواجہ
کمال الدین مسعود شیروانی جو شیخ بہاءالدین زکریا کے مخلصون سے تھے اور وہ نہایت متمول تھے
اکثر جواہر کی سوداگری کرتے تھے ایک وقت جزیرہ جرون سے بندر عدن کی عزیمت مین جہاز پر سوار
ہوے ناگاہ باد مخالف پیدا ہوئی جہاز کا مستول ٹوٹا قریب تھا کہ جہاز غرق ہووے خواجہ کمال الدین

مسعود شیروانی نے بعجز تمام حضرت شیخ بہاء الدین زکریا سے توجہ کی اور مدد کے طلبگار ہوے اُسی وقت شیخ
نے جہاز مین حاضر ہوکر اہل جہاز کو نجات کی بشارت دی اور غائب ہوے اور حکم خدا سے باد مخالف ساکن
ہوئی جہاز بندر عدن مین سلامت پہونچا اور تمام سوداگرون نے از روے صدق اور اخلاص کے ثلث مال
اپنا خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی کے سپرد کیا کہ شیخ کی خدمت مین پہونچادے خواجہ نے وہ مال لیکر نصف
جواہر اپنا بھی شیخ کے واسطے علٰحدہ کرکے خواجہ فخر الدین گیلانی کے ہاتھ کہ مرد معتبر اور صادق تھا ملتان کی طرف
بھیجا خواجہ فخر الدین گیلانی جب آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا اُس جناب کو اُسی صورت اور لباس سے
کہ جہاز پر مشاہدہ کیا تھا دیکھکر زیادہ تر معتقد ہوا اور مال اور جواہر کہ قریب ستر لاکھ روپیہ کے تھا پیشکش
کیا حضرت نے وہ مال تین روز کے عرصہ مین فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور خواجہ فخر الدین گیلانی نے یہ حال
مشاہدہ کرکے حد سے زیادہ اعتقاد بہم پہونچایا اور تمام مال اپنا شیخ کی نذر کرکے حضرت کے سلک مریدون
مین منتظم ہوے اور بعد عرصۂ قلیل واصلان حق سے ہوکر خرقہ خلافت کا پایا اور قریب پانچ سال شیخ کی خدمت
مین بسر کیے آخر رخصت لے کر مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوے اور بندر جدہ مبارک مین پہونچکر رحمت حق مین
واصل ہوے اور اُسی مقام مین مدفون ہوے اور آج تک اکثر لوگ وہان نذر لیجاتے ہین اور اُنکی روح پر
فتوح سے استعانت چاہتے ہین شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی سے منقول ہے کہ ایک وقت
شیخ بہاء الدین زکریا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت سے رخصت ہوے اور ایک دن
اثناے راہ مین ایک مسجد مین نزول کیا اُس مقام مین ایک جماعت قلندران جوالق پوش کہ لباس
سید جلال مجرد کا ہے فروکش ہوے اور جب رات کے وقت شیخ عبادت سے فارغ ہوے بعد مراقبہ شیخ
کی نظر ایک قلندر پر پڑی کہ نور اُس کا سپہر اعلیٰ کی طرف ساطع تھا شیخ تعجب کرکے آہستہ اُس کے پاس
تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے مرد خدا اس قوم کے درمیان کیا کرتا ہے اُس نے جواب دیا اے زکریا
آگاہ ہو ہر قوم مین ایک خاص ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ اُس قوم کو اُسے بخشتا ہے اور وہ سید عالی نسب
اور عالم اور فاضل اور مجذوب تھے اسم مبارک اُن کا عبد القدوس اور موصل کے فرزند تھے اور رباط مین
سید جمال الدین مجرد کی قبر پر لباس قلندرانہ پہنا تھا شیخ نے اُنھین لباس قلندری سے برآوردہ کرکے
عالم جذبہ سے عالم سلوک کی طرف پہونچایا اور مقبرہ اُنکا قصبہ ناہن مین جو یزد اور صفہان کے مابین ہے واقع
ہوا اور سید جلال مجرد ساوجی تھے اور ایک مدت مصر مین مفتی رہے جو مشکل لوگون کو مسائل مین پیش
آتی تھی سید جمال بغیر کتاب دیکھے جواب دیتے تھے چنانچہ مصر کی خلقت اُنھین کتابخانہ روان کہتے تھے
اور کہتے ہین آخر شُ اُنھین جذبہ اور ایسی حالت پیدا ہوئی کہ ریش و بروت ترشوا کر رباط مین جو مصر سے
سات یا آٹھ منزل ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے اس وقت تک ویران تھا جاکر بیہوش
ہوے اور بعد چند روز کے کچھ ہوش مین آن کر مبہوت کے مانند بیٹھے اور روزہ نماز نہ رکھتے تھے اور ملاکا

مصر وہان جاکر انھین ملحد اور رافضی کہنے لگے اور رانگا گرم کر کے جب اُن کے حلق مین ڈالا کچھ صدمہ انھین
نہ پہونچا اُن کی ایذا رسانی سے دستکش ہو کر معتقد ہوے لیکن قول صحیح یہ ہو کہ سید جمال مجرد صفت
حسن و جمال سے بھی موصوف تھے چنانچہ مصری انھین یوسف ثانی کہتے تھے اور جس طور سے زلیخا حضرت
یوسف پر عاشق ہوئی تھی اُسی طرح سے ایک عورت امراے مصر سے سید جمال مجرد پر مفتون ہوئی
اور آن حضرت اُس سے بہ تنگ آکر مصر سے سرزمین دمینات کی طرف بھاگ گئے اور وہ عورت
فرط العشق سے بیتاب ہو کر اُن کے پیچھے روانہ ہوئی جب یہ خبر سید جمال مجرد کو پہونچی مضطرب ہوے
اور دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کر کے اپنے زوال حُسن کی استدعا کی اور وہ دعا شرف
اجابت سے مقرون ہوئی موے ریش و بروت و ابرو کے تمام گر گئے اور عورت نے جب انھین اس
ہیئت سے دیکھا رو گردان ہو کر مصر مین واپس گئی اور سید اس بلاے ناگہانی سے نجات پا کر اس
مقام مین ساکن ہوے چنانچہ مقبرہ اُن کا وہین ہو اور جماعت قلندرون کی وہان رہتی ہو اور ہنگامہ
برپا رکھتی ہو اور نقل ہو کہ ایک رات شیخ بہاء الدین زکریا اپنے خلفا کے درمیان مین بیٹھے تھے اُن سے
یہ خطاب کیا کہ تم مین ایسا کوئی شخص ہو کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور ایک رکعت مین تمام قرآن مجید
پڑھے سب خاموش ہوے شیخ نے دوگانہ مین قیام کیا اول رکعت مین ختم کلام اللہ کیا اور دوسری رکعت مین
چار پارہ پڑھکر بعد جلسہ کے سلام کہا اور بارہا فرماتے تھے کہ جو کچھ تمام اہل حال کو میسر ہوا توفیق ایزدی سے مجھے
بسر ہوا مگر ایک چیز نصیب نہوئی وہ یہ ہو کہ ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کرتے تھے
اور مین ہرچند کوشش کرتا ہون یہ دولت میسر نہین ہوتی ہے تین چار پارہ رہجاتے ہین اور
منقول ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا جس مرید کو قبول کرتے تھے فرماتے تھے کہ ہر دوری و سرسری
نچاہیئے ہونا ایک دروازہ پر محکم بیٹھنا چاہیے تو گوہر مقصود دستیاب ہو ایک روز کا مذکور
ہے کہ ایک مسافر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اُس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اور ماحضر
اُس کے واسطے نہ طلب کیا مسافر نے کہا حدیث مین وارد ہے من زار حیا ولم یرزقہ شیئا فقد زار
میتا شیخ نے کہا خلق کی دو قسم ہین عوام اور خواص مجھے ساتھ عوام کے کچھ کام نہین ہے
اور اُن کی زیارت اعتبار نہین رکھتی اور خواص بقدر حال مجھ سے فیض پاتے ہین نقل ہے
کہ شیخ کے مریدون مین سے شیخ بدر سجستانی تھے اور لاہور مین رہتے تھے ایک روز کہ یوم
عید تھا عیدگاہ مین نماز پڑھنے جاتے تھے انھون نے آسمان کی طرف منھ کر کے عرض کی بار خدایا
ہر غلام اپنے مالک سے عیدی مانگتا ہو اور مین بھی تجھ سے مانگتا ہون تو خزانہ غیب سے مجھے عیدی
عنایت کر جب یہ دعا تمام ہوئی ایک حریر کا قطعہ بخط سبز آسمان سے نازل ہوا اور اُس مین تحریر
تھا کہ ہم نے آتش دوزخ تجھپر حرام کی اور اُس کی حرارت کی مشقت سے آزاد کیا عیدگاہ کے

تمام حاضرین نے شیخ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور ایک شخص نے اُن مین سے یہ عرض کی اے شیخ
تو نے عیدی اپنی پائی اب مناسب ہی کہ تو مجھے بھی عیدی سے سرفراز فرما شیخ بدر سجستانی نے جب
یہ کلام سُنا فوراً وہ حریر کا ٹکڑا بغل سے برآوردہ کرکے اُسے بخشا اور فرمایا کہ یہ عیدی تجھے مبارک ہو
اور قیامت کے دن مین جانون اور آتش دوزخ اور شیخ نظام الدین اولیا سے نقل ہی کہ شیخ
بہاء الدین زکریا نے اواخر مین بخلاف اوائل کے روزہ دائمی اور بھوک کی ریاضت برطرف کی چنانچہ
اُن کے بادرچی خانہ مین قسم قسم کا طعام لذیذ پکتا تھا آپ ہر مسافر اور مہمان کے ساتھ بمقتضائے
کلوا من الطیبات واعملوا صالحا طعام ہائے لذیذ تناول کرتے تھے اور جس شخص کو دیکھتے تھے کہ
خدا کی نعمت برغبت تمام کھاتا ہی خوش حال ہوتے تھے الغرض ایک دن دسترخوان اُن کے
روبرو بچھا تھا جب اس درمیان مین درویشون کے ساتھ ہمکاسہ ہوئے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ
روٹی شوربا مین ریزہ ریزہ کرکے کھاتا ہی شیخ نے فرمایا بہترین طعام یہ مرد کھاتا ہے اور حضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فضیلت طعام ثرید اور طعامون پر مثل میری فضیلت عہ
کے ہی اور انبیا پر اور نقل ہی کہ ایک مرید شیخ کا ایک موضع دہات ولایت لاہور مین رہتا تھا اور
اُس قریہ کے قریب ساحل دریا تھا غلہ بوکر اوقات بسر کرتا تھا ایک وقت وہان کے تحصیلدار نے
اُس کی زراعت کی جریب سے پیمایش کی اور یہ بات کہی کہ کچھ اپنی کرامات دکھائیے یا زر لگان سال
اور سنوات گذشتہ کا بیباق کیجیے مرید نے ہر چند عذر کیا کہ اسے معاف کر فائدہ نہ بخشا درویش ایک
لحظہ سر مراقبہ مین لے گئے کچھ دیر کے بعد اُٹھا کر فرمایا کہ کیا چاہتا ہی شحنہ نے کہا مجھے یہ منظور ہی کہ آپ
اس پانی پر قدم رکھکر اُس پار عبور کرین یا زر اتنے سال کا بیباق فرمائین آخر کو درویش نے شیخ بہاء الدین
زکریا سے ہمت چاہی اور بسم اللہ کہکر قدم پانی پر رکھا اور جس طور سے انسان زمین پر چلتا ہی دریا سے عبور
کیا اور اُس پار پہونچکر تجدید وضو کرکے دوگانہ شکر کا بجا لائے اور پھر اپنی سواری کے واسطے کشتی طلب
کی لوگون نے عرض کیا جس طور سے آپ تشریف لے گئے تھے اُسی نہج سے چلے آئیے فرمایا ڈرتا ہون
کہ نفس خوش ہوکر عجب و نخوت نہ پیدا کرے پھر لوگ کشتی لے گئے شیخ نے سوار ہوکر مراجعت کی اور
نقل ہی شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین زکریا عین مشغولی مین بہ آواز بلند
نعرہ زن ہوئے کہ ابھی شیخ سعید الدین حموی نے دار دنیا سے رحلت فرمائی اور حقیقت مین ولیسا ہی
ہوا تھا اور منقول ہی کہ جب مولانا قطب الدین کاشانی ماوراء النہر سے ملتان مین تشریف لائے شاہ
ناصر الدین قباچہ والی ملتان نے ایک محلسرا یا مدرسہ اُن کے واسطے تعمیر کیا اور مولانا کہ علامۂ زمان
تھے نماز فجر کی اُس مدرسہ مین ادا کرکے درس مین مشغول ہوتے تھے اور شیخ بہاء الدین زکریا کہ اُن کا
ابتدائے حال تھا ہر روز صبح کی نماز کے وقت وہان حاضر ہوتے تھے اور فجر کی نماز مولانا کے پیچھے

عہ مقصود یون ہی کہ کلام الوزیر اور طعامون مین ثرید کی فضیلت کا طعام ہو (دائمی ہو) جیسے تمام انبیا سے بیان کی اُسی طرح اُس کی فضیلت ہی

پڑھتے تھے ایک دن مولانا نے اُنسے پوچھا کہ تم کیونکر یہ تمام راستہ طی کرکے ساتھ میرے اقتدا کرتے ہو شیخ نے کہا
مین اس حدیث پر عمل کرتا ہون من صلی خلف عالم فکانما صلی خلف نبی مرسل مولانا ساکت ہوے دوسرے دن
جب شیخ صبح کے وقت اپنی عادت کے موافق حاضر ہوے مولانا ایک رکعت نماز ادا کر چکے تھے کہ شیخ دوسری
رکعت مین شریک ہوے جب مولانا تشہد مین بیٹھے شیخ نے سلام پھیرنے سے پہلے الیتادہ ہو کر اپنی دوسری
رکعت شروع کرکے نماز تمام کی مولانا نے کہا کہ تم کیون امام کے سلام سے پیشتر برخاست ہوے شاید
امام کو سہو واقع ہوا ہو چاہیے کہ وہ سجدہ سہو کا بجالاوے لیکن جو مقتدی سلام سے پیشتر اُٹھے وہ سجدہ سہو کا
نہین کرسکتا ہی شیخ نے کہا کہ اگر کسی کو نور باطن کے سبب معلوم ہووے کہ امام کو کچھ سہو واقع نہین ہوا ہی اُسکا
اُٹھنا روا ہوگا مولانا نے کہا جو نور کہ احکام شریعت کے موافق نہین ہی وہ ظلمت ہی شیخ نے جب یہ بات سنی پھر
نماز کو حاضر نہوے اور منقول ہی کہ اُن دنون مین ایک عزیز نے مولانا قطب الدین سے کہا کہ آپ کیون درویشون
کی نسبت اعتقاد نہین لاتے ہین فرمایا اس سبب سے کہ مین نے ایک درویش ایسا دیکھا کہ اُس کا مثل نہین پایا
القصہ کا شغر مین میرے قلم تراش کا دنبالہ ٹوٹ گیا مین نے بازار مین لے جاکر لوہارون کو دکھلایا
کہ اس قلم تراش کو بدستور سابق تیار کردو کہ عیب جوڑ کا نرہے سب نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا
حالت اصلی سے کچھ کم ہو جاوے گا ایک لوہار اُن مین سے بولا کہ فلان محلہ مین ایک کاریگر نہایت پرہیزگار
اور متقی ہی شاید وہ اسے درست کردے جب مین اُسکی دوکان پر پہونچا ایک پیر مرد کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہی
پھر مین نے قلم تراش کا قصہ اُس سے بیان کیا اُس نے قلم تراش میرے ہاتھ سے لے کر فرمایا کہ ایک لحظہ آنکھ
بند کر مین نے اُس کے کہنے پر عمل کیا اور کنکھیون سے دیکھا کہ قلمتراش اپنے ہونٹھ کے قریب لیگیا اور اُسپر
دعا پڑھ کر دم کیا اور میرے حوالہ کی جب مین نے اسے نظر غور سے دیکھا تو سابق سے بھی اُس سے بہتر اور محکم تر پایا
اُسی وقت مین نے وفور اعتقاد سے اُس کے قدم پر سر رکھا اور بقدرے زر پیشکش کیا آنحضرت نے
قبول نہ کیا جب مین نے بہت خوشامد اور الحاح کی فرمایا تیرا قلمتراش درست ہوا اس سے زیادہ مجھے
تکلیف نہ دے مولانا نے جب یہ حکایت تمام کی اُس عزیز نے کہا اے مخدوم وہ پیر قلمتراش درست کرنے والا
شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے ہی شیخ کی تربیت اور فیض برکت سے ساتھ اس مرتبہ کے پہونچا ہی
مولانا قطب الدین متعجب ہوئے اور اس گفتگو سے جو نماز کے بارہ مین شیخ سے کی تھی پشیمان ہوے اور کچھ دنون
کے بعد دہلی مین گئے اور وہین زمانہ اُنکی حیات کا آخر ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ ایک دن
حضرت شیخ اپنے حجرہ مین مشغول بعبادت تھے ناگاہ ایک شخص نورانی پیدا ہوا نامہ سر بمہر اُس کے ہاتھ مین تھا
وہ نامہ شیخ صدر الدین عارف حضرت شیخ کے بڑے بیٹے کو دے کر کہا کہ تم یہ خط جلد اپنے والد ماجد کی خدمت
مین پہونچاؤ شیخ صدر الدین عارف سرنامہ دیکھکر متحیر ہوے اور حجرہ مین جاکر وہ نامہ اپنے والد بزرگوار کو دے کر
برآمد ہوے اور اُس شخص کو جو نامہ لایا تھا نہ دیکھا اور شیخ نامہ پڑھ کر جوار رحمت حق مین واصل ہوے

اور حجرہ کے چار دن گوشون سے یہ آواز برآمد ہوئی کہ دوست اپنے دوست کے جوار رحمت مین واصل ہوا اور جب یہ سانحہ ہوش ربا صدرالدین عارف کے سمع مبارک مین پہونچا فوراً حجرہ مین جاکر اپنے والد کو دیکھا کہ مطمورۂ خاک سے معمورۂ پاک کی طرف سفری ہوے ہین اور یہ واقعہ سترھوین تاریخ صفر سنہ ٦٦٦ چھ سو چھیاسٹھ ہجری مین واقع ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ سعیدالدین حموی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ بہاءالدین زکریا اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر ہمعصر تھے اول شیخ سعیدالدین حموی نے اس دار ناپائدار سے ارتحال کیا اور اُس کے تین سال بعد شیخ سیف الدین خضری روضۂ رضوان کی طرف خرامان ہوے اور اُسکے تین سال کے بعد شیخ بہاءالدین زکریا نے وفات پائی جب تین برس کا اور عرصہ گذرا شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے عالم فانی سے عالم باقی کی سمت انتقال فرمایا ؎

ذکر شیخ صدرالدین عارف قدس سرہ العزیز کا

بیان

آن گہر معدن حق الیقین
خرقہ وحدت بجلا و ملا
تازہ زآب کرمش باغ دین
لجۂ مواج دل پاک او
دادہ زپاکی بہ ملائک صلا
عقل فرو ماندہ در ادراک او
صدر نشین گشت بعرشش برین ؎
گشتہ خطابش زخدا صدر دین

اُنھین عارف اس واسطے کہتے ہین کہ ہر بار ختم کلام اللہ کرتے تھے سمند فکر کو زیادہ تر گرم عنان فرماتے تھے اور جس وقت تلاوت مین مشغول ہوتے تھے اُنھین فوج فوج معانی کا سامنا ہوتا تھا اور وہ جناب ہمت عالی رکھتے تھے کہ مال دنیوی سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور جب آپ کے والد شیخ بہاءالدین زکریا کے آفتاب حیات نے مغرب ممات کی طرف رجعت کی آن حضرت کے شیخ صدرالدین عارف کے سوا چھ فرزند اور دوسری بی بی سے تھے جب شریعت غرا کے موافق متروکات تقسیم ہوے اسباب و اجناس کے علاوہ ستر لاکھ روپیہ نقد شیخ صدرالدین عارف کو میراث پہونچا اُنھون نے وہ تمام نقد و جنس اول روز فقرا پر تقسیم کرکے ایک درم اور دینار باقی نہ رکھا بعد اُس کے ایک شخص نے آنحضرت سے یہ عرض کی کہ آپ کے والد بزرگوار اس قدر نقد و جنس خزانہ مین نگاہ رکھتے تھے اور بآہستگی تمام اُسے فقرا پر صرف کرتے تھے آپ کو اُنھین کی روش پر عمل کرنا چاہیے جواب دیا کہ میرے والد ماجد جو دنیا پر غالب مطلق ہوگئے تھے اسباب دنیوی کے جمع آنے سے خوف نہ رکھتے تھے اور بتدریج تمام فقرا پر صرف کرتے تھے اور مین بھی اگرچہ اکثر اوقات غالب ہون لیکن کبھی کبھی اپنی طبیعت کو مساوی پاتا ہون لہذا اُس کے جمع کرنے سے اندیشہ کرتا ہون کہ مبادا مال دنیوی مجھے فریب دیوے اس لیے اُسے اپنے پاس سے دور کرتا ہون اور اپنے پاس نہین رکھتا ہون اور شیخ صدرالدین عارف بہت مرید صاحب جمال رکھتے تھے مثل شیخ جمال خندان اور شیخ احمد معشوق اور مولانا علاءالدین خجندی اور فرزند ارجمند حضرت کے شیخ رکن الدین ابوالفتح ۱۶۹

لے تو ازخضری کا اسی طرح فارسی مین بھی ہی اور مشہور باخروی یا شاید دو ون لفظ نام شریف کے ساتھ ہوسکے جاتے ہون ١٢ میر علی

تھے اور یہ جو لوگون کی زبانی نقل ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا نے رحلت کے وقت شیخ صدر الدین عارف سے وصیت فرمائی کہ شہر اوچہ مین ایک درویش نہایت کامل اور فاضل ہین اُنھون نے ابتک کسی درویش سے پیوند نہین کیا اور ہمارے خانوادہ سے اُنھین ایک نصیب وافر ہے اور اگرچہ وہ میرے پاس نہ آئے بعد میرے تمھارے پاس آوین گے اور اب تک اُنھین جذبہ نے مغلوب کیا ہے جس وقت وہ تمھارے پاس آوین پہلے دن اُن سے ملاقات اور مصافحہ نہ کرنا اور تین دن اُنھین خلوت مین بٹھانا اور قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول کرنا اور جب وہ جذبہ کے غلبہ سے ہوش مین آوین تو اپنے روبرو اُنھین بلانا اور جو کچھ ہم سے تمھین پہونچا ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کے خرقہ کے سوا نصف اُنھین دینا ظاہر یہ نقل بنائی ہوئی یعنی خلاف واقع ہے کیونکہ یہ بات میزان درویشی کے پلہ مین نہین سماتی ہے اور فقیر نے کسی کتاب مین صریح نہین دیکھا کہ وہ مجذوب کون تھے اور انجام اس کا کیا ہوا اور کتاب فوائد الفواد مین مرقوم ہے کہ شیخ صدر الدین عارف نے ابتداے حال مین اپنے والد ماجد کی خدمت مین عرض کی کہ اگر ارشاد ہو مین علم نحو کے استحکام کے واسطے کتاب مفصل جو صاحب کشاف کی تصنیف ہے پڑھون شیخ نے فرمایا کہ صبر کرکہ آج شب کو حال مصنف کا دریافت کرون اسی شب خواب مین دیکھا کہ صاحب کشاف کو فرشتہ زنجیر اور طوق مین مسلسل اور مطوق کرکے دوزخ کی طرف لیے جاتے ہین اپنے نورعین کو اس واقعہ سے آگاہی دی شیخ صدر الدین عارف نے جب یہ بات سُنی اُس کتاب کے پڑھنے کا ارادہ فسخ کیا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کشاف جو مذہب معتزلہ رکھتا تھا اس سبب سے عذاب مین مبتلا تھا اور مولانا امام الدین مبارک ملتانی استاد شیخ ابابکر دلق پوش سے منقول ہے کہ ایک روز شیخ صدر الدین عارف دریا کے کنارے جو ملتان سے بفاصلہ ایک فرسخ واقع ہے وضو کرتے تھے اور اُن کا بیٹا شیخ رکن الدین ابو الفتح کہ سات برس کی عمر رکھتا تھا ہمراہ تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک غول ہرن کا پیدا ہوا اور ایک بچہ ہرنی کا اس کے درمیان مین تھا شیخ رکن الدین طفولیت کے سبب آہو برہ کی طرف راغب ہوکر اس کے خیال مین مشغول رہے اور جب غول نظر سے غائب ہوا اور شیخ صدر الدین عارف نے وضو سے فارغ ہوکر دوگانہ ادا کیا اپنے فرزند کو بلایا کہ قرآن شریف کا ربع پارہ سبق دے کر یاد کرائین اور وہ سعادت مند مصحف مجید کھول کر سبق پڑھنے مین مشغول ہوا اور عادت اُس صاحبزادہ کی یہ تھی کہ تین مرتبہ پڑھکر چوتھائی پارہ حفظ کرلیتا تھا اور اُس روز دس مرتبہ پڑھا یاد نہ ہوا شیخ صدر الدین نے صورت حال پوچھی بعضے حاضرین نے جواب دیا کہ ایک غول ہرن کا اُس طرف سے گذرا اور اُس کے درمیان مین ایک ہرن کا بچہ تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم زادہ کو اسکی طرف میل ہوا شیخ نے ایک لحظہ تامل کیا کہ آیا وہ غول ہرن کا کس طرف گیا ہے شیخ رکن الدین نے

فی الفور عرض کی کہ بابا فلان طرف گیا شیخ نے ایک لحظہ اُس طرف توجہ کی ناگاہ لوگون نے دیکھا کہ ایک ہرنی اپنا بچہ ساتھ لیے ہوے چلی آتی ہے جب قریب پہونچی شیخ رکن الدین نے دوڑ کر ہرن کے بچہ کو گود مین لیا اور سر اور آنکھین چوم کر پستان مادر اُس کے دہن مین چھوڑ دے تو دودھ پیئے اور بعد اُس کے اُس مخدوم زادہ نے دو پہر مین کلام اللہ کا ایک پارہ حفظ کیا اور اس ہرنی کو مع بچہ اپنی خانقاہ مین چھوڑ دیا چنانچہ وہ مدت مدید تک وہان رہی اور نقل ہے کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن نے آپنے بڑے بیٹے محمد سلطان خان کو کہ آخر بخان شہید مشہور ہوا چتر اور دور باش دے کر ملتان کی طرف بھیجا اور وہ شیخ کی ملاقات کر کے ممالک کے انتظام مین مشغول ہوا اور اُس کی منکوحہ جو بادشاہ رکن الدین ابراہیم بن شمس الدین التمش کی دختر تھی اور زیور عفت و عصمت سے آراستہ تھی محمد سلطان خان شہید کی شراب کی کثرت سے ہمیشہ محزون اور مغموم رہتی تھی ناگاہ محمد سلطان خان نے بحسب اتفاق اس عفیفہ سے رنجش بہم پہونچا کر تین طلاق دے کر مطلقہ کیا اور بعد تین روز کے اُس کی مفارقت سے کیونکہ بہت خوبصورت تھی بیتاب ہو کر شہر کے عالمون کو طلب کیا اور اُنسے مسئلہ پوچھا سبھون نے عرض کی کہ جب تک اُس عورت مطلقہ کو دوسرے کی رفاقت واقع نہووے رجوع درست نہین ہے محمد سلطان خان شہید کہ شاہزادہ تنک مزاج تھا نہایت آشفتہ ہو کر مسند سے اُٹھا اور خلوت مین جا کر قاضی امیر الدین خوارزمی سے جو شاہزادہ کے محرم اور ہمدم تھے یہ بات کہی کہ اگر خلاف شریعت اس عورت کو اپنی خدمت مین لاتا ہون تو دوزخ کے عذاب اور باپ کے عتاب کا خوف ہے اور جو اُسے علحدہ رکھتا ہون تاب دوری اپنے مین نہین پاتا دونون طرح مشکل ہے قاضی امیر الدین نے کہا اگر امان ہووے تو عرض کرون خان شہید نے امان دی قاضی نے فرمایا کہ آپ ایک کام کیجیے اس مقام مین شیخ صدر الدین عارف پاک ذات اور فرشتہ صفات ہین اس عورت کو خلق سے پوشیدہ اُنکے نکاح مین لادین پھر آن حضرت سے طلاق لے کر جدا کرین تو مباح ہووے محمد سلطان خان شہید نے حسب ضرورت اجازت دی قاضی صاحب نے خلق سے پوشیدہ اس مستورہ کو شیخ صدر الدین عارف کے عقد ازدواج مین لا کر اُن کے سپرد کیا اور دوسرے دن اس عفیفہ کے طلاق دینے کی تکلیف دی وہ عفیفہ یہ خبر سُنکر شیخ کے قدم پر گر پڑی اور عرض کی کہ اگر آپ مجھے پھر اُس ظالم فاسق کے سپرد فرمائینگے مین قیامت کے دن آپ کی دامنگیر ہونگی شیخ کو اُس کی عجز و زاری پر رحم آیا طلاق دینے سے انکار کیا قاضی یہ خبر سنکر ایسے بدحواس اور مضطرب ہوے قریب تھا کہ اُن کا مرغ روح قالب سے پھڑک کر نکل جاوے غرضکہ ظہر کے وقت بہزار دقت اپنے تئین محمد سلطان خان شہید کی ملازمت مین پہونچایا خان شہید اُن کے تحیر اور تغیر سے اصل مطلب سمجھ گیا اور طیش مین آ کر تلوار غلاف سے نکالی چاہا کہ قاضی کو پارہ ہستی سے سبکبار کرے پھر ہوش مین آ کر یہ بات کہی کہ تیری خونریزی بیفائدہ ہے اگر مین کل شیخ صدر الدین کے خون سے اُس کے

بساط خانہ کو رنگین نہ کرون تو اُس عورت سے جو اُس کے گھر مین ہے کمتر ہون پھر حکم دیا کہ تمام شہر مین منادی کردو کہ کل علی الصباح تمام سپاہ دربار مین حاضر ہوئے اور اُس دن شاہزادہ نے دفور رنج سے کھانا نہ کھایا ملتان مین آثار قیامت کے ظاہر آئے اور شیخ اپنے ارادہ پر ثابت اور راسخ تھے کسی نہج کا تغیر اُن کے حال مین نہ آیا ناگاہ بعد عصر کے یہ خبر شاہزادہ نے سنی کہ بیس ہزار مغل جرار اور خونخوار ملتان کی نواح مین بعزم رزم داخل ہوے محمد سلطان خان شہید نے کہ اپنے تئین رستم دستان تصور کرتا تھا حکم دیا کہ تمام فوج صبح کو مسلح اور مکمل ہو کر آوے تو پہلے مغلون کی جماعت کو درہم برہم کرون اُسکے بعد شیخ کے خون سے بساط زمین رنگین کر کے اپنے دل کا کینہ نکالون خلاصہ یہ کہ دوسرے دن محمد سلطان خان شہید چاشت کے وقت مع فوج شہر سے برآمد ہوا اور لشکر غنیم سے دوپہر لڑا اور حملہاے مردانہ سے دشمن کے صفوف کو متفرق اور پریشان کیا اور ظہر کے وقت اداے نماز کے واسطے ایک تالاب پر وارد ہو کر نماز مین قیام فرمایا اور اُس وقت پانسو سوار اُس کے ہمراہ تھے اور باقی سپاہ غنیم کے تعاقب اور غنیمت مین مصروف تھی اس درمیان مین ایک مغلون کا افسر کہ دو ہزار سوار سے ایک باغ مین ایستادہ تھا اور اُسے حملہ کی فرصت نہ ملی تھی مغل کی خبر شکست سنکر بقصد فرار روانہ ہوا جب گذر اُسکا اُس تالاب پر ہوا محمد سلطان خان شہید کو بجماعت قلیل دیکھکر شیر گرسنہ کی طرح تاخت لایا اور خان شہید کو مع تمامی سوار قتل کر کے نکل گیا

بیت

گنج قارون کہ فرو میرود از قہر ہنوز	خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشانست		

پھر تو وہ مستورہ بفراغت تمام شیخ کے مکان مین رہی اور آن حضرت کی برکت صحبت سے وصلان حق سے ہوئی اور شیخ رکن الدین فردوسی سے کہ جو شیخ نجم الدین کے پیر ہین اور وہ پیر شیخ شرف الدین یحیی منیری کے ہین منقول ہے کہ مین نے اُن دنون مین خراسان سے ہندوستان کی عزیمت کی اور جب ملتان مین پہونچا شیخ صدر الدین کی ملاقات کو ایام بیض مین گیا اور مین روزہ رکھتا تھا شیخ نے کھانا طلب کیا لوگ بہت اُس کے مائدہ پر جو بادشاہون کے دسترخوان کے مانند تھا حاضر ہوے اور مین شیخ کے قریب اور درویشون سے زیادہ تھا مین نے دیکھا کہ آن حضرت کے روبرو ایک طباق مزعفر سے بھرا ہوا اور ایک حلواے صابونی سے لبریز رکھا تھا شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا درویشو بسم اللہ مین اگرچہ صائم تھا لیکن بحکم من اکل مع المغفور فہو المغفور اپنے تئین اُس سعادت سے محروم نہ کر سکا اور بسم اللہ کہکر اکل طعام مین مشغول ہوا دیکھا کہ شیخ برغبت تمام طعام تناول فرماتے ہین اور ہر ایک کو اُن نعمتون کے کھانے کے واسطے اشارہ کرتے ہین میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ اگرچہ تو نے صوم البیض کے افطار مین مراعات میزبان کی کی مگر ضرور ہے کہ قلیل غذا پر کفایت کرے غرضکہ جب یہ امر میرے دل مین گذرا شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جس شخص سے ممکن ہو

کہ وہ حرارت باطن سے طعام کو روشن اور نورانی کرسکتا ہی اُسے قلت غذا کا مقید ہونا لازم نہین

بیت

چونکہ لقمہ مے شود بر تو گہر	تن فزان ہرچند بتوانی بخور

اور جب شیخ صدرالدین عارف مرض الموت مین مبتلا ہوے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا خرقہ اور دیگر چیزین جو شیخ بہاء الدین زکریا سے اُنھین پہونچی تھین اپنے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابوالفتح کو دے کر خلیفہ اور جانشین کیا اور ۷۷۶ھ سات سو چھتر ہجری مین قید جسمانی سے وارستہ ہو کر عالم روحانی کی طرف سفری ہوئے

ذکر شیخ رکن الدین ابوالفتح قدس سرہ العزیز کا

ابیات

جہان معرفت سلطان معنی	بوجودش آیتے در شان معنی	دلش از طلعت اسرار مسرور
ہمیشہ حالش از انوار معمور	بباطن در حقیقت رفتہ بیباک	بظاہر در شریعت چست وچالاک

آنحضرت نہایت عظیم القدر اور عزیز الوجود تھے اور علوم معقول ومنقول سے بہرہ وافی رکھتے تھے اپنے جد بزرگوار کے نظریافتہ تھے اور اُس جناب کی والدہ ماجدہ مسماۃ راستی کہ عفت مین اپنے وقت کی رابعہ بصری تھین اور ہر روز ایکبار کلام اللہ ختم کرتی تھین اور اپنے خسر سے ارادت صادق رکھتی تھین ایک دن اُن کی ملازمت مین حاضر ہوئین اور اُس وقت مین شیخ رکن الدین ابوالفتح سات مہینے کے اُن کے شکم مبارک مین تھے شیخ بہاء الدین زکریا نے اُس روز بخلاف عادت اُن کی تعظیم کی اور فرمایا اے بی بی یہ تعظیم اُس شخص کی ہی کہ تو جس کی حامل ہی اور یہ نور عین ہمارے خاندان اور دودمان کا چراغ ہوگا ایک روز کا ندکور ہی کہ شیخ بہاء الدین زکریا پلنگ پر رونق افزا تھے اور آپ نے دستار مبارک پلنگ کے پایہ پر رکھدی تھی اور شیخ صدرالدین چارپائی کے قریب فرش پر مؤدب بیٹھے تھے اور شیخ ابوالفتح کا سن اُن دنون مین چار برس کا تھا چارپائی کے گرد پھرتے تھے ایکبارگی حضرت کی دستار مبارک اُٹھا کر قریب سر کی شیخ صدرالدین نے مضطرب ہو کر بہ آواز بلند فرمایا کہ ای رکن الدین بے ادبی نکر اور حضرت کی دستار مبارک اُتار کے رکھدے شیخ بہاء الدین زکریا نے فرمایا ای صدرالدین عارف تم اسے منع نہ کرو کہ بسبب استحقاق کے زیب سر کی ہی اور مین نے یہ دستار اسے بخشی منقول ہی کہ حضرت نے وہ دستار اُسی طور سے معقد صندوق مین امانت رکھی ہر روز جلوس سجادہ اُس کو سر پر رکھتے تھے اور خرقہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا پہنتے تھے اور روش آن حضرت کی سلطان ابوسعید ابوالخیر کی روش کے موافق تھی ان کی مجلس مین جس شخص کے دل مین جو کچھ آتا وہ آن حضرت پر مکشوف ہوتا تھا اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری اور شیخ عثمان سیاح کے مانند کہ دہلی مین مدفون ہین مرید رکھتے تھے اور

شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے منقول ہی کہ جس وقت شیخ رکن الدین ابو الفتح دہلی مین تشریف لاتے تھے خلق کو آنحضرت کے عطاے ظاہری اور باطنی سے ہر روز روز عید اور ہر شب شب قدر ہوتی تھی اور بادشاہ علاء الدین خلجی کے عہد مین دو بار دہلی مین تشریف لائے تھے اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عصر مین تین بار اور بادشاہ علاء الدین خلجی با وجو غرور حشمت آنحضرت کے استقبال کے واسطے سوار ہوتا تھا اور باعواز تمام شہر مین لاتا تھا اور دس لاکھ روپیہ پہلے دن اور پانچ لاکھ روپیہ روز وداع بطریق شکرانہ ارسال کرتا تھا اور شیخ رکن الدین صاحب کے پاس اُس دن جس قدر زر شکرانہ آتا تھا خلایق پر تقسیم کرتے تھے ایک درم یا دینار باقی نہ رکھتے تھے اور بار ہا فرماتے تھے کہ مین ملتان سے بعشق محبت شیخ نظام الدین اولیا دہلی مین آتا ہون اور نقل ہی کہ ایک وقت دونون بزرگ مسجد کیلوکھری مین جمعہ کی نماز اداکرکے باہم ملاقی ہوئے شیخ رکن الدین ابو الفتح شیخ نظام الدین اولیا کی خانقاہ کی طرف تشریف لے گئے اور درویشان صاحب حال وہان حاضر تھے مولانا علم الدین چچیرے بھائی شیخ رکن الدین ابو الفتح کے دل مین یہ خیال گذرا کہ جو قران السعدین واقع ہوا بہتر ہی کہ اس وقت ان بزرگون کے درمیان نکتہ علمی مذکور ہووے فی الفور دونون بزرگوار دفعۃً زبان پر لائے کہ اے مولانا علم الدین جو کچھ تمھارے دل مین گذرا ہی اُسے زبان پر لاؤ مولانا نے کہا آیا کیا حکمت تھی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی شیخ رکن الدین ابو الفتح نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ بعضے کمالات حضرت کے اس ہجرت پر موقوف تھے اسواسطے وہان تشریف لے گئے تو وہ کمالات حاصل ہووین بعد اس کے شیخ نظام الدین اولیا نے یہ جواب دیا کہ میرے دل مین یہ آتا ہی کہ بعضے ناقصان مدینہ کو مکہ معظمہ کے سفر کی قدرت نہ تھی تا خدمت بابرکت مین مشرف ہوکر کسب فیوض کرین حق سبحانہ تعالے نے آن حضرت کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجا تو اہل نقصان آپ کے مین خدمت سے درجۂ کمال کو پہونچین سبحان اللہ ان دونون بزرگوار نے دربردہ تواضع ایک دوسرے کی فرمائی اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین شیخ رکن الدین ابو الفتح تین مرتبہ دہلی مین تشریف لائے اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور جب بادشاہ کے دیکھنے کا ارادہ ہوتا تھا اُس روز تخت روان پر سوار ہوتے تھے اور مقام مناسب مین تخت کو ٹھہراتے تھے اور اہل حاجت اپنے عرائض تحریر کرکے تخت پر ڈالتے تھے اور قطب الدین مبارک شاہ کے دیوانخانہ کے تین دروازہ تھے دو دروازہ سے وہ جناب تخت روان پر سوار ہوکر جاتے تھے اور تیسرے دروازہ مین بادشاہ استقبال کے واسطے آتا تھا جب شیخ تخت سے اُترتے تھے بادشاہ آن حضرت کا ہاتھ پاڑ کے دیوان خاص مین لے جاتا تھا اور حضرت کے روبرو مؤدب بیٹھتا تھا اور قدم رنجہ فرمانے کا عذر کرتا تھا اُس وقت

خادم شیخ کے اشارہ کے موافق خلایق کی عرضیان بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کرتا تھا اور بادشاہ خود پڑھکر ہر عریضہ کے ناصیہ پر مدعی کے حسب مدعا بخط خاص جواب لکھتا تھا اور ارکان دولت دستخط خاص کے موافق عمل کرتے تھے اور جب مقدمات خلایق کا تصفیہ ہوجاتا تھا شیخ اپنے مکان پر تشریف لے جاتے تھے اور آمیر خسرو سے منقول ہے کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے عرس کے دن حضرت رکن الدین ابوالفتح اور شیخ نظام الدین اولیا دونون بزرگوار موجود تھے جب قوالون نے راگ شروع کیا شیخ نظام الدین اولیا حالت وجد و حال مین آن کر اُٹھا چاہتے تھے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے اُن کا دامن پکڑ لیا بعد ایک لحظہ کے شیخ دوبارہ وجد مین آکر ایستادہ ہوے اس مرتبہ شیخ رکن الدین ابوالفتح مانع نہ ہوے اور خود مثل اور درویشون کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے اور جب سماع موقوف ہوا ہر شخص اپنے مکان کی طرف راہی ہوا مولانا علم الدین نے شیخ رکن الدین ابوالفتح سے پوچھا کہ ممانعت اول اور سکوت ثانی کا کیا سبب تھا جواب دیا کہ مین نے اول مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا کو عالم الملکوت مین دیکھا تھا میرا بھی دسترس اُس مقام تک تھا لہذا دامنگیر ہوا دوسری بار اُنھین عالم جبروت مین دیکھا جب مجھے معلوم ہوا کہ وہان میرا ہاتھ روک نہ سکیگا اس واسطے دست بردار ہوا اور نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نظام الدین اولیا کی خبر فوت سُنکر ملتان سے دہلی کی طرف متوجہ ہوے اور وہان پہونچکر لوازم زیارت بجالائے اور بھی اُنھین دنون مین بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بنگالہ سے نواح دہلی مین پہونچا اُس کے فرزند سلطان محمد تغلق شاہ نے استقبال کیا اور شیخ بھی اُس کی پیشوائی کو روانہ ہوے اور بادشاہ ضیافت کھانے کے واسطے اُس قصر مین کہ اُسکے فرزند نے افغان پور کے قریب تعمیر کیا تھا اور دہوا جو شیخ رکن الدین ابوالفتح بھی اُس قصر مین رونق افزا تھے اُس جناب نے بادشاہ سے کہ وہ طعام تناول کرنے مین مصروف تھا کہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس قصر سے برآمد ہو جیئے بادشاہ نے جواب دیا کہ اکل وشرب سے فارغ ہوکر برآمد ہون گا شیخ نے دوبارہ بادشاہ سے کہا وہی جواب سُنا شیخ رکن الدین ابوالفتح اپنے ہاتھ دھوکر قصر سے نکل گئے اور لوگ بھی یہ حال دیکھکر شیخ کے پیچھے ہو گئے لیکن بادشاہ مع ایک جماعت مخصوصان بیٹھا رہا ابھی شیخ دوسری دہلیز مین نہ پہونچے تھے کہ اُس قصر کی چھت گر پڑی اور بادشاہ ہلاک ہوا اور یہ واقعہ دیکھکر لوگ زیادہ تر شیخ کے معتقد ہوے اور شیخ عثمان سیاہ کا گلستان ارادت از سر نو تازہ ہوا اور مولانا اسمٰعیل ذاکر سے نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے اپنی وفات سے تین مہینے پیشتر ایکبارگی خلق سے کنارہ کرکے گوشہ نشینی قبول کی تھی اور کبھی حجرہ سے سواے نماز فرض کے برآمد نہ ہوتے تھے الغرض بتاریخ سولھوین رجب یوم پنجشنبہ بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین محمد کو کہ خادم خاص تھے حجرہ مین طلب کیا اور اپنی تجہیز و تکفین کے بارہ مین وصیت

کی جوکہ اُس جناب کے کوئی فرزند نہ تھا مصلی اور خرقہ اپنے ایک بھائی کو عطا کیا اور نماز مغرب کے وقت امام کو اندر بلا کر نماز فرض ادا کی اور سر سجدہ مین رکھا اور ودیعت حیات رب کائنات کے سپرد کی اور چونکہ مؤلف کتاب ہذا محمد قاسم فرشتہ کو یہ حقیقت کسی کتاب سے دریافت نہ ہوئی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے انتقال کے بعد کون لوگ بطناً بعد بطن سجادۂ خلافت پر بیٹھتے آئے لہذا اُس سے ساکت ہو کر اُن کے مریدان مشہور کے ذکر مین مشغول ہوا۔

ذکر سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز کا

آنجناب سید صحیح النسب ہین اور نسب آنحضرت کا ساتھ امام الہادی کے یون پہونچتا ہی سید جلال بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبداللہ بن علی اصغر بن جعفر بن امام علی الہادی اور منقول ہی کہ سید جلال بخارا سے ملتان مین آن کر شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی خانقاہ مین وارد ہوے اور اُن دنون مین گرما کی نہایت گرما گرمی تھی اور ہواے تموز یعنی لون چلتی تھی ایک روز سید جلال بخاری خانقاہ کے صحن مین بیٹھے تھے فرمایا آہ ایسی فصل مین بخارا کی برف مطلوب ہی شیخ بہاء الدین زکریا نے کہ اپنے حجرہ مین تھے صفاے باطن سے یہ امر دریافت کر کے اپنے خادم سے فرمایا کہ تم جاکر جماعتخانہ کی صف مین فرش اُٹھا کر تمام صحن مین جھاڑو سے صاف کرو خادم نے حکم کے موافق عمل کیا اور لوگ اس امر سے کہ خلاف عادت تھا متعجب ہوے اور وقت دوپہر کا تھا کہ ناگاہ ایک ٹکڑا ابر کا خانقاہ کے مقابل مین ظاہر آیا اور خانقاہ کے صحن مین اولے تخم مرغ برابر گرنے لگے یہان تک کہ تمام صحن اولون سے بھر گیا اور ابر برطرف ہوا اور ایک اولا خانقاہ کے سوا دوسرے مقام مین نہ گرا غرض کہ سید جلال بہت اولے تناول فرما کر اپنی آرزو کو پہونچے اور ملتان کی خلائق ایک ایک اولا تبرکاً اور تیمناً اُٹھا لے گئی اور جب شیخ نماز ظہر کے واسطے حجرہ سے برآمد ہوے سید جلال بخاری کو دیکھکر مسکرائے اور فرمایا اے سید جلال بخاری اس حال مین اولے ملتان کے بہتر ہین یا برف بخارا کی سید جلال بخاری نے عرض کی کہ ایک آم ملتان کا یخ بخارا کے سو سیر کالے سے بہتر ہی اور اُسی عرصہ مین وہ جناب خرقۂ خلافت کا پا کر بلدۂ اوچہ مین مامور ہوے اور آنحضرت کا مقبرہ اُس شہر مین واقع ہی

ذکر شیخ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ کا

آن جناب بھی شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون مین سے ہین جن کا یہ مرتبہ ہی کہ شیخ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ جب قیامت مین پیش کرسی ندا آوے گی کہ زکریا ہماری درگاہ مین کیا لایا عرض کرونگا حسن افغان کو لایا ہون اور کتاب فوائدالفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سے مرقوم ہی کہ

شیخ حسن مرد اُمّی تھے کچھ پڑھے لکھے نہ تھے بلکہ بعضے حروف بھی زبان سے ادا نہ کر سکتے تھے لیکن لوح محفوظ اُن کے آئینہ دل پر عکس افگن تھی اس دلیل سے کہ لوگ بارہا تین سطر ایک کاغذ پر تحریر کر کے اُن کے روبرو لے جاتے تھے ایک سطر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور ایک سطر اقاویل مشائخ سے اور ایک سطر آیات کلام مجید سے اور شیخ سے عرض کرتے تھے کہ فرمائیے ان سطرون مین احادیث رسول اللہ اور آیات قرآن شریف اور اقوال مشائخ کون ہین وہ جناب اول انگشت قرآن مجید کی سطر پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کلام حق تعالےٰ کا ہی کہ نور اس کا عرش اعظم تک مشاہدہ کرتا ہون اور یہ حدیث رسول اللہ ہی کہ طلعت اس کی سپہر ہفتمین تک دیکھتا ہون پھر مشائخ کے سطر کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ یہ اقوال بزرگون کے ہین کہ نور اس کا فلک تک معائینہ کرتا ہون اور یہ بھی شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ ایک وقت دہلی مین ایک مسجد بناتے تھے اور قبلہ کے تعین مین کہ داہنی طرف میل کرتا ہی یا بائین سمت علما کو اختلاف ہوا اتفاقاً شیخ حسن افغان اس مقام مین وارد ہوے اور قبلہ رو ایستادہ ہو کر کعبۃ اللہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا بیت اللہ کی زیارت کرو جمیع علما جو حاضر تھے کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوے اور شیخ کی تعظیم کو جھکے اور ایک روز شیخ حسن افغان کا گذر ایک کوچہ مین ہوا اور ہنگام مغرب ایک مسجد مین پہونچے دیکھا کہ ایک امام نماز جماعت کی ادا کرتا ہی آپ نے اُس امام کے پیچھے اقتدا کی جب امام سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا آپ امام کا ہاتھ پکڑ کے ایک گوشہ مین لے گئے اور کہا اے صاحب ہم اس نماز کی جماعت مین شریک ہوے اور تمھاری اقتدا کی تم عین نماز مین دہلی سے بنگالہ گئے اور وہان سے بردے خرید کر کے ملتان لے گئے اور ملتان سے غزنین کی سمت اُن بردون کو گران قیمت بیچنے کے واسطے روانہ ہوے اور ہم تمھارے پیچھے بے سروپا حیران و پریشان پھرتے رہے بتلایئے اس نماز کو کیا کہین اور اسکا کیا نام رکھین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا کہ جو شیخ نے فرمایا

ذکر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

وہ جناب شیخ صدر الدین عارف کے مریدون سے ہین ابتداے زمانہ مین قندھار مین سکونت رکھتے تھے اور مرد دائم الخمر تھے نے خمر زیست نہ کر سکتے تھے ایک مرتبہ اپنے باپ محمد قندھاری سے رخصت لے کر برسم تجارت ملتان کی طرف روانہ ہوے اور مے نوشی اور معشوق پرستی اُن کا کام تھا اتفاق حسنہ سے وہ ایک روز دکان مین بیٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین عارف کہ شیخ بہاء الدین زکریا کی زیارت کے واسطے جاتے تھے نظر اُن کی شیخ احمد پر پڑی ایک خادم کو بھیجا کہ تم انھین جس طور سے ممکن ہو میرے پاس لایہ لہکروہ جناب اپنے والد کے مقبرہ مین داخل ہوے اور شیخ کی زیارت

سے مستفیض ہوے بعد اس کے خادم شیخ احمد کو شیخ صدرالدین عارف کی خدمت مین لایا اور شیخ انھین اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لے گئے اور اپنے پہلو مین بٹھایا اور جو فصل گرما تھی شربت طلب کرکے قدرے آپ نے نوش فرمایا اور باقی شیخ احمد کو دیا وہ شربت اُنھون نے پیا اُسکے پیتے ہی ابواب معرفت اُنپر کشادہ ہوے اور وہ فوراً تائب ہوکر شرف ارادت سے مشرف ہوے اور جو کچھ نقد وجنس اپنے پاس رکھتے تھے اِس خانقاہ کے درویشون پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے دستکش ہوکر تجرید اختیار کی اور سات برس گوشہ انزوا مین بیٹھکر بیاد حق مشغول ہوے اور ہر وقت شیخ سے ایک فیض حاصل کرتے تھے یہان تک کہ مدارج علیا پر فائز ہوکر اہل ولایت سے ہوے اور فوائد الفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ اواخر عمر مین بیاد حق ایسے مشغول ہوے کہ چشم ظاہری نہ کھولتے تھے ایک وقت عین سرما یہ مین کہ ہوا نہایت سرد تھی صبح کو غسل کے واسطے پانی مین داخل ہوے اور ایک عرصہ تک اُس مین درنگ کرکے زبان مناجات مین کھولی کہ الٰہی تو بادشاہ ہے اور بندون کی اطاعت سے بے نیاز ہے اپنے لطف عمیم سے بندگان بے بضاعت کو سرفراز فرماتا ہے اور قسم ہے تیری محبت کی جب تک کہ مین اپنا قرب اور مرتبہ نہ جانون گا اس پانی سے نہ نکلون گا آخرش ندا آئی کہ ہماری درگاہ مین تیرا مرتبہ وہ ہے کہ ہم تیرے وسیلہ شفاعت سے خلائق کثیر کو آتش دوزخ سے رہا کرکے بہشت جاودانہ مین داخل کرینگے شیخ احمد نے عرض کی کہ بارالٰہا تیری نعمت بیحد اور رحمت لاتعد ہے مین اس امر پر اکتفا نہ کرون گا اُس کے بعد فرمان صادر ہوا کہ ہم نے تجھے اپنا معشوق بنایا تو اپنے تمام طالبون کو میرا عاشق کر شیخ احمد یہ بشارت فیض اشارت سنتے ہی پانی سے برآمد ہوے اور اپنے مکان کا راستہ لیا الغرض راہ مین جس جگہ ہوکے نکلتے تھے خلقت کہتی تھی کہ شیخ احمد معشوق آتا ہے منقول ہے کہ پھر توجذبہ اُن کا اس نہایت کو پہونچا کہ نماز سے بھی باز رہے اور جب علما و فضلا سمجھاتے تھے کہ اپنے تئین مستی اور بے شوری سے باز رکھیے اور نماز پنجگانہ ادا کیجیے فرمایا قدرت نماز پر رکھتا ہون لیکن فاتحہ الکتاب نہین پڑھ سکتا علما نے جواب دیا کہ نماز بے سورۂ فاتحہ درست نہین ہے شیخ نے کہا فاتحہ پڑھون گا لیکن ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہونگا بولے یہ بھی جائز نہین ہے تمام سورہ فاتحہ کی قرأت واجب ہے شیخ نے عالمون کی تکلیف کے سبب نماز مین قیام کیا جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہونچے اُس جناب کے ہربن موے ایک قطرہ خون کا ٹپکا کہ تمام خرقہ خون آلودہ ہوا ناچار علما کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بزرگوار مین زن حائضہ کے مانند ہون مجھ پر نماز درست نہین ہے مجھ سے دست بردار ہو

ذکر مولانا شیخ حسام الدین نور اللہ مرقدہ کا

آنحضرت بھی شیخ صدرالدین عارف کے مریدون مین انتظام رکھتے تھے ایک روز کا مذکور ہے کہ شیخ

صدرالدین عارف شیخ بہاء الدین زکریا کی قبر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے تھے اور مولانا شیخ حسام الدین ہمراہ تھے مولانا حسام الدین کے دل مین یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہوتا جو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار کے پائینتے مجھے ایک قبر کے مقدار زمین ملتی تو اُن بزرگوار کے جوار کی برکت سے مین عذاب دوزخ سے نجات پاتا فی الفور شیخ صدرالدین عارف نے اُن کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا مولانا حسام الدین تمھارے مزار کے واسطے اس زمین سے مجھے دریغ نہین ہر لیکن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمھارے مزار کے واسطے زمین طیب وطاہر شہر بدایون مین تعین فرمائی ہر تمھاری قبر وہان ہوگی منقول ہر کہ مولانا نے بلدہ بدایون مین ایک شب کو خواب مین حضرت رسالت پناہی صلعم کو دیکھا کہ آنحضرت فلان مقام مین وضو کرتے ہین صبح کو وہان جاکر دیکھا کہ زمین تر ہر فرمایا مجھے اس مقام مین دفن کرنا خلاصہ یہ کہ اُسی مقام مین مدفون ہوے

ذکر مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ صدرالدین عارف کے مریدون مین سے ہین نہایت محقق اور فاضل تھے چار برس تک خدمت مین اُن محرم راز کے بسر لے گئے اور شیخ صدرالدین عارف اُنھین ہمیشہ محبوب اللہ کہتے تھے اور وہ جناب رات دن مین دوبار کلام اللہ ختم کرتے تھے اور شیخ جمال خجندی بھی شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے ہین لیکن شیخ صدرالدین عارف کے تربیت یافتہ ہین علوم ظاہری اور باطنی سے بہرہ وافی رکھتے تھے اور خارق عادت اُس جناب سے بہت سرزد ہوتے تھے اور قبر انکی اوچہ مین ہر

ذکر شیخ وحید الدین عثمان المشہور سیاح کا

شیخ نصیرالدین اودھی مشہور بہ چراغ دہلی سے نقل ہے کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو مین نے دیکھا ہے ایک روز کیلوکہری مین دریا کے کنارے شیخ رکن الدین عارف کے مرید ہوے اور انھون نے ایسی ترک وتجرید کی کہ ایک تہمد کے سوا جو ستر عورت کو بُرضرور ہے اور کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور اُسی حال سے شیخ کے ہمراہ ملتان مین جاکر کتاب عوارف مصنفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی اُن سے پڑھی اور قرآن مجید حفظ کیا اور مشہور ہے کہ جب وہ جناب شیخ کی اجازت سے عازم سفر ہوے اور بقدم سیاحی مین چھوڑا چھاگل اور عصا بھی نہ لیا وہی لنگی یعنی تہمد ہمراہ تھی اور سیاحی مجرد کرتے تھے ذات باری کے سوا کوئی رفیق شفیق نہ رکھتے تھے یہان تک کہ مکہ معظمہ مین پہونچکر حج ادا کیا اور وہان سے مدینہ مین جاکر ایک سال مقیم ہوے اور پھر موسم حج مین بیت اللہ مین جاکر طواف مین مشغول ہوے اور چونکہ ہوا گرم تھی حضرت خضر علیہ السلام نے

حاضر ہو کر اپنی آستین کا سایہ اُس جناب پر کیا اور خود بھی طواف مین مصروف ہوے اور شیخ نے اگرچہ آنحضرت کو پہچانا لیکن کچھ نہ کہا بعد اس کے ملتان مین آن کر شیخ رکن الدین سے ملاقات کی شیخ نے فرمایا کہ خوب ہوا تم جلد چلے آئے نہین تو خلق کے لیے فتنہ ہو جاتے پھر لباس خاص اپنا اُنھین پہنایا اور دستار مبارک اُتار کر اُن کے سر پہ رکھی اور بعد چند روز کے حکم کیا کہ تم دہلی مین جا کر بود و باش اختیار کرو اور اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کی صحبت مین بسر لیجانا آن حضرت جہان تمھارے واسطے منزل مقرر کرین اُسی مقام مین قیام کرنا اور میری دعا شیخ کو پہونچانا اور شیخ وحید الدین عثمان سیاح جب دہلی مین وارد ہوے شیخ نظام الدین اولیا سے ملکر پہلے شیخ رکن الدین کا سلام پہونچایا شیخ نے اُٹھکر علیکم السلام کہا پھر اُن دونون بزرگوارون کے درمیان محبت تمام بہم پہونچی شیخ وحید الدین عثمان بھی شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین رہتے تھے اور سماع اور وجد مین نہایت میل رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین نے ترک سماع کا محضر تیار کرنے سے پہلے یہ حکم کیا تھا کہ جو مطرب یا قوال کسی صوفی کے روبرو راگ گاوے گا اور صوفی دم مارے گا تو اُس کی زبان گُدّی کی طرف سے کھینچ جاویگی اس سبب سے کسی قوال اور صوفی کو یہ قدرت نہ تھی کہ محفل راگ اور سماع کے گرد جاتا الغرض اُن دنون مین ایک روز شیخ وحید الدین عثمان سیاح اپنی جماعت خانہ مین بیٹھے تھے میر حسن قوال ولد میر حیات جو قوالون کا سردار اور شیخ نظام الدین اولیا کے وظیفہ خوارون کے سلک مین منتظم تھا مع دو تین قوال اُس طرف سے گذرا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو دیکھکر اُن کی خدمت مین حاضر ہوا شیخ وحید الدین عثمان سیاح نے کہ اُس کی حسن صورت پر فریفتہ تھے فرمایا کہ ای میر حسن آہستہ آہستہ کچھ گنگنا اس نے جواب دیا کہ یا شیخ بادشاہ اِس بارہ مین نہایت قدغن رکھتا ہے یہان تک کہ کوئی شخص قرآن بھی خوش آوازی سے نہین پڑھ سکتا ہے شیخ نے فرمایا یہان کوئی نہین ہے دروازہ بند کر کے بآہستگی سنون گا حسن قوال نے جب شیخ کو حد سے زیادہ مصر دیکھا ناچار ہو کر یہ بیت پردۂ عشاق مین شروع کی بیت

زاہد ز دین بر آمد و صوفی ز اعتقاد
ترسا مجوسی شد و عاشق ہمان کہ ہست

شیخ یہ سنتے ہی ایسے وجد مین آئے کہ بیخودی مین حجرہ کا دروازہ کھول دیا یہ خبر سنکر دو سو قوال تخمیناً حاضر ہوے اور اُس محلہ کے صوفیون نے اژدحام کیا محفل طولانی ہوئی اور یہ خبر شہر مین منتشر ہونے سے انبوہ کثیر اور جم غفیر اہل وجد و حال اور تماشائیون کا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کے محلہ مین جمع ہوا اور شیخ ساتھ اُس جمعیت کے قریب تین ہزار آدمی کے تھے تغلق آباد کی سمت روانہ ہوے اور دہلی سے وہان تک ڈھائی کوس فاصلہ تھا وضیع و شریف متحیر ہو کر تکتے

کہ اب شیخ اور قوالون کا بادشاہ کی تیغ سیاست سے بچنا محال ہی راوی کہتا ہی کہ جب شیخ ساتھ اُس وضع کے
تغلق آباد کے قریب پہونچے بادشاہ غیاث الدین تغلق نے ملک شادی کو کہ جو اُس کے جملہ مخصوصان سے
تھا بھیجا کہ جاکر دریافت کرے کہ یہ ہجوم اور شور کیسا ہی ملک شادی حسب الحکم گھوڑا سرپٹ پھینک کر
اُن کے قریب پہونچا دیکھا کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح اور صوفی اور قوال وجد کرتے ہوے اور
گاتے ہوے آتے ہین اُسنے فوراً پلٹ کر بادشاہ سے حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ مین اُس
شخص کی ایسی تنبیہ اور تادیب کرون گا کہ اور دن کی عبرت کا باعث ہو اس کے بعد بادشاہ نے تذکرہ
خسرو خان قاتل قطب الدین مبارک شاہ کا طلب کیا کہ اُس مین دیکھون کہ اس شیخ نے خسرو خان سے کس قدر
روپیہ لیا ہی بموجب حکم کرون گا کہ وہ روپیہ شیخ سے اسی وقت بشدت واہانت تمام پھیر لیوین ارکین دولت
جو بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھے اُنھون نے عرض کی کہ اس شیخ نے خسرو خان سے زر فتوح ایک حبہ
قبول نہین کیا ہی مقلب القلوب نے بادشاہ کے دل کو ایسا نرم کیا کہ یہ بات سنتے ہی ملک شادی
سے فرمایا کہ تو جلد جاکر شیخ کو میرا سلام پہونچا اور قصر خاص مین باعزاز تمام لا اور سامان ضیافت مہیا
کرکے قوالون کو انعام شاہی سے مالامال کر ملک شادی نے شیخ کو مع جماعت تین روز مہمان رکھا
اور اپنی طرف سے بہت زر شکرانہ پیش کیا شیخ نے قبول نہ کیا پھر تغلق آباد سے ساتھ اُس انبوہ عام
اور غوغا کے غیاث پور کی طرف روانہ ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین چند روز بسر کیے

ذکر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کا

ابیات

آن گوہر معدن سیادت	سلطان سرادق سعادت	آن حامی دین سلالۂ پاک
فرزند نبی خاص لولاک	بانی شریعت و طریقت	استاد مشائخ حقیقت
اندر پئے مصطفےٰ در اسلام	از فقر نہادہ بر زمین گام	سیاح جہان براہ دینی
برداشتہ توشۂ یقینی	ہم یافتہ شش حج اکبر	ہم زائر روضۂ پیمبر

آمد زخدا الفتح بابش — مخدوم جہانیان خطابش — زنگ

چونکہ تقدیم و تاخیر مشائخ مین تقدم زمانہ کا لحاظ رکھا گیا ہی لہذا مخدوم جہانیان کا احوال موخر لکھا گیا
واضح ہو کہ آپ کے جد امجد حضرت سید جلال بخاری نے جب اپنے پیر شیخ بہاء الدین زکریا سے
خرقہ خلافت پایا اور پیر کی رخصت سے اوچہ مین آئے اور شریعت نبوی کے موافق نکاح کیا تو آفریدگار
عالم نے انھین تین فرزند کرامت فرمائے سید احمد کبیر سید بہاء الدین اور سید محمد احمد کبیر جو اپنے
والد کے سجادہ نشین تھے اُن کے صلب سے دو فرزند سعادت مند موجود ہوے ایک مخدوم

جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری دوسرے صدر الدین راجو قتال اور سید احمد کبیر نے سید جلال الدین حسین بخاری کو سات برس کے سن مین شیخ جمال الدین خجندی کی خدمت مین کہ شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے تھے لیجا کر آن حضرت کی دست بوسی سے مشرف کیا پھر شیخ جمال الدین خجندی نے ایک طباق مین خرما لا کر اہل مجلس پر تقسیم کیے سید جلال الدین حسین بخاری نے خرما مع خستہ تناول کیا شیخ جمال خجندی نے خرما مع خستہ کھانے کا سبب پوچھا عرض کی کہ جو خرما آپ کے دست حق پرست سے دستیاب ہووے اُس کا تخم دور کرنا سوء ادبی ہے شیخ نے فرمایا کہ تو وہ چراغ ہے کہ اپنے خاندان کو قیامت تک روشن رکھے گا سید جلال الدین حسین بخاری عالم متبحر تھے اور علوم عقلی و نقلی مین آپ نے نہایت مشقت کھینچی تھی اور مقید اس امر کے نہ تھے کہ ایک شخص کے مرید ہو کر دوسرے سے رجوع نہ کرین اور فرماتے تھے کہ تمام فضلا اور مشائخ کی زیارت سے مستفیض ہونا چاہیے اور اُس جناب نے سبھون سے فیض و نصیب حاصل کرکے اپنے والد سید احمد سے خرقہ خلافت کا پایا اور دوسرا خرقہ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح سے پایا. روایت ہے کہ برسون اُن کی خدمت کرکے مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام اور بیت المقدس اور روم و عراقین اور خراسان اور بلخ اور بخارا کی سمت سفر فرمایا اور بہت حج کیے از انجملہ چھ حج اکبر انھین نصیب ہوے اور مدینہ رسول اللہ مین سلطان العلماء استاد المحدثین عفیف الدین بن سعد الدین علی الیافعی الیمنی سے ملاقات کرکے دو برس اُس جناب کی ملازمت مین حاضر رہے اور نسخہ عوارف وغیرہ اُنھین پیشکش کیا اور منقول ہے کہ عفیف الدین نے خرقہ شیخ رشید الدین محمد ابو القاسم صوفی سے پہنا اور اُنھون نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے پایا اور اسی طریق اثنائے سفر مین شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی کی ملازمت مین فائز ہو کر آن حضرت سے بھی خرقہ اور فیض حاصل کیا اور سید حمید الدین نے شیخ محمد بن ابراہیم نساجی سے اُنھون نے شیخ نظام الدین ابو العطاء بخاری سے اور منقول ہے کہ سید جلال الدین حسین بخاری نے اثنائے سیر و سلوک مین تین سو اور کئی اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہو کر فیض کلی حاصل کیا اور جس وقت سید بیت اللہ مین تھے اُن کے اور شیخ عبد اللہ شافعی کے درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی ایک روز سید ممدوح طواف کرتے تھے دیکھا کہ غلاف کعبہ کا معلق ہے اور دیوار ظاہری قائم نہین ہے سید نے متحیر ہو کر شیخ عبد اللہ شافعی سے اس کا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا ان الکعبۃ راحت الی زیارۃ قطب الہند نصیر الدین محمود یعنی کعبہ قطب ہند شیخ نصیر الدین محمود کی زیارت کو گیا ہے اور جو کہ آنحضرت مقام متحیرین رکھتے ہین اور مستی سے آنہین سکتے تھے کعبہ وہان گیا اور شیخ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ اس وقت دہلی مین اگرچہ وہ درویش جو سابق مین تھے نہین رہے لیکن اُن کی تاثیر اور برکت قطب الدین نصیر الدین محمود مین موجود ہے اور بالفعل وہ دہلی کے چراغ ہین اور وہ جناب بلقب چراغ دہلی اسی دفعہ سے مشہور ہوے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہ کلام سُنا نیت کی کہ جب ہندوستان واپس ہو

دہلی مین جاکر شیخ نصیر الدین سے ملاقات کرون لہذا آپ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اور جب
آن حضرت نے اپنے وطن اوچہ کی طرف عود کیا ۷۷۲ھ سات سو بہتر ہجری مین وہان سے دہلی مین آکر
شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی اور شیخ سے کہا کہ الحمد للہ کہ جو ظن آپ اس فقیر کی نسبت سے
گئے تھے وقوع مین آیا اور یہ بھی کہا کہ رحمت خدا کی شیخ عبد اللہ شافعی پر نازل ہو کہ مجھے ساتھ اس
دولت کے رہنمون کیا اور سید جلال الدین حسین بخاری کے کمالات اور حالات کتاب قطبی
مین کہ ایک درویش نے تصنیف کی ہے بشرح وبسط مرقوم ہین لہذا طول سے اندیشہ کر کے اُس مین
سے بطریق اختصار لکھتا ہے واضح ہو کہ آنجناب کے مخدوم جہانیان کے خطاب ہونے کی یہ وجہ ہے
کہ آن حضرت شب عید کو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول تھے
بعد ختم فرقان شیخ کی روح پر فتوح سے عیدی طلب کی اُس وقت یہ ندا آئی تیری یہ عیدی ہے
کہ خدائے تعالیٰ نے تجھے مخدوم جہانیان خطاب فرمایا بعد اُس کے شیخ صدر الدین عارف کے مقبرہ مین
جاکر عیدی طلب کی وہان سے بھی آواز آئی کہ عیدی وہی ہے جو حضرت بابا نے مرحمت فرمائی ہے اسکے
بعد اپنے پیر و مرشد شیخ رکن الدین ابو الفتح کے روضۂ اقدس پر آن کر عیدی طلب کیا چاہتے تھے
آواز آئی عیدی وہی ہے کہ جو حضرت جد و پدر نے تجویز فرمائی جب وہان سے بر آمد ہوئے جس مقام مین
پہونچتے تھے لوگ کہتے تھے کہ مخدوم جہانیان تشریف لاتے ہین ایک روز کا مذکور ہے کہ شیخ رکن الدین
ابو الفتح بلندی سے چاہتے تھے کہ نیچے اُترین ہو کہ زینہ نہایت پست تھا سید جلال الدین حسین
بخاری اپنے پیر کی آسائش کے واسطے زینہ پر لیٹ گئے اور اپنا سینہ جو اسرار حق کا گنجینہ تھا زینہ
بناکر عرض کی کہ حضرت اس خاکسار کے سینہ پر قدم رکھکر اُتر آوین شیخ نے یہ حالت مشاہدہ کر کے انگشت
شہادت دانت مین دابی اور فرمایا اے سید باب نبوت تو بالکلیہ مسدود ہے کہ کوئی وہان نہین پہونچ سکتا
البتہ مرتبہ ولایت مین تو مرتبۂ کمال پر پہونچیگا اور اُن کے پیر نے سید ممدوح کو اُٹھا کر اُن کے دست مبارک
کو بوسہ دیا اور سینہ مبارک اُن کے سینہ سے مس کیا اور ایک روز سید جلال الدین حسین نماز
چاشت مین مشغول تھے اور آنحضرت کا فرزند چار برس کا مصلا کے گرد پھرتا تھا حضرت نے سلام
پھیر کر سید شمس الدین عزیزی کی طرف کہ وہان بیٹھے تھے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس معصوم کی زیست دشوار
ہے اس لیے کہ عین نماز مین اس کی طرف مین نے میل کیا تھا خلاصہ یہ کہ ظہر کے وقت وہ لڑکا تپ شدید
مین مبتلا ہو کر اُسی شب کو فوت ہوا اور قصبات اوچہ مین ایک شخص ملا وجیہ الدین محمد رہتے تھے
ایک روز ایک کام کے واسطے ایک عزیز کے مکان پر کہ جن کا نام مولانا نصیر الدین ابو المعالی تھا گئے
اور وہان قیلولہ کیا اور خواب مین دیکھا کہ ایک مقام مین خلائق کا ہجوم ہے اور ایک شخص وعظ کہتا ہے
اور فرماتا ہے کہ جو شخص کار دنیا کو کار دین پر مقدم رکھتا ہے دونون کام اسکے خاک مین ملتے ہین جب

بیدار ہوئے لوگون سے پوچھا کہ اس اطراف مین کوئی شخص وعظ فرماتا ہے بولے ہان سید جلال الدین حسین بخاری اوچہ مین وعظ کہتے ہین مولانا وجیہ الدین نے آن حضرت کو نہ دیکھا تھا دوسرے دن احرام زیارت باندھ کر اوچہ مین گئے جب وہ صورت کہ خواب مین دیکھی تھی معاینہ کی باعتقاد وافر اُن کے قدم پر گر پڑے سید نے فرمایا اے بابا دنیا کا کام عقبےٰ پر مقدم نچاہیے ملا وجیہ الدین محمد نے جب یہ کلام صدق انجام سُنا زیادہ تر معتقد ہوکر مرید ہوئے ایک روز شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے سید سے اُس وقت کہ وہ اپنے والد کی مجلس مین بیٹھے تھے پوچھا کہ تمکو اپنی ولادت سے کچھ یاد ہے فرمایا کہ چھٹے روز مجھے ایک عورت نے نہلا کر کپڑا پنھایا تھا مجھے یاد ہے اور مین اُس عورت کو پہچانتا ہون اور نقل ہے مولانا شہاب الدین برہان سے کہ سید ماہ رمضان مین برفاقت معتقدان اہل صلاح مسجد اوچہ مین معتکف تھے چند درویش کہ بصفت لایفقہون تسبیحہم موصوف تھے کبھی کبھی اس جناب کے پاس آبیٹھتے تھے ایک روز سومرہ نام والی اوچہ سید کی زیارت کو آیا اور اُس نے درویشون کا ہجوم دیکھکر بلا اجازت شیخ سید کے بعض لوگون کو مسجد سے نکال دیا سید نے فرمایا اے سومرہ کیا تو دیوانہ ہوا ہے جو فقیرون سے اُلجھتا ہے یہ فرماتے ہی سومرہ دیوانہ ہوگیا اور حالت جنون مین اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے جب یہ خبر شہر اوچہ مین مشہور ہوئی کہ حاکم دیوانہ ہوا بزرگان شہر اتفاق کرکے زنجیر اور ہتھکڑی سے اُسے جکڑ لائے اور سید کے قدم پر ڈال دیا اور اُس کی والدہ نے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر بعجز و زاری تمام عرض کی کہ اے مخدوم جہانیان آپ کی شفقت تمام ساکنان عالم پر برابر اور یکسان ہے لہذا اس جوان کا گناہ اس پیرزال عاجز کے سبب بخشیے سید نے فاتحہ پڑھکر فرمایا کہ اسے غسل دے کر لباس پہناؤ بعدہ شیخ جمال الدین خجندی کی قبر پر لیجاؤ آن حضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف کراکے میرے پاس لاؤ جب اُنھون نے ایسا کیا والی اوچہ اپنی حالت اصلی پر آیا مسجد مین جاکر سید کی قدم بوسی سے شرفیاب ہوا اور درویشون سے معذرت کرکے مرید ہوا اور تائید الٰہی سے مقبولون کے سلک مین منتظم ہوا اور ملا شمس الدین سے کہ جو حج آخر مین سید کے ہمراہ تھے منقول ہے کہ جب اوچہ سے دریا کے کنارے پہونچے مع ایک جماعت درویشان جہاز پر سوار ہوئے بعد چند روز کے درویشون کو ماہی تازہ کی آرزو ہوئی سید نور باطن سے دریافت کرکے مسکرائے اور کہا خداے تعالےٰ تمام چیز پر قادر ہے تمھاری آرزو پوری کرے گا اُسی وقت ایک مچھلی جو مقدار مین دو من کی تھی دریا سے جست کرکے درویشون کے پاس گری فوراً بریان کرکے اُسے اپنے صرف مین لائے اور کہتے ہین کہ جس روز جہاز ساحل مقصود کو پہونچا اسی روز سید جلال الدین حسین بخاری جدہ مین ام الخلایق ماما حوا کی زیارت کے واسطے گئے اور شرف زیارت سے مشرف ہوئے قضارا اُس روز چند شخص ایک جنازہ ماما حوا کی قبر کے نزدیک دفن کرنے کو لائے تھے سید نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے بولے کہ یہ تابوت شیخ بدر الدین یمنی کا ہے

جو تیس برس سے حرمین الشریفین مین مجاور رہتے کل مکہ معظمہ سے جدہ مین آن کر قرآن کی تلاوت مین مشغول ہوئے کہ ناگاہ پیمانہ حیات آپ بلقاے لبریز ہوا روضہ رضوان کی طرف سفری ہوئے یہ سنتے ہی سید مراقبہ مین گئے اور بعد ایک لحظہ کے سر اٹھا کر فرمایا کہ اُن بزرگوار کو دفن نہ کرو شاید کہ سکتہ ہوا ہو پھر تابوت کو اُس مسجد مین جو دریا کے کنارے واقع تھی لے جاکر دروازہ بند کیا اور تابوت کو کھولا اور شیخ بدرالدین کو برآمد کرکے مسجد کے بوریہ پر لٹایا اور دو رکعت نماز ادا کرکے قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہوئے بعد اس کے حی الذی لا یموت کے فرمان سے شیخ بدرالدین یمنی حرکت مین آئے اور اُٹھ بیٹھے اور سید جلال الدین حسین بخاری کے دست بوس ہوئے اُن سے احوال پوچھا سید نے اپنا جامہ خاص انکو پنھا کر فرمایا کہ دروازہ مسجد کا کھولکر نماز عصر کی اذان دین بعد ازان شیخ بدرالدین یمنی نے امامت اور درویشون نے اقتدا کی دوسرے دن سید شیخ بدرالدین یمنی کے ہمراہ کعبۃ اللہ روانہ ہوئے اور سعادت طواف سے مشرف ہوکر شیخ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سمت گئے اور دراز سے تو سرور کائنات مفخر موجودات کی زیارت سے سرفراز ہوئے اور السلام علیک یا جداہ عرض کرکے وعلیک السلام یا ولدی سنا اور اُس کے بعد جب سفر مکہ سے معاودت کرکے اوچہ مین پونچے ستر برس کے سن مین بمرض الموت مبتلا ہوئے روز بروز ضعیف ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ عید قربان کے روز بعد ادائے دوگانہ عید اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور اسی شہر مین مدفون ہوئے کتب معتبرہ مین مسطور ہی کہ مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کسی کو اپنے مریدون مین نہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کام کسی انبیا نے نہین کیا ہان جس وقت کوئی شخص بارادت صادق آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا سید ارشاد کرتے تھے کہ مین اُنمین سے نہین ہون کہ کسی کو مرید کرون لیکن عقد اخوت کرتا ہون اور حدیث نبوی کے موافق برادری مین لیتا ہون کسواسطے کہ حدیث مین وارد ہی ان اللہ حیی کریم یستحیی ان یعذب الرجل بین یدی اخوتہ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگ جو ساتھ جامہ ہاے مشائخ کے تبرک لیتے ہین چونکہ اس کی اصل موجود ہے مین بھی ساتھ اس کے عمل کرتا ہون کس واسطے کہ ایک وقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب ایک گھر مین تشریف لاے وہ مکان آدمیون سے مملو ہوا اس درمیان جریر بن عبد اللہ بجلی آئے اور جگہ نہ پاکر باہر بیٹھے حضرت نے واقف ہوکر اپنا جامہ خاص اٹھایا اور لپیٹ کر اُن کے روبرو پھینکا اور فرمایا تم اسے زمین پر بچھا کر بیٹھو جریر نے وہ جامہ لے کر سر اور آنکھون پر ملا اور تیمنا و تبرکاً اپنے پاس مدت العمر نگاہ رکھا

ذکر صدر الدین راجو سے علیہ الرحمۃ کا

یہ چھوٹے مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے چھوٹے بھائی ہین علوم ظاہری اور

باطنی مین شہرت تمام رکھتے تھے اور جلالت کی صفت مین موصوف تھے جو کچھ زبان مبارک پر جاری ہوتا تھا وہ بعینہ وقوع مین آتا تھا چنانکہ ایک روز اُن کے صاحبزادہ نے ایک متعلق بیگناہ کی ریش ترشوائی اور اُس مسکین نے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال ظاہر کی سید نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ تو غم نہ کھا وہ بھی اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی تراش کر سزا کو پہونچے گا اتفاقاً اُس روز مخدوم زادہ نے ایک حجام کو بلاکر کہا کہ جلد میری مونچھ و داڑھی ٹھیک کرکے کاٹ دے حجام دراز اور آئینہ اور استرہ اُن کے روبرو رکھکر آپ ہاتھ دھونے کے بہانہ غائب ہوا جب دیر ہوئی تو مخدوم زادہ نے چاہا کہ خود ہی جلد اس کام سے فراغت کرلون چنانچہ آئینہ سامنے رکھکر ایسا استرہ چلایا کہ داڑھی منڈ گئی مجبور ہوکر دوسری طرف کے بال بھی مونڈے اور جیسا کہ حضرت مخدوم کی زبان پر جاری ہوا تھا بجنسہ ظہور مین آیا اور یہ بھی مشہور ہی کہ آن حضرت جس شخص پر نظر تیز ڈالتے تھے فوراً بیہوش ہوکر جان دیتا تھا چنانچہ ایک روز کا ذکر ہی کہ ایک کافر قوم جٹان سے مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی خدمت مین آن کر مسلمان ہوا اور سید نے اُسکا نام عبداللہ رکھکر تربیت فرمائی چنانچہ تھوڑے دن مین اُس کی شہرت عظیم جٹان مین واقع ہوئی اور غوغا برپا ہوا خلاصہ یہ کہ ایک روز عبداللہ حسب الاستدعا سید صدرالدین راجو سے قتال کے روبرو حاضر تھا اور کسی امر کے سبب سید نے نگاہ قہر اُس پر ڈالی اور وہ گر پڑا اور بہ آواز بلند کہتا تھا کہ ہاے مین جلا ہر چند اُس پر مشکین پانی سے لبریز گراتے تھے فائدہ نہ بخشتا تھا یہانتک کہ اُسی سوز مین مرگیا اور یہ بھی منقول ہی کہ جب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری مرض الموت مین مبتلا ہوے ایک کافر نواہون نام کہ بادشاہ فیروز باربک کی طرف سے اوچہ کا حاکم تھا اُس وقت سید کی عیادت کو آیا اور کہا حق سبحانہ تعالےٰ نے آپ کی ذات بابرکات کو ختم الاولیاء کیا ہی جیسے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم الانبیا تھے خدا تعالی صحت عاجل اور شفاے کامل کرامت فرمائے سید جلال الدین حسین نے یہ کلام سُنکر اپنے بھائی صدرالدین راجو سے قتال سے فرمایا کہ جو اس شخص نے حضرت رسالتپناہ کی نبوت کا اقرار کیا تو حکم شریعت کے موافق مسلمان ہوا اب تم اور حضار مجلس اُس کے گواہ ہوا اور اُسے مسلمان کرو نواہون تکالیف اسلام کے خوف سے بھاگ گیا اور بادشاہ فیروز باربک کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال اظہار کی اور شاہ نے باوجود اس کے کہ اُس کو دوست رکھتا تھا فرمایا کہ جب تو نے ایسا کہا تو بیشک مسلمان ہوا چونکہ اُن دنون مین سید جوار رحمت حق مین داخل ہوگئے سید صدرالدین راجو سے قتال بعد ادا ے لوازم زیارت مع گواہان نواہون کے معاملہ کے فیصل کے واسطے دہلی کی طرف متوجہ ہوے جب اطراف شہر مین پہونچے بادشاہ نے استقبال کا قصد کیا اور عالمون سے پوچھا کہ تم نواہون کے بارہ مین کیا کہتے ہو شیخ محمد نے جو قاضی عبدالمقتدر

تھا تیسری کے فرزند اور جودت طبع مین مشہور تھے عرض کی کہ ظل سبحانی سید کے استقبال کے واسطے تشریف لے چلیے وہین مجلس اول مین سید سے یہ سوال کرین کہ حضرت سید کیا اُس کافر کے قصہ کے واسطے تشریف لائے ہین جب کہین کہ ہان کافر کے معاملہ کے واسطے آیا ہون تب اُس کے کفر کا اقرار ہوگا اور ہم اُن سے ہمکلام ہوکر بحث کرینگے القرض بادشاہ نے اُن کی فہمائش اور قرار داد کے موافق مجلس اول مین پوچھا کہ آن حضرت اُس کافر کی مہم کے واسطے آئے ہین سید نے کہا اُس مسلم کے قصہ کے واسطے آیا ہون اِس درمیان مین شیخ محمد نے آپ کے روبرو آن کر کہا اے سید اس کلمہ کے سبب سے کہ جو اُس نے کہا شرعاً اُس پر اسلام لازم نہین آتا ہے سید نے فرمایا اے مخدوم زادہ تمھارے کلام سے خوشبوے دیانت کی نہین آتی ہے اپنے کفن کی فکر کرو یہ کہکر اُنھین نظر تیز سے دیکھا کہ فوراً اُن کے شکم مین درد شدید پیدا ہوا گھر مین گئے اور قاضی عبد المقتدر تھا تیسری کہ اُس مجلس مین حاضر تھے سید کی تعظیم بجا لاکر عرض پرداز ہوے کہ مین یہی ایک لڑکا رکھتا ہون میری عاجزی پر رحم کرکے اُسے مجھے بخشیے سید نے فرمایا کہ وہ مرگیا ہوگا لیکن وہ فرزند کہ جو شکم مادر مین ہر اہل تقوے سے ہوگا اور شیخ محمد نے اُس درد سے فرصت نہ پائی فوت ہوے اور قاضی عبد المقتدر تھانیسری کو خدا نے اور فرزند عطا فرمایا شیخ نے اُن کا نام ابو الفتح رکھا چنانچہ وہ درویش اور دانشمند زمانہ ہوے اور اب تک اُن کا مقبرہ جون پور مین موجود ہے اور فیروز شاہ باربک نے صحبت سید اور شیخ کی مشاہدہ کرکے نواہون کو سید راجوے قتال کے سپرد کیا اور کہا موجب شرع کے جو کچھ لازم آوے اُس کی نسبت ویسا عمل مین لادین سید نے نواہون سے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا ہی شعار اسلام ظاہر کر اور جب اُس نے یہ فرمان قبول نہ کیا اُسے قتل کرکے اوچہ کی طرف مراجعت فرمائی اور مدت مدید اپنے برادر والا گہر کے قائم مقام ہوکر ارشاد عباد مین مشغول رہے اور بعد بمقتضاے اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعة ولایستقدمون شربت موت چکھکر بجوار رحمت ایزدی واصل ہوے اور مقبرہ اُن کا اُس مقام مین موجود ہے —

ذکر کبیر الدین اسمعیل علیہ الرحمہ کا

آنجناب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے مریدون مین سے ہین آن حضرت کے بعد وفات اُس جناب نے نسخۂ عوارف سید صدر الدین راجوے قتال سے پڑھ کر کمالات حاصل کیے اور جن دنون مین کہ نسخۂ عوارف پڑھتے تھے ایک مجذوب یحیٰی نام جو کشف وکرامات مین مشہور تھے کبھی کبھی اُس مجلس مین حاضر ہوتے تھے اور کہتے ہین کہ شیخ کبیر الدین اسمعیل کی عادت یہ تھی کہ آدھی رات کو اپنے پیر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی زیارت کو جاتے تھے اور انگشت شہادت

کے اشارہ سے دروازہ کھول کر مقبرہ مین داخل ہوتے تھے اور تہجد کی نماز پڑھ کر کلام اللہ ختم کر کے برآمد ہوتے تھے اور پھر انگشت شہادت سے گنبد کا دروازہ مقفل کرتے تھے قضارا ایک شب کو سچے مجذوب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی قبر پر حاضر تھے اُنھون نے شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کو دیکھکر پہچانا اور اُن کا ماجرا سید صدر الدین راجوے قتال کے سمع مبارک مین پہونچایا اور شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے نور باطن سے دریافت کیا اور اُس روز مزید خجالت سے اپنے اُستاد سید صدر الدین راجوے قتال کے پاس سبق پڑھنے نہ گئے سید خود اُن کے مکان پر تشریف لائے اور اُنھین اپنے ہمراہ دولتسرا مین لائے اور اُن کی تعظیم مین کوشش فرمائی اور نقل ہے کہ کبیر الدین اسمٰعیل کے دو فرزند تھے ایک کا نام عبد الشکور اور دوسرے کا اسم عبد الغفور تھا اور صورت و سیرت مین دونون بے نظیر تھے اور باوجود خردسالی شب و روز باپ کی خدمت مین بہ کسب علوم مشغول رہتے تھے اور بطریق درویشان دانا ساتھ آہستگی اور سخن سنجیدگی کے اوقات بسر کرتے تھے جب شیخ کی رحلت کا وقت قریب پہونچا دونون بیٹون کو اپنے روبرو بلا کر ارشاد کیا کہ جو مشکل تمھین پیش آوے میری قبر پر آن کر اظہار کرنا اللہ تعالےٰ کی توفیق سے اُس کا جواب سنو گے اور وہی ہوتا تھا کہ جو آنحضرت نے فرمایا تھا

خاتمہ بذکر کیفیت ہندوستان جنت نشان

تاریخ بابری مین مرقوم ہے کہ مملکت ہند مرکب اقلیم اول اور دوم اور سوم سے ہے اور اس کی کوئی سمت ساتھ اقلیم چہارم کے اتصال نہین رکھتی اور یہ مملکت مشتمل بر قواعد اور رسوم عجیب و غریب ہے اس کے بلاد اور شہر کسی اور ممالک سے مشابہت نہین رکھتے اور ہند اور اہل ہند کو بعضے رسوم مین اور زبان بدوی سے فی الجملہ کچھ مناسبت ہے اور کشمیر اس مملکت کے شمال مین واقع ہوا ہے اور دریاے عظیم کوہستان کشمیر اور اس حدود سے برآمد ہو کر ہر ایک ہند کے بلاد اور قریات مین جاری ہوے ہین چھ دریا غرب کی جانب سے روان ہو کر نواح ملتان مین ایک جا ہو کر آب سندھ سے پیوستہ ہوے اور ٹھٹہ کے قریب دریاے عمان یعنی سمندر مین گرتے ہین نام اُن کے یہ ہین ستلج اور بیاہ اور راوی اور بہت اور چناب اور سندھ اور دریاے بہت کو ایام قدیم مین جہلم کہتے تھے جیسا کہ اس زمانہ مین دریاے سندھ کو نیلاب بھی بولتے ہین اور ان چھ دریا کے ماورا اور بھی بہت سے دریا ہین کہ کہ اُن کا چشمہ کوہستان ہے مثل جون اور گنگ بزرگ اور رہٹ اور کوئی اور گنڈک اور سرو وغیرہ کہ مشرق کی طرف روان ہوے ہین اور ولایت بنگالہ سے گذر کر سب گنگا مین پیوستہ ہو کر دریاے محیط مین گرتے ہین اور علاوہ ان دریاؤن کے اور بھی دریا کہ چشمہ اُن کا سواے کوہستان مذکور کے ہے ہندوستان مین بھی بہت ہین مثل چنبل اور بناس اور سون اور سوہے چنانچہ یہ بھی گنگا مین

متصل ہوکر سمندر مین گرتے ہین اور دکن مین بھی نہرین بہت ہین مثل گنگ اور نربدا اور تپتی اور پورنہ اور گنگ گوچک اور کشنہ اور بھیورہ اور تمندرہ لیکن تین دریا سابق کے مغرب کی طرف روان ہین اور باقی مشرق کی طرف اور بسبب ہمواری زمین کے اکثر دریاؤن مین سے نہرین برآوردہ کرسکتے ہین کہ باغات اور زراعت کو بخوبی تمام سینچین اور باوجود اس کے بعض مقامون مین یہ بھی ممکن ہے کہ نہرین کھودکر پانی زراعت اور باغون مین پہونچا دین جو کہ اکثر ہند کی خلائق سیر آب و نسیم سے کچھ حظ اور ذوق نہین رکھتی بلکہ بحسب اتفاق اگر سفر مین خیمہ کسی ارباب اقتدار کا دریا کے کنارے نصب ہوتا ہے سراپردے دریا کی طرف ڈالتے ہین کہ پانی نظر نہ آوے اور ہند کی اکثر عمارات زندان سے بہت مشابہت رکھتی ہے اور شہرون اور قصبون مین اُس کی مطلق صفائی نہین لیکن شہر حیدرآباد گلکنڈہ کہ محمد علی قطب شاہ کا ساختہ اور پرداختہ ہے وہ البتہ لطافت اور صفائی مین اور ملکون سے دعوے ہمسری بلکہ برتری کا کرتا ہے کس واسطے کہ اُس کے ہر کوچہ و بازار مین ہمیشہ پانی کی نہرین کمال وسعت سے جاری رہتی ہین اور اُنمین پانی ہمیشہ جاری رہتا ہے اور دوکانین مع صحن دو طرفہ پختہ اور سنگین نہایت صفائی سے تعمیر ہین اور اطراف مین درخت سایہ دار موجود ہین اور ہند مین بہت جنگل سخت اور بیشہ پُر درخت بہت ہین کہ راجاؤن اور رعیت کی سرکشی کے باعث ہوتے ہین اور ولایت ہند آدمیون کی کثرت اور مویشی کی افزونی کے سبب کسی ملک سے مشابہت نہین رکھتی اور ویرانی اور آبادی اس کی نہایت آسان ہے کس واسطے کہ وہان کی رعایا کے چھپر کے مکان اور مٹی کے ظروف پر گذران ہے اور اس سے قطع تعلق کرکے ایک ساعت مین مواشی دوسرے مقام مین لے جاسکتے ہین اور فی الفور مثل اول کے مکان اور ظروف بہم پہونچاکر اپنے کاروبار مین مشغول ہوسکتے ہین اور اُس ملک کی زراعت خریف کہ سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے تعلق ہے آب باران کے سبب بہم پہونچتی ہے اور مزروعات ربیع کہ عقرب اور قوس اور جدی اور دلو سے تعلق رکھتی ہے بغیر اس کے کہ باران اور ندی اور کنوین کا پانی ایک قطرہ میسر ہووے شبنم اور سرما کے سبب بخوبی تمام پیدا ہوتی ہے اور موجب حیرت ہوتا ہے اور ہند کی ہوا بسبب قربت دریائے محیط اور کثرت بارش کے نہایت مرطوب ہے اور ہند مین تین فصلین مخصوص ہین اور ہر ایک فصل کے چار ماہ مقرر ہین اُنھین گرمی اور برسات اور جاڑا کہتے ہین اور بنا ان کی ماہ کی گردش قمر پر ہے مقابلہ سے مقابلہ تک لیکن تینون فصلون کی بنا چاند اور سورج دونون کی گردش پر رکھتی ہے کیفیت اُس کی یہ ہے کہ مثلاً ماہ قمری کا استقبال روز دوشنبہ ہو اور پندرھوین یا بیسوین کو تحویل سرطان ہووے اُس ماہ کا نام ساون اور دوسرے ماہ قمری کا اسم بھادون رکھا ہے و سال شمسی سے دس روز اور کسرے فرق ہوتا ہے تیسرے برس لوند کا ایک مہینا اعتبار کرتے ہین

اور اُس مہینے کو ایکبار برسات پر اضافہ کر کے اُس فصل کے پانچ ماہ قمری کرتے ہین اور ایکبار جاڑے
مین داخل کرکے اُس کے بھی پانچ ماہ کرتے ہین اور ایکبار گرمی مین داخل کر کے اُس کے بھی پانچ ماہ
کرتے ہین پس ہر ایک فصول ثلاثہ بزبان ہندی اس طور پر ہی اساڑھ ساون و بھادون اور کنوار یہ
چار ماہ برسات کے ہین سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے موافق لیکن چھبیس روز اور کسرے
برج میزان سے اعتبار کرتے ہین اور یہ کسر ماہ ہاے شمسی اور قمری کی تفاوت کے سبب سے ہی اور
دوسرے کاتک اور اگھن اور پوس اور ماگھ یہ چار ماہ جاڑے کے ہین ایام اواخر میزان سے ایام اواخر دلو تک
پس کچھ میزان سے جاڑے مین داخل ہوتا ہی اور کچھ دلو سے خارج اور پھاگن اور چیت اور بیساکھ اور
جیٹھ یہ چار مہینے گرمی کے ہین انتہاے گرمی سے بیسوین جوزا تک اور بارش کا زور شور اول دو ماہ
خوب رہتا ہی کہ جسے ساون اور بھادون کہتے ہین اور جاڑے کی شدت اور قوت دو ماہ اواخر مین
رہتی ہی کہ جنکا نام پوس اور ماگھ ہی اور قوت شدت گرمی کی دو مہینے آخر جیٹھ اور اساڑھ مین ہے
بسبب اس ملاحظہ کے سال شمسی چھ قسم پر منقسم ہوتا ہی اور ہر ایک کو ساتھ ایک اسم کے موسوم
کیا ہی یعنی ساون اور بھادون کو برکھا رت کہتے ہین اور کنوار اور کاتک کو سرورت کہتے ہین اور
اگھن اور پوس کو ہیونت رت اور ماگھ اور پھاگن کو سسیر رت اور چیت اور بیساکھ کو بسنت
رت اور جیٹھ اور اساڑھ کو گریکھم رت کہتے ہین دوسرے اعتبار مخصوصہ ہند سے یہ ہی کہ ہر ایک
رات اور دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کرتے ہین اور جس طرح اور ولایت کے باشندے شبانہ روز
کو ساتھ بارہ ساعت کے منقسم کر کے انھین ساعات اور موجہ کہتے ہین اُنھون نے بھی آٹھ قسم
کر کے ہر ایک قسم کا پہر نام رکھا ہی خلاصہ یہ کہ پہر کو فارسی مین پاس کہتے ہین اور رات اور دن
کے بارہ ساعت کو ساتھ تیس گھڑی کے قسمت کیا ہی چنانچہ ایک پہر باعتبار درازی اور کوتاہی
شب و روز کے ساڑھے سات گھڑی کا ہوتا ہی آیندہ کتب تواریخ کے ناظرین پر تمکین کے
ضمائر انجم نظائر پر پوشیدہ نہ رہے کہ خلاصہ مملکت ہند کو شاہان اسلام ادام اللہ آثارہم اپنے
تحت و تصرف مین لا کر ہمت والا نہمت کفر و ظلام کے آثار کے انہدام پر تعین رکھتے ہین لیکن
مملکت ہند کے اطراف و کنار پر ہند کے راجا عظیم الشان متصرف ہوکر بذریعہ باج و خراج
کے اپنی دولت و مملکت کی حفاظت کرتے ہین از انجملہ پانچ راجہ قوی شمال کی طرف واقع ہوے
ہین اور پانچ جنوب کی سمت اور ہر ایک ان راجاؤن سے کتنے چھوٹے راجاؤن کو اپنا محکوم رکھتے ہین
اور ایک بڑا راجہ دکن کی طرف ہی اور ولایت بہت اس کے زیر نگین ہے اور اُس طرف کے راجہ
اُس کے حکم کے محکوم ہین ایک اُن پانچ راجاؤن مین راجہ کوچ کا اور دوسرا راجہ جمو کا تیسرا راجہ نگرکوٹ
کا جو تھا راجہ کمایون کا پانچوان راجہ بہار کا اور راجہ کوچ کا عہدہ شغل سے بطناً بعد بطن مالک اپنی سرزمین کا

ہے لیکن اس مدت مین چار باران کے درمیان مین تغیر اور تبدل واقع ہوا اور یہ گروہ جواب مسند حکومت پر
تمکن رکھتا ہے قوم براہمہ کوہی سے ہے اور مردمان ہند کے نزدیک چندان اعتبار نہین رکھتے خلاصہ
یہ کہ ایک طرف ولایت اُن کے ساتھ ملک تبت کے اتصال رکھتی ہے اور دوسری سمت چین
تک پہونچی ہے اور تیسری طرف بنگالہ سے متصل ہوئی ہے اور جمو کا راجہ عہد سابق مین اعتبار تمام
رکھتا تھا کس واسطے کہ ستر قلعہ اُس کے تصرف مین تھے اور یہ طائفہ ملیاس سے ہے اور ملباس
قوم نوائر کے ساتھ برادری رکھتے ہین اور اول جو شخص اہل بہاریان کوہستان سے آیا راجہ
ترک ہے اور کیدرراج بھانجہ مہراج راجہ قنوج نے کہ گشتاسپ کا ہمسر تھا قلعہ جمو بنا کر کے اُس کو اُن
پہاڑون مین نگاہ رکھا اور قلعہ اُس کے سپرد کیا اور اُس نے اپنی قوم کے چار سو مرد سے کہ اکثر
مردانہ تھے اُن پہاڑون کو بضرب شمشیر لیا اور اپنی اولاد کے واسطے ایک ریاست بہم پہونچائی
اور وہ راجہ کہ اب مسند رائی پر متمکن ہے اکسٹھوان راجہ ہے لیکن قوت اپنے باپ اور دادا کی نہین رکھتا ہے
اور راجگان نگرکوٹ اسی قوم سے ہین اور ایک ہزار تین سو برس سے اس ملک کی باگ ریاست اپنے
کف اقتدار مین رکھتے ہین اور اس جماعت سے جو قوم کہ آگے تھی اُنھین نے بھی ہزار سال کے قریب
راج کیا اُس کے بعد اُس قوم کو حکومت پہونچی اور اصل و نسب ان کا معلوم نہین ہے اور راجہ نگرکوٹ
کا دو وجہ سے ہنود کے نزدیک معتبر ہے اول یہ کہ کانگڑہ سا قلعہ محکم اور سنگین رکھتا ہے دوسرے بتخانہ
درگا کا کہ ہنود ساتھ اُس کے اعتقاد بہت رکھتے ہین اُس کے تصرف مین ہے اور ہر سال زر خطیر اُس
بتخانہ سے حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ ہنود اطراف وجوانب سے فوج فوج اُس کی پرستش کو
آتے ہین اور زر وافر اُس پر نثار کرتے ہین اور راجہ کمایون کے قبضہ مین ملک بہت ہین اور یہ
طلا کہ بسبب دھونے کے حاصل ہوتا ہے اس مقام سے ہاتھ آتا ہے اور تانبے کی کان بھی اُس جگہ
ہے اور قسم قسم کے حیوانات اُس کی ولایت مین خوب ہوتے ہین اور قلعہ سنگین رکھتا ہے اور تبت سے
سنبھل کے حدود تک کہ داخل ہند ہے اس کی ولایت سر برآوردہ ہے اور اسی ہزار پیادہ اور سوار اسکے
ملازم ہین اور وہ شاہان دہلی کے روبرو اعتبار بہت رکھتا تھا اور ماورا اس کے خزانہ وافر اُس کے
تصرف مین ہے اور رسم اُس کے خاندان کی یہ ہے کہ جو شخص اپنے باپ دادا کے خزانون کی طرف دست
تصرف دراز کرے بے رشد اور نالائق اور گدا طبع ہووے اس سبب سے حالت تحریر تک بعد
رایان سابق چھپن خزانے ہر ایک کی مہر سے جمع ہوے ہین اور دریاے گنگ اور جمن دونون اس
ولایت سے برآمد ہوے ہین اور راجۂ بہار کا بھی صاحب اعتبار ہے اور زمین بہت اپنے تصرف مین رکھتا ہے
اور ہر ایک ان پانچ راجاؤن سے اپنے ممالک کے حوالی وحواشی کے بہت سے چھوٹے راجون کو محکوم
رکھتے ہین اور یہ پانچ راجہ کہ جن کا احوال تحریر ہوا کوہستان سوالک کے راجہ ہاے عمدہ ہین کہ ہندوستان

مین شمال کی طرف واقع ہوے ہین اور ابتدا ان کی سواد بجور سے ولایت بنگالہ تک گذری ہے اور
انتہا اس کی ہندوستان کے جنوب کے سمت کہ اکثر ریگستان ہی اور سرحد کچ اور مکران سے کوہستان
جھارکنڈ تک ملحق ہوا اور راجہ کچ اور راجہ امرکوٹ اور راجہ بیکانیر اور راجہ کہنکا اور راجہ جام راجہاے
معتبر سے ہین الغرض راجہ کہ ولایت اُس کی ملک سندھ کے قریب ہی حاکم گجرات کی فی الجملہ اطاعت
کرتے ہین اور پانی اُس ملک مین کم ہی اور وہان کے اکثر کنوون کی گہرائی دو سو گز ہی چنانچہ اونٹ بطبعیت
سے پانی کھینچتے ہین اور وجہ کم پانی آب زراعت کم ہوتی ہی اور وہان کے آدمیون کی خورش شیر
شتر ہے اور راجہ امرکوٹ راجہ ملک سندھ کا ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُس مقام مین پیدا
ہوا اور وہ ملک بھی اسی طرح کم زراعت اور کم آب ہی اور راجہ بیکانیر کا تمام راجاؤن سے دختر لیتا ہے
اور اپنی بیٹی کسی راجہ کو نہین دیتا ہی اور اسے پھرتیہ کہتے ہین اور کہنکا کا راجہ عظیم الشان ہی اور ولایت
اُس کی سندھ اور گجرات کے مابین ہی لیکن اس مین نہایت بیابان سخت اور بے درخت اور کم آب ہے
اور حاصل اُس ملک گھوڑے اور اونٹ سے ہی کس واسطے کہ مثل سرزمین کچ اور سندھ کے
اس ملک مین بسبب کمی کے زراعت خوب نہین ہوتی اور راجہ جام کہ ولایت اُس کی ساتھ گجرات
کے متصل ہی حاکم گجرات اگر قوی ہی تو پیشکش دیتا ہی ورنہ نہین دیتا اور پانی اس ملک مین بھی کم ہی اور
وہان کے آدمی اکل وشرب اور لباس مین عسرت کھینچتے ہین اور مدار اُن کی زیست کا شیر شتر اور گاے اور بھینس
پر ہی اور گھوڑے تازی وہان پیدا ہوتے ہین اور حاصل اس ملک کا اکثر گھوڑے سے ہے اور ان پانچون
راجون کے ولایات مین سواے باجرا اور جوار کے دوسرا غلہ میسر نہین ہوتا ہے اور حاصل
راجہاے مذکور کا اکثر اونٹ اور گھوڑے سے ہی اور ایک بڑا راجہ ہندوستان کا دکن کی جانب راجہ
کرناٹک ہی اور ایک ان کے راجاؤن سے کہ جس کا نام بجے چند تھا نو سو سال پہلے مسند رائی پر
متمکن تھا اس نے بیجانگر آباد کیا اور اُسے اپنے نام کے ساتھ مشہور کیا اور اُس کے بیٹون نے
اس کو مبارک جان کر اس کی آبادی مین کوشش بہت ظہور مین پہونچائی تھی یہان تک کہ آبادی اس کی
سمت کو سی پہونچی اور سال جو شخص کہ فساد ہندوستان مین ظاہر لایا اور بدعت اور سرکشی راجہ قنوج کے
ساتھ کی راجہاے کرناٹک کا دادا ہی چنانچہ سابق مین ذکر اس کا مذکور ہوا اور مہاراج کہ ہمعصر اُس کا تھا
اُس نے خروج کر کے شہراے حاکم دکن کو نکال دیا لیکن اولاد اُس کی بطناً بعد بطن راج پر قائم رہی
یہان تک کہ رام راج سنہ ۹۷۰ نو سو ستر ہجری مین حکام دکن سے لڑ کر مارا گیا اور بعد اسکے اسکے
فرزندون نے قوت بہم پہونچائی لیکن اس ملک مین طوائف الملوکی ظاہر آئی اور باقی احوال وہان
کے راجاؤن کا مولف نے طبقہ دکن مین مذکور کیا ہی اس واسطے یہان قلم انداز کیا وہان دیکھنے سے
ظاہر ہوسکتا ہے۔

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اُردو جلد دوم جسمین حالات شاہان دکن و بعض مشائخ ہند کے بڑی شرح و بسط سے مذکور ہین اور ترجمہ سابق مین کسی وجہ سے بعض بادشاہون کا کلی یا جزوی حال ساقط ہو گیا تھا اور جابجا اغلاط تھے اس مرتبہ اصل تاریخ فرشتہ سے مکمل مقابلہ و تکمیل تمام کے بعد بار پنجم مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین باہتمام و انتظام لالہ رام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع بماہ مئی سنہ ۱۹۳۳ع مطابق ماہ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ طبع ہو کر پسند عام ہوا۔

الحمد للہ اولاً و آخراً

اعلان

تاریخ ادب اُردو

کیا آپ چاہتے ہین کہ اُس زبان کی تدریجی اور پیہم ترقیون کو دیکھین جسکو آپ آج بولتے اور اُسے اُردو کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ اور کیا آپ معلوم کرنا چاہتے ہین کہ اُردو شاعری کا وہ ہرا بھرا پودھا جسکے سایہ مین آج آپ کا ذوق ادب لذتین اُٹھا رہا ہے کیونکر لگا کس نے لگایا۔ کب لگا۔ اسکی آبیاری کرنے والے کون لوگ تھے دکن والون نے اس سے کتنی ہمدردی کی۔ مدراس اور کرناٹک کہان تک اسکا بہی خواہ رہا۔ شاہجہان آباد اور شاہجہان آباد کے قلعۂ معلے کے رہنے والون نے کہان تک اسکو ہاتھون ہاتھ لیا۔ اور کیا کیا اسکی خدمت بجا لائے۔ اہل لکھنؤ نے کس طرح اسکے آنے پر دیدہ و دل کو فرش راہ بنایا اور کس کس طرح سے اسکو پروان چڑھایا۔ اسکے لئے آپ تاریخ ادب اُردو ملاحظہ فرمائیے اور دیکھئے کہ یہ کتاب نہ صرف زبان اُردو کی تاریخ ہی کہی جاسکتی ہے بلکہ اسمین ہندوستان کے تمام مشاہیر شاعرون۔ ولی۔ حاتم۔ میر۔ سودا۔ مصحفی۔ آتش۔ ناسخ۔ غالب۔ مومن، ذوق۔ وغیرہم کا پورا اور مکمل تذکرہ بھی ہے اور اسی کے ساتھ تمام نثر نویسون۔ آزاد۔ شبلی۔ نذیر احمد۔ ذکاءاللہ۔ سر سیّد۔ سجّاد حسین کا ذکر بھی ہے اُنکی تصانیف پر مکمل ریویو ہے مشہور ڈرامہ نگارون ناول نویسون اور ساتھ ہی ساتھ زمانہ موجودہ کے اہل قلم کا ذکر بھی ہے سب سے زیادہ یہ کہ یہ ایک البم بھی ہے یعنی اس کتاب مین قریب قریب سو تصویرین متقدمین کی شامل ہین جو کسی مین یکجائی طور پر نہین ملسکتین مطبع ہذا نے زر کثیر صرف کر کے اسکو طبع کیا ہے نہایت خوبصورت جلد ہے قیمت للعہ